سُبُلُ الہُدیٰ والرشاد

فِی

سیرتِ خیر العباد (اردو)

نہم - دہم

10 - 9



وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین

تصنیف:
حضرت امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ: پروفیسر ذوالفقار علی ساقی
دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف

زاویہ پبلشرز
دربار مارکیٹ، لاہور

سُبُلُ الہُدیٰ والرَّشَاد
فِی سِیرۃِ خیرُ العِبَاد ﷺ

(اُردو)



تصنیف:
حضرت امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ: پروفیسر ذوالفقار علی ساقی
دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف

زاویہ پبلشرز
دربار مارکیٹ ۔ لاہور
Voice:042-37248657 Fax:042-37112954
Mobile: 0300-9467047 - 0321-9467047 - 0300-4505466
Email : zaviapublishers@gmail.com

فہرست جلد نہم

فہرست جلد دہم

فتنے: جنگیں جو آپ ﷺ کے بعد رونما ہوں گی

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے معاملات اور ان کے متعلقات

پہلا باب

وہ نقود (کرنسیاں) جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عہد مبارک میں استعمال ہوتی تھیں

امام ابو سلیمان احمد بن خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ طیبہ جلوہ افروز ہوئے تو اہل مدینہ طیبہ دراہم کو گن کر معاملات کرتے تھے۔ اس پر حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا وہ فرمان دلالت کرتا ہے جسے انہوں نے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو خریدتے وقت فرمایا تھا۔ انہوں نے فرمایا: "اگر وہ چاہے تو انہیں ہلاک کر دے۔ وہ انہیں ایک بار شمار کر لے" اس سے ان کی مراد وہ دراہم تھے جو حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کے ثمن تھے۔ حضور شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اہل مدینہ کی راہنمائی فرمائی کہ وہ دراہم کا وزن کیا کریں۔ آپ نے اہل مکہ مکرمہ کے وزن کو معیار (کسوٹی) مقرر کی۔ دراہم کا وزن ان میں یہ تھا کہ ایک درہم میں چھ دوانق ہوتے تھے۔

اسلام کے سارے شہروں میں اسعدی درہم کا یہی وزن تھا۔ اسلام سے قبل شہروں میں دراہم کے مختلف اوزان ہوتے تھے۔ ان میں سے ایک درہم بغلی تھا۔ اس میں آٹھ دوانق ہوتے تھے۔ ایک الطبری درہم تھا۔ اس میں چار دراہم ہوتے تھے۔ وہ آدھے آدھے دراہم سے معاملات کرتے تھے۔ یعنی ایک سو بغلیہ اور ایک سو طبریہ دراہم۔ ان کے دو سو دراہم میں پانچ دراہم زکوٰۃ ہوتی تھی۔ جب بنو امیہ کا زمانہ آیا تو انہوں نے کہا اگر ہم نے بغلیہ دراہم ڈھالے تو لوگ گمان کریں گے کہ زکوٰۃ میں ان ہی کا اعتبار ہوگا۔ اس سے غریبوں کا نقصان ہوگا۔ اگر ہم نے الطبریہ دراہم ڈھالے تو اس سے دولتمندوں کو نقصان ہوگا۔ انہوں نے بغلی اور الطبری دراہم بنالئے اور انہیں دو دراہم بنا دیئے۔ ہر درہم میں سات دوانق رکھے۔

جہاں تک دیناروں کا تعلق ہے تو دینار ان کے ہاں روم کے شہروں سے آتے تھے۔ جب عبدالملک بن مروان نے دراہم اور دینار بنانے کا ارادہ کیا تو اس نے جاہلیت کے اوزان کے بارے سوال کیا۔ لوگوں نے اس کے لئے اتفاق کیا کہ مثقال میں اٹھائیس قیراط ہیں مگر ایک شاہی جبہ اور ہر دس دراہم میں سات مثقال ہیں۔ اس نے انہیں ڈھال لیا۔ علامہ خطابی کا کلام ختم ہوگیا۔

علامہ ماوردی نے الاحکام السلطانیہ میں رقم کیا ہے کہ اسلام میں درہم کا وزن چھ دوانق برقرار رہا، اور ہر دس دراہم میں سات مثقال ہوتے تھے۔ اس وزن کو برقرار رکھنے کے سبب میں اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ ایران میں تین اوزان

استعمال ہوتے تھے۔ ایک درہم مثقال کے وزن پر بیس قیراط کا تھا۔ ایک درہم مثقال کے وزن پر بارہ قیراط کا تھا اور ایک درہم مثقال کے وزن پر دس قیراط کا تھا۔ جب اسلام میں اندازہ لگانے کی ضرورت محسوس ہوئی تو ان تینوں اوزان کا وسط منتخب کیا گیا وہ مثقال کے قیراط یا بیالیس قیراط تھا۔

ایک قول یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مختلف دراہم ملاحظہ کئے۔ ان میں سے ایک بغلی درہم تھا۔ جس کا وزن آٹھ دوانق تھا' الطبری درہم کے چار دوانق تھے۔ یمنی ایک دانق کا تھا۔ انہوں نے فرمایا: "ملاحظہ کرو کہ لوگوں کے سارے طبقات زیادہ تر کس درہم کے ساتھ معاملات کرتے ہیں۔ زیادہ تر لوگ البغلی اور الطبری دراہم سے معاملات کرتے تھے۔ انہوں نے ان دونوں کو جمع کیا یہ بارہ دانق بنے۔ انہوں نے ان کا نصف لیا یہ چھ دوانق تھے۔ انہوں نے اسلامی درہم کو چھ دوانق رکھا۔ اسلام میں سب سے پہلے کس نے درہم ڈھالے۔ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسلام میں سب سے پہلے عبدالملک بن مروان نے دراہم ڈھالے۔

ابوالزناد نے لکھا ہے کہ عبدالملک نے حجاج کو حکم دیا اس نے عراق میں ۷۴ھ کو دراہم ڈھالے، جبکہ المداینی نے لکھا ہے "بلکہ یہ دراہم ۷۵ھ کے آخر میں ڈھالے گئے پھر اس نے ۷۶ھ میں گردونواح میں دراہم ڈھالنے کا حکم دیا۔ ایک قول یہ ہے کہ سب سے پہلے دراہم حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے برادر محترم حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے حکم سے ۷۰ھ کو دراہم ڈھالے۔ انہوں نے یہ کام اجزاء کو ضرب دے کر کیا، بعد میں حجاج نے انہیں تبدیل کر دیا۔" ماوردی کا کلام ختم ہو گیا۔

علامہ قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ "یہ نہیں ہو سکتا کہ حضور شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد ہمایوں میں اوقیہ اور درہم مجہول ہوں۔ ان کے اعداد و شمار سے زکوٰۃ واجب تھی۔ ان سے ہی خرید و فروخت اور نکاح ہوتے تھے۔ جیسے کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے انہوں نے مزید لکھا ہے۔ "ان احادیث طیبہ سے عیاں ہوتا ہے کہ جس شخص نے یہ گمان کیا کہ دراہم عبدالملک کے زمانہ تک معلوم نہ تھے۔ اس نے علماء کرام کی رائے سے انہیں جمع کیا۔ اس نے ہر دس دراہم کا وزن سات مثقال مقرر کیا، اور ایک درہم کا وزن چھ دوانق تھا۔ یہ قول باطل ہے۔ جو کچھ نقل کیا گیا ہے اس کا مفہوم یہ ہے اس وقت اسلام میں دراہم ڈھالنے کا عمل دخل نہ تھا اور وہ ایسی صفت پر تھے جو مختلف نہ تھی، بلکہ ایران' روم کے دراہم اور چھوٹے بڑے دراہم کا مجموعہ تھے۔ کچھ چاندی کے ٹکڑے تھے جنہیں ڈھالا نہیں گیا تھا، نہ ہی وہ منقوش تھے۔ بعض یمنی تھے بعض مغربی تھے اس نے اسلام میں دراہم ڈھالے۔ انہیں کم کیا۔ انہیں ایک ہی وزن پر ڈھالا۔ یا بعض اوقات وہ وزن کرنے سے مستغنی ہوتے تھے۔

انہوں نے چھوٹے اور بڑے دراہم جمع کئے اور ان کے وزن پر دراہم کو ڈھال لیا۔

امام رافعی نے لکھا ہے: "عصر اول کے لوگوں نے اس وزن کے اندازہ پر اتفاق کر لیا تھا۔ یعنی ایک درہم کا وزن چھ دوانق ہو گا، اور ہر دس دراہم میں سات مثقال ہوں گے نہ تو جاہلیت میں اور نہ ہی اسلام میں مثقال کو تبدیل کیا گیا۔"

امام نووی نے شرح المہذب الصحیح میں لکھا ہے: "جس امر کے اعتماد اور اعتقاد کا تعین ہو سکتا ہے وہ یہ ہے کہ حضور نبی

کریم ﷺ کے عہد ہمایوں میں مطلق درہم کا وزن اور مقدار معلوم تھی۔ مطلق بولتے وقت اسی پر اطلاق ہوتا تھا۔ اسی سے زکوٰۃ کی ادائیگی ہوتی تھی۔ دیگر حقوق شرعی مقداریں اسی سے ادا ہوتے تھے۔ اس سے یہ ممانعت نہیں آتی کہ وہاں اور دراہم موجود نہ ہوں جو اس مقدار سے کم وبیش ہوں۔ جب آپ ﷺ مطلق دراہم کا ذکر فرماتے تھے تو اسے اسی مفہوم پر محمول کیا جاتا تھا۔ یعنی ہر درہم چھ دوانق کا ہوتا تھا اور ہر دس دراہم میں سات مثقال ہوتے تھے۔ اسی پر اہل عصر اول سے لے کر ہمارے زمانہ تک اتفاق ہے۔ یہ روا نہیں کہ اس امر کے خلاف اتفاق کیا جائے جو حضور سید المرسلین ﷺ اور خلفائے الراشدین رضی اللہ عنہم کے عہد مبارک میں متفق تھا۔ جہاں تک دراہم اور دیناروں کی مقدار کا تعلق ہے تو الحافظ ابو محمد عبد الحق رحمہ اللہ نے کتاب الاحکام میں لکھا ہے کہ ابن حزم نے لکھا ہے میں نے اس شخص کے بارے پوری جستجو کی ہے جس کی تمیز پر مجھے اتفاق تھا۔ سب نے اسی پر اتفاق کیا ہے کہ مکہ مکرمہ میں سونے کے دینار کا وزن بیاسی جبہ اور مطلق جو کے جبہ کا تین اعشار تھے۔ مکہ مکرمہ کے درہم کا وزن ستاون جبہ اور چھ اعشاریہ جبہ تھا جبکہ ایک رطل مذکورہ دراہم میں سے ایک سو اٹھائیس دراہم کا ہوتا تھا۔"

امام نووی نے یہ قول لکھنے کے بعد لکھا ہے کہ بعض علماء کرام نے لکھا ہے کہ بغدادی رطل کا وزن ایک سو اٹھائیس دراہم اور درہم کے ساتویں حصوں کا چوتھائی تھا۔ یہ نوے مثقال بنتا ہے۔"

ابن سعد نے طبقات میں حضرت ابوالزناد سے روایت کی ہے کہ سب سے پہلے عبد الملک بن مروان نے دراہم اور دنانیر ڈھالے یہ سنہ ۷۵ھ کی بات ہے۔ وہ سب سے پہلا شخص تھا جس نے دراہم و دنانیر ڈھالے اور انہیں منقش کیا۔

الاوائل از عسکری میں ہے: "اس نے ان پر اپنا نام نقش کرایا"۔ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں حمیدی کی سند سے حضرت سفیان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: "سب سے پہلے جس شخص نے سات کا وزن مقرر کیا۔ وہ حارث بن ربیعہ تھے یعنی انہوں نے دس دراہم کو وزن کے اعتبار سے سات شمار کیا۔"

ابن عساکر نے حضرت مغیرہ سے روایت کیا ہے کہ سب سے پہلے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتل عبید اللہ بن زیاد نے زیوق کے دراہم بنائے۔ ذھبی کی تاریخ میں ہے کہ سب سے پہلے بلا دعرب میں عبد الرحمٰن بن حکم الاموی نے تیسری صدی میں اندلس میں سب سے پہلے دراہم بنائے۔ مشرق کی طرف سے جو دراہم ان کے پاس آتے تھے وہ انہی کے ساتھ معاملات طے کرتے تھے۔

ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں ابو جعفر سے روایت کیا ہے کہ قنطار پندرہ ہزار مثقال کا ہوتا ہے جبکہ ایک مثقال چوبیس قیراط کا ہوتا ہے۔ ابن جریر نے اپنی تفسیر میں سدی سے رب تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر میں لکھا ہے:

وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ (آل عمران: ۱۴)

اور خزانے جمع کئے ہوئے۔

"یعنی ڈھالنا حتیٰ کہ وہ دنانیر اور دراہم بن جائیں۔"

دوسرا باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خرید وفروخت

اس باب کی کئی انواع ہیں۔

ا۔آپ کا فروخت کرنا

امام بخاری نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک یہ خبر پہنچی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک شخص نے اپنے مدبر غلام کو آزاد کر دیا ہے اس کے پاس اس کے علاوہ کوئی مال نہ تھا۔آپ نے اس کو آٹھ سو دراہم میں بیچ دیا اور اس کی رقم اس شخص کو بھیج دی۔

امام مسلم اور ائمہ اربعہ نے ان سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: ایک غلام حاضر خدمت ہوا۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت را ئے بیعت کرلیا۔آپ کو احساس نہ ہوا کہ وہ غلام ہے۔اس کا آقا اس کے ارادہ سے آگیا آپ نے فرمایا:"یہ مجھے فروخت کردو" آپ نے اسے دو سیاہ فام غلاموں کے عوض خریدا، پھر اس کے بعد کسی کو بیعت نہ فرماتے حتیٰ کہ اس کے بارے پوچھ لیتے کہ کیا یہ غلام ہے۔

امام بخاری، امام ترمذی، امام نسائی، امام ابن ماجہ اور دارقطنی نے عبدالمجید بن وھب سے روایت کیا ہے۔
انہوں نے فرمایا:"مجھے حضرت العداء بن خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا:"کیا میں تمہیں وہ خط مبارک پڑھ کر نہ سناؤں جسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لکھوایا تھا۔"یہ وہ تحریر ہے جس پر عداء بن خالد نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خریدا تھا۔انہوں نے آپ سے غلام یا لونڈی خریدی جو عیب دار نہیں۔جو فاسق نہیں۔جو ممنوع نہیں ہے۔یہ ایک مسلمان کی دوسرے مسلمان کے ساتھ خرید وفروخت ہے۔"

۲۔آپ کا خریدنا

ائمہ اربعہ نے جبکہ امام ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے حضرت سوید بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔انہوں نے فرمایا:"میں اور مخرمہ عبدی ہجر سے گندم فروخت کرنے کے لئے لائے۔حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور پائجامہ خریدنے کے لئے ہمارے ساتھ سودا بازی کی۔ہمارے ہاں وزن کرنے والا تھا جو اجرت لے کر وزن کرتا تھا۔آپ نے اس سے فرمایا"وزن کرو اور پلڑا بھاری رکھو۔"

امام احمد، ابن ماجہ، ابوداؤد اور امام نسائی نے حضرت ابوصفوان مالک بن عمیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا:"میں ہجرت سے قبل بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔آپ نے مجھ سے پائجامہ خریدا اور مجھے پلڑا جھکا کر قیمت ادا کی۔

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے امام احمد اور ابو داؤد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے وہ کاروان خرید لیا جو آیا تھا۔ اس میں آپ کو ایک اوقیہ نفع ہوا۔ آپ نے اسے بنو عبدالمطلب کی بیوگان میں تقسیم کر دیا، اور فرمایا: "آئندہ میں وہ چیز نہ خریدوں گا جس کی قیمت میرے پاس نہ ہوگی۔"

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں تھا۔ میرا ایک اونٹ تھا جو آگے نکل جاتا تھا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسے جھڑکتے اور واپس لے آتے، پھر وہ آگے نکل جاتا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسے جھڑک کر واپس لے آتے۔ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "اسے مجھے فروخت کر دو۔" انہوں نے عرض کی: "یہ آپ کا ہی ہے۔" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اسے مجھے فروخت کر دو" انہوں نے آپ کو فروخت کر دیا۔ آپ نے فرمایا: "عبداللہ بن عمر! یہ تمہارا ہوگا تم ہی اس کے ساتھ جو چاہو کرو۔"

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: "میں ایک غزوہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں تھا۔ میں ایک اونٹ پر سوار تھا۔ اس نے مجھے تھکا دیا تھا۔ اس کے پاس سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گزرے آپ نے اسے مارا تو وہ اس رفتار سے چلنے لگا کہ پہلے اس رفتار سے نہ چلتا تھا، پھر مجھے فرمایا یہ مجھے وقیہ کے عوض فروخت کر دو" میں نے اسے آپ کے ہاں فروخت کر دیا۔ میں نے اپنے اہل خانہ پہنچنے کی استثناء کر لی۔ جب میں مدینہ طیبہ پہنچا تو میں وہ اونٹ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آپ نے مجھے اس کی قیمت ادا کر دی۔"

امام احمد نے صحیح سند کے ساتھ' عبد بن حمید اور امام حاکم نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی اعرابی سے اونٹنی یا اونٹنیاں خریدیں اور ان کی قیمت ایک وسق عجوہ کھجوریں دینے کا وعدہ کیا۔ آپ اپنے گھر تشریف لائے۔ آپ نے اس اعرابی سے فرمایا' عبداللہ! ہم نے تجھ سے عجوہ کھجوروں کے ایک وسق کے عوض اونٹنی یا اونٹنیاں خریدیں۔ ہم نے جستجو کی مگر ہم نے وہ کھجوریں نہ پائیں۔" اس اعرابی نے کہا' ہائے دھوکہ! ہائے دھوکہ! لوگوں نے اس اعرابی کو برا بھلا کہا۔ انہوں نے کہا "اللہ تعالیٰ تجھے برباد کرے کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دھوکہ کریں گے؟ بلکہ اے دشمن خدا! تو سب سے بڑا دھوکہ باز ہے۔"

حضور اکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اسے چھوڑ دو' حقدار کو گفتگو کرنے کا اختیار ہے" آپ نے اسے بلایا اور فرمایا' عبداللہ! ہم نے تمہاری اونٹنیاں خریدیں۔ ہمارا گمان تھا کہ ہمارے پاس وہ قیمت ہے جو ہم نے تیرے ساتھ طے کی ہے۔ ہم نے جستجو کی تو وہ قیمت ہمیں نہ مل سکی۔" اس اعرابی نے کہا "ہائے دھوکہ! لوگوں نے اسے برا بھلا کہا اور کہا "اللہ تعالیٰ تجھے برباد کرے کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دھوکہ کریں گے۔" حضور سراپا رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اسے چھوڑ دو۔ صاحب حق کو گفتگو کا اختیار ہے" آپ نے دو یا تین بار اسی طرح فرمایا جب دیکھا کہ وہ آپ کی بات نہیں سمجھ رہا تو آپ نے اپنے ایک صحابی سے فرمایا "تم خولہ بنت حکیم بن امیہ کے پاس جاؤ۔ انہیں کہو کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں حکم دے رہے ہیں کہ اگر تمہارے پاس عجوہ کھجوروں کا ایک

وسق ہے تو وہ ہمیں ادھار دے دو حتیٰ کہ ہم تمہیں ادا کر دیں ان شاء اللہ! وہ صحابی اس خاتون محترمہ کے پاس گئے، پھر واپس آئے اور عرض کی "حضرت خولہ عرض کر رہی ہیں" ہاں! یارسول اللہ ﷺ میرے پاس اتنی مقدار میں کھجوریں موجود ہیں۔ ایسے شخص کو بھیج دیں جو ان پر قبضہ کر لے" آپ نے اسی صحابی سے فرمایا" جاؤ اور وہ کھجوریں پوری کر کے لے آؤ" وہ گئے اور کھجوریں لے آئے۔ اس اعرابی کو دے دیں۔ وہ اعرابی آپ کے پاس سے گزرا آپ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے عرض کی" اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ آپ نے پورا دیا ہے عطا کیا ہے اور عمدہ طریقہ سے ادا کیا ہے۔" حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کے ہاں اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے بہترین وہ ہیں جو پورا پورا اور عمدہ طریقے سے ادا کرتے ہیں۔"

۳۔ بازار کی جگہ کو اختیار کرنا

الطبرانی نے حسن بن علی بن حسن بن ابی الحسن البراد نے انہوں نے حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ اس نے آپ سے عرض کی" میرے والدین آپ پر فدا! یارسول اللہ ﷺ میں نے بازار کے لئے ایک جگہ دیکھی ہے۔ کیا آپ اسے ملاحظہ نہیں فرمائیں گے" آپ نے فرمایا: "ہاں! آپ اس کے ہمراہ اٹھے، بازار کی جگہ تشریف لائے۔ آپ نے وہ جگہ پسند کی۔ اس پر اپنا پاؤں مبارک مارا اور فرمایا:" یہ بازار بہت عمدہ ہے۔ اسے نہ تو کم کیا جائے گا نہ ہی تم پر ٹیکس لگایا جائے گا۔"

ابن ماجہ کے یہ الفاظ ہیں: "حضور اکرم ﷺ النبیط کے بازار تشریف لے گئے۔ اسے دیکھا اور فرمایا:" یہ تمہارا بازار نہیں ہے پھر دوسرے بازار تشریف لے گئے اور فرمایا:" یہ تمہارا بازار نہیں ہے۔" پھر اسی بازار کی طرف واپس تشریف لائے اور اس میں چکر لگایا اور فرمایا:" یہ تمہارا بازار ہے اسے نہ تو کم کیا جائے گا نہ ہی اس پر ٹیکس ہو گا۔"

۴۔ بازار جاتے وقت کی دعا اور تاجران کو وعظ و نصیحت:

ابوبکر احمد بن عمرو ابن ابی عاصم نے کتاب البیوع میں حاکم نے مستدرک میں اور الطبرانی نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا:" جب آپ بازار تشریف لے جاتے یا بازار سے باہر تشریف لاتے تو یہ دعا مانگتے:

اللھم انی اسئلك من خیر ھذا السوق و خیر مافیھا واعوذبك من شرھا و شرمافیھا اللھم انی اعوذبك ان اصیب فیھا یمینا فاجرا۔ و صفقة خاسرة۔

الطبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ تاجروں کے ایک گروہ کے پاس سے گزرے اور فرمایا:" اے تاجروں کے گروہ! انہوں نے آپ کے فرمان پر لبیک کہا اور اپنی گردنیں لمبی کر دیں۔ آپ نے فرمایا:" رب تعالیٰ تمہیں روز حشر فجار اٹھائے گا مگر جس نے سچ بولا نیکی کی اور امانت ادا کی۔"

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے سوائے محمد بن اسحاق الغنوی کے حضرت واثلہ بن الاسقع سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"حضور اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لاتے تھے ہم تاجر تھے۔آپ فرماتے تھے"اے تاجروں کے گروہ! جھوٹ سے بچو"

الطبرانی نے محمد بن ابان الجعفی کی سند سے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ بازار تشریف لے جاتے تو یہ دعا مانگتے:

اللھم انی اسئلك من خیر ھذا السوق و خیر ما فیھا واعوذبك من شرھا و شر ما فیھا اللھم انی اعوذبك ان اصیب فیھا یمینا فاجرۃ او صفقة خاسرۃ۔

دوسری روایت میں یہ اضافہ ہے۔

اللھم انی اعوذبك من شر ھذہ السوق و اعوذبك من الکفر والفسوق۔

ابن ماجہ اور امام ترمذی نے (انہوں نے اس روایت کو حسن صحیح کہا ہے) حضرت رفاعۃ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ عیدگاہ کی طرف گیا۔لوگ خرید و فروخت کر رہے تھے۔آپ نے فرمایا: "اے گروہ تجار! انہوں نے آپ کی صدا پر لبیک کیا انہوں نے اپنی گردنیں اور نگاہیں آپ کی طرف اٹھائیں۔آپ نے فرمایا: تجار روز حشر فجار اٹھائے جائیں گے مگر وہ تاجر جو اللہ تعالیٰ سے ڈرا، نیکی کی اور سچ بولا۔"

امام احمد اور ائمہ اربعہ نے حضرت قیس بن ابی عزہ الجعلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"ہم مدینہ طیبہ میں خرید و فروخت کرتے تھے ہم خود کو سماسرہ کہتے تھے۔حضور اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔اس نام سے عمدہ ہمارا نام رکھا۔دوسری روایت میں ہے"البقیع میں آپ ہمارے پاس تشریف لائے۔آپ نے فرمایا:"اے گروہ تجار! خرید و فروخت کے وقت حق اور کذب جمع ہوتے ہیں" یا فرمایا" شیطان اور گناہ بازار میں موجود ہوتے ہیں۔یا ان بازاروں میں لغو اور قسم جمع ہوتے ہیں۔سچ کے ساتھ ان کا دفاع کرو۔"

۵۔ضرورت کے وقت بازار تشریف لے جانا اور ملاوٹ کرنے والے کا انکار کرنا

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"حضور شفیع معظم ﷺ بازار تشریف لے گئے۔آپ نے غلہ کا ڈھیر دیکھا۔اس میں اپنا ہاتھ ڈالا اس کے اندر سے گیلا غلہ نکالا۔جس پر بارش برسی تھی آپ نے غلہ فروش سے فرمایا"تمہیں کس نے اس امر پر ابھارا"اس نے عرض کی"مجھے اس ذات والا کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔یہ ایک ہی غلہ ہے" آپ نے فرمایا: تم نے گیلے کو علیحدہ اور خشک کو الگ کیوں نہ رکھا تا کہ لوگ وہ خریدتے جسے وہ جانتے جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں۔"

الطبرانی نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں آپ کے ہمراہ البقیع کے قبرستان کی طرف گیا۔آپ نے تھیلے میں دست اقدس ڈالا اور مختلف قسم کا غلہ نکالا، یا ملاوٹ شدہ غلہ نکالا۔آپ نے فرمایا:"جس نے ملاوٹ

کی وہ ہم میں سے نہیں۔"

ابن ماجہ نے حضرت ابو الحمراء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں نے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی۔آپ ایک شخص کے پاس سے گزرے۔اس کے برتن میں غلہ تھا۔آپ نے اس میں اپنادست اقدس ڈالا۔آپ نے فرمایا:"شاید تم نے ملاوٹ کی ہے۔جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں۔"

امام ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کیا ہے کہ حضورا کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ناپ تول کرنے والے صحابہ کرام سے فرمایا"تمہارے سپرد ایسا معاملہ کیا گیا ہے جس کی وجہ سے تم سے پہلے کی اقوام ہلاک ہوئی ہیں" یہ روایت موقوفاً بھی مروی ہے۔

امام احمد،امام مسلم،ابو داؤد،ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سیاح لا مکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بازار میں غلے کے ڈھیر کے پاس سے گزرے۔آپ نے اس سے پوچھا"تم کیسے فروخت کرتے ہو؟ اس نے آپ سے گزارش کی۔آپ پر وحی نازل ہوئی کہ آپ اس ڈھیر میں دست اقدس داخل کریں۔آپ نے اس میں اپنادست اقدس داخل کیا تو وہ تر تھا۔آپ نے پوچھا" غلے والے! یہ کیا ہے؟ اس نے عرض کی"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر بارش ہوئی ہے"آپ نے فرمایا:"تم نے اسے غلہ کے اوپر کیوں نہ رکھا تا کہ لوگ اسے دیکھ لیتے جس نے ملاوٹ کی،وہ ہم میں سے نہیں۔"

امام احمد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"حضورا کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غلے کے پاس سے گزرے جسے اس کے مالک نے سجا کر رکھا تھا۔آپ نے اس میں دست اقدس ڈالا تو اس میں ردی غلہ تھا آپ نے فرمایا: اسے علیحدہ اور اسے علیحدہ فروخت کرو جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں۔"

امام بخاری اور امام ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔انہوں نے فرمایا:"حضورا کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بازار تشریف لے گئے۔ایک شخص نے کہا ابوالقاسم! حضورا کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی طرف توجہ فرما ہوئے تو اس نے کہا"میں نے اسے بلایا ہے"آپ نے فرمایا:"میرے نام پر نام تو رکھ لیا کرو،لیکن میری کنیت پر کنیت نہ رکھا کرو"شیخان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"حضورا کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دن کے وقت باہر تشریف لائے۔آپ نے تو مجھ سے کلام کیا نہ ہی میں نے آپ سے بات کی،حتیٰ کہ بنو قینقاع کے بازار تشریف لے گئے پھر آپ واپس تشریف لے آئے......

۶۔حیوان کو متفاضل خریدنا اور قیمت مقررہ سے منع فرمانا

ابو داؤد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضورا کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک غلام کو دو غلاموں کے عوض خریدا۔

امام مسلم،ابن ماجہ،امام احمد،ابو داؤد اور امام ترمذی نے (انہوں نے اس روایت کو حسن صحیح کہا ہے) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے سات غلاموں کے عوض حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو حضرت دحیہ الکلبی سے خرید لیا۔

امام احمد اور امام الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت ابوسعید سے الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے ابوداؤد نے حضرت ابوہریرہ سے الطبرانی نے حضرت ابن عباس سے البزار نے حضرت علی سے الطبرانی نے حضرت ابوجحیفہ سے الطبرانی نے حضرت فضلہ سے امام احمد اور ابن ماجہ نے حضرت ابوسعید خدری سے روایت کیا ہے کہ آپ کے عہد ہمایوں میں مدینہ طیبہ میں گرانی ہوگئی۔ صحابہ کرام نے عرض کی "کیا آپ ہمارے لئے قیمتیں مقرر نہیں کریں گے؟ یا آپ ہمارے لئے قیمتیں مقرر کر دیں" یا "صحابہ کرام نے عرض کی" یارسول اللہ ﷺ قیمتیں مقرر کر دیں" یا "ایک شخص حاضر خدمت ہوا۔ اس نے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ قیمت مقرر کر دیں" آپ نے فرمایا: نہیں بلکہ اسی طرح چھوڑ دو" پھر ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا۔ اس نے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ کیا آپ ہمارے لئے قیمتیں مقرر نہیں کر دیتے" یا "ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا۔ اس نے عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم قیمتیں مقرر کر دیں۔" آپ نے فرمایا: "نہیں بلکہ اسی طرح چھوڑ دو" ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا۔ اس نے عرض کی "کاش! آپ ہمارے لئے قیمتیں مقرر کر دیں۔" آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ المسعر، القابض اور الباسط ہے" دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ بلند اور پست کرتا ہے" ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ المقوم اور المسعر ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ میں رب تعالیٰ سے اس طرح ملاقات کروں کہ تم میں سے کوئی ایک مجھ سے نفس، مال، عزت کے بارے ظلم کا تقاضا کر رہا ہو" ایک اور روایت میں ہے۔

"رب تعالیٰ مجھے اس طریقہ کے بارے نہ پوچھے جس کو میں نے تمہارے ہاں رائج کیا ہو، حالانکہ اس نے مجھے اس کا حکم نہ دیا تھا لیکن میں رب تعالیٰ سے اس کے فضل کا سوال کرتا ہوں۔"

تنبیہ:

زاد المعاد میں ہے: "آپ نے خرید و فروخت کی۔ رسالت کا تاج زرنگار سجنے کے بعد آپ کی خرید و فروخت زیادہ ہے۔ اسی طرح ہجرت کے بعد بھی۔ آپ کا چیز فروخت کرنا چند امور میں ہی محفوظ ہے۔ ان میں سے اکثر امور کسی اور کے لئے تھے، جیسے پیالہ فروخت کرنا یا ٹاٹ فروخت کرنا۔ اسی طرح مدبر غلام یعقوب کو فروخت کرنا۔ ایک غلام کو دو غلاموں کے عوض فروخت کرنا لیکن آپ کا خریدنا بہت زیادہ ہے۔"

تیسرا باب

اجیر بننا اور اجیر بنانا

اس کی کئی انواع ہیں۔

۱۔آپ کا اجیر بننا

زاد المعاد میں ہے۔"حضور سید مرسلین ﷺ اجیر بنے بھی اور اجرت پر کام بھی کرایا لیکن آپ نے اجیر بننے سے زیادہ اجرت پر کسی سے کام کرایا۔ آپ ﷺ سے روایت مروی ہے کہ آپ نے نزول وحی سے قبل اجرت پر بکریاں چرائیں۔اسی طرح حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا مال لے کر شام تشریف لے گئے۔"

امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:"اللہ رب العزت نے جو نبی بھی مبعوث فرمایا اس نے گلہ بانی کی۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عرض گزار ہوئے"آپ نے بھی؟ آپ نے فرمایا:'ہاں! میں قراریط پر اہلِ مکہ کی بکریاں چراتا تھا۔"

امام حاکم نے ربیع بن بدر کی سند سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے لئے دو سفر کئے۔ یہ سفر شام کی طرف تھے۔ یہ سفر قلوص جوان اونٹنی کے عوض تھا۔ میں کہتا ہوں کہ ربیع ضعیف ہے۔"ابن عربی نے لکھا ہے"اگر یہ روایت صحیح ہے تو یہ فتح کے ساتھ ہے اور یہ شام میں ہے"النہایہ میں ہے کہ جُرَش یمن کے صوبوں میں سے ایک صوبہ ہے جبکہ جَرَش شام کا ایک شہر ہے۔"

۲۔اجرت پر کسی سے کام کروانا

امام بخاری نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔حدیث ہجرہ میں ہے۔انہوں نے فرمایا:"حضور شفیع المذنبین ﷺ نے بنو دیل سے اجرت سے کام کروایا۔"

۳۔زمین بٹائی پر دینا

امام احمد نے حضرت ابن عمر سے امام احمد ابو داؤد اور ابن ماجہ اور دار قطنی نے حضرت ابن عباس سے اور ابن ماجہ نے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ جب فاتح اعظم ﷺ نے اہل خیبر پر فتح حاصل کی۔یہود کو وہاں سے جلا وطن کرنے کا ارادہ کیا۔جب آپ نے وہاں فتح حاصل کر لی تو یہ زمین اللہ تعالیٰ،اس کے رسول محترم ﷺ اور مسلمانوں کے لئے تھی۔آپ نے

یہود کو وہاں سے نکال دینے کا ارادہ فرمایا تو یہود نے آپ سے گزارش کی کہ آپ انہیں وہاں اس شرط پر ٹھہرنے دیں۔ وہ مسلمانوں کی طرف سے اس کی کفایت کریں گے اور ان کے لئے نصف پیداوار ہوگی" دوسری روایت میں ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اہل خیبر سے کھجوروں اور کھیتی کی نصف پیداوار پر معاملہ کیا۔ آپ نے ان سے فرمایا "ہم تمہیں اس وقت تک اس پر برقرار رکھیں گے جب تک چاہیں گے یا جب تک اللہ رب العزت نے تمہیں برقرار رکھا۔" وہ وہیں قرار پذیر رہے حتیٰ کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں جلاوطن کر دیا۔"

چوتھا باب

عاریۃً کوئی چیز لینا یا دینا

اس میں دو انواع ہیں۔

۱۔ آپ کا عاریۃً کوئی چیز لینا:

امام احمد، ابو داؤد، نسائی اور دار قطنی نے حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حنین کے روز آپ نے ان سے زرہیں ادھار لیں۔ انہوں نے عرض کی: "محمد عربی ﷺ کیا یہ غصب ہے؟ آپ نے فرمایا: "نہیں یہ عاریۃً ہیں اور ہم ان کے ضامن ہیں" ان میں سے بعض گم ہو گئیں۔ حضور سپہ سالار اعظم ﷺ نے فرمایا: "اگر تم پسند کرو تو میں یہ ادا کر دیتا ہوں" انہوں نے عرض کی: "نہیں" آج اسلام میرے دل میں اس طرح جا گزیں ہے کہ اس سے پہلے اس طرح نہ تھا۔"

ابو داؤد نے عبداللہ بن صفوان کی اولاد سے۔ سعد اور ابن ابی شیبہ نے عطاء بن رباح کی سند سے عبداللہ بن صفوان کی سند سے آل عبداللہ بن صفوان سے روایت کیا ہے کہ حضور سپہ سالار اعظم ﷺ نے صفوان سے اسلحہ ادھار لیا" دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: "صفوان! کیا تمہارے پاس اسلحہ ہے؟ صفوان نے عرض کی" کیا عاریۃً یا غصب؟ آپ نے فرمایا: "نہیں بلکہ عاریۃً" انہوں نے آپ کو تیس سے چالیس تک زرہیں ادھار دیں آپ غزوہ حنین کے لئے تشریف لے گئے۔ جب رب تعالیٰ نے مشرکین کو شکست سے دو چار کیا تو صفوان کی زرہیں جمع کی گئیں ان میں سے بعض زرہیں مفقود تھیں۔ حضور سراپا کرم ﷺ نے فرمایا: "اگر تم پسند کرو تو ہم تمہیں یہ ادا کر دیتے ہیں"

انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! آج میرے دل میں ایمان اس طرح جا گزیں ہے کہ اس سے پہلے اس طرح نہ تھا۔"

امام ترمذی نے روایت کیا ہے کہ آپ نے پیالہ عاریۃً لیا۔ وہ گم ہو گیا۔ ہم نے اس کی ادائیگی کی۔ شیخان نے ان سے

روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ مدینہ طیبہ میں گھبرا دینے والی آواز سنی گئی۔ آپ نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا گھوڑا عاریۃً لیا، جسے مندوب کہا جاتا تھا۔ آپ اس پر سوار ہوئے جب آپ واپس تشریف لائے تو فرمایا "ہم نے کچھ نہیں دیکھا۔ ہم نے اس گھوڑے کو سمندر پایا ہے۔"

امام بخاری نے ان سے روایت کیا ہے کہ ایک بار اہل مدینہ طیبہ گھبرا اٹھے۔ آپ حضرت ابوطلحہ کے گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ اس میں سست روی تھی۔ جب آپ واپس تشریف لائے تو فرمایا "ہم نے تمہارے گھوڑے کو سمندر پایا ہے" اس کے بعد اس کے ساتھ مقابلہ نہ ہو سکتا تھا۔

امام احمد نے حضرت صفوان بن یعلی سے اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: "جب میرے قاصد تمہارے پاس آئیں تو انہیں تیس زرہیں اور تیس اونٹ دے دینا" انہوں نے فرمایا: "میں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا یہ مضمونہ عاریۃً ہے یا مؤداۃ عاریۃً ہے۔ آپ نے فرمایا: "بلکہ مؤداۃ ہیں۔"

پانچواں باب

آپ کی مشارکت

امام احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ اور امام بیہقی نے حضرت سائب بن ابی سائب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اسلام سے قبل تجارت میں مشارکت کرتے تھے۔ فتح مکہ کے روز وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میرے بھائی اور شریک کو خوش آمدید! جو نہ تو دھوکا کرتا تھا نہ ہی شک کرتا تھا۔ سائب! جاہلیت میں تم ایسے اعمال بجالاتے تھے وہ تم سے قبول نہیں کئے جاتے تھے، لیکن آج سے تم سے عمدہ اعمال قبول کر لئے جائیں گے۔" یہ تلوار کے دھنی اور صلہ رحمی کرنے والے تھے۔

ابو یعلی اور بزار نے حسن سند کے ساتھ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا۔ آپ کو دو کھجوریں ملیں۔ آپ نے ایک کھجور خود رکھ لی جبکہ دوسری مجھے عطا کر دی۔"

الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے (سوائے عبداللہ بن امام احمد کے۔ یہ ثقہ اور مامون ہیں۔) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور حامیٔ بے کساں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک گری ہوئی کھجور دیکھی۔ آپ نے اسے پکڑا اور سائل کو عطا کر دیا۔ آپ نے فرمایا: اگر تم اس کے پاس نہ آتے تو یہ تمہارے پاس نہ جاتی۔"

چھٹا باب

آپ ﷺ کی وکالت اور وکیل بنانا

زاد المعاد میں ہے کہ آپ کا وکیل بنانا وکیل بننے سے زیادہ ہے۔ امام احمد، امام ترمذی، ابو داؤد اور دارقطنی نے حضرت عروہ البارقی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ کے سامنے سامان تجارت آیا۔ آپ نے مجھے ایک دینار عطا فرمایا اور فرمایا: "عروہ! اس تجارتی کارواں کے پاس جاؤ اور ہمارے لئے ایک بکری خریدو۔" میں تجارتی کارواں کے پاس آیا۔ مالک سے سودا بازی کی اور ایک دینار سے دو بکریاں خریدیں۔ میں انہیں ہانکتا ہوا آیا۔ مجھے ایک شخص ملا۔ اس نے میرے ساتھ سودا بازی کی۔ میں نے ایک دینار میں ایک بکری فروخت کی۔ میں دینار اور ایک بکری لے آیا۔ میں نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ یہ آپ کا دینار ہے۔ یہ آپ کی بکری ہے" آپ نے پوچھا "تم نے اس طرح کیسے کیا" میں نے ساری داستان عرض کی۔ آپ نے یہ دعا مانگی۔ "مولا! ان کے سودے میں برکت فرما" میں نے خود کو دیکھا میں کوفہ کے بازار میں کھڑا ہوتا۔ میں اپنے اہل خانہ میں جانے سے قبل چالیس ہزار کا نفع حاصل کر لیتا" امام احمد نے لکھا ہے "وہ لونڈیاں خریدتے اور فروخت کرتے تھے" امام ترمذی نے لکھا ہے "انہیں بہت زیادہ نفع حاصل ہوتا تھا۔ یہ سارے اہل کوفہ سے زیادہ مالدار تھے۔" امام احمد اور امام بخاری نے یہ اضافہ کیا ہے "اگر یہ مٹی بھی خرید لیتے تو اس میں انہیں نفع ہوتا۔"

ابو داؤد، ترمذی اور دارقطنی نے حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم نے حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کو بھیجا تا کہ وہ آپ کے لئے ایک دینار کے قربانی کے جانور خریدیں۔ انہوں نے یہ جانور ایک دینار کے خریدے اور دو دیناروں میں فروخت کر دیئے۔ ایک دینار کے پھر جانور خریدے اور جانور اور دینار بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں پیش کر دیئے۔ آپ نے فرمایا: "بکری کی قربانی کر دو۔ دینار کو صدقہ کر دو۔" آپ نے ان کے لئے ان کی تجارت میں برکت کی دعا کی۔

امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے تعلیقاً روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ نے مجھے رمضان المبارک کے صدقات جمع کرنے پر وکیل بنایا۔"

ابو داؤد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے خیبر کی طرف جانے کا ارادہ کیا۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا۔ میں نے عرض کی: "میں خیبر کی طرف جانے کا ارادہ رکھتا ہوں" آپ نے فرمایا: "جب تم میرے وکیل کے پاس پہنچو تو اس سے پندرہ وسق کھجوریں لے لینا اگر وہ تم سے نشانی طلب کرے تو اپنا ہاتھ گردن اور کندھے کے درمیان ہڈی پر رکھ دینا"

امام احمد نے حمید الشامی کی سند سے حضور نبی کریم ﷺ کے خادم حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور شفیع معظم

ساتواں باب

رہن رکھ کر کچھ خریدنا

امام احمد، شیخان، نسائی، ابن ماجہ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے کچھ خریدا اور اسے اپنی زرہ بطور رہن عطا کر دی اور دوسری روایت میں ہے کہ اسے اپنی لوہے کی زرہ بطور رہن دے دی۔"

امام احمد، امام بخاری اور امام بزار نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں ایک یہودی کے ہاں اپنی زرہ بطور رہن رکھی اور اپنے اہل بیت کے لئے غلے یا جو کے بیس صاع حاصل کئے۔"

امام احمد، امام ترمذی اور امام نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو اس وقت آپ کی زرہ تیس صاع جو کے عوض ایک یہودی کے ہاں رہن رکھی ہوئی تھی۔ آپ نے یہ جو اپنے اہل بیت کے خوراک کے لئے حاصل کئے تھے۔"

امام شافعی نے حضرت جعفر بن محمد سے اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی ابوشحم کے ہاں اپنی زرہ بطور رہن رکھی۔"

امام احمد اور ابن ماجہ نے حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جس روز آپ کا وصال ہوا۔ اس روز آپ کی زرہ ایک یہودی شخص کے پاس رہن رکھی ہوئی تھی۔"

حارث نے حضرت ابوزرعہ بن عمر اور ابن جریر سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے آپ سے کھجوروں کا تقاضا کیا۔ آپ نے اس سے مہلت مانگی۔ صحابہ کرام نے اسے جھڑکا تو اس نے کہا "میں آپ کے ساتھ جھگڑا کروں گا۔ میں مدینہ طیبہ سے نکل بھی گیا پھر بھی میں ان کھجوروں کا تقاضا ضرور کروں گا۔ بخدا! میں اپنی سر زمین کی طرف نہ جاؤں گا حتیٰ کہ ان کھجوروں سے زیادہ لے لی جائیں جن کا تقاضا میں آپ سے کر رہا ہوں۔ آپ نے بنوسلیم کی ایک عورت جدامۃ کی طرف پیغام بھیجا۔

آپ نے اسے کھجوریں ادھار دینے کا حکم دیا۔ اس خاتون نے کہا' جاؤ تول لو اور پوری کرلو" پھر آپ نے فرمایا: "یہ شخص تمہاری نصرت کا زیادہ محتاج تھا۔ اور میں اس امر کا زیادہ محتاج تھا جو حکم میرے رب نے مجھے دیا ہے کہ میں اپنی امانت کو عمدہ طریقے سے ادا کروں۔ اللہ تعالیٰ اس امت میں برکت نہیں ڈالتا جس کے کمزور کی نصرت نہ کی جائے" یا فرمایا' جس کا طاقتور

کام کرنے کی قدرت نہ رکھتا ہو۔"

ابن ماجہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "ایک اعرابی بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا وہ آپ سے قرض کا تقاضا کر رہا تھا۔ اس نے آپ سے سختی کی اس نے کہا کہ اگر آپ نے قرض ادا نہ کیا تو میں آپ سے جھگڑا کروں گا۔ صحابہ کرام نے اسے جھڑکا۔ انہوں نے کہا "تیرے لئے ہلاکت! کیا تو جانتا ہے کہ تو کسی ہستی کے ساتھ گفتگو کر رہا ہے۔ اس نے کہا "میں اپنا حق مانگ رہا ہوں" آپ نے فرمایا: "تم صاحب حق کے ساتھ کیوں نہ ہوئے؟" پھر آپ نے حضرت خولہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے ہاں پیغام بھیجا۔ آپ نے انہیں فرمایا "اگر تمہارے پاس کھجوریں ہوں تو تم ہمیں ادھار دے دو ہم تمہیں ادا کر دیں گے" انہوں نے عرض کی: "میرے والدین آپ پر نثار! ضرور! انہوں نے آپ کو کھجوریں ادھار دے دیں۔ آپ نے اس اعرابی کا قرض ادا کیا۔ آپ نے اسے کھلایا" اس نے عرض کی "آپ نے پورا حق ادا کیا ہے رب تعالیٰ آپ کو پورا حق دے۔ اس نے کہا "یہ بہترین لوگ ہیں۔ اس امت کو رفعت نصیب نہیں ہوتی جس میں کمزور کو ہکلا کر بولے بغیر حق نہیں ملتا۔"

آٹھواں باب

رہن رکھ کر اور رہن کے بغیر قرض لینا اور حسن ادائیگی

اسحاق، ابن ابی شیبہ، الطبرانی اور البزار نے حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: آپ کی خدمت میں ایک مہمان آیا۔ آپ نے مجھے ایک یہودی کے پاس بھیجا' آپ نے فرمایا: "اسے کہو کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں کہ رجب تک مجھے (غلہ) بیچ دو یا ادھار دے دو" میں اس یہودی کے پاس آیا، اور اسے اسی طرح کہا۔ اس نے کہا" بخدا! میں آپ کو نہ فروخت کروں گا نہ ہی ادھار دوں گا مگر رہن رکھ کر" میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا اور ساری بات عرض کر دی۔ آپ نے فرمایا: "بخدا اگر کاش! وہ مجھے فروخت کر دیتا یا مجھے ادھار دے دیتا۔ میں آسمان میں بھی امین ہوں اور زمین میں بھی امین ہوں۔ یہ لوہے کی زرہ اس کے پاس لے جاؤ۔" اس وقت یہ آیت طیبہ نازل ہوئی۔ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب اطہر کے لئے تسلی تھی۔

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا (طٰہٰ: ۱۳۱)

ترجمہ: اور آپ مشتاق نگاہوں سے نہ دیکھئے ان چیزوں کی طرف جن سے ہم نے لطف اندوز کیا' کافروں کے چند گروہوں کو یہ محض زیب و زینت ہے۔

الطبرانی نے الصحیح کے راویوں سے حضرت ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم

ﷺ نے ایک شخص سے لون کی کھجوریں ادھار لیں۔ جب وہ رقم کا تقاضا کرنے آیا تو رحمت عالم ﷺ نے فرمایا: "آج تو ہمارے پاس کوئی چیز نہیں کاش اتم کچھ دیر انتظار کرلو، حتیٰ کہ ہمارے پاس کچھ آ جائے جس سے ہم تمہارا قرض ادا کردیں اس شخص نے کہا "ہائے دھوکہ! حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس کے لئے اٹھے۔ حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ نے فرمایا: "عمر! اسے چھوڑ دو۔ صاحب حق کو گفتگو کرنے کا اختیار ہوتا ہے۔ خولہ بنت حکیم الانصاریہ کے پاس جاؤ۔ اس کے ہاں کھجوریں تلاش کرو۔" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گئے۔ انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ ہمارے پاس صرف ذخیرہ کی کھجوریں ہیں" آپ نے فرمایا: "وہی لے آؤ اور قرض اتار دو" جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وہ کھجوریں اس شخص کو دے دیں تو وہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا: "کیا تجھے مکمل مل گئی ہیں؟ اس نے عرض کی "ہاں! آپ نے مکمل دی ہیں اور عمدہ طریقے سے دی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اس امت میں سے اللہ تعالیٰ کے بہترین بندے وہ ہیں جو پورا پورا دیتے ہیں اور عمدہ طریقے سے ادا کرتے ہیں۔"

امام احمد، امام نسائی، اور ابن ماجہ نے حضرت ابی عبداللہ بن ابی ربیعہ المخزومی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: "جب سپہ سالار اعظم ﷺ غزوہ حنین کے لئے تشریف لے گئے تو آپ نے ان سے تیس ہزار یا چالیس ہزار یا اسی ہزار (دراہم) حاصل کئے۔ جب آپ واپس تشریف لائے تو آپ نے وہ قرض ادا کردیا، پھر آپ نے ان سے فرمایا "اللہ رب العزت تمہارے اہل اور تمہارے مال میں برکت ڈالے۔ قرض کی جزاء یہ ہے کہ اسے ادا کیا جائے اور تعریف کی جائے۔" ابن ابی عمر اور ابن ابی شیبہ نے اسماعیل بن ابراہیم سے اور وہ اپنے جدامجد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے قرض لیا۔

امام شافعی، امام احمد شیخان اور ابوداؤد کے علاوہ ائمہ اربعہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سراپا کرم ﷺ نے کسی شخص کا ایک دینار یا جوان اونٹ ادا کرنا تھا۔ وہ شخص قرض لینے کے لئے آیا۔ اس نے آپ کے ساتھ سختی کی حتیٰ کہ بعض صحابہ کرام نے اس کا ارادہ کیا۔ آپ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو صاحب حق کو گفتگو کا اختیار ہوتا ہے اسے جوان اونٹ دے دو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تلاش کیا، مگر انہیں اس سے عمر رسیدہ یا اس سے عمدہ اونٹ ملا۔ آپ نے فرمایا: اسے ہی خرید و اور اسے ادا کردو تم میں سے بہتر وہ ہوتا ہے جو ادائیگی کے اعتبار سے اچھا ہو" دوسری روایت میں ہے "آپ نے اسے اس کے اونٹ سے عمدہ اونٹ دینے کا حکم دیا" اس شخص نے عرض کی "رب تعالیٰ آپ کو پوری جزاء دے آپ نے پورا حق ادا کیا ہے۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے بہترین وہ ہے جو ادائیگی کے اعتبار سے عمدہ ہے۔"

امام بخاری اور ابوجعفر نے حضرت جریر سے اور احمد اور ابوداؤد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ نے میرا قرض دینا تھا۔ آپ نے نہ صرف میرا قرض ادا کیا بلکہ زائد بھی دیا۔"

البزار نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ اس نے آپ سے قرض کا تقاضا کیا۔ آپ نے اس سے نصف وسق لے رکھا تھا۔ آپ نے اسے ایک وسق عطا کیا۔ آپ نے اسے فرمایا نصف وسق تمہارا قرض ہے اور نصف وسق ہماری طرف سے تمہارے لئے ہے۔"

بزار نے ثقہ راویوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے ایک شخص سے چالیس صاع ادھار لئے۔انصاری صحابی کو ضرورت پڑی تو وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔آپ نے فرمایا:"ہمارے پاس کچھ نہیں آیا"اس شخص نے گفتگو کرنا چاہی تو آپ نے فرمایا:!صرف بھلائی کا کلمہ ہی کہنا' میں قرضہ ادا کرنے والوں میں سے بہترین ہوں۔" آپ نے چالیس صاع اس کا قرض اور چالیس صاع اسے زائد عطا کئے اور اسے اسی صاع عطا کئے۔

ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔وہ قرض یا حق کا تقاضا کر رہا تھا۔اس نے کچھ گفتگو کی' بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کا ارادہ کیا۔حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "قرض والے کو اپنے ساتھی پر تسلط حاصل ہوتا ہے حتیٰ کہ وہ قرض ادا کر لے۔"

امام احمد اور ابو یعلی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"حضور اکرم ﷺ سراپا جود و کرم نے مجھے حلیق نصرانی کے پاس بھیجا تا کہ وہ آپ کو فراخی تک کپڑے دے دے اس نے کہا"کیسی فراخی؟ محمد ﷺ کے پاس تو کچھ بھی نہیں" جب میں بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا:"اس دشمن خدا نے جھوٹ بولا ہے۔میں خریدنے والوں میں سے بہترین ہوں۔تم میں سے کوئی ایک مختلف پیوند لگا کپڑا پہن لے یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ اس سے اپنی اس امانت کے ساتھ حاصل کرے جو اس کے پاس نہیں ہے۔"

الطبرانی نے حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت خولہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

انہوں نے فرمایا:"حضور شفیع معظم ﷺ نے بنو ساعدہ میں سے ایک شخص کی ایک وسق کھجوریں دینا تھیں۔وہ کھجوریں مانگنے آیا۔آپ نے ایک انصاری صحابی سے فرمایا کہ وہ اسے کھجوریں دیں۔انہوں نے اسے اس کی کھجوروں سے کم درجے کی کھجوریں دیں۔اس نے انہیں قبول کرنے سے انکار کر دیا۔اس صحابی نے کہا"کیا تم حضور اکرم ﷺ کی کھجوروں کو رد کر رہے ہو؟اس نے کہا"ہاں!حضور سراپا عدل و انصاف ﷺ سے زیادہ عدل کرنے کا مستحق کون ہے؟ یہ سن کر آپ کی چشمان مقدس سے آنسو گرنے لگے' پھر فرمایا"اس نے سچ کہا ہے۔مجھ سے زیادہ کون عدل کرنے کا مستحق ہے؟ رب تعالیٰ اس امت کو بابرکت نہیں کرتا جس کا کمزور اس کے قوی سے حق نہیں لیتا۔وہ ہکلاتا نہیں۔خولہ!شمار کرو۔اسے لے جاؤ اور اس کا قرض ادا کرو۔"

امام مالک علیہ الرحمہ نے حضور ﷺ کے خادم حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"آپ نے کسی شخص سے جوان اونٹ ادھار لیا۔آپ کی خدمت میں صدقہ کے اونٹوں میں سے اونٹ پیش کئے گئے۔آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں بطور ادائیگی قرض جوان اونٹ دوں۔" میں نے عرض کی:"میں اونٹوں میں صرف عمدہ خوبصورت رباعی اونٹ ہی پاتا ہوں۔" آپ نے فرمایا:اسے یہی دے دو۔"لوگوں میں سے بہترین وہ ہوتا ہے جو عمدہ طریقے سے ادائیگی کرتا ہے۔"

الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت عبداللہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: کہ ایک یہودی بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔اس نے آپ سے کھجوروں کا تقاضا کیا۔اس نے آپ پر سختی کی۔صحابہ کرام نے

اس کا ارادہ کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "رب تعالیٰ اس امت کو بابرکت نہیں کرتا یا اس پر رحم نہیں کرتا۔ جن کا کمزور ہکلائے بغیر اپنا حق نہیں لے لیتا۔" پھر آپ نے حضرت خولہ بنت حکیم کی طرف پیغام بھیجا۔ ان سے کھجوریں ادھار مانگیں۔ اس شخص کو دیں پھر آپ نے فرمایا: "رب تعالیٰ کے پورا حق ادا کرنے والے بندے اسی طرح کرتے ہیں۔ اس کے پاس کھجوریں تو تھیں لیکن وہ عمدہ کھجوریں تھیں۔"

امام نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر تھا۔ ایک اعرابی نے عرض کی۔ "مجھے میرا جوان اونٹ ادا کریں" آپ نے اسے مسن اونٹ عطا کیا۔ اس نے عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ میرے اونٹ سے زیادہ عمر کا ہے۔" حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لوگوں میں سے بہترین وہ ہوتا ہے جو ادائیگی کے اعتبار سے اچھا ہوتا ہے۔"

نواں باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ضمانت

ا۔ امت مرحومہ کے اعمال صالحہ پر رب تعالیٰ کی طرف سے خاص ضمانت

ابوداؤد نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔ میں اس شخص کے لئے جنت کے اردگرد محل کی ضمانت اٹھاتا ہوں جو جھگڑا چھوڑ دے خواہ وہ حق پر ہو۔ جنت کے وسط میں محل کی ضمانت اس شخص کے لئے اٹھاتا ہوں جو جھوٹ کو چھوڑ دے، اور جنت کی رفعت پر محل کی ضمانت اس شخص کے لئے اٹھاتا ہوں جو اپنے اخلاق کو عمدہ کر لے۔"

الطبرانی نے جید سند کے ساتھ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سراپا یمن و برکت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تم اپنی طرف سے چھ امور کی ضمانت دو۔ میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ جب گفتگو کرو تو سچ بولو۔ جب وعدہ کرو تو پورا کرو جب تمہیں امین بنایا جائے تو ادا کرو۔ شرم گاہوں کی حفاظت کرو۔ نگاہیں جھکا لو اور اپنے ہاتھ روک لو۔"

امام احمد اور الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلاں شخص کی کھجور ہے میں اس پر اپنی دیوار تعمیر کر رہا ہوں" حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا "اسے وہ کھجور جنت میں کھجور کے عوض دے دو" اس نے انکار کر دیا حضرت ابودحداح اس کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا "مجھے اپنی کھجور میرے باغ کے عوض فروخت کر دو" اس نے اسی طرح کر دیا، پھر وہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے اور عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے وہ کھجور اپنے نخلستان کے عوض خرید لی ہے۔ اس کا اجر جنت میں کھجور بنا دیں۔ میں نے اسے آپ

کی خدمت میں پیش کر دیا ہے" آپ نے فرمایا: "ابو دحداح رضی اللہ عنہ کے لئے عمدہ کھجوریں۔" آپ نے انہیں کئی بار اسی طرح فرمایا ان کی زوجہ محترمہ آئیں تو انہوں نے کہا "ام دحداح! اس نخلستان سے نکل جاؤ۔ میں نے اسے جنت میں کھجور کے عوض فروخت کر دیا ہے۔"

اس بلند اقبال خاتون نے کہا "سودا نفع بخش ہو گیا" انہوں نے اسی طرح کے کلمات کہے۔

۲۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قرض کی ضمانت

ابو داؤد اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے دوسرے شخص کو پکڑ لیا۔ اس نے اس کے دس دینار دینے تھے۔ اس نے کہا "بخدا میں تجھ سے جدا نہ ہوں گا، حتیٰ کہ تو مجھے میرا قرض ادا کر لے یا اس کی ذمہ داری حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھا لیں" آپ نے اس سے پوچھا "تم اسے کتنی مہلت دیتے ہو؟ اس نے عرض کی "ایک ماہ کی" آپ نے فرمایا: "میں اس کی ذمہ داری اٹھاتا ہوں" آپ نے اس کے قرض کی ضمانت اٹھالی۔ وہ حسب وعدہ رقم لے آیا۔ آپ نے اس سے پوچھا "تمہیں یہ کہاں سے ملی ہیں؟ اس نے عرض کی "معدن سے" آپ نے فرمایا: "ہمیں ان کی ضرورت نہیں ہے۔ ان میں بھلائی نہیں ہے" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا قرض ادا کر دیا۔

۳۔ جو شخص مر گیا اس کے قرض کی ضمانت

شیخان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ جب آپ کی خدمت میں اس شخص کی میت کو لایا جاتا جس پر قرض ہوتا تو آپ پوچھتے کیا "اس نے اپنے قرض کی ادائیگی کے لئے کچھ چھوڑا ہے؟ اگر عرض کی جاتی کہ اس نے کچھ چھوڑا ہے تو آپ اس کی نماز جنازہ ادا کر لیتے، ورنہ مسلمانوں سے فرماتے "اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھ لو" جب فتوحات کے دروازے رب تعالیٰ نے کھول دیئے تو آپ نے فرمایا: "میں اہل ایمان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہوں۔ جس نے قرض چھوڑا اس کی ادائیگی مجھ پر ہے۔ جس نے مال چھوڑا وہ اس کے وارثین کے لئے ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہدیئے عنایات اور جاگیریں عطا کرنے کے بارے

پہلا باب

ہدیہ

اس میں کئی انواع ہیں۔

ا۔تحائف دینے کا حکم

حضرت ابراہیم حربی اور ابوبکر احمد بن ابی عاصم نے کتاب الاموال میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"تحفہ سینے کے غیظ و غضب کو ختم کر دیتا ہے۔"

۲۔تحفہ قبول کر لینا خواہ وہ قلیل ہی ہو اور اس پر بدلہ دینا

امام احمد' امام بخاری' ابوداؤد اور امام ترمذی نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تحفہ قبول کر لیتے تھے اور اس کا بدلہ دیتے تھے۔"

امام احمد' ترمذی اور ابن سعد نے (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سراپا رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"اگر چہ مجھے جانور کی پنڈلی کا باریک حصہ بھی تحفہ میں دیا جائے تو میں اسے قبول کر لوں گا۔اگر مجھے اس پر دعوت دی جائے تو میں اس کی دعوت کو قبول کر لوں گا"ایک روایت میں دستی کا ذکر بھی ہے۔"

اسی روایت کو امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

امام احمد اور الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے اور ابن سعد نے حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میری امی جان (دوسری روایت میں بہن کا ذکر ہے) نے مجھے تحفہ دے کر بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھیجا یا کسی چیز کے ساتھ بھیجا آپ نے اسے مجھ سے قبول فرمالیا۔"الطبرانی نے یہ اضافہ کیا ہے"مجھے میری امی جان نے انگور کا گچھا دے کر بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھیجا۔میں نے اسے کھا لیا۔میری والدہ ماجدہ نے عرض کی"کیا عبداللہ انگور کا گچھا

لے کر حاضرِ خدمت ہوا تھا؟ آپ نے فرمایا: "نہیں" اس کے بعد جب بھی آپ مجھے دیکھتے تو فرماتے "اے دھوکہ باز! اے دھوکہ باز!" تمام بن محمد رازی نے یہ روایت اس طرح نقل کی ہے "امی جان نے مجھے انگور کا خوشہ دے کر بھیجا۔ میں اس میں سے لیتا رہا، اور بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں پہنچنے سے قبل ہی اسے کھا گیا۔ جب میں آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ نے میرے دستِ اقدس کو مس کیا اور فرمایا: اے دھوکہ باز!

امام احمد نے حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "بعض اوقات میری بہن مجھے کوئی چیز دے کر بارگاہ رسالت پناہ ﷺ میں بھیجتی جسے انہوں نے کوٹ کر بنایا ہوتا تھا۔ آپ اسے مجھ سے قبول فرما لیتے تھے۔"

امام احمد اور امام بزار نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک اعرابی نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں تحفہ پیش کیا۔ آپ نے اس پر اسے انعام دیا۔ آپ نے پوچھا "کیا تم راضی ہو گئے ہو؟ اس نے عرض کی "نہیں" آپ نے اس میں اضافہ کر دیا پھر پوچھا کیا تم راضی ہو گئے ہو؟ اس نے عرض کی "نہیں" آپ نے اس میں اضافہ کر دیا، پھر پوچھا "کیا تم راضی ہو گئے ہو؟ اس نے عرض کی "ہاں۔"

ابویعلیٰ نے صحیح کے راویوں سے ابوبکر احمد بن عمر بن ابی عاصم نے صحیح سند سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص کو حمار کہا جاتا تھا۔ وہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں ایک بوتل گھی اور ایک بوتل شہد پیش کرتا تھا۔ جب مالک قیمت کا تقاضا کرنے آتا تو وہ اسے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں لے آتا اور عرض کرتا "یارسول اللہ ﷺ اس شخص کو اس کے سامان کی قیمت ادا فرما دیں۔ آپ صرف تبسم فرما ہوتے اور حکم فرماتے اور اس شخص کو ان اشیاء کی قیمت ادا کر دی جاتی۔"

الطبرانی نے حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے امام احمد نے صحیح کے راویوں سے اور ابویعلیٰ اور البزار نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضرت ام سنبلہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "میں بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں تحفہ لے کر آئی۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "حضرت ام سنبلہ حضور اکرم ﷺ کے لئے دودھ لے کر آئیں۔ مگر انہوں نے آپ کو موجود نہ پایا۔ میں نے انہیں کہا "حضور نبی محترم ﷺ نے ہمیں منع کیا ہے کہ ہم اعرابیوں کا کھانا کھائیں" حضور اکرم ﷺ اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے" آپ نے پوچھا "اے ام سنبلہ! تمہارے پاس کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ یہ دودھ ہے جسے میں بطور تحفہ آپ کی خدمت میں لے کر آئی ہوں" آپ نے فرمایا: "ام سنبلہ! دودھ ڈالو" انہوں نے دودھ ڈالا۔ آپ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بلایا انہیں پیالہ پکڑایا انہوں نے وہ دودھ نوش فرما لیا۔ "ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: آپ نے بنو اسلم کا دودھ نوش فرما لیا، پھر عرض کی" آپ تو بیان فرماتے تھے کہ آپ نے اعرابیوں کا کھانا کھانے سے منع فرمایا ہے" آپ نے فرمایا: "عائشہ! وہ اعرابی نہیں ہیں۔ وہ ہمارے دیہاتی اور ہم ان کے شہری ہیں۔ جب وہ دعوت دیں تو ان کی دعوت کو قبول کرو۔ وہ اعرابی نہیں ہیں۔" الطبرانی نے یہ اضافہ کیا ہے۔" آپ نے حضرت ام سنبلہ رضی اللہ عنہا کو فلاں فلاں وادی عطا کی۔ زادِ راہ عطا کیا۔ حضرت عبداللہ بن حسن نے ان سے ایک وادی خرید لی۔"

الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت عیاض بن عبداللہ سے اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں۔انہوں نے فرمایا:"میں نے آپ کی زیارت کا شرف حاصل کیا ایک شخص نے آپ کو شہد کی بوتل پیش کی۔آپ نے اسے قبول فرمالیا۔اس نے عرض کی۔آپ میری قوم (یا گھاٹی) کو محفوظ فرما دیں آپ نے اسے محفوظ فرمادیا اور اس کے لئے تحریر لکھوادی۔"

امام عبدالرزاق نے حضرت زید بن اسلم سے مرسل روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو وہ عورت ملی جو حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مقدسہ سے نکل رہی تھی۔وہ اپنے ہمراہ کوئی چیز اٹھائے ہوئے تھی۔آپ نے اسے فرمایا"کیا یہ کھانا ہے؟اس نے عرض کی"میں نے اسے حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پیش کیا،مگر انہوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔"حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:"کیا تم نے اسے ایک دفعہ قبول نہ کیا؟انہوں نے عرض کی:"یارسول اللہ ﷺ!یہ محتاج ہے یہ اس چیز کی مجھ سے زیادہ محتاج ہے۔"

آپ نے فرمایا:"تم نے اس سے یہ قبول کیوں نہ کرلیا اور اسے اس سے بہتر بدلا کیوں نہ دیا۔"

امام احمد اور ابن حبان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اہل دیہنہ میں سے ایک شخص تھا جسے زاہر کہا جاتا تھا وہ دیہات سے حضور نبی رحمت ﷺ کے لئے تحائف لایا کرتا تھا جب وہ عازم سفر ہونے لگتا تو آپ بھی اسے عطیات سے نوازتے تھے۔آپ فرماتے تھے"زاہر ہمارے لئے دیہات اور ہم اس کے لئے شہر ہیں۔"

ابن ابی شیبہ نے حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:میں نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں تر کھجوروں کا طشت پیش کیا۔دوسرے طشت میں چھوٹے چھوٹے کھیرے پیش کئے۔آپ نے ان میں سے تناول کیا اور مجھے مٹھی بھر سونا یا زیورات عطا کئے اور فرمایا:"ان میں سے زیبائش حاصل کیا کرو"الطبرانی نے ضعیف سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت حجاج بن غلاط سلمی نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں تلوار ذوالفقار پیش کی اور حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو خچر شہباء پیش کی۔"

۳۔اہل کتاب کے بعض بادشاہوں سے گھڑا قبول فرمالینا

امام احمد اور امام ترمذی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔امام ترمذی نے اس روایت کو حسن کہا ہے حضرت امام علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:"کسریٰ نے آپ کی خدمت عالیہ میں تحفہ بھیجا۔آپ نے اس سے قبول کرلیا۔قیصر نے آپ کی خدمت میں تحفہ بھیجا آپ نے اس سے قبول کرلیا۔بادشاہوں نے آپ کی خدمت میں تحائف بھیجے۔آپ نے ان سے قبول کر لئے۔"

ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"کسریٰ نے آپ کی خدمت

میں مَنّ (میٹھا گوند ترنجبین) کا گھڑا بھیجا۔حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ صحابہ کرام کو ایک ایک ٹکڑا عطا فرمانے لگے۔حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کو ایک ٹکڑا عطا فرمایا پھر واپس تشریف لائے اور انہیں ایک اور ٹکڑا عطا کیا۔انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ آپ نے مجھے عطا فرما دیا ہے" آپ نے فرمایا: "یہ ٹکڑا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی نوران نظر کے لئے ہے" یعنی ان کی بہنوں کے لئے ہے۔

امام احمد اور امام مسلم نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "البدر نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں سندس کا حلہ پیش کیا۔آپ ریشم پہننے سے منع فرماتے تھے۔لوگ اسے دیکھ کر متعجب ہوئے۔آپ نے فرمایا: "مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست تصرف میں میری جان ہے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے رومال جنت میں اس سے خوبصورت ہوں گے۔"

حارث رضی اللہ عنہ بن ابی اسامہ بزار الطبرانی ابن خزیمہ ابراہیم حربی ابن ابی شیبہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ القبط کے امیر نے آپ کی خدمت میں دو لونڈیاں پیش کیں جو بہنیں تھیں۔اس نے آپ کو ایک خچر بھی بطور تحفہ دی۔آپ مدینہ طیبہ میں اسی پر سوار ہوئے تھے۔آپ نے ایک لونڈی اپنے لئے مختص فرمالی۔اس کے ہاں حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے، جبکہ دوسری لونڈی حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو عطا فرمادی ایک کے ہاں "محمد" پیدا ہوئے۔بزار نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ بادشاہ ذی یزن نے آپ کی خدمت میں "مَنّ" کا گھڑا پیش کیا۔آپ نے اسے قبول کرلیا۔"

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "قبط کے بادشاہ مقوقس نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں شامیہ عیدان کی سرمہ دانی آئینہ اور کنگھی پیش کی بزار نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "مقوقس نے آپ کی خدمت میں قواریر کا پیالہ پیش کیا۔"

ابن ضحاک نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ نے سیراء کے حلوں میں سے ایک حلہ پہنایا۔اسے فیروز نے آپ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔

امام بخاری نے حضرت ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "ہم آپ کے ساتھ غزوہ تبوک کے لئے گئے۔ایلہ کے بادشاہ نے آپ کے لئے سفید خچر پیش کیا۔آپ نے اسے چادر عطا کی اور آپ نے ان کے لئے سمندر کے بارے میں تحریر لکھ دی۔

امام مسلم نے یہ روایت ان الفاظ میں نقل کی ہے "ایلہ کا قاصد آپ کی خدمت میں مکتوب لے کر آیا اور آپ کو سفید خچر پیش کیا۔آپ نے اسے تحریر لکھ کر دی اور اسے چادر عطا فرمائی۔"

ابراہیم حربی نے کتاب ھدی الاموال میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "یوحنا بن رؤبتہ نے آپ کی خدمت میں سفید خچر پیش کیا۔ابوداؤد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ روم کے بادشاہ نے سندس کا

جبہ آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ جیسے کہ پہلے گزر چکا ہے۔

۴۔امیر کا تحفہ قبول نہ فرمانا' امراء کے تحائف کے بارے میں آپ کا طریقہ اور صدقہ قبول نہ فرمانا

امام شافعی' امام احمد اور شیخان نے حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں وحشی گدھا پیش کیا۔ اس وقت آپ الابراء یا ودان کے مقام پر تشریف فرماتے تھے۔ آپ نے اسے قبول نہ فرمایا۔ جب میرے چہرے کے تاثرات دیکھے تو فرمایا "ہم نے یہ تحفہ اس لئے رد کیا ہے کیونکہ ہم حالت احرام میں ہیں۔"

امام احمد نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ آپ کی خدمت عالیہ میں ہرن کے گوشت کے سوکھے موٹے ٹکڑے پیش کئے گئے۔ آپ نے انہیں رد فرمادیا اور تناول نہ فرمایا۔

شیخان نے حضرت ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے الازد کے ایک شخص کو عامل مقرر کیا جسے ابن اللتبیۃ کہا جاتا تھا۔ جب وہ واپس آیا تو اس نے کہا "یہ تمہارے لئے ہے اور یہ مجھے بطور تحفہ دیا گیا ہے" آپ نے فرمایا: "تو اپنے باپ یا ماں کے گھر میں ہی کیوں نہ بیٹھ گیا، پھر دیکھا جاتا کہ اس کی طرف کوئی تحفہ لایا جاتا ہے یا نہیں۔ مجھے اس ذات بابرکات کی قسم! جس کے دست تصرف میں میری جان ہے کہ وہ اس میں سے جو چیز بھی لے گا تو وہ روز محشر اس طرح آئے گی کہ وہ اسے اپنی گردن پر اٹھائے ہوئے ہوگا۔ اگر وہ اونٹ ہوگا تو وہ بلبلا رہا ہوگا۔ اگر وہ گائے ہوگی تو وہ آواز نکال رہی ہوگی اور اگر وہ بکری ہوگی تو وہ مینگنیاں کر رہی ہوگی۔" پھر آپ نے اپنے دست اقدس بلند کئے حتیٰ کہ ہم نے آپ کی بغلوں کی سفیدی کو دیکھ لیا۔ آپ نے تین بار فرمایا "مولا! کیا میں نے پیغام پہنچا دیا ہے"

ابن سعد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ عون بن عبداللہ حبیب بن عبید الرجی اور رشید بن مالک سے روایت کیا ہے۔ ان سب نے فرمایا ہے: جب آپ کی خدمت اقدس میں کھانا وغیرہ پیش کیا جاتا تو آپ پوچھتے "کیا یہ صدقہ ہے یا ہدیہ ہے؟ اگر عرض کی جاتی کہ یہ صدقہ ہے تو اسے اہل صدقہ کی طرف پھیر دیتے یا فرماتے" اسے کھاؤ "مگر خود تناول نہ فرماتے اگر عرض کی جاتی کہ یہ ہدیہ ہے تو اسے قبول فرمالیتے اور اس میں سے اہل صدقہ کو بھی عطا فرماتے۔" حضرت ابوہریرہ کے الفاظ ہیں "آپ تحفہ قبول فرمالیتے اور صدقہ قبول نہ فرماتے" اس کتاب کے شروع میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کا قصہ گزر چکا ہے۔"

۵۔مشرکین کا ہدیہ رد فرمادینا

امام احمد' ابوداؤد' ترمذی' ابوبکر' احمد بن عمر بن ابی عاصم نے کتاب الھدایا میں حضرت عیاض بن حمار المجاشعی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ان کے مابین اور حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مابین بعثت سے قبل جان پہچان تھی۔ جب آپ مبعوث ہوئے تو انہوں نے آپ کو تحفہ بھیجا۔ میرا گمان ہے کہ وہ اونٹ تھا، مگر آپ نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ آپ نے فرمایا: "ہم مشرکین کا تحفہ قبول نہیں کرتے" دوسری روایت میں ہے میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اونٹنی یا ہدیہ پیش کیا۔ آپ نے مجھے

فرمایا "کیا تو نے اسلام قبول کر لیا ہے؟ میں نے عرض کی: "نہیں" آپ نے فرمایا: "مجھے منع کیا گیا ہے کہ میں مشرکین کا تحفہ قبول کروں۔"

موسیٰ بن عقبہ نے ثقہ راویوں سے عبدالرحمان بن کعب بن مالک سے روایت کیا ہے۔ اس کے راوی اہل کتاب میں سے تھے اور یہ روایت مرسل ہے کہ عامر بن مالک بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا یہ مشرک تھا اور اسے ملاعب الاسنۃ کہا جاتا تھا۔ اس نے آپ کو ہدیہ پیش کیا۔ آپ نے فرمایا: میں مشرکین کا ہدیہ قبول نہیں کرتا۔" بزار نے حضرت عامر بن مالک سے روایت کیا ہے۔ انہیں ہی ملاعب الاسنۃ کہا جاتا تھا۔ انہوں نے فرمایا: میں نے بارگاہ رسالت پناہ میں ھدیہ پیش کیا آپ نے فرمایا: "ہم مشرکین کا ہدیہ قبول نہیں کرتے۔"

امام احمد اور امام الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت عراک بن مالک سے روایت کیا ہے کہ حضرت حکیم بن حزام نے کہا "زمانہ جاہلیت میں مجھے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سب سے زیادہ پیارے لگتے تھے۔ جب آپ کے سر اقدس پر نبوت کا تاج سجا اور مدینہ طیبہ تشریف لے آئے تو حضرت حکیم حج کے لئے گئے۔ وہ کافر تھے۔ انہوں نے ذی یزن کا حلہ دیکھا جسے فروخت کیا جا رہا تھا انہوں نے اسے پچاس دیناروں میں خریدا تاکہ اسے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں بطور ھدیہ پیش کریں۔ انہوں نے ارادہ کیا کہ آپ اسے بطور ہدیہ قبول کریں مگر آپ نے انکار کر دیا۔ عبداللہ کا گمان ہے کہ آپ نے فرمایا: ہم مشرکین کی کوئی چیز قبول نہیں کرتے۔ اگر تم پسند کرو تو ہم اسے قیمتاً خرید لیتے ہیں۔ جب آپ نے بطور تحفہ قبول کرنے سے انکار کر دیا، تو میں نے اسے آپ کے ہاں فروخت کر دیا۔" الطبرانی نے یہ اضافہ کیا ہے" آپ نے اسے زیب تن کر لیا۔ میں نے آپ کو دیکھا۔ اس وقت آپ منبر پر جلوہ افروز تھے۔ میں نے کوئی چیز آپ سے حسین نہ دیکھی آپ نے وہ حلہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو عطا کر دیا۔

حضرت حکیم نے دیکھا کہ اسے حضرت اسامہ نے پہن رکھا تھا۔ انہوں نے کہا "اسامہ! کیا تم نے ذی یزن کا حلہ پہن رکھا ہے" انہوں نے فرمایا: "ہاں! بخدا! میں ذی یزن سے اور میرے والد گرامی اس کے باپ سے بہتر ہیں" میں مکہ مکرمہ گیا اور مشرکین کو اسامہ رضی اللہ عنہ کی بات سنا کر تعجب میں ڈالا۔"

۶۔ قریش، انصار، ثقیف، دوس اور اسلم کے قبائل کے علاوہ دیگر قبائل سے تحائف قبول کرنے سے انکار، زہر آلود بکری کے قصہ کے بعد جو تحفہ لے کر آتا اور اس پر اعتماد نہ ہوتا تو آپ اسے اس میں سے کھا لینے کا حکم دیتے، بعض صحابہ کرام کو حکم دیتے کہ وہ آپ کو سواری یا غلام ھبہ کر دیں

امام احمد، ترمذی، حارث بن ابی اسامہ اور امام بخاری نے الادب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "بنو فزارہ میں سے ایک شخص نے آپ کو ہدیہ پیش کیا دوسرے الفاظ میں ہے۔" ایک اعرابی نے آپ کی

خدمت میں اونٹنی پیش کی۔ یا جوان اونٹ پیش کیا۔ آپ نے اسے انعام دیا تو وہ ناراض ہوگیا یا آپ نے اسے چھ اونٹ دیئے تو وہ ناراض ہوگیا۔ آپ تک یہ بات پہنچ گئی آپ نے رب تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی، پھر فرمایا ''فلاں شخص نے مجھے اونٹنی پیش کی جسے میں اس طرح جانتا ہوں جیسے میں اپنے بعض اہل خانہ کو جانتا ہوں۔ یہ مجھ سے زغابات کے روز گم ہوگئی تھی۔ میں نے اس کے عوض چھ اونٹ دیئے۔ وہ ناراض ہوگیا۔ میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں صرف قریشی' انصاری' ثقفی اور دوسی سے ہی ہدیہ قبول کروں'' دوسری روایت میں ہے۔

''میں نے آپ کو سنا۔ آپ اس وقت منبر پر جلوہ افروز تھے۔ آپ فرما رہے تھے ''تم میں سے کوئی ایک تحفہ دیتا ہے۔ میں اتنی مقدار میں اسے عوض دیتا ہوں جو میرے پاس ہوتا ہے تو وہ ناراض ہو جاتا ہے۔ بخدا! آج کے بعد میں قریشی' انصاری' ثقفی یا دوسی کے علاوہ کسی سے ہدیہ قبول نہ کروں گا۔'' ابوداؤد اور نسائی نے اس روایت کو مختصر روایت کیا ہے۔

ابو یعلی نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے سرور کائنات ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ فرما رہے تھے۔ ''میں کسی اعرابی سے ہدیہ قبول نہ کروں گا۔'' آپ کی خدمت میں ام سنبلہ الاعرابیہ حاضر ہوگئیں۔

امام احمد' امام الطبرانی اور ابن ابی شیبہ نے حضرت یعلی بن مرہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا۔ مجھے یہ اونٹ بطور تحفہ دے دو یا مجھے فروخت کر دو'' اس نے عرض کی ''یا رسول اللہ ﷺ یہ آپ کا ہی ہے'' آپ نے اس پر صدقہ کا نشان لگایا، پھر اسے بھیج دیا۔

تنبیہ:

حضور نبی اکرم ﷺ نے عیاض بن حماد کا ھدیہ قبول نہ فرمایا، حالانکہ آپ ان کے علاوہ دیگر کفار کے تحائف قبول کر لیتے تھے۔ اس کی وجہ کیا ہے۔ علامہ خطابی نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ شبہ ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہو، کیونکہ آپ نے کئی مشرکین سے تحائف قبول کر لئے تھے۔ مقوقس نے آپ کو حضرت ماریہ اور خچر بطور ہدیہ بھیجیں۔ دومہ کے بدر نے آپ کو تحفہ بھیجا تو آپ نے ان کے تحائف قبول کر لیے۔ ایک جواب یہ ہے کہ آپ نے اس کا تحفہ اس لئے قبول نہ کیا تا کہ اس ردکی وجہ سے وہ آتش غیظ میں جلے اور اس کے اسلام لانے میں رغبت پیدا ہو۔ ایک جواب یہ ہے کہ آپ نے اس لئے رد فرما دیا تھا کیونکہ تحفہ دینے والے کی دل میں قدر پیدا ہو جاتی ہے۔ روایت ہے کہ تحائف دو اور محبت بڑھاؤ آپ کے لئے یہ روا نہ تھا کہ آپ کے قلب اطہر میں مشرک کے لئے میلان پیدا ہوتا۔ اسی میلان کے سبب کو منقطع کرنے کے لئے آپ نے اس کا تحفہ رد کر دیا، لیکن مقوقس' بدر' ماریہ اور دومتہ وغیرھما کے تحائف قبول کرنا اس کے برعکس ہے، کیونکہ وہ اہل کتاب تھے۔ مشرکین نہ تھے۔ اہل کتاب کا کھانا' اور ان کی خواتین سے نکاح کرنا مباح ہے۔ یہ حکم مشرکین کے بارے حکم کے مخالف ہے۔

امام بیہقی نے لکھا ہے کہ آپ نے یہ ہدیہ واپس کر دیا اس سے آپ کی مراد تحریم بھی ہو سکتی ہے اور تنزیہ بھی۔ مشرکین

اور اہل کتاب کے تحائف قبول کر لینے کی روایات زیادہ صحیح اور اکثر ہیں۔"

الحافظ نے لکھا ہے "الطبری نے ان روایات کو جمع کرنے کی سعی کی ہے کہ امتناع اس ہدیہ میں تھا جو آپ کے لئے خاص تھا جبکہ قبولیت اس ہدیہ کے لئے تھی جو مسلمانوں کے لئے تھا لیکن اس جواب میں اعتراض کی گنجائش ہے، کیونکہ جواز کے سارے دلائل اس ہدیہ کے لئے ہیں جو آپ کے ساتھ خاص تھا بعض علماء کرام نے اس طرح جمع کیا ہے کہ امتناع اس شخص کے لئے ہے جو ہدیہ سے دنیا کا ارادہ کرتا ہو اور قبولیت اس شخص کے لئے ہے جس کے لئے اسلام کی طرف رجحان اور تالیف ہو سکتی ہو۔ یہ وجہ پہلی وجوہات سے زیادہ قوی ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ شاید امتناع اہل شرک کے لئے ہو اور قبولیت اہل کتاب کے لئے ہو۔ ایک قول یہ ہے کہ شاید یہ آپ کے علاوہ دیگر امراء کے تحائف لینے کے بارے ہو۔ یہ آپ کے خصائص میں سے ہو، بعض علماء کرام نے لکھا ہے کہ قبولیت کی احادیث سے منع کی احادیث منسوخ ہیں بعض نے اس کے برعکس لکھا ہے۔ یہ تینوں وجوہات کمزور ہیں نسخ احتمال یا تخصیص سے ثابت نہیں ہوتا۔"

دوسرا باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عطیات

اس میں کئی انواع ہیں۔

۱۔ جو آپ کو کچھ عطا کرتا اسے آپ کا وعظ و نصیحت کرنا اور اسے واپس کر دینا۔

۲۔ بعض لوگوں کو تالیف قلب کرتے ہوئے عطا کر دینا اور بعض کے ایمان پر بھروسہ کرتے ہوئے چھوڑ دینا۔

حضرت عمرو بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ کی خدمت میں کچھ پیش کیا گیا۔ آپ نے ایک شخص کو عطا کیا اور دوسرے کو چھوڑ دیا۔

۳۔ صحابہ کرام وغیرھم کو ھدایا

امام احمد اور امام الطبرانی نے حضرت ام کلثوم بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا تو آپ نے انہیں فرمایا۔ میں نے نجاشی کی طرف ایک حلہ اور کچھ اوقیہ مسک بھیجی ہے۔ میرا خیال ہے کہ نجاشی کا وصال ہو گیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ تحائف مجھے واپس کر دیئے جائیں گے اگر یہ اشیاء واپس آ گئیں تو یہ تمہاری ہیں" پھر اسی طرح ہوا جس طرح آپ نے فرمایا تھا۔ آپ کے تحائف واپس لوٹا دیئے گئے۔ آپ نے اپنی ہر زوجہ محترمہ کو ایک ایک اوقیہ مسک عطا فرمایا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو بقیہ مسک اور حلہ عطا فرما دیا" اس روایت کو مسدد

امام احمد، ابو یعلیٰ، ابن حبان اور حاکم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اس طرح روایت کیا ہے۔

تیسرا باب

جاگیریں عطا فرمانا

اس باب میں کئی انواع ہیں:

ا۔ ایک گروہ کو جاگیر عطا فرمانا

امام احمد، امام ترمذی اور ابو داؤد نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں زمین عطا فرمائی۔ یہ زمین حضرموت میں تھی۔ ان کے ہمراہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا تا کہ وہ انہیں وہ زمین علیحدہ کر کے دیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا "مجھے اپنے پیچھے بٹھا لو" انہوں نے کہا "تم بادشاہوں کے پیچھے بیٹھنے والوں میں سے نہیں ہو۔" انہوں نے فرمایا: میں نے کہا "مجھے اپنے جوتے دے دو۔" انہوں نے کہا: "میری اونٹنی کے سایہ میں چل لو" جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مسند اقتدار پر جلوہ افروز ہوئے تو میں ان کی خدمت میں آیا انہوں نے مجھے اپنے ساتھ قالین پر بٹھایا۔"

امام شافعی نے حضرت یحییٰ بن جعدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ مدینہ طیبہ جلوہ افروز ہوئے تو لوگوں کو گھر عطا فرمائے۔ بنو زہرہ میں سے ایک قبیلے بنو عبد زہرہ نے کہا "ابن ام عبد نے ہم سے کنارہ کشی کی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "پھر رب تعالیٰ نے مجھے کیوں مبعوث فرمایا ہے۔" رب تعالیٰ اس امت کو بابرکت نہیں کرتا جن میں میں کمزور کا حق اسے نہیں ملتا۔"

امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار کو یاد فرمایا تا کہ بحرین میں انہیں زمین عطا فرمائیں۔ انصار نے عرض کی "حتیٰ کہ آپ ہمارے مہاجرین بھائیوں کو بھی اسی طرح زمین عطا فرما دیں۔ اس وقت آپ کے پاس یہ امر نہ تھا۔ آپ نے فرمایا: میرے بعد تم ترجیح دیکھو گے تم صبر کرنا حتیٰ کہ تم مجھ سے ملاقات کر لو۔"

الطبرانی نے حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے زمین کا یہ قطعہ عطا فرمایا اور یہ تحریر لکھوائی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"یہ وہ جگہ ہے جسے محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حضرت بلال بن حارث المزنی کو عطا کی ہے" آپ نے انہیں قبیلہ کے

معادن اس کے نشیب و فراز عشبہ ذات النصب قدس کے جس علاقے میں کاشت کاری ہو سکتی تھی عطا فرمایا۔ اگر وہ سچے ہوں یہ تحریر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے لکھی۔

امام احمد نے حضرت عمر بن عوف المزنی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال بن حارث المزنی کو معادن القبلیہ اس کے نشیب و فراز قدس کا وہ علاقہ بھی عطا فرما دیا جہاں کاشتکاری ہوتی تھی۔ آپ نے انہیں کسی مسلمان کا حق عطا نہ کیا۔ آپ نے ان کے لئے یہ تحریر لکھوائی "یہ وہ جگہ ہے جسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال بن حارث المزنی کو عطا کی۔ آپ نے انہیں قبیلہ کے معادن۔ بلند مقامات قدس کا وہ علاقہ عطا کر دیا جہاں کاشت کاری ہوتی تھی" آپ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی طرف مکتوب لکھا۔

امام مالک نے حضرت ربیعہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ان کے کئی علماء سے روایت ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال بن حارث کو معادن القبلیہ بطور جاگیر عطا فرمایا یہ علاقہ الفرع کے اطراف میں ہے۔ ان معادن سے آج تک صرف زکوٰۃ لی جاتی ہے۔"

ابو یعلی حضرات یحییٰ بن عمرو بن یحییٰ بن سلمہ الصمدانی سے وہ اپنے والد سے وہ ان کے دادا سے اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ حضور شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت قیس بن مالک کی طرف یہ مکتوب لکھوایا۔

سلام علیک ورحمتہ اللہ و برکاتہ و مغفرتہ۔ امابعد! میں تمہیں تمہاری قوم پر عامل مقرر کرتا ہوں تم ان کے عربی ان کے جمہور ان کے موالی اور ان کے خدام پر عامل ہو۔ میں تمہیں ذرہ بسارے زبیب خیران کی طرف دوسو صاع دیتا ہوں۔ یہ دوسو صاع تمہارے لئے اور تمہاری اولاد کے لئے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہیں۔ مجھے یہ پسند ہے کہ میں امید نہ کروں کہ میری اولاد باقی رہے ان کے عرب اہل بادیہ ہیں اور ان کے جمہور اہل قری ہیں۔"

امام احمد اور ابو داؤد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو زمین عطا کی۔ انہوں نے اپنا گھوڑا اس زمین پر حاضر کیا جسے داوی کہا جاتا تھا گھوڑا دوڑایا حتیٰ کہ وہ کھڑا ہو گیا، پھر اپنا کوڑا پھینکا۔ آپ نے فرمایا: "جہاں تک ان کا کوڑا گیا ہے وہاں تک جگہ انہیں دے دو۔"

اسحاق بن راھویہ نے ثقہ راویوں سے حضرت ابو جعفر رحمۃ اللہ علیہ سے منقطع روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بحرین میں جگہ عطا فرمائی تھی" انہوں نے پوچھا "آپ کے لئے گواہی کون دے گا؟ انہوں نے فرمایا: "حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ"

ابو داؤد نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور سراپا جود و عطا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو نخلستان عطا کیا۔ حضرت شیخان نے ان سے ہی روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو بنو نضیر کے اموال میں سے زمین عطا کی۔ یہ تین فراسخ پر مشتمل تھی۔ امام بخاری نے حضرت عروہ سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زبیر کو

بنونضیر کے اموال میں سے جاگیر عطا کی۔"

حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے فرمایا:"حضور سید عالم ﷺ نے مدینہ طیبہ میں کمان کے ساتھ خط کھینچا،اور فرمایا:میں تمہیں زائد دوں گا میں تمہیں زائد دوں گا۔"

الطبرانی اور البغوی نے ثقہ راویوں سے حضرت مجاعہ بن مرارۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا:"حضور اکرم ﷺ نے حضرت مجاعہ بن مرارۃ کو یمامہ میں زمین عطا کی جسے العوذہ کہا جاتا تھا آپ نے ان کے لئے یہ تحریر بھی لکھوائی:

"محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے حضرت مجاعہ بن مرارۃ کے لئے جو بنوسلمیٰ سے ہیں۔میں نے تمہیں العوذہ کی سرزمین عطا کر دی ہے۔جو اس کے بارے میری مخالفت کرے تو اس کے لئے عذاب آتش ہے۔" یہ تحریر یزید نے لکھی۔

ابن ابی حاتم اور الطبرانی نے عشیر یا عسیر یعنی لبید العدوی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے آپ سے وادی القریٰ میں زمین مانگی۔آپ نے انہیں وہاں زمین عطا فرما دی۔آج تک اس زمین کو بویرہ عشیرہ کہا جاتا ہے۔

الطبرانی نے حضرت ابوسائب سے اور انہوں نے اپنی دادی جان سے روایت کیا ہے۔یہ مہاجرات میں سے تھیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے انہیں عقیق کے مقام پر کنواں عطا فرمایا۔

الطبرانی اور ابن مردو نے حضرت اوفی بن مولہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں بارگاہ بے کس پناہ ﷺ میں حاضر ہوا۔آپ نے مجھے الغمیم عطا کیا اور ساتھ ہی فرمایا کہ پہلا سیراب ہونے والا مسافر ہوگا ہم میں سے ایک شخص کو چٹیل میدان میں کنواں عطا کیا جسے الجعو بیہ کہا جاتا تھا۔اس کنویں میں مال چھپایا جاتا تھا۔اس کا پانی شیریں نہ تھا۔لوگوں کو معادۃ العری عطا کی یہ جگہ یمامہ سے پرے تھی۔

ہم سب آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔آپ نے ہر ایک کے لئے تحریر چمڑے پر لکھوا کر عطا کی۔

امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن عبیداللہ بن ابی ملیکہ علیہ الرحمہ سے روایت کیا ہے کہ بنو جدعان کے غلام حضرت صہیب کی اولاد نے دو گھروں اور ایک حجرہ کا دعویٰ کر دیا کہ آپ نے یہ گھر اور حجرہ حضرت صہیب کو عطا فرمائے تھے۔مروان نے کہا۔تمہارے لئے اس کی گواہی کون دے گا؟ انہوں نے کہا"ابن عمر رضی اللہ عنہما" اس نے انہیں بلایا۔انہوں نے گواہی دی کہ حضور سراپا جود وعطا ﷺ نے حضرت صہیب کو دو گھر اور ایک حجرہ عطا کیا تھا۔مروان نے ان کی گواہی پر ان کی اولاد کے لئے فیصلہ کر دیا۔"

امام احمد نے حضرت ربیعہ الاسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"حضور سراپا رحمت ﷺ نے مجھے بھی عطا فرمایا،جبکہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو زمین عطا کی۔

ابوداؤد نے سبزہ بن عبدالعزیز بن ربیع جہنی سے وہ اپنے والد گرامی سے اور ان کے جد امجد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مسجد کی جگہ پر درخت کے نیچے قیام فرمایا،پھر تبوک کی طرف تشریف لے گئے۔بنوجہینہ الرحبہ کے مقام پر آپ کو جا ملے۔آپ نے انہیں فرمایا"ذوالمروہ کے مالک کون ہیں"انہوں نے عرض کی:"بنو رفاعہ بن جہینہ" آپ نے

انہیں فرمایا''میں نے یہ جگہ بنو رفاعہ کو عطا کر دی ہے''انہوں نے اسے باہم تقسیم کر لیا'بعض نے اپنا حصہ فروخت کر دیا اور بعض نے روکے رکھا۔''

ابو بکر احمد بن عمر بن عاصم النبیل نے بنو سلمہ میں سے حضرت مجاعتہ بن مرارہ یمانی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:''میں آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔آپ نے مجھے الغورہ'عوانتہ اور الجبل عطا فرمائے اور میرے لئے یہ تحریر لکھوا کر دی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

میں نے تمہیں العورۃ،العوانہ اور الجبل کا علاقہ بخش دیا ہے،جو تمہارے ساتھ جھگڑا کرے اسے میرے پاس لے آؤ۔''

پھر میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔انہوں نے مجھے الغواۃ کا علاقہ عطا کیا۔ان کے بعد میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔انہوں نے بھی مجھے ایک علاقہ عطا کیا۔''

سراج بن حلال بن سراج بن مجاعہ سے روایت ہے۔انہوں نے فرمایا:''میں وفد کی صورت میں حضرت محمد بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔میں نے ان کی خدمت میں یہ مبارک خط پیش کیا انہوں نے اسے بوسہ دیا اور اسے اپنی آنکھوں پر رکھا۔

۲۔علاقہ عطا فرمانے کے بعد واپس لینا'جبکہ آپ کے لئے عیاں ہوا کہ یہ علاقہ نہیں دیا جاسکتا

باوردی نے حضرت ابیض بن حمال رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ وفد کی شکل میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے۔آپ سے گزارش کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں الملح کا علاقہ عطا فرمادیں جسے شد المآرب کہا جاتا ہے۔آپ نے یہ علاقہ انہیں عطا فرمادیا۔جب وہ جانے لگے تو حضرت اقرع بن حابس نے عرض کی''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جاہلیت میں الملح گیا تھا یہ ایسی زمین ہے جس میں پانی نہیں ہے جو وہاں جاتا ہے یہ علاقہ اسے پکڑ لیتا ہے۔یہ میٹھے پانی کی طرح ہے آپ نے یہ زمین ان سے واپس لے لی۔''دوسری روایت میں ہے''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابیض بن حمال سے فرمایا کہ وہ الملح کا علاقہ واپس کر دیں'' انہوں نے عرض کی:''میں اس شرط پر اسے واپس کرتا ہوں کہ آپ اسے صدقہ بنادیں۔''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔یہ تمہاری طرف سے صدقہ ہے۔یہ آب رواں کی طرح ہے یہ میٹھے پانی کی طرح ہے جو اس میں جاتا ہے وہ اسے پکڑ لیتا ہے''آپ نے انہیں وغیل سرزمین عطا کر دی جو الجوف کے مقام پر تھی۔''

دارمی'ابوداؤد'ترمذی (انہوں نے اس کو غریب کہا ہے) نسائی'ابن ماجہ'ابن حبان'دارقطنی'الطبرانی نے الکبیر میں' ابن ابی عاصم'باوردی'ابن قانع اور ابونعیم نے صحابہ میں حضرت ابیض بن حمال سے روایت کیا ہے کہ وہ وفد کی صورت میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے اور مارب کے مقام پر الملح کا علاقہ مانگا۔آپ نے انہیں عطا کر دیا۔جب وہ جانے لگے تو

اسی محفل میں سے ایک شخص نے کہا "کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ نے اسے کون سا علاقہ عطا فرمادیا ہے۔ وہ تو آب رواں ہے۔ آپ اس سے واپس لے لیں۔ آپ نے پوچھا "الاراک کی حفاظت کیسے ہوتی ہے؟ اس نے کہا "اونٹوں کے پاؤں ان تک نہیں پہنچ سکتے" آپ نے فرمایا: "پھر نہیں۔"

ابو داؤد نے محمد بن حسن مخزومی سے روایت کیا ہے "اس جملے "انہیں اونٹوں کے پاؤں نہیں پاسکتے" کا مفہوم یہ ہے کہ اونٹ انہی کے سروں کے اوپر سے کھاتے ہیں اور اوپر سے بچ جاتا ہے۔"

۳۔ جو علاقے ابھی تک فتح نہ ہوئے تھے انہیں عطا فرمادینا

امام احمد نے صحیح کے راویوں سے حضرت ابو ثعلبہ الخشنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے ملک شام کی فلاں فلاں زمین لکھ دیں اس وقت آپ نے یہ علاقے فتح نہ فرمائے تھے۔ آپ نے فرمایا: "مجھے اس ذات بابرکات کی قسم جس کے دست تصرف میں میری جان ہے۔ یہ علاقے ضرور فتح ہوں گے" آپ نے میرے لئے وہ علاقے لکھ دیئے۔

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے ملک شام کی فتح سے قبل آپ سے شام کی زمین مانگ لی۔ آپ نے وہ علاقہ مجھے عطا کر دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں وہ علاقے فتح ہوئے۔ میں نے ان سے کہا "حضور فاتح اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فلاں علاقہ عطا فرمایا تھا" حضرت عمر فاروق نے اس علاقے کا ثلث ابن سبیل کے لئے ثلث اسے آباد کرنے والوں کے لئے اور ثلث ہمارے لئے مختص فرمادیا۔"

۴۔ اللہ رب العزت کے لئے ممنوعہ علاقے

الطبرانی اور البزار نے صحیح کے راویوں سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کوئی چراگاہ نہیں مگر وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے۔"

امام احمد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نقیع کی چراگاہ کو مسلمانوں کے گھوڑوں کے لئے محفوظ فرمایا۔ الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے ان سے ہی روایت کیا ہے کہ آپ نے الربذہ کی چراگاہ کو صدقے کے اونٹوں کے لئے مختص فرمایا۔

تنبیہات

۱۔ الحافظ شمس الدین بن ناصر الدین الدمشقی نے کہا ہے "صاحب، امام، سفیر الخلافتہ ابو محمد عبداللہ بن محمد بن ابی الحسن البادرائی نے کہا (میں کہتا ہوں کہ یہ دمشق میں عظیم الشان مدرسہ البادرائیہ کے سربراہ تھے) انہوں نے ایک مکتوب گرامی دیکھا جو حضرت امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے لکھا تھا۔ انہوں نے اسے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے لکھا

تھا۔تحریر یہ تھی:

''یہ وہ علاقہ ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ نے حضرت تمیم داری اور ان کے بھائیوں کو عطا کیا ہے۔عیرون' المرطوم' بنت عینون' بنت ابراہیم اور جو کچھ ان میں ہے وہ سب کا سب ان کے لئے ہے۔''

یہ حکم نافذ ہوگیا۔یہ علاقہ ان کے سپرد کر دیا گیا۔یہ ان کے لئے اور ان کی نسل کے لئے تھا۔جس نے انہیں اذیت دی اسے رب تعالیٰ نے اذیت دی جس نے انہیں اذیت دی اس پر رب تعالیٰ کی لعنت ہو۔

حضرت ابو بکر صدیق' حضرت عمر فاروق' حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم اس پر گواہ بنے۔اس تحریر کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے لکھا۔میں نے بھی گواہی دی میں نے کہا''دو جگہوں میں ابو داود کے ساتھ حکایت کے طور پر ہے۔''

۲۔ حکایات تواترہ سے ثابت ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت تمیم' ان کے بھائی' ساتھیوں اور اولاد کو بیت المقدس کی سرزمین میں دیہات عطا فرمائے۔ان کے لئے تحریر لکھوائی۔اس میں اس پر لعنت فرمائی جو ان کا مقابلہ کرے۔یہ تحریر ان کے پاس اس زمانہ تک ہے۔الحافظ ابن حجر' شمس الدین محمد بن ناصر الدین دمشقی اور امام سیوطی نے اس کے بارے تصانیف بھی لکھیں، جو اس کی صحت پر دلالت کرتی ہیں۔ہر تصنیف میں وہ کچھ ہے جو دوسری میں نہیں۔جو زیادہ معلومات حاصل کرنے کا خواہاں ہو' وہ ان کی طرف رجوع کرے۔''

۳۔ جس وقت حضرت امام غزالی رضی اللہ عنہ دمشق میں تھے اس وقت کسی ظالم نے حضرت تمیم داری کی اولاد کے ساتھ مقابلہ کیا اور اس سے جاگیر واپس لینے کی کوشش کی۔امام غزالی نے اس کے کفر کا فتویٰ دے دیا۔

نکاح' طلاق اور ایلاء

پہلا باب

متفرق آداب

اس باب میں کئی انواع ہیں۔

۱۔آپ کی نکاح کرنے کی ترغیب اور نکاح نہ کرنے کی ممانعت

ابن ابی الدنیا نے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"نکاح کرنا' حیاء کرنا' خوشبو لگانا اور مسواک کرنا مسلمانوں کی سنن (طریقوں) میں سے ہیں۔ابن عدی نے حضرت جابر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ سے یہ روایت نقل کی ہے"حلم" حیاء' خوشبو اور زیادہ نکاح مرسلین عظام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنن میں سے ہیں۔" روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"اے جوانو! کے گروہ! تم میں سے جو طاقت رکھتا ہے۔وہ شادی کر لے۔اس سے نظر جھک جاتی ہے'اور شرم گاہ کو تحفظ نصیب ہوتا ہے۔جس میں یہ طاقت نہ ہو تو وہ روزے رکھے۔اس سے شہوت کمزور ہو جاتی ہے۔"

۲۔جس عورت کو پیغام نکاح دیا جائے اسے دیکھ لینے کا حکم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس شخص کا چہرہ پھیر دینا جو غیر محرموں کو دیکھ رہا تھا

امام احمد'ابو داؤد' عقیلی نے ضعفاء میں' طحاوی' حاکم' بیہقی اور ضیاء نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سید ابرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"تم میں سے جب کوئی عورت کو پیغام نکاح دے اگر اس میں استطاعت ہو کہ وہ اس کی اس خوبی کو دیکھ لے جس کی بناء پر وہ اسے پیغام نکاح دے رہا ہے تو وہ ضرور دیکھ لے۔"

ابو داؤد نے حضرت جابر سے'امام احمد اور الطبرانی نے ابو حمید ساعدی سے روایت کیا ہے'انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:جب تم میں سے کوئی ایک عورت کو پیام نکاح دے تو اس پر کوئی حرج نہیں کہ وہ اسے دیکھ لے۔بشرطیکہ وہ اسے اپنے پیغام نکاح کی وجہ سے دیکھ رہا ہو اور اس عورت کو معلوم نہ ہو۔"

الذھبی نے حضرت مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"جب تم میں سے کوئی ایک کسی عورت کو پیغام نکاح دے تو وہ اس کے بالوں کے بارے پوچھ لے جیسے کہ اس کے جمال کے بارے

پوچھے"یہ دو حسنوں میں سے ایک ہیں۔"

• حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔انہوں نے فرمایا کہ حضور شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی ایک عورت کو پیغام نکاح دے اور وہ سیاہ خضاب لگا تا ہو تو وہ اسے بتا دے کہ وہ سیاہ خضاب لگا تا ہے۔"

امام احمد' ترمذی (انہوں نے اسے حسن کہا ہے) نسائی' بیہقی اور دار قطنی نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔آپ نے فرمایا:اس (عورت) کو دیکھ لو۔یہ اس امر کے زیادہ مناسب ہے کہ تمہارے مابین محبت پیدا ہو،تم صرف اس کے چہرے اور ہتھیلیوں کو دیکھنا۔"

امام احمد نے ثقہ راویوں سے اور بزار نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ لونڈی کو دیکھیں۔آپ نے انہیں فرمایا"اس کا منہ سونگھنا اور اس کی پنڈلیاں دیکھ لینا۔"

الطبرانی نے ان سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی عورت کو پیغام نکاح دینے کا ارادہ کرتے تو حضرت ام سلیم کو بھیجتے۔وہ اسے دیکھتیں۔اس کے سر سے لے کر کولہو تک سونگھتیں اور پنڈلیوں کا نچلا حصہ دیکھتیں۔"

ائمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ عرفہ کے روز حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔بنو خشعم کی ایک عورت آپ سے مسئلہ پوچھنے کے لئے آئی۔حضرت فضل اس عورت کی طرف اور وہ عورت حضرت فضل کی طرف دیکھنے لگی۔حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فضل کا چہرہ دوسری طرف پھیر دیا۔دوسری روایت میں ہے"حضرت فضل عورتوں کو دیکھنے لگے۔آپ نے پیچھے کئی بار ان کا چہرہ پھیرا۔حضرت فضل ان کی طرف دیکھنے لگے۔آپ نے فرمایا: "میرے بھائی!اس روز جس نے اپنے کانوں اور آنکھوں کی حفاظت کی۔اسے بخش دیا گیا۔"

۳۔پیغام نکاح کے بارے حکم

دار قطنی کے علاوہ دیگر ائمہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:تم میں سے کوئی اپنے بھائی کے پیغام نکاح پر پیغام نکاح نہ دے۔"

۴۔نکاح کا خطبہ

ابویعلی اور الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔دیگر ائمہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"آپ نے ہمیں خطبۃ الحاجۃ سکھایا۔آپ نے ہمیں یہ پاکیزہ کلمات سکھائے۔

ان الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیأت اعمالنا من یھد اللہ فلا مضل لہ و من یضلل فلا ھادی لہ واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان سیدنا محمدا عبدہ و رسولہ۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا: "میں نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرما رہے تھے اگر تم آیات قرآنیہ کے بارے پوچھنا چاہو تو میں تمہیں آیات قرآنیہ پیش کر دیتا ہوں۔ تم یہ آیات طیبات پڑھ لو۔

اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (آل عمران:١٠٢)

ڈرو اللہ سے جیسے حق ہے اس سے ڈرنے کا اور (خبردار) نہ مرنا مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔

اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا (النساء:١)

بیشک اللہ تعالیٰ تم پر نگران ہے، اور ڈرو اللہ سے وہ اللہ مانگتے ہو تم ایک دوسرے سے۔ (اپنے حقوق) جس کے واسطہ سے اور (ڈرو) رحموں کے قطع کرنے سے۔

اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۙ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا (الاحزاب:٧٠/٧١)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو اور ہمیشہ سچی (اور درست) بات کہا کرو تو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو درست کر دے گا اور تمہارے گناہوں کو بھی بخش دے گا اور جو شخص حکم مانتا ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا تو وہی شخص حاصل کرتا ہے بہت بڑی کامیابی۔

امابعد! پھر اپنی ضرورت بیان کرو۔"

ابوداؤد، امام احمد، نسائی، ترمذی اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ تشہد پڑھتے۔ (انہوں نے اسی طرح ذکر کیا ہے ورسولہ) کے بعد انہوں نے فرمایا:

ارسلہ بالحق بشیرا و نذیرا بین یدی الساعۃ من یطع اللہ و رسولہ فقد رشد و من یعصمہا فانہ لا یضر الا نفسہ ولا یضر اللہ شیئا۔

امام احمد نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: "پیغام نکاح کو مخفی رکھو۔"

۵۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی عورت کو دیکھ کر کیا فرماتے تھے؟

امام احمد، الطبرانی نے ثقہ راویوں سے، حکیم ترمذی نے ابوکبشہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام میں جلوہ افروز تھے۔" دوسری روایت میں ہے۔"ہم بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک عورت ہمارے پاس سے گزری۔ آپ اٹھے۔ گھر تشریف لے گئے۔ باہر تشریف لائے تو آپ نے غسل کر رکھا تھا۔ ہم نے عرض

کی "کیا کچھ رونما ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا: "ہاں! ہاں! فلانہ میرے پاس سے گزری۔ میرے دل میں عورتوں کی خواہش پیدا ہوئی۔ میں اپنی ایک زوجہ کریمہ کے پاس گیا اور اس کے ساتھ وظیفہ زوجیت ادا کیا۔ تم بھی اسی طرح کیا کرو۔ حلال امر پر عمل پیرا ہونا تمہارے اعمال کی امانات میں سے ہے۔" دوسری روایت میں ہے۔

"آپ اپنے کاشانہ اقدس میں تشریف لے گئے، پھر ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ نے غسل کر رکھا تھا۔ ہم نے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ ہمارا خیال کوئی امر رونما ہو گیا تھا" آپ نے فرمایا: "فلانہ کا گزر ہوا۔ میرے نفس میں عورتوں کی تمنا پیدا ہوئی۔ میں اپنی زوجہ محترمہ کے پاس گیا، اور اس کے ساتھ وظیفہ زوجیت ادا کیا۔ تم بھی اسی طرح کیا کرو۔ حلال پر عمل پیرا ہونا تمہارے اعمال میں سے افضل ہے۔"

الطبرانی نے کتاب العشرۃ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور سید المرسلین ﷺ حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے تشریف لے گئے۔ ایک آراستہ خاتون آپ کی راہ میں بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کو امید تھی کہ آپ اس کے ساتھ نکاح کر لیں گے۔ جب حضور انور ﷺ نے اسے دیکھا تو اپنی زوجہ محترمہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے۔ ان کے ساتھ وظیفہ زوجیت ادا کیا، پھر غسل فرمایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: "مجھے تمہارے پاس آنے سے اس لئے دیر ہوئی ہے۔ رستے میں مجھے ایک عورت ملی اس نے اس امر پر بناؤ سنگھار کر رکھا تھا کہ میں اس کے ساتھ نکاح کرلوں گا جب میں نے اسے دیکھا تو میں حضرت سودہ کے پاس گیا۔ ان کے ساتھ وظیفہ زوجیت ادا کیا تم میں سے جو کسی ایسی عورت کو دیکھے جو اسے پسند آئے تو وہ اپنی بیوی کے پاس جائے۔ اس کی بیوی کے پاس بھی وہی کچھ ہے جو اس عورت کے پاس ہے۔

۶۔ نکاح متعہ سے ممانعت

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے خیبر کے روز عورتوں کے ساتھ نکاح متعہ کرنے سے منع فرمایا۔ اسی طرح آپ نے پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے بھی منع کیا۔

۷۔ نکاح شغار سے ممانعت

امام بخاری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "اسلام میں نکاح شغار نہیں ہے۔" ان سے ہی روایت ہے کہ آپ نے نکاح شغار سے منع فرمایا۔

۸۔ جاہلیت کے نکاح کے بارے آپ کا فرمان

[اس جگہ حضرت مصنف علیہ الرحمہ نے احادیث اور آثار میں سے کسی چیز کا ذکر نہیں کیا گویا کہ انہوں نے نکاح متعہ اور نکاح شغار کی حرمت پر اکتفاء کیا۔ یہ جاہلیت کے نکاحوں میں سے دو اقسام ہیں۔]

۹۔عیب کی وجہ سے نکاح کے بعد عورت کو واپس کرنا

سعید بن منصور نے کعب بن زید یا زید بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور شفیع مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنو غفار یا بنو بیاضہ کی ایک عورت سے نکاح کیا۔آپ نے اس کے پہلو پر سفید داغ دیکھا اسے واپس بھیج دیا آپ نے فرمایا:"تم نے مجھ سے عیب چھپایا ہے"آپ اس کے پاس تشریف لے گئے۔اس کا کپڑا اٹھایا بستر پر بیٹھے اس کے پہلو میں سفید نشان دیکھا تو بستر سے اٹھ گئے اسے فرمایا"اپنا کپڑا پکڑلو"آپ نے اس سے وہ حق مہر نہ لیا جو اسے عطا فرمادیا تھا۔"

۱۰۔جب کوئی صحابی شادی کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا فرماتے

شیخان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ پر زرد نشان دیکھا۔آپ نے پوچھا"یہ کیسا نشان ہے؟انہوں نے عرض کی:"میں نے گٹھلی بھر سونے کے عوض ایک عورت سے شادی کرلی ہے۔آپ نے فرمایا:"اللہ تعالیٰ تم میں برکت ڈالے ولیمہ کرو خواہ ایک بکری کے ساتھ ہی ہو۔"

امام احمد،ابوداؤد اور امام ترمذی نے(انہوں نے اس روایت کو حسن صحیح کہا ہے)اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ کسی شخص کو دیکھتے کہ اس نے شادی کرلی ہے تو آپ فرماتے۔

بارك الله لك و بارك عليك و جمع بينكما في خير۔

۱۱۔نسب،رشتہ ازواج اور رضاعت سے کون سے رشتے حرام ہو جاتے ہیں

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"نکاح میں ایک عورت اور اس کی خالہ اور ایک عورت اور اس کی پھوپھی کو جمع نہ کیا جائے۔"

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"رضاعت سے وہی رشتے حرام ہوتے ہیں جو ولادت سے حرام ہوتے ہیں۔"

۱۲۔سرپرستوں،گواہوں،اذن طلب کرنا،ثیبہ اور باکرہ کے بارے بتانے اور کفارہ کے بارے

امام شافعی،امام احمد،امام ترمذی،ابن ماجہ اور دارقطنی نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"جس عورت کا نکاح بھی اس کے سرپرست کے بغیر کیا گیا اس کا نکاح باطل ہے۔اس کا نکاح باطل ہے۔اس کا نکاح باطل ہے۔"

امام احمد،امام ترمذی،ابوداؤد،بیہقی اور دارقطنی نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"سرپرست،حق مہر اور دو عادل گواہوں کے بغیر کوئی نکاح نہیں ہے۔"

امام احمد اور ائمہ اربعہ نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جس عورت کا نکاح اس کا سرپرست کر دے تو یہ ان میں سے پہلے کے لئے ہوگی۔"

ابوداؤد نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا "کیا تم راضی ہو کہ میں فلانہ کے ساتھ تمہارا نکاح کر دوں' اس نے عرض کی' ہاں' آپ نے عورت سے کہا' کیا تو راضی ہے کہ میں فلاں کے ساتھ تمہارا نکاح کر دوں' اس نے عرض کی' ہاں' آپ نے ان کا نکاح کر دیا اور انہوں نے وظیفۂ زوجیت ادا کیا۔

امام احمد اور ابویعلیٰ نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے' بزار نے ثقہ راویوں سے حضرت ابوہریرہ سے' الطبرانی نے الاوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے' انہوں نے حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ ان سب نے فرمایا ہے: "جب آپ کی نوران نظر میں سے کسی کے لئے پیغام نکاح دیا جاتا ہے تو آپ اس کی خلوت گاہ کے پاس بیٹھ جاتے اور فرماتے "فلاں نے فلانہ کو پیغام نکاح دیا ہے" آپ اس نور نظر اور اس شخص کا نام لیتے جو اسے پیغام نکاح دیتا۔ اگر وہ اس پردہ میں اس پر عیب نکالتی تو آپ اس کے ساتھ اس کا نکاح نہ فرماتے۔ اگر وہ خاموش رہتی تو اس کا سکوت ہی اس کی رضا ہوتا تھا۔"

ائمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "غیر شادی شدہ خواتین اپنے سرپرست سے زیادہ مستحق ہوتی ہیں۔ باکرہ عورت سے مشورہ کیا جائے گا اس کا سکوت ہی اس کا اذن ہوتا ہے۔"

صحاح ستہ' دارقطنی اور بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہ تو کوئی عورت دوسری عورت کی اور نہ ہی کوئی عورت اپنی شادی کرے۔ بدکارہ وہی ہوتی ہے جو اپنی شادی آپ ہی کر لیتی ہے۔"

امام احمد شیخان اور نسائی نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باکرہ کو حیاء آتی ہے" آپ نے فرمایا: "اس کی خاموشی ہی اس کی رضا ہوتی ہے۔"

امام احمد' ابوداؤد اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک باکرہ لڑکی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اس نے عرض کی کہ اس کے باپ نے اس کا نکاح کر دیا ہے جسے وہ ناپسند کرتی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اختیار دے دیا۔

امام ترمذی اور امام بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب تمہیں ایسا شخص پیغام نکاح دے جس کے دین اور حسن خلق سے تم راضی ہو تو اس کا نکاح کر دو۔ اگر تم اس طرح نہ کرو گے تو یہ زمین میں فتنہ اور بڑا فساد ہوگا" امام ترمذی نے اس روایت کو حسن غریب کہا ہے۔ بیہقی نے اسے ابوحاتم المزنی سے روایت کیا ہے۔ دوسری راویوں نے کہا ہے کہ آپ نے فرمایا: جب تمہارے پاس ایسا شخص آئے جس کے دین اور خلق سے تم راضی ہو تو اس کا نکاح کر دو۔ اگر تم نے اس طرح نہ کیا تو یہ زمین میں بڑا فتنہ اور فساد ہوگا۔"

حاکم نے تاریخ میں اور الدیلمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب تمہارے پاس کف آجائیں تو اپنی خواتین کا نکاح کر دیا کرو اور ان کے بارے حوادثات دھر کا انتظار نہ کیا کرو۔"

دوسرا باب

حق مہر

امام مسلم نے حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی"حضور اکرم ﷺ کتنا حق مہر ادا کرتے تھے؟انہوں نے فرمایا:"آپ اپنی زوجہ محترمہ کے لئے بارہ اوقیہ اور ایک نش حق مہر مقرر کرتے تھے،پھر فرمایا اور کیا جانتے ہو کہ یہ نش کیا ہوتا ہے؟میں نے عرض کی:نہیں آپ نے فرمایا:"نصف اوقیہ"یہ پانچ سو دراہم بنتے ہیں آپ کا اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے لئے یہی حق مہر ہوتا تھا۔"

امام احمد،ائمہ اربعہ اور امام ترمذی نے (انہوں نے اس روایت کو حسن غریب کہا ہے) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں نہیں جانتا کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے نکاح اور اپنی نوران نظر کا نکاح بارہ اوقیہ سے زیادہ حق مہر پر کیا ہو۔"

سعید بن منصور اور ابویعلی نے جید سند کے ساتھ حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:"اے لوگو!اب تم خواتین کا حق مہر کتنا زیادہ رکھتے ہو۔جبکہ حضور سرور دنیا و دین ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چار سو دراہم یا اس سے کم حق مہر رکھتے تھے۔"یہ تفصیلی روایت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مناقب میں آئے گی۔

الطبرانی نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"حضور اکرم ﷺ نے مجھ سے اس سامان پر نکاح کیا جو چالیس دراہم کے برابر تھا۔"

ابویعلی اور الطبرانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور الطبرانی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"حضور اکرم ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے گھر کے اس سامان پر نکاح فرمایا جس کی قیمت دس دراہم تھی۔"

امام احمد اور شیخان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سپہ سالار اعظم ﷺ نے حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کو منتخب فرمایا۔انہیں اپنے لئے پسند فرمایا انہیں اختیار دیا کہ وہ یا تو آپ کی عقد زوجیت میں آ جائیں یا اپنے اہل خانہ کے پاس چلی جائیں۔انہوں نے یہ پسند کیا کہ آپ انہیں آزاد کر دیں۔آپ نے ان کی آزادی ہی ان کا حق مہر مقرر کیا۔"

ائمہ نے حضرت سہل بن سعد سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"ایک عورت آپ کی خدمت میں آئی۔اس نے عرض کی"یارسول اللہ ﷺ میں اس لئے حاضر خدمت ہوئی ہوں تاکہ اپنا آپ آپ کو ہبہ کروں"وہ کافی دیر کھڑی رہی۔ایک شخص اٹھا۔اس نے عرض کی"یارسول اللہ ﷺ اگر آپ کو اس کی ضرورت نہیں ہے تو اس کا نکاح میرے ساتھ کر دیجئے"آپ

نے فرمایا: "کیا تیرے پاس کچھ ہے جو اسے بطور حق مہر دے؟ اس نے عرض کی "میرے پاس تو صرف میرا یہ ازار ہے۔"

دار قطنی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک عورت بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئی۔ اس نے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ میرے بارے اپنا فیصلہ فرما لیجئے" آپ نے فرمایا: "اس عورت سے نکاح کون کرے گا؟ ایک شخص اٹھا۔ اس نے چادر اوڑھ رکھی تھی۔ اپنی گردن پر اس کی گرہ لگا رکھی تھی۔ اس نے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ میں! آپ نے پوچھا" کیا تمہارے پاس مال ہے؟ اس نے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ نہیں۔" آپ نے فرمایا: "تم بیٹھ جاؤ" پھر ایک اور عورت آگئی۔ اس نے عرض کی "یارسول اللہ! ﷺ میرے بارے اپنا فیصلہ فرمالیں" حضور اکرم ﷺ نے پوچھا "اس عورت سے نکاح کون کرے گا؟ وہی شخص اٹھا۔ اس نے عرض کی "نہیں" آپ نے فرمایا: "تم بیٹھ جاؤ" پھر تیسری عورت آئی۔ اس نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ میرے بارے اپنا فیصلہ کیجئے۔" آپ نے پوچھا "اس عورت سے نکاح کون کرے گا؟ وہی شخص اٹھا۔ اس نے عرض کی "میں! یارسول اللہ! ﷺ" آپ نے پوچھا کیا تمہارے پاس مال ہے؟ اس نے عرض کی: "نہیں" آپ نے فرمایا: "کیا قرآن پاک میں سے کچھ پڑھ سکتے ہو؟ اس نے عرض کی "ہاں! سورۃ البقرۃ اور سورۃ فصلت یاد ہیں" آپ نے فرمایا: "میں اس حق مہر پر تمہارا اس کے ساتھ نکاح کرتا ہوں کہ تم اسے قرآن پڑھ کر سکھاؤ اور اس کی تعلیم دو۔ جب رب تعالیٰ تمہیں رزق عطا کر دے تو اسے دے دینا" آپ نے اس پر اس مرد کا اس عورت کے ساتھ نکاح کر دیا۔"

امام احمد، امام ترمذی اور امام بیہقی نے حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ بنو فزارہ میں سے ایک شخص بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ اس کے ساتھ ایک عورت تھی۔ آپ نے فرمایا: "میں دو جوتوں کے عوض اس کا تمہارے ساتھ نکاح کرتا ہوں۔" آپ نے اس عورت سے پوچھا "کیا تم راضی ہو؟ اس نے عرض کی "اگر یہ مجھے کچھ بھی نہ دیتا میں پھر بھی راضی ہو جاتی" آپ نے فرمایا: "تم جانو یا وہ جانے۔"

تیسرا باب

ولیموں کے بارے آپ ﷺ کی سنت مطہرہ

اس باب کی کئی انواع ہیں۔

۱۔ دعوت قبول کرنے کے بارے آپ کا حکم

امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کسی ایک کو کھانے کی دعوت دی جائے تو وہ اسے قبول کرلے، چاہے تو کھالے، چاہے تو چھوڑ دے۔"

۲۔مہمان کی عزت وتوقیر

امام بخاری امام مسلم نے حضرت ابوشریح الکعبی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔ایک دن اور رات تک ان کا انعام ہے تین دن تک ضیافت ہے۔بعد میں صدقہ ہے۔مہمان کے لئے روا نہیں کہ وہ اس کے ہاں ٹھہرا رہے حتیٰ کہ وہ اسے باہر نکال دے۔"

۳۔آپ کا اجازت مانگنا

امام بخاری نے ادب میں ابوداؤد نے حضرت عبداللہ بن بشر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کے دروازے پر تشریف لاتے تو بالکل دروازے کے سامنے کھڑے نہ ہوجاتے بلکہ اس کی دائیں یا بائیں طرف کھڑے ہوتے اور فرماتے"السلام علیکم"اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت دروازوں پر پردے نہیں ہوتے تھے۔"

امام احمد شیخان الطبرانی اور ترمذی نے حضرت ابومسعود بدری انصاری رضی اللہ عنہ سے۔امام احمد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"ایک انصاری شخص تھا۔جس کی کنیت ابوشعیب تھی۔اس نے کہا"میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔میں نے آپ کے چہرہ انور پر بھوک کے تاثرات دیکھے۔میں اپنے غلام کے پاس آیا۔وہ قصاب تھا۔میں نے اسے حکم دیا کہ وہ پانچ آدمیوں کا کھانا بنائے،پھر میں نے آپ کو دعوت دی۔آپ پانچ میں سے پانچویں تھے۔ایک شخص ان کے پیچھے تھا۔جب وہ دروازے تک پہنچا تو آپ نے فرمایا:"یہ ہمارے پیچھے چلا آیا ہے اگر چاہو تو تم اسے اذن دے دو،ورنہ یہ واپس چلا جاتا ہے۔میں نے اسے اجازت دے دی"اس روایت کو الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت ابوشعیب سے روایت کیا ہے۔

مسند نے ثقہ راویوں سے ابواسحاق سے اور انہوں نے ابومیسرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کھانا بنایا،آپ نے فرمایا:"کیا تم سعد کے بارے مجھے اذن دیتے ہو؟اس نے آپ کو اذن دے دیا۔اس نے پھر کھانا بنایا۔آپ نے فرمایا:کیا تم مجھے سعد کے بارے اذن دیتے ہو؟اس نے آپ کو اذن دے دیا پھر کھانا بنایا۔آپ نے فرمایا:"کیا تم مجھے سعد کے بارے اذن دیتے ہو؟تم ان کے صاحب ہو۔"

۴۔آپ کا حکم کہ گھریا نسل کو منقطع نہ کیا جائے

امام احمد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر جلوہ افروز ہوئے۔میں بکری کے بچے کی طرف گیا تاکہ اسے ذبح کروں۔اُس نے آواز نکالی۔آپ نے اس کی آواز سماعت فرمائی فرمایا"جابر!گھریا نسل کو منقطع نہ کرنا"میں عرض گزار ہوا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ تو صرف بکری کا ایک سالہ بچہ ہے،جسے میں نچی پکی کھجوروں کا چارہ کھلاتا رہا حتیٰ کہ یہ موٹا ہو گیا۔"

۵۔اعلانیہ نکاح کرنے کا حکم' دف بجانے کا حکم اور مخفی نکاح کرنے کی ناپسندیدگی

الطبرانی نے داؤد بن جراح کی سند سے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس یتیم لڑکی کے بارے فرمایا جو ام المومنین کے پاس تھی کہ انہوں نے اس کے ساتھ کیا۔انہوں نے عرض کی:''ہم نے اسے اس کے خاوند کے پاس بھیج دیا ہے۔آپ نے فرمایا:تم نے اس کے ساتھ لونڈی کیوں نہ بھیجی جو دف بجاتی اور گاتی۔'' ام المومنین نے عرض کی:''وہ کیا کہتی ؟'' آپ نے فرمایا:''وہ یوں کہتی :

اتیناکم اتیناکم فحیّونا نحییکم
ولولا الذهب الاحمر ما حلت بوادیکم
ولوه الحنطة السمراء ما شمت عذاریکم

ترجمہ:ہم تمہارے پاس آئے ہیں۔ہم تمہارے پاس آئے ہیں تم ہمیں سلام کرو ہم تمہیں سلام کریں گے۔اگر سرخ سونا نہ ہوتا تو یہ تمہاری وادی میں نہ ہوتی اگر گندم گو گندم نہ ہوتی تو تمہاری بچیاں اس طرح نہ بڑھتیں۔

الطبرانی نے حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا:''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسی بچیوں سے ملے جو یہ گارہی تھیں۔"فحیونا نحییکم" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:''کافی ہے''پھر آپ نے ان بچیوں کو یاد فرمایا،اور فرمایا: اس طرح نہ کہو بلکہ کہو"احیانا ایاکم"۔ہم خود کو اور تمہیں سلام کرتی ہیں۔''

امام احمد اور امام بزار نے ثقہ راویوں سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا''کیا تم نے اس لڑکی کو اپنے گھر بھیج دیا ہے''انہوں نے عرض کی:''ہاں!آپ نے پوچھا۔کیا اس کے ہمراہ گانے والی بھی بھیجی ہے جو یہ گاتی:''اتینا کم اتینا کم فحیونا نحییکم۔ انصار ایسی قوم ہیں جن میں محبت کا اظہار کیا جاتا ہے۔''

عبداللہ بن امام احمد نے زوائد المسند میں حضرت عمرو بن یحییٰ مازنی سے اور انہوں نے اپنے جد امجد حضرت ابوالحسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خفیہ نکاح کو ناپسند کرتے تھے،حتیٰ کہ اس میں دف بجایا جاتا اور یوں کہا جاتا:

واتینا کم اتینا کم فحیونا نحییکم۔

امام بخاری نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے انصاری شخص کے ہاں اس کی دلہن بھیجی۔آپ نے فرمایا:''عائشہ!کیا اس کے ہمراہ کسی کو بھیجا ہے جو گاتا۔انصار کو تفریح طبعی پسند ہے۔''

انہوں نے حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:جب میری شادی ہوئی تو حضور شفیع مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے۔آپ میرے بستر پر اس طرح جلوہ افروز ہو گئے۔جس طرح تم بیٹھے ہو۔ہماری لڑکیاں د-ت

بجانے لگیں۔ وہ ایسے اشعار پڑھنے لگیں جن میں ہمارے شہدائے بدر کا تذکرہ کیا گیا تھا ایک لڑکی نے کہا "ہم میں ایسے نبی ہیں جو یہ جانتے ہیں کہ کل کیا ہونے والا ہے" آپ نے فرمایا: "اسے چھوڑ دو اور وہی کہو جو کچھ تم کہہ رہی ہو۔"

ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے انصار کی رشتہ دار ایک لڑکی کا نکاح کیا۔ آپ تشریف لائے تو آپ نے پوچھا "کیا تم نے دلہن کو بھیج دیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: "ہاں! آپ نے پوچھا" کیا تم نے اس کے ہمراہ کسی ایسے شخص کو بھیجا ہے جو گاتا۔" انہوں نے عرض کی: نہیں۔" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "انصار قوم تفریح طبعی کو پسند کرتی ہے کاش تم اس کے ہمراہ ایسے فرد کو بھیجتی جو یہ کہتا:

اتیناکم اتیناکم فحیونانحییکم۔

۶۔ خواہ جس وقت بھی اور جس چیز پر بھی دعوت دی جاتی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبول فرمالیتے

امام احمد، امام ترمذی (انہوں نے اسے حسن صحیح کہا ہے) اور ابو یعلی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور داعیٔ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اگر مجھے بکری کی پنڈلی کا گوشت بھی بطور ہدیہ دیا جائے تو میں اسے قبول کرلوں گا اور مجھے اس پر دعوت دی جائے تو میں یہ دعوت قبول کرلوں گا۔"

"امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور رحمت عالمیاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر مجھے بکری کی دستی یا پنڈلی کے گوشت پر دعوت دی جائے تو میں اسے قبول کرلوں گا اگر مجھے بکری کے بازو کا گوشت بطور تحفہ بھیجا جائے تو قبول کرلوں گا۔"

الطبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر مجھے بکری کی پنڈلی کی طرف دعوت دی جائے تو اسے قبول کرلوں گا" ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غلام کی دعوت کو قبول فرمالیتے تھے۔"

"امام احمد، ابن سعد اور ابن ابی شیبہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو کی روٹی اور گرم سالن کی دعوت دی تو آپ نے اس کی دعوت کو قبول فرمالیا۔"

مسدد نے ثقہ راویوں سے حضرت مجاہد سے مرسل روایت کیا ہے کہ بلند علاقے کے ایک شخص نے آدھی رات کے وقت جو کی روٹی پر آپ کو دعوت پیش کی تو آپ نے اس کی دعوت کو قبول کرلیا" اس روایت کو الطبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک درزی نے آپ کو کھانے کی دعوت دی جسے اس نے خود تیار کیا تھا۔ حضور سراپا رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تشریف لے گئے اس نے آپ کی خدمت میں جو کی روٹی اور ایسا شوربہ پیش کیا جس میں کدو تھا۔"

شیخان نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت ابو اسید الساعدی رضی اللہ عنہ کی شادی ہوئی تو انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دعوت کی۔ حضرت ام اسید رضی اللہ عنہا نے یہ کھانا خود ہی تیار کیا اور خود ہی پیش کیا۔ انہوں نے

رات کے وقت پتھر کے برتن میں تین کھجوریں بھگو دیں تھیں۔ جب آپ کھانے سے فارغ ہوئے تو انہوں نے وہ کھجوریں ملیں اور آپ کو پلادیں انہوں نے بطور تحفہ آپ کو یہ مشروب پلایا تھا۔"

۷۔ بعض صحابہ کرام کی شرکت کی شرط

الطبرانی نے جید سند کے ساتھ اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں، لیکن اس میں انقطاع ہے۔ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھانا بنایا، پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوگیا۔ آپ کچھ صحابہ کرام میں تشریف فرما تھے۔ میں آپ کے سامنے کھڑا ہوگیا اور آپ کو اشارہ کیا۔ آپ نے بھی مجھے اشارہ کیا "انہیں بھی ہمراہ لے آؤں" میں نے عرض کی: نہیں" آپ خاموش ہو گئے۔ میں اپنی جگہ کھڑا رہا۔ جب آپ نے میری طرف نظر کرم کی تو میں نے اشارہ کیا آپ نے مجھے فرمایا "انہیں بھی اپنے ہمراہ لے آؤں۔ میں نے عرض کی: "نہیں" دو یا تین بار اسی طرح ہوا، پھر میں نے عرض کی: "ہاں" انہیں بھی ہمراہ لے آئیں۔ میں نے آپ کے لئے تھوڑا سا کھانا تیار کیا تھا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ کے ساتھ آ گئے انہوں نے وہ کھانا کھایا مگر وہ پھر بھی بچ گیا۔"

امام احمد، مسلم، نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: ایک فارسی شخص آپ کا پڑوسی تھا۔ جو بڑا عمدہ شوربہ تیار کرتا تھا۔ اس نے آپ کے لئے شوربہ تیار کیا پھر وہ آپ کو دعوت دینے کے لئے آیا۔ آپ نے فرمایا: یہ ام المومنین حضرت عائشہ کے لئے ہے" اس نے کہا" نہیں" آپ نے فرمایا: "نہیں" اس نے دوبارہ دعوت دی۔ آپ نے فرمایا: "یہ (ام المومنین) عائشہ کے لئے ہے" اس نے عرض کی" نہیں" آپ نے فرمایا: نہیں وہ پھر آپ کو دعوت دینے لگا۔ آپ نے فرمایا: "یہ امیر المومنین، عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے ہے؟ اس نے عرض کی "ہاں! پھر دونوں اٹھے اور اس کے گھر آ گئے۔"

۹۔ کسی عذر شرعی کی وجہ سے ضیافت کی جگہ پر تشریف نہ لے جانا

امام نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے کھانا تیار کیا۔ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت دی۔ آپ نے گھر میں پردہ دیکھا جس میں تصاویر تھیں۔ آپ واپس تشریف لے آئے اور فرمایا: ملائکہ اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصاویر ہوں۔"

امام احمد، ابو داؤد، ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت ابو عبد الرحمٰن سفینہ کے خادم سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ضیافت کی۔ ان کے لئے کھانا بنایا۔ حضرت سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کاش! ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دعوت دیتے۔ آپ ہمارے ساتھ کھانا تناول فرماتے۔ انہوں نے آپ کی طرف پیغام بھیجا۔ آپ تشریف لائے۔ دروازے کی چوکھٹ پر دست اقدس رکھے۔ گھر کے کونے میں پردہ لٹکا رکھا تھا۔ جب آپ نے اسے دیکھا تو آپ واپس آ گئے۔ حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا "آپ کے پیچھے جائیں اور عرض کریں کہ آپ کیوں واپس آ

گئے ہیں؟ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا "میں آپ کے پیچھے آیا اور عرض کی 'یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کیوں واپس آ گئے ہیں؟ آپ نے فرمایا: 'یہ کسی نبی کے لئے روا نہیں کہ وہ آراستہ گھر میں داخل ہو۔"

امام بخاری اور ابوداؤد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے۔ ان کے گھر کے دروازہ پر منقش پردہ دیکھا۔

امام احمد اور دارقطنی نے عیسیٰ بن میب کی سند سے روایت کیا ہے دارقطنی نے کہا ہے۔ صلاح الحدیث ابوزرعہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعض انصار کے گھروں میں تشریف لاتے تھے اور بعض کے گھروں میں تشریف نہ لاتے تھے۔ یہ بات ان پر گراں گزری۔ انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ فلاں کے گھر تو تشریف لے جاتے ہیں، مگر ہمارے گھر تشریف نہیں لاتے۔ آپ نے فرمایا: "تمہارے گھر میں کتا ہے" انہوں نے کہا "ان کے گھر میں بلا ہے" آپ نے فرمایا: "بلا درندہ ہے۔"

۹۔ بعض ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا ولیمہ کرنا

امام بخاری نے روایت کریمہ میں اور ابویعلیٰ نے صحیح کے راویوں سے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ایک زوجہ محترمہ کا ولیمہ جو کے دو مدوں کے ساتھ کیا۔"

الطبرانی نے جدول بن جیفل کی سند سے روایت کیا ہے۔ امام ذہبی نے لکھا ہے "یہ صدوق تھے" ابن المدینی نے لکھا ہے "ان کی منکر روایات ہیں" حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ایک زوجہ کریمہ کا ولیمہ ہریس کی ایک ہنڈیا کے ساتھ کیا۔"

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا ولیمہ کھجور اور گھی سے کیا۔

امام احمد الطبرانی اور ابن ماجہ نے جید سند کے ساتھ حضرت اسماء بنت یزید بن السکن رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے آراستہ کیا، پھر آپ کو بلایا تا کہ آپ ان کے ساتھ تشریف رکھیں۔ آپ ان کے ساتھ جلوہ افروز ہو گئے۔ آپ کے دست اقدس میں دودھ کا بڑا سا پیالہ تھا۔ آپ نے اسے نوش فرمایا اور پھر ام المومنین رضی اللہ عنہا کو عطا فرمایا۔ انہوں نے سر کو بلایا۔ انہیں حیاء آئی۔ میں نے ام المومنین رضی اللہ عنہا سے کہا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست اقدس سے لے لو" انہوں نے کچھ دودھ نوش کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "بقیہ اپنی ساتھیوں کو دے دو" میں نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ بلکہ آپ اس کو لیں۔ اس سے کچھ نوش فرمائیں، پھر مجھے عطا فرما دیں" آپ نے دودھ کا پیالہ لیا۔ اس سے کچھ نوش فرمایا پھر مجھے پکڑا دیا۔ میں بیٹھ گئی۔ میں نے وہ پیالہ اپنے گھٹنے پر رکھا۔ میں اسے گھمانے لگی

تا کہ اس جگہ سے پی سکوں جہاں آپ کے لب لعلین لگے تھے، پھر آپ نے ان خواتین سے فرمایا جو میرے پاس تھیں' انہیں پیالہ دے دو' انہوں نے عرض کی: ''ہمیں اس کی ضرورت نہیں'' آپ نے فرمایا: ''بھوک اور جھوٹ کو جمع نہ کرو۔''

امام مالک نے الموطا میں حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کا ولیمہ اس طرح ہوتا تھا، جس میں نہ روٹی ہوتی تھی نہ گوشت ہوتا تھا۔ اس روایت کو امام نسائی اور قاسم بن اصبغ نے سعید بن عفیر سے سلمان بن بلال سے' انہوں نے یحییٰ بن سعید سے' انہوں نے حمید سے اور انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے یہ اضافہ کیا ہے۔ میں نے کہا اور ابو حمزہ! یہ ولیمہ کس چیز سے تھا؟ انہوں نے کہا'' کھجور اور جو سے۔''

الطبرانی نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا کا ولیمہ کھجور اور جو سے کیا تھا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خیمہ میں گئیں تو ہم بھی وہاں موجود تھے۔ آپ نے فرمایا: ''اپنی امی جان کی وجہ سے اٹھ جاؤ'' عشاء کے وقت ہم حاضر ہوئے ہم نے دیکھا کہ وہاں کچھ تقسیم ہو رہا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیمہ سے باہر تشریف لائے۔ چادر مبارک میں ڈیڑھ من عجوہ کھجوریں تھیں۔ آپ نے فرمایا: اپنی امی جان کا ولیمہ کھاؤ۔''

امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی کسی زوجہ کریمہ کا ولیمہ اس طرح نہیں کیا جس طرح حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا ولیمہ کیا۔ آپ نے بکری سے ان کا ولیمہ کیا۔'' امام مسلم کی روایت میں ہے'' آپ نے اتنا عمدہ اور بہترین ولیمہ کسی زوجہ محترمہ کا نہ کیا تھا، جتنا عمدہ ولیمہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا کیا۔'' حضرت ثابت نے پوچھا'' آپ نے کس چیز کے ساتھ ولیمہ کیا؟ انہوں نے فرمایا:'' آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو روٹی اور گوشت کھلایا حتیٰ کہ وہ سیر ہو کر اسے چھوڑ کر ہی اٹھ گئے۔''

شیخان اور ابو یعلی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر اور مدینہ طیبہ کے مابین تین روز تک قیام کیا۔ اسی جگہ حضرت صفیہ بنت حیی سے وظیفۂ زوجیت ادا کیا آپ نے فرمایا: جس کے پاس فالتو زادِ راہ ہو وہ اسے ہمارے پاس لے آئے۔ کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بقیہ کھجوریں اور کچھ بقیہ ستو لانے لگے، حتیٰ کہ وہ ایک ڈھیر بن گیا۔ زمین میں گڑھے کھود دیئے گئے۔ وہاں دستر خوان بچھا دیئے گئے۔

پنیر اور گھی لایا گیا۔ لوگ یہ سب کچھ کھا کر سیر ہو گئے۔ انہوں نے اپنے پہلو کے حوضوں سے بارش کا پانی پیا حتیٰ کہ وہ سب سیراب ہو گئے۔ دوسری روایت میں ہے'' آپ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا ولیمہ تین دن تک کیا۔ دستر خوان بچھایا گیا۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اس پر پنیر اور کھجوریں رکھیں اور لوگوں کو تین روز تک کھلایا۔''

۱۰۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے زمیندار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حاضر خدمت ہونا:

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے ماسوائے حازم مولی بن ہاشم کے یہ لمازہ سے جو ابن زیاد نہیں ہیں۔حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ کی خدمت میں زمیندار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حاضر خدمت ہوئے۔آپ نے فرمایا:"خیر برکت الفت مبارک مقدر اور رزق کی وسعت کے ساتھ رہو۔وہ تمہیں بابرکت کرے ان کے سر پر دف بجاؤ" دف لایا گیا۔اسے بجایا گیا پھل اور شکر لایا گیا انہیں دستر خوان پر بچھا دیا گیا۔لوگوں نے ہاتھوں کو روک لیا۔حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"کیا تم زبردستی نہیں لو گے۔"انہوں نے عرض کی:یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوٹ کھسوٹ سے منع فرمایا ہے۔"آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"میں نے تمہیں مال غنیمت کو خرد برد کرنے سے منع کیا ہے،لیکن شادیوں میں نہیں۔آپ نے ان سے اور انہوں نے آپ سے اشیاء کھینچ لیں۔"

چوتھا باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طلاق،رجعت،ایلاء،ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو چھوڑنا،عدت اور استبراء

اس باب کی کئی انواع ہیں۔

ا۔آپ کی طلاق اور رجعت کے بارے

ابو یعلی،بزار اور حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دی تو آپ کو حکم دیا گیا کہ آپ ان کی طرف رجوع فرمالیں تو آپ نے رجوع فرمالیا۔"

ابو یعلی اور بزار نے ثقہ راویوں سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے وہ رو رہی تھیں۔انہوں نے پوچھا"آپ کیوں رو رہی ہیں؟شاید حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ایک بار طلاق دے دی ہے،پھر میری وجہ سے تمہاری طرف رجوع کر لیا ہے۔بخدا!اگر انہوں نے تمہیں ایک اور بار طلاق دے دی تو میں تمہارے ساتھ کبھی بھی گفتگو نہ کروں گا۔"

الطبرانی نے اس سند سے جس میں ضعف ہے۔حضرت الہیثم یا ابوالہیثم سے روایت کیا ہے کہ آپ نے حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کو ایک طلاق دے دی۔وہ آپ کے رستے میں بیٹھ گئیں۔جب آپ کا وہاں سے گزر ہوا تو انہوں نے آپ

سے رجعت کی التجاء کی نیز یہ کہ وہ اپنی باری آپ کی اس زوجہ کریمہ کو دے دیں جسے آپ پسند کریں۔انہوں نے یہ امید کی کہ روز حشر رب تعالیٰ انہیں آپ کی زوجہ کریمہ کی حیثیت سے ہی اٹھائے گا۔آپ نے ان کی طرف رجوع کرلیا،اوران کی التجاء کو شرف قبولیت عطا کیا۔

الطبرانی نے عمر بن صالح حضرمی کے علاوہ تمام ثقہ راویوں سے روایت کیا ہے کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی۔جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک یہ خبر پہنچی تو انہوں نے اپنے سر اقدس میں خاک رکھی اور کہا:"عمر!اس کے بعد رب تعالیٰ تیری کیا پرواہ کرے گا؟ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی"اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی طرف رجوع فرمائیں۔آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر ترس کرتے ہوئے ان کی طرف رجوع کرلیا۔"

ابوداؤد،امام نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی پھر ان کی طرف رجوع کرلیا۔

۲۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے ایلاء کرنا اور انہیں چھوڑ دینا

امام بخاری،امام نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے،امام احمد،شیخان اور ترمذی نے حضرت ام سلمہ سے،امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے امام بخاری اور امام نسائی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے،امام احمد اور امام مسلم،امام نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت امام زہری سے،ابن ماجہ نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے،امام احمد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔جبکہ الطبرانی نے حضرت لیث رضی اللہ عنہ کے کاتب حضرت عبداللہ بن صالح رضی اللہ عنہ سے اورانہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:"میں ارادہ کرتا تھا کہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان:

وَاِنۡ تَظٰهَرَا عَلَيۡهِ (التحریم:۴)

اوراگرتم نے ایکا کرلیا آپ کے مقابلہ میں۔

کے بارے میں پوچھوں،لیکن میں ان سے ڈرتا تھا،حتیٰ کہ ہم نے ان کے ساتھ ایک حج کیا۔میں نے کہا:"اگر میں نے اس حج میں ان سے اس کے متعلق سوال نہ کیا تو پھر میں کبھی بھی ان سے نہ پوچھ سکوں گا۔"

جب ہم نے اپنا حج ادا کرلیا تو ہم نے انہیں جالیا۔وہ بطن مر میں تھے۔وہ کسی ضروری کام کے لئے پیچھے رہ گئے تھے۔ انہوں نے فرمایا:"اے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد تمہاری کیا ضرورت ہے؟ میں نے عرض کی:۔

"امیرالمومنین!میں ایک امر کے بارے آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا تھا۔انہوں نے فرمایا:"جو چاہو مجھ سے پوچھ لو"ہم کسی چیز کے بارے نہ جانتے تھے حتیٰ کہ ہم نے سیکھ لیا"میں نے انہیں کہا"مجھے رب تعالیٰ کے اس فرمان عالی شان:ان

تظاھرا علیہ۔ (التحریم:۴) کے بارے بتائیں کہ اس آیت طیبہ میں کون سی دو ہستیاں مراد ہیں۔ انہوں نے فرمایا: "تم کسی اور سے اس کے متعلق سوال نہ کرو گے جو مجھ سے زیادہ جانتا ہوگا۔ جب ہم مکہ مکرمہ میں تھے تو ہم میں سے کسی ایک کی بیوی اس کے ساتھ گفتگو نہ کرتی تھی۔ وہ صرف گھر کی خادمہ ہوتی تھی۔ اگر مرد کو کوئی ضرورت ہوتی تو وہ اسے اس کی ٹانگوں سے کھینچ لیتا اور اپنی ضرورت پوری کر لیتا۔ جب ہم مدینہ طیبہ پہنچے تو ہم نے انصار کی خواتین کو دیکھا وہ اپنے شوہروں کو جواب دیتی تھیں۔ جس کی وجہ سے ہماری عورتیں بھی ہمیں جواب دینے لگیں۔ وہ ہم سے باتیں کرنے لگیں۔ میں نے اپنے غلام کو کوئی حکم دیا۔ میری بیوی نے کہا: "بلکہ اس طرح کہتی" میں ڈنڈا لے کر اس کے پاس گیا اور اسے اس کے ساتھ مارا۔ اس نے کہا: "ابن خطاب! تم پر تعجب ہے۔ تم یہ چاہتے ہو کہ تم سے گفتگو نہ کی جائے جبکہ حضور اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن آپ کو جواب دیتی ہیں۔ میں باہر نکل آیا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا۔ میں نے کہا: "نورِ نظر! ذرا دھیان رہے۔ حضور اکرم ﷺ کو جواب نہ دینا اور نہ ہی آپ سے کوئی سوال کرنا۔ حضور سراپا جود و کرم ﷺ کے پاس دراہم و دینار نہیں ہیں، جو تمہیں دیں، جو تمہاری ضرورت ہو۔ خواہ سر کے لئے تیل کی ضرورت ہو وہ بھی مجھ سے مانگ لینا۔"

حضور شفیع معظم ﷺ کا معمول مبارک یہ تھا کہ جب آپ نماز صبح ادا کر لیتے تو اپنے مصلے پر ہی تشریف رکھتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے ارد گرد بیٹھ جاتے حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جاتا پھر ایک ایک کر کے اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس تشریف لے جاتے۔ انہیں سلام فرماتے۔ ان کے لئے خیر و برکت کی دعا کرتے۔ اس روز جس کی نوبت ہوتی اس کے پاس تشریف فرما ہو جاتے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو طائف یا مکہ مکرمہ سے شہد کی بوتل تحفہ میں بھیجی گئی۔ جب حضور اکرم ﷺ ان کے ہاں جلوہ افروز ہوتے تو وہ آپ کو روک لیتیں، حتیٰ کہ وہ آپ کو شہد پیش کرتیں اور آپ اسے تناول فرماتے۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اسے ناپسند کیا۔ انہوں نے اپنی لونڈی جویریہ حبشیہ سے کہا۔ اسے حضراء کہا جاتا تھا۔ جب حضور اکرم ﷺ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے جائیں تو وہاں چلی جانا اور دیکھنا کہ آپ وہاں کیا کرتے ہیں۔ لونڈی نے انہیں شہد کے بارے بتا دیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ساتھیوں کی طرف اسے بھیجا اور اس نے انہیں بھی اسی طرح بتا دیا۔ انہوں نے کہا "جب آپ تمہارے ہاں جلوہ افروز ہوں تو عرض کرنا" ہم آپ سے مغافیر (گوند جو عرفط پودے سے نکلتا ہے) کی بو پا رہی ہیں" آپ کو سب سے ناپسندیدہ امر یہ تھا کہ آپ سے کسی چیز کی بو آئے۔ آپ نے فرمایا: "میں نے تو شہد کھایا تھا۔ بخدا! میں اب شہد کبھی نہ کھاؤں گا۔ جب حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی نوبت آئی تو انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ! ﷺ مجھے ایک ضروری کام ہے۔ میرا نفقہ ان کے پاس (والد گرامی کے پاس) ہے۔ آپ مجھے اجازت دیں تاکہ میں ان کے پاس سے ہو کر آ جاؤں۔"

آپ نے انہیں اجازت مرحمت فرما دی۔ آپ نے اپنی لونڈی حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کی طرف پیغام بھیجا۔ انہیں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک میں داخل کیا اور وظیفۂ زوجیت ادا کیا۔ حضرت حفصہ آئیں تو حجرہ کا دروازہ بند تھا وہ دروازہ کے پاس

بیٹھ گئیں۔حضور اکرم ﷺ باہر تشریف لائے۔چہرہ انور سے پسینے کے قطرات ٹپک رہے تھے۔حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا رو رہی تھیں۔آپ نے فرمایا: "تم کیوں رو رہی ہو؟"انہوں نے عرض کی: "آپ نے مجھے اسی لئے اذن دیا تھا کہ آپ اپنی لونڈی کو میرے حجرہ میں داخل کریں اور میرے بستر پر اس کے ساتھ وظیفۂ زوجیت ادا کریں۔آپ نے کسی اور زوجہ کے ساتھ تو یوں نہ کیا۔یارسول اللہ! ﷺ بخدا! یہ آپ کے لئے حلال نہ تھا۔آپ نے فرمایا: "بخدا! تم سچ نہیں بول رہیں۔کیا وہ میری لونڈی نہیں۔رب تعالیٰ نے اسے میرے لئے حلال فرمایا ہے۔میں تمہیں گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ وہ مجھ پر حرام ہے۔اس سے صرف تمہاری ولداری مقصود ہے۔ذرا دھیان رہے کہ اس کے بارے کسی زوجہ کو نہ بتانا یہ تمہارے پاس امانت ہے۔جب آپ باہر تشریف لے گئے تو حضرت حفصہ نے وہ دیوار کھٹکھٹائی جو ان کے اور ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے مابین تھی۔انہوں نے انہیں کہا: "کیا میں تمہیں بشارت نہ دوں کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنی لونڈی کو خود پر حرام قرار دیا ہے۔رب تعالیٰ نے ہمیں اس سے آرام دے دیا ہے۔"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "مجھے یہی شک تھا۔آپ نے اسی لئے اسے قبول کیا تھا۔اسی وقت یہ آیت طیبہ نازل ہوئی۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ (التحریم:۱)

اے نبی (اکرم) آپ کیوں حرام کرتے ہیں اس چیز کو جسے اللہ نے آپ کے لئے حلال کر دیا۔

پھر آپ نے یہ آیت طیبہ پڑھی:

وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ

اس سے حضرت عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما کے بارے گمان کیا جاتا ہے کہ ان میں سے ایک دوسری کے لئے کچھ نہ چھپاتی تھی۔میرا ایک انصاری بھائی تھا۔جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور وہ اپنی زمین پر ہوتا تو میں اسے وہ سب کچھ بیان کر دیتا جو کچھ آپ نے فرمایا ہوتا۔جب میں اپنی زمین پر ہوتا تو وہ حضور اکرم ﷺ کے فرامین سے مجھے آگاہ کرتا۔وہ ایک دن میرے پاس آیا۔ہم جبلہ بن الایہم الغسانی کے حملہ سے ڈرتے ہیں۔

میرے بھائی نے کہا: "تمہیں کیا معلوم کہ کیا ہوا ہے؟" میں نے پوچھا "کیا ہوا ہے؟ شاید جبلہ الایہم الغسانی نے حملہ کر دیا ہے" اس نے کہا "نہیں بلکہ اس سے بھی شدید امر رونما ہوا ہے۔حضور شفیع مکرم ﷺ نے نماز صبح ادا کی۔آپ اس طرح نہ بیٹھے جیسے بیٹھتے تھے، نہ ہی اپنے معمول مبارک کے مطابق اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس تشریف لے گئے۔آپ اپنے بالا خانہ میں تشریف لے گئے۔آپ لوگوں کو اس حال میں چھوڑ گئے کہ صحابہ کرام مضطرب تھے وہ نہ جانتے تھے کہ آپ کی کیفیت کیا ہے۔" میں آیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسجد نبوی میں مضطرب تھے۔وہ نہیں جانتے تھے کہ کیا کریں۔انہوں نے کہا "اے لوگو! اپنی جگہ ٹھہر جاؤ۔" پھر وہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔آپ اپنے بالا خانہ پر تشریف فرما تھے۔آپ کے لئے

سیڑھی لگا دی گئی تھی۔ آپ اس پر چڑھے۔ سیاہ فام غلام سے کہا وہ آپ کا دربان تھا "عمر کے لئے اذن طلب کرو" اس نے میرے لئے اذن طلب کیا۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آپ اپنے بالا خانے میں جلوہ افروز تھے۔ اس میں ایک چٹائی تھی، کچھ سامان لٹکا ہوا تھا۔ آپ پہلو کے بل چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ چٹائی نے آپ کے پہلو پر نشان پیدا کر دیئے تھے۔ سر اقدس کے نیچے چمڑے کا تکیہ تھا جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے۔ جب میں نے یہ منظر دیکھا تو میں رونے لگا۔ آپ نے مجھے فرمایا "کیوں رونے لگے ہو؟ میں نے عرض کی: "یا رسول اللہ! ﷺ اہل فارس اور اہل روم میں سے ایک تو دیباج اور ریشم میں لیٹتا ہے" آپ نے فرمایا: انہیں ان کی پاکیزہ چیزیں دنیا میں جلد دے دی گئی ہیں۔ ہمارے لئے آخرت ہے، پھر میں نے کہا "یا رسول اللہ! ﷺ آپ کو کیا ہوا ہے؟ میں نے لوگوں کو مضطرب دیکھا ہے کیا آپ کے پاس کوئی خبر آئی ہے۔ آپ نے انہیں چھوڑ دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "نہیں میرے اور میری ازواج کے مابین کوئی امر رونما ہوا ہے۔ میں نے پسند کیا ہے کہ میں ایک ماہ تک ان کے پاس نہ جاؤں" میں لوگوں کے پاس آیا۔ میں نے کہا "اے لوگو! واپس لوٹ چلو۔ آپ کے مابین اور آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے مابین کوئی امر رونما ہوا ہے۔ آپ نے خلوت کو پسند فرمایا ہے۔" میں حضرت حفصہ کے پاس گیا۔ میں نے کہا "نور نظر! کیا تم حضور اکرم ﷺ کو جواب دو گی؟ آپ پر سختی کرو گی، اور آپ پر غیرت کھاؤ گی؟ انہوں نے کہا "اس کے بعد میں کوئی ایسی کلام نہ کروں گی جسے آپ ناپسند کرتے ہوں" پھر میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا۔ وہ میری خالہ تھیں۔ میں نے انہیں اسی طرح کہا جس طرح حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا تھا۔ انہوں نے کہا "عمر! تم پر تعجب ہے۔ ہر کام کے بارے تم نے بات کی ہے حتیٰ کہ تم نے ارادہ کر لیا ہے کہ تم حضور اکرم ﷺ اور آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے مابین بھی دخل اندازی کرو۔ ہمیں کیا چیز روکتی ہے کہ ہم آپ کے بارے غیرت کھائیں، جبکہ تمہاری بیویاں تم پر غیرت کھاتی ہیں۔ اس وقت یہ آیت طیبہ نازل ہوئی۔

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۲۸﴾ (الاحزاب:۲۸)

ترجمہ: اے نبی مکرم آپ فرما دیجئے اپنی بیویوں کو کہ اگر تم دنیاوی زندگی اور اس کی آرائش کی خواہاں ہو تو آؤ تمہیں مال ومتاع دے دوں اور پھر تمہیں رخصت کر دوں بڑی خوبصورتی کے ساتھ۔

الطبرانی اور ابو داؤد نے جید سند سے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور سیاح لامکان ﷺ کسی سفر میں تھے یا سفر حجۃ الوداع میں تھے، ہم آپ کے ساتھ تھے حضرت ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ بیمار ہو گیا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس فالتو سواری تھی۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: "صفیہ کا اونٹ علیل ہو گیا ہے کاش تم اپنی سواری انہیں دے دو۔" انہوں نے کہا: "میں اس یہودیہ کو دوں۔" یہ سن کر حضور اکرم ﷺ ناراض ہو گئے آپ نے انہیں ذوالحجۃ کا بقیہ حصہ، محرم اور صفر اور ربیع

الاول کے کچھ ایام تک چھوڑے رکھا، حتیٰ کہ انہوں نے اپنا سامان اور چارپائی اٹھالی۔ ان کا گمان تھا کہ اب آپ کو ان کی ضرورت نہیں رہی۔ اسی اثناء میں کہ وہ دوپہر کے وقت بیٹھی ہوئی تھیں۔ انہوں نے آپ کا سایہ دیکھا۔ آپ ان کے پاس تشریف لائے انہوں نے اپنا سامان اور چارپائی واپس رکھ دی۔"

امام احمد نے ایسی سند سے جس میں کوئی حرج نہیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو چھوڑ دیا۔ شعبہ نے کہا: "میرا گمان ہے کہ انہوں نے فرمایا تھا:" ایک ماہ تک۔" حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ آپ کے پاس حاضر ہوئے۔ آپ اپنے کمرہ میں تھے۔ چٹائی پر آرام فرما تھے۔ چٹائی کے نشانات آپ کی کمر انور پر پڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے عرض کی: "یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کسریٰ سونے اور چاندی کے برتنوں میں پیتے ہیں، جبکہ آپ اس حال میں ہیں۔ حضور سراپا رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں ان کی عمدہ چیزیں اسی دنیا میں دے دی گئی ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مہینہ اس طرح، اس طرح اور اس طرح ہوتا ہے۔ آپ نے تیسری بار انگوٹھے سے کسر (جزء) بنائی۔

امام حاکم، بیہقی اور حارث نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ سے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا استبراء کیا۔ آپ سے عرض کی گئی: کیا وہ امہات المؤمنین میں سے ہیں یا امہات المؤمنین میں سے نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا: وہ امہات المؤمنین میں سے ہیں۔

تنبیہات

۱- اللہ تعالیٰ نے اس فرمان:

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا (الاحزاب:۲۸)

ترجمہ: اے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجئے اپنی بیویوں کو کہ اگر تم دنیاوی زندگی۔

کے شان نزول میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے آپ سے دنیاوی ساز و سامان کے بارے سوال کیا۔ نفقہ (خرچہ) میں اضافہ کا مطالبہ کیا۔ ایک دوسرے پر غیرت کھا کر آپ کو اذیت دی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں چھوڑ دیا۔ آپ نے قسم اٹھائی کہ آپ ایک ماہ تک ان کے قریب نہ جائیں گے۔ آپ صحابہ کرام کے پاس بھی تشریف نہ لائے۔ انہوں نے کہا: آپ کو کیا ہوا ہے؟ وہ کہتے تھے کہ آپ نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو طلاق دے دی ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہارے لیے آپ کی حالت کو معلوم کرتا ہوں۔ انہوں نے آپ سے اذن طلب کیا۔

۲- زاد المعاد میں ہے: آپ نے طلاق دے دی تھی اور رجوع کر لیا تھا اور ایک ماہ تک ایلاء مؤقت کیا تھا لیکن آپ نے کبھی ظہار نہ کیا تھا۔ جس نے کہا ہے کہ آپ نے ظہار کیا تھا اس نے بہت بڑی غلطی کی ہے۔ انہوں نے اس جگہ تنبیہ، ذکر کر کے اس کی خطاء کا ذکر کیا ہے۔

پانچواں باب

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے محبت

نسائی اور الطبرانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہاری دنیا سے تین اشیاء مجھے پسندیدہ بنادی گئی ہیں۔ (۱) عورتیں۔ (۲) خوشبو۔ (۳) جبکہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھ دی گئی ہے۔ اس روایت کو عبداللہ بن امام احمد نے زوائد الزھد میں روایت کیا ہے اور انہوں نے یہ اضافہ کیا ہے: میں کھانے اور پینے سے تو صبر کرسکتا ہوں لیکن ان سے صبر نہیں کرسکتا۔ دوسری روایت میں ہے: بھوکا سیر ہو جاتا ہے، پیاسا سیراب ہو جاتا ہے لیکن میں نماز اور عوتوں کی صحبت سے سیر نہیں ہوتا۔

امام احمد نے زہد میں اور ابن سعد نے حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گھوڑوں سے بڑھ کر اور کوئی چیز عزیز نہ تھی، پھر کہا: رب تعالیٰ تمہیں معاف کرے بلکہ عورتوں سے بڑھ کر۔

امام احمد نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے، انہوں نے سند میں ایک راوی کا نام نہیں لیا جبکہ بقیہ راوی صحیح کے راوی ہیں۔ حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دنیا سے تین اشیاء پسند تھیں۔ کھانا، عورتیں اور خوشبو۔ آپ کو کھانا شکم سیر ہو کر نہ ملا۔ ابن سعد نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دنیا سے تین اشیاء پسند تھیں۔ (۱) عورتیں۔ (۲) خوشبو۔ (۳) کھانا۔ دو اشیاء تو آپ کو مل گئیں ایک چیز آپ کو نہ مل سکی۔ آپ کو عورتیں اور خوشبو تو مل گئی لیکن کھانا (سیر شکم ہو کر) نہ ملا۔

سلمہ بن کُہیل سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: آپ کو دنیا میں ایسی کوئی چیز نہ ملی جو عورتوں اور خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہو۔ حضرت حسن سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دنیاوی زندگی میں مجھے خوشبو اور عورتیں پسند ہیں۔

تنبیہ

بعض کتابوں میں ہے: حُبِّبَ اِلَیَّ من دنیاکم ثلاث حافظ ابن قیم، الزرکشی، الحافظ نے احادیث الکشاف کی تخریج میں، ابوزرعۃ عراقی نے "امالیہ" اور الشیخ نے لکھا ہے کہ "ثلاث" (تین۔) طرقِ حدیث میں کسی سند میں نہیں ہیں۔ یہ زیادتی ہے جو معنی کی تفصیل بیان کرتی ہے۔ نماز امور دنیا میں سے نہیں ہے۔

چھٹا باب

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے مابین عدل کرنا اور ان کے مابین باری مقرر کرنا

ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ نے اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے مابین باری مقرر کر رکھی تھی۔ آپ یہ دعا مانگتے تھے" مولا! یہ میری تقسیم اس چیز میں ہے جس کا میں مالک ہوں، لیکن اس چیز کے بارے مجھے ملامت نہ کر جس کا تو مالک ہے اور اس کا میں مالک نہیں ہوں۔ یعنی قلب انور۔

امام احمد اور ابوداؤد نے ان سے ہی روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ہاں قیام فرمانے میں ہمیں ایک دوسرے پر ترجیح نہیں دیتے تھے، کم ہی کوئی دن گزرتا مگر آپ ہم میں سے ہر ایک کے پاس جلوہ افروز ہوتے۔ ہر زوجہ محترمہ کے پاس تشریف لے جاتے، مگر آپ مباشرت نہ فرماتے، حتیٰ کہ اس زوجہ محترمہ کے گھر تشریف لے جاتے جس کی باری ہوتی تھی۔ اس کے ہاں آپ رات بسر فرماتے۔ حضرت سودہ بنت زمعتہ رضی اللہ عنہا جب عمر رسیدہ ہو گئیں اور انہیں خدشہ لاحق ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں جدا کر دیں گے۔ انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنی باری حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دیتی ہوں" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے قبول فرمالیا۔"

شیخان نے ان سے ہی روایت کیا ہے کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مرض وصال میں فرمایا "میں کل کہاں ہوں گا۔ میں کل کہاں ہوں گا؟ آپ نے دو بار اسی طرح فرمایا۔ آپ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی باری (دن) کا ارادہ فرما رہے تھے۔ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے آپ کو اذن دے دیا کہ آپ جہاں چاہیں قیام فرمائیں۔ آپ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مقدسہ میں ہی رونق افروز رہے حتیٰ کہ اسی میں آپ کا وصال ہوا۔ انہوں نے فرمایا: آپ کا وصال اس روز ہو جب آپ ان کے حجرات مقدسہ میں تشریف لے جاتے تھے۔ اس وقت آپ میرے حجرہ مقدسہ میں تھے۔"

امام مسلم رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن تھیں۔ جب آپ نے ان کے مابین باری مقرر کر دی تو آپ پہلی زوجہ محترمہ کے نویں روز ہی تشریف لے جاتے تھے۔ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اس حجرہ مقدسہ میں جمع ہو جاتی تھیں۔ جہاں آپ جلوہ افروز ہوتے تھے۔ آپ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مقدسہ میں تھے۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا آ گئیں۔ آپ نے ان کی طرف دست اقدس بڑھایا۔ انہوں نے عرض کی: "یہ زینب ہیں" آپ نے اپنا دست اقدس روک لیا، وہ باہم تکرار کرنے لگیں حتیٰ کہ ان کی آوازیں بلند ہو گئیں۔ نماز کا وقت ہو گیا۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وہاں سے گزر ہوا۔ انہوں نے ان کی آواز سن لی۔ انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نماز کے لئے تشریف لے چلیں۔ ان کے منہ میں مٹی ڈال دیں" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے۔ ام المومنین حضرت

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا "ابھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی نماز پڑھ لیں گے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئیں گے وہ میرے ساتھ جو سلوک کریں گے وہ کریں گے۔ جب آپ نے نماز ادا فرمائی تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور سخت ڈانٹ ڈپٹ کی اور فرمایا: "کیا تم اس طرح کرتی ہو؟"

شیخان نے ان سے ہی روایت کیا ہے کہ جب آپ نماز عصر کے بعد تشریف لاتے تو اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس تشریف لے جاتے۔ ان میں سے کسی ایک کا قرب اختیار فرماتے۔"

ابویعلی اور الطبرانی نے جید سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سیاح لا مکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے مابین قرعہ اندازی فرماتے۔ غزوہ بنی مصطلق میں یہ قرعہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نام نکلا۔

مسدد نے ثقہ راویوں سے حضرت جعفر بن محمد سے اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کو حالت مرض میں اٹھا کر اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس لے جایا جاتا۔ آپ ان کے مابین باری میں عدل فرماتے تھے۔"

محمد بن یحییٰ بن ابی عمر نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جب آپ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ وظیفۂ زوجیت ادا کیا تو فرمایا "اگر تم پسند کرو تو تمہارے ہاں سات روز قیام کر لیتا ہوں اور پھر اتنا وقت ہی دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ہاں گزاروں گا۔"

امام احمد نے جید سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے راویت کیا ہے کہ جب آپ کسی باکرہ خاتون سے شادی فرماتے تو اس کے پاس تین روز قیام فرماتے۔"

"امام احمد اور ابوداؤد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ ثیبہ پر باکرہ سے نکاح فرماتے تو اس کے ہاں سات روز قیام فرماتے اگر باکرہ سے نکاح فرماتے تو اس کے ہاں تین روز قیام فرماتے۔"

امام مسلم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جب آپ نے ان سے نکاح فرمایا تو ان کے پاس تین روز قیام فرمایا، اور فرمایا: "تم اپنے اہل خانہ کے ہاں حقیر نہیں ہو۔ اگر تم پسند کرو تو سات روز تمہارے پاس اور سات روز اپنی دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس بسر کرتا ہوں اور اگر پسند کرو تو تین روز تمہارے پاس قیام کرتا ہوں، پھر تمہیں لوٹا دیا جائے گا" انہوں نے عرض کی: "تین روز کافی ہیں۔"

شیخان نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا نے اپنی نوبت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دے دی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کا دن اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مقدسہ میں بسر فرماتے تھے۔

امام احمد نے حضرت ام المومنین صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات

ﷺ کے ساتھ حج کیا۔ راستہ میں ایک شخص نیچے اترا اور خواتین کے اونٹوں کو ہانکنے لگا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "قواریر یعنی عورتوں کو اسی طرح نرمی سے ہانکو۔ اسی اثناء میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ تھک کر بیٹھ گیا۔ ان کی سواری کا جانور سب سے زیادہ خوبصورت تھا۔ وہ رونے لگیں۔ جب آپ کو خبر ملی تو آپ تشریف لائے۔ ان کے آنسو صاف کرنے لگے۔ وہ زیادہ رونے لگیں۔ آپ انہیں منع فرمانے لگے۔ جب ان کا گریہ زیادہ ہو گیا تو آپ نے انہیں جھڑ کا لوگوں کو حکم دیا۔ وہ نیچے اتر آئے۔ آپ نیچے اترنے کا ارادہ نہیں رکھتے تھے۔ لوگ نیچے اترے۔ وہ میرا ہی دن تھا۔ جب لوگ نیچے اترے تو آپ کا خیمہ لگا دیا گیا۔ آپ اس میں تشریف لے گئے۔ میں نہیں جانتی تھی کہ آپ خاموش کیوں ہو گئے تھے۔ مجھے خدشہ دامن گیر ہوا کہ آپ کے خاطر میں کچھ آیا تھا۔ میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی۔ میں نے انہیں کہا تم جانتی ہو کہ میں حضور اکرم ﷺ کے پاس اپنی باری کو کسی چیز کے عوض فروخت نہیں کرتی۔ میں آج کا دن تمہیں دیتی ہوں۔ بشرطیکہ تم حضور اکرم ﷺ کو میری طرف سے راضی کر دو۔" انہوں نے فرمایا: "ٹھیک ہے" حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنا دوپٹہ لیا جسے زعفران میں رنگا دیا گیا تھا۔ انہوں نے اس پر پانی چھڑکا تاکہ اس کی خوشبو عمدہ ہو جائے، پھر اپنے کپڑے پہنے اور بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں چلی گئیں۔ خیمہ کا پردہ اٹھایا۔ آپ نے انہیں فرمایا "عائشہ! تمہیں کیا ہوا ہے؟ آج تمہارا دن نہیں ہے" انہوں نے عرض کی: یہ اللہ رب العزت کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے" آپ نے اپنے اہل خانہ کے ساتھ دوپہر بسر کی روانگی کے وقت حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے فرمایا "تم اپنی بہن صفیہ کو اپنا اونٹ دے دو" ان کے پاس سب سے زیادہ سواریاں تھیں" انہوں نے کہا "میں آپ کی اس یہودن سے زیادہ محتاج ہوں۔" یہ سن کر آپ ناراض ہو گئے۔ آپ نے انہیں چھوڑ دیا۔ ان کے ساتھ گفتگو تک نہ کی حتیٰ کہ آپ مکہ مکرمہ تشریف لائے ایام منیٰ گزارے۔ مدینہ طیبہ واپس تشریف لائے محرم اور صفر کے مہینے گزر گئے۔ آپ نہ تو ان کے پاس آتے نہ ہی ان کی باری مقرر کرتے۔ وہ آپ کی طرف سے مایوس ہو گئیں ماہ ربیع الاول میں آپ ان کے ہاں جلوہ افروز ہوئے۔ انہوں نے آپ کا سایہ دیکھا۔ انہوں نے کہا: "یہ تو کسی مرد کا سایہ ہے۔ حضور اکرم ﷺ تو میرے ہاں تشریف نہیں لاتے۔ یہ کس کا سایہ ہے" حضور اکرم ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے۔ جب انہوں نے آپ کو دیکھا تو کہا "یہ تو حضور اکرم ﷺ ہیں۔ جب آپ میرے ہاں جلوہ افروز ہو گئے ہیں تو میں نہیں جانتی کہ میں کیا کروں ان کی ایک لونڈی تھی جسے انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے چھپا کر رکھا تھا۔ انہوں نے عرض کی: "فلانہ آپ کے لئے ہے" آپ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی چارپائی تک تشریف لے گئے۔ اسے اٹھا لیا گیا تھا۔ آپ نے اپنے دست اقدس سے اسے رکھا، اور اپنی اہلیہ محترمہ سے وظیفۂ زوجیت ادا کیا۔"

تنبیہات

۱۔ زاد المعاد میں ہے۔ "حضور نبی اکرم ﷺ ایک رات میں اپنی ساری ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے وظیفۂ زوجیت ادا فرما لیتے تھے، اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو تیس مردوں کی قوت عطا فرمائی تھی۔ آپ کے لیے اللہ تعالیٰ نے وہ امر مباح

فرمایا تھا جو آپ کی امت میں سے کسی اور کے لئے مباح نہ تھا۔ آپ نے رات بسر کرنے، پناہ اور نفقہ میں ان کے مابین باری مقرر فرما رکھی تھی، لیکن جہاں تک محبت کا تعلق ہے تو اس کے بارے آپ یہ دعا مانگتے تھے۔"مولا! یہ تقسیم اس امر میں ہے جس کا میں مالک ہوں جس کا میں مالک نہیں ہوں اس کے بارے مجھے ملامت نہ فرما۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد محبت اور جماع ہے۔ اس میں برابری واجب نہیں ہے، کیونکہ ان میں انسان کو اختیار نہیں ہوتا۔"

۲۔ زاد المعاد میں ہے "کیا یہ باری مقرر کرنا آپ پر واجب تھا۔ یا آپ باری کے بغیر ہی ان کے ساتھ وظیفۂ زوجیت ادا فرماتے تھے؟ فقہاء کے یہ دونوں اقوال ہیں۔ آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ساری امت مرحومہ کے سارے مردوں کی بیویوں سے زیادہ تھیں۔ اسی لئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے۔ شادیاں کرو۔ اس امت کی بہترین ہستی کی سب سے زیادہ ازواج مطہرات تھیں۔"

۳۔ زاد المعاد میں ہے: "آپ ان میں سے نو میں کے بغیر آٹھ کے لئے باریاں مقرر فرماتے تھے۔ صحیح مسلم میں حضرت عطاء کا قول منقول ہے کہ آپ نے حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کے لئے باری مقرر نہ کی تھی، لیکن یہ حضرت عطاء کی لغزش ہے۔ وہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ جب وہ عمر رسیدہ ہو گئیں تو انہوں نے اپنی نوبت حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دے دی۔ آپ ان کے دن اور ام المومنین کے روز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے جاتے تھے۔ اس لغزش کا سبب یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی وجہ سے حضرت صفیہ سے ناراضگی کا اظہار کیا۔ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا "میں آج کی اپنی باری تمہیں دے دیتی ہوں، بشرطیکہ تم میری طرف سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راضی کر دو۔ انہوں نے فرمایا: "ٹھیک ہے" حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے دن حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو میں بیٹھ گئیں۔" آپ نے فرمایا: "مجھ سے دور ہو جاؤ آج تمہارا دن نہیں ہے۔ انہوں نے عرض کی: یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔" انہوں نے ساری بات عرض کی۔ آپ ان سے راضی ہو گئے۔ اسی لئے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے انہیں اپنی اس دن کی نوبت دی تھی۔ باریاں سات امہات المومنین کے لئے نہ تھیں۔ یہ اس صحیح روایت کے خلاف ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے۔ باریاں آٹھ ازواج مطہرات کے لئے تھیں۔"

ساتواں باب

ازواجِ مطہرات کے ساتھ حسن خلق، مدارات، ان کا صبر اور ان کے ساتھ گفتگو فرمانا

شیخان، ترمذی اور نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی طرف پیالے میں کوئی چیز بھیجی۔ اس وقت آپ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مقدسہ میں تھے۔ ام المومنین نے خادم کے ہاتھ پر مارا اور اسے گرا دیا پیالے کو زور سے مارا اور اسے توڑ دیا۔ آپ نے اس پیالے کے ٹکڑے جمع کئے پھر اس میں وہ کھانا ڈالا جو اس میں تھا، پھر دو دفعہ فرمایا" تمہاری ماں غیرت کھا گئی ہیں۔" پھر آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا پیالہ لیا اور اسے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی طرف بھیج دیا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا پیالہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو عطا کر دیا۔"

شیخان اور ترمذی نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا:" عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے روز آپ کاشانہ اقدس میں داخل ہوئے۔ یا ایام منیٰ تھے۔ میرے ہاں دو لڑکیاں تھیں جو یوم بعاث کے روز کہے گئے انصار کے اشعار پڑھ رہی تھیں۔ وہ بلند آواز سے گانے والی نہ تھیں۔ آپ میرے بستر پر لیٹ گئے۔ چہرۂ انور دوسری طرف پھیر لیا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آئے۔ مجھے جھڑکا اور فرمایا:" شیطان کے مزمار" یا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر شیطان کے مزمور" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی طرف توجہ کی اور فرمایا: ہر قوم کی عید ہوتی ہے یہ ہماری عید ہے۔" جب ان کی توجہ دوسری طرف ہوئی تو میں نے ان بچیوں کو اشارہ کیا۔ وہ باہر نکل گئیں۔ عید کے روز سوڈانی ڈھال اور نیزے کے ساتھ کھیل رہے تھے میں نے آپ سے التجاء کی یا آپ نے خود ہی فرمایا" کیا تم یہ کھیل دیکھنا چاہتی ہو؟ میں نے عرض کی:" ہاں! آپ نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کر لیا۔ میرا رخسار آپ کے رخسار انور کے اوپر تھا۔ آپ نے فرمایا:" بنو ارفدہ! اپنا کھیل شروع کرو" حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں جھڑکا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:" بنو ارفدہ! امن کے ساتھ حتیٰ کہ مجھے یہ کافی ہو جائے" آپ نے مجھے فرمایا" کیا تمہیں کافی ہے؟ میں نے عرض کی:" ہاں! آپ نے فرمایا:" چلی جاؤ" انہوں نے عربی نوعمر لڑکی کے مطابق اندازہ لگایا۔"

ابن ابی اسامہ، خرائطی، ابن عساکر اور ابن ضحاک نے حضرت عمرہ بنت عبد الرحمان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی:" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ خلوت میں کیسے رہتے تھے؟ انہوں نے فرمایا:" وہ تمہارے مردوں کی طرح ایک مرد (اکمل) تھے، مگر یہ کہ آپ سارے لوگوں سے زیادہ کریم اور سارے لوگوں سے زیادہ حسن خلق کے مالک تھے۔ آپ بہت زیادہ تبسم ریز اور مسکراتے رہتے تھے۔"

ابو داؤد طیالسی، امام احمد اور ابن عساکر نے حضرت ابو عبد اللہ الجدلی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی کہ آپ کے اہل خانہ کے ساتھ آپ کے خلق کی کیفیت کیا ہوتی تھی؟

انہوں نے فرمایا: آپ سارے لوگوں سے زیادہ حسن خلق کے مالک تھے آپ نہ تو فحش گو تھے نہ ہی بری بات کرتے تھے، نہ بازاروں میں شور وغل فرماتے تھے، نہ ہی برائی کا بدلہ برائی سے دیتے تھے، بلکہ درگزر اور معاف فرما دیتے تھے۔"

نسائی، ابوبکر الشافعی اور ابویعلی نے حسن سند کے ساتھ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: ایک دن حضرت ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا ہمارے ہاں آئیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے اور اس کے درمیان بیٹھ گئے۔ میں حلوہ لے کر آئی۔ میں نے انہیں کہا "کھاؤ" مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ میں نے کہا "کھاؤ" ورنہ اس کو تمہارے چہرے پر مل دوں گی۔" انہوں نے انکار کر دیا۔ میں نے اس پیالہ میں سے تھوڑا سا حلوہ لیا اور ان کے چہرے پر مل دیا۔ یہ دیکھ کر آپ مسکرانے لگے۔ آپ نے ٹانگ مبارک آغوش سے اٹھالی اور انہیں کہا "اب ان کے چہرے پر مل دو" انہوں نے پیالہ سے کچھ حلوہ لیا اور میرے چہرے پر مل دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبسم زیر رہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ گزرے۔ انہوں نے صدا دی عبداللہ! عبداللہ! آپ کو گمان ہوا کہ شاید عنقریب اندر آ جائیں گے۔ آپ نے فرمایا: "اٹھو اپنا چہرہ دھولو" حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "میں اس دن سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ڈرنے لگی۔"

ابن سعد نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ایک رات آپ میرے پاس سے باہر نکلے میں نے آپ کو باہر رکھ کر دروازہ بند کر دیا۔ آپ تشریف لائے اور دروازہ کھولنے کے لئے کہا میں نے دروازہ کھولنے سے انکار کر دیا۔ آپ نے فرمایا: "میں تمہیں قسم دے کر کہتا ہوں کہ تم میرے لئے دروازہ کھولو" میں نے عرض کی: آپ اس میری رات میں کسی اور زوجہ محترمہ کے ہاں تشریف لے گئے تھے" آپ نے فرمایا: میں نے اس طرح نہیں کیا۔ میں نے پیشاب کی وجہ سے درد محسوس کیا۔"

الطبرانی اور ابن مردویہ نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میرا عذر آسمان سے نازل ہوا۔ قریب تھا کہ امت میری وجہ سے ہلاک ہو جاتی، جب آپ سے نزول وحی کی کیفیت ختم ہوئی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے والد گرامی سے فرمایا: "اپنی نور نظر کے پاس جائیں اور اسے بتائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کے بارے نازل کیا ہے۔ میرے والد گرامی دوڑتے ہوئے آئے۔ قریب تھا کہ وہ گر پڑتے۔ انہوں نے فرمایا: لخت جگر! خوش ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارا عذر آسمان سے نازل کیا ہے۔" میں نے کہا "میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرتی ہوں۔ نہ تمہاری تعریف کرتی ہوں اور تمہارے اس ساتھی کی جس نے تمہیں بھیجا ہے۔" پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اندر تشریف لے آئے۔

آپ نے میرا بازو پکڑا۔ میں نے آپ کے دست اقدس کو پکڑ کر کہا "اس طرح" سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نعل پکڑا تاکہ اس کے ساتھ مجھ پر چڑھائی کریں۔ یہ دیکھ کر آپ مسکرانے لگے۔ آپ نے انہیں منع کیا اور وہ بھی مسکرانے لگے۔ آپ نے فرمایا: "میں تمہیں قسم دے کر کہتا ہوں کہ تم اس طرح نہ کرنا۔"

امام احمد اور ابوداؤد نے ثقہ راویوں سے ان سے بھی روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضرت ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا

نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں کھانا بھیجا، حالانکہ میں نے آپ کے لئے کھانا تیار کر رکھا تھا۔ آپ میرے ہاں ہی جلوہ افروز تھے۔ جب میں نے لونڈی کو دیکھا تو مجھ پر لرزہ طاری ہو گیا مجھے کپکپی لگ گئی۔ میں نے پیالے کو مارا اور اسے گرا دیا۔ میں نے آپ کے چہرہ انور پر غصے کے اثرات دیکھ لئے میں نے کہا "میں حضور اکرم ﷺ کی پناہ مانگتی ہوں کہ آپ آج مجھ پر لعنت کریں۔"

الطبرانی نے حسن سند کے ساتھ حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: سوڈانی مدینہ طیبہ میں کھیلتے تھے۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنا کندھا حضور اکرم ﷺ کے مبارک کندھے پر رکھا اور ان کی طرف دیکھنے لگیں۔"

ابو یعلی نے اس سند سے جس میں کوئی حرج نہیں اور ابو الشیخ نے جید قوی سند سے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میرا ساز وسامان کم تھا۔ میرا اونٹ بھی تیز رفتار تھا، جبکہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا سامان بھی بھاری تھا اور ان کا اونٹ بھی سست رو تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا سامان حضرت صفیہ کے اونٹ پر لادھ دو اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا سامان حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ پر لادھ دو حتیٰ کہ کارواں روانہ ہو جائے" میں نے کہا اللہ کے بندو! حضور اکرم ﷺ کی وجہ سے ہم پر یہ یہودیہ غالب آ گئی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ام عبداللہ! تمہارا سامان کم ہے۔ حضرت صفیہ کا سامان زیادہ ہے۔ کارواں سست ہو گیا ہے۔ ہم نے تمہارا سامان حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ پر اور ان کا سامان تمہارے اونٹ پر لادھ دیا ہے۔ انہوں نے کہا "کیا آپ گمان نہیں کرتے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول (مکرم ﷺ) ہیں؟ آپ مسکرانے لگے۔ آپ نے فرمایا: "ام المومنین! ام عبداللہ! کیا تمہیں مجھ میں شک ہے؟ میں نے عرض کی: "کیا آپ گمان نہیں کرتے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول اکرم ﷺ ہیں۔ آپ نے عدل کیوں نہ کیا؟ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سن رہے تھے ان کی طبیعت میں تیزی تھی۔ انہوں نے میری طرف توجہ کی اور میرے چہرے پر تھپڑ مار دیا۔ آپ نے فرمایا:

ذرا ٹھہرو۔ انہوں نے عرض کی: "یا رسول اللہ! ﷺ ہم کیا سن نہیں رہے کہ انہوں نے کیا کہا ہے؟ آپ نے فرمایا: "غیرت کھانے والا وادی کے اوپر سے نیچے نہیں دیکھ سکتا۔"

آٹھواں باب

نکاح اور مباشرت کے وقت آپ کے آداب اور آپ کی قوت

اس باب میں کئی انواع ہیں۔

۱۔ آپ ﷺ کا حیاء

ابن ابی شیبہ، قاضی ابوبکر المروزی نے اپنی مسند میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ

اپنی کسی زوجہ کریمہ سے وظیفۂ زوجیت ادا کرتے وقت حیاء کی وجہ سے سراقدس ڈھانپ لیتے تھے۔ میں نے آپ سے کچھ نہ دیکھا تھا نہ ہی آپ نے مجھ سے کچھ دیکھا تھا۔"

امام بیہقی نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جب آپ بیت الخلاء میں جاتے تو آپ اپنا سراقدس ڈھانپ لیتے تھے۔ جب آپ اپنی زوجہ محترمہ سے وظیفۂ زوجیت ادا کرتے تھے تو پھر بھی اپنا سراقدس ڈھانپ لیتے تھے۔"

"امام احمد اور بقی بن مخلد، ابن ابی شیبہ اور ابن ضحاک نے ام المومنین رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: میں نے کبھی بھی آپ کی شرم گاہ نہ دیکھی تھی۔"

خطیب نے اپنی تاریخ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب آپ اپنی کسی زوجہ کریمہ سے وظیفۂ زوجیت ادا کرنے لگتے تو سراقدس کو ڈھانپ لیتے اور آواز مبارک پست فرما لیتے اور زوجہ محترمہ سے فرماتے "تم پر سکونت اور وقار طاری ہونا چاہئے۔"

ابن اعرابی نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جب آپ کسی اہلیہ محترمہ سے وظیفۂ زوجیت ادا فرمانا چاہتے تو اپنا سراقدس ڈھانپ لیتے تھے۔"

الطبرانی اور امام رازی اور ابن عساکر نے حضرت واثلہ بن الاسقع سے اور انہوں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی کسی اہلیہ محترمہ سے وظیفۂ زوجیت ادا فرمانا چاہتے تو آپ اپنا سراقدس ڈھانپ لیتے اور اس زوجہ کریمہ سے فرماتے "تم پر وقار اور سکونت طاری ہونی چاہئے۔"

۲۔ آپ کی قوت مبارکہ

الطبرانی، اسماعیلی نے معجم میں اور ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مجھے لوگوں پر چار چیزوں سے فضیلت دی گئی ہے۔ سخاوت، شجاعت، کثرت مباشرت اور شدید گرفت۔"

ابن سعد، ابن ابی اسامہ نے حضرت طاؤس اور مجاہد سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ کو چالیس افراد کی وظیفۂ زوجیت کی قوت عطا کی گئی تھی، ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل بن حیان سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساٹھ اور کچھ جوانوں کی قوت عطا کی گئی تھی۔ اتنی قوت کی وجہ سے یہود آپ سے حسد کرتے تھے۔ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَآ اٰتٰـھُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ (النساء: ۵۴)

ترجمہ: کیا حسد کرتے ہیں لوگ اس نعمت پر جو عطا فرمائی ہے انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے۔

ابن سعد نے حضرات مجاہد اور طاؤس سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: آپ کو وظیفۂ زوجیت میں چالیس آدمیوں کی قوت عطا کی گئی تھی۔ عبد الرزاق نے طاؤس سے روایت کیا ہے۔ کہ آپ کو پینتالیس افراد کی قوت مباشرت عطا کی گئی

تھی۔حضرت سعید بن مسیب سے اسی طرح روایت کیا گیا ہے۔

حارث بن اسامہ نے مجاہد اور طاؤس سے روایت کیا ہے کہ آپ کو چالیس اور کچھ جنتی افراد کی قوت مباشرت عطا کی گئی تھی۔

امام احمد اور امام نسائی نے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "ایک جنتی شخص کو کھانے پینے جماع اور شہوت کی قوت ایک سو افراد کی قوت کے برابر عطا کی جاتی ہے۔"

امام بخاری امام نسائی اور ابوبکر اسماعیلی نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سید المرسلین ﷺ شب و روز کی ایک ساعت میں اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے وظیفۂ زوجیت ادا کر لیتے تھے۔ان کی تعداد گیارہ تھی۔حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے عرض کی۔کیا آپ کو اتنی قوت عطا کر دی گئی تھی؟ انہوں نے فرمایا: "ہم باتیں کرتے تھے کہ آپ ﷺ کو تیس افراد کی قوت عطا کی گئی تھی۔ یا ایک ہی ساعت یا رات میں چالیس افراد کی قوت عطا کی گئی تھی۔"

مجمع الزوائد کے دونوں نسخوں میں اسی طرح مروی ہے۔انہوں نے لکھا ہے: "اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں سوائے عبدالسلام بن عاصم الرازی کے، وہ بھی ثقہ ہیں۔"

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے فرمایا: "آپ کو الکفیت عطا کی گئی تھی۔حضرت حسن سے پوچھا گیا۔الکفیت سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے فرمایا: "قوت مباشرت" اس روایت کو عبدالرزاق نے المصنف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے حضرت حسن کا ذکر نہیں کیا بلکہ فرمایا "عرض کی گئی کہ یہ الکفیت کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: "قوت مباشرت"۔

الطبرانی نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا: "مجھے گرفت اور نکاح میں چالیس افراد کی قوت عطا کی گئی ہے۔"

ابن ضحاک نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "حضرت جبرائیل امین میرے پاس ایک ہنڈیا لے کر آئے جسے الکفیت کہا جاتا تھا۔میں نے اس میں سے کھایا تو مجھے چالیس افراد کی قوت مباشرت عطا کی گئی۔"

ابن سعد نے اسامہ بن زید سے اور انہوں نے صفوان بن سلیم سے امام بخاری اور اسماعیلی نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "میں نے خود کو دیکھا میں آپ کو خوشبو لگاتی تھی۔اس وقت آپ کی نو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن تھیں۔"

ابن عدی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ ایک رات میں اپنی ساری ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے وظیفۂ زوجیت ادا فرما لیتے تھے۔جب اس زوجہ محترمہ کے پاس آتے جس کی نوبت ہوتی تو اس کے پاس قیام فرما لیتے۔"

ابوداؤد اور حارث بن ابی اسامہ نے حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنی ساری ازواج

مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ وظیفۂ زوجیت ادا کیا۔آپ ایک ایک زوجہ محترمہ کے پاس غسل فرمانے لگے۔میں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ایک ہی غسل کیوں نہیں فرما لیتے۔آپ نے فرمایا: "یہ زیادہ پاکیزہ، عمدہ اور اطہر ہے۔"

- امام نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ایک دن میں اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ وظیفۂ زوجیت ادا فرماتے تھے۔آپ صرف ایک غسل فرماتے تھے۔"

ابن عدی نے ان سے ہی روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "آپ اپنی نو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ دوپہر کے وقت وظیفۂ زوجیت ادا فرما لیتے تھے۔"

تنبیہات

۱۔ ابن ابی اسامہ نے سعد بن مسعود اللیثی سے روایت کیا ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے عرض کی: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پسند نہیں کرتا کہ میں اپنی زوجہ کی شرم گاہ دیکھوں۔نہ ہی میں پسند کرتا ہوں کہ وہ میری شرم گاہ دیکھے۔"
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کی کیا وجہ ہے؟ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس کے لئے اور اسے تمہارے لئے لباس بنایا ہے۔میں اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی اور وہ میری یہ چیز دیکھتی ہیں۔انہوں نے عرض کی: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی برابری کون کر سکتا ہے؟ جب وہ جانے لگے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ابن مظعون باحیاء اور پاک دامن شخص ہے۔اس روایت کی سند میں عبید بن اسماعیل ہے۔یہ ضعیف ہے۔اسماعیل بن عیاش شامیوں کے علاوہ میں ضعیف ہے۔عبدالرحمان بن زیاد (ایک راوی) بھی ضعیف ہے۔جو شامی نہیں ہے۔"

۲۔ ابن حبان نے ان دونوں روایتوں کو مختلف حالتوں پر محمول کیا ہے۔جن میں سے ایک میں ہے کہ آپ گیارہ ازواج مطہرات سے وظیفۂ زوجیت ادا فرما لیتے تھے، جبکہ دوسری میں نو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا تذکرہ ہے۔

۳۔ الحافظ ضیاء الدین مقدسی نے لکھا ہے کہ آپ کے ہاں ایک وقت میں گیارہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کبھی جمع نہ ہوئی تھیں الا یہ کہ وہ لونڈیاں ہوں۔"

۴۔ امام ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: "مومن کو جنت میں جماع کی اتنی اتنی قوت عطا کی جائے گی۔" انہوں نے فرمایا: "میں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا اس میں اتنی طاقت ہوگی؟ آپ نے فرمایا: "اسے ایک سو افراد کی قوت عطا کی جائے گی۔"
جب ہم چالیس کو سو سے ضرب دیتے ہیں تو یہ چار ہزار بن جاتا ہے۔اس سے اس روایت کا اشکال ختم ہو گیا جس میں ہے کہ آپ کو صرف چالیس افراد کی قوت عطا کی گئی تھی، جبکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو ایک سو یا ایک ہزار افراد کی قوت عطا کی گئی تھی۔مزید تفصیلات آپ کے خصائص میں بیان کی جائیں گی۔"

۵۔ اس ضمن میں انبیائے کرام کو وہ خصوصیت حاصل ہے جو کسی اور کو نہیں۔ حکیم ترمذی نے اپنی نوادر میں لکھا ہے۔ انبیائے کرام علیہم السلام اپنی فضیلت کے مطابق زیادہ نکاح فرماتے تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب سینہ نور سے لبریز ہو جاتا ہے تو وہ رگوں سے بہنے لگتا ہے۔ نفس اور رگوں میں لطف آ جاتا ہے جس سے شہوت زیادہ ہوتی ہے اور اسے تقویت ملتی ہے۔"

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: "انبیائے کرام علیہم السلام کو کثرت مباشرت کی وجہ سے لوگوں پر فضیلت دی گئی تھی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں لذت ہوتی ہے۔"

الحافظ نے الفتح میں لکھا ہے "جو رب تعالیٰ سے جتنا زیادہ ڈرتا ہے اس کی قوت شہوت اتنی زیادہ ہوتی ہے۔" قاضی ابن العربی نے سراج المریدین میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت بڑی خصوصیت عطا کی تھی۔ یہ اہل کی قلت اور مباشرت کی قوت تھی۔ آپ اپنی محبت میں سارے لوگوں سے زیادہ تابع تھے۔ بقدر کفایت رزق آپ کو قناعت عطا کرتا تھا جبکہ تکلیف دہ حالت آپ کو سیراب کرتی تھی۔ آپ مباشرت پر سارے لوگوں سے زیادہ قوی تھے۔"

قاضی عیاض نے لکھا ہے "اس امر پر اتفاق ہے کہ نکاح کی کثرت اور زیادتی پر شرعاً اور عادۃً تعریف کی جاتی ہے۔ اس کی کثرت پر فخر کیا جاتا ہے۔ اس میں کمال کی دلیل ہے۔ یہ مرد کی صحت کی علامت ہے یہ معروف عادت ہے کہ اس کی کثرت پر فخر کیا جاتا ہے۔ اس پر تعریف کرنا گزشتہ طریقہ ہے۔ شریعت مطہرہ میں سنت ماثورہ ہے، حتیٰ کہ علماء اسے ایسا امر شمار نہیں کرتے جس کی وجہ سے زہد میں اعتراض کیا جائے۔ حضرت بلال بن ابی بردہ نے محمد بن واسع سے سوال کیا کہ گاؤں کے باشندوں میں زیادہ شہوت کیوں ہوتی ہے؟ انہوں نے کہا "کیونکہ وہ بدکاری نہیں کرتے" اس روایت کو ثعلب نے امالیہ میں نقل کیا ہے رقبہ بن مسلمہ سے کہا گیا "اہل دیہات میں کھانے کی آرزو اور شہوت زیادہ کیوں ہوتی ہے؟ انہوں نے کہا "کھانے کی آرزو تو اس لئے ہوتی ہے کیونکہ وہ روزے رکھتے ہیں اور شہوت اس لئے زیادہ ہوتی ہے کیونکہ وہ بدکاری نہیں کرتے۔"

امام غزالی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے "ایک شخص نے صوفیاء کرام کی حالت کا انکار کیا۔ اہل دین میں سے ایک شخص نے اسے کہا "ان کی کون سی عادت تمہیں عجیب لگتی ہے؟ اس نے کہا "وہ زیادہ کھاتے ہیں" اس نے کہا "اگر تم اس طرح بھوکے ہوتے جس طرح یہ بھوکے ہوتے ہیں تو تم اس طرح کھاتے جس طرح یہ کھاتے ہیں۔ اس نے کہا وہ بہت سے نکاح کرتے ہیں" اس نے کہا "اگر تم اسی طرح اپنی آنکھوں کی اور اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرتے جس طرح وہ حفاظت کرتے ہیں تو تم بھی اسی طرح کثیر نکاح کرتے جس طرح وہ کرتے ہیں۔"

حضرت جنید بغدادی فرماتے تھے: "لوگ کہتے ہیں کہ نکاح کی اسی طرح ضرورت ہوتی ہے جس طرح خوراک کی ضرورت ہوتی ہے۔" میں کہتا ہوں: "سچی بات یہ ہے کہ بیوی دل کی طہارت کا سبب ہوتی ہے۔"

شکار اور ذبیحے

پہلا باب

ذبیحے اور وہ جانور جن کی طرف راہ نمائی کی گئی ہے

ابو داؤد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپ نے اونٹنی یا گائے ذبح کی۔

حضرت عبدالرحمان بن سابط سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قربانی کے جانور ذبح کرتے تھے۔ جس کا دایاں پاؤں باندھ دیا جاتا تھا اور وہ اپنے بقیہ تین پاؤں پر کھڑی ہوتی تھی" حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک لڑکے کے پاس سے گزرے جو بکری ذبح کر رہا تھا، مگر اسے عمدہ طریقے سے ذبح نہیں کر رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا۔۔۔۔

الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گزرے۔ اس نے اپنا پاؤں بکری کے چہرے پر رکھا تھا اور اپنی چھری تیز کر رہا تھا وہ اپنی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ آپ نے اسے فرمایا "اسے اس طرح ذبح نہ کرو کیا تم اس پر دو موتیں طاری کرنا چاہتے ہو؟"

ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ کی زیارت کی آپ قربانی کے جانوروں کو اپنے دست اقدس سے ذبح فرما رہے تھے آپ نے اپنے قدم مبارک ان کے پہلوؤں پر رکھے ہوئے تھے۔"

امام احمد نے صحیح کے راویوں سے ایک انصاری شخص سے راویت کیا ہے کہ آپ نے قربانی کا جانور لٹایا تا کہ اسے ذبح کریں۔ آپ نے اسے فرمایا: میری قربانی میں میری مدد کرو۔" اس نے آپ کی مدد کی۔

حضرت نعمان بن ابی فاطمہ نے ایک مینڈھا خریدا جو خوبصورت سینگوں اور خوبصورت آنکھوں والا تھا۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے دیکھا تو فرمایا "گویا کہ یہ وہی مینڈھا ہے جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ذبح کیا تھا۔" ایک انصاری صحابی گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ایک مینڈھا خریدا جو اسی صفت سے متصف تھا۔ آپ نے اسے لیا اور اس کی قربانی کی۔"

دوسرا باب

بحر و بر کا شکار' تیر اور حیوان

ابن مردویہ نے حضرت عمرو بن شعیب سے' وہ اپنے والد گرامی اور دادا جان سے روایت کرتے ہیں۔ ابن ابی شیبہ اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے' عبدالرزاق نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سلیمان بن موسیٰ نے مرسل اور یحییٰ بن ابی کثیر نے بلاغاً روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "سمندر پاک ہوتا ہے' اس کا پانی پاکیزہ ہوتا ہے۔"

دوسرے الفاظ میں ہے "سمندر کا پانی پاکیزہ اور اس کا مردار حلال ہوتا ہے۔"

ابو داؤد نے (انہوں نے اس روایت کو ضعیف کہا ہے) ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ٹڈی سمندر کے شکار میں سے ہے۔" ابن ماجہ نے حضرت انس اور جابر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ٹڈیاں سمندر میں مچھلی کی چھینک ہیں۔"

ابو یعلی نے قاسم بن مخول البہزی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے اپنے والد گرامی کو فرماتے سنا۔ انہوں نے کہا میں نے الابواء کے مقام پر جال نصب کئے۔ ایک جال میں ہرن پھنس گیا۔ اس نے جال کی رسی نکال لی اور چل دیا۔ میں اس کے تعاقب میں نکلا ایک شخص مجھ سے قبل اس تک پہنچ چکا تھا۔ اس نے اسے پکڑ لیا۔ ہم اس کا جھگڑا لے کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ مقام ابواء میں ایک درخت کے نیچے جلوہ افروز تھے۔ آپ چمڑے کی چٹائی پر آرام کر رہے تھے۔ آپ نے وہ ہرن ہمارے مابین نصف نصف تقسیم کر دیا۔ میں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی ٹانگ میں میری رسی ہے۔" آپ نے فرمایا: "وہ تمہارے لئے ہے۔"

شیخان نے عدی بن حاتم سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب تمہارا سکھایا ہوا کتا تمہارے لیے قتل کر دے تو شکار کو کھالو جب وہ شکار میں سے کھالے تو اسے نہ کھاؤ۔ اس نے اسے اپنے لئے روکا ہے۔" میں نے عرض کی: "میں اپنا کتا چھوڑتا ہوں۔ اس کے ساتھ کسی اور کتے کو پاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: "اس میں سے نہ کھاؤ۔ تم نے اپنے کتے پر تو تسمیہ پڑھی تھی دوسرے کتے پر تسمیہ نہیں پڑھی تھی۔"

امام احمد' ائمہ خمسہ اور امام نسائی نے ابو ثعلبہ خشنی سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم اپنے سکھائے ہوئے کتے کو چھوڑو۔ تم نے چھوڑتے وقت رب تعالیٰ کا ذکر کیا ہو اور بسم اللہ پڑھی ہو تو اسے کھالو، جو تمہارے سکھائے ہوئے کتے نے تمہارے لئے روکا ہو۔ اگرچہ اس نے اسے قتل کر دیا ہو۔ اگر تم اپنا ایسا کتا بھیجو جسے سکھایا ہی نہ ہو۔ اگر تم شکار پورا پالو تو اسے کھالو اسے بھی کھالو جسے تمہارا تیر واپس لوٹائے۔ اگرچہ اس نے اسے قتل کر دیا ہو، بشرطیکہ تم نے اللہ تعالیٰ کا نام لیا ہو۔"

ائمہ ستہ نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم نے اپنا کتا بھیجا۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا نام پڑھا تھا تو اس نے جسے تمہارے لئے بچایا ہو اگر چہ اس نے اسے قتل کر دیا ہو الا یہ کہ کتے نے کھالیا ہو۔ مجھے خدشہ ہے کہ اس نے اسے اپنے لئے روکا ہو۔ اگر اس میں اس کے علاوہ دیگر کتے بھی شامل ہو جائیں تو پھر نہ کھاؤ، کیونکہ تم نہیں جانتے کہ اسے کس نے قتل کیا ہے۔ اگر تم تیر پھینکو تو شکار کو ایک یا دو دن کے بعد پالو اس پر صرف تمہارے تیر کا ہی نشان ہو تو اسے کھالو۔ اگر وہ پانی میں گر چکا ہو تو اسے نہ کھاؤ۔"

امام مسلم اور امام نسائی نے ان سے روایت کیا ہے کہ حضور سید عالم اور طبیب روح و جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اگر تم اپنے کتے کو چھوڑو تو اس پر رب تعالیٰ کا نام لے لو۔ اگر اسے تمہارے لئے روک دے تم اسے زندہ پالو تو اسے ذبح کر لو۔ اگر تم دیکھو کہ وہ مقتول ہے اور کتے نے اس میں سے نہیں کھایا تو تم اس سے کھالو۔ اگر تم اپنے کتے کے ساتھ کوئی اور کتا پاؤ، جبکہ شکار ہلاک ہو چکا ہو تو اسے نہ کھاؤ تم نہیں جانتے کہ اسے کس نے ہلاک کیا ہے۔ اگر تم اپنا تیر پھینکو تو اس پر بسم اللہ پڑھ لیا کرو۔ اگر شکار ایک دن تم سے غائب رہے اس پر صرف تمہارے تیر کا نشان ہی ہو تو چاہو تو اسے کھالو۔ اگر تم اسے پانی میں ڈوبا ہوا پاؤ تو اسے نہ کھاؤ۔ تم نہیں جانتے کہ پانی نے اسے مارا ہے، یا تمہارے تیر نے۔"

امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور طبیب روح و جسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اگر تم اپنا کتا چھوڑو۔ وہ شکار کو کھالے تو تم نہ کھاؤ۔ اس نے اسے اپنے لئے روکا ہے اگر تم نے اسے چھوڑا اس نے شکار کو قتل کر دیا، مگر اسے نہ کھایا تو اس کو کھالو اس نے اپنے مالک کے لئے ہی اسے روکا ہے۔"

امام مسلم، ابو داؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت عدی سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اگر تم شکار کے لئے تیر پھینکو وہ تم سے تین دن تک غائب رہے پھر تم اسے پالو تو اگر اس میں بو پیدا نہیں ہوئی تو اسے کھالو۔"

تیسرا باب

شکار اور نگرانی کے لئے کتا رکھنے کا جواز

شیخان نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جس نے جانوروں یا نگہبانی کے علاوہ کسی اور مقصد کے لئے کتا رکھا تو اس کے عمل سے ہر روز دو قیراط کم ہو جائیں گے۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جس نے جانوروں یا نگہبانی یا کھیتی باڑی کے علاوہ کسی اور مقصد کے لئے کتا رکھا تو اس کے عمل میں سے ہر روز ایک قیراط اجر کم ہو جائے گا۔"

چوتھا باب

کن حیوانات کو مارنا مباح اور کن کو مارنا منع ہے

حاکم اور الطبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سانپ اور بچھو کو مار ڈالو اگرچہ تم نماز میں ہی ہوں۔"

امام احمد شیخان ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سراپا رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "دو دھاری دار اور دم کٹے سانپ کو قتل کر دو۔ یہ بصارت ختم کر دیتے ہیں اور حمل گرا دیتے ہیں۔"

امام بخاری نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: دو دھاریوں والے سانپ کو قتل کر ڈالو یہ بصارت ختم کر دیتے ہیں اور حمل گرا دیتے ہیں۔"

الطبرانی نے ابراہیم بن جریر سے اور انہوں نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سارے سانپوں کو قتل کر ڈالو۔ جس نے اس انتقام کے بدلے اسے چھوڑ دیا۔ وہ ہم میں سے نہیں۔"

امام مسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سانپوں اور کتوں کو مار ڈالو۔ دو دھاری اور دم کٹے سانپ کو مار ڈالو۔ یہ بصارت ختم کر دیتے ہیں اور حمل گرا دیتے ہیں۔

ابن ابی شیبہ، ابوداؤد اور امام ترمذی (انہوں نے اسے حسن صحیح کہا ہے) ابن حبان، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: "دو سیاہ چیزوں سانپ اور بچھو کو نماز میں مار ڈالو۔"

ابوداؤد اور امام نسائی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "سارے سانپوں کو مار ڈالو۔ جو ان کے انتقام سے ڈر گیا اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔"

الطبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "چھپکلی کو مار ڈالو خواہ خانہ کعبہ کے اندر ہو۔"

الطبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "سانپوں کو قتل کر دو جس نے دو دھاری دار یا دم کٹا سانپ پا لیا اور اسے قتل نہ کیا اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ یہ دونوں بصارت ختم کر دیتے ہیں اور حمل گرا دیتے ہیں۔"

الطبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "سانپوں کو مار ڈالو جب سے ہم نے ان کے ساتھ جنگ شروع کی ہے ہم نے ان کے ساتھ صلح نہیں کی۔"

حاکم اور الطبرانی نے سراء بنت نبھان الغنویہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سارے سانپوں کو مار ڈالو خواہ وہ چھوٹے ہوں یا بڑے سیاہ ہوں یا سفید۔ میری امت میں سے جس نے اسے مار ڈالا وہ آگ میں اس کا بدل ہو جائے گا، اور اگر سانپ نے اسے مار ڈالا تو وہ شہید ہوگا۔"
عبدالرزاق نے حضرت حسن سے مرسل روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "سانپ اور بچھو کو ہر حال میں مار ڈالو۔"

پانچواں باب

قربانی کے جانور

اس باب کی کئی انواع ہیں۔

ا۔ قربانی کے جانور کا اشعار کرنا اور اسے قلادہ پہنانا

امام احمد، امام شافعی، امام مسلم اور ائمہ اربعہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنی اونٹنی منگوائی۔ اس کی کوہان کے دائیں طرف اشعار کیا۔ اپنے دست اقدس سے اس کا خون صاف کیا اور نعلین کے ساتھ اسے قلادہ پہنایا۔"
شیخان نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار بیت اللہ کی طرف بکری بھیجی اور اسے قلادہ پہنایا۔"
امام احمد، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیبیہ کے سال قربانی کے جانور اپنے ساتھ لیے۔ ان میں ابوجہل کا سرخ اونٹ بھی تھا۔ اس کے ناک میں چاندی کی نکیل تھی تاکہ اس کے ذریعے مشرکین کو آتش غیظ میں جلائیں۔"
شیخان نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: "حجۃ الوداع" کے وقت ہمارے پاس گوشت لایا گیا۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ مجھے کہا گیا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی طرف سے گائے ذبح کی گئی ہے۔"
امام مسلم، امام احمد اور امام ترمذی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے یوم نحر کو ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے گائے ذبح کی۔
ابوداؤد، ابن ماجہ اور نسائی نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اور امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت

کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر آل محمد (ﷺ) کی طرف سے گائے ذبح کی۔"

ابو داؤد اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے اپنی عمرہ کرنے والی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی طرف سے ایک گائے ذبح کی۔"

شیخان نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے راویت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے خود اپنے دست اقدس سے حضور اکرم ﷺ کے قربانی کے جانور کے قلادے بٹے۔ آپ نے انہیں اشعار کیا اور قلادے پہنائے، پھر انہیں بیت اللہ بھیجا۔ آپ نے مدینہ طیبہ قیام فرمایا آپ پر ان اشیاء میں سے کوئی چیز بھی حرام نہ ہوئی جو آپ پر حلال تھیں۔"

شیخان نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے اپنے ہاتھوں سے آپ کی قربانی کے جانوروں کے قلادے بٹے۔ آپ نے اپنے دست اقدس سے انہیں قلادے پہنائے، پھر انہیں میرے والد گرامی کے ہاتھوں بھیج دیئے۔ آپ پر وہ ایسی چیز حرام نہ ہوئی جسے اللہ تعالیٰ نے آپ پر حلال کی تھی، حتیٰ کہ قربانی کے جانوروں کو ذبح کر دیا گیا۔"

ابن ماجہ اور ترمذی نے (انہوں نے اسے صحیح اور موقوف کہا ہے) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ نے اپنی قربانی کا جانور قدید سے خریدا۔

۲۔ قربانی کے جانور پر سواری کرنے کا حکم

امام مالک اور امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ابو داؤد کے علاوہ ائمہ ستہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جو بدنہ ہانکے جا رہا تھا آپ نے اسے فرمایا "اس پر سوار ہو جا" اس نے عرض کی: "یہ بدنہ ہے۔" آپ نے اسے تین بار اسی طرح فرمایا۔ تیسری یا چوتھی بار فرمایا: "تیری خیر! اس پر سوار ہو جا" حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اس شخص کو دیکھا۔ وہ اس پر سوار ہو گیا اور حضور اکرم ﷺ کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔"

۳۔ جس کی ھدی کا جانور رستہ میں بیمار ہو جائے

امام مسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو قبیصہ ذؤیب رضی اللہ عنہ نے انہیں بیان کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے سولہ قربانی کے جانور اس شخص کے ساتھ بھیجے جسے حضرت ابو ذؤیب کی روایت میں ابو قبیصہ کہا جاتا تھا۔

دوسری روایت میں ہے کہ جو قربانی کے جانور لے کر جاتا تھا۔ آپ اسے فرماتے "اگر ان میں سے کوئی جانور بیمار ہو جائے اور تمہیں اس کی موت کا خدشہ ہو تو اسے ذبح کر دینا اور اس کے نعل خون میں بھگو دینا پھر اسے اس کے پہلو پر مارنا۔ اس میں سے کچھ نہ کھانا" دوسری روایت میں ہے اس میں سے نہ تو تم خود کھانا اور نہ ہی تمہارے کارواں میں سے کوئی شخص اسے کھائے۔"

امام احمد، ابو داؤد اور ابن ماجہ اور ترمذی نے حضرت ناجیہ خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ یہ قربانی کے جانور لے کر

جاتے تھے۔ یا آپ کے قربانی کے جانور لے کر جاتے تھے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے عرض کی: قربانی کا جو جانور ہلاکت کے قریب ہو جائے میں اسے کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: اسے ذبح کر دو۔ اس کا نعل اس کے خون میں بھگو دو۔ اسے اس کے پہلو پر مارو۔ اس کے اور لوگوں کے درمیان سے ہٹ جاؤ تاکہ وہ اسے کھالیں۔"

امام احمد اور ائمہ اربعہ نے حضرت ناجیہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے ہمراہ قربانی کے جانور بھیجے۔ آپ نے فرمایا: "اگر کوئی جانور ہلاکت کے قریب ہو جائے تو اسے ذبح کر دینا، پھر اس کا نعل اس کے خون میں بھگو دینا پھر اس کے اور لوگوں کے درمیان سے ہٹ جانا۔" امام احمد نے عمرو بن خارجہ الثمالی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے ہمراہ قربانی کے جانور بھیجے۔ آپ نے فرمایا: جب ان میں سے کوئی ہلاکت کے قریب ہو جائے تو اسے ذبح کر دینا۔ اس کا نعل اس کے خون میں بھگو کر اس کے پہلو پر مارنا اور نہ خود کھانا نہ ہی اپنے کارواں کو کھانے دینا۔"

۴۔ مدینہ طیبہ سے ہدی بھیجنا

امام مالک، امام احمد اور ائمہ ستہ نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ مدینہ طیبہ سے ہدی بھیجتے تھے۔ میں نے اس روئی سے ان کے قلادے بنائے جو ہمارے ہی تھی۔ آپ نے ان اشیاء میں سے کسی چیز سے بھی اجتناب نہ کیا جس سے محرم اجتناب کرتا ہے اور آپ نے وہ امور سرانجام دیئے جو غیر محرم شخص اپنے اہل خانہ سے سرانجام دے سکتا ہے۔"

امام احمد نے ثقہ راویوں سے، بزار نے حضرت جابر سے، امام احمد نے صحیح کے راویوں سے حضرت عطاء بن یسار سے بنو ابی سلمہ کے بعض افراد سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے۔ آپ نے اپنی قمیص مبارک کو اپنے گریبان سے چاک کیا حتیٰ کہ اسے اپنی مبارک ٹانگوں سے نکالا۔ حضرت جابر نے فرمایا: "صحابہ کرام آپ کی طرف دیکھ رہے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں جس بدنہ کو بھیج رہا ہوں اسے آج قلادہ پہناؤں، اور آج چشمہ پر اس کا اشعار کروں۔ میں نے قمیص پہن لی۔ میں بھول گیا میں نے اپنی قمیص اپنے سر سے نہ نکالی۔ آپ قربانی کے جانور بھیجتے تھے، حالانکہ آپ مدینہ طیبہ میں جلوہ افروز ہوتے تھے۔"

۵۔ اپنے دست اقدس سے قربان کرنا

امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ حجۃ الوداع میں ایک سو قربانی کے جانور لے کر گئے ان میں سے تیس جانور اپنے ہاتھوں سے ذبح کئے۔ بقیہ کے بارے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا انہوں نے انہیں ذبح کیا۔ آپ نے فرمایا: "ان کا گوشت، جھولیں اور چمڑے لوگوں میں تقسیم کر دو۔ ان میں سے قصاب کو کچھ بھی نہ دینا۔ ہر اونٹ کے گوشت میں سے ایک ٹکڑا ہمارے لئے لو۔ انہیں ایک ہنڈیا میں ڈالو حتیٰ کہ ہم اس میں کھالیں، اور اس کا شوربہ پی لیں۔"

ابوداؤد نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے تیس جانور اپنے دست اقدس سے ذبح کئے۔ بقیہ کے بارے مجھے حکم دیا میں نے دیگر جانور ذبح کر دیئے۔"

چھٹا باب

قربانی کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ

اس باب میں کئی انواع ہیں۔

ا۔ آپ کا ہمیشہ قربانی کرنا اور اس کی ترغیب دینا

حضرت امام ترمذی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے صحیح روایت تحریر کی ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ نے مدینہ طیبہ میں اپنی ظاہری حیات طیبہ کے دس سال گزارے اور آپ نے قربانی کی۔ ابن سعد کی روایت ہے کہ آپ نے مدینہ طیبہ میں دس سال بسر فرمائے۔ آپ ہر سال قربانی کرتے رہے۔ ہر سال آپ اس موقع پر نہ تو حلق کراتے تھے نہ قصر۔"

امام احمد ابن ماجہ اور دارقطنی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جس کو گنجائش ہو اور وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہوں کے قریب تک نہ جائے۔"

امام بخاری نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سید کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ۔اس روز ہم سب سے پہلے ابتداء اس طرح کریں گے کہ ہم نماز ادا کریں گے، پھر واپس آئیں گے، پھر قربانی کریں گے۔ جس نے اس طرح عمل کیا وہ صحیح طریقہ تک پہنچ گیا، اور جس نے نماز کی ادائیگی سے قبل قربانی کر لی تو یہ صرف گوشت ہے جو اس نے اپنے اہل خانہ کے لئے جلدی بنایا ہے۔ اس میں قربانی کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔"

۲۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کس جانور کو ذبح کیا اور اس کی کون سی صفات کو پسند فرمایا

امام احمد نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: میں آپ کی زیارت سے بہرہ ور ہوا۔ آپ نے دو سفید سینگوں والے سفید اور سیاہ بکرے ذبح کئے۔ فرمایا "یہ قربانی میری طرف سے اور میری امت کے ان افراد کی طرف سے ہے جو قربانی نہ کر سکتے ہو۔ میں نے آپ کی زیارت کی۔ آپ نے اپنا مبارک قدم قربانی کے جانور کے پہلو پر رکھا ہوا تھا۔ آپ تسمیہ پڑھ رہے تھے اور تکبیر کہہ رہے تھے۔ آپ نے ان دونوں بکروں کو اپنے دست اقدس سے ذبح کیا۔

"امام احمد اور امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو سفید و سیاہ سینگوں والے بکرے ذبح کئے۔" ائمہ اربعہ اور امام ترمذی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ سینگوں

والے بکرے کو بطور قربانی ذبح کرتے تھے۔ جس کی آنکھیں بھی سیاہ پیٹ بھی سیاہ اور ٹانگیں بھی سیاہ ہوتی تھیں۔"

امام احمد نے حضرت ابو داؤد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو ایسے بکرے ذبح کئے جس کے کان کٹے ہوئے تھے، اور انہیں خصی کیا گیا تھا۔"

ابن ابی شیبہ، امام احمد اور ابو یعلی نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ کی خدمت میں دو سرمگیں اور کان کٹے ہوئے بکرے پیش کئے گئے۔ آپ نے انہیں ذبح کیا۔"

امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خاکی میٹالے بکرے کا خون اللہ تعالیٰ کے ہاں سیاہ بکرے کے خون سے زیادہ پسندیدہ ہے۔"

الطبرانی نے جید سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ نے عید الاضحیٰ کے روز اپنی ساری ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی طرف سے ایک گائے ذبح کی" امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ مدینہ طیبہ میں اونٹ بطور قربانی ذبح کرتے تھے۔ اگر اونٹ دستیاب نہ ہوتا تو بکرا ذبح فرما دیتے تھے۔"

الطبرانی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: آپ نے عید الاضحیٰ کے روز دو سینگوں والے سرمگیں بکرے ذبح کئے۔ ایک اپنی اور اپنے اہل بیت کی طرف سے اور دوسرا اپنی اور اپنی امت مرحومہ کے ان افراد کی طرف سے ذبح کیا جو قربانی نہ کر سکتے ہوں۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو سرمگین بکرے ذبح فرماتے تھے آپ ان کے پہلوؤں پر پاؤں مبارک رکھتے تھے جب آپ ذبح فرمانے لگتے تو یہ دعا مانگتے۔

اللهم منك ولك اللهم تقبل من محمد و امته۔

۳۔ قربانی کے جانور کے ناپسندیدہ اوصاف

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا ہے: "حضور سید والا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے۔ میری انگلیاں آپ کی انگلیوں سے کم درجہ اور میرے پورے آپ کے پوروں سے کم مرتبہ ہیں۔ آپ نے فرمایا: "چار جانوروں کی قربانی درست نہیں۔ ایسا کانا جانور جس کا کانا پن واضح ہو۔ ایسا بیمار جانور جس کا مرض واضح ہو۔ ایسا لنگڑا جانور جس کا لنگڑا پن واضح ہو۔ جس کی ہڈی شکستہ ہو اور اس کی ہڈی میں مغز باقی نہ ہو" آپ نے فرمایا: "مجھے یہ ناپسند ہے کہ اس کے کان میں کوئی نقص ہو" آپ نے فرمایا: جو تجھے ناپسند لگے تو اسے چھوڑ دے اور اسے کسی پر حرام نہ کر۔"

۴۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس جگہ اور کس وقت قربانی کا جانور ذبح کرتے تھے

امام بخاری، ابو داؤد، امام نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قربانی

کے جانور ذبح فرماتے تھے اور ان کا وقت بھی بیان فرماتے تھے۔امام بخاری کے الفاظ یہ ہیں ''آپ عیدگاہ کے پاس ذبح اور نحر کرتے تھے۔''

امام احمد' ترمذی اور دارقطنی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: ''میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ عیدگاہ میں قربانی کے جانوروں کے پاس جب آپ نے اپنا خطبہ ارشاد فرمایا تو منبر سے اترے آپ کی خدمت میں ایک مینڈھا پیش کیا گیا۔آپ نے اسے اپنے دست اقدس سے ذبح کیا۔فرمایا''بسم اللہ، اللہ اکبر' یہ میری طرف سے اور میری امت کے ان افراد کی طرف سے ہے۔جنہوں نے قربانی نہیں کی۔''

ابن ماجہ نے حضرت سعد القرظی سے روایت کیا ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنو زریق کی سڑک کے پاس گلی میں اپنے دست اقدس سے چھری کے ساتھ قربانی ذبح کی۔''

۵۔تین دنوں کے بعد قربانی کا گوشت کھا لینے کا حکم

شیخان اور نسائی نے حضرت عیاش بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''میں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی'' کیا آپ نے منع کیا تھا کہ قربانی کا گوشت تین دن کے بعد کھایا جائے؟ انہوں نے فرمایا: ''آپ نے یوں اس سال کہا تھا جس سال لوگوں کو بہت زیادہ بھوک نے آ لیا تھا۔آپ نے غنی اور فقیر کو کھلانے کا ارادہ فرمایا۔ہم پائے اٹھا لیتے تھے اور قربانی کے پندرہ روز بعد کھاتے تھے۔اس نے عرض کی'' اس اضطرار کی وجہ کیا تھی؟ وہ مسکرائیں۔انہوں نے فرمایا: آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تین روز کے کم عرصہ میں کبھی روٹی نصیب نہ ہوئی تھی حتیٰ کہ آپ کا وصال ہو گیا۔''

۶۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو وصیت کہ وہ آپ کے وصال کے بعد آپ کی طرف سے قربانی دیں

امام احمد' ابوداؤد اور امام ترمذی نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت علی المرتضیٰ کو دیکھا۔انہوں نے دو بکرے ذبح کیے۔انہوں نے فرمایا: ''ایک میری طرف سے اور دوسرا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے'' میں نے ان سے پوچھا: ''یہ کیا ہے؟'' انہوں نے فرمایا: ''مجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصیت کی تھی کہ میں آپ کی طرف سے قربانی کروں۔''

ابن ابی شیبہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا کہ میں آپ کی طرف سے دو بکرے ذبح کیا کروں۔میں اسی طرح کرتا ہوں۔''

۷۔امت مرحومہ کی طرف سے قربانی

ابن ماجہ اور عبدالرزاق نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا یا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب قربانی کرنے کا ارادہ فرماتے تو وہ موٹے' بڑے' سینگوں والے سرمگیں خصی بکرے خریدتے۔ان میں سے ایک امت میں

سے اس شخص کے لئے ذبح کرتے جس نے آپ کے لئے توحید کی شہادت دی ہوتی آپ کے لئے تبلیغ اور پیغام حق پہنچانے کے لئے شہادت دی ہوتی جبکہ دوسرا بکرا حضرت محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ کے لئے ذبح کرتے۔"

ابو یعلیٰ ابن ابی شیبہ اور الطبرانی نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور رحمت عالم ﷺ نے دو سرمگیں بکرے ذبح کئے پہلے بکرے کو ذبح کرتے وقت فرمایا "عن محمد و آل محمد ﷺ" دوسرے کو ذبح کرتے وقت فرمایا "عن من آمن بی و صدقنی من امتی۔"

ابو یعلیٰ امام احمد امام حاکم نے حسن سند سے حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سراپا جود و کرم ﷺ جب قربانی کرنے کا ارادہ کرتے تو دو موٹے سینگوں والے سرمگیں اور خصی بکرے خریدتے جب آپ نماز ادا کر لیتے تو خطبہ ارشاد فرماتے، پھر ان میں سے ایک بکرے کو لایا جاتا۔ اس وقت آپ عید گاہ میں ہوتے۔ آپ اسے مدینہ طیبہ میں اپنے دست اقدس سے ذبح کرتے۔ آپ یہ دعا فرماتے۔ "مولا! یہ میری امت میں سے اس شخص کی طرف سے ہے۔ جس نے تیرے لئے توحید کی شہادت دی۔ میرے لئے یہ گواہی دی کہ میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا ہے" پھر دوسرا بکرا لایا جاتا۔ آپ عید گاہ میں ہی ہوتے آپ اسے بھی بذات خود ذبح فرماتے پھر عرض کرتے "مولا! یہ محمد (مصطفیٰ ﷺ) اور آل محمد (ﷺ) کے لئے ہے" آپ ان میں سے مساکین کو کھلاتے خود بھی تناول فرماتے اور اہل بیت کو بھی کھلاتے۔

ابو یعلیٰ نے حسن اسناد سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں جو دو سرمگیں سینگوں والے عظیم خصی بکرے پیش کئے گئے۔ آپ نے ان میں سے ایک کو پہلو کے بل لٹایا اور فرمایا:

بسم اللہ واللہ اکبر اللھم ھذا عن محمد و آل محمد۔

پھر دوسرا بکرا لٹایا اور فرمایا:

بسم اللہ، اللہ اکبر عن محمد وامتہ من شھد لہ بالتوحید ولی بالبلاغ۔

الطبرانی نے حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ دو سرمگیں بکرے قریب کرتے ان میں سے ایک کو ذبح کرتے تو یہ دعا مانگتے:

اللھم ھذا عن امتی لمن شھدلک بالتوحید و شھد لی بالبلاغ۔

پھر دوسرے کو لٹاتے اور یہ دعا پڑھتے۔

بسم اللہ اللھم منک و الیک ھذا عن محمد و آل بیتہ۔

یا یہ دعا مانگتے:

بسم اللہ اللھم منک و بک ھذا عمن وحدک من امتی۔

ابو یعلیٰ اور الطبرانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے دو سینگوں والے سرمگیں بکرے

قریب کیے۔ ان میں سے ایک کو ذبح کرتے وقت فرمایا۔

بسم الله اللهم منك واليك هذا عن من وحدك من امتي۔

۸۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں قربانی کے جانور ذبح کرنا

شیخان، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا: ''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام میں قربانی کے جانور تقسیم فرمائے۔'' دوسرے الفاظ میں ہے: ''آپ نے انہیں ایک بکری عطا کی۔ آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بکریاں تقسیم کر رہے تھے بکری کا بچہ باقی رہ گیا۔ جو جذع (آٹھ یا نو ماہ کا تھا) میں نے اس کا تذکرہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کیا آپ نے فرمایا: ''تم اس کی قربانی دے دو۔''

امام احمد اور ابو داؤد نے حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور پیکر جود و کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین قربانی کے جانور تقسیم فرمائے۔ آپ نے مجھے بکری کا آٹھ یا نو ماہ کا بچہ عطا کیا۔ میں بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ جذع ہے۔'' آپ نے فرمایا: ''تم اسے ہی قربان کر دو۔'' میں نے اس کو قربان کر دیا۔

امام ترمذی نے حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت عالیہ میں بکریوں کا ایک ریوڑ پیش کیا گیا۔ آپ نے اسے ہم میں تقسیم کر دیا۔

امام احمد نے صحیح کے راویوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ نے عید الاضحیٰ کے روز صحابہ کرام میں بکریاں تقسیم کیں۔ آپ نے فرمایا: انہیں اپنے عمرہ کے لئے ذبح کرو۔ یہ تمہاری طرف سے کافی ہو جائیں گی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے حصہ میں بکرا آیا تھا۔''

الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے ہی روایت کیا ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی طرف بکریاں بھیجیں۔ آپ نے انہیں اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین تقسیم کیا وہ ان کو بطور تمتع ذبح کرتے رہے۔ ایک کمزور سا بکرا حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے حصے میں آیا۔ انہوں نے اپنے تمتع میں سے اسے ہی ذبح کر دیا۔''

الطبرانی نے ان سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد کو آٹھ یا نو ماہ کا بکرا عطا فرمایا اور اسے قربانی کرنے کا حکم دیا۔

امام احمد نے صحیح کے راویوں سے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اور ایک انصاری صحابی صخر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قربانی کے جانور تقسیم کئے۔ انہیں اور ان کے ساتھی کو کچھ نہ ملا۔ آپ نے اپنے سر اقدس کا حلق کرایا۔ بال مبارک کپڑے میں تھے آپ نے گیسوئے پاک انہیں عطا کئے انہوں نے انہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

میں تقسیم کر دیا۔ آپ نے ناخن پاک کٹوائے۔ انہوں نے اپنے ساتھی کو بال مبارک عطا کر دیئے۔ یہ بال مبارک اب بھی ہمارے پاس ہیں وہ حناء اور کتم سے رنگے ہوئے ہیں۔

ابن ماجہ اور ترمذی نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ نے قدید سے قربانی کا جانور خریدا۔ امام احمد اور الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے ایک انصاری صحابی ابو الخیر سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی قربانی کا جانور لٹایا تا کہ اسے ذبح کریں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس قربانی پر میری مدد کرو" اس نے آپ کی مدد کی۔"

تنبیہات:

۱۔ سابقہ احادیث میں صفت کے اختیار میں اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ دیکھنے کے اعتبار سے عمدہ ہو۔ دوسرا قول یہ ہے کہ وہ موٹاپے اور کثرت گوشت کے اعتبار سے ہو۔

۲۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے:

فقد فعل سنتنا۔

اس جگہ السنتہ سے مراد طریقہ ہے وہ سنت مراد نہیں جو وجوب کے مقابلہ میں ہوتی ہے۔ الطریقہ اس سے اعم ہے کہ وہ استحباب یا وجود کے لئے ہو۔ جب تک کہ اس کے وجوب پر دلیل قائم نہ ہو یہ استحباب کے لئے ہوتی ہے۔

ساتواں باب

عقیقہ

اس باب میں کئی انواع ہیں۔

۱۔ عقیقہ نام کی ناپسندیدگی

امام مالک اور امام احمد نے حضرت زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ بنو ضمرہ کے ایک شخص نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عقیقہ کے بارے پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا: میں حقوق (نافرمانی) کو پسند نہیں کرتا" گویا کہ آپ نے یہ نام ناپسند کیا آپ نے فرمایا: "جس شخص کے ہاں بچہ پیدا ہو۔ وہ اس کی طرف سے جانور ذبح کرنا چاہے تو اسے اس طرح کرنا چاہیے۔"

۲۔اپنی ذات اقدس کی طرف سے عقیقہ فرمانا

ابو یعلی، ترمذی، بزار اور الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے سوائے ہیثم بن جمیل کے۔ وہ بھی ثقہ ہیں۔ اسی طرح اس میں الطبرانی کے شیخ احمد بن مسعود الخیاط المقدسی نے بھی روایت کیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعثت کے بعد اپنی طرف سے عقیقہ کیا۔"

۳۔حضرت امام حسن، حضرت امام حسین اور حضرت امام محسن رضی اللہ عنہم کا عقیقہ فرمانا

ابو یعلی اور الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرات انس رضی اللہ عنہ، علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور بریدہ سے ابو یعلی اور الطبرانی نے حضرت جابر سے، ابو یعلی نے صحیح راویوں سے، سوائے ان کے شیخ اسحاق کے۔ ابن ابی شیبہ، ابو یعلی اور امام احمد نے حسن سند کے ساتھ حضرت جابر سے، الطبرانی نے جید سند سے ایک اور سند سے ابو داؤد اور ابن ابی شیبہ، امام احمد، ابو یعلی اور النسائی نے الکبریٰ میں حضرت بریدہ بن حصیب سے، ابو یعلی، بزار نے صحیح سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے، نسائی نے، ابن عباس سے، حاکم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ابن ابی شیبہ، ابو یعلی، ابن حبان، حاکم، بیہقی نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے، ابن ابی شیبہ اور احمد نے ابن رافع سے روایت کیا ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے عقیقہ کیا۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کی روایت میں ہے کہ آپ نے دو ایک جیسے اور ملتے جلتے بکرے ذبح کئے۔ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی روایت میں یہ اضافہ ہے "یہ عقیقہ آپ نے ساتویں روز کیا آپ نے حکم دیا کہ ان کے سر کے بالوں کو مونڈھ دیا جائے فرمایا" رب تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کرو اور یوں کہو:

بسم الله والله اكبر اللهم منك ولك هذه عقيقة فلان۔

زمانہ جاہلیت میں لوگ روئی لیتے تھے اسے عقیقہ کے خون میں بھگوتے تھے پھر اسے بچے کے سر پر رکھتے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ خون کی جگہ خوشبو رکھو، حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے ہاں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو انہوں نے عرض کی: کیا میں اپنے نور نظر کا عقیقہ خون سے نہ کروں؟ آپ نے فرمایا: "نہیں بلکہ ان کے سر کا حلق کراؤ، پھر بالوں کے وزن کے برابر فی سبیل اللہ صدقہ کردو۔"

الطبرانی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہ کا ختنہ ساتویں روز کیا۔" الطبرانی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے ان شہزادوں کے نام حسن، حسین اور محسن رکھے۔ ان کی طرف سے عقیقہ کیا۔ ان کے سروں کا حلق کرایا۔ بالوں کے برابر صدقہ کیا گیا۔

قسمیں اور نذریں

پہلا باب

جن الفاظ کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسمیں لیں اور جھوٹی قسمیں کھانے سے ممانعت

ا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا "اس ذات بابرکات کی قسم اٹھاؤ جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں کہ تمہارے پاس اس کی کوئی چیز نہیں ہے۔" یعنی مدعی کی۔"

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے یہود یوں کے علماء میں سے ایک شخص کو بلایا۔ اسے فرمایا:

"میں تمہیں اس اللہ رب العزت کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام پر تورات نازل کی۔"

۲۔ جھوٹی قسم کھانے سے ممانعت:

امام احمد اور ابو داؤد نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جس نے جان بوجھ کر جھوٹی قسم اٹھائی اسے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالینا چاہیے۔"

۳۔ آپ کیسے قسم اٹھاتے تھے؟

امام احمد، امام بخاری، ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ اکثر ان الفاظ سے قسمیں اٹھاتے تھے:

لا و مقلب القلوب۔

ابن ماجہ اور النسائی کے الفاظ ہیں:

لا و مفرق القلوب۔

امام احمد ابو داؤد نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ کوشش سے قسم اٹھاتے تو یوں فرماتے: "نہیں! مجھے اس ذات بابرکات کی قسم! جس کے دست قدرت میں ابو القاسم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جان ہے۔"

ابو داؤد اور ابن ماجہ نے حضرت رفاعۃ الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ قسم اٹھاتے تو آپ یوں فرماتے۔

"مجھے اس ذات برکات کی قسم جس کے دست قدرت میں محمد عربی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جان (پاک) ہے۔"

ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ کی قسم اس طرح ہوتی تھی۔

لا واستغفر اللہ۔

امام احمد اور ابوداؤد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ جبکہ شیخان نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

"اے امت محمدیہ (ﷺ) واللہ! اگر تم وہ کچھ جان لیتے جو میں جانتا ہوں تو تم زیادہ روتے اور کم ہنستے۔"

امام بخاری نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "حضور سپہ سالار اعظم ﷺ نے مہم بھیجی۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر مقرر کیا بعض لوگوں نے ان کی امارت پر طعن کیا۔ آپ نے فرمایا: "اگر تم ان کی امارت پر طعن کرتے ہو تو تم نے ہی ان کے والد گرامی کی امارت پر طعن کیا تھا۔

"اللہ کی قسم! بخدا! وہ امارت کے مستحق تھے۔ وہ مجھے سارے لوگوں سے زیادہ محبوب تھے، اور ان کے بعد اسامہ مجھے سارے لوگوں سے زیادہ پیارے ہیں۔"

۴۔ جس کے ساتھ قسم اٹھانے سے آپ نے روکا ہے؟

امام احمد شیخان اور ائمہ ثلاثہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا" میں تمہیں روکتا ہوں کہ تم اپنے آباء واجداد کی قسمیں اٹھاؤ۔"

ابن ماجہ نے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک شخص کو سنا جو اپنے باپ کی قسم اٹھا رہا تھا۔ آپ نے فرمایا:

"اپنے آباء کی قسمیں نہ اٹھایا کرو جو اللہ رب العزت کی قسم اٹھائے تو وہ سچ بولے جس کے لئے اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھائی جائے تو وہ راضی ہو جائے جو اللہ تعالیٰ کی قسم پر راضی نہ ہو تو اس کا رب تعالیٰ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔"

امام احمد، امام مسلم، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "نہ ہی بتوں کی اور نہ ہی اپنے آباؤ کی قسمیں اٹھاؤ۔"

امام احمد اور ابوداؤد نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے امانت کی قسم اٹھائی اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔"

امام احمد اور ائمہ ستہ نے حضرت ثابت بن ضحاک سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "جس نے جان بوجھ کر جھوٹی اسلام کے علاوہ کسی اور دین کی قسم اٹھائی تو وہ اس طرح ہے جس طرح اس نے کہا۔"

امام احمد ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "جس نے قسم اٹھائی اور کہا "میں اسلام سے بری ہوں" اگر چہ وہ جھوٹا ہی ہو تو وہ اسی طرح ہوگا جس طرح اس نے کہا"

اگر وہ سچا ہوا بھی تو وہ صحیح و سالم اسلام کی طرف نہ لوٹا۔"

ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک شخص کو سماعت فرمایا۔"وہ کہہ رہا تھا "پھر میں یہودی ہوا" آپ نے فرمایا: واجب ہو گئی ہے۔"

تنبیہات:

۱۔ زادالمعاد میں ہے: "آپ نے اسی سے زائد مقامات پر قسم اٹھائی رب تعالیٰ نے تین مقامات پر آپ کو قسم اٹھانے کا حکم دیا۔ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَيَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ ؕ قُلْ اِيْ وَرَبِّيْٓ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ؕ (یونس:۵۳)

ترجمہ: اور وہ دریافت کرتے ہیں آپ سے کیا یہ واقعی سچ ہے آپ فرمایئے ہاں بخدا یہ سچ ہے۔

زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ؕ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ؕ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝ (التغابن:۷)

ترجمہ: گمان کرتے ہیں کفار کہ انہیں ہرگز دوبارہ زندہ نہ کیا جائے گا فرمایئے کیوں نہیں میرے رب کی قسم تمہیں ضرور زندہ کیا جائے گا پھر تمہیں آگاہ کیا جائے گا جو تم کیا کرتے تھے اور یہ اللہ کے لئے بالکل آسان ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ؕ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ (سباء:۳)

ترجمہ: اور کفار کہتے ہیں ہم پر قیامت نہیں آئے گی۔ آپ فرمایئے ضرور آئے گی۔ مجھے اپنے رب کی قسم۔

کبھی آپ قسم میں استثنیٰ فرماتے۔ کبھی قسم کا کفارہ ادا فرما دیتے اور کبھی قسم پر عمل پیرا ہو جاتے۔

۲۔ ابو داؤد نے اعرابی کی داستان میں روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: "افلح و ابیه" علماء کرام نے فرمایا ہے: کہ امام سہیلی نے لکھا ہے کہ بہت سے کلمات کی اصل کو ترک کر دیا گیا ہے۔ وہ ماوضع لہ میں مثال کی مانند استعمال ہوتے ہیں جیسے اہل عرب قسم کا لفظ اس وقت بھی استعمال کرتے ہیں جب وہ کسی کام کو عجیب اور عظیم سمجھیں۔ یہ محال ہے کہ آپ نے قسم سے غیر اللہ کا مقصد فرمایا ہو۔ بالخصوص اس شخص کا جو کفر پر مرا ہو۔ یہ اعرابی کی بات پر تعجب ہے اور متعجب منہ کو عظیم سمجھا گیا ہے۔ اصل وضع کے اعتبار سے قسم کا لفظ اس امر کے لئے تھا جس کو عظیم سمجھا جائے اس لفظ میں وسعت آگئی اور اسے اس وجہ پر استعمال کیا گیا۔ شاعر کہتا ہے:

فان تك ليلى استودعتني امانة   فلا و ابي اعدائها لا اخونها

اس شعر میں شاعر نے "یابی اعدائھا" سے قسم کا ارادہ نہیں کیا، بلکہ یہ تعجب کی ایک قسم ہے۔

دوسراباب

آپ کی قسم میں استثناء، قسم سے رجوع اور اس کا کفارہ

اس میں دوانواع ہیں۔

ا۔آپ کی قسم میں استثناء

ابوداؤد اور الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راویت کیا ہے کہ ایک روز آپ نے فرمایا: "بخدا! میں قریش پر ضرور لشکر کشی کروں گا۔" پھر فرمایا: "ان شاء اللہ" پھر فرمایا: "واللہ! میں قریش پر ضرور حملہ کروں گا" پھر فرمایا: "ان شاء اللہ!"

حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے فرمایا: "میں اشعری قبیلہ کے چند افراد کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔"

الطبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رب تعالیٰ کے فرمان۔

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ إِذَا نَسِيْتَ ۔ (الکہف:۲۴)

ترجمہ: اور یاد کرا اپنے رب کو جب تو بھول جائے۔

سے مراد استثناء ہے، یعنی جب آپ اس کا ذکر کریں تو ان شاء اللہ کہا کریں۔ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاصیت ہے۔ہم میں سے کسی ایک کے لئے روا نہیں کہ مستثنیٰ کرے مگر قسم کے ساتھ۔"

۲۔جب آپ نے کسی چیز پر قسم اٹھائی، پھر اس سے بہتر چیز دیکھی تو قسم کا کفارہ ادا فرمایا اور بہتر پر عمل فرمایا:

امام بزار، امام احمد نے ثقہ راویوں سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کی کہ آپ انہیں سواریوں پر سوار کریں۔آپ نے فرمایا: "بخدا! میں تمہیں سوار نہ کروں گا۔" جب وہ جانے لگے تو آپ نے انہیں بلایا اور سوار کرایا۔انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!" آپ نے تو قسم اٹھائی تھی کہ آپ مجھے سوار نہ کریں گے۔" آپ نے فرمایا: "میں قسم اٹھاتا ہوں کہ میں تمہیں سوار کروں گا۔"

الطبرانی نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا تاکہ میں آپ کو عرض کروں کہ میری قوم کے افراد کے ہمراہ مجھے سوار کریں۔

آپ نے مجھے فرمایا: "اللہ کی قسم! میں تمہیں سوار نہیں کروں گا۔ بخدا! نہ ہی میرے پاس کوئی ایسا جانور ہے جس پر آپ کو سوار کروں۔" آپ نے دو بار اسی طرح فرمایا۔ آپ کی خدمت میں تین اونٹنیاں پیش کی گئیں جن کی کوہانیں بلند تھیں۔ آپ نے ہماری طرف پیغام بھیجا اور ہمیں سوار کرا دیا۔ جب ہم روانہ ہوئے تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا "میرا خیال ہے کہ ان میں ہمارے لئے برکت نہیں ڈالی گئی۔ آپ نے تو قسم اٹھائی تھی کہ آپ ہمیں سوار نہ کریں گے پھر آپ نے ہمیں سوار کر دیا۔" پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو آپ کی قسم کے بارے بتایا آپ نے فرمایا: میں اپنی قسم بھولا تو نہیں لیکن جب میں قسم اٹھاتا ہوں پھر اس کے علاوہ کسی اور چیز کو اس سے بہتر دیکھتا ہوں تو بہتر کو کر لیتا ہوں۔ اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دیتا ہوں۔"

تیسرا باب

قسموں کے بارے میں جامع آداب

اس باب میں کئی انواع ہیں۔

ا۔ قسم میں نیت کے بارے:

امام احمد، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور دارقطنی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تمہاری قسم اس چیز پر ہے جس پر تمہاری تصدیق تمہارا ساتھی کرے" امام مسلم اور ابن ماجہ نے لکھا ہے۔ قسم، قسم اٹھوانے والے کی نیت پر ہے۔"

۲۔ قسم پورا کرنے کا حکم:

امام احمد نے صحیح کے راویوں سے اور دارقطنی نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ایک عورت نے مجھے طشت میں پھل پیش کئے میں نے ان میں سے کچھ کھائے تو اس نے کہا "میں قسم اٹھا کر کہتی ہوں کہ بقیہ نہ کھاؤ" آپ نے فرمایا: "تم اس سے بری ہو۔ گناہگار قسم اٹھانے والا ہوتا ہے۔"

ابن ماجہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں قسم پورا کرنے کا حکم دیا" الطبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔" انہوں نے فرمایا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں قسم کو پورا کرنے کا حکم دیا۔"

۳۔قسم پر مجبور گناہگار نہیں ہے:

امام بیہقی نے حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے اور ابن امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مقہور پر قسم نہیں ہے۔''

چوتھا باب

نذر کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک طریقہ

ا۔نذر ماننے سے ممانعت

امام احمد، شیخان، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نذر سے منع فرمایا۔ آپ نے فرمایا: ''یہ کسی چیز کو مقدم یا مؤخر نہیں کرتی۔ اس کے ذریعے بخیل یا کمینے سے مال نکلوایا جاتا ہے۔''

امام مسلم، ترمذی اور نسائی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''نذر نہ مانا کرو۔ نذر تقدیر سے کوئی فائدہ نہیں دے سکتی اس کے ذریعے بخیل سے مال نکلوایا جاتا ہے۔''

اطاعات اور مباحات

حارث نے ضعیف سند سے حضرت فاطمہ بنت قیس سے روایت کیا ہے کہ حضور سپہ سالار اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا۔ آپ نے فرمایا: اگر اس کی طرف سے اچھی خبر آئی تو میں اس کی اس طرح حمد کروں گا۔ جس طرح اس کی ستائش کا حق ہے'' آپ کو اس کی طرف سے اچھی خبر مل گئی۔ آپ نے یہ دعا مانگی:

اللھم لك الحمد شكرا۔ و لك المن فضلا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر ان کی طرف سے اچھی خبر آئی تو میں اپنے رب تعالیٰ کی اس طرح حمد کروں گا جس طرح اس کی حمد کا حق ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے یوں کہا تھا:

اللھم لك الحمد شكرا و لك المن فضلاً۔

''اس روایت کو الطبرانی نے حضرت کعب بن عجرہ سے روایت کیا ہے۔''

الطبرانی نے حضرت انس اور نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: آپ کی اونٹنی جدعاء گم ہو

تھی۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر رب تعالیٰ نے اسے میرے پاس لوٹا دیا تو میں رب تعالیٰ کا شکر ادا کروں گا" وہ اونٹنی عرب کے کسی قبیلہ میں چلی گئی۔ جس میں ایک مسلمان عورت تھی۔ جب ان کے اونٹ چرتے تو یہ اونٹنی تنہا چرتی تھی۔ جب وہ بیٹھتے تھے تو یہ تنہا بیٹھتی تھی۔ یہ اپنی گردن زمین پر رکھ دیتی تھی۔ وہ خاتون اس پر سوار ہوئی اور اسے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں لے آئی۔ جب آپ نے اسے دیکھا تو فرمایا: "الحمد للہ! اہم منتظر رہے کہ کیا آپ نماز پڑھتے ہیں یا روزہ رکھتے ہیں۔" صحابہ کرام نے گمان کیا کہ آپ بھول گئے ہیں۔ انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فرمایا تھا کہ اگر رب تعالیٰ نے مجھے اونٹنی لوٹا دی تو میں اس کا شکر ادا کروں گا۔" آپ نے فرمایا: "میں نے کہا نہیں تھا۔ "الحمد للہ۔"

ابو داؤد نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک خاتون نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے نذر مانی تھی کہ آپ کے سر کے پاس کھڑے ہو کر دف بجاؤں گی" آپ نے فرمایا: "اپنی نذر پوری کرو۔"

۳۔ معصیت کی نذر کے بارے

امام بخاری، ابو داؤد اور دار قطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "اسی اثناء میں کہ حضور شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اچانک ایک شخص کھڑا تھا۔ آپ نے اس کے متعلق پوچھا تو صحابہ کرام نے عرض کی "ابو اسرائیل نے نذر مانی ہے کہ وہ دھوپ میں کھڑا ہو گا۔ وہ نہ بیٹھے گا۔ وہ روزہ رکھے گا۔ افطار نہ کرے گا۔ وہ سایہ حاصل نہیں کرے گا۔ وہ گفتگو نہ کرے گا" آپ نے فرمایا: "اسے حکم دو کہ وہ سایہ حاصل کرے۔ وہ بیٹھ جائے۔ وہ گفتگو کرے اور اپنا روزہ مکمل کرے۔"

امام مالک کے علاوہ دیگر ائمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "اسی اثناء میں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک شخص کھڑا تھا آپ نے اس کے متعلق پوچھا تو صحابہ کرام نے عرض کی: "ابو اسرائیل نے نذر مانی ہے کہ وہ دھوپ میں کھڑا ہو گا وہ نہ بیٹھے گا وہ روزہ رکھے گا وہ دن کے وقت روزہ افطار نہیں کرے گا وہ نہ تو سایہ حاصل کرے گا۔ وہ محو گفتگو نہ ہو گا۔" حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ سایہ حاصل کرے۔ وہ بیٹھ جائے، وہ محو تکلم ہو۔ وہ اپنا روزہ مکمل کرے۔"

امام مالک اور دار قطنی کے علاوہ دیگر ائمہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے زمانہ جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ میں ایک روز کا اعتکاف کروں گا۔ یا مسجد حرام میں ایک رات کا اعتکاف کروں گا۔ آپ نے فرمایا: "اپنی نذر کو پورا کرو۔"

ائمہ کی ایک جماعت نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میری بہن نے نذر مانی وہ بیت الحرام کی طرف عریاں سر اور عریاں پاؤں جائے گی۔ اس نے مجھے حکم دیا کہ میں آپ سے اس ضمن میں فتویٰ پوچھوں۔

میں نے آپ سے فتویٰ پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''وہ چلے' سوار ہو' دوپٹہ اوڑھے' تین دن روزے رکھ لے۔ رب تعالیٰ تمہاری بہن کو عذاب دینے سے مستغنی ہے۔ اسے سوار ہونا چاہئے اسے بدنہ قربان کرنا چاہئے'' اس روایت کو ابوداؤد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ ان کی بہن نے نذر مانی ہے کہ وہ پیدل بیت اللہ کا حج کرے گی۔ انہوں نے ان کی کمزوری کے بارے عرض کی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رب تعالیٰ تمہاری بہن کی نذر سے مستغنی ہے۔ اسے سوار ہو جانا چاہئے، اور بدنہ قربان کرنا چاہئے۔''

امام احمد اور ائمہ ستہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جو اپنے دو بیٹوں کے سہارے چل رہا تھا۔ آپ نے پوچھا ''اسے کیا ہوا ہے؟ لوگوں نے عرض کی'' اس نے نذر مانی ہے کہ وہ پیدل چلے گا'' آپ نے فرمایا: ''اللہ رب العزت اس سے مستغنی ہے کہ اسے عذاب میں مبتلا کرے۔ وہ سوار ہو جائے۔''

ابوداؤد نے ابن ضحاک سے' ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد ہمایوں میں ایک شخص نے نذر مانی کہ وہ بوانہ کے مقام پر اونٹ ذبح کرے گا۔ وہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا اور عرض کی آپ نے فرمایا: کیا وہاں ان بتوں میں سے کوئی بت ہے جن کی زمانہ جاہلیت میں عبادت ہوتی تھی؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی'' نہیں'' آپ نے فرمایا: ''کیا وہاں ان کی عیدوں میں سے کوئی عید ہوتی ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی'' نہیں'' آپ نے فرمایا: ''اپنی نذر پوری کرو رب تعالیٰ کی معصیت کی نذر پوری نہیں کرنا چاہئے، نہ ہی اس نذر کو پورا کیا جائے جس کا مالک ابن آدم نہیں ہے۔''

امام احمد نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''ایک شخص بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی'' میں نے نذر مانی تھی کہ میں اپنی اونٹنی کو ذبح کروں گا اور یہ اور یہ آپ نے فرمایا: ۔ اپنی اونٹنی کو ذبح کر دو، جبکہ یہ اور یہ شیطان کی طرف سے ہے۔''

امام احمد اور ائمہ اربعہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''نافرمانی کی کوئی نذر نہیں ہے۔ اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے۔''

امام احمد نے حضرت عبدالرحمن بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے ایک اعرابی کو دیکھا جو دھوپ میں کھڑا تھا، جبکہ آپ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ آپ نے اسے پوچھا ''تمہیں کیا ہوا ہے؟ اس نے عرض کی'' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے نذر مانی ہے کہ میں دھوپ میں ہی کھڑا رہوں گا حتیٰ کہ آپ فارغ ہو جائیں'' آپ نے فرمایا: یہ نذر صحیح نہیں ہے۔ نذر وہ ہوتی ہے جس سے رضائے الٰہی حاصل کی جائے۔''

امام شافعی' امام احمد اور امام مسلم کے علاوہ ستہ ائمہ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ فرما رہے تھے'' جو اطاعت الٰہیہ کی نذر مانے اسے اس کو پورا کرنا چاہئے (یا اس میں

اطاعت بجالانی چاہیے) جو رب تعالیٰ کی نافرمانی کی نذر مانے اسے اس کو پورا نہیں کرنا چاہیے۔"

امام نسائی نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا "غضب الٰہی میں کوئی نذر نہیں۔ اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے۔"

دار قطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس امر میں نذر درست ہے جس میں اطاعت الٰہیہ ہو، نہ غضب میں قسم ہوتی ہے نہ ہی اس چیز میں آزادی ہوتی ہے جس کا انسان مالک نہ ہو گا۔"

دار قطنی نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے معصیت الٰہیہ کی نذر مانی اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے" امام احمد، امام مسلم اور امام نسائی نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "نذر کا کفارہ قسم کا کفارہ ہی ہے۔"

جہاد

پہلا باب

جہاد کے بارے متفرق آداب

اس میں کئی انواع ہیں۔

ا۔جہاد کے لئے لڑکے پیش کرنا اور جو جہاد کی صلاحیت نہ رکھتے ہوں انہیں واپس کرنا:

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت عبدالحمید بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ سے مرسل روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ہر سال انصار کے لڑکے پیش کئے جاتے ان میں سے جو بالغ ہوتے آپ انہیں مہم پر بھیج دیتے۔ایک سال یہ لڑکے آپ کی خدمت میں پیش کئے گئے۔ایک لڑکا آپ کی خدمت میں آیا تو آپ نے اسے مہم میں بھیج دیا بعد میں حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کو آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا، مگر آپ نے انہیں لوٹا دیا۔حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے اس لڑکے کو تو اجازت مرحمت فرمادی ہے لیکن مجھے واپس لوٹا دیا ہے۔اگر وہ میرے ساتھ کشتی کرے تو میں اسے پچھاڑ سکتا ہوں۔" آپ نے فرمایا:"جاؤ اور اس کے ساتھ کشتی کرو۔" میں نے اس کے ساتھ کشتی کی اور اسے پچھاڑ دیا۔آپ نے مجھے بھی اس مہم میں شرکت کرنے کی دعوت دے دی۔"

الطبرانی نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا:"میں اور میرے چچا جان بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے۔آپ غزوہ بدر کا ارادہ کئے ہوئے تھے۔میں نے عرض کی:"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھی آپ کے ساتھ جانے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہوں" آپ اپنے دست اقدس کو بند کرنے لگے۔آپ نے فرمایا: میں تمہیں چھوٹا سمجھتا ہوں۔مجھے معلوم نہیں کہ تم اس وقت کیا کرو گے جب تم دشمن کے ساتھ نبرد آزما ہوں گے" میں نے عرض کی:"کیا آپ جانتے ہیں کہ میں تیر پھینکنے والوں میں سے سب سے اچھا تیر پھینک سکتا ہوں" آپ نے مجھے واپس لوٹا دیا میں نے غزوہ بدر میں شرکت نہ کی۔"

امام مالک کے علاوہ دیگر ائمہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ احد میں مجھے بلایا۔اس وقت میری عمر چودہ سال تھی۔آپ نے مجھے اجازت نہ دی آپ نے غزوہ خندق میں مجھے بلایا۔

اس وقت میری عمر پندرہ سال تھی۔ آپ نے مجھے اجازت دے دی۔"

۲۔جس نے اپنے والدین سے اجازت نہ لی تھی آپ نے اسے واپس کر دیا:

ابوداؤد نے حضرت ابوسعید بن مالک خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص یمن سے ہجرت کر کے آیا۔ آپ نے اسے فرمایا" کیا یمن میں تمہارے رشتہ داروں میں سے کوئی ہے؟ اس نے عرض کی"میرے والدین زندہ ہیں" آپ نے فرمایا: کیا انہوں نے تمہیں اجازت دی ہے" اس نے عرض کی "نہیں" آپ نے فرمایا: ان کی طرف واپس لوٹ جاؤ اور ان سے اجازت طلب کر، اگر وہ اجازت دیں تو جہاد کرو ورنہ ان کے ساتھ حسن سلوک کر۔"

امام احمد اور امام نسائی نے حضرت معاویہ بن جاھمہ سلمی سے روایت کیا ہے کہ حضرت جاھمہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جہاد کا ارادہ رکھتا ہوں۔ میں آپ سے مشورہ کرنے آیا ہوں" آپ نے فرمایا: "کیا تمہاری والدہ زندہ ہے؟ انہوں نے عرض کی: "ہاں" آپ نے فرمایا: "اس کا دامن تھام لو جنت اس کے قدموں کے نیچے ہے۔"

امام بخاری اور امام نسائی نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا "ایک شخص بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور جہاد کے لئے آپ سے اذن طلب کیا آپ نے پوچھا "کیا تمہارے والدین زندہ ہیں؟ اس نے عرض کی"ہاں! آپ نے فرمایا: "جاؤ اور ان کی خدمت کرو۔"

الطبرانی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "ایک شخص بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی "میں آپ کے دست اقدس پر جہاد کی بیعت کرنا چاہتا ہوں" آپ نے فرمایا: "کیا تمہارے والدین زندہ ہیں؟ اس نے عرض کی"ہاں! آپ نے فرمایا: "ان کی خوشنودی حاصل کرنے کی خوب کوشش کرو۔"

الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: "اگرچہ جہاد تمہارے گھر کے دروازے پر ہی ہو تو پھر بھی اپنے والدین کی اجازت کے بغیر نہ جاؤ۔"

۳۔جب آپ جہاد کا ارادہ فرماتے تو توریہ فرماتے تھے:

شیخان نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ کسی غزوہ کے لئے تشریف لے جانا چاہتے تو اس جگہ کے علاوہ کسی اور جگہ سے توریہ فرماتے جب غزوہ تبوک کا وقت آیا تو گرمی شدید تھی۔ دور کی مسافت تھی۔ دشمن کی کثیر تعداد تھی۔ آپ نے مسلمانوں کے لئے یہ معاملہ کھول کر بیان کیا تاکہ وہ خوب تیاری کر لیں اور آپ نے بتا دیا کہ آپ کس طرف تشریف لے جانا چاہتے ہیں۔"

۴۔جب آپ بذات خود جہاد کے لئے تشریف نہ لے جاتے:

امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب آپ نے کعب بن اشرف کو قتل کرنے کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھیجا تو آپ ان کے ہمراہ بقیع الغرقد تک تشریف لے گئے۔انہیں الوداع کیا،اور فرمایا: "اللہ تعالیٰ کا نام لے کر روانہ ہو جاؤ" پھر یہ دعا مانگی "مولا! ان کی مدد فرما۔"

امام احمد اور امام بیہقی نے حضرت سہل بن معاذ سے اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کسی غازی کو تیار کرنا اور اسے صبح یا شام کے کھانے سے بے نیاز کر دینا مجھے دنیا اور متاع دنیا سے زیادہ پسند ہے۔"

امام احمد نے ثقہ راویوں سے اور الطبرانی نے حضرت جبلہ بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: ۔جب آپ بذات خود جہاد کے لئے تشریف نہ لے جاتے تو اپنا سامان جہاد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ یا حضرت اسامہ کو عطا فرما دیتے۔"

امام احمد،بزار،ابو یعلی اور الطبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب حضور سپہ سالار اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے لشکر بھیجتے تو فرماتے "اللہ تعالیٰ کا نام لے کر روانہ ہو جاؤ، جو رب تعالیٰ کے ساتھ کفر کرے اس کے ساتھ راہ خدا میں جہاد کرو، بد دیانتی نہ کرو،مثلہ نہ کرو، چوری نہ کرو کسی بچے، بوڑھے اور راہب کو قتل نہ کرنا۔

بزار نے ثقہ راویوں سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ کسی سریہ کے لئے تیار ہو جائیں۔آپ نے انہیں اس سریہ کا امیر مقرر کیا۔انہوں نے وقت صبح سیاہ سوتی کپڑے کا عمامہ باندھا۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے۔آپ نے ان کا عمامہ شریف کھولا اور اپنے دست اقدس سے باندھا۔آپ نے پیچھے سے چار انگلیوں کے برابر عمامہ شریف لٹکایا اور فرمایا: "ابن عوف! اس طرح عمامہ باندھا کرو۔یہ انداز اہل عرب کے زیادہ موافق اور عمدہ ہے، پھر آپ نے حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ ان کو جھنڈا دیں، پھر آپ نے رب تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی، پھر فرمایا "سارے راہ خدا میں جہاد کے لئے روانہ ہو جاؤ۔اس کے ساتھ جہاد کرو جو رب تعالیٰ کا انکار کرے،نہ بد دیانتی کرو، نہ ہی دھوکہ دہی سے کام لو،نہ مثلہ کرو نہ ہی بچے کو قتل کرو۔یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عہد ہے جو تم میں پھیل گیا ہے۔"

امام احمد،ابو داؤد،ترمذی (انہوں نے اس روایت کو حسن کہا ہے) اور ابن حبان نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ساتھیوں کی بہترین تعداد چار ہے۔بہترین سریہ وہ ہے جس میں چار سو مجاہدین ہوں، بہترین لشکر وہ ہے جو چار ہزار افراد پر مشتمل ہو،اور بارہ ہزار افراد قلت کی وجہ سے مغلوب نہیں ہو سکتے۔"

۵۔پرچم اور جھنڈے بنانا:

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے (سوائے حبان بن عبید اللہ کے) حضرت بریدہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ آپ کا جھنڈا سیاہ اور پرچم سفید تھا۔"

الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے (سوائے حبان کے) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ کا جھنڈا سیاہ اور پرچم سفید ہوتا تھا جس پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے (سوائے شریک نخعی کے۔ امام نسائی نے اسے ثقہ کہا ہے لیکن اس میں ضعف ہے) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ کا جھنڈا سیاہ تھا، جبکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس کا رنگ سفید تھا۔"

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے سوائے محمد بن لیث ہداری کے مزیدہ العبدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار کے پرچم باندھے اور انہیں زرد رنگ میں رکھا۔"

الطبرانی نے کریز بن اسامہ سے راویت کیا ہے کہ آپ نے بنو سلیم کے لیے سرخ جھنڈا باندھا۔

امام احمد نے صحیح کے راویوں سے (سوائے عثمان بن شامی کے، وہ بھی ثقہ ہیں) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سپہ سالار اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جھنڈا سیاہ تھا۔ یہ جھنڈا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس ہوتا تھا۔ انصار کا جھنڈا حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس ہوتا تھا۔ جب گھمسان کا رن پڑتا تو آپ انصار کے جھنڈے کے نیچے ہوتے تھے۔"

امام احمد، ابو داؤد اور امام ترمذی نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جھنڈا سیاہ مربع ہوتا تھا جو موٹی چادر سے بنایا گیا تھا۔ امام ترمذی اور امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ کا جھنڈا سیاہ اور پرچم سفید تھا۔"

ائمہ اربعہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ کا جھنڈا سفید تھا" ابو داؤد نے سماک سے اور وہ اپنی قوم کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں۔ اس نے کہا "میں نے آپ کا جھنڈا دیکھا اس کا رنگ زرد تھا۔"

امام احمد، ترمذی، نسائی اور بیہقی نے حضرت ابو الحارث بن حسان الکبری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم مدینہ طیبہ حاضر ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر رونق افروز تھے۔ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ تلوار سونتے آپ کے سامنے کھڑے تھے۔ وہاں سیاہ جھنڈا بھی تھا۔ میں نے پوچھا "یہ جھنڈا کیسا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مجھے بتایا کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ جہاد سے واپس آئے ہیں" یا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو کسی مہم پر بھیجنا چاہتے ہیں۔"

فائدہ:

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے محارب بن دثار سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضرت معاویہ نے زیاد کی طرف لکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "دشمن اس قوم پر غالب نہیں آ سکتا جس کا پرچم یا جھنڈا ابنو بکر بن وائل میں سے کسی شخص کے ہاتھ میں ہو۔"

۶۔ جہاد میں آپ کی مشاورت:

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت عبداللہ بن عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا کہ حضور اکرم ﷺ جنگ کے بارے مشورہ کیا کرتے تھے تم بھی مشورہ کو لازم پکڑو۔"

امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ تک ابوسفیان کے کارواں کی آمد کی خبر پہنچی۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے گفتگو کی تو آپ نے اعراض فرمایا، پھر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے گفتگو کی تو آپ نے اعراض فرمایا، پھر حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اٹھے انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ شاید آپ ہمارا ارادہ کئے ہوئے ہیں۔ بخدا! آپ ہمیں حکم دیں کہ ہم سمندر میں کود جائیں تو ہم سمندر میں چھلانگیں لگا دیں گے، اگر آپ حکم دیں کہ ہم برک الغماد تک اونٹوں کے جگر پگھلا دیں تو ہم اسی طرح کریں گے۔" آپ نے صحابہ کرام کو جہاد کے لئے صدا دی۔ وہ روانہ ہو گئے حتیٰ کہ وہ بدر فروکش ہو گئے۔

امام احمد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا جو حضور ﷺ سے زیادہ اپنے ساتھیوں سے مشاورت کرتا ہو۔"

۷۔ جہاد پر بیعت:

شیخان نے حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حدیبیہ کے روز حضور اکرم ﷺ کی بیعت کی، پھر میں درخت کے سایہ کے نیچے چلا گیا۔ جب ہجوم ذرا کم ہوا تو آپ نے فرمایا: "ابن اکوع! کیا تم بیعت نہیں کرو گے؟ میں نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ میں نے بیعت کر لی ہے۔ آپ نے فرمایا: "پھر بیعت کر لو۔" انہوں نے فرمایا: "اسی طرح میں نے دوسری بار آپ کی بیعت کی" راوی کہتے ہیں میں نے عرض کی: ابومسلم! تم نے کس چیز پر بیعت کی تھی؟ انہوں نے فرمایا: "موت پر"

شیخان نے حضرت مجاشع بن مسعود اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا تا کہ ہجرت پر آپ کی بیعت کروں۔ آپ نے فرمایا: "ہجرت اپنے اہل کے لئے گزر چکی ہے لیکن تم اسلام، جہاد اور خیر پر بیعت کر لو۔"

شیخان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انصار غزوۂ خندق کے روز یہ اشعار پڑھتے تھے۔

نحن الذین بایعوا محمدا　　　علی الجهاد ما بقینا ابدا

ترجمہ: ہم وہ فرخندہ فال لوگ ہیں جنہوں نے حضور اکرم ﷺ کے دست اقدس پر جہاد پر تادم زیست بیعت کی ہے۔

امام بخاری نے حضرت نافع سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "ہم آئندہ سال آئے۔ ہم میں سے دو شخص بھی اس درخت کے نیچے جمع نہ ہوئے جس کے نیچے ہم نے بیعت کی تھی۔ یہ رب تعالیٰ کی رحمت تھی۔ جویریہ کہتے ہیں" میں

نے حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے سوال کیا" آپ نے انہیں کس چیز پر بیعت کیا تھا۔کیا انہیں موت پر بیعت کیا تھا؟ انہوں نے فرمایا:
"نہیں! بلکہ انہیں صبر پر بیعت کیا تھا۔"

امام مسلم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"ہم حدیبیہ کے روز چودہ سو تھے ہم نے آپ کے دست اقدس پر بیعت کی۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سمرہ کے درخت کے نیچے آپ کے دست ہدایت بخش کو تھامے ہوئے تھے۔ہم نے اس بات پر آپ کی بیعت کی کہ ہم راہ فرار اختیار نہیں کریں گے۔ہم نے موت پر آپ کی بیعت نہ کی۔"

امام مسلم نے حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں نے خود کو درخت کے نیچے دیکھا۔حضور سپہ سالار اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو بیعت فرمارہے تھے۔میں آپ کے سراقدس سے درخت کی شاخیں اٹھائے ہوا تھا۔اس کے نیچے ایک سو چودہ افراد تھے۔ہم نے موت پر آپ کی بیعت نہیں کی تھی، بلکہ ہم نے اس امر پر آپ کی بیعت کی تھی کہ ہم راہ فرار اختیار نہیں کریں گے۔"

۸۔جاسوس بھیجنا

امام احمد اور الطبرانی نے حضرت عمرو بن امیہ الضمری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میرے پاس قوم کی خبر کون لے کر آئے گا؟ یعنی جنگ خندق میں بنوقریظہ کی خبر۔حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی "میں"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"ہر نبی کا حواری ہوتا ہے۔میرا حواری زبیر ہے۔"

امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بسیہ کو جاسوس بنا کر بھیجا تاکہ وہ دیکھیں کہ ابوسفیان کے کاروان نے کیا کیا ہے۔"

۹۔بعض عفت مآب صحابیات کا آپ کے ساتھ ہونا اور بعض اوقات آپ کا منع کر دینا

الطبرانی نے حضرت لیلیٰ الغفاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:میں آپ کے ہمراہ غزوات میں شرکت کرنے کی سعادت حاصل کرتی تھی۔میں زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھی۔"

الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"جب آپ غزوات کے لئے تشریف لے جاتے تھے تو آپ کے ہمراہ انصار کی عفت مآب خواتین ہوتی تھیں تاکہ وہ زخمیوں کو پانی پلائیں اور ان کا علاج معالجہ کریں۔"

الطبرانی نے الکبیر اور الاوسط میں صحیح کے راویوں سے حضرت ام کبشہ (یہ بنوعذرہ بنوقضاعہ کی ایک خاتون تھیں) سے روایت کیا ہے۔انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ مجھے اذن مرحمت فرمائیں کہ میں فلاں فلاں لشکر کے ساتھ جاؤں۔آپ نے فرمایا:"ہرگز نہیں"انہوں نے عرض کی:"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا ارادہ یہ نہیں کہ میں قتال کروں گی میں تو صرف زخمیوں کا

علاج کرنا چاہتی ہوں۔ مریضوں کو پانی پلاؤں گی۔" آپ نے فرمایا: "اگر مجھے یہ خدشہ نہ ہوتا کہ یہ معمول (سنت) بن جائے گا، اور یوں کہا جائے گا کہ فلانہ لشکر کے ساتھ گئی تھی تو میں تمہیں اذن دے دیتا۔ لیکن تم (گھر میں) بیٹھ جاؤ۔"

امام شافعی امام احمد امام مسلم اور ائمہ ثلاثہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ عفت مآب خواتین کو اسلامی لشکر کے ہمراہ لے جاتے تھے وہ زخمیوں کا علاج کرتی تھیں۔ پانی پلاتی تھیں اور مال غنیمت میں سے انہیں عطا کیا جاتا تھا۔"

ابو داؤد اور ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ حضرت ام سلیم اور انصاری خواتین کو لشکر کے ساتھ لے جاتے تھے۔ وہ پانی پلاتی تھیں اور زخمیوں کا علاج کرتی تھیں۔"

امام احمد امام بخاری نے حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم آپ کے ساتھ جاتی تھیں۔ ہم مجاہدین کو پانی پلاتی تھیں۔ ان کی خدمت کرتی تھیں۔ شہداء اور زخمیوں کو مدینہ طیبہ منتقل کرتی تھیں۔"

ابو یعلی نے ثقہ راویوں سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن مشکیزے بھر کر لاتی تھیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو (جہاد میں) پلاتی تھیں۔"

۱۰۔ دوران سفر آپ کیا فرماتے تھے؟

ابو داؤد اور ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ جہاد کے لئے سفر پر روانہ ہونے لگتے تو آپ یہ دعا مانگتے۔

اللھم انت عضدی وانت نصیری وبك اقاتل۔

اس روایت کو حارث نے حسن سند کے ساتھ ابن مجلز سے روایت کیا ہے۔ اس میں اضافہ ہے کہ جب آپ دشمن سے نبرد آزما ہوتے۔

ابو داؤد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور سپہ سالار اعظم ﷺ جب بلندی پر چڑھتے تو تکبیر کہتے۔ جب نیچے اترتے تو تسبیح کہتے۔ نماز میں تکبیر و تسبیح کو اسی طرح رکھ دیا گیا۔"

۱۱۔ آپ کس وقت قتال کرنا پسند کرتے تھے؟ کن اوقات میں قتال کرنے سے رک جاتے تھے؟

امام احمد نے حضرت عبید اللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ پسند فرماتے تھے کہ زوال آفتاب کے وقت دشمن کی طرف جائیں۔ الطبرانی نے جید سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب آپ دشمن کے ساتھ دن کے ابتدائی حصے میں نبرد آزما نہ ہوتے تو آپ اسے مؤخر فرما دیتے' ہوا چلنے لگتی اور نماز کے اوقات قریب آ جاتے۔ اس وقت آپ یہ دعا مانگتے۔

اللھم بک اجول و بک اصول ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

الطبرانی نے حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم آپ کے ساتھ جہاد میں شرکت کرتے تھے۔ جب سورج ڈھل جاتا تو آپ ہمیں فرماتے "حملہ کر دو" ہم حملہ کر دیتے۔

امام احمد، ابوداؤد نے حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ کے ساتھ جہاد میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔ جب آپ دن کے ابتدائی حصہ میں حملہ نہ کرتے تو حملہ کو مؤخر کر دیتے، حتیٰ کہ سورج ڈھل جاتا، ہوا چلنے لگتی اور نصرت نازل ہوتی۔"

امام بخاری نے ان سے ہی روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ کے ہمراہ جہاد میں شرکت کی جب آپ دن کے ابتدائی حصے میں حملہ نہ کرتے تو انتظار فرماتے حتیٰ کہ ہوا چلنے لگتی اور نماز کا وقت ہو جاتا۔"

امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن الاوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بعض ان ایام میں انتظار فرمایا جن میں دشمن سے نبرد آزما ہوئے حتیٰ کہ سورج ڈھل گیا پھر آپ لوگوں میں کھڑے ہو گئے۔ آپ نے فرمایا: "اے لوگو! دشمن کے ساتھ ملاقات کے لئے تمنا نہ کیا کرو، لیکن رب تعالیٰ سے عافیت مانگا کرو جب تم دشمن سے ملاقات کرو تو صبر کیا کرو۔"

شیخان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی قوم پر حملہ آور ہوتے تو آپ تادم صبح ان پر حملہ نہ کرتے۔ وقت صبح اگر آپ اذان سن لیتے تو رک جاتے۔ اگر اذان نہ سنتے تو وقت صبح حملہ کر دیتے۔ امام مسلم نے یہ اضافہ کیا ہے۔ "آپ نے ایک شخص کو سنا جو یہ کہہ رہا تھا۔" "اللہ اکبر اللہ اکبر" آپ نے فرمایا: فطرت پر۔ اس نے کہا:

اشھد ان لا الہ الا اللہ۔

آپ نے فرمایا: "یہ آگ سے نکل گیا۔"

الطبرانی نے حضرت خالد بن معبد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے یمن بھیجا اور فرمایا: "جب تم اہل عرب میں سے کسی قبیلہ سے ملاقات کرو ان میں اذان سنو تو ان کے ساتھ تعرض نہ کرو۔ اگر ان میں اذان نہ سنو تو انہیں اسلام کی طرف بلاؤ۔"

امام احمد، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ کے ہمراہ کئی غزوات میں شرکت کی۔ جب فجر طلوع ہو جاتی تو آپ قتال سے رک جاتے حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جاتا۔ جب سورج طلوع ہو جاتا تو آپ ان پر حملہ کر دیتے۔ جب دوپہر کا وقت آتا تو آپ رک جاتے، حتیٰ کہ سورج ڈھل جاتا۔ جب سورج ڈھل جاتا تو آپ عصر تک جہاد کرتے پھر رک جاتے، پھر نماز عصر ادا فرماتے، پھر قتال فرماتے۔ آپ فرماتے تھے کہ ان اوقات میں نصرت کی ہوا چلتی ہے۔ اہل ایمان اپنے لشکروں کے لئے اپنی نمازوں میں دعائیں مانگتے ہیں۔"

امام احمد، امام مسلم، ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور سپہ سالار اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طلوع فجر کے وقت حملہ کرتے تھے۔ آپ اذان سنتے تھے۔ اگر اذان سنائی دے دیتی تو آپ رک جاتے تھے۔ ورنہ حملہ کر دیتے تھے۔"

امام مالک، امام شافعی اور شیخان نے ان سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیبر تشریف لے گئے۔ آپ رات کے وقت وہاں پہنچ گئے تھے۔ اگر آپ رات کے وقت کسی جگہ پہنچ جاتے تو تادم صبح آپ ان پر حملہ نہیں کرتے تھے اگر آپ اذان سماعت فرمالیتے تو آپ رک جاتے، ورنہ وقت صبح حملہ آور ہو جاتے۔ وقت صبح آپ بھی سوار ہوئے مسلمان بھی سوار ہوئے۔

امام احمد اور حارث نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حرمت والے مہینے میں حملہ آور نہیں ہوتے تھے الا یہ کہ آپ پر اس مہینے میں حملہ کیا جاتا۔ اگر اشہر حرام آ جاتے تو آپ رک جاتے حتیٰ کہ وہ گزر جاتے۔"

۱۲۔ قتال کے وقت دعوت اسلام دینا

امام احمد، ابویعلی اور الطبرانی نے کئی اسناد سے جن میں سے ایک کی سند کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ نے کبھی کسی قوم کے ساتھ قتال نہ کیا حتیٰ کہ انہیں اسلام کی طرف دعوت دی۔"

الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے (سوائے عثمان بن یحییٰ القرستانی کے، وہ بھی ثقہ ہیں) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو کسی قوم کی طرف بھیجا پھر ان کی طرف ایک شخص کو بھیجا۔ فرمایا" "انہیں پیچھے نہ پکارنا اور انہیں کہنا کہ وہ دشمن کے ساتھ معرکہ آزما نہ ہوں حتیٰ کہ وہ انہیں اسلام کی طرف دعوت دے لیں۔"

امام احمد، ترمذی (انہوں نے اس روایت کو حسن کہا ہے) نے حضرت ابوالبختری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ مسلمانوں کے ایک لشکر کے امیر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے ایران کے ایک قلعے کا محاصرہ کر لیا۔ مسلمانوں نے کہا "کیا ہم ان پر حملہ نہ کر دیں؟ انہوں نے فرمایا: مجھے چھوڑ دو۔ میں انہیں اس طرح دعوت دے لوں جس طرح میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دعوت دیتے ہوئے سنا ہے" وہ دشمن کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا "میں فارسی شخص ہوں۔ میرا تعلق تمہارے ساتھ ہی ہے لیکن رب تعالیٰ نے مجھے اسلام قبول کرنے کی ہدایت بخشی۔ تم دیکھ رہے ہو کہ اہل عرب میری اطاعت کر رہے ہیں۔ اگر تم نے اسلام قبول کر لیا تو تمہارے لئے وہی کچھ ہے جو کچھ ہمارے لئے ہے اور تم پر وہی کچھ ہے جو کچھ ہم پر ہے (یعنی حقوق و فرائض) اگر تم اپنے دین پر ہی رہنا چاہتے ہو تو ہم تمہیں اسی پر چھوڑ دیتے ہیں۔ تم ہمیں اپنے ہاتھوں سے جزیہ دے دو حالانکہ تم رسوا ہوں گے۔ انہوں نے ان کے ساتھ فارسی میں کہا" تمہاری تعریف نہیں کی جائے گی۔ اگر تم نے انکار کر دیا تو پھر تمہارے خلاف اعلان جنگ ہے۔ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔" اہل فارس نے کہا "ہم جزیہ نہیں دیں گے، بلکہ ہم

تمہارے ساتھ قتال کریں گے۔ مسلمانوں نے کہا "عبداللہ! کیا ہم ان پر حملہ نہ کر دیں" انہوں نے فرمایا: "نہیں! انہوں نے انہیں تین روز مسلسل اسی طرح دعوت دی۔ چوتھے روز انہوں نے مسلمانوں سے فرمایا! اٹھو اور ان پر حملہ کر دو۔" اس طرح مسلمانوں نے وہ قلعہ فتح کر لیا۔

۱۴۔آپ کا زرہ، خود، تلوار، ڈھال اور کمان زیب تن کرنا:

امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ نے اپنے خیمہ میں یہ دعا مانگی:

اللھم انی انشدك عھدك ووعدك۔

اسی روایت میں ہے "آپ باہر تشریف لائے تو آپ نے زرہ پہنی ہوئی تھی۔ آپ فرما رہے تھے۔

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ ﴿۴۵﴾ (القمر:۴۵)

ترجمہ: عنقریب پسپا ہوگی یہ جماعت اور پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔

امام احمد، نسائی، بیہقی اور ترمذی نے شمائل میں اور ابو داؤد نے حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے روز احد میں دو زرہیں پہن رکھی تھیں۔ امام ترمذی نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے حسن غریب روایت نقل کی ہے۔ انہوں نے فرمایا: آپ نے غزوہ احد میں دو زرہیں پہن رکھی تھیں۔"

شیخان نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ان سے غزوہ احد میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لگنے والے زخموں کے بارے میں پوچھا گیا۔ انہوں نے فرمایا: "آپ کا چہرہ انور زخمی ہو گیا۔ دندان مبارک شہید ہو گئے اور خود سر اقدس پر ٹوٹ گیا۔"

شیخان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سپہ سالار اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ کے سال مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ آپ نے سر اقدس پر خود پہن رکھا تھا۔ شیخان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سارے لوگوں سے زیادہ حسین تھے۔ سارے لوگوں سے زیادہ بہادر تھے سارے لوگوں سے زیادہ سخی تھے۔ ایک دفعہ اہل مدینہ طیبہ گھبرا گئے۔ وہ چشموں کی طرف نکلے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں آگے سے آتے ہوئے ملے۔ آپ نے صحیح خبر کا سراغ لگا لیا تھا۔ آپ ایسے گھوڑے پر سوار تھے جس پر زین نہ تھی۔ گردن مبارک میں تلوار حمائل کر رکھی تھی۔ آپ فرما رہے تھے "نہ ڈرو" نہ ڈرو، پھر آپ نے گھوڑے کے متعلق فرمایا "ہم نے اسے سمند پایا ہے۔ یہ سمند ہے۔" (سمند ایسے گھوڑے کو کہا جاتا ہے جس کا رنگ زردی مائل ہو۔ اسے مُطلق گھوڑا بھی کہا جاتا ہے۔ مُطلق گھوڑا یعنی آزاد، بے قید، قید سے رہا کیا گیا، رواں کیا گیا۔)

ابو داؤد، نسائی اور امام ترمذی نے (انہوں نے اس روایت کو حسن غریب کہا ہے) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ کی تلوار کا دستہ چاندی کا تھا" امام احمد اور امام ترمذی نے حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میری تلوار حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی تلوار پر بنائی گئی۔ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے گمان کیا ہے کہ ان

کی تلوار حضور اکرم ﷺ کی تلوار کی مانند تھی۔ یہ حنفی تلوار تھی۔

امام ترمذی نے حضرت مزیدہ العصری رضی اللہ عنہ سے حسن غریب روایت نقل کی ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ فتح مکہ کے روز مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ آپ کی تلوار کے دستے پر سونا اور چاندی چڑھا ہوا تھا۔ ان سے چاندی کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: تلوار کا دستہ چاندی کا تھا۔"

امام احمد اور امام ترمذی نے (انہوں نے اسے حسن غریب کہا ہے) اور امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ نے غزوۂ بدر میں اپنی تلوار ذوالفقار کو بے نیام کر رکھا تھا۔"

امام احمد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے موصولاً روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "مجھے قیامت کے قریب تلوار کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے، حتیٰ کہ رب تعالیٰ کی عبادت کی جائے۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے۔ میرا رزق میرے نیزے کے سایہ کے نیچے رکھ دیا گیا ہے جو میرے حکم کی مخالفت کرے اس کے لئے ذلت و رسوائی رکھ دی گئی ہے۔ جس نے جس قوم کی مشابہت اختیار کی وہ اس میں سے ہے۔" امام بخاری نے اس روایت کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے تعلیقاً روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا جاتا ہے کہ آپ نے فرمایا: "میرے رزق کو میرے نیزے کے سایہ کے نیچے رکھ دیا گیا۔"

امام بیہقی نے شیر خدا، مشکل کشا، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ کے دست اقدس میں عربی کمان تھی، آپ نے ایک شخص کو دیکھا جس کے ہاتھ میں فارسی کمان تھی۔ آپ نے اسے فرمایا" یہ کیا ہے۔ اسے پھینک دو۔ اس جیسی کمانیں رکھا کرو اور نیزے رکھا کرو۔ ان کے ذریعے رب تعالیٰ تمہارے دین میں اضافہ کرے گا اور شہروں میں تمہیں تسلط عطا کرے گا۔

الطبرانی نے حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو خیبر کی طرف بھیجا۔ انہیں سیاہ عمامہ باندھا۔ پیچھے سے کچھ لٹکایا یا ان کے بائیں شانے پر لٹکایا، پھر آپ لشکر کے پیچھے نکلے آپ نے کمان کے ساتھ ٹیک لگا رکھی تھی۔

امام مسلم نے حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ نے مجھے حدیبیہ کے روز دیکھا میرے پاس اسلحہ نہ تھا۔ آپ نے مجھے ڈھال عطا فرما دی۔"

۱۴۔ صف بندی اور تیاری

امام احمد، ابو داؤد اور ترمذی نے (انہوں نے اسے حسن کہا ہے) اور ابن حبان نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: "بہترین ساتھی چار ہیں بہترین سریہ وہ ہے جو چار سو افراد پر مشتمل ہو۔ بہترین لشکر وہ ہے جو چار

ہزار مجاہدین پر مشتمل ہو اور بارہ ہزار مجاہدین قلت کی وجہ سے مغلوب نہیں ہو سکتے۔"

ابوداؤد نے حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "غزوۂ بدر کے وقت آپ نے ہمیں رات کو تیار کر دیا تھا۔"

امام احمد نے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "غزوۂ بدر کے دن ہماری صفیں بنا دی گئیں۔ ہم میں سے ایک شخص صف سے آگے نکل گیا۔ آپ نے اسے ملاحظہ فرمایا تو فرمایا: "میرے ساتھ، میرے ساتھ۔"

امام احمد نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پسند فرماتے تھے کہ آدمی اپنی قوم کے جھنڈے کے نیچے قتال کرے۔

۱۵۔ جس چیز سے آپ نے منع فرمایا تھا اور لشکر اسلامی کو وعظ و نصیحت

ابن شیبہ نے حضرت ایوب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "مجھے اس شخص نے بیان فرمایا جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کرتا تھا۔ اس نے کہا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں منع فرمایا کہ ہم خدمت گزاروں اور غلام کو قتل کریں۔"

ابوداؤد نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قتل کے وقت آواز کو ناپسند فرماتے تھے۔

امام احمد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ ایک شخص تنہا رات بسر کرے یا تنہا سفر کرے۔"

شیخان نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ کے غزوات میں سے ایک غزوہ میں ایک مقتول عورت دیکھی تو آپ نے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع کر دیا۔"

امام احمد، ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لشکر بھیجتے تو فرماتے "اللہ تعالیٰ کا نام لے کر روانہ ہو جاؤ۔ راہ خدا میں جہاد کرو۔ اس کے ساتھ جہاد کرو جو رب تعالیٰ کا انکار کرے، دھوکہ نہ دو۔ بددیانتی نہ کرو، مثلہ نہ کرو بچوں اور راہبوں کو قتل نہ کرو۔"

امام احمد، ابوداؤد اور ترمذی نے (انہوں نے اس روایت کو حسن صحیح غریب کہا ہے) حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مشرکین کے بزرگوں کو قتل کر دو اور ان کے بچوں کو باقی رکھو۔"

امام احمد، ابوداؤد اور بیہقی نے حضرت صفوان بن عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں کسی سریہ پر بھیجا۔ فرمایا "رب تعالیٰ کا نام لے کر روانہ ہو جاؤ۔ راہ خدا میں عازم سفر ہو جاؤ، نہ مثلہ کرنا نہ دھوکہ دہی کرنا، نہ بچے کو قتل کرنا۔"

امام احمد نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا "جس نے کسی بچے کو قتل

کیا، یا کھجور کو جلایا یا ثمر دار درخت کاٹا یا جلد کے لئے بکری ذبح کی تو وہ برابر برابر بھی نہ لوٹا" شیخان نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور سپہ سالار اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنونضیر کے نخلستان جلائے اور ان کے درخت کاٹے۔

ابوداؤد اور بیہقی نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے عہد لیا تھا۔ آپ نے فرمایا تھا: "اُبنٰی پر حملہ کر دو اور جلا دو۔"

امام احمد نے حضرت کثیر بن سائب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "بنو قریظہ میں سے دو لڑکوں نے مجھے بتایا کہ قریظہ کے زمانہ میں انہیں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پیش کیا گیا۔ ان میں سے جو بالغ تھا یا جس کے زیر ناف بال اگے ہوئے تھے، اسے قتل کر دیا گیا ورنہ نہیں۔"

الطبرانی نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنونضیر کے اموال جلا دیئے" امام احمد اور ابوداؤد نے حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ آپ کسی جگہ خیمہ زن ہوئے اور مجاہدین نے بھی پڑاؤ ڈال دیا۔ مجاہدین مختلف وادیوں اور گھاٹیوں میں بکھر گئے آپ ان میں کھڑے ہوئے۔ آپ نے فرمایا: "تم مختلف گھاٹیوں اور وادیوں میں بکھر گئے ہو۔ یہ شیطان کی طرف سے ہے" اس کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب بھی کسی جگہ فروکش ہوتے تو وہ ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح مل کر بیٹھتے کہ کہا جاتا ہے کہ اگر تم ان پر ایک کپڑا پھیلا دیتے تو وہ انہیں کافی ہو جاتا۔"

ابوداؤد نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "امابعد! جب ہم گھبرا اٹھے تو آپ نے ہمارے گھڑ سوار دستے کو خیل اللہ فرمایا۔ جب ہم گھبراتے تو آپ ہمیں اکٹھے ہو جانے کا حکم دیتے۔ جب ہم معرکہ آزما ہوتے تو آپ ہمیں صبر و سکون کا حکم دیتے۔"

امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں کسی مہم میں بھیجا۔ آپ نے فرمایا: "اگر تم فلاں اور فلاں کو پالو تو انہیں آگ میں جلا دینا" جب ہم نے عازم سفر ہونے کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا: "میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ تم فلاں اور فلاں کو جلا دو۔ آگ سے عذاب صرف رب تعالیٰ ہی دیتا ہے۔"

۱۶۔ کمزور مسلمانوں کے وسیلہ سے دعا مانگنا اور منع کرنا کہ مشرکین آپ کے ہمراہ قتال نہ کریں

الطبرانی نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "کسی غزوہ میں ہم آپ کے ہمراہ تھے۔ میں نے آپ کو سنا۔ آپ یوں کہہ رہے تھے۔

یا مالك یوم الدین ایاك نعبد و ایاك نستعین۔

میں نے افراد دیکھے جو گرائے جا رہے تھے ملائکہ سامنے سے اور پیچھے سے انہیں مار رہے تھے۔

الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت امیہ بن خالد بن عبداللہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

غریب مسلمانوں کے طفیل فتح کی دعا مانگتے تھے" الطبرانی نے حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی مدد کمزور مسلمانوں کی دعاؤں کے طفیل کرتا ہے" یہ روایت صحیح میں اس طرح ہے "بلاشبہ تمہارے کمزوروں کے طفیل تمہاری نصرت کی جاتی ہے اور تمہیں رزق دیا جاتا ہے۔"

امام مسلم نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مجھے اپنے کمزوروں میں تلاش کرو۔" امام مسلم نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ کو سنا۔ آپ گروہوں کے خلاف یہ دعا مانگ رہے تھے۔

اللھم منزل الکتاب، سریع الحساب اھزم الحساب اللھم اھزمھم و زلزلھم۔

امام مسلم نے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدر کی طرف تشریف لے گئے جب حرۃ ابوبرہ پہنچے تو آپ کو ایک شخص ملا جو جرات و شجاعت میں معروف تھا۔ صحابہ کرام اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے جب وہ آپ کی خدمت میں آیا تو آپ نے اسے پوچھا "کیوں آئے ہو؟ اس نے عرض کی "میں اس لئے آیا ہوں تا کہ آپ کے پیچھے چلوں اور آپ کے ساتھ مجھے بھی مال غنیمت ملے۔ آپ نے فرمایا: "کیا تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر ایمان لایا ہے" اس نے عرض کی "نہیں" آپ نے فرمایا: "واپس لوٹ جا میں کسی مشرک سے مدد نہیں لوں گا" پھر اس نے الشجرۃ کے مقام پر آپ سے ملاقات کی۔ آپ نے اسے اس طرح فرمایا جیسے پہلے فرمایا تھا۔ وہ واپس لوٹ آیا، پھر اس نے تیسری بار عرض کی تو فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر ایمان لاتا ہے؟ اس نے عرض کی "ہاں! آپ نے فرمایا: "ہمارے ساتھ روانہ ہو جا۔"

روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ بدر کے روز فرمایا۔"

سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ۝ بَلِ السَّاعَۃُ مَوْعِدُھُمْ وَالسَّاعَۃُ اَدْھٰی وَاَمَرُّ ۝ (القمر:۴۶-۴۵)

ترجمہ: عنقریب پسپا ہوگی یہ جماعت اور پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے بلکہ ان کے وعدہ کا وقت (روز) قیامت ہے اور قیامت بڑی خوفناک اور تلخ ہے۔

ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ غزوہ حنین کے روز نیچے تشریف لائے۔ آپ نے دعا مانگی اور طلب کی۔ آپ فرما رہے تھے۔

انا النبی لا کذب، انا ابن عبد المطلب۔

ترجمہ: میں نبی برحق ہوں اس میں ذرہ بھر شک نہیں میں حضرت عبدالمطلب کا فرزند دلبند ہوں۔

آپ نے یہ دعا مانگی:

اللھم انزل نصرك۔

ترجمہ: مولا! اپنی نصرت عطا فرما۔

امام احمد، امام ترمذی (انہوں نے اس روایت کو حسن غریب کہا ہے) اور امام نسائی نے "فی عمل الیوم والليلة" میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب آپ دشمن سے نبرد آزما ہوتے تھے تو آپ یہ دعا مانگتے تھے۔

اللهم انت عضدی و انت نصیری وبك اقاتل۔

امام احمد اور امام الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت خُبیب بن یساف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا:۔ میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا۔ میرے ساتھ میری قوم کا ایک شخص بھی تھا۔ آپ ہمارے لئے جہاد کا ارادہ کئے ہوئے تھے، لیکن ہم نے ابھی تک اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ ہم نے کہا "ہمیں حیاء آتی ہے کہ ہماری قوم کسی معرکہ میں جائے اور ہم اس کے ساتھ شرکت نہ کرسکیں" آپ نے فرمایا: "کیا تم دونوں نے اسلام قبول کرلیا ہے؟ ہم نے عرض کی "نہیں" آپ نے فرمایا: "ہم مشرکین کے خلاف مشرکین سے مدد نہیں لیتے۔"

ہم نے اسلام قبول کرلیا اور آپ کے ساتھ شرکت کی۔ میں نے ایک شخص کو قتل کیا۔ اس نے مجھے ضرب لگائی۔ میں نے اس کی نور نظر سے شادی کرلی۔ وہ کہا کرتی تھی "تم اس شخص کو معدوم نہ پاؤ جس نے تمہیں یہ زخم لگایا ہے" میں اسے جواب دیتا "تم اس شخص کو معدوم نہ پاؤ جس نے تمہارے باپ کو جلدی آگ میں پہنچادیا۔

الطبرانی نے ابوحُمید الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ احد کے لیے روانہ ہوئے جب آپ نے ثنیتہ الوداع کو تجاوز کیا تو آپ نے ایک فوجی دستہ دیکھا جس میں کثیر ہتھیار تھے۔ آپ نے پوچھا: "یہ کون ہیں؟" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: "یہ ابن ابی ہے اس کے ساتھ بنوقینقاع میں سے حلیف یہودی ہیں جن کی تعداد سات سو ہے۔"

آپ نے فرمایا: "کیا انہوں نے اسلام قبول کرلیا ہے؟" صحابہ کرام نے عرض کی: "نہیں۔" آپ نے فرمایا: "انہیں حکم دو کہ وہ واپس لوٹ جائیں۔ ہم مشرکین کے خلاف مشرکین کی مدد نہیں لیتے۔"

ابوداؤد نے اپنی مراسیل میں حضرت زہری سے روایت کیا ہے آپ نے کسی جنگ میں یہود سے تعاون مانگا اور ان کے لئے حصہ نکالا۔ بزار نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ مشرکین میں سے کسی کی طرف سے قتل نہ کرتے تھے سوائے اہل ذمہ کے۔"

۱۷۔ جنگ میں آپ کا شعار

ابویعلی نے جید سند سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: آپ کا شعار یَا کُلَّ خَیْرٍ تھا۔

الطبرانی نے حضرت عتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "آپ نے اپنے صحابہ کرام میں تاخیر دیکھی تو فرمایا: "اے اصحاب سورۃ البقرۃ"

ابو داؤد نے حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"مہاجرین کا شعار عبداللہ اور انصار کا شعار عبدالرحمان تھا۔"

امام مسلم، امام احمد، ابو داؤد اور ترمذی نے حضرت مہلب بن ابی صفرۃ رحمۃ اللہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "مجھے اس شخص نے بتایا جس نے آپ سے سننے کی سعادت حاصل کی تھی۔آپ نے فرمایا:"اگر تم انکار ہی کرتے ہو تو تمہارا شعار "حٰم لا ینصرون" ہے۔

امام احمد اور ابن عدی نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں فرمایا"تم کل دشمن سے نبرد آزما ہوں گے۔تمہارا شعار "حٰم لا ینصرون" ہوگا۔

امام احمد اور ابو داؤد نے حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"ہم نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جہاد کیا۔یہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عہد مبارک تھا۔ہمارا شعار"امت امت"تھا۔

ابن ضحاک نے جہینہ کے ایک شخص سے روایت کیا ہے کہ آپ نے ایک قوم کو سنا جو اپنے شعار میں کہہ رہی تھی "یا حرام" آپ نے فرمایا:"یا حلال۔"

امام نسائی نے ایک صحابی سے روایت کیا ہے۔اس نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ خندق کی رات فرمایا "میں اس قوم کو دیکھ رہا ہوں یہ آج رات تمہارے مردار ہیں۔تمہارا شعار حٰم لا ینصرون۔"

۱۸۔کفار کے قاصدوں کے بارے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ' آپ نصرت کے مقام پر تین روز قیام فرماتے تھے' بعض غلاموں کو آزاد کرنا' بعض کفار سرداروں کے سر کاٹنا اور مشرک کے جسم کو فروخت کرنے کی ممانعت

امام احمد نے ثقہ راویوں سے معیر سعدی علیہ الرحمہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں بنو حنیفہ کی مسجد کے پاس سے گزرا۔وہ کہہ رہے تھے:"مسیلمہ اللہ تعالیٰ کا رسول ہے۔"نعوذ باللہ منه۔میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا۔انہیں یہ بتایا۔انہوں نے انہیں توبہ کرنے کے لئے کہا۔انہوں نے توبہ کی۔انہوں نے انہیں چھوڑ دیا۔انہوں نے ابن النواحہ کا سر قلم کر دیا۔لوگوں نے کہا: کاش! ساری قوم کے بارے آپ کا عمل ایک ہی ہوتا۔آپ نے بعض کو قتل کر دیا اور بعض کو چھوڑ دیا۔"انہوں نے فرمایا: یہ اور ابن اثال بن حجر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔آپ نے ان سے فرمایا"کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔"

انہوں نے کہا:"کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ مسیلمہ اللہ تعالیٰ کا رسول ہے؟ آپ نے فرمایا:"میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسل عظام پر ایمان لاتا ہوں۔اگر میں کسی وفد کو قتل کرنا چاہتا تو تمہیں قتل کر دیتا"اس لئے میں نے اسے واصل جہنم کیا ہے۔"

امام احمد، ابو داؤد نے حضرت سلمہ بن نعیم سے اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں۔انہوں نے فرمایا:

"جب آپ نے مسیلمہ کا خط پڑھا تو اس کے قاصدوں سے پوچھا "تم اس کے بارے کیا سمجھتے ہو؟ ان دونوں نے کہا "ہم اسی طرح کہتے ہیں جس طرح وہ کہتا ہے" آپ نے فرمایا: "بخدا! اگر یہ طے نہ ہوتا کہ قاصدوں کو قتل نہیں کیا جاتا تو میں تمہاری گردنیں اڑا دیتا۔"

امام احمد، بزار، ابویعلیٰ نے (حسن سند سے) مسدد، ابن منیع، ابن حبان اور ابوداؤد نے مختصر حضرت ابووائل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب ابن النواحہ کو قتل کیا گیا تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔ یہ اور ابن اثال بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے یہ مسیلمہ کذاب کے قاصد تھے۔ آپ نے ان سے فرمایا "کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں؟ انہوں نے کہا "نہیں! ہم گواہی دیتے ہیں کہ مسیلمہ رسول اللہ ہے (نعوذ باللہ منہ) آپ نے فرمایا: "اگر میں کسی وفد کو قتل کرتا تو تمہاری گردنوں کو جدا کر دیتا" اس سے یہ سنت رائج ہوگئی کہ قاصد کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ ابن اثال کو اللہ تعالیٰ کافی ہوگیا ہے۔ یہ اپنی اس حالت پر رہا حتیٰ کہ رب تعالیٰ نے اس پر تسلط عطا فرما دیا۔"

امام احمد، بزار اور شیخان نے حضرت انس بن مالک نے اور انہوں نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی قوم پر غلبہ پالیتے تو آپ ان کے میدان میں تین روز تک قیام فرماتے۔

ابوداؤد کے الفاظ میں ہے "جب آپ کسی قوم پر غالب آتے تو آپ ان کے میدان میں تین روز تک رہنا پسند کرتے تھے۔"

امام الطبرانی، امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "اگر غلام اپنے آقاؤں سے آپ کی خدمت میں آجاتے اور اسلام قبول کر لیتے تو آپ انہیں آزاد کر دیتے۔ آپ نے طائف کے روز دو غلاموں کو آزاد کیا تھا دوسری روایت میں ہے "آپ نے روز طائف کو فرمایا "جو غلام ہمارے پاس آجائے وہ آزاد ہے" بہت سے غلام آپ کی خدمت میں آئے ان میں ابوبکرہ بھی تھے۔ آپ نے ان غلاموں کو آزاد کر دیا" الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

انہوں نے فرمایا: "جب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل طائف کا محاصرہ کئے ہوئے تھے تو آپ کے پاس تیئیس غلام آئے۔ آپ نے ان سب کو آزادی کی نعمت عطا فرمادی۔

الطبرانی نے جید سند سے حضرت غیلان بن سلمہ الثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نافع غیلان کے غلام تھے وہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ غیلان مشرک تھے پھر انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ حضور اکرم نے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نافع کی ولاء غیلان کو لوٹا دی۔"

الطبرانی نے حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک غلام تھا جسے یسار کہا جاتا تھا۔ آپ نے اسے دیکھا وہ عمدہ طریقے سے نماز ادا کر رہا تھا آپ نے اسے آزاد کر دیا۔"

بزار نے ثقہ راویوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک غلام نے اسلام قبول کر لیا جب آپ نے ہجرت فرمائی تو اس کے اہل خانہ کو خدشہ لاحق ہوا کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل جائے گا۔ انہوں نے اسے پابند سلاسل کر دیا۔ اس نے آپ کی طرف یہ خط لکھا "آپ میرے اسلام کے بارے جانتے ہیں۔ آپ مجھے نجات عطا فرمائیں" آپ نے اونٹ پر چھ افراد کو سوار کیا، اور فرمایا: "شاید تم اسے اس کے گھر میں پاؤ جو تمہاری مدد کرے" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو آزاد کر دیا۔

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ کی بارگاہ میں اسود العنسی کا سر پیش کیا۔ جہاں تک اس روایت میں تذکرہ ہے کہ کبھی بھی کوئی سر اٹھا کر آپ کی خدمت میں پیش نہیں کیا گیا۔ اس روایت کو الطبرانی زمعہ بن صالح سے روایت کیا ہے۔ وہ ضعیف ہے۔ ابن ابی عمر، بیہقی اور ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب غزوہ خندق رونما ہوا تو مشرکین کا ایک سردار مقتول ہوا۔ انہوں نے آپ کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ ان کی طرف اس کی لاش کو بھیج دیں۔ ہم آپ کو بارہ ہزار دراہم دے دیتے ہیں۔" آپ نے فرمایا: "نہ تو اس کے جسم میں اور نہ ہی اس کی قیمت میں خیر ہے۔"

امام احمد، امام ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ مشرکین نے ارادہ کیا کہ وہ مشرکین میں سے ایک شخص کی لاش کو خرید لیں، مگر آپ نے اس کی لاش کی قیمت لینے سے منع کر دیا۔

دوسرا باب

مصروفِ پیکار لوگوں کے ساتھ صلح، امانت، وفائے عہد

ابوداؤد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ نے اہل نجران کے ساتھ ایک ہزار حلوں پر صلح کی جو نصف صفر میں اور نصف رجب میں ادا کرتے۔ وہ چیزیں مسلمانوں کی طرف لوٹا دیتے۔ وہ انہیں تیس زرہیں، تیس گھوڑے، تیس اونٹ اور اسلحہ کی اقسام میں سے ہر ہر قسم کی تیس تیس اشیاء فراہم کرتے۔ مسلمان ان کے ساتھ جہاد کرتے۔ مسلمان ان چیزوں کے ضامن ہوتے تھے حتیٰ کہ وہ انہیں واپس کر دیتے۔ اگر یمن میں یہ شرط ہوتی کہ ان کا گرجا نہ گرایا جائے گا، نہ ہی ان کے پادری کو نکالا جائے گا نہ ہی انہیں ان کے دین کے بارے میں فتنہ میں مبتلاء کیا جائے گا۔ جب تک وہ کوئی واقعہ رونما نہ کریں یا وہ سود نہ کھائیں۔"

ابو یعلی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں اس وقت حاضر تھا جب آپ نے بنو تغلب کے عیسائیوں سے صلح کی تھی کہ وہ اپنے بیٹوں کو عیسائی نہیں بنائیں گے۔ اگر انہوں نے اس طرح کیا تو ان کا معاہدہ ختم ہو جائے گا۔ انہوں نے عہد توڑ دیا ہے اگر میرا معاملہ مکمل ہو گیا تو میں ان کے جنگجوؤں کے ساتھ ضرور جہاد کروں گا اور ان کی اولاد

کو ضرور قیدی بناؤں گا۔"

امام احمد اور ابو داؤد نے حضور اکرم ﷺ کے خادم حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "قریش نے مجھے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ جب آپ نے دیکھا کہ اسلام میرے دل میں جاگزیں ہو گیا ہے تو میں نے عرض کی: "یا رسول اللہ ﷺ بخدا! میں اب ان کی طرف لوٹ کر نہیں جاؤں گا" آپ نے فرمایا: "میں نہ تو عہد شکنی کروں گا اور نہ ہی میں قاصد کے بارے میں معاہدہ توڑوں گا۔ تم ان کے پاس لوٹ جاؤ۔ اگر تمہارے دل میں اسلام اسی طرح ہوا تو واپس لوٹ آنا" انہوں نے فرمایا: "میں قریش کے پاس گیا، پھر بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کر لیا۔"

امام مالک اور ائمہ خمسہ نے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں فتح مکہ کے سال آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ میں نے آپ کو اس طرح پایا کہ آپ غسل فرما رہے تھے۔ آپ کی نور نظر، لخت جگر حضرت سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا آپ کو پردہ کیے ہوئے تھیں۔ میں نے سلام عرض کیا تو آپ نے پوچھا "کون ہے؟ میں نے عرض کی:" میں ہانی بنت ابی طالب ہوں" آپ نے فرمایا: "ام ہانی کو خوش آمدید!

جب آپ غسل سے فارغ ہوئے تو آپ نے ایک کپڑا لپیٹ کر آٹھ رکعتیں ادا کیں۔ میں نے عرض کی: "یا رسول اللہ ﷺ! میرے بھائی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ اس شخص کو قتل کر دیں گے جسے میں نے پناہ دی ہے۔ وہ فلاں بن ہبیرہ ہے۔" حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "ام ہانی! جس کو تم نے پناہ دی ہے، ہم نے بھی اسے پناہ دی ہے۔" حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ "یہ چاشت کا وقت تھا۔"

ابو یعلی نے جید سند سے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "مسلمانوں کی پناہ ایک ہے اگر انہیں کوئی عورت پناہ دے دے تو اس کو حقارت سے نہ دیکھو۔ ہر دھوکہ باز کے لئے روز حشر ایک جھنڈا ہو گا۔"

الطبرانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی نور نظر حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے عاص بن ربیع کو پناہ دی۔ آپ نے ان کی پناہ کو قبول فرمالیا۔ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کو پناہ دی تو آپ نے ان کی پناہ بھی قبول فرمائی۔"

الطبرانی نے جید سند کے ساتھ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی نور نظر حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے اس وقت اپنے شوہر سے اجازت طلب کی تو جب حضور اکرم ﷺ نے مدینہ طیبہ ہجرت کی کہ وہ حضور اکرم ﷺ کے پاس چلی جائیں۔ انہوں نے انہیں اجازت دے دی وہ آپ کی خدمت میں آ گئیں، پھر حضرت ابو العاص مدینہ طیبہ گئے اور انہوں نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ آپ سے ان کے لئے پناہ طلب کریں۔ وہ باہر آئیں آپ کے حجرہ مقدسہ سے سر اقدس باہر نکالا آپ لوگوں کو نماز صبح پڑھا رہے تھے۔ انہوں نے کہا "اے لوگو! میں زینب بنت رسول اللہ (ﷺ) ہوں۔

میں نے ابوالعاص کو پناہ دی ہے" جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا۔" مجھے اس کے بارے خبر نہ تھی حتیٰ کہ تم نے اسے سنا مسلمانوں کا کمتر شخص بھی پناہ دے سکتا ہے۔"

عبد نے حضرت عمران بن حصین سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے دو صحابیوں کے فدیہ میں ایک مشرک دیا۔"

تیسرا باب

مال غنیمت تقسیم کرنا اور بعض کو زائد عطا فرمانا

امام احمد ابو یعلیٰ بزار اور الطبرانی نے حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا:" حضور سید عالم ﷺ نے مال فئے میں سے ایک بال لیا اور فرمایا:" خمس کے علاوہ مال غنیمت میں سے میرے لیے یہ لینا بھی روا نہیں۔ خمس بھی تمہاری طرف ہی لوٹا دیا جاتا ہے۔ سوئی اور دھاگہ اور اس سے کم وبیش سب کچھ لوٹا دو۔ بد دیانتی سے بچو۔ یہ ندامت اور آگ ہے اور روز محشر اپنے صاحب کے لئے عیب ہے۔"

امام احمد ابو داؤد ابن ماجہ اور دار قطنی نے حضرت مجمع بن جاریہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور فاتح اعظم ﷺ نے اہل حدیبیہ میں خیبر کو تقسیم کر دیا۔ ان کی تعداد پندرہ سو تھی ان میں تین سو سوار تھے۔ آپ نے اسے اٹھارہ حصوں میں تقسیم کیا۔ سوار کو دو حصے اور پیدل کو ایک حصہ دیا۔"

ابو داؤد نے حضرت ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا:" آپ نے خیبر میں سے خمس نکالا، بقیہ کو ان اہل حدیبیہ حضرات قدسیہ میں تقسیم کر دیا جو وہاں موجود تھے یا غائب تھے۔

امام احمد نے جید سند سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا:" میں نے مال غنیمت کو دیکھا۔ اسے پانچ حصوں میں منقسم کیا گیا، پھر ان پر قرعہ اندازی کی گئی۔ جب حصہ پر آپ کا قرعہ نکل آیا۔ آپ اسے اختیار فرما لیا۔"

الطبرانی نے ثقہ راویوں (کثیر مولی ابن مخزوم کے علاوہ) سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے حنین کے روز گھڑسواروں کو دو دو حصے دیئے۔"

امام شافعی احمد ابو داؤد ترمذی ابن ماجہ اور دار قطنی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ نے گھڑسوار کے لئے دو حصے اور پیادہ کے لئے ایک حصہ نکالا۔

ابو داؤد نے ابن شہاب سے مرسل روایت کیا ہے کہ آپ نے خیبر کا خمس نکالا پھر بقیہ اہل حدیبیہ میں سے ان حضرات قدسیہ میں تقسیم کر دیا جو وہاں موجود تھے یا غائب تھے۔"

امام احمد نے ثقہ راویوں سے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو ایک حصہ ان کی والدہ ماجدہ کو ایک حصہ اور ان کے گھوڑے کو دو حصے عطا کئے۔ یہ روایت حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

ابو داؤد نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے پاس تشریف لے گئے۔ انہوں نے فرمایا: ابو عبد الرحمٰن! کیا حاجت ہے؟ انہوں نے فرمایا: ''محررین (آزاد کردہ غلاموں) کو عطا کرنا۔ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا جب آپ کے پاس کوئی چیز آتی تو آپ محررین سے شروع کرتے تھے۔''

امام احمد اور ابو داؤد نے عمر مولی ابی اللحم رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: ''میں نے اپنے آقا کے ساتھ غزوۂ بدر میں شرکت کی۔ میں غلام تھا۔ آپ نے مال غنیمت میں سے میرے لئے کوئی حصہ نہ نکالا، مجھے گھریلو سامان میں سے ایک تلوار عطا کی جب میں اسے لٹکاتا تھا تو اسے گھسیٹتا تھا۔''

امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عورت اور غلام کو مال غنیمت میں سے اس سے کم عطا کرتے تھے جو لشکر کو ملتا تھا۔

امام ترمذی نے حضرت امام زہری سے مرسل روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان یہودی کے لئے نفل میں سے تہائی حصہ نکالا جنہوں نے آپ کے ساتھ مل کر جنگ کی تھی۔ ابو داؤد نے حبیب بن مسلمہ الفہری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے آپ کے ساتھ جہاد کیا آپ نے خمس کے بعد دو ثلث عطیات دیئے۔ دوسری بار خمس کے بعد ربع میں عطیات دیے پھر جب آپ لوٹے تو آخری ثلث میں بھی عطیات دے دیئے۔

امام احمد نے ان الفاظ میں یہ روایت تحریر کی ہے ''ابتداء میں خمس کے بعد ربع میں اور واپسی پر خمس کے بعد ثلث میں عطیات دیئے۔''

امام احمد نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ اپنے غزوات میں عطیات دیتے تھے۔ امام احمد نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ نے غزوۂ بدر میں مجھے ابو جہل کی تلوار بطور عطیہ عنایت کی۔ احمد اور الطبرانی نے حضرت ابو حوس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ اپنے غزوات میں عطیات سے نوازتے تھے۔

الطبرانی نے سائب بن یزید سے اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں ہمارے حصے کے علاوہ خمس میں سے بھی ہمیں عطیات سے نوازتے تھے۔ ان عطیات میں سے مجھے بوڑھا اونٹ ملا تھا۔

چوتھا باب

مال فئے اور خمس واپس کرنا

ابوداؤد نے حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں مال غنیمت کے اونٹ کے پاس نماز پڑھائی۔ نماز پڑھنے کے بعد آپ نے اونٹ کے پہلو سے ایک بال لیا۔

پھر فرمایا "میرے لئے تمہارے مال غنیمت میں سے سوائے خمس کے یہ لینا بھی حلال نہیں۔ خمس بھی تمہاری طرف ہی لوٹا دیا جاتا ہے" امام احمد امام نسائی اور ابو یعلی نے ضعیف سند نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے امام شافعی امام احمد، شیخان، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ انہوں نے فرمادیا۔ جب غزوہ بدر رونما ہوا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریبی رشتہ داروں کا حصہ بنو ہاشم اور بنو مطلب میں رکھا۔ آپ نے بنو نوفل اور بنو عبد شمس کو چھوڑ دیا۔ میں اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ ہم نے عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ بنو ہاشم ہیں ان کے اس فضل و کرم کا انکار نہیں جو رب تعالیٰ نے انہیں عطا فرمایا ہے، لیکن بنو عبد المطلب کو کیوں آپ نے خمس میں سے حصہ دیا جبکہ ہمیں چھوڑ دیا ہے حالانکہ ہماری رشتہ داری ایک ہی ہے۔" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں اور بنو عبد المطلب جاہلیت اور اسلام کے زمانہ میں جدا نہیں ہوئے ہم اور وہ ایک شئ کی طرح ہیں۔ یہ فرماتے ہوئے آپ نے اپنی مبارک انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کر دیا۔"

امام احمد نے صحیح کے راویوں سے حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ کے پاس مال فئے آتا تو آپ اسے اسی روز تقسیم فرمادیتے۔ آپ اہل والے کو دو حصے اور کنوارے کو ایک حصہ عطا فرماتے۔ آپ نے ہمیں یاد فرمایا مجھے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے پہلے یاد فرمایا۔ مجھے دو حصے عطا کئے۔ میرے اہل خانہ تھے، پھر حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو یاد فرمایا آپ نے انہیں ایک عطا فرمایا۔

الطبرانی نے اس سند سے جس میں کوئی حرج نہیں، حضرت ثابت بن حارث انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: آپ نے یوم خیبر حضرت سہلہ بنت عاصم رضی اللہ عنہا اور ان کی نو زائیدہ کے لئے حصہ نکالا۔"

الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت زینب ثقفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ آپ نے انہیں خیبر میں پچاس وسق کھجوریں اور مدینہ طیبہ میں بیس وسق جو عطا کئے۔"

امام احمد نے حضرت ابوزبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خمس کے ساتھ کیا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: "ان میں سے ایک شخص فی سبیل اللہ لے لیتا پھر دوسرا اور پھر تیسرا شخص لے لیتا۔"

پانچواں باب

خیانت سے ممانعت' تقسیم کے بعد جو خیانت کا مال لے کر آیا' اسے لینے سے انکار کر دیا' خیانت کرنے والے کی نماز جنازہ ترک کرنا' خیانت کرنے والے کا مال جلا دینا اور ایسی ہنڈیوں کو اوندھا کر دینا جن میں خیانت سے اکٹھا کیا ہوا مال غنیمت پکایا گیا ہو

اس باب میں کئی انواع ہیں۔

ا۔خیانت سے آپ کا منع فرمانا اور یہ فرمانا کہ خائن آگ میں جائے گا

امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک شخص کا ذمہ تھا جسے کرکرہ کہا جاتا تھا۔ وہ مر گیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ آگ میں ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک چادر پائی جسے اس نے خیانت سے حاصل کیا تھا۔"

امام مسلم نے حضرت عدی بن عمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا "ہم نے تم میں سے جسے کسی امر پر عامل بنایا اس نے ہم سے سوئی یا اس سے کم تر چیز چھپائی تو یہ بد دیانتی ہوگی۔ وہ اس کے ساتھ روز حشر آئے گا" انصار میں سے ایک شخص اٹھا گویا کہ میں اب بھی اس کی طرف دیکھ رہا ہوں اس نے عرض کی "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے یہ منصب واپس لے لیں۔"

آپ نے فرمایا: "تمہیں کیا ہوا ہے؟ اس نے عرض کی "میں نے آپ کو اس طرح فرماتے ہوئے سنا ہے۔" آپ نے فرمایا: میں اب بھی اسی طرح کہتا ہوں جسے ہم تم میں سے کسی کام پر عامل مقرر کریں تو وہ اس کی قلیل اور کثیر مقدار کو لے آئے اس میں سے جو اسے دیا جائے وہ لے لے اور جسے منع کیا جائے اسے رک جائے۔

امام مسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: جب غزوہ خیبر رونما ہوا تو چند صحابہ کرام آئے انہوں نے فرمایا: فلاں شہید ہے۔ فلاں شہید ہے۔" حتیٰ کہ وہ ایک شخص کے پاس سے گزرے انہوں نے فرمایا: "فلاں شہید ہے' آپ نے فرمایا: "ہرگز نہیں۔ میں نے اسے آگ میں دیکھا ہے یہ اس چادر کی وجہ سے ہے جو اس نے خیانت کرتے ہوئے حاصل کی تھی" روایت ہے کہ وہ چادر جو اس نے غزوہ احد میں بد دیانتی کے ساتھ حاصل کی تھی۔ وہ اس پر شعلہ بار ہے۔"

۲۔خائن کے مال کو جلادینے کا حکم:

ابوداؤد نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم دیکھو کہ کسی شخص نے بددیانتی کی ہے تو اس کا سامان جلادو اور اسے ماردو۔"

۳۔ہنڈیوں کو اوندھا کر دینا:

ابوداؤد نے حضرت عاصم رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے ایک انصاری شخص سے روایت کیا ہے۔

انہوں نے فرمایا: "ہم کسی سفر میں آپ کی معیت میں روانہ ہوئے۔ لوگوں کو سخت بھوک اور مشقت نے آلیا۔ انہوں نے مال غنیمت پایا اور اس میں سے کچھ بغیر اجازت کے لے لیا۔ ہماری ہنڈیاں ابل رہی تھیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ کمان کے سہارے چل رہے تھے آپ نے اس کمان کے ساتھ ہماری ہنڈیوں کو الٹ دیا، پھر گوشت میں مٹی ڈالنے لگے، پھر فرمایا "یہ مال غنیمت کی چوری میت سے زیادہ حلال نہیں ہے۔"

چھٹا باب

جو اسلام سے انکار کرے اس سے جزیہ لینا

الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے (سوائے حسین بن سلمہ کے یہ ضعیف ہے) حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے ہجر کے مجوسیوں سے جزیہ وصول کیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فارس کے مجوسیوں سے جزیہ لیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بربر کے لوگوں سے جزیہ وصول کیا۔"

پہلا باب

آپ کا علم مبارک، بعض روایات اور فتاوے

علم میں آپ کے آداب

اس میں کئی انواع ہیں۔

۱۔ آپ کے فرمان لا ادری (میں نہیں جانتا) واللہ اعلم (اللہ تعالیٰ سب سے بہتر جانتا ہے) کے بارے جبکہ آپ سے کسی ایسی چیز کے بارے سوال کیا جاتا جسے آپ نہ جانتے۔

حارث بن ابی اسامہ ابویعلی اور امام احمد نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی شہر (کا کون سا حصہ) سب سے زیادہ شر رکھتا ہے؟

آپ نے فرمایا: ''میں نہیں جانتا'' جب حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے پوچھا ''جبرائیل! شہر کا کون سا حصہ سب سے زیادہ شر رکھتا ہے؟ انہوں نے عرض کی: ''میں نہیں جانتا حتیٰ کہ میں اپنے رب تعالیٰ سے پوچھ لوں'' وہ اتنی دیر ٹھہرے، جتنی دیر اللہ رب العزت نے چاہا پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی ''اے سراپا ستائش! آپ نے مجھ سے پوچھا ہے کہ شہر کا کون سا حصہ سب سے زیادہ شر رکھتا ہے؟ میں نے عرض کی تھی ''میں نہیں جانتا۔ میں نے اپنے رب تعالیٰ سے التجاء کی ہے۔ میں نے عرض کی: ''خداوند جہاں! شہر کا کون سا حصہ سب سے زیادہ شریر ہوتا ہے'' اس نے فرمایا: ''اس کے بازار۔''

ابویعلی ابن حبان الطبرانی اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمین کے ٹکڑوں میں سے کون سا ٹکڑا سب سے بہترین ہے'' آپ نے فرمایا: ''میں نہیں جانتا'' یا آپ خاموش رہے۔

آپ کے پاس حضرت جبرائیل امین آئے اور آپ نے ان سے پوچھا۔ انہوں نے بھی عرض کی ''میں نہیں جانتا'' آپ نے فرمایا: ''اپنے رب تعالیٰ سے پوچھو'' انہوں نے فرمایا: ''میں اس سے جس چیز کے بارے بھی سوال کرتا ہوں تو اتنا نور جدا ہوتا ہے کہ قریب ہوتا ہے کہ وہ اس سے جل جاتا'' جب حضرت جبرائیل اوپر گئے تو اللہ تعالیٰ نے پوچھا ''محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم سے سوال کیا ہے کہ کون سا قطعۂ زمین بہترین ہے تم نے کہا ''میں نہیں جانتا'' انہوں نے عرض کی: ''ہاں! رب تعالیٰ نے فرمایا: ''انہیں بیان کر دو کہ بہترین ٹکڑے مساجد ہیں اور شریر ترین ٹکڑے بازار ہیں۔''

امام حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میں نہیں جانتا کہ ذوالقرنین نبی تھا یا نہیں۔ میں نہیں جانتا کہ حدود اپنے اہل کے لئے کفارات ہیں یا نہیں۔''

ابوداؤد نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نہیں جانتا تبع مسلمان تھا یا نہیں۔ میں نہیں جانتا کہ عزیر نبی تھے یا نہیں۔''

شیخان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ سے مشرکین کے ان بچوں کے متعلق پوچھا گیا جو بچپن میں مرجائیں۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ وہ کیا کرتے تھے؟

تنبیہہ

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ علوم عطا فرما دیئے تھے کہ حدود اپنے اہل کے لئے کفارات

ہیں۔ تبع مسلمان تھا جیسے کہ امام احمد، امام بخاری اور دارقطنی نے خزیمہ بن ثابت سے مرفوعاً حسن سند سے روایت کیا ہے۔ امام احمد اور الطبرانی نے حسن سند کے ساتھ حضرت سہل بن سعد سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ تبع کو گالی گلوچ نہ دیا کرو۔ اس نے اسلام قبول کر لیا تھا۔"

۲۔ سوال کرنے والے کی طرف آپ کا نظر کرم فرمانا

امام احمد، الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "میں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے بتائیں کہ کون سی چیز میرے لئے حلال ہے اور کون سی چیز میرے لئے حرام ہے؟ آپ منبر پر جلوہ افروز ہوگئے۔ آپ نے نظر مبارک اٹھا کر دیکھا۔ آپ نے فرمایا: "نیکی وہ ہوتی ہے نفس اس کی طرف سے سکون محسوس کرے۔ دل اس کی طرف مطمئن ہو جائے۔ گناہ وہ ہوتا ہے جس کی طرف نفس سکون محسوس نہ کرے۔ دل اس کی طرف سے مطمئن نہ ہو۔ اگرچہ مفتون تمہیں فتویٰ دے دے۔"

۳۔ کسی سوال کو صحابہ کرام کی طرف ہی لوٹا دینا تا کہ آپ آزما سکیں کہ ان کے پاس کتنا علم ہے؟

امام بخاری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر تھے۔ آپ سخت بلند زمین پر تشریف لائے اور فرمایا: "درختوں میں سے ایک ایسا درخت بھی ہے جس کے پتے نہیں گرتے یہ مسلمان کی مثل ہے۔ مجھے بتاؤ وہ کون سا درخت ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وادی کے درختوں کی طرف دیکھا۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں "میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ وہ کھجور کا درخت ہو سکتا ہے لیکن بیان کرنے سے حیا آئی۔ صحابہ کرام نے عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ہی بیان فرمائیں" یا دوسرے الفاظ یہ ہیں۔ "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ہمیں بیان فرمائیں کہ وہ کون سا درخت ہے؟ آپ نے فرمایا: "وہ کھجور کا درخت ہے" حضرت عبداللہ فرماتے ہیں "جو میرے دل میں خیال پیدا ہوا تھا میں نے اسے اپنے والد گرامی سے بیان کر دیا۔ انہوں نے فرمایا: کاش کہ تم یہ عرض کر دیتے یہ مجھے فلاں فلاں چیز سے عزیز ہوتا۔"

۴۔ وعظ و پند سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام کی ذہنی تربیت کرنا تا کہ وہ نفرت نہ کرنے لگیں

امام بخاری نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعظ و نصیحت سے ہماری ذہنی تربیت کرتے تھے تا کہ ہم کہیں اکتا نہ جائیں۔"

۵۔ سواری وغیرہ پر کھڑے ہو کر فتویٰ دینا

امام بخاری نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ حجۃ الوداع میں لوگوں کے لئے منیٰ میں کھڑے ہو گئے۔ وہ آپ سے سوال کرنے لگے۔ ایک شخص آیا۔ اس نے کہا "مجھے علم نہ ہو سکا میں نے قربانی سے پہلے حلق کر دیا۔

ہے۔" آپ نے فرمایا: "اب قربانی کرلو کوئی حرج نہیں" ایک اور شخص حاضر خدمت ہوا اس نے عرض کی "مجھے معلوم نہ ہوسکا میں نے رمی جمار سے پہلے قربانی کر دی ہے" آپ نے فرمایا: "اب رمی کرلو کوئی حرج نہیں" آپ سے جس چیز کی بھی تقدیم و تاخیر کا سوال کیا جاتا تو آپ فرماتے "اب کرلو کوئی حرج نہیں۔"

۶۔ دست مبارک یا سر اقدس سے اشارہ کرنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ سے حجۃ الوداع کے وقت سوال کیا گیا۔ ایک شخص نے عرض کی "میں نے رمی سے قبل قربانی کر دی ہے۔" آپ نے اپنے دست اقدس سے اشارہ کیا اور فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔" ایک شخص نے عرض کی "میں نے قربانی سے پہلے حلق کرا دیا ہے۔" آپ نے اپنے دست اقدس سے اشارہ کیا "کوئی حرج نہیں۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "علم کو اٹھا لیا جائے گا۔ جہالت اور فتنے ظاہر ہوں گے اور ہرج زیادہ ہوگا" آپ سے عرض کی گئی "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہرج کیا ہوتا ہے؟ آپ نے اپنے دست اقدس سے اشارہ کیا اور اسے ٹیڑھا فرمایا گویا کہ آپ نے اس سے قتل مراد لیا۔"

۷۔ خیر کے حصول کے لئے آنے والوں کو ترجیح دینا

امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وفد قیس بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا: یہ کس قوم کا وفد ہے یا یہ ربیعہ قوم میں سے وفد ہے؟ آپ نے فرمایا: اس وفد کو خوش آمدید! یا اس قوم کو خوش آمدید جو رسواء اور نادم نہیں ہیں۔"

۸۔ ناپسندیدہ امر دیکھ کر تعلیم و موعظہ میں غضب کی جھلک

امام بخاری نے حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کیا "قریب ہے کہ میں نماز نہ پڑھوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ فلاں شخص ہمیں طویل نماز پڑھاتا ہے۔" آپ نے یہ ملاحظہ فرمایا تو وعظ و نصیحت میں شدید غضب اور غصے کا اظہار فرمایا۔ فرمایا "اے لوگو! تم یا تم میں سے کچھ نفرت دلا رہے ہیں۔ جو لوگوں کو نماز پڑھائے اسے تخفیف کرنا چاہئے ان میں مریض، کمزور اور ضرورت مند ہو سکتے ہیں۔"

زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے آپ سے گری ہوئی چیز کے بارے سوال کیا آپ نے فرمایا: اس کی رسی اور تھیلے کا خوب پہچان لو پھر ایک سال تک اس کا اعلان کرو پھر اس سے لطف اندوز ہو۔ اگر اس کا مالک آ جائے تو اسے واپس کر دو اس نے عرض کی" گم شدہ اونٹ کا کیا حکم ہے؟ یہ سن کر آپ غصے میں ہو گئے حتیٰ کہ رخسار مبارک یا چہرۂ انور سرخ ہو گیا۔ آپ نے فرمایا: "تمہارا اور اس کا کیا واسطہ؟ اس کے پاس اس کا مشکیزہ اور اس کے پاؤں اس کے پاس ہیں۔ وہ پانی پیئے گا درخت کھائے گا حتیٰ کہ وہ اپنے مالک سے ملاقات کرلے۔ اس نے عرض کی" گم شدہ بکری کے بارے کیا

حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: "وہ تمہارے لئے یا تمہارے بھائی کے لئے یا بھیڑیئے کے لئے ہوگی" حضرت ابوموسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ آپ سے چند ایسی اشیاء کے بارے سوالات کئے گئے جنہیں آپ ناپسند فرماتے تھے جب زیادہ پوچھا گیا تو آپ ناراض ہو گئے پھر لوگوں سے فرمایا "مجھ سے جو چاہو سوال کرو" ایک شخص نے عرض کی! میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: "تمہارا باپ حذیفہ ہے" دوسرے شخص نے عرض کی "یارسول اللہ! ﷺ میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: "تمہارا باپ سالم مولیٰ شیبہ ہے" جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے چہرہ انور پر تاثرات دیکھے کہ وہ گھٹنوں کے بل کھڑے ہو گئے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے رب تعالیٰ ہونے، اسلام سے دین حق ہونے اور محمد عربی ﷺ سے نبی مکرم اور رسول معظم ﷺ ہونے کے اعتبار سے راضی ہو گئے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ والا میں توبہ کرتے ہیں۔" پھر آپ خاموش ہو گئے۔

مسعود اسحاق اور ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے عرض کی: "یانبی اللہ ﷺ مجھے بتائیں کہ لیلۃ القدر رمضان المبارک میں ہوتی ہے یا کسی اور مہینے میں" آپ نے فرمایا: "لیلۃ القدر رمضان المبارک میں ہوتی ہے" میں نے عرض کی: "یہ انبیائے کرام علیہم السلام کے ساتھ تھی جب وہ اس دنیا میں تھے جب ان کا وصال ہوا تو اسے اٹھا لیا گیا" آپ نے فرمایا: "نہیں! یہ تا روز حشر ہے" میں نے عرض کی: "یہ رمضان المبارک کے کس حصے میں ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا: "اسے رمضان المبارک کے درمیانی یا آخری عشرے میں تلاش کرو۔ اس کے بعد مجھ سے کسی چیز کا سوال نہ کرنا۔" پھر آپ نے گفتگو فرمائی۔ میں نے آپ کی اس عدم توجہی سے فائدہ اٹھایا۔ میں نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ میں اس حق کا واسطہ دے کر آپ سے پوچھتا ہوں جو میرا آپ پر ہے کہ لیلۃ القدر کس عشرہ میں ہوتی ہے" آپ اس قدر ناراض ہوئے کہ میں نے اس سے قبل اتنا غصے میں آپ کو نہ دیکھا تھا۔ آپ نے فرمایا: "اسے آخری باقی سات راتوں میں تلاش کرو۔ اب اس کے بعد مجھ سے کوئی سوال نہ پوچھنا۔"

۹۔ کسی فرمان عالیشان کو تین بار دھرانا تاکہ اس کی اچھی طرح سمجھ آ جائے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ کوئی بات دھراتے تو اسے تین بار فرماتے۔
"آپ کے بارے روایت ہے کہ جب آپ گفتگو فرماتے تو اس کا تین بار اعادہ کرتے حتیٰ کہ ہم اسے خوب ذہن نشین کر لیتے۔ جب کسی قوم کے پاس تشریف لے جاتے تو تین بار سلام کرتے۔"

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: "ہم نے آپ کی معیت میں ایک سفر کیا۔ ہم پیچھے رہ گئے ہم نے آپ کو پا لیا۔ نماز عصر کا وقت ہو گیا ہم وضو کرنے لگے۔ ہم اپنی ٹانگوں پر مسح کرنے لگے۔ آپ نے آواز بلند فرمایا۔ خشک رہ جانے والی ایڑیوں کے لئے آگ۔ آپ نے دو یا تین دفعہ اس طرح فرمایا۔

۱۰۔عفت مآب خواتین کے لئے ایک دن مختص فرمانا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ خواتین (صحابیات) رضی اللہ عنہن نے آپ سے عرض کیا "آپ کے بارے مرد ہم پر غالب آ گئے ہیں۔آپ ایک دن ہمارے لئے مختص کر دیں" آپ نے ان سے وعدہ کیا کہ آپ ایک دن ان کے لئے مختص کر دیں گے جس میں آپ انہیں وعظ و نصیحت فرمائیں گے انہیں حکم دیں گے" آپ نے انہیں فرمایا تھا کہ تم میں سے جس کے تین بچے اس سے پہلے مر جائیں تو وہ اس کے لئے آگ سے حجاب بن جائیں گے" ایک عورت نے عرض کی"دو بچے بھی" آپ نے فرمایا:"دو یا تین بچے جو نابالغ ہی فوت ہوئے ہوں۔"

۱۱۔ایک قوم کو چھوڑ کر دوسری کے ساتھ علم مختص کرنا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔آپ نے فرمایا:"یا معاذ بن جبل! انہوں نے عرض کی:"لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسعدیک۔" آپ نے فرمایا:"جو بھی صدق دل سے یہ گواہی دے گا: "اشھد ان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" رب تعالیٰ اس پر آتش جہنم کو حرام فرمائے گا" انہوں نے عرض کی: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں یہ بات لوگوں کو نہ بتاؤں تاکہ وہ خوش ہو جائیں" آپ نے فرمایا:"وہ پھر اس پر بھروسہ کریں گے" انہوں نے اپنے وصال کے وقت یہ روایت بیان کر دی تاکہ وہ کتمان علم کے گناہ میں مبتلا نہ ہو جائیں۔دوسرے الفاظ میں ہے کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا"جو رب تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے کہ وہ اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراتا ہوگا۔وہ جنت میں جائے گا" انہوں نے فرمایا:"کیا میں لوگوں کو بشارت نہ دوں" آپ نے فرمایا: "نہیں وہ اس پر بھروسہ کر کے بیٹھ جائیں گے۔"

۱۲۔سائل کو اس کے سوال سے زیادہ جوابات ارشاد فرمانا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آپ سے التجاء کی کہ محرم کیا پہن سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا:"وہ قمیص نہیں پہن سکتا عمامہ اور شلوار نہیں پہن سکتا وہ روئی نہیں پہن سکتا وہ ایسا کپڑا نہیں پہن سکتا جسے وہ ورس یا زعفران سے رنگا گیا اگر اسے نعلین میسر نہ ہوں تو وہ خفین پہن لے وہ انہیں کاٹ لے تاکہ وہ ٹخنوں سے نیچے ہو جائیں۔"

۱۳۔سائل کا ہاتھ تھام لینا

حارث اور ابن ابی شیبہ نے صحیح سند سے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ اور ابو دھماء سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"ہم دیہات کے ایک شخص کے پاس آئے۔اس نے کہا" آپ نے میرا ہاتھ تھاما اور مجھے وہ علم سکھانے لگے جو علم رب تعالیٰ نے آپ کو سکھایا اس میں سے مجھے یہ فرمان عالی شان یاد رہ گیا۔

"تم نے رب تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے جو چیز بھی چھوڑ دی مگر رب تعالیٰ نے اس کا نعم البدل تمہیں عطا کر دیا۔"

۱۴۔ داستان سننے کے لئے بیٹھ جانا

امام احمد اور ابو یعلی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک گروہ کے پاس سے گزرے۔ ایک قصہ گو داستان بیان کر رہا تھا اس نے آپ کو دیکھا تو وہ رک گیا۔ آپ نے اسے فرمایا" قصہ بیان کرو" پھر آپ نے فرمایا: "میرے لئے اس طرح صبح کے وقت بیٹھنا حتیٰ کہ سورج روشن ہو جائے مجھے چار غلام آزاد کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔"

۱۵۔ کسی شخص کو متعین کرنا جو آپ کی بات کو دہرائے

مسعود نے ثقہ راویوں سے حضرت بلال بن عامر المزنی سے اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: میں نے منیٰ میں آپ کی زیارت کی۔ آپ خچر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ آپ نے سرخ چادر اوڑھ رکھی تھی۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ آپ کے سامنے کھڑے تھے۔ وہ آپ کے فرامین کو دھرا رہے تھے۔ میں آیا حتیٰ کہ میں آپ کے تسمے اور قدموں کے مابین داخل ہو گیا حتیٰ کہ میں نے اس کی ٹھنڈک پر تعجب کیا۔"

امام احمد، ابو داؤد نے مختصر اور الطبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: آپ نے عرفہ میں قیام فرمایا۔ آپ نے حضرت ربیعہ بن امیہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا وہ آپ کی اونٹنی کے نیچے کھڑے ہو گئے۔ وہ بلند آواز شخص تھے۔ آپ نے انہیں فرمایا" بلند آواز سے کہو" کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون سا مہینہ ہے؟ وہ بلند آواز سے بولے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواب دیا" حرمت والا مہینہ" آپ نے انہیں فرمایا" لوگوں سے بآواز بلند پوچھو کہ یہ کون سا شہر ہے؟ صحابہ کرام نے کہا "حرمت والا شہر" آپ نے انہیں کہا "بآواز بلند پوچھو یہ کون سا دن ہے؟" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی" حج اکبر" آپ نے فرمایا: انہیں بآواز بلند کہو" رب تعالیٰ نے تمہارے خون اور اموال تم پر اسی طرح حرام کئے ہیں۔ جیسے تمہارے اس مہینے کی حرمت ہے، جیسے تمہارے اس شہر کی حرمت ہے۔"

۱۶۔ سائلین میں سے پہلے کو جواب مرحمت فرمانا

حضرت سعید بن منصور اور ابن حبان نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ابو الولید الازرقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک انصاری آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کی" یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں چند باتیں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں" آپ نے فرمایا:" بیٹھ جاؤ۔ بنو ثقیف میں سے ایک شخص حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی" یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ سے چند باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں" آپ نے فرمایا:" انصاری تم سے سبقت لے گیا ہے۔" اس انصاری شخص نے عرض کی" یہ مسافر شخص ہے مسافر کا حق ہوتا ہے۔ آپ اس سے ابتداء کریں آپ نے اس ثقفی کی طرف توجہ کی۔ آپ نے فرمایا:" اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتا

سکتا ہوں کہ تم کیا سوال کرنے لگے ہو، ورنہ تم خود سوال کرو میں جوابات دیتا ہوں" اس نے عرض کی "یارسول اللہ! ﷺ میں جو کچھ پوچھنا چاہتا تھا وہ سوالات بھی بتا دیں۔" آپ نے فرمایا: تم اس لئے آئے ہو تا کہ تم مجھ سے رکوع" سجود" نماز اور روزے کے بارے میں سوال کرو۔ اس نے عرض کی "مجھے اس ذات بابرکات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے آپ نے ذرا بھر بھی غلطی نہیں کی۔ میرے دل میں جو کچھ تھا آپ نے بیان فرما دیا۔

۱۷۔ سائل کو اپنے قریب کرنا

ابو یعلی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک جوان آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ مجھے ایسی دعا سکھائیں جس سے مجھے بھلائی پہنچے" آپ نے اسے فرمایا "قریب ہو جاؤ" وہ قریب ہو گیا حتیٰ کہ اس کا گھٹنا آپ کے مبارک گھٹنے کو مس کرنے لگا۔ آپ نے اسے فرمایا یہ دعا مانگا کرو۔

اللھم اعف عنی فانك عفو تحب العفو و انت عفو کریم۔

تنبیہات

۱۔ الحافظ نے لکھا ہے کہ کھجور اور مسلمان کے مابین وجہ شبہ اس کے لئے نہ گرنے کے اعتبار سے ہے۔ حارث بن ابی اسامہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اس کی ایک اور وجہ شبہ بھی بیان کی ہے۔

ایک دن ہم آپ کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ نے فرمایا: "مومن کی مثال اس درخت کی طرح ہے جس کے جوڑ نہیں گرتے۔ کیا تم جانتے ہو وہ کون سا درخت ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی "نہیں" آپ نے فرمایا: "وہ کھجور کا درخت ہے اس کے جوڑ نہیں گرتے اسی طرح مومن کے لئے کوئی دعوت (التجا یا درخواست) نہیں گرتی۔

المصنف میں باب الاطعمۃ میں الاعمش کی سند سے مروی ہے۔ انہوں نے فرمایا: "مجاہد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم آپ کی خدمت میں تھے کہ آپ کے پاس کھجور کا گوند لایا گیا۔ آپ نے فرمایا: "ایک درخت ایسا ہے جس کی برکت مسلمان کی برکت کی طرح ہے" یہ روایت اس روایت سے اعم ہے جو پہلے گزر چکی ہے۔ کھجور کی برکت اس کے سارے اعضاء میں موجود ہوتی ہے۔ سارے احوال میں رواں رہتی ہے اس کے پھوٹنے سے لے کر خشک ہونے تک اسے کھایا جاتا ہے۔ مختلف انواع میں اسے کھایا جاتا ہے، پھر اس کے سارے اعضاء سے نفع حاصل کیا جاتا ہے حتیٰ کہ اس کی گٹھلی چوپایوں کا چارہ بنتی ہے۔ اس کے پتوں سے رسی بنائی جاتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح مسلمان کی برکت تمام احوال میں عام ہوتی ہے۔ اس کا نفع رواں ہوتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ حتیٰ کہ اس کے وصال کے بعد بھی اس کا نفع رواں رہتا ہے۔

علامہ قرطبی فرماتے ہیں "ان دونوں کے مابین وجہ شبہ یہ ہے کہ مسلمان کا دین ثابت ہوتا ہے۔ اس سے جن علوم اور

بھلائیوں کا صدور ہوتا ہے وہ ارواح کے لئے عمدہ قوت ہوتیں ہیں۔ وہ اپنے دین کے ساتھ مستور ہوتا ہے۔ اس سے اس زندگی اور وصال کے بعد جو کچھ صادر ہوتا ہے اس سے نفع ملتا ہے۔"

ایک اور عالم دین نے لکھا ہے "مومن کی شاخیں آسمان میں ہیں" سے مراد یہ ہے کہ اس کا عمل بلند ہوتا ہے اور وہ قبول ہوتا ہے۔ البزار نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور عالی جناب ﷺ نے فرمایا: "مومن کھجور کی مانند ہے اس میں سے جو کچھ تمہیں ملتا ہے وہ تمہیں نفع دیتا ہے" اس کی سند صحیح ہے۔ آپ نے مختصر عبارت سے اپنے مقصود کو عیاں کر دیا۔ جس نے یہ وجہ شبہ بیان کی ہے کہ کھجور کا سر جب گر جائے تو یہ ختم ہو جاتی ہے۔ یا جب اس کی پیوند کاری کی جائے تو یہ پھل نہیں لاتی۔ یا جب یہ ڈوب جائے تو یہ ختم ہو جاتی ہے یا اس کے شگوفے سے آدمی کی منی کی طرح کی بو آتی ہے۔ یا اس سے عشق کیا جاتا ہے یا یہ اپنے اوپر سے پیتی ہے۔ یہ ساری وجوہات کمزور ہیں کیونکہ یہ ساری تشبیہات آدمیوں کے ساتھ مشترک ہیں مسلمان کے ساتھ نہیں۔ سب سے کمزور قول اس شخص کا ہے جس نے کہا اس کی وجہ یہ ہے کہ اسے حضرت آدم سے بچی ہوئی مٹی سے بنایا گیا۔ اس کے بارے کوئی روایت بھی ثابت نہیں ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "تمہارے یہ درخت بتا دینا مجھے فلاں فلاں چیز سے پسندیدہ ہوتا" ابن حبان نے اپنی صحیح میں یہ اضافہ کیا ہے "میرا گمان ہے کہ انہوں نے سرخ اونٹ کہا تھا اس روایت میں اور بھی کئی فوائد ہیں۔ ایک فائدہ یہ ہے کہ عالم اپنے طلبہ کے اذہان کو اس چیز سے آزما سکتا ہے جو اس کے پیغام میں مخفی ہو اگرچہ وہ اسے نہ بھی سمجھتے ہوں۔"

جس روایت کو ابو داؤد نے حضرت معاویہ سے اور انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے اغلوطات (مغالطہ آمیز باتوں) سے منع فرمایا ہے۔ اس روایت کے ایک راوی حضرت امام اوزاعی نے کہا ہے کہ اس سے مراد مشکل مسائل کا پوچھنا ہے یہ ایسے امر پر محمول ہے جس کا کوئی نفع نہ ہو یا وہ چیز جس کو مسئول سے غلطی ہو جانے یا عجز کا اظہار ہو جانے کے لئے نکال دیا جائے۔ اس میں علم کو سمجھنے کی تحریص بھی ہے۔ اس میں کھجور اور اس کے پھل کی برکت کا تذکرہ بھی ہے۔ اس میں یہ دلیل بھی ہے کہ کھجور کی گوند کی بیع جائز ہے، کیونکہ جس کا کھانا جائز ہے اس کی بیع جائز ہے۔ اس میں کھجور کو درمیان سے کاٹنے پر جواز کی دلیل بھی ہے۔ یہ ضرب المثل بھی ہے۔ زیادہ سمجھنے کے لئے تشبیہ بھی ہے۔ معانی کی تصویر بھی ہے تا کہ وہ ذہن میں راسخ ہو جائیں اور کسی حادثہ کے حکم کے بارے غور و فکر کی صلاحیت تیز ہو سکے۔ اس سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ کسی چیز کو دوسری چیز سے تشبیہ دینے سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ تشبیہ اس کے تمام امور میں ہو، کیونکہ جمادات میں سے کوئی چیز مومن کا مقابلہ نہیں کر سکتی اس میں بڑی چیز کی توقیر بھی ہے۔ قول میں چھوٹی چیز کو اس سے مقدم کیا جانے کا جواز بھی ہے۔ نیز یہ کہ انسان جو کچھ سمجھے اسے جلدی بیان نہ کرے اگرچہ اسے گمان ہو کہ یہ صحیح ہے۔ اس میں یہ اشارہ بھی ہے کہ بڑے عالم سے بعض اوقات وہ چیز

مخفی رہ سکتی ہے جسے اس سے کم علم والا جان لیتا ہے، کیونکہ علم عطیہ ہوتا ہے جسے چاہتا ہے رب تعالیٰ عطا کر دیتا ہے اس سے امام مالک نے یہ استدلال کیا ہے کہ جو خیالات دل میں پیدا ہوتے ہیں کہ خیر کے اعمال کی وجہ سے تعریف کی جائے ان پر اعتراض نہیں ہوسکتا جبکہ ان کی اصل ذات باری تعالیٰ ہو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مذکورہ تمنا سے یہی کچھ سمجھا جاسکتا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تمنا کی وجہ وہ چیز ہے جو انسانی طبع میں شامل ہے اور انسان اپنے لئے اور اپنی اولاد کے لئے خیر سے محبت کرتا ہے تاکہ بچے کے بچپن میں ہی اس کی فضیلت آشکارہ ہو سکے، تاکہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ان کا قرب زیادہ ہو سکے، شاید ان کی امید تھی کہ آپ اس وقت اس کے فہم و ادراک کی زیادتی کی دعا کریں۔ اس میں یہ اشارہ بھی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نظروں میں دنیا کتنی حقیر تھی کیونکہ انہوں نے اپنے نور نظر کے فہم کے مقابلہ میں ایک مسئلہ کے لئے سرخ اونٹ رکھے ان کی تعداد بھی زیادہ تھی اور ان کی قیمت بھی گراں تھی' الحافظ کا کلام تقدیم و تاخیر کے ساتھ ختم ہوگیا۔

۲۔ یَتَخَوَّلُنَا

یعنی آپ نے ہماری دیکھ بھال کی۔ ذمہ داری اٹھائی! الموعظہ سے مراد وعظ و نصیحت ہے۔ الحافظ نے لکھا ہے کہ خطابی الخائل۔ جو شخص کھڑا ہو کر مال کی نگرانی کرے' اس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ وعظ و نصیحت کرنے میں اوقات کا خیال رکھتے تھے۔ آپ ہر روز اس طرح نہ کرتے تھے، تاکہ ہم اکتانہ جائیں۔ اسے التخون بھی پڑھا گیا ہے۔ ہروی نے الغریبین میں اسے یتحولنا کہا ہے یعنی آپ ہمارے حالات کا جائزہ لیتے رہتے تھے جن میں ہم وعظ و نصیحت کے لئے تیار ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ روایت کے لحاظ سے پہلا معنی ہی بہتر ہے' علینا ہم پر مشقت نہ ڈالیں۔ یا ہم اکتانہ جائیں۔ اسے علی سے متعدی کیا گیا ہے۔ صلہ محذوف ہے جبکہ الموعظہ مقدر ہے۔

۳۔ الفتیا یا الفتوی

فتیا کے وزن پر مصادر قلیل ہیں۔ مثلاً تقیا اور رجعی۔ روایت میں ہے ایک شخص آیا۔ مجھے اس سائل کا نام معلوم نہیں۔ نہ ہی اس کا نام معلوم ہے، جو بعد میں آیا تھا۔ ظاہر ہے کہ صحابی نے کسی ایک کا نام نہیں لیا کیونکہ اس وقت سوال کثرت سے کرتے تھے ولا حرج یعنی تم پر کوئی گناہ نہیں ہے نہ تو ترتیب کے اعتبار سے نہ فدیہ ترک کرنے کے اعتبار سے یہ ظاہر ہے بعض فقہاء نے کہا ہے کہ "صرف گناہ کے اعتبار سے حرج نہیں مراد ہے۔ اس میں اعتراض کی گنجائش ہے کیونکہ بعض صحیح روایات میں ہے کہ آپ نے کفار کا حکم نہ دیا۔"

۴۔ لا اکاد ادرك الصلاة

اس عبارت کے بارے حافظ لکھتے ہیں کہ حضرت قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ اس کا ظاہر مشکل ہے کیونکہ نماز کی طوالت

کا تقاضا ہوتا ہے کہ آدمی نماز کو پالے نہ کہ اسے نہ پا سکے گویا کہ لا کے بعد الف کو بڑھا دیا گیا ہے۔ یہ میں کہتا ہوں کہ یہ ایک اچھی توجیہ ہے۔ اگر روایت اس کی مدد کرے ابو الزناد بن سراج نے کہا ہے "اس کا معنی یہ ہے کہ وہ شخص ضعیف تھا جب امام لمبا قیام کرتا تو وہ رکوع نہ کر سکتا تھا اور نہ اس کے ضعف میں اضافہ ہو جاتا قریب تھا کہ وہ اس کے ساتھ نماز ادا نہ کر سکتا میں کہتا ہوں کہ یہ ایک عمدہ معنی ہے لیکن المصنف نے الغریابی سے اسی سند سے یہ روایت ان الفاظ میں بیان کی ہے:

"میں نماز سے متاخر ہو جاتا ہوں" یعنی میں با جماعت نہیں پڑھ سکتا، بلکہ کبھی کبھی اس کی طوالت کی وجہ سے رہ جاتا ہوں۔"

۵۔ لم يبلغوا الحنث

الحافظ نے لکھا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ وہ بلوغت سے پہلے ہی مر گئے تھے کیونکہ گناہ بلوغت کے بعد لکھا جاتا ہے۔ گویا کہ اس میں راز یہ ہے کہ ان کی طرف اس نافرمانی کو منسوب نہیں کیا جا سکتا کہ ان پر افسوس ہو۔ حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زوجات کریمات کو دین امور کی تعلیم حاصل کرنے کا کتنا شوق تھا۔ اس میں یہ جواز بھی ہے کہ خواتین مردوں سے بات کر سکتی ہیں۔ اس وعدہ کا جواز بھی ہے نیز یہ کہ مسلمانوں کے بچے جنت میں ہیں اسی طرح یہ خواتین کے ساتھ مختص نہیں ہے۔ جس کا بھی بچہ ہو وہ اسے آگ سے روک دیں گے اسی طرح اگر وہ بلوغت تک نہ پہنچے ہوں۔"

۶۔ صدقاً

الحافظ نے لکھا ہے "یہ منافق کی شہادت سے احتراز ہے" الطیبی نے کہا ہے "صدقا" اس جگہ استقامت کے قائم مقام ہے۔ صدق کو قول کی رو سے اس قول کے مطابق تعبیر کیا جاتا ہے جس کے بارے خبر دی جائے جبکہ فعل کی رو سے اسے پسندیدہ اخلاق کی تلاش سے تعبیر کیا جاتا ہے جیسے کہ ارشاد ربانی ہے۔

وَالَّذِىْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ (الزمر۔ ۳۳)

ترجمہ: اور وہ ہستی جو اس سچ کو لے کر آئی اور جنہوں نے اس سچائی کی تصدیق کی۔

یعنی اس نے جو قولاً وارد کیا ہو اس نے اس امر کی تخفیف کر دی جس کی فعلاً اس نے جستجو کی تھی۔ انہوں نے یہ ارادہ کیا ہے روایت کے ظاہر سے اشکال کو دور کیا جائے کیونکہ اس کا تقاضا ہے، کہ جو بھی شہادتین کی گواہی دے وہ آگ میں داخل نہ ہو کیونکہ اس میں تعمیم اور تاکید ہے۔ لیکن اہل السنۃ کے پاس قطعی دلائل ہیں کہ نافرمان اہل ایمان کا ایک گروہ عذاب میں مبتلا ہوگا پھر شفاعت سے بعض کو آگ سے نجات ملے گی، گویا کہ آپ نے فرمایا: یہ اس شخص کے ساتھ مقید ہے جس نے پاکیزہ اعمال سرانجام دیئے اسی خفاء کی وجہ سے آپ نے بشارت کی اجازت نہ دی۔

اس اشکال کے علمائے کرام نے کئی اور بھی جواب مرحمت فرمائے ہیں کہ یہ مطلق اس شخص کے ساتھ مقید ہے جس

نے اسے مکمل پڑھا پھر اسی پر مرا۔ایک جواب یہ ہے کہ یہ اکثر فرائض کے نزول سے پہلے کی بات ہے اس میں اعتراض کی گنجائش ہے، کیونکہ ایسی روایات حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں۔ جیسے کہ امام مسلم نے انہیں روایت کیا ہے ان کی صحبت اکثر فرائض کے نزول سے متاخر ہے اسی طرح امام احمد نے انہیں حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے حسن اسناد سے روایت کیا ہے وہ بھی اسی سال آئے تھے جس سال حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے تھے۔ایک جواب یہ ہے کہ اسے غالب اکثریت کی وجہ سے اس طرح کہا گیا ہے کیونکہ غالب گمان یہی ہے کہ اہل ایمان اطاعت بجالاتے ہیں اور معصیت سے نکلتے ہیں۔ایک جواب یہ ہے کہ آگ میں جانے کی حرمت سے مراد یہ ہے کہ اس کا اس میں ہمیشہ رہنا حرام ہے۔نہ یہ وہ اصلاً داخل ہی نہ ہوگا۔ایک جواب یہ ہے کہ اس آگ سے مراد وہ آگ ہے جسے کافروں کے لئے تیار کیا گیا، نہ کہ وہ آگ مراد ہے جسے اہل ایمان میں سے نافرمانوں کے لئے تیار کیا گیا ہو۔یا اس سے مراد یہ ہے کہ اسے مکمل طور پر آگ میں نہیں جلایا جاسکے گا کیونکہ مراد یہ ہے کہ آگ مسلمان کے سجدہ کرنے کی جگہ کو نہیں جلائے گی جیسے کہ شفاعت کی حدیث پاک سے ثابت ہے۔یہ اعضاء اس پر حرام ہیں۔اسی طرح وہ اس زبان کو نہیں جلاسکے گی جو توحید کا نغمہ الاپے گی۔علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔"

اذا یتکلوا

یہ جواب اور جزاء ہے یعنی اگر تم نے انہیں بتادیا تو وہ بھروسہ کر کے بیٹھ جائیں گے۔الاصیلی اور الکشمیہنی نے لکھا ہے۔ یہ لفظ ینکلوا ہے یعنی وہ عمل سے رک جائیں گے۔وہ اسی پر اعتماد کریں گے۔جو اس کے ظاہر سے عیاں ہوتا ہے۔بزار نے حسن سند کے ساتھ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو بشارت دینے کی اجازت مرحمت فرمادی تھی۔رستے میں انہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ملے۔انہوں نے فرمایا: "جلدی نہ کرو" پھر وہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے۔عرض کی" یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ رائے کے اعتبار سے افضل ہیں جب لوگ یہ سنیں گے تو وہ اسی پر بھروسہ کر کے بیٹھ جائیں گے" آپ نے فرمایا: "انہیں واپس لے آؤ" اس روایت کا شمار حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی موافقات میں ہوگا اس میں اس امر کا بھی جواز ہے کہ آپ کی موجودگی میں اجتہاد ہوسکتا ہے الاشاعرۃ کے بعض متکلمین نے یہ استدلال کیا ہے کہ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ بندے کو اختیار حاصل ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں پہلے موجود ہوتا ہے۔

تاثّما

یعنی اس کی وجہ یہ خشیت ہے کہ وہ گناہ میں نہ گر پڑیں جو علم چھپانے کی وجہ سے حاصل ہو۔حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نہی تنزیہ کے اعتبار سے تھی۔تحریم کے اعتبار سے نہ تھی۔ورنہ وہ اس کے بارے کسی کو نہ بتاتے یا انہیں علم تھا کہ یہ نہی اشکال کے ساتھ مقید ہے، اور انہوں نے اسے بتادیا جس کے بارے انہیں خدشہ نہ تھا جب قید زائل ہوجائے تو مقید بھی زائل ہوجاتا ہے۔پہلی توجیہ زیادہ مناسب ہے، کیونکہ انہوں نے اسے اپنے وصال تک موخر کیا حضرت قاضی عیاض نے فرمایا

ہے: شاید حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نہی کی مراد نہ سمجھے ہوں۔ انہوں نے اپنا عزم اس وقت توڑ دیا ہو جب ان کے سامنے ایسا شخص آیا ہو۔ جس کو انہوں نے بشارت دی ہو" میں کہتا ہوں "اگلی روایت میں اس کی وضاحت موجود ہے۔ اس روایت سے یہ جواز بھی ملتا ہے کہ کسی کو اپنے پیچھے بٹھانا جائز ہے۔ اس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تواضع بھی ثابت ہوتی ہے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے علم کے بلند مقام سے بھی آشنائی ہوتی ہے کیونکہ آپ نے اس امر کے لئے انہیں مختص کیا۔ اس میں یہ بھی جواز ہے کہ طالب علم وہ کچھ پوچھ سکتا ہے جس میں اسے تردد ہو، اور اس علم کی اشاعت کی اجازت مانگ سکتا ہے جو اس نے تنہا حاصل کیا ہو۔"

"من لقی اللہ" یعنی جس نے اس اجل (موت) سے ملاقات کر لی جسے رب تعالیٰ نے مقدر کیا ہے۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو۔ آپ نے صرف شرک کی نفی پر اقتصار کیا، کیونکہ یہ مکمل توحید کا تقاضا کرتا ہے، اور لزوم کے ساتھ رسالت کے اثبات کا تقاضا کرتا ہے کیونکہ جس نے حضور سراپا صدق و یقین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کی اس نے اللہ تعالیٰ کی تکذیب کی اور جس نے اللہ تعالیٰ کی تکذیب کی وہ مشرک ہے۔"

۷۔ لا یلبس

الحافظ نے کہا ہے "ابن دقیق العید نے کہا ہے اعجاز کے حصول کے لئے منحصر کو غیر منحصر کی طرف عدول کیا جاتا ہے کیونکہ سائل اسی چیز کا سوال کرتا ہے جو اس پر التباس پیدا کرے اور ایسی چیز سے جواب دیا جاتا ہے جو اسے اس التباس سے نکال دے، کیونکہ اصل اباحت ہے اگر اس کے لئے وہ امور بیان کئے جاتے جن سے یہ متلبس ہو جاتی تو طوالت ہو جاتی، بلکہ وہ اس سے امن میں نہ تھا کہ بعض سامعین اس کے مفہوم کو مضبوطی سے تھام لیتے اور وہ گمان کرتے کہ اس کا اختصاص محرم کے ساتھ ہے۔"

دوسرا باب

قرآن پاک کی بعض وہ تفسیر جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان کی ہے

ہمارے شیخ رحمہ اللہ نے الاتقان میں لکھا ہے ہم اپنی کتاب کو ان واضح تفاسیر کے تذکرے پر ختم کرتے ہیں، جو آپ سے مرفوع منقول ہیں جو اسباب نزول کے علاوہ ہیں تاکہ تم ان سے استفادہ کر سکو۔ یہ اہم امور میں سے ہیں۔ میں یہاں ان کا خلاصہ ذکر کرتا ہوں۔"

امام احمد، امام ترمذی (انہوں نے اسے حسن کہا ہے) اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت عدی بن حبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: المغضوب علیھم سے مراد یہودی اور الضالین سے مراد عیسائی ہیں۔ ابن مردویہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میں نے عرض کی: کہ المغضوب

علیہم سے کون مراد ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''یہودی'' میں نے عرض کی: "ولا الضالین" سے مراد کون ہیں آپ نے فرمایا: ''عیسائی''۔''

شیخان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بنو اسرائیل سے کہا گیا۔

وَّادۡخُلُوا الۡبَابَ سُجَّدًا وَّقُوۡلُوۡا حِطَّةٌ (البقرۃ:۵۸)

ترجمہ: اور داخل ہونا دروازے سے سر جھکاتے ہوئے اور کہتے جانا بخش دے۔

وہ اپنی پشتوں کے بل رینگتے ہوئے داخل ہوئے۔ انہوں نے کہا "حبته فی شعیرۃ"۔ رب تعالیٰ کے اس فرمان "قولا غیر الذی قیل لھم" کی تفسیر اس میں ہے۔

امام ترمذی وغیرہ سے حسن روایت ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ویل جہنم کی ایک وادی کا نام ہے۔ جس میں کافر گرے گا۔ اس کے تہ میں جانے سے قبل چالیس سال لگ جائیں گے۔''

امام احمد نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''قرآن پاک کا ہر وہ لفظ جس میں قنوت کا تذکرہ ہو وہ اطاعت ہے۔''

امام احمد، امام ترمذی اور حاکم نے (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رب تعالیٰ نے اس فرمان۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلۡنٰكُمۡ اُمَّةً وَّسَطًا (البقرۃ:۱۴۳)

ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے تمہیں بنا دیا (اے مسلمانو) بہترین امت۔

میں الوسط سے مراد العدل ہے تمہیں بلایا جائے گا تم آپ کے لئے بلاغ کی گواہی دو گے۔ میں تم پر گواہ ہوں گا۔''

ابوشیخ اور دیلمی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان:

فَاذۡكُرُوۡنِىۡۤ اَذۡكُرۡكُمۡ (البقرۃ:۱۵۲)

ترجمہ: سو تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔

سے مراد یہ ہے: ''اے بندوں کے گروہ! تم مجھے اطاعت کے ساتھ یاد کرو میں تمہیں مغفرت کے ساتھ یاد کروں گا''۔ الطبرانی نے حضرت ابوامامتہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رب تعالیٰ کے اس فرمان:

اَلۡحَجُّ اَشۡهُرٌ مَّعۡلُوۡمٰتٌ ۚ (البقرۃ:۱۹۷)

حج کے چند مہینے ہیں جو معلوم ہیں۔

کے بارے فرمایا: ''اس سے تین ماہ شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ مراد ہیں۔''

امام ترمذی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے، امام احمد اور امام ترمذی نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ

سے ابن جریر نے حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابو ملک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "الصلوٰۃ الوسطیٰ" سے مراد نماز عصر ہے۔"

امام احمد وغیرہ نے حضرت ابوامامۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے رب تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے فرمایا:

فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ. (آل عمران: ۷)

ترجمہ: پس وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے۔

اس سے مراد خوارج ہیں اور رب تعالیٰ کے اس فرمان سے بھی مراد خوارج ہیں۔

يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ ۚ (آل عمران۔۱۰۶)

ترجمہ: اس دن (جب کہ) سفید ہوں گے کئی چہرے اور کالے ہوں گے کئی چہرے۔

حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ صحیح روایت نقل کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے رب تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے فرمایا:

اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ (آل عمران: ۱۰۲)

ترجمہ: ڈرو اللہ سے جیسے حق ہے اس سے ڈرنے کا۔

اس کی اطاعت کی جائے نافرمانی نہ کی جائے۔ اس کا ذکر کیا جائے اسے بھلایا نہ جائے۔

امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "جسے رب تعالیٰ نے مال عطا کیا، مگر اس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہ کی تو اس کے مال کو گنجے سانپ کی شکل میں متشکل کیا جائے گا۔ جس کے سر پر دو نکتے ہوں گے۔ وہ روز حشر گھومے گا۔ وہ اسے جبڑے کی ابھری ہوئی ہڈی سے پکڑے گا۔

وہ کہے گا: "میں تمہارا وہ مال ہوں جسے تو جمع کرتا تھا۔"

پھر آپ نے اس آیت طیبہ کی تلاوت کی:

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ (آل عمران: ۱۸۰)

ترجمہ: ہرگز یہ گمان نہ کریں جو بخل کرتے ہیں اس میں جو دے رکھا ہے انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے۔

حاکم نے حضرت عیاض الاشعری سے روایت نقل کی ہے اور انہوں نے اس روایت کو صحیح کہا ہے کہ جب یہ آیت طیبہ نازل ہوئی۔

فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ ۚ (المائدہ۔ ۵۴)

ترجمہ: "سو عنقریب لے آئے گا اللہ تعالیٰ ایک ایسی قوم محبت کرتا ہے اللہ ان سے اور وہ محبت کرتے ہیں اس سے۔"

تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "وہ یہی قوم ہے۔"

الطبرانی نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ نے اس فرمان:

اَوْ كِسْوَتُهُمْ (المائدہ:۸۹)

ترجمہ: "یا کپڑے پہنائے جائیں۔"

میں فرمایا ہے کہ اس سے مراد ہر مسکین کو چادر عطا کرنا ہے۔

امام احمد اور شیخان نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت طیبہ نازل ہے۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ (الانعام:۸۲)

ترجمہ: وہ جو ایمان لائے اور نہ ملایا انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم سے۔

تو یہ بات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بڑی شاق گزری۔ انہوں نے عرض کی: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم میں سے کس نے اپنی جان پر ظلم نہیں کیا؟ آپ نے فرمایا: "اس کا مفہوم وہ نہیں جو تم نے مراد لیا ہے کیا تم نے سنا نہیں کہ عبد صالح نے کیا کہا تھا۔

اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۳﴾ (لقمان:۱۳)

ترجمہ: یقیناً شرک ظلم عظیم ہے۔

اس سے مراد شرک ہے۔

ابن مردویہ اور طاس نے اپنی تاریخ میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان۔

وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ (الانعام:۱۴۱)

ترجمہ: اور ادا کرو اس کا حق جس دن وہ کٹے۔

میں نے فرمایا: "جو خوشے سے گر پڑے۔"

الطبرانی وغیرہ نے جید سند کے ساتھ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اور صحیح سند سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان۔

اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا (الانعام:۱۵۹)

ترجمہ: بے شک وہ جنہوں نے تفرقہ ڈالا اپنے دین میں اور ہو گئے کئی گروہ۔

اس سے مراد اس امت کے بدعتی اور خواہشات نفسانیہ کی پیروی کرنے والے ہیں۔

امام احمد، ابوداؤد اور حاکم وغیرھم نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کافر بندے کا ذکر کیا جب اس کی روح قبض کی جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا: ملائکہ اس کی روح لے کر اوپر چڑھتے ہیں، وہ ملائکہ کے جس گروہ کے پاس سے بھی گزرتے ہیں وہ کہتے ہیں۔

"یہ خبیث روح ہے؟ حتیٰ کہ وہ اسے آسمان دنیا تک لے جاتے ہیں۔ دروازہ کھولنے کے لئے کہا جاتا ہے مگر اس کے لئے دروازہ نہیں کھولا جاتا۔ آپ نے یہ آیت طیبہ پڑھی۔

لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ (الاعراف:۴۰)

ترجمہ: نہ کھولے جائیں گے ان کے لئے آسمان کے دروازے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔"اس کے اعمال نامہ کو نچلی سرزمین میں سجین میں رکھ دو۔ اس کی روح کو پھینک دیا جاتا ہے۔" پھر آپ نے یہ آیت طیبہ پڑھی:

وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ﴿۳۱﴾ (الحج:۳۱)

ترجمہ: جو شریک ٹھہراتا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تو اس کی حالت ایسی ہے گویا وہ گرا ہو آسمان سے اسے اچک لیا ہو اسے کسی پرندے نے یا پھینک دیا ہو اسے ہوا نے کسی دور جگہ میں۔

ابو شیخ نے حضرت امام جعفر بن محمد کی سند سے وہ اپنے والد گرامی اور وہ اپنے پدر بزرگوار سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: "وہ الواح جو حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام پر نازل ہوئیں وہ جنت کی بیری کی تھیں۔ ان کی طوالت بارہ ذراع تھی۔"

ابو شیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت طیبہ اتری۔

وَاذْكُرُوْۤا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ (الانفال:۲۶)

ترجمہ: اور یاد کرو جب تم تھوڑے تھے کمزور اور بے بس سمجھے جاتے تھے ملک میں (ہر وقت) ڈرتے رہتے تھے۔ کہ کہیں اچک نہ لے جائیں تمہیں لوگ۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے کون سے لوگ مراد ہیں؟" آپ نے فرمایا: "اہل فارس۔"

امام مسلم وغیرہ نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا۔ آپ منبر پر فرما رہے تھے۔

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ (الانفال:۶۰)

ترجمہ: اور تیار رکھو ان کے لئے جتنی استطاعت رکھتے ہوئے قوت "وطاقت" سے مراد رمی (تیر اندازی) ہے۔

ابو شیخ نے ابو مہدی کی سند سے اور الطبرانی نے یزید بن عبداللہ بن عریب سے، وہ اپنے والد گرامی اور جد امجد سے مرفوع روایت کیا ہے۔

وَاٰخَرِیْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ (الانفال:۶۰)

ترجمہ: اور دوسرے لوگوں کو ان کے کھلے دشمنوں کے علاوہ تم نہیں جانتے ہو انہیں۔

آپ نے فرمایا: اس سے مراد جن ہیں' ابن جریر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "السائحون سے مراد روزہ دار ہیں" امام مسلم نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان عالی شان۔

لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِیَادَةٌ ؕ (یونس:۲۶)

ترجمہ: ان کے لئے جنہوں نے نیک عمل کیے نیک جزا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

الحسنیٰ سے مراد جنت ہے اور زیادہ سے مراد ان کا اپنے رب تعالیٰ کا دیدار کرنا ہے۔

ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں الحسنیٰ سے مراد لا الہ الا اللہ کی گواہی دینا' اس سے مراد جنت اور زیادہ سے مراد اللہ تعالیٰ کا دیدار کرنا ہے۔ ابو شیخ وغیرہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ رب العزت کے اس فرمان کے بارے فرمایا:

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ (یونس:۵۸)

ترجمہ: (اے حبیب) آپ فرمائیے یہ کتاب محض اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے نازل کی ہے۔

فضل سے مراد قرآن پاک ہے اور برحمتہ سے مراد یہ ہے کہ اس نے تمہیں اس کا اہل بنایا۔

ابن مردویہ نے حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رب تعالیٰ کے اس فرمان:

یَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ ۚ (الرعد:۳۹)

ترجمہ: مٹاتا ہے اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے اور باقی رکھتا ہے (جو چاہتا ہے)۔

وہ رزق میں کمی کرتا ہے۔ اس میں اضافہ کرتا ہے وہ اجل میں کمی کرتا ہے اور اس میں اضافہ کرتا ہے۔ امام ترمذی' نسائی، حاکم اور ابن حبان وغیرہم نے حضرت انس سے' امام احمد اور ابن مردویہ نے جید سند سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور سراپا علم وعرفان صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان۔

مَثَلًا كَلِمَةً طَیِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَیِّبَةٍ (ابراہیم:۲۴)

ترجمہ: مثال بیان کی اللہ تعالیٰ نے کلمہ طیبہ ایک پاکیزہ درخت کی مانند ہے۔

اس سے مراد کھجور ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد وہ درخت ہے جس کے پتے نہیں گرتے یہ کھجور کا درخت ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ اس سے مراد اندرائن ہے۔"

ائمہ ستہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب مسلمان سے قبر میں

سوال کیا جاتا ہے تو وہ یہ گواہی دیتا ہے۔ لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ اسی لئے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا۔

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ (ابراہیم:۲۷)

ترجمہ: ثابت قدم رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو اس پختہ قول کی وجہ سے دنیوی زندگی میں اور آخرت میں بھی۔

الطبرانی نے الاوسط میں، بزار اور بیہقی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ رب العزت کے اس فرمان۔

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ (ابراہیم:۴۸)

ترجمہ: یاد کرو اس دن کو جبکہ بدل دی جائے گی یہ زمین دوسری زمین سے۔

کے بارے میں فرمایا اس سے مراد وہ زمین ہے جو سفید ہوگی۔ گویا کہ وہ چاندی ہو۔ اس میں حرام خون نہیں بہایا جائے گا۔ نہ ہی اس میں خطا کا صدور ہوگا۔"

امام بخاری اور امام ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ام القرآن سے مراد سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے" امام ترمذی، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے کہا کہ رب العزت کے اس فرمان۔

فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ (الحجر:۹۲،۹۳)

ترجمہ: پس آپ کے رب کی قسم ہم پوچھیں گے۔ ان سب سے ان اعمال کے متعلق جو وہ کیا کرتے تھے۔

سے مراد لا الہ الا اللہ کے بارے سوال ہے۔"

حاکم نے تاریخ میں اور دیلمی نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا:

"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رب تعالیٰ کے اس فرمان:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ (الاسراء:۷۰)

ترجمہ: اور بے شک ہم نے بڑی عزت بخشی اولاد آدم کو۔

کے بارے میں فرمایا ہے کہ کرامت سے مراد انگلیوں سے کھانا ہے" ابن مردویہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ رب تعالیٰ کے اس فرمان۔

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ (الاسراء:۷۸)

ترجمہ: نماز ادا کریں سورج ڈھلنے کے بعد۔

میں دلوک الشمس سے مراد زوال آفتاب ہے۔

البزار اور مردویہ نے ضعیف سند سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "دلوک

الشمس سے مراد اس کا زوال ہے۔"

امام احمد، امام ترمذی (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور امام نسائی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان:

اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ۝ (الاسراء:۷۸)

ترجمہ: بلاشبہ نماز صبح کا مشاہدہ کیا جاتا ہے۔

اس وقت رات کے اور دن کے فرشتے جمع ہوتے ہیں۔ امام احمد وغیرہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے فرمایا:

عَسٰۤى اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝ (الاسراء:۷۹)

ترجمہ: یہ نماز زائد ہے آپ کے لیے یقیناً فائز فرمائے گا آپ کو آپ کا رب مقام محمود پر۔

اس سے مراد وہ مقام ہے جس میں مَیں اپنی امت کے لیے شفاعت کروں گا۔ یا "اس سے مراد شفاعت ہے۔"

امام احمد اور امام ترمذی نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے رب تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں فرمایا۔

بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ (الکہف:۲۹)

ترجمہ: ایسے پانی کے ساتھ جو پیپ کی طرح (غلیظ) ہے۔

"وہ پانی تیل کی تلچھٹ کی طرح ہوگا۔ جب وہ اسے اپنے قریب لے جائے گا تو اس کے چہرے کی جلد گر جائے گی۔

امام احمد نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے رب تعالیٰ کے اس فرمان:

وَالْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ (الکہف:۴۶)

ترجمہ: اور (حقیقتاً) باقی رہنے والی نیکیاں۔

کے بارے فرمایا ہے کہ اس سے مراد تکبیر، تہلیل، تسبیح، حمد اور ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

امام احمد نے نعمان بن بشیر سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ سبحان اللہ، الحمد للہ واللہ اکبر ولا الٰہ الا اللہ۔

یہی باقیات صالحات ہیں۔"

بزار نے جید سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا (طٰہٰ:۱۲۴)

ترجمہ: تو اس کے لئے زندگی (کا جامہ) تنگ کر دیا جائے گا۔

"اس سے مراد عذاب قبر ہے۔"

امام احمد اور امام ترمذی نے حضرت ابوسعید اور وہ حضور اکرم ﷺ سے رب تعالیٰ کے اس فرمان:

وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ (المومنون: ۱۰۴)

ترجمہ: اور وہ اس میں دانت نکالے ہوں گے۔ (اب منہ کیوں بسورتے ہو)

کے بارے روایت کرتے ہیں کہ آگ اس کے ساتھ مل جائے گی۔ اس کا اوپر والا ہونٹ سمٹ کر سر کے وسط تک پہنچ جائے گا اور نچلا ہونٹ لٹک کر اس کی ناف تک چلا جائے گا۔

ابن جریر نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے رب تعالیٰ کے اس فرمان:

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ (السجدۃ: ۱۶)

ترجمہ: دور رہتے ان کے پہلو (اپنے) بستروں سے۔

کے بارے فرمایا ہے کہ اس سے مراد بندے کا رات کا قیام ہے۔

الطبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے اللہ رب العزت کے اس فرمان:

وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۲۳﴾ (السجدۃ: ۲۳)

ترجمہ: اور ہم نے بنایا تھا اسے ہدایت بنی اسرائیل کے لئے۔

کے بارے فرمایا: "ہم نے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو بنو اسرائیل کے لئے سراپا ہدایت بنا دیا۔"

فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ (السجدۃ: ۲۳)

ترجمہ: تو آپ شک میں مبتلا نہ ہوں اس کے ساتھ ملاقات کے بارے۔

اس سے مراد حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی رب تعالیٰ سے ملاقات ہے۔

امام ترمذی نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے سرور کائنات ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا "حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ وہ ہیں جنہوں نے اپنا کردار ادا کر دیا ہے۔"

امام احمد وغیرہ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضور اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ (فاطر۔ ۳۲)

ترجمہ: پھر ہم نے وارث بنایا اس کتاب کا ان کو جنہیں ہم نے چن لیا تھا اپنے بندوں سے پس بعد ان میں سے اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہیں اور درمیانہ رو ہیں اور بعض سبقت لے جانے والے ہیں نیکوں میں اللہ کی توفیق سے۔

سبقت لے جانے والے افراد سے مراد وہ خوش نصیب ہیں جو جنت میں حساب وکتاب کے بغیر داخل ہوں گے۔
میانہ رو وہ ہیں جن کا آسان حساب ہوگا۔ اپنے نفسوں پر ظلم کرنے والے وہ ہیں جن کا حساب محشر کے طول میں ہوگا، پھر رب تعالیٰ ان کے ساتھ اپنی رحمت کے ساتھ ملاقات کرے گا وہی کہیں گے۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡۤ اَذۡہَبَ عَنَّا الۡحَزَنَ ؕ (فاطر:۳۴)

ترجمہ: سب خوبیاں اللہ تعالیٰ کو جس نے ہمارا غم دور کیا۔

الطبرانی اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب روز حشر ہوگا تو کہا جائے گا:" وہ لوگ کہاں ہیں جن کی عمر ساٹھ سال تھی۔" اس عمر کے بارے میں اللہ رب العزت نے فرمایا ہے:

اَوَلَمۡ نُعَمِّرۡکُمۡ مَّا یَتَذَکَّرُ (فاطر:۳۷)

ترجمہ: کیا ہم نے تمہیں وہ عمر نہ دی تھی جس میں سمجھ لیتا جسے سمجھنا ہوتا۔

امام نسائی، بزار اور ابو یعلی وغیرہم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت طیبہ پڑھی:

اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا (فصلت:۳۰)

ترجمہ: بلاشبہ جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ تعالیٰ ہے پھر اسی پر ڈٹے رہے۔

اس کلمہ کو بہت سے لوگوں نے کہا پھر ان میں سے اکثریت نے اس کا انکار کیا۔ جس نے تادم زیست اسے کہا وہ ان لوگوں میں سے ہے جنہیں اس پر استقامت نصیب ہوئی۔"

امام احمد وغیرہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ قرآن پاک کی افضل آیت کون سی ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں اس کے بارے فرمایا آپ نے فرمایا:۔

وَمَاۤ اَصَابَکُمۡ مِّنۡ مُّصِیۡبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتۡ اَیۡدِیۡکُمۡ وَیَعۡفُوۡا عَنۡ کَثِیۡرٍ ﴿ؕ۳۰﴾ (الشوریٰ:۳۰)

ترجمہ: اور جو مصیبت پہنچی وہ اس کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کی یا اور بہت کچھ تو معاف فرما دیتا ہے۔

اے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ! میں تمہارے لئے اس کی تفسیر بیان کرتا ہوں۔ جو مرض تمہیں لاحق ہوتا ہے۔ یا دنیا میں امتحان یا آزمائش آتی ہے تو اس کی وجہ وہ اعمال ہوتے ہیں جو تمہارے ہاتھ کماتے ہیں۔ رب تعالیٰ اس سے زیادہ حلیم ہے کہ وہ ان پر آخرت میں دوبارہ سزا دے۔ رب تعالیٰ جن اعمال کو اس دنیا میں معاف کر دیتا ہے۔

تو رب تعالیٰ اس سے زیادہ کریم ہے کہ وہ درگزر فرمانے کے بعد ان پر سزا دے۔"

ابن جریر نے شریح بن عبید حضرمی سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو مومن کسی سفر میں وفات پا جاتا ہے تو اس پر رونے والے نہیں ہوتے آسمان اور زمین اس پر روتے ہیں۔" پھر آپ نے یہ آیت طیبہ پڑھی:

فَمَا بَکَتۡ عَلَیۡہِمُ السَّمَآءُ وَالۡاَرۡضُ (الدخان:۲۹)

ترجمہ: پس ان پر آسمان اور زمین نہ روئے۔

یہ کسی کافر کے لئے نہیں روتے۔

امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رب تعالیٰ کے اس فرمان:

اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ (الاحقاف: ۴)

ترجمہ: یا بچا کھچا علم۔

کے بارے فرمایا کہ اس سے مراد خط ہے۔

ترمذی اور ابن جریر نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس آیت طیبہ کے بارے فرماتے ہوئے سنا کہ

وَ اَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى (الفتح: ۲۶)

ترجمہ: اور پرہیز گاری کا کلمہ ان پر لازم فرمایا۔

اس سے مراد لا الٰہ الا اللہ ہے۔

بزار نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ:

الذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ۙ﴿۱﴾ (الذاریات) سے مراد "ہوا ہے۔ فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا ۙ﴿۳﴾ (الذاریات: ۳) سے مراد کشتیاں ہیں۔ فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ۙ﴿۴﴾ (الذاریات: ۴) سے مراد ملائکہ ہیں اگر میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس طرح کہتے ہوئے نہ سنا ہوتا تو میں یوں نہ کہتا۔"

حضرت عبد اللہ بن امام احمد نے زوائد المسند میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اہل ایمان اور ان کی اولاد جنت میں ہوں گے جبکہ مشرکین اور ان کی اولاد آگ میں ہوں گے، پھر آپ نے یہ آیت طیبہ تلاوت کی:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ (الطور: ۲۱)

ترجمہ: اور جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ان کی پیروی کی۔

ابن ابی حاتم، امام بخاری نے تاریخ میں، ابن ماجہ، ابن ابی عاصم، بزار اور ابن حبان نے حضرت ابو درداء سے اور وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے رب تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے بتایا۔

كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ﴿۲۹﴾ (الرحمٰن: ۲۹)

ترجمہ: ہر روز وہ ایک نئی شان سے تجلی فرماتا ہے۔

اس کی شان یہ ہے کہ وہ گناہ معاف کرتا ہے۔ مصائب دور کرتا ہے۔ ایک قوم کو رفعت عطا کرتا ہے اور دوسری کو

پست کر دیتا ہے۔

حسن بن سفیان، ابو داؤد، امام احمد اور ابن جریر نے حضرت عبد اللہ بن منیب سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا:
"حضور اکرم ﷺ نے یہ آیت طیبہ پڑھی:

كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ ۝ (الرحمٰن: ۲۹)

ترجمہ: ہر روز وہ ایک نئی شان سے تجلی فرماتا ہے۔

ہم نے عرض کی "یا رسول اللہ! ﷺ اس شان سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: "وہ گناہ معاف کرتا ہے۔ مصیبت زدہ کی مصیبت دور کرتا ہے۔ ایک قوم کو رفعت عطا کرتا ہے جبکہ دوسری کو پستی میں گرا دیتا ہے۔"

شیخان نے حضرت ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "دو جنتیں ایسی ہیں کہ ان کے برتن اور ہر چیز چاندی کی ہے۔ دو جنتیں ایسی ہیں جن میں برتن اور ہر چیز سونے کی ہے۔"

شیخان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "جنت میں ایک ایسا درخت ہے جس کے سایہ میں ایک سوار ایک سو سال چلتا ہے وہ اسے طے نہیں کر سکتا۔ اگر تم چاہو تو یہ آیت طیبہ پڑھ لو۔

وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ۝ (الواقعہ: ۳۰)

ترجمہ: اور لمبے لمبے سایوں میں۔

امام ترمذی اور نسائی نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے رب تعالیٰ کے اس فرمان:

وَّفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ ۝ (الواقعہ: ۳۴)

ترجمہ: اور بستر ہوں گے بلند پلنگوں پر۔

کی تفسیر میں فرمایا۔ اس کی بلندی اتنی ہے جتنی کہ آسمان کے مابین ہے۔ ان دونوں کے مابین پانچ سو سال کی مسافت ہے۔
ابن ابی حاتم نے حضرت امام جعفر صادق سے وہ اپنے والد گرامی سے اور وہ اپنے پدر بزرگوار سے روایت کرتے ہیں۔ کہ عُرُبًا سے مراد یہ ہے کہ ان کا کلام عربی ہوگا۔"

امام ترمذی (انہوں نے اسے حسن کہا ہے) ابن ماجہ اور ابن جریر نے حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ رب تعالیٰ کے اس فرمان۔

وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ (الممتحنہ: ۱۲)

ترجمہ: اور نہ آپ کی نافرمانی کریں گی کسی نیک کام میں۔

سے مراد نوحہ خوانی ہے۔

امام احمد اور امام ترمذی نے حضرت ابو سعید سے اور وہ حضور پاک ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

"الصعود آگ کا ایک پہاڑ ہے جس پر چڑھتے ہوئے ستر سال لگتے ہیں اور نیچے آتے ہوئے بھی اتنے ہی سال لگتے ہیں۔"

امام احمد امام ترمذی (انہوں نے اسے حسن کہا ہے) اور امام نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ رب العزت کے اس فرمان۔

هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ﴿۵۶﴾ (المدثر:۵۶)

ترجمہ: اس سے ڈرایا جائے اور وہی بخشنے کے لائق ہے۔

کے بارے فرمایا کہ تمہارا رب تعالیٰ فرماتا ہے۔"میں اس بات کا مستحق ہوں کہ مجھ سے ڈرا جائے۔ میرے ساتھ کسی اور کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ جو اس سے ڈر گیا کہ میرے ساتھ کسی اور کو شریک ٹھہرائے۔ وہ اس بات کا مستحق ہے کہ میں اسے معاف کر دوں۔"

امام احمد امام ترمذی حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور امام نسائی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب بندے سے گناہ صادر ہوتا ہے تو اس کے دل پر سیاہ نکتہ لگ جاتا ہے۔ اگر وہ توبہ کر لے تو وہ صاف ہو جاتا ہے۔ اگر وہ زیادہ گناہ کرے تو یہ سیاہی پھیل جاتی ہے حتیٰ کہ وہ اس کے دل پر غلبہ پا لیتی ہے۔ یہی وہ ران ہے جس کا ذکر رب تعالیٰ نے اپنے اس فرمان میں کیا ہے۔

كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۴﴾ (المطففین:۱۴)

ترجمہ: نہیں نہیں بلکہ زنگ چڑھ گیا ہے۔ ان کے دلوں پر ان کرتوتوں کے باعث جو وہ کیا کرتے ہیں۔

ابن جریر نے حضرت ابو مالک الاشعری سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "الیوم الموعود سے مراد۔ قیامت کا دن ہے۔ شاہد سے مراد جمعۃ المبارک کا دن ہے۔ مشہود سے مراد عرفہ کا دن ہے۔ اس کے کئی شواہد ہیں۔"

الطبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "رب تعالیٰ نے لوح محفوظ کو سفید موتی سے پیدا کیا اس کے صفحے سرخ یاقوت کے ہیں۔ اس کا قلم نور ہے۔ اس کی کتابت اللہ تعالیٰ کا نور ہے اس میں ہر روز تین سو ساٹھ نظریں پڑتی ہیں۔ وہ تخلیق کرتا ہے۔ رزق دیتا ہے۔ مارتا ہے۔ زندہ کرتا ہے۔ عزت دیتا ہے۔ ذلت دیتا ہے، اور جو چاہتا ہے کرتا ہے۔"

البزار نے حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے فرمان۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ﴿۱۴﴾ (الاعلیٰ:۱۴)

ترجمہ: بے شک اس نے فلاح پائی جس نے اپنے آپ کو پاک کیا۔

کی تفسیر میں فرمایا اس سے مراد وہ شخص ہے جس نے یہ گواہی دی کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ اس نے شریکوں کو چھوڑ دیا۔ یہ گواہی دی کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔"

وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ﴿۱۵﴾ (الاعلیٰ:۱۵)

ترجمہ: اور اپنے رب کے نام کا ذکر کرتا رہا۔

اس سے مراد پانچ وقت کی نماز پڑھنا' اس پر مداومت اختیار کرنا' اور ان کا اہتمام کرنا ہے۔"

بزار نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت طیبہ نازل ہوئی۔

اِنَّ هٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿۱۸﴾ (الاعلیٰ:۱۸)

ترجمہ: یقیناً (یہ سب کچھ) اگلے صحیفوں میں لکھا ہوا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "یہ یا یہ تمام حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے صحف میں تھے۔"

امام ترمذی نے حضرت عمران بن حصین سے روایت کیا ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ یہ الشفع الوتر سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: "بعض نماز کی رکعتیں جفت اور بعض کی طاق ہیں۔"

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ﴿۹﴾ (الشمس:۹)

ترجمہ: یقیناً فلاح پا گیا جس نے (اپنے) نفس کو پاک کیا۔

وہ نفس کامیاب ہو گیا جس کی پاکیزگی رب تعالیٰ نے فرما دی۔

ابن ابی حاتم نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو امامۃ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان۔

اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ﴿۶﴾ (العادیات:۶)

ترجمہ: بے شک انسان اپنے رب کا بڑا ناشکر گزار ہے۔

الکنود سے مراد وہ شخص ہے جو اکیلا کھاتا ہے اپنے غلام کو مارتا ہے، اور اس کی بخشش کو روک لیتا ہے۔

حضرت زید بن اسلم علیہ الرحمہ نے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے فرمایا:

اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ﴿۱﴾ (التکاثر:۱)

ترجمہ: غافل رکھا تمہیں زیادہ سے زیادہ مال جمع کرنے کی ہوس نے اطاعت سے۔

حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ﴿۲﴾ (التکاثر:۲)

ترجمہ: یہاں تک کہ تم قبروں میں جا پہنچے۔

حتیٰ کہ تمہارے پاس موت آ جاتی ہے۔

امام احمد نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے کھجوریں کھائیں اور پانی پیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "یہی وہ نعمتیں ہیں جن کے متعلق تم سے

سوال کیا جائے گا۔"

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَىِٕذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝۸ (التکاثر:۸)

ترجمہ: پھر ضرور پوچھا جائے گا تم سے اس دن جملہ نعمتوں کے بارے میں۔

اس سے مراد امن اور صحت ہیں۔

ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے اللہ رب العزت کے اس فرمان:

اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۝۸ (الھمزۃ:۸)

ترجمہ: بے شک وہ (آگ) ان پر تہ در تہ کر دی جائے گی۔

کے بارے میں فرمایا: "مطبقۃ" تہ در تہ۔

امام احمد، امام ترمذی (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور امام نسائی نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ تھام لیا جب چاند طلوع ہوا تو مجھے دکھایا فرمایا: "اور پناہ طلب کرو رات کی تاریکی کے شر سے" جب وہ چھا جائے۔

ابو یعلی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "شیطان اپنی ناک کو ابن آدم کے دل پر رکھے ہوئے ہے۔ اگر وہ رب تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ اگر وہ ذکر بھول جائے تو وہ اسے نگل لیتا ہے۔ (یا اس میں سرگوشی کرتا ہے) یہی الوسواس، الخناس" ہے۔

تنبیہہ

شیخ نے لکھا ہے کہ ابن تیمیہ نے یہ صراحت کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کے لئے سارے قرآن پاک کی تفسیر بیان کر دی تھی، یا اکثر قرآن پاک کی تفسیر بیان کر دی تھی۔ اس مؤقف کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جسے امام احمد اور ابن ماجہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "سب سے آخر میں سود کی آیت نازل ہوئی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تفسیر کئے بغیر ہی وصال فرما گئے۔ اس کلام کا مدعا اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے ہر اس آیت طیبہ کی تفسیر بیان فرماتے تھے جو نازل ہوتی تھی۔ آپ کا جلد وصال ہو جانے کی وجہ سے آپ اس آیت طیبہ کی تفسیر بیان نہ فرما سکے۔ ورنہ اس کی تخصیص کی کوئی وجہ نہیں، البتہ وہ روایت جسے امام بزار نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "آیات بینات کی تفسیر جب جبرائیل امین آپ کو بتا دیتے تھے تو آپ بیان فرماتے تھے" یہ منکر روایت ہے جیسے کہ ابن البر نے لکھا ہے جبکہ ابن جریر نے اس کی تاویل یہ بیان کی ہے کہ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے مشکل آیات

ربانیہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جو آپ کو مشکل لگتیں۔ آپ ان کے علم کے بارے رب تعالیٰ سے سوال کرتے۔ اللہ رب العزت حضرت جبرائیل امین کی زبان مبارک سے اس کا مفہوم ادا فرما دیتا۔

تیسرا باب

اپنے رب تعالیٰ سے مرویات' احادیث قدسیہ

۱۔ امام احمد' ھناد' حاکم اور بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک نابینا شخص کی عیادت فرمائی۔ آپ نے فرمایا: "تمہیں بشارت ہو اللہ رب العزت فرماتا ہے" یہ میری آگ ہے۔ جسے میں دنیا میں اپنے مومن بندے پر تسلط کرتا ہوں۔ یہ اس کے لئے روز حشر آتش جہنم کا حصہ بن جائے گا۔"

۲۔ امام احمد اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اے مسلمانو! کے گروہ! تمہیں مژدہ ہو یہ تمہارا رب تعالیٰ ہے۔ اس نے تم پر آسمان کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھولا ہے۔ وہ ملائکہ کے سامنے تم پر فخر کر رہا ہے وہ فرما رہا ہے۔" میرے بندوں کی طرف دیکھو۔ انہوں نے ایسا ایک فریضہ ادا کر دیا ہے۔ وہ دوسرے فریضے کے منتظر ہیں۔"

۳۔ الطبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ رب العزت فرماتا ہے" اے ابن آدم! دن کے ابتدائی حصے میں میرے لئے دو رکعتیں پڑھو میں دن کے آخری حصہ میں تمہاری کفایت کروں گا۔"
امام احمد ابوداؤد نے حضرت نعیم بن حارث' الطبرانی نے الکبیر میں نواس سے یہ روایت ان الفاظ سے لکھی ہے" تو دن کے ابتدائی حصہ میں چار رکعتیں پڑھنے سے عاجز نہ ہو جا۔ میں دن کے آخری حصہ میں تمہاری کفایت کروں گا۔"
امام احمد نے حضرت کثیر بن مرہ سے امام ترمذی نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رب تعالیٰ فرماتا ہے" اے ابن آدم! چار رکعتیں پڑھ لیا کر۔"

۴۔ عبدالرزاق' احمد' ابن حمید' ترمذی اور الطبرانی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے' ابن مردویہ نے حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ سے' الطبرانی اور ابن مردویہ نے ابورافع رضی اللہ عنہ سے' الطبرانی اور ابن مردویہ نے طارق بن شہاب سے' الطبرانی نے السنہ میں' خطیب نے حضرت ابوعبیدہ عامر بن جراح رضی اللہ عنہ سے' حکیم اور الطبرانی نے عبدالرحمان بن عائش رضی اللہ عنہ سے' امام احمد نے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے' حکیم' بزار اور الطبرانی نے السنہ میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ یہ سب حضرات فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میرا رب تعالیٰ میرے پاس بہت ہی حسین شکل میں جلوہ گر ہوا۔ (میرا گمان ہے کہ آپ نے فرمایا: "نیند میں" اس نے فرمایا: "محمد عربی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ملاء اعلیٰ کے فرشتے کس چیز

میں مباحثہ کر رہے ہیں، میں نے عرض کی: "مولا! مجھے علم نہیں' اس نے اپنا دست قدرت میرے کندھوں کے مابین رکھا، حتیٰ کہ میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں پائی۔ میں ہر وہ چیز جان گیا جو آسمان اور زمین کے مابین تھی۔ "اس نے فرمایا: "محمد مصطفیٰ ﷺ کیا آپ جانتے ہیں کہ ملاء اعلیٰ کے فرشتے کس میں جھگڑا (مباحثہ) کر رہے ہیں؟ میں نے عرض کی: "ہاں! وہ کفارات اور درجات میں مباحثہ کر رہے ہیں" کفارات سے مراد نمازوں کے بعد مساجد میں ٹھہرنا ہے۔ پیدل جماعات میں شرکت کے لئے جانا ہے، اور تکالیف کے باوجود وضو مکمل کرنا ہے۔" اس نے فرمایا: "محمد مصطفیٰ ﷺ آپ نے سچ فرمایا ہے۔ جس نے اس طرح کیا اس نے بھلائی کے ساتھ زندگی بسر کی۔ بھلائی کے ساتھ وصال کیا۔ وہ اپنے گناہوں سے یوں پاک وصاف ہو گیا جیسے اس کی ماں نے اسے آج ہی جنم دیا ہو محمد مصطفیٰ ﷺ علیک وسلم! جب آپ نماز ادا کر چکیں تو یہ دعا مانگنا۔

اللھم انی اسئلك فعل الخیرات و ترك المنكرات و حب المساكين و ان تغفرلی و ترحمنی۔ و تتوب علی اذا اردت لعبادك فتنة فاقبضنی الیك غیر مفتون"

آپ نے عرض کی "درجات یہ ہیں اسلام پھیلانا' کھانا کھلانا' رات کو نماز ادا کرنا جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔"

۵۔ امام احمد اور امام الطبرانی نے حضرت ابو واقد اللیثی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "اللہ رب العزت نے فرمایا: "میں نے نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کے لئے مال اتارا۔ اگر ابن آدم کے پاس ایک وادی (دولت و ثروت سے) لبریز ہو تو وہ تمنا کرے گا کہ کاش اس کے لئے دوسری وادی بھی اسی طرح دولت و ثروت سے بھری ہوئی ہو۔ اگر اس کے پاس دو وادیاں دولت سے بھری ہوئی ہوں تو وہ خواہش کرے گا کہ اس کے پاس تیسری وادی بھی ہو۔ ابن آدم کا پیٹ صرف مٹی ہی بھر سکتی ہے، مگر رب تعالیٰ جس پر چاہے نظر کرم فرما دے۔"

۶۔ الطبرانی نے حضرت ابو مالک الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "جو شخص جہاد پر اس سے میری رضا چاہتے ہوئے' میرے وعدہ کی تصدیق کرتے ہوئے اور میرے رسل عظام پر ایمان لاتے ہوئے روانہ ہوتا ہے، تو رب تعالیٰ کا کرم و فضل اس کا ضامن ہوتا ہے، یا تو اسے شہادت عطا فرما دے اور اسے جنت میں داخل کر دے، یا وہ اپنے رب تعالیٰ کی ضمانت میں سفر کرتا ہے اگر اس کی غیبت طویل ہو جائے حتیٰ کہ وہ اپنے اہل کے پاس اجر اور غنیمت لے کر آتا ہے۔

۷۔ امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ رب العزت فرماتا ہے۔ "جس نے میرے کسی ولی کے ساتھ عداوت کا اظہار کیا اس کے خلاف میرا اعلان جنگ ہے۔ بندہ جس چیز کے ساتھ میرا قرب حاصل کرتا ہے اس میں سے مجھے وہ پسند ہے جو میں نے اس پر فرض کیا ہے۔ بندہ نوافل کے ساتھ میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے، حتیٰ کہ میں اس کے ساتھ محبت کرنے لگتا ہوں جب میں اس کے ساتھ محبت کرنے لگتا

ہوں میں اس کے کان بن جاتا ہوں جن کے ذریعے وہ سنتا ہے اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن کے ذریعے وہ دیکھتا ہے اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن کے ذریعے وہ پکڑتا ہے اس کی ٹانگیں بن جاتا ہوں جن کے ساتھ وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے کچھ مانگے تو میں اسے ضرور عطا کرتا ہوں۔ اگر وہ مجھ سے پناہ طلب کرے تو میں اسے ضرور پناہ دیتا ہوں۔"

۸۔ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب تعالیٰ سے روایت کیا ہے کہ اس نے فرمایا: "جب کوئی بندہ ایک بالشت میرے قریب ہوتا ہے تو میں ایک ذراع اس کے قریب ہوتا ہوں جب وہ ایک ذراع میرے قریب ہوتا ہے تو ایک گز اس کے قریب ہو جاتا ہوں۔ جب وہ چلتا ہوا میرے پاس آتا ہے تو میں بھاگ کر اس کی طرف آتا ہوں۔"

۹۔ بزار نے اس سند سے جس میں کوئی حرج نہیں۔ امام بیہقی، خطیب نے المتفق والمفترق میں ضحاک بن قیس سے لیکن حافظ منذری نے لکھا ہے کہ ضحاک کی صحبت میں اختلاف ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "میں بہترین شریک ہوں جس نے کسی کو میرے ساتھ شریک ٹھہرایا تو وہ میرے شریک کے لئے ہے۔

اے لوگو! اپنے اعمال کو مخلص کرو۔ رب تعالیٰ وہی اعمال قبول کرتا ہے، جو اس کے لئے اخلاص کے ساتھ کیا جاتا ہے یوں نہ کہو یہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے لئے اور یہ رحم رشتہ داری (قرابت) کے لئے۔ جو رحم کے لئے ہے اور اس میں سے اللہ تعالیٰ کے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ بھی نہ کہا کرو کہ یہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور یہ تمہارے سرداروں کے لئے ہے اس میں بھی اللہ تعالیٰ کے لئے کچھ نہیں ہوتا۔" اس روایت کو بغوی، دارقطنی، ابن عساکر اور ضیاء نے روایت کیا ہے۔

۱۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ رب العزت نے نیکیاں اور برائیاں لکھیں، پھر انہیں بیان کر دیا۔ جس نے کسی نیکی کا ارادہ کیا۔ اسے نہ کیا۔ رب تعالیٰ نے اپنے ہاں اسے ایک مکمل نیکی لکھ دیا۔ جس نے اس کا عزم کیا اور اس پر عمل کیا تو رب تعالیٰ اسے دس نیکیوں سے لے کر چھ سو اور کئی گنا تک اسے لکھ لیتا ہے۔ جس نے ایک برائی کا ارادہ کیا اس پر عمل نہ کیا تو رب تعالیٰ اسے اپنے پاس ایک مکمل نیکی لکھ لیتا ہے اگر وہ اس پر عمل پیرا ہو جائے تو وہ اسے ایک برائی لکھتا ہے۔" دوسری روایت میں ہے "وہ اسے مٹا دیتا ہے۔ عذاب میں وہی شخص مبتلا ہوگا جو گناہ کر کے خود کو ہلاک کر چکا ہو۔"

شیخان نے حضرات ابو ہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "جب میرا بندہ برائی کرنے کا ارادہ کرے تو (فرشتو!) تم اسے نہ لکھو، حتیٰ کہ وہ اس پر عمل پیرا ہو جائے۔ اگر وہ اس پر عمل پیرا ہو جائے تو صرف اس کی ایک مثل ہی لکھو اگر وہ اسے میرے لئے چھوڑ دے تو اس کے لئے ایک نیکی لکھ

دو۔ اگر وہ نیکی کرنے کا ارادہ کرے اس پر عمل پیرا نہ ہو تو اس کے لئے ایک نیکی لکھ دو اور اگر وہ اس پر عمل پیرا ہو تو اس کا اجر دس گناہ سے لے کر سات سو گنا تک لکھ دو"

امام مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: "جس نے ایک نیکی کا ارادہ کیا اس پر عمل پیرا نہ ہوا تو اس کے لئے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے۔ جس نے نیکی کا ارادہ کیا اور اس پر عمل کیا تو اس کا اجر و ثواب سات سو گنا تک لکھا جاتا ہے۔ جس نے برائی کا ارادہ کیا۔ اس کے لئے اسے نہیں لکھا جاتا اگر وہ عمل پیرا ہو جائے تو اسے (صرف ایک برائی) لکھ لیا جاتا ہے۔

دوسرے الفاظ میں ہے (حضور اکرم ﷺ سے روایت ہے کہ) اللہ رب العزت نے فرمایا: جب میرا بندہ گفتگو کرتا ہے کہ وہ نیکی کرے گا تو اس کے لئے ایک نیکی لکھ دیتا ہوں جب تک وہ اس پر عمل پیرا نہیں ہوتا اگر وہ اس پر عمل پیرا ہو جاتا ہے تو میں اس کی دس نیکیاں لکھتا ہوں۔ جب وہ گفتگو کرتا ہے کہ وہ برائی کرے تو میں اسے معاف کر دیتا ہوں جب تک وہ اس پر عمل پیرا نہیں ہوتا۔ اگر وہ اس پر عمل پیرا ہو جائے تو میں اس کی مثل اس کے لئے لکھتا ہوں۔ اگر وہ اسے ترک کر دے تو اس کے لئے نیکی لکھ دیتا ہوں۔"

۱۱۔ امام بیہقی نے الشعب میں اور ابن نجار نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "اللہ رب العزت فرماتا ہے: "میں اہل زمین پر عذاب اتارنے کا ارادہ کرتا ہوں جب میں انہیں دیکھتا ہوں جو میرے گھروں کو آباد کرتے ہیں جو میرے لئے باہم محبت کرتے ہیں۔ وقت سحر مغفرت طلب کرنے والوں کو دیکھتا ہوں تو میں ان سے اپنا عذاب پھیر لیتا ہوں۔"

حمزہ سہمی نے اپنی معجم میں اور ابن نجار نے مہاجر بن حبیب سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "اللہ رب العزت فرماتا ہے" "میں حکیم کے کلام کی طرف توجہ نہیں کرتا' بلکہ اس کے عزم اور تمنا کی طرف دیکھتا ہوں۔ اگر اس کا عزم اور خواہش اس چیز کے بارے میں ہو جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور اس سے راضی ہوتا ہے۔ میں اس کے عزم کو اللہ تعالیٰ کے لیے بنا دیتا ہوں اور وقار بنا دیتا ہوں۔ اگر چہ اس نے گفتگو نہ بھی کی ہو۔"

۱۲۔ ابن نجار نے حضرت ابو امامۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے" میرے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ میں نے خیر کو تخلیق کیا ہے۔ اس پر میں نے ہی قدرت دی ہے۔ اس کے لئے مژدہ جس کے لئے میں نے خیر کو تخلیق کیا ہے۔ خیر کو اس کے لئے بنایا ہے اس کے ہاتھوں ہر خیر کو رواں کر دیا ہے۔ میں اللہ رب العزت ہوں میں نے شر کو تخلیق کیا ہے اسی پر قدرت میں نے ہی بخشی ہے۔ اس کے لئے ہلاکت جس کے لئے شر کو تخلیق کیا گیا اور شر کو اس کے لئے تخلیق کیا گیا۔ میں نے شر کو اس کے ہاتھوں پر رواں کر دیا۔"

۱۳۔ الطبرانی نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "اللہ رب العزت فرماتا ہے" اے

میرے بندو! تم سب گمراہ ہو مگر جسے میں ہدایت عطا فرما دوں تم سب کمزور ہو مگر جسے میں تقویت عطا کردوں تم سب فقیر ہو مگر جسے میں غنی کردوں تم مجھ سے مانگو۔ میں تمہیں عطا کروں گا۔ اگر تمہارا اول و آخر' جن و انس' زندہ و مردہ اور خشک و تر اس دل پر جمع ہو جائیں، جو میرے بندوں میں سے سب سے زیادہ متقی ہو تو میرے ملک میں مچھر کے برابر بھی اضافہ نہ ہوگا۔ اگر تمہارا اول و آخر' زندہ و مردہ' خشک و تر اس شخص کے دل پر جمع ہو جائیں جو سب سے زیادہ فاسق و فاجر ہو تو میرے ملک میں مچھر کے برابر بھی اضافہ نہیں کرسکتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں یکتا ہوں۔ میرا عذاب کلام ہے۔ میری رحمت کلام ہے۔ جس نے مغفرت پر میری قدرت کا یقین کرلیا۔ وہ دل میں اپنے آپ کو برا نہیں سمجھتا۔ میں اس کے گناہ معاف کردوں گا۔ خواہ اس کے گناہ کتنے ہی کثیر ہوں۔"

۱۴۔ امام احمد نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اللہ رب العزت فرماتا ہے" "اے میرے بندے! تو نے میری عبادت کی اور مجھ سے امید وابستہ کی ہے۔ میں تمہارے سارے گناہ معاف کردوں گا۔ اے میرے بندے! اگر تو روئے زمین جتنے گناہ میرے پاس لے کر آئے گا جب تک کہ تو نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو، تو میں روئے زمین جتنی مغفرت کے ساتھ تمہارا استقبال کروں گا۔"

۱۵۔ الطبرانی اور ابو نعیم نے الحلیہ میں حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اللہ رب العزت فرماتا ہے" میں اپنے بندے کے میرے بارے گمان کے مطابق عمل کرتا ہوں۔ اگر وہ بھلائی کا گمان کرتا ہے تو بھلائی اور اگر وہ شر گمان کرتا ہے تو شر۔"

۱۶۔ ابن عساکر نے حضرت ابو امامۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مجھے میرے بندوں میں سب سے زیادہ پسندیدہ عبادت خلوص ہے۔"

۱۷۔ ابن عساکر نے مکحول سے مرسل روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اللہ رب العزت فرماتا ہے۔" اے ابن آدم! میں نے تم پر انعامات کئے۔ اگر میں نے تمہارے لئے دو آنکھیں بنائی ہیں تم ان کے ساتھ دیکھتے ہو۔ میں نے ان کے لئے پردہ بنایا ہے تو پھر ذرا اپنی آنکھوں سے دیکھو کہ میں نے تمہارے لئے کیا حلال کیا ہے۔ اگر تم دیکھو کہ میں نے تم پر کوئی چیز حرام کی ہے تو ان سے اپنا پردہ اوڑھ لو۔"

میں نے تمہارے لئے زبان بنائی ہے۔ میں نے اس کے لئے ایک قفل بنایا ہے۔ وہی گفتگو کرو جو میں نے تمہیں حکم دیا ہے۔ جسے تمہارے لئے حلال کیا ہے۔ اگر تمہارے سامنے ایسی چیز آ جائے جسے میں نے تمہارے لئے حرام قرار دیا ہے تو اپنی زبان کو بند کرلو۔ میں نے تمہاری شرم گاہ بنائی ہے۔ تمہارے لئے پردہ پوشی کا اہتمام کیا ہے۔ اپنی شرم گاہ اس تک لے جاؤ جسے میں نے تمہارے لئے حلال کیا ہے۔ اگر تمہارے سامنے ایسی چیز آ جائے جسے میں نے تم پر حرام کیا ہے تو اپنا پردہ خود پر لٹکالو۔ ابن آدم! تو میرا غصہ برداشت نہیں کرسکتا نہ ہی میرے انتقام کی طاقت رکھتا ہے۔"

امام احمد نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اللہ رب العزت فرماتا ہے "اے ابن آدم! دن کے ابتدائی حصے میں میرے لئے چار رکعتیں پڑھو۔ میں ان کی وجہ سے دن کے آخری حصے میں تمہاری کفایت کروں گا" بیہقی نے الشعب میں حسن سے مرسل روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ رب العزت فرماتا ہے "اپنا خزانہ میرے پاس رکھ دے یہاں نہ تو اسے جلایا جا سکتا ہے نہ ڈوب سکتا ہے اور نہ ہی چوری ہو سکتا ہے۔ میں تمہیں وہ چیز دوں گا جس کا تو سب سے زیادہ محتاج ہوگا"

نعیم بن حماد نے الفتن میں عروہ بن رویم سے مرسل روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اللہ رب العزت فرماتا ہے میں زمین کو اپنے بندوں کے لئے اس کی بھلائی میں وسعت دیتا ہوں جس میں اس میں کسی اہل ایمان کے لئے تنگی کرتا ہوں تو وہ اس کے لئے رحمت ہوتی ہے ان کے لئے مدتیں وہی مقرر ہیں جنہیں میں نے ان کے لئے لکھ دیا ہے۔ جب میں کسی کافر کے لئے تنگی پیدا کرتا ہوں تو وہ ان کے لئے عذاب ہوتا ہے۔ ان کی مقررہ مدتیں وہی ہیں جو میں نے لکھ دی ہیں۔"

۱۸۔ الطبرانی اور ابوشیخ نے العظمۃ میں ابومالک الاشعری سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے تین امور اپنے بندوں سے چھپا رکھے ہیں۔ اگر کوئی شخص انہیں دیکھ لے تو وہ کبھی بھی کوئی برا کام نہ کرے۔ اگر میں اپنا پردہ اٹھا دوں اور وہ مجھے دیکھ لے حتیٰ کہ اسے یقین ہو جائے اور وہ جان لے کہ میں اس وقت اپنی مخلوق کے ساتھ کیا کرتا ہوں جب میں ان پر موت طاری کرتا ہوں۔ سارے آسمان میرے دست قدرت میں ہیں، پھر زمین کو اور ساری زمینوں کو دست تصرف میں کر لیتا ہوں، پھر میں کہتا ہوں "میں ملک ہوں میرے علاوہ ملک کس کے پاس ہے؟ پھر میں انہیں جنت دکھاؤں، میں انہیں ہر وہ بھلائی دکھاؤں جسے میں نے ان کے لئے تیار کر رکھا ہے حتیٰ کہ وہ اس کا یقین کر لیں پھر میں انہیں آگ دکھاؤں اور اس میں سے ہر شر انہیں دکھاؤں جسے میں نے ان کے لئے تیار کر رکھا ہے حتیٰ کہ وہ اس کا یقین کر لیں لیکن میں نے جان بوجھ کر یہ سب کچھ ان سے چھپا لیا ہے تا کہ میں جان لوں کہ وہ کیسے اعمال سرانجام دیتے ہیں۔ میں نے سب کچھ تفصیل سے ان کے لئے بیان کر دیا ہے۔"

۱۹۔ امام احمد، عبد بن حمید، مسلم، نسائی اور ابن خزیمہ نے حضرات ابوہریرہ اور ابوسعید سے، امام نسائی نے حضرت علی المرتضیٰ سے انہوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "روزہ میرے لئے ہے اس کا اجر میں ہی عطا کروں گا"

۲۰۔ ابوداؤد، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "میں دو شریکوں کے مابین تیسرا ہوتا ہوں جب ان میں سے ایک دوسرے کے ساتھ خیانت نہیں کرتا۔ اگر وہ اس کے ساتھ خیانت کرے تو میں درمیان سے نکل جاتا ہوں۔"

۲۱۔ امام ترمذی نے (انہوں نے اس روایت کو حسن غریب کہا ہے) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ رب العزت فرماتا ہے ''جب میں دنیا میں کسی شخص کی متاع عزیز کو لے لیتا ہوں تو میرے نزدیک اس کی جزاء صرف جنت ہے۔ الطبرانی' ابن السنی نے عمل یوم ولیلۃ'' میں اور ابن عساکر نے ابو امامۃ سے ان الفاظ میں روایت کیا ہے ''اے ابن آدم! میں نے تمہاری متاع عزیز (بچی) لے لی ہے۔ تم صبر کرو۔ پہلے صدمہ سے حصول ثواب کے لئے صبر کرو، تو پھر میں تمہارے لئے جنت سے کم ثواب پر راضی نہ ہوں گا۔''

۲۲۔ امام احمد' ابن ماجہ' حاکم اور امام بیہقی نے الشعب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''میں اس وقت تک اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب تک وہ میرا ذکر کرتا ہے اور اس کے ہونٹ میرے ذکر سے ہلتے رہتے ہیں۔''

۲۳۔ ابو سعید' ترمذی (انہوں نے اسے ضعیف کہا ہے) الطبرانی اور البیہقی نے الشعب میں حضرت عمارہ بن زکرہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ رب العزت فرماتا ہے ''میرا وہ بندہ جو میرا ذکر کرتا ہے وہ اپنے دشمن کے ساتھ معرکہ آزما ہونے والے کی مانند ہے۔''

۲۴۔ ابو سعید' ترمذی (انہوں نے اسے ضعیف کہا ہے) الطبرانی اور البیہقی نے الشعب میں' ابو یعلی نے حباب سے' ابو یعلی' سراج' البیہقی' ابن حبان اور الضیاء نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ رب العزت فرماتا ہے ''میں نے اپنے بندے کو جسمانی صحت عطا کی اور اس کے رزق میں وسعت بخشی'' یا ''اس کی معیشت میں وسعت دی اس پر پانچ سال گزر گئے وہ ان میں میری طرف نہ آیا' دوسرے الفاظ میں اس پر پانچ سال گزر جاتے ہیں اور حرم کی طرف نہیں آتا۔''

۲۵۔ الطبرانی' البیہقی نے الشعب میں حضرت ابو امامۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے ''میرے بندے کی طرف جاؤ اور اسے مصائب میں مبتلا کر دو'' وہ اس کے پاس آتے ہیں۔ اسے مصائب میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ وہ واپس جاتے ہیں وہ عرض کرتے ہیں ''اے ہمارے رب تعالیٰ! میں نے اسے آزمائش میں خوب مبتلا کیا جیسے کہ تو نے ہمیں حکم دیا'' وہ فرماتا ہے ''واپس لوٹ چلو میں اس کی آواز سننا پسند کرتا ہوں۔''

۲۶۔ الطبرانی اور ابو نعیم نے الطب میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے میرے ولی کی اہانت کی اس نے عداوت کے ساتھ میرا مقابلہ کیا۔ اے ابن آدم! جو کچھ میرے پاس ہے تو اسے حاصل نہیں کر سکتا مگر ان فرائض کی ادائیگی کے ساتھ جو میں نے تم پر فرض کئے ہیں۔ بندہ لگاتار نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ میں اسے محبت کرنے لگتا ہوں۔ میں اس کی سماعت بن جاتا ہوں جس سے وہ

سنتا ہے اس کی بصارت بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اس کی زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے۔ اس کا دل بن جاتا ہوں جس سے وہ سمجھتا ہے۔ جب وہ مجھ سے دعا مانگتا ہے تو میں اس کی دعا کو قبول کرتا ہوں۔ جب وہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اسے عطا کرتا ہوں جب وہ مجھ سے مدد مانگتا ہے تو میں اس کی مدد کرتا ہوں۔ وہ میری پسندیدہ عبادت جس کے ساتھ بندہ میرا عبادت گزار بنتا ہے وہ میرے لئے اخلاص ہے۔"

۲۷۔ الطبرانی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" عزت میرا ازار ہے۔ کبریائی میری چادر ہے جس نے ان میں میرے ساتھ جھگڑا کیا میں اسے عذاب میں مبتلا کروں گا۔"

۲۸۔ امام احمد اور البیہقی نے الشعب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ رب العزت فرماتا ہے" بندہ مومن میرے نزدیک ہر بھلائی کے مقام پر ہوتا ہے۔ میں اس کے پہلو سے اس کا سانس بھی نکال لیتا ہوں۔"

تنبیہات:

۱۔ آپ نے فرمایا: "میرے پاس میرا رب تعالیٰ جلوہ گر ہوا" "اس نے اپنا دست اقدس رکھا" وغیرھما جیسے جملوں میں دو موقف ہوتے ہیں ایک اسلاف عظام کا موقف ہے۔ وہ یہ کہ اس پر اسی طرح ایمان لانا جیسے کہ یہ وارد ہیں اس کا معاملہ رب تعالیٰ کے سپرد کر دینا" اخلاف کا موقف یہ ہے کہ ایسی تاویل کر لینا جو شان ربوبیت کے لائق ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کا اتفاق ہے کہ اس کے ظاہر کو رب تعالیٰ کی ذات پر محمول کرنا محال ہے وہ اس سے بہت بلند و برتر ہے وہ اس کے آنے سے مراد اس کے امر اور نہی کو لیتے ہیں۔ ہاتھ سے مراد نعمت کو لیتے ہیں اور اس طرح کی دیگر تاویلات کرتے ہیں جو اس کے لائق ہیں۔

۲۔ ایک روایت میں ہے کہ چھ سو گنا تک اضافہ کرتا ہے جبکہ دوسری روایت میں ہے سات سو گنا تک کا تذکرہ ہے۔ یعنی کثیر گنا۔ جوھری لکھتے ہیں کہ تضعیف سے مراد یہ ہے کہ چیز کی اصل پر اضافہ کیا جائے اسے دو مثل بنا دیا جائے حسنہ سے مراد وہ فعل ہے جس کے ساتھ انسان کی شرعاً تعریف کی جائے اس سے کئی گنا ہونے سے مراد آخرت میں اس کی جزاء کے کئی گنا ہو جانا ہے۔ جو اسے خلوص کے ساتھ لے کر آیا ہو جو مقبول ہو۔ کیونکہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ (انعام: ۱۶۰)

ترجمہ: جو کوئی لائے گا ایک نیکی تو اس کے لئے دس ہوں گی اس کی مانند۔

اس آیت طیبہ میں اللہ رب العزت نے من عمل الحسنۃ نہیں فرمایا: بعض اوقات الحسنۃ میں تضعیف نہیں ہوتی، جیسے کہ وہ شخص جس نے نیکی کی نیت کی مگر اسے سر انجام نہ دیا اور اس کے اس رجوع کا عذر ہو نہ کہ رغبت ہو۔ اس تضعیف

کے کئی درجات ہیں۔

ا۔ نیکی کا دوگنا ہونا۔ وہ شخص مراد ہے جس نے دو انبیاء کو پایا اور ان دونوں پر ایمان لایا، اور وہ بندہ جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور اپنے مالک کے لئے خلوص کا اظہار کیا اور وہ عورت جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور اپنے خاوند کے ساتھ اچھی زندگی گزاری۔

۲۔ جس نے نیکی پر عمل کیا۔

۳۔ پندرہ گنا تک۔ حدیث پاک میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے فرمایا ''دو دن روزہ رکھا کرو تمہیں بقیہ ماہ کے ایام کا اجر دیا جائے گا'' نیکی کا اجر وثواب پندرہ گنا ہے۔''

۴۔ تیس گنا تک۔ حدیث پاک میں ہے ایک دن روزہ رکھو بقیہ ایام کا اجر وثواب تمہیں عطا کر دیا جائے گا'' اس جگہ نیکی کا اجر تیس گناہ تک ہے۔

۵۔ پچاس گنا تک۔ حدیث پاک میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے قرآن پاک پڑھا اور اس سے عبرت پکڑی اسے ہر حرف کے بدلے میں پچاس نیکیاں عطا کی جائیں گی۔ میں یہ نہیں کہتا کہ الم حرف ہے بلکہ الف حرف لام حرف اور میم حرف ہے۔''

۶۔ سات سو گنا تک۔ یہ راہ خدا میں خرچ کرنا ہے ارشاد ربانی ہے۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ (البقرۃ:۲۶۱)

ترجمہ: جولوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان (کے مال) مثال اس دانے کی سی ہے۔

۷۔ ان گنت اجر۔ یہ روزہ کا اجر ہے کیونکہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے رب تعالیٰ سے روایت کیا ہے ''ابن آدم کا ہر عمل اس کے لیے سوائے روزہ کے۔ روزہ میرے لئے ہے۔ اس کا اجر میں ہی دوں گا۔ صبر کا اجر بھی ان گنت ہے۔

اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝۱۰ (الزمر:۱۰)

ترجمہ: بے شک صابروں ہی کو ان کا ثواب بھرپور دیا جائے گا۔

صبر کی کئی اقسام ہیں۔ اطاعت پر صبر، معصیت پر صبر، مصیبت پر صبر مثلاً نماز ایک ایسی عبادت ہے جو عبادات کی کئی انواع پر مشتمل ہے۔ مثلاً قرات، تسبیح، خشوع وغیرہ۔ مراد یہ ہے۔

۳۔ حسنۃ سے مراد عبادات کے اجزاء نہیں ہیں۔ نماز مکمل ایک نیکی ہے جو نماز کا کچھ حصہ لے کر آیا وہ اس میں شامل نہ ہوگا۔''

چوتھا باب

اپنے پدر بزرگوار حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے روایت

امام بخاری وغیرہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ شک کے مستحق تھے جبکہ انہوں نے عرض کی:

رَبِّ اَرِنِیۡ کَیۡفَ تُحۡیِ الۡمَوۡتٰی ؕ قَالَ اَوَلَمۡ تُؤۡمِنۡ ؕ قَالَ بَلٰی وَلٰکِنۡ لِّیَطۡمَئِنَّ قَلۡبِیۡ ؕ

(بقرہ:۲۶۰)

ترجمہ: اے میرے پروردگار دکھا مجھے تو کیسے زندہ فرماتا ہے مردوں کو۔فرمایا (اے ابراہیم) کیا تم اس پر یقین نہیں رکھتے۔

پانچواں باب

اپنے بعض صحابہ کرام سے دجال اور دابہ کو دیکھنے کا واقعہ روایت کرنا

امام ترمذی نے حضرت فاطمہ بنت قیس سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔آپ مسکرائے۔آپ نے فرمایا:"تمیم داری نے مجھے حدیث بیان کی ہے جسے سن کر میں خوش ہوا ہوں۔میں نے پسند کیا ہے کہ وہ تمہیں بیان کروں"انہوں نے مجھے بیان کیا ہے کہ اہل فلسطین میں سے کچھ لوگ سمندر میں کشتی پر سوار ہوئے۔وہ انہیں لے کر چلی، حتیٰ کہ انہیں سمندر کے جزائر میں سے ایک جزیرہ پر پھینک دیا۔وہاں ایک جانور تھا جو بہت زیادہ تلبیس کرنے والا تھا۔اس نے اپنے بال بکھیر رکھے تھے۔لوگوں نے پوچھا"تو کون ہے؟اس نے کہا"میں زبردست جاسوسہ ہوں"انہوں نے کہا"ہمیں کچھ بتا"اس نے کہا"میں تمہیں نہ کچھ بتاؤں گی،نہ کچھ پوچھوں گی۔تم اس بستی کے دور کنارے تک جاؤ وہاں ایک فرد ہے جو تمہیں کچھ بتائے گا اور تم سے کچھ پوچھے گا۔"وہ بستی کے دور کنارے تک پہنچے وہ ایک شخص تھا جسے زنجیروں کے ساتھ باندھا گیا تھا۔اس نے کہا"مجھے زغر کے چشمہ کے بارے بتاؤ"ہم نے کہا"وہ بھرا ہوا ہے۔اچھل رہا ہے"اس نے پوچھا"مجھے بحیرہ کے بارے بتاؤ"ہم نے کہا"وہ بھی بھرا ہوا ہے اچھل رہا ہے"اس نے کہا"مجھے اس بیسان کے نخلستان کے بارے میں بتاؤ جو اردن اور فلسطین کے مابین ہے کیا وہ کھلاتا ہے؟ہم نے کہا"ہاں!اس نے کہا"مجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے بتاؤ کیا آپ مبعوث ہو

چکے ہیں؟ ہم نے کہا "ہاں! اس نے پوچھا "لوگوں کی ان کی طرف آنے کی کیفیت کیا ہے؟ ہم نے کہا "لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے جلدی کر رہے ہیں' وہ اچانک اچھلا حتیٰ کہ قریب تھا کہ ہم پوچھتے کہ تو کون ہے؟

اس نے کہا: "وہ دجال ہے' وہ سارے شہروں میں داخل ہوگا سوائے طیبہ کے۔ (طیبہ سے مراد مدینہ طیبہ ہے)"

حضرت ابوعیسیٰ نے لکھا ہے: "یہ حدیث پاک صحیح غریب ہے۔ یہ قتادہ عن شعبی کی سند سے صحیح غریب ہے' کئی راویوں نے اسے شعبی کی سند سے حضرت فاطمہ بنت قیس سے روایت کیا ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلے اور فتوے

ان ابواب سے عام تشریع مقصود نہیں ہے۔ اگرچہ آپ کے خاص فیصلے بھی عام تشریع ہیں، بلکہ مقصود صرف یہ ہے کہ اس جزوی نظم ونسق میں آپ کا طرز عمل کیا تھا جن کے آپ نے جھگڑوں کے فیصلے کئے لوگوں کے مابین فیصلے کرنے میں آپ کی سیرت طیبہ کیسی ہے۔

پہلا باب

معاملات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلے اور احکام

اس میں کئی انواع ہیں۔

۱۔ دو افراد کے مابین فیصلہ کرنے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ڈرانا:

امام احمد، دارقطنی اور ائمہ اربعہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جسے لوگوں کے مابین فیصلے کرنے کے لئے قاضی بنادیا گیا۔ اسے چھری کے بغیر ذبح کر دیا گیا۔"

امام احمد، امام بیہقی نے السنن میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو حاکم بھی لوگوں کے مابین فیصلہ کرے گا اسے روز حشر اس طرح لایا جائے گا کہ فرشتے نے اسے گودی سے پکڑا رکھا ہوگا، حتیٰ کہ وہ اسے جہنم پر کھڑا کر دے گا، پھر وہ اپنا سر اوپر بلند کرے گا۔ اللہ رب العزت فرمائے گا۔ "اسے نیچے پھینک دو۔" وہ اسے اس گڑھے میں پھینک دے گا۔ جس کی مسافت چالیس سال تک ہوگی۔"

امام احمد نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ نے فرمایا: "عادل قاضی پر روز حشر ایک ایسا لمحہ بھی آئے گا کہ وہ تمنا کرے گا کہ اس نے دو افراد کے مابین ایک کھجور کے بارے میں بھی فیصلہ نہ کیا ہوتا۔"

امام احمد، امام ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جس نے منصب قضاء کا تقاضا کیا۔ سفارشی تلاش کئے۔ اس کے لئے کوشش کی اور اس پر مجبور کیا تو رب تعالیٰ ایک فرشتہ نازل کرتا ہے جو اسے درست کرتا ہے۔"

۲۔قضاء کو تین اقسام میں منقسم کرنا

ابوداؤد اور بیہقی نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "قضاء کی تین اقسام ہیں۔ان میں سے ایک جنت میں اور دو آگ میں ہیں۔جو جنت میں ہے اس سے مراد وہ شخص ہے جس نے حق کو جانا اور اس کے مطابق فیصلہ کیا وہ جنت میں ہے۔ایک وہ شخص ہے جس نے حق کو جان لیا مگر اس کے مطابق فیصلہ نہ کیا فیصلہ میں ظلم کیا وہ آگ میں جائے گا۔ایک وہ شخص ہے جس نے حق کو نہ جانا جہالت کے مطابق لوگوں کے مابین فیصلہ کیا وہ آگ میں جائے گا۔"

۳۔غصے اور بھوک کے عالم میں فیصلہ کرنے سے ممانعت

امام بخاری نے ان سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی شخص دو کے مابین فیصلہ نہ کرے جبکہ وہ غصے کے عالم میں ہو۔" دارقطنی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "قاضی اس وقت فیصلہ کرے جب وہ سیر اور سیراب ہو۔"

۴۔دو فیصلہ کروانے والوں کو وعظ و نصیحت

الطبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ دو افراد نے اپنا جھگڑا بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں پیش کیا۔ آپ نے فرمایا: "میں تمہاری مثل بشر (کامل) ہوں۔میں تمہارے مابین اسی کے مطابق فیصلہ کرتا ہوں جو تم سے سنتا ہوں۔شاید ایک شخص اپنے بھائی سے دلائل دینے میں زیادہ تیز ہو۔میں جس کے لئے اس کے بھائی کے حق کا فیصلہ کر دوں تو گویا کہ میں اس کو آگ کا ٹکڑا کاٹ کر دے رہا ہوں۔"

ائمہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ آپ نے اپنے حجرہ مقدسہ کے دروازے پر دو افراد کی آواز سنی۔ آپ ان کے پاس تشریف لے گئے۔آپ نے فرمایا: "میں تمہاری مثل بشر (کامل) ہوں۔تم میرے پاس جھگڑے کا فیصلہ کروانے آتے ہو۔شاید تم میں سے ایک دلائل دینے میں دوسرے سے زیادہ تیز ہو۔میں جو کچھ سنوں اس کے مطابق اس کا فیصلہ کر دوں۔میں جس کے لئے اس کے بھائی کے حق میں سے فیصلہ کر دوں تو وہ اس میں سے کچھ نہ لے۔میں اسے آگ کا ایک ٹکڑا کاٹ کر دے رہا ہوں۔" وہ دونوں شخص رونے لگے۔ان میں سے ہر ایک نے کہا "میں اپنا حق تمہیں پیش کرتا ہوں۔" آپ نے فرمایا: "جب تم نے یوں کر دیا ہے تو پھر اس کو ترجیح دینے کے لئے قسم اٹھاؤ حق کو تلاش کرو پھر قرعہ اندازی کرو اور قسم سے بری ہو جاؤ۔"

امام احمد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "میں بشر (کامل) ہوں۔شاید تم میں سے کوئی دلائل دینے میں دوسرے سے زیادہ چرب زبان ہو۔جس کو میں کسی دوسرے کا حصہ دوں تو میں اسے آگ کا ٹکڑا کاٹ کر دوں۔"

شیخان نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"جس نے ظلم کرتے ہوئے کسی کی بالشت بھر زمین پر قبضہ کرلیا اللہ تعالیٰ اسے سات زمینوں کا طوق پہنائے گا۔"

۵۔تہمت میں کسی کو محبوس کرنا

ابوداؤد اور حاکم نے معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو تہمت کی وجہ سے محبوس کردیا۔اس روایت کو امام نسائی اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔انہوں نے یہ اضافہ کیا ہے۔"پھر آپ نے اسے چھوڑ دیا"اس کی روایت کی سند صحیح ہے۔

ابویعلی اور امام حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے کسی تہمت کی وجہ سے ایک شخص کو ایک دن اور رات تک روکے رکھا۔آپ نے احتیاطاً اسے روکے رکھا۔اس روایت کو الطبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔انہوں نے ایک دن اور ایک رات کا تذکرہ نہیں کیا۔الطبرانی نے نبیشہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو تہمت کی وجہ سے محبوس کردیا۔"

ابن ابی شیبہ اور امام حاکم نے ابومجلز رحمۃ اللہ علیہ سے مرسل روایت کیا ہے کہ ایک غلام دو افراد میں مشترک تھا ان میں سے ایک نے اپنا حصہ آزاد کردیا۔آپ نے اسے روکے رکھا حتیٰ کہ اس میں اس کی غنیمت اس کے لئے فروخت کردی گئی۔

ابوداؤد نے حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان کے چچا یا بھائی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔اس وقت آپ خطبہ ارشاد فرمارہے تھے۔انہوں نے کہا:"میرے پڑوسیوں کی گرفت کس وجہ سے کی گئی ہے؟" آپ نے ان سے اعراض فرمایا،پھر کسی چیز کا تذکرہ کیا آپ نے فرمایا:"اس کے لئے اس کے پڑوسی چھوڑ دو۔"

۶۔قرض دار کو لازم پکڑنے کا حکم

ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ہرماس بن حبیب سے اور انہوں نے اہل بادیہ میں سے ایک شخص سے وہ اپنے باپ اور دادا سے روایت کرتا ہے۔اس نے کہا"میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔آپ میرے پاس سے گزرے تو فرمایا"تم اپنے قیدی کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہو؟"یا"تمہارے اسیر نے کیا کیا؟"

۷۔اہل معاصی سے ممانعت

ابوداؤد اور دارقطنی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مخنث آپ کی خدمت لایا گیا۔اس نے اپنے ہاتھ اور پاؤں کو مہندی لگا رکھی تھی۔آپ نے پوچھا"اسے کیا ہے؟"صحابہ کرام نے عرض کی"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ عورتوں کے ساتھ مشابہت پیدا کرتا ہے"؟آپ نے اسے النقیع کی طرف نکال دیا۔صحابہ کرام نے عرض کی"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ اسے قتل نہیں کردیتے۔"آپ نے فرمایا:"مجھے نماز پڑھنے والوں کے قتل سے روکا گیا ہے۔"النقیع ایک جگہ ہے جو مدینہ طیبہ کی ایک

سمت میں ہے یہ البقیع نہیں ہے۔

۸۔گناہ گاروں اور مجرموں کے ساتھ گفتگو کرنے سے ممانعت

امام بخاری نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے مختصر روایت کیا ہے کہ جب وہ غزوۂ تبوک میں آپ سے پیچھے رہ گئے...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو منع کر دیا کہ وہ ہمارے ساتھ کلام کریں۔اسی عالم میں پچاس راتیں گزر گئیں۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری توبہ قبول کرلی ہے۔

۹۔ثالث مقرر کرنے کے بارے آپ کی سنت مطہرہ

الطبرانی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"آپ کے اور میرے مابین شکر رنجی ہوگئی۔"آپ نے فرمایا:"میں اپنے اور تمہارے مابین عمر فاروق کو ثالث بناتا ہوں" میں نے عرض کی: "نہیں! آپ نے فرمایا:"میں اپنے اور تمہارے مابین تمہارے والد گرامی کو ثالث بناتا ہوں" میں نے عرض کی:"ٹھیک ہے۔"

۱۰۔مفلس کو تصرف سے روک لینا

الطبرانی نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو ان کے مال میں تصرف کرنے سے روک دیا۔ان کے مال کو اس قرض کے عوض فروخت کر دیا جو ان پر تھا۔

"ابن ابی عمر نے حضرت عدی بن عدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس انسان کے خلاف فیصلہ کیا جس کے پاس ادائیگی قرض کے لئے رقم نہ تھی،بعض قرض خواہوں نے اپنا مال اس کے پاس پایا اور اس نے بھی اقرار کر لیا۔آپ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ اگر وہ اپنا سامان اس کے پاس پالیں تو اسے حاصل کرلیں۔"

امام مالک نے حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"جس شخص نے سامان بیچا۔اسے خریدنے والا مفلس ہوگیا۔خریدنے والے نے اس کو کچھ قیمت ادا نہ کی جس سے اس نے خریدا تھا۔وہ اپنے سامان کو اس کے پاس پائے تو وہ اس کا زیادہ مستحق ہے۔اگر خریدنے والا مر گیا تو پھر یہ سامان والا دیگر قرض خواہوں کی مثل ہے۔"اس سند سے یہ روایت مرسل ہے جبکہ ابوداؤد نے عن اسماعیل بن عباس زبیدی عن زہری عن ابی بکر بن عبدالرحمٰن عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے موصول روایت کیا ہے۔زبیدی سے مراد محمد بن ولید ابوھذیل ہے۔اسماعیل کی شامیوں سے روایت صحیح ہے۔"

ابوداؤد نے حضرت عمرو بن خلدہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"ہم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ہم اس شخص کے لئے حاضر ہوئے تھے جو مفلس ہوگیا تھا۔"انہوں فرمایا"میں تمہارے مابین وہی فیصلہ کروں گا جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا تھا۔"آپ نے فرمایا:"جو مفلس ہوگیا یا مر گیا ایک شخص نے اپنا سامان اس کے پاس پالیا وہی اس کا زیادہ حقدار ہے۔"

الطبرانی نے کئی اسناد سے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ایک خوبصورت جوان تھے۔ وہ اپنی قوم کے جوانوں سے بہترین تھے۔ وہ جو بھی مانگتے تھے۔ انہیں عطا کر دیتے تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے اتنا قرضہ لیا جو ان کے سارے مال کو محیط تھا۔" انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے اس وقت سے اپنے مال میں بخل سے کام نہیں لیا جب سے میں نے اسلام قبول کیا ہے۔ میں نے اسلام اور مسلمانوں کے معاملات میں بہت سا مال خرچ کیا ہے اب مجھ پر بہت زیادہ قرض ہو گیا ہے آپ میرے قرض خواہوں کو بلائیں اور انہیں حکم فرمائیں کہ وہ مجھ سے نرمی کریں اگر وہ مجھ سے نرمی کریں تو یہی اس کی سبیل ہے اگر وہ انکار کر دیں تو میرے مال میں سے کچھ ان کے لئے مقرر کر دیں۔" آپ نے ان کے قرض خواہوں کو بلایا اور انہیں فرمایا کہ وہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نرمی کریں۔ انہوں نے عرض کی: ہم اپنے اموال سے محبت کرتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں ہے۔ "حضور شفیع مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے قرض خواہوں سے گفتگو کی، مگر انہوں نے ان کے ساتھ کچھ رعایت نہ کی۔ اگر کوئی کسی کی گفتگو سے کسی کے لئے چھوڑ دیتا تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گفتگو کی وجہ سے کچھ چھوٹ مل جاتی۔ وہ اسی طرح رہے حتیٰ کہ انہوں نے اپنا سارا مال فروخت کر دیا۔ اسے اپنے قرض خواہوں کے مابین تقسیم کر دیا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی مال نہ رہا۔ جب انہوں نے حج کر لیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں یمن بھیج دیا۔" دوسرے الفاظ میں ہے۔ "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو تصرف سے روک دیا۔ آپ کے مال کو اس قرض کی وجہ سے فروخت کر دیا جو ان پر تھا۔"

۱۱۔ معاملات میں آپ کا اسوہ حسنہ

امام احمد، ابو داؤد نے ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تین اشیاء میں لوگ شریک ہو سکتے ہیں۔ ۱۔ پانی۔ ۲۔ گھاس۔ ۳۔ آگ۔

عبداللہ بن امام احمد نے زوائد المسند میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نخلستان کے بارے اہل مدینہ طیبہ میں یہ فیصلہ فرمایا کہ کنویں کے بچے ہوئے پانی سے نہیں روکا جائے گا۔ اہل دیہات کے بارے میں آپ نے یہ فیصلہ کیا کہ انہیں فالتو پانی سے روکا نہیں جائے گا، تاکہ اس سے گھاس کو روکا جا سکے۔"

امام احمد اور ابن ماجہ نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "آپ نے منع فرمایا کہ کنویں کے بچے ہوئے پانی سے منع کیا جائے۔" مسدد نے ثقہ راویوں سے حضرت ابن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "عام کنویں کا احاطہ پچاس ذراع ہے جبکہ نئے کنویں کا احاطہ پچیس ذراع ہے۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "کھیت کے کنویں کا احاطہ تین سو ذراع ہے۔"

ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کھجور کا احاطہ اس جگہ تک ہے

جہاں تک اس کی شاخیں پھیلی ہوئی ہیں۔"

امام احمد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کنویں کا ارد گرد سے احاطہ چالیس ذراع ہوتا ہے۔ شیخان نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی کو عمر بھر کے لئے کوئی چیز عطا کرے وہ اس کے لئے اور اس کی نسل کے لئے ہے۔ یہ اس کے لئے ہے جسے عطا کر دی گئی ہے۔ یہ اس کی طرف نہیں لوٹے گی جس نے اسے عطا کیا ہے کیونکہ اس نے ایسی عطا کی ہے جس میں وراثت جاری ہوگئی ہے۔"

امام مالک نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جس نے کسی کو کوئی چیز عمر بھر کے لئے عطا کی تو وہ اس کے لئے ہی خالصۃً ہے۔ دینے والے کے لئے روا نہیں کہ وہ اس میں کوئی شرط رکھے یا اس سے واپس لے۔ ابوسلمہ نے فرمایا ہے: اس نے ایسی عنایت بخشی ہے جس میں وراثت جاری ہوگئی ہے۔ میراث نے اس کی شرط کو منقطع کر دیا۔"

ابوداؤد نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کھجور کے احاطہ کے بارے میں جھگڑا پیش کیا گیا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے اس کی پیمائش کرنے کا حکم دیا تو اسے سات ذراع پایا گیا، جبکہ دوسری روایت میں ہے کہ اس کی پیمائش پانچ ذراع تھی۔ آپ نے یہ فیصلہ کر دیا۔"

امام نسائی نے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور محمد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جس نے بنجر زمین کو آباد کیا وہ اسی کی ہے۔ کسی غیر کی زمین میں ناحق درخت لگانے والے ظالم کے لئے کچھ بھی نہیں۔"

ابوداؤد نے حضرت عروہ بن زبیر سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں گواہی دیتا ہوں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فیصلہ کیا کہ یہ زمین اللہ رب العزت کی ہے۔ یہ بندے اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں جس نے غیر آباد زمین کو آباد کیا وہ اس کا زیادہ مستحق ہے۔ یہ امر آپ سے ہمیں ان بزرگ ہستیوں نے بیان کیا ہے۔ جنہوں نے آپ سے نمازوں کے بارے روایات بیان کی ہیں۔"

ابن ماجہ نے حضرت ثعلبہ بن ابی مالک رضی اللہ عنہ اور ابن ماجہ نے حضرات عبداللہ بن عمرو اور عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پانی کے بارے میں فرمایا جو بلند زمین سے نیچے آ رہا ہو کہ بلند زمین والا اس سے ٹخنوں تک سیراب کرے گا پھر اس پانی کو اس زمین کی طرف بھیج دے گا جو اس سے نشیبی ہوگی۔ اسی طرح ہی پانی چلتا رہے گا حتیٰ کہ باغات سیراب ہو جائیں یا پانی ختم ہو جائے۔"

امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے سخت نالے کے بارے میں جھگڑا کیا جس سے نخلستان سیراب ہوتے تھے۔ انصاری شخص نے کہا "چھوڑا ہوا پانی گزرنے دیا کرو" مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ دونوں یہ جھگڑا بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں لے کر آئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے زبیر! تم اپنے کھیتوں کو پانی دے دیا کرو پھر پانی کو اپنے پڑوسی کے کھیتوں کی طرف جانے دیا کرو۔ یہ سن کر اس انصاری شخص کو غصہ آیا اس نے کہا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے یہ فیصلہ اس لئے کیا ہے کیونکہ یہ آپ کی پھوپھو کے نور نظر تھے" یہ

سن کر آپ کے چہرۂ انور کا رنگ سرخ ہو گیا۔ آپ نے فرمایا: ''زبیر! خوب سیراب کیا کرو پانی روک لیا کرو حتیٰ کہ پانی کھیتوں کی منڈیروں تک پہنچ جائے۔'' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی بخدا! میں ضرور روکوں گا۔'' اس وقت یہ آیت طیبہ اتری:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ (النساء۔ ۶۵)

ترجمہ: پس (اے مصطفیٰ) آپ کے رب کی قسم یہ لوگ مومن نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ حاکم بنائیں آپ کو ہر اس جھگڑے میں جو پھوٹ پڑا ان کے درمیان۔

امام شافعی، امام احمد، امام بخاری، ابو داؤد، نسائی اور دار قطنی نے حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نقیع کو چراگاہ مقرر فرمایا تو فرمایا ''چراگاہ نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے۔''

ابو داؤد اور نسائی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''وزن، اہل مکہ کا وزن ہے اور مکیال اہل مدینہ کا مکیال ہے۔'' امام بخاری نے تعلیقاً اور دار قطنی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ حضور شفیع مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم کوئی چیز فروخت کرو تو ناپ کر دو اور جب خریدو تو خوب ناپ کر لو۔''

ابن ماجہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طعام کی بیع سے منع فرمایا تاوقتیکہ اس میں دو صاع رواں ہو جائیں۔ خریدنے والے کا صاع اور فروخت کرنے والے کا صاع'' امام بخاری نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتے کی قیمت، باغی عورت کی اجرت اور کاہن کی اجرت سے منع فرمایا ہے۔''

شیخان نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے غلہ خریدا وہ اسے آگے نہ بیچے حتیٰ کہ پورا کر لے۔'' ابن ماجہ نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اس چیز کی بیع درست نہیں جو تمہارے پاس نہیں اور نہ ہی اس چیز کا نفع جائز ہے جس کا وہ ضامن نہیں ہے۔''

ائمہ اور شیخان نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ نے پھلوں کی بیع سے اس وقت تک منع فرمایا جب تک ان کی صلاحیت نمودار نہ ہو جائے۔ دوسرے الفاظ میں ہے حتیٰ کہ وہ رنگ پکڑ لے۔'' صحابہ کرام نے عرض کی ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: ''حتیٰ کہ وہ سرخ ہو جائے۔'' آپ نے خریدار اور فروخت کنندہ کو منع فرمایا۔ امام بخاری کے الفاظ ہیں کہ آپ نے انہیں کھجوروں کی خرید و فروخت سے منع کیا، حتیٰ کہ ان کا رنگ سرخ ہو جائے اور خوشوں کی بیع سے منع فرمایا، حتیٰ کہ وہ سفید ہو جائیں اور وہ آفت سے محفوظ ہو جائیں۔ آپ نے خریدار و فروخت کنندہ کو ان کی بیع سے منع فرمایا۔

ابن ماجہ، عبداللہ بن امام احمد نے زوائد المسند میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے کھجور کا ایسا درخت فروخت کیا جسے پیوند لگایا گیا تھا تو اس کا پھل اس شخص سے لئے ہوگا جس نے اسے بیچا مگر جبکہ خریدار اس کی شرط لگا لے۔ جس نے غلام خریدا تو اس کا مال بیچنے والے کے لئے ہوگا مگر جبکہ خریدار اس کی شرط لگا لے'' ان سے ہی روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیع المزابنہ سے منع فرمایا ہے۔'' جبکہ بیع العرایا میں آپ نے کھجوروں کو اندازے

سے فروخت کرنے کی رخصت دی ہے جبکہ وہ کھجوریں پانچ وسق سے کم ہوں۔"

امام بخاری نے ان سے ہی روایت کیا ہے"حضور اکرم ﷺ نے کھجوروں کی کھجوروں کے عوض بیع سے منع کیا ہے یہی بیع المزابنہ ہے" امام بخاری نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے حضور اکرم ﷺ نے ضرورت مندوں سے بوجھ کم کرنے کا حکم دیا" امام بخاری نے ان سے ہی روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر تم اپنے بھائی سے کھجوریں خریدو۔ اسے کسی مصیبت کا سامنا کرنا پڑے تو تمہارے لئے حلال نہیں کہ تم اس میں سے کچھ لو تم اپنے بھائی کا ناحق مال کیوں لو گے۔"

ابوداؤد نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ نے کھجور کے پھل کے بارے اس شخص کے بارے فیصلہ کیا جو اس کے لئے پیوندکاری کرے۔ اِلّا یہ کہ خریدار یہ شرط لگا دے۔"

امام ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے انگور کی بیع سے منع فرمایا، حتیٰ کہ وہ سیاہ ہو جائے اور دانوں کی بیع سے منع فرمایا حتیٰ کہ وہ سخت ہو جائیں۔

امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ نے سود کھانے کھلانے اس کے کاتب اور گواہوں پر لعنت کی۔ فرمایا "یہ سب برابر ہیں" امام مالک اور امام ابوداؤد نے اپنی مراسیل میں حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے گوشت کی حیوان کے بدلے بیع کو منع فرمایا ہے۔"

شیخان نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ نے ہمیں دو بیعوں اور دو پوشاکوں سے منع فرمایا۔ آپ نے بیع میں سے املامستہ اور منابذہ سے منع فرمایا ملامسہ بیع یہ ہے کہ ایک شخص دن یا رات کے وقت دوسرے شخص کا کپڑا چھولے اور صرف اسی کو ہی قبول کرے۔"

جبکہ بیع المنابذہ یہ ہے کہ ایک شخص اپنا کپڑا دوسرے شخص کی طرف اور دوسرا اپنا کپڑا پہلے شخص کی طرف پھینکے۔ یہ دیکھے اور رضا کے بغیر ان دونوں کی بیع ہو۔ یہ امام مسلم کی تعریف ہے، جبکہ امام بخاری نے لکھا ہے کہ بیع الملامسہ یہ ہے کہ انسان کسی کپڑے کو چھوئے، لیکن اس کی طرف نہ دیکھے۔ بیع المنابذہ یہ ہے کہ بیع کے ساتھ اپنا کپڑا دوسرے شخص کی طرف پھینکے۔ اس سے قبل کہ وہ اسے قبول کرے یا اس کی طرف دیکھے۔"

امام بخاری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ نے نر کو مادہ پر چھوڑنے کی قیمت لینے سے منع فرمایا۔ اسی طرح آپ نے آٹا پیسنے والے کے قفیز سے منع فرمایا۔"

امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے نر کو مادہ پر یا اونٹ کو اونٹنی پر چھوڑنے کی قیمت لینے سے منع کیا ہے۔" امام نسائی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے کتے کی قیمت اور نر کو مادہ پر چھوڑنے کی قیمت لینے سے منع فرمایا ہے۔"

امام ترمذی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے حسن غریب روایت نقل کی ہے کہ کلاب کے ایک شخص نے بارگاہ

رسالت مآب ﷺ میں عرض کی' نر کو مادہ پر چھوڑنے کی اجرت لینے کے بارے کیا حکم ہے؟ آپ نے اسے اس طرح کرنے سے منع فرمادیا۔ اس نے عرض کی' یارسول اللہ ﷺ ہم نر کو مادہ پر مفت چھوڑتے ہیں پھر تکریم کرتے ہیں۔ آپ نے ازروئے عزت اسے اجازت دے دی۔"

امام ترمذی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے ایک بیع میں دو بیعوں سے منع کیا۔ امام احمد نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور پاک ﷺ نے ایک سودے میں دو سودوں سے منع فرمایا۔" سماک نے کہا ہے اس سے مراد وہ شخص ہے جو بیع کو فروخت کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ وہ اس طرح اور اس طرح چیز کو ادھار دیتا ہے اور اس طرح اس طرح چیز کو نقد دیتا ہے۔"

انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "ایک بیع میں دو بیعیں نہ کرو۔ امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے کنکریوں اور دھوکے کی بیع سے منع فرمایا ہے۔"

امام احمد نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "مچھلی کو پانی میں نہ خریدو۔ یہ دھوکہ ہے" ابوبکر بن عاصم نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

کہ حضور اکرم ﷺ نے دودھ کو دوہنے سے قبل کھیریوں میں فروخت کرنے سے منع فرمایا۔ جانوروں کے پیٹ میں موجود بچے کی بیع سے منع فرمایا۔ "پانی میں مچھلی کی بیع کو منع فرمایا' ماؤں کے پیٹ میں جو کچھ ہوا ہے نر کے مادہ منویہ اور حمل کے حمل کی بیع سے منع فرمایا ہے۔"

شیخان نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "اہل جاہلیت اونٹ کے گوشت کو حمل کے حمل تک فروخت کرتے تھے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اونٹنی بچہ جنے پھر وہ حاملہ ہو" آپ نے اس بیع سے منع فرمادیا تھا۔

امام نسائی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے مالِ غنیمت کو فروخت کرنے سے منع فرمایا حتیٰ کہ اسے تقسیم کر دیا جائے۔ نیز کہ حاملہ سے وطی نہ کی جائے' حتیٰ کہ وہ بچے کو جنم دے لے۔ ہر چیر نے پھاڑنے والے درندے کی بیع سے منع فرمایا۔

دارقطنی نے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے پھل کی بیع اس کا ذائقہ پیدا ہونے سے قبل' اون کی بیع جانور کی کمر پر' دودھ کی بیع کھیری میں اور مکھن کی بیع دودھ میں کرنے سے منع کیا ہے۔"

امام بخاری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے بیع المزابنہ سے منع فرمایا ہے۔ بیع المزابنہ یہ ہے کہ کھجور کے پھل کو پھل کے بدلے ناپ کر کشمش کی کھجور کے بدلے ناپ کر اور ہر قسم کی کھجور کو اندازے کے ساتھ بیچنے سے منع کیا ہے" ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے کھیتی کی گندم کے عوض بیع کو منع کیا ہے۔"

امام مالک اور امام احمد' امام ابوداؤد اور امام نسائی نے حضرت عمرو بن شعیب' وہ اپنے والد گرامی اور وہ اپنے پدر

بزرگوار سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے بیع العربان سے منع فرمایا۔امام مالک نے فرمایا ہے: ہماری رائے
(واللہ اعلم) میں اس کی صورت یہ ہے کہ ایک انسان ایک غلام خریدے یا کوئی سواری کا جانور کرائے پر لے پھر کہے" میں تمہیں
ایک دینار دیتا ہوں۔اگر میں نے سامان کو چھوڑ دیا تو جو کچھ میں نے تمہیں دیا ہے وہ تمہارا ہوگا۔" 12

امام احمد اور ابوداؤد نے سالم بن ابی امیہ ابونضر سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"بصرہ کی مسجد میں بنو تمیم کا ایک بزرگ میرے پاس آیا۔اس نے کہا" میں اپنے والد گرامی کے ساتھ مدینہ طیبہ آیا۔میں نوجوان تھا ہم اپنے اونٹ بیچنے آئے تھے۔میرے والد گرامی حضرت طلحہ بن عبید اللہ التیمی رضی اللہ عنہ کے دوست تھے۔ہم انہی کے ہاں ٹھہرے۔میرے والد گرامی نے کہا" باہر نکلیں اور میرے اونٹ فروخت کریں" انہوں نے فرمایا:" حضور اکرم ﷺ نے منع فرمایا کہ کوئی شہری کسی دیہاتی کے لئے کچھ فروخت کرے۔"

عبدالرزاق نے اسلمی سے انہوں نے عبد اللہ بن دینار سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے قرض کے بدلے قرض کی بیع سے منع فرمایا ہے،لیکن عبدالحق اسلمی نے کہا ہے کہ ابراہیم بن محمد بن یحییٰ متروک ہے اور اس پر کذب کا الزام تھا، بعض علماء نے لکھا ہے کہ اس روایت کو دارقطنی نے موسیٰ بن عقبہ کی سند سے حضرت عبد اللہ بن دینار سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ادھار کے بدلے ادھار کی بیع سے منع فرمایا حضرت زبیر کے غلام موسیٰ بن عقبہ ثقہ تھے۔ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے ادھار کی ادھار کے عوض بیع سے منع فرمایا تھا۔

امام ترمذی (انہوں نے اس روایت کو حسن غریب کہا ہے) امام احمد اور امام حاکم نے حضرت ابو ایوب سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:" جس نے بچے کو اس کی ماں سے جدا کیا رب تعالیٰ روز حشر اسے اس کے پیاروں سے جدا کر دے گا۔"

امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے باہر نکل کر کارواں سے ملاقات کرنے سے منع فرمایا۔آپ نے منع فرمایا کہ کوئی شخص دوسرے شخص کی بیع پر بیع نہ کرے۔لوگوں سے بڑھ کر بولی نہ لگائے۔کوئی شہری دیہاتی کے لئے بیع نہ کرے، نہ ہی اونٹنیوں کے تھن مضبوطی سے باندھو جس نے ایسا جانور خریدا تو اسے دودھ دھونے کے بعد اختیار ہے۔اگر وہ راضی ہے تو اپنے پاس رکھ لے اور اگر وہ ناراض ہے تو اسے واپس کر دے۔اس کے ساتھ ایک صاع کھجوریں واپس کر دے" دوسری روایت میں ہے" جس نے ایسی بکری دیکھی جس کے تھن باندھے گئے تھے تو اسے تین روز تک اختیار ہے۔اگر وہ اسے واپس کرے تو اس کے ساتھ طعام بھی دے۔گندم کا ایک صاع نہ دے۔"

امام مسلم نے ان سے ہی روایت کیا ہے کہ حضور شفیع مکرم ﷺ نے فرمایا:" باہم حسد نہ کیا کرو۔نہ باہم بغض رکھا کرو نہ ہی باہم دشمنی رکھا کرو اور نہ ہی باہم قطع تعلقی کیا کرو۔نہ ہی ایک شخص کی بیع پر بیع کیا کرو۔"

"النجش" سے مراد یہ ہے کہ ایک شخص کسی چیز کے بھاؤ میں اضافہ کر دے اسے باآواز بلند پکارے لیکن اس میں اسے

رغبت نہ ہو بلکہ وہ دوسروں کے لئے اسے گراں قیمت کرنا چاہتا ہو۔"

امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "بیع کے لئے کارواں کی شہر سے باہر بیع کے لئے ملاقات نہ کی جائے۔" امام مسلم نے ان سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "کارواں کے ساتھ باہر ملاقات نہ کیا کرو جس کے ساتھ کسی نے ملاقات کی اور اس سے کچھ خرید لیا جب اس کا مالک بازار پہنچے تو اسے اختیار حاصل ہے۔"

امام مالک، امام احمد اور ائمہ خمسہ نے حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "دو باہم خرید و فروخت کرنے والوں کو اس وقت اختیار ہوتا ہے جب تک وہ جدا نہ ہو جائیں۔ اگر انہوں نے سچ بولا اور کھول کر بیان کیا تو ان کی بیع میں برکت ڈال دی جائے گی۔ اگر انہوں نے کچھ چھپایا اور جھوٹ بولا تو ان کی بیع میں سے برکت مٹا دی جائے گی۔"

ابو داؤد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے "حضور اکرم ﷺ نے منع فرمایا کہ کوئی شخص وہ غلہ فروخت کرے جسے اس نے ناپ کر لیا ہو حتیٰ کہ وہ اسے پورا کر لے" انہوں نے فرمایا: "ہم کارواں سے غلہ اندازے سے خرید لیتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے ہمیں منع فرما دیا کہ ہم اسے فروخت کریں حتیٰ کہ ہم اسے اس کی جگہ سے منتقل کر لیں۔"

امام احمد، امام نسائی، امام بیہقی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جو غلہ خریدے وہ اسے آگے اس وقت تک فروخت نہ کرے حتیٰ کہ وہ اسے پورا کرے۔ ابو داؤد نے یہ اضافہ کیا ہے "مگر یہ کہ وہ شرکہ یا تولیہ کے اعتبار سے ہو۔"

امام نسائی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب دو بیع کرنے والے باہم اختلاف کریں۔ اس کے مابین گواہ بھی موجود نہ ہوں تو وہی بات قابل قبول ہو گی جو سامان کا مالک کہتا ہے یا وہ دونوں بیع ترک کرنے پر اتفاق کر لیں۔"

شیخان نے روایت کیا ہے کہ جب سرور کائنات ﷺ مدینہ طیبہ تشریف فرما ہوئے آپ نے اہل مدینہ کو پایا کہ وہ پھلوں میں سودا بازی کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا: معلوم ناپ، معلوم وزن اور معلوم مدت تک سودا کیا کرو۔ دوسری روایت میں ہے کہ انسان کو چاہئے کہ وہ معلوم ناپ میں سودا کرے۔"

امام ابو داؤد اور امام نسائی نے روایت کیا ہے "حضور اکرم ﷺ نے اس چیز کی بیع سے منع فرمایا جو تیرے پاس موجود نہیں ہے۔" امام بخاری نے روایت کیا ہے کہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا عبداللہ بن ابی حدود رضی اللہ عنہ پر قرض تھا۔ انہوں نے انہیں پکڑ لیا حتیٰ کہ ان کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ آپ نے انہیں فرمایا کہ وہ نصف معاف کر دیں۔ انہوں نے اسی طرح کیا۔" صلح کی احادیث طیبہ کثیر ہیں۔"

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ "حضور اکرم ﷺ نے شفعہ کے بارے اس وقت تک فیصلہ کیا جب

تک اسے تقسیم نہ کیا جائے۔ جب حدود واقع ہو جائیں اور رستے بن جائیں تو کسی کو شفعہ کا اختیار نہیں ہے۔"

الطبرانی نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے شرکاء کے مابین شفعہ کا فیصلہ کیا۔ ابویعلی الموصلی' ابن ابی الدنیا اور البزار نے ضعیف سند کے ساتھ العزلہ میں اور امام بیہقی نے حضرت قاسم بن نحول البہزی سلمی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے اپنے والد گرامی سے سنا انہوں نے جاہلیت اور اسلام کا زمانہ پایا تھا۔ انہوں نے میرے لئے الابواء کے مقام پر جالی لگائی۔ ایک رسی میں ہرن پھنس گیا۔ میں نے کہا" میں اس کے تعاقب میں جاتا ہوں۔ میں نکلا میں نے ایک شخص کو دیکھا اس نے وہ ہرن پکڑ رکھا تھا۔ ہم نے اس میں جھگڑا کیا۔ ہم اسے ہانک کر بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں لے گئے۔ ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ ابواء کے مقام پر درخت کے نیچے جلوہ گر تھے۔ آپ کمان پر تشریف فرما تھے۔ ہم نے اپنا جھگڑا آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ نے اسے ہمارے مابین نصف نصف تقسیم کر دیا۔"

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے غلام خریدا اسے کام پر لگایا وہ اس کے پاس اتنا عرصہ ٹھہرا رہا جتنا اللہ رب العزت نے چاہا، پھر اس نے اس میں عیب پایا اس نے اپنا جھگڑا بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں پیش کیا۔ آپ نے عیب کی وجہ سے اسے واپس کر دیا۔ اس نے کہا "اس نے میرے غلام سے کام لیا ہے۔" آپ نے فرمایا: "آمدنی اسے ملے گی جو اس چیز کا ذمہ دار ہوگا۔"

امام شافعی' ترمذی' ابن ماجہ اور دارقطنی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک اعرابی سے خبط کا سامان خریدا۔ جب بیع لازم ہوگئی تو آپ نے فرمایا: "اختیار لے لو" اعرابی نے عرض کی "آپ کی حیات طیبہ کی قسم! آپ خریدنے والے کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: "میرا تعلق خاندان قریش کے ساتھ ہے۔"

ائمہ ثلاثہ' شیخان اور نسائی اور ابن ماجہ نے حضرات ابوسعید' ترمذی اور نسائی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے" امام احمد اور امام بخاری نے حضرت "ابن عباس سے' ائمہ ثلاثہ اور ائمہ ستہ نے اور دارقطنی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ نے ہمیں بیع المزابنہ اور بیع المحاقلہ سے منع فرمایا ہے۔ مزابنہ سے مراد کھجور کے درختوں پر ہی کھجوریں خرید لینا اور محاقلہ سے مراد زمین کا کرایہ ہے۔"

امام مالک نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے بٹائی سے منع فرمایا ہے۔ امام مالک نے مرسل روایت کیا ہے کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی اونٹنی ایک انصاری شخص کے باغ میں داخل ہوگئی۔ اس نے اس میں بگاڑ پیدا کیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فیصلہ کیا کہ اموال کے مالکوں پر لازم ہے کہ وہ ان کے وقت حفاظت کریں جبکہ جانوروں سے رات کے وقت ان کی حفاظت کریں۔"

دارقطنی نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "جسے رات کے وقت اونٹ خراب کر دیں تو ان کے مالک پر ضمان ہے۔ جو وہ دن کے وقت بگاڑ پیدا کریں تو اس پر دن کے لئے کچھ بھی لازم نہیں

ہے۔ بکریاں دن اور رات کے وقت جو خرابی پیدا کریں تو ان کے مالک ضامن ہوں گے۔ درندوں کو تین بار ان کے مالکوں کو پیش کیا جائے گا، پھر بعد میں انہیں باندھ لیا جائے گا۔"

تنبیہات:

ا۔ حضور اکرم ﷺ نے دوسری بار حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا "کھیتی سیراب کرلو پھر پانی کو روکے رکھو حتی کہ منڈیروں تک پہنچ جائے۔" پہلے آپ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ہمسائیگی کا لحاظ کرتے ہوئے اپنے بعض حق سے ساقط ہو جائیں جب انصاری نے گفتگو کی تو حضور اکرم ﷺ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا حق پورا کر دیا، پھر آپ نے فیصلہ فرمایا کہ مالک پانی کو ٹخنوں تک روک دے پھر نچلے کھیت کی طرف چھوڑ دے۔"

۲۔ آپ نے نر جانور کے مادہ منویہ کو بیع کرنے سے منع فرمایا کیونکہ یہ مجہول اجارہ ہے کیونکہ بعض اوقات قریبی زمانہ میں حمل قرار پا سکتا ہے۔ اس طرح مونث جانور والا دھوکہ دے سکتا ہے، اور بعض اوقات حمل ہو سکتا ہے اور مذکر جانور والا دھوکہ دے سکتا ہے۔ العسیب اور العسب کے معنی میں اختلاف ہے۔ قاضی عیاض نے لکھا ہے "عسب الفحل جس سے منع کیا گیا ہے وہ اس کا مادہ کے ساتھ ملاپ کرنے کا کرایہ ہے۔ عسیب سے مراد اس کا نفس ہے یہ ابو عبیدہ نے لکھا ہے دیگر ائمہ لغت نے لکھا ہے العسیب سے وہی مذکر جانور مراد ہے جس کا مادہ کے ساتھ ملاپ کا کرایہ لیا جائے" ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد اس کا مادہ منویہ ہے علامہ جوہری نے لکھا ہے کہ العسیب سے مراد وہ رقم ہے جو نر جانور کو مادہ پر چھوڑنے کے عوض دی جاتی ہے کہا جاتا ہے عسب محلہ یعسبہ یعنی اکراہ عسب سے مراد جانور کو مادہ پر چھوڑنا بھی ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد اس کا مادہ منویہ بھی ہے۔

۳۔ ایک بیع میں دو بیعوں سے مراد یہ ہے کہ آدمی کسی چیز کو دس دراہم سے نقد اور بیس دراہم سے ادھار فروخت کرے یا وہ دو مختلف سامانوں کو ایک ہی قیمت کے ساتھ لزوم کے اعتبار سے فروخت کرے۔

۴۔ الماوردی نے السلم میں لکھا ہے کہ بیع الحصاۃ میں اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنی زمین میں سے اتنی فروخت کرے جہاں تک اس کی کنکریاں پہنچیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس کا معنی یہ ہے جس کپڑے پر کنکری گرے گی وہ ہی قابل فروخت ہوگا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ جب کنکری گرے گی تو بیع لازم ہو جائے گی۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ تم کنکریاں پھینکو جو نکلیں گی اس کی تعداد کے برابر تمہارے لئے دراہم یا دینار ہوں گے۔"

۵۔ الموطا میں ہے۔ "المضامین" سے مراد اس بچے کی بیع ہے جو اونٹنیوں کے پیٹوں میں ہو "الملاقیح" سے مراد وہ مادہ ہے جو نر جانور کی کمر میں ہو "وصل الحبلہ" سے مراد اونٹ کی بیع ہے حتی کہ اونٹنی کا بچہ، بچہ پیدا کر دے۔"

۶۔ "شہری دیہاتی کے لئے بیع نہ کرے" کیونکہ ان کے سامان کے لئے ان پر کوئی مشقت نہیں ہوتی وہ قیمتوں کے

بارے ناواقف ہو گئے ہیں۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "لوگوں کو ان کی غفلتوں میں چھوڑ دو رب تعالیٰ ان میں سے بعض کو بعض کے عوض رزق دیتا ہے۔"

۷۔ الکلاء۔ یہ کسرہ سے ہے اس سے مراد حفظ ہے۔قرض پر اس کا اطلاق مجازاً ہے، کیونکہ یہ اکالی کی حفاظت کرتا ہے۔ ایک صاحب دوسرے ساتھی کی حفاظت کرتا ہے،یعنی اپنے مال کے لئے اس سے قبل اسے ترغیب دیتا ہے۔ اس لئے اس سے ممانعت کی گئی ہے، کیونکہ اس سے بہت زیادہ جھگڑے اور تنازعے پیدا ہوتے ہیں۔یہ فاعل مفعول کے معنی میں ہے جیسے اللہ رب العزت کا حکم ہے۔

مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ۝ (الطارق:۶)

ترجمہ: اچھلتے ہوئے پانی سے۔

یعنی مدفوق۔ایک احتمال یہ بھی ہے کہ یہ فعل کے متعلقات کی طرف منسوب ہونے کے اعتبار سے مجاز ہو۔ای کالی صاحبہ جیسے ارشاد ربانی ہے:

فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝ (القارعۃ:۷)

ترجمہ: دل پسند عیش (وعشرت) میں ہوگا۔

حدیث پاک میں عبارت محذوف ہے۔اصل عبارت یوں ہے۔

نہی علیہ الصلوٰۃ والسلام عن بیع مال الکالئ بمال الکالئ۔

اس بیع کی حقیقت یہ ہے کہ کسی ایک شخص کا دوسرے پر قرض ہو۔وہ اس سے اس کا تقاضا کرے،لیکن اس کے پاس کچھ نہ پائے، یا اس کے پاس کچھ پائے،لیکن اس کے عوض کسی ایسی چیز کو بیچ دے جس پر قبضہ متاخر ہو۔جیسے کہ ایسا گھر فروخت کرے جو غائب ہو یا قرض کو معینہ سواری کے منافع کے ساتھ فروخت کر دے۔وغیرھا۔یا قرض کی وجہ سے اپنے مال کو اس قرض کے عوض فروخت کر دے جو اس دوسرے شخص پر ہو یا اس شخص پر ہی قرض ہو یا کوئی شخص اس مال السلم کو تین ایام سے زائد کی شرط کے ساتھ موخر کر دے۔"

۸۔ آپ نے بچے کو اس کی ماں سے جدا کرنے کا تذکرہ فرمایا کیونکہ بچہ کھانے پینے اور بڑھنے میں اس سے مستغنی نہیں ہو سکتا۔یہ انسانوں کے ساتھ خاص ہے،اور یہ مدت اس بچے کا چہرہ چمکنے پر ختم ہو جاتی ہے اور اس کی انتہا دس سال تک ہے۔

دوسرا باب

وصیتوں اور فرائض کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلے اور احکام

الطبرانی نے حضرات عمران بن حصین اور سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے اپنی موت کے وقت اپنے چھ غلام آزاد کر دیئے اس کے پاس ان کے علاوہ اور کوئی مال نہ تھا۔ آپ نے ان کے تین حصے کئے پھر ان کے مابین قرعہ اندازی کی۔ دو کو آزاد کر دیا اور چار کو غلام ہی رکھا۔"

الطبرانی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے اپنی وصیت میں چھ غلام آزاد کر دیئے۔ اس کے پاس ان کے علاوہ کوئی مال نہ تھا۔ آپ تک یہ خبر پہنچی تو آپ سخت ناراض ہوئے، پھر آپ نے قرعہ اندازی کی اور ان کا ثلث آزاد کر دیا۔ امام احمد نے ثقہ راویوں سے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فیصلہ فرمایا کہ دیت مقتول کے ورثاء کے مابین ان کے حصوں کے مطابق تقسیم ہوگی۔

شیخان نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے وقت میری عیادت کی۔ درد کی وجہ سے گویا کہ میں موت کے قریب تھا۔ میں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درد سے میری جو کیفیت ہے وہ آپ پر عیاں ہے۔ میں دولت مند ہوں۔ میری صرف ایک بیٹی ہی میری وارث ہے۔ لیکن میں اپنے مال کے دو ثلث صدقہ کر سکتا ہوں۔" آپ نے فرمایا: "نہیں! صرف ایک ثلث کی وصیت کرو۔ ایک ثلث بھی کافی ہے۔"

تیسرا باب

نکاح، طلاق، خلع، رجعت، ایلاء، ظہار، لعان اور بچے کے الحاق کے بارے فیصلے

اس میں کئی انواع ہیں۔

ا- نکاح کے بارے فیصلے

امام بیہقی نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "نکاح اعلانیہ کیا کرو اور اس پر دف بجایا کرو۔"

امام احمد، ابن حبان، الطبرانی، حاکم اور ابونعیم نے الحلیۃ میں اور بیہقی اور ضیاء نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت

کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "نکاح اعلانیہ کیا کرو۔"

امام بیہقی نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ ضعیف روایت نقل کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "اس نکاح کو اعلانیہ کیا کرو اسے مساجد میں کیا کرو۔ اس پر دف بجایا کرو تم میں سے کوئی ایک ولیمہ کرے خواہ ایک بکری کے ساتھ ہی۔" جب تم میں سے کوئی ایک کسی عورت کو پیغام نکاح دے اور وہ خضاب استعمال کرتا ہو تو اسے چاہیے کہ اسے بتا دے اور اسے اس وجہ سے دھوکہ نہ دے۔"

امام ترمذی نے اس روایت کو حسن غریب کہا ہے۔ انہوں نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "اس نکاح کو اعلانیہ کیا کرو اسے مساجد میں کیا کرو اور اس پر دف بجایا کرو۔"

امام مسلم نے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت عبدالرحمان پر زردی کے اثرات دیکھے تو پوچھا: "یہ کیا ہے؟" انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں نے گٹھلی بھر سونے کے عوض ایک عورت سے شادی کر لی ہے۔" آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ تم میں برکت ڈالے ولیمہ کرو۔ خواہ ایک بکری کو ذبح کر کے ہی۔" امام مالک نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی ایک اپنے بھائی کے پیغام نکاح پر پیغام نہ دے۔"

امام بخاری نے حضرت حسن سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "مجھے معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان:

فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ۔ (البقرۃ:۲۳۲)"

ترجمہ: انہیں نہ روکے رکھو۔

یہ آیت طیبہ میرے بارے اُتری ہے۔ میں نے اپنی بہن کا نکاح ایک شخص سے کر دیا۔ اس نے اسے طلاق دے دی۔ جب اس کی عدت ختم ہو گئی تو وہ اسے پیغام نکاح دینے آیا۔ میں نے اسے کہا: "میں نے اس کے ساتھ تمہارا نکاح کیا۔ تمہیں قریب کیا۔ تمہاری عزت کی تم نے اسے طلاق دے دی، پھر اسے پیغام نکاح دینے آئے ہو۔ یہ اب تمہاری طرف کبھی نہ لوٹے گی۔ اس وقت یہ آیت طیبہ نازل ہوئی کہ عورتوں کو ظلماً شادی سے نہ روکو۔ میں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اب میں کیا کروں؟" آپ نے فرمایا: "اپنی بہن کا نکاح اسی مرد سے کر دو۔" بزار نے یہ اضافہ کیا ہے: "آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں اپنی قسم کا کفارہ دوں اور اپنی بہن کا نکاح (اسی کے ساتھ) کر دوں۔"

دارقطنی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "کوئی عورت کسی عورت کا نکاح نہ کرے۔ نہ ہی کوئی عورت بذاتِ خود اپنا نکاح کرے۔ زانیہ وہی ہوتی ہے جو خود اپنا نکاح کرتی ہے۔"

ابوداؤد، احمد، ابن ابی شیبہ، ترمذی، ابن حبان، الطبرانی اور حاکم نے المستدرک میں اور بیہقی نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "نکاح صرف سرپرست کی اجازت سے ہوتا ہے۔" دوسری روایت

میں ہے، اور حق مہر اور دو عادل گواہ۔"

ابو یعلی خطیب اور ضیاء المقدسی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے، ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، الطبرانی نے حضرت ابوامامۃ رضی اللہ عنہ سے، ابن عساکر نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، اور الطبرانی نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نکاح صرف سرپرست کی اجازت سے ہوتا ہے۔" حضرت ابوبکر الذھبی نے اپنی کتاب "جزء" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نکاح صرف ولی کی اجازت اور دو عادل گواہوں کی موجودگی میں ہوتا ہے۔ جس نے سرپرست کی اجازت اور دو عادل گواہوں کے بغیر نکاح کیا۔ ہم اس کا نکاح باطل کرتے ہیں۔"

احمد اور الطبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نکاح صرف ولی کی اجازت سے ہوتا ہے جس کا ولی نہ ہو حاکم وقت اس کا ولی ہوتا ہے۔

سمویہ نے اپنی کتاب "فوائد" میں لکھا ہے کہ نکاح صرف ولی کی اجازت سے ہوتا ہے۔ اگر لوگ باہم جھگڑیں تو سلطان اس کا ولی ہوگا جس کا کوئی ولی نہ ہو۔ امام بیہقی نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نکاح صرف ولی کی اجازت اور دو عادل گواہوں کی موجودگی میں ہوتا ہے۔ اگر لوگ باہم جھگڑیں تو سلطان اس کا سرپرست ہوگا جس کا کوئی سرپرست نہ ہو۔"

ابن حبان نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نکاح صرف سرپرست کی اجازت سے ہوتا ہے۔ اس کے لئے دو گواہ ضروری ہیں اس کے علاوہ جو نکاح ہوگا وہ باطل ہے۔ اگر لوگ باہم جھگڑیں تو سلطان وقت اس کا سرپرست ہوتا ہے جس کا کوئی سرپرست نہ ہو۔"

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نکاح صرف سرپرست کی اجازت اور دو عادل گواہوں کی موجودگی میں ہوتا ہے۔ اگر کسی عورت کا نکاح ناپسندیدہ ولی نے کر دیا تو اس کا نکاح باطل ہے۔ خطیب اور بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نکاح صرف سرپرست اور دو عادل گواہوں کی موجودگی میں ہوتا ہے جس کا سرپرست نہ ہو سلطان وقت اس کا سرپرست ہے۔"

الطبرانی اور بیہقی نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے اور البیہقی اور الخطیب نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نکاح صرف سرپرست کی اجازت اور دو عادل گواہوں کی موجودگی میں ہوتا ہے۔

الطبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نکاح صرف رغبت کا نکاح ہے۔ دھوکے کا کوئی نکاح نہیں نہ کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب زندہ سے مذاق کرتے ہوئے نکاح کرنا جب تک کہ وہ اس سے مزہ نہ چکھ لے۔

امام بیہقی نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ "نکاح صرف ولی کی اجازت سے منعقد ہوتا ہے اور اگر ولی نہ ہو اور لوگ باہم جھگڑنے لگیں تو سلطان وقت اس کا سرپرست ہوگا جس کا سرپرست نہ ہو۔"

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس سے رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے کہ دانا ولی یا سلطان وقت کے اذن کے بغیر نکاح نہیں

ہوتا۔ دیلمی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نکاح صرف سرپرست کی اجازت سے ہوتا ہے اور زانیہ وہی ہوتی ہے جو سرپرست کے بغیر اپنا نکاح خود کرتی ہے' حاکم نے اپنی تاریخ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نکاح ایک مرد اور ایک عورت کے اذن سے ہوتا ہے۔"

امام احمد نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اپنی نور نظر میں سے کسی کا نکاح کرنے کا ارادہ فرماتے۔ تو اس کے پردہ کے پاس تشریف لے جاتے۔ فرماتے "فلاں فلانتہ کا ذکر کرتا ہے۔" آپ اس نور نظر اور اس شخص کا ذکر فرماتے۔ جو اسے یاد کرتا تھا۔ اگر وہ نور نظر خاموش رہتی تو آپ اس کا نکاح فرما دیتے۔ اسے ناپسند ہوتا تو وہ پردے کو چوٹ مارتی جب وہ پردہ پر چوٹ مارتی تو آپ اس کا نکاح نہ فرماتے۔" امام مسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: باکرہ سے اس کا باپ مشورہ کرے گا۔"

امام بخاری نے ان سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ثیبہ اپنے آپ کی سب سے زیادہ مستحق ہے جبکہ باکرہ سے مشورہ کیا جائے گا اس کا سکوت ہی اس کا اذن ہوگا۔"

ابو داؤد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "یتیم لڑکی سے مشورہ کیا جائے گا۔ اگر وہ خاموش رہی ان کا اذن ہوگا۔ اگر اس نے انکار کر دیا تو اس پر کوئی جواز نہیں ہے۔"

امام بخاری نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "محرم نہ تو نکاح کر سکتا ہے اور نہ ہی وہ پیغام نکاح دے سکتا ہے" دار قطنی نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا۔ انہوں نے فرمایا: آپ سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا۔ جس نے کسی عورت کے ساتھ بدکاری کی۔ اس نے اس کے ساتھ نکاح کرنے سے انکار کر دیا۔ کیا وہ اس کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے یا اس کی لڑکی اس پر حرام ہو جائے گی۔

آپ نے فرمایا: "حلال حرام کو حرام نہیں کرتا' حلال نکاح ہی حرام کرتا ہے" انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حرام حلال کو حرام نہیں کرتا۔"

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت غیلان بن سلمہ الثقفی نے اسلام قبول کیا۔ جاہلیت میں ان کی زوجیت میں دس بیویاں تھیں۔ ان تمام نے ان کے ساتھ ہی اسلام قبول کر لیا۔ آپ نے انہیں حکم فرمایا کہ وہ ان میں سے چار کو منتخب کر لیں" اکثر ائمہ نے اس کو روایت ضعیف کہا ہے۔ بعض نے اسے صحیح کہا ہے۔"

ابو داؤد نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت حارث بن قیس سے ضعیف روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے اسلام قبول کیا تو میری زوجیت میں آٹھ بیویاں تھیں میں نے اس کا تذکرہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کیا تو آپ نے فرمایا: "ان میں سے چار کو منتخب کر دو۔"

امام مالک اور شیخان نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد ہمایوں

میں حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ نے اپنی زوجہ کو تین طلاقیں دے دیں۔اس نے حضرت عبدالرحمان بن زبیر رضی اللہ عنہ سے نکاح کر لیا۔ انہوں نے اسے مس نہ کیا اور جدا کر دیا۔اس نے حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ کی طرف واپس جانا چاہا۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"شاید تو رفاعہ کی طرف واپس جانا چاہتی ہو لیکن تو ان کی طرف نہیں جا سکتی تھی حتیٰ کہ وہ تم سے اور تم اس سے مزہ چکھ لو۔"امام ترمذی نے روایت کیا ہے کہ حضرت فیروز الدیلمی نے اسلام قبول کیا، توان کی زوجیت میں دو بہنیں تھیں۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں حکم فرمایا کہ وہ ان میں سے ایک کو منتخب کر لیں"امام بخاری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح شغار سے منع فرمایا۔انہوں نے روایت کیا ہے کہ اسلام میں نکاح شغار نہیں ہے۔"

امام نسائی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"جس نے اپنی بیوی کی پیٹھ میں جماع کیا وہ ملعون ہے۔"امام نسائی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نظر کرم نہیں فرماتا جو اپنی زوجہ کی پیٹھ میں جماع کرتا ہے۔"

۲۔الطلاق:

ابوداؤد، بیہقی، حاکم، الطبرانی اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"حلال اشیاء میں سے طلاق اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہے۔"

امام احمد ابوداؤد اور امام ترمذی نے (انہوں نے اسے حسن کہا ہے) روایت کیا ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جس عورت نے اپنے شوہر سے طلاق کا مطالبہ کیا بغیر کسی تکلیف کے کیا اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔"

امام احمد، ابوداؤد، نسائی اور دارقطنی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"تین ایسی چیزیں ہیں جن کے بارے غیر سنجیدہ امر بھی سنجیدہ ہے اور سنجیدہ امر بھی سنجیدہ ہے۔وہ تین امور نکاح، طلاق اور رجعت ہیں" ایک روایت میں عتق (آزادی) کا تذکرہ ہے۔

امام احمد، ابوداؤد، امام ترمذی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"طلاق اسی امر میں ہے جس پر تمہاری ملکیت ہے"ابوداؤد کے الفاظ یہ ہیں"مگر جس میں تمہاری ملکیت ہو"بیع نہیں مگر اسی چیز میں جس پر تمہاری ملکیت ہو،اور نذر کو بھی اسی چیز میں پورا کیا جا سکتا ہے جس پر تمہاری ملکیت ہے۔"

امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور دارقطنی نے ان سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا:"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلاق کو نکاح کے بعد رکھا"ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں تو وہ اس کے لئے اس وقت تک حلال نہیں ہو سکتی حتیٰ کہ وہ کسی دوسرے شخص سے نکاح کر لے اور ان میں سے ہر ایک دوسرے کا مزہ چکھ لے۔"

دار قطنی نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے' ابن عساکر نے بھی ان سے اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے آپ کو سنا آپ فرما رہے تھے "جس شخص نے ایک طُہر میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں یا تین مبہم طلاقیں دے دیں وہ اس کے لئے حلال نہ ہوگی حتیٰ کہ وہ اس کے علاوہ کسی اور مرد سے نکاح کر لے۔"

دار قطنی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور انہوں نے اس روایت کو ضعیف کہا ہے انہوں نے فرمایا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو سنا۔ اس نے اپنی بیوی کو قطعی طور پر تین طلاقیں دے دیں۔ آپ ناراض ہوئے۔ آپ نے فرمایا: "لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات کا مذاق اور تمسخر اڑاتے ہیں۔ جس نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دے دیں وہ اس کے لئے حلال نہ ہوگی حتیٰ کہ وہ کسی اور مرد سے شادی کر لے۔"

انہوں نے موقوفاً اور مرفوعاً حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حرام کو یمین بنایا ہے" ائمہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اپنی زوجہ کو حیض کے دنوں میں ایک طلاق دے دی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ وہ اس کی طرف رجوع کریں اسے اپنے پاس روک لیں حتیٰ کہ وہ پاک ہو جائے، پھر اسے ان کے پاس ایک اور حیض آئے پھر اسے روک لیں حتیٰ کہ وہ اپنے حیض سے پاک ہو جائے پھر فرمایا" اگر وہ ارادہ کریں کہ اسے طلاق دیں تو اسے مباشرت سے پہلے اس وقت طلاق دیں جب وہ پاک ہو۔ یہی وہ عدت ہے جس کے بارے میں رب تعالیٰ نے فرمایا ہے: اس کی پاسداری کرتے ہوئے عورتوں کو طلاق دی جائے۔" امام مسلم کی روایت ہے کہ انہوں نے اس کی طرف رجوع کیا اور اسے اس کے لئے طلاق شمار کیا گیا' امام بخاری کی روایت میں ہے اسے میرے لئے ایک طلاق شمار کیا گیا"

ابوداؤد نے حضرت زبیر سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو سنا انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسے مجھے واپس لوٹا دیا اور اسے کچھ عطا نہ کیا۔" عقبہ نے لکھا ہے کہ احادیث اس کے برعکس بھی ہیں۔"

امام ترمذی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "تمام طلاقیں جائز ہیں۔ سوائے پاگل اور احمق کے۔"

امام احمد' ابوداؤد' نسائی' بیہقی' ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "تین افراد سے قلم کو اٹھا لیا گیا ہے" ایسا مجنون جس کی عقل مغلوب ہو، حتیٰ کہ وہ شفاء یاب ہو جائے سونے والے سے حتیٰ کہ وہ جاگ پڑے بچے سے حتیٰ کہ وہ بالغ ہو جائے۔" اس روایت کو امام احمد' ابوداؤد اور حاکم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں روایت کیا ہے۔ "ایسا مجنون مرفوع القلم ہے۔ جس کی عقل مغلوب ہو حتیٰ کہ وہ شفاء یاب ہو جائے سونے والا مرفوع القلم ہے، حتیٰ کہ وہ جاگ پڑے اور بچہ مرفوع القلم ہے حتیٰ کہ وہ بالغ ہو جائے۔"

امام بیہقی نے حضرت ابوذر سے' الطبرانی اور البیہقی اور دارقطنی سے الافراد میں' حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری امت سے تین امور سے تجاوز فرمایا ہے۔ ۱۔ خطاء۔ ۲۔ نسیان۔

۳۔وہ امر جس پر اسے مجبور کیا جائے۔"

الطبرانی نے حضرت ثوبان سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے میری امت سے خطاء نسیان اور اس چیز سے تجاوز فرمایا ہے جس پر اسے مجبور کیا جائے۔"

امام احمد بخاری اور نسائی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میرے لئے میری امت سے اس امر سے تجاوز فرمایا ہے جو ان کے سینے وسوسے پیدا کرتے ہیں جب تک کہ وہ ان پر عمل پیرا نہ ہوں یا گفتگو نہ کریں۔"

الطبرانی نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے میری امت سے نسیان اور اس چیز سے تجاوز کیا ہے جس پر اسے مجبور کیا جائے۔"

شیخان ابوداؤد ترمذی نسائی الطبرانی ابن عساکر اور ابن ماجہ نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے اور عقیلی نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور سراپا جود و کرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے میری امت سے ان امور سے تجاوز فرمایا ہے۔ جو ان کے نفوس وسوسے پیدا کرتے ہیں۔ جب تک کہ وہ ان کے بارے گفتگو نہ کریں یا ان پر عمل پیرا نہ ہوں۔ ابن ماجہ اور امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے میری امت سے ایسے امور سے تجاوز فرمایا ہے۔ جو ان کے سینے وسوسے پیدا کرتے ہیں۔ جب تک کہ وہ اس پر عمل نہ کریں یا ان کے بارے میں گفتگو کریں، اور اس امر سے بھی درگزر فرمایا ہے جس پر انہیں مجبور کیا جائے۔"

امام احمد ابن ماجہ دارقطنی نے مرفوعاً اور ابوداؤد نے موقوفاً حضرت صفیہ بنت شیبہ سے اور انہوں نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ نے فرمایا: "جبراً طلاق اور آزادی رونما نہیں ہوتی۔"

ابوداؤد ترمذی ابن ماجہ اور دارقطنی نے (انہوں نے اس روایت کو ضعیف اور منکر کہا ہے) حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "لونڈی کی طلاقیں دو ہیں اور اس کی عدت دو حیض ہیں۔"

ابن ماجہ دارقطنی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "لونڈی کی طلاقیں دو ہیں اور اس کی عدت دو حیض ہے۔" بیہقی اور دارقطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ میں نے اپنی عورت کو خود پر حرام کر دیا ہے" آپ نے فرمایا: تو نے جھوٹ بولا ہے۔ وہ تم پر حرام نہیں ہے۔ تم پر شدید ترین کفارہ ہے۔" پھر آپ نے یہ آیت طیبہ تلاوت کی:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ (التحریم:۱)

ترجمہ: اے نبی (مکرم) آپ کیوں حرام کرتے ہیں جس کو اللہ نے حلال کر دیا۔

دار قطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب کوئی یہ دعویٰ کرے کہ اس کے خاوند نے اسے طلاق دے دی ہے۔ وہ اس پر ایک عادل گواہ بھی لے آئے۔ اسے قسم کے لئے کہا جائے گا۔ اگر اس نے قسم دے دی تو گواہ کی شہادت باطل ہو جائے گی۔ اگر وہ پیچھے ہٹ گیا تو اس کا پیچھے ہٹنا دوسرے گواہ کے قائم مقام ہوگا اور اس کی طلاق جائز ہوگی۔"

دار قطنی نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مفقود شخص کی بیوی اس کی بیوی ہی ہے حتیٰ کہ اس کے متعلق کوئی خبر آ جائے۔"

الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے اور ابو داؤد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مختصر روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کا خاوند سیاہ فام غلام تھا۔ جسے مغیث کہا جاتا تھا۔ میں اسے مدینہ طیبہ کی گلیوں میں دیکھا کرتا تھا جو اپنی آنکھوں سے گندہ مواد نکالتا رہتا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فیصلہ کیا کہ اس کی ولاء اس کے لئے ہے جس نے اسے آزاد کیا اور اسے اختیار دیا۔ انہوں نے خود کو اختیار کر لیا۔ آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ عدت گزاریں۔ انہیں صدقات دیئے گئے۔ انہوں نے ان میں سے کچھ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پیش کیا۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: "وہ ان کے لئے صدقہ اور ہمارے لئے ہدیہ ہے۔" ان سے ہی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: جو لونڈی بھی کسی غلام کی زوجیت میں ہو تو اسے اختیار ہوتا ہے جب تک کہ اس کا خاوند اس کے ساتھ مباشرت نہ کر لے۔"

۳۔ خلع:

امام بخاری، امام نسائی، ابن ماجہ دار قطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، ائمہ ثلاثہ ابو داؤد اور امام نسائی نے حضرت حبیبہ بنت سہل سے، ابو داؤد نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے، امام احمد نے حضرت سہل بن ابی خیثمہ رضی اللہ عنہ سے اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز صبح کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ نے دیکھا کہ حضرت حبیبہ بنت سہل اندھیرے میں آپ کے در اقدس کے پاس کھڑی تھیں۔ آپ نے پوچھا "یہ کون ہے؟ انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حبیبہ بنت سہل ہوں" آپ نے پوچھا "تمہیں کیا ہوا ہے؟ انہوں نے عرض کی: "میں اور ثابت بن قیس (ان کے خاوند) اکٹھے نہیں رہ سکتے۔" جب ان کا خاوند آیا تو آپ نے اسے کہا: یہ حبیبہ بنت سہل ہے۔ آپ کے لئے انہوں نے ذکر کیا جو ذکر کیا۔ انہوں نے کہا "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے خاوند نے جو کچھ بھی مجھے دیا تھا وہ میرے پاس ہے" آپ نے ان کے خاوند سے کہا "اس سے لے لو" انہوں نے وہ سامان واپس لے لیا اور وہ اپنے اہل خانہ کے پاس چلی گئیں" حضرت عکرمہ کی روایت میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حبیبہ سے فرمایا "کیا تم اس کے باغ کو واپس کر دو گی؟ انہوں نے عرض کی: "ہاں!"

۴۔ رجعت

امام مالک نے روایت کیا ہے کہ حضرت بریرہ کو آزاد کر دیا گیا۔ حضور اکرم ﷺ نے اسے اختیار دیا۔ انہوں نے خود کو اختیار کر لیا۔ آپ نے انہیں فرمایا "کاش! تم اس کی طرف رجوع کر لو" انہوں نے عرض کی: "یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ کا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں! میں صرف سفارش کر رہا ہوں" انہوں نے عرض کی: "مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔"

امام مالک اور شیخان نے روایت کیا ہے کہ حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم ﷺ کے عہد ہمایوں میں اپنی زوجہ کو تین طلاقیں دے دیں۔ انہوں نے حضرت عبد الرحمان بن زبیر رضی اللہ عنہ سے نکاح کر لیا۔ انہوں نے ان سے اعراض کیا۔ ان کے ساتھ مباشرت نہ کی۔ انہوں نے انہیں جدا کر دیا۔ انہوں نے حضرت رفاعہ کے پاس واپس جانے کا ارادہ کیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "شاید تمہارا ارادہ ہے کہ تم رفاعہ کی طرف سے واپس جاؤ۔ نہیں۔ تاوقتیکہ تم عبد الرحمان سے اور عبد الرحمان تم سے مزہ چکھ لے۔" (حق زوجیت ادا ہو جائے)۔

دار قطنی نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب کوئی مرد اپنی عورت کو تین طلاقیں دے دیتا تو اس کی زوجہ اس کے لئے حلال نہ ہوتی حتیٰ کہ وہ کسی دوسرے مرد سے نکاح کر لیتی اور ان میں سے ہر ایک دوسرے سے مزہ لے لیتا۔"

۵۔ ایلاء

اس کا صدور آپ سے نہیں ہوا، کیونکہ اس میں گناہ ہے۔ حضرت سلیمان بن یسار نے فرمایا: "میں نے دس سے زائد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملاقات کی وہ سب کہتے تھے "ایلاء کرنے والے کو روک دیا جائے گا۔"

۶۔ ظہار

ابوداؤد اور امام احمد حضرت خولہ بنت ثعلبہ سے روایت کیا ہے۔ انہیں بنت مالک بن ثعلبہ بھی کہا جاتا تھا۔ وہ حضور والا ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئیں۔ وہ اپنے خاوند کی شکایت کر رہی تھیں۔ وہ کہہ رہی تھیں "میرے خاوند اوس بن صامت نے میرے ساتھ ظہار کیا ہے۔" حضور اکرم ﷺ اسے فرما رہے تھے "اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ وہ تمہارا چچا زاد ہے" وہ ادھر ہی تھیں حتیٰ کہ اللہ رب العزت کا یہ فرمان عالی شان نازل ہو گیا۔"

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۖ (المجادلہ:۱)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے سن لی اس کی بات جو تکرار کر رہی تھی آپ سے اپنے خاوند کے بارے میں اور (ساتھ ہی) شکوہ کیے جاتی تھی اللہ سے (اپنے رنج و غم کا)۔

آپ نے اسے فرمایا کہ وہ ایک غلام آزاد کرے" انہوں نے عرض کی: "ان کے پاس غلام نہیں ہے۔ آپ نے

فرمایا: ''وہ دو ماہ لگاتار روزے رکھیں'' انہوں نے عرض کی: ''یارسول اللہ ﷺ! وہ عمر رسیدہ ہیں وہ روزے نہیں رکھ سکتے'' آپ نے فرمایا: ''وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے'' اس نے عرض کی ''ان کے پاس کچھ بھی نہیں'' وہ جسے صدقہ کرے۔ آپ نے فرمایا: ''میں عنقریب اس کی مدد کروں گا۔'' میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ ﷺ میں بھی اس کی اعانت کروں گی'' آپ نے فرمایا: ''تم نے اچھا کیا ہے جاؤ ساٹھ مساکین کو کھانا کھلاؤ اپنے چچازاد سے رجوع کرلو'' ان کی روایت میں بیان کیا جاتا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''انہوں نے میرا شباب کھالیا میں نے ان کے لئے اپنا پیٹ بچھایا جب میری عمر زیادہ ہوگئی تو انہوں نے میرے ساتھ ظہار کر دیا۔ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ اگر میں انہیں اس کے سپرد کر دوں تو وہ ہلاک ہو جائیں گے۔ اگر انہیں اپنے ساتھ ملالوں تو وہ بھوکے مر جائیں گے۔''

ائمہ اربعہ اور دار قطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے اپنی زوجہ سے ظہار کیا، پھر کفارہ ادا کرنے سے قبل ہی اس کے ساتھ مباشرت کر بیٹھا۔ وہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا اور آپ کو بتایا۔ آپ نے پوچھا ''تمہیں اس امر پر کس نے ابھارا؟ اس نے عرض کی: ''میں نے چاند کی روشنی میں اس کی سفید پنڈلی کو دیکھا'' آپ نے فرمایا: ''اس سے جدا ہو جاؤ حتیٰ کہ تم اپنا کفارہ ادا کرلو۔''

امام احمد، ابوداؤد، امام ترمذی، بیہقی اور دار قطنی نے حضرت سلمہ بن صخر البیاضی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: ''میں وہ شخص تھا جس کو مباشرت کی وہ قوت عطا کی گئی تھی جو میرے علاوہ کسی اور کو نہیں دی گئی تھی۔ جب رمضان المبارک آیا تو مجھے یہ خدشہ لاحق ہوا کہ میں اپنی بیوی سے مباشرت کرلوں گا۔ تادم صبح میں اس اندیشہ میں گھرا رہا۔ میں نے اس کے ساتھ ظہار کر دیا حتیٰ کہ رمضان المبارک گزر گیا۔ اسی اثناء میں کہ ایک رات وہ میری خدمت کر رہی تھی۔ اس کی کوئی چیز میرے لئے عیاں ہوئی۔ میں نے اس کے ساتھ مباشرت کرلی۔ وقت صبح میں اپنی قوم کے پاس آیا اور اسے یہ داستان بتادی۔ میں نے اسے کہا ''میرے ساتھ بارگاہ رسالت مآب ﷺ تک چلو۔'' انہوں نے کہا ''نہیں! بخدا!'' میں بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہو گیا اور آپ کو عرض کر دی۔ آپ نے فرمایا: اے سلمہ! کیا تم سے یہ صادر ہوا ہے؟ میں نے عرض کی: ''مجھ سے یہ صادر ہوا ہے'' میں نے دو بار اس طرح عرض کی۔ میں رب تعالیٰ کے حکم کے سامنے صبر کرنے والا ہوں۔ اس علم کے مطابق مجھ میں فیصلہ کریں، جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کیا ہے۔'' آپ نے فرمایا: ایک غلام آزاد کرو'' میں نے عرض کی: مجھے اس ذات والا کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ میں اس گردن کے علاوہ کسی اور کا مالک نہیں ہوں۔'' میں نے اپنی گردن پر مارا'' آپ نے فرمایا: ''دو ماہ کے لگاتار روزے رکھو'' میں نے عرض کی: ''مجھ سے جو لغزش ہوئی ہے۔'' اسی روزہ کی وجہ سے ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''ایک وسق کھجوریں ساٹھ مساکین میں تقسیم کرو۔'' میں نے عرض کی: ''مجھے اس ذات والا کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ دو راتیں ہم نے اس طرح گزاری ہیں کہ ہمارے پاس کھانے کے لئے کچھ نہ تھا'' آپ نے فرمایا: ''بنو زریق کا صدقہ لینے والے کے پاس جاؤ۔ وہ تمہیں صدقہ کا مال دے۔ ایک وسق کھجوریں ساٹھ مسکینوں کو

کھلا دینا۔ بقیہ تم خود اور تمہارے گھر والے کھالیں" میں اپنی قوم کے پاس آیا۔ میں نے اسے کہا" میں نے تمہارے پاس تنگی اور بری رائے پائی ہے، اور میں نے حضور اکرم ﷺ کے پاس وسعت اور عمدہ رائے پائی ہے۔ آپ نے مجھے تمہارے صدقات کا حکم دیا ہے۔"

۷۔لعان:

شیخان نے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے عویمر العجلانی اور ان کی زوجہ اور ہلال بن امیہ اور ان کی زوجہ کے مابین لعان کرایا جب انہوں نے اسے شریک بن سحماء کے ساتھ مورد الزام ٹھہرایا۔ آپ نے ان میں میاں اور بیوی کو جدا کر دیا اور بچے کو ماں کے ساتھ ملا دیا۔

امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ نے لعان کرنے والے کو آیت اللعان سنائی۔ اسے وعظ و نصیحت کیا اور اسے بتایا کہ دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے آسان ہے۔ اس نے کہا" نہیں! مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ میں نے اس عورت پر جھوٹا الزام نہیں لگایا۔"

امام نسائی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے جب آپ نے دو لعان کرنے والوں کو لعان کرنے کا حکم دیا تو آپ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ اس وقت اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دے جب وہ پانچویں بار لعان کرے، اور فرمایا:" یہ عذاب کو لازم کرنے والی ہے۔"

امام مسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا:" وہ عورت گئی تا کہ لعان کرے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اس نے انکار کر دیا اور لعنت کر دی۔"

۸۔بچے کو ملانا:

ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے امام نسائی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے امام احمد امام شافعی اور ائمہ ستہ نے سوائے ابوداؤد کے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ائمہ میں سے امام ترمذی کے علاوہ دیگر ائمہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:" بچہ صاحب فراش کا ہے اور بدکار کے لئے پتھر ہیں۔"

امام شافعی، حمیدی، ابن ابی شیبہ، ابویعلی، بیہقی، طحاوی اور ضیاء نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فیصلہ کیا کہ بچہ صاحب فراش کا ہے۔ امام ترمذی کے علاوہ دیگر ائمہ نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے امام احمد، امام نسائی اور دارقطنی نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے ام المومنین رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ عتبہ بن وقاص نے اپنے بھائی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے یہ عہد لیا کہ ابن ولیدہ زمعہ اس سے ہے تم اس کو اپنے ساتھ ملا لینا" فتح مکہ کے سال حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اسے پکڑ لیا اور کہا" یہ میرا بھتیجا ہے" عبد بن زمعہ نے کہا" یہ میرا بھائی ہے" وہ فیصلہ کرانے کے

لئے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کی "یا رسول اللہ ﷺ میرے بھائی نے اس بچے کے بارے مجھ سے وعدہ لیا تھا۔" عبد بن زمعہ نے کہا "یہ میرا بھائی ہے ابن ولیدہ میرا باپ ہے یہ اس کے بستر پر پیدا ہوا ہے" آپ نے فرمایا: "عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ یہ تمہارے لئے ہی ہے۔ بچہ صاحب فراش ہے اور بدکار کے لئے پتھر ہیں۔"

ائمہ نے سوائے دارقطنی کے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی "یا رسول اللہ ﷺ میرے ہاں سیاہ رنگت کا بچہ پیدا ہوا ہے۔" وہ اسے تسلیم کرنے سے اعراض کر رہا تھا، مگر آپ نے اسے نفی کی اجازت نہ دی۔ آپ نے اسے فرمایا "کیا تمہارے اونٹ ہیں"؟ اس نے عرض کی "ہاں" آپ نے فرمایا: "ان کی رنگت کیا ہے؟ اس نے عرض کی "سرخ" آپ نے پوچھا "کیا ان میں خاکستری رنگ کا بھی ہے؟ اس نے عرض کی "ہاں" آپ نے فرمایا: "وہ کہاں سے آ گیا؟" ہے۔ اس نے عرض کی "شاید وہ اصل جیسا ہو" آپ نے فرمایا: "یہ بچہ بھی شاید اپنے اصل جیسا ہو۔"

ابو داؤد نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک شخص اٹھا۔ اس نے عرض کی "یا رسول اللہ ﷺ میرے فلاں بیٹے نے زمانہ جاہلیت میں ایک لونڈی کے ساتھ بدکاری کی تھی" آپ نے فرمایا: "اسلام میں کوئی دعویٰ نہیں ہے" جاہلیت کا امر ختم ہو گیا ہے۔ بچہ صاحب فراش کے لئے ہے اور بدکار کے لئے پتھر ہیں۔"

ابو داؤد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "اسلام میں مساعات (لونڈی سے کسب کمانا) نہیں ہے۔ ائمہ ستہ اور دارقطنی نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ ان کے ہاں تشریف لائے۔ آپ مسرور تھے۔ چہرہ انور سے مسرت کے آثار عیاں تھے۔ آپ نے فرمایا: "عائشہ! رضی اللہ عنہا کیا تم نے دیکھا نہیں کہ مجزر مدلجی اندر آیا اس نے حضرات اسامہ رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ انہوں نے چادر سے اپنے سر ڈھانپ رکھے تھے ان کے پاؤں ننگے تھے۔ اس نے کہا "ان پاؤں میں سے بعض بعض سے فائق ہیں۔"

ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا "ہر اس مستلحق جس کا نسب اس کے اس باپ کے بعد ملایا جائے جس کے لئے دعویٰ کیا جاتا رہا یا اس کے ورثاء نے اس کا دعویٰ کیا تو اسے اس نسب سے ملایا جائے گا۔ آپ نے یہ فیصلہ بھی کیا۔ جو بچہ اس لونڈی سے ہوا جو اس کا مالک تھا جب اس نے اس کے ساتھ جماع کیا تھا تو اسے اس کے نسب سے ملایا جائے گا جس نے اس کے نسب کو ملانے کے لئے کہا۔ اس کا اس وراثت میں سے کوئی حصہ نہیں جو اس سے قبل تقسیم ہو گئی تھی۔ جب اس نے ایسی وراثت پالی جو ابھی تک تقسیم نہ ہوئی ہو تو اس میں اس کے لئے بھی حصہ ہو گا۔ اسے اس نسب سے نہیں ملایا جائے گا جبکہ اس کا وہ باپ اس کا انکار کر رہا ہو جس کے لئے دعویٰ کیا جا رہا ہو اگر وہ ایسی لونڈی سے ہو جس کا وہ مالک نہ ہو یا آزاد عورت سے ہو جس کے ساتھ اس نے بدکاری کی ہو تو اسے نہ ملایا جائے گا نہ ہی وہ وارث بنے گا۔ اگرچہ وہ اسے تسلیم کر رہا ہو جس کے لئے دعویٰ کیا جا رہا ہے۔ وہ ولد زنا ہے۔ خواہ وہ آزاد عورت سے ہے یا لونڈی سے ہے۔"

امام احمد، ابوداؤد، نسائی اور بیہقی نے حضرت رافع بن سنان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ تو ان کی بیوی نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ وہ عورت بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئی۔ اس نے کہا "میری بچی شیر خوار ہے یا اس کی مثل ہے" حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے عرض کی "یہ میری نور نظر ہے" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت رافع سے کہا کہ وہ ایک کونے میں بیٹھ جائیں اور اس عورت سے فرمایا کہ دوسرے کونے میں بیٹھ جائے۔ آپ نے اس بچی کو ان کے درمیان بٹھایا پھر فرمایا "تم دونوں اسے بلاؤ" بچی کا میلان ماں کی طرف ہوا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا مانگی "مولا! اسے ہدایت عطا فرما" بچی کا میلان باپ کی طرف ہو گیا۔ انہوں نے اسے پکڑ لیا۔"

امام شافعی، امام احمد اور ائمہ اربعہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک عورت بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئی۔ اس نے عرض کی "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا خاوند میرا بیٹا لے جانا چاہتا ہے اس نے مجھے نفع دیا ہے مجھے شیریں پانی پلایا ہے یا ابوعنبہ کے کنویں سے پلایا ہے" آپ نے فرمایا: "اے لڑکے! یہ تیرا باپ ہے۔ یہ تیری ماں ہے جس کا ہاتھ چاہے تھام لے" اس نے اپنی ماں کا ہاتھ تھام لیا۔ وہ اسے لے کر چلی گئی۔

شیخان نے حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کوئی عورت کسی میت پر تین دن سے زائد سوگ نہ منائے، مگر اپنے خاوند کا سوگ چار ماہ اور دس دن منائے وہ اس دورانیہ میں نہ تو رنگے ہوئے کپڑے پہنے سوائے رنگین ڈوریا کے۔ وہ نہ تو سرمہ لگائے نہ ہی خوشبو استعمال کرے، مگر وہ قسط اور اظفار کی تھوڑی سی خوشبو استعمال کر سکتی ہے۔" دوسرے الفاظ میں "اس عورت کے لئے حلال نہیں جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو کہ وہ میت پر سوگ منائے سوائے اپنے خاوند کے۔"

امام نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے امام احمد اور امام مسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوطاس کے قیدیوں کے بارے فرمایا۔ "حاملہ عورت کے ساتھ وطی نہ کی جائے حتیٰ کہ اس کا وضع حمل ہو جائے اور غیر حاملہ کے ساتھ وطی نہ کی جائے حتیٰ کہ اس کو حیض آ جائے۔"

امام احمد، امام بیہقی اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "رضاعت سے وہی رشتے حرام ہوتے ہیں جو نسب سے حرام ہوتے ہیں۔"

امام بخاری نے حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ابووہاب بن عزیز کی بیٹی سے شادی کر لی۔ ایک عورت ان کے پاس آئی۔ اس نے کہا "میں نے عقبہ اور اس عورت کو دودھ پلایا ہے جس کے ساتھ انہوں نے نکاح کیا ہے۔ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہا "مجھے علم نہیں کہ تو نے مجھے دودھ پلایا ہے نہ تو نے مجھے اس سے پہلے بتایا تھا۔ انہوں نے آل ابی وہاب کی طرف پیغام بھیجا اور ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا "ہمیں علم نہیں کہ اس نے ہماری اس بچی کو دودھ پلایا ہے۔" میں سوار ہو کر مدینہ طیبہ حاضر ہو گیا، اور آپ سے التجاء کی آپ نے فرمایا: "تمہارا اور اس کا نکاح کیسے ہو سکتا ہے، حالانکہ تمہارے

بارے کہا گیا جو کچھ کہا گیا؟ انہوں نے اسے جدا کر دیا۔ اس عورت نے کسی اور مرد سے نکاح کر لیا۔'' ایک اور روایت میں ہے وہ جھوٹی ہے'' آپ نے فرمایا: ''اس کے ساتھ تمہارا نکاح کیسے ہو سکتا ہے؟ حالانکہ وہ عورت کہہ رہی ہے کہ اس نے تمہیں اور اس عورت کو دودھ پلایا ہے۔ تم اس عورت کو چھوڑ دو۔''

امام مالک اور احمد نے ان سے اور ائمہ اربعہ نے حضرت جدامہ بنت وھب رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے ارادہ کیا کہ میں ایام رضاعت میں جماع کرنے سے منع کر دوں، پھر میں نے سنا کہ اہل ایران اور اہل روم اس طرح کرتے ہیں ان کی اولاد کو کوئی نقصان نہیں ہوتا۔''

شیخان نے حضرت ھند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوسفیان ایک حریص شخص ہیں۔ وہ مجھے اتنا خرچہ نہیں دیتے جو مجھے اور میری اولاد کو کافی ہو سکے۔ مگر کچھ مال میں انہیں بتائے بغیر لے لیتی ہوں'' کیا اس کے بارے مجھ پر کچھ حرج ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ان کے مال سے وہ لے لو جو تمہیں اور تمہاری اولاد کے لئے کافی ہو، مگر بھلائی کے ساتھ لو۔''

امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''پہلے ان پر خرچ کرو جو تمہارے زیر کفالت ہیں۔ ایک عورت کہتی ہے یا تو مجھے کچھ عطا کر یا مجھے طلاق دے دے' غلام کہتا ہے' یا تو مجھے کچھ کھلا مجھے بیچ دے'' بچہ کہتا ہے'' مجھے کچھ کھلاؤ مجھے کن کے سپرد کر رہے ہو؟ لوگوں نے کہا: ''ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! کیا تم نے یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے'' انہوں نے فرمایا: ''یہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی دانائی میں سے نہیں۔''

امام نسائی کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: ''ان سے شروع کرو جو تمہاری کفالت میں ہیں'' آپ سے عرض کی گئی'' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیر کفالت کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''تمہاری بیوی تم سے کہتی ہے'' مجھے کچھ کھلاؤ یا مجھے جدا کر دو'' تمہارا خادم تم سے کہتا ہے: ''مجھے کچھ کھلاؤ یا مجھے بیچ دو۔'' تمہارا بچہ کہتا ہے: ''تم مجھے کس کے حوالے کر رہے ہو؟''

چوتھا باب

حدود کے بارے آپ کے فیصلے اور احکام

اس میں کئی انواع ہیں:

۱۔ ....

۲۔ حدود میں سفارش کے بارے

امام احمد اور ائمہ ستہ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''قریش کو اس

عورت کے معاملہ میں فکر نے آ لیا جس نے چوری کی تھی۔" انہوں نے کہا "اس کے بارے حضور اکرم ﷺ سے بات کون کرے گا"؟ انہوں نے کہا "یہ جرأت صرف حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما ہی کر سکتے ہیں، جو حضور اکرم ﷺ کے محبوب ہیں۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے آپ سے گفتگو کی۔ آپ نے فرمایا: "کیا تم رب تعالیٰ کی حدود میں سے کسی حد کے بارے میں سفارش کرتے ہو؟ پھر آپ اٹھے اور خطبہ ارشاد فرمایا "تم سے پہلے لوگ اسی لئے ہلاک ہوئے ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی طاقتور چوری کرتا تو وہ اسے چھوڑ دیتے اور اگر کمزور چوری کرتا تو وہ اس پر حد لگاتے۔ اللہ کی قسم! اگر (سیدہ نساء العالمین، طیبہ، طاہرہ) فاطمہ بنت محمد (علی ابیھا وعلیھا الصلاۃ والسلام) چوری کرتی تو اس کے ہاتھ بھی کاٹ دیئے جاتے۔" دوسری روایت میں ہے۔ "اس نے رب تعالیٰ کی مخالفت کی ہے۔"

امام شافعی، امام احمد، ابو داؤد، نسائی، بیہقی اور دار قطنی نے حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ مسجد نبوی میں اپنی چادر سے ٹیک لگا کر سوئے ہوئے تھے۔ ایک چور آیا اور اس نے ان کی چادر اٹھالی۔ انہوں نے چور کو پکڑ لیا۔ اسے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں پیش کر دیا۔ آپ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ حضرت صفوان رضی اللہ عنہ نے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ میرا یہ ارادہ تو نہ تھا۔ میں اسے اس پر صدقہ کرتا ہوں" حضور اکرم ﷺ نے انہیں فرمایا "تم نے اسے میرے پاس لانے سے قبل اس طرح کیوں نہ کہہ دیا۔"

ابو داؤد، نسائی اور دار قطنی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "جب تک تم حدود کا دفاع کر سکتے ہو ان کا دفاع کیا کرو۔"

۳۔ حدود کا دفاع کرنا، پردہ پوشی کرنا جب زانی پر حد قائم کی جائے تو اس کے لئے کفارہ بن جاتی ہے

ابو داؤد، نسائی اور دار قطنی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "تم اپنے مابین حدود کو خود ہی معاف کر لیا کرو، جو جرم مجھ تک پہنچا جس پر حد لگتی ہو تو وہ واجب ہو جائے گی۔"

امام ترمذی اور دار قطنی نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے "حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تک تم حدود کا دفاع کر سکو ان کا دفاع کیا کرو۔"

امام مالک نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "مجھے معلوم ہوا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے بنو سلیم کے ایک شخص سے فرمایا: ھزال! کاش! تم اسے اپنی چادر سے ڈھانپ دیتے یہ تمہارے لئے بہتر تھا۔"

امام مسلم نے حضرت عمران بن حصین الخزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ بنو جہینہ کی ایک عورت بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئی۔ وہ زنا سے حاملہ تھی۔ اس نے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ میں حد تک پہنچ چکی ہوں۔ مجھ پر حد قائم کریں۔" حضور اکرم ﷺ نے اس کے سرپرست کو بلایا اسے فرمایا "اس پر احسان کرو۔ جب اس کا وضع حمل ہو جائے تو اسے میرے

پاس لے آؤ" اس نے اسی طرح کیا۔ حضور اکرم ﷺ نے اس عورت کے بارے حکم دیا اس پر اس کے کپڑے باندھ دیئے گئے پھر حکم دیا تو اسے رجم کر دیا گیا۔ آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ آپ اس کی نماز جنازہ پڑھا رہے ہیں، حالانکہ اس نے زنا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "اس عورت نے ایسی توبہ کی ہے اگر یہ اہل مدینہ طیبہ کے ستر افراد میں تقسیم کی جائے تو وہ انہیں کافی ہو جائے کیا تم اس سے افضل کسی کو پاتے ہو جو اپنی جان بھی اللہ تعالیٰ کے لئے وقف کر دے۔"

ابو داؤد نے حضرت یزید بن نعیم رضی اللہ عنہ سے وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ماعز رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے آپ کے ہاں چار بار اقرار کیا۔ آپ نے انہیں رجم کرنے کا حکم دیا آپ نے ھزال سے فرمایا۔۔۔۔

ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی۔ رب تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پوشی کرے گا" ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس سے اور انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے روایت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: "جس نے اپنے مسلمان بھائی کی ستر پوشی کی تو روز حشر رب تعالیٰ اس کی پردہ پوشی کرے گا۔ جس نے اپنے مسلمان بھائی پردہ پوشی نہ کی رب تعالیٰ بھی اس کی پردہ پوشی نہ کرے گا حتیٰ کہ وہ اسے اس کے گھر میں ہی ذلیل ورسوا کر دے گا۔"

امام ترمذی' ابن ماجہ اور دارقطنی نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "جس سے دنیا میں گناہ صادر ہو گیا۔ اسے اس میں اس کی سزا دے دی گئی، تو رب تعالیٰ اس سے زیادہ عادل ہے، کہ وہ اپنے بندے کو دوبار سزا دے۔ جس سے گناہ صادر ہو گیا۔ دنیا میں اللہ تعالیٰ نے اس کی پردہ پوشی کر دی تو رب تعالیٰ اس سے زیادہ کریم ہے کہ وہ اس امر کا اعادہ کرے جس سے اس نے درگزر فرمایا ہو۔" حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اس کا معاملہ اللہ رب العزت کے سپرد ہے۔"

۴۔ تعزیر کے بارے میں حکم

امام احمد' نسائی' مسلم اور ابو داؤد نے حضرت ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا "دس کوڑوں سے زائد نہ مارے جائیں سوائے حدود الٰہیہ میں سے کسی حد میں" ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "دس کوڑوں سے زیادہ تعزیر نہ لگایا کرو۔"

۵۔ مساجد میں حدود قائم کرنے سے ممانعت

امام احمد' ابو داؤد اور دارقطنی نے حضرت حکیم بن حزام سے' ابن ماجہ نے حضرات عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "مساجد میں حدود قائم نہ کی جائیں۔"

۶۔ جس پر حد قائم نہیں ہو سکتی

امام احمد، امام نسائی اور ابو داؤد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مجنونہ کو لایا گیا۔ اس نے بدکاری کی تھی۔ انہوں نے اس کے متعلق لوگوں سے مشورہ کیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے رجم کرنے کا حکم دیا۔ جب اس کے پاس سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ گزرے۔ انہوں نے پوچھا "اسے کیا ہوا ہے؟ لوگوں نے بتایا یہ بنو فلاں کی مجنونہ ہے۔ اس نے زنا کیا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے رجم کرنے کا حکم دیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "اسے واپس لے چلو" پھر وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ فرمایا "امیر المومنین! کیا آپ کو علم نہیں کہ تین افراد مرفوع القلم ہیں۔ ۱۔ مجنون حتیٰ کہ شفاء یاب ہو جائے۔ ۲۔ سویا ہوا حتیٰ کہ جاگ پڑے۔ ۳۔ بچہ حتیٰ کہ وہ بالغ ہو جائے۔" انہوں نے فرمایا: "ہاں! حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ: "پھر اس مجنونہ کی کیا حیثیت ہے؟" حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ: "کچھ بھی نہیں" حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ: "پھر اسے چھوڑ دیں۔" حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہنے لگے: "اللہ اکبر اللہ اکبر"

امام احمد اور ائمہ اربعہ نے حضرت عطیہ القرظی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "قریظہ کے روز ہمیں بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں پیش کیا گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دیکھتے تھے۔ جس کے زیر ناف بال اگے ہوتے اسے قتل کر دیتے تھے۔ جس کے زیر ناف بال نہ اگے ہوتے اسے قتل نہیں کیا جاتا تھا۔ انہوں نے میرے بھی زیر ناف بال دیکھے۔ انہوں نے دیکھے کہ وہ بال ابھی نہیں اگے تھے۔ انہوں نے مجھے قیدیوں میں رکھ دیا۔"

امام احمد، ابو داؤد اور نسائی نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "تین افراد مرفوع القلم ہیں۔ ۱۔ سویا ہوا حتیٰ کہ جاگ جائے۔ مریض حتیٰ کہ شفاء یاب ہو جائے۔ بچہ حتیٰ کہ وہ بڑا ہو جائے۔"

۷۔ کمزور پر حد قائم کرنے کی کیفیت

احمد بن منیع، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابو امامہ سے انہوں نے حضرت سہل بن حنیف سے، انہوں نے حضرت سعید بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہمارے گھروں کے سامنے ایک کمزور ناتواں بوڑھا مجذوم شخص تھا۔ گھر والے اسے جب بھی دیکھتے وہ ان کی لونڈیوں میں سے کسی ایک پر ہوتا۔ وہ اس کے ساتھ بدکاری کر رہا ہوتا۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے اس کا تذکرہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں کیا۔ وہ شخص مسلمان تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک گچھا لو جس میں ایک سو شاخیں ہوں اس کے ساتھ اسے مارو" انہوں نے اسی طرح کیا۔

۸۔ انکار کر دینے یا اقرار سے رجوع کی طرف اشارہ

امام احمد، ابو داؤد، نسائی اور بیہقی نے حضرت ابو امیہ المخزومی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں

ایک چور کو پیش کیا گیا۔اس نے اپنے جرم کا اعتراف کرلیا تھا۔اس کے پاس سامان نہ تھا۔حضور اکرم ﷺ نے اسے فرمایا "میرا خیال نہیں کہ تم نے چوری کی ہو"اس نے عرض کی"ہاں!آپ نے اسے دو یا تین بار اسی طرح فرمایا، پھر آپ نے اس کے بارے حکم دیا اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا، پھر اسے آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔آپ نے اسے فرمایا"رب تعالیٰ سے مغفرت طلب کرو اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرو۔اس نے کہا:"اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ" آپ نے یہ دعا مانگی"مولا! اس کی توبہ قبول فرما"آپ نے تین بار اس طرح دعا مانگی۔"

بزار نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے'مسدد نے صحیح سند سے مرسل روایت کیا ہے۔ابوداؤد نے مراسیل میں'بزار'دارقطنی اور بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے پاس ایک چور لایا گیا۔جس نے چادر چوری کی تھی۔آپ نے پوچھا"تم نے چوری کی ہے۔ہمارا خیال ہے کہ تم نے چوری نہیں کی۔اس نے عرض کی"ہاں!یارسول اللہ ﷺ میں نے چوری کی ہے"آپ نے فرمایا:"اسے لے جاؤ'اس کا ہاتھ کاٹ ڈالو'پھر اسے داغ دو، پھر اسے میرے پاس لے آؤ"صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسے لے گئے اس کا ہاتھ کاٹا۔اسے داغا پھر اسے آپ کی خدمت میں لے آئے۔آپ نے اسے فرمایا"اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو"اس نے عرض کی"میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کی ہے"آپ نے کہا"مولا!اس کی توبہ قبول فرما۔"

۹۔جس نے حد کا اعتراف کیا مگر سبب بیان نہ کیا اس پر حد جاری نہ کرنا

ابن ابی شیبہ نے ثقہ راویوں سے حضرت ابوامامۃ الباہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں مسجد میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ایک شخص نے عرض کی"یارسول اللہ ﷺ میں حد تک پہنچ چکا ہوں مجھ پر حد قائم کریں نماز کا وقت ہوگیا۔آپ باہر تشریف لائے وہ شخص آپ کے پیچھے تھا۔میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے تھا۔اس نے عرض کی"یارسول اللہ!ﷺ مجھ پر حد قائم کریں۔میں نے جرم کا ارتکاب کیا ہے"آپ نے فرمایا:کیا تو اپنے گھر سے نہیں نکلا،تو نے وضو کیا اچھی طرح وضو کیا ہمارے ساتھ نماز میں شرکت کی۔اس نے عرض کی"ہاں!آپ نے فرمایا:"رب تعالیٰ نے تمہاری یہ حد یا گناہ معاف کر دیا ہے۔"

۱۰۔محارب اور مرتد کے بارے فیصلہ

امام مالک اور امام شافعی کے علاوہ دیگر ائمہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے'ابوداؤد اور نسائی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے'ابوداؤد نے ابوالزناد سے مرسل اور نسائی نے ابن المسیب سے مرسل روایت کیا ہے کہ عرینہ کے بعض علیل لوگ مدینہ طیبہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔انہوں نے اسلام کے بارے میں گفتگو کی۔انہوں نے عرض کی:"یارسول اللہ!ﷺ ہمیں پناہ دیں۔ہمیں کھلائیں۔"وہ وقت صبح مدینہ طیبہ حاضر ہوئے۔انہوں نے عرض کی:"یارسول اللہ!ﷺ ہم دودھ والے ہیں۔کھلے میدانوں والے نہیں ہیں۔ہمیں مدینہ طیبہ کے بخار کی شکایت ہوگئی

ہے۔"آپ نے ان کے لئے اونٹنیوں کا حکم دیا۔انہیں حکم دیا کہ وہ مدینہ طیبہ سے باہر نکل جائیں۔دوسرے الفاظ میں ہے"وہ صدقہ کے اونٹوں کے پاس جائیں۔ان کے پیشاب اور دودھ پئیں"وہ روانہ ہوئے۔جب وہ الحرہ کے ایک کنارے گھر کے سامنے تھے انہوں نے اسلام لانے کے بعد کفر کیا۔آپ کے چرواہے کو شہید کیا اور اونٹنیاں ہانک کر لے گئے۔دن کے ابتدائی حصے میں آپ تک یہ خبر پہنچ گئی۔آپ نے ان کے پیچھے جستجو کرنے والے بھیجے۔جب دن چڑھ آیا،تو وہ انہیں لے آئے۔آپ نے ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھیر دیں۔ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے۔

"دوسرے الفاظ میں ہے"ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیر دیں۔"امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔"ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھیر دیں۔انہیں الحرہ کے ایک کنارے پر پھینک دیا گیا وہ پتھر چاٹتے رہے حتیٰ کہ وہ مر گئے۔"ایک اور روایت میں ہے"میں نے ایک شخص کو دیکھا وہ اپنی زبان سے زمین کو چاٹ رہے تھے، حتیٰ کہ وہ مر گئے۔وہ پانی مانگتے تھے وہ کسی نے انہیں پانی نہ دیا،حتیٰ کہ وہ اسی حالت پر مر گئے۔"

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے:"ہمیں معلوم ہوا ہے کہ اس کے بعد آپ صدقہ پر ابھارتے تھے۔مثلہ سے منع کرتے تھے۔"حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے ہی کہا ہے"مجھے حضرت ابن سیرین نے بیان کیا ہے کہ یہ واقعہ حدود کے نزول سے پہلے کا ہے۔"حضرت ابوقلابہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ اس قوم نے چوری کی،قتل کیا اور ایمان لانے کے بعد کفر کیا۔اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف جنگ کی۔"

ابوداؤد اور نسائی نے حضرت ابوالزناد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ نے ان لوگوں کے ہاتھ کاٹے۔جنہوں نے آپ کی اونٹنیوں کو چروایا تھا ان کی آنکھوں پر سلائیں پھیر دیں تو رب تعالیٰ نے آپ پر عتاب فرمایا یہ آیت طیبہ نازل کی:

إِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (المائدہ:۳۳)

ترجمہ: بلاشبہ سزا ان لوگوں کی جو جنگ کرتے ہیں۔اللہ سے اور اس کے رسول سے۔

دارقطنی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک عورت اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گئی'آپ نے حکم دیا کہ اس پر اسلام پیش کیا جائے اگر وہ اسلام قبول کر لے تو بہتر ورنہ اسے قتل کر دیا جائے۔اس پر اسلام پیش کیا گیا۔اس نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا۔اسے قتل کر دیا گیا۔"

ابویعلیٰ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے اس شخص کو چار بار توبہ کرنے کے لئے فرمایا جو اسلام سے مرتد ہوا تھا۔امام نسائی'ابن ماجہ اور دارقطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"جو اپنا دین تبدیل کرے اسے قتل کر دو۔"

شیخان'ابوداؤد اور نسائی نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں یمن بھیجا،پھر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا۔جب یہ ان کے پاس پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص ان کے پاس بندھا ہوا تھا۔انہوں

نے پوچھا" اسے کیا ہوا ہے؟ انہوں نے بتایا" یہ یہودی تھا۔ اس نے اسلام قبول کر لیا، پھر اس نے برا دین اختیار کر لیا۔ یہ یہودی ہو گیا" حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نہ بیٹھوں گا حتیٰ کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم کا فیصلہ ہے۔" انہوں نے تین بار اس طرح کہا۔ اس کے حکم دیا گیا اور اسے تہ تیغ کر دیا گیا۔

۱۱۔ زانی کے بارے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیصلہ

امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کے بارے میں فیصلہ کیا جس نے زنا کیا مگر وہ غیر شادی شدہ تھا کہ اسے ایک سال کے لئے جلاوطن کر دیا جائے اور اس پر حد قائم کی جائے۔

امام احمد نے سلمہ بن محبق سے امام شافعی' احمد' مسلم' ابو داؤد' ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی کا نزول ہوتا تو ہم آپ سے دور چلے جاتے۔ آپ کا چہرہ انور سرخ ہو جاتا تھا۔ اور آپ کو اذیت ہوتی تھی۔ ایک دن اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی نازل کی۔ جب یہ کیفیت آپ سے جدا ہوئی تو آپ نے فرمایا: "مجھ سے علم حاصل کر لو۔ مجھ سے علم حاصل کر لو۔ رب تعالیٰ نے ان عورتوں کے لئے سبیل پیدا کر دی ہے غیر شادی شدہ کا غیر شادی شدہ عورت کے ساتھ بدکاری کرنے کی سزا ایک سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے اور شادی شدہ مرد کا شادی شدہ عورت کے ساتھ بدکاری کرنے کی سزا ایک سو کوڑے اور رجم ہے۔

ائمہ' نسائی اور دارقطنی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رجم کیا اور آپ کے بعد ہم نے بھی رجم کیا۔

نسائی کے علاوہ دیگر ائمہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، جبکہ امام احمد اور ابن ماجہ نے یہ روایت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کی ہے' دارقطنی نے عباد بن تمیم سے' امام احمد نے عبداللہ بن مالک اوسی نے روایت کیا ہے کہ آپ سے اس لونڈی کے بارے سوال کیا گیا جس نے بدکاری کی جبکہ وہ غیر شادی شدہ تھی۔ آپ نے فرمایا: "جب تم میں سے کسی ایک کی لونڈی بدکاری کرے اس کی بدکاری واضح ہو جائے تو وہ اس پر حد جاری کر دے۔" دوسری روایت میں ہے۔" وہ اس پر حد جاری کرے اسے گناہ پر عار نہ دلائے، پھر وہ بدکاری کرے تو اس پر حد جاری کرے اس کچھ عار نہ دلائے اگر وہ تیسری بار بدکاری کرے تو اسے فروخت کر دے خواہ ایک رسی کے عوض ہی۔" یا دوسری روایت میں ہے:" خواہ چھوٹے سے بال کے عوض ہی" دوسرے الفاظ میں ہے" جب وہ بدکاری کرے تو اسے کوڑے مارو۔ جب وہ بدکاری کرے تو اسے کوڑے مارو پھر اسے فروخت کر دو۔"

امام احمد اور ائمہ ثلاثہ اور دارقطنی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ کی ایک لونڈی نے بدکاری کی۔ آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں اسے کوڑے ماروں یا اس پر حد قائم کروں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے' اپنے غلاموں

اور لونڈیوں پر حدود قائم کیا کرو۔"

۱۲۔جسے بدکاری پر مجبور کیا جائے اس کا حکم

امام احمد' ائمہ اربعہ اور دارقطنی نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: "آپ کے عہد ہمایوں میں ایک عورت کو بدکاری پر مجبور کیا گیا آپ نے اس سے حد ساقط کر دی۔اس مرد پر حد جاری کی جس نے اسے مجبور کیا تھا۔"

۱۳۔وطئ الشبہ کے بارے حکم

حبیب بن سالم سے روایت ہے کہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک مقدمہ پیش کیا گیا۔وہ اس وقت کوفہ کے امیر تھے۔انہوں نے فرمایا: میں اس کے بارے وہی فیصلہ کروں گا، جو فیصلہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا تھا۔اگر وہ تمہارے لئے حلال ہوئی، تو میں تمہیں ایک سو کوڑے ماروں گا اور اگر تمہارے لئے حلال نہ ہوئی تو میں تمہیں سنگسار کر دوں گا۔لوگوں نے اسے پایا کہ وہ اس کے لئے حلال تھی'انہوں نے اسے ایک سو کوڑے مارے۔

۱۴۔جس نے اپنے باپ کی بیوی کے ساتھ نکاح کر لیا اس کے بارے فیصلہ

ابن ابی شیبہ' ابو یعلی' ابن حبان' امام احمد' ائمہ اربعہ اور دارقطنی نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "میں نے اپنے ماموں حضرت ابو ہریرہ کو دیکھا۔آپ کے پاس جھنڈا تھا۔میں نے عرض کی: "کہاں جا رہے ہو؟ انہوں نے فرمایا:" آپ نے مجھے اس شخص کی طرف بھیجا ہے جس نے اپنے باپ کی بیوی سے نکاح کر لیا ہے کہ میں اس کی گردن اڑا دوں اور اس کا سر لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں۔"

۱۵۔جن کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حد لگائی

امام احمد' مسلم' ابو داؤد' نسائی اور دارقطنی نے حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ سے' امام احمد' ابو داؤد' نسائی نے حضرت نعیم بن ہزال رضی اللہ عنہ سے' وہ اپنے والد ماجد سے شیخان' ابو داؤد' ترمذی' دارقطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے' امام احمد نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے' امام احمد' مسلم' ابو داؤد' نسائی اور دارقطنی نے حضرت جابر بن سمرہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔اس نے عرض کی "میں نے بدکاری کی ہے۔مجھ پر کتاب اللہ کے مطابق حد جاری کریں" آپ نے اس سے اعراض کیا۔وہ دوسری بار آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔اس نے عرض کی "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے بدکاری کی ہے۔مجھے پر کتاب الٰہی کے مطابق حد جاری کریں۔" وہ تیسری بار آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے بدکاری کی ہے۔کتاب الٰہی کے مطابق مجھ پر حد جاری کریں۔" پھر وہ چوتھی بار آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔اس نے عرض کی "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے بدکاری کی ہے۔مجھ پر کتاب الٰہی کے مطابق حد جاری کریں۔"

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تو نے چار بار اقرار کیا ہے مگر کس کے ساتھ؟ اس نے عرض کی'' فلانہ کے ساتھ'' آپ نے فرمایا: ''کیا تو نے اسے لٹایا تھا؟ اس نے عرض کی'' ہاں! کیا تو نے اس کے ساتھ مباشرت کی تھی؟ اس نے عرض کی'' ہاں! آپ نے پوچھا'' کیا تو نے اس کے ساتھ جماع کیا تھا؟ اس نے عرض کی'' ہاں! آپ نے اسے رجم کرنے کا حکم دیا۔ اسے الحرہ کی طرف لے جایا گیا جب اسے پتھروں کی ضربیں لگیں تو وہ گھبرا گیا۔ وہ بھاگتا ہوا نکل گیا۔ اسے حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ ملے۔ اس شخص نے اپنے ساتھیوں کو تھکا دیا تھا۔ انہوں نے اونٹ کی پنڈلی کی ہڈی کے ساتھ لڑائی کی۔ وہ اسے ماری اور مار دیا، پھر وہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہو گئے، اور یہ واقعہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا: ''تم نے اسے چھوڑ کیوں نہ دیا شاید وہ توبہ کرتا اور رب تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول کر لیتا۔''

ابو داؤد اور دار قطنی نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک مرد نے ایک عورت سے زنا کیا آپ نے حکم دیا اس پر حد جاری کی گئی، پھر آپ کو بتایا گیا کہ وہ شادی شدہ ہے۔ آپ نے اس کے بارے حکم دیا تو اسے رجم کر دیا گیا۔

امام احمد ائمہ اربعہ اور دار قطنی نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ بنو جہنیہ کی ایک عورت بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئی۔ اس نے عرض کی'' اس نے بدکاری کی ہے وہ حاملہ ہے حضور اکرم ﷺ نے اس کے سرپرست کو بلایا۔ آپ نے اسے فرمایا'' اس پر احسان کرو جب اس کا وضع حمل ہو جائے تو اسے لے آنا۔'' جب اس کا وضع حمل ہو گیا تو وہ اس عورت کو لے آیا۔ اس پر اس کے کپڑے باندھ دیئے گئے آپ نے حکم دیا تو اسے رجم کر دیا گیا۔ آپ نے حکم دیا تو اس کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی'' یا رسول اللہ ﷺ آپ اس کی نماز جنازہ پڑھ رہے ہیں، حالانکہ اس نے بدکاری کی ہے۔'' آپ نے فرمایا: ''مجھے اس ذات والا کی قسم! اس نے اس طرح توبہ کی ہے اگر اسے اہل مدینہ طیبہ میں ستر افراد کے مابین تقسیم کیا جائے تو وہ انہیں کافی ہو جائے۔ کیا تم اس سے کسی کو افضل پاتے ہو جو اپنی جان کا نذرانہ بھی پیش کر دے۔''

دار قطنی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ بنو اسلم کا ایک شخص بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ اس نے زنا کا اعتراف کیا آپ نے اس سے اعراض فرمایا، پھر اس نے زنا کا اعتراف کیا۔ آپ نے اس سے اعراض کیا۔ حتیٰ کہ اس نے چار بار اپنے خلاف گواہی دی۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تجھے جنون ہے؟ اس نے عرض کی'' نہیں'' آپ نے پوچھا'' کیا تم شادی شدہ ہو؟ اس نے عرض کی'' ہاں! آپ نے اس کے بارے حکم دیا تو اسے عید گاہ کے پاس رجم کر دیا گیا۔ جب اسے پتھر لگنے لگے تو وہ بھاگنے لگا۔ اسے پا لیا گیا حتیٰ کہ رجم کر دیا گیا، حتیٰ کہ وہ مر گیا۔ آپ نے اسے بھلائی سے یاد کیا مگر آپ نے اس کی نماز جنازہ ادا نہ کی۔

امام احمد، ابو داؤد اور نسائی نے حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے ایک عورت کو رجم کیا اس کے لئے سینے تک گڑھا کھودا گیا تھا۔

ائمہ نے حضرات زید بن خالد اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ ان دونوں نے بتایا کہ دو افراد نے اپنا جھگڑا بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں پیش کیا۔ ایک نے کہا "یا رسول اللہ! ﷺ ہمارے مابین کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کریں" دوسرے نے کہا "یہ دونوں سے دانا تھا" ہاں! یا رسول اللہ! ﷺ ہمارے مابین کتاب الٰہی کے مطابق فیصلہ کریں۔ مجھے اذن دیں کہ میں بات شروع کروں" آپ نے فرمایا: "گفتگو کرو" اس نے عرض کی "میرا لڑکا اس کے ہاں بطور مزدور کام کر رہا تھا۔ اس نے اس کی بیوی کے ساتھ زنا کر دیا۔ لوگوں نے بتایا کہ میرے لڑکے پر رجم نہیں ہے۔" میں نے ایک سو بکریاں اور ایک لونڈی بطور فدیہ دے دی۔ پھر میں نے اہل علم سے پوچھا۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ میرے لڑکے پر ایک سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے۔ بلاشبہ مرد اپنی عورت پر ہے۔" حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "مجھے اس ذات والا کی قسم جس کے دست تصرف میں میری جان ہے۔ میں تمہارے مابین کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ تمہاری بکریاں اور لونڈیاں تمہیں واپس کر دی جائیں گی۔" آپ نے اس کے بیٹے کو ایک سو کوڑے مارے اور ایک سال کے لئے جلاوطن کر دیا۔ آپ نے حضرت انیس رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ دوسرے شخص کی بیوی کو لے کر آئے۔ اگر وہ اعتراف کرے تو اسے رجم کر دیں۔ اس نے اعتراف کیا تو اسے رجم کر دیا گیا۔"

امام ابو داؤد نسائی نے حضرت خالد بن جلاج سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے کہ وہ بازار میں بیٹھ کر کام کر رہے تھے۔ ایک عورت گزری جو اپنے بچے کو اٹھائے ہوئے تھی۔ لوگ اس کے ساتھ چلنے لگے۔ میں بھی ان کے ساتھ ہو گیا۔ وہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہو گئی۔ آپ نے فرمایا: تمہارے ساتھ اس کا باپ کون ہے؟ وہ عورت خاموش رہی۔ اس کے سامنے ایک جوان تھا۔ اس نے عرض کی۔ "یا رسول اللہ ﷺ میں اس کا باپ ہوں" آپ نے اس عورت کی طرف توجہ کی اور فرمایا: تمہارے ساتھ اس کا باپ کون ہے؟ اس جوان نے کہا "یا رسول اللہ ﷺ! میں اس کا باپ ہوں" آپ نے اپنے ارد گرد کے لوگوں کو دیکھا۔ اس کے بارے پوچھا۔ انہوں نے عرض کی: "ہم اس کے بارے میں بھلائی ہی جانتے ہیں۔"

آپ نے اسے پوچھا: "کیا تم شادی شدہ ہو" اس نے عرض کی "ہاں! آپ نے حکم دیا تو اسے رجم کر دیا گیا۔ ہم اس کے ساتھ نکلے اس کے لئے گڑھا کھودا۔ حتیٰ کہ اس میں اسے ڈالا پھر اس پر پتھر پھینکے حتیٰ کہ وہ پرسکون ہو گیا۔ ایک شخص آیا۔ وہ اس سنگسار ہونے والے کے بارے پوچھ رہا تھا۔ ہم اسے لے کر بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں چلے گئے۔ ہم نے عرض کی "یہ شخص اس خبیث کے بارے پوچھ رہا ہے" آپ نے فرمایا: "وہ تو رب تعالیٰ کے ہاں مشک کی خوشبو سے بھی پاکیزہ تر ہے" وہ اس کا باپ تھا۔ ہم نے اس کی اس کے بیٹے کو غسل دینے کفن دینے اور دفن کرنے میں مدد کی۔" لیکن مجھے معلوم نہیں کہ آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی یا نہیں۔"

۱۶۔لواطت کرنے والے کے بارے فیصلہ

امام احمد اور ائمہ اربعہ کی اور دارقطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ سے ابوداؤد ترمذی اور دارقطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:" جسے تم پاؤ کہ وہ لواطت کر رہا ہو تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر دو۔"

۱۷۔قذف کے بارے فیصلہ

ابوداؤد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ بنولیث میں سے ایک شخص بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔اس نے اقرار کیا کہ اس نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا ہے۔وہ غیر شادی شدہ تھا۔آپ نے اسے ایک سو کوڑے مارے، پھر عورت کے خلاف گواہ طلب کیے۔اس عورت نے عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس نے جھوٹ بولا ہے"آپ نے اس پر اسی کوڑے حد قذف قائم کی۔"

۱۸۔چوری کی حد کے بارے فیصلہ

امام احمد شیخان اور ائمہ اربعہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دینار کے چوتھائی حصہ یا اس سے زائد میں چور کا ہاتھ کاٹ دیتے تھے۔شیخان اور نسائی نے ان سے ہی روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں ڈھال سے کم یا گھی کے ٹکڑے (یا مٹھی بھر کھانے) کو چوری کرنے پر بھی ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے۔"

ان میں سے ہر ایک چیز کی قیمت ہوتی تھی۔ائمہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے راویت کیا ہے۔آپ نے اس ڈھال کو چوری کرنے پر بھی چور کا ہاتھ کاٹا جس کی قیمت تین دراہم تھی۔

امام احمد اور دارقطنی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے راویت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس چیز کو چرانے پر بھی چور کا ہاتھ کاٹا جس کی قیمت پانچ دراہم تھی۔ائمہ ثلاثہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے راویت کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لٹکے ہوئے پھل کے بارے میں پوچھا گیا۔آپ نے فرمایا:"جس نے اس میں سے کچھ چوری کیا۔اس کے بعد کہ اسے کھلیان میں جمع کر دیا گیا تھا اس کی قیمت ڈھال کی قیمت تک پہنچ گئی تو اس پر بھی قطع ید ہے۔"

امام نسائی نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ پھل اور کھجور کا گابھہ چوری کرنے میں قطع ید نہیں ہے۔"

امام مالک نے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"معلق پھل میں قطع ید نہیں ہے نہ ہی پہاڑ پر چھوڑی ہوئی چیز میں قطع ید ہے۔جب وہ چیز باڑے یا کھلیان میں آ جائے تو اس چیز کو چرانے میں قطع ید ہے جس کی قیمت ڈھال کی

قیمت تک پہنچ جائے۔"

امام شافعی' امام احمد' امام ترمذی اور دار قطنی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "معلق پھل میں قطع ید نہیں ہے اگر اسے کھلیان میں رکھ دیا جائے تو اس میں قطع ید ہے۔"

الطبرانی' امام شافعی' امام احمد' ائمہ اربعہ' محمد بن یحییٰ' ابن حبان نے روایت کیا ہے کہ ایک غلام نے کسی شخص کے باغ سے کھجور کا پودا چرایا اور اسے اپنے آقا کے باغ میں لگا دیا۔ اس پودے کا مالک باہر نکلا وہ اپنے پودے کو تلاش کر رہا تھا اس نے اسے پالیا۔ اس شخص نے مروان بن حکم سے اس غلام کے خلاف مدد چاہی۔ اس نے غلام کو قید میں ڈال دیا۔ اس کا ہاتھ کاٹنے کا ارادہ کیا۔ غلام کا مالک حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ داستان عرض کی۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا: "پھل اور گابھے میں قطع ید نہیں ہے۔"

ابوداؤد' نسائی اور دار قطنی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ کی خدمت میں ایک چور کو لایا گیا۔" آپ نے فرمایا: "اسے قتل کر دو" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی "اس نے چوری کی ہے" آپ نے فرمایا: "اس کا ہاتھ کاٹ دو" انہوں نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا، پھر اس نے چوری کی۔ آپ نے فرمایا: "اسے قتل کر دو" صحابہ کرام نے عرض کی "اس نے چوری کی ہے" آپ نے فرمایا: "اس کا ہاتھ کاٹ دو" اس نے تیسری اور چوتھی بار اسی طرح کیا۔ جب اس نے پانچویں بار اس طرح کیا تو آپ نے فرمایا: "اسے قتل کر دو" حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "ہم اسے لے کر بکریوں کے باڑے کی طرف گئے۔ وہ اپنی کمر کے بل لیٹ گیا۔ اس نے اپنے ہاتھوں اور ٹانگوں کے ساتھ دانت بھینچے۔ اونٹ بھاگ گیا، پھر اسے اس پر سوار کیا گیا تو اس نے اسی طرح کیا۔ اس کو تیسری بار اس پر سوار کیا گیا۔ اس نے اسی طرح کیا ہم نے اسے پتھر مارے۔ اسے کنویں میں پھینک دیا پھر اوپر پتھر ڈال دیئے۔"

ائمہ کہتے ہیں: "یہ حدیث صحیح نہیں ہے اسی طرح وہ احادیث صحیح نہیں ہیں جن میں چور کو قتل کرنے کا ذکر ہے۔"

امام بیہقی اور حارث بن ابی اسامہ نے حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ اور ابن سابط الاحول سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک چور لایا گیا۔ آپ سے عرض کی گئی کہ اس نے چوری کی ہے۔ اس کے خلاف گواہیاں بھی قائم ہو گئیں۔ چوری کا سامان بھی اس کے پاس سے مل گیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ یتیموں کا غلام ہے۔ ان کے پاس اس کے علاوہ کوئی مال نہیں ہے۔" آپ نے اسے چھوڑ دیا۔ اس نے دوسری' تیسری اور چوتھی بار چوری کی۔ اسے چار بار چھوڑ دیا۔ اس نے پانچویں بار چوری کی تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ اس نے چھٹی بار چوری کی تو اس کا پاؤں کاٹ دیا گیا۔ اس نے ساتویں بار چوری کی تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ اس نے آٹھویں بار چوری کی تو اس کا پاؤں کاٹ دیا گیا۔ حارث نے کہا ہے "چار کے بدلے چار" چار دفعہ معاف کر دیا اور چار دفعہ اسے سزا دی۔" امام بیہقی نے لکھا ہے "گویا کہ آپ نے پہلی چار بار اسے دیکھا کہ اس نے اتنا سامان چوری نہیں کیا جس سے قطع ید لازم آتا ہو۔ آخری چار بار دیکھا کہ اس نے اتنا سامان چوری کیا ہے جس سے قطع

یدلازم آتاہے۔

ابو یعلی اور نسائی نے حضرت حارث بن حاطب سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک چور کو لایا گیا۔آپ نے فرمایا:''اسے قتل کردو'' صحابہ کرام نے عرض کی''یارسول اللہ! ﷺ اس نے چوری کی ہے'' آپ نے فرمایا: ''اسے قتل کردو'' انہوں نے عرض کی:''یارسول اللہ ﷺ اس نے چوری کی ہے۔'' آپ نے فرمایا:''اس کا ہاتھ کاٹ دو'' پھر اس نے چوری کی تو اس کا پاؤں کاٹ دیا گیا، پھر سیدنا صدیق اکبر کے عہد مبارک میں اس نے چوری کی حتیٰ کہ دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کاٹ دیئے گئے۔اس نے پانچویں بار چوری کی تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا''حضور اکرم ﷺ اس بارے جانتے تھے جب آپ نے فرمایا: تھا''اسے قتل کر دو۔'' انہوں نے اسے قریش کے جوانوں کے سپرد کیا تاکہ وہ اسے قتل کر دیں ان میں حضرت عبداللہ بن زبیر بھی تھے۔وہ امارت پسند تھے۔انہوں نے کہا''مجھے اپنا امیر بنالو'' جوانوں نے انہیں اپنا امیر بنالیا۔جب وہ مارتے تو جوان بھی مارتے حتیٰ کہ انہوں نے اسے قتل کر دیا۔''

دار قطنی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:''جب چور چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹ دو۔اگر دوبارہ چوری کرے تو اس کی ٹانگ کاٹ دو اگر سہ بار چوری کرے تو اس کا دوسرا ہاتھ کاٹ دو اور اگر وہ پھر چوری کرے تو اس کا پاؤں کاٹ دو۔''

حمیدی اور ابو یعلی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:''اسلام میں یا مسلمانوں میں سے سب سے پہلے جس کا ہاتھ کاٹا گیا۔وہ ایک انصاری شخص تھا۔اسے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں پیش کیا گیا۔عرض کی گئی''یا رسول اللہ! ﷺ اس نے چوری کی ہے'' آپ نے فرمایا:''اس کا ہاتھ کاٹ دو'' آپ کے چہرہ انور پر افسوس کے اثرات عیاں تھے۔آپ نے فرمایا:''اس پر راکھ چھڑکو۔'' آپ سے عرض کی گئی'' گویا کہ آپ نے اس کے ہاتھ کے کٹنے کو ناپسند کیا ہے۔'' آپ نے فرمایا:''کون سی چیز مجھے اس امر سے روک سکتی ہے۔شیطان کے مددگار نہ بنا کرو۔رب تعالیٰ معاف کرنے والا ہے وہ معافی کو پسند کرتا ہے۔مسلمانوں کے والی کے پاس جو بھی ایسا امر پیش کیا جائے جس پر حد لازم آتی ہو تو حد لگانا اس پر لازم ہو جاتا ہے۔''

ابو یعلی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:''بارگاہ رسالت مآب ﷺ پناہ میں ایک شخص پیش کیا گیا۔اس نے چوری کی تھی۔آپ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا، پھر آپ رونے لگے۔آپ سے عرض کی گئی:'' یارسول اللہ! ﷺ آپ رو رہے ہیں'' آپ نے فرمایا:''میں کیوں نہ روؤں۔تمہارے سامنے میری امت کو کاٹا جارہا ہے۔'' صحابہ کرام نے عرض کی''یارسول اللہ! ﷺ آپ نے اسے معاف کیوں نہ کر دیا؟ آپ نے فرمایا:''وہ سب سے برا سلطان وقت ہے، جو حدود کو معاف کرتا ہے،لیکن تم باہم معاف کر دیا کرو۔''

ابوداؤد اور نسائی نے اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:''جب

غلام چوری کرے تو اسے بیچ دو خواہ بیس دراہم میں ہی۔"

ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ خمس کے غلاموں میں سے ایک غلام نے خمس سے چوری کی۔ اسے آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا مگر آپ نے اس کا ہاتھ نہ کاٹا۔ آپ نے فرمایا: "یہ رب تعالیٰ کا مال ہے جس میں سے بعض نے بعض کو چوری کیا ہے۔"

ابو داؤد نے ازہر بن عبداللہ سے اور انہوں نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کچھ کلاعین ان کی خدمت میں پیش کئے گئے ہیں۔ ان شر پسندوں نے کچھ سامان چوری کیا تھا۔ انہوں نے انہیں کچھ دن محبوس رکھا پھر انہیں چھوڑ دیا۔ وہ لوگ جن کی چوری ہوئی تھی وہ ان کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا "تم نے کسی آزمائش اور مار کے بغیر ہی ان کا رستہ چھوڑ دیا ہے۔" حضرت نعمان نے فرمایا: "تمہاری کیا منشاء ہے اگر تمہاری منشاء ہے تو میں انہیں مارتا ہوں اگر اللہ تعالیٰ نے تمہارا سامان نکال دیا تو وہ تمہارا ہوگا ورنہ میں اس کی مثل تم سے لوں گا" ان لوگوں نے کہا "یہ تمہارا حکم ہے" انہوں نے فرمایا: "یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہے۔"

نسائی اور دارقطنی نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "چوری کرنے والے سے تاوان نہیں لیا جائے گا جبکہ اس پر حد قائم ہو جائے۔"

ائمہ اربعہ اور دارقطنی نے حضرت فضالہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ کی خدمت میں ایک چور پیش کیا گیا۔ اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ آپ نے حکم دیا تو اسے اس کی گردن میں لٹکا دیا گیا۔"

امام احمد، امام نسائی اور دارقطنی نے حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فیصلہ کیا کہ جب ہم چوری کا مال اس شخص کے پاس پائیں جس پر چوری کی تہمت نہ ہو اگر وہ چاہے تو وہ اس رقم کو واپس لے لے۔ جس کے ساتھ اس نے خریدا ہے اگر چاہے تو چور کا تعاقب کرے۔ حضرات ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم نے بھی یہی فیصلہ کیا تھا۔"

ابو داؤد، نسائی نے حضرت جنادہ بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم سمندری سفر میں حضرت بسر بن ارطاۃ کے ساتھ تھے۔ ایک چور لایا گیا جسے مصدر کہا جاتا تھا۔ اس نے لمبی گردن والی (بختیۃ) اونٹنی چوری کی تھی۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے سید عجم و عرب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا "سفر میں ہاتھوں کو نہیں کاٹا جائے گا۔ اگر آپ کا یہ حکم نہ ہوتا تو میں اس کے ہاتھ کاٹ دیتا۔"

دارقطنی نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ کی خدمت میں ایک ایسا شخص پیش کیا گیا جو بچے چوری کرتا تھا۔ وہ انہیں لے کر عازم سفر ہو جاتا کسی دوسری زمین میں جا کر انہیں فروخت کر دیتا۔ آپ نے اس کے بارے حکم دیا تو اس کے ہاتھ کاٹ دیئے گئے۔

۱۹۔ نشے کی حد

ابو داؤد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شراب پینے والے کو لاٹھیوں اور جوتیوں سے مارا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چالیس کوڑے مارے جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو انہوں نے ان لوگوں کو بلایا جو کھلی آبادیوں میں رہتے تھے۔ انہوں نے ان سے پوچھا شراب کی حد کے بارے میں تمہاری رائے کیا ہے؟ حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میری رائے یہ ہے کہ آپ اسے ساری حدود سے خفیف رکھیں۔" حضرت عمر فاروق نے اسی کوڑے مارے۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ مشورہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے دیا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسی پر عمل پیرا ہوئے۔

امام احمد نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ کی خدمت میں ایک شخص کو پیش کیا گیا جس نے شراب پی رکھی تھی۔ آپ نے اس چالیس جوتیاں ماریں۔ امام ترمذی نے بھی یہ روایت لکھی ہے اور اسے حسن نے کہا ہے۔

امام احمد نے ان سے روایت کیا ہے کہ آپ کی خدمت میں ایک شخص پیش کیا گیا جو نشے میں مدہوش تھا۔ اس نے کہا: "میں نے شراب نہیں پی۔ میں نے کدو کے برتن میں کشمش اور کھجوریں بھگو کر پی ہیں۔ آپ نے اس کے بارے حکم دیا۔ اسے ہاتھوں اور جوتیوں سے مارا گیا۔ آپ نے کشمش اور کھجوروں کو کدو کے برتن میں بھگو کر پینے سے منع فرمایا۔

امام بیہقی، امام ابوداؤد اور دارقطنی نے عبدالرحمان بن ازہر سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا "میں نے فتح کی صبح کو آپ کی زیارت کی۔ آپ کے پاس ایک شخص کو لایا گیا اس نے شراب پی رکھی تھی۔ لوگوں نے کہا "اسے مارو" بعض لوگوں نے اسے جوتیوں سے، بعض نے ڈنڈوں سے اور بعض نے اسے کوڑوں سے مارا۔ آپ نے زمین سے مٹھی بھر مٹی اٹھائی اور اسے اس کے چہرے کی طرف پھینک دیا۔"

امام احمد، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے، امام احمد نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے، امام احمد، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، احمد، ابن ادریس اور شافعی اور ابوداؤد نے قبیصہ بن ذوئیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جو شراب پیئے اسے کوڑے مارو۔ اگر وہ پھر شراب پیئے تو اسے کوڑے مارو اگر وہ پھر شراب پیئے تو اسے کوڑے مارو۔ اگر وہ تیسری یا چوتھی بار شراب پیئے تو اسے قتل کردو۔"

امام شافعی، امام احمد، امام مسلم، ابوداؤد، بیہقی اور دارقطنی نے حصین بن منذر الرقاشی سے (یہی ابوساسان ہیں) روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا "میں اس وقت موجود تھا جب ولید بن عقبہ کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ حمران اور ایک اور شخص نے گواہی دی۔ ایک شخص نے گواہی دی کہ اس نے شراب پی ہے۔ دوسرے نے کہا کہ اس نے اسے شراب کی قئے کرتے ہوئے دیکھا ہے۔" حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس نے شراب کی قئے اسی لئے کی ہے کہ اس نے شراب پی تھی۔ انہوں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا "اس پر حد قائم کریں۔"

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا "اس پر حد قائم کرو" انہوں نے کہا "جس نے خلافت کے مزے لئے وہ ہی یہ تلخی بھی اٹھائے۔" حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ وہ اس پر حد قائم کریں۔ انہوں نے کوڑا لیا۔ اسے مارنے لگے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ شمار کرنے لگے جب وہ چالیس تک پہنچ گئے تو فرمایا کافی ہیں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے چالیس کوڑے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسی کوڑے مارے۔ یہ سب سنت ہیں، مگر مجھے یہی پسند ہے۔"

امام بخاری نے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص کو پیش کیا گیا جس نے شراب پی رکھی تھی۔ آپ نے تقریباً چالیس بار شاخ سے مارا۔

امام بخاری نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص تھا جس کا نام عبداللہ تھا۔ اسے حمار کہا جاتا تھا۔ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوش کرتا تھا۔ آپ نے شراب کی وجہ سے اس پر حد لگائی تھی۔ ایک دن اسے لایا گیا۔ آپ کے حکم سے انہیں کوڑے مارے گئے۔ قوم میں سے ایک شخص نے کہا: "مولا! اس پر لعنت کر۔ اسے کتنی بار یہ سزا مل چکی ہے۔ آپ نے فرمایا: "اسے لعنت نہ کرو بخدا! تم نہیں جانتے یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیار کرتا ہے۔"

امام بخاری اور ابوداؤد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ کی خدمت میں نشے میں مخمور شخص کو پیش کیا گیا۔ آپ نے اسے مارنے کا حکم دیا۔ ہم میں سے کچھ اسے ہاتھوں سے مار رہے تھے۔ کچھ اپنے جوتوں سے، بعض اپنے کپڑوں سے مار رہے تھے۔ جب وہ چلا گیا تو ایک شخص نے کہا "رب تعالیٰ اسے رسواء کرے اس نے کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "اپنے بھائی کے خلاف شیطان کے مددگار نہ بنو۔"

امام احمد اور ابوداؤد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "آپ نے شراب میں کسی حد کو متعین نہیں فرمایا تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: "ایک شخص نے شراب پی، وہ نشے میں ہو گیا وہ رستے میں ایک طرف جھک کر چل رہا تھا۔ اسے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پیش کرنے کے لئے لے جایا گیا۔ جب وہ حضرت عباس رضی اللہ عنہما کے گھر کے سامنے پہنچا تو وہ چھوٹ گیا۔ وہ حضرت عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا اور ان کے ساتھ چمٹ گیا۔ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس کا ذکر کیا۔ آپ مسکرانے لگے۔ فرمایا "کیا اس نے اس طرح کیا ہے؟ آپ نے اس کے بارے کچھ حکم نہ دیا۔

پانچواں باب

جنایات‘ قصاص‘ دیات اور زخموں میں دیت

اس میں کئی انواع ہیں۔

ا۔قصاص کو معاف کرنے کا حکم

ابویعلی نے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں جب بھی قصاص کا معاملہ پیش کیا گیا۔تو آپ نے اسے معاف کرنے کا حکم دیا۔شیخان نے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:”جس کا کوئی شخص قتل ہو جائے وہ یا تو دیت لے لے یا قصاص لے لے۔“

۲۔قصاص لینے میں احسان کرنے کا حکم

۳۔زخم سے شفاء یاب ہونے سے قبل قصاص لینے سے ممانعت‘ تلوار کے ساتھ قصاص لینے کا حکم‘ یہودی کا سر کچلنا‘ خطاء سے لگنے والے زخم کا تاوان ہے

دار قطنی نے حضرت مسلم بن خالد زنجی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے زخم کا قصاص لینے سے منع کیا حتیٰ کہ وہ مندمل ہو جائے۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:”قصاص تلوار کے ساتھ ہی لیا جائے۔ہر خطاء کا تاوان ہے۔“حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا:”قصاص صرف تلوار سے لیا جائے گا“امام بخاری نے روایت کیا ہے کہ آپ نے یہودی کا سر دو پتھروں کے مابین کچلا جس نے ایک عورت کا سر اسی طرح کچلا تھا۔

۴۔عمد اور خطاء کے بارے میں فیصلہ

ابن شریح خویلد بن عمرو خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:”جس کا کوئی قتل ہو جائے یا جسے زخم پہنچے تو اسے تین امور میں سے ایک پر اختیار ہے۔یا تو وہ قصاص لے لے۔یا دیت لے لے‘یا معاف کر دے۔اگر اس نے چوتھے امر کا ارادہ کیا تو اس کا ہاتھ روک دو۔اس کے بعد اگر اس نے تجاوز کیا اس نے قتل کر دیا‘تو اس کے لئے آگ ہے وہ اس میں ہمیشہ رہے گا۔“مسدد نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت مجالد سے‘انہوں نے کہا”مجھے جہینہ کے عریف نے بیان کیا کہ بنو

جہینہ کے بعض افراد بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے۔ وہ سردیوں میں ایک اسیر لے کر آئے تھے۔ آپ نے فرمایا: "جاؤ اور اسے گرم کرو" ان کی زبان میں الاف کا معنی قتل کرنا تھا۔ وہ اسے لے کر گئے اور اسے قتل کر دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے ان سے اس کے بارے پوچھا۔ انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ! ﷺ آپ نے ہمیں حکم دیا تا کہ ہم اسے قتل کر دیں۔ ہم نے اسے قتل کر دیا ہے۔" آپ نے فرمایا: "میں نے تمہیں کیا کہا تھا؟ انہوں نے عرض کی: "آپ نے کہا تھا: "اِذْهَبُوْ بِهٖ فَادْفُوْهُ۔" آپ نے فرمایا: "میں نے تمہارے ساتھ شرکت کی ہے۔ جب تم اس کی دیت دو تو میں بھی تمہارے ساتھ شرکت کروں گا۔"

۵۔ آپ ﷺ کا فیصلہ کہ مسلمان کو کسی کافر کے بدلے میں اور آزاد کو غلام کے بدلے میں قتل نہ کیا جائے

امام ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "کسی مسلمان کو کسی کافر کے بدلے میں قتل نہیں کیا جائے گا" امام بیہقی نے السنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "کسی آزاد کو غلام کے عوض قتل نہیں کیا جائے گا۔"

۶۔ اس شخص کے بارے فیصلہ جس نے آپ کو برا بھلا کہا

ابوداؤد نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودن حضور اکرم ﷺ کو برا بھلا کہتی تھی۔ آپ کے عیب نکالتی تھی۔ ایک شخص نے اس کا گلا دبایا اور وہ مر گئی۔ آپ نے اس کا خون رائیگاں کیا۔"

ابوداؤد اور نسائی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک نابینا شخص کی ام ولد تھی جو آپ کو برا بھلا کہتی تھی وہ آپ کے عیب نکالتی تھی۔ اس نے اسے منع کیا مگر وہ باز نہ آئی۔

۷۔ خودکشی کے بارے میں حکم

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "جس نے خود کو پہاڑ سے گرایا اور خود کو قتل کر لیا وہ آتش جہنم کے حوالے ہوگا۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس میں گرتا رہے گا جس نے زہر پی کر خودکشی کر لی تو زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آتش جہنم میں اسے پیتا رہے گا۔ جس نے خود کو لوہے کی سلاخ سے قتل کیا تو اس کے ہاتھ میں لوہے کی سلاخ ہوگی وہ آتش جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ اسے اپنے پیٹ میں مارتا رہے گا۔"

۸۔ ان چار افراد کے بارے میں دیت دینے کا حکم جو کنویں میں گر پڑے تھے

امام بیہقی نے السنن الکبریٰ میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "جب حضور اکرم ﷺ نے مجھے یمن بھیجا تو وہاں کے لوگوں نے شیر کے لئے گڑھا کھودا۔ اس گڑھے پر لوگوں کا اژدحام ہو گیا۔ اس میں شیر گر پڑا۔ ایک

شخص بھی اس میں گرا اس کے ساتھ معلق ایک اور شخص اور اس کے ساتھ ایک اور شخص گر پڑا حتیٰ کہ ان کی تعداد چار ہو گئی۔ شیر نے ان پر حملہ کیا اور انہیں مار ڈالا۔ لوگوں نے اسلحہ اٹھا لیا حتیٰ کہ قریب تھا کہ ان کے مابین جنگ چھڑ جاتی۔ میں ان کے پاس گیا۔ میں نے انہیں کہا "کیا تم چار افراد کے بدلے میں دو سو افراد قتل کر رہے ہو۔ آؤ میں تمہارے مابین فیصلہ کرتا ہوں اگر تم اس پر راضی ہو گئے تو فیصلہ وہی ہو گا اگر تم نے انکار کر دیا اور معاملہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں لے گئے تو آپ فیصلہ کرنے کے سب سے زیادہ حقدار ہیں۔"

انہوں نے پہلے شخص کے لئے دیت کا چوتھا حصہ دوسرے کے لئے دیت کا ثلث تیسرے کے لئے نصف دیت اور چوتھے کے لئے مکمل دیت کا فیصلہ کیا۔ انہوں نے دیت کا نفاذ ان چاروں قبائل پر کیا جو اس گڑھے پر حاضر تھے۔ بعض لوگوں نے ان کے فیصلے کو قبول کر لیا جبکہ بعض اس سے راضی نہ ہوئے، پھر وہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے اور داستان عرض کی۔ آپ نے فرمایا: "میں تمہارے مابین فیصلہ کرتا ہوں" ایک شخص نے کہا "حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ہمارے مابین فیصلہ کیا تھا۔" اس نے اس فیصلے کے بارے میں بھی آپ کو بتایا جو انہوں نے کیا، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "فیصلہ وہی درست ہے جو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔"

۹۔ اطراف اور زخموں کی دیت کے بارے

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "انگلیاں برابر ہیں۔ دس انگلیوں کی دیت دس اونٹ ہیں" حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "انگلیاں برابر ہیں۔ دانت برابر ہیں۔ ثنیہ اور داڑھ برابر ہیں۔ یہ اس کے اور وہ اس کے برابر ہے۔"

۱۰۔ دیتوں کے بارے آپ ﷺ کے فیصلے

اس میں کئی مسائل ہیں۔

۱۔ مسلمان آزاد مرد کی دیت

ابو داؤد نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: خطاء قتل کی دیت میں بیس حقے، بیس جذعے، بیس بنت مخاض، بیس بنت لبون اور بیس ابن مخاض ہیں۔

۲۔ عورت، غلام، مکاتب، معاہد کافر اور ذمی کی دیت

امام نسائی نے حضرت ابن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: عورت کی دیت مرد کی دیت کی طرح ہے حتیٰ کہ وہ اس کی دیت کے ثلث تک پہنچ جائے۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''قتل عمد' عبد' اعتراف صلح اور موضحہ' سے کم کی دیت عاقلہ پر نہیں ہوگی۔''

۳۔ اعضاء اور زخموں کی دیت

ابوداؤد اور نسائی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے راویت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''دانتوں کی دیت پانچ اونٹ ہیں'' امام احمد' ابوداؤد' البیہقی نے السنن میں حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے کٹی ہوئی ناک کی دیت ایک سو اونٹ' کٹے ہوئے ہاتھ کی دیت پچاس اونٹ' پاؤں کی دیت' پچاس اونٹ اور آنکھوں کی دیت پچاس اونٹ مقرر کی۔ آپ نے فرمایا: سر کا جو زخم سر کے بھیجے کی جھلی تک پہنچے اس میں نصف دیت لازم آئے گی۔ جو زخم اندر تک جائے اس میں تہائی دیت ہوگی۔ سر کے زخم میں پندرہ اونٹ' اور وہ زخم جس میں ہڈی نظر آنے لگے اس میں پانچ اونٹ' دانت میں پانچ اونٹ اور ہر ہر انگلی کی دیت دس دس اونٹ ہے۔''

امام بیہقی نے السنن میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''سماعت کے جانے کی دیت ایک سو اونٹ اور عقل کی دیت بھی ایک سو اونٹ ہے۔''

ابن عدی اور البیہقی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''زبان میں دیت ہے۔ جب کہ انسان گفتگو کرنے پر قادر نہ رہے۔ آلہ تناسل میں دیت ہے جبکہ حشفہ کٹ جائے اور دونوں ہونٹوں میں بھی دیت ہے۔''

امام احمد اور ائمہ اربعہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''المواضع میں پانچ پانچ اونٹ ہیں'' امام نسائی نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''انگلیوں میں دس دس اونٹ دیت ہے۔''

۴۔ جنین کی دیت کا فیصلہ

امام بخاری وغیرہ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ دو سوکنوں نے ایک دوسری کو خیمے کی لکڑی کے ساتھ مارا۔ ایک کا بچہ ضائع ہوگیا۔ حضور اکرم ﷺ نے جنین کی دیت غلام یا لونڈی مقرر کی، اور اسے عورت کے رشتہ داروں پر لاگو کیا۔

۵۔ دیناروں اور درہموں کے ساتھ تقویم

ابوداؤد نے حضرت ابن عباس سے اور انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے بارہ ہزار دیت مقرر کی۔

۱۱۔ جو قصاص لینے کا مستحق تھا اس کو دیت لینے کی سفارش کرنا

امام بیہقی نے السنن الکبریٰ میں حضرت علقمہ بن وائل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان کے والد گرامی نے انہیں بتایا۔ انہوں نے فرمایا: "اسی اثناء میں کہ میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا، کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کی گردن میں رسی تھی جب وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے کہا" یہ اور میرا بھائی ایک کنواں کھود رہے تھے اس نے کدال اٹھائی اور اسے میرے بھائی کے سر پر دے مارا اس نے اسے قتل کر دیا۔" آپ نے اسے فرمایا "اسے معاف کر دو" اس نے انکار کر دیا۔ آپ نے فرمایا: "اس سے دیت لے لو" مگر اس نے انکار کر دیا..........۔

۱۲۔ متفرق احکام

امام بخاری نے روایت کیا ہے کہ آپ کی خدمت میں وہ یہودن پیش کی گئی جس نے آپ کو زہر آلود بکری پیش کی تھی۔ آپ نے اس کے متعلق پوچھا۔ اس نے کہا" میں نے یہ کام اس لئے کیا ہے تا کہ آپ کو شہید کر دوں۔" آپ نے فرمایا: "رب تعالیٰ تجھے کبھی بھی اس امر پر تسلط عطا نہیں فرمائے گا۔" حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کی "ہم اسے قتل نہ کر دیں" آپ نے فرمایا: "نہیں" میں اس زہر کا اثر آپ کے مسوڑھوں میں لگا تار دیکھتا رہا" ابو داؤد نے حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اس عورت کو قتل کر دیا تھا۔ حضرت بشر بن براء نے بھی وہ زہر آلود لقمہ کھا لیا تھا جس کی وجہ سے وہ شہید ہو گئے تھے۔

۱۳۔ قسامتہ کے بارے آپ کا فیصلہ

امام مالک اور امام ترمذی نے حضرت سہل بن ابی خیثمہ سے روایت کیا ہے کہ ان کو ان کی قوم کے بڑے لوگوں نے بتایا کہ حضرات عبداللہ بن سہل اور محیصہ رضی اللہ عنہما اس مشقت کی وجہ سے خیبر کی طرف نکلے جو انہیں پہنچی تھی۔ حضرت محیصہ آئے انہوں نے بتایا کہ حضرت عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا گیا ہے اور انہیں کسی کنویں یا چشمے کے کنارے پر پھینک دیا گیا ہے۔ یہودی آئے۔ انہوں نے کہا: "بخدا! تم نے انہیں شہید کیا ہے" انہوں نے کہا بخدا! ہم نے انہیں شہید نہیں کیا" وہ اپنی قوم کے پاس گئے اور ساری داستان عرض کر دی، پھر وہ ان کا بھائی حویصہ، یہ ان سے بڑا تھا اور عبدالرحمان آئے۔ حضرت محیصہ رضی اللہ عنہ گفتگو کرنے کے لئے آگے بڑھے۔ یہی خیبر گئے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "بڑا گفتگو کرے" حضرت محیصہ نے پھر حضرت حویصہ نے گفتگو کی۔ آپ نے فرمایا: "یا تو وہ تمہارے ساتھی کی دیت ادا کریں یا اعلان جنگ کر دیں۔" حضور اکرم ﷺ نے انہیں اس ضمن میں خط لکھا۔ انہوں نے جواب میں لکھا" بخدا! ہم نے اسے قتل نہیں کیا" حضور اکرم ﷺ نے حضرات حویصہ، محیصہ اور عبدالرحمٰن سے فرمایا" کیا تم قسم اٹھاتے ہو اور اپنے ساتھی کے خون کے مستحق بن جاتے ہو؟ انہوں نے عرض کی: "نہیں" آپ نے فرمایا: "کیا یہودی تمہارے لئے قسم اٹھا دیں" انہوں نے کہا" یہ مسلمان نہیں ہیں" حضور اکرم ﷺ نے ان کی

دیت اپنی طرف سے ادا کر دی۔ ایک سو اونٹنیاں ان کے پاس بھیج دیں، حتیٰ کہ وہ ان کے گھر میں داخل ہوگئیں۔ حضرت سہل نے کہا "ان میں سے ایک سرخ اونٹنی نے مجھے ٹانگ ماری تھی۔"

۱۴۔ باپ کا اپنے بیٹے کو قتل کرنا یا آقا کا اپنے غلام کو قتل کرنا یا اس کے برعکس میں آپ ﷺ کا فیصلہ

امام مالک نے ان سے روایت کیا ہے کہ بنو مدلج کے ایک شخص (جسے قتادہ کہا جاتا تھا) نے اپنے بیٹے کو تلوار ماری جو اس کی پنڈلی پر لگی۔ اس کے زخم سے خون بہہ گیا اور وہ مر گیا حضرت سراقہ بن جعشم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ غمناک واقعہ عرض کیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "قدید کے چشمے پر ایک سو بیس اونٹ شمار کر کے رکھو، حتیٰ کہ میں تمہارے پاس آ جاؤں۔" جب حضرت عمر فاروق ان کے پاس پہنچے تو انہوں نے ان اونٹوں میں سے تیس حقے، تیس جذعے اور چالیس خلفے لئے اور فرمایا: "مقتول کا بھائی کہاں ہے اس نے کہا" میں یہ ہوں" انہوں نے کہا" انہیں لے لو۔" حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "قاتل کے لئے کچھ بھی نہیں۔" ایک اور روایت میں ہے" انہوں نے مقتول کی والدہ اور بھائی کو بلایا اور یہ اونٹ ان کے حوالے کئے" پھر فرمایا" میں نے حضور اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔ آپ فرما رہے تھے" قاتل اس میں سے کسی چیز کا وارث نہیں بنتا جس میں سے اسے قتل کیا ہو۔"

چھٹا باب

دعووں، گواہوں اور جھگڑوں کے فیصلے کرنے میں سیرت طیبہ

امام احمد، امام الطبرانی نے الکبیر میں ثقہ راویوں سے حضرت عمارۃ بن حزم رضی اللہ عنہ سے، الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ سے، الطبرانی نے جید سند کے ساتھ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے، الطبرانی نے ابوسعید سے، الطبرانی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے، امام شافعی اور امام احمد، امام مسلم، ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، دارقطنی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے، دارقطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، شافعی، ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور دارقطنی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے امام شافعی، احمد، ترمذی، ابن ماجہ اور دارقطنی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے، دارقطنی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور ابن ماجہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک گواہ اور قسم کے ساتھ فیصلہ کیا۔

ترمذی اور دارقطنی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا" گواہ لانا مدعی کے ذمہ ہیں جبکہ قسم اٹھانا مدعیٰ علیہ پر ہے۔"

امام مالک کے علاوہ تمام ائمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، ابن جریر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے

کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر لوگوں کو ان کے دعوؤں کے مطابق ادا کر دیا جاتا تو لوگ اپنی قوم کے خون اور اموال کا دعویٰ کر دیتے لیکن گواہیاں مدعی کے ذمہ اور قسم اس پر ہے جو انکار کرے۔"

امام احمد، ابو داؤد، ابن ماجہ اور دار قطنی نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "خیانت کرنے والے مرد اور خیانت کرنے والی عورت کی گواہی قبول نہیں، نہ ہی اس کی گواہی اپنے بھائی کے خلاف قبول ہو گی۔ نہ ہی گھر کے خادم کی گواہی اس کے گھر والوں کے لئے قبول ہوگی، جبکہ ان کی گواہی دوسروں کے لئے قابل قبول ہے۔"

امام ترمذی، دار قطنی نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "خائن اور خائنہ کی شہادت جائز نہیں ہے۔"

ابو داؤد اور دار قطنی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضور سید عالم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ نے فرمایا: "جنگل میں رہنے والے کی گواہی شہر میں رہنے والے کے خلاف قبول نہ ہوگی۔"

ابو سعید نقاش نے قضاء میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کی کہ یہ شہادت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "کیا تو نے سورج کو دیکھا ہوا ہے؟ اس نے عرض کی "ہاں! آپ نے فرمایا: اس کی مثل شہادت دو یا چھوڑ دو۔"

دار قطنی اور الطبرانی نے الاوسط میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے دایہ کی شہادت کو جائز قرار دیا۔ شیخان اور دار قطنی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے نکاح میں ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی کو جائز قرار دیا۔

ابن ماجہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اہل کتاب میں ایک دوسرے کے لئے ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی کو جائز قرار دیا۔ امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "اہل کتاب تمہیں جو کچھ کتاب اللہ میں سے بتائیں تو نہ تو اس کی تصدیق کرو نہ تکذیب کرو بلکہ یوں کہو "ہم اللہ تعالیٰ پر، جو کچھ ہم پر نازل کیا گیا ہے اس پر اور جو کچھ تم پر نازل کیا گیا ہے اس پر ایمان لاتے ہیں۔"

الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت عدی بن عدی الکندی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے بتایا کہ دو اشخاص اپنی زمین کا فیصلہ کرانے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان میں سے ایک نے کہا "یہ میری زمین ہے" دوسرے نے کہا "یہ ایسی زمین ہے۔ میں نے اس کا اندازہ لگایا اور اس پر قبضہ کر لیا" حضور اکرم ﷺ نے اس شخص سے قسم لی جس کے قبضہ میں زمین تھی۔"

امام احمد، ابو داؤد، عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ، ابن ماجہ، نسائی اور بیہقی نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ دو افراد نے زمین میں تنازع کیا۔ ان میں سے ایک کا تعلق حضر موت سے تھا۔ انہوں نے اپنا جھگڑا بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں

پیش کیا۔ آپ نے ایک پر قسم لاگو کی دوسرا چیخ اٹھا۔ اس نے کہا "پھر تو یہ میری زمین لے گیا۔" آپ نے فرمایا: "جس نے جھوٹی قسم کھا کر ظلم کرتے ہوئے اپنے بھائی کا حق مارا وہ ان بدنصیبوں میں سے ہوگا جس کی طرف روز حشر رب تعالیٰ نہ تو دیکھے گا نہ ان کا تزکیہ کرے گا اور اس کے لئے دردناک عذاب ہوگا" دوسرے شخص نے کہا "مجھے پرواہ نہیں ہے" دوسرا قسم سے دامن کشا ہو گیا۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جس نے جھوٹی قسم سے کسی مسلمان کا حق لیا۔ اس کے لئے آگ واجب ہے، اور اس پر جنت حرام ہے۔ انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگرچہ وہ تھوڑی سی چیز ہو؟ آپ نے فرمایا: "اگرچہ وہ اراک کی شاخ ہی ہو۔" اراک / پیلو۔

امام احمد اور الطبرانی نے الکبیر میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "سواری کا مالک اس کے سینے کا سب سے زیادہ مستحق ہوتا ہے" الطبرانی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ دو افراد اپنا جھگڑا بارگاہ رسالت مآب پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں لے کر گئے۔ ان میں سے ہر ایک عادل گواہ بھی لے آیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے مابین قرعہ اندازی کی اور یہ دعا مانگی:

"مولا! ان کے مابین فیصلہ فرما۔"

الطبرانی نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ دو افراد نے اپنے اونٹ کا جھگڑا بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پیش کیا۔ ہر ایک نے گواہیاں بھی پیش کر دیں کہ یہ اس کا ہے۔ آپ نے اسی کے ساتھ ان کے مابین فیصلہ کر دیا۔" امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "حق کے طالب پر قسم ہے۔"

احمد بن منیع اور الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت موسیٰ بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "امراء القیس اور حضرموت کے ایک شخص کے مابین تنازع تھا۔ انہوں نے اپنا جھگڑا بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پیش کیا۔ آپ نے حضرمی سے فرمایا: "تمہارے گواہ، ورنہ میں اسے تقسیم کر دوں گا۔" اس نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر اس نے قسم اٹھائی تو یہ میری زمین لے جائے گا۔" آپ نے فرمایا: "جس نے جھوٹی قسم اٹھائی تاکہ اپنے بھائی کا حصہ لے تو وہ رب تعالیٰ سے اس حالت میں ملاقات کرے گا کہ وہ اس کے ساتھ ناراض ہوگا۔ امراء القیس نے عرض کی۔

جس نے اسے چھوڑ دیا حالانکہ وہ جانتا تھا کہ یہ سچ ہے۔" میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے اسے چھوڑ دیا ہے۔"

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوار بن حارث سے گھوڑا خریدا۔ اس نے انکار کر دیا۔ حضرت خزیمہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے گواہی دی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تمہیں کس چیز نے گواہی دینے کی ترغیب دی۔ جبکہ تم ہمارے پاس موجود نہ تھے" انہوں نے عرض کی: "اس چیز کی صداقت نے جسے لے کر آپ تشریف لائے ہیں۔ مجھے علم ہے کہ آپ صرف حق ہی کہتے ہیں۔" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جس کے حق میں یا مخالفت میں خزیمہ نے گواہی دے دی۔ وہ اس کے لئے کافی ہے۔"

امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت ھلال بن امیہ رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اپنی زوجہ کو شریک بن سحماء کے ساتھ متہم کیا۔ آپ نے فرمایا: "گواہی یا تمہاری کمر پر حد" اس نے آپ سے عرض کی" جب کوئی ایک شخص اپنی زوجہ کے ساتھ کسی اور شخص کو دیکھ لے تو وہ گواہ تلاش کرنے چلا جائے۔" اس وقت یہ آیت طیبہ نازل ہوئی:

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ

آپ نے یہ آیت پڑھی حتیٰ کہ اس آیت طیبہ تک پہنچ گئے۔

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ (النور:٦ تا٩)

ترجمہ: اور وہ (خاوند) جو تہمت لگاتے ہیں اپنی بیویوں پر اور نہ ہوں ان کے پاس کوئی گواہ بجز اپنے تو ان کی شہادت کا یہ طریقہ ہے کہ وہ خاوند چار مرتبہ گواہی دے کہ بخدا وہ (یہ تہمت لگانے میں) سچا ہے اور پانچویں بار یہ کہے اس پر اللہ تعالیٰ کی پھٹکار ہو اگر وہ کذب بیانی کرنے والوں میں سے ہو اور ٹال سکتی ہے اس عورت سے حد کہ وہ گواہی دے چار مرتبہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہ وہ (خاوند) جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ خدا کا غضب ہو اس پر اگر وہ (خاوند) سچا ہو۔

امام مسلم نے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے شہر بھر بھی نرد کھیلا تو گویا کہ اس نے اپنے ہاتھ خنزیر کے گوشت اور اس کے خون سے آلودہ کیے۔"

ابوداؤد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے ایک شخص کو دیکھا جو کبوتری کے تعاقب میں تھا۔ آپ نے فرمایا: "شیطان، شیطانہ کے تعاقب میں ہے۔"

ساتواں باب

دیگر مختلف فیصلے

ابوبکر احمد بن عمرو نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتنہ کے دور میں اسلحہ بیچنے سے منع فرمایا۔ امام بخاری نے حضرت معن بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میرے والد گرامی حضرت یزید دینار لے کر نکلے وہ ان کو صدقہ کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے انہیں مسجد میں ایک شخص کے پاس رکھ دیا۔ میں نے

انہیں لیا اور انہیں لے کر ان کی خدمت میں آ گیا۔ انہوں نے کہا "بخدا! میں یہ تمہیں نہیں دینا چاہتا تھا۔ میں یہ تنازع بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں پیش کروں گا۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "یزید! تمہیں وہ ثواب مل گیا جو تمہاری نیت تھی۔ معن! وہ کچھ تمہارا ہے جو تم نے لیا۔"

بزار نے ایک سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے جسے امام بیہقی نے حسن کہا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ ایک باغ میں گھوم رہے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہنے لگے "اس میں اتنے وسق کھجوریں ہیں۔" حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "اس میں اتنے وسق کھجوریں ہیں" اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محترم ﷺ نے سچ فرمایا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "میں تمہاری مثل بشر ہوں۔ میں تمہیں جو اللہ تعالیٰ سے بیان کروں وہ حق ہے، جو کچھ میں اپنی طرف سے کہوں تو میں بشر (کامل) ہوں۔ میں درست کہتا ہوں، اور خطاء کا بھی شائبہ ہے۔"

حضرت عبداللہ بن امام احمد نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فیصلہ کیا کہ معدنیات میں کام کرنے والے کا خون رائیگاں ہے۔ کنواں کھودنے سے ہلاک ہونے والے کا خون رائیگاں ہے۔ اسی طرح اگر کسی کو کسی جانور (جسے ہانکنے والا کوئی نہ تھا) زخمی کر دیا تو اس کا خون رائیگاں ہے۔

آپ نے فیصلہ کیا کہ دفینہ میں خمس ہے۔ آپ نے فیصلہ کیا کہ کھجور کا پھل اس شخص کے لئے ہے جو اس کے درخت کو پیوند لگائے، بشرطیکہ خریدار اس کی شرط لگا لے۔ آپ نے فیصلہ کیا کہ غلام کا مال فروخت کرنے والے کے لئے بشرطیکہ خریدار یہ شرط لگا دے۔ آپ نے فیصلہ کیا کہ بچہ صاحب بستر کا ہے اور بدکار کے لئے پتھر ہیں۔ آپ نے زمینوں اور گھروں میں شرکاء کے لئے شفعہ کا فیصلہ کیا۔ آپ نے حمل بن مالک کے لئے فیصلہ کیا کہ انہیں اس عورت کی وراثت میں سے حصہ ملے گا جسے اس نے قتل کر دیا ہو۔ آپ نے مقتول جنین میں غلام یا لونڈی آزاد کرنے کا فیصلہ کیا۔ آپ نے فرمایا: اس کا خاوند اور بیٹے اس کے وارث ہوں گے۔ ان کی دونوں بیویوں سے اولاد تھی۔ ابو قاتلہ نے کہا۔ "آپ نے اس کے خلاف فیصلہ کیا تھا۔" "یارسول اللہ ﷺ! میں اس بچے کا تاوان کیسے ادا کروں جو نہ چیخا نہ چلایا۔ اس نے نہ کھایا نہ پیا۔ اس طرح کا امر رائیگاں ہوتا ہے۔" آپ نے فرمایا: "یہ کاہنوں میں سے ہے۔" آپ نے اس کی آراستہ و پیراستہ عبارت کی وجہ سے کہا تھا۔ اس جگہ کے بارے میں آپ نے فیصلہ کیا جو راستے کے مابین ہو اس کے مالک اس میں عمارت نہ بنانا چاہتے ہوں تو آپ نے اس کے بارے یہ فیصلہ کیا کہ وہاں راستے کے لئے سات ذراع چھوڑے جائیں۔ اس راستے کو المیتاء کہا جاتا تھا۔ آپ نے ایک کھجور یا دو کھجوروں یا تین کھجوروں کے بارے میں فیصلہ کیا۔ جن کے حقوق میں اختلاف ہو گیا آپ نے فیصلہ فرمایا کہ ہر ہر کھجور کا احاطہ اتنا ہے جس قدر اس کے پتوں کا پھیلاؤ ہے۔" آپ نے اس نخلستان کے بارے فیصلہ کیا جو راستے سے سیراب ہوتا ہو کہ پہلے بلند نخلستان کو سیراب کیا جائے اور پھر نشیبی کو ٹخنوں تک پانی کے پہنچنے کے بعد پانی اس نشیبی نخلستان کے لئے چھوڑ دیا جائے گا جو اس کے ساتھ متصل ہو۔ آپ نے باغات کے لئے اسی طرح فیصلہ کیا تھا حتیٰ کہ پانی ختم ہو جائے۔ آپ نے فیصلہ کیا کہ خاوند کے مال میں سے

عورت کو اس کی اجازت کے بغیر کچھ نہیں دیا جائے۔ آپ نے دو دادیوں کے لئے میراث کے چھٹے حصے کا برابر برابر فیصلہ کیا۔ آپ نے فرمایا: ''جس غلام کے شرکاء نے اسے آزاد کر دیا تو اسے آزاد کرنا جائز ہے۔ اگرچہ اس کے پاس مال ہو۔ آپ نے فیصلہ کیا کہ نہ دوسرے کو نقصان پہنچاؤ نہ ہی خود نقصان اٹھاؤ۔ آپ نے فیصلہ کیا کہ ظالم رگ کے لئے کوئی حق نہیں۔ آپ نے اہل مدینہ کے مابین فیصلہ کیا کہ کنویں کے نفع سے روکا نہیں جائے گا۔ آپ نے اہل مدینہ کے مابین یہ فیصلہ کیا کہ فالتو پانی کو روکا نہیں جائے گا تاکہ اس کے ذریعہ فالتو گھاس کو روکا جائے۔ آپ ﷺ نے دیت کبریٰ مغلظہ میں فیصلہ کیا کہ اس میں تیس بنت لبون، تیس حقے اور چالیس خلفے دیئے جائیں گے۔ آپ نے دیت صغریٰ میں فیصلہ کیا کہ اس میں تیس بنت لبون تیس حقے بیس بنت مخاض اور بیس ابن مخاض دیئے جائیں گے۔ آپ کے وصال کے بعد اونٹ گراں ہو گئے۔ دراہم کی قدر کم ہو گئی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مدینہ طیبہ کے اونٹوں کی قیمت چھ ہزار دراہم مقرر کی۔ ہر اونٹ کے لئے ایک اوقیہ کے حساب سے قیمت لگائی، پھر گرانی ہو گئی۔ چاندی کی قیمت گر گئی تو آپ نے دو ہزار کا اضافہ کر دیا۔ ہر اونٹ کے لئے دو اوقیہ مقرر کی، پھر اونٹ مہنگے ہو گئے۔ دراہم کی قدر کم ہو گئی تو انہوں نے بارہ ہزار مکمل کر دیئے۔ ہر اونٹ کے لئے تین اوقیہ چاندی کے حساب سے۔ آپ نے حرمت والے مہینے میں دیت کے ثلث کو زائد کیا۔ بلد حرام (شہر مکہ مکرمہ) میں دوسرے ثلث کا اضافہ کر دیا۔ انہوں نے فرمایا: دو حرموں کی تعداد بیس ہزار ہو گئی۔ دیہاتیوں سے یہ دیت ان کے جانوروں سے لی جاتی تھی۔ انہیں سونے اور چاندی لینے کے لئے تکلیف نہیں دی جاتی تھی۔ ہر قوم کے مال سے وہ چیز لی جاتی تھی جو عدل کی قیمت ہوتی تھی (یعنی ٹھیک اور درست قیمت ہو)۔

آٹھواں باب

آپ ﷺ کے فتوے

ا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ممانعت کہ وہ حضور اکرم ﷺ سے سوال نہ کریں

امام مسلم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''ہمیں قرآن پاک میں منع کر دیا گیا تھا کہ ہم حضور اکرم ﷺ سے سوالات کریں۔ ہمیں پسند تھا کہ دیہاتیوں میں سے کوئی دانا شخص آئے۔ وہ آپ سے سوال کرے۔ ہم جواب سنیں۔ اسی اثناء میں کہ ہم حضور اکرم ﷺ کے ہمراہ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک شخص اونٹ پر آیا۔ اس نے مسجد میں اپنا اونٹ بٹھایا۔ اسے باندھا۔ اس نے عرض کی ''محمد مصطفیٰ ﷺ! آپ کا قاصد ہمارے پاس آیا۔ اس نے ہمیں بتایا کہ آپ کا گمان ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو بھیجا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اس نے سچ کہا ہے'' اس نے عرض کی

’’آسمان کس نے پیدا کیا ہے‘‘ آپ نے فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ نے‘‘ اس نے عرض کی ’’زمین کو کس نے پیدا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ نے‘‘ اس نے عرض کی ’’یہ پہاڑ کس نے نصب کئے ہیں اور ان میں وہ کچھ بنایا جو بنایا‘‘ آپ نے فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ نے‘‘ اس نے عرض کی ’’جس اللہ تعالیٰ نے آسمان پیدا کیا۔ زمین تخلیق کی اور یہ پہاڑ نصب کئے۔ اس نے آپ کو مبعوث کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ’’ہاں‘‘ اس نے کہا ’’آپ کے قاصد کا گمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شب و روز میں ہم پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔‘‘ آپ نے فرمایا: ’’اس نے سچ کہا ہے‘‘ اس نے پوچھا ’’جس اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث کیا ہے۔ اسی نے آپ کو یہ حکم دیا ہے۔‘‘ آپ نے فرمایا: ’’ہاں!‘‘ اس نے عرض کی ’’آپ کے قاصد نے یہ گمان کیا ہے کہ ہم پر ہمارے اموال کی زکوٰۃ ہے۔‘‘ آپ نے فرمایا: ’’اس نے سچ کہا ہے۔‘‘ اس نے عرض کی ’’کیا آپ کو بھیجنے والے خدا نے تمہیں یہ حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ’’ہاں!‘‘ اس نے عرض کی ’’آپ کے قاصد کا گمان ہے کہ سال میں ایک ماہ کے روزے ہم پر فرض ہیں‘‘ آپ نے فرمایا: ’’ہاں!‘‘ اس نے عرض کی ’’کیا یہ اس خدائے تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے جس نے آپ کو مبعوث کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ’’ہاں!‘‘ اس نے عرض کی ’’آپ کے قاصد کا گمان ہے کہ ہم میں سے جو استطاعت رکھتا ہو اس پر بیت اللہ کا حج ہے‘‘ آپ نے فرمایا: ’’اس نے سچ کہا ہے وہ شخص واپس جانے لگا۔ اس نے کہا ’’مجھے اس رب تعالیٰ کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں ان امور میں نہ کمی کروں گا نہ بیشی۔ آپ نے فرمایا: ’’اگر یہ سچ کہتا ہے کہ تو یہ جنت میں ضرور داخل ہو جائے گا۔‘‘

۲۔ دیگر مسائل جن کے ساتھ آپ ﷺ کو مبعوث کیا گیا ہے اور احکام کی حدود کے بارے

امام عبدالرزاق نے بہز بن حکیم سے انہوں نے اپنے والد گرامی سے اور انہوں نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ’’میں بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ انہوں نے آپ سے عرض کی ’’بخدا! میں آپ کے پاس نہیں آیا حتیٰ کہ میں نے اپنی انگلیوں کی تعداد کے برابر قسم اٹھائی کہ میں آپ کی اتباع نہیں کروں گا، نہ ہی آپ کے دین کی اتباع کروں گا۔ میں ایسا امر لے کر آیا ہوں جس میں سے میں کچھ نہیں سمجھ پاتا مگر وہی کچھ جو مجھے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول محترم ﷺ سکھا دیں۔ میں آپ کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ آپ کے رب نے آپ کو ہماری طرف کس چیز کے ساتھ بھیجا ہے؟ آپ نے اسے فرمایا ’’بیٹھ جا‘‘ پھر فرمایا ’اسلام کے لئے اور اسلام کے ساتھ‘ میں نے عرض کی: ’’اسلام کی نشانی کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: تم یہ گواہی دو کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد عربی ﷺ اس کے رسول ﷺ ہیں۔ تم نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو شرک چھوڑ دو، یہ کہ ہر مسلمان پر دوسرا مسلمان حرام ہے۔ یہ دونوں بھائی ہیں جو ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ رب تعالیٰ اس مشرک کو گمراہ نہیں کرتا جو عملی طور پر اسلام لانے کے بعد شرک کرتا ہے۔ میرا رب مجھے بلائے گا۔ وہ مجھ سے پوچھے گا۔ ’’کیا تم نے اس کے بندوں تک اس کا پیغام پہنچا دیا تھا۔ تمہارا حاضر تمہارے غائب تک میرا پیغام پہنچا دے تم کو روز حشر اس طرح بلایا جائے گا کہ تمہارے منہ فدام سے بندھوں گے سب سے پہلے تم میں سے کسی کی ران اور ہتھیلی اس کے خلاف

گواہی دے گی۔ میں نے عرض کی: ”یا رسول اللہ ﷺ کیا یہ ہمارا دین ہے؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں! تم اپنی ہتھیلی کے ساتھ جو احسان کرتے رہے ہو وہ کہاں ہوں گے؟ تمہیں اٹھایا جائے گا تمہیں چہروں کے بل، پاؤں کے بل اور سوار کرا کے اٹھایا جائے گا۔“

امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”ایک اعرابی بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی ”یا رسول اللہ! ﷺ دو موجبتان (لازم کرنے والی دو اشیاء) کون سی ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”جو اس حالت پر مرا کہ وہ رب تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہوگا۔ وہ جنت میں داخل ہوگا۔ جو اس حالت پر مرا کہ وہ کسی کو رب تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہوگا وہ آگ کے حوالے ہوگا۔“

امام بخاری نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کی ”یا رسول اللہ ﷺ مسلم کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ”مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دیگر مسلمان سلامت رہیں۔“

امام بیہقی نے الشعب میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ عرض کی ”یا رسول اللہ! ﷺ مسلمان کون ہے؟ اسلام میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ امر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”نمازوں کو ان کے اوقات میں ادا کرنا جس نے نماز ترک کر دی اس کا کوئی ولی نہیں۔ نماز دین کا ستون ہے۔“

شیخان، نسائی، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی ”یا رسول اللہ! ﷺ سارے مسلمانوں میں سے بہترین کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ”جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں“ اس نے عرض کی ”کون سا اسلام بہتر ہے؟۔“

آپ نے فرمایا: ”تم کھانا کھلاؤ، جسے جانو یا نہ جانو! اسے سلام کرو۔“

امام احمد، حاکم، بیہقی نے اسماء میں اور ابن حبان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: ”میں نے عرض کی: ”یا رسول اللہ! ﷺ جب میں آپ کی زیارت کرتا ہوں تو میرا دل کھل اٹھتا ہے۔ میری آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب ہوتی ہے مجھے ہر چیز کے بارے بتائیں۔“ آپ نے فرمایا: ”ہر شئے کو پانی سے پیدا کیا گیا“ میں نے عرض کی: ”مجھے ایسے امر کے بارے بتائیں کہ اگر میں اس پر عمل کروں تو میں جنت میں داخل ہو جاؤں“ آپ نے فرمایا: ”سلام کو پھیلاؤ، کھانا کھلاؤ، صلہ رحمی کرو۔ رات کو قیام کرو جبکہ لوگ سو رہے ہوں، پھر سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔“

شیخان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: آپ سے التجاء کی گئی کہ لوگوں میں سے معزز کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ”ان میں سے رب تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو ان میں سے سب سے زیادہ پرہیز گار ہے“ اس نے کہا ”میں آپ سے اس کے متعلق نہیں پوچھ رہا۔“ آپ نے فرمایا: ”کیا تم مجھ سے لوگوں کے خاندانوں کے بارے میں پوچھ رہے ہو؟ انہوں نے عرض کی: ”ہاں! آپ نے فرمایا: ”ان میں سے زمانہ جاہلیت کے عمدہ لوگ زمانہ اسلام میں بھی عمدہ ہیں، بشرطیکہ وہ علم حاصل کریں۔“

امام احمد، ابن حبان، الطبرانی، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے آپ سے ایمان کے بارے پوچھا۔ آپ نے فرمایا: "اگر تمہاری نیکی تمہیں خوش کر دے اور تمہاری برائی تمہیں مغموم بنا دے تو تم مومن ہو" اس نے عرض کی "گناہ؟ آپ نے فرمایا: "اگر کوئی چیز تمہارے دل میں کھٹکے تو اسے چھوڑ دے۔"

امام احمد اور دارمی نے حضرت وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا: "تم میرے پاس اس لئے آئے ہو تاکہ تم مجھ سے نیکی اور گناہ کے بارے سوال کرو"۔ میں نے عرض کی: "ہاں! آپ نے فرمایا: "اپنے دل سے فتویٰ مانگو۔ نیکی وہ ہوتی ہے جس کی وجہ سے نفس کو اطمینان نصیب ہو۔ دل کو اطمینان نصیب ہو۔ گناہ وہ ہوتا ہے جو تمہارے دل میں کھٹکا پیدا کر دے۔ اگرچہ لوگ تمہیں فتویٰ دیں۔"

امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں میں جلوہ افروز تھے۔ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے آپ سے پوچھا: "ایمان کیا ہے؟" آپ نے فرمایا: "یہ کہ تم اللہ تعالیٰ پر، اس کے ملائکہ پر، اس کی کتب پر، اس کے ساتھ ملاقات پر ایمان لاؤ۔ مرکر جی اٹھنے پر ایمان لاؤ۔" انہوں نے عرض کی: "اسلام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ نماز قائم کرو۔ فرض زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان المبارک کے روزے رکھو" انہوں نے عرض کی: "احسان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "تم اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو۔ اگر تم اسے نہیں دیکھ سکتے تو وہ تمہیں دیکھ رہا ہے" انہوں نے عرض کی: وہ قیامت کب ہے؟ آپ نے فرمایا: "مسئول سائل سے زیادہ نہیں جانتا میں تمہیں اس کی علامات کے بارے بتاتا ہوں۔ جب لونڈی اپنی مالکہ کو جنم دے گی۔ جب اونٹوں کو چرانے والے عمارتیں بنائیں گے۔ پانچ امور کا علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

پھر آپ نے یہ آیت طیبہ پڑھی:

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ (سورۃ لقمان: ۳۴)

ترجمہ: بیشک اللہ کے پاس ہی ہے قیامت کا علم۔

پھر وہ شخص چلا گیا۔ آپ نے فرمایا: اسے واپس لوٹاؤ۔ انہوں نے کچھ نہ دیکھا۔ آپ نے فرمایا: "یہ جبرائیل امین تھے جو لوگوں کو ان کا دین سکھانے آئے تھے۔"

امام مسلم نے حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نیکی اور گناہ کے بارے سوال کیا۔" آپ نے فرمایا: نیکی حسن خلق ہے گناہ وہ ہے جو دل اور سینے میں چبھن پیدا کر دے اور تم ناپسند کرو کہ لوگ اس سے آگاہ ہوں۔"

شیخان نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں گدھے پر آپ کے پیچھے بیٹھا

ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا:۔"معاذ! کیا جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر کیا حق ہے اور بندوں پر ان کے رب تعالیٰ کا کیا حق ہے؟ انہوں نے فرمایا:"میں نے عرض کی:"اللہ و رسولہ اعلم" آپ نے فرمایا:"اللہ تعالیٰ کا بندوں پر حق یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ بندوں کا رب تعالیٰ پر حق یہ ہے کہ وہ اسے معاف کر دے جو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو" میں نے عرض کی:"یارسول اللہ ﷺ کیا میں لوگوں کو بشارت نہ دوں۔" آپ نے فرمایا"انہیں بشارت نہ دو۔ وہ اسی پر بھروسہ کر کے بیٹھ جائیں گے۔"

امام مسلم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا:"حضور اکرم ﷺ سے وسوسہ کے بارے سوال کیا گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی"ہم اپنے نفسوں میں کچھ پاتے ہیں۔ اگر ہم میں سے کسی ایک کو اہم امر پیش ہو یا وہ آسمان سے زمین پر گرے لیکن اسے یہ اس سے زیادہ پسند ہے کہ وہ اس امر کے بارے میں گفتگو کرے آپ نے فرمایا:"یہی خالص ایمان ہے۔"

امام احمد اور ابو داؤد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا:"ایک شخص بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی"یارسول اللہ ﷺ میں اپنے نفس سے ایسی بات کرتا ہوں کہ آسمان سے گر پڑنا مجھے اس سے آسان تر لگتا ہے کہ میں اس کے بارے میں گفتگو کروں۔" آپ نے فرمایا:"اللہ اکبر! الحمد للہ! جس نے اس کے مکرو فریب کو وسوسہ کی طرف پھیر دیا۔"

امام احمد اور شیخان نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کی"کیا ہماری گرفت ان اعمال کی وجہ سے ہوگی جو ہم جاہلیت میں کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا: جس نے اسلام میں عمدہ اعمال سرانجام دیئے تو اس کی ان اعمال کی وجہ سے گرفت نہ ہوگی، جو وہ جاہلیت میں کرتا تھا جس نے اسلام میں برے اعمال کئے تو اس کی گرفت اگلے اور پچھلے اعمال کی وجہ سے ہوگی۔"

امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا:"حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے عرض کی:"یارسول اللہ ﷺ ہمارے لئے ہمارا دین بیان کریں گویا کہ ہماری ابھی تخلیق ہوئی ہے۔ آج کا عمل کیا ہے؟ کیا وہ عمل کہ جس کے بارے قلمیں خشک ہو چکی ہیں اور تقدیریں رواں ہو چکی ہیں۔"

امام احمد نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا:"میں نے عرض کی:"یارسول اللہ ﷺ! کیا ہم اس امر پر عمل کریں جس سے فراغت ہو چکی ہے یا اس امر پر جس سے فراغت نصیب نہیں ہوئی؟ آپ نے فرمایا: بلکہ اس امر پر جس سے فراغت نصیب ہو چکی ہے۔ ابن خطاب! عمل کرتے جاؤ ہر امر کو آسان بنا دیا گیا ہے۔ اگر کوئی اہل سعادت میں سے ہے تو سعادت کے ساتھ کام کرے گا۔ اگر وہ اہل شقاوت میں سے ہے تو وہ شقاوت کے ساتھ کام کرے گا" اس روایت کو امام شافعی اور مسدد نے "فرغ منه" تک روایت کیا ہے۔ جبکہ امام عبدالرزاق اور بیہقی نے یہ اضافہ کیا ہے۔

فیم العمل؟ قال لا یقال الا بالعمل قلت. ان یتجھد.

امام احمد ابو داؤد نسائی اور سعید بن منصور نے روایت کیا ہے کہ مزینہ یا جہینہ کے ایک شخص نے عرض کی "یارسول اللہ! ﷺ ہم کس چیز پر عمل کریں جو ہو چکی ہے اور گزر چکی ہے یا اس چیز پر جو ابھی آ رہی ہے؟ آپ نے فرمایا: اس چیز پر جو گزر چکی ہے جو ہو چکی ہے۔" ایک شخص یا قوم کے بعض افراد نے کہا "ہم کس پر عمل کریں؟ آپ نے فرمایا: "اہل جنت کے لئے اہل جنت کے اعمال کو آسان بنا دیا گیا ہے اور اہل آگ کے لئے اہل آتش جیسے اعمال کو آسان بنا دیا گیا ہے۔"

شیخان نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے مشرکین کے بچوں کے بارے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ بہترین جانتا ہے جو وہ اعمال سرانجام دیتے تھے۔"

امام احمد اور امام ترمذی نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک سفر میں مجھے آپ کی معیت کا شرف حاصل تھا۔ میں ایک صبح آپ کے قریب ہو گیا۔ ہم چل رہے تھے۔ میں نے عرض کی: "یارسول اللہ! ﷺ مجھے ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں داخل کر دے۔" آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ نماز قائم کرو زکوٰۃ ادا کرو اور صدقہ کرو۔"

امام احمد نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم ﷺ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ میں نے جلدی کی اور آپ کا دست اقدس تھام لیا۔ میں نے عرض کی: "یارسول اللہ! ﷺ مجھے بتائیں افضل ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "عقبہ! تم سے جو قطع رحمی کرے اس سے صلہ رحمی کرو، جو تمہیں محروم کرے اسے عطا کرو جو تم پر ظلم کرے اس سے اعراض کرو۔"

امام مسلم نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا "میں حضور اکرم ﷺ کے منبر کے پاس تھا۔ ایک شخص نے کہا "مجھے پرواہ نہیں کہ میں اسلام لانے کے بعد کوئی عمل کروں سوائے اس کے کہ میں حاجیوں کو پانی پلاؤں" دوسرے نے کہا "مجھے کچھ پرواہ نہیں کہ میں اسلام لانے کے بعد کوئی عمل کروں۔ الا یہ کہ میں مسجد حرام کو آباد کروں" ایک اور شخص نے کہا "راہ خدا میں جہاد اس سے افضل ہے جو کچھ تم کہہ رہے ہو" حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں جھڑکا۔ فرمایا "منبر مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے پاس اپنی آوازیں بلند نہ کرو۔ آج روز جمعۃ المبارک ہے۔ جب نماز جمعہ ہو جائے گی تو میں آپ کی خدمت میں جاؤں گا، اور اس امر کے بارے عرض کروں گا۔ جس میں تم اختلاف کر رہے ہو" اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت طیبہ نازل کی۔

اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ (التوبہ:۱۹)

ترجمہ: کیا تم نے ٹھہرا لیا ہے حاجیوں کو پانی پلانے والے کو اور مسجد حرام کے آباد کرنے والوں کو اس شخص کی مانند جو ایمان لے آیا اللہ تعالیٰ اور روز قیامت پر۔

امام بخاری نے حضرت مالک بن انس سے انہوں نے اپنے چچا حضرت سہیل سے اور انہوں نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا۔ وہ فرمارہے تھے اور ایک شخص بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ وہ اہل نجد میں سے تھا۔ اس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ اس کی آواز کی گرج سنائی دیتی تھی، مگر ہم سمجھ نہیں رہے تھے کہ وہ کیا کہہ رہا تھا حتیٰ کہ وہ حضور اکرم ﷺ کے قریب ہوا۔ وہ آپ سے اسلام کے بارے پوچھ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''شب و روز میں پانچ نمازیں فرض ہیں۔'' اس نے کہا ''کیا ان کے علاوہ اور کوئی نماز مجھ پر فرض ہے؟'' آپ نے فرمایا: ''نہیں مگر نفلی نماز۔''

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''رمضان المبارک کے روزے'' اس نے عرض کی' کیا ان کے علاوہ اور روزے مجھ پر فرض ہیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں، مگر نفلی روزے۔ آپ نے اس کے لئے زکوٰۃ کا تذکرہ فرمایا۔ اس نے عرض کی ''کیا اس زکوٰۃ کے علاوہ کچھ مجھ پر فرض ہے۔'' آپ نے فرمایا: ''نہیں'' وہ شخص واپس مڑا وہ کہہ رہا تھا ''اللہ کی قسم! میں اس میں کمی و بیشی نہیں کروں گا'' آپ نے فرمایا: ''اگر یہ سچا ہے تو یہ دونوں جہانوں میں بامراد ہو گیا۔''

ابن مندہ' ابن عساکر نے حضرت ابن مرہ سے اور وہ حضرت مرہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی' ''یارسول اللہ! ﷺ میں نے گواہی دی کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ آپ اس کے سچے رسول ہیں۔ میں نے خمس ادا کیا۔ میں نے زکوٰۃ دی۔ میں نے رمضان المبارک کے روزہ رکھے، اور قیام کیا۔ میں کن لوگوں میں سے ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''تم صدیقین اور شہداء میں سے ہو۔''

ابن ابی شیبہ' امام احمد' نعیم بن حماد' الطبرانی نے الکبیر میں' حاکم اور ابن عساکر نے حضرت کرز بن علقمہ الخزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''ایک شخص نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کی ''کیا اسلام کی انتہاء بھی ہے'' آپ نے فرمایا: ''عرب و عجم کے جس گھرانے کے ساتھ رب تعالیٰ نے بھلائی کا ارادہ کیا ہے ان میں اسلام کو داخل کر دیا، پھر فتنے رونما ہوں گے گویا کہ وہ سائے ہوں'' اس نے عرض کی' ''بخدا! اسی طرح، انشاء اللہ؟ آپ نے فرمایا: ہاں! مجھے اس ذات والا کی قسم جس کے دست تصرف میں میری جان ہے۔ تم ان میں سیاہ سانپوں کی طرح گرو گے تم ایک دوسرے کی گردنیں کاٹو گے۔ اس وقت لوگوں میں سے افضل وہ ہوگا جو گھاٹیوں میں سے کسی گھاٹی میں مقتول پڑا ہوگا۔ وہ اپنے رب تعالیٰ سے ڈرتا ہوگا، اور لوگوں کو اپنے شر کی وجہ سے چھوڑ دے گا۔''

امام احمد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں اپنے دل کی سختی کے بارے گفتگو کی۔ آپ نے فرمایا: ''اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا دل نرم ہو جائے تو مساکین کو کھانا کھلاؤ اور یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا کرو۔''

امام احمد نے حضرت عبد اللہ بن حبشی خثعمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ سے التجاء کی گئی کہ کون سا

عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: "طویل قیام کرنا" آپ سے عرض کی گئی "کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: "وہ جسے کم مال والا اپنی گنجائش کے مطابق نکالے۔"

امام احمد اور شیخان نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کی "رب تعالیٰ کو سارے اعمال میں سے کون سا عمل سب سے زیادہ پسندیدہ ہے؟ آپ نے فرمایا: "نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا" میں نے عرض کی: "پھر؟ فرمایا "والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا" میں نے عرض کی: "پھر؟ فرمایا "راہ خدا میں جہاد کرنا" آپ نے مجھ سے انہی امور کے بارے گفتگو کی۔ اگر میں زیادہ سوالات کرتا تو آپ مجھے زیادہ جوابات مرحمت فرماتے۔"

امام احمد نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی" میں کہاں سے صدقہ کروں میرے پاس کوئی مال نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: "تکبیر اور تسبیح سے صدقہ کا ثواب ملتا ہے۔

سبحان اللہ، الحمد للہ ولا الہ الا اللہ واستغفر اللہ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک شخص عمل کرتا ہے۔ وہ اسے مخفی رکھتا ہے۔ جب اس کے بارے آگہی ہوتی ہے تو وہ اسے پسند کرتا ہے" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اس کے لئے دو اجر ہیں۔ پوشیدہ رکھنے کا اجر، اعلانیہ کا اجر، بعض محدثین نے اس روایت کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ جب اس کے اس عمل کے بارے میں علم ہوتا ہے تو اسے پسند کرتا ہے یعنی اسے لوگوں کی تعریف خوش کرتی ہے۔"

ابن ماجہ نے کلثوم خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے کیسے معلوم ہوگا کہ میں نے نیکی کب کی اور برائی کب کی" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا۔ جب تمہارے ہمسائے کہیں کہ تم نے نیکی کی ہے، تو تم نے نیکی کی ہے جب تمہارے ہمسائے کہیں کہ تم نے برائی کی ہے تو تم نے برائی کی ہے۔"

امام احمد نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے کیسے معلوم ہوگا کہ میں نے نیکی کی ہے یا برائی کی ہے" آپ نے فرمایا: "تم اپنے ہمسایوں کو سنو جو کہہ رہے ہوں کہ تم نے نیکی کی ہے تو تم نے نیکی کی ہے جب تم انہیں سنو کہ وہ کہہ رہے ہوں کہ تم نے برائی کی ہے تو تم نے برائی کی ہے۔"

۳۔ طہارت کے متعلق بعض فتوے

امام شافعی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم سمندر میں عازم سفر ہوتے ہیں۔ ہمارے پاس تھوڑا پانی ہوتا ہے۔ اگر ہم اس سے وضو کرلیں تو ہمیں پیاس لگ جائے گی" آپ نے فرمایا: "اس کا پانی پاکیزہ ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔"

ابوداؤد اور امام ترمذی اور امام احمد نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی

تھی: "یارسول اللہ ﷺ! کیا ہم بضاعہ کے کنوئیں سے وضو کر لیا کریں اس کنوئیں میں حیض کے کپڑے، بدبودار اشیاء اور کتوں کے گوشت پھینکے جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: "پاکیزہ پانی کو کوئی چیز پلید نہیں کرتی۔"

دارقطنی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے ان حوضوں کے بارے پوچھا گیا جو مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے مابین تھے۔ آپ سے عرض کی گئی "ان پر کتے اور درندے آتے ہیں" آپ نے فرمایا: "ان کے لئے وہی کچھ ہے جو وہ اپنے پیٹوں میں لے لیتے ہیں اور جو باقی پاکیزگی بچتی ہے وہ ہمارے لئے ہے۔"

امام شافعی اور دارقطنی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ سے اس پانی کے متعلق پوچھا گیا جسے گدھے بچا دیتے ہیں۔ کیا ہم اس پانی سے وضو کر سکتے ہیں جسے گدھے بچائیں آپ نے فرمایا: "ہاں! اور اس پانی کے ساتھ بھی جسے درندے بچائیں۔"

امام احمد اور ابوداؤد نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی پاک ﷺ سے اس پانی کے بارے میں پوچھا گیا جو جنگل میں ہو۔ جس پر جانور اور درندے آتے ہوں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "جب پانی دو قلوں تک پہنچ جائے تو وہ ناپاک ہونے کا احتمال نہیں رکھتا۔"

شیخان نے حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کی کہ انہیں نماز میں خیالات آتے ہیں یا وہ نماز میں کچھ پاتے ہیں آپ نے انہیں فرمایا کہ وہ واپس نہ لوٹیں حتیٰ کہ آواز سن لیں یا بھول پائیں۔"

ابوداؤد نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: "میں ایسا شخص تھا جسے بہت زیادہ مذی آتی تھی۔ مجھے حیاء آئی کہ میں اس کے متعلق حضور اکرم ﷺ سے سوال کروں۔ میں نے حضرت مقداد بن اسود کو حکم دیا انہوں نے آپ سے پوچھا۔ آپ نے فرمایا: "اس میں وضو ہے" دوسری روایت میں ہے کہ وہ وضو کریں اور اپنا ذکر (آلہ تناسل) دھولیں۔"

امام شافعی اور امام بیہقی نے حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ سے سوال کریں کہ جب ایک مرد اپنی زوجہ (کریمہ) کے پاس جائے اس سے مذی کا خروج ہو تو اس پر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "وہ اپنی شرمگاہ پر پانی چھڑک لے اور اس طرح وضو کرے جس طرح نماز کے لئے وضو کرتا ہے۔"

امام احمد اور امام ترمذی نے حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "مجھے مذی تیزی اور شدت سے آتی تھی۔ میں اکثر غسل کرتا تھا میں نے اس کے متعلق حضور اکرم ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: "اس سے تمہارے لئے وضو ہی کافی ہے۔ انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ! ﷺ اس میں سے جو کچھ میرے کپڑوں پر لگے اس کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: "تمہارے لئے وہ ہتھیلی بھر پانی کافی ہے جسے تو اپنے کپڑوں پر چھڑک لے۔"

امام بخاری نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ جب ایک مرد

اپنی زوجہ سے مباشرت کرے اسے انزال نہ ہو۔ آپ نے فرمایا: "اپنا وہ حصہ (ذکر) دھوئے جو عورت کے ساتھ مس ہوا ہے پھر وضو کرلے اور نماز پڑھ لے۔"

امام احمد نے حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ سے اونٹوں کے گوشت کے بارے سوال کیا گیا۔ آپ نے فرمایا: "ان کا گوشت کھانے کے بعد وضو کیا جائے گا" آپ سے بکریوں کے گوشت کے بارے میں التجا کی گئی تو آپ نے فرمایا: "ان کا گوشت کھانے کے بعد وضو نہیں ہوگا۔"

امام ترمذی نے حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (انہوں نے اس روایت کو صحیح کہا ہے) کہ آپ سے خفین پر مسح کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: مسافر کے لئے اس کی مدت تین دن اور مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات ہے۔

ابن ابی شیبہ اور ابو داؤد نے حضرت ابو عمارہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا خفین پر مسح ہوسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: "ہاں"! ایک دن یا دو دنوں کے لئے" انہوں نے عرض کی: "تین ایام کے لئے" آپ نے فرمایا: "ہاں!"

امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک اعرابی بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ اس نے عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں چار ماہ یا پانچ ماہ تک ریت میں رہتا ہوں۔ وہاں حائض، نفاء عورتیں اور جنبی مرد ہوتے ہیں۔ آپ کی ان کے بارے میں کیا رائے ہے؟ آپ نے فرمایا: "مٹی کو لازم پکڑو۔"

ابن ابی شیبہ، شیخان اور نسائی نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جنبی ہوگیا ہوں میرے پاس پانی نہیں ہے۔" آپ نے فرمایا: "تم مٹی کو لازم پکڑو۔ یہ تمہارے لئے کافی ہے۔"

دار قطنی، عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "ابواء کے مقام پر میں جنبی ہوگیا۔ میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا: "اس حالت میں تمہیں تیمم ہی کافی ہے۔"

ابن ماجہ اور دار قطنی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میرے ہاتھ کا گٹا ٹوٹ گیا۔ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی۔ آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں پٹی پر مسح کرلوں۔"

ابو داؤد نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی کہ جس شخص نے تری دیکھی۔ اس نے احتلام کا ذکر نہ کیا۔ فرمایا "وہ غسل کرے گا۔"

آپ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جسے احتلام ہو مگر وہ تری نہ پائے۔ آپ نے فرمایا: "اس پر غسل نہیں ہے۔" حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اگر کوئی عورت اس طرح دیکھے تو کیا اس پر غسل واجب ہے؟ آپ نے فرمایا: "ہاں! عورتیں مردوں کی جنس سے ہیں" یعنی وہ بھی انسان ہیں۔

شیخان نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ وہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئیں۔ انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ حق سے حیاء نہیں کرتا۔ جب عورت کو احتلام ہو جائے تو کیا اس پر غسل ہے؟ آپ نے فرمایا: "ہاں! جبکہ وہ پانی دیکھے۔"

ابوداؤد اور ابن ابی شیبہ نے ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے آپ سے التجا کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہم دشمن کی زمین کی طرف سفر کرتے ہیں۔ ہمیں ان کے برتنوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا: "جس طرح ممکن ہو سکے تم ان سے اجتناب کیا کرو۔ اگر ان کے علاوہ کوئی برتن دستیاب نہ ہو سکیں تو انہیں دھولو اور ان میں کھاؤ اور پیو۔"

امام احمد اور امام ترمذی نے حضرت ابوثعلبہ خشنی سے روایت کیا ہے کہ آپ سے مجوسیوں کی ہنڈیوں کے بارے میں پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا: "انہیں دھو کر صاف کرلو اور ان میں پکایا کرو۔"

امام احمد، امام ترمذی، امام عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ نے بنوعبدالاشہل کی ایک عورت سے روایت کیا ہے۔ اس نے کہا "میں نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میرے اور مسجد کے مابین ایسا رستہ ہے جہاں گند پڑا ہوتا ہے" آپ نے فرمایا: "کیا اس کے بعد صاف رستہ ہے؟ اس نے عرض کی "ہاں! آپ نے فرمایا: "یہ اس کے بدلے میں ہے۔"

امام بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ آپ سے عرض کی گئی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم"

ابوشیخ نے کتاب الفرائض میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ سے کلالہ کے بارے پوچھا۔ آپ نے فرمایا: "جس کا والد نہ ہو نہ ہی اولاد ہو۔"

الطبرانی وغیرہ نے حضرت ابوداؤد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے "الراسخین فی العلم" کے بارے پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا: "راسخ فی العلم وہ ہوتا ہے جس کی قسم سچی ہو۔ جس کی زبان سچی جس کا دل مستقیم ہو جس کا پیٹ اور شرم گاہ عفیف ہو۔"

امام حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ سے القناطیر المقنطرہ کے بارے پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا: "قنطار ایک ہزار اوقیہ ہوتا ہے۔" امام احمد اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قنطار بارہ ہزار اوقیہ کا ہوتا ہے۔"

امام ترمذی نے ابوامیہ شعبانی سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا "میں ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی: "ہم اس آیتہ طیبہ کے ساتھ کیا کریں؟ انہوں نے فرمایا: "کون سی آیت طیبہ؟ میں نے عرض کی: "اللہ رب العزت کا یہ فرمان:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ؕ (المائدۃ:۱۰۵)

ترجمہ: اے ایمان والو تم پر اپنی جانوں کا فکر لازمی ہے اور نہیں نقصان پہنچا سکے گا تمہیں جو گمراہ ہوا جبکہ تم ہدایت یافتہ ہو۔

انہوں نے فرمایا: "بخدا! میں نے اس کے بارے حضرت خبیر سے سوال کیا تھا۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے اس کے بارے میں حضور اکرم ﷺ سے التجاء کی تھی آپ نے فرمایا: "بلکہ نیکی کا حکم دو۔ برائی سے منع کرو۔ جب تم دیکھو کہ بخل کی اطاعت کی جاتی ہے خواہشات نفسانیہ کی پیروی کی جاتی ہے۔ دنیا کو ترجیح دی جاتی ہے۔ ہر صاحب رائے اپنی رائے پر تعجب کرتا ہے تو تم پھر اپنے آپ کا خیال رکھو اور عوام کو چھوڑ دو۔"

امام احمد اور امام الطبرانی وغیرھما نے ابو عامر الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ان میں کوئی چیز تھی۔ وہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر نہ ہو سکے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: کس چیز نے تمہیں روکے رکھا؟ انہوں نے کہا" میں نے یہ آیت طیبہ پڑھی:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۭ (المائدہ:۱۰۵)

ترجمہ: اے ایمان والو تم پر اپنی جانو کا فکر لازمی ہے اور نہیں نقصان پہنچا سکے گا تمہیں جو گمراہ ہوا جبکہ تم ہدایت یافتہ ہو۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے انہیں فرمایا: "کفار میں سے گمراہ ہو جانے والے تمہیں نقصان نہ پہنچائیں جبکہ تم راہ ہدایت پر گامزن ہو۔"

ابن مردویہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے ان اشخاص کے بارے میں پوچھا گیا جن کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں گی۔ آپ نے فرمایا: "وہی اعراف والے ہیں۔"

الطبرانی، بیہقی، سعید بن منصور وغیرھم نے حضرت عبد الرحمان مدنی سے روایت کیا ہے کہ آپ سے اصحاب اعراف کے بارے میں سوال کیا گیا۔ آپ نے فرمایا: "ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو اپنے والدین کی نافرمانی کرتے ہوئے راہ خدا میں شہید ہوئے۔ والدین کی نافرمانی کی وجہ سے انہیں جنت سے روک دیا گیا۔ راہ خدا میں شہادت نے انہیں آگ میں جانے سے روک دیا۔"

ابن مبارک نے الزھد میں، الطبرانی اور بیہقی نے الشعب میں حضرت عمران بن حصین سے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ سے اس آیت طیبہ کے بارے سوال کیا گیا۔

وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ (الصف:۱۲)

ترجمہ: اور پاکیزہ گھروں میں جو سدا بہار باغوں میں ہیں۔

آپ نے فرمایا: "اس سے مراد موتی کا محل ہے۔ اس محل میں سرخ یاقوت کے ستر گھر ہوں گے ہر گھر میں سبز زبرجد کے ستر کمرے ہوں گے۔ ہر کمرے میں ستر پلنگ ہوں گے۔ ہر پلنگ پر ہر رنگ کے ستر بستر ہوں گے۔ ہر بستر پر حور عین میں سے ایک زوجہ ہوگی ہر کمرہ میں ستر دستر خوان ہوں گے۔ ہر دستر خوان پر ستر رنگ کے کھانے ہوں گے ہر کمرے میں ستر خادمائیں ہوں گی ایک مومن کو ہر صبح اتنی قوت بخشی جائے گی کہ وہ سارے امور سرانجام دے سکے گا۔"

امام مسلم وغیرہ نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"دو افراد نے اس مسجد کے بارے میں اختلاف کیا جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی تھی ان میں سے ایک نے کہا"وہ مسجد نبوی ہے۔"دوسرے نے کہا"وہ مسجد قباء ہے" وہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے اور اس کے متعلق سوال کیا آپ نے فرمایا:"اس سے مراد میری مسجد ہے۔"

ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت طیبہ کے بارے سوال کیا گیا۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ (یونس۔ ۶۲)

ترجمہ: بیشک اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

آپ نے فرمایا:"اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو رب تعالیٰ کی رضا کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت ہے۔

امام احمد سعید بن منصور اور ترمذی وغیرھم نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے اس آیت طیبہ کے بارے سوال کیا گیا۔

لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ (یونس:۶۴)

ترجمہ: اور انہی کے لئے بشارت ہے دنیوی زندگی میں اور آخرت میں۔

انہوں نے فرمایا:"جب سے میں نے اس کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے اس کے بعد مجھ سے یہ کسی نے نہیں پوچھا۔اس سے مراد وہ عمدہ خواب ہیں جنہیں مسلمان دیکھتا ہے یا اس کے لئے کسی کو دکھائے جاتے ہیں۔یہ دنیاوی زندگی میں بشارت ہے۔یہ اخروی زندگی میں بشارت ہے"اس روایت کے کئی طرق ہیں۔

ابن جبیر،ابن ابی حاتم،ابن مردویہ،دارقطنی اور البیہقی نے الرویۃ میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا:"میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں سوال کیا۔

لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی وَزِیَادَۃٌ (یونس:۲۶)

ترجمہ: ان کے لئے جنہوں نے نیک عمل کئے نیک جزا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ ہے۔

آپ نے فرمایا:"جنہوں نے توحید کو عمدہ کیا،حسنیٰ سے مراد جنت ہے جبکہ زیادۃ سے مراد وجہ اللہ کی زیارت ہے۔"

امام احمد نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں نے عرض کی:"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے نصیحت فرمائیں۔"آپ نے فرمایا:"جب کسی برائی کا صدور ہو جائے تو اس کے بعد نیکی کرو جو اسے مٹا دے۔"میں نے عرض کی:"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا لا الہ الا اللہ نیکیوں میں سے ہے؟"آپ نے فرمایا:"یہ نیکیوں میں سے افضل ہے۔"

سعید بن منصور،ابو یعلیٰ،حاکم(انہوں نے اسے صحیح کہا ہے)اور بیہقی نے الدلائل میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے

روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: ایک یہودی بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔اس نے عرض کی "محمد عربی ﷺ مجھے ان ستاروں کے بارے میں بتائیں جنہیں حضرت یوسف علیہ السلام نے سجدہ ریز دیکھا تھا۔ان کے نام کیا ہیں؟ آپ نے اسے کوئی جواب نہ دیا، حتیٰ کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔انہوں نے آپ کو بتایا۔آپ نے بستانی یہودی کی طرف پیغام بھیجا آپ نے فرمایا: "کیا تو ایمان لے آئے گا اگر میں نے تجھے ان ستاروں کے نام بتا دیئے؟ اس نے عرض کی "ہاں! آپ نے فرمایا:

الحرتان الطارق، الذیال، دوالکفتان، الفریخ، دنان، هودان، قابس، الضروح، المصبح، الفیلق، والضیاء، والنور۔

یعنی ان کے والدین کریمین۔انہوں نے انہیں آسمان کے افق پر دیکھا۔وہ ان کے لئے سجدہ ریز تھے۔جب انہوں نے اپنے والد گرامی کو یہ خواب بتایا تو انہوں نے کہا "انہوں نے ایک منتشر امر دیکھا جسے رب تعالیٰ جمع کر دے گا۔" اس یہودی نے کہا "بخدا! ان ستاروں کے یہی نام ہیں۔"

امام احمد، ترمذی (انہوں نے اس روایت کو صحیح کہا ہے) اور امام نسائی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا کہ یہودی بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے۔انہوں نے عرض کی: "ہمیں رعد کے بارے میں بتائیں کہ وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "یہ اللہ تعالیٰ کے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہے۔جو بادلوں کا مؤکل ہے اس کے ہاتھ میں آگ کی تلواریں ہوتی ہیں۔وہ ان کے ساتھ بادلوں کو ہانکتا ہے اور جہاں رب تعالیٰ کا امر ہوتا ہے لے جاتا ہے۔انہوں نے کہا "یہ آواز کیسی ہوتی ہے جسے ہم سنتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: "یہ اسی کی آواز ہے۔"

امام ترمذی (انہوں نے اس روایت کو حسن صحیح کہا ہے) ابویعلیٰ، ابن جریر، ابن مندہ، ابن ابی حاتم، ابوشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت طیبہ نازل ہوئی۔

فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ ﴿۱۰۵﴾ (ھود:۱۰۵)

ترجمہ: بعض ان میں سے بدنصیب ہونگے اور بعض خوش نصیب۔

میں نے آپ سے التجا کی۔میں نے عرض کی: "یا نبی اللہ! ﷺ ہم اس چیز پر عمل کریں جس سے فراغت ہو چکی ہے یا اس چیز کے بارے عمل کریں جس سے فراغت نہیں ہوئی۔" آپ نے فرمایا: "بلکہ اس چیز پر جس سے فراغت ہو چکی ہے۔اقلام اس کے ساتھ چل چکی ہیں۔عمر! لیکن جس کے لئے جسے تخلیق کیا جاتا ہے۔اس کے لئے اس چیز کو آسان بنا دیا گیا ہے۔"

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے اللہ رب العزت کے اس فرمان کے بارے عرض کی گئی:

يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۚ وَعِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ ﴿۳۹﴾ (الرعد:۳۹)

ترجمہ: مٹاتا ہے اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے اور باقی رکھتا ہے جو چاہتا ہے اور اسی کے پاس ہے اصل کتاب۔

ہر رات یوں ہوتا ہے۔وہ بلند کرتا ہے۔وہ نقصان کی تلافی کرتا ہے۔وہ رزق دیتا ہے۔مگر زندگی موت،شقاوت اور سعادت ان کے علاوہ ہیں۔وہ تبدیل نہیں ہوتیں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت طیبہ کے بارے سوال کیا آپ نے فرمایا: "میں اس کی تفسیر بیان کر کے تمہاری آنکھیں ٹھنڈی کر دوں گا۔تم میرے بعد اس کی تفسیر بیان کر کے میری امت کی آنکھیں ٹھنڈی کر دینا۔سچائی اسی طرح ہے۔والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا اور نیک کام کرنا شقاوت کو سعادت میں بدل دیتا ہے اور عمر میں اضافہ کرتا ہے۔"

امام مسلم نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "ایک یہودی بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔اس نے پوچھا "اس روز جب اس زمین کو تبدیل کر کے کوئی اور زمین بنادی جائے گی اس وقت لوگ کہاں ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: "وہ پل سے پرے ظلمت میں ہوں گے۔"

امام مسلم، ترمذی، ابن حبان اور ابن ماجہ نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: "میں نے سب سے پہلے آپ سے اس کے متعلق سوال کیا۔میں نے عرض کی: "اس روز لوگ کہاں ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: "وہ اس روز پل صراط پر ہوں گے۔"

ابن مردویہ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے سوال کیا گیا۔

زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ (النحل:٨٨)

ترجمہ: ہم نے بڑھا دیا اور عذاب ان کے پہلے عذاب پر۔

آپ نے فرمایا: "اس سے مراد پہاڑوں کی طرح بڑے بڑے بچھو ہیں جو جہنم میں انہیں کاٹیں گے۔"

امام بیہقی نے الدلائل میں سعید مصری سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس سیاہی کے بارے پوچھا جو چاند میں ہے۔آپ نے فرمایا: "یہ دونوں سورج تھے۔" اللہ رب العزت نے فرمایا:۔

وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ (الاسراء:١٢)

ترجمہ: اور ہم نے بنایا ہے رات اور دن کو اپنی قدرت کی دو نشانیاں اور ہم نے مدھم کر دیا رات کی نشانی کو جو سیاہی تمہیں نظر آتی ہے وہ محو ہی ہے۔

شیخان وغیرہما نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ سے عرض کی: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مجھے ہر چیز کے بارے خبر دیں" آپ نے فرمایا: "ہر چیز کو پانی سے تخلیق کیا گیا۔"

امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے:

یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

وَالَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ (المومنون:۶۰)

ترجمہ: اور وہ جو دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں اس حال میں کہ ان کے دل ڈر رہے ہوتے ہیں۔

جو چوری کرتا ہے بدکاری کرتا ہے۔شراب پیتا ہے، حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے آپ نے فرمایا: "وہ صدیق ایسے امور سرانجام نہیں دیتا جو نماز پڑھتا ہے۔روزے رکھتا ہے اور صدقہ کرتا ہے جبکہ وہ رب تعالیٰ سے ڈر رہا ہوتا ہے۔"

ابن ابی حاتم نے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کے بھتیجے حضرت ابوسورۃ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: میں نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سلام ہے (یعنی اس سے مراد تو السلام علیکم کہنا ہے لیکن استئناس کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "اس سے مراد یہ ہے کہ انسان سبحان اللہ اور اللہ اکبر اور الحمد للہ کہے یا کھنکھارے تاکہ اہل خانہ اسے اجازت دے دیں۔"

ابن ابی حاتم حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت کرتے ہیں وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مرفوع روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے پوچھا گیا۔

وَاِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَیِّقًا مُّقَرَّنِیْنَ (الفرقان:۱۳)

ترجمہ: اور جب انہیں پھینکا جائے گا اس آگ میں کسی تنگ جگہ سے زنجیروں میں جکڑ کر۔

آپ نے فرمایا: "مجھے اس ذات بابرکات کی قسم جس کے دست تصرف میں میری جان ہے کہ انہیں آگ میں اس طرح جبراً پھینکا جائے گا۔جیسے دیوار میں کیل لگائی جاتی ہے۔"

بزار نے ضعیف سند کے ساتھ (اس کے موصولہ اور مرسلہ شواہد بھی ہیں) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے دو مدتوں میں سے کون سی مدت پوری کی تھی؟ آپ نے فرمایا: جوان دونوں مدتوں میں سے زیادہ اور عمدہ تھی اور اگر کوئی تم سے سوال کرے کہ انہوں نے حضرت شعیب علیہ السلام کی کس نور نظر سے نکاح کیا تھا' تو کہو "جوان دونوں میں سے چھوٹی تھی۔"

امام احمد، بزار، ترمذی (انہوں نے اسے حسن کہا ہے) وغیرھم نے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ اس آیت طیبہ کا مطلب کیا ہے؟

وَتَاْتُوْنَ فِیْ نَادِیْكُمُ الْمُنْكَرَ ؕ (العنکبوت:۲۹)

ترجمہ: اور اپنی کھلی مجلسوں میں گناہ کرتے ہو۔

آپ نے فرمایا: "وہ گزرنے والوں کو مارتے تھے۔ان کا مذاق اڑاتے تھے۔یہی وہ برا کام ہے جسے وہ کرتے تھے۔"

شیخان نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے اس

فرمان کے بارے سنا۔

وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۭ (یٰس:۳۸)

ترجمہ: آفتاب ہے جو چلتا رہتا ہے اپنے ٹھکانے کی طرف۔

آپ نے فرمایا: "اس کا ٹھکانہ عرش کے نیچے ہے" ان سے ہی روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں غروب آفتاب کے وقت مسجد میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ نے فرمایا: "ابوذر! کیا تم جانتے ہو کہ سورج کہاں غروب ہوتا ہے؟" میں نے عرض کی: "اللہ ورسولہ اعلم" آپ نے فرمایا: "یہ جاتا ہے حتیٰ کہ تخت کے نیچے سجدہ کرتا ہے" اسی لئے رب تعالیٰ نے فرمایا:

وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۭ (یٰس:۳۸)

ترجمہ: اور یہ آفتاب ہے جو چلتا رہتا ہے اپنے ٹھکانے کی طرف۔

ابن جریر نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجھے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے بتائیں۔

وَحُوْرٌ عِیْنٌ ﴿۲۲﴾ (الواقعۃ:۲۲)

ترجمہ: اور حوریں خوبصورت آنکھوں والیاں۔

آپ نے فرمایا: "موٹی موٹی اور سیاہ آنکھوں والیاں۔ جن کی پلکوں کے بال پرندوں کے پروں کی مانند لمبے ہوں گے۔" میں نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجھے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں بتائیں۔

كَاَنَّهُنَّ بَیْضٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿۴۹﴾ (الصافات:۴۹)

ترجمہ: گویا وہ (شتر مرغ) کے انڈوں کی مانند گرد وغبار سے محفوظ۔

آپ نے فرمایا: "وہ نرمی میں اس جھلی کی طرح ہوں گی جو انڈے کی اندرونی سطح پر چھلکے کے ساتھ متصل ہوتی ہے۔"

امام بغوی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ آیت طیبہ تلاوت کی:

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ﴿۶۰﴾ (الرحمٰن:۶۰)

ترجمہ: نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا کچھ نہیں۔

اور فرمایا: "تمہارے رب تعالیٰ نے فرمایا ہے: اور تم جانتے ہو کہ تمہارے رب تعالیٰ نے کیا فرمایا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی "اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محترم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بہتر جانتے ہیں" آپ نے فرمایا کہ وہ فرماتا ہے "جس پر میں توحید کے ساتھ نعمت کروں اس کی جزاء جنت کے علاوہ اور کیا ہو سکتی ہے۔"

ابوبکر بن نجار نے سلیم بن جابر سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا "ایک اعرابی آیا۔ اس نے عرض کی۔ "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ نے جنت میں ایسے درخت کا ذکر کیا ہے جو اپنے ساتھی کو اذیت دے گا وہ کون سا درخت ہے؟ آپ نے

فرمایا: "وہ بیری کا درخت ہے اس کے کانٹے اذیت ناک ہوتے ہیں۔"

کیا اللہ رب العزت نے فرمایا نہیں؟

سِدۡرٍ مَّخۡضُوۡدٍ (الواقعۃ:۲۸)

ترجمہ: بے خار بیریوں۔

رب تعالیٰ اس کے کانٹے کو چیرے گا، ہر کانٹے کی جگہ پر پھل پیدا کرے گا۔ وہاں سے ایسا پھل پیدا ہوگا جس سے کھانے کے ستر رنگ نکلیں گے۔ ان میں سے ایک رنگ دوسرے کے مشابہ نہ ہوگا۔"

ابن ابی الدنیا نے کتاب البعث میں حضرت عتبہ بن عبید سلمی سے روایت کیا ہے۔ الطبرانی نے اسے حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: میں نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان حور عین۔ (الواقعۃ:۲۲) کے بارے میں بتائیں۔ آپ نے فرمایا: "وہ سفید رنگت والیاں سیاہ چشم ہوں گی جن کی آنکھیں بڑی بڑی ہوں گی اور ان کی آنکھوں کی پلکیں لمبی ہوں گی جیسے کہ پرندے کے پر ہوں" میں نے عرض کی: "مجھے رب تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں بتائیں۔"

فِیۡہِنَّ خَیۡرٰتٌ حِسَانٌ (الرحمٰن:۷۰)

ترجمہ: ان میں اچھی سیرت والیاں اور اچھی صورت والیاں ہوں گی۔

آپ نے فرمایا: "عمدہ اخلاق والیاں حسین چہرے والیاں" میں نے عرض کی: "مجھے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے بتائیں۔

کَاَنَّہُنَّ بَیۡضٌ مَّکۡنُوۡنٌ (الصافات:۴۹)

ترجمہ: گویا وہ (شتر مرغ کے) انڈوں کی مانند گرد و غبار سے محفوظ۔

آپ نے فرمایا: "ان کی نرمی انڈے کی اس جھلی کی طرح ہوگی جو اندرونی طرف چھلکے کے ساتھ ملی ہوتی ہے۔" میں نے عرض کی: "مجھے اللہ رب العزت کے اس فرمان کے بارے بتائیں۔"

عُرُبًا اَتۡرَابًا (الواقعۃ:۳۷)

ترجمہ: پیار کرنے والیاں ہم عمر۔

آپ نے فرمایا: "اس سے مراد وہ عورتیں ہیں جب وہ دنیا سے گئیں تو وہ بوڑھیاں تھیں ان کی آنکھوں میں میل تھی۔ ان کے بال سفید تھے۔ رب تعالیٰ نے بڑھاپے کے بعد ان کی تخلیق کی۔ رب تعالیٰ نے انہیں کنواریاں اپنے خاوندوں کی پسندیدہ، ہم عمر ان سے عشق و محبت کرنے والیاں بنا دیا۔"

امام ترمذی نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اللہ رب

العزت کے اس فرمان کے بارے التجاء کی۔

وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ﴿١٤٧﴾ (الصافات:۱۴۷)

اور ہم نے بھیجا تھا انہیں ایک لاکھ یا اس سے زیادہ لوگوں کی طرف آپ نے فرمایا: "وہ زائد بیس ہزار تھے۔"

ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ کی خدمت میں عرض کی گئی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔"

فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ﴿٤﴾ (المعارج:۴)

ترجمہ: یہ عذاب اس روز ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے۔

یہ دن کتنا طویل ہے" آپ نے فرمایا: "مجھے اس ذات والا کی قسم جس کے دست تصرف میں میری جان ہے۔ یہ مومن پر بہت ہلکا پھلکا ہوگا حتیٰ کہ یہ اس پر اس فرض نماز (کے وقت) سے بھی ہلکا ہوگا جسے وہ دنیا میں پڑھتا تھا۔"

امام احمد، شیخان وغیرھم نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جس سے (سخت) حساب لیا گیا اسے عذاب میں مبتلا کر دیا جائے گا۔"

ضیاء اور ابن جریر نے لکھا ہے "جس کا بھی حساب لیا گیا اسے عذاب میں مبتلا کیا جائے گا" میں کہتا ہوں کہ کیا اللہ رب العزت کا یہ فرمان نہیں ہے۔

فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ﴿٨﴾ (انشقاق:۸)

ترجمہ: تو اس سے حساب آسانی سے لیا جائے گا۔

آپ نے فرمایا: "یہ حساب کے ساتھ نہ ہوگا بلکہ وہ پیش کش ہوگی۔"

امام احمد نے ان سے ہی روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: میں نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حساب یسیر" سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: "اس کے نامہ اعمال میں دیکھا جائے گا اور اس سے درگزر کیا جائے گا۔ جس کا سخت حساب لیا گیا وہ تو ہلاک ہوگیا۔"

امام احمد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت طیبہ پڑھی۔

يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ﴿٤﴾ (الزلزلۃ:۴)

ترجمہ: اس روز وہ بیان کر دے گی اپنے سارے حالات۔

آپ نے فرمایا: "کیا تم جانتے ہو کہ اس کی خبریں کیا ہوں گی؟ صحابہ کرام نے عرض کی "اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں" آپ نے فرمایا: "ہر بندے یا بندی نے اس پر جو عمل کیا ہوگا وہ اس کے بارے گواہی دے گی یہ کہے گی "اس نے فلاں فلاں عمل فلاں فلاں دن کیا۔"

ابن جریر اور ابو یعلی نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ رب العزت کے اس فرمان کے بارے عرض کی۔"

الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ (الماعون:۵)

ترجمہ: جو اپنی نمازوں کی ادائیگی سے غافل ہیں۔

16

آپ نے فرمایا:"اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو نماز کو اپنے وقت سے مؤخر پڑھتے ہیں۔"

ابن ماجہ نے حضرت زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے الطبرانی نے الاوسط میں سھلہ بنت سہیل سے روایت کیا ہے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے،نسائی نے خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے کہا"میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس عورت کے بارے پوچھا جو خواب میں کچھ دیکھے؟آپ نے فرمایا:"جب وہ پانی دیکھے تو غسل کرے۔"

امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک عورت نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں اس عورت کے متعلق عرض کی جو اپنے خواب میں اس طرح دیکھے جس طرح مرد دیکھتا ہے"آپ نے فرمایا:"جب وہ یہ دیکھے اور اسے انزال ہو جائے تو اس پر غسل ہے۔"حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی"یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح ہوتا ہے؟آپ نے فرمایا:"ہاں! مرد کا پانی گاڑھا اور سفید ہوتا ہے جبکہ عورت کا پانی پتلا اور زرد ہوتا ہے۔ان میں سے جو غالب آ جائے یا سبقت لے جائے بچہ اسی کے لئے مشابہ ہو گا۔"

امام احمد اور ابو یعلی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:حضرت ام سلیم حاضر خدمت ہوئیں۔انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے التجاء کی کہ اس عورت کے بارے کیا حکم ہے جو اپنے خواب میں اس طرح دیکھے جیسے مرد دیکھتا ہے۔آپ نے فرمایا:وہ غسل کرے،میں نے حضرت ام سلیم سے کہا"تمہارا دایاں ہاتھ خاک آلود ہو تم نے خواتین کو رسوا کر دیا کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"تمہارا دایاں ہاتھ خاک آلود ہو پھر اس کا بچہ اس کے مشابہ کیوں ہوتا ہے؟"

امام احمد،امام الطبرانی نے الکبیر میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا عورت کو احتلام ہوتا ہے؟آپ نے فرمایا:جب وہ زرد پانی دیکھے تو وہ غسل کرے۔"

شیخان نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا:"ایک عورت بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئی۔"اس نے عرض کی:"اگر ہم میں سے کسی عورت کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے تو وہ کیا کرے" آپ نے فرمایا:وہ اسے صاف کر دے۔پانی سے دھوئے۔پانی چھڑکے پھر اس میں نماز پڑھ لے۔"

شیخان اور ابو داؤد نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے عرض کی:"یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اگر حیض کا خون کپڑے کو لگ جائے تو ہم کیا کریں؟آپ نے فرمایا:تم اسے کھرچ ڈالو،پھر پانی سے دھو لو پھر اس پر پانی چھڑک کو پھر اس

میں نماز پڑھ لو۔"

امام عبدالرزاق، امام احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے حضرت ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور رسالت مآب ﷺ سے حیض کے اس خون کے بارے پوچھا جو کپڑے کو لگ جائے" آپ نے فرمایا: "اسے ٹیڑھی لکڑی سے کھرچ ڈالو، پھر اسے پانی اور بیری کے پتوں سے دھولو۔" 1

دارقطنی نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے اس چوہیا کے بارے پوچھا گیا جو گھی یا تیل میں گر پڑے۔ آپ نے فرمایا: "اس کے ساتھ چراغ جلالو اسے نہ کھاؤ۔"

امام بخاری نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے آپ سے اس چوہیا کے بارے میں پوچھا جو جمے ہوئے گھی میں گر پڑے" آپ نے فرمایا: "اسے اور اس کے اردگرد کے گھی کو باہر پھینک دو اور اپنا گھی کھالو۔"

دارقطنی اور ابن جریر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی "یارسول اللہ! ﷺ چوہیا ہماری چربی (گھی) میں گر پڑی" آپ نے فرمایا: اگر وہ جمی ہوئی ہے تو اسے اور اس کے اردگرد کو پھینک دو۔ اپنی چربی کھالو۔ انہوں نے عرض کی: اگر وہ مائع ہو؟ آپ نے فرمایا: "پھر اس کے قریب بھی نہ جاؤ۔"

دارقطنی نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے حسن روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے استنجاء کے بارے سوال کیا گیا۔ آپ نے فرمایا: "کیا تم میں سے کوئی ایک تین پتھر بھی نہیں پاسکتا۔ دو پتھر دو اطراف کے لئے اور ایک پتھر سوراخ کے لئے۔"

دارقطنی نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضرت سراقہ بن مالک المدلجی رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کے پاس سے گزرے۔ انہوں نے آپ سے پیشاب کے بارے پوچھا تو آپ نے انہیں حکم دیا کہ قبلہ سے کترا کر بیٹھیں۔ نہ اس کی طرف منہ کریں نہ ہی پشت کریں نہ ہی ہوا کی طرف رخ کریں۔ وہ تین پتھروں کے ساتھ استنجاء کریں جن میں گوبر (لید) نہ ہو۔ تین لکڑیوں سے یا تین مٹی کے ڈھیلوں سے۔"

امام احمد، ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت لقیط بن صبرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے عرض کی: "یارسول اللہ! ﷺ میں آپ سے نماز کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں" آپ نے فرمایا: "اچھی طرح وضو کرو۔ انگلیوں کے مابین خلال کرو۔ ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرو۔ الا یہ کہ تم روزے سے ہو۔"

ابوداؤد نے حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے وہ اپنے والد گرامی سے اور وہ ان کے جد امجد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی "یارسول اللہ! ﷺ پاکیزگی کیسے حاصل کروں؟ آپ نے برتن میں پانی منگوایا تین بار ہاتھ دھوئے۔ تین بار چہرہ انور دھویا۔ تین بار دونوں کہنیاں دھوئیں پھر سر اقدس کا مسح کیا۔ اپنی دونوں سبابہ انگلیاں دونوں کانوں میں ڈالیں۔ دو انگوٹھوں سے کانوں کے ظاہر پر اور دونوں سبابہ انگلیوں سے ان کے باطن پر مسح کیا پھر تین تین بار اپنے پاؤں دھوئے، پھر فرمایا "وضو اس طرح ہے جس نے اس سے زیادہ یا کم کیا اس نے برا کام کیا اور ظلم کیا۔"

امام احمد ابوداؤد اور ابن ابی شیبہ نے حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک رات میں اپنی ساری ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے وظیفۂ زوجیت ادا کیا۔ ان میں سے ہر ایک کے پاس آپ نے غسل کیا۔ میں نے عرض کی: ”یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کاش! آپ نے ایک ہی غسل کر لیا ہوتا“ آپ نے فرمایا: یہ زیادہ عمدہ، پاکیزہ اور صاف طریقہ ہے۔“

امام بیہقی اور ابن ماجہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”ایک شخص بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی ”میں نے جنابت سے غسل کیا۔ نماز صبح پڑھی میں نے ناخن کے برابر جگہ دیکھی جسے پانی نے نہیں چھوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”اگر اس پر اپنے ہاتھ سے مسح کر دیتے تو یہ تمہارے لئے کافی ہو جاتا۔“

امام مسلم، سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”حضرت اسماء بنت شکل رضی اللہ عنہا بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئیں۔ انہوں نے عرض کی: ”یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم میں سے کوئی ایک جب حیض سے پاک ہو تو کیسے غسل کرے“ آپ نے فرمایا: ”وہ اپنے بیری کے پتے اور پانی سے وضو کرے۔ اپنا جسم اور سر دھولے حتیٰ کہ پانی اپنے بالوں کی جڑوں تک پہنچائے، پھر سارے جسم پر پانی بہائے پھر روئی یا کپڑے کا ٹکڑا لے اور اس کے ساتھ صفائی کرے“ میں نے عرض کی: ”یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس کے ساتھ کیسے پاکیزگی حاصل کروں؟ آپ نے فرمایا: ”سبحان اللہ! اس کے ساتھ پاکیزگی حاصل کرو“ میں نے انہیں اپنی طرف کھینچا اور کہا ”اس کے ساتھ خون کے اثرات مٹا ڈالو۔“

امام عبدالرزاق، امام احمد، مسلم، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے آپ سے حیض کے غسل کے بارے سوال کیا۔ آپ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی ایک اپنا پانی اور بیری کے پتے لے، ان کے ساتھ پاکیزگی حاصل کرے۔ عمدہ طہارت حاصل کرے پھر اپنے سر اقدس پر پانی ڈال لے۔ اچھی طرح ملے حتیٰ کہ پانی اس کے بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے پھر سارے جسم پر پانی بہائے پھر ایسا خوشبودار کپڑا لے اور اس کے ساتھ پاکیزگی حاصل کرے۔“

امام مالک نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مرسل روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کی ”اگر میری بیوی حائضہ ہو تو اس میں کیا کچھ میرے لئے حلال ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اس پر اس کا ازار بند باندھ لو پھر اس کے اوپر سے لطف اندوز ہو لو۔“

ابونعیم نے الحلیہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حیضہ کے ساتھ کھانے کے بارے پوچھا تو آپ نے فرمایا: اس کے ساتھ کھا لو۔

امام شافعی اور امام بخاری نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو لگاتار سات سال خون آتا رہا۔ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے التجاء کی آپ نے فرمایا: یہ رگ ہے یہ حیض کا خون نہیں ہے۔ آپ

نے انہیں حکم دیا کہ وہ غسل کر لیا کریں اور نماز پڑھ لیا کریں۔" وہ غسل کرتی تھیں اور نماز پڑھ لیتی تھی۔ وہ ہر نماز کے لئے غسل کرتی تھی۔ وہ ٹب میں بیٹھتی تھیں تو خون کا غلبہ ہو جاتا تھا۔"

امام بخاری نے ان سے روایت کیا ہے کہ حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئیں۔ انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے حیض کا خون آتا رہتا ہے۔ میں پاک نہیں ہوتی۔ کیا میں نماز کو چھوڑ سکتی ہوں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "نہیں! یہ رگ ہے۔ حیض نہیں ہے۔ جب تمہارے حیض کے ایام آ جائیں تو نماز کو چھوڑ دو۔ جب وہ ایام ختم ہو جائیں تو اپنا خون دھولو، پھر نماز پڑھو۔" ابن ابی شیبہ کے الفاظ یہ ہیں۔ "یہ حیض نہیں ہے۔ تم اپنے ماہواری کے ایام میں نماز نہ پڑھو، پھر ہر نماز کے لئے غسل کرلو۔ وضو کرلو، پھر نماز پڑھو۔ خواہ خون چٹائی پر پھیل رہا ہو۔"

امام نسائی اور حاکم نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو لگا تار خون آتا رہا۔ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فتویٰ پوچھا۔ آپ نے فرمایا: "یہ حیض نہیں ہے۔ بلکہ یہ رگ ہے۔ جب ایام ماہواری ختم ہو جائیں تو غسل کرلو اور نماز پڑھو جب ایام ماہواری آئیں تو ان کے لئے نماز چھوڑ دو۔"

امام مسلم اور امام نسائی نے حضرت فاطمہ بنت حبیش رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پاک نہیں ہوتی کیا میں نماز چھوڑ دوں۔" آپ نے فرمایا: "یہ رگ ہے۔ جب ایام ماہواری آئیں تو نماز چھوڑ دو۔ جب وہ ختم ہو جائیں تو اپنا خون دھولو اور نماز پڑھو۔"

ابوداؤد اور نسائی کے الفاظ یہ ہیں۔ "انہوں نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں خون کی شکایت کی آپ نے فرمایا: "یہ رگ ہے۔ دیکھو جب تمہارے حیض کے ایام ختم ہو جائیں تو پاکیزگی حاصل کرو اور ایک حیض سے دوسرے حیض کے مابین نماز پڑھو۔"

دارقطنی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضور اکرم میں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ جب عورت بچے کو جنم دے تو کتنی دیر بیٹھی رہے؟ آپ نے فرمایا: "چالیس دن تک بیٹھ جائے، مگر جبکہ وہ اس سے قبل پاکیزگی دیکھ لے" ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی اسی طرح روایت ہے۔"

۴۔ نماز کے متعلق کچھ فتوے

امام احمد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ آپ سے افضل عمل کے بارے میں پوچھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "نماز" اس نے عرض کی "پھر" آپ نے فرمایا: "نماز" جب اس نے بہت زیادہ اصرار کیا تو آپ نے فرمایا: "پھر راہ خدا میں جہاد" اس نے عرض کی۔ میرے والدین زندہ ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میں تمہیں والدین کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیتا ہوں۔"

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک شخص بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسلام میں رب تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا: "وقت پر نماز ادا کرنا۔ جس نے نماز ترک کی اس کا کوئی دین نہیں، نماز دین کا ستون ہے۔"

امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کون سا عمل افضل ہے۔" آپ نے فرمایا: "نماز کو وقت پر ادا کرنا" میں نے عرض کی: "پھر" آپ نے فرمایا: والدین کے ساتھ حسن سلوک، میں نے عرض کی: "پھر" آپ نے فرمایا: "جہاد فی سبیل اللہ" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش ہو گئے۔ اگر میں مزید پوچھتا تو آپ مجھے مزید جوابات ارشاد فرما دیتے۔"

دار قطنی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے التجاء کی کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: "نماز کو پہلے وقت پر ادا کرنا۔"

امام مسلم نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: اسی اثناء میں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں جلوہ افروز تھے۔ ہم آپ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص آیا۔ اس نے عرض کی۔ "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حد تک پہنچ گیا ہوں، مجھ پر حد قائم کریں" آپ خاموش رہے۔ اس نے اپنی بات کو دھرایا آپ پھر بھی خاموش رہے۔ اتنے میں نماز کھڑی ہوگئی جب آپ واپس تشریف لائے تو وہ شخص بھی آپ کے پیچھے پیچھے تھا۔ میں بھی اسے دیکھ رہا تھا تا کہ میں دیکھوں کہ آپ اسے کیا جواب دیتے ہیں؟ آپ نے اسے فرمایا: "جب تو گھر سے نکلا تو کیا تو نے وضو نہیں کیا تھا۔ وضو اچھی طرح نہیں کیا تھا" اس نے عرض کی "ہاں! یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" آپ نے فرمایا: "کیا تو نے ہمارے ساتھ نماز میں شرکت نہیں کی تھی۔" اس نے عرض کی "ہاں! یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" آپ نے فرمایا: "رب تعالیٰ نے تیری حد (یا گناہ) کو معاف کر دیا ہے" شیخان نے اس روایت کو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

امام نووی اس کی شرح میں رقمطراز ہیں "میں حد تک پہنچ گیا ہوں" اس کا مطلب ہے ایسی معصیت جو تعزیر کو لازم کر دے۔ اس سے حد شرعی حقیقی مراد نہیں ہے جیسے زنا اور شراب کی حد۔ ایسی حدود نماز سے ساقط نہیں ہوتیں۔ نہ ہی امام کے لئے روا ہے کہ وہ انہیں ترک کر دے۔"

امام احمد نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صلوٰۃ الوسطیٰ کے متعلق عرض کی گئی تو آپ نے فرمایا: "اس سے مراد نماز عصر ہے۔"

امام بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" میں آپ سے شب و روز کی ساعات کے بارے میں سوال کرنے لگا ہوں۔ کیا ان میں ایسی ساعت بھی ہے جس میں نماز مکروہ ہو؟ آپ نے فرمایا: "ہاں۔"

امام احمد ابو داؤد اور ابن شیبہ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اونٹوں کے تھان (بیٹھنے کی جگہ) میں نماز پڑھنے کے بارے سوال کیا گیا۔ آپ نے فرمایا: "اس میں نماز نہ پڑھو" جب آپ سے بکریوں کے باڑہ میں نماز پڑھنے کے بارے سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: "اس میں نماز پڑھا کرو اس میں برکت ہوتی ہے۔"

امام ترمذی نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ سے التجاء کی گئی "کیا ہم اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ میں نماز پڑھ لیا کریں؟ آپ نے فرمایا! نہیں۔ آپ سے عرض کی گئی "کیا ہم بکریوں کے باڑہ میں نماز پڑھ لیں" آپ نے فرمایا: "ہاں!" ابن ابی شیبہ نے ان الفاظ سے یہ روایت تحریر کی ہے "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھ لیا کریں، جبکہ اونٹوں کے تھانوں میں ہم نماز نہ پڑھیں۔" دوسرے الفاظ میں ہے "ہم بکریوں کے باڑوں میں تو نماز پڑھ لیتے تھے، جبکہ اونٹوں کے باڑوں میں نمازیں نہیں پڑھتے تھے۔"

امام احمد، امام بخاری نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "مجھے بواسیر تھی۔ میں نے آپ سے بیٹھ کر نماز پڑھنے والے شخص کے بارے پوچھا۔ آپ نے فرمایا: "کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والا افضل ہے" جس نے بیٹھ کر نماز پڑھی اسے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کی نسبت نصف اجر ملے گا جس نے سو کر (اونگھتے ہوئے) نماز پڑھی۔ اسے بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کی نسبت نصف اجر ملے گا۔

ابو داؤد اور امام عبد الرزاق نے حضرت عبد اللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "ایک شخص بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ میں قرآن پاک سیکھنے کی استطاعت نہیں۔" کون سی چیز مجھے کافی ہو جائے گی؟ آپ نے فرمایا: "یوں کہا کرو:

سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر ولا الہ الا اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اس شخص نے اسی طرح کہا۔ یا اس نے پانچوں انگلیاں جمع کیں اور فرمایا: "یہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ میرے لئے کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "یہ دعا مانگا کرو:

اللھم اغفرلی وارحمنی واھدنی وارزقنی وعافنی۔

اس شخص نے اپنی ہتھیلیاں بند کر لیں۔ آپ نے فرمایا: "اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کو بھلائی سے بھر دیا ہے۔"

دار قطنی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کی: "کیا میں امام کے پیچھے قرات کروں یا خاموش رہوں؟" آپ نے فرمایا: "بلکہ خاموش رہو؟ وہ تمہارے لئے کافی ہے۔"

ابن عدی اور بیہقی نے کتاب الغزاۃ میں حضرت ابو امامہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ایک شخص نے عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہر نماز میں قرات ہے؟ آپ نے فرمایا: "ہاں! یہ واجب ہے۔"

امام بیہقی نے حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد گرامی سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار رضی اللہ عنہم سے

روایت کیا ہے کہ لکڑہارے آپ کی خدمت میں آئے انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ! ﷺ" ہم ہمیشہ سفر میں رہتے ہیں۔ ہم نمازوں کا کیا کریں؟" آپ نے فرمایا۔۔۔۔۔

(اس جگہ اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔۔۔۔۔ میں نے تین نسخے، دو دارالکتب اور ایک لجنۃ الاحیاء التراثی الاسلامی کا نسخہ چیک کیا ہے لیکن تمام نسخوں میں یہ جگہ خالی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اصل مخطوطہ میں ہی یہ مقام واضح نہ تھا۔ مترجم)

شیخان نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہم نے عرض کی "یارسول اللہ! ﷺ آپ نے ہمیں یہ تو سکھا دیا کہ ہم آپ کو سلام کیسے عرض کریں اب آپ بتائیں کہ ہم آپ پر درود کیسے بھیجیں؟ آپ نے فرمایا: "یوں عرض کرو:

اللهم صل على محمد و على آل محمد كما صليت على ابراهيم و على آل ابراهيم انك حميد مجيد اللهم بارك على محمد و على آل محمد كما باركت على ابراهيم و على آل ابراهيم انك حميد مجيد۔

امام مسلم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ ہمارے ہاں جلوہ گر ہوئے۔ ہم حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی محفل میں تھے۔ حضرت بشر بن سعد رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کی "یارسول اللہ! ﷺ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم آپ پر درود بھیجیں۔ ہم آپ پر کیسے درود بھیجیں؟ آپ خاموش ہو گئے۔ ہم نے خواہش کی کہ کاش وہ آپ سے یہ سوال نہ کرتے پھر آپ نے فرمایا: "یوں کہو۔

اللهم صل على محمد و على آل محمد كما صليت على ابراهيم بارك على محمد و على ازواجه و ذريته كما باركت على ابراهيم انك حميد مجيد۔

امام احمد، امام مسلم، امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ نے حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "میں نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ شیطان میرے، میری نماز اور میری قرأت کے مابین حائل ہو جاتا ہے۔ وہ انہیں مجھ پر ملتبس کر دیتا ہے" آپ نے فرمایا: "وہ شیطان ہے جسے خنزب کہا جاتا ہے۔ جب تم اسے محسوس کرو تو اپنے بائیں طرف تین بار تھوک دیا کرو اور اس کے شر سے رب تعالیٰ سے پناہ مانگا کرو۔"

امام احمد نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے ایک شخص کو سنا وہ آپ سے التجاء کر رہا تھا "کیا میں اس کپڑے میں نماز پڑھ سکتا ہوں جس میں میں اپنی اہلیہ سے مباشرت کرتا ہوں" آپ نے فرمایا: "ہاں! اگر تمہیں اس میں کچھ نظر آئے تو اسے دھو لو"

عبدالرزاق، احمد، ابو داؤد اور ترمذی (انہوں نے اسے حسن کہا ہے) ابن ماجہ، حاکم اور بیہقی نے حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا "میں نے عرض کی: "یارسول اللہ! ﷺ ہم اپنی شرم گاہوں کے بارے میں کیا کریں؟

آپ نے فرمایا:''اپنی شرم گاہ کی بھرپور حفاظت کرو، مگر اپنی زوجہ کے لئے یا اپنی لونڈی کے لئے'' میں نے عرض کی:''یارسول اللہ! ﷺ جب ہم میں سے بعض، بعض (کی شرم گاہ) کو دیکھ لیں تو؟ آپ نے فرمایا: اگر تم میں اتنی استطاعت ہے کہ زمین تمہاری شرم گاہ نہ دیکھے تو اس طرح ضرور کرو'' میں نے عرض کی:''اگر ہم میں سے کوئی تنہا ہو؟ آپ نے فرمایا:''اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ تم لوگوں میں سے زیادہ اس سے حیاء کرو۔'' آپ نے اپنا دست اقدس شرم گاہ کی جگہ پر رکھ دیا۔''

شیخان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ کیا وہ ایک کپڑے میں نماز پڑھ سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا:''کیا تم میں سے ہر ایک کے پاس دو کپڑے ہیں۔''

الطبرانی نے الکبیر میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے ایک کپڑے میں نماز کے بارے میں التجاء کی گئی۔ آپ نے فرمایا:''اگر ایک ہو تو اسے اپنے ساتھ ملا لے اگر وہ تنگ ہو تو اسے بطور ازار بند استعمال کر لے۔''

ابن ابی شیبہ شیخان، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے بارے میں پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا:''کیا تم سب دو کپڑے پاتے ہو'' اس روایت کو امام احمد، ابوداؤد، ابن حبان، الطبرانی نے الکبیر میں، قیس، بن طلق عن ابیہ، ابن ابی شیبہ، امام احمد، نسائی، ابویعلی، ابن حزیمہ، ابن حبان، حاکم اور ضیاء نے حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے عرض کی:''یارسول اللہ! ﷺ بعض اوقات میں شکار میں ہوتا ہوں کیا میں ایک قمیص میں نماز ادا کر سکتا ہوں۔'' آپ نے فرمایا:''اسے اپنے اوپر باندھ لو خواہ کانٹے کے ساتھ ہی ہو۔''

امام احمد نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا:''میں حضرت عبدالرحمان بن ابی یعلی کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔''

دارقطنی، ابوداؤد اور حاکم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے سوال کیا''کیا عورت اپنی قمیص اور اوڑھنی میں نماز پڑھ سکتی ہے؟ جبکہ اس پر ازار نہ ہو'' آپ نے فرمایا:''بشرطیکہ قمیص اتنی لمبی ہو جو اس کے قدموں کے ظاہری حصے کو ڈھانپ لے۔''

دارقطنی نے حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے عرض کی کہ کمان اور ترکش لے کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا:''کمان لے کر نماز پڑھ لو لیکن ترکش کو علیحدہ کر دو۔''

شیخان نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا:''میں نے عرض کی:''یارسول اللہ! ﷺ روئے زمین پر سب سے پہلی مسجد کون سی ہے؟ آپ نے فرمایا:''مسجد حرام'' میں نے عرض کی:''پھر'' آپ نے فرمایا:''مسجد اقصیٰ'' میں نے عرض کی:''ان کے مابین کتنی مدت ہے؟ آپ نے فرمایا:''چالیس سال'' پھر ساری روئے زمین تیرے لئے سجدہ گاہ ہے۔ جہاں تمہیں نماز کا وقت ہو جائے۔ وہیں نماز پڑھ لو وہی مسجد ہے۔''

عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوذر سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ روئے زمین پر پہلی مسجد کون سی ہے" آپ نے فرمایا: "مسجد حرام" میں نے عرض کی: "پھر؟" آپ نے فرمایا: "مسجد اقصیٰ" میں نے عرض کی: "ان کے مابین کتنی مدت ہے؟" آپ نے فرمایا: "چالیس سال" آپ نے فرمایا: "جہاں کہیں تمہیں نماز کا وقت ہو جائے وہیں نماز پڑھ لو وہ مسجد ہی ہے۔"

دار قطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ نے حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کو سرزمین حبشہ کی طرف بھیجا۔ انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ! ﷺ کیا میں کشتی میں نماز پڑھ لوں؟ آپ نے فرمایا: "کشتی میں کھڑے ہو کر نماز پڑھو، مگر جبکہ غرق ہونے کا خدشہ ہو۔"

شیخان اور عبدالرزاق نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم آپ کو سلام پیش کرتے تھے حالانکہ آپ نماز میں ہوتے تھے۔ آپ ہمیں جواب مرحمت فرماتے تھے جب ہم نجاشی کے پاس سے واپس آئے تو ہم نے آپ کو سلام کیا، مگر آپ نے اس کا جواب نہ دیا۔ آپ نے فرمایا: "نماز میں تو ایک اور مصروفیت ہے۔" عبدالرزاق کے الفاظ میں ہے "جب میں سرزمین حبشہ سے آیا تو میں نے آپ کو سلام کیا، مگر آپ نے جواب ارشاد نہ فرمایا۔ خواہ کوئی پہلے عمل فرمایا یا بعد میں۔ میں نے انتظار کیا۔ جب آپ نے نماز مکمل کر لی تو میں نے یہ عرض کی، تو فرمایا۔ "اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے" اب اس نے فیصلہ کر دیا ہے۔ یا آپ نے نماز مکمل کر لی تو میں نے یہ عرض کی تو فرمایا "اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے اب اس نے فیصلہ کر دیا ہے" یا آپ نے فرمایا: "مجھے بتایا گیا ہے کہ تم نماز میں گفتگو نہ کیا کرو۔"

امام احمد نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ سے ہر چیز کے متعلق سوال کیا، حتیٰ کہ میں نے آپ سے کنکریوں کو مس کرنے کے بارے میں سوال کیا۔ آپ نے فرمایا: "صرف ایک دفعہ یا انہیں چھوڑ دو۔"

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم ﷺ سے کنکریوں کو چھونے کے بارے عرض کی" آپ نے فرمایا: "صرف ایک بار" لیکن اس سے تمہارا رک جانا۔ ایک سو اونٹنیوں سے بہتر ہے، جو تمام کی تمام سیاہ آنکھوں والیاں ہوں۔"

امام ترمذی نے حضرت معیقب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم ﷺ سے التجاء کی کہ نماز میں کنکریوں کو چھونا کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا: "اگر اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ ہو تو صرف ایک بار۔"

شیخان نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ سے نماز میں دائیں بائیں دیکھنے کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے فرمایا: "یہ اچکنا ہے، اسے شیطان بندے کی نماز میں سے اچک لیتا ہے۔"

عبداللہ بن احمد نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی کھڑا ہو کر نماز پڑھے تو وہ اسے اس وقت آڑ میں کر لیتا ہے جب اس کے سامنے پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر سترہ

گاڑھ لیتا ہے۔ اگر اس کے سامنے پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر سترہ نہ ہو تو گدھا' عورت اور سیاہ کتا اس کی نماز منقطع کر دے گا" میں نے عرض کی:"ابوذر رضی اللہ عنہ! سیاہ کتے کو سرخ کتے یا زرد کتے سے جدا کیوں کیا گیا ہے؟ انہوں نے فرمایا:"میرے بھتیجے! میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس طرح سوال کیا تھا جس طرح تم نے مجھ سے پوچھا ہے۔ آپ نے فرمایا:"کالا کتا شیطان ہوتا ہے۔"

ابو داؤد نے حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک شخص نے ان سے سوال کیا کہ ایک شخص اپنے گھر میں نماز پڑھ کر آئے، پھر وہ مسجد میں آئے اور نماز ہو رہی ہو تو کیا میں ان کے ساتھ نماز پڑھ لوں۔ میں اس کے متعلق اپنے دل میں تردد پاتا ہوں۔" حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:"ہم نے اس کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا تھا۔ آپ نے فرمایا:"یہ اس کے لئے جماعت کے ثواب کا حصہ ہے۔"

امام بیہقی نے الغزاۃ میں حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"کیا تم میرے ساتھ قرآن پاک پڑھتے ہو جبکہ میں نماز میں ہوتا ہوں۔" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی"ہاں! یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم اسے تیزی سے پڑھتے ہیں" آپ نے فرمایا:"اس طرح نہ کیا کرو۔ سوائے سورۃ الفاتحہ کے۔ وہ بھی دل میں پڑھا کرو۔"

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: ایک شخص بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی"میں نے نماز پڑھی لیکن مجھے معلوم نہیں کہ میں نے جفت یا طاق رکعتیں پڑھیں۔"

آپ نے فرمایا:"اس سے بچو کہ شیطان نماز میں تمہارے ساتھ کھیلے۔ تم میں سے جو نماز پڑھے اسے علم نہ ہو کہ اس نے جفت پڑھیں ہیں یا طاق، تو وہ سجدے کر لے۔ یہ اس کی نماز کی تکمیل ہوگی۔"

امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ سے التجاء کی گئی کہ روز جمعہ کو جمعہ کیوں کہا جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا:"کیونکہ اس میں تمہارے باپ حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی کو گوندھا گیا تھا۔ اسی میں صاعقہ ہے۔ اس میں بعثت ہے، اور اسی میں بطشہ (گرفت) ہے۔ اس کی آخری ساعتوں میں ایک ساعت ایسی بھی ہے جس میں رب تعالیٰ اس دعا کو قبول کر لیتا ہے، جو اس سے مانگی جائے۔"

امام ترمذی نے حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"جمعۃ المبارک کے دن میں ایک ایسی ساعت بھی ہوتی ہے جس میں بندہ اپنے رب کریم سے جو کچھ مانگتا ہے وہ اسے عطا فرما دیتا ہے" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی"یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کون سی ساعت ہے؟ آپ نے فرمایا:"وہ ساعت نماز کھڑی ہونے سے واپس آ جانے تک۔"

امام شافعی' اور امام احمد نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک انصاری صحابی بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آئے۔ انہوں نے عرض کی:"یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں روز جمعۃ المبارک کے بارے بتائیں کہ اس میں کیا خیر و برکات ہیں؟ آپ نے فرمایا:'اس میں پانچ خوبیاں ہیں۔

۱۔ اس میں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی۔

۲۔ اس روز وہ زمین پر اترے۔

۳۔ اس روز میں ان کا وصال ہوا۔

۴۔ اس میں ایک ساعت ہے جس میں جو بندہ بھی رب تعالیٰ سے جو کچھ مانگتا ہے وہ اسے عطا کر دیتا ہے۔ جب تک کہ وہ گناہ اور قطع رحم کے بارے التجاء نہ کرے۔

۵۔ اس میں قیامت قائم ہوگی۔ مقرب ملائکہ آسمان زمین پہاڑوں (امام احمد نے پتھروں کا ذکر بھی کیا ہے) پر بھی روز جمعہ کو رب تعالیٰ کا خوف طاری ہوتا ہے۔"

دیلمی اور ابن عساکر نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوگوں کے اس قول کے بارے میں پوچھا جو وہ عیدین کے روز کہتے ہیں "اللہ تعالیٰ ہم سے اور تم سے قبول کرے" آپ نے فرمایا: "یہ اہل کتاب کا فعل ہے۔" آپ نے اسے ناپسند فرمایا۔

شیخین نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کی نماز کیسے پڑھی جائے؟ آپ نے فرمایا: "رات کو دو دو رکعتیں کر کے پڑھی جائے۔ جب تمہیں صبح کے طلوع ہونے کا خدشہ لگے تو ایک رکعت ساتھ ملا کر وتر بنا لیا کرو۔"

دار قطنی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وتروں کے بارے پوچھا۔ آپ نے فرمایا: "دو اور ایک کے مابین سلام کے ساتھ فاصلہ کر دو۔"

ابو داؤد نے حضرت عبداللہ بن وحشی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سا عمل افضل ہے؟" آپ نے فرمایا: "نماز میں طویل قیام کرنا۔"

امام احمد اور امام نسائی نے حضرت ابو مسلم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے پوچھا رات کی کون سی نماز افضل ہے؟ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہی التجاء کی تھی۔ آپ نے فرمایا: "نصف رات کی نماز افضل ہے، لیکن یہ پڑھنے والے قلیل لوگ ہیں۔"

امام نسائی اور ابن ماجہ نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے ہمراہ کون اسلام لایا۔" آپ نے فرمایا: "آزاد اور غلام" انہوں نے عرض کی: "کیا کوئی ساعت ایسی بھی ہے جس میں رب تعالیٰ دوسری ساعت کی نسبت زیادہ قریب ہوتا ہے" آپ نے فرمایا: "ہاں! رات کا درمیانی حصہ۔"

امام مسلم نے حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں رات کو آپ کے ہمراہ گزارنے کی سعادت حاصل کرتا تھا۔ میں آپ کو قضائے حاجت اور وضو کے لئے پانی پیش کرتا تھا۔ آپ نے مجھے فرمایا "مجھ سے مانگو" میں نے عرض کی: "میں جنت میں آپ کی رفاقت کا طلب گار ہوں" آپ نے فرمایا: "کچھ اور" میں نے عرض

کی: "بس یہی" آپ نے فرمایا: "اپنی طرف سے کثرت سجود کے ساتھ میری مدد کرو۔"

امام مسلم نے حضرت معدان بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "مجھ سے حضرت ثوبان خادم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ملاقات کی۔میں نے عرض کی: "مجھے ایسے عمل کے بارے بتائیں جسے میں سرانجام دوں۔" وہ مجھے جنت میں داخل کردے۔" یا میں نے عرض کی" مجھے اس عمل کے بارے بتائیں جو رب تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسندیدہ ہو" وہ خاموش ہو گئے۔میں نے تیسری بار عرض کی تو فرمایا" میں نے حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس عمل کے متعلق سوال کیا تھا تو آپ نے فرمایا: "کثرت سے سجدے کیا کرو تم رب تعالیٰ کے لئے جو سجدہ بھی کرو گے اس کی وجہ سے رب تعالیٰ جنت میں تمہارا ایک درجہ بلند کردے گا اور ایک لغزش معاف کردے گا۔معدان نے کہا" پھر میں نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی۔میں نے ان سے بھی یہی سوال کیا۔انہوں نے مجھے اسی طرح فرمایا جیسے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا تھا۔

امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا" کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: "نماز کو اس کے اول وقت میں ادا کرنا"......

ابن ماجہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "میں نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ آدمی کا اپنے گھر میں نماز ادا کرنا کیسا ہے۔آپ نے فرمایا: کسی شخص کا اپنے گھر میں نماز ادا کرنا نور ہے۔اپنی قبور کو منور کرو۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کی" یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر کتنی نمازیں فرض کی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔"

امام احمد اور ابو داؤد نے حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "میں نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایسا ہار پیش کیا جس میں سونا اور موتی تھا۔اسے فروخت کیا جارہا تھا۔وہ مال غنیمت میں سے تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا سونا اتارنے کا حکم دیا۔صرف سونا اتارلیا گیا۔آپ نے فرمایا: "سونے کو سونے کے عوض وزن کے ساتھ وزن۔"

ابو داؤد نے حضرت معاذ بن عبداللہ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اپنی زوجہ سے پوچھا" بچہ کب نماز پڑھنا شروع کرے گا؟ اس نے کہا" ہمارے ایک شخص کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس نے اس کے بارے میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کی۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب وہ اپنے دائیں اور بائیں کی پہچان کرلے تو اسے نماز کا حکم دو" ابو داؤد اور دارقطنی نے روایت کیا ہے۔

ابو داؤد، ترمذی اور نسائی نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سیاح لا مکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی سفر میں تھے۔آپ جھکے تو میں بھی آپ کے ہمراہ جھکا۔آپ نے مجھے فرمایا" ذرا دیکھو" میں نے کہا" یہ سوار ہے۔یہ دو سوار ہیں۔یہ تین سوار ہیں۔" حتیٰ کہ ہماری تعداد سات ہوگئی۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ہماری طرف سے نماز فجر کا خیال رکھنا" وہ سو گئے انہیں سورج کی گرمی نے بیدار کیا۔وہ اٹھے۔تھوڑا سا چلے، پھر نیچے اترے۔وضو کیا۔حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی۔انہوں نے فجر کی

دو سنتیں پڑھیں، پھر دو فرض پڑھے، پھر سوار ہو گئے۔ انہوں نے ایک دوسرے سے کہا" ہم نے اپنی نماز میں زیادتی کی ہے۔ آپ نے فرمایا: "نیند میں کوئی زیادتی نہیں۔ زیادتی تو سونے میں ہے۔ جب تم میں سے کوئی نماز بھول جائے تو اسے اس وقت ادا کرے جب اسے یاد آ جائے اور وقت کے بغیر۔"

دار قطنی نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس شخص کے متعلق پوچھا جس پر بے ہوشی طاری ہو گئی ہو۔۔۔۔

امام مسلم نے حضرت بریدہ بن خصیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نمازوں کے اوقات کے بارے عرض کی۔ آپ نے فرمایا: "یہ دو دن نمازیں ہمارے ساتھ پڑھو۔"

ابن ابی شیبہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نماز فجر کے بارے پوچھا گیا۔ آپ نے حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا۔ انہوں نے اس وقت اذان دی جب فجر طلوع ہوئی، پھر دوسری جب صبح روشن ہو گئی۔ (تو آپ نے نماز فجر ادا کی) پھر فرمایا "سائل کہاں ہے" آپ نے فرمایا: "ان دو وقتوں کے مابین نمازِ فجر کا وقت ہے۔"

ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو ہریرہ سے رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ عرض کی "میں نابینا شخص ہوں۔ میرا گھر دور ہے۔ میرے ہمراہ بھی ایسا کوئی شخص نہیں جو مجھے لے آئے اور لے جائے کیا مجھے رخصت ہے کہ مسجد میں نہ آؤں؟ آپ نے فرمایا: "نہیں" امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات پسند کرتا ہے۔ رب تعالیٰ بھی اس کے ساتھ ملاقات کو پسند کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔ رب تعالیٰ بھی اس کے ساتھ ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔"

امام احمد نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ سے اچانک موت کے بارے پوچھا تو آپ نے فرمایا: "یہ مومن کے لئے راحت ہے، جبکہ فاجر کے لئے غضب کے ساتھ پکڑ ہے۔"

امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ایک دیوار کے پاس سے گزرے یا باغ کی دیوار کے پاس سے گزرے جو گرنے والی تھی۔ آپ نے چلنے میں تیزی کی۔ آپ سے عرض کی گئی تو آپ نے فرمایا: "میں اچانک موت کو ناپسند کرتا ہوں۔"

شیخان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ابو سیف القین کے پاس گئے۔ یہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی پرورش کرنے والے تھے۔ آپ نے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو پکڑا۔ انہیں بوسہ دیا۔ آپ نے انہیں چربی کھلائی، پھر ہم اس کے بعد ان کے پاس گئے تو حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ پر نزع کا عالم تھا۔ آپ کی چشمان مقدس سے چھم چھم آنسو گرنے لگے۔ حضرت عبد الرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ رو رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: "ابن عوف! یہ رحمت ہے۔"

امام مسلم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تم رقوب (جس کا بچہ زندہ نہ رہتا ہو) کسے شمار کرتے ہو؟ ہم نے عرض کی ''جس کا بچہ زندہ نہ رہتا ہو'' آپ نے فرمایا: ''وہ رقوب نہیں بلکہ رقوب تو وہ ہے جس کا کوئی بچہ اس سے پہلے فوت نہ ہوا ہو۔''

الرقوب:

ابوعبید نے لکھا ہے۔ اہل عرب کے کلام میں اس کا معنی یہ ہے کہ دنیا میں اولاد مفقود ہو جانا۔ رب تعالیٰ نے ان کے فقد کو آخرت میں رکھ دیا۔ گویا کہ اس نے اس کی جگہ اس کے علاوہ رکھ دی۔ نہایہ میں ہے۔ اس سے مراد وہ مرد اور وہ عورت ہے جن کا بچہ زندہ نہ رہتا ہو کیونکہ وہ اس کی موت کا منتظر رہتا ہے، اور خوف سے اس کی دیکھ بھال کرتا ہے۔ آپ نے اسی کو اس شخص کے لئے استعمال کیا جس کا بچہ اس سے پہلے نہ مرے، کیونکہ اجر و ثواب اس کے لئے ہے جس کی اولاد اس سے پہلے مر جائے۔ اس پر اعتماد زیادہ اور اس کا فائدہ بڑا ہے اگرچہ دنیا میں ان کا فقدان عظیم نقصان سمجھا جاتا ہے، لیکن صبر و تسلیم پر اجر و ثواب کا آخرت میں فقدان اس سے بھی بڑا نقصان ہے۔ مسلمان کا حقیقت میں بچہ تو وہی ہے جسے وہ آگے بھیج دیتا ہے اور اجر و ثواب کی تمنا کرتا ہے جیسے کہ یہ نصیب نہ ہو تو وہ گویا کہ یوں ہے کہ اس کی اولاد ہی نہیں۔ آپ نے اس طرح نہ کہا، تاکہ اس کی لغوی تشریح باطل نہ ہو جائے۔ یہ آپ کے اس فرمان کی طرح ہے۔ ''لوٹا ہوا تو وہ ہے جس کا دین لٹ جائے۔'' یہ حافظ دمیاطی نے روایت لکھی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''تم مفلس کسے شمار کرتے ہو؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی ''جس کے پاس درہم اور سامان نہ ہو؟ آپ نے فرمایا: ''میری امت میں سے مفلس وہ ہے روز حشر نماز اور زکوٰۃ کے ساتھ آئے گا اس نے کسی کو گالی دی ہوئی...... ان الفاظ کو آپ نے لغوی وضع سے منتقل کیا کیونکہ ان میں توسع اور مجاز تھا۔

السائل۔ الفقیر۔ آپ نے اسے بھی منتقل کیا۔

امام احمد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا ''یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس سے کفار کے جنازے گزرتے ہیں۔ کیا ہم کھڑے ہو جایا کریں۔'' آپ نے فرمایا: ''ہاں! تم ان کے لئے تو کھڑے نہیں ہوتے، تم تو اس ذات کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوتے ہو جس نے نفوس کو تخلیق کیا۔''

شیخان نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جنازہ گزرا۔ آپ اس کے لئے اٹھے۔ ہم بھی آپ کے ساتھ اٹھے۔ ہم نے عرض کی ''یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ یہودن تھی۔'' آپ نے فرمایا: ''موت کے لئے گھبراہٹ ہے۔ جب تم جنازہ دیکھو تو اٹھا کرو۔''

امام احمد، بخاری، ترمذی، نسائی، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، ابونعیم نے الحلیہ میں اور امام بیہقی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب ابن ابی مرا تو آپ کو اس کی نماز جنازہ کے لئے بلایا گیا۔ آپ اس کی طرف تشریف لے گئے۔ اس

کے پاس کھڑے ہوئے۔ آپ کا ارادہ اس کی نماز جنازہ پڑھنے کا تھا۔ آپ وہاں سے ہٹ کر اس کے سینے کے پاس گئے۔ میں نے عرض کی: "یارسول اللہ! ﷺ آپ اس دشمن خدا کا جنازہ پڑھنے لگے ہیں۔ اس نے فلاں دن یوں یوں کہا تھا۔ فلاں روز یوں یوں کہا تھا۔ میں اس کے خبیث ایام شمار کرنے لگا۔ آپ تبسم ریز رہے، حتیٰ کہ میں نے بہت اصرار کیا۔ آپ نے فرمایا: "عمر! مجھ سے دور ہو جاؤ۔ مجھے اختیار دیا گیا تھا۔ میں نے اختیار کیا ہے مجھے کہا گیا تھا۔

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ (التوبۃ: ۸۰)

ترجمہ: آپ بخشش طلب کریں ان کے لئے یا نہ کریں اگر آپ بخشش طلب کریں ان کے لئے ستر بار تب بھی نہ بخشے گا اللہ تعالیٰ انہیں۔

اگر مجھے یہ علم ہوتا کہ اگر میں ستر بار سے زیادہ اس کے لئے مغفرت طلب کروں تو اسے بخش دیا جائے گا تو میں ضرور اس طرح کرتا۔ آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ اس کے ساتھ گئے۔ اس کی قبر پر کھڑے رہے، حتیٰ کہ اس کی تدفین ہو گئی۔ مجھے خود پر اور اپنی اس جرأت پر تعجب ہو رہا تھا جو میں نے آپ پر کی تھی۔ بخدا! تھوڑی دیر بعد یہ دونوں آیات نازل ہو گئیں۔

وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ (التوبۃ: ۸۴)

ترجمہ: اور نہ پڑھیے نماز جنازہ کسی پر ان میں سے جو مر جائے کبھی اور نہ کھڑے ہوں اس کی قبر پر۔

پھر آپ نے تادم وصال نہ کسی منافق کی نماز جنازہ پڑھی اور نہ ہی اس کی قبر پر کھڑے ہوئے۔"

تمام اور ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کی "میری والدہ کو حمل پہنچا مگر اس نے روزہ افطار نہیں کیا اور وہ مر گئی ہے" آپ نے فرمایا: "جاؤ! اپنی ماں کی نماز جنازہ پڑھو۔ تمہاری ماں نے خودکشی کی ہے۔"

امام احمد اور امام نسائی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو سنا وہ اپنے والدین کے لئے مغفرت طلب کر رہا تھا حالانکہ وہ دونوں مشرک تھے۔

ابوداؤد نے حضرت ابو اسید مالک بن ربیعہ ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: "اسی اثناء میں کہ ہم بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر تھے کہ بنو سلمہ میں سے ایک شخص آیا۔ اس نے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ کیا والدین کا کوئی ایسا حق (نیکی) رہ گئی ہے جس کو میں ان کی وفات کے بعد پورا کروں؟ آپ نے فرمایا: "ہاں! ان کا نماز جنازہ، ان کے لئے استغفار، ان کے بعد ان کا وعدہ پورا کرنا اس کے رشتہ داروں سے حسن سلوک اور ان کے دوستوں کی عزت و احترام کرنا۔"

امام احمد نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے اس شخص سے روایت کیا ہے جس نے آپ کی اس وقت زیارت کی جب آپ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ ابوداؤد اور امام نسائی نے حضرت شرید بن سوید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان کی والدہ ماجدہ نے وصیت کی کہ وہ ایک مومن غلام کو آزاد کریں۔ انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے اس کے بارے مشورہ

کیا۔انہوں نے عرض کی:"میرے پاس ایک سیاہ فام لونڈی ہے۔کیا میں اسے آزاد کر دوں؟"آپ نے فرمایا:"اسے لے آؤ" میں نے اسے بلایا وہ حاضر خدمت ہوگئی۔آپ نے اس سے پوچھا"تمہارا رب کون ہے"اس نے عرض کی"اللہ"آپ نے فرمایا: "میں کون ہوں؟"اس نے عرض کی"آپ اللہ تعالیٰ کے رسول مکرم ﷺ ہیں۔"آپ نے انہیں فرمایا:"اسے آزاد کر دو یہ مومنہ ہے۔"

امام احمد نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے قبر کے فتنوں کا تذکرہ فرمایا۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی"یارسول اللہ! ﷺ کیا ہماری عقلیں واپس کر دی جائیں گی"؟آپ نے فرمایا:"ہاں!اس طرح جس طرح کہ یہ آج ہیں"حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا"اس کے منہ میں پتھر"۔

امام ترمذی نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں ایک یہودن کے پاس گئی۔اس نے کہا"اکثر عذاب قبر پیشاب کی وجہ سے ہوگا"

۵۔بعض وہ فتوے جن کا تعلق زکوٰۃ کے ساتھ ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آپ سے عرض کی۔"میں آپ کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا اس نے آپ کو حکم دیا ہے کہ اغنیاء سے زکوٰۃ لیں اور فقراء کو دیں"آپ نے فرمایا:"اللہ کی قسم!ہاں!"اس روایت کو امام شافعی نے روایت کیا ہے۔یہ ضمام بن ثعلبہ کی روایت کا ایک حصہ ہے۔

امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔آپ نے فرمایا:"جو بھی سونے یا چاندی والا ہے جو ان کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا۔روز حشر اس کے لئے آگ کے چوڑے چوڑے ٹکڑے بنائے جائیں گے۔انہیں آگ میں تاپا جائے گا، پھر ان کے ساتھ اس کے پہلو،پیشانی اور پشت کو داغا جائے گا۔"

دارقطنی نے حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا:"مجھے معلوم ہوا ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سونے کے زیورات پہنتی تھیں۔میں نے اس کے بارے حضور اکرم ﷺ سے پوچھا۔انہوں نے عرض کی:"کیا یہ کنز(خزانہ)ہے؟ آپ نے فرمایا:"اگر تم نے اس کی زکوٰۃ ادا کر دی ہے تو پھر یہ کنز نہیں ہے۔"

دارقطنی نے حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں ایسا ہار لے کر حاضر ہوئی،جس میں ستر مثقال سونا لگا ہوا تھا۔میں نے عرض کی:"یارسول اللہ! ﷺ اس سے زکوٰۃ لے لیں"آپ نے اس سے ایک مثقال اور مثقال کی چوتھائی کا تیسرا حصہ زکوٰۃ لی۔""دارقطنی نے لکھا ہے کہ ابو بکر ھذلی متروک ہے۔"

ابوداؤد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"جب یہ آیت طیبہ نازل ہوئی:
وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ (التوبۃ:۳۴)

ترجمہ: جو لوگ سونا اور چاندی کو جمع کرتے ہیں۔

تو یہ امر مسلمانوں پر بڑا گراں گزرا۔ انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ! ﷺ یہ آیت طیبہ آپ کے صحابہ کرام پر بڑی گراں گزری ہے۔" آپ نے فرمایا: "تم پر زکوٰۃ صرف اس لئے فرض کی گئی ہے تا کہ تمہارے اموال پاک ہو جائیں" حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اللہ اکبر کہا، پھر فرمایا "میں تمہیں اس بہترین چیز کے بارے نہ بتاؤں جو ایک انسان جمع کرتا ہے؟ فرمایا "پاکباز زوجہ۔"

دار قطنی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک عورت بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئی۔ اس نے عرض کی "یارسول اللہ! ﷺ میرے پاس زیورات ہیں۔ میرے خاوند کے پاس دنیاوی مال واسباب نہیں ہے میرا ایک بھتیجا بھی ہے۔ اگر میں انہیں زیورات کی زکوٰۃ دے دوں تو درست ہے؟ آپ نے فرمایا: "ہاں!"

دار قطنی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ کتنے"......

ابن ماجہ نے حضرت ابوسیارہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ میرا ایک نخلستان ہے" آپ نے فرمایا: "عشر ادا کرو" میں نے عرض کی: "یارسول اللہ! ﷺ آپ میری طرف سے اس کی وکالت کریں۔" آپ نے میری طرف سے اس کی وکالت کی۔

امام احمد اور ابوداؤد نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ وہ سال مکمل ہونے سے پہلے زکوٰۃ دے دیں؟ آپ نے انہیں یہ رخصت عطا فرمادی۔"

ابوداؤد نے حضرت ابیض بن حمال رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب وہ وفد کی صورت میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ سے زکوٰۃ کے بارے گزارش کی۔ آپ نے فرمایا: "سباء کے بھائی! صدقہ ضروری ہے۔" انہوں نے عرض کی: "یا رسول اللہ! ﷺ ہم نے روئی کاشت کی ہے۔ سباء کو تقسیم کر لیا گیا ہے صرف ڈیم کے پاس تھوڑی سی زمین ہے۔" حضور اکرم ﷺ نے ریشم کے ستر حلوں کی قیمت کی ادائیگی پر صلح کر لی۔ وہ یہ قیمت ادا کرتے رہے حتیٰ کہ حضور اکرم ﷺ کا وصال ہو گیا۔ آپ کے بعد بھی عمال ان سے ان ستر حلوں کی قیمت لے لیتے تھے جن پر حضور اکرم ﷺ نے صلح کی تھی۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے انہیں اسی امر پر لوٹایا جس پر حضور اکرم ﷺ نے اسے مقرر کیا تھا حتیٰ کہ ان کا بھی وصال ہو گیا، پھر ان سے ان کی قیمت لی جاتی اور اسے صدقہ بنا دیا جاتا تھا۔

دار قطنی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ بعض دیہاتی حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے۔ انہوں نے عرض کی: "کیا ہم پر صدقہ فطر ہے؟ آپ نے فرمایا: "ہر چھوٹے بڑے مسلمان آزاد اور غلام پر ایک صاع کھجوریں یا ایک صاع جو یا پنیر ہے۔"

امام شافعی نے حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے جبکہ الطبرانی اور ابن عسا کر نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: ”حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے صدقہ پر عامل مقرر کیا۔آپ نے فرمایا: ”ابو الولید! اللہ تعالیٰ سے ڈرنا کہ روز حشر اس طرح نہ آنا تم ایک اونٹ کو اٹھائے ہوئے ہو جو بلبلا رہا ہو۔یا گائے اٹھائی ہوئی ہو جو آواز نکال رہی ہو یا ایک بکری اٹھائے ہوئے ہو جو ممیا رہی ہو۔“

انہوں نے عرض کی: ”یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا اس طرح ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں! مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست تصرف میں میری جان ہے، مگر جس پر اللہ تعالیٰ رحم کرے“ انہوں نے عرض کی: ”مجھے اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔اب میں کسی چیز پر کبھی بھی عامل نہ بنوں گا۔“

ابو داؤد نے حضرت بشر بن خصاصیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: ”میں نے عرض کی: ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زکوٰۃ لینے والے ہم پر ظلم کرتے ہیں، کیا ہم اپنا اس قدر مال چھپا لیں جس قدر وہ زیادتی کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں۔“

امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: بنو تمیم میں سے ایک شخص بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔اس نے عرض کی ”یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بہت زیادہ مالدار ہوں۔میرے اہل بھی بہت زیادہ ہیں۔ میرے پاس لوگ بھی بہت سے ہیں“ آپ مجھے بتائیں میں کیا کروں؟ میں کیسے خرچ کروں؟ آپ نے فرمایا: ”اپنے مال کی زکوٰۃ نکالو۔یہ پاکیزگی ہے جو تمہیں پاک کردے گی قریبی رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرو، مسکین، پڑوسی اور سوالی کا حق جانو۔“ اس نے عرض کی ”یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے لئے کم فرمائیں“ آپ نے فرمایا: ”قریبی رشتہ داروں کو ان کا حق دو۔مساکین اور مسافروں کو حق دو۔فضول خرچی نہ کرو“ انہوں نے عرض کی: ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر میں اپنے مال کی زکوٰۃ آپ کے قاصد کو دے دوں تو کیا میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں بری ہو گیا؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”ہاں! جب تم نے میرے قاصد کو زکوٰۃ ادا کر دی تو تم اس سے بری ہو گئے تمہارے لئے اس کا اجر ہے اس کا گناہ اس پر ہے جو اسے تبدیل کرے گا۔“

امام احمد نے حضرت یزید بن ابی مریم سے انہوں نے ابو حوراء سعدی علیہ الرحمہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: ”میں نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے عرض کی ”آپ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ بات یاد ہے؟ انہوں نے فرمایا: مجھے یاد ہے کہ میں نے ایک دفعہ زکوٰۃ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور لی اور اسے اپنے منہ میں ڈال لیا۔آپ نے اسے میرے منہ سے نکالا اور اسے دوسری کھجوروں پر پھینک دیا۔ایک شخص نے کہا ”کیا ہوتا اگر وہ یہ کھجور کھا لیتے؟“ آپ نے فرمایا: ”ہم صدقہ نہیں کھاتے۔“

امام احمد نے حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنو مخزوم میں سے ایک شخص کو صدقہ لینے کے لئے بھیجا۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وسق سے کم میں زکوٰۃ نہیں نہ ہی پانچ سے کم اونٹوں میں زکوٰۃ ہے۔نہ ہی پانچ سے کم میں صدقہ ہے۔“

امام نسائی نے حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنا ایک نخلستان اپنے والدین کو صدقہ کر

دیا، پھر ان کا وصال ہو گیا۔ وہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے آپ نے اسے انہیں بطور میراث واپس کر دیا۔"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: "مجھے خیبر میں زمین ملی۔ اس جیسا نفیس مال مجھے کبھی نہ ملا تھا۔ آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اگر تم چاہتے ہو تو اس کی اصل روک لو، اور بقیہ صدقہ کر دو" حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اصل روک کر پھل صدقہ کر دیا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اس کے اصل کو فروخت نہیں کیا جائے گا، نہ اسے ہبہ کیا جائے گا۔ نہ ہی اس میں وراثت رواں ہو گی۔ اسے فقراء قریبی رشتہ داروں غلاموں کو آزادی دلانے راہ خدا میں مسافروں کے لئے اور مہمانوں کے لئے وقف کر دیا گیا۔ اس کے سرپرست پر کوئی حرج نہیں اگر وہ اس میں سے بھلائی کے ساتھ کھالے۔ یا وہ کسی غریب کو کھلا دے۔ ابن سیرین نے لکھا ہے "سرمایہ کاری کی غرض سے اس کا مال جمع نہیں کیا جائے گا۔"

امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: "تم اس حال میں خرچ کرو کہ صحیح ہو، تمہیں خود ضرورت ہو۔ تمہیں غنی کی امید ہو۔ فقر کا خدشہ ہو، تم ٹھہرے نہ رہو حتیٰ کہ جب روح حلقوم تک پہنچ جائے تو کہو "فلاں کے لئے یہ۔ فلاں کے لئے یہ۔ وہ تو فلاں کا ہی تھا۔"

ابو داؤد اور العسکری نے الامثال میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: "اس شخص کا صدقہ جس کے پاس قابل ضرورت مال ہو۔ اس سے شروع کرو جو تمہاری کفالت میں ہیں۔"

امام احمد اور امام بیہقی نے حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان گمشدہ اونٹوں کے بارے میں پوچھا جو ہمارے حوضوں پر آ جاتے ہیں کیا انہیں پانی پلانے میں اجر و ثواب ہے۔" عسکری کی روایت میں ہے۔ انہوں نے کہا کہ عرض کی گئی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم......

ابو داؤد نے حضرت مسیب سے روایت کیا ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے نزدیک پسندیدہ صدقہ کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا: "پانی۔"

شیخان نے حضرت زینب زوجہ ابن مسعود رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے خواتین کے گروہ صدقہ کیا کرو۔ خواہ اپنے زیورات میں سے" میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گئی۔ میں نے کہا "آپ ایسے شخص ہیں جس کے پاس مال و متاع کم ہے۔" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صدقہ کا حکم دیا ہے، تم بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں جاؤ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے التجا کرو اگر یہ تمہارے لئے روا ہو تو یہ میں تمہیں دے دوں، ورنہ حضرت عویمر کو دے دیتی ہوں۔" حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "نہیں! بلکہ تم جاؤ۔ میں روانہ ہوئی۔ ایک انصاری عورت بھی درگاہ مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء کے سامنے کھڑی تھی۔ اس کی ضرورت بھی میری ضرورت کی طرح تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رعب عطا کیا گیا تھا۔ حضرت

بلال رضی اللہ عنہ ہماری طرف آئے۔ہم نے انہیں کہا" بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں جاؤ اور عرض کرو کہ دو خواتین آپ کے در اقدس پر حاضر ہیں اور عرض کر رہی ہیں کہ کیا وہ اپنے صدقات اپنے خاوندوں کو دے سکتی ہیں۔وہ ان یتیموں کو دے سکتی ہیں جو ان کے زیر کفالت ہیں۔آپ ﷺ کو بتانا نہیں کہ ہم کون ہیں؟ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔ آپ ﷺ نے پوچھا کون سی زینب؟ انہوں نے عرض کی: "عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زوجہ! آپ نے فرمایا: "اس طرح انہیں دو اجر ملیں گے۔قرابت کا اجر' صدقہ کا اجر۔"

امام بخاری نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: "میں نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! کیا مجھے اجر ملے گا اگر میں حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کے اہل وعیال پر خرچ کروں؟ آپ نے فرمایا: "تم ان پر خرچ کرو، تمہیں اس کا اجر ملے گا جو تم ان پر خرچ کرو گے۔"

شیخان نے حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! میرے پاس مال ہے سوائے اس کے جسے میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ پر خرچ کرتی ہوں کیا میں صدقہ کر سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا: صدقہ کرو، کنجوسی نہ کرو، ورنہ تم پر کنجوسی کی جائے گی۔" یا "خرچ کرو" خوب سیراب کرو۔شمار نہ کرو ورنہ تمہیں شمار کر کے دیا جائے گا۔کنجوسی نہ کرو ورنہ رب تعالیٰ بھی تمہیں قلیل رزق عطا کرے گی۔

امام مسلم نے ابو اللحم کے غلام حضرت عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: "میں غلام تھا۔" میں نے عرض کی: "کیا میں اپنے موالی کے اموال میں سے خرچ کر سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: "ہاں! اجر تمہارے مابین نصف ہوگا۔"

امام احمد نے ابو تمیمہ الہجیمی کی سند سے ان کی قوم کے ایک شخص سے روایت کیا ہے۔انہوں نے کہا "میں مدینہ طیبہ کے ایک رستہ میں سرور کائنات ﷺ سے ملا۔میں نے آپ سے نیکی کے بارے پوچھا۔آپ نے سوت کا ازار بند باندھا ہوا تھا۔جس کا حاشیہ پھیلا ہوا تھا۔میں نے یوں سلام عرض کیا "علیک السلام یارسول اللہ! ﷺ آپ نے فرمایا: "علیک السلام مردوں کا سلام ہے۔وعلیک السلام" مردوں کا سلام ہے۔"السلام علیکم" آپ نے دو یا تین بار اسی طرح فرمایا۔میں نے ازار بند کے بارے عرض کیا کہ میں ازار کہاں تک باندھوں؟ آپ نے اپنی کمر انور اپنی پنڈلی کی ہڈی مبارک تک جھکائی آپ نے فرمایا۔ یہاں تک ازار باندھو اگر تم اس سے انکار کروں تو اس سے نیچے یہاں تک باندھ لو۔اگر اس کا بھی انکار کرو تو اللہ رب العزت اترانے اور تکبر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا" میں نے آپ سے نیکی کے بارے سوال کیا۔آپ نے فرمایا: "نیکی میں سے کسی چیز کو بھی حقیر نہ جانو۔اگرچہ تم رسی کی گرہ ہی دو۔خواہ کسی کو جوتے کا تسمہ ہی دو جبکہ وہ نکل آئے خواہ اپنے ڈول سے پیاسے کے لئے پانی ہی نکالو۔خواہ تم رستے سے اذیت ناک چیز ہٹاؤ۔اگر تمہارا بھائی تم سے ملاقات کرے تو تمہارا چہرہ شگفتہ ہو۔اگر تم اپنے بھائی سے ملاقات کرو۔اسے سلام کرو۔اگر تم زمین کے وحشی جانوروں سے محبت کرو۔اگر تمہیں کوئی شخص ایسی چیز سے گالی دے جس کے بارے اسے علم ہو کہ وہ تم میں اسے جانتے ہو کہ وہ برائی اس میں ہے تو تم اسے وہ گالی نہ دو۔اس کا اجر تمہیں

اور اس کا بوجھ اس پر ہوگا جس چیز کے بارے تمہارے کان سننا پسند کریں اس پر عمل پیرا ہو جاؤ۔ جس کام کے متعلق تمہارے کان سننا پسند نہ کریں اس سے اجتناب کرو۔"

شیخان نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "میں نے ایک شخص کو راہ خدا میں گھوڑے پر سوار کیا۔ میں نے دیکھا وہ اس گھوڑے کو بیچ رہا تھا۔ میں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا میں اسے خرید لوں؟ آپ نے فرمایا: "اسے نہ خریدو، نہ ہی اپنا دیا ہوا صدقہ واپس لوٹاؤ۔" دوسری روایت میں ہے "اس شخص نے اسے ضائع کر دیا جسے میں نے دیا میں نے ارادہ کیا کہ اس سے خرید لوں۔ میں نے آپ سے پوچھا آپ نے فرمایا: "اگر تم نے اسے دے دیا ہے تو اسے ایک درہم کا بھی نہ خریدو، صدقہ واپس لینے والا اسی طرح ہے جیسے کوئی کتا قئے کر کے کھالے۔"

امام بخاری نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میں بنو ابی سلمہ پر کچھ خرچہ کروں تو کیا مجھے اجر ملے گا؟ میں انہیں چھوڑ تو نہیں سکتی وہ بیٹے ہیں۔" آپ نے فرمایا: "ہاں جو کچھ تم ان پر خرچ کرو گی اس کا تمہیں اجر و ثواب ملے گا۔"

امام شافعی نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے آپ سے التجاء کی اس نے عرض کی: "میں نے اپنی امی جان کو غلام صدقہ کیا تھا۔ اب ان کا وصال ہو گیا ہے۔" آپ نے فرمایا: "تمہارا صدقہ پورا ہو گیا ہے۔ وہ وراثت کی وجہ سے تمہارا ہے" امام مسلم نے ان سے ہی روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "اسی اثناء میں کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک عورت حاضر خدمت ہوئی۔ اس نے عرض کی "میں نے اپنی والدہ کی خدمت میں لونڈی بطور صدقہ پیش کی۔ اب ان کا وصال ہو گیا ہے" آپ نے فرمایا: تمہارا اجر لازم ہو گیا ہے اور میراث نے اسے تمہاری طرف لوٹا دیا ہے۔"

امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ نے عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری والدہ ماجدہ کا وصال ہو گیا ہے ان پر نذر تھی۔ آپ نے فرمایا: "اسے پورا کرو" دوسرے الفاظ میں ہے "ان کی والدہ ماجدہ کا وصال ہو گیا۔ وہ اس وقت ان کے پاس موجود نہ تھے وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری امی جان کا وصال ہو گیا ہے۔ میں ان کے پاس نہ تھا۔ اگر میں ان کی طرف سے کچھ صدقہ کروں تو کیا انہیں فائدہ ہو گا؟" آپ نے فرمایا: "ہاں!" انہوں نے عرض کی: "میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میرا جو باغ المخراف میں ہے اسے ان کے لئے صدقہ کرتا ہوں۔"

ابن خزیمہ نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: "بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک عورت حاضر ہوئی۔ اس نے عرض کی "میں ارادہ کرتی ہوں کہ اپنی امی جان کی طرف سے صدقہ کروں ان کا وصال ہو چکا ہے۔" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا اس نے تجھے یہ حکم دیا تھا؟ اس خاتون نے کہا "نہیں" آپ نے فرمایا: "اپنا مال اپنے پاس رکھو۔ یہی تمہارے لئے بہتر ہے۔ دوسرے الفاظ میں ہے "ایک شخص بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی "میری امی جان کا وصال ہو گیا ہے۔ انہوں نے زیورات چھوڑے ہیں۔ انہوں نے وصیت نہیں کی۔ اگر میں ان کی طرف سے

صدقہ کروں تو کیا انہیں کچھ فائدہ ہوگا۔" آپ نے فرمایا: "اپنا مال اپنے پاس رکھو۔"

شیخین نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک شخص نے آپ کی خدمت میں عرض کی "یارسول اللہ! ﷺ میری امی کا اچانک وصال ہوگیا۔ میرا خیال ہے کہ اگر وہ بات کرتیں تو صدقہ کرنے کا حکم دیتی، کیا میں ان کی طرف سے صدقہ کروں؟ آپ نے فرمایا: "ہاں! اس کی طرف سے صدقہ کروں۔"

شیخان نے حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: میں نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ میں بعض امور کو زمانہ جاہلیت میں سرانجام دیتا تھا مثلاً صلہ رحمی کرنا، غلام آزاد کرنا اور صدقہ کرنا۔ آپ نے فرمایا: "تم نے اپنے ان گزشتہ اعمال کی وجہ سے ہی اسلام قبول کیا ہے۔"

امام مسلم نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! ابن جدعان زمانہ جاہلیت میں صلہ رحمی کرتا تھا۔ مساکین کو کھانا کھلاتا تھا۔ کیا یہ امور اسے نفع دیں گے؟ آپ نے فرمایا: "نہیں، عائشہ رضی اللہ عنہا! کیوں کہ اس نے ایک دن بھی نہیں کہا؟"

رَبِّ اغْفِرْلِیْ خَطِیْئَتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ۔

امام احمد، ابوداؤد نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور شفیع المذنبین ﷺ نے فرمایا: جس نے لوگوں سے مانگا حالانکہ اس کے پاس اتنا کچھ تھا جو اسے مستغنی کرسکتا تھا۔ وہ اس طرح آئے گا کہ اس کا یہ سوال اس کے چہرے پر خراش ہوگا۔ آپ سے عرض کی گئی "یارسول اللہ! ﷺ کیا چیز اسے مستغنی کرسکتی ہے؟ آپ نے فرمایا: "پچاس دراہم۔"

شیخان نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ امام مالک نے حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ مجھے عنایات بخشتے تھے۔ میں عرض کرتا" آپ اسے عطا کریں جو مجھ سے زیادہ محتاج ہو۔ آپ ﷺ فرماتے: اپنے مال میں اضافہ کرو اور صدقہ کردو۔"

۶۔ روزے کے متعلق فتویٰ

امام ترمذی (انہوں نے اسے غریب لکھا ہے) اور ابن شاہین نے ترغیب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ سے پوچھا گیا "کون سا روزہ افضل ہے؟" "آپ نے فرمایا: "شعبان المعظم کا۔ رمضان المبارک کی تعظیم کے لئے" اس شخص نے عرض کی "کون سا صدقہ افضل ہے؟" آپ نے فرمایا: "رمضان المبارک میں کیا جانے والا صدقہ۔"

امام احمد اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک شخص بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی "فرض نماز کے بعد کون سی نماز افضل ہے" آپ نے فرمایا: "نصف رات کی نماز"۔ اس نے عرض کی "رمضان المبارک کے بعد کس مہینے کا روزہ افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: اس مہینے کا جسے تم محرم کہتے ہو۔"

امام نسائی نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "حضور سرور عالم ﷺ ایک دن میرے پاس تشریف لائے۔آپ نے پوچھا "کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ ہم نے عرض کی "نہیں" آپ نے فرمایا: "میں روزہ سے ہوں۔"

امام احمد نے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔" آپ نے پانی طلب فرمایا۔اس سے نوش فرمایا، پھر انہیں پکڑایا۔انہوں نے پی لیا۔انہوں نے عرض کی: "یا رسول اللہ! ﷺ میں روزہ سے تھی۔آپ نے فرمایا: "نفلی روزہ رکھنے والا اپنے نفس کا امیر ہوتا ہے اگر چاہے تو روزہ رکھ لے چاہے تو افطار کر دے۔"

دار قطنی نے حضرت ابراہیم بن عبید سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کھانا بنوایا۔ حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کو بلایا۔ایک شخص نے کہا "میں روزے سے ہوں" حضور اکرم ﷺ نے اسے فرمایا "تمہارے لئے تمہارے بھائی نے کھانا بنایا۔تمہارے لئے تمہارے بھائی نے تکلف کیا۔روزہ افطار کر لو اور اس کی جگہ ایک اور روزہ رکھ لو۔"

امام احمد نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بکری پیش کی گئی۔ہم دونوں روزے سے تھیں۔انہوں نے میرا روزہ کھلوا دیا۔وہ اپنے باپ کی بیٹی تھی۔حضور اکرم ﷺ ہمارے ہاں جلوہ افروز ہوئے تو ہم نے اس کا تذکرہ آپ سے کیا۔آپ نے فرمایا: "تم دونوں اس کی جگہ روزہ رکھ لو۔"

امام بیہقی اور دار قطنی نے حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور شفیع مکرم ﷺ روزہ سے تھے۔آپ کو قے آ گئی۔آپ نے روزہ افطار کر لیا۔اس کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: "مجھے قے آ گئی تھی۔"

دار قطنی نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "رمضان المبارک کے علاوہ کسی اور مہینے میں آپ نے روزہ رکھا ہوا تھا۔آپ کو غم نے آلیا۔اس نے آپ کو اذیت دی۔آپ کو قے آ گئی۔آپ نے قے کر دی۔وضو کے لئے پانی منگوایا، وضو کیا، پھر روزہ افطار کر دیا۔میں نے عرض کی: "یا رسول اللہ! ﷺ کیا قے کی وجہ سے وضو فرض ہے؟ آپ نے فرمایا: "یہ اگر فرض ہوتا تو تم اسے قرآن پاک میں پاتے" دوسرے روز آپ نے روزہ رکھا۔میں نے آپ کو سنا۔آپ فرما رہے تھے "کل میں نے جو روزہ افطار کیا تھا۔میں اس کی جگہ پر رکھ رہا ہوں۔" عتبہ بن سکن متروک الحدیث ہے۔"

امام ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "ایک شخص بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔اس نے عرض کی "میری آنکھوں میں تکلیف ہے۔کیا میں سرمہ ڈال سکتا ہوں حالانکہ میں روزہ دار ہوں؟ آپ نے فرمایا: "ہاں!"

امام مسلم نے حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کی: "کیا روزہ دار اپنی زوجہ کا بوسہ لے سکتا ہے؟" آپ نے فرمایا: "یہ سوال اس (حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا) سے کرو۔" انہوں نے انہیں فرمایا کہ آپ

اس طرح کرتے ہیں۔"

ابو داؤد' امام نسائی' ابن حبان اور حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "ایک دن میں خوش تھا۔ میں نے اپنی زوجہ کا بوسہ لے لیا حالانکہ میں روزہ سے تھا۔ میں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے آج روزہ کی حالت میں بہت بڑا کام کیا ہے" آپ نے فرمایا: "اگر تم روزہ کی حالت میں ہو اور پانی سے کلی کرلو" میں نے عرض کی: "اس سے کوئی حرج نہیں" آپ نے فرمایا: "ذرا رک کر۔"

ابن نجار نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک بوڑھے اور ایک جوان نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا روزہ دار اپنی زوجہ کا بوسہ لے سکتا ہے؟ آپ نے جوان کو منع کر دیا اور بوڑھے کو اجازت دے دی۔

ابو داؤد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کیا روزہ دار اپنی بیوی کو اپنے ساتھ چمٹا سکتا ہے۔ آپ نے اسے رخصت دے دی۔ دوسرے نے یہی عرض کیا تو آپ نے اسے منع کر دیا۔ جسے آپ نے رخصت دی تھی وہ بوڑھا تھا اور جسے اجازت نہ دی تھی وہ جوان تھا۔"

دارقطنی نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے، ابن نجار نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں روزہ سے تھا۔ میں نے بھول کر کھا پی لیا" آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے تمہیں کھلایا اور پلایا ہے۔"

امام احمد نے حضرت ام اسحاق غنویہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "وہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر تھیں۔ ایک پیالہ پیش کیا گیا۔ انہوں نے آپ کے ساتھ کھانے کا شرف حاصل کیا۔ آپ کے ساتھ حضرت ذوالیدین بھی تھے۔ آپ نے ایک گوشت والی ہڈی حضرت ام اسحاق رضی اللہ عنہا کو عطا کی اور فرمایا: "ام اسحاق! اسے کھالو" مجھے یاد آ گیا کہ میں روزے سے ہوں۔ میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا، نہ آگے کر رہی تھی نہ ہی پیچھے کر رہی تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تمہیں کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: "میں روزہ سے تھی مگر میں بھول گئی۔"

حضرت ذوالیدین رضی اللہ عنہ نے کہا "اب جبکہ تم سیر ہو چکی ہو؟ حضور اکرم سراپا کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اپنا روزہ مکمل کرلو۔ وہ رزق ہے جسے اللہ تعالیٰ تمہاری طرف لے کر آیا ہے۔"

امام بخاری اور نسائی نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے پوچھا۔

حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۪ (البقرۃ:۱۸۷)

ترجمہ: یہاں تک کہ ظاہر ہو جائے تمہارے لئے سفید ڈورا سیاہ ڈورے سے صبح کے وقت۔

تمہاری گدی بہت چوڑی ہے۔ اگر تم دو دھاگے دیکھو، پھر فرمایا "نہیں! بلکہ اس سے مراد رات کی سیاہی اور دن کی

سفیدی ہے"۔

امام بخاری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو صوم وصال سے منع فرمایا۔ انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ لگاتار روزے رکھتے ہیں۔" آپ نے فرمایا: "میں تمہاری مثل نہیں ہوں، مجھے کھلایا اور پلایا جاتا ہے۔"

ابوداؤد طیالسی، امام احمد، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن خزیمہ، ابن حبان اور دارقطنی نے کئی طرق سے حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سفر میں روزہ رکھنے کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے فرمایا: "اگر چاہو تو روزہ رکھ لو چاہو تو افطار کر دو۔"

ابوداؤد اور حاکم نے حضرت حمزہ سے ہی روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا! میں نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اونٹ والا ہوں۔ (کرایہ پر اونٹ چلاتا ہوں۔) میں اس پر سفر کرتا ہوں اور آتا جاتا ہوں بعض اوقات مجھے سفر میں ہی مہینہ (رمضان المبارک) آ جاتا ہے۔ میں قوت پاتا ہوں، میں جوان ہوں، میں چاہتا ہوں کہ میں روزہ رکھ لوں یہ مجھ پر اس سے آسان ہے کہ میں اسے مؤخر کروں۔ یہ قرض بن جائے۔ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا میں روزہ رکھ لوں تاکہ میرا اجر بڑھ جائے یا افطار کر لوں؟ آپ نے فرمایا: "حمزہ! جو چاہتے ہو کر لو۔"

امام مالک، امام بخاری، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کی "کیا میں سفر میں روزہ رکھ سکتا ہوں؟ وہ بہت زیادہ روزے رکھتے تھے آپ نے فرمایا: "اگر چاہو تو روزہ رکھ لو۔ چاہو تو افطار کر لو۔"

امام احمد، امام ترمذی اور نسائی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے بنوعبداللہ بن کعب سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم پر آپ کے گھڑسوار دستے نے حملہ کر دیا۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے دیکھا کہ آپ کھانا تناول فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: "قریب ہو جاؤ اور کھاؤ" میں نے عرض کی: "میں روزہ سے ہوں" آپ نے فرمایا: "قریب ہو جاؤ میں تمہیں روزہ کے بارے میں بیان کرتا ہوں۔ "اللہ تعالیٰ نے مسافر سے روزہ اور نصف نماز کو ساقط کر دیا ہے۔ اس طرح اس نے حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت سے بھی روزہ ساقط کر دیا ہے۔"

دارقطنی نے حضرت محمد بن منکدر سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ سے رمضان المبارک کے روزہ کی جدا جدا قضاء کے بارے میں التجاء کی گئی۔ آپ نے فرمایا: "تمہارا کیا خیال ہے اگر تم میں سے کسی ایک پر قرض ہو وہ ایک ایک دو دو درہم کر کے ادا کرے، حتیٰ کہ قرض ادا کر دے، کیا اس کا قرض ادا ہو جائے گا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی "ہاں! آپ نے فرمایا: "یہ بھی اسی طرح ہے۔"

دارقطنی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ حضرت دارقطنی نے لکھا ہے "اس کی سند حسن ہے، البتہ یہ روایت مرسل

ہے۔ یہ مرسل سے زیادہ صحیح ہے۔ امام بیہقی نے اسے حضرت صالح بن کیسان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔
دار قطنی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے روایت کو ضعیف کہا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رمضان المبارک کی قضاء کے بارے پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا: "وہ اسے لگاتار قضا کرے اگر اس نے اسے جدا جدا کر کے قضا کیا تو یہ بھی اس کے لئے درست ہے۔"

شیخین ابوداؤد اور امام نسائی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک عورت بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئی۔ اس نے عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری امی کا وصال ہوگیا ہے اس پر ایک ماہ کے روزے تھے آپ نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے اگر تمہاری ماں پر قرض ہوتو کیا تم اسے ادا کرو گی؟ اس نے عرض کی "ہاں!" امام بخاری کے الفاظ میں ہے "ایک شخص بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری والدہ کا وصال ہوگیا ہے۔ اس پر ایک ماہ کے روزے تھے کیا میں ان کی قضاء کروں۔"

آپ نے فرمایا: "ہاں!" ایک روایت میں پندرہ روز کا ذکر ہے۔ ایک روایت میں کہ ہے میری بہن مرگئی ہے۔"
ابوداؤد اور طیالسی، مسلم، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری امی کا وصال ہوگیا اس پر ایک ماہ کے روزے تھے" آپ نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر تمہاری ماں پر قرض ہوتو کیا تم ان کی طرف سے ادا کرو گے؟ اس نے عرض کی "ہاں!" آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کا قرض اس سے زیادہ حق رکھتا ہے کہ اسے ادا کیا جائے۔"

الطبرانی اور ابوداؤد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے اور ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے روزہ رکھا ہوا تھا۔ انہیں کھانا بطور تحفہ پیش کیا گیا۔ ہم نے روزہ افطار کر دیا۔
ہم میں سے ایک نے آپ سے عرض کی (میرا گمان ہے کہ وہ حضرت حفصہ تھیں) آپ نے فرمایا: "اس کی جگہ ایک روزہ قضاء کرلو۔"

شیخان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "اسی اثناء میں کہ ہم آپ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں ہلاک ہوگیا۔" آپ نے فرمایا: "کس چیز نے تمہیں ہلاک کیا؟ اس نے کہا "میں روزہ کی حالت میں اپنی زوجہ سے حق زوجیت ادا کر بیٹھا ہوں" آپ نے فرمایا: "کیا تمہارے پاس غلام ہے جسے تم آزاد کرو" اس نے عرض کی "نہیں" آپ نے فرمایا: "کیا تم میں ساٹھ مساکین کو کھانا کھلانے کی استطاعت ہے؟ اس نے عرض کی۔ "نہیں۔" آپ خاموش ہو گئے ہم اسی طرح حاضر خدمت تھے آپ کے پاس کھجوروں سے بھرا ہوا ٹوکرا لایا گیا۔ آپ نے پوچھا "سوال کرنے والا کہاں ہے؟" اس نے عرض کی "میں یہ ہوں" آپ نے فرمایا: "اسے لے لو اور یہ صدقہ کر دو۔" اس نے عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے زیادہ کوئی محتاج نہیں ہے، نہ ہی ان دو

چٹانوں کے مابین کوئی گھرانے والے میرے گھرانے والوں سے زیادہ غریب ہیں" آپ مسکرا پڑے حتی کہ دندان مبارک نظر آنے لگے، پھر فرمایا "اپنے اہل خانہ کو ہی کھلا دو۔"

ابن شاہین نے ترغیب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل روزہ کے بارے عرض کی گئی۔ آپ نے فرمایا: "شعبان المعظم کا روزہ۔ رمضان المبارک کی تعظیم کرتے ہوئے" آپ سے عرض کی گئی "کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: رمضان المبارک میں صدقہ کرنا۔"

امام احمد اور امام ترمذی نے حضرت نعمان بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے عرض کی "امیر المومنین! رمضان المبارک کے بعد آپ مجھے کس مہینے میں روزہ رکھنے کا حکم دیتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: "میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا جو اس طرح کا سوال کر رہا ہو۔ میں نے ایک شخص کو سنا وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کر رہا تھا۔ میں حاضر خدمت تھا۔ اس نے عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کس ماہ کے بارے مجھے حکم دیتے ہیں کہ میں رمضان المبارک کے بعد اس میں روزے رکھوں؟" آپ نے فرمایا: "اگر تم رمضان المبارک کے بعد روزہ رکھنا چاہتے ہو تو محرم کے روزے رکھ لو۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ماہ مبارک ہے اس میں ایک دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کی توبہ قبول کی تھی، اور اس روز دوسری قوم کی توبہ قبول کرے گا"۔

امام احمد، امام نسائی، ابن زنجویہ، ابو یعلیٰ اور ابن ابی عاصم، باوردی اور ضیاء نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آپ کو نہیں دیکھا کہ آپ کسی اور مہینے میں اتنے روزے رکھتے ہوں جتنے روزے آپ شعبان المعظم میں رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: "یہ رجب اور رمضان المبارک کے مابین مہینہ ہے۔ لوگ اس سے غافل رہتے ہیں۔ اس ماہ مبارک میں اعمال دربار خداوندی میں پیش ہوتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ جب میرے اعمال پیش ہوں تو میں روزے سے ہوں۔"

امام مسلم نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوموار کے روزہ کے بارے التجاء کی گئی۔ آپ نے فرمایا: "اسی روز میری ولادت ہوئی اور اسی روز مجھ پر وحی کا نزول ہوا۔"

امام احمد، امام نسائی، ابن زنجویہ اور سعید بن منصور نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کبھی آپ لگاتار اتنے روزے رکھتے ہیں کہ یوں لگتا ہے کہ آپ افطار نہ کریں گے اور بعض اوقات آپ اتنے روز روزے نہیں رکھتے یوں لگتا ہے کہ اب آپ روزے نہیں رکھیں گے، لیکن بعض ایام کو آپ ضرور روزہ رکھتے ہیں۔ اگر وہ آپ کے معمول کے روزوں میں آ جائیں تو ٹھیک ورنہ ان ایام میں ضرور روزہ رکھتے ہیں۔" آپ نے پوچھا: "وہ کون سے دو دن؟" میں نے عرض کی: "سوموار اور جمعرات" آپ نے فرمایا: "ان دو ایام میں اعمال اللہ رب العزت کے حضور پیش ہوتے ہیں۔ میں پسند کرتا ہوں کہ جب میرا عمل پیش کیا جائے تو میں روزے سے ہوں۔"

امام مسلم اور امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ کبھی تو آپ اس قدر لگا تار روزے رکھتے کہ ہم کہتے کہ آپ اب روزہ نہ چھوڑیں گے اور بعض اوقات لگا تار روزے نہ رکھتے حتیٰ کہ ہم کہتے کہ اب آپ روزہ نہ رکھیں گے۔"

امام مسلم نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی "آپ کیسے روزہ رکھتے ہیں؟" یہ سن کر آپ کو غصہ آ گیا جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کا غصہ دیکھا تو کہا: "ہم اپنے رب تعالیٰ سے اللہ ہونے، اسلام سے دین ہونے اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رسول ہونے پر راضی ہیں ہماری بیعت ہی بیعت ہے۔ آپ سے ہمیشہ کے روزے کے بارے میں التجاء کی گئی تو آپ نے فرمایا: "اس نے نہ روزہ رکھا نہ ہی افطار کیا" آپ سے ایک دن روزہ رکھنے اور ایک دن افطار کرنے کے بارے میں التجاء کی گئی" آپ نے فرمایا: "یہ طاقت کون رکھتا ہے" آپ سے ایک دن روزہ رکھنے اور ایک دن روزہ افطار کرنے کے بارے میں پوچھا گیا۔ یہ میرے بھائی حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے۔ آپ سے پیر کے روزہ کے متعلق پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا: "اسی روز میری ولادت (باسعادت) ہوئی۔ اسی روز مجھ پر نزول وحی کا آغاز ہوا" فرمایا" آپ نے فرمایا: "ہر مہینے کے تین روزے، رمضان سے رمضان تک کے روزے ہمیشہ کے روزے ہیں" آپ سے عرفہ کے روزہ کا سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: "یہ گزشتہ اور آئندہ سال کا کفارہ ہے" آپ سے عاشورہ کے دن کے روزے کے بارے میں پوچھا تو فرمایا" یہ گزشتہ سال کا کفارہ ہے۔"

امام احمد نے حضرت بشر بن خصاصیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا" کیا میں جمعۃ المبارک کے دن کا روزہ رکھ لوں؟ آپ نے فرمایا: "جمعۃ المبارک کا روزہ نہ رکھو سوائے اس کے کہ یہ ان ایام میں سے ایک ہو جن میں تم روزہ رکھ رہے ہو۔"

۷۔ اعتکاف اور شب قدر کے بارے کچھ فتوے

شیخان، امام ترمذی، نسائی اور دارقطنی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے راویت کیا ہے۔ انہوں نے عرض کی: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے زمانہ جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ میں ایک رات مسجد حرام میں اعتکاف بیٹھوں گا" آپ نے فرمایا: "اپنی نذر پوری کرو۔"

امام احمد اور ابو داؤد نے حضرت عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے عرض کی: "یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں صحرا میں ہوتا ہوں، الحمد للہ! میں وہاں نماز پڑھتا ہوں۔ مجھے اس مہینے کی ایک رات کے بارے حکم دیں میں مسجد (نبوی) میں آؤں" آپ نے فرمایا: "تئیسویں شب کو آ جانا" وہ نماز عصر پڑھ کر مسجد نبوی میں داخل ہو جاتے، صرف کسی ضرورت کے لئے نکلتے حتیٰ کہ نماز صبح پڑھ لیتے۔"

امام احمد نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ سے لیلۃ القدر کے بارے پوچھا گیا۔ میں سن رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: یہ ہر رمضان المبارک میں ہوتی ہے

امام احمد اور امام ترمذی نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: یارسول اللہ! ﷺ اگر مجھے لیلۃ القدر کا علم ہو جائے تو میں کیا دعا مانگوں؟ آپ نے فرمایا: "یہ دعا مانگو:

اللهم انك عفو تحب العفو فاعف عني۔

۸۔ حج اور عمرے کے بارے میں کچھ فتوے:

امام احمد امام بخاری اور امام ترمذی نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ سے عرض کی گئی "کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محترم ﷺ پر ایمان لانا" عرض کی گئی "پھر؟" فرمایا "راہ خدا میں جہاد" عرض کی گئی "پھر؟" آپ نے فرمایا: "مقبول حج"

شیخان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "مقبول حج کی جزاء جنت کے علاوہ کچھ اور نہیں" امام احمد نے اسے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور یہ اضافہ کیا ہے "صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی" یارسول اللہ! ﷺ حج کی نیکی کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "کھانا کھلانا اور سلام پھیلانا ہے۔"

دارمی اور ترمذی نے (انہوں نے اسے غریب کہا ہے) ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اور دار قطنی نے العلل میں الطبرانی نے الاوسط میں حاکم بیہقی اور ضیاء نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے "انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ سے افضل حج کے بارے میں عرض کی گئی تو آپ نے فرمایا: "افضل حج وہ ہے جس میں لبیک بلند آواز سے کہا ہو۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "حج اور عمرہ لگا تار کیا کرو۔ یہ غربت اور گناہوں کو اس طرح مٹاتے ہیں جیسے بھٹی لوہے سونے اور چاندی کے میل کچیل کو ختم کرتی ہے۔ مقبول حج کا اجر و ثواب جنت کے علاوہ کچھ اور نہیں۔"

ابو داؤد نے حضرت ابو امامہ التیمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں ایسا شخص تھا جو حج کے لئے جانور کرایہ پر دیتا تھا۔ لوگ مجھ سے کہتے تھے "تمہارا کوئی حج نہیں ہے" میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ملا۔ میں نے عرض کی: "ابو عبدالرحمن! میں ایسا شخص ہوں جو حج کے لئے کرایہ پر سواری دیتا ہوں۔ لوگ مجھے کہتے ہیں "تمہارا کوئی حج نہیں ہے" حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا "کیا تم احرام نہیں باندھتے۔ تلبیہ نہیں کہتے بیت اللہ کا طواف نہیں کرتے۔ عرفات سے افاضہ نہیں کرتے۔ رمی جمار نہیں کرتے؟ میں نے کہا: "ہاں! کرتا ہوں" انہوں نے فرمایا: "تمہارا حج ہے۔

ایک شخص بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ اس نے اسی طرح سوال کیا جس طرح تم نے مجھ سے سوال کیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ خاموش ہو گئے۔ آپ نے اسے کچھ جواب نہ دیا حتیٰ کہ یہ آیت طیبہ نازل ہو گئی۔

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ۔ (البقرۃ:۱۹۸)

ترجمہ: نہیں ہے تم پر کوئی حرج (اگر حج کے ساتھ ساتھ) تم تلاش کرو اپنے رب کا فضل (رزق)۔

آپ نے اس شخص کی طرف یہ پیغام بھیجا۔ اسے یہ آیت طیبہ پڑھ کر سنائی اور فرمایا: "تمہارا حج ہے۔" امام شافعی اور امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے آپ سے سوال کیا کہ حج کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "پریشان حال بال بکھرے ہوئے" دوسرا شخص اٹھا اس نے عرض کی "یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کون سا حج افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: "وہ حج جس میں بلند آواز سے لبیک کہا جائے۔"

ایک اور شخص نے عرض کی "یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سبیل سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: "زادِ راہ اور سواری۔"

امام مسلم وغیرہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ آپ نے فرمایا: "اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے تم حج کرو" ایک شخص نے عرض کی "یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہر سال حج فرض ہے؟ آپ خاموش رہے، حتیٰ کہ اس نے تین بار یہی سوال کیا۔ آپ نے فرمایا: "اگر میں ہاں کہہ دیتا تو واجب ہو جاتا جتنی تم میں استطاعت ہے۔"

ابو داؤد اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت اقرع بن حابس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی "کیا ہر سال حج ہے یا صرف ایک بار ہی" آپ نے فرمایا: "صرف ایک بار جس نے زیادہ بار حج کیا اس نے نفلی حج کئے۔"

امام احمد اور دارقطنی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جس کے پاس سامان سفر اور ایسی سواری ہو جو اسے بیت اللہ تک پہنچا دے لیکن وہ حج نہ کرے تو کوئی پرواہ نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر مرے۔ اس لئے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ہے۔

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ (آل عمران: ۹۷)

ترجمہ: اور اللہ کے لئے فرض ہے لوگوں پر حج اس گھر کا۔

اس روایت کو امام بیہقی۔ اور امام حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

دارقطنی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ حج میں سبیل سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: "زادِ راہ اور سواری" دوسری روایت میں ہے "تم اونٹ کی کمر کو پالو۔"

امام ترمذی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے حسن روایت کیا ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ آپ نے عرض کی "یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کون سی چیز حج کو واجب کرتی ہے؟ آپ نے فرمایا: "زادِ راہ اور سواری" دارقطنی نے اس کی مثل حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

امام احمد، ترمذی اور دارقطنی نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ نے حج کرنے کا ارادہ کیا تو لوگوں میں اعلان کروایا لوگ جمع ہو گئے جب آپ بیداء پہنچے تو احرام باندھا۔"

امام بخاری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص مسجد میں کھڑا ہوا۔ اس نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ کہاں سے لبیك اللهم لبيك کہنے کا حکم دیتے ہیں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اہل مدینہ ذوالحلیفہ سے یہ کہیں گے۔ اہل شام جحفہ سے یہ دلنواز ترانہ الاپیں گے۔ اہل نجد قرن سے یہ نغمہ الاپیں گے'' ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے ''تم گمان کرتے ہو کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اہل یمن یلملم سے یہ صدائے دلنواز لگائیں گے۔'' وہ فرماتے تھے: ''مجھے حضور حکیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ یاد نہیں ہے۔''

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''خثعم سے ایک شخص بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی ''میرا باپ بوڑھا انسان ہے وہ سواری نہیں کرسکتا۔ اس پر حج فرض ہے۔ کیا میں اس کی طرف سے حج کر سکتا ہوں؟ آپ نے اسے پوچھا'' کیا تم اس کی اولاد میں سے بڑے ہو؟ اس نے عرض کی ''ہاں! آپ نے فرمایا: ''تمہارا کیا خیال ہے اگر اس پر قرض ہوتا کیا تم اسے ادا کرتے؟ اس نے عرض کی ''ہاں! آپ نے فرمایا: ''پھر اس کی طرف سے حج کرو۔''

امام احمد اور امام نسائی نے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ یوم نحر کی صبح کو آپ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے بنو خثعم کی ایک عورت آپ کی خدمت میں آئی۔ اس نے عرض کی ''یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے باپ پر حج فرض ہے، لیکن وہ بہت ضعیف ہے۔ وہ سواری پر بیٹھ نہیں سکتا۔ کیا میں اس کی طرف سے حج کر سکتی ہو؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں! اس کی طرف سے حج کرو اگر اس پر قرض ہوتا تو تم ضرور ادا کرتیں۔''

الطبرانی نے الکبیر میں حصین بن عوف سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا میں اپنے باپ کی طرف سے حج کرسکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر تمہارے باپ پر قرض ہوتا تو تم اسے ادا کرتے؟ اس نے عرض کی ''ہاں! آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا قرض اس امر کا زیادہ مستحق ہے کہ اسے ادا کیا جائے۔''

ابوداؤد طیالسی، امام احمد، ترمذی (انہوں نے اسے حسن صحیح کہا ہے) نسائی، ابن حبان، ابن ماجہ اور بیہقی نے ابورزین سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے والد صاحب بوڑھے ہیں۔ وہ حج اور عمرہ کی استطاعت نہیں رکھتے، نہ ہی سواری پر سوار ہوسکتے ہیں'' آپ نے فرمایا: ''اپنے باپ کی طرف سے حج اور عمرہ کرو۔''

ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ خثعم کے ایک شخص نے کہا ''یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے والد صاحب بہت بوڑھے ہیں وہ سواری پر جم کر نہیں بیٹھ سکتے۔ کیا میں ان کی طرف سے حج کروں۔ آپ نے فرمایا: ''ہاں!''

دوسرے الفاظ میں ہے ''ایک شخص بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی ''یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے والد صاحب بہت بوڑھے ہیں، کیا میں ان کی طرف سے حج کرسکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''ذرا بتاؤ اگر تمہارے والد پر قرض ہو تو تم اسے ادا نہ کروگے'' اس نے عرض کی ''ضرور ادا کروں گا'' آپ نے فرمایا: ''پھر اپنے والد کی طرف سے حج کرو۔''

الطبرانی نے الکبیر میں حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''یوم نحر کی صبح کو میں آپ

کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ بنوخثعم کی ایک عورت حاضر خدمت ہوئی۔ اس نے عرض کی "یارسول اللہ! ﷺ میرے باپ پر حج فرض ہے، مگر وہ بہت بوڑھا ہے۔ وہ سوار ہونے کی استطاعت نہیں رکھتا، کیا میں ان کی طرف سے حج کرسکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا: "اپنے باپ کی طرف سے حج کرو۔"

امام مسلم اور امام ترمذی (انہوں نے اس روایت کو حسن صحیح کہا ہے) نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک عورت بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئی۔ اس نے عرض کی "میری والدہ صاحبہ مرگئی ہیں، مگر انہوں نے حج نہیں کیا" آپ نے فرمایا: "اپنی والدہ کی طرف سے حج کرو۔"

ابن جریر کے الفاظ میں ہے "انہوں نے اسلام کا حج نہیں کیا۔ کیا میں ان کی طرف سے حج کرسکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا: "اس کی طرف سے حج کرو" دوسرے الفاظ میں ہے "اگر میں ان کی طرف سے حج کروں تو کیا انہیں فائدہ ہوگا۔"

آپ نے فرمایا: "تمہارا کیا خیال ہے اگر تمہاری والدہ پر قرض ہو اور تم وہ قرض ادا کردو تو کیا وہ قرض ادا ہوجائے گا؟ اس نے عرض کی "ہاں! آپ نے فرمایا: "رب تعالیٰ کا قرض اس امر کا زیادہ مستحق ہے کہ اسے ادا کیا جائے۔"

ابن جریر نے حضرت عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: "ایک شخص نے عرض کی "یارسول اللہ! ﷺ میرے والد کا انتقال ہوگیا ہے اس نے حج نہیں کیا۔ کیا میں اس کی طرف سے حج کرسکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: "اگر تمہارے والد پر قرض ہوتا تو کیا تم ادا نہ کرتے؟ اس نے عرض کی "ضرور ادا کرتا" آپ نے فرمایا: "رب تعالیٰ کا حق اس امر کا زیادہ مستحق ہے کہ اسے ادا کیا جائے۔"

امام ترمذی، امام شافعی اور بیہقی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں یہ روایت رقم کی ہے۔ "میرے والد نے حج میں سے اس فریضہ کو پالیا ہے جو اس نے اپنے بندوں پر فرض کیا ہے، لیکن وہ حج کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ اگر میں ان کی طرف سے حج کروں تو ان کا حج ادا ہوجائے گا" آپ نے فرمایا: "ہاں!۔"

اس روایت کو ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان الفاظ میں نقل کیا ہے۔ "اس عورت نے حجۃ الوداع کے وقت آپ سے التجاء کی۔ اس وقت آپ کے پیچھے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما بیٹھے ہوئے تھے۔ اس عورت نے عرض کی "میرے والد کو فریضہ حج نے آلیا ہے، مگر وہ بہت بوڑھے ہیں۔ وہ سواری پر بیٹھ نہیں سکتے، کیا میں ان کی طرف سے حج کروں؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "ہاں! اپنے باپ کی طرف سے حج کرو۔ تمہارا کیا خیال ہے اگر اس پر قرض ہوتا تو تم اسے ادا کرتی تو وہ اس کی طرف سے ادا نہ ہوجاتا۔" اس عورت نے عرض کی "ہاں" آپ نے فرمایا: "اللہ رب العزت کا حق اس امر کا زیادہ مستحق ہے کہ اسے ادا کیا جائے۔"

اس روایت کو حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا گیا ہے۔ ان سے ہی روایت ہے کہ خثعم کی ایک عورت بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئی۔ اس نے عرض کی "میں بنوخثعم کی ایک عورت ہوں۔ یارسول اللہ! ﷺ میری والدہ کا

انتقال ہو گیا ہے۔ اس نے حج نہیں کیا، کیا میں اس کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر تمہاری ماں پر قرض ہوتا تو تم اسے ادا نہ کرتیں'' اس نے عرض کی ''میں ضرور ادا کرتی'' آپ نے فرمایا: ''اللہ رب العزت کا قرض اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ اسے ادا کیا جائے۔''

دار قطنی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا۔ اس نے کہا ''میرے باپ کا وصال ہو گیا۔ مگر اس نے حج نہیں کیا'' آپ نے فرمایا: ''ذرا بتاؤ اگر تمہارے باپ پر قرض ہوتا اور تم اس کی طرف سے ادا کرتے تو کیا اسے اس کی طرف سے قبول نہ کر لیا جاتا؟ اس نے عرض کی ''ہاں! آپ نے فرمایا: ''اس کی طرف سے حج کرو'' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ کیا وہ اپنے باپ کی طرف سے حج کر سکتا ہے'' آپ نے فرمایا: ''اس کی طرف سے حج کرو، کیا تم دیکھتے نہیں کہ اگر اس پر قرض ہوتا اور تم اس کی طرف سے ادا کرتے تو کیا اس کی طرف سے ادا نہ ہو جاتا'' اس نے عرض کی ''ہاں! آپ نے فرمایا: ''اللہ رب العزت کا حق اس امر کا زیادہ مستحق ہے کہ اسے ادا کیا جائے۔''

امام مسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اس نے کہا ''ایک شخص بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی ''ایک عورت نے آپ کی طرف بچہ بلند کیا اور عرض کی ''کیا اس کے لئے حج ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں! اور تمہارے لئے اجر ہے۔''

شیخان، امام احمد، ابوداؤد، طیالسی، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی ''محرم کیا پہن سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''وہ قمیض، پاجامہ، ٹوپی اور نہ ہی ایسا کپڑا پہن سکتا ہے جسے ورد یا زعفران کے ساتھ رنگا گیا ہو۔ نہ وہ موزے پہن سکتا ہے اگر کوئی نعلین نہ رکھتا ہو تو اسے موزے پہن لینے چاہئے لیکن اسے ٹخنوں کے نیچے تک کاٹ لینا چاہئے۔'' دوسری روایت میں ہے کہ ''ٹخنوں سے نیچے تک۔''

امام شافعی، شیخان نے حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''ہم جعرانہ میں آپ کی خدمت میں حاضر تھے۔ ایک اعرابی حاضر خدمت ہوا۔ اس نے جبہ پہن رکھا تھا۔ وہ مرکب خوشبو میں لتھڑا ہوا تھا۔ اس نے عرض کی ''یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے عمرہ کا احرام باندھا تو یہ مجھ پر تھا'' آپ نے فرمایا: ''جو کچھ تم پر (خوشبو) ہے اسے تین بار دھو دو۔ جبہ اتار دو۔ اپنے عمرہ میں اس طرح کرو جس طرح اپنے حج میں کرتے ہو۔''

حضرت ابوقتادہ سے روایت ہے کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عازم سفر ہوئے۔ وہ اپنے کچھ ساتھیوں سمیت پیچھے رہ گئے۔ ان سب نے احرام باندھا ہوا تھا۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے احرام نہیں باندھا ہوا تھا۔ انہوں نے وحشی گدھا دیکھا۔ لیکن ابھی تک حضرت ابوقتادہ نے نہیں دیکھا تھا۔ جب ان کے ساتھیوں نے اسے دیکھا تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا۔ جب حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھا تو گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ ساتھیوں سے کہا کہ وہ انہیں ان کا کوڑا پکڑائیں، مگر انہوں نے انکار کر

دیا۔انہوں نے کوڑا خود ہی پکڑا اس جنگلی گدھے پر حملہ کر دیا،اور اس کی کونچیں کاٹ دیں، پھر خود بھی اس سے کھایا اور ساتھیوں نے بھی کھایا پھر شرمندہ ہوئے۔انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جالیا۔آپ سے سوال کیا۔آپ نے پوچھا ''کیا اس میں سے کچھ تمہارے پاس ہے؟ انہوں نے عرض کی: ''ہمارے پاس اس کی ٹانگ ہے'' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے لیا اور تناول فرمایا۔

دوسری روایت میں ہے ''جب وہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: ''کیا تم میں سے کسی نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اس پر حملہ کریں یا اس کی طرف اشارہ کیا؟'' انہوں نے عرض کی: ''نہیں'' آپ نے فرمایا: ''اس کا بقیہ گوشت کھالو۔''

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میری قبر انور اور منبر پاک کے مابین جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔'' امام نسائی نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: ''میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا میں بیت اللہ میں داخل نہ ہو جاؤں؟ آپ نے فرمایا: ''(حطیم) حجر میں داخل ہو جاؤ'' وہ بیت اللہ کا حصہ ہی ہے۔''

حضرت عروہ بن مضرس الطائی رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: ''میں موقف میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جبل طے سے آیا ہوں۔میں نے اپنی سواری کو تھکا دیا ہے۔اس نفس کو بھی تھکایا ہے۔بخدا! میں نے ہر پہاڑ پر قیام کیا، کیا میرا حج ہو گیا ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے ہمارے ساتھ یہ نماز پالی اس سے قبل دن یا رات کے وقت عرفات میں آیا۔اس کا حج مکمل ہو گیا۔وہ میل کچیل دور کرلے۔''

شیخان نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: ''میں مکہ مکرمہ میں آئی تو میرے خصوصی ایام تھے۔آپ نے مجھے فرمایا ''تم حاجیوں کے اعمال کی طرح کے اعمال بجالاؤ، لیکن بیت اللہ کا طواف نہ کرنا حتیٰ کہ تم پاک ہو جاؤ۔''

امام احمد، شیخان، ترمذی اور امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ نے حجۃ الوداع میں منیٰ کے مقام پر لوگوں کے لئے قیام کیا تاکہ وہ آپ سے پوچھ لیں۔ایک شخص آیا۔اس نے عرض کی ''یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے علم نہ ہو سکا۔میں نے ذبح کرنے سے قبل حلق کرا دیا۔'' آپ نے فرمایا: ''اب قربانی کرلو کوئی حرج نہیں۔'' ایک اور شخص آیا۔اس نے عرض کی: ''یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے علم نہ ہو سکا میں نے رمی جمار سے پہلے قربانی کر دی ہے۔'' آپ نے فرمایا: ''اب رمی کرلو کوئی حرج نہیں ہے'' آپ سے تقدیم و تاخیر کے بارے میں جو بھی سوال کیا گیا تو آپ نے یہی جواب دیا۔''اب کرلو کوئی حرج نہیں۔''

الطبرانی نے الکبیر نے، ابو داؤد طیالسی نے، دونوں ائمہ نے، ابن ماجہ، ابو یعلی اور ضیاء نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے امام احمد، ابن ابی شیبہ، شیخان، ابن ماجہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کی ''یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے رمی سے قبل قربانی کرلی ہے۔'' آپ نے فرمایا: ''اب رمی کرلو کوئی حرج نہیں ہے۔''

ابن ابی شیبہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے قربانی سے پہلے حلق کرالیا ہے" آپ نے فرمایا: "اب قربانی کرلو کوئی حرج نہیں۔"

ابن جریر نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے رمی سے پہلے ذبح کر دیا ہے" آپ نے فرمایا: "رمی کرلو کوئی حرج نہیں" ایک شخص نے عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے ذبح سے قبل بیت اللہ کا طواف کرلیا ہے۔ آپ نے فرمایا: "اب ذبح کرلو کوئی حرج نہیں ہے۔

دوسرے الفاظ میں ہے۔ "آپ نے یوم نحر کو رمی جمار کیا، پھر لوگوں کے پاس جلوہ نما ہوئے۔ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے قربانی سے پہلے حلق کرالیا ہے۔" آپ نے فرمایا: "اب قربانی کرلو کوئی حرج نہیں" ایک اور شخص حاضر ہوا اس نے عرض کی "میں نے رمی سے قبل حلق کرالیا ہے" آپ نے فرمایا: "کوئی حرج نہیں" آپ سے جو بھی سوال کیا گیا آپ نے فرمایا: "کوئی حرج نہیں۔ کوئی حرج نہیں۔"

ابن جریر، ابونعیم نے تاریخ میں اور ابن نجار نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ سے جو بھی سوال کیا جاتا کہ کسی نے نسک میں سے کسی کو دوسرے پر مقدم کر دیا ہے آپ یہی فرماتے۔ "کوئی حرج نہیں، کوئی حرج نہیں" ابن جریر نے ان سے ہی روایت کیا ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی "میں نے رمی سے قبل طواف زیارت کرلیا ہے" آپ نے فرمایا: "رمی کرلو کوئی حرج نہیں۔ ایک شخص نے عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے رمی سے پہلے حلق کرالیا ہے۔" آپ نے فرمایا: "اب رمی کرلو کوئی حرج نہیں ہے۔"

دارقطنی اور ابوداؤد نے حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں حج کے ارادہ سے آپ کے ساتھ عازم سفر ہوا۔ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہو رہے تھے۔ جس نے کہا: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے طواف سے پہلے سعی کرلی ہے، یا کسی چیز کو مقدم یا موخر کیا ہے تو آپ یہی فرماتے۔ "لا حرج لا حرج سوائے اس شخص کے جس نے کسی مسلمان شخص کی عزت ریزی کی ہو جبکہ وہ ظلم کرنے والا ہو۔ اسے نقصان ہوا اور وہ ہلاک ہو گیا۔"

شیخان نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس سے گزرے۔ آپ حدیبیہ کے مقام پر تھے۔ اس وقت آپ مکہ مکرمہ میں داخل نہیں ہوئے تھے۔ وہ حالت احرام میں تھے۔ وہ ہنڈیا کے نیچے آگ جلا رہے تھے۔ جوئیں ان کے چہرے پر گر رہی تھیں آپ نے فرمایا: "کیا تمہاری جوئیں تمہیں اذیت دے رہی ہیں" انہوں نے عرض کی: "ہاں! آپ نے فرمایا: "اپنے سر کا حلق کرالو ایک فرق (تین صاع) کھانا چھ مساکین کو کھلا دو یا تین دن روزہ رکھ لو یا ذبیحہ دے دو۔"

شیخان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جو بدنہ کو ہانکے جا رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: "اس پر سوار ہو جا" اس نے عرض کی "یہ بدنہ ہے" آپ نے فرمایا: "تیری خیر! اس پر سوار ہو جا" آپ نے

دوسری یا تیسری بار اس طرح فرمایا۔

امام احمد، امام ترمذی (انہوں نے اس روایت کو صحیح کہا ہے) اور ابن حبان نے حضرت ناجیہ خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بدنہ ہانکنے والے تھے انہوں نے فرمایا: ''میں نے عرض کی: ''میں اس بدنہ کے ساتھ کیا کروں جو ہلاکت کے قریب ہو جائے'' آپ نے فرمایا: ''اسے ذبح کرو۔ اس کے نعل کو اس کے خون میں بھگو دو پھر اس کے اور لوگوں کے مابین سے ہٹ جاؤ وہ اسے کھائیں۔''

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بختی اونٹ ہدیہ کیا گیا۔ آپ نے اس کے بدلے میں تین سو دینار دیئے۔ وہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ عرض کی ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے بختی اونٹ دیا گیا ہے جس کے بدلے میں نے تین سو دینار دیئے ہیں۔ میں اسے قربان کر دوں یا اس کی قیمت سے قربانی کا جانور خرید لوں؟'' آپ نے فرمایا: ''نہیں اسے ہی ذبح کرو۔''

۹۔ عید الاضحی اور قربانیوں کے بارے میں کچھ فتوے

امام ترمذی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حج اکبر کے دن کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے فرمایا: ''اس سے مراد یوم نحر ہے۔''

ابوداؤد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم نحر کو جمرات کے مابین کھڑے ہوئے۔ اس سال آپ نے حجۃ الوداع کیا تھا۔ آپ نے پوچھا ''آج کون سا دن ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کی ''یوم نحر'' آپ نے فرمایا: ''آج حج اکبر کا دن ہے۔''

امام احمد، امام بیہقی اور ابن ماجہ نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ قربانیاں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''یہ تمہارے باپ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی سنت (مطہرہ) ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی ''یارسول! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان میں ہمارے لئے کیا (اجر و ثواب) ہے۔ آپ نے فرمایا: ''ہر بال کے بدلے نیکی ہے۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی ''یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اون کے بارے کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اون کے ہر بال کے بدلے بھی ایک نیکی کا ثواب ہے۔''

امام احمد، امام حاکم، ابوداؤد اور نسائی نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے قربانی کے دن عید منانے کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس دن کو اس امت کے لئے عید بنایا ہے'' ایک شخص نے عرض کی ''آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر مجھے صرف ایک شیر دار بکری ملے تو میں اس کی قربانی دے دوں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں'' لیکن تم اپنے بال کٹوالو، ناخن ترشوالو، مونچھیں کٹوالو، زیر ناف بال صاف کرالو۔ یہ اشیاء درگاہ ایزدی میں تمہاری قربانی کی

تکمیل ہیں۔''

امام احمد نے حضرت ابو اسد سلمی سے وہ اپنے والد اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں۔انہوں نے فرمایا: ''میں حضور ﷺ کے ہمراہ ساتویں میں سے ساتواں تھا۔آپ نے ہمیں حکم دیا۔ہم میں سے ہر ایک نے ایک ایک درہم جمع کیا۔ہم نے سات دراہم کے عوض قربانی کا جانور خریدا۔ہم نے عرض کی''یارسول اللہ! ﷺ یہ ہمیں بہت مہنگا پڑا ہے''آپ نے فرمایا:''افضل قربانی وہ ہوتی ہے جو مہنگی اور موٹی ہو''حضور اکرم ﷺ نے ہمیں حکم دیا۔ایک شخص نے اس جانور کی ٹانگ دوسرے نے دوسری ٹانگ'تیسرے نے بازو'چوتھے نے دوسرا بازو ایک شخص نے اس کے سینگ'ایک نے دوسرا سینگ پکڑا اور ساتویں نے اسے ذبح کر دیا۔

ہم سب نے اس پر اللہ اکبر کہا۔

دیلمی اور ابن عساکر نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:''میں نے آپ سے لوگوں کے اس قول''اللہ تعالیٰ تم سے اور ہم سے قبول کرے'' کے بارے پوچھا۔آپ نے فرمایا:''یہ اہل کتاب کا فعل ہے''آپ نے اسے ناپسند فرمایا۔

امام احمد'امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے پاس ایک شخص آیا۔اس نے عرض کی''یارسول اللہ! ﷺ میں ثروت مند ہوں۔میں بدنہ ذبح کرنا چاہتا ہوں'لیکن مجھے یہ نہیں مل رہا کہ میں اسے خرید لوں۔''حضور اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ وہ سات بکریاں خریدیں اور انہیں ذبح کریں۔''

امام احمد'ابو داؤد نے حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرام میں غنیمت میں سے قربانی کے جانور تقسیم کئے۔آپ نے مجھے آٹھ نو ماہ کا بکری کا بچہ عطا فرمایا۔میں اسے آپ کی خدمت میں لے آیا۔میں نے عرض کی:''یارسول اللہ! ﷺ یہ جذع (آٹھ یا نو ماہ کا بکری کا بچہ) ہے۔''آپ نے فرمایا:''اس کی قربانی دے دو''میں نے اسی کی قربانی کر دی۔

امام احمد نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے اپنے ماموں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے عرض کی:''یارسول اللہ! ﷺ ہم نے اپنی بکری کی قربانی کرنے میں جلدی کی ہے۔''آپ نے فرمایا:''کیا نماز سے پہلے؟ انہوں نے عرض کی:ہاں!آپ نے فرمایا:''یہ بکری کا گوشت ہے''انہوں نے عرض کی:''یارسول اللہ! ﷺ میرے پاس بکری کا ایک بچہ ہے جو پورے ایک سال کا نہیں ہوا'مگر وہ ہمیں مسنہ سے پیارا ہے۔''آپ نے فرمایا:''اسے قربان کر دو۔یہ تمہارے لئے روا ہے'مگر تمہارے بعد کسی اور کے لئے روا نہیں ہے۔''حضرت ابو ہریرہ کی روایت میں ہے۔انہوں نے فرمایا:''انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے پہلے ذبح کر دیا۔آپ نے اسے دوبارہ قربانی دینے کا حکم دیا۔انہوں نے عرض کی: ''میرے پاس بکری کا ایک بچہ ہے جو پورے ایک سال کا نہیں ہے''مگر وہ ہمیں دو مسنوں سے زیادہ پیارا ہے''آپ نے

فرمایا: "اسے ذبح کردو۔"

امام احمد اور ابن ماجہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے ایک مینڈھا خریدا۔ بھیڑیئے نے اس پر حملہ کر دیا۔ اور اس کو کھا گیا۔ میں نے آپ سے عرض کی تو آپ نے فرمایا: اسے ہی قربان کردو۔"

۱۰۔ مساجد کے بارے میں کچھ فتوے

امام احمد نے حضرت ارقم بن ابی ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا وہاں کا ارادہ ہے؟ آپ نے اس سے پوچھا: "کہاں کا ارادہ ہے؟" اس نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا وہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے بیت المقدس کی طرف اشارہ کیا۔ آپ نے فرمایا: "تمہیں وہاں کون سی چیز لے کر جارہی ہے؟ کیا تجارت؟ اس نے عرض کی "نہیں۔ میں اس میں نماز پڑھنا چاہتا ہوں۔" آپ نے فرمایا: "وہاں (دستِ اقدس سے مکہ مکرمہ کی طرف سے اشارہ فرمایا۔) نماز پڑھنا ایک ہزار نماز سے بہتر ہے۔"

شیخان نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس نماز کے بارے میں پوچھا۔ جسے لوگوں کے لئے زمین پر سب سے پہلے بنایا گیا۔ آپ نے فرمایا: "مسجد حرام" میں نے عرض کی: "پھر؟ آپ نے فرمایا: "مسجد اقصیٰ" میں نے عرض کی: "اس کے درمیان کتنا عرصہ ہے؟ آپ نے فرمایا: "چالیس سال۔ پوری روئے زمین تمہارے لئے مسجد ہے۔ جہاں کہیں نماز کا وقت ہو جائے نماز پڑھ لو۔"

شیخان نے حضرت ابوذر سے اور وہ حضرت سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: دو افراد میں باہم تکرار ہو گئی کہ تقویٰ پر کس مسجد کی بنیاد رکھی گئی ہے؟" ایک نے کہا "وہ مسجد نبوی ہے" دوسرے نے کہا "وہ مسجد قباء ہے" وہ دونوں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے اور اس کے بارے سوال کیا۔ آپ نے فرمایا: "وہ میری مسجد ہے۔"

۱۱۔ قرآن پاک کے بارے بعض فتوے

امام احمد نے حضرت عبداللہ بن جابر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ آپ پانی ڈال رہے تھے۔ میں نے عرض کی: "السلام علیک یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" مگر آپ نے مجھے جواب مرحمت نہ فرمایا۔ میں نے عرض کی: "السلام علیک یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مگر آپ نے مجھے جواب نہ دیا۔ آپ آگے چلنے لگے میں آپ کے پیچھے تھا حتیٰ کہ آپ کاشانہ اقدس میں داخل ہو گئے میں مسجد میں چلا گیا۔ میں غمزدہ اور غمناک تھا۔ آپ میرے پاس تشریف لائے۔ آپ نے وضو فرما لیا تھا۔ آپ نے فرمایا:۔

عليك السلام و رحمة الله و بركاته، عليك السلام و رحمة الله و بركاته و عليك السلام و رحمة الله و بركاته.

پھر آپ نے فرمایا: "عبداللہ بن جابر رضی اللہ عنہ! کیا میں تمہیں قرآن پاک کی بہترین سورت نہ بتاؤں؟ انہوں نے عرض کی: "ہاں! یارسول اللہ ﷺ آپ نے فرمایا: "پڑھو الحمد اللہ رب العالمین...... حتیٰ کہ اسے ختم کر دو۔"

امام ترمذی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ نے ایک مہم بھیجی وہ تعداد میں کئی تھے۔ آپ نے انہیں قرآن پاک سنانے کے لئے کہا۔ ان میں سے ایک شخص آیا۔ جو ان میں کم تھا۔ آپ نے فرمایا: "فلاں! تمہیں کتنا قرآن پاک یاد ہے" اس نے عرض کی "مجھے فلاں فلاں سورۃ اور سورۃ البقرۃ یاد ہے" آپ نے فرمایا: "کیا تمہیں سورۃ البقرۃ یاد ہے؟ اس نے عرض کی "ہاں۔"

آپ نے فرمایا: "جاؤ تم ان کے امیر ہو" ان کے بزرگوں میں سے ایک شخص نے کہا "بخدا! یارسول اللہ! ﷺ مجھے سورۃ البقرہ یاد کرنے سے صرف اس امر نے روکا ہے کہ میں اسے قائم نہ رکھ سکوں گا۔" آپ نے فرمایا: "قرآن پاک پڑھو۔ اسے سناؤ۔ جو شخص قرآن پاک کو پڑھتا ہے اسے سیکھتا ہے اور اسے قائم کرتا ہے اس کی مثال وہ مشکیزہ ہے، جو مشک سے بھرا ہوا ہو، ہر جگہ خوشبو بکھیر رہا ہو۔ جو اسے سیکھتا ہے پھر سو جاتا ہے جبکہ قرآن پاک اس کے سینے میں ہوتا ہے تو وہ اس مشکیزہ کی طرح ہوتا ہے۔ جسے دوڑی سے باندھ دیا گیا ہو۔"

ابوداؤد نے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ صفۃ المہاجرین میں ان کے پاس آئے۔ ایک شخص نے آپ سے عرض کی "قرآن پاک کی کون سی آیت طیبہ بڑی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ قرآن پاک کی یہ آیت طیبہ سب سے بڑی ہے۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ (البقرۃ:۲۵۵)

ترجمہ: کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ بغیر اس کے زندہ ہے سب کو زندہ رکھنے والا ہے نہ اس کو اونگھ آتی ہے نہ نیند۔

امام مسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "ابومنذر! کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے پاس کتاب اللہ کی سب سے بڑی آیت کون سی ہے؟ انہوں نے عرض کی: "اللہ ورسولہ اعلم" آپ نے فرمایا: "ابومنذر جانتے ہو کہ تمہارے پاس قرآن پاک کی سب سے عظیم آیت کون سی ہے؟ انہوں نے کہا "میں نے عرض کی: "اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم" آپ نے میرے سینے پر ہلکی سی چوٹ لگائی اور فرمایا: "ابومنذر! تمہیں علم مبارک ہو۔"

امام ترمذی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حسن روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "قرآن پاک کی ایک ایسی سورت ہے جس کی تیس آیات ہیں۔ اس نے ایک شخص کے لئے شفاعت کی تو اسے معاف کر دیا گیا۔ یہ سورۃ الملک ہے۔"

ابوداؤد نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ایک شخص بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی "مجھے قرأت سکھائیں" آپ نے فرمایا: "الر والی تین سورتیں پڑھ لو۔" اس نے عرض کی "میری عمر زیادہ ہو گئی۔ میرا دل شدید ہو گیا۔ میری زبان سخت ہو گئی" آپ نے فرمایا: "حم والی تین سورتیں پڑھ لیں" اس نے

اسی طرح کہا۔ آپ نے فرمایا: "سورت مسبحات میں سے تین سورتیں پڑھ لو" اس نے اسی طرح عرض کی اس شخص نے عرض کی "مجھے جامع سورت سکھائیں۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے سورۃ الزلزال پڑھائی حتیٰ کہ اسے مکمل کر دی۔ اس شخص نے عرض کی "مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ میں اس میں اضافہ نہ کروں گا۔" پھر وہ شخص چلا گیا۔ آپ نے فرمایا: "یہ شخص کامیاب ہو گیا۔" آپ نے دو دفعہ اسی طرح فرمایا۔

امام بخاری نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے دوسرے شخص کو سورۃ الاخلاص پڑھتے ہوئے سنا۔ وہ اسے بار بار پڑھ رہا تھا۔ وقت صبح وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا، اور یہ واقعہ عرض کیا۔ وہ شخص اسی سورت کا ورد کر رہا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مجھے اس ذات بابرکات کی قسم جس کے دست تصرف میں میری جان ہے۔ یہ ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔"

امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "سورت قل ھو اللہ احد قرآن مجید کا تہائی ہے۔" بعض اہل علم رحمہم اللہ نے لکھا ہے "قرآن پاک تین اقسام پر مشتمل ہے۔ اس میں سے ایک قسم رب تعالیٰ کی توحید اور اس کی صفات کا عرفان ہے۔ ایک قسم ماضی کے قصص پر مشتمل ہے۔ ایک قسم تشریع اور احکام پر مشتمل ہے۔ اس سورت میں قصص نہیں ہیں۔ نہ ہی تشریع ہے اور اب ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔"

ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کی "میں اس سورت سے محبت کرتا ہوں۔" آپ نے فرمایا: "اس کی محبت تمہیں جنت میں داخل کر دے گی۔"

امام بخاری نے اس روایت کو تعلیقاً نقل کیا ہے۔

امام نسائی نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ آپ سوار تھے۔ میں نے اپنا ہاتھ آپ کے قدموں پر رکھ دیا۔ عرض کی "کیا میں سورت ھود یا سورت یوسف پڑھوں؟ آپ نے فرمایا: "تم کوئی ایسی چیز نہ پڑھو گے جو رب تعالیٰ کے ہاں قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس سے زیادہ بلیغ ہو۔" دوسری روایت میں ہے "اسی اثناء میں کہ میں آپ کے ساتھ جحفہ اور ابواء کے مابین چل رہا تھا۔ ہمیں آندھی اور تاریکی نے آ لیا۔ آپ مذکورہ بالا دونوں سورتوں کے ساتھ پناہ لینے لگے۔ آپ نے فرمایا: "(عقبہ) ان دونوں سورتوں کے ساتھ پناہ طلب کرو۔ ان کی مثال کسی پناہ طلب کرنے والے نے پناہ طلب نہیں کی۔"

امام مسلم نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کیا تم نے نہیں دیکھا کہ آج کی رات مجھ پر ایسی سورتیں نازل ہوئی ہیں جن کی مثل نہیں دیکھی گئی۔ وہ سورتیں قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ہیں۔"

امام بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا میں تمہیں اس امت کے شریر لوگوں کے بارے نہ بتاؤں؟" بہت زیادہ باتیں کرنے والے جو زبان دراز اور بات کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنے والے ہیں۔ "کیا میں تمہیں اس کے بہترین افراد کے بارے میں نہ بتاؤں۔ وہ خوش نصیب ہیں جو بلند اخلاق ہیں۔"

امام احمد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا میں تمہیں اس انسان کے بارے میں نہ بتاؤں جو انسانوں میں سے بہترین ہو؟ وہ شخص جو راہ خدا میں اپنے گھوڑے کی لگام کو تھامتا ہے۔ جب بھی خطرہ کی صدا آتی ہے وہ گھوڑے پر سیدھا ہو جاتا ہے، کیا میں تمہیں اس شخص کے بارے میں نہ بتاؤں جو اس کے ساتھ ہوا ہوگا؟ وہ شخص جو شدید غم میں ہو؟ پھر بھی وہ نماز ادا کرتا ہے اور زکوٰۃ دیتا ہے۔ کیا میں تم کو مخلوق میں سے شریر ترین شخص کے بارے میں نہ بتاؤں۔ وہ شخص جو اللہ کے نام پر مانگتا تو ہے مگر اس کے نام پر دیتا نہیں ہے۔"

امام احمد، ابن ابی الدنیا نے ذم الغیبۃ میں حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا میں تمہیں ان لوگوں کے بارے میں نہ بتاؤں جو تم میں سے بہترین ہوں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی "ضرور! آپ نے فرمایا: "تمہارے بہترین لوگ وہ ہیں جنہیں دیکھ کر اللہ تعالیٰ یاد آ جائے، کیا میں تمہارے شریر ترین افراد کے بارے نہ بتاؤں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی "ضرور! آپ نے فرمایا: "تم میں سے شریر ترین وہ ہیں جو عزیزوں کے مابین پھوٹ ڈالنے والے ہیں جو چغلی کھاتے ہیں۔ باغی ہیں اور پاکباز افراد سے بدکاری کرانا چاہتے ہیں۔"

امام احمد نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ملے آپ نے میری طرف آنے میں جلدی کی۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: ابوامامہ! اہل ایمان میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جن کے لئے میرا دل نرم ہو جاتا ہے۔"

امام احمد نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے اس بزرگ سے روایت کیا ہے جس نے حضور والا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تھی۔ اس نے کہا "میں آپ کے ساتھ عازم سفر ہوا ایک شخص آپ کے پاس سے گزرا وہ سورۃ الکافرون پڑھ رہا تھا۔ آپ نے سماعت فرمائی اور فرمایا: "یہ تو شرک سے بری ہو گیا" آپ دوسرے شخص کے پاس سے گزرے وہ سورۃ الاخلاص پڑھ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: اس کے لئے جنت لازم ہو گئی ہے۔"

الرامہرمزی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کی "یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: "تم پر الحال المرتحل لازم ہے" اس نے عرض کی "یہ الحال المرتحل کیا ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: "صاحب قرآن، ابتداء سے شروع کرتا ہے حتیٰ کہ آخر تک پڑھ لیتا ہے۔ آخر کو ختم کر کے ابتداء سے پھر شروع کر دیتا ہے جب بھی ٹھہرا فوراً آگے روانہ ہو گیا۔"

شیخان نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک شخص سورۃ الکہف پڑھ رہا تھا۔

اس کے ساتھ ایک گھوڑا بندھا ہوا تھا۔وہ دو رسیوں سے بندھا ہوا تھا۔اس پر بادل چھا گیا۔وہ قریب سے قریب تر آنے لگا۔ اس کا گھوڑا بھاگنے کی کوشش کرنے لگا۔وقت صبح یہ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا۔آپ نے فرمایا:"وہ سکینہ تھی جو قرآن پاک کی وجہ سے نازل ہوئی تھی۔"

امام احمد اور امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:"لوگوں میں سے کچھ اہل اللہ بھی ہیں" آپ سے عرض کی گئی "ان میں سے اہل اللہ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا:"اہل قرآن اہل اللہ اور اس کے خاص ہیں۔"

امام احمد، امام ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں نے عرض کی:"میں کتنا قرآن پڑھا کروں؟ آپ نے فرمایا:"اسے ایک ماہ میں ختم کر لیا کرو" میں نے عرض کی:"مجھ میں اس سے زیادہ کی استطاعت ہے" آپ نے فرمایا:"اسے بیس روز میں ختم کر لیا کرو" میں نے عرض کی:"مجھ میں اس سے زیادہ استطاعت ہے" آپ نے فرمایا:"اسے دس روز میں ختم کر لیا کرو" میں نے عرض کی:"مجھ میں اس سے زیادہ استطاعت ہے۔" آپ نے فرمایا: "اسے پانچ روز میں ختم کیا کرو" میں نے عرض کی:"مجھ میں اس سے زیادہ استطاعت ہے" آپ نے فرمایا: "مجھے یہ رخصت نہیں دی گئی۔"

شیخان نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں نے حضور انور ﷺ کی حیات طیبہ میں حضرت ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کو سورۃ الفرقان پڑھتے ہوئے سنا۔میں نے ان کی قرأت کو سنا وہ اسے کثیر حروف پر پڑھ رہے تھے۔مجھے آپ نے اس طرح نہیں پڑھائی تھی۔قریب تھا کہ میں نماز میں ہی ان کے ساتھ الجھ جاتا میں نے صبر کیا حتیٰ کہ انہوں نے سلام پھیرا۔میں نے انہیں ان کی چادر سے پکڑا اور کھینچا۔میں نے کہا"تمہیں یہ سورت کس نے پڑھائی ہے جو میں نے تم سے سنی ہے۔"انہوں نے فرمایا:یہ مجھے حضور اکرم ﷺ نے پڑھائی ہے۔"میں نے کہا"تم جھوٹ بولتے ہو۔"حضور اکرم ﷺ نے تو مجھے اس طرح نہیں پڑھائی جس طرح تم نے پڑھی ہے۔میں انہیں کھینچ کر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں لے گیا۔میں نے عرض کی:"میں نے انہیں سنا۔انہوں نے اس طرح سورۃ الفرقان نہیں پڑھی جس طرح آپ نے مجھے پڑھائی ہے" آپ نے فرمایا:"انہیں چھوڑ دو۔ہشام سورۃ الفرقان پڑھو" انہوں نے اس قرأت میں اسے پڑھا جسے میں نے سنا تھا۔آپ نے فرمایا:"یہ اسی طرح اتری ہے" پھر فرمایا"عمر! تم اسے پڑھو۔میں نے اسی قرأت میں پڑھا جس میں آپ نے مجھے پڑھایا تھا۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:"یہ اسی طرح اتری ہے۔یہ قرآن پاک سات حرف (قرأتوں) پر اترا ہے جیسے آسانی ہو اس طرح پڑھ لیا کرو۔"

۱۲۔ذکر اور دعا وغیرھما کے بارے میں بعض فتوے

امام احمد نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں نے عرض کی:"یا رسول اللہ! ﷺ

آپ نے فرمایا: "جب تم سے برائی ہو جائے تو اس کے بعد نیکی کر لیا کرو، جو اسے مٹا دے گی" میں نے عرض کی: "یارسول اللہ! ﷺ کیا: لا الہ الا اللہ بھی نیکیوں میں سے ہے؟ آپ نے فرمایا: "یہ نیکیوں میں سے افضل ہے۔"

امام ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں تمہارے ان اعمال کے بارے میں نہ بتاؤں جو بہترین ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں پاکیزہ ہوں۔ تمہارے درجات میں رفیع ہوں۔ تمہارے لئے سونے اور چاندی کو خرچ کرنے سے بہتر ہوں۔ اس سے بہتر ہوں کہ تم اپنے دشمن سے نبرد آزما ہوں۔ تم ان کی گردنیں اڑاؤ، اور وہ تمہاری گردنیں اڑائیں۔" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی "ضرور" آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کا ذکر۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "ذکر الٰہی کی طرح کوئی چیز بھی عذاب الٰہی سے نجات دلانے والی نہیں ہے۔"

امام احمد نے حضرت معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے حضور اکرم ﷺ سے التجاء کی "کون سا مجاہد اجر کے اعتبار سے بڑا ہے؟ آپ نے فرمایا: "جو اس کا زیادہ ذکر کرتا ہے" انہوں نے عرض کی "کون سا روزہ دار اجر کے اعتبار سے بڑا ہے؟ آپ نے فرمایا: جو ذکر الٰہی زیادہ کرتا ہے" سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا "ابو حفص! ذکر کرنے والے ہر قسم کی بھلائی کو لے گئے" حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "ہاں!"

امام ترمذی (انہوں نے اس روایت کو غریب کہا ہے) اور عقیلی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں تمہارے بہترین اور شریر ترین امراء کے بارے نہ بتاؤں؟ ان میں سے بہترین وہ ہیں جنہیں تم پیار کرتے ہو۔ وہ تم سے پیار کرتے ہیں جو تمہارے لئے دعائیں مانگتے ہیں، تم ان کے لئے دعائیں مانگتے ہو۔ تمہارے امراء میں سے شریر ترین وہ ہیں جن سے تم بغض رکھتے ہو اور وہ تم سے بغض رکھتے ہیں۔ وہ تمہیں لعنت کرتے ہیں تم انہیں لعنت کرتے ہو۔"

امام احمد، عبد بن حمید، نسائی، حاکم، بیہقی نے الشعب میں، ضیاء نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں لوگوں میں سے بہترین اور شریر ترین افراد کے بارے میں نہ بتاؤں۔ لوگوں میں سے بہترین وہ ہے جو راہ خدا میں اپنے اونٹ پر یا گھوڑے پر نکلتا ہے یا پیدل روانہ ہوتا ہے، حتیٰ کہ اس کا وصال ہو جاتا ہے۔ لوگوں میں سے شریر ترین وہ ہے جو فاجر اور جری شخص ہے جو کتاب الٰہی کو پڑھتا ہے لیکن اس کی کسی ممانعت (برے کام) سے باز نہیں آتا۔"

عقیلی اور بیہقی نے الشعب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں اس ہستی والا کے بارے میں نہ بتاؤں جو سب سے زیادہ سخی ہے۔ اللہ رب العزت سب سے زیادہ سخی ہے۔ میں اولاد آدم میں سے سب سے زیادہ سخی ہوں۔ میرے بعد ان میں سے زیادہ سخی وہ ہے جس نے علم سیکھا اپنا علم پھیلایا۔"

وہ روز حشر ایک امت کی طرح اٹھے گا۔ اور وہ شخص جس نے راہ خدا میں جان کا نذرانہ پیش کر دیا اور وہ شہید بھی ہو گیا۔ عبد بن حمید، ابن زنجویہ اور حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "کیا میں تم میں سے بہترین

افراد کے بارے میں نہ بتاؤں؟ تم میں سے بہترین وہ ہیں جن کی عمریں طویل اور اعمال عمدہ ہوں۔ امام ترمذی (انہوں نے اسے حسن غریب کہا ہے) الطبرانی اور ابن حبان نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کیا میں تمہیں اس شخص کے بارے میں نہ بتاؤں جس پر آگ حرام ہے" آگ اس شخص پر حرام ہے جو لوگوں کے قریب ہے۔ جو آسان اور سہل ہے۔"

عقیلی اور ضیاء نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کیا میں تمہیں اس (خوش نصیب) کے بارے نہ بتاؤں کل جس پر آگ حرام ہوگی۔ آگ ہر نرم آسان قریب اور سہل پر حرام ہوگی۔"

امام احمد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجالس ذکر کا فائدہ (اجر و ثواب) کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "مجالس ذکر کا فائدہ (اجر و ثواب) جنت ہے۔"

امام احمد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے نجد کی طرف ایک مہم بھیجی انہوں نے مال غنیمت حاصل کیا۔

امام احمد، امام بیہقی، ابن ماجہ اور ابونعیم نے الحلیہ میں، حکیم اور ترمذی نے حضرت اسماء بنت یزید سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ نے فرمایا: "کیا تمہارے بہترین افراد کے بارے میں تمہیں نہ بتاؤں؟ تم میں سے بہترین وہ ہیں جنہیں دیکھ کر اللہ تعالیٰ یاد آجائے۔ کیا میں تمہیں تم میں سے شریر ترین افراد کے بارے نہ بتاؤں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی "ہاں! آپ نے فرمایا: تم میں سے شریر ترین وہ ہیں جو پیاروں کے مابین پھوٹ ڈالنے والے ہیں جو چغلی کھاتے ہیں۔ جو باغی ہیں اور پاکباز لوگوں سے زنا کا ارتکاب کرتے ہیں۔

عقیلی نے حضرت انس سے روایت کیا، الطبرانی نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کیا میں تم میں سے بہترین افراد کے بارے نہ بتاؤں تم میں سے بہترین وہ ہیں۔ جن کی عمریں اسلام میں زیادہ ہوں، بشرطیکہ وہ صراط مستقیم پر ہوں۔"

حاکم اور بیہقی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کیا میں تم میں سے بہترین کے بارے نہ بتاؤں؟ تم میں سے بہترین وہ ہے جو اخلاق کے اعتبار سے بہترین ہے۔"

امام احمد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کیا میں تمہیں تمہارے شریروں میں سے بہترین لوگ نہ بتاؤں۔ تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جن کی عمریں طویل ہوں۔ اخلاق عالیہ عمدہ ہوں۔"

ان سے ہی روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کیا میں تمہیں شریر افراد کے بارے نہ بتاؤں۔ وہ ایسے لوگ ہیں جو زیادہ بڑھا چڑھا کر باتیں کرنے والے ہیں۔ کیا میں تمہیں تمہارے بہترین افراد کے بارے میں نہ بتاؤں۔ وہ خوش نصیب ہے جو تم میں سے اخلاق عالیہ کے اعتبار سے عمدہ ہوں۔"

خرائطی نے مکارم اخلاق میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: "کیا میں تم میں سے بہترین کے بارے تمہیں نہ بتاؤں۔ تم میں سے بہترین وہ ہیں جو اخلاق کے اعتبار سے بہترین ہیں۔" امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کیا میں تمہیں تم میں سے بہترین افراد کے بارے میں نہ بتاؤں؟ تم میں سے بہترین وہ ہیں جو عمر کے اعتبار سے تم سے طویل ہوں اور اخلاق کے اعتبار سے عمدہ ہوں۔"

امام احمد، ترمذی (انہوں نے اس روایت کو حسن غریب کہا ہے) نسائی، ابن حبان، الطبرانی اور بیہقی نے الشعب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "کیا میں تمہیں اس شخص کے بارے نہ بتاؤں جو منصب کے اعتبار سے لوگوں میں سے بہترین ہو۔ وہ ایسا شخص ہے جو راہ خدا میں اپنے گھوڑے کی لگام تھامے حتیٰ کہ وہ مر جائے یا شہید ہو جائے۔ کیا میں تمہیں اس کے بارے نہ بتاؤں جس کا مقام و مرتبہ اس کے بعد ہے۔ وہ شخص جو پہاڑوں کی گھاٹی میں عزلت گزیں ہو جائے۔ نماز قائم کرے۔ زکوٰۃ دے اور لوگوں کے شروں سے دور ہو جائے۔" دوسرے الفاظ میں ہے۔

"جو اپنا مال و اسباب لے کر عزلت گزین ہو جاتا ہے۔ وہ ان میں سے رب تعالیٰ کا حق ادا کرتا ہے۔ کیا میں تمہیں لوگوں میں سے شریر ترین کے بارے میں نہ بتاؤں؟ وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کے نام پر مانگتا تو ہے، لیکن اس کے نام پر خرچ نہیں کرتا۔"

امام احمد، امام ترمذی (انہوں نے اس روایت کو حسن صحیح کہا ہے) اور ابن حبان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ تم میں بہتر کون ہے اور شریر کون ہے؟ تم میں سے بہتر وہ ہے جس سے خیر کی امید کی جائے اور اس کے شر سے امان حاصل ہو، شریر وہ ہے جس سے خیر کی امید نہ ہو اور اس کے شر سے امان حاصل نہ ہو۔"

امام بخاری نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "تم میں سے جو بھی رب تعالیٰ سے دعا مانگتا ہے۔ رب تعالیٰ اسے وہ کچھ عطا کر دیتا ہے، جو وہ مانگتا ہے یا اس سے برائی کو روک دیتا ہے جب تک کہ وہ گناہ کے لئے نہ مانگے یا قطع رحمی کے لئے نہ مانگے۔"

امام ترمذی (انہوں نے اس روایت کو حسن کہا ہے) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اذان اور اقامت کے مابین مانگی جانے والی دعا رد نہیں ہوتی۔" عرض کی گئی کہ آپ کیا خیال کرتے ہیں کہ کس چیز کے بارے دعا مانگی جائے؟ آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت میں عافیت کا سوال کیا کرو۔"

عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، امام احمد، ابو داؤد، ترمذی (انہوں نے اسے حسن کہا ہے) نسائی، ابن خزیمہ، بیہقی اور ضیاء نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اذان اور اقامت کے مابین دعا رد نہیں کی جاتی۔"

ابن ابی شیبہ، ابن حبان، عقیلی اور ابن السنی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اذان اور اقامت کے مابین دعا رد نہیں ہوتی"۔ حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ امام حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اذان اور اقامت کے مابین دعا قبول ہوتی ہے۔"

زھیر نمیری سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک رات ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلے۔ ہم ایک ایسے شخص کے پاس کھڑے ہوئے جو ضد کر کے دعا مانگ رہا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی یہ دعا سن رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: "اس کی دعا قبول ہو جائے گی۔ اگر اس نے ختم کر دی" ایک شخص نے عرض کی "یہ کس پر ختم کرے؟ آپ نے فرمایا: "آمین پر۔" اگر اس نے آمین پر ختم کر دی تو اس کی دعا قبول ہو گئی۔ وہ شخص جو سن رہا تھا۔ وہ آیا۔ اس نے اسے کہا "فلاں! اپنی دعا کو آمین پر ختم کرو اور تمہیں بشارت ہو۔"

امام بیہقی نے حضرت ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے سنا۔ میں عرض کر رہا تھا۔

امام ترمذی (انہوں نے اس روایت کو حسن کہا ہے) نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو سنا۔ وہ یہ دعا مانگ رہا تھا۔

اللھم اسئلك تمام النعمة۔

آپ نے اس سے پوچھا: "نعمت کی تکمیل کس چیز کے ساتھ ہوتی ہے؟ اس نے عرض کی "یہ دعا کی ہے جسے میں مانگ رہا تھا۔ میں اس سے بھلائی کی امید رکھتا ہوں۔" آپ نے فرمایا: "نعمتوں کی تکمیل یہ ہے کہ انسان جنت میں داخل ہو جائے اور آگ سے بچ جائے۔"

شیخین نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے کسی ایک کی دعا کو قبول کر لیا جاتا ہے جب تک وہ جلدی نہ کرے، وہ یوں نہ کہے "میں نے اپنے رب تعالیٰ سے دعا مانگی، مگر اس نے دعا قبول نہ کی۔" امام مسلم کے الفاظ یہ ہیں: "آدمی کی دعا اس وقت تک قبول کر لی جاتی ہے جب تک وہ گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہیں مانگتا یا دعا کے لئے جلدی نہیں کرتا۔" عرض کی گئی "یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس جلدی سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: "جب تک وہ شخص یوں نہیں کہتا" میں نے دعا مانگی مگر میرے لئے اسے قبول نہ کیا گیا" پھر وہ دعا کرنے سے رک جاتا ہے۔"

امام ترمذی اور امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد تشریف لے گئے۔ ایک شخص نے نماز پڑھ لی تھی اور وہ دعا مانگ رہا تھا۔ وہ یوں دعا مانگ رہا تھا۔

اللھم لا الہ الا انت المنان بدیع السموات والارض ذوالجلال والا کرام۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کیا تم جانتے ہو کہ اس نے کس چیز کے ساتھ دعا کی ہے؟ اس نے اللہ تعالیٰ سے اس کے اسم اعظم کے ساتھ دعا مانگی ہے۔ اس اسم اعظم کے ساتھ جب دعا مانگی جائے تو وہ دعا قبول کر لیتا ہے، اور اس کے وسیلہ

سے اس سے مانگا جائے تو وہ عطا کر دیتا ہے۔"

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "باقیات صالحات کی کثرت کیا کرو" آپ سے عرض کی گئی کہ ان سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: "ان سے مراد تکبیر، تہلیل، تسبیح، تحمید اور لا حول ولا قوۃ الا باللہ ہے۔"

امام مسلم نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک اعرابی بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی" مجھے ایسے کلمات سکھائیں جنہیں میں کہا کروں" آپ نے فرمایا: "یوں عرض کیا کرو

لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ اللہ اکبر کبیرا الحمد للہ کثیرا سبحان اللہ رب العالمین لا حول ولا قوۃ الا باللہ العزیز الحکیم۔

اس نے عرض کی:

"یہ تو میرے رب تعالیٰ کے لئے ہیں مگر میرے لئے کیا ہے؟" آپ نے فرمایا: "یوں عرض کیا کرو:

اللھم اغفرلی وارحمنی واھدنی وارزقنی۔

امام مسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ سے عرض کی گئی کہ کون سا کلام افضل ہے؟" آپ نے فرمایا: "جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کے لئے منتخب کیا ہے۔ سبحان اللہ وبحمدہ" دوسری روایت میں ہے۔" آپ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں اس کلام کے بارے میں نہ بتاؤں جو اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کو سب سے پسندیدہ کلام یہ ہے: "سبحان اللہ وبحمدہ۔" دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں اس کلام کے بارے نہ بتاؤں جو اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ وہ یہ کلام ہے: "سبحان اللہ وبحمدہ۔"

امام ترمذی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے (انہوں نے اس روایت کو غریب کہا ہے) کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم جنت کی کیاریوں سے گزرو تو چرا کرو" عرض کی گئی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم جنت کی کیاریاں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: "مساجد" عرض کی گئی "یہ چرنا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔"

امام احمد، امام ترمذی (انہوں نے اس روایت کو حسن غریب کہا ہے) عقیلی نے ضعفاء میں ابن شاہین نے ترغیب میں اور بیہقی نے الشعب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور جب تم جنت کے باغات سے گزرا کرو تو وہاں چرا کرو" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی" جنت کے باغات سے کیا مراد ہے؟" آپ نے فرمایا: "مجالس علم۔

الطبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم جنت کے باغات کے پاس سے گزرو تو وہاں چرا کرو۔" صحابہ کرام نے عرض کی" یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم جنت کے باغات سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: "مجالس علم۔"

ابن شاہین نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم جنت کے باغات کے پاس سے گزرو تو وہاں بیٹھا کرو" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی" یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم جنت کے باغات سے کیا مراد ہے؟ آپ نے

فرمایا:"اہل ذکر۔"

ابوداؤد نے حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے کہا"ایک شخص بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔اس نے عرض کی"میں قرآن پاک سے کچھ یاد کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔مجھے ایسے کلمات سکھائیں جو مجھے کافی ہو جائیں۔آپ نے فرمایا:"یوں کہو:

سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله الله اکبر ولاحول ولا قوة الابالله العلی العظیم۔

اس نے عرض کی:"یارسول اللہ! ﷺ یہ تو اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔میرے لئے کیا ہے؟آپ نے فرمایا:"یوں عرض کرو:

اللهم ارحمنی وارزقنی وعافنی واهدنی۔

جب وہ اٹھا تو اس نے کہا:"اپنے ہاتھ سے اس طرح۔"آپ نے فرمایا:"اس نے اپنے ہاتھوں کو بھلائی سے بھر لیا ہے۔"

امام بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ اس کے پاس سے گزرے وہ بستر بچھا رہے تھے۔

امام مسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"ہم حضور اکرم ﷺ کے پاس تھے۔آپ نے فرمایا:"کیا تم میں سے کوئی عاجز ہے کہ وہ ہر روز ایک ہزار نیکیاں کما لے۔"ایک شخص نے عرض کی"ہم میں سے کوئی ایک ایک ہزار نیکیاں کیسے کما سکتا ہے؟آپ نے فرمایا:"وہ ایک سو بار سبحان اللہ کہے تو اس کے لئے ایک ہزار نیکیاں لکھ دی جائیں گی یا اس کی ایک ہزار خطائیں معاف کر دی جائیں گی۔"

امام نسائی نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں مسجد میں داخل ہوا۔اس میں حضور اکرم ﷺ جلوہ افروز تھے۔میں آپ کی خدمت میں بیٹھ گیا۔آپ نے فرمایا:"انسانوں اور جنات کے شیاطین سے رب تعالیٰ کی پناہ طلب کرو۔"میں نے عرض کی:"کیا انسانوں میں سے بھی شیاطین ہوتے ہیں؟آپ نے فرمایا:"ہاں!"جن وانس کے شیاطین۔وہ دھوکا دینے کے لئے باتیں آراستہ کر کے ایک دوسرے کی طرف بھیجتے ہیں۔"

امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"ایک شخص بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہو گیا۔اس نے عرض کی"آج رات مجھے بچھو نے ڈنگ لیا ہے"آپ نے فرمایا:"کیا تو نے شام کے وقت یہ کلمات نہیں پڑھے تھے"اعوذ بکلمات الله التامات من شر ما خلق"یہ تمہیں نقصان نہ دیتا۔

امام ترمذی نے حضرت شکل بن حمید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں نے عرض کی:"یارسول اللہ! ﷺ مجھے ایسا تعوذ سکھائیں جس کے ساتھ میں پناہ مانگا کروں"آپ نے مجھے ہتھیلی سے پکڑ لیا،اور فرمایا:"یوں کہو

اللهم انی اعوذبك من شر سمعی و من شر بصری و من شر لسانی و من شر قلبی و شر هن

اس روایت کو امام نسائی نے بھی رقم کیا ہے اور انہوں نے"ومنتی کا اضافہ کیا ہے۔"

امام احمد، نسائی، ابن سعد، سمویہ، بغوی، باوردی، ابن قانع، الطبرانی نے الکبیر میں حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے التجاء کی" یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ پر درود پاک کیسے پڑھا جائے؟ آپ نے فرمایا: "درود شریف پڑھو اور بڑی کوشش سے پڑھو۔ یوں عرض کرو

اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارك علی محمد و آل محمد کما بارکت علی

ابراھیم و آل ابراھیم انك حمید مجید۔

شیخین نے حضرت ابن ابی لیلیٰ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "مجھے حضرت کعب بن عجرہ ملے۔ انہوں نے کہا: "کیا میں تمہارے لئے تحفہ نہ بھیجوں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہم نے عرض کی" ہم نے جان لیا ہے کہ آپ پر سلام کیسے پیش کریں۔ اب آپ فرمائیں کہ آپ پر درود کیسے پیش کریں" آپ نے فرمایا: "یوں کہو

اللھم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی آل ابراھیم انك حمید

مجید۔ اللھم بارك علی محمد و علی آل محمد کما بارکت علی آل ابراھیم انك

حمید مجید۔

۱۴۔ روزگار اور معیشت کے بارے کچھ فتوے

امام احمد نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ کہ آپ سے عرض کی گئی کہ کون سا روزگار افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: "ہر وہ کام افضل ہے، جو کوئی آدمی اپنے ہاتھ سے سرانجام دیتا ہے اور ہر کام عمدہ ہے۔"

امام بیہقی نے حضرت معاذ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے وہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: "ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محفل میں حاضر تھے۔ آپ کے سر اقدس پر پانی کے اثرات تھے اور طبیعت مبارکہ مسرور تھی۔ ہم نے گمان کیا کہ آپ اپنے اہل خانہ کے ساتھ مشغول تھے۔ ہم نے عرض کی" یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم دیکھ رہے ہیں کہ آپ کی طبیعت مسرور ہے" آپ نے فرمایا: "ہاں! الحمد للہ! پھر آپ نے غنی کا تذکرہ کیا۔ آپ نے فرمایا: "اس شخص کے لئے غنی میں کوئی حرج نہیں جو متقی ہو تقویٰ شعار شخص کے لئے صحت غنی سے بہتر ہے اور طبیعت کا خوش ہونا نعمتوں میں سے ہے۔"

ابن ماجہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کی "میری اولاد اور مال ہے۔ میرے والد گرامی چاہتے ہیں کہ وہ میرا مال لے لیں" آپ نے فرمایا: "تم اور تمہارا مال تمہارے باپ کا ہے" احمد اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ایک اعرابی بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی "میرا باپ میرا مال لیتا ہے" آپ نے فرمایا: تم اور تمہارا مال تمہارے والد صاحب کا ہے۔ پاکیزہ ترین رزق وہ ہے جسے تم اپنی کمائی سے کھاتے ہو۔ تمہاری اولاد کی کمائی تمہاری ہی کمائی ہے۔" اسے خوشگوار طریقے سے کھاؤ"

بزار اور دارقطنی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی "میرے والد گرامی میرا مال لینا چاہتے ہیں" آپ نے فرمایا: "تم اور تمہارا مال تمہارے باپ کا ہے۔"

ابوداؤد نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مضر کی خواتین میں سے ایک جلیل عورت تھی۔ اس نے عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم اپنے آباء بیٹوں اور خاوندوں پر بوجھ ہیں۔ ان کے اموال میں سے ہمارے لئے کیا حلال ہے؟ آپ نے فرمایا: "ہر چیز تم کھا سکتی ہو اور بطور تحفہ بھیج سکتی ہو۔"

امام بخاری، دارقطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک کنوئیں پر سے گزرے۔ وہاں ایک شخص تھا جسے کسی چیز نے ڈنگ لیا تھا۔ چشمہ کے مالکوں میں سے ایک شخص ان کے پاس آیا۔ اس نے کہا: "کیا تم میں کوئی دم کر سکتا ہے۔ چشمہ پر ایک شخص ہے اسے کسی چیز نے ڈنگ لیا ہے۔ ان میں سے ایک شخص گیا اس نے بکری لے کر سورۃ الفاتحہ پڑھی اور وہ شخص شفاء یاب ہو گیا وہ بکری لے کر اپنے ساتھیوں کے پاس گیا۔ انہوں نے اسے ناپسند کیا۔ انہوں نے کہا "تم نے کتاب اللہ پر اجرت لی ہے،" حتیٰ کہ وہ سارے مدینہ طیبہ حاضر ہو گئے۔ انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس نے کتاب اللہ پر اجرت لی ہے۔" آپ نے فرمایا: "وہ سب سے زیادہ حق دار چیز جس پر تم نے اجرت لی ہے وہ کتاب اللہ ہے۔"

امام احمد، ابوداؤد اور بیہقی نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں اہل صفہ میں سے کچھ لوگوں کو قرآن پاک کی تعلیم دیتا تھا۔ ان میں سے ایک شخص نے مجھے کمان پیش کی۔ میں نے کہا: "یہ میرا مال نہیں ہے۔ کیا میں اس کے ساتھ راہ خدا میں جہاد کروں گا۔" میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوں گا اور اس کے بارے ضرور پوچھوں گا۔" میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ میں نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم۔ ان لوگوں میں سے ایک شخص نے مجھے کمان دی ہے جنہیں میں قرآن پاک پڑھاتا تھا۔ وہ میرا مال نہیں ہے، کیا میں اس کے ساتھ راہ خدا میں تیر اندازی کروں؟ آپ نے فرمایا: "اگر تم پسند کرتے ہو کہ تم آگ کا طوق پہنو تو اسے قبول کرلو۔"

ابن ماجہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے ایک شخص کو قرآن پاک کی تعلیم دی۔ اس نے مجھے کمان دی۔ میں نے اس کا تذکرہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں کیا۔ آپ نے فرمایا: "اگر تم نے اسے قبول کر لیا تو تم نے آگ کی کمان کو پکڑ لیا۔"

امام احمد نے حضرت براء سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ سے سلطان کے اموال کے حکم کے بارے پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس سے بن مانگے اور توقع کے بغیر جو مال تمہیں دیا ہے۔ اس سے کھاؤ اور مال دار بن جاؤ۔"

امام شافعی، احمد، ابوداؤد، نسائی اور بیہقی نے حضرت محیصہ بن مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے آپ سے حجام کی اجرت کے بارے میں اجازت طلب کی۔ آپ نے انہیں اس سے منع کیا وہ برابر اصرار کرتے رہے۔ آپ سے اذن

طلب کرتے رہے، حتیٰ کہ آپ نے انہیں حکم دیا کہ اپنے اونٹ کو چارہ کھلاؤ اور اسے اور اپنے خادم کو کھلاؤ۔"

امام احمد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حجام کے کسب کے بارے میں پوچھا گیا۔ "آپ نے فرمایا: اسے اپنے دودھ لانے والے اونٹ کو کھلا دو۔"

امام ترمذی نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "قسامت سے بچو۔ ہم نے عرض کی "قسامت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "ایک چیز لوگوں کے مابین ہو وہ آئے اور اس میں سے کمی کر دے" دوسری روایت میں ہے "ایک شخص کئی جماعتوں پر متعین ہو وہ اس سے بھی حصہ لے۔ اس سے بھی حصہ لے لے۔"

امام بیہقی نے حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "ہم بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر تھے۔ حضرت عرفطہ حاضر خدمت ہوئے۔ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہلاکت کے گڑھے کے کنارے پر ہوں۔ مجھے میرے دف اور ہتھیلی کی وجہ سے رزق دیا جاتا ہے۔ مجھے اس کے بارے اذن دے دیں" آپ نے فرمایا: "میں اسے حلال کرتا ہوں۔"

۱۴۔ بیوع اور معاملات کے بارے کچھ فتوے

امام احمد نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی "شہر کا کون سا حصہ سب سے برا ہے؟ آپ نے فرمایا: "مجھے معلوم نہیں" حضرت جبرائیل امین آپ کی خدمت میں آئے تو آپ نے ان سے پوچھا "جبرائیل! شہر کا کون سا حصہ سب سے برا ہوتا ہے؟ انہوں نے فرمایا: "مجھے علم نہیں حتیٰ کہ میں اپنے رب تعالیٰ سے پوچھ لوں" حضرت جبرائیل چلے گئے۔ وہ اتنی دیر ٹھہرے رہے، جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی "محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے پوچھا تھا کہ شہر کا کون سا حصہ سب سے برا ہوتا ہے! میں نے کہا تھا کہ مجھے علم نہیں۔ میں نے اپنے رب تعالیٰ سے یہی عرض کی تو اس نے فرمایا: "اس کے بازار۔"

شیخین نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ سے عرض کی گئی: "مردار کی چربی کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟"

ابوداؤد طیالسی، عبد بن حمید، مالک، احمد، شیخین، ابوداؤد اور نسائی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے آپ سے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے بیع میں دھوکہ ہو جاتا ہے۔ آپ نے اسے فرمایا "جس سے سودا کرنے لگو اسے کہو۔ "مکر و فریب کا معاملہ نہیں۔" ابوداؤد، ترمذی (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ان یتیموں کے بارے میں پوچھا جو شراب کے وارث بنے تھے۔ آپ نے فرمایا: "شراب انڈیل دو" انہوں نے عرض کی: "کیا میں اسے سرکہ نہ بنا دوں؟ آپ نے فرمایا: "نہیں۔"

امام احمد اور ترمذی (انہوں نے اسے حسن کہا ہے) نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "ہمارے پاس ایک یتیم کی شراب تھی۔ جب سورۃ المائدہ کا نزول ہوا۔ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے التجاء کی: "یہ یتیم ہے۔" آپ نے فرمایا: "اسے انڈیل دو۔"

امام احمد اور امام ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہمارے پاس ایک یتیم کی شراب تھی۔ آپ نے فرمایا: "اسے گرا دو۔"

ابوداؤد اور امام ترمذی نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے عرض کی: "یا نبی اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں نے ان یتیموں کے لئے شراب خریدی ہے جو میری کفالت میں ہیں۔ آپ نے فرمایا: شراب گرا دو اور مٹکے توڑ دو۔"

امام احمد، ترمذی اور ائمہ ثلاثہ نے (امام ترمذی نے اس روایت کو حسن کہا ہے) حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک شخص میرے پاس آتا ہے وہ مجھ سے بیع کرنا چاہتا ہے، لیکن میرے پاس وہ رقم نہیں۔ جس کا وہ تقاضا کرتا ہے۔ کیا میں اس کے لئے بازار سے خریداری کر سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: "وہ چیز فروخت نہ کرو جو تمہارے پاس نہ ہو۔"

امام احمد اور دارقطنی نے حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے صدقے کے غلے میں سے کچھ غلہ خریدا۔ میں نے اس پر قبضہ کرنے سے قبل اس سے نفع پالیا۔ میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ان بیوع سے خرید و فروخت کرتا ہوں ان میں سے کون سی بیع میرے لئے حلال اور کون سی حرام ہے" آپ نے فرمایا: "میرے بھتیجے! کوئی چیز اس وقت تک فروخت نہ کرو جب تک اس پر قبضہ نہ کرلو۔"

شیخین نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا کہ پھل کو فروخت نہ کرو حتیٰ کہ بھورے رنگ کا ہو جائے۔" آپ سے عرض کی گئی کہ اس سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: "وہ سرخ اور زرد ہو جائے اور اس سے کھایا جائے۔"

ابوداؤد نے ایک عورت (بھیسہ) سے اور اس نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا "میرے والد گرامی نے آپ سے اذن طلب کیا۔ وہ آپ کے اور آپ کی قمیص کے درمیان میں داخل ہو گئے۔ وہ آپ کے جسم انور کو بوسے دینے لگے ساتھ چمٹنے لگے، پھر عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اس چیز کے بارے بتائیں جسے روکنا حلال نہ ہو۔" آپ نے فرمایا: "پانی" اس نے عرض کی "مجھے اس چیز کے بارے بتائیں جسے روکنا جائز نہ ہو" آپ نے فرمایا: "نمک" اس نے عرض کی "مجھے اس چیز کے بارے بتائیں جس کا روکنا جائز نہ ہو" آپ نے فرمایا: "تم بھلائی کے کام کرو تمہارے لئے یہی بہتر ہے۔"

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کون سی چیز ہے جس کا روکنا حلال نہیں۔ آپ نے فرمایا: "پانی۔"

امام احمد اور امام ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد ہمایوں میں

خرید وفروخت کرتا تھا۔ان کی عقل میں ضعف تھا۔اس کے اہل خانہ آپ کے پاس آئے۔انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ! ﷺ اسے روک دیں" آپ نے اسے بلایا اور اسے منع کر دیا۔اس نے عرض کی "یارسول اللہ! ﷺ میں خرید وفروخت سے رک نہیں سکتا۔آپ نے فرمایا: "جب تم بیع کروتو کہا کرو' ارے فلاں۔ارے فلاں! کوئی دھوکہ دہی نہیں ہے۔"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے اپنا غلام فروخت کیا......۔

امام بیہقی نے قیلہ ام بنی انمار رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: میں آپ کی خدمت میں آپ کی حیات طیبہ میں حاضر ہوئی۔میں نے عرض کی: "یارسول اللہ! ﷺ میں ایسی عورت ہوں جو خرید وفروخت کرتی ہوں، بعض اوقات میں سامان خریدنے کا ارادہ کرتی ہوں۔مجھے قیمت اس سے کہیں کم دی جاتی ہے جتنی قیمت میں لینے کی خواہاں ہوتی ہوں۔میں اضافہ کرتی ہوں، پھر اضافہ کرتی ہوں حتیٰ کہ میں وہ چیز لے لیتی ہوں جسے میں لینا چاہتی ہوں بعض اوقات میں سامان فروخت کرنے کا ارادہ کرتی ہوں۔میں اس قیمت سے زیادہ بتا دیتی ہوں جتنی قیمت میں اسے فروخت کرنا چاہتی ہوں، پھر میں قیمت کم کرتی رہتی ہوں حتیٰ کہ میں اسے اس قیمت میں فروخت کرتی ہوں جس میں فروخت کرنا چاہتی ہوں۔" حضور اکرم ﷺ نے مجھے فرمایا "قیلہ! اس طرح نہ کیا کرو لیکن جب تم کسی چیز کو خریدنا چاہو تو اس کی قیمت وہ بتایا کرو جس میں تم اسے فروخت کرنا چاہتی ہو، خواہ تمہیں عطا کیا جائے یا روک دیا جائے۔"

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے فرمایا: "حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں برنی کھجوریں پیش کیں۔آپ نے پوچھا "بلال! آپ نے یہ کہاں سے لیں ہیں؟ انہوں نے عرض کی: ہمارے پاس ردی کھجوریں تھیں۔میں نے اس کے دو صاع کے عوض ایک صاع برنی کھجوریں خرید لیں۔" اس وقت حضور اکرم ﷺ نے آہ کہا اور فرمایا: "بعینہ سود۔بعینہ سود۔اس طرح نہ کرو جب تم خریدنے کا ارادہ کروتو دوسری بیع میں کھجوریں فروخت کر دو پھر اس سے اور کھجوریں خرید لو۔"

حضرت ابوسعید اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔انہوں نے فرمایا: "آپ نے خیبر پر ایک شخص کو عامل مقرر کیا۔وہ آپ کے پاس جنیب (عمدہ کھجور) لے آیا۔آپ نے فرمایا: "کیا خیبر کی ساری کھجوریں اسی طرح ہیں" اس نے عرض کی "نہیں۔واللہ! یارسول اللہ! ﷺ ہم ان کھجوروں کا ایک صاع دوسری کھجوروں کے دو صاع کے عوض اور اس کے دو صاع دوسری کھجوروں کے تین صاع کے عوض خریدتے ہیں" آپ نے فرمایا: "اس طرح نہ کیا کرو۔" پہلے ساری کھجوروں کو دراہم کے عوض فروخت کرو پھر ان دراہم سے جنیب کھجوریں خرید لیا کرو۔"

امام مسلم اور امام عبدالرزاق نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "ہم آپ کے عہد ہمایوں میں تاجر تھے۔ہم نے آپ سے بیع صرف کے بارے میں پوچھا۔آپ نے فرمایا: "اگر یہ دست بدست ہوتو کوئی حرج نہیں۔اگر یہ ادھار ہوتو پھر درست نہیں ہے۔" دوسرے الفاظ میں ہے "ہم نے آپ

سے پہلے صرف کے بارے پوچھا۔آپ نے فرمایا:"اگر یہ دست بدست ہو تو پھر کوئی حرج نہیں۔"

امام مسلم نے حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں نے خیبر کے دن ایک ہار بارہ دینار کا خریدا۔اس میں سونا اور موتی لگے ہوئے تھے۔میں نے انہیں جدا کیا تو میں نے اسے بارہ دینار سے زائد پایا۔میں نے اس کا تذکرہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کیا آپ نے فرمایا:"تم اسے فروخت نہ کرو حتیٰ کہ تم انہیں جدا کرلو۔"

امام احمد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"ایک دینار کو دو دیناروں کے عوض ایک درہم کو دو درہموں کے عوض اور ایک صاع کو دو صاعوں کے عوض فروخت نہ کرو۔مجھے تم پر سود کا خدشہ ہے۔"ایک شخص اٹھا۔اس نے عرض کی"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کا اس شخص کے بارے کیا خیال ہے جو ایک گھوڑے کو کئی گھوڑوں کے عوض اور عمدہ نسل کی اونٹنی کو کئی اونٹوں کے عوض فروخت کرتا ہے"آپ نے فرمایا:"اس میں کوئی حرج نہیں جبکہ یہ دست بدست ہو۔"

امام احمد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں بقیع میں اونٹ فروخت کرتا تھا۔میں دیناروں سے فروخت کرتا اور دراہم سے لیتا تھا۔آپ نے فرمایا:ایک دینار کو دو دیناروں کے عوض اور ایک درھم کو دو درھموں کے عوض فروخت نہ کرو۔"

زید بن عیاش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے بیضاء (سفید گندم) کو سلت (چھلکے دار گندم) کے عوض فروخت کرنے کے بارے عرض کی۔انہوں نے پوچھا"ان میں سے افضل کون سی ہے؟ انہوں نے عرض کی:"بیضاء"انہوں نے انہیں اس سے منع کردیا،اور کہا"میں نے آپ کو سنا۔آپ سے خشک کھجوروں کو تر کھجوروں کے عوض فروخت کرنے کے بارے میں پوچھا جارہا تھا۔آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:"کیا تر کھجور خشک ہو کر کم ہو جاتی ہے؟"انہوں نے عرض کی:"ہاں!آپ نے انہیں منع کردیا۔"

امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے کھجور کے درخت پر شگوفے آنے سے پہلے اس کی بیع سلم کردی۔انہوں نے اسے کہا"اس طرح نہ کرو"اس نے عرض کی"کیوں"؟انہوں نے فرمایا:"اس لئے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد ہمایوں میں ایک شخص نے شگوفے نمودار ہونے سے قبل کھجوروں کی بیع کردی۔اس سال کھجور کے درختوں پر کچھ بھی نہ لگا۔خریدار نے کہا"یہ میرے لئے ہے حتیٰ کہ اس کے شگوفے نمودار ہو جائیں۔بائع نے کہا"میں نے اس سال کی کھجوریں تمہیں دے دیں ہیں"انہوں نے اپنا جھگڑا بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پیش کیا۔آپ نے بیچنے والے سے کہا"کیا اس نے تمہاری کھجوروں سے کچھ لیا"اس نے عرض کی"نہیں"آپ نے فرمایا:"پھر تم اس کا مال کیسے حلال سمجھتے ہو"جو رقم اس سے لی تھی اسے واپس کردو۔"کھجوروں میں بیع سلم نہ کیا کرو حتیٰ کہ ان کی صلاحیت عیاں ہو جائے۔"

محمد بن عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔اس نے عرض کی"آپ کا کیا خیال ہے اگر میں اپنے نفس اور مال سے جہاد کروں تو مجھے کیا ملے گا؟ آپ نے فرمایا:

"جنت" جب وہ چلا گیا تو فرمایا "سوائے قرض کے مجھے اسی کے بارے ابھی ابھی حضرت جبرائیل نے سرگوشی کی ہے۔"

امام احمد نے حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے کیا ملے گا اگر میں لگاتار راہ خدا میں جہاد کرتا ہوں اور مجھے شہید کر دیا جائے۔" آپ نے فرمایا: "جنت" جب وہ چلا گیا تو فرمایا "سوائے قرض کے، مجھے ابھی ابھی حضرت جبرائیل نے اس کے بارے میں سرگوشی کی ہے۔"

امام احمد نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی "آپ کا کیا خیال ہے اگر میں اپنے نفس اور مال کے ساتھ جہاد کروں تو مجھے اس حال میں شہید کر دیا جائے کہ میں صبر کرنے والا، حصول ثواب کا متمنی، آگے بڑھ کر حملہ کرنے والا اور پیٹھ پھیرنے والا نہ ہوں تو کیا میں جنت میں داخل ہو جاؤں گا؟ آپ نے فرمایا: "ہاں! اس نے اپنی عرضگذاشت دو یا تین بار دہرائی۔ آپ نے فرمایا: "ہاں! اور بشرطیکہ تم پر اتنا قرض نہ ہو جسے تم ادا نہ کرسکو۔"

امام احمد نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا: "اعوذ باللّٰہ من الکفر والدین" ایک شخص نے عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا قرض کفر کے برابر ہوسکتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ہاں!"

امام احمد نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم بارگاہ رسالت پناہ میں حاضر تھے کہ ایک جنازہ لایا گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی نماز جنازہ پڑھائیں۔" آپ نے فرمایا: کیا اس نے کچھ چھوڑا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم "نہیں۔" آپ نے فرمایا: "کیا اس نے خود پر قرض چھوڑا ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کی "کیا ہم اس کی نماز جنازہ نہ پڑھیں؟ اس کے بعد ایک اور نماز جنازہ لایا گیا۔ آپ نے فرمایا: "کیا اس پر قرض ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کی "نہیں" آپ نے فرمایا: "کیا اس نے کچھ چھوڑا ہے؟ صحابہ کرام: اس نے تین دینار چھوڑے ہیں" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یعنی دین داغ" پھر تیسرا جنازہ لایا گیا۔ آپ نے فرمایا: "کیا اس پر قرض ہے؟ صحابہ کرام: ہاں! آپ نے فرمایا: "کیا اس نے کچھ چھوڑا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نہیں۔ آپ نے فرمایا: "اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھو۔ انصاری شخص (حضرت ابوقتادہ) نے عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کا قرض مجھ پر ہے۔ آپ اس کی نماز جنازہ ادا کریں۔"

شیخین نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایسے شخص کا جنازہ لایا جاتا جس پر قرض ہوتا آپ اس کے بارے پوچھتے "کیا اس نے قرض کی ادائیگی کے لئے کچھ چھوڑا ہے" اگر عرض کی جاتی ہے کہ اس نے کچھ چھوڑا ہے تو آپ اس کی نماز جنازہ پڑھا دیتے ورنہ فرماتے۔ "اپنے دوست کی نماز جنازہ پڑھ لو" جب اللہ تعالیٰ نے فتوحات کا دروازہ کشادہ فرما دیا، تو فرمایا: "میں اہل ایمان کے ان کے نفوس سے بھی زیادہ قریبی ہوں، جو وفات پا جائے۔ اس پر قرض ہو تو اس کا قرض مجھ پر ہے۔ جس نے مال چھوڑا، وہ اس کے ورثاء کے لیے ہے۔"

امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے معراج کی رات دیکھا کہ جنت کے دروازے پر لکھا ہوا تھا "صدقہ کا اجر دس گناہ ہے، جبکہ قرض کا اجر اٹھارہ گنا ہے۔"

امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کا جوان اونٹ تھا۔ وہ تقاضا کرنے آیا۔ آپ نے فرمایا: "اسے عطا کر دو" انہوں نے جوان اونٹ کو تلاش کیا مگر انہیں ایسا اونٹ ملا جو عمر میں اس سے زائد تھا۔ آپ نے فرمایا: "اسے یہی عطا کر دو۔"

اس نے عرض کی "آپ نے مجھے پورا حق دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو پورا اجر و ثواب دے" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے بہترین وہ ہے جو اچھے طریقے سے قرض ادا کرے گا۔"

امام احمد اور امام نسائی نے حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ کو جوان اونٹ بیچا پھر رقم کا تقاضا کرنے آیا۔ میں نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم مجھے میرے اونٹ کی قیمت ادا کریں۔ آپ نے اس روز مجھے وہ اونٹ عطا کیا جو اس سے عمر میں زیادہ تھا۔ انہوں نے عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم یہ میرے اونٹ سے بہتر ہے" آپ نے فرمایا: "تم میں سے بہترین وہ شخص ہے جو ادائیگی قرض کے اعتبار سے عمدہ ہے۔"

امام احمد اور امام بیہقی نے حضرت سعد بن الاطول رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان کا بھائی مر گیا۔ اس نے تین سو دینار چھوڑے۔ اس نے اہل و عیال چھوڑے۔ میں نے ان پر خرچ کرنے کا ارادہ کیا۔ آپ نے مجھے فرمایا "تمہارا بھائی قرض کی وجہ سے محبوس ہے جاؤ اس کا قرض ادا کرو۔" میں گیا۔ اس کا قرض ادا کیا، پھر حاضر خدمت ہوا۔ میں نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اس کا قرض ادا کر دیا ہے۔ صرف ایک عورت رہ گئی ہے جو دو دیناروں کا تقاضا کر رہی ہے۔ اس کے پاس گواہ نہیں۔" آپ نے فرمایا: "اسے دے دو یہ صدقہ ہے۔"

امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ کے عہد ہمایوں میں قیمتوں میں اضافہ ہو گیا۔" صحابہ کرام نے عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کاش! آپ اشیاء کی قیمتیں مقرر کر دیں" آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ خالق، قابض، باسط، رازق اور مسعر ہے۔ مجھے یقین ہے کہ میں اپنے رب تعالیٰ سے اس حالت میں ملاقات کروں گا، مجھ سے کوئی کسی ظلم کا بدلہ نہ مانگے گا جو میں نے اس خون یا مال میں کیا ہو۔"

امام احمد، ابو داؤد اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ قیمتیں مقرر کر دیں۔ آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ ہی قیمتیں طے کرتا ہے وہ رفیع کرتا ہے۔ رو بہ زوال کرتا ہے، لیکن مجھے یقین ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے اس طرح ملاقات کروں گا کہ میں نے کسی پر ظلم نہیں کیا ہو گا" دوسری روایت میں ہے "اللہ تعالیٰ نیچے کرتا ہے۔ بلند کرتا ہے۔ مجھے امید ہے کہ میں اپنے رب تعالیٰ سے اس طرح ملاقات کروں گا کہ تم میں سے کوئی ظلم کی بناء پر مجھ سے خون یا مال کا تقاضا نہ کر رہا ہو گا" امام احمد نے حضرت شرید بن سوید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کی "یارسول

اللہ! ﷺ ایسی سرزمین جس میں کسی کی شراکت نہ ہو نہ تقسیم ہو، نہ اجرت ہو۔" آپ نے فرمایا" پڑوسی اس کی طرف پہل کرنے کا زیادہ مستحق ہے۔"

امام احمد نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا:"میں نے عرض کی:" یارسول اللہ! ﷺ سب سے بڑا ظلم کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا:" ذراع بھر زمین جو کوئی اپنے بھائی کے حق میں سے لے لے جو سنگریزہ بھی اس نے ظلم کرتے ہوئے لیا وہ تہ زمین تک اس کے گلے کا طوق بنے گا۔ اس کی گہرائی وہی جانتا ہے جس نے اسے تخلیق کیا ہے۔"

ابو داؤد نے مزینہ کے ایک شخص سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا:" ایک مسلمان عورت نے آپ کے لئے کھانا بنایا۔

امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انصار نے عرض کی! یارسول اللہ! ﷺ یہ کھجوریں ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے مابین تقسیم کر دیں" آپ نے فرمایا:" نہیں۔ تم نے مشقت کے اعتبار سے ہماری کفایت کی، ہم پھل میں تمہارے ساتھ شرکت کریں گے" انہوں نے عرض کی:" ہم نے غور سے سنا اور اطاعت کی۔"

شیخین نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ ایک زمین کی طرف تشریف لے گئے جو کھیتی کی وجہ سے جھوم رہی تھی۔ آپ نے پوچھا" یہ کس کی ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی" فلاں نے اسے کرایہ پر لیا ہے" آپ نے فرمایا:" اگر یہ اسے عطا کر دے تو اس کے لئے اس بہتر سے ہے کہ وہ اس کی معلوم اجرت لے۔"

۱۵۔ لقطہ، لقیط، ھبہ، ھدیہ اور وصیت کے بارے میں فتوے

امام مالک، امام احمد، ابن ماجہ، ابو داؤد، شیخین نے حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ سے لقطہ کے بارے میں پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا: اس کی رسی کو اچھی طرح جان لو، پھر اس کا سر بند اور ڈاٹ اچھی طرح دیکھ لو۔ ایک سال تک اس کی پہچان کراؤ۔ جب اس کا مالک آ جائے تو یہ امانت اس کے سپرد کر دو۔" اس نے عرض کی" بھٹکے ہوئے اونٹ کے بارے کیا حکم ہے؟ یہ سن کر آپ کا چہرہ انور سرخ ہو گیا آپ نے فرمایا:" تمہارا اور اس کا کیا تعلق؟ اس کا مشکیزہ اور پاؤں اس کے ساتھ ہے یہ پانی پیتا ہے۔ درخت کے پتے کھاتا ہے۔ اسے چھوڑ دو، حتیٰ کہ اس کا مالک اسے پالے" اس نے عرض کی "گم شدہ بکری کے بارے میں کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا:" وہ تمہارے لئے یا تمہارے بھائی کے لئے یا بھیڑیئے کے لئے۔" ایک قول کے مطابق عرض کی گئی" گم شدہ اونٹ کے بارے میں کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: تمہارا اور اس کا کیا تعلق؟ اس کا مشکیزہ اور جوتا اس کے ساتھ ہے وہ پانی پر جاتا ہے۔ درختوں کے پتے کھاتا ہے حتیٰ کہ اس کا مالک اس کے ساتھ ملاقات کر لے۔"

دار قطنی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ سے لقطہ کے بارے میں عرض کی گئی۔ تو آپ نے

فرمایا: "لقطہ حلال نہیں ہے جو کسی چیز کو اٹھالے۔ وہ اس کی پہچان کرائے۔ اگر اس کا مالک آجائے تو اسے اس کے حوالے کر دے۔ اگر وہ نہ آئے تو اسے صدقہ کر دے۔ اگر وہ آجائے تو اسے اختیار حاصل ہے۔ چاہے تو اجر لے لے اور چاہے تو وہ چیز جو اس کے لئے ہے۔"

امام بیہقی' ابو داؤد نے مقداد بن عمرو سے روایت کیا ہے کہ وہ کسی روز ضروری کام کے لئے نکلے' لوگ دو یا تین ایام کے لئے ضروری کام کے لئے جاتے تھے۔

امام احمد نے عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان کے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مابین بعثت سے پہلے بھی جان پہچان تھی۔ جب آپ کی بعثت ہوئی تو انہوں نے آپ کو تحفہ دیا۔ میرا گمان ہے کہ وہ اونٹ تھا آپ نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ آپ نے فرمایا: "میں مشرکین سے زبد قبول نہیں کرتا" میں نے عرض کی: "زبد سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: "ان کا تحفہ اور ہدیہ۔"

امام بخاری نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان کے والد انہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے کر آئے۔ انہوں نے عرض کی: "میں نے اپنے اس بچے کو غلام ہبہ کیا ہے" آپ نے فرمایا: "کیا تم نے اپنے ہر ہر بچے کو اسی طرح کا غلام ہبہ کیا ہے؟ اس نے عرض کی "نہیں۔" آپ نے فرمایا: "وہ اس سے واپس لے لو" دوسری روایت میں ہے کہ ان کی والدہ محترمہ حضرت بنت رواحہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے پوچھا کہ وہ اس بچہ کو کچھ ہبہ کر دیں۔ آپ نے فرمایا: کیا تمہارا اس کے علاوہ بھی کوئی بچہ ہے؟ اس نے عرض کی' ہاں! آپ نے فرمایا: "مجھے ظلم پر گواہ نہ بناؤ" یا "میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا۔"

عبد بن حمید' امام احمد' بخاری اور ابو داؤد نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: "میں نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے دو پڑوسی ہیں میں ان میں سے کسے ہدیہ دوں؟

آپ نے فرمایا: "جس کا دروازہ تمہارے زیادہ قریب ہے۔"

امام مسلم' ابو داؤد اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک شخص بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی' یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کون سا صدقہ بہترین وافضل اور اجر کے اعتبار سے بڑا ہے؟ آپ نے فرمایا: "یہ کہ تم اس حالت میں صدقہ کرو کہ تم صحیح ہو خود ضرورت مند ہو اور تمہیں غربت کا اندیشہ ہو دولت آنے کی امید ہو۔ انتظار نہ کرو حتیٰ کہ جب روح حلقوم تک پہنچ جائے اور کہو' فلاں کے لئے یہ فلاں کے لئے یہ فلاں کے لئے یہ۔"

امام احمد نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کیا تم جانتے ہو کہ کون سا صدقہ افضل ہے؟ انہوں نے عرض کی: "اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے بہترین جانتے ہیں" آپ نے فرمایا: "وہ ہدیہ جس کی وجہ تم سے کوئی ایک اپنے بھائی کو درہم' سواری کی کمر' بکری یا گائے کا دودھ پیش کرے۔"

شیخین نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری عیادت

کے لئے تشریف لائے ۔ یہ حجۃ الوداع کا سال تھا۔ مجھے بڑا سخت درد تھا۔ میں نے عرض کی: "یارسول اللہ! ﷺ میرے درد کی شدت کا عالم آپ دیکھ رہے ہیں ۔ میں صاحب مال ہوں صرف ایک بچی ہی میری وارث ہے ۔ کیا میں اپنا سارا مال صدقہ کر دوں ۔ آپ نے فرمایا: "نہیں" میں نے عرض کی: "اپنے مال کے دو ثلث" آپ نے فرمایا: "نہیں" میں نے عرض کی: "نصف" آپ نے فرمایا: "نہیں" میں نے عرض کی: "ایک ثلث" آپ نے فرمایا: "ثلث بھی بہت ہے" تمہارا تمہارے مال سے صدقہ کرنا صدقہ ہے تمہارا اہل وعیال پر خرچ کرنا صدقہ ہے ۔ تمہارا تمہاری زوجہ کو کھلانا صدقہ ہے ۔ بھلائی کے ساتھ اہل خانہ کو چھوڑنا اس سے بہتر ہے کہ تم انہیں اس حالت پر چھوڑو کہ وہ لوگوں سے دست سوال دراز کرتے رہیں ۔"

ابوداؤد نے حضرت عمرو بن شعیب سے انہوں نے اپنے والد گرامی سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے روایت کیا ہے کہ ان کے دادا عاص بن وائل نے انہیں وصیت کی کہ وہ اس کی طرف سے ایک سو غلام آزاد کریں ۔ اس کے بیٹے ہشام نے اس کی طرف سے پچاس غلام آزاد کر دیئے ۔ اس کے بیٹے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ وہ بقیہ پچاس بھی آزاد کر دیں ۔ انہوں نے کہا "حتیٰ کہ میں پہلے حضور اکرم ﷺ سے اس کے متعلق پوچھ لوں" وہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے ۔ عرض کی "یارسول اللہ! ﷺ میرے باپ نے ایک سو غلام آزاد کرنے کی وصیت کی تھی ۔ ہشام نے اس کی طرف سے پچاس غلام آزاد کئے ۔ اس پر پچاس غلام آزاد کرنا تھے کیا میں اس کی طرف سے بقیہ غلام آزاد کر سکتا ہوں؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "اگر وہ مسلمان ہوتا تو تم اس کی طرف سے آزاد کرتے یا اس کی طرف سے صدقہ کرتے یا اس کی طرف سے حج کرتے تو یہ اس تک پہنچ جاتے ۔"

ابوداؤد اور نسائی نے حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے وہ اپنے والد اور دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا ۔ اس نے عرض کی "میں محتاج ہوں میرے پاس کچھ نہیں میرے پاس ایک یتیم ہے ۔" آپ نے فرمایا: "اپنے یتیم کے مال سے کھاؤ مگر نہ تو اسراف کرتے ہوئے نہ ہی جلدی کرتے ہوئے اور نہ ہی اپنی سرمایہ کاری کی غرض سے اس کا مال جمع کرو ۔"

۱۶۔ فرائض اور مواریث کے بارے آپ ﷺ کے کچھ فتوے

امام احمد اور دار قطنی نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا ۔ اس نے عرض کی "میرا بیٹا مر گیا ہے" اس کی وراثت میں سے میرا حصہ کیا ہے؟ جب وہ جانے لگا تو آپ نے فرمایا: تیرے لئے چھٹا حصہ ہے جب وہ جانے لگا تو فرمایا "تمہارے لئے دوسرا چھٹا حصہ ہے" جب وہ جانے لگا تو آپ نے اسے یاد فرمایا اور فرمایا: "دوسرا چھٹا حصہ تیرے لئے رزق (مال غنیمت یا خراج) ہے ۔"

الطبرانی نے الاوسط میں اور ابوشیخ نے فرائض میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے ۔ انہوں نے فرمایا:

''میں نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کی''دادی کا حصہ کیسے نکلے گا؟ آپ نے فرمایا:''یا عمر اس کے بارے تمہارا سوال کیا ہے۔ میرا گمان ہے کہ اس سوال کا جواب جاننے سے پہلے تمہارا وصال ہو جائے گا۔''

حضرت سعید بن مسیب ﷺ نے فرمایا:''یہ علم ہونے سے پہلے ہی ان کا وصال ہو گیا'' ابن راہویہ اور ابن مردویہ نے (الشیخ نے اسے صحیح کہا ہے) حضرت ابن مسیب ﷺ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم ﷺ سے پوچھا''کلالہ کی وراثت کیسے تقسیم ہوگی؟ آپ نے فرمایا:''کیا اللہ تعالیٰ نے اسے بیان نہیں فرمایا؟ آپ نے یہ آیت طیبہ پڑھی۔''

وَاِنۡ كَانَ رَجُلٌ يُّوۡرَثُ كَلٰلَةً (النساء۔۱۲)

ترجمہ: اگر ہو وہ شخص جس کی میراث تقسیم کی جانے والی ہے کلالہ ہو۔

گویا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کا مفہوم نہ سمجھا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت طیبہ نازل کر دی:

يَسۡتَفۡتُوۡنَكَ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفۡتِيۡكُمۡ فِى الۡـكَلٰلَةِ ؕ (النساء:۱۷۶)

ترجمہ: فتویٰ پوچھتے ہیں آپ سے آپ فرمایئے اللہ تعالیٰ فتویٰ دیتا ہے کلالہ کے بارے میں۔

گویا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابھی تک اسے نہ سمجھا۔ انہوں نے حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا۔ جب تم دیکھو کہ حضور اکرم ﷺ کا مزاج ہمایوں خوش گوار ہے تو آپ سے اس مسئلہ کے بارے پوچھا۔ میں نے جب مزاج ہمایوں کو خوش دیکھا تو آپ سے اس کے متعلق سوال کیا۔ آپ نے فرمایا:''میرا خیال ہے کہ تمہارے والد صاحب نے ہی تم سے یہ سوال کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ تمہارے والد صاحب اسے کبھی نہ سمجھ سکیں گے'' وہ کہتے تھے''میرا خیال ہے کہ میں اس مسئلہ کو کبھی نہ سمجھ سکوں گا'' آپ نے وہ کچھ فرما دیا جو فرما دیا۔''

ابو شیخ نے کتاب الفرائض میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا:''میں نے حضور اکرم ﷺ سے کلالہ کے متعلق سوال کیا۔ آپ نے فرمایا:''جو باپ اور بیٹے سے خالی ہو'' یعنی نہ ہو۔ حضرت زید بن اسلم سے بھی اسی طرح روایت ہے۔

دار قطنی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ سے پھوپھی اور خالہ کی وراثت کے بارے سوال کیا گیا۔ آپ نے فرمایا:''مجھے علم نہیں حتیٰ کہ حضرت جبرائیل امین میرے پاس آ جائیں۔'' پھر فرمایا''وہ شخص کہاں ہے جو پھوپھی اور خالہ کی میراث کے بارے میں پوچھ رہا تھا؟ وہ شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا:''جبرائیل امین نے میرے کان میں کہا ہے کہ ان کے لئے کوئی حصہ نہیں ہے''مسعدہ کے علاوہ اسے محمد بن عمر سے کسی نے روایت نہیں کیا۔ یہ ضعیف ہے صحیح یہ ہے کہ یہ روایت مرسل ہے۔''

ابوداؤد اور امام ترمذی نے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا:''میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ ﷺ! اس شخص کے بارے کیا سنت ہے جو مسلمانوں میں سے کسی ایک شخص کے ہاتھوں اسلام قبول کرتا ہے؟

آپ نے فرمایا: "وہ شخص اس کی زندگی اور موت کا دیگر لوگوں سے زیادہ مستحق ہے۔"

ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک عورت بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئی۔ اس نے عرض کی "میں نے اپنی والدہ کو ایک لونڈی بطور صدقہ دی تھی اب اس کا وصال ہوگیا ہے اور اس نے وہ لونڈی چھوڑی ہے" آپ نے فرمایا: "تمہارا اجر لازم ہوگیا وہ لونڈی تمہاری میراث میں تمہارے پاس واپس آ گئی۔"

امام احمد نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کی "یارسول اللہ! ﷺ میں نے اپنی امی جان کو ان کی زندگی میں ایک باغ دیا تھا۔ اب ان کا وصال ہوگیا۔ اب اس کا میرے علاوہ کوئی وارث نہیں ہے۔" آپ نے فرمایا: "اسے لے لو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارا باغ تمہیں واپس کر دیا اور تمہارا صدقہ قبول کر لیا۔"

۷۔ عتق کے متعلق کچھ فتوے

ابن ماجہ اور امام بیہقی نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "میں نے عرض کی: "یارسول اللہ! ﷺ کون سا غلام آزاد کرنا افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: "جو اپنے اہل کے نزدیک سب سے زیادہ نفیس ہو۔ قیمت کے اعتبار سے جو سب سے زیادہ گراں ہو" امام احمد' شیخین' نسائی اور ابن حبان نے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: "اعمال میں سے افضل اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا ہے۔ راہ خدا میں جہاد کرنا ہے۔ آپ سے عرض کی گئی "کون سا غلام آزاد کرنا زیادہ افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: "جو اپنے اہل کے نزدیک زیادہ نفیس ہو اور قیمت کے اعتبار سے گراں ہو" آپ سے عرض کی گئی "اگر میں یہ نہ پاؤں تو؟ آپ نے فرمایا: "پھر کسی کاری گر کی مدد کرو یا ایسے شخص کے لئے کچھ بنا دو جو کسی ہنر سے آشنا نہ ہو" اس نے عرض کی "اگر مجھ میں یہ طاقت بھی نہ ہو؟ آپ نے فرمایا: "لوگوں سے اپنے شر کو روک لو یہ بھی صدقہ ہے جسے تم اپنے نفس پر صدقہ کر رہے ہو۔"

شیخین نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے عرض کی: "یارسول اللہ! ﷺ کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا' راہ خدا میں جہاد کرنا" میں نے عرض کی: "کون سا غلام آزاد کرنا افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: "جو اپنے اہل کے ہاں نفیس ہو۔ قیمت کے اعتبار سے زیادہ ہو" انہوں نے عرض کی: "اگر میں اس طرح نہ کرسکوں تو؟ آپ نے فرمایا: "پھر کسی کاری گر کی مدد کرو یا کسی بے ہنر کے لئے کچھ بنا دو" "میں نے عرض کی: "یارسول اللہ! ﷺ اگر میں کچھ بھی نہ کرسکوں تو آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ نے فرمایا: "پھر لوگوں سے اپنی اذیتوں کو دور رکھو۔"

امام احمد نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک اعرابی بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی "یارسول اللہ! ﷺ مجھے ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں داخل کر دے" آپ نے فرمایا: "تم نے بات چھوٹی کی لیکن سوال بڑا کر دیا۔ غلام آزاد کرو اور غلام آزاد کرنے میں مدد کرو" اس نے عرض کی "یارسول اللہ! ﷺ کیا ان سے مراد ایک ہی نہیں؟ آپ نے فرمایا: "نہیں غلام آزاد کرنے سے مراد یہ ہے کہ تم تنہا اسے آزاد کرو اور غلام کی آزادی میں

مدد کرنے سے مراد یہ ہے کہ تم اس کی آزادی میں اس کی مدد کرو۔"

امام مسلم نے حضرت معاویہ بن حکم سلمی سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "اسی اثناء میں کہ میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ نماز ادا کر رہا تھا کہ ایک شخص نے چھینک ماری۔ میں نے اسے "یرحمک اللہ" کہا صحابہ کرام نے مجھے تیز نظروں سے دیکھا۔ میں نے کہا "تمہاری خیر! تم مجھے اس طرح کیوں دیکھ رہے ہو" انہوں نے اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر مارے جب میں نے انہیں دیکھا کہ وہ مجھے خاموش کرا رہے ہیں تو میں خاموش ہوگیا۔ جب آپ نے نماز ادا کرلی۔ میرے والدین آپ پر نثار! میں نے آپ سے پہلے یا آپ کے بعد ایسا معلم نہیں دیکھا جو تعلیم دینے میں آپ سے زیادہ عمدہ ہو۔ اللہ کی قسم! آپ نے مجھے نہ تو جھڑکا نہ مارا نہ برا بھلا کہا۔ آپ نے فرمایا: "نماز میں یہ روا نہیں کہ اس طرح کلام کیا جائے جس طرح لوگ کلام کرتے ہیں۔ یہ تو صرف تسبیح، تکبیر اور قرأت قرآن ہے۔"

شیخین نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ایک لونڈی آزاد کردی۔ انہوں نے آپ سے اذن طلب نہ کیا جب وہ دن آیا جس دن ان کی باری تھی تو انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ! ﷺ کیا آپ کو علم ہے کہ میں نے اپنی لونڈی آزاد کردی ہے؟ آپ نے کہا "کیا تم نے اس طرح کیا ہے؟" انہوں نے عرض کی: "ہاں! آپ نے فرمایا کہ" اگر تم وہ اپنے ماموؤں کو دے دیتی تو تمہیں زیادہ اجر ملتا۔"

امام احمد اور ابو داؤد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی: "یارسول اللہ! ﷺ میں اپنے خادم کو کتنی دفعہ معاف کردوں۔ آپ خاموش ہو گئے اس نے دوبارہ عرض کی۔ آپ پھر بھی خاموش رہے اس نے تیسری بار عرض کی تو فرمایا "اسے ہر روز ستر بار معاف کیا کرو" امام احمد ابو داؤد اور امام بیہقی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اور امام بیہقی نے حضرت میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ یہ آپ کی خادمہ تھیں۔ امام الطبرانی اور امام احمد نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے عرض کی: "میری امی کا وصال ہوگیا ان پر نذر تھی جسے انہوں نے پورا نہ کیا تھا۔" آپ نے فرمایا: "تم ان کی طرف سے نذر کو پورا کردو۔"

امام بیہقی اور شیخین نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے ارادہ کیا کہ وہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو خرید کر آزاد کردیں مگر ان کے اہل نے کہا "ہم اس شرط پر اسے بیچیں گے کہ اس کی ولاء (حق وراثت) ان کی ہو گی۔ انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے یہ عرض کی تو آپ نے فرمایا: "تمہیں یہ امر اس چیز سے روک نہ دے ولاء اسی کی ہوتی ہے جو آزاد کرتا ہے۔"

۱۸۔نکاح وغیرہ کے متعلق کچھ فتوے

امام احمد اور امام نسائی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سی عورت بہتر ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''وہ عورت بہتر ہوتی ہے جب تم اسے دیکھو تو وہ تمہیں خوش کر دے۔جب تم اسے حکم دو تو وہ اطاعت بجالائے۔وہ مال اور نفس میں سے ناپسندیدہ امر میں مرد کی مخالفت نہ کرے۔''

ابن نجار نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: ''یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کون سی عورت افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''وہ عورت سب سے اچھی ہے جب مرد اسے دیکھے تو وہ اسے خوش کر دے۔جب وہ اسے حکم کرے تو وہ اطاعت بجالائے۔وہ نفس اور مال کے متعلق کسی ایسی چیز سے اس کی مخالفت نہ کرے جو اسے ناپسند ہو۔''

امام ترمذی نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: ''جب سونے اور چاندی کے بارے وہ کچھ نازل ہوا جو نازل ہوا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا: ''کاش ہم جان لیتے کہ کون سا مال افضل ہے؟ ہم اسے حاصل کر لیتے؟ آپ نے فرمایا: ''افضل چیز ذکر کرنے والی زبان، شکر گزار دل اور ایسی مومنہ بیوی ہے جو اس کے ایمان پر اس کی مدد کرے۔''

ابوداؤد نے حسن سند کے ساتھ حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: ''میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم میں سے کسی ایک پر بیوی کا حق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''یہ کہ تم اسے کھلاؤ جب وہ کھانا چاہے جب وہ پہننا چاہے تو تم اسے پہناؤ۔نہ تو اس کے چہرے پر مارا جائے نہ اسے ملامت کی جائے اور اسے صرف گھر میں ہی چھوڑا جائے۔''

ابوداؤد نے حضرت بہز بن حکیم رضی اللہ عنہ سے وہ اپنے والد گرامی اور وہ اپنے پدر بزرگوار سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا: ''میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی ''یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ہماری خواتین کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟

آپ نے فرمایا: ''انہیں اسی میں سے کھلاؤ جو کچھ خود کھاتے ہو۔جو خود پہنتے ہو وہی کچھ انہیں پہناؤ نہ انہیں مارو نہ انہیں برا بھلا کہو۔''

الطبرانی نے حضرت سعد بن منصور اللیثی سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: حضرت عثمان بن مظعون بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے۔انہوں نے عرض کی: ''یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پسند نہیں کرتا کہ میری بیوی میری شرم گاہ دیکھے'' آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اسے تمہارے لئے لباس بنایا ہے۔تمہیں اس کے لئے لباس بنایا ہے۔میری اہلیہ میری شرم گاہ دیکھتی ہے اور میں اس کی شرم گاہ کو دیکھتا ہوں۔''

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے فرمایا: ''ایک شخص بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔اس نے عرض کی ''یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اذن عطا فرمائیں کہ میں خود کو خصی کرا لوں'' آپ نے فرمایا: ''میری امت کا خصاء روزے اور قیام ہے۔''

امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:۔میں نے عرض کی:"یارسول اللہ ﷺ! میں جوان شخص ہوں مجھے بدکاری کا خدشہ ہے۔میرے پاس مال نہیں جس سے میں عورتوں سے نکاح کروں" آپ خاموش رہے، پھر میں نے اسی طرح عرض کی۔آپ خاموش رہے۔میں نے پھر عرض کی۔آپ خاموش رہے۔میں نے پھر عرض کی۔ آپ نے فرمایا:"ابوہریرہ! جس چیز نے تمہیں ملنا ہے اس کے بارے میں قلم خشک ہو چکا ہے خواہ اس پر مخصوص ہو جاؤ یا چھوڑ دو۔"

امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:"تم میں سے کسی کا اپنی زوجہ کے ساتھ وظیفۂ زوجیت ادا کرنا بھی صدقہ ہے۔" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی"یارسول اللہ! ﷺ اگر ہم میں سے کوئی (اپنی زوجہ کے ساتھ) اپنی شہوت پوری کرے تو اس کے لئے اس میں بھی اجروثواب ہوگا؟ آپ نے فرمایا:"تمہارا کیا خیال ہے اگر وہ یہ خواہش حرام طریقے سے پوری کرے تو کیا یہ اس کے لئے وبال جان نہ ہوگا۔اسی طرح اگر وہ حلال طریقے سے اپنی تمنا پوری کرتا ہے تو اس کے لئے اجر ہے۔"

امام احمد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔جسے عکاف بن بشر تمیمی کہا جاتا تھا۔آپ نے اسے فرمایا"عکاف! کیا تمہاری زوجہ ہے؟ اس نے عرض کی"نہیں" آپ نے پوچھا "لونڈی بھی نہیں ہے؟ اس نے عرض کی"نہیں" آپ نے پوچھا"کیا بھلائی کی آسائش ہے؟ اس نے عرض کی"بھلائی کی آسائش ہے" فرمایا"پھر تو تم شیاطین کے بھائیوں میں سے ہو۔اگر تم عیسائیوں میں سے ہوتے تو تم ان کے راہب ہوتے۔ ہماری سنت مطہرہ نکاح ہے۔تمہارے کنوارے شریرترین لوگ ہیں۔تمہارے مردوں میں سے ذلیل ترین تمہارے کنوارے ہیں۔وہ شیاطین کا باپ ہے جس کے ساتھ تم کھیلتے ہو۔شیاطین کے لئے اس سے بہتر کوئی اسلحہ نہیں ہے۔پاکباز افراد عورتوں کے ساتھ شادی کرنے والے ہی ہیں۔وہ پاکیزہ ہیں۔فحش گوئی سے پاک ہیں۔عکاف! تمہاری خیر! یہ خواتین ہی حضرات ایوب' داؤد' یوسف اور کرسف علیہم السلام کی ساتھی تھیں" حضرت بشر بن عطیہ نے عرض کی"یارسول اللہ! ﷺ یہ کرسف کون تھا؟ آپ نے فرمایا: "کرسف وہ شخص تھا جس نے تین سو سال تک سمندر کے ساحل پر رب تعالیٰ کی عبادت کی۔یہ دن کو روزہ رکھتا تھا۔رات بھر قیام کرتا تھا، پھر اس نے ایک عورت کی وجہ سے رب تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا۔اس عورت کے ساتھ اسے عشق ہو گیا تھا۔اس نے رب تعالیٰ کی عبادت کو ترک کر دیا، پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے کسی عمل کی وجہ سے اس پر نظر کرم کی،اور اس کی توبہ قبول کر لی۔عکاف! تیری خیر! شادی کر لو ورنہ تم نہ ادھر کے اور نہ ہی ادھر کے رہو گے۔"انہوں نے عرض کی:"یارسول اللہ! ﷺ میری شادی کر دیں" آپ نے فرمایا:"میں نے کریمہ بنت کلثوم حمیری سے تمہارا نکاح کر دیا ہے۔"

ابو داؤد طیالسی' امام احمد' امام مسلم' ابوداؤد اور ترمذی (انہوں نے اسے حسن صحیح کہا ہے) اور امام نسائی نے حضرت ابی بن زرعہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے اپنے دادا جان سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا:"میں نے حضور اکرم ﷺ سے اچانک نظر پڑ جانے کے بارے سوال کیا۔آپ نے فرمایا کہ میں اچانک نظر پھیر لوں۔"

امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر تھا۔ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی کہ اس نے انصار کی ایک خاتون سے نکاح کر لیا ہے۔'' آپ نے فرمایا: ''کیا تم نے اس کو دیکھا ہے؟ انہوں نے عرض کی: ''نہیں۔''

آپ نے فرمایا: ''جاؤ اور اسے دیکھو۔ انصار کی آنکھوں میں کچھ ہے۔''

شیخین نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے آپ سے اس لڑکی کے بارے میں پوچھا جس کے اہل خانہ اس کا نکاح کر رہے ہوں کہ کیا اس سے پوچھا جائے گا؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں! اس سے پوچھا جائے گا'' میں نے عرض کی: ''اسے تو حیاء آئے گی۔''

شیخین نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ثیبہ عورت کا نکاح نہ کیا جائے حتیٰ کہ اس سے مشورہ لے لیا جائے جبکہ باکرہ کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک کہ اس سے اذن نہ لے لیا جائے۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی ''یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کا اذن کیا ہوگا؟'' آپ نے فرمایا: ''اس کا سکوت ہی اس کا اذن ہوگا۔''

دارقطنی نے حضرت عبداللہ بن معقل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''ایک انصاری صحابی نے ایک عورت سے نکاح کر لیا۔ وہ بیمار تھا۔ لوگوں نے کہا'' یہ نکاح جائز نہیں یہ ثلث میں سے ہے'' جب یہ مسئلہ آپ کی خدمت میں پیش ہوا تو آپ نے فرمایا: ''نکاح جائز ہے۔ یہ ثلث میں سے نہیں ہوگا۔'' دارقطنی نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''ہم نے آپ سے عورت کے حق مہر کے بارے سوال کیا۔'' آپ نے فرمایا: ''جس پر ان کے اہل خانہ متفق ہو جائیں۔''

دارقطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''یتیموں کے نکاح کر دو'' آپ نے تین دفعہ اسی طرح فرمایا۔ آپ سے عرض کی گئی ''ان کے مابین حق مہر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جس پر ان کے اہل خانہ راضی ہو جائیں خواہ وہ اراک کی شاخ ہی ہو۔''

امام احمد نے حضرت ابوحدرد اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ کہ وہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے تاکہ عورت کے حق مہر کے بارے پوچھیں۔ آپ نے فرمایا: ''اسے حق مہر دو'' اس نے عرض کی ''دوسو'' آپ نے فرمایا: ''اگر تم بطحان (نالے) کے پانی سے چلو بھر لیتے ہو پھر بھی تم اضافہ نہ کرتے۔''

امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ سے اس شخص کے متعلق سوال کیا گیا جو کسی عورت کے ساتھ نکاح کرے۔ اس کا حق مہر مقرر کرے کیا وہ اس کے ساتھ اسے کچھ دیئے بغیر وظیفہ زوجیت ادا کر سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''وہ اس کے ساتھ وظیفہ زوجیت ادا نہ کرے حتیٰ کہ وہ اسے کچھ عطا کر دے خواہ اسے اپنے جوتے ہی دے۔''

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ افلح، ابوقعیس کا بھائی ان کی خدمت میں اذن باریابی کے لئے حاضر ہوا۔ یہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کا رضاعی چچا تھا۔ اس وقت پردہ کے احکام نازل ہو چکے تھے، مگر انہوں نے اسے اجازت دینے سے

انکار کر دیا۔ جب حضور اکرم ﷺ آئے تو میں نے آپ کو اس واقعہ کے متعلق بتایا۔ آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں اسے اذن دے دوں" امام مسلم نے حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک اعرابی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ میرے گھر میں جلوہ افروز تھے۔ اس نے عرض کی "یا نبی اللہ ﷺ میری ایک بیوی تھی اس پر میں نے دوسری عورت سے شادی کر لی ہے۔ میری پہلی بیوی کا گمان ہے کہ اس نے میری دوسری بیوی کو ایک دفعہ یا دو دفعہ دودھ پلایا تھا" آپ نے فرمایا: "ایک دفعہ یا دو دفعہ دودھ چوسنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔"

عبدالرزاق نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضرت سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئیں۔ انہوں نے عرض کی: حضرت سالم حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے منہ بولا بیٹے تھے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب حکیم میں فرمایا ہے۔

اُدۡعُوۡهُمۡ لِاٰبَآئِهِمۡ۔ (الاحزاب:۵)

ترجمہ: بلایا کرو انہیں ان کے باپوں کی نسبت سے۔

حضرت سالم ہمارے پاس آتے ہیں میں ایک ہی کپڑے میں ہوتی ہوں۔ ہم تنگدستی میں ہیں۔" آپ نے فرمایا: "تم اسے دودھ پلا دو تم اس پر حرام ہو جاؤں گی" امام زہری نے لکھا ہے "ایک ام المومنین نے فرمایا ہے: "تم نہیں جانتے شاید یہ صرف حضرت سالم رضی اللہ عنہ کے لئے رخصت ہو" امام زہری نے کہا ہے "حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا یہ فتویٰ دیتی تھیں کہ دودھ چھڑانے کے بعد بھی رضاعت حرام کر دیتی ہے" حتیٰ کہ ان کا وصال ہو گیا۔ ان سے ہی روایت ہے کہ حضرت ابو حذیفہ بن عتبہ بدری صحابی تھے۔ انہوں نے حضرت سالم کو اپنا بیٹا بنا رکھا تھا۔ انہیں مولیٰ ابی حذیفہ کہا جاتا تھا۔ جیسے حضور اکرم ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو اپنا بیٹا بنا رکھا تھا، اور ان کا نکاح کر دیا تھا۔ حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ انہیں اپنا بیٹا سمجھتے تھے۔ انہوں نے ان کا نکاح اپنی بھتیجی فاطمہ بنت ولید بن عتبہ سے کر دیا تھا۔ یہ اولین مہاجرات میں سے تھیں۔ یہ قریش کی افضل خواتین میں سے تھیں۔ جب مذکورہ بالا آیت طیبہ نازل ہوئی تو ان سارے افراد کو ان کے والدوں کی طرف لوٹا دیا گیا۔ اگر کسی کے والد کے بارے میں علم نہ تھا تو اسے اس کے موالی کی طرف لوٹا دیا گیا۔ حضرت سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا حاضر خدمت ہوئیں یہ حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں۔ انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ! ﷺ ہم سالم کو اپنا بیٹا سمجھتے تھے۔ وہ میرے پاس آتا تھا۔ میرے پاس ایک ہی کپڑا ہوتا تھا۔ ہمارے پاس ایک ہی گھر تھا۔ اب آپ کی کیا رائے ہے؟ امام زہری نے لکھا ہے "ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ نے انہیں فرمایا "اسے اپنا دودھ پلا دو۔"

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابو حذیفہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سالم کو اپنا بیٹا بنایا ہوا تھا۔ انہوں نے ان کا نکاح حضرت ہند بنت ولید سے کیا تھا۔ یہ انصاری عورت کے غلام تھے۔ جیسے حضور اکرم ﷺ نے حضرت زید کو اپنا بیٹا بنایا ہوا تھا۔ زمانہ جاہلیت میں جو شخص جس کو بیٹا بنا لیتا تو لوگ اسے اسی کی طرف منسوب

کرکے بلاتے تھے۔ وہ اس کا وارث بھی بنتا تھا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیت طیبہ نازل کر دی۔ انہیں ان کے آباء کی طرف لوٹا دیا گیا۔ جس کا باپ معلوم نہ تھا وہ آزاد کردہ غلام اور دینی بھائی تھا۔ حضرت سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا آپ کی خدمت میں آئیں۔ یہ حضرت ابوحذیفہ کی زوجہ تھیں۔ انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہم سالم کو اپنا بیٹا سمجھتے تھے۔" وہ میرے اور ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ایک ہی کمرے میں سوتا تھا۔ وہ مجھے اپنے سامنے دیکھ لیتا تھا۔ آپ جانتے ہیں کہ اب رب تعالیٰ نے کیا احکام نازل کئے ہیں اب آپ کی کیا رائے ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم اسے اپنا دودھ پلادو" انہوں نے انہیں پانچ گھونٹ دودھ پلادیا۔ وہ ان کے رضاعی بیٹے کی طرح تھے۔ اسی لئے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنی بھانجیوں اور بھتیجیوں کو حکم دیتی تھیں کہ وہ اس شخص کو دودھ پلادیں جسے ام المومنین دیکھنا پسند کرتی تھیں۔ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتا۔ اگر بڑا ہوتا تو اسے پانچ گھونٹ پلا دیئے جاتے۔ حضرت ام سلمہ اور دیگر ساری ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن انکار فرماتی تھیں کہ اس طرح کی رضاعت کی وجہ سے کوئی شخص ان کے پاس آئے، حتیٰ کہ وہ پنگوڑے میں ہی دودھ پی لیتا۔ وہ حضرت ام المومنین سے کہتی "بخدا! ہم نہیں جانتی کہ اس طرح کی رضاعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سالم رضی اللہ عنہ کے لئے ہی مخصوص کی ہو۔"

امام احمد، امام بخاری اور ابوداؤد نے حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ام یحییٰ بنت ابی اہاب سے شادی کر لی۔ ایک سیاہ فام لونڈی آئی۔ اس نے کہا "میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے" انہوں نے کہا "میں نے اس کا تذکرہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں کیا۔

امام بخاری کی روایت میں ہے۔ "انہوں نے ابواہاب بن عزیز کی نورنظر سے شادی کی۔ ایک عورت آئی۔ اس نے کہا "میں نے عقبہ کو دودھ پلایا ہے۔ اس عورت کو بھی دودھ پلایا ہے جس کے ساتھ انہوں نے شادی کی ہے۔ حضرت عقبہ نے کہا "میں نہیں جانتا کہ تم نے مجھے دودھ پلایا نہ ہی تم نے مجھے بتایا۔ وہ جلد سوار ہو کر بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو گئے۔ آپ نے فرمایا: "یہ نکاح کیسے ہو سکتا ہے؟ جبکہ تمہیں بتایا گیا ہے جو بتایا گیا ہے۔" حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو جدا کر دیا اور کسی دوسری عورت سے نکاح کر لیا۔"

امام احمد اور امام ترمذی (انہوں نے اسے صحیح روایت لکھا ہے) نے حضرت حجاج بن حجاج سلمی نے اور انہوں نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے دودھ پلانے کا حق کیسے اترے گا؟ آپ نے فرمایا: "اسے ایک غلام یا لونڈی دینے سے۔"

امام احمد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے آپ سے عرض کی "رضاعت کے لئے کتنے گواہ کافی ہیں؟ آپ نے فرمایا: "ایک مرد اور ایک عورت" دارقطنی (انہوں نے اسے ضعیف کہا ہے) نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کسی یہودن یا عیسائی عورت سے شادی کرنے کا ارادہ کیا۔ انہوں نے اس کے بارے آپ سے التجاء کی۔ آپ نے انہیں منع کر دیا۔ آپ نے فرمایا: "وہ تمہیں محصن نہ کرے گی۔"

امام شافعی ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ضحاک بن فیروز دیلمی نے اور انہوں نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے عرض کی: "یارسول اللہ! ﷺ میں نے اسلام قبول کرلیا ہے۔ میری زوجیت میں دو بہنیں ہیں" آپ نے فرمایا: "ان میں سے جسے چاہو طلاق دے دو۔"

شیخین نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں۔ اس عورت نے دوسرے خاوند سے نکاح کرلیا۔ مگر اس سے دخول سے پہلے طلاق دے دی۔ پہلے خاوند نے اس کے ساتھ نکاح کرنے کا ارادہ کیا۔ اس نے آپ سے پوچھا۔ آپ نے فرمایا: "نہیں۔" حتیٰ کہ اس عورت سے دوسرا خاوند اس طرح لطف اندوز ہو جس طرح پہلے خاوند نے لطف اٹھایا۔"

امام نسائی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ سے اس شخص کے بارے عرض کی گئی جو اپنی بیوی کو طلاق دے دے ایک شخص اس کے ساتھ نکاح کرلے۔ وہ دروازہ بند کرلے۔ پردہ لٹکا دے پھر دخول سے پہلے اسے طلاق دے دے۔" آپ نے فرمایا: "وہ پہلے کے لئے حلال نہ ہوگی حتیٰ کہ دوسرا اس کے ساتھ مجامعت کرلے۔"

ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ سے محلل کے بارے پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا: "وہ حرص کا نکاح نہ ہو نہ ہی کتاب الٰہی سے مذاق کرتے ہوئے نکاح کیا گیا ہو حتیٰ کہ وہ اس کا مزہ چکھ لے۔"

ابن ماجہ اور دارقطنی نے حضرت علقمہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں عاریۃً مانگے ہوئے بکرے کے بارے نہ بتاؤں۔" صحابہ کرام نے عرض کی "ضرور! یارسول اللہ! ﷺ" آپ نے فرمایا: "وہ محلل ہے" پھر آپ نے حلالہ کرنے والے اور جس کے لئے کر دیا گیا ہو دونوں پر لعنت کی۔"

امام شافعی ابوداؤد اور دارقطنی طحاوی بغوی اور ابن قانع نے حضرت حارث رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا "میں نے اسلام قبول کیا تو میرے پاس آٹھ عورتیں (بیویاں) تھیں۔ میں نے اس امر کا تذکرہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں کیا۔ آپ نے فرمایا: "ان میں سے چار کو پسند کرو بقیہ کو جدا کردو۔"

امام شافعی نے حضرت نوفل بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے اسلام قبول کیا تو میرے پاس پانچ بیویاں تھیں۔ میں نے اس کے بارے آپ سے عرض کی تو آپ نے فرمایا: "ان میں سے ایک کو جدا کردو، چار کو زوجیت میں رہنے دو" میں اپنی بیویوں کے پاس گیا۔ ان میں سے ایک ساٹھ سال سے میرے پاس تھی جو بانجھ تھی۔ میں نے اسے جدا کر دیا۔"

امام احمد اور ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے عہد مبارک میں ایک شخص مسلمان ہو کر آیا، پھر اس کی بیوی بھی مسلمان ہو کر آ گئی۔ اس شخص نے عرض کی "یارسول اللہ! ﷺ اس نے میرے ساتھ ہی اسلام قبول کرلیا تھا" آپ نے وہ عورت اسے لوٹا دی۔

دارقطنی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میری عورت کسی چھونے والے کا ہاتھ واپس نہیں کرتی" آپ نے فرمایا: "اسے طلاق دے دو" اس نے عرض کی "میں اس کے ساتھ محبت کرتا ہوں" آپ نے فرمایا: "پھر اسے روکے رکھو۔"

امام شافعی نے حضرت خزیمہ بنت ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے اپنی زوجہ کی دبر (پیٹھ) میں جماع کرنے کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے فرمایا: "حلال ہے" جب وہ جانے لگا تو آپ نے اسے بلایا یا اسے بلانے کا حکم دیا۔ اسے بلایا گیا۔ آپ نے پوچھا "تم نے کیسے پوچھا کہ دونوں سوراخوں میں سے کس میں مجامعت کرنا جائز ہے۔ عورت کے پیچھے سے تو اس کی قبل (فرج) میں وظیفۂ زوجیت ادا کرنا صحیح ہے، لیکن اس کی دبر (پیٹھ) میں جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے سے حیاء نہیں کرتا۔ "عورتوں کی پیٹھوں میں جماع نہ کیا کرو۔"

امام ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں ہلاک ہو گیا۔" آپ نے پوچھا "تمہیں کس چیز نے ہلاک کیا؟ عرض کی "میں نے آج رات اپنا کجاوا الٹا کر دیا" آپ نے انہیں کوئی جواب نہ دیا۔ اس وقت یہ آیت طیبہ اتری۔

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۪ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ۫ (البقرۃ: ۲۲۳)

ترجمہ: تمہاری بیویاں تمہاری کھیتی ہیں۔ سو تم آؤ اپنے کھیت میں جس طرح چاہو۔

اپنی زوجہ کی شرم گاہ (فرج) میں آگے پیچھے سے جماع کرلو لیکن اس کی پیٹھ اور حالت حیض میں جماع نہ کرو۔"

امام احمد نے حضرت اسماء بنت یزید سے روایت کیا ہے کہ وہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر تھیں۔ آپ کی خدمت میں مرد اور خواتین حاضر تھیں۔ آپ نے فرمایا: "شاید کہ کوئی مرد بتا دے کہ وہ اپنی اہلیہ سے کیا کرتا ہے۔ شاید ایک عورت بتا دے کہ وہ اپنے خاوند کے ساتھ کیا کرتی ہے؟ لوگ ایک دوسرے کو اشارے کرنے لگے۔ میں نے عرض کی: "ہاں! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! عورتیں بھی اس طرح کرتی ہیں۔ مرد بھی اس طرح کرتے ہیں" آپ نے فرمایا: "اس طرح نہ کیا کرو۔ اس کی مثال وہ شیطان ہے جو کسی شیطانہ کو سرِ راہ ملے اور اس پر چھا جائے۔ جبکہ لوگ اسے دیکھ رہے ہوں۔"

امام احمد، مسلم، ابوداؤد اور بیہقی نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عزل کے بارے میں پوچھا گیا" امام احمد کی روایت میں ہے "ہم نے آپ سے عزل کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے فرمایا: "کرلیا کرو۔ رب تعالیٰ نے جو فیصلہ کیا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔ تمام پانی سے تو بچہ پیدا نہیں ہوتا۔"

امام عبدالرزاق اور ترمذی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "کچھ مسلمان آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اگر ہمارے پاس لونڈیاں ہوں تو کیا ہم ان سے عزل کر سکتے ہیں؟ یہودی گمان کرتے ہیں کہ یہ چھوٹا زندہ گاڑھ دینا ہے۔" آپ نے فرمایا: "یہود جھوٹ بولتے ہیں۔ یہود جھوٹ

بولتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ بچہ تخلیق کرنا چاہے تو اسے کوئی نہیں روک سکتا۔" امام عبدالرزاق کے الفاظ یہ ہیں: "ایک انصاری صحابی بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میری ایک لونڈی ہے۔ میں اس کے ساتھ عزل کرتا ہوں۔" آپ نے فرمایا: "جو کچھ تقدیر میں ہو وہ ہو کر رہتا ہے۔" کچھ مدت کے بعد ہی وہ حاملہ ہوگئی۔ وہ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ عرض کی: "وہ تو حاملہ ہوگئی ہے۔" آپ نے فرمایا: "جس نفس کے بارے میں رب تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ وہ پیدا ہو وہ ہو کر رہے گا۔"

امام احمد اور امام مسلم حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ سے عزل کے بارے سوال کیا گیا۔ آپ نے فرمایا: "تم پر کیا حرج ہے کہ تم نہ کرو۔ رب تعالیٰ نے لکھ دیا ہے جس کی وہ روز قیامت تک تخلیق کرنے والا ہے۔"

امام احمد نے حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ ہمارے پاس سے گزرے۔ ہم خواتین میں تھیں۔ آپ نے ہمیں سلام کیا۔ آپ نے فرمایا: "نعمتوں کرنے والے کے انکار سے بچنا۔ شاید تم میں سے ایک کافی مدت تک اپنے والدین کے پاس رہے، حتیٰ کہ کافی عمر کی ہو جائے، پھر رب تعالیٰ اسے خاوند عطا کرے۔ رب تعالیٰ اسے اس سے مال اور اولاد عطا کرے۔ وہ ناراض ہو جائے تو کہنے لگے: "میں نے تو اس سے ایک روز بھی بھلائی نہیں دیکھی۔"

امام شافعی، شیخان، اور دارقطنی نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہند بنت عقبہ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئیں۔ انہوں نے عرض کی: "ابوسفیان حریص شخص ہیں۔ وہ مجھے اتنا مال نہیں دیتے جو مجھے اور میری اولاد کے لیے کافی ہو۔ سوائے اس مال کے جو میں لے لوں اور انہیں خبر تک نہ ہو۔" آپ نے فرمایا: "اتنا مال بھلائی کے ساتھ لے لیا کرو جو تمہارے لیے اور تمہاری اولاد کے لیے کافی ہو۔"

امام بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک شخص حاضر خدمت ہوا۔ اس نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرے پاس ایک دینار ہے۔" آپ نے فرمایا: "اسے خود پر خرچ کرلو۔" اس نے عرض کی: "میرے پاس ایک اور ہے۔" آپ نے فرمایا: "اسے اپنی اولاد پر خرچ کرلو۔" اس نے عرض کی: "میرے پاس ایک اور بھی ہے۔" آپ نے فرمایا: "اسے اپنی اہلیہ پر خرچ کرو۔"

امام احمد نے حضرت رائطہ زوجہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ ایک ہنر مند عورت تھی۔ وہ سامان فروخت کرتی اور صدقہ کرتی تھیں ایک روز انہوں نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "تم نے اور تمہاری اولاد نے مجھے مشغول کر دیا ہے۔ میں تمہارے ساتھ صدقہ نہیں کر سکتی۔" انہوں نے کہا: "یہ پسندیدہ امر نہیں اس میں اجر نہ ہو اور تم یہ کام کرو۔" ان دونوں نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں عرض کی: "حضور اکرم ﷺ نے انہیں فرمایا: "جو کچھ تم ان پر خرچ کرتی ہو اس کا تمہیں اجر و ثواب ملتا ہے۔"

۱۹-طلاق،خلع،ایلاء،ظہار،لعان،الحاق ولد اور عدت کے بارے فتوے

ترمذی اور دارقطنی نے حضرت عبداللہ بن یزید بن رکانہ رضی اللہ عنہ سے،انہوں نے اپنے والد گرامی اور انہوں نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔میں نے عرض کی:"یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں نے اپنی بیوی کو تینوں طلاقیں دے دی ہیں۔بخدا میں نے صرف ایک کا ارادہ کیا تھا۔" آپ نے ان کی بات کو دہراتے ہوئے فرمایا:"بخدا! میں نے صرف ایک کا ارادہ کیا تھا۔" حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی:"میں نے صرف ایک کا ارادہ کیا تھا۔" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ان کی بیوی لوٹا دی۔انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں دوسری اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں تیسری طلاق دے دی تھی۔"

دارقطنی نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"ایک انصاری شخص نے اپنی بیوی کو ایک ہزار طلاقیں دے دیں۔اس کے بچے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے۔انہوں نے عرض کی:"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہمارے والد نے ہماری والدہ کو ایک ہزار طلاقیں دے دی ہیں کیا ان کے لئے اس سے نکلنے کی کچھ راہ ہے؟" آپ نے فرمایا:"تمہارا باپ اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرا ورنہ وہ اس سے نکلنے کی سبیل پیدا فرما دیتا۔" وہ عورت تین طلاقوں کی وجہ سے اس سے جدا ہو گئی ہے مگر یہ طلاقیں سنت کے مطابق نہیں ہیں جبکہ نوسو ستانوے طلاقیں اس کی گردن میں گناہ ہیں۔"

دارقطنی نے لکھا ہے کہ اس کے راوی مجہول ہیں۔اس کے سارے راوی مجہول ہیں۔سوائے ہمارے شیخ اور ابن عبدالباقی کے،شیخان،ابوداؤد،نسائی،ابن ماجہ،ابن جریر،ابن منذر،ابویعلیٰ،ابن مردود اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اپنی زوجہ کو طلاق دے دی جبکہ وہ حالت حیض میں تھی۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا تذکرہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا۔یہ سن کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناراض ہو گئے۔آپ نے اسے فرمایا"اسے چاہیے کہ وہ رجوع کر لے اسے اپنے پاس روکے رکھے حتیٰ کہ وہ پاک ہو جائے اگر اس کے لئے لازمی ہو تو اسے طلاق دے دے جبکہ وہ پاکیزہ ہو اور یہ مباشرت سے قبل ہو۔یہی وہ عدت ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اس کے پیش نظر رکھ کر عورتوں کو طلاق دی جائے۔"

پھر آپ نے یہ آیت طیبہ تلاوت کی۔

اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ (الطلاق:۱)

ترجمہ: جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دینے کا ارادہ کرو تو انہیں طلاق دو ان کی عدت کو ملحوظ رکھتے ہوئے۔

دارقطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔اس نے شکایت کی کہ اس کے آقا نے اس کا نکاح کیا اب وہ ارادہ کرتا ہے کہ وہ اس کے اور اس کی بیوی کے مابین جدائی ڈال دے۔آپ نے اللہ رب العزت کی حمد وثناء بیان کی پھر فرمایا"لوگوں کو کیا ہو گیا ہے۔وہ اپنے غلاموں اور لونڈیوں کا نکاح

کرتے ہیں، پھر ارادہ کرتے ہیں کہ وہ ان کے مابین جدائی ڈال دیں۔ ارے! طلاق کا وہی مالک ہے جو پنڈلی پکڑنے والا ہو۔" (جو خاوند ہو)

امام احمد نے حضرت ابو ذر سے دار قطنی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ! آپ کا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے کیا خیال ہے "الطلاق مرتان" تیسری طلاق کا تذکرہ کہاں ہے۔ آپ نے فرمایا: "اس آیت طیبہ میں۔"

فَاِمۡسَاكٌۢ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ تَسۡرِيۡحٌۢ بِاِحۡسَانٍ‌ؕ (البقرۃ:۲۲۹)

ترجمہ: یا تو روک لینا ہے بھلائی کے ساتھ یا چھوڑ دینا ہے آسانی کے ساتھ۔

شیخین نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے قسم اٹھائی کہ وہ اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس ایک ماہ تک تشریف نہ لے جائیں گے۔ جب انتیس دن گزر گئے تو آپ صبح یا شام کے وقت ان کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ سے عرض کی گئی "یارسول اللہ ﷺ! آپ نے تو قسم اٹھائی تھی کہ ہمارے پاس ایک ماہ تک نہ آئیں گے۔ آپ نے فرمایا: "کبھی مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔"

امام بیہقی نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے قسم اٹھائی کہ آپ اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس ایک ماہ تک جلوہ گر نہ ہوں گے۔"

ترمذی، بیہقی اور دار قطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ اس نے اپنی زوجہ سے ظہار کیا تھا پھر اس کے ساتھ مباشرت کر بیٹھا تھا۔ اس نے عرض کی "یارسول اللہ! ﷺ میں نے اپنی زوجہ سے ظہار کیا پھر کفارہ ادا کرنے سے پہلے اس کے ساتھ مباشرت کر بیٹھا ہوں" آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے تمہیں اس کام پر کس چیز نے ابھارا" اس نے عرض کی "میں نے چاند کی چاندنی میں اس کی پازیب کو دیکھا تھا" آپ نے فرمایا: "اس کے قریب نہ جاؤ حتیٰ کہ تم وہ کفارہ ادا کرلو جس کا اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے۔"

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری شخص حاضر خدمت ہوا۔ اس نے کہا "اگر کوئی اپنی بیوی کے ساتھ کسی اجنبی مرد کو دیکھے۔ اس کے بارے میں کہا: تم اسے کوڑے لگاؤ گے، یا تم اسے قتل کر دو گے اگر انسان خاموش رہا تو وہ غیظ و غضب پر خاموش رہے گا۔ بخدا! میں حضور اکرم ﷺ سے ضرور پوچھوں گا۔ دوسرے روز وہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے عرض کی "اگر کوئی شخص کسی اجنبی مرد کو اپنی بیوی کے ہمراہ پائے تو وہ کیا کرے۔ کیا تم اسے کوڑے مارو گے۔ یا تم اسے قتل کر دو گے" اگر وہ خاموش رہے تو وہ غیظ و غضب پر خاموش رہے گا" آپ نے یہ دعا مانگی "مولا! مجھ پر یہ مسئلہ کھول دے" آپ دعا مانگنے لگے۔ اس وقت لعان کی دو آیتیں نازل ہوئیں۔

وَالَّذِيۡنَ يَرۡمُوۡنَ اَزۡوَاجَهُمۡ وَلَمۡ يَكُنۡ لَّهُمۡ شُهَدَآءُ اِلَّاۤ اَنۡفُسُهُمۡ (النور:۶)

ترجمہ: اور وہ خاوند جو تہمت لگاتے ہیں اپنی بیویوں پر اور نہ ہوں ان کے پاس کوئی گواہ بجز اپنے۔

آپ نے اس شخص کو سارے لوگوں کے سامنے آزمائش میں ڈالا، اور وہ اس کی زوجہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئی۔ انہوں نے لعان کیا۔ مرد نے چار بار اپنا نام لے کر گواہیاں دیں کہ وہ سچوں میں سے ہے اس نے پانچویں بار کہا: "اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹا ہو" وہ بھی لعان کرنے لگی۔ آپ نے اسے رک جا' کہا، مگر اس نے انکار کر دیا۔ اس نے لعان کیا۔ جب وہ جانے لگے تو آپ نے فرمایا: "یہ سیاہ فام گھنگھریالے بالوں والا بچہ لے کر آئے گی۔" وہ سیاہ فام گھنگھریالے بالوں والا بچہ لے کر آئی۔

شیخین نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی: "یارسول اللہ! ﷺ میرے ہاں کالا بچہ پیدا ہوا ہے۔ میں نے اس کا انکار کر دیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اسے فرمایا "کیا تمہارے اونٹ ہیں؟ اس نے عرض کی "ہاں! آپ نے فرمایا: "ان کی رنگت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "کیا ان میں سفید سیاہی مائل بھی ہیں؟ اس نے عرض کی "ان میں سفید سیاہی مائل بھی ہیں" آپ نے فرمایا: "تمہارا کیا خیال ہے کہ وہ کہاں سے آ گئے؟ اس نے عرض کی "ایک رگ نے اس کا یہ رنگ کھینچ لیا" آپ نے فرمایا: شاید کسی رگ نے اس کا رنگ بھی کھینچ لیا ہو۔" آپ نے اسے اس بچے سے نفی کرنے کی اجازت نہ دی۔"

امام احمد نے حضرت مولیٰ آل زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت بنت زمعہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "میں بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئی۔ میں نے عرض کی: "میرا باپ زمعہ مر گیا ہے اس نے اپنی ام ولد کو چھوڑا ہے۔ ہم اس کو کسی مرد کے ساتھ (بدکاری) میں مبتلا سمجھتے تھے۔ اس نے ایسا بچہ جنم دیا ہے جو اس شخص کے مشابہ ہے جس کے ساتھ ہمیں اس کے بارے شبہ تھا۔ آپ نے انہیں فرمایا "تم تو اس سے پردہ کرو نا وہ تمہارا بھائی نہیں ہے۔ اس کے لئے وراثت ہے۔"

ابوداؤد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک شخص اٹھا۔ اس نے عرض کی "یارسول اللہ! ﷺ میرے فلاں بیٹے نے زمانہ جاہلیت میں ایک لونڈی سے بدکاری کی۔" حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "اسلام میں بیگانوں کی طرف اپنا نسب منسوب کرنا درست نہیں۔ زمانہ جاہلیت کا امر ختم ہو گیا بچہ صاحب فراش کا ہے اور بدکار کے لئے پتھر ہیں۔"

اس سے مراد یہ ہے کہ زانی کا بچہ میں سے کوئی حصہ نہیں۔ وہ صاحب فراش کا ہے۔ زانی کو سنگسار کیا جائے گا، یا اس کے لئے صرف پتھر ہیں اور کچھ نہیں اس کے لئے صرف خسارہ اور نقصان ہے۔"

امام احمد اور ابوداؤد نے حضرت رافع بن سنان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اسلام قبول کر لیا، مگر ان کی زوجہ نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ وہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئی۔ اس نے کہا "میری بچی" وہ بچی شیر خوار تھی۔ حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے کہا "یہ میری بچی ہے" آپ نے حضرت رافع رضی اللہ عنہ سے فرمایا "ایک کونے میں بیٹھ جاؤ" ان کی زوجہ سے فرمایا "دوسرے کونے میں بیٹھ جا" آپ نے بچی کو ان کے درمیان بٹھایا۔ فرمایا "تم دونوں اسے بلاؤ" بچی اپنی

ماں کی طرف مائل ہوئی۔آپ نے یہ دعا مانگی "مولا! اسے ہدایت نصیب فرما۔" بچی اپنے باپ کی طرف چلی گئی۔انہوں نے اسے حاصل کرلیا۔"

امام احمد ابوداؤد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک عورت بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئی۔ اس نے عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ میرا نورِ نظر ہے۔میرا پیٹ اس کے لئے پناہ گاہ تھا۔میرے پستان اس کے لئے دودھ کا مشکیزہ تھے۔میری گود اس کے لئے ملجا و ماویٰ تھی۔اس کے والد نے مجھے طلاق دے دی ہے۔اس نے ارادہ کیا ہے کہ اسے مجھ سے چھین لے" آپ نے فرمایا: "جب تک تم نکاح نہیں کرتی تم اس کی زیادہ مستحق ہو۔"

ابوداؤد اور امام ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی زوجہ نے اپنے خاوند کے ساتھ خلع کرلیا۔آپ نے اس کی عدت ایک حیض مقرر فرمائی۔

امام شافعی امام احمد اور امام بخاری نے حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت سبیعہ اسلمیہ رضی اللہ عنہا کو اپنے خاوند کے انتقال کے بعد کئی راتیں نفاس کا خون آیا وہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئیں اور نکاح کرنے کا اذن طلب کیا آپ نے انہیں اذن دے دیا۔انہوں نے نکاح کرلیا۔"

امام احمد امام شافعی اور امام بخاری نے حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے آپ سے حاملہ خواتین کی عدت کے بارے پوچھا۔آپ نے فرمایا: "ان کی عدت وضع حمل ہے۔"

امام مسلم نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک خیمہ کے پاس لایا گیا۔جس کے اندر ایک عورت کی زچگی کا وقت تھا۔آپ نے فرمایا: "شاید اس کا ارادہ ہے کہ وہ اس کے ساتھ صحبت کرے" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی "ہاں! آپ نے فرمایا: "میں نے ارادہ کرلیا تھا کہ میں اس پر اس طرح کی لعنت کروں جو اس کے ساتھ اس کی قبر میں داخل ہو۔وہ اس کا کیسے وارث بنے گا، حالانکہ وہ اس کے لئے حلال نہیں ہے۔وہ اسے کیسے خدمت کے لئے کہے گا وہ اس کے لئے حلال ہی نہیں ہے۔"

امام بیہقی نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان کی زوجیت میں ام کلثوم بنت عقبہ تھیں۔انہوں نے انہیں کہا جبکہ وہ حاملہ تھیں "میں پسند کرتی ہوں کہ تم مجھے ایک طلاق دے کر خوش کرو" انہوں نے اسی طرح کیا۔وہ مسجد گئے۔واپس آئے تو انہوں نے بچہ جنم دے دیا تھا۔وہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہو گئے،اور جو کچھ کہا تھا اس کے بارے عرض کی۔آپ نے فرمایا: "نوشتہ اپنی مدت تک پہنچ چکا ہے اسے اس کے نفس کی طرف ہی پیغام نکاح دو" انہوں نے فرمایا: "اس نے مجھے دھوکہ دیا،اور اللہ تعالیٰ نے اسے دھوکہ کی سزا دی۔"

امام مسلم نے حضرت سلمہ بن عبدالرحمان روایت کیا ہے کہ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ کی بہن نے انہیں بتایا ہے کہ حضرت ابوحفص بن مغیرہ رضی اللہ عنہ نے انہیں تین طلاقیں دے دیں، پھر یمن چلے گئے۔ان کے اہلِ خانہ نے

انہیں کہا "تمہارا نفقہ ہم پر لازم نہیں ہے۔" حضرت خالد بن ولید کچھ ساتھیوں کے ساتھ عازم سفر ہوئے۔ وہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ انہوں نے کہا "ابو حفص نے اپنی زوجہ کو تین طلاقیں دے دی ہیں کیا اسے نفقہ ملے گا؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس کے لئے نفقہ نہیں۔ اس پر عدت گزارنا لازم ہے۔ آپ نے ان کی طرف پیغام بھیجا۔ "اپنے نفس کے بارے مجھ سے سبقت نہ لے جانا" آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ ام شریک کے گھر منتقل ہو جائیں پھر ان کو پیغام بھیجا کہ حضرت ام شریک کے گھر اولین مہاجرین آتے ہیں تم حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے گھر چلی جاؤ۔ وہ نابینا ہیں جب تم اپنی اوڑھنی رکھ دو گی وہ تمہیں دیکھ نہ سکیں گے۔" وہ ان کے گھر چلی گئیں۔ جب ان کی عدت گزر گئی تو آپ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے ساتھ ان کا نکاح کر دیا۔"

امام مسلم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میری خالہ کو طلاق ہو گئی۔ انہوں نے اپنی کھجور کے پھل کو چننے کا ارادہ کیا۔ ایک شخص نے انہیں باہر نکلنے پر جھڑکا۔ وہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں آئیں۔ آپ نے فرمایا: بلکہ تم اپنی کھجور کے پھل کو چنو۔ شاید کہ تم اس سے صدقہ کرو۔ یا بھلائی کے کام کرو۔" امام بیہقی نے حضرت زینب بنت کعب بن عجرہ سے روایت کیا ہے۔ یہ حضرت سعید کی زوجیت میں تھیں۔ ان کی بہن فریعہ بنت مالک اپنے خاوند کے ساتھ مدینہ طیبہ کی کسی بستی میں تھیں ان کے خاوند نے کافروں کا تعاقب کیا مگر انہوں نے انہیں شہید کر دیا۔ وہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئیں۔ اپنے گھر کی وحشت کا تذکرہ کیا۔ انہوں نے عرض کی: وہ اس گھر میں ہیں جوان کا نہیں ہے۔ انہوں نے اجازت طلب کی۔ وہ اپنے بھائیوں کے گھر مدینہ طیبہ میں آ جائیں، پھر آپ نے انہیں یاد فرمایا، اور فرمایا: "تم اس گھر میں سکونت رکھو جس میں تمہیں تمہارے خاوند کی موت کا پیغام ملا ہے حتیٰ کہ عدت ختم ہو جائے۔"

شیخین نے حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "ایک عورت بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئی۔ اس نے عرض کی "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میری نور نظر کا خاوند مر گیا ہے۔ اس کی آنکھوں میں تکلیف ہے، کیا وہ آنکھوں میں سرمہ ڈال سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا: "نہیں" آپ نے دو یا تین بار یہی جواب دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ صرف چار ماہ دس دن کی بات ہے، جبکہ زمانہ جاہلیت میں تم میں سے ایک عورت ایک سال کے بعد مینگنیاں پھینکتی تھی۔"

شیخین اور بیہقی نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت ام سلمہ اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک عورت بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئی۔ اس نے عرض کی کہ اس کی نور نظر کا خاوند فوت ہو گیا ہے۔ اس کی آنکھ میں تکلیف ہے وہ سرمہ ڈالنا چاہتی ہے۔" آپ نے فرمایا: "یہ تو صرف چار ماہ دس دنوں کی بات ہے۔ زمانہ جاہلیت میں تم میں سے کوئی عورت ایک سال کے ختم ہونے کے بعد مینگنیاں پھینکتی تھی۔"

ابو داؤد نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو میں

آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔میں نے اپنی آنکھوں پر ایلوا لگا رکھا تھا۔آپ نے فرمایا:''ام سلمہ! یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی:''یہ ایلوا ہے اس میں خوشبو نہیں ہے۔آپ نے فرمایا:''یہ چہرے کے حسن کو بڑھاتا ہے۔اسے صرف رات کے وقت لگا یا کرو۔دن کے وقت اسے اتار دیا کرو۔نہ تو خوشبو لگا کر کنگھی کیا کرو۔نہ ہی مہندی لگانا یہ خضاب ہے۔میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں کس چیز کے ساتھ کنگھی کیا کروں؟'' حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:''اپنے سر پر بیری کے پتوں کا لیپ کرلیا کرو۔''

۲۰- جنایات اور حدود کے بارے کچھ فتوے

امام احمد نے حضرت مرید بن عبداللہ سے اور انہوں نے حضور اکرم ﷺ کے ایک صحابی سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے آمر (حکم دینے والے) اور قتل کرنے والے کے متعلق سوال کیا گیا۔آپ نے فرمایا:''آگ کو ستر اجزاء میں تقسیم کیا گیا ہے آمر کے لیے ۶۹ اجزاء ہیں جبکہ قاتل کے لیے ایک جزء ہے۔جو اسی کے لیے کافی ہے۔''

شیخان نے حضرت عدی بن خیار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت مقداد بن عمرو الکندی رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کی:''آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر میں کفار کے کسی شخص کو دیکھوں۔ہم باہم نبرد آزما ہو جائیں۔وہ تلوار مار کر میرا ایک ہاتھ کاٹ دے،پھر مجھ سے دور ہٹ کر درخت کی پناہ میں چلا جائے۔وہ کہے:''میں اللہ تعالیٰ کے لیے اسلام لایا۔یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا میں اسے یہ کہنے کے بعد بھی قتل کر دوں؟'' آپ نے فرمایا:''تم اسے قتل نہ کرو۔''انہوں نے عرض کی:''یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اس نے میرا ایک ہاتھ بھی کاٹ دیا ہو۔اسے کاٹنے کے بعد اس نے یوں کہا ہو۔'' حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:''اسے قتل نہ کرو۔اگر تم نے اسے قتل کر دیا تو وہ تمہارے مقام پر ہوگا اس سے قبل نہ تم اسے قتل کرتے۔تم اس کے مقام پر ہوں گے اس سے قبل کہ وہ وہ کلمہ کہتا جو اس نے کہا:''یعنی خون کے مباح ہونے کے اعتبار سے،کیونکہ کافر کا خون اسلام قبول کر لینے سے پہلے مباح تھا۔جب اس نے اسلام قبول کر لیا،پھر کسی نے اسے قتل کر دیا،تو اس کا قاتل مباح الدم ہوگا۔یہ قصاص کے لیے ہوگا،کیونکہ اب وہ کفر میں اس کے مقام پر ہے۔''

امام نسائی نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔اس نے عرض کی:''اس نے میرے بھائی کو قتل کر دیا ہے۔'' آپ نے فرمایا:''جاؤ۔اسے اسی طرح قتل کرو جس طرح اس نے تمہارے بھائی کو قتل کیا تھا۔''اس شخص نے اسے کہا:''اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔مجھے معاف کر دو یہ تمہارے لیے بڑے اجر کا باعث ہوگا۔یہ تمہارے لیے اور تمہارے بھائی کے لیے روزِ حشر بہتر ہوگا۔''اس نے اسے معاف کر دیا۔اس نے کہا:''حضور اکرم ﷺ کو بتا دو۔'' آپ نے اس سے پوچھا تو اس نے بتا دیا جو کچھ اس نے اسے کہا تھا۔آپ نے فرمایا:''اس پر سختی کرو۔یہ اس سے بہتر ہے جو وہ روزِ حشر تمہارے ساتھ کرنے والا ہے۔وہ کہے گا:''مولا! اس سے پوچھ اس نے مجھے کس لیے قتل کیا ہے؟''

امام بیہقی نے حضرت ابن حارثہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے دوسرے شخص کے بازو پر مارا۔

امام احمد، شیخان، بیہقی نے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اسی طرح زید بن خالد جہنی سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ سے اس لونڈی کے متعلق پوچھا گیا جو بدکاری کرے مگر وہ غیر شادی شدہ ہو۔" آپ نے فرمایا: "اگر وہ بدکاری کرے تو اسے کوڑے مارو پھر اگر بدکاری کرے تو اسے کوڑے مارو، تو اسے بیچ دو خواہ ایک رسی کے عوض ہی۔"

امام احمد نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ بنو اسلم میں سے ایک شخص بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی: "ایک نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا ہے۔" اس نے اس عورت کا نام بھی لیا۔ آپ نے اس عورت کو بلایا اور اسے وہ کچھ بتایا جو اس مرد نے کہا تھا مگر اس عورت نے انکار کر دیا۔ آپ نے مرد پر حد لگا دی اور عورت کو چھوڑ دیا۔"

امام مسلم نے حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مجھے پاک فرمائیں۔" آپ نے فرمایا: "تیری خیر! واپس جا۔ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرو اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرو۔" وہ کچھ فاصلہ تک گئے پھر واپس آ گئے۔ انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مجھے پاک فرمائیں۔" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح فرمایا۔ جب انہوں نے چوتھی بار اسی طرح کہا تو آپ نے پوچھا: "میں تمہیں کس چیز سے پاک کروں؟" انہوں نے عرض کی: "بدکاری سے۔" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: "کیا اسے جنون ہے؟" آپ سے عرض کی گئی کہ وہ مجنون نہیں ہیں۔" آپ نے فرمایا: "کیا اس نے شراب پی رکھی ہے؟" ایک شخص اٹھا اس نے انہیں سونگھا مگر ان سے شراب کی بو نہ پائی۔ آپ نے انہیں پوچھا: "کیا تم نے بدکاری کی ہے؟" انہوں نے عرض کی: "ہاں!" آپ نے حکم دیا تو انہیں رجم کر دیا گیا۔ دو یا تین ایام کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا: "ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کے لیے استغفار کرو۔ انہوں نے اسی طرح توبہ کی ہے کہ اگر اسے امت میں تقسیم کیا جاتا تو اسے کافی ہو جاتا۔" پھر ازد میں غامد قبیلے کی ایک عورت حاضر ہوئی۔ اس نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مجھے پاک فرمائیں۔" آپ نے فرمایا: "تیری خیر! واپس چلی جا۔ رب تعالیٰ سے مغفرت طلب کر اس کی بارگاہ میں توبہ کر۔" اس نے کہا: "آپ مجھے بھی اسی طرح واپس فرما رہے ہیں جیسے ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کو واپس کیا تھا۔ وہ تو زنا سے حاملہ ہے" آپ نے پوچھا "تو؟" اس نے عرض کی "ہاں!" آپ نے فرمایا: "حتیٰ کہ تمہارا وضع حمل ہو جائے۔" ایک انصاری شخص نے اس کی کفالت کی حتیٰ کہ اس کا وضع حمل ہو گیا۔ وہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اس نے کہا: "غامدیہ نے بچہ پیدا کر دیا ہے۔" آپ نے فرمایا: "پھر ہم اسے رجم نہیں کریں گے ورنہ ہم اس کے بچے کو اس طرح چھوٹا چھوڑیں گے کہ اسے دودھ پلانے والی کوئی نہ ہو گی۔" ایک انصاری شخص نے کہا "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اس کی رضاعت میرے ذمہ ہے۔" آپ نے اسے رجم کر دیا۔"

شیخین نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا کیا خیال ہے اگر میں اپنی اہلیہ کے پاس ایک شخص کو پاؤں تو میں اسے ہاتھ نہ لگاؤں حتیٰ کہ میں چار گواہ لے کر آؤں" آپ نے

فرمایا: "ہاں! اس نے عرض کی "ہرگز نہیں! مجھے اس ذات بابرکات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں اس سے قبل ہی تلواروں کے ساتھ اس کا کام تمام کر دوں گا" حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "ذرا سنو تمہارا سردار کیا کہہ رہا ہے؟ یہ غیور ہے۔ میں اس سے بھی زیادہ غیور ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھ سے بھی زیادہ غیور ہے۔"

شیخین نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عویمر رضی اللہ عنہ حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور کہا "کیا تم نے حضور اکرم ﷺ سے پوچھا ہے کہ کیا خیال ہے کہ ایک شخص اپنی اہلیہ کے پاس کسی اجنبی مرد کو دیکھے اور وہ اسے قتل کر دے تو کیا اسے اس کے بدلے میں قتل کر دیا جائے گا یا وہ کیا کرے؟ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم ﷺ سے پوچھا۔ آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے تمہارے اور تمہاری اہلیہ کے بارے میں قرآن پاک نازل کر دیا ہے۔ آپ نے لعان کا حکم دیا جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب حکیم میں بیان کیا ہے۔ انہوں نے اس کے ساتھ لعان کیا، پھر عرض کی "یا رسول اللہ ﷺ اگر میں نے اسے روکے رکھا تو میں اس پر ظلم کروں گا۔" انہوں نے اسے طلاق دے دی، پھر وہ لعان کرنے والوں کے مابین یہی سنت قائم ہو گی۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "ذرا دیکھو اگر اس عورت نے کالا، سیاہ، سیاہ آنکھوں والا، بڑی بڑی پنڈلیوں والا، موٹے پاؤں والا بچہ جنم دے، تو میرا گمان ہے کہ حضرت عویمر رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں سچ کہا ہے اگر اس نے تھوڑا سا سرخ بچہ جنم دے دیا گویا کہ میرا گمان ہے تو حضرت عویمر نے اس کے بارے میں جھوٹ بولا ہوگا۔ اس نے اس حلیے کا بچہ جنا جیسے آپ نے حضرت عویمر رضی اللہ عنہ کی تصدیق کے لئے بیان کیا تھا۔ اس کے بعد وہ بچہ اپنی ماں کی طرف منسوب ہوتا تھا۔

شیخین نے حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت لکھی ہے کہ ایک اعرابی بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ بیٹھے ہوئے تھے اس نے عرض کی: "یا رسول اللہ ﷺ! کتاب الٰہی کے مطابق فیصلہ کریں۔" اس کا مخالف اٹھا اس نے کہا "اس نے سچ کہا ہے۔ یا رسول اللہ! ﷺ اس کے لئے کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کریں۔ میرا بیٹا اس کے گھر مزدور تھا اس نے اس کی بیوی کے ساتھ بدکاری کی۔ لوگوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے پر رجم ہے۔ میں نے ایک سو بکریاں اور لونڈی اس کے فدیے میں دے دی، پھر میں نے اہل علم سے پوچھا۔ انہوں نے کہا "میرے بچے پر ایک سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے" آپ نے فرمایا: "بخدا! میں تمہارے مابین کتاب الٰہی کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ بکریاں اور لونڈی تمہیں واپس کر دی جائے گی۔ تمہارے بیٹے پر ایک سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے۔ اے انیس! تم اس عورت کے پاس جاؤ اسے رجم کر دو۔" انیس گئے اور اس عورت کو رجم کر دیا۔"

ابوداؤد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا "یہودی اپنوں میں سے ایک مرد اور عورت کو لے کر آئے۔ انہوں نے بدکاری کی تھی۔ آپ نے فرمایا: "میرے پاس اپنے دو عالم افراد لے کر آؤ۔ ان دونوں نے کہا "ہم تورات میں پاتے ہیں کہ جب چار افراد اس طرح گواہی دیں کہ اس نے مرد کے ذکر کو عورت کی فرج میں اس طرح دیکھا ہے جیسے سرمہ دانی میں سرچو ہو تو ان کو رجم کر دیا جائے۔" آپ نے فرمایا: "تم انہیں رجم کیوں نہیں کرتے؟ انہوں نے کہا "ہمارا

تسلط ختم ہوگیا ہے۔ہم قتل کو ناپسند کرتے ہیں" آپ نے گواہوں کو بلایا۔ چار گواہ آئے انہوں نے گواہی دی کہ انہوں نے مرد کی ذکر کو عورت کی فرج میں اس طرح دیکھا ہے جیسے سرمہ دانی میں سرچو ہو" حضور ﷺ نے انہیں رجم کر دینے کا حکم دیا۔

ابوداؤد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ بنو بکر بن لیث میں سے ایک شخص بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔اس نے اقرار کیا کہ اس نے ایک عورت کے ساتھ چار بار زنا کیا ہے۔آپ نے اسے ایک سو کوڑے مارنے کا حکم دیا۔وہ کنوارا تھا، پھر آپ نے اس سے پوچھا تو اس نے اقرار کیا کہ اس نے چار بار اس عورت کے ساتھ بدکاری کی ہے۔آپ نے اسے ایک سو کوڑے مارنے کا حکم دیا وہ کنوارا تھا، پھر عورت کے خلاف گواہ طلب کئے۔اس نے کہا" یارسول اللہ ﷺ! بخدا! اس نے جھوٹ بولا ہے۔"

آپ نے اس کو بہتان کی حد اسی کوڑے لگائے۔

امام احمد نے حضرت ابوامیہ مخزومی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ کی خدمت میں ایک چور کو لایا گیا۔اس نے اعتراف جرم کیا، مگر اس کے پاس سامان نہ تھا۔آپ نے اس سے پوچھا"میرا گمان نہیں کہ تم نے چوری کی ہو؟ اس نے عرض کی"ہاں" اس نے دو یا تین بار اسی طرح کہا۔آپ نے فرمایا: اس کا ہاتھ کاٹ دو۔آپ کے حکم پر اس کا ہاتھ کاٹ دیا، پھر اسے لے آئے۔حضور اکرم ﷺ نے اسے فرمایا"یوں کہو:"استغفر الله واتوب اليه" اس نے اس طرح کہا"آپ نے عرض کی"مولا! اس کی توبہ قبول فرما۔"

امام احمد اور بیہقی نے حضرت مسعود بن اسود سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اس مخزومیہ کے بارے کہا جس نے کپڑا چوری کیا تھا کہ وہ اس کا فدیہ چالیس اوقیہ دیتے ہیں۔آپ نے فرمایا:"اس کا پاک ہو جانا ہی اس کے لئے بہتر ہے" آپ نے حکم دیا اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا اس کا تعلق بنو عبدالاسد کے ساتھ تھا۔

امام احمد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کتنی مالیت کی چوری میں چور کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا؟ آپ نے فرمایا:"لٹکے ہوئے پھل میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا" جب وہ کھلیان میں آ جائے تو ڈھال کی قیمت کے برابر سامان کی چوری میں ہاتھ کاٹا جائے گا۔جب سامان پہاڑ کے دامن میں ہو تو ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔جب وہ باڑا میں آ جائے تو ڈھال کی قیمت کے برابر سامان چوری کرنے پر ہاتھ کاٹا جائے گا۔"

ابوداؤد اور امام نسائی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے لٹکے ہوئے پھل کے بارے پوچھا گیا۔آپ نے فرمایا:"جب وہ کھلیان میں آ جائے اور کوئی اسے چرا لے اور اس سامان کی قیمت ڈھال کے برابر ہو تو اس میں قطع ید ہے۔"

امام احمد، امام مسلم، ابوداؤد اور امام نسائی نے حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اسی اثناء میں کہ میں سو رہا تھا کہ چور آیا اس نے میرے کپڑے چرا لیے ہم نے اسے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں پیش کر دیا آپ نے اس کا ہاتھ

کاٹنے کا حکم دیا۔ میں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا ایسی بکری کو چوری کرنے میں اس کا ہاتھ کٹے گا جس کی قیمت تیس دراہم ہے۔ میں اسے یہ ہبہ کرتا ہوں۔

ابوداؤد امام نسائی نے حضور اکرم ﷺ کے بعض انصاری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص بیمار بن گیا۔ اس کا مرض طوالت اختیار کر گیا۔ وہ ہڈیوں پر چمڑا رہ گیا۔ کسی کی لونڈی اس کے پاس گئی۔ وہ اس پر خوش ہوا۔ اس نے اس کے ساتھ بدکاری کر دی۔ جب اس کی قوم کے افراد اس کی عیادت کے لئے آئے تو اس نے انہیں یہ بات بتادی۔ اس نے ان سے کہا "میرے بارے حضور اکرم ﷺ سے فتویٰ طلب کرو۔ میں نے اس لونڈی کے ساتھ بدکاری کر دی ہے، جو میرے پاس آئی تھی۔ صحابہ کرام نے اس کا تذکرہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں کیا۔ انہوں نے عرض کی: "ہم نے مرض کی شدت کسی اور پر نہیں دیکھی جتنی اس پر ہے اگر ہم نے اس پر سزا طاری کی تو اس کی ہڈیاں چورہ ہو جائیں گی" وہ صرف ہڈیوں پر چمڑا رہ گیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ وہ اس کے لئے ایک سو شاخیں لیں اور اسے ایک ہی دفعہ مار دیں۔"

امام نسائی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک قوم نے قتال کیا۔ اس میں زیادتی کی۔ وزن کیا۔ اس میں بھی زیادتی کی۔ حرمتوں کو پامال کیا۔ انہوں نے عرض کی: "محمد مصطفیٰ ﷺ جس امر کی طرف آپ ہمیں بلاتے ہیں جو کچھ آپ فرماتے ہیں وہ عمدہ ہے، کاش! آپ ہمیں بتادیں کہ جو کچھ ہم کرتے تھے اس کا کفارہ کیا ہے؟ اس وقت یہ آیات طیبات نازل ہوئیں:

وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ﴿۶۸﴾ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ﴿۶۹﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ (الفرقان: ۶۸/ ۷۰)

ترجمہ: اور جو پوجتے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور خدا کو اور نہیں قتل کرتے اس نفس کو جس کو قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے مگر حق کے ساتھ اور نہ بدکاری کریں اور جو یہ کام کرے گا تو وہ پائے گا سزا۔ دوگنا کر دیا جائے گا اس کے لئے عذاب روز قیامت اور ہمیشہ رہے گا اس میں ذلیل و خوار ہو کر مگر وہ جس نے توبہ کی اور ایمان لے آیا اور نیک عمل کئے تو یہ وہ لوگ ہیں بدل دے گا اللہ ان کی برائیوں کو نیکیوں سے۔

اللہ تعالیٰ ان کے شرک کو ایمان میں بدکاری کو پاکدامنی میں تبدیل کر دے گا۔ یہ آیت طیبہ بھی نازل ہوئی۔

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ (الزمر: ۵۳)

ترجمہ: آپ فرمایئے اے میرے بندو! جنہوں نے زیادتیاں کی ہیں اپنے نفسوں پر مایوس نہ ہو جاؤ اللہ کی رحمت سے۔

۲۱۔قسموں اور نذروں کے بارے میں کچھ فتوے

امام احمد اور امام نسائی نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں نے لات و عزیٰ کی قسم اٹھادی۔میرے ساتھیوں نے مجھے کہا"تم نے بے ہودہ بات کی ہے۔"میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور اس کا تذکرہ کیا۔آپ نے فرمایا:"اس طرح کہو:

لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریك له له الملك والحمد وھو علی کل شی قدیر۔

اپنے بائیں سمت تھوک دو۔اللہ تعالیٰ کی شیطان مردود سے پناہ مانگو پھر ایسا کام نہ کرنا۔"

امام مسلم نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ ایاس بن ثعلبہ حارثی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"جس نے اپنی قسم کے ساتھ کسی مسلمان کا حق مارا رب تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کر دی اس کے لئے آگ کو لازم کر دیا۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی"خواہ وہ تھوڑی سی چیز ہو؟ آپ نے فرمایا:"خواہ وہ اراک کی شاخ ہو۔"

امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص رات کو کافی دیر تک بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر رہا، پھر وہ اپنے اہل خانہ کے پاس گیا۔اس نے دیکھا کہ اس کے بچے سو چکے تھے۔اس کے اہل نے اسے کھانا پیش کیا۔اس نے قسم اٹھائی کہ وہ بچوں کے لئے نہیں کھائے گا، پھر اس کے لئے معاملہ عیاں ہو گیا اس نے کھانا کھا لیا، پھر وہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور اس امر کا تذکرہ کیا۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"جو کسی چیز پر قسم اٹھائے پھر اس کے علاوہ کسی چیز کو بہتر پائے تو وہ اس پر عمل پیرا ہو جائے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر لے۔"

امام نسائی نے حضرت ابوالاحوص جشمی رضی اللہ عنہ سے اور وہ اپنے والد گرامی حضرت مالک بن نضلہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔انہوں نے فرمایا:"میں نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا کیا خیال ہے کہ میں اپنے چچازاد کے پاس جاؤں۔اس سے سوال کروں مگر وہ مجھے عطا نہ کرے نہ ہی میرے ساتھ صلہ رحمی کرے، پھر وہ میرا محتاج ہو جائے۔وہ مجھ سے سوال کرے حالانکہ میں نے قسم اٹھا رکھی ہو کہ میں اسے کچھ بھی عطا نہ کروں گا، نہ ہی اس کے ساتھ صلہ رحمی کروں گا؟ آپ نے مجھے حکم دیا کہ اس کام کو کر لوں جو بہتر ہو اور اپنی قسم کا کفارا ادا کروں۔"

امام احمد اور ابوداؤد نے حضرت سعید بن حنظلہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ کئے ہوئے نکلے۔ہمارے ساتھ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ان کے دشمن نے انہیں پکڑ لیا۔اس نے لوگوں کو مجبور کیا کہ وہ قسم اٹھائیں۔میں نے قسم اٹھادی کہ وہ میرا بھائی ہے اس نے اس کا رستہ چھوڑ دیا۔ہم بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور اس امر کا تذکرہ کیا۔آپ نے فرمایا:"تم ان میں سے زیادہ پاکباز اور سچے ہو۔تم نے سچ کہا ہے۔مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔"امام احمد اور ابوداؤد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ دو افراد نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں

21

اپنا جھگڑا پیش کیا۔حضور اکرم ﷺ نے گواہ کے متعلق پوچھا۔اس کے پاس گواہ نہ تھے۔آپ نے اس شخص کو قسم اٹھانے کے لئے کہا جس سے تقاضا کیا جارہا تھا۔اس نے یوں قسم اٹھادی۔

باللہ تعالیٰ لا الہ الا ھو ما فعلت۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:"تم نے یہ کام تو کیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہیں لا الہ الا اللہ کو خلوص کے ساتھ کہنے کی وجہ سے معاف کر دیا ہے۔"

امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"اسی اثناء میں کہ حضور اکرم ﷺ خطبہ ارشاد فرمارہے تھے کہ ایک شخص کھڑا ہو گیا۔آپ نے اس کے متعلق پوچھا صحابہ کرام نے عرض کی"یہ ابواسرائیل ہے۔اس نے نذر مانی ہے کہ وہ کھڑا ہی رہے گا" نہ ہی بیٹھے گا'نہ ہی سایہ حاصل کرے گا نہ ہی محو گفتگو ہوگا۔وہ روزہ رکھے گا" آپ نے فرمایا: "اسے حکم دو۔وہ کام کرے سایہ حاصل کرے بیٹھے'اپنا روزہ مکمل کرلے۔"

شیخین نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔انہوں نے عرض کی:"یارسول اللہ! ﷺ میں نے زمانہ جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ میں ایک دن اعتکاف بیٹھوں گا (یا ایک رات مسجد حرم میں اعتکاف بیٹھوں گا) آپ نے فرمایا:"اپنی نذر کو پورا کرو" ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں نے جاہلیت میں نذر مانی تھی۔میں نے اسلام لانے کے بعد آپ سے اس کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا:"اپنی نذر پورا کرو۔"

شیخین'امام احمد اور امام نسائی نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا:"میری بہن نے نذر مانی'وہ ننگے سر اور ننگے پاؤں بیت اللہ جائے گی۔اس نے مجھے حکم دیا کہ میں اس کے متعلق حضور اکرم ﷺ سے پوچھوں۔میں نے آپ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا:"اپنی بہن کو حکم دو کہ وہ سوار ہو جائے۔سر کو ڈھانپے اور تین دن کے روزے رکھ لے۔"

امام بغوی (انہوں نے اسے ضعیف کہا ہے)'اسماعیلی'ابن قانع اور ابونعیم نے حضرت بشیر الثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کی" یارسول اللہ! ﷺ میں نے زمانہ جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ میں نہ تو اونٹ کا گوشت کھاؤں گا اور نہ ہی شراب پیوں گا" آپ نے فرمایا:"اونٹوں کا گوشت کھاؤ'لیکن شراب نہ پیو۔"

امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی بہن نے نذر مانی کہ وہ پیدل حج کرے گی۔اس امر کا تذکرہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں کیا گیا عرض کی گئی کہ وہ اس کی طاقت نہیں رکھتی۔آپ نے فرمایا: "اللہ رب العزت تمہاری بہن کے چلنے سے مستغنی ہے۔وہ سوار ہو جائے اور اونٹ ذبح کردے۔"

امام احمد نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے دوران خطبہ دیکھا کہ ایک اعرابی دھوپ میں کھڑا تھا۔آپ نے اسے پوچھا"تمہیں کیا ہوا ہے؟ اس نے عرض کی" یارسول اللہ! ﷺ میں نے نذر مانی ہے میں لگاتار دھوپ میں ہی کھڑا رہوں گا حتیٰ کہ آپ فارغ ہو جائیں گے" آپ نے فرمایا:"یہ نذر نہیں'نذر تو وہ ہوتی جس سے رضائے الٰہی

مقصود ہو۔"

حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ نے دو افراد دیکھے جو باہم بندھے ہوئے بیت اللہ کی طرف سفر کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: "انہیں کیوں باندھا گیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم نے نذر مانی تھی کہ ہم اسی طرح بندھے ہوئے بیت اللہ کی طرف سفر کریں گے" آپ نے فرمایا: "یہ نذر نہیں ہے" انہوں نے خود کو کھول لیا۔ سراج نے اپنی حدیث میں لکھا ہے" آپ نے فرمایا: "نذر وہ ہوتی ہے جس کے ساتھ رضائے الٰہی کے حصول کا قصد کیا گیا ہو۔"

امام بیہقی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک عورت بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئی اس نے عرض کی "میری امی کا وصال ہو گیا ہے۔

ابوداؤد نے حضرت عمرو سے انہوں نے اپنے والد گرامی حضرت شعیب رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے کہ ایک عورت نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے نذر مانی تھی کہ میں آپ کے سر اقدس کے پاس دف بجاؤں گی۔" آپ نے فرمایا: "اپنی نذر پوری کرلو۔"

۲۲۔شکار اور ذبیحوں کے بارے کچھ فتوے

شیخین اور نسائی نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم ایسی قوم ہیں جو کتوں سے شکار کرتے ہیں" آپ نے فرمایا: "جب تم اپنے سدھائے ہوئے کتے کو دیکھو کہ اس نے شکار کو مارا ہے تو کھالو۔ اگر اس نے اس میں سے کچھ کھالیا ہو تو نہ کھاؤ، کیونکہ اس نے وہ جانور اپنے لئے روکا ہے۔ میں نے عرض کی: "اگر میں اپنا کتا بھیجوں اور اس کے ساتھ کسی اور کتے کو پالوں تو؟ آپ نے فرمایا: "اسے نہ کھاؤ تم نے اپنا کتا تو چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھ لی تھی لیکن دوسرے کتے پر بسم اللہ نہ پڑھی تھی۔"

امام احمد اور دار قطنی نے ان سے ہی روایت کیا ہے کہ انہوں نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کی "اگر میں کسی جانور پر تیر پھینکوں اور وہ نشانے پر لگے۔ مجھے شکار شدہ جانور ایک یا دو ایام کے بعد ملے" آپ نے فرمایا: "جب تم اس پر قادر ہوں اس پر تمہارے تیر کے علاوہ اور کوئی اثر نہ ہو تو کھالو اگر اپنے تیر کے علاوہ کسی اور چیز کا نشان پاؤ تو اسے نہ کھاؤ۔ تم نہیں جانتے کہ تم نے اسے مارا ہے یا کسی اور چیز نے۔ جب تم اپنا کتا چھوڑو۔ وہ شکار کو روک لے، تم اسے پالو تو اسے ذبح کر ڈالو۔ اگر تم اسے پاؤ کہ اس نے شکار پکڑ رکھا ہے اور اس نے اس میں سے کچھ نہیں کھایا تو اسے کھالو اگر تم اسے پاؤ کہ اس نے اسے مار ڈالا ہے اور اس سے کھایا بھی ہے تو اس سے کچھ نہ کھاؤ۔ اسے اس نے اپنے لئے روکا ہے۔"

حضرت عدی رضی اللہ عنہ نے عرض کی "میں اپنے کتے کو بھیجتا ہوں۔ میں اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہوں۔ دوسرا کتا میرے کتے کے ساتھ مل جاتا ہے۔ وہ شکار کو پکڑ لیتے ہیں۔ وہ شکار کو مار ڈالتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: "اسے نہ کھاؤ۔ تم نہیں جانتے کہ کیا

تمہارے کتے نے اسے مارا ہے یا کسی اور کے کتے نے مارا ہے۔"

امام بخاری نے حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا "میں نے عرض کی:" یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم ایسی سرزمین پر رہتے ہیں جہاں اہل کتاب بھی رہتے ہیں۔ کیا ہم ان کے برتنوں میں کھا سکتے ہیں؟ وہ شکار کی زمین ہے میں اپنی کمان اور کتوں کے ساتھ شکار کرتا ہوں جن میں کچھ سدھائے ہوئے ہوتے ہیں اور کچھ سدھائے ہوئے نہیں ہوتے۔ اب میرے لئے کیا مناسب ہے؟ آپ نے فرمایا: "جہاں تک تم نے اہل کتاب کے برتنوں کا ذکر کیا ہے۔ اگر ان کے علاوہ برتن پا لو تو ان میں کھاؤ۔ اگر ان کے علاوہ برتن نہ پاؤ تو انہیں دھو لو اور ان میں کھا لو جو تم اپنی کمان سے شکار کرو اس پر رب تعالیٰ کا نام نامی پڑھو اور اسے کھا لو جو تمہارا سدھایا ہوا کتا شکار کرے اس پر تم نے رب تعالیٰ کا نام لیا ہو تو اسے کھا لو، جسے تم غیر سدھائے ہوئے کتوں سے شکار کرو اگر تم اسے ذبح کر لو تو اسے کھا لو۔"

امام ترمذی، امام نسائی اور ابو داؤد نے حضرت عدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکار کے متعلق سوال کیا۔ آپ نے فرمایا: "جب تم اپنا تیر پھینکو تو اللہ تعالیٰ کا نام لے لیا کرو اگر تم دیکھو کہ اسے مارا جا چکا ہے تو تم اسے کھا لو الا یہ کہ تم اسے اس طرح پاؤ کہ وہ پانی میں گرا ہوا ہو اور تمہیں معلوم نہ ہو سکے کہ اسے پانی نے مارا ہے یا تمہارے تیر نے۔"

امام احمد نے حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد گرامی سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ بارگاہ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میرا ایک سدھایا ہوا کتا ہے۔ مجھے اس کے شکار کے بارے بتائیں۔ آپ نے فرمایا: "اگر تمہارا سدھایا ہوا کتا ہے تو جسے وہ تمہارے لئے روکے تم اسے کھا لو" انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم خواہ وہ ذبح شدہ ہو یا غیر ذبح شدہ" آپ نے فرمایا: "خواہ وہ ذبح شدہ ہو یا غیر ذبح شدہ" انہوں نے عرض کی: "اگر اس نے اس میں سے کچھ کھا لیا ہو؟ آپ نے فرمایا: "اگرچہ اس نے اس میں سے کچھ بھی نہ لیا ہو" انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مجھے میری کمان کے بارے بتائیں" آپ نے فرمایا: "جسے تمہاری کمان تمہارے لئے روک دے اسے کھا لو" انہوں نے عرض کی: "خواہ وہ ذبح شدہ ہو یا غیر ذبح شدہ؟ آپ نے فرمایا: "خواہ وہ ذبح کیا گیا ہو یا نہ کیا گیا ہو" وہ عرض گزار ہوئے "اگر وہ جانور مجھ سے غائب ہو جائے؟ آپ نے فرمایا: اگرچہ وہ تم سے غائب ہو جائے جب تک کہ اس میں تغیر رونما نہ ہوا ہو یا تجھے اس میں اپنے تیر کے علاوہ کوئی اور اثر دکھائی نہ دے۔" انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہمیں مجوسیوں کے برتنوں کے بارے بتائیں جبکہ ہمارے لئے ان کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہ ہو" آپ نے فرمایا: "جب تم ان پر مجبور ہوں تو انہیں دھو لو اور ان میں پی لیا کرو۔"

امام احمد اور ابو داؤد نے حضرت ابو العشراء رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا "میں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا ذبح صرف حلق اور سینے (ہار پہننے کی جگہ) پر ہی ہو سکتا ہے؟ آپ

نے فرمایا" اگر تم نے اس کی ران پر نیزہ مار دیا تو یہ بھی تمہارے لئے کافی ہو جائے گا۔"

امام احمد، امام بیہقی اور ابوداؤد نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس جنین کے بارے میں پوچھا جو مادہ جانور کے پیٹ میں ہو کیا ہم اسے کھالیں یا ہم اسے پھینک دیں" آپ نے فرمایا: "اگر تمہیں پسند ہو تو اسے کھالو اس کا ذبح اس کی ماں کے ذبح میں ہے۔"

امام شافعی نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا "ہم نے عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا جب ہم دشمن سے نبرد آزما ہوں۔ ہمارے پاس چھری بھی نہ ہو کیا ہم اسے بانس وغیرہ کے چھلکے سے ذبح کر سکتے ہیں۔" حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہر اس چیز سے بھی جو خون بہادے اور اس پر وقت ذبح رب تعالیٰ کا نام لیا جائے اسے کھالو اور یہ دانت یا ناخن سے ذبح کیا جائے دانت انسانی ہڈیوں میں سے ہے، اور یہ ناخن حبشیوں کی چھریاں ہیں۔"

امام احمد اور ابوداؤد نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے کوئی ایک شکار تک پہنچتا ہے اس کے پاس چھری نہیں ہوتی کیا وہ پتھر اور عصا کی دھار سے ذبح کرسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: "جس چیز سے چاہو خون بہادو۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا نام بھی لو۔"

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: ایک قوم نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کچھ لوگ گوشت لے کر آتے ہیں ہم نہیں جانتے کہ انہوں نے وقت ذبح ان پر رب تعالیٰ کا نام لیا تھا یا نہیں کیا ہم ان میں سے کھالیں" آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کا نام لو اور کھالو" اس وقت لوگ نئے نئے کفر سے تائب ہوئے تھے۔

دارقطنی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک شخص نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا کیا خیال ہے کہ ہم میں سے ایک شخص ذبح کرے مگر رب تعالیٰ کا نام لینا بھول جائے" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ ہر مسلم پر اللہ تعالیٰ کا نام لے۔"

ابوداؤد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "یہود بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے عرض کی: "کیا ہم اسے کھالیں جسے ہم نے خود مارا ہے اور اسے نہ کھائیں جسے اللہ تعالیٰ نے قتل کیا ہے؟" اس وقت یہ آیت طیبہ نازل ہوئی:

وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ (الانعام:۱۲۱)

ترجمہ: اور مت کھاؤ اس جانور سے کہ نہیں لیا گیا اللہ کا نام اس پر اور اس کا کھانا نافرمانی ہے۔

امام ترمذی نے حضرت خزیمہ بن جزء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کی کہ کیا بجو کھانا جائز ہے؟ آپ نے فرمایا: "کیا کوئی بجو کھاتا ہے؟ میں نے آپ سے بھیڑیئے کو کھانے کے متعلق پوچھا۔ آپ نے فرمایا: "کیا کوئی ایسا شخص بھیڑیا کھاتا ہے جس میں بھلائی ہو" ابن جریر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے

روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ منبر پر جلوہ افروز تھے کہ آپ سے گوہ کے متعلق سوال کیا گیا۔ آپ نے فرمایا: "میں اسے نہ حلال کرتا ہوں نہ ہی حرام کرتا ہوں۔"

امام احمد، الطبرانی نے الکبیر میں، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابو واقد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم ایسی سرزمین میں رہتے ہیں جہاں سخت بھوک کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ہمارے لئے کون سا مردار درست ہے؟" آپ نے فرمایا: "جب تمہیں شام کا پیالہ اور صبح کا پیالہ نہ ملے اور تمہیں کچھ پھل نہ ملے تو تم اسے استعمال کر سکتے ہو۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مقدسہ میں آپ کے ساتھ داخل ہوئے۔ آپ کی خدمت میں بھونی ہوئی گوہ پیش کی گئی۔ آپ نے اس سے ہاتھ مبارک اٹھالیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا یہ گوہ حرام ہے؟" آپ نے فرمایا: "نہیں! لیکن یہ میری قوم کی زمین پر نہیں پائی جاتی۔ مجھے اس سے گھن آتی ہے۔" حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں نے گوہ اپنی طرف کھینچی اور اسے کھانے لگا۔ حضور اکرم ﷺ میری طرف دیکھ رہے تھے۔" دوسرے الفاظ یہ ہیں: "میں نہ تو اسے کھانے کا حکم دیتا ہوں اور نہ ہی اس سے روکتا ہوں۔" یا فرمایا: "میں نہ تو اسے حلال کرتا ہوں نہ ہی اسے حرام کرتا ہوں۔"

امام ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے حسن روایت کیا کہ ایک شخص نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم جب میں گوشت کھالیتا ہوں تو عورتوں کے لئے میری خواہش بڑھ جاتی ہے۔ مجھے شہوت آلیتی ہے۔ میں نے گوشت کو خود پر حرام کر دیا ہے" اس وقت یہ آیت طیبہ نازل ہوئی:

يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ﴿٨٧﴾ وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا (المائدہ: ۸۷۔۸۸)

ترجمہ: اے ایمان والو! نہ حرام کرو پاکیزہ چیزوں کو جنہیں حلال فرمایا ہے اللہ نے تمہارے لئے اور نہ حد سے بڑھو۔ بے شک اللہ نہیں دوست رکھتا حد سے تجاوز کرنے والوں کو۔ کھاؤ اس سے جو رزق دیا ہے تمہیں اللہ تعالیٰ نے حلال اور پاکیزہ۔

امام مسلم نے حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ کی خدمت میں کھانا پیش کیا جاتا تو اس سے تناول فرمالیتے، بقیہ کھانا ہمیں واپس بھیج دیا جاتا۔ ایک دن آپ نے کھانا واپس کر دیا۔ اس سے تناول نہ فرمایا تھا، کیونکہ اس میں لہسن ڈالا گیا تھا۔ میں نے عرض کی: "کیا یہ حرام ہے"؟ آپ نے فرمایا: "نہیں! میں اس کی بو کی وجہ سے اسے ناپسند کرتا ہوں۔"

امام احمد نے ان سے ہی روایت کیا ہے کہ آپ کی خدمت میں ایک پیالہ پیش کیا گیا جس میں پیاز ڈالا گیا تھا۔ آپ

نے فرمایا: "اسے کھالو" آپ نے اسے کھانے سے انکار کر دیا۔ آپ نے فرمایا: "میں تمہاری مثل نہیں ہوں۔"

ابن ماجہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ سے گھی پنیر اور گورخر کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: "حلال وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلال کیا ہے حرام وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حرام کیا ہے۔ جس سے میں خاموش رہوں وہ ایسی چیز ہے جس سے اس نے درگزر کیا ہے۔"

امام احمد ابوداؤد نے حضرت قبیصہ بن ہلب سے اور انہوں نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ فرما رہے تھے جبکہ ایک شخص نے آپ سے عرض کی "میں بعض اشیاء کو کھانے سے پریشانی محسوس کرتا ہوں" آپ نے فرمایا: "کھانے میں سے کوئی چیز تمہارے دل میں خدشہ پیدا نہ کرے مگر جس میں عیسائیوں کے ساتھ مشابہت ہو۔"

امام بخاری اور امام ترمذی نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہمیں کسی مہم پر بھیجتے ہیں ہم ایسی قوم کے پاس فروکش ہوتے ہیں جو ہماری ضیافت نہیں کرتی۔ اس میں آپ کی رائے کیا ہے؟ آپ نے ہمیں بتایا 'اگر تم کسی قوم کے ہاں فروکش ہوں اگر تمہیں وہ کھانا دیں جو مہمان کا حق ہوتا ہے تو اسے قبول کرلو اگر وہ اس طرح نہ کریں تو ان سے مہمان کا حق لے لو۔"

امام ترمذی نے حضرت عوف بن مالک جشمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا کیا خیال ہے اگر میں کسی شخص کے پاس سے گزروں وہ نہ تو مجھے مہمان بنائے نہ ہی میری ضیافت کرے، پھر وہ میرے پاس سے گزرے تو کیا میں اس کی مہمان نوازی کروں۔ یا اسے چھوڑ دوں؟ آپ نے فرمایا: "اس کی مہمان نوازی کرو۔"

امام مالک اور امام احمد نے ضمرہ کے ایک شخص سے اور اس نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے کہ آپ سے عقیقہ کے بارے سوال کیا گیا۔ آپ نے فرمایا: "میں عقوق (نافرمانی) کو پسند نہیں کرتا۔" گویا کہ آپ نے یہ نام ناپسند فرمایا۔ آپ نے فرمایا: "جس کے ہاں بچہ پیدا ہو۔ وہ اس کی طرف سے قربانی کرنا چاہے تو وہ اس طرح کرسکتا ہے۔"

امام احمد اور ابوداؤد نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ سے عقیقہ کے متعلق سوال کیا گیا۔ آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ (عقوق) نافرمانی کو پسند نہیں کرتا" آپ نے یہ نام پسند نہ فرمایا۔ آپ نے فرمایا "جس کے ہاں بچہ پیدا ہو وہ اس کی طرف سے قربانی کرنا چاہے تو وہ بچے کی ولادت پر دو بکرے اور بچی کی ولادت پر ایک بکرا ذبح کرے" آپ نے فرمایا "فرع (قربانی کا جانور) حق ہے تم اسے چھوڑ دو حتیٰ کہ وہ جوان اور موٹا ہو جائے۔ وہ ابن مخاض یا ابن لبون ہو تو اسے بیوگان کو دے دو۔ یا اس پر راہ خدا میں سوار کرا دو۔ یہ اس سے بہتر ہے کہ تم اسے ذبح کر دو اس کا گوشت اس کے بالوں کے ساتھ چپکا یا جائے تیرا برتن کافی ہو جائے اور میری اونٹنی اسے پھیر دے۔"

۲۳۔مشروبات کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فتوے

الطبرانی نے حضرت مثنیٰ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں مروان بن حکم کے پاس تھا۔ان کی خدمت میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ آئے۔مروان نے انہیں کہا"میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا۔آپ مشروب میں پھونک مارنے سے منع کرتے تھے۔ایک شخص نے عرض کی'ان تنکوں کے بارے کیا حکم ہے جسے میں برتن میں دیکھوں؟آپ نے فرمایا:"اسے گرادو'اس نے عرض کی"میں ایک سانس سے سیراب نہیں ہوتا۔آپ نے فرمایا:"پھر پیالہ اپنے منہ سے دور کر کے سانس لو۔"

شیخین نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"آپ سے بتع (شہد کی شراب) کے بارے سوال کیا گیا۔اہل یمن اسے پیتے تھے۔آپ نے فرمایا:"ہر نشہ آور شربت حرام ہے۔"

شیخین نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اور حضرت معاذ کو یمن کی طرف بھیجا۔آپ نے فرمایا:"لوگوں کو دعوت دو"حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کی"یارسول اللہ!صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری زمین پر جو اور شہد کی شراب ہوتی ہے۔"آپ نے فرمایا:"ہر نشہ آور مشروب حرام ہے۔"ہم روانہ ہوئے۔حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ سے کہا"آپ قرآن پاک کیسے پڑھتے ہیں؟انہوں نے فرمایا:"کھڑے ہو کر،بیٹھ کر اور اپنی سواری پر قرآن پاک پڑھتا ہوں۔اپنے وظیفہ کو وقفے وقفے سے پڑھتا ہوں۔"انہوں نے فرمایا:"میں سوتا ہوں،قیام بھی کرتا ہوں۔میں اپنی نیند کا اسی طرح حساب رکھتا ہوں جیسے کہ میں اپنے قیام کا حساب رکھتا ہوں۔"انہوں نے اپنے اپنے خیمے لگا لئے'وہ ایک دوسرے کی زیارت کے لئے آتے ہیں۔حضرت معاذ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہما کے ہاں تشریف لے گئے ایک شخص زنجیروں سے بندھا ہوا تھا۔انہوں نے پوچھا"یہ کیا ہے؟حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:یہ یہودی تھا۔اس نے اسلام قبول کیا پھر مرتد ہو گیا"حضرت معاذ نے فرمایا:"میں اس کی گردن ضرور اڑاؤں گا۔"

امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص یمن سے جیشان کے مقام سے آیا۔اس نے آپ سے اس مشروب کے بارے میں پوچھا جسے ان کی زمین میں مکئی سے تیار کیا جاتا تھا جسے المزر کہا جاتا تھا۔آپ نے فرمایا:"کیا وہ مشروب نشہ آور ہے؟اس نے عرض کی"ہاں!آپ نے فرمایا:"ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔یہ رب تعالیٰ کے ذمہ ہے کہ جو نشہ آور چیز پیئے اور اسے طینۃ الخبال پلائے"آپ سے عرض کی گئی"یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم!یہ طینۃ الخبال کیا ہے؟آپ نے فرمایا:"یہ اہل آتش کا پسینہ ہے،یا عرق ہے۔"

امام احمد نے حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر تھے کہ وفد عبد القیس آ گیا۔آپ نے ان سے پوچھا"تمہیں کیا ہوا ہے تمہارے رنگ زرد ہیں۔تمہارے پیٹ بڑے ہیں۔تمہاری رگیں ظاہر ہیں"

انہوں نے عرض کی "ہمارے سردار آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ سے اس شراب کے بارے پوچھا جو ہمیں موافق تھی۔ آپ نے انہیں اس سے روک دیا۔ ہم وبا زدہ اور مضر زمین پر رہتے ہیں۔" آپ نے فرمایا: "تمہیں (شراب کے علاوہ) جو مشروب مناسب لگے پی لو۔"

امام احمد، امام مسلم اور امام بیہقی نے حضرت طارق بن سوید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہماری زمین میں انگور ہوتے ہیں ہم انہیں نچوڑتے ہیں اور اس سے پیتے ہیں" آپ نے فرمایا: "نہیں! میں نے عرض دہرائی تو فرمایا "نہیں" میں نے عرض کی: "ہم اس کے ذریعے مریضوں کو شفاء دیتے ہیں" آپ نے فرمایا: "اس میں شفاء نہیں لیکن یہ سراپا مرض ہے۔"

امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شراب کے متعلق عرض کی گئی کہ کیا اس کو سرکہ بنالیا جائے؟ آپ نے فرمایا: "نہیں"۔ امام احمد نے ان سے ہی روایت کیا ہے کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان یتیموں کے بارے پوچھا جو شراب کے وارث تھے۔" آپ نے فرمایا: "شراب انڈیل دو" انہوں نے عرض کی: "ہم اسے سرکہ نہ بنادیں۔" آپ نے فرمایا: "نہیں۔"

دارقطنی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "ایک قوم بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئی۔ انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم نبیذ بناتے ہیں اور اسے صبح اور شام پیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: "نبیذ پیا کرو مگر (یاد رکھو) ہر نشہ آور چیز حرام ہے" انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم اس میں پانی ملالیا کریں؟ آپ نے فرمایا: "جس کی زیادہ مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہوتی ہے۔"

امام احمد اور امام نسائی نے حضرت عبداللہ بن فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ سے اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: "میں بارگاہ رسالت پناہ میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ہاں انگور پیدا ہوتا ہے۔ اب شراب کی حرمت کا حکم نازل ہو چکا ہے۔ اب ہم اس کے متعلق کیا کریں؟ آپ نے فرمایا: "تم اسے کشمش بنالو۔" انہوں نے عرض کی: "ہم کشمش کو کیا کریں گے؟ آپ نے فرمایا: "تم اسے صبح بھگو لیتے ہو اور شام کے وقت استعمال کر لیتے ہو۔ اسے شام کو بھگو لیتے ہو اور اسے وقت صبح استعمال کر لیتے ہو" میں نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ جانتے ہیں کہ ہم کون ہیں۔ ہم آپ کے سامنے فروکش ہیں۔ میں کیسے جانتا ہوں کو ہمارے ساتھ دوستی کرے گا؟ آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے ساتھ محبت کریں گے" میں نے عرض کی: "یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمارے لئے یہی کافی ہے۔"

۲۴۔ امارت کے بارے کچھ فتوے

امام احمد نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "بعض تمہارے امراء ایسے

ہوں گے جن کی طرف سے دل مطمئن ہوں گے۔ جن کے لئے جلد نرم ہوں گی۔ تم پر بعض امراء ایسے ہوں گے جن سے دل نفرت کرتے ہیں اور جلد پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی "کیا ہم انہیں قتل نہ کر دیں؟ آپ نے فرمایا: "نہیں! جب وہ نماز قائم کرتے ہیں۔"

امام مسلم نے حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: "تمہارے ائمہ (امراء) میں سے بہترین وہ ہیں جن سے تم محبت کرتے ہوں۔ وہ تم سے محبت کرتے ہوں۔ تمہارے لئے دعائے خیر کرتے ہوں اور تم ان کے لئے دعائے خیر کرتے ہوں۔ تمہارے امراء میں سے شریر ترین وہ ہیں جن سے تم بغض کرتے ہو۔ وہ تم سے بغض رکھتے ہیں۔ تم انہیں ملعون کرتے ہو۔ وہ تمہیں ملعون کرتے ہیں۔" ہم نے عرض کی: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا ہم اس وقت ان کے خلاف اعلان جنگ نہ کریں؟" آپ نے فرمایا: "نہیں! جب تک وہ تم میں نماز قائم کرتے رہیں۔ نہیں! جب تک وہ تم میں نماز قائم کرتے ہیں۔ ارے! جس پر کسی کو ولی بنایا جائے وہ اسے دیکھے کہ وہ معصیت الٰہیہ کا ارتکاب کر رہا ہے تو وہ اس کی معصیتہ الٰہیہ سے نفرت کرے، مگر وہ اطاعت الٰہیہ سے دستکش نہ ہو۔"

امام مسلم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تم پر ایسے امراء مقرر کئے جائیں گے جنہیں تم پہچانتے ہوں مگر تم ان کا انکار کرو گے۔ جس نے انہیں ناپسند کیا اس نے سلامتی پالی لیکن (وبال جان اس پر ہے) جو راضی ہوا اور جس نے اتباع کر لی۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی "یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہم ان کے ساتھ جہاد نہ کریں؟ آپ نے فرمایا: "نہیں! جب تک وہ نماز پڑھیں۔" یعنی جس نے اپنے دل سے ناپسند کیا اور دل سے انکار کیا۔

امام ترمذی نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ ایک شخص نے عرض کی "آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر ہم پر ایسے امراء مقرر ہو جائیں جو ہم سے ہمارا حق روک دیں جبکہ ہم ان سے اپنے حق کا سوال کریں؟ آپ نے فرمایا: "غور سے سنو اور اطاعت بجالاؤ۔ ان پر وہی ہے جو ان پر لادا گیا اور تم پر وہی ہے جو تم پر لادا گیا۔"

امام احمد اور امام بخاری نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔" آپ نے فرمایا: "میرے بعد ترجیح ہوگی اور ایسے امور ہوں گے جنہیں تم عجیب سمجھو گے۔" صحابہ کرام نے عرض کی "یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ہمیں کس چیز کا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: "تم ان کا حق ادا کرو اور اپنے رب تعالیٰ سے اپنا حق مانگو۔"

امام احمد، ابو یعلی اور ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: عرض کی گئی "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو کب چھوڑیں؟ آپ نے فرمایا: "جب تم میں ایسے امور کا ظہور ہو جائے جیسے امور کا

ظہور بنی اسرائیل میں ہوتا تھا" ہم نے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ! بنی اسرائیل میں کن امور کا ظہور ہوا تھا؟ آپ نے فرمایا: "جب تمہارے بڑوں میں فحش امور کا ظہور ہونے لگے۔ جب ان کے چھوٹوں میں سلطنت آ جائے جب ذلیلوں میں علم آ جائے۔"

ابو یعلی کے الفاظ ہیں: "جب تمہارے بہترین افراد میں نفاق ظاہر ہو جائے۔ جب تمہارے شریر لوگوں میں فحش گوئی کا اظہار ہو جائے۔ جب تمہارے چھوٹوں میں مملکت چلی جائے اور علم تمہارے ذلیلوں کے پاس ہو جائے۔"

۲۵۔ جہاد کے بارے چند فتوے

امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! میری راہنمائی کسی ایسے عمل کے بارے میں فرمائیں جو جہاد کے برابر ہو۔" آپ نے فرمایا: "میں ایسا عمل نہیں پاتا۔" پھر فرمایا "کیا تم میں اتنی استطاعت ہے کہ جب مجاہد عازم سفر ہو کہ تم اپنی مسجد میں داخل ہو جاؤ اور قیام کرو۔ کسی قسم کی سستی نہ کرو۔ روزے رکھو اور روزہ نہ چھوڑو۔" اس نے عرض کی: "یہ استطاعت کس میں ہے؟" حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "مجاہد کا گھوڑا جب طول میں رفتار کے ساتھ دوڑتا ہے تو اس کے لئے نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔"

امام بخاری نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! کون سا جہاد افضل ہے؟" آپ نے فرمایا: "یہ کہ انسان اپنے نفس اور خواہشات کے ساتھ جہاد کرے۔"

شیخین نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کی "درگاہ ایزدی میں کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: "نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا" عرض کی پھر؟ فرمایا "والدین کے ساتھ حسن سلوک" عرض کی "پھر؟ فرمایا "راہ خدا میں جہاد کرنا۔"

شیخین، ابو داؤد، ترمذی نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ عرض کی "لوگوں میں سے افضل کون ہے؟ آپ نے فرمایا: "ایسا مومن جو اپنے نفس اور مال کے ساتھ راہ خدا میں جہاد کرتا ہے" عرض کی "پھر؟ فرمایا "وہ شخص جو گھاٹیوں میں سے کسی گھاٹی میں ہو۔ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے۔ اپنے شر کی وجہ سے لوگوں کو چھوڑ دے۔"

ابو داؤد طیالسی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر تھا۔ آپ کی خدمت میں صحابہ اکرام کی بڑی تعداد حاضر تھی۔ عرض کی "یارسول اللہ ﷺ! روز حشر انبیاء اور اصفیاء کے بعد بارگاہ ربوبیت میں کون افضل ہوگا؟ آپ نے فرمایا: "اپنے نفس اور اپنے مال کے ساتھ راہ خدا میں جہاد کرنے والا حتیٰ کہ اسے پیغام خداوندی آ جائے۔ وہ اپنے گھوڑے پر ہو۔ اس کی لگام تھامے ہوئے ہو" عرض کی "پھر؟ فرمایا وہ شخص جو کسی کونے میں بیٹھ کر عمدہ طریقے سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے۔ اپنے شر سے لوگوں کو محفوظ رکھے۔ انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ!

روز حشر درگاہ ربوبیت میں مقام و مرتبہ کے اعتبار سے سارے لوگوں سے زیادہ شریر کون ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ''مشرک'' عرض کی: ''پھر؟'' فرمایا: ''جابر سلطان جو حق سے انحراف کرتا ہے حالانکہ حق اس کے لئے عیاں ہو چکا ہوتا ہے۔'' آپ کے قلب اطہر پر تجلیات کا غلبہ ہوا فرمایا ''مجھ سے جو چاہو پوچھ لو۔ مجھ سے تم جس چیز کے بارے میں بھی پوچھو گے میں تمہیں اس کے بارے ضرور بتاؤں گا'' میں نے عرض کی: ''میں اللہ رب العزت کے رب تعالیٰ ہونے اسلام کے دین حق ہونے اور آپ کے نبی برحق ہونے پر راضی ہوں۔ یہ علم ہمیں کافی ہے جو ہمارے پاس آ گیا ہے۔'' پھر آپ مسرور ہو گئے۔

امام احمد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمانے کے لئے اٹھے۔ رب تعالیٰ پر ایمان کا ذکر جمیل کیا۔ راہ خدا میں جہاد کی فضیلت عیاں کی۔ ایک شخص اٹھا اس نے عرض کی ''یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر میں راہ خدا میں اس طرح شہید ہو جاؤں کہ میں آگے بڑھ کر حملہ کرنے والا ہوں۔ پیٹھ پھیرنے والا نہ ہوں تو کیا اللہ تعالیٰ میری خطاؤں کو بخش دے گا'' آپ نے فرمایا: ''ہاں! سوائے قرض کے۔ حضرت جبرائیل امین نے مجھے اسی طرح آہستہ سے بتایا ہے۔''

امام نسائی نے حضرت ابی بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کی ''کیا وجہ ہے کہ شہید کے علاوہ تمام اہل ایمان کی قبور میں آزمائش ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اس کے سر پر تلواروں کی دھار بطور آزمائش کافی ہے۔''

امام احمد نے حضرت نعیم بن ھمار سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کی: ''کون سا شہید افضل ہے؟'' آپ نے فرمایا: ''اگر وہ صفوں میں نبرد آزما ہوں تو اپنی چہروں کو پھیر لیتے ہیں حتیٰ کہ شہید ہو جائیں وہ جنت میں بلند کمروں کی طرف جاتے ہیں ان کا رب ان کی طرف دیکھ کر مسکراتا ہے۔ جب تمہارا رب تعالیٰ دنیا میں کسی چیز کی طرف دیکھ کر مسکراتا ہے تو اس پر حساب و کتاب نہیں۔''

شیخین ابوداؤد اور امام نسائی نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ سے اس شخص کے متعلق عرض کی گئی جو شجاعت کا اظہار کرنے کے لئے لڑتا ہے۔ جو حمیت کے لئے لڑتا ہے اور جو ریاء کاری کے لئے لڑتا ہے۔ ان میں سے افضل کون ہے؟'' آپ نے فرمایا: ''جو اس لئے لڑے تا کہ رب تعالیٰ کا کلمہ (دین حق) سر بلند ہو جائے۔ وہ راہ خدا میں ہے۔''

ابوداؤد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ایک شخص راہ خدا میں جہاد کا ارادہ کرتا ہے۔ وہ دنیاوی مال کا بھی خواہاں ہوتا ہے۔'' آپ نے فرمایا: ''اس کے لئے کوئی اجر و ثواب نہیں۔'' لوگوں پر یہ امر گراں گزرا۔ انہوں نے اس شخص سے کہا: ''بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہو جاؤ شاید انہوں نے آپ کی بات نہ سمجھی ہو۔'' اس نے عرض کی: ''یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک شخص راہ خدا میں جہاد کے لئے نکلتا ہے جبکہ وہ دنیاوی مال کا بھی خواہاں ہے۔'' آپ نے فرمایا: ''اس کے لئے کوئی اجر نہیں'' لوگوں نے اسے سہ بار سوال کرنے کے لئے کہا۔ آپ نے تیسری بار بھی اسے

فرمایا: "اس کے لئے کوئی اجر نہیں ہے۔"

امام نسائی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "ایک شخص بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی "آپ کا کیا خیال ہے کہ ایک شخص اجر و ثواب کے حصول کے لئے جہاد پر روانہ ہو، مگر وہ مال کا بھی تذکرہ کرے۔" آپ نے فرمایا: "اس کے لیے کوئی اجر و ثواب نہیں" آپ نے تین بار اسی طرح فرمایا۔ اس نے تین بار ہی آپ سے پوچھا تھا، پھر فرمایا "اللہ تعالیٰ صرف وہ عمل قبول کرتا ہے جو خالص ہو اور اسے اس کی رضا کے لئے کیا جائے۔"

امام احمد نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم مرد جہاد پر روانہ ہوتے ہیں۔ ہمارے لئے نصف میزان ہے" اس وقت یہ آیت طیبہ نازل ہوئی:

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ (النساء:۳۲)

ترجمہ: اور تم اس کی تمنا نہ کرو جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے تم میں سے بعض پر بعض کو فضیلت دی۔

امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم خود میں سے شہید کسے سمجھتے ہو؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی "جو راہ خدا میں قتل ہو جائے وہ شہید ہے" آپ نے فرمایا: "پھر تو میری امت کے شہداء قلیل ہوں گے" صحابہ کرام نے عرض کی "شہداء کون ہیں؟ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، آپ نے فرمایا جو راہ خدا میں قتل ہو جائے وہ شہید ہے۔ جو راہ خدا میں مر گیا وہ شہید ہے۔ جو طاعون سے مرا وہ شہید ہے جو پیٹ کے مرض سے مرا وہ شہید ہے" ابن مقسم نے کہا ہے "میں اس روایت کے بارے میں تمہارے والد کا گواہ ہوں کہ انہوں نے کہا "ڈوب کر مرنے والا شہید ہے۔"

۲۶۔ رضائے الٰہی کے لئے محبت، قربانی اور لوگوں کے ساتھ میل ملاپ کے بارے میں چند فتوے

امام احمد نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "ایک دن آپ ہمارے پاس تشریف لائے۔ فرمایا "کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کو سب سے پسندیدہ عمل کون سا ہے؟ ایک شخص نے عرض کی "نماز اور زکوٰۃ" کسی نے کہا "جہاد" آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کو پسندیدہ عمل رب تعالیٰ کے لئے محبت اور رب تعالیٰ کے لئے بغض ہیں۔"

امام احمد اور ابوداؤد نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص ایک پاکباز قوم سے محبت کرتا ہے مگر وہ ان جیسے اعمال لانے کی استطاعت نہیں رکھتا۔ آپ نے فرمایا: "ابوذر! تم انہی کے ساتھ ہو جن سے محبت کرتے ہو۔" میں نے عرض کی: "میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں" آپ نے فرمایا: "تم اس کے ساتھ ہو جس سے محبت کرتے ہو" آپ نے دو بار اسی طرح فرمایا۔

شیخان نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو کسی قوم سے محبت کرتا ہو، مگر وہ اس کے ساتھ نہ

مل سکے" حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہوگا۔"

امام ترمذی نے (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک بلند آواز اعرابی بارگاہ رسالت پناہ ﷺ میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی "یارسول اللہ! ﷺ ایک شخص ایک قوم سے محبت کرتا ہے، مگر اس کے ساتھ مل نہیں پاتا" آپ نے فرمایا: "آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔"

امام احمد اور ابوداؤد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں مسجد نبوی میں آپ کی خدمت اقدس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص گزرا۔ قوم میں سے ایک شخص نے پوچھا: "یارسول اللہ! ﷺ میں اس سے محبت کرتا ہوں۔" آپ نے فرمایا: کیا تم نے اسے بتا دیا ہے؟ اس نے عرض کی "نہیں۔ آپ نے فرمایا: "اٹھو اور اسے بتا دو۔ وہ اٹھ کر اس شخص کے پاس گیا اور کہا "فلاں! بخدا! میں رب تعالیٰ کی رضا کے لئے تم سے پیار کرتا ہوں۔" اس نے فرمایا: "تم سے وہ ذات والا پیار کرے جس کے لئے تم مجھ سے پیار کرتے ہو۔"

عسکری نے الامثال میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "عرض کی گئی: "یارسول اللہ ﷺ! ہم کس کے ساتھ بیٹھیں یا ہمارے کون سے ساتھی بہتر ہیں۔" آپ نے فرمایا: "جن کا دیدار تمہیں اللہ تعالیٰ کی یاد تازہ کرے۔ جس کی گفتگو تمہارے عمل میں اضافہ کر دے جس کا عمل تمہیں آخرت کی یاد دلا دے۔"

امام احمد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کی "یارسول اللہ! ﷺ فلاں عورت کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ وہ بہت زیادہ روزے رکھتی ہے۔ زیادہ نمازیں پڑھتی ہے اور بہت زیادہ صدقات دیتی ہے، مگر وہ اپنے پڑوسیوں کو اذیت دیتی ہے" آپ نے فرمایا: "وہ آگ میں جائے گی" اس نے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ! فلاں عورت کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ وہ کم روزے رکھتی ہے کم نمازیں پڑھتی ہے۔ پنیر کے ٹکڑے صدقے میں دیتی ہے، مگر اپنی زبان سے کسی کو تکلیف نہیں دیتی" آپ نے فرمایا: "وہ جنت میں جائے گی۔"

امام بخاری نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! میرے کئی پڑوسی ہیں۔ میں ان میں سے کسے ہدیہ دوں؟ آپ نے فرمایا: "ان میں سے جس کا دروازہ تمہارے سب سے زیادہ قریب ہے۔"

امام احمد اور امام ترمذی نے (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: "میں بارگاہ رسالت پناہ ﷺ میں حاضر تھی۔ حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا بھی آپ کی خدمت میں تھیں۔

اسی اثناء میں حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے اس وقت پردے کے احکام نازل ہو چکے تھے۔ وہ ہمارے پاس آئے تو آپ نے ہمیں فرمایا: "تم دونوں پردے میں چلی جاؤ" ہم نے عرض کی۔ "یارسول اللہ ﷺ! کیا یہ نابینا نہیں ہیں۔ یہ تو کچھ دیکھ نہیں سکتے۔ یہ ہمیں پہچان نہیں سکتے؟" آپ نے فرمایا: "کیا تم دونوں بھی اندھی ہو کیا تم انہیں دیکھ نہیں رہیں۔"

امام مسلم نے حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم سے اچانک نظر پڑ جانے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا:"اپنی نگاہ پھیر لو۔"

امام احمد نے حضرت ابوشریح بن عمرو خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا کہ حضور سراپا علم وحکمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"بلند ٹیلوں (والے رستوں) پر بیٹھنے سے بچو جو بلند رستے پر بیٹھے وہ اس کا حق بھی ادا کرے"ہم نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا کیا حق ہے؟ آپ نے فرمایا:"نگاہ نیچی رکھنا' سلام کا جواب دینا' نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔"

شیخان نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"رستوں پر بیٹھنے سے بچو"صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی'"اس کے علاوہ ہمارے لئے کوئی چارہ کار ہی نہیں۔ہم وہاں بیٹھ کر گفتگو کرتے ہیں"آپ نے فرمایا:"اگر تم نے وہیں بیٹھنا بھی ہے تو رستے کا حق ادا کرو۔"انہوں نے عرض کی:"یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم رستے کا حق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:"نگاہ کو نیچا رکھنا' اذیت روکنا' سلام کا جواب دینا' نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔"

ابوداؤد' حاکم' بزار اور الطبرانی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "راستوں پر بیٹھنے سے بچو۔"صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی"یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں۔ہم وہیں بیٹھ کر گفتگو کرتے ہیں"آپ نے فرمایا:"اگر یہ ضروری ہی ہے تو رستے کو اس کا حق ادا کرو؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی"یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم رستے کا حق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:"نگاہوں کو نیچا رکھنا' اذیت روکنا' سلام کا جواب دینا' نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا"ایک روایت میں ہے"سیدھے رستے کی طرف راہ نمائی کرنا"دوسری روایت میں ہے"شکستہ دل کی مدد کرنا اور راستہ گم کردہ کی راہنمائی کرنا"یہ آٹھ آداب ہیں۔

حاکم کی روایت میں ہے"چھینک مارنے والے کو جواب دینا جب وہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرے۔"

بزار کی روایت میں ہے"بوجھ اٹھانے والے کی مدد کرو"الطبرانی میں ہے"مظلوم کی مدد کرو۔اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرو"اس طرح یہ تیرہ آداب بنتے ہیں جنہیں الحافظ ابن حجر نے ان اشعار میں جمع کیا ہے۔

جمعت آداب من رام الجلوس علی ... الطریق من قول خیر الخلق انسانا

افش السلام و احسن فی الکلام تفز ... وشمت العاطس الحماد ایمانا

فی الحمل عاون ومظلوماً اعن و اغث ... لهفان رد سلاماً واهد حیرانا

وامر بعرف انه عن نکر و کف اذی ... و غض طرفا واکثر ذکر مولانا

ترجمہ:"میں نے حضور خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین عالی شان سے ان آداب کو جمع کیا ہے۔جنہیں اسے پیش نظر رکھنا چاہئے جو رستے میں بیٹھنا چاہے تو سلام پھیلائے۔عمدہ گفتگو کرے۔تو کامیاب ہو جائے گا۔ایمان کے ساتھ جو چھینک کے وقت رب تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرے اس کا جواب دے۔بوجھ اٹھانے والے کی

مدد کرے۔ مظلوم کی مدد کرے۔ ستم رسیدہ کی مدد کرے۔ سلام کا جواب دے۔ گم کردہ راہ کی راہنمائی کرے۔ نیکی کا حکم دے۔ برائی سے روکے۔ اذیت کو روکے۔ نگاہوں کو نیچا رکھے۔ ہمارے مولائے پاک کا ذکر زیادہ سے زیادہ کرے۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک شخص بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ آپ نے فرمایا: "تمہاری والدہ" اس نے عرض کی: "پھر۔" فرمایا: "تمہارا باپ" دوسری روایت میں ہے: "پھر تمہاری والدہ، پھر تمہاری والدہ، پھر تمہارا باپ، پھر درجہ بہ درجہ قریبی رشتہ دار۔"

ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی "میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ فرمایا: "تمہاری والدہ۔" عرض کی: "پھر۔" فرمایا: "تمہاری والدہ۔" عرض کی: "پھر" فرمایا: "تمہاری والدہ" عرض کی: "پھر؟" فرمایا: "تمہارا باپ" عرض کی: "پھر؟" فرمایا: "درجہ بہ درجہ قریبی رشتہ دار۔"

ابوداؤد، امام بغوی، ابن قانع، الطبرانی نے الکبیر میں، بیہقی نے حضرت کلیب بن منفعہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اپنے جد امجد بکر بن حارث انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں کس کے ساتھ حسن سلوک کروں؟ آپ نے فرمایا: "اپنی والدہ، اپنے والد، اپنی بہن، اپنے بھائی اور اپنے اس غلام کے ساتھ حسن سلوک کرو جن کا حق لازم ہے اور صلہ رحمی ضروری ہے۔"

ابوداؤد اور شیخان نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا مجھے اجر ملے گا اگر میں ابوسلمہ کی اولاد پر خرچ کروں؟ وہ تو اولاد ہے۔" آپ نے فرمایا: "جو کچھ تم ان پر خرچ کرو گی۔ تمہیں اس کا اجر و ثواب ملے گا۔"

ابوداؤد نے حضرت معاویہ بن حیدہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کس کے ساتھ حسن سلوک کروں؟ فرمایا "اپنی والدہ کے ساتھ، پھر اپنی والدہ کے ساتھ پھر رشتہ دار پھر قریبی رشتہ دار۔"

ابوداؤد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اس نے عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا مال اور اولاد ہے۔ میرے والد صاحب مال کے محتاج ہیں۔" آپ نے فرمایا: "تم اور تمہارا مال تمہارے والد کا ہی ہے۔ تمہاری اولاد پاکیزہ روزگار میں سے ہے اپنی اولاد کے مال سے کھایا کرو۔"

امام شافعی نے مرسل حضرت محمد بن منکدر سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی "میرے اہل و عیال ہیں۔ میرے والد کے پاس بھی مال اور اہل و عیال ہیں وہ ارادہ کرتا ہے کہ وہ میرا مال

لے لے اور اسے اپنے اہل وعیال کو کھلائے" آپ نے فرمایا: "تم اور تمہارا مال تمہارے والد کا ہی ہے۔"

امام مسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک شخص بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی "میں ہجرت اور جہاد پر آپ کی بیعت کرتا ہوں۔ میں اللہ تعالیٰ سے اجر وثواب چاہتا ہوں" آپ نے پوچھا "کیا تمہارے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟ اس نے عرض کی "ہاں!" دونوں زندہ ہیں" فرمایا "والدین کے پاس

22 جاؤ اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرو۔"

امام بیہقی نے حضرت معاویہ بن جاہمہ سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! میں نے ارادہ کیا ہے کہ آپ کے ساتھ جہاد کروں۔ میرا ارادہ صرف رضائے الٰہی اور دار آخرت کا حصول ہے۔" آپ نے فرمایا: "تمہاری خیر! کیا تمہاری والدہ زندہ ہیں؟ انہوں نے عرض کی: "ہاں!" آپ نے فرمایا: "تمہاری خیر! ان کا پاؤں لازم پکڑلو۔ جنت وہیں ہے۔"

شیخان اور ابوداؤد نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ کے عہد مبارک میں میری امی میرے پاس آئیں، وہ مشرکہ تھیں۔ میں نے اس کے بارے میں آپ سے عرض کی میں نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! میری والدہ میرے پاس آئی ہے۔ وہ اسلام کی طرف رجحان رکھتی ہے، کیا میں اس کے ساتھ صلہ رحمی کروں؟ آپ نے فرمایا: "ہاں! اس کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔"

امام احمد نے حضرت ابو سید مالک بن ربیعہ الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک انصاری صحابی بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے۔ عرض کی "یارسول اللہ! ﷺ کیا میرے والدین کے بعد بھی ان کے ساتھ بھلائی باقی رہتی ہے جسے میں بجالاؤں؟ آپ نے فرمایا: "ہاں! چار امور۔ ان کی نماز جنازہ۔ ان کے لئے مغفرت کی دعا۔ ان کا وعدہ پورا کرنا۔ ان کے دوستوں کی عزت واحترام۔ ان رشتہ داروں کی صلہ رحمی جن کا رشتہ صرف ان کی طرف سے ہی ہو۔ یہ امور ہے جو ان کے وصال کے بعد تم پر باقی ہیں۔"

ابن ماجہ نے حضرت ابو امامۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ! والد کا اولاد پر کیا حق ہے؟ آپ نے فرمایا: "وہی اس کی جنت اور دوزخ ہیں" یعنی وہ ان کے ساتھ حسن سلوک کرے گا ان سے اذیت روکے گا۔ جب وہ ان کے ساتھ حسن سلوک کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اگر وہ ان کے ساتھ برائی کرے گا تو وہ سپرد جہنم ہوگا۔"

امام احمد نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کی "یارسول اللہ! ﷺ میرے رشتہ دار ہیں۔ میں ان کے ساتھ صلہ رحمی کرتا ہوں جبکہ وہ قطع رحمی کرتے ہیں۔ میں درگزر کرتا ہوں۔ وہ ظلم کرتے ہیں۔ میں احسان کرتا ہوں۔ وہ برائی کرتے ہیں کیا میں ان کے ساتھ برابری کا سلوک کروں؟ آپ نے فرمایا: "نہیں! ورنہ تم سب ایک دوسرے کو چھوڑ دو گے۔ "بلکہ فضل وکرم کو تھامو۔ ان کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔ جب تک تم ان کے

ساتھ یہ سلوک کرتے رہو گے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مددگار تمہارے ساتھ رہے گا۔"

امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ایسے رشتہ دار ہیں جن کے ساتھ میں صلہ رحمی کرتا ہوں وہ قطع رحمی کرتے ہیں۔ میں ان کے ساتھ احسان کرتا ہوں وہ میرے ساتھ برائی کرتے ہیں۔ میں ان پر حلم کا اظہار کرتا ہوں۔" وہ مجھ پر جہالت کا اظہار کرتے ہیں" آپ نے فرمایا: "اگر تم اسی طرح ہو جیسے تم کہتے ہیں تم گویا کہ تم راکھ پھنکار رہے ہو۔ جب تک تمہارا یہی رویہ رہے گا۔ رب تعالیٰ کی طرف سے ایک مددگار تمہارے ساتھ رہے گا۔"

ابن ماجہ اور ابوداؤد نے حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کی "زوجہ کا اپنے خاوند پر کیا حق ہے؟ آپ نے فرمایا: "جب وہ خود کھائے تو بیوی کو کھلائے جب خود پہنے تو بیوی کو پہنائے۔ اس کے چہرے پر نہ مارے، گالیاں دے اور نہ اسے گھر میں اکیلی چھوڑے۔"

ابوداؤد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میرا خیال ہے کہ تم میں ناقص عقل و دین والیاں صاحب دانش پر غلبہ پالیتی ہیں" خواتین نے عرض کی "دین اور عقل کے نقصان سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: "عقل کا نقصان تو یہ ہے کہ دوعورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہے، اور دین کا نقصان یہ ہے کہ تم میں ایک رمضان المبارک میں کچھ روزے نہیں رکھ سکتی اور کچھ دنوں تک (حیض کی وجہ سے) نماز نہیں پڑھ سکتی۔"

امام احمد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: "ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز صبح کے بعد تشریف لائے۔ آپ مسجد میں خواتین کے پاس تشریف لے گئے۔ ان پر کھڑے ہوئے اور فرمایا: "اے خواتین کے گروہ! میں نے کم عقل اور کم دین رکھنے والیوں سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا جو دانا شخص کی عقل کو لے جاتی ہوں۔ میں نے تمہیں دیکھا۔ روز حشر تمہاری اکثریت اہل آتش میں سے ہوگی تم میں جتنی استطاعت ہے تم رب تعالیٰ کا قرب حاصل کیا کرو۔" ان خواتین میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ بھی تھیں۔ وہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئیں اور اس بات کا تذکرہ کیا جسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا تھا انہوں نے اپنے زیورات کے لیے، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے پوچھا: "کہاں جارہی ہو؟" انہوں نے کہا "میں ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرب حاصل کروں گی تا کہ اللہ تعالیٰ مجھے اہل آتش میں سے نہ کرے۔" انہوں نے کہا "تمہاری خیر! آؤ یہ مجھ پر اور میری اولاد پر صدقہ کرو۔" ہم اس کی صحیح جگہ ہیں" انہوں نے کہا "نہیں! بخدا! حتیٰ کہ میں انہیں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پیش کروں گی۔" وہ گئیں۔ اذن طلب کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا "یہ زینب ہیں" یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو آپ سے اذن باریابی طلب کررہی ہیں۔" آپ نے پوچھا "یہ کون سی زینب ہیں" انہوں نے کہا "حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ" آپ نے فرمایا: "اسے اذن دے دو" وہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوگئیں۔ عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے آپ کی گفتگو سنی ہے۔ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گئی۔ ان سے یہ بات کی پھر زیورات لئے۔ میں ان سے اللہ تعالیٰ اور آپ کا قرب حاصل کرنے کی خواہاں ہوں تا کہ اللہ رب

العزت مجھے اہل نار میں سے نہ کرے۔ مجھے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا "یہ مجھ پر اور میری اولاد پر صدقہ کر دو۔ وہ اس کا صحیح مقام ہیں" پھر عرض کی "یارسول اللہ! ﷺ جب آپ ہم میں کھڑے ہوئے تو آپ نے فرمایا: "میں نے ناقص دین اور ناقص عقل والیوں سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا جو دانش مندوں کے دلوں کو لے جانے والی ہو۔ یارسول اللہ! ﷺ ہماری عقل اور دین کا نقصان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "تمہارے دین کا نقصان تو وہ حیض ہے جو تم میں سے کسی ایک کو اتنی دیر لاحق رہتا ہے جتنی دیر اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہ نہ تو نماز پڑھ سکتی ہے نہ روزہ رکھ سکتی ہے۔ یہ تمہارے دین کا نقصان ہے۔ تمہاری عقل کا نقصان یہ ہے کہ عورت کی گواہی مرد کی گواہی کے نصف ہے۔"

حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے آپ سے پوچھا "کیا میں اپنی امی جان کی خدمت میں حاضر ہوتے وقت اذن مانگ لیا کروں؟ آپ نے فرمایا: "ہاں!" اس نے عرض کی "میں ان کے ساتھ ہی گھر میں رہتا ہوں" حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "ان سے اذن مانگ لیا کرو" اس نے عرض کی "میں ان کی خدمت کرتا ہوں" آپ نے فرمایا: "تم اس سے اذن مانگ لیا کرو' کیا تم پسند کرتے ہو کہ اسے عریاں دیکھو؟" اس نے عرض کی "نہیں۔" آپ نے فرمایا: "پھر اس سے اذن مانگ لیا کرو۔"

ابن ماجہ نے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "ہم نے عرض کی "یارسول اللہ! ﷺ سلام کا تو علم ہو گیا لیکن استئذان سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: "استئذان یہ ہے کہ انسان تسبیح کہے' تکبیر کہے' الحمد للہ کہے یا کھانسے اور گھر والوں سے اذن مانگ لے۔"

امام احمد' امام بخاری نے ادب میں' ابن حبان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں دو افراد نے چھینک ماری ان میں سے ایک دوسرے سے افضل تھا۔ دوسری چھینک ماری۔ رب تعالیٰ کی حمد وثناء بیان نہ کی آپ نے اسے جواب نہ دیا جبکہ پہلے شخص نے چھینک ماری تو رب تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی۔ آپ نے اسے جواب دیا۔ اس شخص نے کہا "میں نے آپ کے پاس چھینک ماری مگر آپ نے مجھے جواب نہ دیا۔ اس نے چھینک ماری تو آپ نے اسے جواب دیا۔ آپ نے فرمایا: "اس نے اللہ تعالیٰ کو یاد کیا تو میں نے اسے یاد کیا جبکہ تو رب تعالیٰ کو بھول گیا میں نے تجھے بھلا دیا۔"

شیخان' ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں دو افراد نے چھینک ماری۔ آپ نے ایک کو جواب دیا مگر دوسرے کو جواب نہ دیا۔ جب اس کے بارے عرض کی گئی تو فرمایا "اس نے رب تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی مگر اس نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان نہ کی۔"

امام احمد نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں دو افراد نے چھینک ماری۔ آپ نے فرمایا: "کہو الحمد للہ" حاضرین نے عرض کی "یارسول اللہ! ﷺ ہم اسے

کیا جواب دیں؟ آپ نے فرمایا: "اسے کہو: یرحمك الله۔ اس شخص نے عرض کی "میں انہیں کیا کہوں؟ آپ نے فرمایا: "انہیں کہو: یھدیکم الله و یصلح بالکم۔"

۲۷۔مرض اور طب کے بارے میں بعض فتوے

امام احمد اور امام ترمذی نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ آپ سے عرض کی گئی "لوگوں میں سے سب سے زیادہ آزمائش کس کی ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا: "انبیاء کرام علیہم السلام کی پھر باکباز افراد کی۔"

حکیم ترمذی اور الطبرانی نے الکبیر میں حضرت سراء بنت نبھان الغنویہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام نے سانپوں کے بارے میں پوچھا کہ ہم ان میں سے کسے کسے ماریں؟ میں نے آپ کو سنا۔ آپ فرما رہے تھے۔ "چھوٹے بڑے سانپوں۔ سیاہ اور سفید سانپوں کو مار ڈالو میری امت میں سے جس نے اسے مارا وہ آگ میں سے اس کا فدیہ بن جائے گا اور جس کو سانپ نے ڈس لیا وہ شہید ہو جائے گا۔"

ابو داؤد اور الطبرانی نے الکبیر میں حضرت عبدالرحمان بن ابی یعلی سے اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے گھروں میں رہنے والے سانپوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: "اگر تم اپنے گھروں میں ان میں سے کچھ دیکھو تو انہیں کہو" ہم تمہیں وہ عہد یاد کراتے ہیں جو تم سے حضرت نوح علیہ السلام نے کیا تھا۔ ہم تمہیں وہ عہد یاد کراتے ہیں جو تم سے حضرت سلیمان علیہ السلام نے لیا تھا کہ تم ہمیں اذیت نہ دو اگر وہ پھر لوٹیں تو انہیں مار ڈالو۔"

امام بیہقی نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا۔ آپ کو بخار تھا۔ میں نے اپنا ہاتھ رکھا اور عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو تو شدید بخار ہے۔" آپ نے فرمایا: ہاں! مجھے اتنا بخار ہے جتنا تم میں سے دو افراد کو ہوتا ہے" میں نے عرض کی: "اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کو اجر بھی دگنا ملے گا" آپ نے فرمایا: "ہاں! پھر فرمایا" جس مسلمان کو بھی مرض وغیرہ کی اذیت پہنچتی ہے تو رب تعالیٰ اس سے اس کے گناہ یوں گراتا ہے جیسے درخت اپنے پتے گراتا ہے۔"

امام احمد نے حضرت زینب بنت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہا سے اور انہوں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کی "ان امراض کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جو ہمیں پہنچتی ہیں؟ آپ نے فرمایا: "کفارات ہیں۔ حضرت ابی نے کہا" اگر وہ مرض قلیل ہی ہو" آپ نے فرمایا: "کانٹا یا اس سے کم تر بھی ہو" حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے اپنے لئے یہ دعا مانگی" ان سے بخار جدا نہ ہو حتیٰ کہ ان کا وصال ہو جائے۔ یہ بخار انہیں حج، عمرہ، جہاد فی سبیل اللہ اور باجماعت نماز سے نہ روکے۔" جو انسان بھی انہیں چھوتا اسے حرارت محسوس ہوتی حتیٰ کہ ان کا وصال ہو گیا۔"

الطبرانی نے الاوسط میں (انہوں نے اسے حسن کہا ہے) اور ابن عساکر نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا

ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں نے عرض کی: 'یارسول اللہ ﷺ! بخار کا اجر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:"بخار اپنے صاحب کی نیکیوں میں اضافہ کرتا ہے۔جو قدم لرزے یا رگ پھڑکے (اس کا بھی ثواب ملے گا)" حضرت ابی نے یہ دعا مانگی"میں تجھ سے ایسے بخار کی التجاء کرتا ہوں جو مجھے تیرے رستے میں نکلنے سے نہ روکے،نہ ہی تیرے گھر سے اور نہ ہی مسجد نبوی کی طرف جانے سے روکے۔"

امام احمد نے حضرت ذکوان رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے ایک انصاری صحابی سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ نے ایک زخمی شخص کی عیادت کی۔آپ نے فرمایا:"میرے لئے بنو فلاں کا طبیب بلاؤ" اسے بلایا گیا" وہ حاضر خدمت ہوا! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی 'یارسول اللہ! ﷺ کیا دوا فائدہ پہنچاتی ہے؟ آپ نے فرمایا:"سبحان اللہ! اللہ پاک نے زمین پر جو مرض بھی اتارا ہے اس کے لئے شفاء بھی اتار دی۔"

امام احمد،امام بیہقی نے حضرت ابوخزامہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے۔انہوں نے عرض کی:"کیا ہم دوا استعمال کریں۔اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے اس دم کے بارے میں کیا خیال ہے جسے ہم کراتے ہیں اور اس چیز کے بارے میں کیا خیال ہے جس سے ہم بچاؤ کرتے ہیں۔کیا یہ امور تقدیر ہی میں سے کچھ رد کر سکتے ہیں؟" آپ نے فرمایا:"یہ بھی تقدیر الٰہی میں سے ہیں۔"

شیخان اور ترمذی نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت طارق بن سوید جعفی رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم ﷺ سے شراب کے بارے میں پوچھا۔آپ نے انہیں منع کر دیا۔انہوں نے عرض کی:"میں اسے بطور دوا استعمال کرتا ہوں" آپ نے فرمایا:"یہ دوا نہیں یہ سراپا مرض ہے۔"

امام مسلم نے حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"زمانہ جاہلیت میں ہم دم کرتے تھے۔ہم نے عرض کی 'یارسول اللہ! ﷺ اس کے متعلق آپ کی رائے کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:"مجھے وہ الفاظ بتاؤ جو تمہارے دم میں شامل ہیں۔ایسے دم میں کوئی حرج نہیں جس میں شرک نہ ہو۔"

امام مسلم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے بنو عمرو بن حزم کو سانپ کے ڈسنے کو دم کرنے کا اذن مرحمت فرمایا۔ابو زبیر نے کہا"میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنا۔وہ فرمارہے تھے کہ ایک شخص کو بچھو نے ڈنگ لیا۔ہم آپ کی معیت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ایک شخص نے عرض کی 'یارسول اللہ ﷺ! کیا میں دم کروں؟ آپ نے فرمایا:"تم میں سے جو اپنے بھائی کو فائدہ پہنچا سکتا ہو۔وہ ضرور دم کرے" امام احمد کے الفاظ میں ہے"میرے ماموں بچھو کا دم کرتے تھے۔حضور اکرم ﷺ نے دم سے منع فرمایا تو وہ بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئے۔انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ تم نے دم کرنے سے منع کر دیا ہے تو بچھو کا دم کر لیتا ہوں۔آپ نے فرمایا: تم میں سے جو اپنے بھائی کو فائدہ پہنچانے کی استطاعت رکھتا ہو تو وہ ضرور اس طرح کرے۔

امام احمد اور ابن ماجہ نے حضرت عبید اللہ بن رفاعہ زرقی سے روایت کیا ہے کہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے

عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی اولاد کو جلد نظر لگ جاتی ہے۔ کیا میں انہیں دم کرلیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اگر کوئی چیز تقدیر سے سبقت لے جاتی تو نظر اس سے سبقت لے جاتی ہے۔

امام مالک نے حضرت حمید بن قیس سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ اس کے پاس حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے دونوں فرزند تھے۔ آپ نے ان کی دایہ سے فرمایا: میں انہیں کمزور کیوں دیکھتا ہوں؟ ان کی دایہ نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ انہیں جلد نظر لگ جاتی ہے۔ ہمیں دم کرانے سے صرف یہی چیز مانع ہے کہ ہم نہیں جانتے کہ کون سی چیز اس کے موافق ہے۔ حضور سراپا جود و کرم ﷺ نے فرمایا: ان دونوں کو دم کرایا کرو اگر تقدیر سے کوئی چیز سبقت لے جاتی تو نظر اس سے سبقت لے جاتی۔

امام احمد اور ابوداؤد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ سے نشرہ (سفلی عمل) کے بارے میں عرض کی گئی۔ آپ نے فرمایا: یہ شیطانی عمل ہے۔ اس سے جادو کیے گئے پر جادو کا اثر ختم کیا جاتا ہے۔ اس پر وہی قادر ہوتا ہے جو جادو کو جانتا ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے: جادوگر ہی جادو کو کھول سکتا ہے لہٰذا یہ جائز نہیں۔ یہ تفصیل اپنے مقام پر گزر چکی ہے۔ ابن ابی شیبہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گویا کہ میرا سر کاٹ دیا گیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ تبسم ریز ہوئے۔ فرمایا: جب تم میں سے کسی کے ساتھ شیطان خواب میں کھیلے تو اسے لوگوں کے سامنے بیان نہ کرے۔

امام بخاری نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ سے طاعون کے بارے میں پوچھا گیا، تو آپ نے فرمایا: یہ عذاب تھا جسے رب تعالیٰ نے تم سے پہلے لوگوں پر بھیجا تھا۔ رب تعالیٰ نے اسے اہل ایمان کے لیے رحمت بنا دیا، جو انسان کسی شہر میں ہو اور اس میں طاعون پھیل جائے وہ اسی میں ہی ٹھہرا رہے۔ وہ صبر کرتے ہوئے اور حصولِ ثواب کے لیے اس شہر سے نہ نکلے اسے یہ علم ہو کہ اسے وہی تکلیف پہنچ سکتی ہے جو رب تعالیٰ نے اس کے لیے لکھ دی ہے۔ اس کے لیے شہید کا اجر ہے۔

امام احمد اور ابوداود نے حضرت فروہ بن مسیک سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ ہمارے پاس زمین ہے جسے ابین کہا جاتا ہے۔ یہ ہمارے ساتھیوں اور میراث کی سرزمین ہے۔ یہ وباء والی ہے۔ یا وہاں شدید وباء ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو، قریب جانا ہلاک ہونا ہے۔

شیخان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: بدشگونی نہیں لیکن نیک فال لینا عمدہ بات ہے۔ عرض کی گئی: یارسول اللہ! ﷺ نیک فال کیا ہے؟ فرمایا: پاکیزہ کلمہ۔

شیخان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: نہ تو چھوت سے مرض لگتی ہے اور نہ ہی بدشگونی ہے، لیکن مجھے نیک فال لینا پسند ہے۔ عرض کی گئی: یہ نیک فال کیا ہے؟ فرمایا: پاکیزہ کلمہ ہے۔

ابن عساکر نے حضرت نعمان بن رازیہ سے روایت کیا ہے انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ ہم زمانہ جاہلیت میں غارت گری کرتے تھے۔ اب اسلام کا خورشید جہاں تاب طلوع ہو چکا ہے۔ آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اسلام نے منع کیا ہے کہ کوئی کسی پر ڈاکے ڈالے، لیکن وہ نیک شگون کے سفر سے منع نہیں کرتا۔ مثلاً ایک شخص مریض ہو۔ وہ دوسرے سے سنے، وہ کہہ رہا ہو: یا سالم۔ یا وہ کسی گمشدہ چیز کی تلاش میں ہو اور وہ سن لے۔ یا واجد اس کلام سے خوش ہو جائے گا۔ نیک فال سے بھلائی کی امید ہوتی ہے جبکہ بدشگونی سے شر اور اس کے وقوع کا خطرہ ہوتا ہے۔

امام احمد اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: نہ تو مرض متعدی ہوتا ہے نہ بدشگونی ہے، نہ ہی ہامہ ہے۔ ایک شخص اٹھا۔ اس نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ کیا خیال ہے کہ اگر اونٹوں میں ایک اونٹ خارش زدہ ہو اس سے دیگر اونٹ بھی خارش زدہ ہو جاتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تقدیر ہے پہلے کو کس نے خارش زدہ کیا؟

ابن نجار نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک اعرابی بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ خارش اونٹ کے ہونٹ یا اس کی دم سے شروع ہوتی ہے۔ پھر سارے اونٹوں کو خارش ہو جاتی ہے۔" حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "کوئی مرض متعدی نہیں، کوئی ہامہ نہیں، نہ ہی صفراء متعدی ہوتا ہے۔ اللہ رب العزت نے اس جان کو تخلیق کیا ہے۔ اس نے اس کی زندگی، مصائب اور رزق لکھ دیا ہے۔"

امام مالک نے حضرت یحییٰ بن سعید انصاری رضی اللہ عنہ سے مرسل روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک عورت بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئی۔ اس نے عرض کی" ایک گھر میں ہم نے بسیرا کیا، پہلے ہماری تعداد کثیر تھی۔ مال کثیر اور وافر تھا۔ اب تعداد بھی قلیل ہو گئی۔ مال بھی ختم ہو گیا۔ آپ نے فرمایا: "اسے مذموم سمجھتے ہوئے اسے چھوڑ دو۔"

امام احمد نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "جسے بدشگونی نے اسے اس کی ضرورت سے روک دیا تو اس نے شرک کیا" صحابہ کرام نے عرض کی "یارسول اللہ! ﷺ اس کا کفارہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "وہ شخص یوں کہے:

اللھم لا خیر الا خیرك ولا طیرا الا طیرك۔

۲۸۔ غلاموں کے بارے میں چند فتوے

امام احمد اور امام ترمذی نے (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی "یارسول اللہ! ﷺ میں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے۔ کیا میرے لئے توبہ ہے؟ آپ نے فرمایا: "کیا تمہاری ماں ہے" اس نے عرض کی "نہیں" فرمایا "کیا تمہاری خالہ ہے؟ اس نے عرض کی "ہاں! آپ نے فرمایا: "اس کے ساتھ حسن سلوک کرو۔"

امام نسائی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک انصاری شخص نے اسلام قبول کیا، پھر مرتد ہو کر مشرکین کے ساتھ جا ملا، پھر نادم ہوا۔ اس کی قوم بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئی۔ انہوں نے عرض کی: "کیا اس کے لئے توبہ ہے؟ اس وقت یہ آیت طیبہ نازل ہوئی۔"

كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۶﴾ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۷﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۸۸﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا۔ (آل عمران: ۸۶)

ترجمہ: کیسے ہو سکتا ہے کہ ہدایت دے اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو جنہوں نے کفر اختیار کر لیا۔ ایمان سے آنے کے بعد اور وہ گواہی دے چکے تھے کہ رسول سچا ہے اور آ چکی تھی ان کے پاس کھلی نشانیاں اور اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا ظالم لوگوں کو ان کی سزا یہ ہے کہ ان پر پھٹکار پڑتی رہے۔ اللہ کی فرشتوں کی اور سب انسانوں کی۔ ہمیشہ رہیں اسی پھٹکار میں۔ نہ ہلکا کیا جائے گا ان سے عذاب اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی مگر وہ جنہوں نے سچے دل سے توبہ کی۔

اس نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔

ابن ابی الدنیا نے توبہ کے باب میں حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کہ اہل ایمان کے لئے کتنے پردے ہیں؟ آپ نے فرمایا: "یہ حد و شمار سے وراء ہیں، لیکن جب اس سے گناہ کا صدور ہوتا ہے، تو ان میں سے ایک پردہ پھٹ جاتا ہے۔ جب وہ توبہ کرتا ہے تو وہ پردہ بھی واپس آ جاتا ہے، اور اس کے ساتھ نو پردے واپس آ جاتے ہیں اگر وہ توبہ نہ کرے تو صرف ایک پردہ ہی پھٹتا ہے، حتیٰ کہ جب اس پر کوئی چیز باقی نہیں رہتی تو اللہ تعالیٰ ملائکہ میں سے جسے چاہتا ہے۔ فرماتا ہے۔ بنو آدم عیب نکالتے ہیں ستر پوشی نہیں کرتے۔ اسے اپنے پروں سے گھیر لو۔ وہ اس شخص کو اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں۔ اگر وہ توبہ کر لے تو اس کے سارے پردے واپس آ جاتے ہیں۔ اگر وہ توبہ نہ کرے تو فرشتے اس سے تعجب کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے فرماتا ہے۔ "اسے سپرد کر دو۔" وہ اسے حوالے کر دیتے ہیں حتیٰ کہ اس پر کوئی پردہ نہیں ہوتا۔"

الطبرانی اور بزار نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کی "یا رسول اللہ! ﷺ ہم میں سے کوئی ایک گناہ کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا: "اسے معاف کر دیا جاتا ہے" اس شخص نے عرض کی: "اگر وہ دوبارہ گناہ کرے تو؟" فرمایا: "اسے لکھ لیا جاتا ہے۔" اس نے عرض کی: "اگر وہ مغفرت طلب کرے تو؟" فرمایا: "اسے معاف کر دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اکتاتا نہیں حتیٰ کہ تم اکتا جاتے ہو۔"

امام بخاری نے حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک شخص حضور اکرم ﷺ

کے پاس سے گزرا آپ نے اس شخص سے پوچھا جو آپ کی خدمت میں حاضر تھا اس کے بارے میں تمہاری رائے کیا ہے؟ اس نے کہا "یہ لوگوں کے سرداروں میں سے ایک شخص ہے بخدا! یہ اس قابل ہے کہ جب وہ پیغام نکاح دے تو اس کا نکاح کر دیا جائے۔ اگر وہ سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول کر لی جائے۔" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش رہے، پھر ایک اور شخص پاس سے گزرا۔ آپ نے اسی شخص سے پوچھا "اس کے بارے تمہاری رائے کیا ہے؟ اس نے عرض کی "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ فقیر مسلمانوں میں سے ہے۔ یہ اس قابل ہے کہ اگر یہ پیغام نکاح دے تو اس کا نکاح نہ کیا جائے۔ اگر وہ سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول نہ کی جائے۔ اگر وہ بات کرے تو اس کی بات کو نہ سنا جائے۔" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "یہ شخص اس شخص سے زمین بھرنے کے برابر بہتر ہے۔"

امام احمد نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا "مسجد میں سب سے بلند شخص کو دیکھو" انہوں نے فرمایا: "میں نے دیکھا ایک شخص نظر آیا جس نے حلہ پہن رکھا تھا۔" میں نے عرض کی: "یہ ہے" آپ نے فرمایا: "اب وہ شخص دیکھو جو سب سے زیادہ پست ہو" میں نے دیکھا تو سب سے نیچے مجھے وہ شخص نظر آیا جس نے بوسیدہ کپڑے پہن رکھے تھے" میں نے عرض کی: "یہ ہے" آپ نے فرمایا: "یہ شخص اس شخص سے روز حشر اس قدر بہتر ہوگا جس طرح کہ یہ زمین بھری ہوئی ہو۔"

امام ترمذی نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت طیبہ نازل ہوئی۔

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (التوبۃ: ۳۴)

ترجمہ: اور جو لوگ جوڑ کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور نہیں خرچ کرتے اس اللہ کی راہ میں۔

انہوں نے کہا "ہم کسی سفر میں آپ کے ہمراہ تھے۔ ایک شخص نے عرض کی "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سونے اور چاندی کے بارے میں جو حکم نازل ہوا وہ ہوا کاش کہ ہم جان لیں کہ کون سا مال بہتر ہے تاکہ ہم اسے جمع کریں؟ آپ نے فرمایا: "افضل سامان (زیست) ذکر کرنے والی زبان، شکر گزار دل اور ایسی ایماندار زوجہ ہے تو اس کے ایمان پر اس کی مددگار ہو۔"

ابن نجار نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے عرض کی: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! دنیا میں سے مجھے کیا کافی ہے؟" آپ نے فرمایا: "وہ چیز جو تمہاری بھوک کو روک دے۔ تمہاری شرم گاہ ڈھانپ دے اگرچہ تمہارا ایک کمرہ ہو جو تمہیں سایہ کرے۔ اگرچہ تمہاری ایک سواری ہو جس پر تم سواری کرلو تو بہت بہتر۔"

امام ترمذی نے (انہوں نے اس روایت کو حسن کہا ہے) اور ابن الدنیا نے العزلہ میں امام بیہقی نے الشعب میں، ابونعیم نے الحلیہ میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے عرض کی: "یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نجات کس میں ہے؟ آپ نے فرمایا: "اپنی زبان کو خود پر قابو میں رکھو۔ اپنی خطاؤں پر روؤ، اور تمہارے لئے تمہارا گھر کافی ہو۔"

ابونعیم نے حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے ایک انصاری شخص سے روایت کیا ہے۔ اس نے عرض کی

"یارسول اللہ! ﷺ مجھے وصیت فرمائیں۔ اختصار سے کام لیں" آپ نے فرمایا: "اس چیز سے مایوس ہو جاؤ جو لوگوں کے ہاتھوں میں ہے لالچ سے بچو۔ یہ حاضر فقر ہے۔ اپنی نماز اس طرح پڑھو کہ تم گویا کہ الوداع کہہ رہے ہو۔ اس چیز سے بچو جس سے معذرت کرنی پڑے۔"

ابن ماجہ نے حسن سند سے حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک شخص بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی "یارسول اللہ! ﷺ میری راہ نمائی ایسے عمل کی طرف کریں جسے میں بجا لاؤں تو مجھ سے اللہ تعالیٰ بھی پیار کرے اور لوگ بھی مجھ سے پیار کرنے لگیں" آپ نے فرمایا: "دنیا میں زہد اختیار کرو رب تعالیٰ تمہیں پیار کرنے لگے گا جو کچھ لوگوں کے ہاتھ میں ہے اس سے بھی کنارہ کش ہو جاؤ لوگ تم سے پیار کرنے لگیں گے۔"

ابو نعیم اور ابن عساکر نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے حضور اکرم ﷺ سے التجاء کی۔ اس نے عرض کی "یارسول اللہ! ﷺ کیا جنت میں گھوڑے ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: "اگر اللہ تعالیٰ نے تمہیں جنت میں داخل کر دیا تو تم سرخ یاقوت کے گھوڑے پر سوار ہونا پسند کرو گے جو جنت میں تمہیں تم جہاں چاہو اڑاتا پھرے" ایک اور شخص نے عرض کی "یارسول اللہ! ﷺ کیا جنت میں اونٹ ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: اسے اس طرح نہ فرمایا جیسے اس کے ساتھی سے فرمایا تھا آپ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ نے تمہیں جنت میں داخل کر دیا تو تمہارے لئے وہاں ایسی نعمتیں ہوں گی جو تمہارا نفس چاہے گا اور تمہاری آنکھوں کو لذت نصیب ہوگی۔"

امام احمد نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "غرباء کے لئے بشارت" آپ سے عرض کی گئی "یہ غرباء کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: "یہ وہ لوگ ہیں جو صالح ہیں۔ یہ برے لوگوں سے کم ہے۔ ان کی نافرمانی کرنے والے ان کے اطاعت گزاروں سے زیادہ ہوتے ہیں۔

امام احمد نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر تھے۔ جب سورج طلوع ہوا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "عنقریب روز حشر میری امت کے کچھ لوگ اس طرح آئیں گے کہ ان کا نور سورج کی روشنی کی طرح ہوگا" ہم نے عرض کی "یارسول اللہ! ﷺ وہ خوش نصیب کون سے لوگ ہیں" آپ نے فرمایا: "مہاجرین فقراء ہیں۔ جن کے طفیل اللہ تعالیٰ مصائب سے بچاتا ہے۔ ان میں سے کسی ایک کا وصال ہوتا ہے مگر اس کی حاجت اس کے سینے میں ہوتی ہے۔ انہیں زمین کے مختلف گوشوں سے اٹھایا جائے گا۔"

امام ترمذی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے کہ اچانک حضرت مصعب بن عمیر آئے۔ انہوں نے صرف ایک چادر اوڑھ رکھی تھی جس پر چمڑے سے پیوند لگایا گیا تھا۔ جب حضور اکرم ﷺ نے ان کی یہ حالت دیکھی تو آپ ان کی ان نعمتوں کی وجہ سے رونے لگے۔ جن میں وہ پہلے تھے۔ آج ان کی کیفیت یہ تھی، پھر آپ نے فرمایا: "اس وقت تمہاری حالت کیا ہوگی جب تم میں سے کوئی ایک صبح کے وقت ایک

ملے نہیں آئے گا۔ شام کے وقت دوسرا حلہ پہنے گا اس کے سامنے ایک پیالہ رکھ کر دوسرا اٹھا لیا جائے گا تم اپنے گھروں میں اس طرح پردے لٹکاؤ جیسے خانہ کعبہ پر پردے لٹکائے گئے ہیں۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی'' یارسول اللہ ! صلی اللہ علیہ وسلم اس روز ہم اس دن سے بہتر ہوں گے۔ ہم عبادت کے لئے فارغ ہوں گے، ہماری تکلیف ختم ہو جائے گی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:'' تم آج اس دن سے بہتر ہو۔''

امام ترمذی اور ابن حبان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا:'' ہم نے عرض کی'' یارسول اللہ ! صلی اللہ علیہ وسلم جب ہم آپ کی بارگاہ والا میں ہوتے ہیں ہم نرم دل ہوتے ہیں۔ ہم دنیا سے بے رغبتی رکھتے ہیں۔ آخرت میں رجحان رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا:'' اگر تم اسی حالت پر رہو جس پر میرے پاس ہوتے ہو تو ملائکہ تمہاری زیارت کے لئے آئیں وہ رستوں میں تمہارے ساتھ مصافحے کریں۔ اگر تم گناہ نہ کرو تو رب تعالیٰ ایسی قوم لے آئے گا۔ جو گناہ کریں گے حتیٰ کہ ان کی لغزشیں آسمان کی رفعتوں تک پہنچ جائیں گی۔ وہ رب تعالیٰ سے مغفرت طلب کریں گے۔ رب تعالیٰ انہیں معاف کر دے گا، اسے کوئی پرواہ نہ ہوگی۔''

امام ترمذی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا:'' بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک شخص کا تذکرہ کیا گیا اس کی عبادت اور جدوجہد کا ذکر کیا گیا۔ دوسرے شخص کے تقویٰ کا ذکر کیا گیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:'' تقویٰ کے برابر کسی خصلت کو مت سمجھو۔''

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا:'' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر رونق افروز تھے۔ ہم آپ کے اردگرد حاضر تھے۔ آپ نے فرمایا:'' مجھے اپنے بعد تم پر اندیشہ ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیاوی رونق اور زیب و زینت کھول دی جائے گی۔ ایک شخص نے عرض کی'' کیا بھلائی شر کے ساتھ آئے گی؟ آپ خاموش ہو گئے۔ اس شخص سے کہا گیا'' تمہاری کیا کیفیت ہے تم تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کر رہے ہو لیکن آپ تم سے بات نہیں کر رہے ہیں'' ہم نے دیکھا کہ آپ پر نزول وحی کی کیفیت طاری تھی۔ یہ کیفیت ختم ہوئی آپ نے پسینہ مبارک صاف کیا۔ پوچھا کہ سائل کہاں ہے'' گویا کہ آپ اس کی تعریف کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا:'' بھلائی شر کے ساتھ نہیں آئے گی، جو کچھ موسم بہار اگاتا ہے۔ اس کا کچھ حصہ ہلاک کر دیتا ہے یا کھانے والے کو سبزہ دیتا ہے۔ جانور اسے کھاتے ہیں حتیٰ کہ اس کے پہلو بھر جاتے ہیں، پھر سورج کی طرف منہ کر کے پیشاب کرتے ہیں، پھر منہ مارتے ہیں اور چرتے ہیں۔ یہ مال شیریں اور شاداب ہے۔ مسلمان کا عمدہ مال وہ ہے جس سے کسی مسکین کو دیا جائے کسی یتیم اور مسافر کو عطا کیا جائے یا آپ نے فرمایا:'' جو شخص ناحق مال لیتا ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جو کھاتا ہے، مگر سیر نہیں ہوتا وہ اس کے خلاف روز حشر گواہی دے گا۔''

امام ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے غریب روایت لکھی ہے انہوں نے فرمایا:'' ایک شخص نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کی'' یارسول اللہ ! صلی اللہ علیہ وسلم میں جانور کو باندھ کر توکل کروں یا اسے کھلا چھوڑ کر توکل کروں؟ آپ نے فرمایا:'' اسے

باندھو اور توکل کرو۔"

ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت کیا ہے کہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کی گئی "کون سے لوگ افضل ہیں؟ آپ نے فرمایا: "ہر وہ شخص جو مخموم القلب اور صدوق اللسان ہو" یعنی دل کا پاک اور زبان کا سچا ہو" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: "صدوق اللسان کو ہم سمجھتے ہیں لیکن مخموم القلب سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: "وہ پاک صاف ہو۔ اس میں گناہ نہ ہو، نہ بغاوت نہ کینہ نہ ہی غصہ ہو۔"

ابن عساکر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوریحانہ نے عرض کی "یا رسول اللہ ﷺ! مجھے خوبصورتی پسند ہے حتیٰ کہ میں اپنے جوتے کے تسموں اور اپنا عصا لٹکانے میں بھی اس کی پاسداری کرتا ہوں، کیا اس کا تعلق تکبر سے ہے؟ آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ جمیل ہے۔ وہ جمال کو پسند کرتا ہے۔ وہ پسند کرتا ہے کہ اپنی نعمت کا اثر اپنے بندے پر دیکھے۔"

امام احمد اور امام ترمذی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کی "یا رسول اللہ! ﷺ کون سے لوگ بہتر ہیں؟ آپ نے فرمایا: "جن کی عمر لمبی ہو اور اعمال عمدہ ہوں" اس نے عرض کی کون سے لوگ برے ہیں؟ فرمایا "جن کی عمر طویل ہو لیکن اعمال برے ہوں۔"

ابن ماجہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "میں ایک ایسی آیت جانتا ہوں جسے تم تھام لو تو وہ تمہیں کافی ہو جائے" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی "یا رسول اللہ! ﷺ وہ کون سی آیت ہے؟ فرمایا۔

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ (الطلاق:۲)

ترجمہ: اور جو ڈرتا ہے اپنے رب سے تو وہ اس کے لئے بنا دیتا ہے راستہ۔

امام مسلم اور ابوداؤد نے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "دین سراپا خیر خواہی ہے؟ ابوداؤد کی روایت میں ہے "دین سراپا خیر خواہی ہے" ہم نے عرض کی "یا رسول اللہ ﷺ! کس کے لئے؟ آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کے لئے، اس کی کتاب زندہ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کے لئے مسلمان ائمہ اور عام مسلمانوں کے لئے۔"

امام ترمذی نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے عرض کی: "یا رسول اللہ ﷺ۔"

وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ (المومنون:۶۰)

ترجمہ: اور وہ جو دیتے ہیں جو کچھ بھی دیتے ہیں اس حال میں کہ ان کے دل ڈر رہے ہوتے ہیں۔

ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو شراب پیتے ہیں، چوری کرتے ہیں آپ نے فرمایا: "نہیں۔ صدیق کی نور نظر (رضی اللہ عنہا) بلکہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو روزے رکھتے ہیں، صدقہ کرتے ہیں۔ وہ خوفزدہ رہتے کہ شاید یہ اعمال ان سے قبول نہ ہوں یہی وہ

لوگ ہیں جو بھلائیوں میں جلدی کرتے ہیں۔"

سعید اور ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں نے عرض کی:"یارسول اللہ ! صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے نبی کون ہیں؟ فرمایا"آدم علیہ السلام" میں نے عرض کی:"کیا وہ نبی تھے؟ آپ نے فرمایا:"ہاں! وہ نبی مکلم تھے" میں نے عرض کی:"مرسلین کی تعداد کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:"تین سو دس اور کچھ" امام احمد اور امام ترمذی اور امام بخاری نے تاریخ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"رب تعالیٰ سے اس طرح حیاء کیا کرو جس طرح حیاء کرنے کا حق ہے" اللہ تعالیٰ نے تم میں اخلاق اسی طرح تقسیم کئے ہیں جیسے تمہارے مابین رزق تقسیم کیا ہے۔"

امام احمد اور امام ترمذی نے (انہوں نے اسے غریب کہا ہے) امام الطبرانی' الحاکم اور البیہقی نے الشعب میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے' خرائطی نے مکارم الاخلاق میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا"رب تعالیٰ سے اس طرح حیاء کرو جس طرح حیاء کرنے کا حق ہے۔" ہم نے عرض کی"یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہم حیاء کرتے ہیں۔الحمد للہ! آپ نے فرمایا:"یہ اس طرح حیاء نہیں جس طرح رب تعالیٰ سے حیاء کرنے کا حق ہے۔لیکن حیاء یہ ہے کہ سر اور اس چیز کی حفاظت کرو جو اس نے یاد رکھا ہے۔پیٹ اور اس چیز کی حفاظت کرو جو کچھ اس میں ہے تم موت اور بوسیدگی یاد کرو۔جس نے آخرت کا ارادہ کیا اس نے دنیا کی زینت کو ترک کر دیا۔جس نے اس طرح کیا اس نے رب تعالیٰ سے حیاء کرنے کا حق ادا کر دیا۔"

الطبرانی اور ابونعیم نے الحلیہ میں حضرت حکم بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"رب تعالیٰ سے اس طرح حیاء کرو جس طرح حیاء کرنے کا حق ہے سر اور اس کی حفاظت کرو جو کچھ اس میں ہے۔پیٹ اور اس کی حفاظت کرو جو کچھ اس میں ہے موت اور بوسیدگی کو یاد کرو جس نے اس طرح کیا۔اس کا اجر جنت الماویٰ ہے۔"

طحاوی اور دارقطنی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:"حیاء کرو، رب تعالیٰ حق سے حیاء نہیں کرتا" امام احمد نے حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا۔صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے۔ان پر وقار طاری تھا گویا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں میں نے سلام عرض کیا۔میں بیٹھ گیا۔ادھر اور ادھر سے اعرابی آنے لگے۔وہ آپ سے سوالات کرنے لگے۔انہوں نے عرض کی:"یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم وہ بہترین چیز کیا ہے جو لوگوں کو عطا کی جاتی ہے؟ آپ نے فرمایا:"حسن خلق۔"

امام احمد نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گزرے وہ یہ دعا مانگ رہا تھا"مولا! میں تجھ سے صبر کی التجاء کرتا ہوں" آپ نے فرمایا:"تم نے آزمائش کا سوال کر دیا ہے' اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرو۔آپ ایک شخص کے پاس سے گزرے۔وہ عرض کر رہا تھا"یاذوالجلال والاکرام" آپ نے فرمایا:۔تمہاری دعا کو قبول کر لیا گیا ہے۔مانگو۔"

امام احمد نے محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں جتنا اندیشہ تمہارے بارے میں شرک اصغر سے کرتا ہوں اتنا اندیشہ کسی اور چیز سے نہیں کرتا" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی "شرک اصغر کیا ہے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے فرمایا: "انہیں رب تعالیٰ روز حشر فرمائے گا جبکہ لوگوں کو اعمال کی جزا دے دی جائے گی۔ "تم انہی کے پاس چلے جاؤ جن کے لئے تم دنیا میں رویا کرتے تھے ذرا دیکھو کیا ان کے پاس جزاء ہے۔"

امام احمد، امام الطبرانی نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: آپ نے ایک روز ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا۔ فرمایا "اے لوگو! اس شرک سے بچو یہ چیونٹی کے چلنے سے بھی زیادہ پوشیدہ ہوتا ہے" صحابہ کرام نے عرض کی "ہم اس سے کیسے بچیں" یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فرمایا: "یوں عرض کیا کرو۔"

اللهم انا نعوذبك من ان نشرك بك شيئًا نعلمه و نستغفرك لما لا نعلمه۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر تھا۔ آپ مسجد میں جلوہ افروز تھے۔" آپ نے پوچھا: "ابوذر! کیا تم نے نماز پڑھ لی ہے؟" میں نے عرض کی: "نہیں" آپ نے فرمایا: "اٹھو اور نماز پڑھو۔" میں اٹھا۔ میں نے نماز پڑھی، پھر میں بیٹھ گیا۔ آپ نے فرمایا: ابوذر رضی اللہ عنہ! جن وانس کے شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرو" میں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا انسانوں میں سے بھی شیاطین ہیں؟ آپ نے فرمایا: "ہاں!" میں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! نماز؟" آپ نے فرمایا: "بھلائی رکھ دی گئی ہے۔ جو چاہے کم پڑھے اور جو چاہے زیادہ پڑھے" میں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ؟" آپ نے فرمایا: "اس کی جزا دی جائے گی اور اللہ تعالیٰ کے ہاں زائد فضل و کرم ہے۔" میں نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم الصدقہ؟ آپ نے فرمایا: "اس کا اجر وثواب کئی گناہ ہے" میں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون سا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا "غریب کی جدوجہد یا خفیہ طریقے سے فقیر کو دینا" میں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! سب سے پہلے نبی کون ہیں؟" فرمایا:

حضرت آدم علیہ السلام" میں نے عرض کی: "کیا وہ نبی تھے؟ آپ نے فرمایا: "ہاں! وہ نبی مکلم تھے" میں نے عرض کی "مرسلین کی تعداد کیا ہے؟" آپ نے فرمایا: "تین سو اور دس اور کچھ۔ جم غفیر" یا فرمایا "پندرہ" میں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر سب سے بڑی آیت کون سی اتری ہے؟ آپ نے فرمایا: "آیۃ الکرسی:

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ (البقرۃ:۲۵۵)

امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روز حشر آپ کی شفاعت سے کون بہرہ ور ہوگا؟ آپ نے فرمایا: "ابوہریرہ! میرا گمان تھا کہ تم سے پہلے مجھ سے کوئی بھی اس حدیث پاک کے بارے سوال نہ کرے گا، کیونکہ میں نے احادیث کے بارے تمہاری شدید خواہش کو دیکھا ہے۔ میری شفاعت سے روز حشر لوگوں میں سے سب سے سعادت اندوز وہ شخص ہوگا جس نے خلوص قلب (یا نفس) کے ساتھ لا الہ الا اللہ کہا ہوگا۔"

۲۹۔تفسیر کے بارے میں بعض آپ ﷺ کے فتوے

ابن مردویہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں نے عرض کی:"یارسول اللہ ﷺ! المغضوب علیھم سے کون سے لوگ مراد ہیں؟" آپ نے فرمایا:"یہودی۔"میں نے عرض کی:"الضالین سے مراد کون سے لوگ ہیں؟" آپ نے فرمایا:"عیسائی۔"

ابن مردویہ نے اور حاکم نے مستدرک میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں فرمایا:

وَلَهُمْ فِيهَآ أَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ (البقرۃ:۲۵)

ترجمہ: اور ان کے لئے جنت میں پاکیزہ بیویاں ہوں گی۔

آپ نے فرمایا:"وہ حیض، پیشاب، ناک اور منہ کی رطوبت سے پاک ہوں گی۔"

الطبرانی وغیرہ نے حضرت ابوداؤد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے الراسخین فی العلم کے متعلق پوچھا گیا۔آپ نے فرمایا:"جس کی قسم پوری ہو۔زبان سچی ہو۔دل سیدھا ہو۔پیٹ اور شرم گاہ پاک ہو۔(عفیف ہو) وہ راسخین فی العلم ہے۔"

ابن ابی حاتم اور ابن حاتم نے اپنی صحیح میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے فرمایا:

ذٰلِكَ أَدْنَىٰٓ أَلَّا تَعُولُوا۟ ﴿٣﴾ (النساء:۳)

ترجمہ: یہ زیادہ قریب ہے اس کے کہ تم ایک طرف ہی نہ جھک جاؤ۔

کہ تم ظلم نہ کرو۔ابن ابی حاتم نے کہا ہے کہ ابی نے کہا یہ خطاء ہے صحیح یہ ہے کہ یہ روایت حضرت ام المومنین سے موقوفاً مروی ہے۔"

ابوالشیخ نے فرائض میں حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں نے حضور اکرم ﷺ سے الکلالہ کے متعلق عرض کی۔آپ نے فرمایا:"جو شخص اولاد اور باپ کے بغیر ہو۔"

احمد شیخان وغیرھم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے جب یہ آیت طیبہ اتری:

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ (الانعام:۸۲)

ترجمہ: اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور نہ ملایا انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم سے۔

تو یہ لوگوں پر گراں گزری۔انہوں نے عرض کی:"یارسول اللہ! ﷺ ہم میں سے کس نے اپنی جان پر ظلم نہیں کیا۔

آپ نے فرمایا: "اس سے مراد وہ نہیں جو تم نے سمجھا ہے کیا تم نے وہ نہیں سنا جو ایک عبد صالح نے کہا تھا۔

اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۳﴾ (لقمان:۱۳)

ترجمہ: بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

اس سے مراد شرک ہے۔

ابن ابی حاتم وغیرہ نے ضعیف سند سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ؗ (الانعام:۱۰۳)

ترجمہ: نہیں گھیر سکتی اسے نظریں۔

اگر جنات، انسان، شیاطین اور ملائکہ جب سے تخلیق کئے گئے حتیٰ کہ وہ مر گئے سب مل کر ایک صف بنالیں وہ پھر بھی کبھی رب تعالیٰ کا احاطہ نہیں کر سکتے۔"

ابن مردویہ وغیرہ نے ضعیف سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے فرمایا۔

خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ (الاعراف:۳۱)

ترجمہ: پہن لیا کرو اپنا لباس ہر نماز کے وقت۔

اپنے جوتوں میں نماز پڑھو۔ ابو شیخ کے ہاں اس کے اور بھی شواہد ہیں جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں" امام احمد، ابو داؤد، حاکم نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک کافر کا تذکرہ کیا جب اس کی روح قبض ہوتی ہے۔ فرشتے اسے لے کر اوپر چڑھتے ہیں۔ وہ فرشتوں کے جس گروہ کے پاس سے گزرتے ہیں وہ کہتے ہیں" یہ کیسی خبیث روح ہے؟ حتیٰ کہ وہ اسے لے کر آسمان دنیا تک پہنچ جاتے ہیں۔ وہ دروازہ کھولنے کے لئے کہتے ہیں مگر اس کے لئے دروازہ نہیں کھولا جاتا، پھر آپ نے یہ آیت طیبہ پڑھی۔

لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ (الاعراف:۴۰)

ترجمہ: نہ کھولے جائیں گے ان کے لئے آسمان کے دروازے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اس کا نوشتہ نچلی زمین میں سجین میں رکھ دو" اس کی روح کو پھینک دیا جاتا ہے، پھر آپ نے یہ آیت طیبہ پڑھی:

وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ﴿۳۱﴾ (الحج:۳۱)

ترجمہ: اور جو شریک ٹھہراتا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تو اس کی حالت ایسی ہے گویا وہ گرا ہوا آسمان سے بس اچک

لیا ہوا سے کسی پرندے نے یا پھینک دیا ہوا سے ہوا نے کسی اور جگہ میں۔

ابن مردویہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس شخص کے بارے سوال کیا گیا جس کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں" آپ نے فرمایا:"وہی اصحاب اعراف ہیں" اس روایت کے کئی شواہد ہیں۔"

الطبرانی، بیہقی، سعید بن منصور وغیرہم حضرت عبدالرحمان المزنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اصحاب الاعراف کے بارے سوال کیا گیا، آپ نے فرمایا:"وہ لوگ جو راہ خدا میں شہید ہوئے مگر وہ اپنے والدین کے نافرمان تھے۔والدین کی نافرمانی نے انہیں دخول جنت سے روک دیا کہ جبکہ راہ خدا میں قتل نے انہیں آگ میں جانے سے روک دیا۔" امام بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس کے کئی شواہد نقل کئے۔

الطبرانی نے ابوسعید سے روایت کیا ہے۔امام بیہقی نے ضعیف سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ اس سے مراد مومن جن ہیں۔"

ابن جریر نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ "الطوفان" سے مراد موت ہے۔"

امام احمد، ترمذی اور حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت طیبہ پڑھی۔

فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا۔ (الاعراف:۱۴۳)

ترجمہ: جب تجلی ڈالی ان کے رب نے پہاڑ پر تو کر دیا اسے پاش پاش۔

آپ نے فرمایا:"(یہ تجلی) اس طرح (تھی) آپ نے اپنے مبارک انگوٹھے کے کنارے سے دایاں دست اقدس کی انگلی کے پورے کی طرف کیا۔ پہاڑ نیچے دھنس گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے" ابوشیخ کے الفاظ میں ہے" آپ نے اپنی خنصر انگلی مبارک سے اشارہ کیا" اسی کے نور سے" اسے ابوشیخ نے حضرت جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے والد گرامی اور انہوں نے ان کے جد امجد سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"جو الواح حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اتری تھیں وہ جنت کی بیری کی تھیں ایک لوح کی طوالت بارہ ذراع تھی۔"

امام احمد، نسائی اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی کمر سے نعمان کے مقام پر یوم عرفہ کو عہد لیا۔اس نے ان کی صلب سے ساری اولاد کو باہر نکالا۔اسے اپنے سامنے پھیلایا پھر اس کے ساتھ گفتگو فرمائی اور فرمایا: کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ ان سب نے کہا"ہاں"۔"

ابوشیخ نے حضرت ابن عباس سے اور انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ رب تعالیٰ کے اس فرمان:

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ

(الانفال:۲۶)

ترجمہ: اور یاد کرو جب تم تھوڑے تھے، اور کمزور اور بے بس سمجھے جاتے تھے ملک میں ڈرتے رہتے تھے کہ کہیں

اچک نہ لے جائیں تمہیں لوگ۔
آپ سے عرض کی گئی ''یارسول اللہ ﷺ ان لوگوں سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اہل فارس'' امام ترمذی نے (انہوں نے اسے ضعیف کہا ہے) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے میری امت کے لئے دو امن اتارے ہیں ارشاد پاک ہے۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿٣٣﴾
(الانفال:۳۳)

ترجمہ: اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ کہ انہیں عذاب دے حالانکہ آپ تشریف فرما ہیں ان میں اور نہیں ہے اللہ عذاب دینے والا انہیں حالانکہ وہ مغفرت طلب کر رہے ہوں۔
''جب میرا وصال ہو جائے گا تو میں ان میں روز حشر تک استغفار چھوڑ جاؤں گا۔''
امام مسلم نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے حضور اکرم ﷺ سے سنا آپ فرمارہے تھے۔ اس وقت آپ منبر پر جلوہ افروز تھے۔

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ (الانفال:۶۰)

ترجمہ: اور تیار رکھو ان کے لئے جتنی استطاعت رکھتے ہو قوت میں سے۔
قوت سے مراد رمی (تیراندازی) ہے۔
امام مسلم نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے رب تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں فرمایا:

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ۭ (یونس:۲۶)

ترجمہ: ان لوگوں کے لئے جنہوں نے نیک عمل کئے۔ ایک جزا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔
میں حسنیٰ سے مراد جنت اور زیادۃ سے مراد رب تعالیٰ کا دیدار ہے۔ اس باب میں حضرات ابی بن کعب ابوموسیٰ اشعری، کعب بن عجرہ، انس اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایات مروی ہیں ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا (الانفال:۶۰)

ترجمہ: ان لوگوں کے لئے جنہوں نے نیک عمل کئے۔
لا الہ الا اللہ گواہی۔ حسنیٰ سے مراد جنت اور زیادۃ سے مراد رب تعالیٰ کی زیارت ہے۔ ابوالشیخ نے حضرت انس وغیرہ سے روایت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: قل بفضل اللہ۔ (یونس۔۵۸) سے مراد قرآن پاک ہے اور وبرحمتہ سے مراد یہ ہے کہ اس نے تمہیں اپنا اہل بنایا۔

ابن مردویہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت طیبہ کو تلاوت کیا۔

لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۔ (ھود:۷)

ترجمہ: تاکہ وہ آزمائے تمہیں کہ تم میں کون اچھا ہے عمل کے لحاظ سے۔

میں نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کا مفہوم کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "تم میں سے عمل کے اعتبار سے سب سے عمدہ کون ہے؟ عقل کے اعتبار سے تم سے احسن کون ہے؟ تم میں کون ہے جو محارم الٰہیہ سے سب سے زیادہ بچنے والا ہے، اور تم میں سے کون ہے جو اطاعت الٰہیہ کو سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔"

الطبرانی نے ضعیف سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا "ان میں سے کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جو طلب کے اعتبار سے اتنی عمدہ اور ادراک کے اعتبار سے اتنی جلد باز ہو جتنی کہ پرانی برائی کے لئے نئی نیکی ہے۔"

اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ۔ (ھود:۱۱۴)

ترجمہ: بےشک نیکیاں مٹا دیتی ہیں برائیوں کو۔

امام احمد نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے وصیت فرمائیں۔" آپ نے فرمایا: "جب کوئی برا کام کرو تو اس کے بعد نیکی کرو جو اسے مٹا دے گی" میں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا لا الہ الا اللہ نیکیوں میں سے ہے؟" آپ نے فرمایا: "یہ افضل نیکیوں میں سے ہے۔"

الطبرانی اور ابوالشیخ نے حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب یہ آیت طیبہ نازل ہوئی:

وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ (ھود:۱۱۷)

ترجمہ: اور آپ کا رب ایسا نہیں کہ برباد کر دے بستیوں کو ظلم سے حالانکہ ان میں بسنے والے نیکوکار ہوں۔

تو آپ نے فرمایا: "اس کے باشندے ایک دوسرے سے انصاف کرتے ہیں۔"

سعید بن منصور ابویعلیٰ حاکم (انہوں نے اس کی تصحیح کی ہے) اور بیہقی نے دلائل میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی "محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اس ستاروں کے بارے بتائیں جنہیں حضرت یوسف علیہ السلام نے دیکھا تھا کہ وہ ان کے سامنے سجدہ ریز تھے۔ ان کے نام کیا ہیں؟ آپ نے اسے جواب نہ دیا حتیٰ کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ انہوں نے آپ کو بتایا۔ آپ نے یہودی کی طرف پیغام بھیجا۔ آپ نے فرمایا: "کیا تم ایمان لے آؤ گے اگر میں نے تمہیں ان کے نام بتا دیئے۔" اس نے عرض کی: "ہاں!" آپ نے فرمایا "وہ یہ ستارے تھے "خرثان، طارق، ذیال، ذوالکیعان، ذوالفرع، وثاب، عموران، قابس، ضروح، مصبح، فیلق،

ضیاءنور (یعنی ان کے والدین کریمین) انہوں نے انہیں آسمان کے افق پر سجدہ ریز دیکھا۔ جب انہوں نے اپنا خواب اپنے والد گرامی کو سنایا انہوں نے فرمایا: میں منتشر امر دیکھتا ہوں جسے اللہ تعالیٰ جمع فرمائے گا۔"

ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: میں نے اس لئے کہا تھا تاکہ عزیز (مصر) جان لے کہ میں نے اس کی غیر حاضری میں خیانت نہیں کی ہے۔

ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ (یوسف:۵۲)

حضرت جبرائیل امین نے عرض کی "یوسف صدیق! اپنا غم یاد کریں" انہوں نے فرمایا:

مَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ ۚ (یوسف:۵۳)

ترجمہ: اور میں اپنے نفس کی برأت (کا دعویٰ) نہیں کرتا۔

امام ترمذی نے (انہوں نے اسے حسن کہا ہے) اور امام حاکم نے (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں فرمایا:

وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ ؕ (الرعد:۴)

ترجمہ: اور ہم فضیلت دیتے ہیں بعض (درختوں) کو بعض پر ذائقہ اور بو میں۔"

امام احمد، ترمذی (انہوں نے اس کی تصحیح کی ہے) اور امام نسائی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "یہود بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے انہوں نے عرض کی: "محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں رعد کے بارے میں بتائیں کہ وہ کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا: "یہ اللہ تعالیٰ کے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہے جو بادلوں کا مؤکل ہے اس کے ہاتھ میں آگ کا کوڑا ہوتا ہے۔ جس سے بادلوں کو جھڑکتا ہے۔ وہ انہیں وہاں لے جاتا ہے جہاں اسے اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے۔" انہوں نے عرض کی: "یہ آواز کیسی ہے جسے ہم سنتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: "یہ اسی کی آواز ہے۔"

ابن مردویہ نے حضرت عمرو بن بجاد اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "رعد وہ فرشتہ ہے جو بادل کو جھڑکتا ہے جبکہ بجلی فرشتے کا کوڑا ہے جسے روفیل کہا جاتا ہے۔"

ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص شکر ادا کرتا ہے وہ زیادتی سے محروم نہیں رہتا" کیونکہ اللہ رب العزت کا ارشاد مبارک ہے:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ (ابراہیم:۷)

ترجمہ: اگر تم شکر کرو پہلے احسانات پر تو میں مزید اضافہ کر دوں۔

امام احمد، ترمذی، نسائی اور حاکم نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے فرمایا: "اور پلایا جائے گا اسے خون اور پیپ کا پانی وہ بمشکل ایک گھونٹ بھرے گا۔"

وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ﴿١٦﴾ يَّتَجَرَّعُهٗ (ابراہیم:۱۶،۱۷)

ترجمہ: وہ شخص اس پانی کے قریب جائے گا وہ اسے ناپسند کرے گا۔

جب وہ اس کے قریب جائے گا تو اس کا چہرہ جل جائے گا اس کے سر کی کھال گر جائے گی۔ جب وہ اسے پیئے گا تو اس کی آنتیں کٹ جائیں گی حتیٰ کہ وہ اس کی پیٹھ سے نکل جائیں گی" ارشاد ربانی ہے۔

وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ﴿١٥﴾ (محمد:۱۵)

ترجمہ: اور ان کو پلایا جائے گا کھولتا ہوا پانی پس ان کی انتڑیاں کٹ جائیں گی۔

وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِى الْوُجُوْهَ (الکہف:۲۹)

ترجمہ: اور گروہ فریاد کریں گے تو ان کی فریاد رسی کی جائے گی ایسے پانی کے ساتھ جو پیپ کی طرح (غلیظ) ہے اور اتنا گرم ہے کہ بھون ڈالتا ہے چہروں کو۔

الطبرانی' ابن مردویہ اور ابن حبان نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے عرض کی گئی: "کیا تم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت کے بارے میں کچھ سنا ہے۔"

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ﴿٢﴾ (الحجر:۲)

ترجمہ: "(عذاب میں گرفتار ہونے کے بعد) آرزو کریں گے کفار کاش کہ وہ مسلمان ہوتے۔"

انہوں نے فرمایا: "ہاں!" میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا: "اللہ تعالیٰ بعض اہل ایمان کو آگ میں عذاب دینے کے بعد انہیں آگ سے نکالے گا۔ جب وہ انہیں مشرکین کے ساتھ آگ میں ڈالے گا تو مشرکین انہیں کہیں گے "تم تو یہ دعویٰ کرتے ہو کہ تم دنیا میں اللہ تعالیٰ کے دوست تھے۔ اب تمہیں کیا ہوا ہے، کہ تم بھی ہمارے ساتھ آگ میں ہو۔" جب رب تعالیٰ یہ سنے گا تو وہ ان کے بارے شفاعت کرنے کا اذن دے گا۔ فرشتے' انبیاء اور اہل ایمان ان کے بارے شفاعت کریں گے حتیٰ کہ وہ اذن الٰہی سے باہر نکل آئیں گے۔ جب مشرکین یہ دیکھیں گے وہ کہیں گے "کاش! ہم بھی ان کی طرح ہوتے" "ہمیں بھی شفاعت آ لیتی۔ ہم ان کے ہمراہ نکلتے۔ رب تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے" اس روایت کے اور بھی شواہد ہیں جو حضرات ابوموسیٰ اشعری' جابر بن عبداللہ اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں۔

امام بخاری اور امام ترمذی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ام القرآن سے مراد سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے۔"

ابن مردویہ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رب تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں عرض کی گئی۔

زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ (النحل:۸۸)

ترجمہ: ہم نے بڑھا دیا اور عذاب ان کے پہلے عذاب پر۔

آپ نے فرمایا: "وہاں طویل کھجوروں کی مانند بچھو ہوں گے جو انہیں جہنم میں ڈنگ ماریں گے" بیہقی نے الدلائل میں حضرت سعید مقبری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سیاہی کے متعلق پوچھا جو چاند میں ہے آپ نے فرمایا: "یہ دونوں سورج تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ (الاسراء:۱۲)

ترجمہ: اور ہم نے بنایا ہے رات اور دن کو اپنی قدرت کی دو نشانیاں اور ہم نے مدھم کر دیا رات کی نشانی کو۔

"سیاہی جو تمہیں نظر آتی ہے۔ وہ محو ہے۔" حاکم نے تاریخ میں اور دیلمی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ (الاسراء:۷۰)

ترجمہ: اور بیشک ہم نے بڑی عزت بخشی اولاد آدم کو (کرامت سے مراد انگلیوں سے کھانا ہے۔)

ابن مردویہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں فرمایا:

يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ (الاسراء:۷۱)

ترجمہ: وہ دن جب ہم بلائیں کہ تمام انسانوں کو ان کے پیشوا کے ساتھ۔

ہر قوم کو ان کے امام اور ان کے رب تعالیٰ کی کتاب کے ساتھ بلایا جائے گا۔

ابن مردویہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ۔

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ (الاسراء:۷۸)

نماز ادا کریں سورج ڈھلنے کے بعد لولوك الشمس سے مراد زوال شمس ہے" امام احمد اور امام ترمذی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: "سرادق النار سے مراد چار دیواریں ہیں، ہر دیوار کی موٹائی چالیس سال کی مسافت کو محیط ہے۔"

ان سے ہی روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے فرمایا۔

بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ (الکہف:۲۹)

ترجمہ: ایسے پانی کے ساتھ جو پیپ کی طرح (غلیظ) ہے۔

یہ تیل کی تلچھٹ کی طرح ہے۔ جب وہ اسے اپنے چہرے کے قریب کرے گا تو اس کے چہرے کی جلد اس میں گر پڑے گی" امام احمد نے ان سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے فرمایا۔

وَالْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ (الکہف:۴۶)

ترجمہ: اور (درحقیقت) باقی رہنے والی نیکیاں۔

ان سے مراد تکبیر، تہلیل، تسبیح، الحمد للہ اور ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ہے۔"

امام مسلم وغیرہ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے نجران بھیجا۔ انہوں نے مجھے کہا 'اس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جو تم یہ پڑھتے ہو۔"

یٰۤاُخْتَ هٰرُوْنَ (مریم:۲۸)

ترجمہ: اے ہارون کی بہن۔

حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتنی اتنی مدت پہلے آئے تھے: "میں واپس آیا۔ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا، اور اس کا تذکرہ کیا۔ آپ نے فرمایا: "کیا تم نے انہیں بتایا نہیں کہ وہ پہلے انبیائے کرام اور صالحین کے نام رکھتے تھے۔"

ابن ابی حاتم اور ترمذی نے حضرت جندب بن عبد اللہ البجلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تم جہاں کہیں جادوگر پاؤ، اسے قتل کر ڈالو" پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی:

وَلَا یُفْلِحُ السّٰحِرُ حَیْثُ اَتٰى ﴿۶۹﴾ (طٰہٰ:۶۹)

ترجمہ: اور نہیں فلاح پاتا جادوگر جہاں بھی وہ جائے۔

فرمایا: جہاں کہیں مل جائے اسے پناہ نہیں مل سکتی۔"

البزار نے جید سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی: "مجھے ہر چیز کے بارے آگاہ فرمائیں" آپ نے فرمایا: "ہر چیز کو پانی سے پیدا کیا گیا ہے۔" البزار نے ان سے ہی روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا (طٰہٰ:۱۲۴)

ترجمہ: تو اس کے لئے زندگی (کا جامہ) تنگ کر دیا جائے گا۔

فرمایا: "اس سے مراد عذاب قبر ہے۔"

ابن ابی حاتم نے حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مکہ مکرمہ میں غلہ (کھانا) ذخیرہ کرنا الحاد ہے۔"

ابن ابی حاتم نے حضرت مرہ بہزی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا۔ ایک شخص سے فرما رہے تھے: "تم ٹیلے پر مرو گے" اس کی موت ٹیلے پر ہی ہوئی۔" ابن کثیر نے اس روایت کو بہت زیادہ

غریب کہا ہے۔"

امام احمد نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!"

وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ (المومنون:٦٠)

ترجمہ: اور وہ جو دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں اس حال میں کہ ان کے دل ڈر رہے ہیں۔

ان سے مراد وہ افراد ہیں جو چوری کرتے ہیں۔ بدکاری کرتے ہیں' شراب پیتے ہیں' وہ رب تعالیٰ سے ڈرے ہوتے ہیں۔آپ نے فرمایا: "نہیں! بنت صدیق (اکبر) رضی اللہ عنہا اس سے مراد وہ شخص ہے جو روزہ رکھتا ہے نماز پڑھتا ہے صدقہ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔"

ابن ابی حاتم نے حضرت ابوسورہ جو حضرت ایوب کے بھتیجے تھے سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "میں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں سلام کا تو علم ہو گیا ہے مگر آپ بتائیں کہ استئذان کیا ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: "کسی شخص کا تسبیح' تکبیر' تمہید کے ساتھ کلام کرنا' کھانسنا اور گھر والوں سے اذن طلب کرنا۔"

ابن ابی حاتم نے حضرت یحییٰ بن ابی اسید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مرفوع روایت کرتے ہیں کہ آپ سے رب تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں عرض کی گئی۔

وَاِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ (الفرقان:١٣)

ترجمہ: اور جب انہیں پھینکا جائے گا اس آگ میں کسی تنگ جگہ سے زنجیروں میں جکڑ کر۔

آپ نے فرمایا: "مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست تصرف میں میری جان ہے انہیں آگ میں اس طرح مجبوراً داخل کیا جائے گا جیسے دیوار میں کیل ٹھونکا جاتا ہے۔"

بزار نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کون سی مدت پوری کی تھی؟" آپ نے فرمایا: "جو دونوں مدتوں میں سے زیادہ پورا اور عمدہ تھی۔" آپ نے فرمایا: "اگر تم سے یہ پوچھا جائے کہ انہوں نے دونوں عورتوں میں سے کس کے ساتھ نکاح کیا تھا تو کہو کہ جو ان دونوں میں سے چھوٹی تھی۔" اس روایت کی سند ضعیف ہے لیکن اس کے موصول اور مرسل شواہد ہیں۔

احمد اور امام ترمذی وغیرہما نے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے پوچھا۔"

وَتَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ ؕ (العنکبوت:٢٩)

ترجمہ: اور اپنی کھلی مجلسوں میں گناہ کرتے ہو۔

آپ نے فرمایا: "وہ گزرنے والوں کو مارتے تھے اور ان کا مذاق اڑاتے تھے یہی وہ برائی تھی جس پر وہ عمل

کرتے تھے۔"

امام ترمذی وغیرہ نے حضرت ابوامامہ سے اور انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: "گانے والی عورتوں کو نہ بیچا کرو نہ خریدا کرو نہ انہیں گانے گانا سکھایا کرو۔ ان کی تجارت میں بھلائی نہیں ہے۔ ان کی قیمت حرام ہے۔ ایسے ہی امور کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت طیبہ نازل فرمائی:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (لقمان:٦)

ترجمہ: اور کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو بیوپار کرتے ہیں (مقصد حیات سے) غافل کر دینے والی باتوں کا اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ تاکہ بھٹکاتے رہیں راہ خدا سے۔

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان عالی شان کے بارے میں فرمایا:

اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ (السجدہ:٧)

ترجمہ: بہت خوب بنایا جس چیز کو بھی بنایا۔

اگرچہ بندر کی پیٹھ بری چیز ہے مگر اس نے اس کی تخلیق کو بھی محکم کیا۔

امام ترمذی نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا آپ نے فرمایا: "حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جنہوں نے اپنا حصہ ادا کر دیا ہے۔" امام احمد وغیرہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے آپ سے سباء کے متعلق پوچھا کہ کیا یہ مرد تھا یا عورت تھی یا زمین تھی؟ آپ نے فرمایا: "نہیں! بلکہ یہ شخص تھا جس کے دس بیٹے تھے۔ ان میں سے چھ نے یمن کو اپنا مسکن بنا لیا اور چار شام چلے گئے۔"

امام احمد اور امام ترمذی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اس آیت طیبہ کے بارے میں فرمایا:

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ (فاطر:٣٢)

ترجمہ: پھر ہم نے وارث بنایا اس کتاب کا ان کو جنہیں ہم نے چن لیا تھا اپنے بندوں سے بس بعض ان میں سے اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعض میانہ رو ہیں اور بعض سبقت لے جاتے۔ یہ سب جنت میں ایک مقام پر ہوں گے۔ یہ سب جنت میں جائیں گے۔"

امام احمد وغیرہ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم ﷺ

کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ۝۳۲

(فاطر:۳۲)

جو افراد سبقت لے جانے والے ہیں۔وہ حساب وکتاب کے بغیر جنت میں جائیں گے۔جو میانہ رو ہیں ان کا آسان حساب ہوگا جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا انہیں محشر کے عرصہ میں روک لیا جائے گا، پھر رب تعالیٰ اپنی رحمت کے ساتھ ان کی تلافی فرمادے گا۔یہی لوگ کہیں گے۔

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ۭ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُۨ ۝۳۴ (فاطر:۳۴)

ترجمہ: سب ستائشیں اللہ کے لئے ہیں جس نے دور کر دیا ہم سے غم (واندوہ)۔

شیخان نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے عرض کی:

وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۭ (یٰس:۳۸)

ترجمہ: اور (یہ) آفتاب ہے جو چلتا رہتا ہے اپنے ٹھکانے کی طرف۔

آپ نے فرمایا: ''اس کا مستقر عرش کے نیچے ہے۔''

ابن جریر نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: ''میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے بتائیں۔''

وَحُوْرٌ عِيْنٌ ۝۲۲ۙ (واقعہ:۲۲)

ترجمہ: اور حوریں خوبصورت آنکھوں والیاں۔

آپ نے فرمایا: العین سے مراد یہ ہے کہ بڑی بڑی آنکھوں والیاں لمبی پلکوں والیاں جیسے کہ گدھ کا پر ہو'' میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے رب تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے بتائیں:

كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ ۝۴۹ (الصافات:۴۹)

ترجمہ: گویا وہ (شتر مرغ کے) انڈوں کی مانند گرد وغبار سے محفوظ۔

آپ نے فرمایا: ''ان کی رقت اس جلد (جھلی) کی طرح ہوتی ہے جو انڈے کی اندرونی طرف ہوتی ہے جو چھلکے کے ساتھ ملی ہوتی ہے۔''

ابو یعلیٰ ابن ابی حاتم نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اللہ تعالیٰ

کے اس فرمان کے بارے میں عرض کی:

لَهُ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ (الزمر:٦٣)

ترجمہ: وہی مالک ہے آسمانوں اور زمین کی کنجیوں کا۔

آپ نے فرمایا: "اس کی تفسیر یہ ہے:

لا اله الا الله والله اکبر و سبحان الله و بحمده استغفر الله ولا حول ولا قوة الا بالله هو الاول و الآخر والظاهر والباطن بيده الخير يحيى و يميت۔

یہ روایت غریب ہے۔اس میں شدید نکارت پائی جاتی ہے۔

امام احمد اور اصحاب السنن، حاکم، ابن حبان نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "دعا عبادت ہے۔" پھر یہ آیت طیبہ پڑھی:

اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ۝ (المومن۔٦٠)

ترجمہ: مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا بیشک جو لوگ میری عبادت کرنے سے تکبر کرتے ہیں وہ عنقریب جہنم میں داخل ہوں گے ذلیل وخوار ہو کر۔

امام نسائی، بزار اور ابو یعلی وغیرھم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت طیبہ پڑھی۔

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا (فصلت:٣٠)

بیشک وہ (سعادت مند) جنہوں نے کہا ہمارا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے پھر وہ اپنے قول پر پختگی سے قائم رہے۔" بہت سے لوگوں نے یہ کلمہ پڑھا، پھر ان کی اکثریت نے کفر کیا جس نے یہ کلمہ کہا پھر تادم وصال اس پر استقامت دکھاتا رہا۔وہ ہی اس آیت طیبہ سے مراد ہے۔"

امام احمد وغیرہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "کیا میں تمہیں قرآن پاک کی افضل آیت کے بارے نہ بتاؤں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں اس کے بارے بتایا تھا آپ نے فرمایا:۔

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۝ (الشوریٰ:٣٠)

ترجمہ: اور جو مصیبت تمہیں پہنچتی ہے۔تمہارے ہاتھوں کی کمائی کے سبب پہنچتی ہے اور وہ (کریم) درگزر فرما دیتا ہے (تمہارا) بہت سے کرتوتوں سے۔

آپ نے فرمایا: "علی! میں عنقریب تمہارے لئے اس کی تفسیر بیان کروں گا۔تمہیں دنیا میں جو بھی مرض، امتحان

(سزا) یا آزمائش پہنچتی ہے۔ تو یہ تمہارے ہاتھوں کی کمائی ہوتی ہے۔ رب تعالیٰ اس سے زیادہ حلیم ہے کہ وہ آخرت میں دوبارہ اس کی سزا دے جو کچھ رب تعالیٰ دنیا میں معاف کر دے وہ اس سے زیادہ کریم ہے کہ وہ اسے درگزر کرنے کے بعد اسے لوٹائے۔"

امام احمد امام ترمذی وغیرہما نے حضرت ابو امامۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کوئی قوم ہدایت کے بعد گمراہ نہیں ہوتی مگر یہ کہ وہ جھگڑا کرے" آپ نے اس آیت طیبہ کی تلاوت کی۔"

مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ (الزخرف:۵۸)

ترجمہ: وہ نہیں بیان کرتے یہ مثال آپ سے مگر کج بحثی کے لئے درحقیقت یہ لوگ بڑے جھگڑالو ہیں۔

الطبرانی ابن جریر نے جید سند کے ساتھ حضرت ابو مالک الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہیں تین اشیاء سے ڈرایا ہے۔ دھواں۔ یہ مومن کو زکام کی طرح پکڑ لے گا۔ یہ کافر کو بھی پکڑے گا۔ وہ پھول جائے گا وہ یہ سننے کی جگہ سے نکلے گا۔ ۲۔ دابۃ (جانور)۔ ۳۔ دجال۔ اس راویت کے شواہد بھی ہیں۔

امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ

اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ (الاحقاف:۴)

ترجمہ: یا کوئی (دوسرا) علمی ثبوت۔

سے مراد خط ہے۔

امام ترمذی اور ابن جریر نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى (الفتح:۲۶)

ترجمہ: اور انہیں استقامت بخش دی تقویٰ کے کلمہ پر۔

اس سے مراد لا الٰہ الا اللہ ہے۔

ابوداؤد اور امام ترمذی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ سے عرض کی گئی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیبت کیا ہے؟" آپ نے فرمایا: "تمہارے بھائی کا اس طرح تذکرہ کرنا جسے وہ ناپسند کرے۔" آپ سے عرض کی گئی: "اگر اس بھائی میں وہ چیز پائی جائے جس کا میں ذکر کروں؟" آپ نے فرمایا: "اگر وہ عیب اس میں ہے تو یہ اس کی غیبت ہے۔ اگر وہ عیب اس میں نہ ہو تو تم نے اس پر بہتان لگایا ہے۔"

امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "آگ میں پھینکا جائے گا۔" وہ کہے گی: "کیا اور ہیں حتیٰ کہ وہ اس میں اپنا قدم رکھے گا وہ کہے گی: "بس بس۔"

بزار نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ انہوں نے فرمایا:

الذاریات ذروا سے مراد ہوائیں فالجاریات یسرا سے مراد کشتیاں اور والمقسمات سے مراد فرشتے ہیں۔ اگر میں نے آپ سے یہ روایت نہ سنی ہوتی تو میں کبھی اسے بیان نہ کرتا۔"

عبداللہ بن احمد نے زوائد المسند میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اہل ایمان اور ان کی اولاد جنت میں ہوگی اور مشرکین اور ان کی اولاد آگ میں ہوگی، پھر آپ نے اس آیت طیبہ کی تلاوت کی:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ (الطور:۲۱)

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی پیروی کی ان کی اولاد نے۔

انہوں نے حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کیا میں تمہیں وجہ نہ بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل کیوں بنایا تھا؟ وہ صبح وشام یوں کہتے تھے۔

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ﴿۱۷﴾ (الروم:۱۷)

ترجمہ: سو پاکی بیان کرو اللہ تعالیٰ کی جب تم شام کرو اور جب تم صبح کرو۔

ابن ابی حاتم نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ﴿۲۹﴾ (الرحمٰن:۲۹)

ترجمہ: ہر روز وہ ایک نئی شان سے تجلی فرماتا ہے۔

فرمایا: "اس کی شان یہ ہے کہ وہ گناہ معاف کرتا ہے۔ مصیبت دور کرتا ہے۔ ایک قوم کو رفعت بخشتا ہے اور دوسری کو ذلت میں پھینکتا ہے۔"

ابو بکر نجار نے حضرت سلیم بن عامر سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک اعرابی آیا۔ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اللہ رب العزت نے جنت میں ایک ایسے پودے کا ذکر کیا ہے جو اپنے صاحب کو اذیت دیتا ہے" آپ نے فرمایا: "وہ کون سا درخت ہے" اس نے عرض کی "بیری کا۔ اس کے کانٹے اذیت ناک ہوتے ہیں" آپ نے فرمایا: "کیا اللہ رب العزت نے فرمایا: نہیں۔"

فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ﴿۲۸﴾ (الواقعہ:۲۸)

ترجمہ: بے خار بیریوں میں۔

اللہ تعالیٰ نے اس کے کانٹے مٹا دیئے ہیں، ہر کانٹے کے عوض پھل پیدا کیا ہے۔" اس کا ایک شاہد بھی ہے جسے عتبہ بن عبد سلمی نے روایت کیا ہے۔ ابن ابی داود نے اسے البعث میں ذکر کیا ہے۔"

امام ترمذی نے (انہوں نے اسے حسن کیا ہے) اور ابن جریر نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اور انہوں نے حضور اکرم

ﷺ سے روایت کیا ہے کہ اس ارشاد ربانی میں۔

وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ (الممتحنہ:۱۲)

ترجمہ: اور نہ آپ کی نافرمانی کریں گی کسی نیک کام میں۔

اس سے مراد نوحہ ہے۔

الطبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم اور حوت (مچھلی) کو پیدا فرمایا۔ اس نے قلم سے کہا "لکھو" اس نے عرض کی "میں کیا لکھوں؟ فرمایا: "ہر وہ امر لکھو جو روز حشر تک ہونے والا ہے۔" پھر آپ نے یہ آیت طیبہ تلاوت کی:

نٓ وَالْقَلَمِ (ن:۱)

نون سے مراد حوت اور قلم سے مراد قلم ہے۔

امام احمد نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کی گئی:

فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ ﴿۴﴾ (المعارج:۴)

ترجمہ: یہ عذاب اس روز ہوگا۔ جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے۔

یہ دن کتنا طویل ہوگا؟ آپ نے فرمایا: "مجھے اس ذات بابرکات کی قسم جس کے دست تصرف میں میری جان ہے یہ مومن پر بڑا خفیف ہوگا حتیٰ کہ یہ اس پر اس فرض نماز سے بھی خفیف تر ہوگا جسے وہ دنیا میں پڑھتا تھا۔" الطبرانی نے حضرت ابن عباس سے اور انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ (المزمل:۲۰)

ترجمہ: تو پڑھ لیا کرو قرآن سے جتنا آسان ہو۔

اس سے مراد ایک سو آیات ہیں۔ ابن کثیر نے کہا ہے کہ یہ روایت بہت غریب ہے۔

امام احمد اور امام ترمذی نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "الصعود آگ کا پہاڑ ہے۔ جس پر ستر سالوں میں چڑھا جاتا ہے اور اتنی ہی مدت میں اس سے نیچے اترا جاتا ہے۔ بزار نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:" "واللہ! آگ سے کوئی نہ نکلے گا حتیٰ کہ وہ وہاں احقاباً (طویل مدت) ٹھہرے گا۔ الحقب سے مراد اسی اور کچھ سال ہیں۔ ہر سال ۳۶۰ دنوں پر مشتمل ہوگا۔ جس طرح کہ تم شمار کرتے ہو۔"

ابن ابی حاتم نے ابوبریدہ بن ابی مریم سے اور انہوں نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں بتایا۔

إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ﴿۱﴾ (تکویر:۱)

ترجمہ: (یاد کرو) جب سورج کو لپیٹ دیا جائے گا۔ جہنم میں اسے لپیٹ دیا جائے گا۔

وَإِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ ۝ (تکویر:۲)

ترجمہ: اور جب ستارے بکھر جائیں گے۔

یعنی جہنم میں۔

ابن جریر اور الطبرانی نے ضعیف سند کے ساتھ موسیٰ بن علی بن رباح سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے اپنے والد اور دادا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا "تمہارے ہاں کیا پیدا ہوا ہے؟ انہوں نے فرمایا: "عنقریب میرے ہاں بچہ یا بچی پیدا ہوگی" آپ نے فرمایا: "وہ کس کے مشابہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا: "وہ یا تو اپنے باپ یا ماں کے مشابہ ہوگا" حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "رکو! اس طرح نہ کہو۔ نطفہ جب رحم میں قرار پذیر ہوتا ہے۔ رب تعالیٰ اس کے اور حضرت آدم کے مابین تمام نسب حاضر کرتا ہے۔ کیا تم نے پڑھا نہیں۔

فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ۝ (الانفطار:۸)

ترجمہ: (الغرض) جس شکل میں چاہا تجھے ترکیب دے دیا۔

فرمایا: "تمہیں چلایا۔"

شیخان نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (المطففین:۶)

ترجمہ: جس دن لوگ (جواب دہی کے لئے) کھڑے ہونگے پروردگار عالم کے سامنے۔

حتیٰ کہ ایک شخص اپنے کانوں کی لو تک اپنے پسینے میں ڈوبا ہوگا۔

امام احمد اور شیخان نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جس کا حساب و کتاب لیا گیا وہ عذاب میں مبتلا کر دیا گیا۔" ابن جریر کے الفاظ ہیں: "جس کا حساب لیا گیا اسے عذاب میں مبتلا کر دیا گیا۔" میں نے عرض کی: "کیا" اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "نہیں۔"

فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ۝ (الانشقاق:۸)

ترجمہ: تو اس سے حساب آسانی سے لیا جائے گا۔

آپ نے فرمایا: "یہ حساب نہیں یہ تو صرف عرض ہے۔"

ابن جریر نے حضرت ابو مالک الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "الیوم الموعود سے مراد روز قیامت ہے۔ شاهد سے مراد یوم الجمعة ہے۔ مشهود سے مراد یوم عرفہ ہے" اس روایت کے کئی شواہد بھی ہیں۔"

امام بزار نے حضرت جابر بن عبداللہ سے اور انہوں نے سرور دو عالم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ ارشاد ربانی۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ﴿١٤﴾ (الاعلیٰ:١٤)

ترجمہ: بیشک اس نے فلاح پائی جس نے اپنے آپ کو پاک کیا۔

جس نے یہ گواہی دی کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔شریکوں کو چھوڑا یہ گواہی دی کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول (مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوں۔

اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿١٨﴾ (الاعلیٰ:١٨)

ترجمہ: یقینا یہ (سب کچھ) اگلے صحیفوں میں لکھا ہوا ہے۔

اس سے مراد پانچ نمازیں ہیں اس پر مداومت اختیار کرنا اور ان کا اہتمام کرنا ہے۔

امام احمد اور امام ترمذی نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے الشفع والوتر کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا:''نمازیں بعض جفت اور بعض طاق ہیں۔''

امام احمد نے حضرت براء سے روایت کیا ہے کہ ایک اعرابی بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔اس نے کہا ''مجھے ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں داخل کر دے''آپ نے فرمایا:"عتق النسمة و فك الرقبه" اس نے عرض کی:''کیا یہ ایک ہی نہیں ہے؟''آپ نے فرمایا:''عتق النسمة ہے کہ تم تنہا غلام آزاد کرو اور فک الرقبہ یہ ہے کہ تم غلام آزاد کرنے میں مدد کرو۔''

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:''میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔''

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ﴿٩﴾ (الشمس:٩)

ترجمہ: یقیناً فلاح پا گیا جس نے (اپنے) نفس کو پاک کر لیا۔

وہ نفس کامیاب ہو گیا جس کا تزکیہ اللہ تعالیٰ نے کیا۔

ابو یعلیٰ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے۔آپ نے فرمایا:''حضرت جبرائیل امین میرے پاس آئے۔انہوں نے کہا آپ کا رب تعالیٰ فرما رہا ہے کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ میں نے آپ کا ذکر کیسے بلند کیا ہے؟ میں نے کہا''اللہ اعلم''انہوں نے کہا کہ اس نے فرمایا ہے:''جہاں میرا ذکر (جمیل) ہو گا وہاں آپ کا ذکر (خیر) ہو گا۔''

امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت طیبہ تلاوت کی:

يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ﴿٤﴾ (الزلزلۃ:٤)

ترجمہ: اس روز وہ بیان کر دے گی اپنے سارے حالات۔

آپ نے پوچھا: "کیا تم جانتے ہو کہ زمین کی اخبار کیا ہیں؟" انہوں نے عرض کی: "اللہ ورسولہ اعلم" آپ نے فرمایا: "وہ گواہی دے گی کہ ہر بندے اور بندی نے اس پر کیا عمل کیا ہے۔ وہ کہے گی: "اس نے فلاں فلاں عمل فلاں دن کیا۔"

ابن ابی حاتم نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابوامامۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوۡدٌ ۚ﴿۶﴾ (العادیات:۶)

ترجمہ: بیشک انسان اپنے رب کا بڑا ناشکر گزار ہے۔

"الکنود وہ شخص ہے وہ تنہا کھاتا ہے۔ اپنے غلام کو مارتا ہے اور اپنا عطیہ روک لیتا ہے۔"

ابن ابی حاتم نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے مرسل روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلۡهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ۙ﴿۱﴾ (التکاثر:۱)

ترجمہ: غافل رکھا تمہیں زیادہ سے زیادہ مال جمع کرنے کی خواہش نے۔

اس نے اطاعت سے غافل کر دیا۔

حَتّٰى زُرۡتُمُ الۡمَقَابِرَ ؕ﴿۲﴾ (التکاثر:۲)

یہاں تک کہ تم قبروں میں جا پہنچے، حتیٰ کہ تمہیں موت نے آ لیا۔

ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّهَا عَلَيۡهِمۡ مُّؤۡصَدَةٌ ۙ﴿۸﴾ (الھمزہ:۸)

ترجمہ: بیشک وہ (آگ) ان پر بند کر دی جائے گی۔

فرمایا: "مطبقۃ" ابن جریر اور ابویعلی نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے التجاء کی:

الَّذِيۡنَ هُمۡ عَنۡ صَلَاتِهِمۡ سَاهُوۡنَ ۙ﴿۵﴾ (الماعون:۵)

ترجمہ: جو اپنی نماز (کی ادائیگی) سے غافل ہیں۔

آپ نے فرمایا: "اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کر کے پڑھتے ہیں۔"

امام احمد اور امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کوثر وہ نہر ہے جو میرے رب تعالیٰ نے مجھے جنت میں عطا کی ہے۔" اس روایت کے طرق (اسناد) ان گنت ہیں۔

امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت طیبہ اتری:

اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰهِ وَالۡفَتۡحُ ۙ﴿۱﴾ (النصر:۱)

ترجمہ: جب اللہ کی مدد آ پہنچے اور فتح (نصیب ہو جائے)۔

تو آپ نے فرمایا: "مجھے میرے وصال کی خبر دی گئی ہے۔"

ابن جریر نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "الصمد وہ ذات ہوتی ہے جس کا جوف (پیٹ) نہ ہو۔"

امام احمد اور امام ترمذی اور امام نسائی نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا تھا اور جب چاند طلوع ہوا تو مجھے دکھایا اور فرمایا: اس کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔ یہ

غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ﴿٣﴾ (الفلق: ٣)

ترجمہ: تاریکی کے شر سے جب وہ چھا جائے۔

ابو یعلی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "شیطان نے اپنی ناک ابن آدم کے دل پر رکھی ہے۔ جب ابن آدم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو وہ پیچھے ہٹ جاتا ہے اگر وہ ذکر الٰہی بھول جاتا ہے تو وہ اس کے دل پر چھا جاتا ہے یہی وسواس الخناس ہے۔"

تنبیہات

۱۔ آپ نے فرمایا: "جسے یہ امر خوش کرے کہ اس کے عمل سے آگاہی ہو جائے اس کے لئے دو اجر ہیں۔ ایک راز رکھنے کا اجر اور دوسرا اعلانیہ کا اجر۔ امام ترمذی نے لکھا ہے۔ "بعض اہل علم نے اس کی شرح میں لکھا ہے کہ جب اس کے عمل پر آگاہی ہو اور اسے پسند آئے اس کا مفہوم یہ ہے کہ لوگوں کی اس کی بھلائی کے ساتھ تعریف کرنا اسے پسند آئے۔ کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "تم زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو" اس وجہ سے اسے لوگوں کی تعریف کرنا پسند آتا ہے۔ اگر اسے یہ اس وجہ سے پسند آئے تا کہ لوگ اس کی طرف سے خیر جان لیں اس کی عزت و توقیر کریں تو یہ ریاء ہے۔" "بعض اہل علم نے کہا ہے" جب اس کے عمل پر آگاہی ہوتی ہے تو وہ اس امید پر اسے پسند کرتا ہے کہ لوگ بھی اس پر عمل کریں گے اور اسے ان کے اجر جیسا اجر ملے گا۔"

۲۔ "جس نے مجامعت کی مگر انزال نہ ہو" وہ حصہ دھو لے گا جس کے ساتھ عورت کو مس کیا ہو پھر وضو کرے گا۔ علماء نے فرمایا ہے: کہ یہ روایت اس روایت سے منسوخ ہے جس میں ہے کہ ختانین کے ملنے سے غسل واجب ہو جاتا ہے۔"

۳۔ آپ سے ایک شخص نے عرض کی "میں حد تک پہنچ گیا ہوں" امام نووی نے لکھا ہے" اس کا مفہوم یہ ہے کہ اس سے ایسی معصیت رونما ہے جو تعزیر کو لازم کرتی ہے۔ اس سے شرعی حقیقی حد مراد نہیں جیسے زنا اور شراب وغیرہ کی حد۔ یہ

حدود نماز سے ساقط نہیں ہوتیں۔ نہ ہی امام کے لئے جائز ہے کہ وہ انہیں ترک کر دے۔"

۴۔ الرقوب۔
ابو عبید نے لکھا ہے کہ ان کے کلام میں اس کا معنی یہ ہے کہ دنیا میں اولاد نہ ہونا۔ رب تعالیٰ نے اس کا نہ ہونا دار آخرت میں کر دیا۔ گویا کہ اس نے اس کی جگہ کو تبدیل کر دیا۔ نہایتہ میں ہے۔

"اس سے مراد وہ مرد اور عورت ہے جس کی اولاد زندہ نہ رہے گویا کہ وہ اس کی موت کا منتظر رہتا ہے اور خوف سے اس کی طرف دیکھتا رہتا ہے۔ آپ نے اس لفظ کو اس شخص کے لئے استعمال کیا۔ جس سے پہلے اس کا کوئی بچہ نہ مرا ہو۔ یہ اس شخص کے اجر و ثواب کے لئے تعریف ہے۔ جس کی اولاد اس سے پہلے مرگئی ہو کیونکہ صبر پر اجر و ثواب اور تقدیر پر رضا آخرت میں اجر و ثواب کے اعتبار سے عظیم ہے۔ اگر چہ دنیا میں اس کا مفقود ہو جانا عظیم امر ہے، کیونکہ اس سے فائدہ اور نفع بہت زیادہ ہوتا ہے۔ مسلمان کی حقیقت میں اولاد ہی ہوتی ہے جو اس سے پہلے چلی جاتی ہے اور اس پر صبر کرتا ہے۔ جسے یہ توفیق ارزانی نہیں کی جاتی وہ اس شخص کی طرح ہے جس کی اولاد نہیں۔ آپ نے اس طرح نہ فرمایا تا کہ اس کی لغوی تشریح کا ابطال لازم نہ آئے۔ جیسے فرمایا: "لوٹا ہوا وہ ہے جس کا دین لوٹ لیا جائے" اسی طرح حافظ دمیاطی نے لکھا ہے کہ آپ نے فرمایا: "تم مفلس کسے سمجھتے ہو؟" صحابہ کرام نے عرض کی: "جس کے پاس درہم و دینار نہ ہوں۔ متاع زیست نہ ہو۔ آپ نے فرمایا: میری امت کا مفلس وہ ہے جو روز حشر نماز اور زکوٰۃ کے ساتھ آئے گا اس نے کسی کو گالی دے رکھی ہوگی کسی کا مال لیا ہوگا۔ یہ ان الفاظ میں سے ہے جنہیں وسعت اور مجاز کے لئے وضع لغوی سے منتقل کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح آپ نے العائل (فقیر) کو منتقل کیا۔

۵۔ جنازہ کے لئے آپ کا حکم منسوخ ہے۔ جیسے کہ پہلے "مریض اور وہ افراد جن پر نزع کا عالم طاری تھا" کے باب میں گزر چکا ہے۔

۶۔ آپ نے فرمایا: "سورۃ الاخلاص ثلث القرآن کے برابر ہے۔ بعض اہل علم نے لکھا ہے۔" قرآن مجید تین اقسام پر مشتمل ہے۔ ۱۔ توحید باری تعالیٰ اور اس کی صفات کی معرفت۔ ۲۔ گزشتہ اقوام کی داستانیں۔ ۳۔ تشریع اور احکام۔ اس سورت میں صرف توحید بیان کی گئی ہے۔ اس میں قصص اور تشریع نہیں لہٰذا یہ ثلث القرآن کے برابر ہے۔"

۷۔ آپ نے فرمایا: "عدت گزارنے والی عدت کے اختتام پر مینگنیاں پھینکتی تھی۔" وہ عورت زمانہ جاہلیت میں جس کا خاوند مرجاتا۔ وہ تاریک کمرہ میں داخل ہو جاتی جو تنگ بھی ہوتا وہ گندے کپڑے پہن لیتی۔ خوشبو نہ لگاتی، حتیٰ کہ اسی حالت پر ایک سال گزر جاتا پھر باہر نکلتی۔ اسے مینگنیاں دی جاتیں۔ وہ انہیں پھینکتی، پھر واپس آ جاتی اور خوشبو وغیرہ استعمال کرتی۔"

۸۔ آپ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے ایسے شخص کو قتل کیا جس نے لا الہ الا اللہ کہا اس کے بعد

اس نے اسلام قبول کر لیا کہ یہ تمہاری جگہ پر تھا اس سے قبل تم اسے قتل کرتے تم اس کے مقام پر تھے۔اس سے قبل کہ وہ یہ کلمہ کہتا جسے اس نے کہا یعنی خون مباح ہونے میں، کیونکہ کافر اسلام لانے سے قبل مباح الدم تھا۔جب اس نے اسلام قبول کر لیا کسی نے اسے قتل کر دیا تو قصاص کی وجہ سے اس کا قاتل مباح الدم ہوگا کیونکہ اب وہ کفر میں اس کا نائب ہے۔"

۹۔ آپ کو نیک شگون پسند تھا۔مثلاً ایک شخص مریض ہو وہ کسی اور کو یوں کہتے ہوئے سن لے"یا سالم" یا وہ گم شدہ چیز کی تلاش میں ہو تو وہ کسی سے سن لے"یا واجد" وہ اس سے خوش ہو جائے۔نیک"شگون" میں بھلائی کی امید کی جاتی ہے جبکہ بدکام میں شر اور اس کے وقوع کا اندیشہ کیا جاتا ہے۔"

۱۰۔ بعض علماء کرام نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوذر کی روایت کو اس طرح جمع کیا ہے (ان سے وہ روایات مراد ہیں جو باب الرقائق (۲۸) میں ہیں وہ حدیث پاک جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے صاحب سے سوال مقدم کیا تھا اور جواب رحمت فرمایا تھا حدیث پاک کا یہی مقصود تھا۔بعض لوگ کہتے ہیں"یہ غنی کافر تھا صحابہ کرام مسجد میں تھے۔مسلمان ہی مسجد میں بیٹھ سکتا ہے"میں کہتا ہوں کہ ظاہرہ یہی ہے کہ جس نے کفر کیا ہے اس کی مراد یہ ہے کہ وہ منافق تھا۔"

اشعار کے بارے میں اسوہ حسنہ

پہلا باب

عمدہ شعر کی تعریف، قبیح شعر کی مذمت اور اشعار کی کثرت سے نفرت

امام شافعی اور ابو یعلی نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے، امام شافعی نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے مرسل روایت کیا ہے۔ کہ ام المومنین نے فرمایا: "بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اشعار کا تذکرہ کیا گیا۔ آپ نے فرمایا: یہ بھی کلام ہے اس کا حسن، حسن (عمدہ) ہے۔ اس کا قبیح، قبیح (برا) ہے۔

امام بخاری نے ادب میں اور دارقطنی نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اشعار کلام کی مانند ہیں اس کا حسن عمدہ کلام کی طرح ہے اور اس کی قباحت قبیح کلام کی طرح ہے۔"

حارث بن ابی اسامہ نے بنو ھذیل کے ایک شخص سے اور اس نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "یہ اشعار کلام عرب میں بہت زیادہ ہیں انہی کے ساتھ ہی سائل کو عطا کیا جاتا ہے۔ انہی کے ساتھ ہی غصہ کو پیا جاتا ہے۔ انہی کے ساتھ ہی قوموں کو ان کی محفل میں نکالا جاتا ہے۔"

امام احمد، شیخان، ابوداؤد، ابن ماجہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "بعض اشعار حکمت آموز ہوتے ہیں۔"

امام احمد اور ابوداؤد اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک اعرابی بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اس نے فصیح کلام کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "بعض باتیں سحر انگیز ہوتی ہیں اور بعض اشعار حکمت آموز ہوتے ہیں۔" امام بخاری نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "بعض اشعار حکمت آموز ہوتے ہیں۔"

مسدد اور دارقطنی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، امام احمد، امام بخاری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے، امام احمد، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ نے حضرت سعد بن وقاص سے، امام احمد اور امام مسلم نے حضرت ابوسعید (رضی اللہ عنہم) سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے کسی ایک کا پیٹ پیپ سے بھر جائے حتیٰ کہ وہ پھیپھڑے تک پہنچ جائے یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ اشعار سے بھرا ہوا ہو۔"

امام احمد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "امراء القیس اشعار کا جھنڈا

اٹھائیے آگ کی طرف ہو ہے"

اسحاق بن راھویہ نے حسن سند کے ساتھ حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر تھے۔ ہم میں سے کسی نے ایسی کلام کی جس میں رجز کا شبہ تھا۔ آپ نے فرمایا: اے سلمہ! (اٹھو)

ابوالحسن بن ضحاک نے اور ابن جریر نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! اشعار کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ نے فرمایا: "ایک مومن اپنی تلوار اور زبان سے جہاد کرتا ہے۔"

ابن ضحاک نے حضرت مالک بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "میں نے غزوۃ الفتح، خیبر اور طائف میں آپ کے ساتھ شرکت کی۔ میں نے عرض کی: "یارسول اللہ! ﷺ میں شاعر ہوں۔" اشعار کے بارے میں مجھے فتویٰ دیں" آپ نے فرمایا: "تمہارے پیٹ سے لے کر تمہارے حلق تک کا حصہ اگر پیپ سے بھرا ہو تو یہ اس سے بہتر ہے کہ یہ اشعار سے بھرا ہوا ہو" میں نے عرض کی: "یارسول اللہ! ﷺ میری خطا معاف کر دیں" آپ نے میرے سر پر اپنا دست ہدایت بخش رکھا، پھر سینے پر سے گزارا پھر میرے پیٹ پر دست اقدس پھیرا حتیٰ کہ مجھے آپ کے دست اقدس کی وجہ سے حیاء آنے لگی، پھر فرمایا "اگر تمہارے پاس اس میں سے کچھ آ جائے تو اپنی زوجہ سے تشبیب قائم کر لینا اور سواری کی تعریف کر لینا" اس کے بعد میں نے کوئی شعر نہ کہا۔ یہی حضرت مالک کہتے ہیں:

ومن ينتزع ماليس من وشوس نفسه يدعه ويغلبه على النفس خيمها

جو شخص اس چیز کو چھوڑ دیتا ہے جو اس کے نفس کے تکبر وغرور کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا تو وہ اسے چھوڑ تا ہے، تو اس کے نفس پر اس کی بزدلی کا غلبہ ہوتا ہے۔

دوسرا باب

مسجد کے اندر اور باہر بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اشعار سماعت کرنا

امام احمد اور امام ترمذی نے (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور ابوبکر بن ابی خیثمہ نے حضرت سماک بن حرب رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے کہا "کیا تم حضور اکرم ﷺ کے ہمراہ بیٹھے تھے۔ انہوں نے فرمایا: "ہاں! آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اشعار پڑھتے تھے۔ وہ جاہلیت کے امر میں سے کسی چیز کا تذکرہ کرتے تھے۔ آپ خاموش ہو جاتے، بعض اوقات ان کے ساتھ تبسم فرما ہو جاتے۔"

امام احمد اور شیخان نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی خاموشی طویل ہوتی تھی، کم تبسم فرماتے تھے۔ آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے پاس اشعار کا تذکرہ کرتے تھے بعض امور کا تذکرہ کرتے تھے وہ مسکراتے

تھے۔ بعض اوقات آپ بھی تبسم ریز ہوتے تھے۔"

ان سے ہی روایت ہے "میں نے ایک سو سے زائد بار مسجد نبوی میں آپ کی زیارت کی۔ آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اشعار پڑھتے تھے۔ جاہلیت کے امور کا تذکرہ کرتے تھے۔ بعض اوقات آپ مسکراتے تھے (تبسم فرماتے تھے)۔

امام احمد اور ابوداؤد نے موصولاً حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے۔ وہ مسجد میں شعر پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تیز نظروں سے انہیں دیکھا۔ انہوں نے کہا "میں مسجد میں اس وقت بھی اشعار پڑھتا تھا۔ جب اس میں وہ ذات بابرکات جلوہ افروز ہوتی تھی جو تم سے بہتر ہے" انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف توجہ کی۔" اور فرمایا: "میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا آپ نے فرمایا: تم میری طرف سے جواب دو۔ مولا! روح القدس کے ساتھ اس کی مدد فرما" انہوں نے کہا "ہاں! بخدا"

امام احمد اور امام نسائی نے حضرت اسود بن سریع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور آپ کی تعریف میں اشعار کہے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تمہارا رب تعالیٰ تعریف کو پسند کرتا ہے۔ سناؤ تم نے رب تعالیٰ کی کیا تعریف کی ہے؟ میں اشعار پڑھنے لگا۔

یہ روایت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مناقب میں تفصیل کے ساتھ آئے گی۔

حسن بن عبیداللہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: "مجھے اس شخص نے بیان کیا ہے جس نے حضرت نابغہ جعدی رضی اللہ عنہ سے سنا۔ انہوں نے فرمایا: "میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا۔ میں نے یہ اشعار پڑھے:

و انا لقوم ما نعوّد خیلنا ۔۔۔ اذا ما التقینا ان تحید و تنفرا
و ننکر یوم الروع الوان خیلنا ۔۔۔ من الطعن حتی نحسب الجون اشقرا
ولیس بمعروف لنا ان نردھا ۔۔۔ صحاحا ولا مستنکر ان تعقرا
بلغنا السماء مجدنا و جدودنا ۔۔۔ و انا لنبغی فوق ذالك مظھرا

ترجمہ: ہم ایسی قوم ہیں جنہوں نے اپنے گھوڑوں کو عادی نہیں بنایا کہ وہ بھاگ جائے یا ہم کنارہ کشی اختیار کریں۔ جب ہم دشمن سے جنگ کریں۔ ہم جنگ کے دن نیزہ بازی کی وجہ سے اپنی گھوڑوں کے رنگوں کو نہیں پہچانتے حتیٰ کہ ہم گمان کرتے ہیں۔ کہ سرخی مائل سیاہ گھوڑا سفید سرخی مائل ہے۔ ہماری یہ کوئی نیکی نہیں ہے کہ ہم انہیں صحیح واپس لے کر آئیں اور نہ ہی یہ عجیب بات ہے کہ ہم ان کی کونچیں کاٹ ڈالیں۔ ہم بزرگی اور سرداری میں آسمان تک پہنچ گئے ہیں۔ اب ہم اس سے بھی بلندی پر جانا چاہتے ہیں۔

آپ نے فرمایا: کس طرف؟ میں نے عرض کی: "جنت کی طرف" آپ نے فرمایا: "ہاں! انشاء اللہ!" پھر میں نے یہ

اشعار پڑھے۔

ولا خیر فی حلم اذا لم یکن له بوادر تحمی صفوہ ان یکدرا
ولا خیر فی جهل اذا لم یکن له اریب اذا ما اوردالامرا صدرا

ترجمہ: حلم میں کوئی بھلائی نہیں ہے مگر جب کہ یہ ایسے جگہوں پر ہو جن کی پاکیزگی کو گندا ہونے سے بچایا جائے اور جہالت میں کوئی بھلائی نہیں ہے مگر جب اس کے لئے ایسا ماہر شخص ہو کہ جب کوئی معاملہ رونما ہو جائے تو اس کا اظہار کچھ زیادہ ہو جائے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "رب تعالیٰ تمہارا منہ حسین رکھے۔" ان کے دانت تمام لوگوں سے حسین تر تھے جب ان کا ایک دانت گر جاتا تو اس کی جگہ دوسرا اگ آتا۔"

امام بیہقی نے یعلی بن اشدق کی سند سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضرت نابغہ جعدی رضی اللہ عنہ کو سنا تو وہ آپ کو یہ اشعار (مذکورہ بالا اشعار) سنا رہے تھے۔ جب وہ بلغنا اسماء... تک پہنچے تو آپ نے فرمایا: 'ابو یعلی! کہاں کا ارادہ ہے؟ میں نے عرض کی: جنت کی طرف۔"

آپ نے فرمایا: ہاں! ان شاء اللہ! پھر میں نے بقیہ اشعار بھی آپ کی خدمت میں عرض کر دیئے آپ نے دو دفعہ فرمایا "اللہ تعالیٰ تمہارا منہ سلامت رکھے۔"

ابو یعلی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت اعشی مازنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ میں نے آپ کو یہ اشعار پڑھ کر سنائے:

یا مالك الناس و دیان العرب انی لقیت ذربة من الذرب
غدوت ابغیها الطعام فی رجب فخلفتنی بنزاع و حرب
اخلفت العهد ولطت بالذنب و هن شر غالب لمن غلب

ترجمہ: اے لوگوں کے مالک اور عرب کے حکمران میں عورتوں میں سے ایک عورت سے ملا میں صبح کے وقت اس کے لئے کھانا تلاش کرنے کے لئے گیا۔ رجب کا مہینہ تھا۔ اس نے مجھے جھگڑے میں اور جنگ میں پیچھے چھوڑ دیا۔ اس نے وعدہ خلافی کی۔ وہ گناہ کے ساتھ لگی رہی۔ وہ غالب آنے والے کے لئے غالب آ جانے والا شر رکھتی ہے۔

حضور اکرم ﷺ یہ مصرعہ پڑھنے لگے: "وهن شر غالب لمن غلب۔"

امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "تمہارے بھائی (حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ) فضول نہیں کہتے" انہوں نے کہا ہے۔

فينا رسول الله يتلو كتابه اذا انشق معروف من الفجر ساطع
ارانا الهدى بعد العمى فقلوبنا به موقنات ان ما قال واقع
يبيت يجافي جنبه عن فراشه اذا استثقلت بالمشركين المضاجع

ہم میں حضور ﷺ تشریف فرما ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تلاوت کرتے تھے۔ جب فجر سے پھیل جانے والی نیکی باہر چمکے۔ آپ نے اندھے پن کے بعد ہمیں ہدایت دکھائی۔ ہمارے دل آپ کے بارے یقین رکھتے ہیں کہ آپ جو کچھ فرماتے ہیں وہ ضرور واقع ہو جاتا ہے۔ آپ اس طرح رات بسر فرماتے ہیں کہ آپ کا پہلو بستر سے دور رہتا ہے جبکہ مشرکین اپنے اپنے بستروں میں غوطہ زن ہوتے ہیں۔

تیسرا باب

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مشرکین کی ہجو بیان کرنے کا حکم دینا

امام احمد اور شیخان نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے غزوہ قریظہ کے روز حضرت حسان سے فرمایا تھا: "مشرکین کی ہجو بیان کرو۔ حضرت جبرائیل تمہارے ساتھ ہیں" دوسری روایت میں ہے "روح القدس تمہارے ساتھ ہے۔"

ابن سعد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "مسلمانوں کی عزتوں کی حفاظت کون کرے گا؟ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی "میں! آپ نے فرمایا: "تم احسن انداز میں شعر نہیں کہہ سکتے" حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے عرض کی "میں" آپ نے ان سے فرمایا "ان کی ہجو کرو۔ روح القدس عنقریب تمہاری مدد کرے گا۔"

ابن سعد نے حضرت ابن سیرین سے مرسل روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "جب کوئی قوم اپنے اسلحہ کے ساتھ اپنی جانوں کی حفاظت کر لیتی ہے تو ان کی زبانیں اس کی زیادہ مستحق ہیں' ایک شخص اٹھا اس نے عرض کی "یا رسول اللہ! ﷺ میں۔" آپ نے اسے فرمایا "تمہارے اشعار اتنے عمدہ نہیں ہیں' وہ بیٹھ گیا۔ دوسرا شخص اٹھا۔ اس نے عرض کی "یا رسول اللہ! ﷺ میں" اس نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ میں نہیں بیٹھوں گا۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ اٹھے اور عرض کی "یا رسول اللہ! ﷺ مجھے یہ پسند نہیں کہ اس کے عوض مجھے ایسی زبان ملے جو صنعاء لے کر بصریٰ تک ہو۔ بخدا! آپ نے جس قوم کو بھی برا کہا۔ وہ ان پر اس چیز سے گراں گزرتی ہے جسے وہ جانتے ہیں مجھے کسی ایسے شخص کے پاس جانے کا حکم دیں جو ان کے ایام اور گھروں کو سب سے زیادہ جانتا ہو۔" حتیٰ کہ میں اپنی زبان رکھ دوں۔" آپ نے انہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس جانے کا حکم دیا۔

امام مسلم اور برقانی نے حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمان سے روایت کیا ہے انہوں نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

سے سنا۔انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو گواہ بناتے ہوئے کہا"میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں۔کیا تم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا آپ نے فرمایا:"حسان !میری طرف سے جواب دو۔مولا!روح القدس کے ساتھ ان کی مدد فرما"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:"ہاں!۔"

ابن ضحاک نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"جب میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسلحہ کے ساتھ دشمن کے ساتھ جہاد کریں تم اپنی زبان کے ساتھ ان کے خلاف جہاد کرو۔"

امام احمد نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"جب مشرکین نے ہماری ہجو بیان کی تو ہم نے اس کا شکوہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں کیا۔آپ نے فرمایا:"تم انہیں اسی طرح کہو جیسے وہ تمہیں کہتے ہیں"میں نے خود دیکھا کہ اہل مدینہ کی لونڈیاں بھی یہ کام کرتی تھیں۔"

ابوالحسن بن ضحاک نے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا:"یہ حدیث غریب ہے بنسبت حدیث یسار کے۔اس کے راوی ثقہ ہیں۔یہ مسند حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ میں ہے لیکن زیادہ محفوظ موقف یہ ہے کہ یہ سند براء بن عازب رضی اللہ عنہ میں سے ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"مشرکین کی ہجو کرو حضرت جبرائیل تمہارے ساتھ ہیں۔"

• امام مسلم نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"(مشرک) قریش کی ہجو کیا کرو یہ ان پر تیر لگنے سے زیادہ گراں ہے۔"آپ نے حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا۔انہوں نے ان کی ہجو کی مگر آپ نے اسے پسند نہ کیا،پھر آپ نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا،پھر حضرت حسان بن ثابت کی طرف پیغام بھیجا۔جب حضرت حسان رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے تو فرمایا"اب وقت آ گیا ہے کہ تم اس شیر کو بھیجو جو اپنی دم مار رہا ہے مجھے ذات پاک کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔میں انہیں اپنی زبان سے اس طرح پھیر دوں گا جیسے چمڑے کو چیرا جاتا ہے۔آپ نے فرمایا:"جلدی نہ کرو۔سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ قریش کے انساب کو سب سے زیادہ جانتے ہیں۔ان میں میرا نسب بھی ہے حتیٰ کہ میرا نسب پاک تمہارے لئے عیاں ہو جائے۔"

حضرت حسان رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے،پھر واپس گئے،پھر عرض کی"یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے آپ کا نسب پاک واضح کر دیا گیا ہے۔مجھے اس ذات بابرکات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں آپ کو اس طرح نکال لوں گا جیسے آٹے سے بال نکالا جاتا ہے"ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمار ہے تھے۔"روح القدس اس وقت تک تمہاری تائید کرتے رہیں گے جب تک تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دفاع کرتے رہیں گے"میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔آپ فرمار ہے تھے"حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے ان کی ہجو کی۔شفا پائی'شفایاب کیا"حضرت حسان رضی اللہ عنہ

نے کہا۔

هجوت محمد او اجبت عنه　　　　و عند الله فى ذالك الجزاء

ترجمہ: تم نے محمد مصطفیٰ ﷺ کی ہجو کی۔ میں تمہیں آپ کی طرف سے جواب دیتا ہوں اور اس کا اجر و ثواب اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

ابن وھب نے حضرت سلمہ بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب قریش نے آپ کی ہجو بیان کی۔ آپ نے ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا۔ وہ جنگ (کے امور) میں ہی شاندار کارکردگی کا اظہار کر سکتے تھے۔ آپ نے ان کی ہجو پسند نہ کی پھر آپ نے حضرت حسان کی طرف پیغام بھیجا۔ آپ ناپسند کر رہے تھے کہ ان کی طرف پیغام بھیجیں۔ جب ان کے پاس قاصد آیا۔ تو انہوں نے فرمایا: "بخدا! میں انہیں اپنی زبان سے اس طرح چیر دوں گا جیسے چمڑا چیرا جاتا ہے" ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "انہوں نے اپنی زبان نکالی گویا کہ وہ سانپ کی زبان تھی۔ اس کے ارد گرد سیاہ تل تھے۔ آپ نے فرمایا: "یہ کیسے ممکن ہے؟ میرا تعلق بھی قریش کے ساتھ ہے" انہوں نے فرمایا: "مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے میں آپ کو اس طرح نکال لوں گا جیسے آٹے سے بال نکالا جاتا ہے۔"

مسدد، ابن ابی شیبہ اور نسائی نے السنن الکبریٰ میں حضرت اسود بن سریع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! میں نے اللہ تعالیٰ کی تعریف کی ہے اور آپ کی نعت بھی کہی ہے۔" آپ نے فرمایا: "سناؤ" اور اللہ تعالیٰ کی تعریف سے ابتداء کرو" مسدد نے حضرت محمد بن علی علیہ الرحمہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے اللہ تعالیٰ کی تعریف کی۔ حضور اکرم ﷺ کی نعت بھی لکھی۔ آپ نے اسے رب تعالیٰ کی تعریف پر کچھ عطا کیا، لیکن اپنی تعریف پر اسے کچھ عطا نہ کیا" واللہ اعلم۔

چوتھا باب

بعض اشعار بیان فرمانا

امام احمد، شیخین، الطبرانی نے حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ کی مبارک انگلی پر زخم آیا۔ اس سے خون مبارک نکلنے لگا۔" دوسری روایت میں ہے" اسی اثناء میں کہ ہم بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر تھے، کسی غزوہ میں آپ کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ کو پتھر لگا۔ پاؤں پھسلا اور مبارک انگلی سے خون مبارک نکلنے لگا۔ آپ نے یہ شعر پڑھا۔

هل انت الا اصبع دميت　　　　و فى سبيل الله ما لقيت

تو تو صرف ایک انگلی ہے جو خون ریز ہے۔ راہ خدا میں تجھے کیا اذیت پہنچی ہے"

ابن سعد نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے یہ مصرعہ پڑھا تھا:

كفى بالاسلام والشيب للمرء ناهيا

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ عرض کرتے یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شاعر نے یہ مصرعہ اس طرح پڑھا ہے:

كفى الشيب والاسلام للمرء ناهيا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوں فرمارہے تھے:

كفى بالاسلام والشيب للمرء ناهيا

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شعر نہیں سکھایا اور نہ ہی یہ چاہیے۔''

امام احمد اور امام ترمذی نے (انہوں نے اس کی تصحیح کی ہے) حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ الطبرانی نے الاوسط میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی'' کیا آپ نے کبھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اشعار پڑھتے ہوئے سنا ہے'' انہوں نے فرمایا: ''کبھی کبھی جب آپ گھر میں تشریف لاتے'' دوسری روایت میں ہے'' جب کوئی خبر لانے میں دیر کرتا تو آپ طرفہ کا یہ مصرعہ پڑھتے:

ويأتيك بالاخبار من لم تزوّد

تمہارے پاس خبریں لے کر وہ آیا۔ جسے تم نے زادراہ نہیں دیا۔'' روایت ہے کہ آپ نے اسے اس طرح بھی پڑھا:

"من لم تزوده الاخبار" اسے بزار نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

امام احمد، ابن ماجہ اور شیخین نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''وہ سچی بات جسے شاعر نے بھی کہا ہے وہ لبید کا یہ مصرعہ ہے:

الا كل شئ ما خلا الله باطل

شیخین اور ترمذی سے روایت کیا ہے۔'' وہ عمدہ بات جو اہل عرب نے کہی ہے'' لبید کی یہ بات ہے "الا كل شئ ما خلا الله باطل" قریب ہے کہ امیہ بن ابی الصلت اسلام لے آتا۔''

امام احمد اور ابن سکن نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیہ بن صلت کا یہ شعر پڑھا:

زحل و ثور تحت رجل يمينه والنسر للاخرى وليث موصد

زحل ثور اس کے رجل یمین کے نیچے ہے۔'' دوسرا نسر اور لیث موصد ہے۔''

آپ نے فرمایا: ''اس نے سچ کہا ہے۔ یہ حاملین عرش کی صفات ہیں۔ اس نے کہا۔

الشمس تطلع كل آخر ليلة حمراء يصبح لونها تيورد

ہر رات کے آخر میں سورج سرخ ہو کر طلوع ہو جاتا ہے۔ وقت صبح اس کا رنگ گلابی ہو جاتا ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "اس نے سچ کہا ہے: "لبید والی روایت حضرت امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی ہے۔"

پانچواں باب

دوسروں کو اشعار پڑھنے کے لئے کہنا

امام احمد، امام بخاری نے ادب میں، امام مسلم اور ابن ماجہ نے شرید بن سوید الثقفی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ نے ایک روز مجھے اپنے پیچھے بٹھایا۔ آپ نے فرمایا: کیا تمہیں امیہ بن صلت کے اشعار یاد ہیں" میں نے عرض کی: "ہاں! آپ نے فرمایا: "سناؤ" میں نے آپ کو ایک شعر سنایا۔ آپ نے فرمایا: "اور سناؤ" آپ اسی طرح فرماتے رہے حتیٰ کہ میں نے آپ کو ایک سو اشعار سنا دیئے، یا ایک سو قافیے سنا دیئے۔ آپ نے فرمایا: "قریب تھا کہ وہ اسلام لے آتا۔"

عنایات عطا فرمانا اور نام رکھنا

پہلا باب

دائیں سمت کو پسند فرمانا

جماعت نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ کو کنگھی کرنے، جوتا پہننے پاکیزگی حاصل کرنے اور تمام امور میں دائیں سمت پسند تھی آپ حتی الاستطاعت دائیں سمت کو پسند کرتے تھے، بعض نے اس میں مسواک کا تذکرہ بھی کیا ہے۔

علامہ ابن جوزی نے ان سے ہی روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی چیز پکڑتے تو دائیں دست اقدس سے پکڑتے۔ جب عطا فرماتے تو دائیں دست اقدس سے عطا فرماتے، ہر چیز میں اپنے دائیں طرف سے شروع کرتے۔"

حضرت ابوداؤد نے ان سے ہی روایت کیا ہے کہ آپ اپنا دایاں دست اقدس پاکیزگی اور کھانے کے لئے استعمال کرتے اور بایاں دست اقدس بیت الخلاء اور ایسے امور کے لئے استعمال فرماتے۔"

دوسرا باب

عمدہ فال کو پسند فرمانا، بدشگونی کو پسند نہ فرمانا

امام احمد، ابوداؤد اور نسائی نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی چیز سے بدفالی نہیں لیتے تھے۔ لیکن جب کسی زمین پر جانے کا ارادہ فرماتے تو اس کے نام کے بارے پوچھتے اگر عمدہ ہوتا تو خوشی کا اظہار فرماتے۔ چہرۂ انور سے بشارت کے اثرات عیاں ہوتے اگر نام برا ہوتا تو روئے زیبا سے اس کی ناپسندیدگی کا اظہار کرتے۔ اگر کسی شخص کو کام (باعامل بنا کر) بھیجتے تو اس کا نام پوچھتے اگر نام عمدہ ہوتا تو خوشی کا اظہار کرتے چہرہ انور سے خوشی کے اثرات عیاں ہو جاتے۔ اگر نام اچھا نہ ہوتا تو ناپسندیدگی کے اثرات چہرۂ انور پر عیاں ہو جاتے۔"

امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عمدہ فال لیتے تھے بدشگونی نہ کرتے تھے۔ ہر اچھا نام پسند فرماتے تھے۔ ابوداؤد اور ابن حبان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کلمہ سماعت فرمایا۔ آپ نے اسے پسند فرمایا: "ہم تمہارے منہ سے تمہاری عمدہ فال لیتے ہیں۔"

امام ترمذی نے (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام کے لئے تشریف لے جاتے اور آپ یہ الفاظ سماعت فرما لیتے۔ "یاراشد یا نجیح" تو آپ بہت زیادہ خوشی کا اظہار کرتے۔"

امام بخاری نے ادب میں حضرت ابوحدرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ نے فرمایا: "ہمارے یہ اونٹ کون ہانکے گا؟ یا انہیں کون پہنچائے گا۔" ایک شخص نے عرض کی "میں! آپ نے پوچھا "تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے عرض کی "فلاں! آپ نے فرمایا: "بیٹھ جاؤ" پھر دوسرا اٹھا۔ اس نے عرض کی "فلاں نام ہے" آپ نے فرمایا: "تم بھی بیٹھ جاؤ" تیسرا اٹھا۔ آپ نے پوچھا "تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا "ناجیہ" آپ نے فرمایا: "تم اس کام کے لئے مناسب ہو انہیں ہانکو۔"

محمد بن یحییٰ نے حضرمی بن لاحق سے اور بزار نے عبداللہ بن بریدہ سے اور انہوں نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم کسی کو قاصد بنا کر بھیجو تو ایسے شخص کو بھیجو جس کا چہرہ اچھا اور نام عمدہ ہو۔"

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے (سوائے سعید بن اسد بن موسیٰ سے) اس کا حال انہوں نے لکھ دیا ہے۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہماری یہ اونٹنیاں کون پہنچانے گا؟ ایک شخص اٹھا۔ اس نے عرض کی "میں" آپ نے پوچھا "تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے عرض کی "صخر یا جندل" آپ نے اسے فرمایا "بیٹھ جاؤ" پھر فرمایا "ہماری یہ اونٹنیاں کون پہنچائے گا؟ دوسرا شخص اٹھا اس نے کہا "میں" آپ نے پوچھا "تمہارا نام کیا ہے اس نے عرض کی "یعیش" آپ نے فرمایا: "ہماری اونٹنیاں پہنچا آؤ۔"

امام مالک نے الموطا میں حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت کیا ہے کہ آپ نے ایک دن اپنی اونٹنی منگوائی اور فرمایا: "اسے کون دوہے گا؟ ایک شخص اٹھا اس نے عرض کی "میں" آپ نے اس سے پوچھا "تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے عرض کی "مرہ" آپ نے اسے فرمایا "بیٹھ جاؤ" پھر فرمایا! اس اونٹنی کا دودھ کون نکالے گا؟ ایک اور شخص نے عرض کی "میں" آپ نے فرمایا: "تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے عرض کی "جمرہ" آپ نے فرمایا: "بیٹھ جاؤ" آپ نے سہ بارہ فرمایا "اس اونٹنی کا دودھ کون نکالے گا؟ ایک شخص نے عرض کی "میں" آپ نے پوچھا "تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے عرض کی "یعیش" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اسے دھولو۔"

حکیم ترمذی اور قاسم بن اصبغ نے حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بدشگونی نہیں لیتے تھے، بلکہ عمدہ فال لیتے تھے۔ قریش نے ایک سو اونٹ اس شخص کے لئے مقرر کئے جو آپ کو گرفتار کر کے لائے، جبکہ آپ ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ جا رہے تھے۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے قریش کے ستر سواروں کے ساتھ آپ سے ملاقات کی۔ حضور اکرم

ﷺ نے پوچھا" تمہارا نام کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی:" میں بریدہ ہوں" آپ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف توجہ کی اور فرمایا:" ابوبکر! ہمارا معاملہ ٹھنڈا ہو گیا اور درست ہو گیا" آپ نے فرمایا:" تمہارا تعلق کس قبیلے کے ساتھ ہے؟ انہوں نے عرض کی:" اسلم کے ساتھ" آپ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا" ہم سلامتی پا گئے" آپ نے پوچھا" کس خاندان کے ساتھ تعلق ہے؟ فرمایا" بنو سہم سے" فرمایا" تمہارا تیر نکل آیا ہے۔" حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا۔ ان کے ساتھیوں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔"

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے (سوائے کثیر بن عبداللہ کے) وہ ضعیف ہے۔ امام ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے۔

حضرت عمرو بن عوف المزنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک شخص کو سنا، وہ کہہ رہا تھا" اسے سبزہ نے ہلاک کیا ہے" حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:" فلاں! ہم نے یہ بات تمہارے منہ سے سنی ہے۔ ہمارے ہمراہ سبزہ کی طرف نکلو" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے ساتھ سبزہ کی طرف نکلے۔ اس میں ایک تلوار بھی نہ سونتی گئی۔" اس روایت کو ابونعیم نے الطب میں عبداللہ بن کثیر زنی سے انہوں نے اپنے والد اور انہوں نے ان کے جدامجد سے روایت کیا ہے۔"

شیخین نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:" کوئی متعدی (مرض) نہیں۔ نہ ہی کوئی بدشگونی ہے، مجھے عمدہ فال پسند ہے مجھے عمدہ بات پسند ہے۔"

تنبیہ

ابن القیم نے المفتاح نے میں "لا عدوی" کی شرح میں لکھا ہے۔" یہ احتمال ہے کہ یہ نفی ہو۔ یہ احتمال ہے کہ یہ نہی ہو یعنی" بدشگونی نہ ہو" لیکن حدیث پاک میں ہے۔ "لا عدوی ولا صفر ولا هامته" سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد نہی ہے۔ اس سے مراد ایسے امور کی ممانعت ہے۔ جو جاہلیت میں پائے جاتے تھے۔ نفی اس میں ابلغ ہے، کیونکہ نفی اس کے بطلان پر دلالت کرتی ہے۔ اس کے اثر نہ ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ نہی اس کی ممانعت پر دلالت کرتی ہے۔ روایت ہے کہ عمدہ فال مرفوع حدیث کا تتمہ ہے۔ یہ اس اثر سے مدرج نہیں ہے۔" یہ قول خطابی اور ابن الاثیر کا ہے۔"

علامہ خطابی نے لکھا ہے" حضور اکرم ﷺ جانتے تھے کہ عمدہ فال یہ ہے کہ اچھی بات سن کر عمدہ فال سے برکت حاصل کرے۔ اس کی تاویل اس معنی کے مطابق کرے جو اس کے نام کے موافق ہو، جبکہ بدشگونی اس کے خلاف ہو۔ یہ الطیر کے نام سے لیا گیا ہے۔ اہل عرب جب پرندہ دائیں بائیں طرف جاتا تو وہ اس سے بدفالی لیتے تھے۔ جب وہ سفر وغیرہ میں ہوتے تو اس سے بدفالی مراد لیتے تھے۔ ان میں سے بعض بائیں سے دائیں طرف گزرنے والے پرندے سے فال لیتے تھے۔ وہ انہیں سفر سے روک دیتے تھے۔ وہ اپنا مقصد پورا کئے بغیر واپس آ جاتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے منع کیا کہ نقصان ہونے یا نفع پہنچنے میں کچھ حصہ ہو آپ نے کسی طرف سے سنے جانے والے عمدہ کلمہ سے نیک شگون لینا مستحب فرمایا۔ تاکہ رب تعالیٰ کے بارے حسن ظن قائم رہ سکے۔ الاصمعی سے روایت ہے کہ انہوں نے ابن عون سے فال کے بارے میں پوچھا۔ انہوں

نے فرمایا: "اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص مریض ہو اور وہ سن لے "یا سالم" یا وہ کسی چیز کی جستجو میں ہو اور وہ سن لے "یا نجیح" یا "یا واجد" نہایہ میں ہے: "اس کے خیال میں یہ بات آ جائے کہ وہ اپنے مرض سے شفاء یاب ہو جائے گا یا اس کی گمشدہ چیز مل جائے گی۔ آپ نے عمدہ فال کو پسند فرمایا، کیونکہ جب لوگ رب تعالیٰ سے فائدہ کی امید وابستہ کرلیں۔ ہر قوی یا کمزور سبب کی وجہ سے اس سے نفع کی امید لگائیں تو وہ خیر پر ہوتے ہیں اگرچہ وہ رجاء کی جہت کے اعتبار سے غلط ہوں۔ رجاء ہی ان کے لئے بہتر ہے۔ اگر وہ اپنے رب تعالیٰ سے امید اور رجاء کو منقطع کرلیں تو یہ بری بات ہے۔ جبکہ بدشگونی میں رب تعالیٰ کے بارے سوئے ظن ہے، مصیبت کے آنے کی توقع ہے۔

تیسرا باب

ناموں اور کنیتوں کے بارے سیرت طیبہ، صحابہ کرام کی کچھ اولاد کے نام تبدیل کرنا اور برا نام تبدیل کرنا

اس باب کی کئی انواع ہیں۔

۱۔ کسی شخص کو اس کے عمدہ نام سے یاد فرمانا، امام بخاری نے الادب میں ابونعیم حنظلہ بن حذیم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پسند فرماتے تھے کہ عمدہ نام اور اچھی کنیت سے بلایا جائے۔

۲۔ نام تبدیل فرمانا

امام ترمذی نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برا نام تبدیل فرما کر اچھا نام رکھ دیتے تھے۔

امام احمد، امام بخاری نے ادب میں، مسلم، ابو داؤد، ترمذی، ابن ابی شیبہ اور ابن سعد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ایک نورِ نظر تھی، جس کا نام عاصیہ تھا آپ نے اس کا نام جمیلہ رکھا۔ شیخین اور ابن ماجہ نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا کا نام برہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ اپنے نفس کا تزکیہ کرے گی آپ نے ان کا نام زینب رکھ دیا۔

امام بخاری نے ادب میں، امام مسلم، میں حضرت سعد سے، ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کا نام برہ تھا، آپ نے ان کا جویریہ رکھ دیا، آپ ناپسند فرماتے تھے کہ یوں کہا جائے وہ برہ

(نیکی) سے نکل گیا۔ امام بخاری نے ادب میں محمد بن عمرو سے روایت کیا ہے کہ وہ حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے، ان کی اس بہن کا نام پوچھا جو ان کے پاس تھی۔ انہوں نے کہا، اس کا نام برہ ہے انہوں نے فرمایا: اس کا نام تبدیل کردو، حضور اکرم ﷺ نے حضرت زینب بنت جحش سے نکاح فرمایا ان کا نام برہ تھا۔ آپ نے یہ تبدیل فرما دیا، اور ان کا نام زینب رضی اللہ عنہا رکھا۔ جب ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا تو میرا نام برا تھا۔ آپ نے سنا کہ مجھے اسی نام سے پکارا جاتا تھا۔ آپ نے 25 فرمایا: ارے! خود پاکباز نہ بنا کرو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ تم میں سے پاکباز کون ہے اور فاجر کون ہے؟ اس کا نام زینب رکھ دو، میں نے انہیں کہا، میرا نام" انہوں نے" اس کا نام اسی وقت تبدیل کر دیا جیسے حضور اکرم ﷺ نے تبدیل کیا تھا۔ انہوں نے اس کا نام زینب رکھ دیا۔

امام بخاری نے ادب میں اور ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا اسم گرامی برہ تھا۔ آپ نے ان کا نام نامی میمونہ رکھ دیا۔

امام احمد، امام بخاری نے الادب میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا:،، جب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی،، تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے میرا نورِ نظر دکھاؤ۔ تم نے اس کا نام کیا رکھا ہے۔ ہم نے عرض کی "حرب" آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں! یہ حسن ہے۔" جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو میں نے ان کا نام حرب رکھا، آپ ﷺ نے فرمایا، اس کا نام نامی حسین ہے جب محسن رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو میں نے ان کا نام حرب رکھا۔ آپ نے فرمایا: اس کا نام محسن ہے" میں نے اپنے ان فرزندان ارجمند کے نام حضرت ہارون علیہ السلام کے بیٹوں کے ناموں شبر شبیر اور مبشر رکھے ہیں، دوسری روایت میں ہے" جب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو میں نے ان کا نام جعفر رکھا۔ جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو میں نے ان کا نام جعفر رکھا۔ حضور اکرم ﷺ نے مجھے یاد فرمایا:" مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں دونوں نام تبدیل کر دوں" میں نے عرض کی: "اللہ ورسولہ اعلم" آپ نے ان کا نام حسن اور حسین رکھے (رضی اللہ عنہما) امام بخاری نے الادب میں، ابوداؤد، ابن سکن الطبرانی، حاکم اور ابن ابی شیبہ نے حضرت اسامہ بن اخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ایک حبشی غلام خریدا انہوں نے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ اس کا نام رکھیں اور اسے پکاریں" آپ نے اس کے آقا سے پوچھا "تمہارا کیا ارادہ ہے؟ انہوں نے عرض کی: "احرم" آپ ﷺ نے فرمایا: اب تمہارا نام "زرعۃ" ہے۔ آپ نے اس کے آقا سے پوچھا: تمہارا کیا ارادہ ہے؟ انہوں نے عرض کی: "چرواہا بنانے کا۔ آپ نے اپنی انگلیاں بند کیں یا ہتھیلی بند کی اور فرمایا: "یہ عاصم ہے"

امام احمد، شیخین اور ابوداؤد نے حضرت سعد بن میسب ہے، امام بخاری نے حضرت زھری رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضرت سعید بن میسب سے اور انہوں نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے کہ ان کے جد امجد حزن، بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے، آپ نے پوچھا "تمہارا نام کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: "حزن" آپ نے فرمایا: "نہیں! تم سھل ہو" انہوں نے عرض کی: "میں وہ نام تبدیل نہیں کروں گا جسے میرے باپ نے رکھا تھا، سھل (زرزمین) کو روندھا جاتا ہے اور اس کی اہانت

کی جاتی ہے" حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میرا گمان ہے کہ ہمیں اس کے بعد عنقریب غموں کا سامنا کرنا پڑے گا" دوسری روایت میں ہے "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے جدامجد سے فرمایا" تم سہل ہو انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ میرا نام میرے والدین نے رکھا ہے، اسی کے ساتھ ہی لوگوں میں میری پہچان ہے" یہ سن کر آپ خاموش ہو گئے۔ اب ہم نے سمجھ لیا غموں کا دور دورہ ہوگا۔

امام احمد نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو فرمایا: "تمہارا نام کیا ہے؟" اس نے عرض کی: "شہاب" آپ نے فرمایا: "تم تو ہشام ہو" امام احمد، ابن سعد اور ابن ابی شیبہ نے خیثمہ بن عبدالرحمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان کے والد گرامی اپنے والد صاحب کے ہمراہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں گئے۔ "آپ نے فرمایا: "تمہارے بیٹے کا نام کیا ہے؟" انہوں نے عرض کی: "عزیز" آپ نے فرمایا: "اس کا نام عزیز نہ رکھو۔ اس کا نام عبد الرحمان رکھو" آپ نے فرمایا: "بہترین نام عبد الرحمان اور عبد اللہ ہیں" آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی عزیز نہیں۔" امام احمد، امام بخاری نے ادب اور تاریخ میں، ابن ابی شیبہ نے حضرت بشیر بن خصاصیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے، ان کا نام زحم تھا آپ نے ان کا نام بشیر رکھا۔

شیخین نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا: "حضرت منذر بن ابی اسید کو بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر کیا گیا، جب ان کی ولادت ہوئی آپ نے انہیں اپنی ران پر بٹھالیا۔ پوچھا "اس کا نام کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: "فلاں، آپ نے فرمایا اس کا نام منذر ہے۔

امام احمد نے حضرت سعید بن جمہان سے روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا: "میں نے وادیٔ نخلہ میں حضرت سفینہ سے ملاقات کی میں نے ان سے پوچھا "تمہارا نام کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: "میں تمہیں اپنا نام نہیں بتاؤں گا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا نام سفینہ رکھا تھا۔ میں نے عرض کی: "آپ نے تمہارا نام سفینہ کیوں رکھا؟ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر پر تھے۔ آپ کے ہمراہ آپ کے صحابہ کرام بھی تھے۔ ان کا سامان ان پر بھاری ہو گیا، آپ نے فرمایا: "تم اپنی چادر پھیلاؤ۔" میں نے اپنی چادر پھیلا دی، صحابہ کرام نے اپنا سامان اس میں رکھ دیا۔ پھر اسے مجھ پر رکھ دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اٹھالو، تم تو سفینہ (کشتی) ہو۔ اگر وہ اس روز مجھ پر ایک یا دو یا تین یا چار یا پانچ یا چھ یا سات اونٹوں کا بوجھ رکھ دیتے تو وہ بھی مجھے بھاری نہ لگتا" بزار نے حسن سند کے ساتھ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں ایک سفر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا۔ جب بھی کوئی چیز بچ جاتی۔ وہ اسے مجھ پر رکھ دیتے۔ آپ نے میرا نام زاملہ رکھا۔ امام بخاری نے ادب میں، امام احمد نے ثقہ راویوں سے اور ابن ابی شیبہ نے حضرت مطیع بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا: آپ نے فرمایا: "تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے عرض کی: "میرا نام عاصی ہے۔" آپ نے فرمایا: "نہیں! بلکہ تمہارا نام مطیع ہے۔"

امام بخاری نے ادب میں، ابو یعلی اور بزار نے رائطہ بنت مسلم سے اور انہوں نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا

ہے انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ کے ہمراہ غزوہ حنین میں شرکت کی۔ آپ نے فرمایا: "تمہارا نام کیا ہے؟" میں نے عرض کی: "غراب" آپ نے فرمایا: "تمہارا نام تو مسلم ہے۔" الطبرانی نے حضرت زیادہ سے، انہوں نے اپنے جد امجد حضرت مسعو د رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا نام مطاع رکھا۔ آپ نے فرمایا: "مطاع! تمہاری قوم میں تمہاری اطاعت کی جاتی ہے" آپ نے انہیں ابلق گھوڑے پر سوار کیا۔ انہیں جھنڈا عطا کیا۔ آپ نے فرمایا: "مطاع! انہیں کے پاس جاؤ۔ جو میرے اس جھنڈے کے نیچے داخل ہوگا وہ عذاب سے امن میں ہوگا۔"

محمد بن ابی عمر نے ثقہ راویوں سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی لونڈی کا نام عجمی تھا۔ انہوں نے اس کا نام جمیلہ رکھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میرے اور تیرے مابین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیصلہ ہے۔ دونوں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ آپ نے اسے فرمایا" تو جمیلہ ہے" حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا" نہ چاہتے ہوئے بھی یہ نام لے لو"

الطبرانی نے ضعیف سند سے حضرت عبدالرحمان بن ابی سبرہ سے روایت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: "کیا یہ تمہارا فرزند ہے؟ انہوں نے عرض کی: "ہاں! آپ نے فرمایا: "اس کا کیا نام ہے؟" انہوں نے عرض کی: "اس کا نام حباب ہے۔" آپ نے فرمایا: "اس کا نام حباب نہ رکھو، حباب تو شیطان ہے لیکن یہ تو عبدالرحمان ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت سے فرخندہ فال افراد کے نام تبدیل فرمائے۔ جن میں کچھ حسب ذیل ہیں۔ آپ نے عبداللہ بن ابی کا نام تبدیل رکھا۔ اس کا نام خباب تھا۔ شیطان کا نام خباب تھا۔ (ابن سعد)

آپ نے حصین بن سلام کا نام عبداللہ رکھا۔ حکم بن سعید کا نام عبداللہ رکھا حضرت عبدالحجر کا نام عبداللہ رکھا۔ (بخاری فی الادب، امام احمد و بخاری فی تاریخہ)

جبار بن حارث، آپ نے ان کا نام عبدالجبار رکھا (ابونعیم فی المعرفتہ) عبد عمرو، انہیں عبدالکعبہ کہا جاتا، یہ عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں۔ آپ نے ان کا نام عبدالرحمان رکھا، (ابن سعد اور ابن مندہ) غراب کا نام مسلم رکھا (ابن ابی شیبہ) عبد شر (ذوی ظلیم میں سے) آپ نے ان کا نام عبد خیر رکھا۔) (ابونعیم)

ابوالحکم بن ہانی، آپ نے ان کا نام ابوشریح رکھا، یہ ان کے بڑے بیٹے کا نام تھا۔ (ابن ابی شیبہ)

حرب کا نام مسلم اور المضجع کا نام المنبعث رکھا۔

ابویعلی نے ثقہ راویوں سے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک زمین سے گزرے، اسے عذرہ کہا جاتا تھا آپ نے اس کا نام خضرہ رکھا، شعب الضلالۃ شعب الھدیٰ، بنو الزینہ کا نام بنو الرشدہ، بنو مغویہ کا نام بنو رشدہ رکھا، سرزمین بجدہ کا نام مخضرہ رکھا۔ (اس روایت کو بقی بن مخلد نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔)

۳۔ بعض صحابہ کرام کی اولاد کے نام رکھنا

الطبرانی نے حضرت یاسر بن سوید جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں کسی سریہ یا مہم میں بھیجا، ان کی زوجہ حاملہ تھی، ان کے ہاں بچہ کی ولادت ہوئی، اس کی والدہ اسے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں لے گئیں، انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ بچہ پیدا ہوا ہے، اس کے والد صاحب کسی مہم میں ہیں، آپ اس کا نام رکھیں" آپ نے اسے پکڑا، اس پر اپنا دست اقدس پھیرا اور یہ دعا مانگی: "ان کے مردوں کو زیادہ کر، ان کے یتیموں کو کم فرما، انہیں محتاج نہ فرما، ان میں سے کسی کو کنگال نہ کر، فرمایا: اس کا نام مسرع رکھو اس نے اسلام کی طرف جلدی کی ہے، یہ مسرع بن یاسر ہے۔"

امام ترمذی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے گھر میں رونے کی آواز سنی فرمایا: "عائشہ رضی اللہ عنہا! میرا خیال ہے کہ اسماء رضی اللہ عنہا کے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے، اس کا نام نہ رکھنا حتیٰ کہ میں اس کا نام رکھوں۔" آپ نے اس کا نام عبداللہ رکھا، اور اپنے دست اقدس سے کھجور کی گھٹی دی" شیخین نے حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا: میرے ہاں بچہ پیدا ہوا، میں اسے لے کر بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا، آپ نے اس کا نام ابراہیم رکھا۔ کھجور سے گھٹی دی۔ اس کے لیے برکت کی دعا کی۔ مجھے دے دیا۔ یہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے سب سے بڑے بیٹے تھے"

امام مسلم اور ابوداؤد نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بچے پیش کیے جاتے، آپ ان کے لیے برکت کی دعا کرتے اور انہیں گھٹی دیتے۔"

امام احمد شیخین اور ابوداؤد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک لونڈی نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے بچہ جنم دیا، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اسے اٹھاؤ، اور اسے بارگاہ رسالت میں لے جاؤ" انہوں نے اس کے ہمراہ کھجوریں بھی بھیجیں" آپ نے پوچھا" کیا اس کے ہمراہ کچھ ہے؟ میں نے عرض کی: "ہاں! آپ نے وہ کھجوریں لیں۔ انہیں ملا۔ انہیں دہن مبارک کے اندر لے گئے پھر انہیں بچے کے منہ میں ڈال دیا، پھر اسے گھٹی دی، اس کا نام عبداللہ رکھا۔" دوسری روایت میں ہے: "میں عبداللہ بن ابی طلحہ کو بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اسی روز لے گیا جس روز اس کی ولادت ہوئی تھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرا رہے تھے، آپ اپنے اونٹ کو کچھ کھلا رہے تھے، آپ نے پوچھا: "کیا تمہارے پاس کھجوریں ہیں؟" میں نے عرض کی: "ہاں! میں نے آپ کو کھجوریں پیش کیں آپ نے انہیں اپنے منہ مبارک میں ڈال لیا، انہیں چبایا ہم نے بچے کا منہ کھولا آپ نے اس کے منہ میں یہ ڈال دی، بچہ اسے نگلنے لگا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "انصار کھجور سے محبت کرتے ہیں۔" آپ نے اس کا نام عبداللہ رکھا" امام احمد نے حضرت یوسف بن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنی مبارک گود میں بٹھایا۔ میرے سر پر دست اقدس پھیرا اور میرا نام یوسف رکھا"

۴۔ مختلف کنیتیں رکھنا

امام بخاری نے الادب میں حضرت ہانی بن یزید سے روایت کیا ہے کہ جب وہ وفد کی صورت میں بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے تو ان کے ہمراہ ان کی قوم بھی تھی آپ نے سنا کہ قوم انہیں ابوالحکم کی کنیت سے بلا رہی تھی۔ آپ نے انہیں بلایا اور فرمایا: "حکم اللہ تعالیٰ ہے سارے حکم اسی کی طرف سے ہیں تم نے ابوالحکم کنیت کیوں رکھی ہے؟" انہوں نے عرض کی: "نہیں! جب میری قوم کسی چیز میں اختلاف کرتی ہے تو وہ میرے پاس آتی ہے میں ان کے مابین فیصلہ کر دیتا ہوں، جسے دونوں فریق مان لیتے ہیں" آپ نے فرمایا: "کتنی عمدہ بات ہے؟" آپ نے فرمایا: "تمہارے بچوں کے کیا نام ہیں؟" میں نے عرض کی: شریح، عبداللہ، مسلم اور بنو ہانی۔" آپ نے فرمایا: "ان میں سے بڑا کون ہے؟ میں نے عرض کی: "شریح" آپ نے فرمایا: "تم ابوشریح ہو۔" آپ نے ان کے لیے اور ان کی اولاد کے لیے دعا کی۔ آپ نے سنا کہ ان میں سے ایک شخص کو عبدالحجر کے نام سے پکارا جا رہا تھا۔ آپ نے پوچھا، تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے عرض کی "عبدالحجر" آپ نے فرمایا: "نہیں تم تو عبداللہ ہو۔" حضرت شریح رضی اللہ عنہ نے کہا" جب حضرت ہانی اپنے شہر کی طرف آنے لگے تو وہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے عرض کی" مجھے فرمائیں کون سی چیز مجھ پر جنت کو لازم کرے گی؟ فرمایا عمدہ کلام کرنا اور کھانا کھلانے کو لازم پکڑو"

شیخین نے حضرت ابوحازم سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے پاس آیا کہا" یہ فلاں (امیر مدینہ) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ منبر مبارک کے پاس کر رہا تھا۔ انہوں نے کہا:" وہ کہہ رہا تھا:" ابوتراب" یہ سن کر وہ ہنسے اور فرمایا:" بخدا! حضور اکرم ﷺ نے ان کا یہ نام رکھا ہے" یہ مکمل روایت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مناقب میں آئے گی۔"

امام بخاری نے الادب میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو سب سے پسندیدہ نام ابوتراب تھا جب انہیں اس نام سے پکارا جاتا تو وہ خوش ہو جاتے یہ کنیت حضور اکرم ﷺ نے رکھی تھی، ایک دن وہ کسی بات پر حضرت سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا سے ناراض ہوئے اور مسجد نبوی کی دیوار کے پاس لیٹ گئے، حضور اکرم ﷺ ان کے پیچھے آئے، وہ مسجد کی دیوار کے ساتھ لیٹے ہوئے تھے، وہ آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے۔ کمر انور پر مٹی لگی ہوئی تھی آپ ان کی کمر انور سے مٹی جھاڑنے لگے اور فرمایا:" ابوتراب بیٹھ جاؤ۔"

ابوداؤد نے حضرت مغیرہ بن شعبہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ان کی کنیت ابوعیسیٰ رکھی۔

امام احمد امام ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا:" حضور اکرم ﷺ نے میری کنیت ابوحمزہ رکھی کیونکہ میں سبزیاں چنتا تھا" ابن ماجہ نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ان کی کنیت ابویحییٰ رکھی۔"

امام احمد نے حضرت حمزہ بن صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کی کنیت ابویحییٰ تھی۔ حضرت عمر

فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:"ابوصہیب رضی اللہ عنہ! تمہاری کنیت ابویحییٰ کیوں ہے؟ حالانکہ تمہارا بچہ نہیں ہے؟ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے کہا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری کنیت ابویحییٰ رکھی تھی۔" امام بخاری نے ادب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا:"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لاتے تھے، میرا ایک چھوٹا بھائی تھا اس کی کنیت ابوعمیر تھی اس کی ایک چڑیا تھی جس کے ساتھ وہ کھیلتا تھا۔ وہ مرگئی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ہاں جلوہ افروز ہوئے۔ آپ نے اسے غمزدہ دیکھا۔ استفسار فرمایا:"اسے کیا ہوا ہے؟" اس نے عرض کی کہ اس کی چڑیا مرگئی ہے" آپ نے فرمایا:"ابوعمیر! چڑیا نے کیا کیا" امام بخاری نے الادب میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا:"میں نے عرض کی:"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کی ساری ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی کنیتیں ہیں، آپ میری کنیت کیا رکھتے ہیں؟" آپ نے فرمایا:"تم اپنے بھانجے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے نام پر کنیت رکھ لو" ان کی کنیت ام عبداللہ تھی۔

بزار نے ثقہ راویوں سے (سوائے ابومنہال بکراوی کے) حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا:"میں نے طائف کے روز آپ پر گول سی لکڑی لٹکائی آپ نے فرمایا:"تم ابوبکرہ ہو۔"

امام بخاری نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گدھے پر سوار ہوئے۔ پالان پر فدکیہ چادر تھی۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے بٹھالیا۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ یہ غزوہ بدر سے پہلے کا واقعہ ہے آپ روانہ ہوئے حتیٰ کہ آپ اس محفل میں سے گزرے جہاں عبداللہ بن ابی بیٹھا ہوا تھا۔ ابھی تک اس نے (بظاہر) بھی اسلام قبول نہ کیا تھا، اس محفل میں مسلمان، مشرکین، بت پرست اور یہودی بیٹھے ہوئے تھے، اس محفل میں حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بھی تھے، جب محفل پر گدھے کا غبار چھانے لگا ابن ابی نے اپنی ناک اپنی چادر سے ڈھانپ لی، اس نے کہا "ہم پر غبارت نہ کرو" آپ نے سلام کیا، کھڑے ہو گئے۔ نیچے اترے۔ انہیں اللہ رب العزت کی طرف دعوت دی۔ انہیں قرآن پاک پڑھ کر سنایا، ابن ابی نے کہا "ارے انسان! یہ اس سے عمدہ نہیں ہے جسے تم کہہ رہے ہو، اگرچہ یہ حق ہے لیکن ہماری محافل میں اس کے ساتھ ہمیں اذیت نہ دو۔ اپنے گھر تشریف لے جائیں۔ ہم میں سے جو آپ کے پاس حاضر ہو جائے۔ اسے پڑھ کر سنائیں، حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی" ہاں! یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری مجالس میں پڑھ کر سنائیں ہم یہ پسند کرتے ہیں" مسلمان، مشرکین یہودی ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے لگے قریب تھا کہ وہ ایک دوسرے پر حملہ کر دیتے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں پرسکون کرتے رہے حتیٰ کہ وہ خاموش ہو گئے، آپ اپنی سواری پر سوار ہوئے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے گھر جلوہ افروز ہوئے۔ فرمایا "سعد! تم نے سنا نہیں کہ ابوحباب کیا کہتا ہے؟ انہوں نے عرض کی:"یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے درگزر فرمائیں۔ معاف کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کر دیا ہے، جو کچھ عطا کر دیا ہے۔ اسی بستی کے لوگوں نے اتفاق کر لیا تھا کہ وہ اسے تاج پہنائیں اور اس کے ارد گرد جمع ہو جائیں۔ جب اس کی تردید حق سے ہوگئی جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کیا ہے اسی وجہ سے اس نے یہ حرکت کی ہے جو آپ نے ملاحظہ کی۔"

۵۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسماء گرامی کو اختصار کے ساتھ یاد کرنا

امام بخاری نے الادب میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''یا عائش! یہ حضرت جبرائیل علیہ السلام امین ہیں جو تمہیں سلام دے رہے ہیں انہوں نے عرض کی: ''وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ امام بخاری نے الادب میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اے عثم! لکھو۔''

چوتھا باب

چھینک مارتے وقت، لعاب دہن پھینکتے وقت اور جمائی لیتے وقت آپ کے آداب

ابوداؤد، ترمذی (انہوں نے اسے حسن صحیح کہا ہے) نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ کو چھینک آتی تو اپنا دست اقدس یا کپڑا چہرۂ انور پر رکھ لیتے اور پست آواز میں چھینک مارتے۔ ابن سعد کے الفاظ میں ہے: ''جب چھینک مارتے تو آواز مبارک پست کر لیتے اور چہرہ انور ڈھانپ لیتے۔''

امام احمد نے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب سرور عالم ﷺ چھینک مارتے تو رب تعالیٰ کی حمد بیان کرتے آپ سے کہا جاتا ''یرحمک اللہ'' آپ ان سے فرماتے: "یھدیکم اللہ ویصلح بالکم" امام ترمذی، امام بخاری نے الادب میں اور ابوداؤد نے حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں چھینک ماری آپ نے فرمایا: "یرحمك الله" دوسری چھینک ماری تو فرمایا: "یرحمك الله" تیسری چھینک ماری تو فرمایا: ''اس شخص کو توزکام لگا ہے۔'' امام ترمذی کے علاوہ دیگر ائمہ نے لکھا ہے کہ آپ نے دوسری بار اس طرح فرمایا تھا امام بخاری نے الادب میں، ابوداؤد، ترمذی اور حاکم نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا: ''یہودی آپ کے پاس چھینکیں مارتے تھے۔ انہیں امید تھی کہ آپ انہیں یرحمك الله سے جواب دیں گے۔ آپ انہیں فرماتے: یھدیکم اللہ ویصلح بالکم اللہ۔

امام بخاری نے الادب میں اور ابونعیم نے حارث بن عامر سہمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ منیٰ یا عرفات میں تشریف فرما تھے۔ آپ تھوک پھینکنے لگے۔ ہاتھ کے ساتھ کھڑے ہوئے اور اسی کے ساتھ تھوک پھینکا اور اس پر اپنے نعلین پاک مار دیے تاکہ یہ آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کسی کو نہ لگے'' ابن سعد نے حضرت یزید بن الاصم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو کبھی بھی نماز میں جمائی لیتے ہوئے نہیں دیکھا گیا''

امام بخاری، ابوداؤد، اور ترمذی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتا ہے لیکن وہ جمائی کو ناپسند کرتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جمائی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے۔ جب تمہیں جمائی آئے تو حتی الامکان اسے روکنے کی کوشش کرو جب تم میں سے کوئی ایک جمائی لیتا ہے تو شیطان اس سے ہنستا ہے" امام مسلم، امام احمد، امام بیہقی، اور ابوداؤد نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی ایک جمائی لے تو اپنا ہاتھ اپنے منہ پر رکھ لے۔ شیطان اس میں داخل ہو جاتا ہے۔"

حکیم ترمذی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جس نے کوئی بات کی اور اس نے چھینک ماری تو وہ حق پر ہے۔"

تنبیہات

۱۔ ظاہر یہی ہے کہ یہودی ثناء کرتے تھے ورنہ آپ انہیں چھینک کا جواب نہ دیتے۔

۲۔ امام نووی نے لکھا ہے "جب نماز میں یا نماز سے باہر جمائی آئے تو منہ پر ہاتھ رکھنا مستحب ہے، نمازی کے لیے اپنے منہ پر ہاتھ رکھنا مکروہ ہے جب کہ اسے اس کی ضرورت نہ ہو جیسے جمائی وغیرہ۔

۳۔ آپ کا فرمان "شیطان منہ میں داخل ہو جاتا ہے" الحافظ نے لکھا ہے "یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے حقیقی دخول مراد ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ دخول سے مراد اس کے لیے تمکن (طاقت) ہو"

۴۔ ابن بطال نے لکھا ہے کہ جمائی کی شیطان کی طرف نسبت رضا اور ارادہ کی اضافت کے معنی میں ہے، یعنی شیطان پسند کرتا ہے کہ وہ انسان کو جمائی لیتے ہوئے دیکھے کہ اس حالت میں اس کی شکل بدل جاتی ہے اور شیطان اس سے ہنستا ہے ورنہ اس سے مراد یہ ہے کہ شیطان جمائی لاتا ہے، قاضی ابوبکر ابن عربی نے لکھا ہے "ہمارے لیے یہ واضح امر ہے کہ ہر ناپسندیدہ فعل کو شریعت بیضاء نے شیطان کی طرف منسوب کیا ہے کیونکہ وہ اس کا واسطہ ہے اور ہر عمدہ فعل کی نسبت فرشتے کی طرف کی ہے، کیونکہ وہ اس کا واسطہ ہے۔ جمائی شکم سیر ہونے سے آتی ہے اس سے سستی آتی ہے اور یہ شیطان کے واسطہ سے ہے جبکہ چھینک کم غذا کھانے سے آتی ہے، اس سے چستی آتی ہے یہ فرشتے کے ذریعے ہے" امام نووی نے لکھا ہے "جمائی کو شیطان کی طرف منسوب کیا گیا ہے کیونکہ وہ شہوات کی طرف دعوت دیتی ہے جبکہ یہ جسم کے بھاری ہونے کی وجہ سے ہو، اس کے ڈھیلے پن اور سیر شکم ہونے کی وجہ سے ہو اس سے مراد یہ ہے کہ اس سبب سے اجتناب کیا جائے جس سے یہ پیدا ہوتی ہے اس سے مراد زیادہ کھانا ہے۔"

علمائے کرام نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتا ہے کیونکہ اس کا سبب پسندیدہ ہے اس سے مراد جسم کی خفت ہے جو اخلاط کی قلت اور غذا کی کمی کی وجہ سے ہوتی ہے اس امر کو پسند کیا گیا ہے کیونکہ یہ شہوت کو کم کرتی ہے اطاعت کو

آسان کرتی ہے، جبکہ جمائی کا معاملہ اس کے برعکس ہے، یہ ہمارے شیخ نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے حضور اکرم ﷺ کے ان مختلف فرامین "نماز میں چھینک۔ اونگھ اور جمائی شیطان کی طرف سے ہے۔ (ترمذی) اللہ تعالیٰ نماز میں چھینک کو پسند کرتا ہے اس روایت کو ابن شیبہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ضعیف سند سے موقوفاً روایت کیا ہے"۔ یہاں دو مقام ہیں (۱) مقام اطلاق (۲) مقام نسبی۔ جہاں تک اطلاق کے مقام کا تعلق ہے تو نماز میں جمائی اور چھینک دونوں شیطان کی طرف سے ہیں۔ امام ترمذی کی پہلی روایت کو اسی پر محمول کیا جائے گا۔ جہاں تک مقام نسبی کا تعلق ہے تو جب یہ دونوں نماز میں واقع ہوں تو یہ سلطان کی طرف سے ہیں چھینک اللہ تعالیٰ کو جمائی سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ جمائی میں چھینک سے زیادہ ناپسندیدگی ہے جبکہ یہ نماز میں ہو، اس اثر کو اسی پر محمول کیا جائے گا جسے ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے یہ مرتبوں کے تفاوت کی طرف راجع ہے کہ بعض بعض سے زیادہ مکروہ ہیں، اس سے علم ہوتا ہے کہ اثر میں نماز کا لفظ مقدر ہے"

۵۔ الحافظ ابوالفضل عراقی نے لکھا ہے کہ اکثر روایات میں ہے کہ جمائی شیطان کی طرف سے ہے، ایک روایت میں یہ قید ہے کہ یہ کیفیت نماز کی حالت میں ہو، احتمال ہے کہ امر میں مطلق کو مقید پر محمول کیا جائے نہ کہ نہی پر۔ ایک احتمال یہ بھی ہے کہ نماز میں کراہت زیادہ شدید ہو، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ نماز سے باہر یہ مکروہ نہ ہو، اس سے بھی اس کی تاکید ہوتی ہے کہ یہ شیطان کی طرف سے ہے۔ امام نووی نے صراحت کی ہے کہ نماز سے باہر جمائی لینا بھی مکروہ ہے اس سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ یہ شیطان کی طرف سے ہے"

۶۔ قاضی ابن عربی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے "جمائی کو ہر حالت میں روکنے کی کوشش کرنی چاہیے، نماز کے ساتھ اس کو اس لیے مختص کیا گیا ہے کیونکہ یہ حالت میں امر کی زیادہ مستحق ہے کہ اسے روکا جائے کیونکہ اس میں انسان هیئت کے اعتدال اور خلقت کے ٹیڑھے پن سے نکل جاتا ہے۔"

۷۔ الحافظ العاقی نے لکھا ہے "نمازی کی جمائی کو شیطان کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ ابن ابی شیبہ نے المصنف میں صحیح سند کے ساتھ عبدالرحمان بن زید (تابعی) سے اور انہوں نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "مجھے بتایا گیا ہے شیطان کا قارورہ ہے جسے وہ نماز میں قوم کو سونگھاتا ہے تاکہ وہ جمائی لیں۔ دوسری روایت میں ہے "شیطان کا قارورہ ہے جس میں بو ہوتی ہے، جب نمازی نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں" وہ اسے شق کر دیتا ہے اور منتشر ہو جانے کا حکم دیتا ہے۔"

۸۔ جمائی نہ آنا نبوت کے خصائص میں سے ہے، امام بخاری نے ادب میں اور تاریخ میں اور ابن ابی شیبہ نے مصنف میں حضرت یزید بن الاصم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے کبھی بھی جمائی نہیں لی خطابی نے حضرت سلمہ بن عبدالملک (انہوں نے بعض صحابہ کرام کی زیارت کی تھی وہ صدوق تھے) سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو

کبھی بھی جمائی نہیں آئی۔"

پانچواں باب

بچوں سے شفقت، ان کے ساتھ محبت کرنا اور خواتین کے ساتھ حسن سلوک

اس باب میں کئی انواع ہیں:

ا۔نومولود کے بارے میں سنت مطہرہ

الطبرانی نے حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی ولادت ہوئی تو آپ نے ان کے کانوں میں اذان دی، اور اس کا حکم دیا۔ الطبرانی نے حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسن، حسین اور محسن رضی اللہ عنہم کے نام رکھے۔ ان کی طرف سے عقیقہ کیا۔ اس کے سر کے بال اتروائے، بالوں کے وزن کے برابر صدقہ کیا، ان کے متعلق حکم دیا ان کی ناف کی نال کاٹی گئی اور ان کا ختنہ کرایا گیا۔

الطبرانی، البزار نے جید سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے بارے میں ساتویں روز حکم فرمایا کہ اس کا حلق کرایا جائے اور بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کی جائے۔ یہ تفصیلات "العقیقہ" کے باب میں گزر چکی ہے۔

۲۔بچوں سے شفقت

بخاری نے الادب المفرد میں حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا، حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ آپ کے کندھے پر تھے، آپ یہ دعا مانگ رہے تھے "مولا! میں اس سے محبت کرتا ہوں، تم بھی ان سے محبت کر" احمد بن منیع نے ثقہ راویوں سے حضرت امام حسن یا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا: "مجھے میرے اہل خانہ میں سے ایک عفت مآب خاتون نے بیان کیا ہے، اس نے کہا کہ اسی اثناء میں کہ آپ کمر کے بل لیٹے ہوئے تھے سینۂ اقدس پر ایک بچہ تھا جس سے آپ شفقت فرما رہے تھے، اس نے پیشاب کر دیا، وہ اٹھی تا کہ اسے اٹھائیں، آپ نے فرمایا: "اسے چھوڑ دو......"

ابن ابی شیبہ نے حضرت ابولیلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر تھا، آپ کے سینۂ اقدس پر حضرت امام حسن یا حضرت حسین رضی اللہ عنہما تھے، انہوں نے پیشاب کر دیا، میں نے دیکھا کہ ان کا پیشاب

لکیریں بن کر بہہ رہا تھا، میں اٹھ کر گیا آپ نے فرمایا: میرے فرزند دلبند کو چھوڑ دو۔ اسے گھبرانہ دینا۔" ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک اعرابی بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا اس نے پوچھا: "کیا تم اپنے بچوں کو چومتے ہو؟ ہم تو نہیں چومتے، آپ نے فرمایا: "اگر رب تعالیٰ تمہارے دل سے رحمت نکال دے تو میں کیا کر سکتا ہوں" حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا بوسہ لیا۔ آپ کے پاس حضرت اقرع بن حابس تیمی رضی اللہ عنہ بھی حاضر تھے، انہوں نے عرض کی: "میرے دس بچے ہیں، میں تو ان میں سے کسی ایک کو بھی نہیں چومتا" آپ نے ان کی طرف دیکھا پھر فرمایا "جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا"

ان سے ہی روایت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں سے حضرت امامین حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو ان کی ہتھیلیوں سے پکڑا ان کے قدم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم ناز پر تھے، آپ نے انہیں فرمایا: "اپنا منہ کھولو۔" آپ نے انہیں بوسہ دیا، پھر یہ دعا مانگی: "مولا! ان سے محبت کر میں بھی ان سے محبت کرتا ہوں" امام احمد، شیخان نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا: "مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ آپ نے ڈول سے پانی لیا اور میرے منہ پر کلی کر دی آپ ہمارے گھر جلوہ افروز تھے، اس وقت میری عمر پانچ سال تھی۔"

الطبرانی نے حضرت موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں اور علقمہ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے ہم نے دیکھا کہ آپ کپڑے میں کھجوریں تناول فرمارہے تھے۔ آپ کے ہمراہ کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تھے، آپ نے مٹھی بھر کھجوریں ہمیں عطا کیں اور ہمارے سروں پر اپنا دست اقدس پھیرا۔"

الطبرانی نے حضرت کثیر بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں، مجھے، عبیداللہ، اور عبداللہ کو جمع فرماتے۔ اپنے دست اقدس اس طرح کھول لیتے۔ بازوں باہر کی طرف پھیلاتے۔ فرماتے "جو پہلے میرے پاس آگیا، اس کے لیے یہ یہ ہے۔"

امام احمد نے جید سند سے حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرات عبیداللہ، عبداللہ اور کثیر بن عباس رضی اللہ عنہم کی صف باندھ لیتے اور فرماتے: "جو میری طرف پہلے آئے گا اس کے لیے یہ اور یہ" وہ دوڑ کر آپ کے پاس جاتے وہ آپ کی گود اور سینے پر گر پڑتے آپ انہیں اپنے ساتھ چمٹا لیتے اور ان کو چومتے۔"

امام بخاری نے الادب المفرد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: "میں جب بھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی زیارت کرتا ہوں میری آنکھوں سے چھم چھم آنسو گرنے لگتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے مجھے مسجد میں دیکھا میرا ہاتھ پکڑا، میں آپ کے ساتھ چلنے لگا آپ نے میرے ساتھ گفتگو نہ کی حتیٰ کہ ہم بنو قینقاع کے بازار تک گئے، آپ اس میں گھومے اسے دیکھا پھر واپس تشریف لے آئے، میں آپ کے ہمراہ تھا، حتیٰ کہ ہم مسجد آگئے آپ اس میں بیٹھ گئے آپ نے فرمایا: "بچہ کہاں ہے! میرے لیے بچے کو بلاؤ، حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے آئے

وہ آپ کی آغوش مبارک میں گر پڑے، پھر اپنا ہاتھ آپ کی مبارک ریش میں داخل کیا، پھر آپ اپنا منہ کھولنے لگے، آپ نے اپنا منہ مبارک ان کے منہ میں داخل کیا، پھر یہ دعا مانگی: "مولا! میں ان سے محبت کرتا ہوں، تو بھی ان سے محبت کر اور اس سے بھی محبت کر جو ان سے محبت کرے۔"

امام بخاری نے حضرت ام خالد رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا: میں اپنے والد گرامی کے ہمراہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئی، میں نے زرد قمیص پہن رکھی تھی، آپ نے فرمایا: "سنہ، سنہ" حبشہ کی زبان میں اس کا معنی ہے۔ "اچھا۔ اچھا" میں گئی اور آپ کی مہر نبوت سے کھیلنے لگی، میرے والد نے مجھے جھڑکا، آپ نے انہیں فرمایا، اسے بوسیدہ کر دو، اسے پرانی کر دو۔" دوسری بار بھی اسی طرح فرمایا، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ باقی رہیں حتیٰ کہ یہ ذکر کیا گیا۔

امام بخاری نے ادب میں یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عازم سفر ہوئے، ہمیں کھانے کی دعوت دی گئی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ راستے میں کھیل رہے تھے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جلدی سے آگے نکل گئے پھر اپنے دست اقدس پھیلا دیے۔ وہ ایک دفعہ ادھر سے اور دوسری دفعہ ادھر سے گزرنے لگے، وہ آپ کو ہنسا رہے تھے، حتیٰ کہ آپ نے انہیں پکڑ لیا۔ آپ نے ایک دست اقدس ان کی ٹھوڑی پر رکھا، دوسرا سر اقدس کے مابین رکھا انہیں گلے لگایا اور بوسہ دیا، پھر فرمایا "حسین مجھ سے اور میں اس سے ہوں، جو حسین سے محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے حسن وحسین اسباط میں سے دو سبط ہیں الطبرانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا: میرے بالوں کی مینڈھی تھی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسے پکڑ لیتے تھے اور کھینچتے تھے۔"

ابو یعلیٰ نے حسن سند سے حضرت ابو یحییٰ الکلاعی سے روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا: "میں مقدام بن معد کے پاس آیا۔ انہیں مسجد میں کچھ تکلیف تھی، میں نے انہیں کہا: "ابو کریمہ! لوگ گمان کرتے ہیں کہ تم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا" انہوں نے فرمایا: "سبحان اللہ" "بخدا" میں نے آپ کی زیارت کی ہے میں اپنے چچا کے ساتھ چل رہا تھا۔ آپ نے مجھے کانوں سے پکڑا اور میرے چچا سے فرمایا: "کیا تم اسے دیکھتے ہو کہ یہ اپنی ماں اور باپ کو یاد کرتا ہے۔ امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ آپ کے ہمراہ چل رہے تھے، آپ بچوں کے پاس سے گزرے، آپ نے انہیں سلام کیا، امام نسائی نے ان سے ہی روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے پاس تشریف لے جاتے ان کے بچوں کو سلام کرتے۔ ان کے سروں پر دست شفقت رکھتے اور انہیں سلام کرتے۔"

امام احمد، ابوداؤد نے ولید بن عقبہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا: جب آپ نے مکہ فتح کیا تو اہل مکہ آپ کے پاس اپنے بچے لانے لگے، آپ ان پر دست شفقت پھیرتے اور ان کے لیے دعا کرتے"

ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس اثناء میں کہ آپ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، امام حسین رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے، وہ کپڑے میں لپیٹے ہوئے تھے، وہ اس میں گر پڑے تو وہ رونے لگے، آپ منبر سے نیچے تشریف لائے، جب

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انہیں دیکھا تو دوڑ کر ان کی طرف گئے وہ انہیں ہاتھ بڑھا کر ایک دوسرے سے لینے لگے، حتیٰ کہ وہ حضور اکرم ﷺ کے دست اقدس میں آ گئے، آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ شیطان کو تباہ کرے، اولاد بلاشبہ آزمائش ہے۔ مجھے اس ذات بابرکات کی قسم جس کے دست تصرف میں میری جان ہے۔ مجھے پتہ نہ چلا کہ میں منبر سے اتر آیا، ابن منذر نے حضرت یحییٰ بن ابی کثیر سے مرسل روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ نے حضرت امام حسن یا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کے رونے کی صدا سنی تو فرمایا: "اولاد آزمائش ہے۔ مجھے پتہ ہی نہ چلا کہ میں اٹھ کر ان کی طرف آ گیا۔"

۳۔ خواتین کے ساتھ حسن سلوک

امام ترمذی نے حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ مسجد سے گزرے، وہاں کافی خواتین صحابیات بیٹھی ہوئی تھیں آپ نے اپنے دست اقدس کے ساتھ سلام کا اشارہ کیا" عبد الحمید نے اپنے ہاتھ کا اشارہ کیا، حمیدی نے ان سے ہی روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ ہمارے پاس سے گزرے۔ میں خواتین میں تھی آپ نے ہمیں سلام کیا۔"

ابن ابی شیبہ، امام مسلم اور برقانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک عورت بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئی اس کی عقل میں خلل تھا، اس نے عرض کی، مجھے آپ سے ضروری کام ہے" آپ نے فرمایا: "اے ام فلاں! دیکھو تم جس رستے میں چاہو کھڑی ہو جاؤ حتیٰ کہ میں وہاں تمہارے ساتھ کھڑا ہو جاؤں گا۔" آپ اس کے ساتھ اٹھے اس کے ساتھ سرگوشی کی اور اس کی ضرورت پوری کر دی" امام بخاری نے ان سے ہی روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا: "اگر مدینہ طیبہ کی لونڈیوں میں کوئی لونڈی آپ کا دست اقدس تھام لیتی اور جہاں چاہتی آپ کو لے جاتی" حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ نفرت نہیں کرتے تھے آپ اس بات سے تکبر نہیں کرتے تھے کہ بیوہ گان اور مساکین کے ضروری کام کے لیے جائیں۔"

عبد بن حمید نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے، آپ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے، قوم نے کہا۔ یہ عدی ہے، امان اور نوشتے کے بغیر (اس کا قتل) لازم ہے۔ جب میں آپ کی خدمت میں گیا، آپ نے میرا دست اقدس تھام لیا، اس سے قبل میں امید بھی نہیں رکھتا تھا کہ رب تعالیٰ آپ کا دست اقدس میرے ہاتھ میں دے گا۔" آپ حجرہ اقدس میں جانے کے لیے اٹھے، رستہ میں ایک عورت ملی، اس کے ہمراہ اس کا بچہ تھا، انہوں نے کہا "ہمیں آپ سے ضروری کام ہے" آپ اس کے ساتھ کھڑے رہے حتیٰ کہ اس کا کام کر دیا۔"

امام نسائی نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے" انہوں نے فرمایا: اسی اثناء میں کہ آپ چل رہے تھے کہ ایک عورت آپ کے سامنے چل رہی تھی، میں نے اسے کہا "حضور اکرم ﷺ کے لیے رستہ چھوڑ دے" اس نے کہا "رستہ کھلا ہے خواہ

آپ دائیں سے گزر جائیں یا بائیں سے" آپ نے فرمایا: "اسے چھوڑ دو یہ جبارہ (متکبرہ) ہے۔"

چھٹا باب

غصے کے وقت اسوہ حسنہ

غصے کے وقت کیا کیا جائے

حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر تھا، دو شخص ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے لگے، ان میں سے ایک سخت غصے میں ہونے لگا۔ اس کا چہرہ سرخ ہوگیا، اس کی رگیں پھول گئیں، آپ نے اس کی طرف دیکھا، آپ نے فرمایا: "میں ایسا کلمہ جانتا ہوں اگر وہ اسے کہے تو اس کا غصہ ختم ہوجائے وہ "اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم" ہے۔ وہ شخص اٹھ کر اس کے پاس گیا، اسے کہا "کیا تم جانتے ہو کہ آپ نے کیا فرمایا۔ آپ نے فرمایا: اعوذباللہ من الشیطان الرجیم اس نے کہا" کیا تم مجھے مجنون دیکھ رہے ہو؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تعلیم دو اور آسانی پیدا کرو، تعلیم سکھاؤ اور آسانیاں پیدا کرو" آپ نے تین بار اسی طرح فرمایا" جب تم غصے میں ہو تو خاموش ہو جاؤ۔" ابوداؤد نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی ایک غصے میں ہو تو وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے۔ اگر اس کا غصہ ختم ہوجائے تو بہتر ورنہ لیٹ جائے" ابوداؤد نے حضرت ابن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اسی اثناء میں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کرام کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے ایک شخص سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے لڑا اس نے انہیں اذیت دی، وہ خاموش رہے، اس نے دوسری بار اذیت دی، وہ پھر بھی خاموش رہے اس نے تیسری بار تکلیف دی تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسے جواب دیا جب انہوں نے جواب دیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں؟ آپ نے فرمایا: آسمان سے ایک فرشتہ اترا، اس کی تکذیب کر رہا تھا جو کچھ وہ تمہیں کہہ رہا تھا۔ جب تم نے جواب دیا تو شیطان آگیا، جب شیطان آگیا تو میں نے بیٹھنا پسند نہ کیا۔"

ساتواں باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سفارش اور آپ کی بارگاہ میں سفارش

اس میں کئی انواع ہیں۔

۱۔ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کی سفارش کو رد فرمایا۔ان پر ناراضگی کا اظہار نہ کیا نہ ہی ان کی گرفت کی۔

۲۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں سفارش کرنے کا حکم

سعد نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:''سفارش کرو اجر ملے گا میں پاک معاملہ کا ارادہ کرتا ہوں میں اسے مؤخر کرتا ہوں تاکہ تم سفارش کرو تاکہ تمہیں اجر وثواب ملے۔''

۳۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت۔

الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت ابن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ایک حسین اور خوبصورت جوان تھے وہ اپنی قوم کے جوانوں میں سے سب سے زیادہ خوبرو تھے،وہ جو کچھ بھی مانگتے انہیں مل جاتا،جب انہوں نے دین حق قبول کیا تو مال کا دروازہ اس کے لیے بند کر دیا گیا انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ وہ ان کے قرض خواہوں سے بات کریں،آپ نے اسی طرح کیا مگر وہ نہ مانے۔انہوں نے کہا:''اگر کسی کی بات کی وجہ سے کسی کو ترک کرنا جائز ہوتا تو ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کلام کی وجہ سے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیتے۔آپ نے حضرت معاذ کو یاد فرمایا ان کا مال (جائیداد) فروخت کیا اور اسے قرض خواہوں میں تقسیم کر دیا حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے پاس مال نہ رہا،جب انہوں نے حج کیا تو آپ نے انہیں یمن بھیجا تاکہ ان کا مال درست ہو جائے،سب سے پہلے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ یہ مال سمندر سے لے کر آئے،جب وہ یمن سے آئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو چکا تھا۔''

آٹھواں باب

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاں تشریف لے جانا اور ان کے مابین صلح کرانا

امام احمد اور ابوداؤد نے حضرت قیس بن عبادہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے،انہوں نے فرمایا:''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے گھر جلوہ افروز ہوئے۔''

یہ روایت پہلے تفصیل سے گزر چکی ہے۔ابو اسحاق، ابو یعلی اور الطبرانی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابوامامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہما سے اور انہوں نے اپنے والد گرامی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، کہ حضور اکرم ﷺ کمزور مسلمانوں کے ہاں تشریف لے جاتے۔ ان کے ہاں جلوہ افروز ہوتے، ان کے مریضوں کی عیادت کرتے اور ان کے جنازوں میں شرکت کرتے" امام احمد اور ابو داؤد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ ہمارے گھر جلوہ افروز ہوئے۔"

امام احمد اور امام نسائی نے حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا: "جب آپ نماز عصر ادا فرما لیتے تو بنو عبد الاشہل کے گھر تشریف لے جاتے، ان کے ساتھ مصروف گفتگو رہتے، حتیٰ کہ مغرب کے وقت آپ واپس تشریف لے آتے۔" ابو داؤد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے جاتے، نماز کا وقت ہو جاتا آپ بعض اوقات ہماری چٹائی پر نماز ادا کر لیتے وہ ہماری چٹائی تھی جس پر ہم پانی چھڑکتے تھے۔"

امام احمد، امام نسائی، دارقطنی اور ابو داؤد نے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی جاگیر میں تشریف لے گئے، امام احمد، ابو داؤد اور دارقطنی نے حضرت ام ورقہ بنت نوفل سے روایت کیا ہے کہ جب آپ غزوۂ بدر کے لیے تشریف لے گئے تو انہوں نے کہا: "میں نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ مجھے جہاد میں شرکت کی اجازت مرحمت فرمادیں میں آپ کے مریضوں کی تیمارداری کروں گی، شاید رب تعالیٰ مجھے شہادت سے سرفراز کر دے۔" آپ نے فرمایا: "تم اپنے گھر میں ہی ٹھہری رہو رب تعالیٰ تمہیں شہادت سے سرفراز فرمائے گا" انہیں شہیدہ کہا جاتا تھا، وہ قرآن پاک کی تلاوت کرتی تھیں، انہوں نے اذن طلب کیا تھا کہ وہ اپنے گھر میں موذن رکھ لیں، آپ نے انہیں اذن مرحمت فرما دیا تھا، انہوں نے اپنے ایک غلام اور لونڈی کو مدبر بنا رکھا تھا، یہ دونوں رات کے وقت ان کے پاس گئے، اور انہیں چادر میں لپیٹ دیا، حتیٰ کہ ان کا وصال ہو گیا، یہ بھاگ گئے، وقت صبح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں اعلان کیا" جسے ان دونوں کے بارے میں علم ہو یا جس نے انہیں دیکھا ہو تو وہ انہیں پکڑ کر لے آئے، انہیں لایا گیا، انہیں پھانسی دے دی گئی، یہ پہلے افراد تھے جنہیں مدینہ طیبہ میں پھانسی دی گئی۔"

ابن ابی شیبہ، حضرت ام بشر رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ ان کے ہاں تشریف لے گئے وہ اس وقت حشیش پکار رہی تھیں۔

امام بخاری نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اہل قباء نے جھگڑا کیا حتیٰ کہ وہ ایک دوسرے کو پتھر مارنے لگے، آپ کو بتایا گیا تو آپ نے فرمایا: "ہمارے ساتھ چلو ہم ان کے مابین صلح کراتے ہیں۔"

نواں باب

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دعا کرنا اور بعض کی دعا پر آمین کہنا

حاکم نے مستدرک میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا: ''میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ایک اور شخص بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر تھے، آپ نے فرمایا: ''دعا مانگو، میں نے اور میرے ساتھی نے دعا مانگی آپ نے آمین کہی، پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے دعا مانگی اور کہا ''میں تجھ سے وہی سوال کرتا ہوں جو میرے ساتھی نے کیا ہے البتہ میں ایسے علم کا سوال کرتا ہوں جو فراموش نہ ہو'' آپ نے آمین کہی۔ ہم نے عرض کی ''یا رسول! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم بھی یہی دعا مانگتے ہیں'' آپ نے فرمایا: ''یہ دوسی جوان تم سے سبقت لے گیا ہے۔''

دسواں باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت کی تمنا

اس میں کئی انواع ہیں:

ا۔آپ کی تمنائے شہادت

امام بخاری وغیرہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا: ''میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، آپ نے فرمایا: ''مجھے اس ذات والا کی قسم جس کے دست تصرف میں میری جان ہے اگر ایسے فرخندہ فال افراد نہ ہوتے جو خوشی خوشی مجھ سے پیچھے نہیں رضا چاہتے نہ ہی میں ایسی سواریاں پاتا ہوں جن پر انہیں سوار کروں تو میں کسی بھی سریہ سے پیچھے نہ رہتا جو راہ خدا میں روانہ ہوتا، مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست تصرف میں میری جان ہے میں چاہتا ہوں کہ میں راہ خدا میں شہید ہو جاؤں پھر مجھے زندہ کیا جائے میں پھر شہید ہو جاؤں، پھر زندہ کیا جائے، میں پھر شہید ہو جاؤں، مجھے پھر زندہ کیا جائے میں پھر شہید ہو جاؤں''

۲۔اگر وہ خیال مجھے پہلے آتا جو بعد میں آیا تھا

امام بخاری نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اگر وہ خیال مجھے پہلے آتا جو بعد میں آیا تھا تو میں قربانی کا جانور تو نہ لاتا اور لوگوں کے ہمراہ تلبیہ کہتا۔''

۳۔ کاش آج رات کوئی شخص ہماری نگرانی کرے

آپ نے فرمایا: "اس اثناء میں کہ ہم اسی حالت پر تھے کہ میں نے کسی کی آواز سنی، میں نے پوچھا کون؟" انہوں نے کہا: "یارسول اللہ ﷺ میں سعد ہوں، میں آپ کی نگہبانی کے لیے حاضر ہوا ہوں، آپ آرام فرما ہو گئے، حتیٰ کہ ہم نے آپ کے خراٹوں کی آواز سنی۔"

گیارہواں باب

عذر کرنا اور معذرت قبول کرنا

اس باب کی کئی انواع ہیں۔

۱۔ عذر قبول نہ کرنے کے بارے میں وعید

ابن ماجہ نے حضرت جوذان سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "جس نے اپنے بھائی کے سامنے معذرت کی۔ اس نے اس کی معذرت قبول نہ کی تو اس پر ٹیکس لینے والے کی طرح لغزش کا گناہ ہوگا"

۲۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے معذرت کرنا

شیخان نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے آپ کو سلام عرض کیا اس وقت آپ نماز پڑھ رہے تھے، آپ نے انہیں سلام نہ کیا، جب وہ واپس جانے لگے تو آپ نے فرمایا: "میں نے صرف اس لیے تمہیں سلام کا جواب نہ دیا کیونکہ میں اس وقت نماز پڑھ رہا تھا"

۳۔ معذرت کرنے والے کی معذرت قبول کرنا

امام مسلم نے حضرت عبدالرحمان بن عبداللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، حضرت عبداللہ بن کعب، حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو ہمراہ لے کر چلتے تھے جب یہ نابینا ہو گئے، انہوں نے فرمایا: "میں نے اپنے والد گرامی کو سنا وہ اپنا اور اپنے ساتھیوں کا واقعہ بیان کرتے تھے جب وہ حضور اکرم ﷺ سے پیچھے رہ گئے تھے۔ یہ غزوہ تبوک کا واقعہ ہے، حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ جس غزوہ میں بھی تشریف لے گئے مجھے بھی اس میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی، مگر میں غزوۂ بدر میں شرکت نہ کر سکا تھا، غزوہ بدر سے پیچھے رہنے والوں پر رب تعالیٰ اور حضور اکرم ﷺ نے کسی قسم کی ناراضگی کا اظہار نہ کیا تھا، وجہ یہ تھی کہ غزوۂ بدر کے وقت حضور اکرم ﷺ قریش کے قافلہ کے تعاقب کے لیے تشریف لے گئے

تھے، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ اور آپ کے دشمنوں کو بغیر کسی عہد کے جمع فرما دیا تھا، میں نے عقبہ کی شب آپ کے ساتھ ملاقات کا شرف حاصل کیا تھا، جبکہ ہم نے اسلام لانے پر عہد و پیمان کیے تھے مجھے پسند نہ تھا کہ میں اس کے مقابلہ میں غزوۂ بدر میں شرکت کرتا جبکہ لوگوں کے ہاں غزوۂ بدر میں شرکت زیادہ معروف تھی، میری محبت افزا داستان یہ ہے" میں نے حضور اکرم ﷺ کے ہمراہ شرکت نہ کی۔ اس وقت میں جتنا آسودہ اور قوی تھا اس سے پہلے اتنا کبھی نہ تھا، بخدا! میرے پاس کبھی بھی دو سواریاں جمع نہ ہوئی تھیں لیکن اس وقت میرے پاس دو سواریاں تھیں، حضور اکرم ﷺ کا معمول مبارک یہ تھا کہ جب کسی سمت غزوہ کے لیے تشریف لے جانا چاہتے تو اشارہ سے فرماتے لیکن اس وقت آپ نے سب کچھ تفصیل سے بیان کر دیا، یہ غزوہ سخت گرمی میں تھا، سفر بھی طویل تھا، بڑے دشمن سے سامنا بھی تھا، آپ نے لوگوں کے لیے واضح فرما دیا تا کہ وہ اس کے لیے اچھے طریقے سے تیاری کر لیں یہ بھی فرمایا کہ ارادہ کس طرف کا ہے اس غزوہ میں شرکت کرنے والے مسلمانوں کی تعداد کثیر تھی کوئی دیوان انہیں جمع نہیں کر سکتا۔"

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "شاید ہی کوئی ایسا شخص ہو جس نے وہاں نہ جانے کا ارادہ کیا ہو، مگر اس کا یہی گمان تھا کہ اس کا معاملہ مخفی رہے گا حتیٰ کہ اس کے بارے میں آپ پر وحی کا نزول ہو۔ سپہ سالار اعظم ﷺ اس غزوہ کے لیے اس وقت روانہ ہوئے جب پھل پکے ہوئے تھے، سائے بڑے عمدہ لگتے تھے، لوگ ان کے شیدا تھے، حضور اکرم ﷺ اور اہل ایمان نے جہاد کی تیاری شروع کی، میں وقت صبح ان کے ہمراہ جانے کے لیے تیاری کے بارے میں سوچتا، مگر میں واپس آجاتا اور تیاری مکمل نہ ہوتی، میں دل میں کہتا" میں جب چاہوں گا تیاری مکمل کر لوں گا" یہ سلسلہ طوالت اختیار کرتا گیا حتیٰ کہ اہل ایمان نے تیاری مکمل کر لی، سپہ سالار اعظم ﷺ روانہ ہو گئے، آپ کے ہمراہ مسلمان بھی تھے مگر میری تیاری مکمل نہ ہو سکی، میں نے کہا" میں ایک دو دن بعد تیاری کر لوں گا اور آپ کے پاس پہنچ جاؤں گا، ان کی روانگی کے بعد میں نے تیاری کا ارادہ کیا مگر کسی کام کی وجہ سے واپس آگیا اور تیاری نہ کر سکا، یہ سلسلہ طوالت اختیار کرتا گیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سرعت سے تشریف لے گئے۔ میں اس شرکت سے محروم رہ گیا، میں نے عازم سفر ہونے کا ارادہ کیا میں نے سوچا کہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جا ملوں گا کاش! میں یوں عمل پیرا ہو جاتا مگر میں نے یوں نہ کیا، حضور اکرم ﷺ کی روانگی کے بعد میں لوگوں میں چکر لگاتا۔ مجھے یہ دیکھ کر سخت دکھ ہوتا کہ میں صرف ان لوگوں کو دیکھتا جن پر نفاق کی تہمت تھی یا جو معذور تھے، راستہ میں سپہ سالار اعظم ﷺ نے میرا تذکرہ نہ کیا، حتیٰ کہ آپ تبوک جلوہ افروز ہو گئے۔ آپ وہاں جلوہ افروز تھے تو آپ نے پوچھا" کعب بن مالک نے کیا کیا؟" بنوسلمہ کے ایک شخص نے کہا: "یا رسول اللہ ﷺ! اسے دھاریوں والی چادر اور اس کی اطراف کی زیارت نے ساتھ آنے سے منع کیا ہے۔" حضرت معاذ بن جبل نے فرمایا: "تو نے کتنی معیوب بات کی ہے۔ یا رسول اللہ ﷺ بخدا! ہم ان کے بارے میں بھلائی ہی جانتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ خاموش ہو گئے، اسی اثناء میں آپ نے ایک سفید شخص دیکھا جسے سراب زائل کر رہا تھا، آپ نے فرمایا: "خدا کرے! ابو خیثمہ ہی ہوں، وہ حضرت ابو خیثمہ انصاری رضی اللہ عنہ تھے، جب منافقین نے انہیں مورد الزام ٹھہرایا تو انہوں نے ایک صاع

کھجوریں بطور صدقہ دیں۔"

حضرت کعب نے فرمایا: "جب مجھے معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ تبوک سے واپس تشریف لا رہے ہیں، تو مجھے میری آفت نے آلیا، میں نے جھوٹ بولنے کا ارادہ کیا، میں نے کہا" میں کل آپ کے غصے سے کیسے بچوں گا؟ میں نے اپنے خاندان کے دانشوروں سے مشورہ کیا جب مجھے بتایا گیا کہ حضور اکرم ﷺ مدینہ طیبہ آنے ہی والے ہیں تو باطل مجھ سے چھٹ گیا حتیٰ کہ میں نے جان لیا میں آپ سے کسی بھی چیز سے کبھی بھی نجات نہیں پا سکتا اور میں نے عزم کر لیا کہ آپ کے ساتھ سچ ہی بولوں گا۔ وقت صبح آپ مدینہ طیبہ جلوہ افروز ہو گئے۔ جب آپ سفر سے واپس تشریف لائے، تو آپ مسجد میں تشریف لے جائے اور دو رکعتیں پڑھی، پھر آپ لوگوں کے لیے بیٹھ گئے، پیچھے رہ جانے والے آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے آپ کی خدمت میں معذرت پیش کرتے، آپ کے لیے قسمیں اٹھاتے، ان کی تعداد اسی اور کچھ تھی، آپ نے ان کا ظاہر قبول کر لیا ان کو بیعت کر لیا ان کے لیے مغفرت طلب کی، اور ان کے باطنوں کو اللہ رب العزت کے سپرد کر دیا، حتیٰ کہ میں بھی آپ کی خدمت می حاضر ہو گیا جب میں نے سلام کیا تو آپ یوں مسکرائے جیسے ناراض شخص مسکراتا ہے پھر فرمایا" آؤ" میں چلتا ہوا آیا حتیٰ کہ میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا، آپ نے مجھے پوچھا" کس چیز نے تمھیں پیچھے رکھا ہے" کیا تم نے اپنی سواری نہیں خرید رکھی تھی، میں نے عرض کی: "یارسول اللہ! ﷺ اگر میں آپ کے علاوہ کسی اور اہل دنیا کے پاس بیٹھا ہوتا تو میں دیکھتا کہ میں کسی عذر سے اس کی ناراضگی سے نکل جاتا۔ مجھے جھگڑا کرنے کا ڈھنگ آتا ہے، لیکن! بخدا! میں جانتا ہوں کہ اگر میں نے آج آپ سے غلط بیانی کی تو آپ تو مجھ سے راضی ہو جائیں گے لیکن اللہ تعالیٰ مجھ پر ناراض ہو جائے گا، اگر میں نے آپ سے سچی بات کر دی تو اگر آپ مجھ سے ناراض ہو بھی گئے تو مجھے رب تعالیٰ سے اچھے انجام کی امید ہے، بخدا! میرا کوئی عذر نہیں ہے، بخدا! میں نہ تو کبھی اتنا خوش حال تھا اور نہ اتنا قوی تھا جب میں آپ سے پیچھے رہ گیا (میں اس وقت بہت خوش حال اور قوی تھا)" حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "اس شخص نے سچ بولا ہے۔" اٹھو حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ تمہارے بارے میں فیصلہ فرمادے" میں اٹھا، بنو سلمہ کے بہت سے لوگ تیزی سے میرے پیچھے لپکے، انہوں نے مجھے کہا" واللہ! ہم نہیں جانتے کہ اس سے قبل تم سے کسی گناہ کا صدور ہوا ہو، لیکن تم اس امر سے عاجز تھے کہ تم حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں عذر پیش کر دیتے، جیسے کہ پیچھے رہ جانے والے دیگر افراد نے عذر پیش کیے ہیں، تیرے لیے حضور اکرم ﷺ کا استغفار ہی کافی تھا، بخدا! وہ لگاتار مجھے ترغیب دلاتے رہتے حتیٰ کہ میں نے ان سے پوچھا" کیا کسی اور کے ساتھ بھی اس طرح کا معاملہ ہوا ہے جیسے میرے ساتھ معاملہ ہوا ہے؟ انہوں نے کہا" ہاں! دو اور افراد بھی ایسے ہی آپ سے ملے، آپ نے انہیں بھی اسی طرح فرمایا جیسے تم سے فرمایا تھا، ان سے بھی اسی طرح کہا گیا جیسے تم سے کہا گیا" میں نے پوچھا" وہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا وہ حضرت مرارہ بن ربیعہ عامری رضی اللہ عنہ اور ہلال بن امیہ الواقفی رضی اللہ عنہ ہیں" انہوں نے میرے لیے دو پاکباز افراد کا ذکر کیا تھا، انہوں نے غزوہ بدر میں شرکت کی تھی، ان میں نمونہ تھا، جب انہوں نے ان دونوں کا ذکر کیا تو میں خاموش ہو گیا۔

انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو منع کر دیا تھا کہ وہ ہم سے بات چیت کریں۔" یعنی پیچھے رہ جانے والوں میں سے صرف ان تینوں سے لوگ ہم سے اجتناب کرنے لگے، وہ ہمارے لیے بدل سے گئے تھے، حتیٰ کہ مجھے دل میں یہ سرزمین اجنبی دکھائی دینے لگی، یہ وہ سرزمین تھی جسے میں جانتا تھا، اسی حالت پر پچاس راتیں گزر گئیں میرے دونوں ساتھی تو کمزور ثابت ہوئے، وہ اپنے گھروں میں بیٹھ گئے ان کا کام ہی رونا تھا، مگر میں ان سے زیادہ جوان اور مضبوط تھا، میں باہر نکلتا تھا، نماز میں شرکت کرتا تھا، بازاروں میں جاتا تھا مگر کوئی مجھ سے بات نہ کرتا تھا، میں بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوتا۔ آپ کو سلام عرض کرتا، جبکہ آپ نماز کے بعد اپنی محفل میں تشریف فرما ہوتے۔ میں دل میں کہتا "کیا سلام کا جواب دیتے ہوئے آپ کے لب لعلیں نے حرکت کی ہے یا نہیں" پھر میں آپ کے قریب ہی نماز پڑھتا۔ نظریں چرا کر آپ کو دیکھتا۔ جب میں اپنی نماز میں مصروف ہو جاتا تو آپ میری طرف دیکھتے۔ جب میں آپ کی طرف دیکھتا تو آپ مجھ سے اعراض فرماتے، مسلمانوں کی طرف سے یہ سختی مجھ پر طوالت اختیار کرتی گئی۔ میں چلا، حتیٰ کہ میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے باغ کی دیوار پر چڑھا وہ میرے چچا زاد تھے اور مجھے سارے لوگوں سے زیادہ پیارے تھے، میں نے انہیں سلام کیا، بخدا! انہوں نے مجھے سلام کا جواب نہ دیا، میں نے انہیں کہا "ابوقتادہ! میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محترم ﷺ سے پیار کرتا ہوں" وہ مہر بلب سے رہے میں پھر واسطے دینے لگا، وہ خاموش رہے۔ میں نے پھر واسطہ دیا۔ انہوں نے کہا "اللہ و رسولہ اعلم" میری آنکھوں سے چھم چھم موتی گرنے لگے میں واپس چلا گیا اور دیوار پھلانگ کر واپس آگیا"

"اسی اثناء میں کہ میں مدینہ طیبہ کے بازار میں چل رہا تھا کہ اہل شام میں سے ایک نبطی آیا، وہ ان لوگوں میں سے تھا جو مدینہ طیبہ میں غلہ لاتے تھے اور اسے بیچتے تھے، وہ کہہ رہا تھا "مجھے کعب بن مالک تک کون پہنچائے گا؟ لوگ اسے میری طرف اشارہ کرنے لگے حتیٰ کہ وہ میرے پاس آگیا۔ مجھے غسان کے بادشاہ کا خط دیا میں کاتب تھا میں نے اسے پڑھا اس میں لکھا ہوا تھا، امابعد! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے صاحب نے تم پر ظلم کیا ہے، اللہ تعالیٰ تمہیں ذلیل و رسوا نہ کرے، تم ہمارے پاس آجاؤ ہم تمہارے ساتھ ہمدردی کریں گے۔" میں نے خط پڑھا تو میں نے کہا "یہ نئی مصیبت ہے میں نے اسے تنور میں جلا دیا، جب پچاس راتوں میں سے چالیس راتیں گزر گئیں۔ ابھی تک ہمارے بارے وحی کا نزول نہ ہوا تھا، حضور اکرم ﷺ کا قاصد میرے پاس آیا، اس نے کہا "حضور اکرم ﷺ تمہیں حکم دے رہے ہیں کہ تم اپنی زوجہ سے جدا ہو جاؤ" میں نے اسے کہا "کیا میں اسے طلاق دے دوں یا کیا کروں؟ اس نے کہا "نہیں بلکہ اس سے علیحدہ ہو جاؤ اور اس کے قریب نہ جاؤ" آپ نے میرے دونوں ساتھیوں کی طرف بھی اسی طرح کا پیغام بھیجا تھا، میں نے اپنی زوجہ سے کہا "تم اپنے میکے چلی جاؤ، وہیں ٹھہری رہو حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس امر میں کوئی فیصلہ کر دے" حضرت ہلال بن امیہ کی زوجہ حضور اکرم ﷺ کے پاس آئی اس نے عرض کی "یا رسول اللہ ﷺ ہلال بن امیہ عمر رسیدہ بوڑھا شخص ہے، اس کے پاس خادم بھی نہیں ہے، کیا آپ ناپسند کریں گے کہ میں ان

کی خدمت کروں؟" آپ نے فرمایا: "نہیں! لیکن وہ تمہارے قریب نہ جائے" اس نے کہا: "بخدا! اسے کسی چیز کی تمنا ہی نہیں وہ اس دن سے لے کر آج تک لگاتار رو رو کر زاری کر رہے ہیں۔"

مجھ سے میرے بعض رشتہ داروں نے کہا "تم بھی اپنی زوجہ کے بارے میں اسی طرح اذن لے لو۔ جیسے ہلال بن امیہ کی زوجہ نے اذن لیا ہے کہ وہ ان کی خدمت کرے" میں نے کہا "بخدا! میں آپ سے اس کے بارے اذن نہ لوں گا، میں نہیں جانتا کہ آپ مجھے کیا جواب دیں گے، اگر میں نے اس کے بارے آپ سے اذن طلب کیا۔ میں جوان شخص ہوں" اسی حالت پر دس راتیں اور گزر گئیں، ہم سے گفتگو کرنے سے ممانعت کو پچاس راتیں ہو چکی تھیں پچاسویں رات کی صبح کو میں نے نماز صبح پڑھی میں نے یہ نماز اپنے گھر کی چھت پر پڑھی، میں اسی حالت پر تھا جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے، میرا نفس مجھ پر تنگ ہو گیا تھا، زمین اپنی وسعتوں کے باوجود مجھ پر تنگ ہو گئی تھی، میں نے کوہ سلع پر کسی پکارنے والے کی آواز کو سنا، وہ باآواز بلند کہہ رہا تھا "کعب بن مالک! تمہیں بشارت ہو" میں فوراً سجدہ ریز ہو گیا میں جان گیا کہ آسائش آ چکی ہے" حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کو ہماری توبہ کے بارے بتا دیا جبکہ آپ نے نماز فجر پڑھ لی تھی، صحابہ کرام ہمیں مبارکباد دینے لگے وہ میرے دونوں ساتھیوں کی طرف بھی بشارت سنانے کے لیے چلے گئے، ایک شخص اپنے گھوڑے پر تیزی سے میری طرف آیا۔ بنو اسلم کا ایک شخص دوڑتا ہوا میری طرف آیا وہ پہاڑ پر چڑھا، اس کی آواز گھوڑے سے جلد مجھ تک پہنچ گئی۔ جب وہ شخص میرے پاس آیا جس کی آواز نے مجھے پہلے بشارت دی تھی میں نے اس کے لیے اپنے کپڑے اتارے اور اس بشارت کی وجہ سے اسے پہنا دیے۔ بخدا! اس وقت میرے پاس ان کے علاوہ اور کپڑے نہ تھے۔ میں نے کپڑے عاریۃً لیے اور انہیں پہن لیا میں آپ سے ملاقات کے ارادہ سے نکلا صحابہ کرام مجھے گروہ در گروہ ملنے لگے۔ وہ مجھے توبہ کی قبولیت کی بشارت دے رہے تھے وہ کہہ رہے تھے "تمہیں مبارک ہو، رب تعالیٰ نے تمہاری توبہ کو قبول کر لیا ہے" حتیٰ کہ میں مسجد نبوی میں داخل ہو گیا، حضور اکرم ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے حضرت طلحہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ دوڑ کر میری طرف آئے، انہوں نے میرے ساتھ مصافحہ کیا، مجھے مبارک دی، بخدا! مہاجرین میں سے ان کے علاوہ اور کوئی شخص نہ اٹھا۔" حضرت کعب حضرت طلحہ کا یہ احسان فراموش نہ کرتے تھے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "جب میں نے آپ کو سلام عرض کیا آپ کا چہرۂ انور خوشی سے تاباں تھا، آپ نے فرمایا: "تمہیں اس بہترین دن کی مبارک ہو، جب سے تمہاری ماں نے تمہیں جنم دیا ہے اس وقت سے لے کر آج تک تم پر اتنا مبارک دن نہیں گزرا۔" میں نے عرض کی: "یا رسول اللہ! ﷺ یہ کرم فرمائی آپ کی طرف سے ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے؟ آپ نے فرمایا: "نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے" جب آپ مسرور ہوتے تھے تو آپ کا چہرہ انور تاباں ہوتا تھا، گویا کہ آپ کا روئے تاباں چاند کا ٹکڑا تھا، ہم اسی سے آپ کی مسرت کا اندازہ لگا لیتے تھے، جب میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا، میں نے عرض کی: "یا رسول اللہ! ﷺ میری توبہ میں یہ بھی شامل ہے کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محترم ﷺ کی رضا کے لیے اپنا

مال صدقہ کرتا ہوں۔" آپ نے فرمایا: "اپنا کچھ مال اپنے پاس رکھ لو یہ تمہارے لیے بہتر ہے" میں نے عرض کی: "میں اپنا وہ حصہ روک لیتا ہوں جو خیبر میں ہے" میں نے عرض کی: "یارسول اللہ! ﷺ رب تعالیٰ نے مجھے سچائی کی وجہ سے نجات دی ہے میری توبہ یہ بھی ہے کہ میں جب تک زندہ رہوں گا میں سچ بولتا رہوں گا" بخدا! میں کسی مسلمان کو نہیں جانتا جسے اللہ تعالیٰ نے سچ کی وجہ سے کسی ایسی مصیبت میں گرفتار کیا ہو، جب سے میں نے حضور اکرم ﷺ سے اس امر کا ذکر کیا اس وقت سے لے کر آج تک جیسی مصیبت میں مَیں تھا لیکن مجھے سچ کی وجہ سے نجات ملی۔ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ بقیہ زندگی میں بھی میری حفاظت کرے گا" اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیات طیبات نازل کیں:

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ۭ حَتّٰٓى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ ۭ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۱۸﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ (توبہ: ۱۱۷ تا ۱۱۹)

ترجمہ: یقیناً رحم سے توجہ فرمائی اللہ تعالیٰ نے (اپنے) نبی پر نیز مہاجرین اور انصار پر جنہوں نے پیروی کی تھی نبی کی مشکل گھڑی میں اس کے بعد کہ قریب تھا کہ ٹیڑھے ہو جائیں دل ایک گروہ کے ان میں سے پھر رحمت سے توجہ فرمائی ان پر بے شک وہ ان سے بہت شفقت کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے اور ان تینوں پر بھی (نظر رحمت فرمائی) جن کا فیصلہ ملتوی کر دیا گیا تھا یہاں تک کہ جب تنگ ہو گئی ان پر زمین باوجود کشادگی کے اور بوجھ بن گئیں ان پر ان کی جانیں اور جان لیا انہوں نے کہ نہیں کوئی جائے پناہ اللہ تعالیٰ سے مگر اسی کی ذات تب اللہ تعالیٰ ان پر مائل بکرم ہوا تا کہ وہ بھی رجوع کریں بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت ہی توبہ قبول کرنے والا اور ہمیشہ رحم کرنے والا ہے اے ایمان والو! ڈرتے رہا کرو اللہ سے اور ہو جاؤ سچے لوگوں کے ساتھ۔

حضرت کعب نے فرمایا: "اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کی نعمت سے مالا مال کر کے جو نعمت مجھ پر کی اس کے بعد مجھے رب تعالیٰ نے کسی ایسی نعمت سے سرفراز نہیں کیا جو اس نعمت سے عظیم تر ہو جو مجھے اس دن سچ بولنے کی وجہ سے نصیب ہوئی تھی میں نے اس وقت جھوٹ نہیں بولا تھا اگر میں جھوٹ بولتا تو اسی طرح ہلاکت کے گڑھے میں گر پڑتا جیسے وہ لوگ برباد ہو گئے تھے جنہوں نے جھوٹ بولا تھا، کیونکہ اللہ رب العزت نے جب نزول وحی کیا تو اس نے جھوٹ بولنے والوں کے بارے سب سے بری بات کی، اس نے فرمایا:

يَحْلِفُونَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ فَإِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٩٦﴾ (التوبہ:٩٦)

ترجمہ: عنقریب یہ تمہارے سامنے آ کر قسمیں کھائیں گے جب تم ان کی طرف واپس جاؤ گے تا کہ تم ان کے ساتھ کوئی تعرض نہ کرو تم ان سے صرف نظر کرو بے شک وہ سراسر ناپاک ہیں ان کا ٹھکانہ جہنم ہے یہ ان کے کیے کی سزا ہے اگر تم ان سے راضی بھی ہو جاؤ تب بھی اللہ تعالیٰ فاسقوں سے راضی نہ ہوگا۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم تینوں کے معاملہ کو ان لوگوں کے معاملہ سے موخر کر دیا گیا جنہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے قسمیں کھائی تھیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی قسموں کو قبول کر لیا تھا اور انہیں معذور فرمایا تھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارا معاملہ موخر کیا حتیٰ کہ رب تعالیٰ خود فیصلہ کرے جو وہ کرے اسی لیے اس نے فرمایا:

وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ۚ (توبہ:١١٨)

اللہ رب العزت نے ہمارے پیچھے رہ جانے کا جو تذکرہ کیا ہے اس سے مراد یہ نہیں کہ ہم غزوہ سے پیچھے رہ گئے تھے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا معاملہ مؤخر کر دیا تھا، آپ نے ہمارا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا تھا، ان لوگوں کی نسبت جنہوں نے قسمیں کھائیں معذرت کی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی معذرت قبول کر لی۔"

بارھواں باب

کاشانہ اقدس میں داخل ہونے، باہر نکلنے اور لوگوں کے ساتھ ملنے کی کیفیات، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے گفتگو فرمانا، ان کی گفتگو سننا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا آپ کے سامنے گفتگو کرنا اور رات کے وقت ان کے ساتھ محو گفتگو ہونا

اس میں کئی انواع ہیں:

۱۔ کاشانہ اقدس میں داخل ہونے اور باہر نکلنے کی کیفیت

امام ترمذی اور بیہقی نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا: "میں نے اپنے والد گرامی سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدخل کے بارے میں عرض کی تو انہوں نے فرمایا: "آپ جب اپنے کاشانہ اقدس میں تشریف لے جاتے تو اپنے امور کے متعلق آپ ماذون تھے، جب آپ کاشانہ اقدس میں تشریف لے جاتے تو آپ اپنے وقت کو تین اجزاء میں تقسیم کر

لیتے، ایک جزو اللہ تعالیٰ کے لیے۔ دوسرا جزو اپنے اہل خانہ کے لیے اور تیسرا جزو اپنے آپ کے لیے، پھر اپنے جزو کو اپنے اور لوگوں کے مابین تقسیم فرما لیتے اس وقت عام اور خاص لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے، آپ ان سے کچھ چھپا کر ذخیرہ نہ کرتے تھے آپ کا اسوہ حسنہ یہ تھا امت کے جزو میں سے آپ کے اذن سے اہل فضل پر ایثار ہوتا، آپ نے اسے ان کے دین میں فضیلت تقسیم کر رکھی تھی، ان میں سے کوئی ایک حاجت لے کر آتا کوئی دو حاجتیں لے کر حاضر خدمت ہوتا کسی کسی کی بہت سے حاجتیں ہوتیں، آپ ان کے ساتھ مصروف رہتے، ایسے امر میں مشغول رہتے جس سے ان کی اصلاح ہوتی، امت کی اصلاح ہوتی، وہ آپ سے سوالات کرتے، آپ انہیں بتاتے کہ انہیں کیا چاہیے، آپ فرماتے "تم میں سے حاضر غائب تک پہنچا دے، مجھ تک اس شخص کی ضرورت پہنچاؤ جو اپنی ضرورت پہنچانے کی استطاعت نہیں رکھتا جس نے سلطانِ وقت تک اس شخص کی حاجت پہنچائی جسے وہ اس تک پہنچا نہ سکتا تھا تو روز حشر اللہ تعالیٰ اس کے دونوں قدموں کو ثابت فرمائے گا، آپ کے پاس صرف اس چیز کا تذکرہ کیا جاتا، آپ اس کے علاوہ کسی اور سے کچھ قبول نہ کرتے، آپ کے پاس پیش رو آتے، وہ علم حاصل کر کے جاتے اور بھلائی کی طرف راہ نمائی کرنے والے بن کر جاتے الطبرانی نے حضرت زید بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اپنے والد گرامی اور جد امجد سے روایت کیا ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کاشانہ اقدس سے باہر تشریف لاتے تو یہ ذکر فرماتے:

بسم اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ماشاء اللہ توکلت علی اللہ حسبی اللہ ونعم الوکیل۔

الطبرانی نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "جب بھی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر تشریف لے جاتے تو نگاہ ناز اوپر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھتے اور یہ دعا مانگتے:

اللھم انی اعوذ بک من ان اضل او اضل او ازل او ازل او اجھل او یجھل علی او اظلم او اظلم۔

شیخان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی حجرہ مقدسہ میں جھانکا آپ تیر کا پیکان لے کر اس کی طرف بڑھے اور چھپ کر اس پر وار کرنے کا ارادہ کیا سہل بن سعد ساعدی سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ مقدسہ سے جھانکا، آپ کے دست اقدس میں کنگھی تھی جس کے ساتھ آپ سر اقدس میں کنگھی کر رہے تھے، جب آپ نے اسے دیکھا تو فرمایا "اگر مجھے یہ علم ہو جاتا کہ تم مجھے دیکھ رہے ہو تو میں تمہاری آنکھوں میں نیزہ مار دیتا" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اذن مانگنا از روئے بصارت ہے۔"

۲۔ لوگوں سے مخاطب ہونا

ابوداؤد اور ابوالشیخ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کوئی میرے صحابہ کی طرف سے مجھے کوئی بات نہ پہنچائے میں چاہتا ہوں کہ میں جب ان کی طرف نکلوں تو میرا سینہ ان کے بارے صاف ہو" اس

روایت کو امام ترمذی نے نقل کیا ہے، انہوں نے یہ اضافہ کیا ہے "آپ مال لے کر تشریف لائے آپ نے اسے تقسیم فرمایا، میں دو افراد تک پہنچا وہ بیٹھے ہوئے تھے وہ کہہ رہے تھے "محمد عربی ﷺ نے اس تقسیم سے رضائے الٰہی کے حصول کا ارادہ نہیں کیا، نہ ہی دار آخرت کا ارادہ کیا ہے میں نے یہ سنا تو تیزی سے آپ کی خدمت میں آیا، اور آپ کو بتایا، آپ نے فرمایا: "مجھے چھوڑ دو، حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو اس سے بھی زیادہ ستایا گیا مگر انہوں نے صبر کیا۔"

امام بیہقی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ دست اقدس کے اعتبار سے سارے لوگوں سے زیادہ سخی تھے، زبان اقدس کے اعتبار سے سب سے زیادہ سچے تھے طبیعت کے اعتبار سے سب سے زیادہ نرم تھے۔ ملاقات کے اعتبار سے سب سے زیادہ کریم تھے، جو اچانک آپ کو دیکھتا وہ مرعوب ہو جاتا جو اکثر آپ کے پاس حاضر رہتا۔ وہ آپ سے محبت کرنے لگتا، آپ کی نعت بیان کرنے والا کہتا "میں نے آپ کی مثل نہ آپ سے پہلے اور نہ ہی آپ کے بعد میں دیکھا۔"

امام ترمذی نے ان سے ہی روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ اپنی زبان اقدس کی حفاظت فرماتے تھے صرف وہی بات زبان پر لاتے جس سے دائمی بشارت مراد ہوتی۔ آپ نرم اخلاق والے تھے، نرم پہلو والے تھے، نہ تو آپ ﷺ بد خلق تھے، اور نہ ہی سخت دل تھے، نہ شور و غل مچانے والے تھے اور نہ ہی فحش گو تھے، نہ عیب نکالتے تھے نہ ہی مریض تھے جسے پسند نہ کرتے اس سے پہلوتہی فرما لیتے، مانگنے والے کو مایوس نہ کرتے۔ نہ ہی اسے خائب و خاسر لوٹاتے، آپ نے تین امور کو اپنے نفس کے بارے ترک کر دیا تھا" ا۔ ریاکاری ۲۔ کثرِ مال ۳۔ فضول امور" لوگوں کے تین امور ترک کر دیے تھے۔

ا۔ آپ کسی کی مذمت نہیں کرتے تھے، نہ کسی پر عار لگاتے۔ نہ ہی کسی کے عیب نکالتے تھے۔ نہ ہی کسی شخص کی مخفی چیز کی ٹوہ لگاتے۔ صرف وہی گفتگو فرماتے جس میں اجر و ثواب ہوتا جب محو گفتگو ہوتے تو حاضرین اپنے سروں کو جھکا لیتے گویا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہوں، جب آپ خاموش ہو جاتے تو وہ گفتگو فرماتے، وہ آپ کی بارگاہ میں کسی بات میں بحث، مباحثہ نہیں کرتے، جو آپ کے پاس محو گفتگو ہوتا تو آپ اس کے لیے خاموش ہو جاتے حتیٰ کہ وہ فارغ ہو جاتے جب آپ مسکراتے ہیں تو وہ بھی مسکراتے ہیں جب آپ تعجب کرتے ہیں تو وہ بھی تعجب کرتے ہیں"

آپ کسی اجنبی کی گفتگو اور سوال میں سختی کو برداشت کرتے حتیٰ کہ اگرچہ آپ کے صحابہ کرام انہیں ڈانٹتے تھے، آپ فرماتے "جب تم کسی ضرورت کے طالب کو دیکھو کہ وہ اسے طلب کر رہا ہے تو اس کی مدد کرو، آپ صرف بدلہ چکانے والے سے تعریف قبول فرماتے۔ کسی کی بات کو قطع نہ کرتے، حتیٰ کہ قطع کرنا اس میں روا ہو جاتا پھر اسے نہی یا قیام سے منقطع کر دیتے۔ صحابہ کرام کی تالیف قلبی فرماتے۔ ان سے نفرت نہ فرماتے، قوم کے معزز شخص کی تکریم کرتے، ان پر ان کے والی مقرر فرما دیتے، لوگوں کو محتاط کرتے کسی سے اس کے شر یا بد اخلاقی کی وجہ سے تعلق ختم کیے بغیر اس سے محتاط ہو جاتے، اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے پوچھتے لوگوں سے پوچھتے کہ وہ کس مصیبت میں مبتلا ہے۔ اچھے عمل کی تعریف فرماتے، اسے تقویت بخشتے قبیح کو

قبیح سمجھتے اور اسے کمزور فرماتے، معاملے کو معتدل فرماتے۔ مختلف نہ فرماتے، اس اندیشے سے پہلو تہی نہ فرماتے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم غافل ہو جائیں یا پوری طرح میلان کر رکھیں، ہر حالت میں آپ کے پاس ساز و سامان تیار رہتا حق سے کوتاہی نہ کرتے اور نہ ہی اس سے تجاوز کرتے، لوگوں میں سے آپ کی بارگاہ میں قرب اسے حاصل ہوتا جو ان میں سے بہترین ہوتا، آپ کی بارگاہ میں ان میں سے وہی افضل ہوتا جس کا خلوص زیادہ ہوتا، آپ کے نزدیک مقام و مرتبہ میں بالاتر وہ ہوتا، جو ہمدردی اور تعاون میں سب سے زیادہ ہوتا۔ کسی مجلس سے ذکر الٰہی کئے بغیر نہ اٹھتے، جب کسی قوم کے پاس جاتے، تو مجلس کے آخر میں تشریف فرما ہو جاتے اسی کا حکم دیتے۔ کسی جگہ کو مستقل اختیار نہ فرماتے اور مستقل اسے اختیار کرنے سے منع فرماتے، ہر ہم نشین کو اس کا حصہ دیتے ہر ہم نشین یہ سمجھتا کہ آپ اس کا سب سے زیادہ احترام کرتے ہیں، جو آپ سے کسی ضرورت کا سوال کرتا تو آپ اس کے ضرورت کو پورا فرماتے۔ یا اسے آسان بات فرماتے، آپ کی کشادگی اور خلق لوگوں کو کافی ہو گیا، آپ ان کے باپ بن گئے وہ سارے آپ کے نزدیک برابر ہو گئے، آپ کی محفل، علم، حیا، صبر، اور امانت کی محفل ہوتی تھی، جس میں نہ تو آوازیں بلند کی جاتی تھی، وہاں نہ تو حرام چیزوں کی پیروی کی جاتی نہ ان کی تعریف کی جاتی۔ آپ کی بارگاہ میں سب برابر ہوتے۔ صرف تقویٰ کی وجہ سے فضیلت ہوتی۔ سب عاجز ہوتے۔ بڑے کی عزت کرتے۔ چھوٹے پر رحم کرتے۔" امام احمد اور ابن سعد نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ بہت زیادہ خاموش رہتے تھے، آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسجد میں اشعار پڑھتے تھے، جاہلیت کے امور کا تذکرہ کرتے تھے وہ مسکراتے تھے آپ بھی تبسم ریز ہوتے تھے۔

ابن سعد نے اور امام ترمذی نے شمائل میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ جب ہم دنیا کا ذکر کرتے تو آپ ہمارے ساتھ دنیا کا ذکر کرتے جب ہم کھانے کا ذکر کرتے تھے تو آپ ہمارے ساتھ کھانے کا ذکر کرتے" امام احمد نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "میں بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر تھا قریش کے کچھ افراد آپ کی خدمت میں حاضر تھے، انہوں نے خواتین کا تذکرہ کیا آپ نے ان کے ساتھ گفتگو کی حتیٰ کہ میں نے پسند کیا کہ آپ خاموش ہو جائیں"

خرائطی نے حضرات ابو حازم اور حفص بن انس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے آخرت کے امر کے بارے میں گفتگو فرماتے جب اکتاہٹ سستی دیکھتے تو ان سے بعض باتیں دنیا کے بارے میں بھی کر لیتے۔ جب ان میں چستی آ جاتی تو ان سے آخرت کے بارے میں باتیں کرتے"

ابن ماجہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا: "میں نے عرض کی: "یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے کیسے صبح کی؟" آپ نے فرمایا: "اس شخص سے بہتر جس نے روزہ کی حالت میں صبح نہ کی اور نہ ہی کسی بیمار کی عیادت کی۔"

۳۔ آپ کے سامنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا محو گفتگو ہونا اور آپ کا ان کی گفتگو سماعت کرنا

ابن ابی شیبہ اور ابن ضحاک نے حضرت سماک بن حرب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا: "میں نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے عرض کی "کیا تم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بیٹھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: "ہاں! بہت زیادہ آپ بہت زیادہ خاموش رہتے تھے، آپ نماز صبح ادا فرماتے، پھر بیٹھ جاتے۔ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ بیٹھ جاتے۔

صحابہ کرام اشعار پڑھتے تھے، جاہلیت کے امر کا تذکرہ کرتے، وہ مسکراتے، آپ بھی تبسم ریز ہوتے۔

حارث بن ابی اسامہ اور ابن ضحاک نے حضرت خارجہ بن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: کچھ لوگوں نے حضرت ابو زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا "ہمیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاحب خلق عظیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ اخلاق حسنہ بیان کریں" انہوں نے فرمایا: "میں آپ کا پڑوسی تھا جب آپ پر نزول وحی ہوتا تو۔ آپ میری طرف پیغام بھیجتے میں وحی لکھا کرتا تھا، جب ہم دنیا کا ذکر کرتے جب ہم آخرت کا ذکر کرتے تو آپ بھی ہمارے ساتھ آخرت کا ذکر کرتے، جب ہم کھانے کا ذکر کرتے تو آپ بھی ہمارے ساتھ کھانے کا ذکر کرتے میں یہ سارے امور تمہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کر رہا ہوں۔" (ابن سعد، ترمذی)

امام احمد نے حضرت عمران بن حصین سے، بزار نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "ایک عام رات آپ نے ہمیں بنی اسرائیل کی داستان بیان کی حتیٰ کہ صبح ہوگئی، آپ بڑی نماز کے لیے ہی اٹھے۔"

ابوبکر ابن ابی خیثمہ نے حضرت عثمان بن عبداللہ بن اوس سے، انہوں نے اپنے جد امجد سے روایت کیا ہے وہ اس وفد میں شامل تھے جو وفد بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا، ان کا تعلق بنو مالک سے تھا، آپ نے انہیں اس خیمہ میں ٹھہرایا جو مسجد اور آپ کے اہل خانہ کے مابین تھا، آپ نماز عشاء کے بعد ان کے پاس آتے اور ان سے گفتگو فرماتے۔

ابو داؤد طیالسی نے ان سے ہی روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عشاء کے بعد ہمارے ہاں تشریف لاتے اور گفتگو فرماتے، ایک دن آپ اس وقت تشریف نہ لائے جس وقت آپ پہلے تشریف لاتے تھے آپ نے فرمایا: "اچانک وہ وقت آگیا جس میں میں قرآن پاک کا ورد کرتا تھا، میں نے پسند کیا کہ میں اسے پڑھے بغیر نہ نکلوں۔"

ابوسعید ابن الاعرابی نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر یہ واقعہ سناتے تھے کہ ایک عورت پہاڑ کے دامن میں اپنے بچے کو دودھ پلاتی تھی اس بچے نے کہا "امی! تمہیں کس نے بنایا ہے؟ اس نے کہا "اللہ تعالیٰ نے" بچے نے کہا "میرے والد کو کس نے بنایا ہے؟ ماں: اللہ تعالیٰ نے۔ بچہ: آسمان کی تخلیق کس نے کی ہے؟ ماں: "اللہ تعالیٰ نے" بچہ زمین کس نے بنائی ہے؟ ماں: اللہ تعالیٰ نے بچہ پہاڑ کس نے بنائے ہیں؟ ماں: اللہ تعالیٰ نے، بچہ: گائے کس نے پیدا کی ہے؟ ماں: اللہ تعالیٰ نے، بچہ: بکری کس نے پیدا کی ہے؟ ماں: اللہ تعالیٰ نے۔ بچہ: میں اللہ

تعالیٰ کی اتنی شان نہیں سن سکتا۔" اس نے خود کو پہاڑ سے گرایا اور وہ وہی مر گیا۔

تیرھواں باب

وفائے عہد

امام بخاری نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ کاروان قریش میں تھے، ہرقل نے ان کی طرف پیغام بھیجا۔۔۔ ہرقل نے کہا: "میں نے تم سے پوچھا ہے کہ انہوں نے کبھی دھوکہ دیا ہے؟" اس نے کہا: "نہیں؟ رسول عظام علیہم السلام کی یہی کیفیت ہوتی ہے وہ کسی سے دھوکہ نہیں کرتے۔"

ابن ابی خثیمہ، ابوداؤد اور خرائطی نے حضرت عبداللہ بن ابی الحسماء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "بعثت سے پہلے میں نے آپ سے سودا کیا، آپ کی کچھ رقم بقیہ تھی میں نے وعدہ کیا کہ میں اسے اسی جگہ لے کر آتا ہوں، میں بھول گیا، تین روز کے بعد مجھے یاد آیا، میں آیا تو آپ اسی جگہ ہی جلوہ افروز تھے، آپ نے فرمایا: "بھائی! (یا جوان!) تم نے مجھ پر مہربانی کی ہے، میں تین روز سے یہاں تمہارا منتظر ہوں۔"

ابن عربی، حاکم (انہوں نے اسے صحیحین کی شرط پر کہا ہے۔ امام ذہبی نے اسے برقرار رکھا ہے) نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا: "ایک بڑھیا آپ کی خدمت میں آئی، اس وقت آپ میرے پاس جلوہ افروز تھے، آپ نے اسے پوچھا" تو کون ہے؟ اس نے عرض کی "میں جثامہ المزنیہ ہوں" آپ نے فرمایا: "تم حسانہ المزنیہ ہو تم کیسی ہو؟ تمہارا کیا حال ہے؟ ہمارے بعد تمہاری کیا حالت رہی؟ اس نے عرض کی" یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے والدین آپ پر فدا! ہم خیریت سے رہے ہیں" وہ بڑھیا چلی گئی تو میں نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے اس بڑھیا پر اتنی توجہ دی ہے؟ آپ نے فرمایا: "یہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے دور میں ہمارے پاس آتی تھی۔ عہد کو اچھی طرح نبھانا ایمان میں سے ہے۔"

شیخان اور امام ترمذی نے ان سے ہی روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا: "میں نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے کسی زوجہ (کریمہ) پر غیرت نہ کھائی تھی جتنی غیرت میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر کھاتی تھی حالانکہ میں نے انہیں دیکھا بھی نہ تھا، کیونکہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ میرا نکاح ہونے سے بھی تین سال قبل وصال فرما چکی تھی کیونکہ میں سنتی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر ان کا ذکر کرتے تھے" دوسری روایت میں ہے" حالانکہ میں نے انہیں پایا نہ تھا۔ اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کثرت سے ان کا تذکرہ کرتے تھے، آپ کے رب تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا تھا کہ وہ انہیں جنت میں موتیوں کے محل کی بشارت دے دیں، اگر آپ بکری ذبح کرتے تو ان کی سہیلیوں کو گوشت بھیجتے" دوسری روایت میں ہے" آپ سیدتنا خدیجۃ

الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کی جستجو کرتے اور وہ گوشت انہیں بھیجتے" کبھی میں عرض کرتی "گویا کہ دنیا میں عورت صرف حضرت خدیجہ ہی ہیں" آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے "وہ تھیں اور تھیں۔ان سے میری اولاد بھی ہوئی" ایک دن مجھے غصہ آیا، میں نے کہا "اللہ تعالیٰ نے آپ کو قریش کی بوڑھی عورتوں میں سے ایک بڑھیا دی، جس کے جبڑے سرخ تھے، کافی وقت ہو گیا ہے کہ اس کا وصال ہو چکا ہے۔یہ سن کر آپ کے چہرہ انور کی رنگت تبدیل ہو گئی جیسے کہ نزول وحی کے وقت ہوتی ہے، یہ کیفیت اس وقت پیدا ہوتی تھی جب بھی بجلی چمکتی تاہم دیکھتے کہ یہ رحمت ہے یا عذاب ہے" ایک اور روایت میں ہے" جب بھی حضرت خدیجۃ الکبریٰ کا ذکر ہوتا تو آپ ان کی بہت تعریف کرتے۔" میں نے عرض کی: "آپ اس سے مجھے کیا آرام دیتے ہیں۔رب تعالیٰ نے آپ کو ان کا نعم البدل عطا کیا ہے" آپ نے فرمایا: "رب تعالیٰ نے مجھے ان سے اچھی زوجہ عطا نہیں کی۔وہ اس وقت مجھ پر ایمان لائیں جب لوگوں نے میرا انکار کیا، انہوں نے اس وقت میری تصدیق کی جب لوگوں نے میری تکذیب کی۔اپنے مال کے ساتھ میرے ساتھ اس وقت ہمدردی کی جب لوگوں نے مجھے محروم کیا، اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے اولاد دی، ان کے علاوہ کسی اور زوجہ سے میری اولاد نہیں ہے۔"

حاکم نے (انہوں نے اس کی تصحیح کی ہے) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ کی خدمت میں کوئی چیز پیش کی جاتی تو آپ فرماتے "اسے فلاں عورت کے پاس لے جاؤ وہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی سہیلی تھیں، اسے فلاں عورت کے پاس لے جاؤ وہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے محبت کرتی تھیں" حضرت امام بخاری نے حضرت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضرت ہالہ بنت خویلد آپ کی خدمت میں آئیں، آپ کو حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا اذن طلب کرنا یاد آ گیا اس سے آپ کو خوشی ہوئی، آپ نے عرض کی "مولا! ہالہ بنت خویلد" مجھے غیرت آ گئی میں نے کہا "آپ کیا ہر وقت قریش کی اس بڑھیا کو یاد کرتے رہتے ہیں جس کے جبڑے سرخ تھے کافی مدت ہوئی اس کا انتقال ہو گیا ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے بہتر زوجہ عطا کی ہے۔۔۔۔

چودھواں باب

تکریم کے مستحق کی تکریم کرنا اور اہل شرف کی تالیف قلبی

امام احمد نے صحیح کے راویوں سے حضرت حمید بن ہلال سے روایت کیا ہے کہ طفاوہ کا ایک شخص تھا وہ ہمارے رستے سے اپنے قبیلے کے پاس جاتا تھا وہ ان کے ساتھ باتیں کرتا تھا، اس نے کہا "میں اپنے کارواں کے ہمراہ مدینہ طیبہ آیا، ہم نے اپنا سامان بیچا، میں نے کہا "میں اس ہستی پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس ضرور جاؤں گا اور اپنے پیچھے والوں کے لیے ضرور خبر

لے کرآؤں گا" میں بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا، آپ نے مجھے ایک گھر دکھایا، اس میں پاک عورت تھی وہ مسلمانوں کے ہمراہ کسی سریہ میں گئی تھی اس نے اپنی بارہ بکریاں اور ایک تکلہ پیچھے چھوڑا تھا، تکلے سے وہ بنتی تھی، آپ نے فرمایا: "اس نے اپنی بکریوں میں سے ایک بکری اور تکلہ گم پایا، اس نے عرض کی "رب غفورا تو نے تو اپنے ذمہ کرم کیا ہے جو تیرے رستے میں نکلے گا تو اس کے پیچھے حفاظت فرمائے گا، جبکہ میری ایک بکری اور تکلہ گم ہے، میں تجھے اپنی بکری اور تکلہ کے بارے عرض کرتی ہوں" اپنے رب تعالیٰ سے جس شدت کے ساتھ اس نے اصرار کیا تھا حضور اکرم ﷺ نے اس کا بھی تذکرہ کیا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "وقت صبح اس کی بکری اور اس کے ساتھ اسی جیسی ہی بکری اور اس کا تکلہ اور اس جیسا ہی تکلہ اس کے پاس موجود تھا، وہ سامنے عورت بیٹھی ہے تم اس کے پاس جاؤ اور چاہو تو اس سے سوال کرلو" میں نے عرض کی: "بلکہ میں آپ کی تصدیق کرتا ہوں۔"

ابن ضحاک، ابوشیخ اور خرائطی نے حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا: "جب آپ مبعوث ہوئے تو میں آپ کی خدمت میں آیا تاکہ آپ کی بیعت کروں۔" آپ نے پوچھا: "جریر! تمہیں کون سی چیز یہاں لائی ہے؟" میں نے عرض کی: "تاکہ آپ کے دست ہدایت بخش پر اسلام قبول کروں۔" آپ نے میری طرف اپنی چادر مبارک پھینکی پھر اپنے صحابہ کرام کی طرف توجہ کی اور فرمایا: "اگر تمہارے پاس کسی قوم کا معزز شخص آئے تو اس کی تکریم کرو۔" اس روایت کو ابوشیخ اور خرائطی نے روایت کیا ہے، انہوں نے کہا: "حضور اکرم ﷺ اپنے حجرہ مقدسہ میں تشریف لے گئے، حجرہ مقدسہ بھرا ہوا تھا۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ حجرہ سے باہر ہی بیٹھ گئے، آپ نے انہیں دیکھا، اپنی چادر دی، آپ نے چہرہ پر رکھی اور اسے چومنے لگے۔"

ابن سعد نے طئے کے بزرگوں سے روایت کیا ہے، انہوں نے کہا "حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے، آپ کو سلام عرض کیا، آپ اس وقت مسجد میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے پوچھا: "کون ہو؟" انہوں نے عرض کی: "عدی بن حاتم" آپ انہیں اپنے حجرہ مقدسہ میں لے گئے، وہ تکیہ ان کی طرف پھینکا جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے، فرمایا: "اس پر بیٹھ جاؤ۔" آپ زمین پر تشریف فرما ہو گئے۔ ان پر اسلام پیش کیا انہوں نے اسلام قبول کرلیا، آپ نے انہیں ان کی قوم کے صدقات پر عامل مقرر کیا۔"

امام ترمذی نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا: "جب میں آپ کی خدمت میں آیا تو آپ نے فرمایا: "مہاجر شاہ سوار کو خوش آمدید! رشاطی نے ابرہہ بن شرجیل بن ابرہہ بن صباح اصبحی حمیری سے روایت کیا ہے۔
وہ وفد کی صورت میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان کے لئے اپنی چادر بچھا دی۔ اسے حکیم شخص سمجھا جاتا تھا۔

امام احمد، امام ترمذی، ابن جریر نے تہذیب میں، ابویعلیٰ، ابن مندہ، ابن عساکر نے حضرت صفوان بن امیہ سے روایت

کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "حنین کے روز آپ نے مجھے عطا کیا۔آپ مجھے سب سے مبغوض تھے۔آپ لگاتار مجھے عطا کرتے رہے، حتیٰ کہ آپ مجھے سارے لوگوں سے زیادہ محبوب ہو گئے۔" ابن جوزی نے التحقیق میں لکھا ہے۔

"مؤلفہ قلوب سے مراد وہ افراد ہیں جن کے اسلام لانے کی ابتداء میں تالیف قلبی کی گئی، پھر اسلام ان کے دلوں میں متمکن ہو گیا۔وہ اس وجہ سے مؤلفہ کی حد سے نکل گئے۔علماء کرام نے ان کے احوال کی ابتداء کے اعتبار سے انہیں مؤلفہ میں شامل کیا ہے۔ان میں سے بعض وہ ہیں جن کے حسن اسلام کے بارے میں معلوم نہیں ہو سکا۔وہ ظاہری طور پر لوگوں کی حالت پر تھے۔ہمارے لئے ممکن نہیں کہ ہم ان کے مابین فرق کریں جنہوں نے اپنے اسلام کو عمدہ کیا تھا اور جنہوں نے اپنا اسلام عمدہ نہیں کیا تھا، کیونکہ ممکن ہے کہ ہم کسی کے بارے میں برائی کا گمان کر لیں، حالانکہ وہ اس کے برعکس ہو۔انسان کی حالت متغیر ہوتی رہتی ہے۔اس کا معاملہ ہم تک مستقل نہ ہو۔ہم پر لازم ہے کہ ہمیں جس کے اسلام کے بارے میں ہمیں علم ہو جائے اس کے بارے حسن ظن رکھیں۔اس روایت سے بھی ہمارے مؤقف کی تائید ہوتی ہے جسے امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: ایک شخص بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوتا۔وہ کسی چیز کے لئے اسلام لے آتا۔آپ اسے دنیاوی اشیاء میں سے کچھ عطا کر دیتے۔وہ روانہ نہ ہوا ہوتا کہ اسے اسلام دنیا و مافیھا سے زیادہ محبوب ہو جاتا۔" جن مؤلفہ قلوب کے نام ہم تک پہنچے ہیں وہ یہ ہیں۔۱۔اقرع بن حابس۔۲۔جبیر بن مطعم۔۳۔مجد بن قیس۔۴۔حارث بن ہشام۔۵۔ خویطب بن عبدالعزیٰ۔۶۔حکیم بن حزام۔۷۔حکیم بن طلق۔۸۔خالد بن قیس۔۹۔سعد بن یربوع۔۱۰۔سہیل بن عمرو۔ ۱۱۔عباس بن مرداس۔۱۲۔عبدالرحمان بن یربوع۔۱۳۔علقمہ بن علاثہ۔۱۴۔عمیر بن وھبہ۔۱۵۔عمرو بن مرداس۔۱۶۔عمرو بن بعلک۔۱۷۔عیینہ بن حصن۔۱۸۔قیس بن عدی۔۱۹۔قیس بن مخزمہ۔۲۰۔مالک بن عوف۔۲۱۔مخرمہ بن نوفل۔۲۲۔معاویہ بن ابی سفیان۔۲۳۔ابوسفیان بن حارث۔۲۴۔نضر بن حارث۔۲۵۔ہشام بن عمرو (رضی اللہ عنہم)

پندرھواں باب

اپنی انگوٹھی اور انگلی کے ساتھ دھاگہ باندھ لینا تاکہ ضروری کام یاد رہے

(بشرطیکہ روایت صحیح ہو)

ابن سعد، ابن ابی اسامہ، ابوسعید، ابن عدی اور ابو یعلی نے عقبہ بن عبدالرحمن کی سند سے اور ابن عمر سے اور الطبرانی نے رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے ابن عدی نے واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے ابوسعید اور ابن عدی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ان سب نے کہا ہے۔"جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدشہ ہوتا کہ آپ کسی ضروری کام کو بھول جائیں گے تو آپ اپنی خنصر انگلی کے ساتھ

یا انگوٹھی کے ساتھ دھاگہ باندھ لیتے" اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ جیسے کہ الحافظ نے الاحیاء کی احادیث کی تخریج میں کہا ہے۔ حضرات ابن عمر، واثلہ اور رافع رضی اللہ عنہم سے مروی روایات میں غیاث بن ابراہیم ہے۔ وہ بہت زیادہ ضعیف ہے۔"

سولھواں باب 27

خود سے تہمت کی نفی کے بارے احتیاط

امام احمد حضرت حبہ اور سواء خالد ابن خزاعی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ آپ اس وقت کسی کام میں مصروف تھے یا دیوار بنا رہے تھے۔ ہم نے آپ کی مدد کی جب آپ فارغ ہوئے تو آپ نے ہمیں بلایا۔ فرمایا" بھلائی سے مایوس نہ ہو جانا۔ جب تک تمہارے سر ہلتے رہیں۔ جب انسان کو اس کی ماں جنم دیتی ہے تو وہ سرخ ہوتا ہے۔ اس پر جھلی بھی نہیں ہوتی پھر رب تعالیٰ اسے رزق عطا کرتا ہے۔"

شیخان نے حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعتکاف بیٹھے ہوئے تھے۔ میں رات کے وقت آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوئی۔ میں نے آپ سے گفتگو کی۔ میں واپس جانے کے لئے اٹھی آپ میرے ہمراہ اٹھے۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا گھر ان کا مسکن تھا۔" دو انصاری شخص پاس سے گزرے۔ جب انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو وہ تیز تیز چلنے لگے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ذرا سکون سے" یہ (حضرت) صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا ہیں۔ ان دونوں نے عرض کی "سبحان اللہ! یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان پر یہ امر گراں گزرا تو آپ نے فرمایا: "شیطان انسان کی رگوں میں رواں ہے مجھے خدشہ لاحق ہوا کہ تمہارے دلوں میں شر یا ایسی چیز پیدا نہ ہو۔"

امام احمد، امام مسلم، امام بخاری نے ادب میں، اور ابن ضحاک نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی کسی زوجہ محترمہ کے ساتھ تھے کہ ایک شخص گزرا۔ آپ نے اسے بلایا۔ آپ نے فرمایا: "فلاں! یہ میری فلاں زوجہ (کریمہ) ہے" اس نے عرض کی "یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تو آپ کے بارے میں ایسا گمان بھی نہیں کر سکتا" آپ نے فرمایا: "شیطان انسان کے خون رواں ہونے والی رگوں میں دوڑتا ہے۔"

امام بخاری نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان ایماندار عورتوں کی آزمائش کرتے تھے جو ہجرت کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی تھیں، کیونکہ ارشاد ربانی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ (الممتحنہ:۱۲)

ترجمہ: اے نبی (مکرم) جب حاضر ہوں آپ کی خدمت میں مومن عورتیں تا کہ آپ سے اس بات پر بیعت کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری کریں گی اور نہ اپنے بچوں کو قتل کریں گی اور نہ جھوٹا الزام لگائیں گی جو انہوں نے گھڑ لیا ہو اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان اور نہ آپ کی نافرمانی کریں گی کسی نیک کام میں تو (اے میرے محبوب) انہیں بیعت فرمالیا کرو اور اللہ سے ان کے لئے مغفرت مانگا کرو بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔

اہل ایمان خواتین میں سے جو اس شرط کا اقرار کر لیتی۔ حضور اکرم ﷺ اسے فرماتے۔ "میں نے تمہیں بیعت کر لیا ہے" آپ زبان اقدس سے یہ فرماتے تھے آپ نے اپنے دست اقدس سے کسی عورت کو نہ چھوا تھا۔ صرف زبان اقدس سے فرماتے "میں نے تمہیں بیعت کر لیا ہے۔"

ابن ضحاک نے ضعیف سند سے امام شعبی سے مرسل روایت کیا ہے اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ انہوں نے فرمایا: "عبد قیس کا وفد بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ ان میں ایک امرد لڑکا بھی تھا۔ جو بہت خوبصورت تھا۔ آپ نے اسے اپنے پیچھے بٹھایا۔"

سترھواں باب

حضور سیاح لامکان ﷺ کا بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے باغات میں تشریف لے جانا' سبزہ سے محبت کرنا

ابن السنی اور ابن عدی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا پسندیدہ رنگ سبز تھا۔ اس طرح آپ کو آب رواں اور زیبا چہرہ پسند تھا" ابن السنی اور ابو نعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ کا پسندیدہ رنگ سبز تھا۔ آپ کو سبزہ کی طرف دیکھنا پسند تھا۔ آپ کو جاری پانی اور زیبا چہرہ پسند تھا" ابو نعیم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ سبزہ کی طرف دیکھنا پسند فرماتے تھے۔"

الطبرانی' ابن السنی اور ابو نعیم نے حضرت کثیر بن عبداللہ المزنی سے انہوں نے اپنے والد گرامی سے اور انہوں نے ان کے جد امجد سے روایت کیا ہے۔ آپ نے ایک شخص کو کہتے ہوئے سنا "یا خضرہ! آپ نے فرمایا: "لبیک! ہم تمہارے منہ سے عمدہ فال لیتے ہیں" ابو داؤد طیالسی اور ترمذی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ کو باغات میں نماز

پڑھنا پسند تھا۔ امام بخاری نے ادب میں حضرت مقدام بن شریح سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی "کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگل کی طرف تشریف لے جاتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: "ہاں! آپ ان وادیوں کی طرف تشریف لے جاتے تھے۔"

امام مالک نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدل اور سوار ہو کر قباء تشریف لے جاتے تھے۔ ابو عمر نے تمہید میں لکھا ہے کہ کہا جاتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے باغات میں مشاہدات کے لئے تشریف لے جاتے تھے، وہاں آپ کو سکون ملتا تھا۔"

لطف آور اور حکمت آموز باتیں

بعض علماء کرام نے لکھا ہے کہ طبیعت ایک ہی چیز سے اکتا جاتی ہے جبکہ اسی پر مداومت ہو اسی لئے مختلف کھانوں کے رنگ بنائے گئے۔ گوناگوں مشروب بنائے گئے۔ نوع نوع کی خوشبوئیں بنائی گئیں۔ چار عورتوں سے شادی کی اجازت دی گئی۔ گھر کا نقشہ بنایا جاتا ہے۔ انسان ایک مکان سے دوسرے مکان کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ بہت سے دوست بنائے جاتے ہیں۔ ادب میں بھی کئی اقسام شامل ہیں۔ وہ جد ہزل، زہد اور لہو کو شامل ہے۔ حضرت ابو سلیمان دارانی علیہ الرحمہ سے عرض کی گئی "تمہیں سبزہ کیوں پسند ہے؟ انہوں نے فرمایا: "جب دل غور و فکر کے سمندر میں غوطہ زن ہوتے ہیں تو آنکھوں پر پردہ آ جاتا ہے جب سبزہ کو دیکھا جاتا ہے تو نسیم حیات ان کی طرف لوٹ آتی ہے۔" (ابو نعیم)

ابن المقری نے اپنی "فوائد" میں لکھا ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ساعت پھر ساعت کے اعتبار سے دلوں کو راحت دیا کرو" حضرت وھب بن منبہ نے کہا ہے کہ آل داؤد کی حکمت میں سے ہے۔

"دانا پر لازم ہے کہ وہ چار ساعتوں میں مصروف رہے۔ ایک ساعت میں اپنے رب تعالیٰ سے مناجات کرے۔ دوسری ساعت میں اپنے نفس کا محاسبہ کرے۔ تیسری ساعت میں اپنے ان دوستوں کے پاس جائے جو اس کے امور کو درست کرتے ہیں اور اس کی مدد کرتے ہیں۔ اس کی تکالیف کو دور کرتے ہیں اور ایک ساعت اپنے نفس اور اس کی حلال لذتوں کے درمیان سے ہٹ جائے یہ ساعت دیگر ساعتوں کے لئے مددگار ثابت ہوگی۔ یہ ساعت دلوں کی تھکان کو اتار دے گی۔ عاقل پر لازم ہے کہ وہ تین مقاصد کے لئے سفر کرے۔

ا۔ آخرت کی تیاری کے لئے۔ ۲۔ معیشت کی درستگی کے لئے۔ ۳۔ غیر حرام لذت کے لئے۔ (بیہقی)

بعض حکماء کی وصیت میں ہے کہ جب علماء کے نفوس تھک جاتے ہیں۔ ان کے دل اکتا جاتے ہیں حکمت کے دقائق نکالنے میں ان کی ہمت جواب دے جاتی ہے اس وقت عالم سیر کر کے دل کو راحت پہنچاتا ہے حتیٰ کہ اس کی چستی لوٹ آتی ہے۔ اس کی رائے جمع ہو جاتی ہے اور اس کی فکر صاف ہو جاتی ہے۔ ابو عبیدہ نے لکھا ہے کہ اہل عرب کے نزدیک معیشت میں

باغ سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں نہ ہی ان کے ہاں خوشبو سے عمدہ تر کوئی چیز ہے۔" اعشیٰ کہتا ہے۔

ما روضة من رياض الحزن معشبة — حضراء جادعليها مسبل هطل

يوما باطيب منها نشر رائحته — ولا باحسن منها اذ دنا الاصل

ترجمہ: سخت زمین کے باغات میں سے ایک باغ جو گھاس والا سرسبز شاداب ہو جس پر لگاتار ابر کرم برستا ہو اس سے کوئی باغ نہ تو خوشبو پھیلانے میں عمدہ ہو سکتا ہے اور نہ ہی کوئی گلشن اس سے حسین ہو سکتا ہے جب عصر کا وقت قریب ہو۔" بعض علماء کرام نے لکھا ہے کہ شاعر نے اس شعر سے یہ دعویٰ کیا ہے کہ آب رواں شرف اور ایسی زمین جو سرسبز و شاداب ہو اور کچھ بھی وہاں نہ ہو ان کا مقابلہ کوئی چیز نہیں کر سکتی۔

اٹھارواں باب

ترنج اور سرخ کبوتر کو پسند کرنا (بشرطیکہ روایت صحیح ہو)

الطبرانی نے ضعیف سند سے حضرت ابوکبشہ الانماری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ترنج دیکھنا پسند تھا۔ آپ کو سرخ کبوتر دیکھنا بھی پسند تھا" امام بغوی، قاسم بن اصبغ، ابن ابی خیثمہ، اور دارقطنی نے غرائب میں حضرت ابوکبشہ انماری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ترنج اور سرخ کبوتر کی طرف دیکھنا پسند تھا" یہ ساری سندیں بہت زیادہ ضعیف ہیں۔

الطبرانی، ابن قانع اور ابن السنی اور ابونعیم میں الطب النبوی میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابوکبشہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے باپ دادا سے روایت کیا ہے کہ آپ کو ترنج کی طرف دیکھنا پسند تھا۔ آپ کو سرخ کبوتر کی طرف دیکھنا بھی پسند تھا" حاکم نے تاریخ میں اور ابونعیم نے الطب النبوی میں ضعیف سند سے حضرت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سبزہ اور سرخ کبوتر کی طرف دیکھنا پسند کرتے تھے۔" ابن حبان نے ضعفاء میں، ابن السنی اور ابونعیم نے الطب میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرخ کبوتر اور ترنج کو دیکھنا پسند کرتے تھے۔"

انیسواں باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تیراکی

ابن سعد نے زہری سے، عاصم بن عمر بن قتادہ سے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان کی روایات

ایک دوسرے کی روایت میں شامل ہیں۔ انہوں نے فرمایا: "جب حضور اکرم ﷺ کی عمر مبارک چھ سال ہوئی، تو آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو لے کر آپ کے ننھیال بنو عدی بن نجار کے ہاں مدینہ طیبہ میں گئیں۔ ان کے ہمراہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا بھی تھیں وہ آپ کو دار النابغہ میں لے گئیں اور وہیں ایک ماہ تک آپ کو ٹھہرایا۔ حضور اکرم ﷺ ان امور کو یاد فرماتے تھے جو وہاں رونما ہوئے۔ آپ اس گھر کی طرف دیکھتے۔ آپ فرماتے "اسی جگہ میں اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ آیا تھا۔ میں نے بنو عدی بن نجار کے تالاب میں اچھی طرح تیراکی سیکھی تھی۔"

امام بغوی نے ابن ابی ملیکہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ پانی کے تالاب میں داخل ہوئے۔ آپ نے فرمایا: "تم میں سے ہر ایک تیر کر اپنے ساتھی کے پاس جائے۔ ہر شخص تیر کر اپنے ساتھی کی طرف گیا، حتیٰ کہ حضور اکرم ﷺ اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ باقی رہ گئے۔ حضور اکرم ﷺ تیر کر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف گئے انہیں گلے لگا لیا۔ فرمایا "اگر میں کسی کو خلیل بنانا چاہتا حتیٰ کہ میں رب تعالیٰ سے ملاقات کر لوں تو میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خلیل بنا لیتا، لیکن وہ میرے دوست ہیں۔"

اس روایت کو وکیع نے عبد الجبار سے، ابن عساکر نے اسے اپنی تاریخ میں لکھا ہے۔ عبد الجبار ثقہ ہیں۔ اسی طرح ان کے شیخ بھی ثقہ ہیں مگر یہ روایت مرسل ہے۔ اسے موصولاً بھی روایت کیا گیا ہے۔ ابن شاہین نے السنۃ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ اسی طرح طبرانی نے عبد العزیز بن مروان بن معاویہ خزاری سے روایت کیا ہے۔ اس میں ہے: "میں اپنے ساتھی کی طرف تیر کر جاتا ہوں۔"

بیسواں باب

اونٹ کا مقابلہ کرانا

امام نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک اعرابی نے آپ کے اونٹ کے ساتھ اپنا اونٹ دوڑایا۔ اس کا اونٹ آپ کے اونٹ سے آگے نکل گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر یہ امر گراں گزرا۔ جب یہ عرض کی گئی تو آپ نے فرمایا: "یہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے کہ دنیا میں جو چیز بھی اپنے آپ کو بلند کرتی ہے رب تعالیٰ اسے پست کر دیتا ہے۔"

اکیسواں باب

کنویں کی منڈیر پر جلوہ افروز ہونا' ٹانگیں نیچے لٹکانا اور مبارک رانوں سے کپڑا اٹھانا

شیخان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سپہ سالار اعظم ﷺ خیبر تشریف لے گئے۔ جب آپ نے قلعہ فتح فرمالیا تو آپ کے سامنے حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کے جمال کا تذکرہ کیا گیا۔ ان کا خاوند قتل ہو گیا تھا اور وہ دلہن ہی تھیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں اپنے لئے منتخب فرمالیا۔ آپ انہیں لے کر عازم سفر ہوئے، حتیٰ کہ ہم سد الروحاء پہنچ گئے۔ وہ نیچے اتریں وہیں آپ نے ان کے ساتھ وظیفہ زوجیت ادا کیا۔ آپ نے چھوٹے سے دستر خوان پر حیس (کھانا) رکھا، پھر مجھے فرمایا" جو تمہارے ارد گرد ہیں انہیں بلا لاؤ" آپ نے یہ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کا ولیمہ کیا تھا، پھر ہم مدینہ طیبہ کی طرف عازم سفر ہوئے۔ میں نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا آپ نے اپنی چادر مبارک کو لپیٹا اپنے اونٹ کے پاس بیٹھ گئے۔ اپنا گھٹنا رکھا۔ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا نے اپنا پاؤں گھٹنے پر رکھا اور وہ اونٹ پر سوار ہو گئیں۔"

امام مسلم نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ اپنے حجرہ مقدسہ میں لیٹے ہوئے تھے آپ نے اپنی رانوں اور پنڈلیوں سے کپڑا اٹھایا ہوا تھا۔ امام احمد نے حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ اندر تشریف لائے اپنا کپڑا اپنی رانوں کے مابین رکھا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اذن طلب کیا تو آپ نے انہیں اذن دے دیا۔"

امام بخاری نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ ایسی جگہ بیٹھے ہوئے تھے جہاں پانی تھا۔ آپ نے اپنے گھٹنوں سے کپڑا اٹھایا ہوا تھا۔ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے تو آپ نے انہیں ڈھانپ لیا" حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔ واپس آ گیا جو واپس آ گیا اور ٹھہر گیا جو ٹھہر گیا۔"

بائیسواں باب

متفرق آداب جن کا تذکرہ پہلے نہیں ہوا

اس باب میں کئی انواع ہیں۔

ا۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشاورت کرنا

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ۚ (آل عمران:۱۵۹)

سعید بن منصور اور ابن منذر نے اس آیت طیبہ کی تفسیر میں لکھا ہے۔"اللہ رب العزت یہ جانتا تھا کہ آپ کو ان کے مشورہ کی ضرورت نہیں لیکن اس نے ارادہ کیا تا کہ آپ کے بعد مشورہ کرنا سنت بن جائے۔"

ابن جریر اور ابن ابی خیثمہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ وہ امور میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مشورہ کرلیا کریں، حالانکہ آپ پر آسمان سے وحی کا نزول ہوتا تھا، کیونکہ یہ قوم کے نفوس کے لئے بہت عمدہ ہوتا ہے۔جب قوم ایک دوسرے سے مشورہ کرتی ہے۔اس سے صرف رضائے الٰہی مقصود ہو تو رب تعالیٰ انہیں سیدھے رستے پر چلاتا ہے۔"

ابن ابی شیبہ نے حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف اس لئے مشورہ کا حکم دیا کیونکہ اس میں فضل و برکت ہے" ابن ابی حاتم اور خرائطی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو اس قدر اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرتا ہو جیسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کرتے تھے" [illegible] نے جید سند کے ساتھ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کے بارے مشورہ کیا کرتے تھے تم بھی مشورہ کو لازم پکڑو" جہاد کے باب میں اس موضوع پر کافی روایات گزر چکی ہیں۔

ابن سعد نے حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ بدر کے روز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا حضرت حباب بن منذر رضی اللہ عنہ نے عرض کی"ہم جنگجو انسان ہیں۔میری رائے یہ ہے کہ ہم ایک چشمے کے علاوہ سارے چشمے بند کر دیں اور اسی پر دشمن سے نبرد آزما ہوں۔بنو قریظہ اور بنو نضیر کے ساتھ جنگ کے وقت بھی، آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا۔حضرت حباب بن منذر رضی اللہ عنہ نے عرض کی"میری رائے یہ ہے کہ ہم محلات کے مابین اتریں تا کہ ہم ان کی اور ان کی

خبروں کو منقطع کر دیں"۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کے مشورہ پر عمل کیا۔

حاکم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "اگر میں مشورہ کے بغیر کسی کو خلیفہ مقرر کرتا تو ابن ام عبد کو خلیفہ مقرر کرتا۔"

علامہ شرف الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد المرسی نے کہا ہے کہ امور ممکنہ کی دو اقسام ہیں۔ ایک وہ امور جن میں اللہ تعالیٰ نے کثیر اور عام عادات رکھ دی ہیں جو ختم نہیں ہوتیں۔ ایسے امور میں مشورہ نہیں کیا جاتا بلکہ سیادت کا علم اس کے پاس زیادہ ہوتا ہے جو اسے نہیں جانتا۔ ۲۔ دوسری قسم میں اکثر عادت ہوتی ہے اسی میں مشورہ کیا جاتا ہے جس شخص کو ایسے امور کا اکثر سامنا کرنا پڑتا ہو اس کا تجربہ زیادہ ہوتا ہے، اور اس کے بارے میں اس کی رائے درست ہوتی ہے۔ کیا تمہیں علم نہیں کہ جو شخص تجارت کرتا رہتا ہے تو اشیاء کے نرخوں کے سستے ہونے اور گراں ہونے کے بارے جانتا ہے جو اشیاء زیادہ بکتی ہیں جو زیادہ نہیں بکتی ان سب کے بارے میں جانتا ہے، لہٰذا اس کے بارے میں اس سے ہی مشورہ کیا جاتا ہے کیونکہ اس کے پاس کثیر علم ہے۔"

۲۔ آپ کا زیادہ خاموش رہنا اور ذکر الٰہی زیادہ کرنا

ابو بکر ابن ابی خیثمہ اور بیہقی نے حضرت ہند بن ہالہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ ہمیشہ غمزدہ رہتے تھے، ہمیشہ ذکر الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ آپ کو سکون نہ تھا۔ ضرورت کے بغیر گفتگو نہ کرتے تھے۔ سکوت بہت طویل ہوتا تھا۔"

امام مسلم اور امام بیہقی نے حضرت سماک بن حرب سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ بہت زیادہ خاموش رہتے تھے اور بہت کم مسکراتے تھے۔" ابن ضحاک نے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ اکثر ذکر الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ آپ لغویات بالکل نہ فرماتے تھے۔ نماز لمبی ادا فرماتے تھے۔ خطبہ قلیل ارشاد فرماتے تھے، کسی سے نفرت نہ کرتے تھے، اور نہ ہی بیوگان اور مساکین کے ساتھ چلنے سے تکبر فرماتے تھے۔"

۳۔ ناپسندیدہ امر کے ساتھ کسی سے ملاقات نہ کرتے' خادم کے ساتھ آپ کے آداب' آپ اسے کیا فرماتے اور کیا کرتے جب معاملہ اہم نوعیت کا ہوتا۔ انبساط و فرحت کے وقت کیفیت کیا ہوتی' چشم اقدس کے آخری حصہ سے اشعار کو ملاحظہ فرماتے' جب کوئی آپ سے مصافحہ کرتا یا آپ کے سامنے آ جاتا تو آپ اس سے چہرۂ انور نہ پھیرتے کسی کے چہرہ پر اپنی نظر نہ پھیلاتے' جب آپ کسی بستی میں تشریف لے جاتے تو کیا فرماتے؟

امام نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کسی کا استقبال اس طرح نہ فرماتے تھے جو اسے ناپسند ہو۔ ایک دن ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس پر خوشبو کا اثر تھا۔ جب وہ شخص چلا گیا تو فرمایا "کاش! تم اسے دھو ڈالنے کا حکم دو۔"

ابن عدی نے حضرت محمد بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں سفر سے واپس آیا۔ حضور اکرم ﷺ نے میرا ہاتھ تھام لیا۔ آپ نے میرا ہاتھ نہ چھوڑا حتیٰ کہ میں نے آپ کا دست اقدس چھوڑ دیا" ابو داؤد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اگر کوئی شخص آپ کے کانوں میں سرگوشی کرتا تو آپ اپنا سر اقدس پیچھے نہ لے جاتے، حتیٰ کہ وہ شخص خود اپنا سر پیچھے لے جاتا۔ میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا جس نے آپ کا دست حق نما تھاما ہو اور آپ نے اس کا ہاتھ چھوڑا ہو حتیٰ کہ وہ شخص خود ہی آپ کا ہاتھ چھوڑ دیتا" ان ہی سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ جب کسی سے مصافحہ فرماتے تو اس کا ہاتھ نہ کھینچتے حتیٰ کہ وہ شخص خود ہی اپنا ہاتھ کھینچ لیتا، اپنا چہرہ انور اس کے چہرے سے نہ پھیرتے حتیٰ کہ وہ خود ہی اپنا چہرہ پھیر لیتا۔"

طیالسی، نسائی نے الکبیر سے اور ابن حبان نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے، ابن ابی شیبہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے سامنے اس طرح خط کھینچا فرمایا "یہ اللہ تعالیٰ کا رستہ ہے" پھر اس کے ارد گرد خطوط کھینچے۔ حضرت جابر کے الفاظ ہیں کہ آپ نے ایک خط اس کے دائیں اور دوسرا خط اس کے بائیں کھینچا۔ فرمایا "یہ بھی رستے ہیں لیکن ہر رستے پر شیطان بیٹھا ہوا ہے۔ جو اسے اپنی طرف بلاتا ہے، پھر درمیان والے خط پر اپنا دست اقدس رکھ دیا، پھر آیت پڑھی:

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۵۳﴾ (انعام:۱۵۳)

ترجمہ: اور بیشک یہ ہے میرا راستہ سیدھا سو اس کی پیروی کرو اور نہ پیروی کرو اور راستوں کی (ورنہ) وہ جدا کر دیں گے تمہیں اللہ کے راستہ سے۔ یہ ہیں وہ باتیں حکم دیا ہے تمہیں جن کا تا کہ تم متقی بن جاؤ۔

اس روایت کو ابن ضحاک نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ ہمیں چشم اقدس کے آخری حصے سے دیکھتے تھے۔ آپ عدم توجہ کا اظہار نہ کرتے تھے۔"

حضرت عبداللہ بن مبارک نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب حضور سرور دو عالم ﷺ کسی شخص کا استقبال فرماتے تو اپنا دست اقدس اس کے ہاتھ سے نہ چھڑاتے حتیٰ کہ وہ خود اپنا ہاتھ چھڑا لیتا، اپنا چہرہ انور اس سے نہ پھیرتے حتیٰ کہ وہ خود ہی اپنا چہرہ پھیر لیتا۔ اپنے ہم نشین کے سامنے ان کے گھٹنوں کے آگے نہ دیکھتے۔"

الطبرانی نے جید سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ کسی بستی کو ملاحظہ فرماتے اور اس کے اندر جانا چاہتے تو آپ تین بار یہ دعا مانگتے۔

اللهم بارك لنا فيها۔

پھر یہ اضافہ فرماتے:

اللهم ارزقنا حياها وحببنا الى اهلها وحبب صالحى اهلها الينا۔

الطبرانی نے جید سند کے ساتھ حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ جب کسی بستی

میں تشریف لے جانا چاہتے تو یہ دعا پڑھے بغیر تشریف نہ لے جاتے۔

اللھم رب السموات السبع و ما اظلت ورب الارضین السبع وما اقلت و رب الریاح و ما اذرت و رب الشیاطین وما اضلت انی اسئلك خیرھا و خیرما فیھا واعوذبك من شرھا و شر ما فیھا۔

امام نسائی نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "واللہ! آپ نے کبھی کسی عورت کو یا خادم کو یا کسی چیز کو اپنے دست اقدس سے نہیں مارا" اسے خلعی نے روایت کیا ہے انہوں نے یہ اضافہ کیا ہے۔ "سوائے اس کے کہ آپ راہ خدا میں جہاد کرتے تھے" امام ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نو سال تک خدمت کر کے سعادت عظمیٰ حاصل کی۔(دوسری روایت میں دس سال کا بھی ذکر ہے) مگر آپ نے مجھے کبھی اف نہ کہا۔جو کام میں نے کیا آپ نے اس کے بارے میں کبھی یہ نہ فرمایا: "یہ کام تم نے کیوں کیا یا تم نے یہ کام برا کیا۔" ابو داؤد نے ان ہی سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق عالیہ سارے لوگوں سے حسین تھے ایک دن آپ نے مجھے کسی ضروری کام کے لئے بھیجا۔میں نے کہا "بخدا! میں نہیں جاؤں گا۔" حالانکہ میرے دل میں تھا کہ میں وہ کام ضرور کروں گا جس کا حکم مجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیا ہے۔میں باہر نکلا۔میں بچوں کے پاس سے گزرا۔وہ بازار میں کھیل رہے تھے اچانک رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے گردن کے پچھلے حصے سے پکڑ لیا۔میں نے آپ کی طرف دیکھا آپ تبسم ریز تھے۔فرمایا "انس! اس جگہ جاؤ جہاں کا میں نے تمہیں حکم دیا ہے" میں نے عرض کی: "ہاں! یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"

شیخان نے ان سے ہی روایت کیا ہے۔انہوں نے کہا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ تھاما اور مجھے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں لے گئے۔عرض گزار ہوئے۔"یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انس رضی اللہ عنہ ایک عقلمند بچہ ہے یہ آپ کی خدمت کرے گا" میں نے سفر و حضر میں آپ کی خدمت کی بخدا! آپ نے اس کام کے بارے کبھی یہ نہ فرمایا جسے میں نے کیا تھا کہ "تم نے یہ کیوں کیا؟ نہ ہی اس کام کے بارے میں جسے میں نے نہ کیا تھا یہ نہ فرمایا "تم نے یہ کام کیوں نہ کیا۔" امام احمد کے الفاظ میں ہے۔"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے میرا ہاتھ پکڑا۔عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ میرا فرزند دلبند ہے۔یہ بچہ ہے۔یہ آپ کی خدمت کرے گا۔" حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں نے نو سال تک آپ کی خدمت کی۔جس کام کو میں کر دیتا آپ نے اس کے بارے میں کبھی یہ نہ فرمایا تھا "تم نے برا کیا یا یہ کام کیوں کیا۔"

ابو ذر ھروی اور ابن ضحاک نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی خادمہ کو یاد فرمایا۔اس نے ذرا دیر لگا دی۔آپ نے فرمایا: "اگر مجھے قصاص کا اندیشہ نہ ہوتا تو تمہیں اس مسواک کے ساتھ مارتا" ابن ابی خیثمہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب کسی اہم معاملہ کا سامنا کرنا پڑتا تو اکثر اپنے ریش مبارک کو چھوتے" دوسری روایت میں ہے کہ اسے پکڑ لیتے یا اس کا خلال کرتے۔" انہوں نے حضرت ام المومنین عائشہ

صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جب آپ کو کسی اہم امر کا سامنا کرنا پڑتا تو آپ اکثر اپنا دست اقدس اپنی ریش مبارک میں ڈالتے۔"

ابو بکر ابن ابی شیبہ، بزار اور حسن بن عرفہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "میں نے ایک مہم میں حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کے ہمراہ شرکت کی۔ مجھے ان کا ساتھی بننا زمین بھر کر کسی چیز کو لینے سے زیادہ پسند تھا۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غصے میں ہوتے تو رخسار مبارک سرخ ہو جاتے۔ آپ اسی حالت پر تھے کہ انہوں نے عرض کی: "یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم آپ سے اس طرح عرض نہیں کریں گے جیسے بنو اسرائیل نے کہا تھا "تم اور تمہارا رب جاؤ، اور قتال کرو ہم تو یہاں بیٹھے ہیں" بلکہ مجھے اس ذات بابرکات کی قسم! ہم آپ کے سامنے آپ کے پیچھے اور آپ کے دائیں اور آپ کے بائیں معرکہ آزما ہوں گے، حتیٰ کہ رب دو جہاں آپ کو فتح عطا فرما دے۔" میں نے آپ کا چہرہ انور دیکھا وہ اس کی وجہ سے تاباں ہو گیا تھا۔"

ابن ضحاک نے حضرت بکار بن عبد العزیز بن ابی بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے کہ جب آپ کے پاس مسرور کن امر آتا تو آپ فوراً سجدہ میں گر جاتے۔ ابن ضحاک نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی ایسے شخص کو دیکھتے جس کی خلقت متغیر ہوتی تو آپ فوراً سجدہ ریز ہو جاتے۔ جب آپ بندر دیکھتے تو فوراً سجدہ ریز ہو جاتے۔ جب اپنی نیند سے اٹھتے تو رب تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لئے فوراً سجدہ ریز ہو جاتے۔"

امام نسائی نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مسرور ہوتے تو چہرہ انور چمک اٹھتا۔ گویا کہ وہ چاند کا ٹکڑا ہو۔"

ابن ضحاک نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پسندیدہ امر کا مطالبہ کرتے تو یوں حمد و ثناء بیان کرتے "الحمد الله الذی بنعمته تتم الصالحات" جب کسی ناپسندیدہ امر کا مشاہدہ فرماتے تو فرماتے "الحمد الله علی کل حال۔"

ابن ابی خیثمہ اور ابن ضحاک نے حضرت عبد اللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اور انہوں نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی چیز سے بدفالی نہیں لیتے تھے۔ جب کسی کو عامل بنا کر روانہ کرتے تو اس کے نام کے بارے میں پوچھتے۔ اگر اس کا نام پسند فرماتے تو خوشی کا اظہار فرماتے۔ خوشی کا اظہار چہرہ انور سے بھی ہوتا۔ اگر اس کا نام ناپسند کرتے تو چہرہ انور سے ناپسندیدگی کا اظہار ہو جاتا۔ جب کسی بستی میں داخل ہوتے تو اس کا نام پوچھتے اگر نام پسند ہوتا تو اس سے خوشی کا اظہار کرتے۔ مسرت کا اظہار روئے تاباں سے بھی ہوتا۔ اگر نام ناپسند ہوتا تو ناپسندیدگی کا اظہار چہرہ انور سے عیاں ہوتا۔"

الطبرانی نے جید سند کے ساتھ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفا اور مروہ کے مابین سعی کر رہے تھے۔ آپ کے ریش مبارک پر کوئی چیز گر پڑی۔ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے جلدی سے اسے اٹھا لیا۔ آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ وہ امر دور کرے جو تمہیں ناپسند ہو۔"

امام احمد نے حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے چرواہے کے مزمار سنے تو آپ نے کانوں

میں انگلیاں ڈال لیں اور اس رستے سے سواری کو ہٹا لیا۔ وہ کہہ رہے تھے "نافع! کیا تم بھی کچھ سن رہے ہو؟ میں نے عرض کی: "ہاں! وہ چلتے رہے حتیٰ کہ میں نے کہا "اب آواز نہیں آ رہی۔" انہوں نے اپنے ہاتھ نیچے کر لئے اور کہا "میں نے حضور اکرم ﷺ کی زیارت کی۔ آپ نے چرواہے کے مزمار سنے تو اسی طرح کیا۔" حضرت نافع رضی اللہ عنہ نے کہا "میں اس وقت چھوٹا بچہ تھا۔

(ابوداؤد' ترمذی)

ابن ضحاک نے حضرت محمد بن عجلان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "مجھے معلوم ہوا ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ کے قدم مبارک کو کانٹا لگتا یا اس جیسی اور کوئی چیز لگتی تو انا للہ انا الیه راجعون پڑھتے۔ صحابہ کرام عرض کرتے "یارسول اللہ! ﷺ یہ کیا ہے؟ آپ فرماتے "جب اللہ تعالیٰ چھوٹے کو بڑا کرنا چاہتا ہے تو اسے بڑا کر دیتا ہے" امام احمد نے حضرت عمیر بن اسحاق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ ہم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی۔ انہوں نے کہا "امام حسن رضی اللہ عنہ! اس جگہ سے کپڑا اٹھائیں۔ جہاں سرور کائنات ﷺ بوسہ لیتے تھے۔" انہوں نے ان کے لئے پیٹ سے کپڑا ہٹایا۔ انہوں نے انہیں بوسہ دیا۔"

مسدد، ابن ابی شیبہ' ابویعلی اور امام احمد نے صحیح سند کے ساتھ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ولید بن عقبہ کی بیوی بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئیں اور شکایت کی کہ ولید انہیں مارتا ہے" آپ نے انہیں فرمایا "واپس جاؤ اور اسے کہو کہ حضور اکرم ﷺ نے مجھے پناہ دی ہے" وہ چلی گئیں، کچھ دیر بعد پھر حاضر ہوئیں۔ عرض کی "یارسول اللہ! ﷺ وہ مجھ سے دور نہیں ہوا۔ آپ نے اپنے مبارک کپڑے سے ٹکڑا لیا اور اس خاتون کو عطا کیا اور فرمایا: "اسے کہو کہ حضور اکرم ﷺ نے مجھے پناہ دی ہے۔ یہ آپ کے کپڑے کا حصہ ہے۔" کچھ دیر کے بعد وہ پھر حاضر ہو گئیں۔ عرض کی "یارسول اللہ! ﷺ اس نے مجھے مارنے میں اضافہ ہی کیا ہے" آپ نے اپنے دست اقدس بلند کئے اور یہ دعا مانگی "مولا! ولید کو پکڑ لے' آپ نے دو یا تین مرتبہ اس طرح فرمایا۔"

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں ہجرت کر کے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا، کچھ لوگ مسجد سے باہر آ رہے تھے اور کچھ کھڑے تھے۔ حضور اکرم ﷺ جسے بھی بیٹھا ہوا دیکھتے اس کے پاس تشریف لے جاتے اور فرماتے "کیا تمہیں کوئی کام ہے؟ آپ پہلی صف میں' پھر دوسری میں پھر تیسری صف میں تشریف لے گئے، حتیٰ کہ میرے پاس آئے۔ پوچھا کیا تمہیں کوئی ضرورت ہے؟ میں نے عرض کی: "ہاں! یارسول اللہ! ﷺ" آپ نے فرمایا: "تمہاری کیا ضرورت ہے؟" میں نے عرض کی: "اسلام" آپ نے فرمایا: "وہ تمہارے لیے بہتر ہے۔"

معجزات

پہلا باب

اس میں کئی فصلیں ہیں۔

ا۔معجزہ، کرامت اور جادو پر بحث

قاضی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: "اگر ایک منصف مزاج شخص ان اوصاف حمیدہ میں غور کرے جن کا تذکرہ ہم نے پہلے کیا ہے، مثلاً اگر وہ آپ کے مزاج ہمایوں کی عمدگی و سیرت طیبہ کی پاکیزگی علم کا کمال عقل کی رفعت آپ کے سارے رفیع کمالات اور پسندیدہ خصال میں غور و فکر کرے۔ آپ کے حالات زیبا اور اقوال کی سچائی دیکھے تو اسے آپ کی نبوت کی صداقت اور آپ کی دعوت الی الحق میں ذرہ بھر بھی شک نہیں رہے گا۔ اسی سبب سے بہت سے افراد نے اسلام قبول کیا اور آپ پر ایمان لے آئے۔ امام ترمذی اور ابن قانع نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ کو رشک صد ارم بنایا تو میں بھی آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ جب میں نے آپ کے چہرہ انور کی زیارت کی تو مجھے یقین ہو گیا کہ یہ کسی کذاب کا چہرہ نہیں ہو سکتا۔"

ابو رمثہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ میرے ساتھ میرا نور نظر بھی تھا۔ میں نے اسے بھی آپ کی زیارت کرائی۔ جب میں نے آپ کی زیارت کی تو میں کہہ اٹھا" یہ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ہیں۔"

اس روایت کو ابن سعد نے بھی روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "کیونکہ صدق اور حق کی علامات آپ پر عیاں تھیں۔"

امام مسلم وغیرہ نے حضرت ضماد سے روایت کیا ہے جب وہ وفد کی صورت میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے قریش مکہ یا کفار مکہ سے سن رکھا تھا کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجنون ہیں (نعوذ باللہ) انہوں نے کہا: "محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں آپ کو دم کر لیتا ہوں کیا آپ کو کوئی مسئلہ ہے۔ میں آپ کو دم کر دوں؟ آپ نے نفی میں جواب دیا، پھر فرمایا۔

ان الحمد لله نحمده ونستعينه من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل فلا هادي له اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له وان محمدا عبده ورسوله۔

حضرت ضماد نے عرض کی: "یہ کلمات طیبات دوبارہ پڑھیں۔ مجھ تک تو بحر بے کراں آ چکا ہے۔ دست اقدس نکالیں

میں آپ کی بیعت کروں۔" یہ آپ کی بلاغت پر تعجب تھا پھر اس کا حالات کے تقاضا کے مطابق ارادہ پر بھی تعجب تھا۔"

امام بیہقی نے حضرت جامع بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "ایک منافق شخص تھا جسے طارق کہا جاتا تھا۔ اس نے کہا کہ اس نے سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ طیبہ میں دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا: "کیا تمہارے پاس بیچنے کے لئے کچھ ہے؟ ہم نے عرض کی "یہ اونٹ ہے" آپ نے پوچھا "کتنی قیمت لوں گے؟ ہم نے عرض کی اتنے وسق کھجوریں۔" آپ نے اس اونٹ کی نکیل پکڑی اور مدینہ طیبہ کی طرف چل پڑے۔ ہم نے کہا "ہم نے ایسی ہستی کو اونٹ دے دیا ہے جسے ہم جانتے ہی نہیں ہیں" ہمارے ساتھ ایک عورت تھی۔ اس نے کہا "میں تمہارے اونٹ کی قیمت کی ضامن ہوں میں نے ماہ تمام کی طرح کا تاباں چہرہ دیکھا ہے۔ وہ تم سے دھوکہ نہیں کریں گے" وقت صبح ایک شخص کھجوریں لے آیا اس نے کہا "میں تمہاری طرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قاصد ہوں۔ وہ تمہیں کو حکم دے رہے ہیں کہ ان کھجوروں سے کھا بھی لو انہیں ماپ بھی لو۔ حتیٰ کہ اپنے وسق پورے کرو" ہم نے اسی طرح کیا" اس عورت نے صدق کی علامات اور وفاء کی رفعتیں آپ میں ملاحظہ کر لی تھیں۔"

ابن موسیٰ نے کتاب الردۃ میں ابن اسحاق سے عمان کے بادشاہ جلندی کی داستان روایت کی ہے کہ جب اسے خبر ملی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے اسلام کی طرف دعوت دے رہے ہیں اس نے کہا "بخدا! مجھے اس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے راہنمائی مل چکی ہے۔ آپ جس بھلائی کا بھی حکم دیں گے میں اسے سب سے پہلے سرانجام دوں گا۔ جس چیز سے آپ روکیں گے میں اسے سب سے پہلے ترک کروں گا۔ جب آپ غالب آ جاتے ہیں تو آپ تکبر نہیں کرتے۔ جب مغلوب ہو جائیں تو فسق و فجور نہیں کرتے وہ عہد پورا کرتے ہیں وعدہ نبھاتے ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ سچے نبی ہیں کیونکہ آپ میں یہ سارے محاسن جمع کیے گئے ہیں۔"

نفطویہ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں لکھا ہے۔

يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۚ (النور: ۳۵)

ترجمہ: قریب ہے اس کا تیل روشن ہو جائے اگرچہ اسے آگ نہ چھوئے۔

اس آیت طیبہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ایک ضرب المثل بیان فرمائی ہے۔ اس نے فرمایا: "آپ کا دلکش اور حسین سراپا ہی آپ کی نبوت پر دلالت کرتا ہے۔ اگرچہ آپ تلاوت کلام مقدس نہ بھی فرمائیں جیسے کہ حضرت ابن رواحہ علیہ الرضوان نے کہا ہے۔

لو لم تكن فيه آيات مبينة
لكان منظره ينبيك بالخبر

ترجمہ: اگر آپ میں دیگر معجزات نہ بھی ہوں تو آپ کا دلکش و زیبا سراپا تمہیں سچی خبر سے آگاہی بخشے گا۔

محققین نے کہا ہے کہ معجزہ وہ امر ہوتا ہے جو خارق عادت ہو۔ چیلنج کے ساتھ متصل ہو۔ انبیائے کرام علیہم السلام کی صداقت پر دلالت کرتا ہو۔ اس کے ساتھ چیلنج کرنے والے کے دعویٰ کے موافق ہو اور مقابلہ امن کے ساتھ ہو۔ اسے معجزہ اس لئے کہتے

ہیں کیونکہ بشر اس جیسا امر لانے سے عاجز ہوتا ہے۔اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ معجزہ کے لئے کئی شرائط ہیں۔

ا۔ وہ خارق عادت ہو۔جیسے چاند کا دو ٹکڑے ہونا۔مبارک انگلیوں سے پانی رواں ہونا۔عصا کا سانپ بننا۔چٹان سے اونٹنی کا نکلنا۔اس طرح اس سے وہ امر نکل گیا جو خارق عادت نہیں ہوتا جیسے ہر روز آفتاب کا طلوع ہونا۔

۲۔ وہ امر چیلنج کے ساتھ متصل ہو،بعض نے چیلنج کی شرط نہیں لگائی اس نے کہا ہے "اکثر معجزات جو آپ کے دست حق نما سے صادر ہوئے۔وہ چیلنج کے بغیر ہی تھے۔چیلنج کی شرط کے ساتھ انہیں بھی معجزہ کہا جاتا ہے یہ درست نہیں ہے۔اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ جب آپ نے نبوت کا دعویٰ کیا تو اس معجزہ پر نبوت کا دعویٰ ابتدائے دعوت سے قبول کیا جائے گا۔جب بھی آپ کے لئے خوارق کا وقوع ہوگا۔وہ معجزہ ہی ہوگا کیونکہ حکماً نبوت کا دعویٰ اس کے ساتھ متصل ہے گویا کہ آپ معجزہ کے وقت فرماتے ہیں "میں مخلوق کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں" آپ معجزہ کے صدور کے وقت اسی طرح فرماتے ہیں۔یہ ایک عمدہ دلیل ہے جیسے شیخ کمال الدین بن ھمام نے المسایرہ میں اور ان کے شاگرد شیخ کمال الدین ابی شریف نے اس کی شرح میں لکھا ہے۔"

۳۔ ایسا امر کوئی اور نہ لا سکے جیسے اس نبی ﷺ نے پیش فرمایا ہو جس نے چیلنج کیا ہو۔معارضہ کا بھی امن ہو یہ اس تعبیر سے احسن ہے جس میں عدم معارضہ کا ذکر ہے،کیونکہ عدم معارضہ سے اس کا امتناع لازم نہیں آیا۔اس امر کے عدم امکان کی شرط بھی ہے۔چیلنج کی شرط لگانے سے وہ خارق عادت امر نکل گیا جو چیلنج کے بغیر ہو۔یہ ولی کی کرامت ہوتی ہے،جبکہ چیلنج سے قبل خارق عادت امر جیسے کہ ہمارے نبی کریم ﷺ کے لئے رسالت کے دعویٰ سے قبل بادل سایہ کرتے تھے اور آپ کا شق صدر ہوا تھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پنگھوڑے میں گفتگو کی تھی۔یہ معجزات نہیں ہیں۔یہ کرامات ہیں اولیاء کے ہاتھوں ان کا صدور جائز ہے۔انبیاء کرام علیہم السلام اپنی نبوت سے قبل اولیاء کے درجہ سے کم نہیں ہوتے۔کرامات کا ظہور ان سے جائز ہوتا ہے۔اس وقت انہیں ارہاص (نبوت کی بنیاد) کہا جاتا ہے۔اسی طرح مقارن کی قید سے وہ امر نکلا گیا،جو چیلنج سے متاخر تھا،جو اسے مقارنہ عرفیہ سے نکال دیتا ہے جیسے آپ کے وصال کے بعد بعض مردوں کو کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے سنا گیا۔اس کے بارے میں متواتر روایات ہیں۔امن المعارضہ کی قید لگانے سے وہ جادو نکل گیا جو چیلنج کے ساتھ متصل تھا اس کا مقابلہ اسی طرح کے جادو سے کرنا ممکن ہے۔"

۴۔ وہ امر چیلنج کرنے والے کے دعویٰ کے موافق ہو۔اگر رسالت کا مدعی کہے کہ میری نبوت کی علامت یہ ہے کہ میرا یہ ہاتھ بولے گا یا یہ جانور محو گفتگو ہوگا،لیکن اس کا ہاتھ یا وہ جانور بول کر اس کی تکذیب کر دے وہ کہے "یہ جھوٹ بول رہا ہے یہ نبی نہیں ہے وہ کلام جسے اللہ تعالیٰ نے تخلیق کیا ہے۔وہ اس مدعی کے کذب پر دلالت کرے جس امر کا رب تعالیٰ نے ظہور کیا ہے وہ مدعی کے دعویٰ کے موافق نہیں ہوتا،جیسے کہ مسیلمہ کذاب (لعنہ اللہ) نے کنوئیں میں تھوکا تا کہ اس کا پانی کثیر ہو جائے تو کنواں گہرا ہو گیا اور اس میں موجود پانی بھی ختم ہو گیا۔"

جب بھی ان شرائط میں سے کوئی شرط مفقود ہوگی تو وہ معجزہ نہ رہے گا اگر تم یہ کہو کہ جو تم نے کہا ہے کہ معجزات میں چاروں شرائط کا پایا جانا ضروری ہے اور یہ عارفین کے ہاتھوں سے ہی رونما ہوتے ہیں، مگر صورت حال اس طرح نہیں ہے مسیح دجال کے ہاتھوں بہت سے نشانیوں کا ظہور ہوگا جیسے کہ اس کے بارے صحیح روایات وارد ہیں کیونکہ جو کچھ ذکر کیا گیا وہ اس شخص کے بارے میں ہے جو مدعی رسالت ہو جبکہ دجال ربوبیت کا داعی ہوگا اس امر پر دلیل عقلی قائم ہے کہ رب تعالیٰ کا بعض مخلوق کو مبعوث کرنا محال نہیں ہے۔ یہ بھی بعید نہیں کہ رب تعالیٰ اس مخلوق کی صداقت پر دلائل قائم کر دے جو اس کی طرف سے شریعت اور ملت لے کر آئے۔ مسیح دجال کے کذب پر قاطع دلائل موجود ہیں جیسے کہ وہ ایک حالت سے دوسری حالت میں بدلنے کا دعویٰ کرے گا اسی طرح وہ اوصاف جو محدثات کے لائق ہوتے ہیں۔ وہ بھی اس میں ہوں گے رب تعالیٰ تو ایسے امور سے بہت بلند و برتر ہے۔"

دوسری فصل:

علامہ قاضی رحمہ اللہ نے لکھا ہے "بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس امر پر قادر ہے کہ وہ اپنے بندوں کے دلوں میں معرفت پیدا کر دے۔ اپنی ذات بابرکات کے بارے میں علم پیدا کر دے یعنی اس کی ذات موجود ہے اپنے اسماء حسنیٰ کا علم دے دے جو احسن معانی پر دلالت کرتے ہیں۔ وہ انہیں اپنی صفات کا علم بھی عطا کر دے ان تمام تکلیفات کا علم دے دے جو اس نے اپنے بندوں پر لازم کی ہیں وہ جان لیں کہ ان کا ایک رب موجود ہے جو اسماء والا اور صفت کمال سے متصف ہے۔ یہ علم ابتداء واسطہ کے بغیر ہی دے دے۔ اگر وہ چاہے تو وہ ان میں ابتداء سے ہی مرشد اور مبین کے بغیر ہی یہ چیز ان میں تخلیق کر دے جیسے کہ بعض انبیاء کے بارے میں روایت کیا گیا ہے کہ اس نے ان میں یہ چیز الہام کر کے یا روح میں القاء کر کے یا خواب کے ذریعے بتا دی جیسے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا کہ وہ اپنے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں۔ انبیاء کے خواب وحی ہوتے ہیں بعض اہل تفسیر نے اس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر میں کیا ہے۔

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ (الشوریٰ:۵۱)

ترجمہ: اور کسی بشر کی یہ شان نہیں کہ کلام کرے اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ (براہ راست) مگر وحی کے طور پر یا پس پردہ اس سے مراد وحی الہام یا سچا خواب ہے۔

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ (القصص:۷)

ترجمہ: اور ہم نے الہام کیا موسیٰ کی والدہ کی طرف (بے خطر) دودھ پلاتی رہے۔

یعنی ان کے قلب اطہر میں واسطہ کے بغیر ہی القاء کیا۔ جیسے کہ اللہ رب العزت قادر ہے کہ وہ ان کے دلوں میں ابتداء سے ہی واسطہ کے بغیر پیدا فرما دے اسی طرح یہ بھی جائز ہے کہ وہ یہ سارے امور ایسے واسطے کے ذریعے پہنچائے جو ان تک وہ

امور پہنچا دے جس کے پہنچانے کا اس نے حکم دیا ہو۔وہ ایسا کلام ہو جو اس کی طرف راہ نمائی کرے۔یہی واسطہ ہو یا تو یہ بشر کے علاوہ ہو جیسے ملائکہ کرام انبیائے کرام کے ساتھ۔ملائکہ انبیاء کرام علیہم السلام پر وحی کرتے ہیں جس کلام کے ساتھ انہیں بھیجا جاتا ہے۔یا وہ ان کی جنس سے ہی ہو جیسے انبیاء کرام علیہم السلام اپنی امتوں کے ساتھ معاملہ کرتے ہیں۔وہ انہیں اس کلام حکم سے آگاہ کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ ان پر نازل کرتا ہے۔جس امر کا تذکرہ کیا گیا ہے اس کے لئے کوئی ایسا مانع نہیں ہے جو اس کا حصول اس کے بندوں تک نہ ہونے دے۔وہ ابتداء اور واسطہ کی دو حالتوں میں سے کسی ایک حالت کے مانع ہو۔عقلی دلیل اس کے جواز کا فتویٰ دیتی ہے۔وہ ابتداء اور واسطہ کی دو حالتوں میں سے کسی ایک حالت کے مانع ہو۔عقلی دلیل اس کے جواز کا فتویٰ دیتی ہے جب یہ جائز ہوا تو یہ محال نہ رہا۔انبیائے عظام علیہم السلام ایسے معجزات لے کر تشریف لائے جو ان کی صداقت پر دلالت کرتے ہیں۔جن کی طرف انہیں مبعوث کیا گیا۔ان پر لازم تھا کہ وہ ان تمام امور کی تصدیق کریں جنہیں لے کر وہ مبعوث ہوئے۔جن کی تبلیغ کے وہ مکلف تھے،کیونکہ کسی بھی نبی کی طرف سے چیلنج کے ساتھ معجزہ اللہ رب العزت کے اس فرمان کے قائم مقام ہوتا ہے۔میرے بندے نے سچ کہا ہے۔اس کی اتباع کرو۔اس کی اطاعت کرو۔یہ اس امر میں اس کی صداقت پر گواہ ہے وہ نبوت و رسالت کا دعویٰ ان لوگوں کے سامنے کرتا ہے جن کی طرف انہیں بھیجا جاتا ہے یہ اس امر کے امکان کے ظہور کا فیصلہ بھی ہے جس کا اس نے ذکر کیا۔معجزہ اس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کا بھی اعلان کرنے والا ہوتا ہے،گویا کہ یہ اللہ رب العزت کے یہ خبر دینے کے قائم مقام ہوتا ہے کہ وہ نبی سچا ہے۔اس کی صداقت کے بارے علم ضروری کی تخلیق کے بارے میں اس کی عادت رواں رہتی ہے۔"

تیسری فصل:

علامہ قاضی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے:"انبیائے کرام جو امور خارق عادت لے کر تشریف لاتے ہیں انہیں معجزات اس لئے کہتے ہیں کیونکہ مخلوق اس طرح کا امر لانے سے عاجز ہوتی ہے ان کا معجزہ لانے سے عجز ہی اس کا سبب ہے کہ خارق عادت امر کو معجزہ کہا جائے۔وہ ایسا مقابلہ کرنے سے عاجز ہوتے ہیں جو قدرت کا سامنا کر سکے۔اعجاز کی حقیقت ہی مرسل الیھم (جن کی طرف نبی کو مبعوث کیا جاتا ہے) کے عجز کا اثبات ہے۔اس لفظ کو ان کے عجز کے اظہار کے لئے عاریۃً لیا گیا پھر اس کی نسبت اس سبب کی طرف کر دی جو خارق عادت فعل کے اظہار کی وجہ بنا۔معجزات کی دو قسمیں ہیں۔ا۔وہ معجزہ جو بشری قدرت میں ہو۔۲۔وہ معجزہ جو بشری قدرت میں نہ ہو۔پہلی قسم وہ ہے جو بشری قوت کے دائرہ قدرت میں ہو وہ اس جیسی چیز لانے پر قادر تو ہوں مگر وہ اس جیسی چیز نہ لا سکیں رب تعالیٰ کا انہیں اس امر لانے سے عاجز کر دینا یہ اللہ رب العزت کا فعل ہے جو اس کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت پر دلالت کرتا ہے گویا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی صراحت ہے"میرا یہ بندہ اپنے دعویٰ رسالت میں سچا ہے کیونکہ رب تعالیٰ اس کی صداقت کا علم ضروری پیدا کر دیتا ہے جیسے کہ ایک نبی کہے"میں اللہ تعالیٰ کا تمہاری طرف

رسول ہوں۔"

پھر وہ ان کے سروں پر پہاڑ کھڑا کر دے، پھر فرمائے "اگر تم نے میری تکذیب کی تو یہ تم پر گر جائے گا ورنہ یہ تم سے دور رہے گا" جب بھی وہ اس کی تصدیق کا ارادہ کریں تو وہ پہاڑ ان سے پرے چلا جائے جب وہ اس کی تکذیب کا ارادہ کریں تو وہ ان کے قریب ہو جائے" وہ لازمی طور پر اس کی صداقت کو جان لیں گے۔ ان میں سے کاذب سے اس کا صدور متمنع ہو جیسے یہود موت کی تمنا نہ کر سکے۔ اس نے انہیں اس سے عاجز کر دیا، حالانکہ یہ ممکن تھا۔ وہ لازمی طور پر یہ جان گئے کہ آپ سچے ہیں معجزہ کی دوسری قسم وہ ہے جو ان کی طاقت سے ہی خارج ہو۔ وہ اس جیسا فعل لانے پر قادر نہ ہوں۔ جیسے مردے زندہ کرنا، کیونکہ یہ ان کی جنس کے افعال میں سے نہیں ہے، جبکہ مردے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دست اقدس سے زندہ ہوئے یہ ان کا معجزہ تھا گویا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی امت کے لئے بطور گواہ تھا کہ "تم میرے اذن سے مردے زندہ کرو گے" عصا کا سانپ بن جانا حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کا معجزہ تھا۔ چٹان سے بغیر واسطہ کے اور مشہور اسباب کے بغیر اونٹنی نکل آئے حضرت صالح علیہ السلام کا معجزہ تھا۔ درختوں کا محو گفتگو ہونا' مبارک انگلیوں سے پانی جاری ہونا اور چاند کا پھٹ جانا۔ یہ ہمارے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات تھے۔ یہ امور ایسے ہیں جنہیں صرف رب تعالیٰ ہی بجا لا سکتا ہے۔ اس معجزہ کا رب تعالیٰ کے کسی نبی کے ہاتھوں رونما ہونا درحقیقت اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔ یہ اس کے لئے چیلنج ہے جو اس کی تکذیب کرے اگر اسے اس جیسا معجزہ لانے کے لئے کہا جائے تو وہ اس سے عاجز آ جائے۔"

وہ معجزات جن کا ظہور ہمارے نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں ہوا وہ درحقیقت آپ کی نبوت کے دلائل ہیں۔ صداقت کی براہین ہیں جو ان دونوں پر مشتمل ہیں۔ یعنی جو بشر کی قدرت میں ہو اور جو بشر کی قدرت سے باہر ہو۔ آپ کے معجزات سارے انبیاء کرام سے زیادہ ہیں۔ بطور نشانی ان سب سے واضح ہیں۔ بطور دلیل ان سب سے عیاں ہیں۔ یہ اپنی کثرت کے باوجود احاطہ ضبط سے باہر ہیں صرف قرآن پاک کے معجزات کی تعداد ایک، دو یا اس سے اکثر معجزات میں شمار نہیں کی جا سکتی، کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ایک سورت لانے کا چیلنج کیا مگر وہ ایک سورت لانے سے بھی عاجز آ گئے۔ اہل علم لکھتے ہیں "قرآن پاک کی سب سے چھوٹی سورت "سورۃ الکوثر" ہے۔ یہ سب سے چھوٹی سورت ہے یہ تین آیات پر مشتمل ہے جس کے حروف اس سورت سے بھی کم ہیں جو تین آیات پر مشتمل ہے جیسے سورۃ الاخلاص، پھر ہر وہ آیت جو اتنے ہی حروف اور کلمات پر مشتمل ہے وہ معجزہ ہے۔ جس کا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔

پھر سورۃ الکوثر میں بذات نفسہا کئی معجزات ہیں۔ عنقریب ہم بیان کریں گے کہ قرآن میں سے ان کے کون سے معجزات ہیں جو حد و شمار سے ماوراء ہیں۔"

چوتھی فصل:

علامہ قاضی عیاض نے لکھا ہے "آپ کے معجزات کی دو اقسام ہیں۔
ا۔ایسے معجزات جن کا علم قطعی ہو۔وہ ہم تک متواتر منقول ہوں جیسے قرآن مجید۔اس میں کسی کو کوئی شک وشبہ نہیں۔نہ ہی کسی کا اختلاف ہے کہ حضور اکرم ﷺ اسے لے کر تشریف لائے۔اس کا ظہور آپ ہی کی طرف سے ہوا۔اپنی نبوت کے ثبوت پر استدلال اسی سے کیا۔نیز یہ کہ آپ سارے لوگوں کے لئے رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں وغیرہ۔اگر اس کے لے آنے،آپ کی طرف سے ظہور ہونے اور اس سے استدلال کرنے کا انکار کوئی دشمن کرے تو وہ سیدھے رستے سے پھیرنے والا ہوگا۔وہ باغی ہوگا۔وہ اپنے علم کے باوجود انکار کرنے والا ہوگا اس کا انکار اسی طرح ہے جیسے وہ دنیا میں حضور اکرم ﷺ کے وجود کا انکار کرے۔منکرین نے اعتراض کیا کہ یہ حجت نہیں ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے قول کو نقل فرمایا۔"اساطیر الاولین" "ما انزل علی بشر من شی" "هذا سحر مبین" قرآن پاک خود بھی معجزہ ہے،جو کچھ اس کے ضمن میں ہے وہ بھی معجزہ ہے یہ ضروری علم ہے جیسے کہ دشمنوں نے بھی اس کی گواہی دی ہے۔جیسے کہ جب اس کا کچھ حصہ ولید بن مغیرہ پر پڑھا گیا تو اس نے کہا اس کی شیرینی ہے اس کے اوپر رونق و بہار ہے۔اس کے نیچے شادابی ہے۔اس کا اوپر والا حصہ ثمر آور ہے۔یہ کسی بشر کا کلام نہیں ہے"اس کے لفظ کی فصاحت'اس کی تالیف کی شان وشوکت'بلاغت وفصاحت کے درجات کی رفعت'اس کے کلمات کے حسین ملاپ'آیات کا نظم'اس کے اعجاز کی مہارت'فنون کی غرابت'اس کے آغاز واختتام کی وجوہ کی فصاحت کسی دلیل کی محتاج نہیں ہے۔"

بعض ائمہ نے لکھا ہے کہ آپ کے معجزات کی یہ قسم قطعی علم کا فائدہ دیتی ہے۔ہم تک یہ روایت متواتر نقل ہے کہ آپ کے دست اقدس سے نشانیاں اور خوارق عادات امور کا ظہور ہوا"اگرچہ ان میں کوئی معین معجزہ قطعی علم تک نہ بھی پہنچا ہو تو سارے معجزات اسے اس حد تک پہنچا دیتے ہیں۔ان تمام معانی کا آپ کے دست اقدس سے رواں ہونا بلاشبہ آپ کی صداقت کی دلیل ہے۔نبوت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی گواہی ہے۔کسی مومن اور کافر میں کوئی اختلاف نہیں کہ آپ کے دست اقدس سے عجائب کا اظہار ہوا۔دشمن کا اختلاف تو یہ ہے کہ یہ عجائب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں یا نہیں اس حیثیت سے کہ یہ معجزہ ہے جو چیلنج کے ساتھ ہے۔یہ حضور اکرم ﷺ کی طرف سے ہے۔یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی مثل ہے"اے میرے بندے!تم اپنے دعویٰ صداقت میں سچے ہو"ہمارے نبی کریم ﷺ کے ایسے معجزات کا ظہور ضروری علم عطا کرتا ہے کیونکہ ان کے معانی کا اتفاق ہے کہ یہ سب خوارق عادات ہیں جو اس شخص کا منہ بند کر دیتے ہیں جو اس کے ساتھ مقابلہ کرنے کے درپے ہو جاتا ہے جیسے کہ حاتم طائی کی سخاوت کا علم"عنترہ العبسی کی شجاعت اور حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ کا علم ضرورۃً معلوم ہو جاتا ہے کیونکہ حاتم کی سخاوت'عنترہ کی شجاعت اور اور حضرت احنف رضی اللہ عنہ کے حلم کے بارے وارد ہونے والی روایات میں اتفاق

ہے اگرچہ ان تینوں کے بارے روایات میں یہ روایت علم ضروری کا موجب نہیں بنتی۔نہ ہی اس کی صحت کا قطعی حکم لگایا جاسکتا ہے کیونکہ ان میں سے ہر ایک ہر زمانہ میں متواتر نہیں ہے۔"

دوسری قسم میں ایسے معجزات شامل ہیں جو ضروری علم اور قطعی حد تک نہ پہنچے ہوں۔"یہ دو انواع پر مشتمل ہے جو معجزہ مشہور ہو۔وہ معروف ہو چکا ہو۔اسے کثیر راوی روایت کریں۔محدثین اور راویوں کے ہاں اس کے بارے میں روایت معروف ہو۔اسے اہل سیر اور اہل تاریخ نے نقل کیا ہو۔جیسے آپ کی مبارک انگلیوں سے پانی رواں ہونا اور کھانے کا کثیر ہو جانا۔ ۲۔جو معجزہ معروف نہ ہو۔مشہور نہ ہو ایک یا دو راوی ہی اس کے ساتھ مختص ہوں۔اسے قلیل تعداد روایت کرے۔وہ دوسرے معجزہ کی طرح معروف تو نہ ہو لیکن جب ایسے معجزہ کے ساتھ اسے جمع کیا جائے تو وہ معنیٰ مقصود اعجاز میں متفق ہو جائیں۔وہ معجزہ کی رونمائی پر اتفاق کر جائیں۔جیسے کہ ہم نے پہلے ذکر کیا ہے کہ اس میں شبہ نہیں کہ آپ کے دست اقدس ایسے معانی (معجزات) رواں ہوئے اور جب انہیں ایک دوسرے کے ساتھ ملایا جاتا ہے تو یہ علم قطعی کا فائدہ دیتے ہیں۔"

تنبیہات:

۱۔ ابن الصلاح علیہ الرحمہ نے اپنے فتاویٰ میں کہا ہے کہ بعض علماء کرام آپ کے معجزات کو شمار کرنے کی طرف آمادہ ہوئے ہیں۔بعض نے آپ کے معجزات کی تعداد ایک ہزار بیان کی ہے ہم نے اختصار کے ساتھ انہیں شمار کیا تو یہ اس سے کئی گناہ زیادہ تھے۔یہ ان گنت تھے۔یہ صرف ان معجزات پر مشتمل نہیں جو آپ کے عہد ہمایوں سے رونما ہوئے بلکہ وہ آپ کے بعد بھی مختلف ادوار میں ظہور پذیر ہوتے رہے اسی طرح آپ کی امت کے اولیاء کاملین کی کرامات بھی انہی کے ساتھ متصل ہیں۔اسی طرح ان لوگوں کی دعائیں بھی شامل ہیں۔جو مشکلات اور جنگلوں میں آپ کے وسیلہ سے دعائیں مانگتے رہے اور شدائد میں ان کی دعائیں پوری ہوتی رہیں۔جن کے لئے دلائل قاطع ہیں اس طرح آپ کے معجزات حد و شمار سے ماوراء ہیں کوئی شمار کرنے والا انہیں شمار نہیں کر سکتا۔"

۲۔ بعض علماء نے معجزہ جادو اور کرامت میں فرق کیا ہے۔امام مازری نے لکھا ہے"کہ جادو افعال اور اقوال کی سختیاں جھیلنے سے مکمل ہوتا ہے، حتیٰ کہ جادو کے لئے اس چیز کی تکمیل ہو جائے جو اس کا ارادہ ہو۔کرامت اس کی محتاج نہیں ہوتی یہ غالب اتفاق سے رونما ہوتی ہے، جبکہ معجزہ چیلنج کے ساتھ کرامت سے ممتاز ہوتا ہے۔

امام الحرمین نے اس امر پر اجماع نقل کیا ہے کہ جادو کا اظہار فاسق سے ہوتا ہے جبکہ کرامت کا اظہار فاسق سے نہیں ہوتا۔امام نووی نے زیادات الروضہ میں المتولی وغیرہ سے نقل کیا ہے۔جس سے خارق عادت فعل رونما ہو رہا ہے اس کے حال پر اعتبار کیا جانا چاہئے۔اگر وہ شخص شریعت پر چلنے والا ہو ہلاکتوں سے بچنے والا ہو جو خارق عادت امر اس سے رونما ہوگا۔وہ کرامت ہوگی، ورنہ وہ جادو ہوگا، کیونکہ اس کی انواع میں ہر نوع شیاطین کی قسم ہے۔

لیکن اس کی دقت کی وجہ انسانوں میں کوئی انسان ہی اس تک پہنچ سکتا ہے۔اس کا وجود اشیاء کے خواص جاننے پر ہے۔ان کی ترکیب کی وجوہ کا علم ہونا اور اوقات کا علم ہونا ضروری ہے۔جادو کی اکثریت حقیقت کے بغیر صرف تخیلات ہیں یہ ثبوت کے بغیر ابہام ہیں۔جو اس سے ناواقف ہوتا ہے وہ اسے عظیم سمجھتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرعون کے جادوگروں کے بارے میں فرمایا۔

وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۱۶﴾ (الاعراف:۱۱۶)

ترجمہ: اور مظاہرہ کیا انہوں نے بڑے جادو کا۔

حالانکہ ان کی رسیاں اور ڈنڈے رسیوں اور ڈنڈے ہونے سے نہیں نکلے تھے۔سچی بات یہ ہے کہ جادو کی بعض اقسام دلوں میں تاثیر رکھتی ہیں جیسے محبت، بغض، خیر اور شر کو پھینکنے اور بیماری پیدا کرنے میں تاثیر رکھتے ہیں، لیکن انکار اس امر میں ہے کہ جمادات حیوان بن جائیں یا اس کے برعکس۔جادوگر کے جادو سے اس طرح نہیں ہو سکتا۔امام قرطبی نے لکھا ہے کہ جادو ایک مصنوعی اور بناوٹی ربی ہے جس تک اکتساب (محنت) سے پہنچا جاتا ہے۔

۳۔ التحدی کا معنی ہے مقابلہ کرنے کے لئے کہنا۔چیلنج کرنا' علامہ جوہری نے لکھا ہے۔ تحديت فلانا.اس وقت کہا جاتا ہے جب میں کسی فعل میں اس کے ساتھ مقابلہ کروں۔غلبہ کے لئے جھگڑا کروں۔ حدأ حدوًا سے مراد اونٹ کے لئے حدی خوانی کرنا ہے واحدى بها حداء اذا غنى۔مجاز میں سے تحدى اقرا زجب وہ ان کی ساتھ مقابلہ کرے غلبہ کے لئے چیلنج کرے۔یہ اصل میں حدی خوانی کے لئے ہے جس میں دو حدی خوان مقابلہ کریں ہر ایک دوسرے کو حدی خوانی کے لئے چیلنج کرے۔"

کشاف کے حواشی میں ہے "حدی خوانی کے وقت ایک حدی خواں قطار کے دائیں طرف کھڑا ہو جاتا دوسرا بائیں طرف کھڑا ہو جاتا پھر ہر ایک حدی کا چیلنج کرتا، پھر اس میں وسعت دی گئی پھر یہ لفظ ہر قسم کے مقابلہ کے لئے استعمال ہونے لگا۔

۴۔ معجزہ میں ھاء مبالغہ کے لئے ہے۔یہ صفت کی تاکید کے لئے ہے جیسے علامہ اور نسّابہ میں ہے۔اس معنی کے لئے باقی حروف کو چھوڑ کر ھاء کا اضافہ کر دیا گیا۔امام سہیلی نے الروض الانف میں تحریر کیا ہے کہ یہ آواز کی انتہاء اور غایت ہے کیونکہ یہ حلق کی انتہا سے نکلتی ہے۔یا اس کے ساتھ یا اس سے پہلے یا اس سے بعد سے نکلتی ہے۔اس کے بعد یا اس سے پہلے یا اس کے ساتھ الف ہوتا ہے۔اس لئے اس کی جمع مکسر نہیں آتی۔علامہ میں علالیم اور نسابہ سے نسابیب نہیں آتی تاکہ وہ لفظ ختم نہ ہو جائے جو مبالغہ پر دلالت کرتا ہے۔جیسے کہ مصطلہ کی جمع مکسر نہیں آتی۔ایک قول ہے کہ اس میں ھاء وضعیت میں سے منتقل کرنے کے لئے ہے جیسے کہ حقیقت بھی اسی طرح ہے کیونکہ یہ عجز سے مشتق ہے۔اس نے اس پر دلالت کی۔"

۵۔ بعض سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ بعض آئمہ کبار معجزات انبیاء کو دلائل النبوۃ اور آیات النبوۃ کہتے تھے۔قرآن پاک اور احادیث طیبہ میں معجزہ کا لفظ نہیں ہے۔ان میں آیۃ، بینہ اور برھان کا لفظ مذکور ہے آیۃ کا لفظ بہت زیادہ ہے جب معجزہ کا لفظ مطلق بولا جائے تو اس کے آیت ہونے کی دلالت نہیں ہوتی۔الا کہ جب اس سے مراد معجزہ کی تفصیل بیان کر دی جائے۔اس کی شرائط کا تذکرہ کر دیا جائے۔حاکم نے اس کی توجیہ اور تعیین کے لئے ایک تصنیف بھی لکھی ہے۔میں کہتا ہوں "معجزہ کا لفظ متکلمون نے اس امر کے لئے وضع کیا ہے جو ان چار شرائط پر مشتمل ہو جن کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔یہ انبیائے کرام علیہم السلام کی نشانیوں میں سے ہو اس کے لئے کوئی مخصوص شکل ہو۔یہ مؤقف اس شخص کے برعکس ہے جو اس کے برعکس گمان کرتا ہے آیۃ، برھان اور بینہ کے ساتھ اس کی تعین اس کے مخالف نہیں ہے۔ہر معجزہ کو آیت، برہان اور بینہ کہا جا سکتا ہے، بلکہ اس کے برعکس نہیں ہو سکتا جیسے کہ کلام میں معجزہ کی تعریف سے عیاں ہے۔"

۶۔ حضرت ضماد رضی اللہ عنہ کے قصہ میں آپ نے الحمد للہ فرما کر جملہ اسمیہ سے ابتداء کی جو اصل میں جملہ خبریہ ہے۔اس سے انشاء مراد ہے۔یہ سلامتی کے لئے مذکور ہے۔الحمد للہ فرمایا۔اسم ذاتی کا تذکرہ کیا تا کہ ان کی طرف سے انکار کا ازالہ ہو سکے۔اس جملے کے بعد ہر جملہ فعلیہ ذکر کیا۔یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ یہ نیا مقام ہے۔جو حمد میں اضافہ کا شعور دلاتا ہے، لہٰذا مناسب ہے کہ ایسے جملے کا تذکرہ کیا جائے جو تجدید پر دلالت کرے۔حدوث پر دلالت کرے یا ان دونوں کے ساتھ رب تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی تا کہ ان امور پر اس کی حمد میں اضافہ ہو سکے جو عنایات فراوانہ اور نو نوازشات ملوکانہ پر ہو۔یا پہلے جملے میں خبر پر محمول کیا جائے گا اور اس جملہ کو انشاء پر محمول کیا جائے گا۔یہ عظمت کے اعتبار سے اپنے ملزوم کے بارے تنبیہ ہے۔جو رب تعالیٰ نے آپ پر نعمت کی ہے۔اس میں تعظیم و توقیر بھی ہے اور رب تعالیٰ کے اس حکم پر عمل پیرا ہونا بھی ہے۔

وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ﴿۱۱﴾ (الضحیٰ:۱۱)

ترجمہ: اور اپنے رب (کریم) کی نعمتوں کا ذکر فرمایا کیجیے۔

آپ نے شہید نہ فرمایا، تا کہ اپنے سے پہلے تفنن کلام پر رواں ہو سکے۔آپ نے اسے ایک اسلوب سے دوسرے اسلوب کی طرف پھیرا تا کہ یہ ان کے حسن نظر میں اضافے کا باعث بنے تا کہ سامع کی چستی و نشاط میں اضافہ کرے اور اسے زیادہ توجہ دینے کے لئے بیدار کر دے۔"

دوسرا باب

اعجاز قرآن پاک اور مشرکین کا اعترافِ حق

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ (الاسراء:۸۸)

(بطور چیلنج) کہہ دو کہ اگر اکٹھے ہو جائیں سارے انسان اور سارے جن۔

اِن لوگوں میں خالص عرب بھی تھے اور ارباب بیان بھی تھے انہوں نے کوشش کی کہ ایسا کلام پیش کریں جو بلاغت اور حسن نظم میں قرآن پاک کی طرح ہو لیکن رب تعالیٰ کا یہ ارشاد پاک سچ ثابت ہوا۔

لَا يَأْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا (الاسراء:۸۸)

ترجمہ: تو ہرگز نہیں لاسکیں گے اس کی مثل اگرچہ وہ ہو جائیں ایک دوسرے کے مددگار۔

وہ ایسا کلام پیش کرنے کے لئے ایک دوسرے کی معاونت کر سکتے ہیں۔ جن وانس کے دونوں فریقوں میں ملائکہ شامل نہیں کئے، حالانکہ وہ بھی ایسا کلام پیش کرنے سے عاجز ہیں، کیونکہ یہ چیلنج صرف جن وانس کو تھا۔ اسی وجہ سے جنات نے بھی اس کے حسن نظم اور انتہائی بلاغت پر تعجب کیا۔ انہوں نے کہا۔

اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۙ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ (الجن:۱،۲)

ترجمہ: ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے راہ دکھاتا ہے ہدایت کی پس ہم (دل سے) اس پر ایمان لے آئے۔

حضور پاک صاحب لولاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ما من الانبیاء نبی الا اعطی من الآیات ما مثله آمن علیه البشر وانما کان الذی اوتیته وحیا اوحاه الله تعالیٰ فارجو ان اکون اکثرهم تابعا۔

کوئی نبی ایسا نہیں گزرا مگر اسے ایسے معجزات عطا کئے گئے جن پر انسان زیادہ ایمان لاتا ہے لیکن جو مجھے عطا کیا گیا وہ وحی ہے جو رب تعالیٰ نے میری طرف کی۔ مجھے امید ہے کہ میرے پیروکاروں کی تعداد سب سے زیادہ ہوگی۔ اس حدیث پاک کی شرح میں الحافظ لکھتے ہیں۔ ما من الانبیاء نبی الا اعطی یہ اس امر پر دلالت ہے کہ ہر نبی کے لئے کسی ایسے معجزہ کا ہونا ضروری ہے جو اس کے لئے ایمان کا تقاضا کرے جو اس کا مشاہدہ کرے، اور کفر پر ڈٹے رہنے والے کا اصرار اسے نقصان نہیں دیتا" ابن قرقول نے لکھا ہے کہ پہلا من بیانیہ ہے دوسرا زائدہ ہے۔ ما موصولہ یا نکرہ کی صفت ہے۔ موصول کا صلہ ہے موصول کی طرف علیہ میں مجرور ضمیر راجع ہے، یعنی یہ مقابلہ اور چیلنج میں اس پر غالب کر دی گئی ہے۔ الآیات سے مراد معجزات

ہیں"المثل" یہاں اس طرح ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے۔

فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ (البقرۃ:۲۳)

ترجمہ: تو لے آؤ ایک سورۃ اس جیسی۔

یعنی اس کی مثل جن کی صفت بیان میں واضح ہو اور حسن نظم میں بلند مرتبہ ہو۔ مثل کا لفظ مطلق بولا جاتا ہے۔ اس سے مراد عین الشیٔ ہے اور جو اس کے مساوی ہو۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام میں سے ہر ہر نبی کو اللہ تعالیٰ نے ایسے معجزات عطا کئے ہیں جو اس کی نبوت پر دلالت کرتے ہیں۔ یہ امر اس کی صفت ہے۔ جب اس معجزہ کا مشاہدہ کیا جاتا ہے تو مشاہدہ کرنے والا اس پر ایمان لانے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ ہر ہر نبی کو اس معجزہ کے ساتھ مختص کیا گیا ہے جو اس کے دعویٰ کو ثابت کرتا ہے اور جو اس کے زمانہ کے موافق ہوتا ہے۔ جب وہ زمانہ ختم ہو جاتا ہے تو وہ معجزہ بھی ختم ہو جاتا ہے۔ ان کی شعبدہ بازیوں کو نگل جاتا ہے۔ جیسے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے زمانہ میں عصا سانپ بنا تھا۔ ہر ہر نبی کو ایسے معجزات عطا کئے گئے ہیں۔ جو اس کی قوم کے حالات کے موافق ہیں۔ ید بیضاء کا ظہور اسی طرح تھا کیونکہ ان کے زمانہ میں سحر کا غلبہ تھا۔ اگر فرعون کے پاس اس کا توڑ ہوتا تو وہ ان لوگوں کے سامنے ایسا امر لے آتا جو اس معجزہ سے فائق ہوتا۔ وہ انہیں اس پر ایمان لانے پر مجبور کر دیتا لیکن اس کا ظہور حضرت کلیم اللہ علیہ السلام کے علاوہ کسی اور کے ہاتھوں نہ ہوا۔ حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کے عہد میں طب کا دور دورہ تھا، تو وہ ایسے معجزات لے کر آئے جو اس سے بالاتر تھے۔ انہوں نے مادر زاد اندھوں اور برص کے مریضوں کو شفاء یاب کیا۔ یہ قدرت انسان کے بس سے باہر تھی، اسی طرح انہوں نے مردوں کو زندہ کیا۔ ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خالص عربوں میں بھیجا گیا تھا وہ فصاحت و بلاغت کی اصل تھے۔ قرآن پاک کو فصاحت و بلاغت کے اعلیٰ طبقات پر اور عمدہ محاسن پر نازل کیا گیا اور پھر انہیں اس سے عاجز قرار دیا کہ وہ اس کی سب سے چھوٹی سورت کی مانند بھی کوئی سورت لے کر آئیں۔"

"آمن" ابن قرقول کی روایت کے مطابق یہ اومن ہے علیہ میں علی باء یا لام کے معنی میں ہے۔ اس کے ساتھ تعبیر کرنے میں یہ نکتہ پوشیدہ ہے۔ کہ یہ غلبہ کے معنی میں ہے یعنی وہ اس سے مغلوب ہو کر اس پر ایمان لائے گا۔ وہ اسے اپنے نفس سے دور نہ کر سکے گا بلکہ وہ اس کا انکار کرے گا اور سرکشی پر اتر آئے گا جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنفُسُهُمْ ظُلْمًا (النمل:۱۴)

ترجمہ: اور انہوں نے انکار کر دیا ان کا حالانکہ تعین کر لیا تھا ان کی صداقت کا ان کے دلوں نے (انکار) محض ظلم کے باعث تھا۔

الطیبی نے لکھا ہے کہ علیہ میں ضمیر مجرور حال ہے یعنی "مغلوبا علیہ فی التحدی" مثل اسی طرح ہے جیسے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے۔

فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ (البقرۃ: ۲۳)

ترجمہ: تو لے آؤ ایک سورۃ اس جیسی۔

یہ اپنی صفت بیان اور بلاغت میں علو مرتبت کی وجہ سے بے مثل کلام ہے۔ "وانما کان الذی اوتیته وحیا..."

اس کا معنی یہ ہے کہ وہ سب سے بڑا معجزہ جو مجھے عطا کیا گیا ورنہ آپ کو توان گنت معجزات عطا کئے گئے تھے۔ اس سے مراد قرآن پاک ہے پہلے تذکرہ ہو چکا ہے کہ یہ ایسا معجزہ ہے جو روز حشر تک باقی رہے گا، کیونکہ یہ بلاغت کی اعلیٰ ترین رفعتوں اور اعجاز کی انتہاؤں پر فائز ہے کوئی فرد اس کی سورتوں میں سے ایک سورت کی مانند سورت بھی نہیں لا سکتا۔ یہ اپنی ترکیب کی جزالت اور ترتیب کی فخامت کی وجہ سے انسانی قدرت سے خارج ہے اس میں آپ کے معجزات کو شمار کرنا مقصود نہیں ہے۔ نہ ہی یہ مراد ہے کہ آپ کو وہ معجزات نہیں دیئے گئے تھے جو سابقہ انبیاء کرام کو عنایت کیے گئے تھے۔ اس سے مراد وہ عظیم معجزہ ہے، جو صرف آپ کے ساتھ مختص ہے کسی اور کے ساتھ مختص نہیں ہے، کیونکہ ہر نبی کو ایسا معجزہ عطا کیا گیا، جو اسی کے ساتھ خاص تھا۔ اس طرح کا معجزہ کسی اور نبی کو عطا نہ کیا گیا اس کے ساتھ اس نے اپنی قوم کو چیلنج کیا۔ اس لئے اس کے بعد آپ نے فرمایا: "وارجوان اکون اکثرھم تابعا یوم القیامۃ آپ کا ارادہ ہے کہ لوگ تا روز حشر اس پر ایمان لانے پر مجبور ہو جائیں گے۔ آپ نے اسے امید کے ساتھ ذکر کیا کیونکہ سابقہ اقدار کا علم کسی کو نہیں ایک قول یہ ہے کہ دیگر انبیائے کرام کے معجزات ان کی عمروں کے ختم ہونے کے بعد ختم ہو گئے۔ اس نے اسے دیکھا جو وہاں حاضر تھا، جبکہ قرآن پاک کا معجزہ تا حشر باقی ہے۔ یہ معجزہ اس کے اسلوب، بلاغت اور غیب کی خبروں میں ہے۔ زمانوں میں سے کوئی زمانہ ایسا نہیں گزرا مگر ان امور میں سے کسی امر کا ظہور ہو گیا جن کے بارے میں اس نے بتایا تھا کہ عنقریب اس کا ظہور ہو گا۔ جو اس کے دعویٰ کی صداقت پر دلالت کرتا ہے اس لئے فرمایا: "وارجوان اکون اکثرھم تابعا یوم القیامۃ۔ الحافظ نے کہا" یہ احتمال، محتملات میں سے سب سے زیادہ قوی ہے اس کی تکمیل اس میں ہے جو اس کے بعد رونما ہو گا۔

ایک قول یہ ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ گزشتہ معجزات حسی تھے۔ ان کا آنکھوں سے مشاہدہ ہو سکتا تھا۔ جیسے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا۔ جبکہ معجزہ قرآن کا مشاہدہ بصیرت کے ساتھ ہوتا ہے اس لئے آپ کے پیروکاروں کی تعداد کثیر ہو گی، کیونکہ جس چیز کا مشاہدہ سر کی آنکھ سے ہوتا ہے وہ مشاہد کے ختم ہونے سے ختم ہو جاتا ہے جسے عقل کی آنکھ سے دیکھا جاتا ہے تو اسے ہر وہ شخص دیکھ سکتا ہے جو پہلے کے بعد آتا ہے۔ الحافظ کہتے ہیں "ان تمام اقوال کو ایک کلام میں جمع کیا جا سکتا ہے ان کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ اقوال ایک دوسرے کے مخالف نہیں ہیں آپ نے اپنا یہ فرمان معجزہ قرآن پر مرتب فرمایا، یہ لگا تار معجزہ ہے کیونکہ اس کے فوائد کثیر ہیں۔ اس کا نفع عام ہے یہ دعویٰ حجت اور ان امور کی خبروں کے بارے میں ہے جو عنقریب رونما ہوں گے اس کا اعجاز حاضرین و غائبین سب کو شامل ہے۔ جو ہے اور جو عنقریب ہو گا ان سب کو شامل ہے۔ اس پر مذکورہ امید کو حسن ترتیب سے بیان کیا گیا۔ یہ امید اس کے بارے میں پوری ہوئی ہے آپ کے پیروکاروں کی

تعداد سب سے زیادہ ہے۔
فقہاء میں یہ کوئی اختلاف نہیں کہ رب تعالیٰ کی یہ کتاب زندہ معجزہ ہے کوئی فرد اس کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا حالانکہ اس نے لوگوں کو چیلنج کیا ہے رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ (التوبہ:٦)

ترجمہ: اور اگر کوئی شخص مشرکوں میں سے پناہ طلب کرے آپ سے تو پناہ دیجئے اسے تاکہ وہ سنے اللہ کا کلام۔
اگر اس کی سماعت اس کے خلاف حجت نہ ہوتی تو اس کا معاملہ سماعت پر موقوف نہ ہوتا۔ نہ ہی یہ حجت ہوتا یہ معجزہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝

(العنکبوت:٥٠)

ترجمہ: کیوں نہ اتاری گئیں ان پر نشانیاں ان کے رب کی طرف سے آپ فرمایئے نشانیاں تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں اور میں تو صرف صاف صاف ڈرانے والا ہوں۔

اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ۭ (العنکبوت:٥١)

ترجمہ: کیا انہیں یہ کافی نہیں کہ ہم نے آپ پر اتاری ہے کتاب جو انہیں پڑھ کر سنائی جاتی ہے۔
اس نے بتایا کہ یہ کتاب حکیم اس کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ یہ دلالت میں دیگر معجزات کے قائم مقام ہے۔ یہ دیگر انبیاء کے معجزات کی طرح معجزہ ہے جسے لے کر حضور اکرم ﷺ مشرکین کی طرف تشریف لائے۔ وہ سارے فصحاء سے زیادہ فصیح تھے۔ سارے خطیبوں سے زیادہ قادر الکلام مقرر تھے۔ قرآن پاک نے انہیں چیلنج کیا کہ وہ اس کی مثل لے کر آئیں۔ کئی سال تک انہیں مہلت دی، مگر وہ قادر نہ ہو سکیں، پھر اس جیسی دس سورتیں لانے کے لئے چیلنج کیا، پھر ایک سورت لانے کا چیلنج کیا۔ جب وہ اس کا مقابلہ کرنے سے عاجز آ گئے اس کے مشابہ ایک سورت بھی لانے سے عاجز آ گئے۔ حالانکہ ان میں خطباء کی کثرت تھی۔ بلغاء کی فراوانی تھی تو آپ نے قرآن کے معجزہ اور اعجاز کا اعلان کر دیا، حالانکہ وہ ایسے فصحاء تھے جو قرآن پاک کے نور کو بجھانے کے لئے سب سے زیادہ حریص تھے۔ اس کا معاملہ مخفی رکھنے کے بڑے حریص تھے۔ اگر اس کا مقابلہ کرنا ان کے بس میں ہوتا تو یقیناً اس کی طرف رجوع کرتے تاکہ ان کے لئے قطعی حجت بن سکے کسی ایک کے بارے بھی منقول نہیں کہ اس نے خود سے ایسا کلام لانے کے لئے کہا ہو، نہ ہی اس کا قصد کیا، بلکہ کبھی عناد کی طرف پھر گئے، کبھی مذاق کو وطیرہ بنایا کبھی اس کی لطافت کی وجہ سے اسے سحر کہا۔ کبھی اس کے حسن نظم اور فصاحت کی وجہ سے اسے جادو کہا۔ بعض نے اسے گزشتہ لوگوں کے افسانے کہا، کیونکہ اس کے معانی عجیب تھے۔ بعض نے اسے کاہنوں کا کلام کہا کیونکہ وہ اس میں سرگرداں تھے۔ یہ سب کچھ حیرانگی اور رکاوٹ کی وجہ سے تھا، پھر وہ اس فیصلے پر راضی ہو گئے کہ تلوار ان کی گردنوں پر رکھ دی جائے۔ ان کی

اولادوں کو اور بیویوں کو قیدی بنا لیا جائے اور ان کے اموال مباح سمجھے جائیں، حالانکہ وہ سب سے متکبر تھے۔ حمیت میں سب سے بڑھ کر تھے۔ اگر انہیں علم ہوتا کہ اس جیسا کلام پیش کرنے کی انہیں طاقت ہے تو وہ اس کی طرف جلدی کرتے کیونکہ یہ ان کے لئے آسان تھا۔"

بعض علماء نے فرمایا ہے: "کلام مقدس آپ کا وہ معجزہ ہے جسے آپ نے اہل عرب کے سامنے پیش کیا تھا جس کی مثل وہ نہ لاسکے تھے یہ سب سے عجیب معجزہ تھا یہ دلالت میں سمندر چیر نے مُردوں کو زندہ کرنے اور مادرزاد اندھوں کو بینائی عطا کرنے سے بڑھ کر معجزہ ہے کیونکہ یہ ان لوگوں کے پاس آیا جو اہل بلاغت تھے۔ ارباب فصاحت تھے۔ وہ قادر الکلام خطیب تھے۔ ان کے سامنے ایسا کلام پیش کیا گیا جس کا معنی سمجھ میں آتا تھا۔ ان کا ایسے کلام سے عاجز آ جانا اس شخص کے عجز سے زیادہ ہے جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مردے زندہ کرتے ہوئے دیکھا تھا، کیونکہ اس میں ان کا کوئی طمع نہ تھا۔ نہ ہی انہیں مادرزاد اندھوں اور برص کے مریضوں کو تندرست کرنے میں کوئی دلچسپی تھی۔ نہ ہی وہ اس علم کے عادی تھے لیکن قریش تو فصیح کلام، بلاغت اور خطابت کے عادی تھے۔ قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

"ہر نبی کا معجزہ اس کے زمانہ کے لوگوں کے حالات کے مطابق رونما ہوا۔ وہ اس معنی کے اعتبار سے تھا جو مشہور تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں اہل سحر کے علم کی انتہا تھی ان کو ان کی طرف ایسا معجزہ دے کر بھیجا گیا جو اس کے مشابہ تھا جسے وہ اپنی طاقت سمجھتے تھے۔ ان کے لئے ایسے معجزات رونما ہوئے جو ان کے لئے خرق عادت تھے جیسے عصا کا سانپ بن جانا۔ گندم گوں ہاتھ کا ید بیضاء بن جانا، جو بغیر کسی مرض کے تھا۔ معجزہ ان کے احاطہ قدرت سے باہر تھا، جو کچھ وہ اپنے جادو سے لے کر آئے تھے انہوں نے اسے باطل کر دیا۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عہد ہمایوں میں اہل طب کی کثرت تھی۔ وہاں بہت سے طبیب تھے۔ ان کی دست اقدس سے ایسے معجزات رونما ہوئے جن پر وہ قادر نہ تھے۔ وہ ان کے لئے ایسے معجزات لے کر آئے تھے جن کے بارے میں ان کا کبھی گمان بھی پیدا نہ ہوا تھا۔ جیسے مردوں کو زندہ کرنا مادرزاد اندھوں کو بینائی عطا کرنا اور برص کے مریضوں کو شفاء یاب کرنا۔ وہ ان کے سامنے ان معجزات کا اظہار کرتے جن کا علاج کرنے کی طاقت رکھتے تھے اور جو طاقت نہ رکھتے تھے۔ بعض اوقات ان کے پاس دو ہزار افراد جمع ہو جاتے۔ ان کے لئے اس معجزہ کا اظہار کرتے۔ علاج کے بغیر ان کا مداوہ کرتے۔ یہ دعا ہی تھی۔ اسی طرح سارے انبیائے کرام علیہم السلام کے معجزات اہل زمانہ کے علم کے مطابق ہوتے۔ جب کسی نبی کو کسی قوم کی طرف بھیجا جاتا تو اس کا معجزہ علم وصنعت کی اسی جنس کے مطابق ہوتا جس کا مشاہدہ وہ کرتے رہتے تھے جب سرور سروراں سید الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء کو مبعوث کیا گیا، تو اہل عرب میں چار قسم کے علوم ومعارف پائے جاتے تھے۔

۱۔ بلاغت۔ ۲۔ شعر۔ ۳۔ خبر۔ ۴۔ کہانت۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر قرآن پاک کا نزول کیا۔ یہ اپنی فصاحت و بلاغت اور اعجاز کے اعتبار سے مذکورہ بالا چاروں اسالیب کے لئے خارق عادت ہے۔ یہ ان کے کلام کی نوع اور اسلوب سے خارج ہے۔ اہل عرب اپنی فصاحت و بلاغت پر فخر کرتے تھے۔ وہ شعر اور بلاغت کو آراستہ کر لینے پر فخر کرتے تھے۔ وہ سارے صفحاء

سے بڑھ کر فصیح اور سارے خطباء سے زیادہ قادر الکلام تھے اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کریم ﷺ پر واضح عربی میں قرآن پاک نازل کیا جو عرب کی لغت کے مذاہب پر مشتمل ہے۔ آپ ﷺ نے ان پر ایسا کلام پڑھا جو محکم تھا جو وصف میں ان کے کلام کے مشابہ لگتا تھا جس کا موضوع آسان تھا۔ جس کا سننا شیریں تھا جو شعر کے موضوع سے خارج تھا۔ کانوں کو اس کا سننا بڑا شیریں لگتا تھا جب مشرکین نے اسے سنا تو انہوں نے اسے ناممکن سمجھا۔ انہوں نے اس کے بارے میں وہ کچھ کہا جو کہا۔ قرآن پاک نے انہیں چیلنج کیا کہ وہ اس جیسا کلام لے کر آئیں، مگر وہ عاجز آ گئے، پھر قرآن مجید نے انہیں دس سورتیں لانے کے لئے کہا، مگر مشرکین عاجز آ گئے، پھر انہیں ایک سورت لانے کے لئے چیلنج کیا۔ عاجز آنے پر وہ قتل و قتال کی طرف مائل ہو گئے۔ وہ جنگ وجدل کی طرف جھک گئے۔ جب وہ اس کے ساتھ مقابلہ کرنے سے روگرداں ہوئے اگر یہ مقابلہ ممکن ہو جاتا تو یہ اس کے کذب پر دلالت کرتا۔ وہ اس قتال کی طرف جھک گئے کہ اگر وہ اس میں جیت بھی جاتے تو یہ اس کے کذب پر دلالت نہ ہوتی۔ یہ قرآن پاک کا واضح اعجاز ہے مشرکین اس کا مقابلہ کرنے سے عاجز آ گئے۔ قرآن پاک کا یہ دعویٰ معروف ہے قرآن پاک آپ کے معجزات میں سے افضل معجزہ ہے کیونکہ یہ آپ کے وصال کے بعد بھی باقی ہے۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کا اور کوئی معجزہ باقی نہیں رہا۔ ہم اسی پر ایمان لائے ہیں، کیونکہ شرعی احکام اسی سے مستنبط ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ کسی اور معجزہ سے احکام شرعیہ مستنبط نہیں ہوتے۔ قرآن پاک ایک ایسا بحر بے کراں ہے جس کے عجائب ختم نہیں ہوتے۔ جس کے غرائب کا خاتمہ نہیں ہوتا۔ اگر جن وانس جمع ہو جائیں تاکہ ایسا قرآن پاک لے کر آئیں تو وہ اس کی مثل نہ لاسکیں گے۔ خواہ وہ اس کے لئے ایک دوسرے کے معاون اور مددگار بن جائیں۔

روایت ہے کہ ابو عبید نے لکھا ہے کہ ایک اعرابی نے کسی شخص کو یہ آیت طیبہ پڑھتے ہوئے سنا۔

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ (الحجر:۹۴)

ترجمہ: سو آپ اعلان کر دیجیے اس کا جس کا آپ کو حکم دیا گیا۔

اس نے کہا: "میں اس کلام مقدس کے سامنے سجدہ ریز ہو گیا ہوں ایک اور شخص کو سنا جو یہ آیت طیبہ پڑھ رہا تھا:

فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ؕ (یوسف:۸۰)

ترجمہ: پھر جب وہ مایوس ہو گئے یوسف سے تو الگ جا کر سرگوشی کرنے لگے۔

اس نے کہا: "میں گواہی دیتا ہوں کہ مخلوق ایسا کلام لانے پر قادر نہیں ہے" اصمعی سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک بچی کو سنا جو یہ کہہ رہی تھی:

استغفر الله من ذنوبی۔

میں نے اسے پوچھا: "تو کیوں مغفرت طلب کر رہی ہے؟ حالانکہ تو ابھی تک احکام شرعیہ کی مکلف نہیں بنی؟" اس بچی نے کہا: "میں اپنے سارے گناہوں سے رب تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتی ہوں۔ میں نے ناحق ایک انسان کو قتل کر دیا۔ جو

اس ہرن کی طرح تھا جو اپنی جگہ پر سویا ہو۔رات نصف ہو گئی مگر میں نے ابھی تک اس کے لئے مغفرت طلب نہیں کی' میں نے اسے کہا "تم کیوں رو رہی ہو؟ تم کتنی فصیح ہو؟ اس بچی نے کہا" کیا رب تعالیٰ کے اس فرمان عالی شان کے بعد بھی فصاحت باقی رہ جاتی ہے۔"

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ وَلَا تَخَافِىْ وَلَا تَحْزَنِىْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ (القصص:۷)

ترجمہ: اور ہم نے الہام کیا موسیٰ کی والدہ کی طرف کہ اسے (بے خطر) دودھ پلاتی رہ' پھر جب اس کے متعلق تمہیں اندیشہ لاحق ہو تو ڈال دینا اسے دریا میں نہ ہراساں ہونا اور نہ غمگین ہونا یقیناً ہم لوٹا دیں گے اسے تیری طرف اور ہم بنانے والے ہیں اسے رسولوں میں سے۔

اللہ تعالیٰ نے اسی ایک آیت طیبہ میں دو امر' دو نہی' دو خبریں اور دو بشارتیں جمع کر دیں ہیں' اس قسم کی مثالیں ان گنت ہیں۔" قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے لکھا ہے" حق بات تو یہ ہے کہ عرب قوم کو بلاغت اور حکم کے ایسے امور کے ساتھ مختص کیا گیا تھا جن کے ساتھ ان کے علاوہ دیگر اقوام کو مختص نہیں کیا گیا تھا۔ انہیں زبان کی جو فصاحت عطا کی گئی تھی کسی اور کو وہ عطا نہیں کی تھی۔ گفتگو کرنے کا انہیں ایسا سلیقہ آتا تھا جو بڑے بڑے داناؤں کو مقید کر کے رکھ دیتا تھا کہ وہ ان کی اس مہارت کی تراکیب کے دلدادہ بن جائیں اور ان کے ہنر کے اسالیب کی رونق کے عاشق بن جائیں۔ان کے کلام کی مختلف انواع تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اہل عرب کی فطرت اور طبع میں یہ امر ڈال دیا تھا۔ان میں یہ فطرتی طاقت اور قوت تھی کہ وہ فوراً عجیب و غریب کلام لے کر آتے تھے اور اسی کے ساتھ ہر جگہ رسائی حاصل کر لیتے تھے۔وہ شدید خطرات والے مقامات پر فوراً خطبات دیتے تھے۔وہ شمشیر زنی اور نیزہ بازی کے درمیان رجز پڑھتے تھے۔ وہ تعریف کرتے تھے۔ دشمن کی برائی کرتے تھے۔وہ اپنے مقاصد میں کامرانی کے لئے فصیح کلام کو بطور وسیلہ استعمال کرتے تھے اور اسی کے ذریعے اپنے مقاصد میں کامیاب ہو جاتے تھے جسے چاہتے اسے بلند کر دیتے جسے چاہتے اسے پست کر دیتے تھے۔وہ ایسی جادو گری لاتے جس میں الفاظ مربوط ہوتے، الفاظ ان کے مقاصد اور مواقع کے مطابق ہوتے۔وہ اپنے قابل ستائش اوصاف اور عمدہ خصائل سے اسے ایسا ہار پہناتے جسے وہ ان اوصاف کا اہل سمجھتے انہیں موتیوں کی خوبصورت لڑی میں پرو دیتے تھے۔وہ داناؤں کو دھوکے دے دیتے تھے۔مشکلات کو آسان کر دیتے تھے۔وہ دشمنی ختم کر دیتے۔وہ چیز کی ہجو بیان کر دیتے۔ بزدل کو جرأت مند بنا دیتے تھے۔وہ ٹیڑھے پوروں والوں کو پھیلا دیتے تھے (باندھے ہوئے ہاتھوں کو کھول دیتے تھے) وہ ناقصوں کو کامل بنا دیتے تھے۔مشہور لوگوں کو گمنام کر دیتے تھے ان میں سے بعض لوگ اعرابی تھے جو مؤثر لفظ استعمال کرتے تھے۔وہ فیصلہ کن بات کرتے تھے۔وہ بھاری بھر کم کلام کرتے تھے۔ان کی طبیعت جو ہر فروش تھی وہ سخت جھگڑالو تھے۔ان میں سے کچھ شہری تھے۔وہ پر رونق بلاغت کے مالک تھے وہ لگاتار الفاظ استعمال کرتے تھے ان کے کلمات جامع ہوتے تھے۔نرم طبیعت کے مالک تھے۔وہ گفتگو میں تصرف

کرتے تھے۔ وہ ایسا کلام کرتے تھے جس میں تکلف کم ہوتا تھا۔ رونق زیادہ ہوتی تھی اس کا حاشیہ نرم ہوتا تھا۔ ہر دو اصناف میں بلاغت ہی حجت بالغہ ہوتی تھی۔ یہی ایک سخت قوت تھی یہی لب ریز جام تھا یہی واضح شاہراہ تھی۔ انہیں شبہ نہ تھا کہ کلام ہی ان کی مراد کے تابع تھا۔ بلاغت ان کے گھر کی خادمہ تھی۔ وہ مختلف اقسام کے کلام کے معانی میں تصرف کر لیتے تھے وہ اس کے تحائف کی خصوصیات کو ذہنوں کے مابین لٹا دیتے تھے وہ اس کے عجیب و غریب امور سے کانوں کو خوشگوار بنا دیتے تھے انہوں نے اس کے سارے فنون کا احاطہ کر لیا تھا۔ اس کے سرچشموں کو تلاش کیا۔ وہ اس کے دروازوں میں سے ہر دروازہ میں داخل ہوئے اور اس کے اسباب تک پہنچنے کے لئے بلند محل پر چڑھے۔ بڑے اور چھوٹے امر میں کود پڑے۔ کمزور اور موٹے میں اپنے فن کا مظاہرہ کیا۔ قلیل و کثیر میں طبع آزمائی کی۔ نظم و نثر میں ڈول ڈالے۔ ان میں سے صرف رسول کریم ﷺ نے ہی انہیں مرعوب کیا۔ آپ ایک کتاب عزیز لے کر جلوہ افروز ہوئے۔ جو انہی کی زبان میں تھی۔ باطل نہ تو اس کے آگے سے اور نہ ہی اس کے پیچھے سے داخل ہو سکتا تھا۔ اسے حکیم و حمید ذات بابرکات نے اتارا تھا۔ اس کی آیات محکم تھیں۔ اس کے کلمات تفصیل سے بیان کئے گئے تھے۔ اس کی بلاغت کے عقول کو حیران کر دیا۔ اس کی فصاحت ہر بات پر غالب آ گئی۔ اس کا ایجاز اور اعجاز غلبہ پا گیا۔ اس کی حقیقت اور مجاز نے غلبہ پا لیا۔ اس کے ابتدائی اور آخری کلمات (مطالع اور مقاطع) حسن میں ایک دوسرے کے ساتھ مل گئے اس کے غرائب اور عجائب نے ہر بیان کو گھیر لیا۔ اس کے حسن نظم نے ایجاز کے ساتھ اعتدال حاصل کر لیا۔ اپنے کثیر فوائد کے باوجود اس کے الفاظ پسندیدہ ہیں یہ ازل سے اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں یہ ان کے مذکورہ بالا چاروں علوم سے جداگانہ ہیں۔ یہ فصاحت' اعجاز اور بلاغت میں اس کے کلام کی نوع سے جداگانہ ہے۔ یہ عجیب نظم' غریب اسلوب میں ان کے کلام سے جداگانہ ہے۔ وہ نہ تو نظم میں اس کے طریقہ تک پہنچ سکے نہ ہی کلام کے اسالیب اور اوزان میں اس کی مثال جان سکے۔ یہ کائنات کے بارے میں معلومات دینے' حوادث' اسرار' مخفی امور اور پوشیدہ چیزوں کے بارے میں بتانے میں بھی جداگانہ اسلوب رکھتا ہے۔ وہ چیز اسی طرح ہے جس طرح اس نے بتائی مخبر عنہا اس کی صداقت اور خلوص کا اعتراف کرتا ہے اگرچہ وہ سب دشمنوں سے بڑھ کر دشمن ہو۔ جب اس نے اس کہانت کو باطل کیا جو ایک دفعہ سچ اور سو دفعہ جھوٹ بولتی ہے۔ اسے جڑ سے اکھیڑنے کے لئے شہاب پھینکے گئے اور قرآن پاک میں سابقہ اقوام کے بارے میں خبریں بھی آئیں۔ سابقہ انبیاء کرام اور ان کی ان امتوں کا ذکر بھی آیا جو گزشتہ حوادثات میں برباد ہو گئی تھیں۔

یہ اس طرح مکمل تو وہ شخص بھی بیان نہیں کر سکتا جو یہ علم سیکھنے کے لئے خود کو وقف کر دے۔ اہل عرب اس میدان میں سب سے زیادہ فصیح تھے۔ خطابت کے میدان کے شہ سوار تھے سجع اور شعر کی وادیوں میں گھومتے رہتے تھے۔ لغت اور غریب الفاظ کو استعمال کرنے میں وسعت رکھتے تھے۔ اسی لغت میں وہ بحث و مباحثہ کرتے تھے۔ اپنے جھگڑوں میں اس کے ساتھ دفاع کرتے تھے۔ ہر وقت اس کے ساتھ ہی بولتے تھے یہ کتاب لاریب تئیس سال تک ان کے سرداروں اور رئیسوں کے سروں کو کھٹکھٹاتی رہی۔ سب سے پہلے مکمل قرآن جیسی کتاب لانے کا چیلنج کیا پھر دس سورتیں لانے کا چیلنج کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد

فرمایا۔

اَمۡ يَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰىهُ‌ؕ (یونس:۳۸)

ترجمہ: کیا یہ (کافر) کہتے ہیں کہ اس نے خود گھڑ لیا ہے۔

یہ دونوں چیلنجز قریب قریب ہیں کیونکہ ان کا نتیجہ ایک ہے وہ ان کے اس قول کا بطلان ہے ان کی تحقیر کرتے ہوئے' ان کے لئے کھٹکھٹاتے ہوئے' ان کے کمال عجز کا انکار کرتے ہوئے اور ان پر دلیل کو ثابت کرتے ہوئے آپ فرما دیں کہ اگر معاملہ اسی طرح ہے جیسے کہ تم کہتے ہو تو دس سورتیں ایسی لے آؤ جو بیان اور حسن نظم میں ان جیسی ہوں اور تمہاری طرف سے گھڑی گئی ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ جسے چاہو اس سے مدد لے لو۔ جس سے مدد لینا چاہو کیونکہ اللہ تعالیٰ قادر ہے۔ اگر تم سچے ہو کہ اسے میں نے گھڑا ہے مگر وہ اس سے بھی عاجز آ گئے، پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک سورت لانے کا حکم دیا، جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَاِنۡ كُنۡتُمۡ فِىۡ رَيۡبٍ مِّمَّا نَزَّلۡنَا عَلٰى عَبۡدِنَا فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَةٍ مِّنۡ مِّثۡلِهٖ وَادۡعُوۡا شُهَدَآءَكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ (البقرۃ:۲۳)

ترجمہ: اور اگر تمہیں شک ہو اس میں جو ہم نے نازل کیا ہے۔ (برگزیدہ) بندے پر تو لے آؤ ایک سورۃ اس جیسی اور بلا لو اپنے حمایتیوں کو اللہ کے سوا۔

جب وہ قرآن پاک کا مقابلہ کرنے سے عاجز آ گئے اور اس جیسی ایک سورت بھی نہ لا سکے تو ان کی عجز اور قرآن پاک کے اعجاز کا اعلان کر دیا۔ مشرکین کی شدید تمنا یہ تھی کہ وہ اس نور کو بجھا دیں۔ اگر اس کا مقابلہ کرنا ان کے بس میں ہوتا تو قطعی حجت کے لئے اس سمت آتے۔ آپ بڑی شدت سے انہیں کھٹکھٹاتے رہے سختی سے انہیں جھڑکتے رہے۔ ان کی عقلوں کو احمق کہتے رہے ان کے جھنڈوں کو گراتے رہے۔ ان کا نظام منتشر کرتے رہے۔ ان کے معبودوں کی مذمت کرتے رہے ان کی زمین' شہر اور اموال مباح کرتے رہے۔ وہ ہر میدان میں اس کا مقابلہ کرنے سے پہلوتہی کرتے رہے۔ وہ اس کا ہم مثل کلام لانے سے انکار کرتے رہے۔ وہ خود کو فساد میں ڈال کر تکذیب کر کے اور افتراء کا بہتان لگا کر فریب دیتے رہے۔ جیسے کہ وہ کہتے تھے۔

اِنۡ هٰذَاۤ اِلَّا سِحۡرٌ يُّؤۡثَرُۙ‏ ﴿۲۴﴾ (المدثر:۲۴)

ترجمہ: یہ نہیں ہے مگر جادو جو پہلوں سے چلا آتا ہے۔

سِحۡرٌ مُّسۡتَمِرٌّ‏ ﴿۲﴾ (القمر:۲)

ترجمہ: یہ بڑا زبردست جادو ہے۔

اِفۡكُ ۨافۡتَرٰٮهُ (الفرقان:۴)

ترجمہ: محض بہتان جو گھڑ لیا ہے۔

فِیۡۤ اَکِنَّۃٍ مِّمَّا تَدۡعُوۡنَاۤ اِلَیۡہِ وَفِیۡۤ اٰذَانِنَا وَقۡرٌ وَّمِنۡۢ بَیۡنِنَا وَبَیۡنِکَ حِجَابٌ (فصلت:۵)

ترجمہ: اوران ہٹ دھرموں نے کہا ہمارے دل غلافوں میں لپیٹے ہوئے ہیں اس بات سے جس کی طرف آپ ہمیں بلاتے ہیں اور ہمارے کانوں میں گرانی ہے اور ہمارے درمیان اور تمہارے درمیان اور تمہارے درمیان ایک حجاب ہے۔

لَوۡ نَشَآءُ لَقُلۡنَا مِثۡلَ ھٰذَاۤ ۙ (الانفال:۳۱)

ترجمہ: اگر ہم چاہیں تو کہہ لیں ایسی بات۔

لیکن اللہ رب العزت نے فرمادیا تھا:

لَنۡ تَفۡعَلُوۡا (البقرۃ:۲۴)

ترجمہ: اور ہرگز نہ کرسکو گے۔

وہ ایسا کلام نہ لا سکے۔ وہ ایک سورت بھی ایسی نہ لا سکے جو اس کے مشابہ ہوتی حالانکہ انہیں اس کی عداوت اور مخالفت کا علم تھا۔

فصل:

جب یہ ثابت ہوگیا کہ قرآن حکیم ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے معجزہ ہے تو ضروری ہے کہ اس کی وجہ اعجاز جانی جائے۔ بہت سے لوگوں نے اس مقصد کے لئے غواصی کی۔ ان میں دشمن بھی تھے اور دوست بھی۔ ایک قوم نے گمان کیا ہے کہ چیلنج اس قدیم کلام کے ساتھ واقع ہے۔ جو اس ذات بابرکات کی صفت ہے اہل عرب کو اس امر کا مکلف بنایا گیا جو ان کے احاطہ طاقت سے باہر تھا۔ اس سے ان کا عجز واقع ہوگیا، لیکن یہ قول مردود ہے، کیونکہ جس سے آگاہی ناممکن ہو اس کے ساتھ چیلنج کرنے کا تصور بھی نہیں ہوسکتا۔ درست مؤقف وہی ہے جسے جمہور نے لکھا ہے۔

کہا ہے کہ یہ چیلنج اس امر کے ساتھ واقع ہوا ہے جو اس قدیمی وصف پر دلالت کرتا ہے جس کے ساتھ ذات کا وصف بیان کیا جاتا ہے جس چیز کے ساتھ اہل عرب کو تکلیف مالا یطاق دی گئی تھی وہ الفاظ تھے پھر معتزلہ میں سے نظام کا گمان ہے کہ اس کا اعجاز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل عرب کو اس کا مقابلہ کرنے سے پھیر دیا تھا۔ ان کی عقول کو سلب کرلیا تھا۔ یہ ان میں قدرت تو تھی لیکن خارجی امر نے انہیں روک دیا جیسے کہ دیگر معجزات ہیں یہ قول فاسد ہے اس کی دلیل رب تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔

قُلۡ لَّئِنِ اجۡتَمَعَتِ الۡاِنۡسُ وَالۡجِنُّ (الاسراء:۸۸)

ترجمہ: (بطور چیلنج) کہہ دو کہ اگر اکٹھے ہوجائیں سارے انسان اور سارے جن۔

یہ ان کی قدرت کے بقاء کے ساتھ ساتھ ان کی عجز پر دلالت کرتی ہے اگر ان کی قدرت کو سلب کرلیا جاتا تو پھر اس کا

کچھ فائدہ نہ رہتا۔ وہ تو مردوں کے قائم مقام ہوتے۔ جبکہ مردوں کی عاجزی کی اہمیت اتنی نہیں جس کا اہمیت کے ساتھ ذکر کیا جاتا حالانکہ اس امر پر اجماع ہے کہ اعجاز کی اضافت قرآن پاک کی طرف ہے اگر اس میں صفت اعجاز نہ ہو تو یہ معجز کیسے ہو سکتا ہے۔ معجز ذات رب تعالیٰ کی ہے۔ اس حیثیت سے کہ اس نے ان سے وہ قدرت چھین لی تھی جس کی وجہ سے وہ اس طرح کا کلام پیش کر سکتے۔ اگر پھیر لینے کا قول کیا جائے تو پھر محمدی کا دور ختم ہو جانے سے اعجاز کا زوال بھی لازم آتا ہے۔ اس طرح قرآن پاک کا اعجاز سے خالی ہونا لازم آتا ہے۔ یہ اجماع امت کے خلاف ہے۔ یہی وہ سب سے بڑا معجزہ ہے جو ابھی تک باقی ہے۔ قرآن پاک کے علاوہ اور کوئی معجزہ باقی نہیں۔"

قاضی ابوبکر باقلانی نے لکھا ہے کہ وہ امر جس سے پھیر لینے کے قول کا بطلان لازم آتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اگر اس کا مقابلہ ممکن ہوتا اور صرف پھیر لینے سے انہیں روکا جاتا تو پھر یہ کلام معجز نہ رہا۔ یہ تو منع سے ہی معجزہ بن سکتا ہے، ورنہ اس کلام میں دوسرے پر کوئی فضیلت نہ رہے گی۔ یہ قول اس فریق کے قول سے زیادہ تعجب خیز نہیں جو یہ کہتا ہے کہ تمام لوگ اس جیسا کلام لانے پر قادر تھے۔ وہ صرف اس وجہ سے یوں نہ کر سکے کیونکہ انہیں اس کی ترتیب کی وجہ کا علم نہ تھا۔ اگر وہ اسے جان لیتے تو وہ اس تک ضرور پہنچ جاتے۔ اس سے بھی تعجب خیز اس شخص کا قول ہے جو یہ کہتے ہیں کہ عجز ان لوگوں کے لئے تو تھا لیکن بعد میں آنے والوں کے لئے یہ عجز نہیں وہ اس طرح کا کلام لا سکتے ہیں۔ ان تمام وجوہات کی طرف توجہ نہ دی جائے گی۔ اس کتاب لاریب میں نظم، تالیف اور ترصیت (استحکام) ہی اس کے اعجاز کی وجوہات ہیں جو کلام عرب میں معروف نظم کی ساری وجوہ سے خارج ہے۔ ان کے خطابات کے اسالیب کے مخالف ہے۔ لہٰذا اس لئے اس کا مقابلہ کرنا ممکن نہ رہا۔"

انہوں نے کہا "ان عجیب وغریب اصناف کی وجہ سے قرآن پاک کے اعجاز کو نہیں جانا جا سکتا۔ جنہیں وہ اشعار میں استعمال کرتے ہیں کیونکہ وہ خرق عادت نہیں ہیں بلکہ ان ہی کا علم مشق اور اہتمام سے سیکھا جا سکتا ہے۔ جسے اچھا شعر، عمدہ خطبہ، عمدہ خط، بلاغت کی مہارت وغیرہ ان کے حصول کے لئے رستے ہیں لیکن قرآن پاک کی نظم کے لئے کوئی ایسا نمونہ نہ تھا جس کو اپنایا جاتا نہ امام تھا جس کی اقتداء کی جاتی۔ اتفاقاً اس کی مثل کا وقوع بھی درست نہیں ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ بعض قرآن پاک میں اعجاز زیادہ ظاہر ہے بعض میں ادق اور گہرا ہے۔"

امام رازی نے لکھا ہے اس کی وجہ اعجاز اس کی فصاحت، غریب اسلوب اور سارے عیوب سے سلامتی ہے۔"

علامہ زملکانی نے لکھا ہے "اعجاز قرآن کی وجہ اس تالیف کی طرف راجع ہے جو اس کے ساتھ خاص ہے۔ صرف مطلق تالیف سے نہیں۔ اس کے مفردات، ترکیب اور وزن کے اعتبار سے حالت اعتدال پر ہیں۔ اس کے مرکبات معنی کے اعتبار سے بلند ترین مقامات پر ہیں۔ لفظ اور معنی کے اعتبار سے ہر فن مرتبہ علیا پر ہے۔"

حازم نے منہاج البلغاء میں لکھا ہے "قرآن پاک میں اعجاز کی وجہ یہ ہے کہ اس کی فصاحت و بلاغت اس کی جمیع اطراف میں رواں دواں ہے۔ وہ لگاتار ہے۔ اس میں کہیں کوئی وقفہ نہیں ہے۔ بشر ایسا کلام لانے سے عاجز ہے۔ عرب کا کلام

اوران لوگوں کا کلام جو انسانی زبان میں گفتگو کرتے ہیں۔اس میں اس کی ساری اطراف میں بلاغت اور فصاحت رواں نہیں رہ سکتی،مگر بلاغت کی محدود قسم ہوتی ہے پھر انسانی وقفے اس میں طاری ہوتے ہیں۔کلام کی رونق اور عمدگی منقطع ہو جاتی ہے۔ اسی لئے اس سارے کلام میں فصاحت رواں نہیں رہتی،بلکہ اس کے کچھ حصوں اور اجزاء میں ہوتی ہے۔"

ابن عطیہ نے لکھا ہے"صحیح موقف اور وہ موقف جس پر جمہور علماء اور ماہرین ہیں وہ یہ ہے کہ اس کے اعجاز کی وجہ اس کے معانی کی صحت اور الفاظ کی فصاحت کا تسلسل ہے۔رب تعالیٰ کے علم نے سارے کلام کو گھیر رکھا ہے جب قرآن میں سے کوئی لفظ مترتب ہوتا ہے تو وہ اپنے احاطہ کی وجہ سے جانتا ہے کہ یہ لفظ اس قابل ہے کہ اسے دوسرے کے ساتھ جوڑا جائے اور معنی کے بعد معنی کو واضح کرتا ہے قرآن پاک از ابتداء تا انتہاء اسی طرح ہے جبکہ بشر پر جہالت'نسیان اور غفلت طاری ہوتی ہے۔لازمی طور پر یہی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بشر بھی اس طرح احاطہ نہیں کر سکتا۔اسی طرح نظم قرآن فصاحت کی انتہائی بلندیوں پر ہے اس طرح اس شخص کا قول بھی باطل ہو جاتا ہے۔جس نے کہا"اہل عرب اس جیسا کلام لانے پر قادر تھے مگر انہیں یوں کرنے سے پھیر دیا گیا"صحیح بات یہ ہے کہ امر کبھی بھی کسی کی قدرت میں نہیں۔اسی لئے تم دیکھتے ہو کہ ایک بلیغ شخص اپنے قصیدہ یا خطبہ کی سال بھر اصلاح کرتا ہے،پھر اس میں دیکھتا ہے،پھر اس کی اصلاح کرتا ہے۔اس طرح کرتا رہتا ہے لیکن کتاب الٰہی کی کیفیت یہ ہے کہ اگر اس کا ایک لفظ نکال دیا جائے پھر ساری عربی کو چھان مارا جائے کہ اس سے حسین تر لفظ مل جائے تو نہ مل سکے گا۔ہماری حالت یہ ہے کہ اس کے اکثر مقامات کی مہارت ہم پر عیاں ہوتی ہے کئی مقامات پر اس کا روئے زیبا ہم سے مخفی رہتا ہے،کیونکہ ہم اہل عرب سے مرتبہ میں ذوق کی سلامتی اور فطری ملکہ میں کم ہیں۔عربوں کی وجہ سے ساری دنیا پر حجت قائم ہوگئی۔وہ ارباب فصاحت تھے۔ان سے مقابلہ کی توقع ہو سکتی تھی۔

جیسے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کا معجزہ جادوگر کے ساتھ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ اطباء کے ساتھ حجت قائم کر گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کسی نبی کو اس مشہور وجہ کے اعتبار سے معجزہ عطا کرتا ہے جو اس سے نبی کے عہد میں نقطہ کمال پر ہو جسے وہ غلبہ عطا کرنا چاہتا ہے۔حضرت کلیم اللہ علیہ السلام کے عہد میں جادو اپنے عروج پر تھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں طب نقطہ کمال پر تھا۔حضور ختمی مرتبت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد ہمایوں میں فصاحت اپنے پورے جوبن پر تھی۔"

علامہ خطابی نے لکھا ہے"اکثر علمائے نظر اس طرف گئے ہیں کہ اس میں اعجاز کی وجہ بلاغت کے اعتبار سے ہے لیکن اس کی تفصیل بیان کرنا ان کے لئے مشکل ہے۔انہوں نے اس میں ذوق کے حکم کی طرف رجحان رکھا ہے۔انہوں نے فرمایا: "تحقیق یہ ہے کہ کلام کی مختلف اجناس ہیں۔بیان کے درجات میں ان کے مراتب جداگانہ ہیں ان میں کچھ بلیغ'رصین(محکم)اور جزل ہیں ایک قسم فصیح غریب اور سہل ہے کچھ کلام جائز طلق اور رسل ہے یہ محمود اور فاضل کلام کی اقسام ہیں۔پہلی قسم بلند درجہ پر ہے دوسری وسط میں ہے تیسری قسم ادنیٰ درجہ پر ہے۔قرآن پاک کی بلاغات نے ان اقسام میں ہر ہر قسم سے حصہ لیا،ہر نوع کا حصہ لیا۔ان انواع سے کلام کو نظم کیا۔اس کو ایک اور قسم کا کلام بنا دیا۔یہ فخامت اور عذوبت دونوں اوصاف کو جامع ہے۔یہ دونوں

جدا گانہ وصف ہیں۔ گویا کہ یہ دو متضاد اوصاف ہیں، کیونکہ عذوبت کے ساتھ سہولت ہونا ضروری ہے جبکہ جزالت اور متانت زعورہ کی ایک نوع کے ساتھ آتی ہیں۔ اس کی نظم میں ان دونوں اوصاف کا جمع ہونا، جبکہ اس کے ہمراہ ان میں سے ہر ایک کا دوسرے پر نہ موزوں ہونا۔ یہ ایسی فضیلت ہے جو صرف کتاب زندہ کے ساتھ مختص ہے تا کہ ہمارے آقا و مولا نبی اکرم ﷺ کے لئے ایک واضح نشانی (معجزہ) بن سکے۔ کئی امور کی وجہ سے بشر ایسا کلام نہیں لا سکتا۔ مثلاً

انسان کا علم عرب لغت کے سارے اسماء کو محیط نہیں ہے، نہ ہی وہ اس کے سارے صیغوں سے آگاہ ہے جو معانی کے لئے ظروف ہیں۔ نہ ہی ان کے اذہان اشیاء کے ان سارے معانی کو پا سکتے ہیں جو ان الفاظ کو اٹھائے ہوئے ہیں نہ ہی انہیں نظوم کی ساری وجوہ کی مکمل معرفت حاصل ہے جن کے ذریعے انہیں ایک دوسرے سے جوڑا اور ملایا جاتا ہے تا کہ وہ افضل وجوہ کو احسن انداز سے ملا کر اس جیسا کلام لے آئیں۔ کلام ان تینوں امور سے بنتا ہے۔ لفظ حاصل ہے۔ اس کا معنی قائم ہے اور ان دونوں کو جوڑنے کا ناظم ہے جب تم قرآن پاک میں غور و فکر کرو گے تم یہ دیکھو گے کہ اس میں یہ تینوں امور نقطہ کمال و عروج پر ہیں، حتیٰ کہ تم دیکھو کہ کوئی لفظ اس کے الفاظ سے افصح، اجزل اور اعذب نہیں ہے کوئی نظم اس کے نظم سے تالیف تلاوم اور تشاکل کے اعتبار سے احسن نہیں ہے۔ جہاں تک اس کے معانی کا تعلق ہے تو ہر صاحب دانش یہ گواہی دیتا ہے کہ یہ اس وصف میں سب سے بڑھ کر اور رفعت کے اعلیٰ درجات پر فائز ہے۔ کبھی کبھی یہ فضائل متفرق طور پر کلام کی انواع میں پائے جاتے ہیں، لیکن صرف کلام الٰہی ہی ایک ایسی نوع ہے جس میں یہ سارے جمع ہیں۔

اس سے یہ ثابت ہوا کہ قرآن حکیم اس لئے معجزہ ہے کیونکہ یہ تالیف کے نظوم کے احسن انداز میں فصیح ترین الفاظ کے ساتھ ہے۔ یہ اصح معانی کو شامل ہے اس میں توحید الٰہی، اس کی صفات کی پاکیزگی، اس کی اطاعت کی طرف دعوت، اس کی عبادت کے طریقہ کا بیان۔ حلال اور حرام اشیاء، ممنوع اور مباح اشیاء، وعظ و تقویم، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، محاسن اخلاق کی تعلیم۔ برے اخلاقات سے زجر و توبیخ کا تذکرہ ہے۔ ہر امر کو اس جگہ رکھا ہے کہ اس سے بڑھ کر موزوں ترین جگہ عقل میں نہیں آ سکتی۔ اس کے ساتھ ساتھ گزشتہ اقوام کے حالات سے گزشتہ اقوام میں سرکشوں اور باغیوں کے ساتھ رب تعالیٰ کا سلوک آئندہ زمانے کے حالات کے ساتھ ساتھ حجت اور محتج اور دلیل اور مدلول علیہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس میں اس کے وجوب کا حکم ہے جس کے بارے یہ حکم دیتے ہیں یا جس سے یہ منع کرتا ہے۔ معروف معلوم امر یہی ہے کہ ایسے امور کو لانا۔ ان کے متفرق حصوں کو جمع کرنا حتیٰ کہ وہ نظم ہو جائیں اور ایسا امر رونما ہو جائے جس سے بشری قویٰ عاجز ہوں۔ ان کی قدرت اس تک پہنچتی ہو۔ مخلوق اس جیسا کلام لانے سے عاجز ہو۔ اس کا مقابلہ کرنے سے قاصر ہو، پھر وہ لوگ اس کے دشمن بن جائیں۔ کبھی اسے شعر کہیں کیونکہ وہ اسے منظوم دیکھیں۔ کبھی اسے سحر کہیں کیونکہ وہ خود کو ایسا کلام لانے سے عاجز دیکھیں۔ جو ان کی قدرت سے باہر ہو، لیکن اپنے دلوں میں اس کی ضرب محسوس کریں۔ نفوس میں اس کی وجہ سے بے چینی محسوس کریں۔ جو انہیں شک میں ڈال دے اور انہیں سرگرداں کر دے۔ وہ اس کا کچھ نہ کچھ اعتراف کیے بغیر نہ رہ سکیں۔ "وہ کہیں۔" "اس کی شیرینی ہے اس کے اوپر رونق ہے۔ کبھی وہ

اپنی جہالت کی بناء پر کہے۔

أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلَىٰ عَلَيْهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۝ (الفرقان: ۵)

ترجمہ: یہ تو افسانے ہیں پہلے لوگوں کے اس شخص نے لکھوالیا ہے انہیں پھر یہ پڑھ کر سنائے جاتے ہیں اسے ہر صبح و شام (تا کہ از بر ہو جائیں۔)

حالانکہ انہیں علم تھا کہ ان کے صاحب (ﷺ) امی ہیں ان کی خدمت میں بھی ایسا کوئی شخص نہیں ہوتا جو اسے املاء کراتا یا لکھواتا۔ انہی امور نے انہیں سرکشی، جہالت اور عجز پر ابھارا۔"

میں کہتا ہوں "اعجاز قرآن کی ایک اور وجہ بھی ہے جس کی طرف لوگوں کی توجہ نہیں گئی۔ یہ اس کا دلوں میں اثر اور نفوس میں اس کی تاثیر ہے۔ قرآن پاک کے علاوہ تم کوئی اور منظوم اور منثور کلام ایسا نہ سنو گے کہ جب وہ سماعتوں میں پڑے تو کبھی تو دل اس کی لذت اور حلاوت محسوس کرے کبھی اس کی وجہ سے رعب اور دبدبہ داخل ہو جائے وہ اس سے نجات نہ پا سکے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

لَوْ أَنزَلْنَا هَٰذَا الْقُرْآنَ عَلَىٰ جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللَّهِ ۚ (الحشر: ۲۱)

ترجمہ: اگر ہم نے اتارا ہوتا اس قرآن کو کسی پہاڑ پر تو آپ اس کو دیکھتے کہ وہ جھک جاتا (اور) پاش پاش ہو جاتا اللہ کے خوف سے۔

نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ (الزمر: ۲۳)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے نہایت عمدہ کلام یعنی وہ کتاب جس کی آیتیں ایک جیسی ہیں بار بار دہرائی جاتی ہیں اور کانپنے لگتے ہیں اس کے (پڑھنے) سے بدن ان کے جو ڈرتے ہیں اپنے پروردگار سے۔

ابن سراقہ نے لکھا ہے اہل علم کا اس میں اختلاف ہے کہ اعجاز قرآن کی وجہ کیا ہے، انہوں نے اس کی بہت سے وجوہ بیان کی ہیں وہ ساری حکمت پر مبنی اور صحیح ہیں لیکن وہ اعجاز کی وجوہ کے دسویں حصے کے دسویں حصے تک بھی نہیں پہنچے۔ ایک قوم نے کہا "یہ بلاغت کے ساتھ اعجاز ہے۔ دوسری نے کہا" اس سے مراد بیان اور فصاحت ہے" کسی نے کہا "یہ رصف اور نظم ہے" کسی نے کہا "یہ نظم، نثر، خطب اور شعر میں سے کلام عرب کی جنس سے خارج ہے حالانکہ اس میں انہی کے کلام کے حروف ہیں۔ انہی کے خطاب کے معانی ہیں انہی کے کلمات کی جنس کے الفاظ ہیں۔ یہ بذات خود ایک قسم ہے جو ان کے کلام کی اقسام سے علیحدہ ہے یہ دوسری ہی جنس ہے جو ان کے خطاب کی اجناس سے ممتاز ہے، حتیٰ کہ جس نے اس کے معانی پر اقتصار کیا اس کے حروف کو متغیر کیا وہ اس کی رونق کو کھو بیٹھا جس نے اس کے حروف پر اقتصار کیا۔ اس کے معانی تبدیل کر دیئے اس نے اس کا فائدہ باطل کر دیا۔ یہ اس اعتبار سے اپنے اعجاز پر سب سے زیادہ دلالت کرنے والا ہے۔

کسی نے کہا: "یہ اس اعتبار سے معجز ہے کہ اس کا پڑھنے والا اس سے تھکتا نہیں۔اس کا سننے والا اس سے اکتاتا نہیں، خواہ اس پر بار بار اس کی تلاوت کی جائے" کسی قوم نے کہا" کیونکہ اس میں گزشتہ اقوام کی خبریں ہیں" کسی نے کہا: " کیونکہ اس میں غیب کا علم ہے امور پر قطعی حکم ہے" کسی نے کہا" کیونکہ یہ سارے علوم کو جامع ہے۔جس کی شرح طویل ہے اور ان کا شمار ممکن نہیں۔" علامہ زرکشی نے البرہان میں لکھا ہے: "اہل تحقیق کا اجماع ہے کہ اس میں اعجاز سابقہ تمام اقوال کی وجہ سے ہے۔انفرادی طور پر کسی ایک وجہ سے نہیں۔ یہ ان تمام کو جامع ہے بلکہ وہ وجوہات بھی پائی جاتی ہیں جن کا تذکرہ نہیں ہوا۔ یہ کسی ایک وجہ کے لحاظ سے معجز نہیں بلکہ یہ تمام وجوہ پر مشتمل ہے ان میں سے ایک اس کا وہ حسن و جمال بھی ہے جو سامعین کے قلوب اور کانوں میں پیدا کرتا ہے۔خواہ وہ اقرار کرنے والے ہوں یا انکار۔ایک وجہ یہ بھی ہے یہ سننے والوں کے کانوں اور قاریوں کی زبانوں پر تروتازہ رہے گا اس کے اعجاز کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ دو اوصاف جزالت اور عذوبت پر مشتمل ہے۔ یہ دونوں متضاد صفات ہیں غالباً کسی بشر کے کلام میں جمع نہیں ہوتیں" ایک وجہ یہ بھی ہے کہ رب تعالیٰ نے اسے آخری کتاب بنایا۔ جو دوسری کتب سے مستغنی ہے، جبکہ دوسری سابقہ کتب اس تفصیل کی محتاج ہیں جس کا تذکرہ اس میں ہے۔ارشاد ربانی ہے:

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝

(النحل:۷۶)

ترجمہ: بلاشبہ یہ قرآن بیان کرتا ہے بنی اسرائیل کے سامنے اکثر ان امور (کی فضیلت) کو جن میں وہ جھگڑتے رہتے ہیں۔

حضرت علامہ قاضی عیاض علیہ الرحمہ وغیرہ نے لکھا ہے "لوگوں میں اس کی اس وجہ میں اختلاف ہے جس کی بناء پر اس میں اعجاز پایا جاتا ہے۔ان کے اقوال ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ حسن تالیف کی وجہ سے معجز ہے، یہ کلام کے مرتکب ہونے اور فصاحت کے اعتبار سے معجز ہے۔اسی طرح یہ قصر، کسی جملہ کے حذف، مضاف، موصوف اور صفت کے حذف کے اعتبار سے معجز ہے۔ جیسے رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "واسئل القرية" یعنی اهلها۔ منادون یعنی برجال "یاخذ کل سفینته غصبا" یعنی سفینته صالحته وغیرها۔اس کی وہ بلاغت بھی وجہ اعجاز ہے جو تراکیب کے عجائب میں عربوں کی عادت کے خلاف ہے۔اسی طرح اس کا عجیب نظم بھی وجہ اعجاز ہے۔اس کا اسلوب انوکھا ہے جو کلام عرب کے اسالیب سے جداگانہ ہے۔اس کے نظم و نثر کا طریقہ جداگانہ ہے۔اسی پر آیات کے مقاطع اور کلمات کے فواصل انتہا پذیر ہوتے ہیں۔اس کی مثال نہ اس سے پہلے موجود ہے اور نہ ہی اس کے بعد موجود ہوگی۔اسی طرح اس میں غیب کی وہ خبریں ہیں ایسے امور ہیں جو موجود نہ تھے وہ اس طرح ظاہر ہوئے جیسے قرآن پاک نے بیان کیا۔

اس کے اعجاز کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس نے گزشتہ زمانے، سابقہ اقوام اور سابقہ شریعتوں کی خبریں دیں۔جن میں سے ایک قصہ بھی اہل کتاب کا صرف وہ ایک عالم جانتا تھا جس نے حصول علم میں زندگی بسر کی ہو جبکہ ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء نے وہ واقعہ بالکل صحیح بیان کیا۔حالانکہ آپ امی تھے۔پڑھ اور لکھ نہ سکتے تھے۔"

اسی طرح یہ قرآن مجید مخفی امور کی خبر دیتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

اِذۡ هَمَّتۡ طَّآئِفَتٰنِ مِنۡكُمۡ (آل عمران:۱۲۲)

ترجمہ: جب ارادہ کیا دو جماعتوں نے تم میں سے۔

وَيَقُوۡلُوۡنَ فِىۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ لَوۡلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوۡلُ ؕ (المجادلۃ:۸)

ترجمہ: اور وہ کہا کرتے ہیں آپس میں کہ (اگر یہ سچے رسول ہیں) تو اللہ تعالیٰ ہماری ان باتوں پر ہمیں عذاب کیوں نہیں دیتا۔

اس میں کچھ آیات طیبات ایسی بھی ہیں جن میں کسی فیصلے کے بارے میں قوم کے عجز کا اظہار ہے۔ اس نے بتا دیا تھا کہ وہ اس طرح نہ کریں گے وہ اس طرح کر بھی نہ سکے۔ جیسے یہود کے بارے میں ہے:

وَلَنۡ يَّتَمَنَّوۡهُ اَبَدًا (البقرۃ:۹۵)

ترجمہ: اور وہ ہرگز کبھی بھی اس کی تمنا نہ کریں گے۔

اسی طرح اس نے مقابلہ کو ترک کر دیا حالانکہ اس کے دواعی زیادہ اور حاجت شدید تھی۔ اعجاز کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس میں ایسا حسن و جمال بھی پایا جاتا ہے جو سماعت کے وقت سامعین کے دلوں کو آ لیتا ہے۔ اسی طرح اس کی وجہ ہیبت بھی ہے، جو تلاوت کے وقت ان پر طاری ہو جاتا ہے۔ جیسے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کے لئے واقع ہوا جب انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ آپ مغرب میں سورۃ الطور پڑھ رہے ہیں۔ جب آپ اس آیت طیبہ تک پہنچے۔

اَمۡ خُلِقُوۡا مِنۡ غَيۡرِ شَىۡءٍ اَمۡ هُمُ الۡخٰلِقُوۡنَؕ‏ ۝۳۵ اَمۡ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ‌ ۚ بَلْ لَّا يُوۡقِنُوۡنَؕ‏ ۝۳۶ اَمۡ عِنۡدَهُمۡ خَزَآئِنُ رَبِّكَ اَمۡ هُمُ الۡمُصَۜيۡطِرُوۡنَؕ‏ ۝۳۷ (الطور:۳۵ تا ۳۷)

ترجمہ: کیا وہ پیدا ہو گئے بغیر کسی (خالق) کے یا وہ خود ہی (اپنے) خالق ہیں۔ کیا انہوں نے پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمین کو؟ (ہرگز نہیں) بلکہ وہ یقین سے محروم ہیں۔ کیا ان کے قبضہ میں ہیں آپ کے رب کے خزانے یا انہوں نے ہر چیز پر تسلط جما لیا ہے۔

تو قریب تھا کہ میرا دل اڑ جاتا۔ یہ پہلا امر تھا جو میرے دل میں واقع ہوا۔ انہوں نے بہت سی آیات آپ سے سنی تھیں۔ تلاوت کرتے ہوئے ہی ان کا وصال ہو گیا۔ اسی طرح اس کے اعجاز میں سے یہ بھی ہے کہ اس کا قاری اکتاتا نہیں۔ اس کا سامع تھکتا نہیں، بلکہ وہ اس کی تلاوت میں منہمک رہتا ہے۔ اس کی حلاوت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس کا تکرار اس کی محبت میں اضافہ کرتا ہے، جبکہ دوسرے کلام کا اعادہ کرنے سے انسان تھک جاتا ہے۔ اسے دھرانے سے اکتا جاتا ہے۔ اسی لئے آپ نے اس کے وصف میں فرمایا ہے کہ اسے بار بار پڑھنا اسے بوسیدہ نہیں کرتا۔ اس کے اعجاز کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ ایک ہمیشہ رہنے والا معجزہ ہے۔ جب تک دنیا باقی ہے۔ یہ معدوم نہیں ہوگا۔ رب تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا ذمہ اٹھایا ہے۔ اسی طرح یہ

سارے علوم و معارف کو جامع ہے۔ جنہیں کتب میں کوئی کتاب جمع نہیں کر سکتی۔ نہ ہی اس کے علم کا کوئی احاطہ کر سکتا ہے۔ قلیل کلمات اور معدود حروف میں ان کا احاطہ نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح یہ جزالت اور عذوبت کی صفت سے متصف ہے۔ یہ دونوں متضاد صفتیں ہیں جو غالباً کسی بشر کے کلام میں جمع نہیں ہو سکتیں۔

اسی طرح اسے اس نے آخری کتاب بنایا جو کسی دوسری کتاب سے مستغنی ہے جبکہ دوسری کتب کو اس کا محتاج بنایا جیسے کہ ارشاد ربانی ہے:

إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَقُصُّ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝ (النمل:۷۶)

ترجمہ: بلاشبہ یہ قرآن بیان کرتا ہے بنی اسرائیل کے سامنے اکثر ان امور (کی حقیقت) کو جن میں وہ جھگڑتے رہتے ہیں۔

قاضی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ پہلی چاروں وجوہ پر اعجاز کا انحصار ہے۔ باقی کو اس کے خصائص میں شمار کیا جاتا ہے۔

اسی طرح اس کی خصائص میں ہے کہ یہ سات احرف (قراتوں) پر نازل ہوا۔ یہ تھوڑا تھوڑا اور جدا جدا نازل ہوا۔ اسے یاد کرنا آسان ہے حالانکہ دیگر کتب میں یہ خصائص نہیں پائے جاتے تھے۔ انہوں نے لکھا ہے "جب تم نے یہ جان لیا تو پھر تم یہ بھی جان لو کہ اس کے معجزات کو ایک دو ہزار میں شمار نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ اس نے ایک سورۃ کا چیلنج کیا۔ مشرکین اس سے بھی عاجز آ گئے۔ اہل علم نے لکھا ہے کہ اس کی چھوٹی سورت "انا اعطینٰک الکوثر" ہے ہر آیت جو اس قدر ہو یا اتنی آیات معجزہ میں پھر اس میں بذات خود بھی معجزات ہیں۔"

شیخ نے لکھا ہے "اگر تم سورۃ الکوثر کے کلمات کو شمار کرو تم پاؤ گے کہ وہ دس سے کچھ زائد کلمات ہیں۔ ایک قوم نے قرآن پاک کے الفاظ شمار کئے ہیں وہ 7793400 کلمات ہیں۔ اس طرح اس میں تقریباً ستر ہزار معجزات بنتے ہیں۔ انہیں اگر پہلی آٹھ وجوہ سے ساتویں، آٹھویں، نویں، دسویں، گیارھویں اور بارھویں وجہ سے ضرب دی جائے تو یہ چھپن ہزار معجزات بنتے ہیں۔ اس طرح اگر تیسری، چوتھی، پانچویں اور چھٹی وجہ کو ملایا جائے تو یہ ستر ہزار یا اس سے زائد معجزات بنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سیدی محمد وفا رحمۃ اللہ علیہ پر رحم کرے انہوں نے کیا خوب فرمایا ہے۔

له معجز القرآن فی غیر جمعه　　جوامع الآیات بها افصح الرشد

ترجمہ: آپ کے دیگر تمام معجزات کے علاوہ قرآن پاک بھی معجزہ ہے۔ جو ان تمام معجزات کو جمع کرنے والا ہے، اور رشد و ہدایت کے اعتبار سے سب سے زیادہ واضح ہے۔

حدیث ثریته من حدوث منزه　　قدیم صفات الذات لیس له ضد

ترجمہ: یہ ایک تر و تازہ کلام ہے جو حدوث سے پاک ہے۔ یہ ذات کی صفات کا قدیمی کلام ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

بلاغ بلاغ للبلاغة معجز　　له معجزات لا یعدلها احد

ترجمہ: یہ بلاغت کے لئے پیغام کو پہنچاتا ہے۔ یہ اس کے لئے معجزہ ہے۔ اس کے معجزات حد و شمار سے ماوراء ہیں۔

تحت بروح الوحی حلت نسجه ‌ ‌ ‌ عقود اعتقاد لا یحل لها عقد

ترجمہ: یہ وحی کی روح کے ساتھ شیریں ہے اس کی ترتیب نے اعتقاد کے ایسے ہار پروئے ہیں کہ ان کے لئے کوئی گرہ کھولنے والا نہیں ہے۔

و غایته ارباب البلاغته عجزهم ‌ ‌ ‌ لدیه و ان کانوا هم الانس اللدّ

ترجمہ: بلاغت والوں کی انتہا ان کا عجز ہے اگرچہ وہ بہت زیادہ زبان دان اور جھگڑالو تھے۔

اللہ تعالیٰ علامہ سرقسطی پہ رحم کرے انہوں نے فرمایا:

عجزت بالوحی ارباب البلاغة فی ‌ ‌ ‌ عصر البیان فضلت اوجه الحیل

ترجمہ: تو نے وحی کے ساتھ ارباب بلاغت کو عاجز کر دیا۔ حالانکہ وہ فصاحت کا زمانہ تھا۔ بہانوں کی ساری وجوہات گمراہ ہو گئیں۔

سألتهم سورةً فی مثل حکمته ‌ ‌ ‌ فتلهم عنه العجز حین تلی

ترجمہ: تو نے ان سے سوال کیا کہ اس طرح کی محکم ایک سورت لے کر آئیں۔ جب ان پر یہ سورت تلاوت کی جاتی تو اس کلام لانے کی عاجزی سے انہیں قتل کر دیا۔

مرام رجس کذوب ان یعارضه ‌ ‌ ‌ بغی عیبی فلم یحسن ولم یطل

ترجمہ: انہوں نے جھوٹ کا قصد کیا کذب کا قصد کیا کہ وہ اس کا عدم فصاحت اور گمراہی سے مقابلہ کرے مگر وہ عمدہ طریقہ ہے اس کا مقابلہ نہ کر سکا۔

مشیح برکیك الافك ملتبس ‌ ‌ ‌ ملهج بذوی الزور والخطل

ترجمہ: وہ گھٹیا غیر فصیح جھوٹے مشتبہ، مضطرب عیب دار کذب اور فاسد کلام لے آیا۔

یمجّ اول حرف سمع سامعه ‌ ‌ ‌ و یعتریه کلال العجز و الملل

ترجمہ: جس کا پہلا حرف ہی سننے والے کے کانوں کو بھر دیتا تھا اور اس پر عجز اور اکتاہٹ کا بوجھ طاری کرتا تھا۔

کان منطق انورها شد به ‌ ‌ ‌ لبس من الخیل اومس من الخبل

ترجمہ: گویا کہ احمقوں کی گفتگو کے ساتھ باندھ دیا گیا ہے۔ اس کے تصورات میں اشتباہ آ گیا اور جنات نے اسے مس کر دیا ہے۔

امرت البئر و اعوزت محبته ‌ ‌ ‌ فیها واعمی بصیر العین بالنقل

ترجمہ: اس نے تو کنوئیں کو نمکین بنا دیا اس کی تھوک کی وجہ سے پانی زیر زمین چلا گیا اور جب بینا آنکھ میں اسے

اپنا تھوک پھینکا تو وہ نابینا ہو گیا۔

و ابیض الدرع من شئوم راحته ۔۔۔ من بعد ارساله رسل منه منهل

ترجمہ: اس کی ہتھیلی کی نحوست کی وجہ سے کھیری خشک ہوگئی۔ حالانکہ پہلے اس سے لگا تار دودھ آ رہا تھا۔

برئت من دین قوم لاقوام له ۔۔۔ عقولھم من وقاف الغیّ فی عقل

ترجمہ: میں اس قوم کے دین سے بری ہوں۔ جس کی کوئی بنیاد ہی نہیں ہے کہ ان کی عقلیں گمراہی کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی ہے۔

یستخبرون متی الغیب من حجر ۔۔۔ صلد و یرجون غوث النصر من ھبل

ترجمہ: وہ سخت پتھر سے خفیہ غیب کی خبریں پوچھتے ہیں اور ہبل بت سے نصرت کی بارش چاہتے ہیں۔

۱۔ قرآن پاک میں جس قدر معجزات ہیں اس میں علماء کا اختلاف ہے، بعض معتزلہ کا گمان ہے کہ معجزہ کا تعلق سارے قرآن پاک کے ساتھ ہے، لیکن سابقہ دونوں آیات اس مؤقف کی تردید کرتی ہیں۔ قاضی ابوبکر نے لکھا ہے "یہ اعجاز سورت کے ساتھ خاص ہے۔ خواہ وہ بڑی ہو یا چھوٹی ہو۔ انہوں نے رب تعالیٰ کے فرمان کے ظاہر سے دلیل لی ہے۔ "بسورۃ" انہوں نے دوسری جگہ لکھا ہے۔ یہ سورت یا اسی قدر کلام کے متعلق ہے۔ اسی طرح کہ اس میں بلاغت کی علامات عیاں ہوں۔" جب کوئی آیت حروف میں اتنی ہوگی جتنی کسی سورت کے حروف ہیں مثلاً سورت الکوثر تو وہ معجزہ ہوں گی۔ ان کے مقابلہ کا عجز اس سے کم حروف میں دلیل کے ساتھ عیاں نہیں۔"

ایک قوم نے لکھا ہے کہ اعجاز ایک آیت سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ اس کے لئے کثیر آیات شرط ہیں۔

ایک قوم نے کہا ہے "اس کا تعلق قلیل اور کثیر قرآن پاک کے ساتھ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِ إِن كَانُوا صَادِقِينَ ﴿٣٤﴾ (الطور: ۳۴)

ترجمہ: پس گھڑ کر لے آئیں وہ بھی اس جیسی کوئی (روح پرور) بات اگر وہ سچے ہیں۔

قاضی ابوبکر نے لکھا ہے کہ اس آیت طیبہ میں اس کی کوئی دلیل نہیں ہے کہ حدیث تام کی حکایت ان کلمات سے کم میں پوری نہیں ہوتی جو چھوٹی سورت میں ہیں۔"

۲۔ کیا اس کا اعجاز لازمی طور پر معلوم ہو سکتا ہے؟ قاضی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ شیخ ابوالحسن الاشعری کا مؤقف ہے کہ یہ امر لازمی طور پر جانا جا سکتا ہے کہ اس کا ظہور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہوا ہے۔ اس کا معجزہ ہونا استدلال سے جانا جا سکتا ہے۔ جو بات تم کرتے ہو کہ عجمی کے لئے ممکن نہیں کہ اس کے اعجاز کے بارے میں علم رکھے۔ سوائے استدلال کے۔ اس شخص کی بھی کیفیت یہی ہے جو بلیغ نہ ہو۔ وہ بلیغ جس نے عرب کے طریقوں صنعت کے عرائب کا احاطہ کر لیا ہو۔ وہ اپنی طرف سے لازمی طور پر اپنے عجز سے آشنا ہو جاتا ہے اور یہ بھی جان لیا جاتا ہے کہ دوسرے افراد بھی ایسا کلام

لانے سے قاصر ہیں۔

۳۔ فصاحت کے مراتب میں قرآن پاک کے تفاوت میں بھی اختلاف ہے جبکہ ان کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ بلاغت کے بلند ترین مراتب پر ہے۔ تراکیب میں ایسا امر نہیں لایا جاسکتا جو اس معنی کے افادہ میں تناسب اور اعتدال کے اعتبار سے زیادہ سخت ہو۔ قاضی نے اس سے ممانعت کا قول اختیار کیا ہے انہوں نے کہا ہے کہ اس کا ہر ہر کلمہ انتہائی رفعتوں پر ہے اگرچہ بعض لوگوں کو اس کا احساس دیگر کلام سے زیادہ احسن لگتا ہے ابوالنصر قیشری وغیرہ نے تفاوت کا قول کیا ہے انہوں نے کہا "ہم یہ دعویٰ نہیں کرتے کہ جو کچھ بھی قرآن پاک میں ہے وہ فصاحتؓ کے بلند ترین درجات پر ہے۔ اسی طرح دیگر علما نے فرمایا ہے: "قرآن پاک میں افصح اور فصیح ہے۔ شیخ عزالدین بن عبدالسلام کا رجحان بھی اسی طرف ہے، پھر انہوں نے سوال وارد کیا۔ وہ یہ ہے کہ کیا سارا قرآن افصح نہیں ہے؟ صدر موصوب الخبرری نے اس کا جواب لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن پاک اس طرح ہوتا تو کلام عرب کے معروف طریقہ پر نہ ہوتا جو افصح اور فصیح کے مابین جمع ہے اعجاز میں اس کی حجت مکمل نہ ہوتی۔ یہ ان کے کلام کے معروف طریقہ پر آیا تاکہ اس کے مقابلے سے مکمل عجز کا ظہور ہوسکے۔ وہ یوں نہ کہہ سکیں "تم ایسا کلام لے آئے ہو جس پر ہمیں قدرت نہیں یا جس کی جنس پر ہمیں قدرت نہیں جیسے بینا کے لئے روا نہیں کہ وہ نابینا کو یوں کہے "میں اپنی نظر میں تم پر غالب آ گیا ہوں"۔ کیونکہ وہ کہے گا "تمہارا غلبہ تو اس وقت مکمل ہوتا جب میں بھی دیکھنے پر قادر ہوتا۔ تمہاری نظر میری نظر سے قوی ہوتی۔ جب اصل نظر ہی مفقود ہے، تو پھر مقابلہ کیسے صحیح ہوسکتا ہے؟"

۴۔ شعر کے وزن سے قرآن پاک کو پاکیزہ کیوں رکھا گیا، حالانکہ موزون کلام مرتبہ میں غیر موزون سے بڑھ کر ہے۔ قرآن پاک حق کا منبع ہے۔ صدق کا مصدر ہے۔ شاعر کے معاملہ کی آخری حد تخیل ہے۔ وہ حق کی صورت میں باطل کی تصویر بناتا ہے۔ تعریف میں مبالغہ کرتا ہے۔ مذمت میں اضافے سے کام لیتا ہے۔ اظہار حق اور اثبات صدق کے بغیر ایذا دیتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو اس سے منزہ فرمایا ہے، کیونکہ شعر کی شہرت کذب کے ساتھ ہے۔ وہ اکثر قیاسی دلائل جو اکثر امور میں بطلان اور جھوٹ کی طرف لے جاتے ہیں۔ انہیں شعر کہتے ہیں"۔ بعض حکماء نے لکھا ہے کہ کسی مذہب والے کو نہیں دیکھا گیا کہ اس نے اپنے اشعار میں صادق لہجہ اختیار کیا ہو۔ قرآن میں جو آیات موزوں ہیں ان کے بارے میں یہ جواب دیا گیا ہے کہ انہیں شعر نہیں کہا جاسکتا کیونکہ شعر کے لئے قصد شرط ہے اگر یہ شعر ہو تو ہر وہ شخص شاعر ہوگا جس کے کلام میں اتفاق سے بھی کوئی عبارت موزوں ہو۔ اس طرح سارے لوگ شعراء بن جائیں گے کیونکہ کسی کا کلام بھی موزوں عبارت سے خالی نہیں ہوتا۔ فصحاء کے سامنے اسے پیش کیا گیا اگر وہ اسے شعر سمجھتے تو وہ اس کا مقابلہ کرنے میں جلدی کرتے اس پر طعن کرتے، کیونکہ اس کے تو وہ بہت حریص تھے۔ یہ اس طرح اس لئے نظر آتا ہے کیونکہ یہ کلام مقدس ربط میں انتہائی درجہ پر فائز ہے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ صرف ایک مصرعہ اور جو کلام اس کے وزن پر ہو اسے شعر نہیں کہا جا سکتا کم سے کم شعر دو مصرعے یا اس سے زائد ہے۔" ایک قول یہ بھی ہے کہ زجر میں کم از کم چار اشعار کا ہونا ضروری ہے۔ یہ تو قرآن پاک میں بالکل نہیں ہے، لہٰذا اسے زجر نہیں کہا جا سکتا۔

۵۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ یہ چیلنج صرف انسانوں کو ہے۔ جنوں کو نہیں کیونکہ ان کی زبان عربی نہیں ہے۔ قرآن پاک ان کے اسالیب پر آیا ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان:

قُلْ لَّىِٕنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ۔ (الاسراء:۸۸)

ترجمہ: آپ فرمایئے اگر جمع ہو (جائیں) انسان اور جن۔

میں نے اس کے اعجاز کی تعظیم کے لئے ان کا ذکر کر دیا ہے۔ نیز اس لئے بھی کہ اجتماعی ہیت میں وہ قوت ہوتی ہے جو انفرادی طور پر نہیں ہوتی۔ جب ثقلین (جن وانس) کا اجتماع اس کے بارے میں فرض کر لیا گیا۔ انہوں نے ایک دوسرے کی مدد بھی کی تو وہ اس کے مقابلہ سے عاجز آ گئے، تو پھر ایک فریق تو اس کے مقابلہ سے زیادہ عاجز آ جائے گا۔"

دوسرے علماء نے لکھا ہے کہ یہ چیلنج جن وانس دونوں کو ہے۔ اس کا تذکرہ اسی آیت طیبہ میں ہے کیونکہ وہ بھی ایسا کلام لانے پر قادر نہیں ہیں۔

کرمانی نے غرائب التفسیر میں لکھا ہے کہ اس آیت طیبہ میں صرف جن وانس کا ذکر ہے کیونکہ آپ صرف ان کی طرف ہی مبعوث کئے گئے تھے، نہ کہ ملائکہ کی طرف۔ میں کہتا ہوں کہ اس امر کا تذکرہ عنقریب خصائص میں آئے گا۔

۶۔ قاضی ابو بکر نے لکھا ہے "اگر کہا جائے کہ کیا قرآن پاک کے علاوہ دیگر الہامی کتب مثلاً تورات اور انجیل بھی معجز ہیں؟ تو ہم کہیں گے کہ ان کی تالیف اور نظم میں کوئی چیز بھی معجز نہیں ہے۔ اگر وہ قرآن کی طرح معجز ہوں اس اعتبار سے کہ اس میں (غیب) کی خبریں ہوں تو وہ پھر بھی معجز نہیں ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کا وصف اس طرح بیان نہیں کیا جیسے اس نے قرآن پاک کا وصف بیان کیا ہے نیز اس لئے بھی کہ ان کے ساتھ کسی کو چیلنج نہیں ہوا جس طرح کہ قرآن پاک نے چیلنج کیا ہے، اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ان زبانوں میں فصاحت کی وہ وجوہ بھی نہیں پائی جاتی تھیں جن میں اس طرح تفاضل پایا جائے جو اعجاز کی حد تک پہنچ جائے۔" ابن جنی نے "الخاطریات" میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی شرح میں لکھا ہے:

یٰمُوْسٰۤى اِمَّاۤ اَنْ تُلْقِیَ وَاِمَّاۤ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ﴿۶۵﴾ (طٰہٰ:۶۵)

ترجمہ: اے موسیٰ! کیا پہلے آپ پھینکیں گے یا ہم ہی ہو جائیں پہلے پھینکنے والے۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان "اما ان تلقي" سے عدول کرنا۔ دو مقاصد کے لئے۔

ا۔لفظی یہ ہے کہ آیات کے آخر ایک دوسرے سے مل جائیں۔ ۲۔دوسرا مقصد معنوی ہے۔ یہ وہ ہے کہ رب تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ وہ جادوگروں کی قوت نفس کے بارے میں بتائے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلاف ان کی تضحیک کا عالم کیا تھا۔رب تعالیٰ نے ایسا لفظ استعمال کیا جو اس سے زیادہ مکمل اور اتم تھا۔انہوں نے فعل کی نسبت حضرت موسیٰ کی طرف کر دی۔

پھر انہوں نے ایک سوال وارد کیا ہے وہ یہ ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ وہ جادوگر اہل زبان نہ تھے کہ کلام کے بارے میں یہ موقف اختیار کیا جائے؟ انہوں نے جواب دیا ہے کہ قرآن پاک میں جو کچھ وارد ہوتا ہے وہ سابقہ اقوام کا کلام بطور حکایت آیا ہے جو اہل لسان نہ تھیں ان کے معانی کو معرب کیا گیا ہے۔ان کے الفاظ حقیقت میں یہ نہ تھے۔بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی بلاغت ان کی عجمی زبان میں نہ تھی۔

قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰىنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ﴿٦٣﴾ (طٰہٰ:٦٣)

ترجمہ: وہ ایک دوسرے کو کہنے لگے بلاشبہ یہ تو جادوگر ہیں یہ چاہتے ہیں کہ نکال دیں تمہیں تمہارے ملک سے اپنے جادو کے زور سے اور مٹادیں تمہاری تہذیب وثقافت کے مثالی طریقوں کو۔

۷۔ حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ سے رب تعالیٰ کے اس فرمان کے متعلق پوچھا گیا۔

وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ﴿٨٢﴾ (النساء:٨٢)

ترجمہ: اگر وہ غیر اللہ کی طرف سے بھیجا گیا ہوتا تو ضرور پاتے اس میں اختلاف کثیر۔

تو انہوں نے جواب میں فرمایا: "اختلاف وہ لفظ ہے جو کئی معانی کے مابین مشترک ہے۔اس سے مراد یہ نہیں کہ لوگوں کی طرف سے اس میں اختلاف نہ ہوگا، بلکہ یہ قرآن حکیم کی ذات اقدس سے اختلاف کی نفی ہے۔کہ یوں کہا جائے کہ یہ مختلف کلام ہے، یعنی اس کا اول اس کے آخر کے ساتھ فصاحت میں مشابہت نہیں رکھتا، یا اس کا دعویٰ مختلف ہے۔ یا اس کا بعض حصہ دین کی طرف بلاتا ہے، بعض حصہ دنیا کی طرف بلاتا ہے، یا اس کے نظم میں اختلاف ہے بعض شعر کے وزن پر ہے۔ بعض منزحف ہے، بعض جزالت میں مخصوص اسلوب پر ہے، بعض کا اسلوب بعض سے جدا گانہ ہے۔رب تعالیٰ کا کلام ان اختلاف سے منزہ ہے۔یہ نظم میں ایک ہی منہج پر ہے اس کا اول اس کے آخر کے ساتھ مناسبت رکھتا ہے۔فصاحت کی انتہاء میں ایک درجہ پر ہے یہ اچھے اور برے کلام پر مشتمل نہیں ہے۔ایک ہی مقصد کے لئے ہے۔وہ مخلوق کو رب تعالیٰ کی طرف بلانا ہے۔اسے دنیا سے پھیر کر دین کی طرف لانا ہے۔انسانوں کے کلام میں یہ اختلافات پائے جاتے ہیں۔شعراء اور مضمون نگاروں کے کلام میں اختلافات ہوتے ہیں۔ان میں نظم کے منہج کے اعتبار سے اختلافات ہوتے ہیں، پھر فصاحت کی درجات میں اختلافات ہوتے ہیں، بلکہ اصل فصاحت میں اختلافات ہوتے ہیں۔وہ دبلے اور موٹے کلام پر مشتمل ہوتے ہیں۔دو مضمون یا دو قصیدے برابر نہیں ہو سکتے،

بلکہ ایک ہی قصیدہ ہوتا ہے جس کے بعض اشعار فصیح اور بعض کمزور کلام ہوتا ہے اسی طرح قصائد اور اشعار مختلف مقاصد پر مشتمل ہوتے ہیں کیونکہ شعراء اور فصحاء ہر وادی میں گھومتے رہتے ہیں، کبھی دنیا کی تعریف کرتے ہیں کبھی اس کی مذمت کرتے ہیں، کبھی بزدلی کی تعریف کرتے ہیں۔ اسے احتیاط کا نام دیتے ہیں کبھی اس کی مذمت کرتے ہیں اس کو کمزوری شمار کرتے ہیں، کبھی شجاعت کی تعریف کرتے ہیں، اسے عزم محکم کہتے ہیں کبھی اس کی مذمت کرتے ہیں اور اسے عجلت بازی کا نام دیتے ہیں۔

انسانی کلام ان اختلافات سے جدا نہیں ہوسکتا، کیونکہ ان کا منشا اغراض اور احوال کی وجہ سے مختلف ہوتا ہے۔ انسان کے حالات مختلف ہوتے رہتے ہیں۔ طبیعت کی خوشی اور مسرت کی وجہ سے فصاحت رواں ہوتی ہے۔ انقباض کے وقت فصاحت رک جاتی ہے۔ اسی طرح اس کی اغراض مختلف ہوتی ہیں کبھی وہ ایک چیز کی طرف رجحان رکھتا ہے اور کبھی دوسری چیز کی طرف میلان پاتا ہے یقیناً ان حالات کی وجہ سے اس کے کلام میں اختلافات پائے جاتے ہیں۔ ایسا تو نہیں ہوسکتا کہ ایک انسان تیئیس سال (مدتِ نزولِ قرآن) گفتگو کرتا رہے وہ ایک ہی غرض اور ایک ہی منہج پر گفتگو کرتا رہے حضور اکرم ﷺ بشر (کامل) تھے۔ آپ کے احوال مختلف ہوتے تھے۔ اگر یہ قرآن پاک آپ کا کلام ہوتا یا آپ کے علاوہ کسی اور بشر کا کلام ہوتا تو اس میں بہت زیادہ اختلافات ہوتے۔"

۸۔ علامہ بازری نے اپنی کتاب "انوار التحصیل فی اسرار التنزیل" کی ابتداء میں لکھا ہے۔ جان لو کہ ایک معنی کو مختلف الفاظ سے تعبیر کیا جاسکتا ہے جن میں سے بعض بعض سے احسن ہوتے ہیں۔ اسی طرح جملے کے دو اجزاء کی بھی کیفیت ہے، کبھی پہلے جملے میں ایسے الفاظ ہوتے ہیں جو دوسرے جملے سے زیادہ فصاحت پر دلالت کرتے ہیں۔ جملوں کے معانی کا حاضر کرانا ضروری ہوتا ہے۔ یا وہ سارے الفاظ موجود ہونا ضروری ہوتا ہے جو اس کے ساتھ مناسبت رکھتے ہوں، پھر ان میں سے زیادہ مناسب اور فصیح الفاظ کو استعمال کیا جائے یہ حاضر کرانا اکثر احوال میں بشر کے لئے مشکل ہوتا ہے۔ یہ امر رب تعالیٰ کے علم میں موجود رہتا ہے اسی لئے قرآن پاک ساری باتوں سے حسین ترین اور فصیح ترین ہے اگرچہ یہ فصیح اور افصح، ملیح اور املح پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس کی کچھ مثالیں درج ذیل ہیں۔ ارشاد ربانی ہے۔

وَجَنَا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ ﴿٥٤﴾ (الرحمٰن: ۵۴)

ترجمہ: اور دونوں باغوں کا پھل نیچے جھکا ہوگا۔

مگر اس کی جگہ ثمر الجنتین قریب ہوتا تو یہ لفظ جنی اور جنتین کے مابین جنس کی جہت سے نہ ہوتا نہ ہی ثمر میں یہ احساس ہوتا کہ وہ اس حالت میں ہوگیا ہے کہ اسے چن لیا جائے۔ اسی طرح آخر آیات کے آخر کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے۔ اسی طرح ارشاد ربانی ہے۔

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ (العنکبوت: ۴۸)

ترجمہ: اور نہ آپ پڑھ سکتے تھے اس سے پہلے کوئی کتاب۔
"تتلو" کا استعمال "تقراء" سے زیادہ عمدہ ہے کیونکہ "تقراء" پر ہمزہ ثقیل ہے" اسی طرح فرمایا۔
لَا رَيْبَ فِيهِ (البقرۃ:۲)
ترجمہ: ذرا شک نہیں اس میں۔
یہ لا شك فيه سے احسن ہے کیونکہ اس میں ادغام ثقیل ہے۔لہٰذا "ریب" کا ذکر قرآن پاک میں اکثر ہے۔
اس طرح فرمایا:
وَلَا تَهِنُوا (آل عمران:۱۳۹)
ترجمہ: اور نہ ہمت ہارو۔
یہ تضعفوا سے زیادہ احسن ہے کیونکہ یہ خفیف ہے۔اسی طرح ارشاد فرمایا:
وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّي (مریم:۴)
ترجمہ: کمزور اور بوسیدہ ہوگئی ہیں میری ہڈیاں۔
"وهن" "ضعف" سے زیادہ احسن ہے کیونکہ فتحہ ضمہ سے زیادہ خفیف ہوتا ہے۔اسی طرح "آمن" "صدق" سے زیادہ خفیف ہے اسی لئے تصدیق سے زیادہ اس کا ذکر ہے۔اسی طرح آثرك الله۔ (یوسف۔۹۱) یہ فضلك سے زیادہ خفیف ہے۔"اتی" "اعطی" سے خفیف ہے۔"نذر" "خوف سے زیادہ خفیف ہے۔ خير لكم "افضل لكم" سے زیادہ خفیف ہے۔هذا خلق الله (لقمان:۱۱) يومنون بالغيب۔ (البقرۃ:۳) میں مصدر مخلوق اور غائب سے زیادہ افضل ہیں۔ تنکح۔ (البقرہ:۲۳۰) تتزوج سے زیادہ خفیف ہے، کیونکہ تفعل تفعل سے زیادہ خفیف ہوتا ہے۔اس لئے اس میں نکاح کا تذکرہ اکثر ہے۔"

معجزہ شق القمر

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔
اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ (القمر:۱)
ترجمہ: قیامت قریب آ گئی ہے اور چاند شق ہو گیا۔
یعنی شق القمر کا معجزہ رونما ہو چکا ہے۔اس کے بعد کی آیت اس کی تائید کرتی ہے۔
وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۝ (القمر:۲)
ترجمہ: تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہنے لگتے ہیں یہ بڑا زبردست جادو ہے۔

اس سے یہی عیاں ہوتا ہے کہ شق القمر کا معجزہ رونما ہو چکا ہے کیونکہ کفار روز حشر تو اس طرح نہ کہیں گے جب یہ عیاں ہو گیا کہ ان کا یہ قول دنیا میں ہے تو اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ یہ معجزہ رونما ہو چکا ہے کیونکہ آیت طیبہ میں ہے کہ انہوں نے گمان کیا تھا کہ یہ جادو ہے۔

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے تھے پانچ نشانیاں گزر چکی ہیں۔ ا۔روم۔ ۲۔لزوم۔ ۳۔بطشہ۔ ۴۔دخان۔ ۵۔قمر۔انشقاق قمر کا معجزہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔امام احمد' شیخان' بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے' شیخان اور بیہقی نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے' امام احمد' ترمذی' ابن جریر' حاکم اور بیہقی نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے' ابن ابی شیبہ' عبد بن حمید' ابن جریر اور ابونعیم نے اس معجزہ کا بعض حصہ حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے۔امام احمد شیخان' ابن جریر اور ابونعیم نے کئی اسناد سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے' امام احمد' شیخان اور ابونعیم نے کئی طرق سے جو ایک دوسرے کے قریب المعنی ہیں۔اہل مکہ سے' روایت کیا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد ہمایوں میں مشرکین مکہ جمع ہوئے ان میں ابوجہل' ولید بن مغیرہ' عاصی بن وائل' اسود بن جبیر' اسود بن عبد المطلب' نضر بن حارث وغیر ھم بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے۔انہوں نے آپ سے کہا کہ آپ انہیں معجزہ دکھائیں۔انہوں نے کہا"اگر آپ سچے ہیں تو ہمارے لئے چاند کو دو حصوں میں تقسیم کر دیں۔اس کا نصف حصہ کوہ ابی قبیس پر اور نصف حصہ کوہ قعیقعان پر ہو۔" وہ از عصر تا رات ان دونوں پہاڑوں پر آتے جاتے رہے۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"گواہ بن جاؤ" کفار نے دیکھا۔اپنی آنکھیں ملیں، پھر دیکھا، پھر آنکھیں ملیں، پھر دیکھا، پھر کہا:"محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہماری آنکھوں پر جادو کر دیا ہے۔" انہوں نے ایک دوسرے سے کہا:"اگر انہوں نے ہم پر جادو کر دیا ہے تو وہ سارے لوگوں کو تو جادو نہیں کر سکتے۔تم مسافروں سے پوچھ لو۔اگر وہ تمہیں بتائیں کہ انہوں نے بھی اسی طرح دیکھا ہے جیسے تم نے دیکھا ہے تو انہوں نے تم سے سچ کہا ہے۔وہ کاروانوں کے پاس جاتے تھے ان سے پوچھتے تھے۔انہوں نے انہیں بتایا کہ انہوں نے بھی اسی طرح دیکھا ہے جیسے کفار مکہ نے دیکھا۔انہوں نے ان کی تکذیب کر دی۔اس وقت مذکور بالا آیت طیبہ نازل ہوئی۔

تنبیہات

ا۔ شق القمر کا معجزہ ہمارے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خاص ہے۔یہ معجزہ آپ کے علاوہ کسی اور کے لئے رونما نہیں ہوا۔

۲۔ بعض روایات میں ہے کہ حضرت انس نے فرمایا:"انشقاق قمر کا معجزہ مکہ مکرمہ میں دو بار رونما ہوا تھا۔" اس روایت کو امام احمد اور امام مسلم نے روایت کیا ہے۔الحافظ ابن کثیر نے لکھا ہے" اس روایت میں نظر ہے۔ظاہر یہی ہے کہ انہوں نے اس کے دو ٹکڑے مراد لیے تھے۔" ابن قیم نے لکھا ہے کہ مرات سے کبھی افعال مراد ہوتے ہیں اور کبھی

اعیان۔ پہلا معنی اکثر مراد ہوتا ہے۔ دوسرا معنی انشقاق قمر میں استعمال ہوا ہے۔

یعنی دو حصوں میں دو ٹکڑوں میں منقسم ہوا تھا، بعض لوگوں پر یہ معنی مخفی رہا اور انہوں نے کہہ دیا کہ شق القمر کا معجزہ دوبار رونما ہوا تھا، لیکن محدثین اور سیرت نگار اسے غلط سمجھتے ہیں کیونکہ یہ معجزہ صرف ایک بار رونما ہوا تھا۔

امام بیہقی نے لکھا ہے کہ قتادہ کے تین ساتھیوں سے یہ روایت منقول ہے۔ سعید بن ابی عروبۃ، معمر بن راشد اور شعبہ رضی اللہ عنہم، لیکن اس لفظ میں ہر ایک سے اختلاف مروی ہے لیکن شعبہ سے یہ اختلاف مروی نہیں۔ وہ ان تمام سے زیادہ حافظہ رکھتے تھے۔ حضرت ابن مسعود کی روایت کے طرق میں مرتین کا لفظ نہیں ہے۔ وہاں فرقتین یا فلقتین کا لفظ ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں "فلقتین" حضرت جبیر بن مطعم کی روایت میں فرقتین اور ان سے انشق باثنین بھی مروی ہے۔ ابونعیم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے "صار قمرین" ایک روایت میں "شقتین" بھی ہے۔ الطبرانی نے حتی راؤا شقیہ روایت کیا ہے۔ ہمارے شیخ حافظ ابوالفضل نے لکھا ہے "انشق مرتین بالا جماع" میں کسی عالم حدیث کو نہیں جانتا جس نے آپ کے عہد ہمایوں میں انشقاق قمر کا معجزہ متعدد بار ہونے کا ذکر کیا ہو۔ نہ ہی صحیحین کے شارحین میں سے کسی نے اس امر کا تذکرہ کیا ہے، پھر انہوں نے ابن کثیر اور ابن قیم کا قول ذکر کیا۔ انہوں نے کہا "روایات کو اسی طرح جمع کیا جا سکتا ہے کسی اور امر کی طرف توجہ نہیں کی جائے گی" پھر میں نے اپنے شیخ کی نظم کو دیکھا میں نے وہاں یہ تاویل دیکھی۔ ان کے الفاظ یہ ہیں:

فصار فرقتين فرقة علت   وفرقة للطود منه نزلت
و ذاك مرتين بالا جماع   والنص والتواتر السماع

یہ چاند دو حصوں میں منقسم ہو گیا' ایک حصہ بلند تھا دوسرا حصہ پہاڑ سے نیچے گرا تھا۔ "مرتین" سے بالا جماع یہی مراد ہے جبکہ نص اور متواتر اجماع بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔"

انہوں نے ان کے قول مرتین اور فرقتین کو جمع کر دیا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ان کا قول بالا جماع اصل انشقاق کے بارے میں ہو تعداد کے بارے میں نہ ہو۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک روایت یوں بھی مروی ہے "چاند دو حصوں میں منقسم ہو گیا۔ اسی وقت ہم آپ کے ہمراہ منیٰ میں موجود تھے۔ یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے اس فرمان کے معارض نہیں کہ آپ اس وقت مکہ مکرمہ میں تھے۔ انہوں نے یہ وضاحت نہیں کی کہ آپ نے یہ رات مکہ مکرمہ میں بسر کی۔ اگر صراحت کو مقدر مان بھی لیا جائے تو منیٰ بھی مکہ مکرمہ میں ہی ہے، لہٰذا تعارض نہ رہا۔ الطبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ "میں نے چاند کو دو ٹکڑے ہوتے ہوئے دیکھا۔"

الحافظ نے لکھا ہے کہ شق القمر کا معجزہ مکہ مکرمہ میں رونما ہوا تھا۔ اس وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مکہ مکرمہ میں تھے۔ انہوں نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت نہ کی تھی۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔ قمر دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ ایک حصہ کوہ ابی قبیس پر

اور دوسرا حصہ کوہ قعیقعان پر تھا" الحافظ نے لکھا ہے "یہ اس پر محمول ہوگا جس کا میں نے تذکرہ کر دیا ہے۔ یہ دیگر راویوں سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ ابن مردویہ نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے ایک اور سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں شق القمر کا معجزہ رونما ہوا۔ اس وقت ہم مکہ مکرمہ میں تھے۔ ہم مدینہ طیبہ نہیں گئے تھے۔ اس اشارہ سے مراد یہ ہے کہ یہ معجزہ ہجرت سے پہلے رونما ہوا تھا۔ شاید یہ وہم ہے "ہم اس رات منیٰ میں تھے" انہوں نے کسی اور جگہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی دونوں روایتوں کو جمع کرتے ہوئے لکھا ہے۔ انہوں نے ان کے دونوں اقوال (کبھی انہوں نے فرمایا کہ وہ مکہ مکرمہ میں تھے کبھی فرمایا کہ وہ منیٰ میں تھے) کو جمع کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یا تو یہ تعدد کے اعتبار سے ہے اگر چہ تعدد ثابت ہو جائے یا اس سے مراد یہ ہے کہ وہ منیٰ میں تھے جس نے کہا کہ وہ مکہ میں تھے وہ اس کے منافی نہیں ہے کہ جو منیٰ میں ہو گویا کہ وہ مکہ مکرمہ میں ہوتا ہے، لیکن اس کے برعکس نہیں۔ اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ جس میں منیٰ کا تذکرہ ہے اس میں انہوں نے فرمایا: "ہم منیٰ میں تھے۔" جس روایت میں مکہ مکرمہ کا تذکرہ ہے اس میں نَحْنُ (ھم) کا تذکرہ نہیں ہے۔ وہاں فرمایا "شق القمر مکہ مکرمہ میں ہوا" یعنی انشقاق قمر اس وقت ہوا جبکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مکہ مکرمہ میں تھے انہوں نے ابھی تک مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت نہ کی تھی۔ جہاں تک حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی اس روایت کا تعلق ہے۔ "چاند دو حصوں میں منقسم ہو گیا۔ نصف کوہ ابی قبیس پر اور نصف کوہ قعیقعان پر تھا" تو حافظ نے لکھا ہے "اس رات وہ مکہ مکرمہ میں تھے اگر انہیں منیٰ میں فرض کر لیا جائے بھی تو منیٰ بھی تو مکہ مکرمہ میں ہی ہے۔ لہٰذا تعارض ختم ہو گیا۔"

الطبرانی نے حضرت ذر بن حبیش رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "مکہ مکرمہ میں انشقاق قمر ہوا تھا۔ ایک لفظ السویداء بھی ہے۔ الحافظ لکھتے ہیں ایک احتمال یہ ہے کہ ممکن ہے کہ چاند دو حصوں میں منقسم ہی رہا ہو، حتیٰ کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ منیٰ سے مکہ مکرمہ آ گئے ہوں۔ انہوں نے اسی طرح دیکھ لیا ہو لیکن اس موقف میں بُعد ہے۔ ایک احتمال یہ بھی ہے کہ انہوں نے منیٰ سے اسے اسی طرح دیکھا ہو۔ وہ بلند پہاڑ پر ہو۔ انہوں نے پہاڑ کی طرف پر اسے اسی طرح دیکھ لیا ہو' جو غالب روایات کا تقاضا ہے کہ انشقاق قمر غروب قمر کے وقت ہوا تھا۔

پہاڑ کی سمت کی طرف نسبت سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ الحافظ لکھتے ہیں' احتمال یہ بھی ہے کہ انشقاق قمر طلوع قمر کے وقت ہوا ہو، بعض روایات میں ہے کہ اس رات چاند کی چودہ تاریخ تھی۔ کوہ ابی قبیس سے تعبیر کرنا یہ راویوں کی تعبیر ہو، کیونکہ لازم ہے کہ چاند کو دو حصوں میں منقسم دیکھا ہو اس کا ایک حصہ ایک پہاڑ پر اور دوسرا حصہ دوسرے پہاڑ پر ہو۔ دوسرے راوی کا یہ قول اسے تبدیل نہیں کرتا۔ "میں نے ان کے مابین پہاڑ کو دیکھا" یعنی دونوں حصوں کے مابین' کیونکہ جب اس کا ایک حصہ پہاڑی کے دائیں طرف اور دوسرا اس کے بائیں طرف گرا تو ہو سکتا ہے کہ ان کے مابین ایک اور پہاڑ ہو جو اس کے دائیں یا بائیں ہو۔ انہوں نے تصدیق کر دی کہ وہ اسی پر تھا۔"

جمہور فلاسفہ نے انشقاق قمر کا انکار کیا ہے۔ان کی دلیل یہ ہے کہ علوی نشانیوں میں پھٹن نہیں ہو سکتی اسی طرح انہوں نے شب معراج آسمان کے دروازوں کے کھلنے کا انکار کیا ہے۔اسی طرح انہوں نے روز محشر سورج کو لپیٹنے کا انکار کیا ہے۔اس کا جواب یہ ہے کہ اگر وہ کافر ہیں تو وہ پہلے تو دین اسلام کے ثبوت پر مناظرہ کریں، پھر ان مسلمانوں کے ساتھ شرکت کریں جنہوں نے اس کا انکار کیا ہے۔جب مسلمان نے بعض کو چھوڑ کر بعض کا اقرار کر لیا تو اس نے تناقض کو لازم کیا، تو پھر اس کا انکار کی کوئی 38 30
سبیل نہیں جو قرآن پاک میں روز حشر پھٹن اور جوڑ کا تذکرہ ہے اس کا وقوع حضور اکرم ﷺ کے لئے بطور معجزہ ثابت ہو گیا۔

قدماء علماء نے بھی اس کا جواب دیا ہے۔ابو اسحاق زجاج نے المعانی میں لکھا ہے "بعض بدعتیوں نے ملت کے مخالفین کی موافقت کرتے ہوئے شق القمر کا انکار کیا ہے، لیکن عقل کی رو سے اس میں انکار کی مجال نہیں کیونکہ چاند اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے۔وہ جیسے چاہتا ہے کرتا ہے جیسے وہ روزِ حشر اس کو لپیٹ دے گا اور اسے فناء کر دے گا بعض لوگوں نے کہا ہے کہ اگر اس طرح کا معجزہ وقوع پذیر ہوتا تو متواتر روایت ہوتا۔اہل زمین اسے جاننے میں مشترک ہوتے۔اس کے ساتھ اہل مکہ مخصوص نہ ہوتے۔" صحیح موقف یہ ہے کہ یہ معجزہ رات کے وقت رونما ہوا تھا۔اگر لوگ سو رہے تھے کوئی آسمان کی طرف دیکھ رہا تھا۔رات کے وقت مشاہدہ سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ چاند طلوع ہوا ہے ستارے ظاہر ہیں کوئی کوئی ہی انہیں دیکھتا ہے۔اسی طرح شق القمر معجزہ تھا۔جو رات کے وقت رونما ہوا تھا۔جو ان لوگوں کے لئے رونما ہوا تھا جنہوں نے اس کے متعلق پوچھا۔اسے پسند کیا تھا۔دوسرا کوئی شخص اس کے لئے تیار نہ تھا۔

بعض قدماء اہل علم نے کہا ہے کہ رب تعالیٰ کے فرمان "انشق القمر" سے مراد یہ ہے کہ عنقریب وہ شق ہو جائے گا۔جیسے کہ اس نے ارشاد فرمایا۔

اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ (النحل:۱)

ترجمہ: قریب آ گیا ہے حکم الٰہی۔

یعنی عنقریب ایسا ہو گا۔اس سے وقوع کے تحقق میں مبالغہ مقصود ہے اور اسے واقع کے قائم مقام رکھا گیا لیکن جو جمہور کا مؤقف ہے وہی درست ہے۔جیسے کہ حضرات ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حذیفہ رضی اللہ عنہ وغیرہ نے جزم کے ساتھ کہا ہے اس کے بعد رب تعالیٰ کا یہ فرمان بھی اسی کی تائید کرتا ہے۔

وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۝۲ (القمر:۲)

ترجمہ: اگر وہ کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہنے لگتے ہیں یہ بڑا زبردست جادو ہے۔

جیسے کہ اس باب کی ابتداء میں گزر چکا ہے۔امام حلیمی نے ذکر کیا ہے کہ ان کے زمانے میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔انہوں نے تیسری شب کو ہلال کو دیکھا۔وہ دو حصوں میں منقسم تھا۔ان میں سے ہر ایک کا عرض اس چاند جتنا تھا جتنا وہ چار یا پانچ تاریخ کو ہوتا ہے پھر وہ باہم مل گیا وہ بڑے لیموں کی شکل میں ہوا پھر غائب ہو گیا۔"

چوتھا باب

آپ کے لئے سورج کا رک جانا

الطبرانی نے (انہوں نے اس روایت کو حسن کہا ہے) ابوالحسن ہیثمی نے مجمع الزوائد میں ابن حجر نے فتح الباری میں ابوزرعہ عراقی نے شرح تقریب میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورج کو حکم دیا کہ وہ دن کی ایک ساعت متاخر ہو جائے تو وہ دن کی ایک ساعت متاخر ہو گیا۔"

امام بیہقی نے یونس بن بکیر کی سند سے اسماعیل بن عبدالرحمٰن سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا:"جب حضور سیاح لا مکاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ اپنی قوم کو کارواں کے بارے بتایا۔ اونٹ کی علامت بتائی تو انہوں نے کہا وہ کارواں کب آئے گا؟ آپ نے فرمایا:"بدھ کو" بدھ کے روز قریش بلند مقامات پر چڑھ گئے۔ وہ دیکھ رہے تھے۔ دن ختم ہونے لگا تھا مگر کارواں ابھی تک نہ آیا تھا۔ آپ نے دعا فرمائی دن کی ایک ساعت میں اضافہ کر دیا گیا سورج کو آپ کے لئے روک دیا گیا۔ یہ سورج صرف ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اور حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کے لئے روکا گیا تھا۔ جب انہوں نے روز جمعہ کو جبارین کے ساتھ جہاد کیا جب سورج ڈھلنے لگا تو انہیں خدشہ لاحق ہوا کہ وہ ان کی فراغت سے قبل ڈوب جائے گا۔ ہفتہ آ جائے گا۔ اس میں ان کے لئے قتال حلال نہ رہے گا۔ انہوں نے رب تعالیٰ سے دعا مانگی، سورج لوٹا دیا گیا حتیٰ کہ وہ دشمن کے قتال سے فارغ ہو گئے۔ الحافظ ابوالفتح ابن سید الناس نے اپنی کتاب بشریٰ اللبیب بذکری الحبیب" کے قصیدہ میں لکھا ہے:

وقفت له شمس النهار كرامةً   كما وقفت شمس النهار ليو شعا
وردت عليه الشمس بعد غروبها   هذا من الاتقان اعظم موقعا

ترجمہ: آپ کی عزت و کرامت کے لئے دن کا سورج آپ کے لئے رک گیا جیسے کہ دن کا سورج حضرت یوشع علیہ السلام کے لئے رکا تھا۔ آپ کے لئے تو سورج غروب ہونے کے بعد بھی واپس آیا۔ یہ یقین و احکام کے اعتبار سے بڑا معجزہ ہے۔

علامہ بہاء الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قصیدہ "هدية المسافر الى الفور المسافر" میں لکھا ہے:

و شمس الضحى طاعته وقت مغيبها   فما غربت بل وافقتك بوقفة
وردت عليك الشمس بعد مغيبها   كما انها قدما ليوشع ردت

چاشت کے سورج نے آپ کی اطاعت کی۔ اس کے غروب کا وقت تھا۔ وہ غروب نہ ہوا بلکہ آپ کے لئے ٹھہر گیا۔

غروب آفتاب کے بعد سورج آپ کے لئے واپس لوٹ آیا، جیسے کہ یہ گزشتہ زمانہ میں یہ حضرت یوشع کے لئے لوٹایا گیا تھا۔

پانچواں باب

سورج الٹے پاؤں پلٹے

الطبرانی نے معجم الکبیر میں یوں روایت نقل کی ہے۔"حدثنا جعفر بن احمد بن سنان الواسطی حدثنا ابو العباس احمد بن یحیی الحراد بالموصل، حدثنا علی بن منذر، حدثنا محمد بن فضیل، حدثنا فضیل بن مرزوق عن ابراہیم بن عن فاطمۃ بنت حسین بن علی عن اسماء بنت عمیس۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "جب سرور دو عالم ﷺ پر نزول وحی ہوتا تو قریب تھا کہ آپ بے ہوش ہو جاتے۔ ایک دفعہ آپ پر وحی نازل ہو رہی تھی آپ کا سر اقدس حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی آغوش میں تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا "علی! کیا تم نے نماز عصر ادا کر لی ہے؟ انہوں نے عرض کی:" نہیں! یارسول اللہ! ﷺ آپ نے رب تعالیٰ سے دعا مانگی۔ سورج واپس آ گیا حتیٰ کہ انہوں نے نماز عصر پڑھ لی۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "میں نے غروب کے بعد آفتاب جہاں تاب کو دیکھا وہ لوٹ آیا حتیٰ کہ انہوں نے نماز عصر پڑھ لی۔"

الحافظ ابو الحسن الہیثمی نے کہا ہے کہ اس روایت کے راوی، صحیح کے راوی ہیں۔ سوائے ابراہیم بن حسن کے۔ وہ بھی ثقہ ہیں۔ ابن حبان نے انہیں ثقہ کہا ہے" میں کہتا ہوں" اس کو ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے، مگر انہوں نے جرح کا ذکر نہیں کیا۔ ذھبی نے المغنی میں اسے الضعفاء میں ذکر کیا ہے۔ الحافظ ابن حجر نے اسے تعجیل المنفعتہ بزوائد رجال الائمۃ الاربعۃ" انہوں نے اس میں اس کا ذکر نہیں کیا، کیونکہ یہ وہاں مستند ہے۔" میں کہتا ہوں" انہوں نے حدیث کی وجہ سے اس کا وہاں ذکر کیا ہے۔ ابراہیم اس میں منفرد نہیں ہوئے بلکہ عروہ بن عبد اللہ بن قشیر نے حضرت فاطمہ بنت علی رضی اللہ عنہما سے اسے روایت کیا ہے۔ جیسے ابھی آ رہا ہے۔ ہیثمی نے کہا ہے" میں فاطمہ بنت رضی اللہ عنہا کو نہیں جانتا۔" میں کہتا ہوں" یہ وہی فاطمہ ہیں جن سے امام نسائی اور ابن ماجہ نے تفسیر میں روایت کیا ہے۔ الحافظ ابن حجر نے انہیں تقریب التہذیب میں ثقہ کہا ہے۔ ابو جعفر بن محمد اور جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہم نے ان کی تبع کی ہے۔

امام الطبرانی نے کہا ہے۔"حدثنا الحسین بن اسحاق التستری حدثنا عثمان بن ابی شیبہ (ح) وحدثنا عبید بن سنام حدثنا ابو بکر ابن ابی شیبہ قالا حدثنا عبید اللہ بن ابی موسیٰ عن فضیل بن مرزوق عن ابراہیم بن حسن عن فاطمۃ بنت الحسین عن اسماء بنت عمیس۔ حسین بن اسحاق نے اسی طرح روایت کیا ہے۔ امام ذہبی نے تاریخ الاسلام میں انہیں" ثقہ محدث" کہا ہے۔ عبید بن سنام سے مراد ابن حفص بن غیاث ہے۔ مسلم بن قاسم نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ ابو بکر اور عثمان، ابو شیبہ کے فرزند ہیں۔ یہ صحیح مسلم اور

صحیح بخاری کے راویوں میں سے ہیں۔ عبید اللہ ابن موسیٰ صحیحین کے راویوں میں سے ہیں۔ انہوں نے اسے ثقہ کہا۔ فضیل بن مرزوق سے امام مسلم نے اور ائمہ اربعہ نے روایت کیا ہے۔ الحافظ ابن حجر نے تقریب میں انہیں صدوق کہا ہے۔ انہوں نے ابراہیم بن حسن اور ابن حبان کو ثقہ کہا ہے۔ حضرت فاطمہ بنت علی رضی اللہ عنہما سے ابوداؤد نے مراسیل میں روایت کیا ہے حافظ نے تقریب میں انہیں ثقہ کہا ہے۔"

تنبیہہ

سابقہ روایت میں ہے "عن ابراھیم بن حسن عن فاطمۃ بنت علی عن اسماء" جبکہ اس روایت میں ہے عن فاطمۃ بنت الحسین عن ابیھا۔ تمام نے حضرات فاطمۃ بنت علی اور فاطمہ بنت حسین سے اور انہوں نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ حضرت فاطمہ بنت حسین حضرت ابراہیم بن حسن بن راوی کی والدہ تھیں گویا کہ انہوں نے اپنی والدہ ماجدہ اور پھوپھو جان حضرت فاطمہ بنت علی رضی اللہ عنہم سے سنا کبھی اسے اپنی امی جان سے اور کبھی پھوپھو جان سے روایت کیا۔ ابن جوزی نے اسے اضطراب کہا ہے حالانکہ یہ اس طرح نہیں ہے۔"

الطبرانی نے کہا ہے:

حدثنا اسماعیل بن حسن الخفاف، حدثنا شاذان بن الفضل حدثنا ابو الفضل محمد بن عبیداللہ القصار عصر حدثنا یحیی بن ایوب العلاف قال حدثنا احمد بن صالح عن محمد بن اسماعیل بن ابی فدیك، اخبرنی محمد بن محمد بن موسیٰ القطری، عن عون بن محمد عن امه ام جعفر عن اسماء بنت عمیس۔

قال شاذان حدثنا ابو الحسن احمد بن عمیر حدثنا احمد بن الولید بن بردالانطا کی حدثنا محمد بن اسماعیل بن ابی فدیك به عن اسماعیل بن الحسن بن الخفاف، ابن یونس نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ یحییٰ بن ایوب نسائی کے راویوں میں سے ہیں۔ الحافظ نے التقریب میں انہیں صدوق کہا ہے احمد بن صالح بخاری کے راویوں میں سے ہیں ابوداؤد نے بھی ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے تقریب میں کہا ہے "ثقہ حافظ ہیں" امام نسائی نے دلیل کے بغیر ہی ان کے بارے گفتگو کی ہے۔ ابو الحسن احمد بن عمر بن جوصا کو امام الطبرانی نے ثقہ کہا ہے۔ ابو علی الحافظ نے کہا ہے "یہ ارکان حدیث میں سے ایک رکن تھے" "ائمہ مسلمین میں سے امام تھے۔ انہوں نے ڈھیر کو تجاوز کیا تھا۔ الحافظ نے انکشاف میں لکھا ہے "یہ صدوق تھے" دارقطنی نے لکھا ہے "یہ قوی نہ تھے" ذھبی نے تاریخ الاسلام میں لکھا ہے "یہ ثقہ تھے۔ ان کی احادیث غرائب نہیں ہیں۔ ان کے ضعیف ہونے کی کوئی علت نہیں ہے۔"

احمد بن ولید بن برد نے ان کی علت بیان کی ہے۔ ابن حبان نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ ابن ابی حاتم نے ان کا تذکرہ کیا

ہے مگر ان پر جرح نہیں کی۔انہوں نے کہا ہے ''ابو محمد بن اسماعیل بن ابی فدیک سے عمدہ روایات نقل کی گئی ہیں ائمہ اربعہ نے ان سے روایت کیا ہے۔امام بخاری نے تاریخ میں ان کا ذکر کیا ہے مگر ان سے روایت نہیں لی۔الحافظ نے التقریب میں انہیں صدوق کہا ہے۔ان پر شیعہ ہونے کا الزام تھا'' عون بن محمد بن علی بن ابی طالب۔ابن حبان نے انہیں ثقہ لکھا ہے۔امام بخاری نے تاریخ میں ان کا ذکر کیا ہے۔مگر انہیں ضعیف نہیں کہا۔''ام جعفر'' انہیں ام ''مقبولۃ'' کہا گیا ہے۔امام ذہبی نے اسے اسی سند سے مختصر الموضوعات میں ذکر کیا ہے۔ابن جوزی نے اسے غریب عجیب کہا ہے۔اس میں ابن ابی فدیک منفرد ہیں وہ صدوق ہیں۔ان کے شیخ قطری بھی صدوق ہیں انہوں نے ان سے بطور اعتراض یہ روایت تحریر کی ہے ''سورج کو صرف حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کے لئے ہی روکا گیا تھا'' اس کا جواب عنقریب آئے گا۔انہوں نے اس کے علاوہ کسی اور علت کا ذکر نہیں کیا۔

قال شاذان الفضلی حدثنا ابو الحسن علی بن ابراھیم بن اسماعیل بن کعب الدقاق بالموصل حدثنا علی بن جابر الاودی حدثنا عبدالرحمٰن بن شریك حدثنا ابی حدثنا عروۃ بن قشیر۔

یہ حضرت فاطمہ بنت علی الاکبر کی خدمت میں گئے۔انہوں نے فرمایا: ''مجھے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے۔
علی بن ابراہیم الازدی نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے خطیب نے تاریخ میں ان سے روایت نقل کی ہے۔علی بن جابر ''الازدی'' ابن حبان نے انہیں ثقہ کہا ہے۔''عبدالرحمان بن شریک'' امام بخاری نے الادب میں ان سے روایت کیا ہے'' الحافظ نے تقریب میں انہیں صدوق کہا ہے۔ان کے والد سے امام مسلم اور ائمہ اربعہ نے روایت کیا ہے۔
امام بخاری نے ان سے تعلیقاً روایت کیا ہے۔التقریب میں انہیں صدوق کہا گیا ہے لیکن یہ بہت سی خطائیں کر جاتے تھے۔عروہ بن قشیرہ ابوداؤد اور ترمذی نے الشمائل میں ان سے روایت کیا ہے۔الحافظ نے التقریب میں انہیں ثقہ کہا ہے۔''فاطمہ بنت علی'' ان پر تبصرہ گزر چکا ہے۔

یہ روایت اور بھی کئی طرق سے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔میں نے ان تمام کا تذکرہ اپنی کتاب ''مزیل اللبس عن حدیث رد الشمس میں کر دیا ہے۔میں نے وہاں حدیث علی کا ذکر کیا ہے۔جسے شاذان نے روایت کیا ہے۔میں نے ابن حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی روایت کا ذکر بھی کیا ہے جسے دولابی نے ''الذریۃ الطاہرۃ'' میں اور الخطیب نے اسے تلخیص المتشابہ میں ذکر کیا ہے۔وہاں ابوسعید کی حدیث بھی ہے۔جسے ابو القاسم عبیداللہ نے روایت کیا ہے۔یہ حنفی فقہ پر نیشاپور کے قاضی تھے۔
امام ذھبی نے اسے موضوعات ابن جوزی میں ذکر کیا ہے۔انہوں نے اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ابن مردویہ، ابن شاہین اور ابن منذر نے اسے روایت کیا ہے
ہمارے شیخ نے ''الدرر المنتثرۃ فی الاحادیث المشتہرۃ'' میں اسے ذکر کیا ہے۔میں نے ان کی احادیث کا تذکرہ پہلے کیا ہے۔میں نے ان کے راویوں کے بارے اپنی کتاب ''مزیل اللبس من حدیث ''رد الشمس'' میں گفتگو کی ہے۔

ایک روایت وہ بھی ہے جسے امام طحاوی نے اپنی تصنیف لطیف "مشکل الآثار" میں نقل کیا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ یہ دونوں روایتیں ثابت ہیں ان کے راوی ثقہ ہیں۔ انہوں نے اسے شفاء از قاضی عیاض علیہ الرحمہ سے نقل کیا ہے۔ اسے حافظ ابن سید الناس نے "بشری اللبیب" میں ذکر کیا ہے۔ انہوں نے اپنے قصیدہ کے شعر میں کہا ہے۔

و رد علیه الشمس بعد غروبها   و هذا من الایقان اعظم موقعا

"غروب آفتاب کے بعد آفتاب کو آپ پر لوٹا دیا گیا۔ یہ یقین کے اعتبار سے سب سے بڑا معجزہ ہے۔"

الحافظ علاء الدین بن مغلطای نے اپنی تصنیف لطیف الزھر الباسم اور الاذری نے عری الایمان میں اور امام نووی نے شرح مسلم میں باب حل الغنائم لھذہ الامۃ" میں الحافظ نے "تخریج احادیث الرافعی فی باب الاذان" میں "جیسے کہ معتمد نسخہ میں ہے" نقل کیا ہے۔ حافظ ابو الفتح الاذری نے اسے برقرار رکھا ہے اور اس کی تصحیح کی ہے۔ ابن العدیم نے اسے تواریخ حلب میں لکھا ہے۔ ابوزرعہ بن الحافظ ابی الفضل العراقی نے اپنے والد گرامی کی تقریب کی شرح میں اسے نقل کیا ہے" امام احمد" نے لکھا ہے۔ "تمہارے لئے یہی کافی ہے۔ علم و عرفان کی روشن شاہراہ پر چلنے والا کسی کی راہ روکنے کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے مروی روایت کو یاد نہ کرے، کیونکہ یہ نبوت کی علامات میں سے ہے۔ اسے امام طحاوی نے نقل کیا ہے۔ حفاظ میں سے ابن جوزی سے اس روایت کو موضوعات میں شمار کیا ہے۔ الحافظ ابن حجر نے فتح الباری کے باب احلت لکم الغنائم "میں اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ ابن جوزی نے اسے موضوعات میں لکھ کر خطا کی ہے" حافظ مغلطای نے الزھرہ الباسم" میں اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ ابن جوزی نے اسے موضوعات میں شمار کر کے عمدہ کام نہیں کیا کیونکہ ان کے لئے وہ سند ظاہر نہیں ہوئی ایک جماعت سے نقل جو ان ائمہ کے لئے ہوئی" ہمارے شیخ نے مختصر الموضوعات میں لکھا ہے کہ ابن جوزی نے اس روایت کا تذکرہ موضوعات میں کر کے بڑی زیادتی کی ہے۔"

تنبیہات:

ا۔ ابن کثیر نے امام احمد اور حفاظ کی ایک جماعت سے روایت کیا ہے، کہ انہوں نے اس حدیث کے موضوع ہونے کی صراحت کی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان تک یہ روایت بعض کذابین کی سند سے پہنچی۔ سابقہ اسناد سے ان تک نہ پہنچی تھی۔ سابقہ اسناد کو پیش نظر رکھ کر اس پر ضعیف ہونے کا حکم بھی نہیں لگایا جا سکتا چہ جائیکہ اس کے موضوع ہونے کا حکم لگایا جائے اگر تم ان ائمہ کو اس روایت کی مذکورہ بالا اسانید پیش کرو تو وہ خود اعتراف کریں گے کہ اس حدیث پاک کی کوئی اصل ہے یہ موضوع نہیں ہے اور جو انہوں نے قواعد سے اسے آسان لیا ہے وہ بھی ان پر عیاں ہو جاتا۔ حفاظ کی ایک جماعت نے اسے اپنی کتب میں نقل کیا ہے یا اس تقویت کے لئے روایت لکھی ہے جس سے اس کو تقویت نصیب ہوتی ہے، اور اس شخص کے موقف کو رد کر دیتا ہے جس نے اس پر موضوع ہونے کا حکم

لگایا ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اور مجھ پر رحم کرے ہم نے اس روایت کے متعلق حفاظ کا جو کلام نقل کیا ہے۔اس سے تمہارے لئے عیاں ہو گیا ہوگا کہ اس کے راوی ثقہ ہیں۔ان میں سے ایک شخص بھی نہیں جس پر تہمت لگائی گئی ہو یا جس کے متروک ہونے پر اجماع ہو۔تم پر عیاں ہو چکا ہوگا کہ یہ روایت ثابت ہے اور باطل نہیں ہے۔ان امور کا جواب باقی رہ گیا ہے جس کی بناء پر اس میں علت نکالی گئی ہے۔مندرجہ ذیل امور کی وجہ سے اس میں عیب نکالا گیا ہے۔

ا۔ اس کی سند کے بعض راویوں کے اعتبار سے۔ابن جوزی نے اسے فضیل بن مرزوق کی سند سے روایت کیا ہے اور اس میں علت بیان کی ہے، پھر انہوں سے ابن معین نے اس کا ضعف بیان کیا ہے۔ان کے متعلق ابن حبان نے لکھا ہے کہ یہ کبھی کبھی ثقہ پر بھی خطاء کر جاتے تھے،اور موضوع روایات بیان کر جاتے تھے۔فضیل سے امام مسلم نے روایت کیا ہے۔دونوں حضرات روایت سفیان نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ابن معین نے بھی انہیں ثقہ کہا ہے۔جیسے کہ ابن ابی خیثمہ سے مروی ہے۔عبدالخالق بن منصور نے انہیں صالح الحدیث کہا ہے۔امام احمد نے لکھا ہے"میں ان کے متعلق صرف بھلائی ہی جانتا ہوں۔عجلی نے لکھا ہے کہ یہ صدوق اور جائز الحدیث تھے۔ابن عدی نے لکھا ہے"ان میں کوئی عیب نہ تھا۔امام بخاری نے تاریخ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔انہیں کمزور نہیں کہا۔ابن ابی حاتم نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے کہ وہ صالح الحدیث تھے صدوق تھے۔بڑے اہتمام سے حدیث روایت کرتے تھے۔یہ سارے اقوال شیخ الاسلام ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں نقل کئے ہیں۔جس شخص کے بارے میں اتنے حسین تبصرے کئے گئے ہوں۔اس کی حدیث پر موضوع ہونے کا حکم کیسے لگایا جا سکتا ہے، پھر ابن جوزی نے لکھا ہے کہ ابن شاہین نے اپنے شیخ ابن عبدہ سے عبدالرحمان بن شریک کی سند سے روایت کیا ہے ابو حاتم نے انہیں حدیث بیان کرنے میں کمزور کہا ہے۔اسی عبدالرحمان کو ابن حبان نے ثقہ کہا ہے۔انہوں نے لکھا ہے کہ یہ کبھی کبھی خطاء کر جاتے تھے۔الحافظ ابن حجر نے تقریب میں انہیں صدوق کہا ہے۔ابن جوزی نے لکھا ہے۔میں صرف ابن عقدہ پر تہمت لگاتا ہوں کہ وہ رافضی تھا۔اگر وہ اس روایت کی اصل کی رو سے ان پر یہ تہمت لگا رہے ہیں تو یہ روایت ابن عقدہ کے وجود سے پہلے ہی معروف تھی۔امام ذھبی نے مختصر منہاج الاعتدال میں لکھا ہے کہ بلا شبہ ابن شریک سلمی نے انہیں روایت بیان کی ہے،اور دوسری سند سے بھی مروی ہے جو اس سے قوی ہے۔ انہوں نے وہ سند مراد لی ہے جس سے ابن شاہین نے ان سے روایت نقل کی ہے۔ابن عقدہ اس میں منفرد نہیں ہیں بلکہ دوسرے راویوں نے بھی ان کی تبع کی ہے۔شاذان نے کہا ہے"حدثنا ابوالحسن علی بن سعید بن کعب دقاق بالموصل حدثنا علی بن جابر الاودی حدثنا عبدالرحمان شریک بہ حدثنا علی بن سعید۔علی بن سعید اور علی بن جابر دونوں ثقہ ہیں۔پہلے کو ابوالفتح اسعدی نے اور دوسرے کو ابن حبان نے ثقہ لکھا ہے۔"

۲۔ الجوزقانی اور ابن جوزی وغیرہما نے اس وجہ سے بھی اس روایت پر اعتراض کیا ہے کہ صحیح روایات میں ہے کہ سورج کو صرف حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کے لئے روکا گیا۔ اس اعتراض کا جواب امام طحاوی نے مشکل الآثار میں دیا ہے۔ ابن رشد نے اپنی مختصر میں اسے برقرار رکھا ہے کہ اس جگہ جس کا ذکر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے مروی روایت کے علاوہ ہے جس میں ذکر ہے کہ اسے غروب کے بعد لوٹایا گیا۔ الحافظ نے باب "احلت لکم الغنائم" میں فتح الباری میں لکھا ہے۔ پہلے انہوں نے شب معراج کی صبح کو سورج کو روکنے کی روایت ذکر کی پھر لکھا "اس روایت کے معارض وہ حدیث نہیں ہے جسے امام احمد نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ سورج صرف حضرت یوشع بن نون رضی اللہ عنہ کے لئے روکا گیا" اس میں حصر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل انبیاء اکرام علیہم السلام کے لئے ہے۔ "سورج کو نہیں روکا گیا مگر یوشع بن نون رضی اللہ عنہ کے لئے" اس میں نفی ہے۔ اس کے بعد یہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے روکا گیا۔"

۳۔ اس روایت میں اضطراب ہے۔ اس باب کی پہلی تنبیہ میں اس کا رد کر دیا گیا ہے۔

۴۔ جوزقانی اور ان کے پیروکاروں نے کہا ہے کہ اگر سورج لوٹایا جانا ہوتا تو غزوہ خندق کے روز اسے لوٹایا جاتا۔ یہ لوٹانا زیادہ مناسب تھا۔ میں اس کے جواب میں کہتا ہوں "حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لئے سورج کا لوٹ آنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کی وجہ سے تھا۔ یہ امر کسی بھی روایت میں نہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ خندق میں سورج لوٹانے کے لئے دعا کی ہو، جبکہ قاضی عیاض نے الاکمال میں ذکر کیا ہے، کہ غزوہ خندق میں آپ کے لئے سورج کو لوٹایا گیا (اللہ اعلم) میں نے اس روایت کے ضعف کو مزیل اللبس میں ذکر کیا ہے۔

۵۔ ابن تیمیہ نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی روایت کی علت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ اس وقت "اپنے خاوند محترم کے ساتھ حبشہ میں تھیں۔ میں کہتا ہوں۔" یہ بلاشبہ وہم ہے اس میں کسی کا ذرہ بھر بھی اختلاف نہیں کہ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ اور ان کی زوجہ محترمہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس وقت حاضر ہوئے۔ جس وقت آپ خیبر میں تھے۔ آپ نے خیبر فتح فرمالیا تھا آپ نے ان کے لئے اور ان کے ساتھیوں کے لئے حصے نکالے۔

۶۔ ابن جوزی نے لکھا ہے کہ اس حدیث کو وضع کرنے والے کی غفلت دیکھیں کہ اس نے فضیلت کی صورت کو دیکھا لیکن اس کے مفید نہ ہونے کو نہ دیکھا کہ نماز عصر سورج غروب ہونے کے بعد قضاء ہو جاتی ہے سورج کا واپس آ جانا اسے ادا نہیں کر سکتا۔" انہوں نے فرمایا: "اگر سورج کا واپس آ جانا نفع مند نہ ہوتا اور اس سے وقت کی تجدید نہ ہوتی تو سورج کو واپس لوٹایا ہی نہ جاتا۔

التذکرہ کے اوائل میں لکھا ہے "جب سورج لوٹ آیا تو گویا کہ وہ غروب ہی نہیں ہوا" واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

۳۔ میری اس گفتگو سے آگاہ ہو جانے والے پر لازم ہے کہ میرے بارے میں یہ گمان ہرگز نہ کرے کہ میں تشیع کی طرف

میلان رکھتا ہوں۔ رب تعالیٰ جانتا ہے کہ معاملہ اس طرح نہیں ہے میں نے یہ بات اس لئے لکھی ہے کیونکہ الحافظ جسکانی کے بارے میں امام ذہبی نے لکھا ہے کہ وہ تشیع کی طرف میلان رکھتے تھے کیونکہ رد الشمس کی روایت میں ایک جزو املاء کروایا ہے اس شخص کا تعارف اس کے شاگرد حافظ عبد الغفار بن اسماعیل فارسی نے "ذیل تاریخ نیشاپور" میں لکھا ہے۔ انہوں نے ان کی گرفت نہیں کی بلکہ بہت اچھے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ اسی طرح دیگر مورخین نے ان کا تذکرہ اچھے الفاظ میں کیا ہے۔ ہم رب تعالیٰ سے التجاء کرتے کہ ہم لوگوں کی خواہشات میں غواصی کریں۔ جس سے ہم آگاہ ہیں اور جس سے ہم آگاہ نہیں۔"

چھٹا باب

ابر کرم سحاب رحمت

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے: "میں جب بھی حضور اکرم رحمت عالم ﷺ کے روئے زیبا کی زیارت کرتا تو مجھے شاعر کا یہ شعر یاد آجاتا:

و ابیض یستسقی الغمام بوجھہ ثمال الیتامیٰ عصمۃ للارامل

ترجمہ: وہ سفید چہرہ انور والے ہیں۔ آپ کے روئے تاباں کے طفیل ابر کرم طلب کیا جاتا ہے۔ آپ یتیموں کے لئے ملجاء ماویٰ اور بیوگان کی پناہ گاہ ہیں۔

حتیٰ کہ تمام پرنالوں سے زور زور سے پانی گرنے لگتا۔

امام بخاری اور ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص جمعۃ المبارک کے روز مسجد نبوی کے دروازے سے داخل ہوا۔ وہ منبر رسول ﷺ کے سامنے سے داخل ہوا۔ حضور اکرم ﷺ منبر پر رونق افروز تھے، اور خطبہ ارشاد فرما رہے تھے وہ آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ عرض پیرا ہوا "یارسول اللہ! ﷺ اموال و مویشی ہلاک ہو گئے۔ راستے منقطع ہو گئے۔ آپ رب تعالیٰ سے التجاء کریں کہ وہ ہم پر ابر کرم برسائے۔"

آپ نے اپنے دست اقدس بلند کئے، پھر یہ دعا مانگی "مولا! ہم پر ابر کرم برسا" آپ نے دو دفعہ یونہی التجاء کی۔

"حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قسم بخدا! ہمیں آسمان پر کوئی بادل نظر نہ آ رہا تھا، نہ ہی کوئی گھٹا نظر آ رہی تھی۔ ہمارے اور کوہ سلع کے مابین کوئی عمارت اور گھر نہ تھا۔ اس کے پیچھے سے بادل پہاڑوں کی مانند اٹھا، پھر آپ منبر انور سے نہ اترے حتیٰ کہ میں نے دیکھا کہ آپ کی ریش مبارک سے لگاتار بارش کے قطرات گر رہے تھے۔ میں نے وقت صبح سورج نہ دیکھا۔ آئندہ جمعۃ المبارک تک لگاتار بارش ہوتی رہی، پھر وہی شخص اسی دروازے سے داخل ہوا آپ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ وہ

آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ اس نے عرض کی: "یارسول اللہ! ﷺ اموال و مویشی ہلاک ہو گئے۔ راستے منقطع ہو گئے۔ رب تعالیٰ سے التجاء کریں کہ وہ اب بارش کو روک لے" آپ نے اپنے دست اقدس بلند فرمائے۔ عرض کی "مولا! ہمارے ارد گرد برسا' ہم پر نہ برسا' مولا! ٹیلوں پر' پہاڑوں پر' پہاڑیوں پر' وادیوں کے دامنوں میں اور جنگل میں بادل برسا۔" یونہی آپ نے بادل کی سمت اشارہ فرمایا تو وہ فوراً پھٹ گیا حتیٰ کہ مدینہ طیبہ پر گول دائرہ کی مانند ہو گیا پورا ایک مہینہ وادی پانی سے بہتی رہی۔ جو بھی آیا اس نے بتایا کہ ابر کرم خوب برسا ہے" اس روایت کو امام احمد اور شیخان نے کئی طرق سے روایت کیا ہے۔

دوسری داستان محبت

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "ایک اعرابی بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ! ہم آپ کی خدمت میں آئے ہیں۔ اس وقت نہ تو کوئی ہمارا اونٹ ایسا ہے جو آواز نکال سکے، نہ ہی کوئی بچہ ایسا ہے جو رو سکے" اس نے یہ اشعار پڑھے:

ایتسناك والعذاء یدمی لبانها وقد شغلت ام الصبی عن الطفل

یارسول اللہ ﷺ اس حال میں آپ کے پاس حاضر ہوئے ہیں کہ کنواری لڑکیوں کی زبانوں سے لہو رواں ہے اور ماؤں نے اپنے بچوں کو فراموش کر دیا ہے۔

والقی بکفیه الصبی استکانةً من الجوع ضعفا ما یمرو یحلی

ترجمہ: کمزوری کی وجہ سے جوان سر راہ گزر رہے ہیں۔ ان میں اتنی ہمت بھی نہیں کہ وہ کوئی بری یا اچھی بات کر سکیں۔

و لا شئی مما یاکل الناس عندنا سوی الحنظل القامی والعلهز العسل

ترجمہ: یارسول اللہ ﷺ! ہمارے پاس ایسی کوئی چیز نہیں رہی جسے لوگ کھائیں مگر یا اندرائن ہے یا جانوروں کا گند ہے۔

و لیس لنا الاالیك فرارنا واین فرار الناس الا الی الرسل

آپ کی بارگاہ والا سے راہ فرار اختیار کر کے ہم کہاں جائیں لوگ اپنے رسل عظام علیہم السلام سے بھاگ کر کہاں جا سکتے ہیں۔

آپ اٹھے، حتیٰ کہ آپ منبر پر جلوہ افروز ہوئے، پھر دست اقدس بلند فرمائے۔ یہ دعا مانگی "مولا! ہم پر ایسی بارش فرما جو ہماری معاون و مددگار ہو جو ہمیں خوش حال بنا دے۔ وہ زیادہ ہو۔ وہ ہمارے لئے مفید ہو، مضر نہ ہو۔ اس ابر رحمت کی وجہ سے کھیریاں دودھ سے لبریز ہو جائیں اس کی وجہ سے فصلیں اگ آئیں۔ زمین کو خشک ہو جانے کے بعد حیات نو نصیب ہو۔ ارے لوگو! تمہیں بھی اسی طرح نکالا جائے گا۔"

آپ نے ابھی اپنے روئے زیبا کی طرف ہاتھ نہیں اٹھائے تھے حتیٰ کہ آسمان سیاہ بادلوں سے بھر گیا حتیٰ کہ پہاڑوں

کے دامنوں میں رہنے والے چیختے ہوئے حاضر ہوئے۔انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ! ﷺ "ہم غرق ہو گئے" آپ نے اپنے دست اقدس آسمان کی طرف بلند کر دیئے۔عرض کی "مولا! ہمارے اردگرد برسا۔ہم پر نہ برسا" بادل مدینہ طیبہ پر سے پھٹ گیا۔آپ مسکرانے لگے حتیٰ کہ دندان مبارک نظر آنے لگے۔

آپ نے فرمایا: "اللہ کی شان! جناب ابوطالب نے کیا خوب کہا تھا۔اگر وہ زندہ ہوتے تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں۔" حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کی "یارسول اللہ! ﷺ گویا کہ آپ یہ شعر مراد لے رہے ہیں۔"

و ابیض یستقی الغمام بوجه ثمال الیتامی و عصمة للارامل

بنو کنانہ کا ایک شخص اٹھا۔اس نے یہ اشعار پڑھے:

لك الحمد والحمد لمن شکر سقینا بوجه النبی المطر

ترجمہ: اے میرے مولا! تیرے لئے ہی حمد و ثناء ہے یہ حمد اس شخص کی طرف سے ہے جس نے تیرا شکر ادا کیا تو نے ہمیں آپ کے روئے تاباں کے طفیل بادل سے نوازا ہے۔

دعا الله خالقه دعوة الیه واشخص منه البصر

ترجمہ: آپ نے اپنے خالق کریم سے دعا مانگی۔اس ذات بابرکات کی زیارت سے تو آنکھیں چندھا جاتی ہیں۔

اغاث به الله علیا مضر و هذا العیان لذاك الخبر

ترجمہ: آپ کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے مضر کے بلند مقامات پر ابر کرم نازل کیا۔یہ اس روایت کا مشاہدہ ہے۔

فلم تك الا کف الردا والسرع حتی رائینا الدر

ترجمہ: یہ ایسا ہی تھا گویا کہ یہ ہلاکت کو روکنا تھا اور جلد ہی ہم نے بارش کے موتی گرتے ہوئے دیکھے۔

وکان کما قال عمه ابو طالب! ابیض ذو غرر

ترجمہ: آپ ایسے ہی تھے جیسے جناب ابوطالب نے فرمایا: تھا۔سفید رنگت والے اور خوبصورت باجمال۔

به الله یسقی صوب الغمام و من یکفر الله یلقی الغیر

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے آپ کے طفیل سفید بارش سے سیراب کر دیا جو اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرتا ہے وہ غیر سے ملاقات کرتا ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "اگر شاعر عمدہ بات کر سکتا ہے تو تم نے عمدہ کلام کہا ہے" (ابن عساکر، بیہقی)۔

ایک اور عشق افزاء داستان

حضرت ابوامامہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ وقت چاشت مسجد نبوی میں کھڑے ہوئے۔آپ نے تین تکبیریں

کہیں، پھر عرض کی: "مولا! ہمیں گھی، دودھ، چربی اور گوشت بطور رزق عطا فرما۔"

ہم نے آسمان پر بادل کا ٹکڑا بھی نہ دیکھا۔ تیز ہوا اور آندھی چلی۔ بادل جمع ہوا۔ آسمان سے بادل برسنے لگا۔ اہل بازار چیخ اٹھے۔ حضور اکرم ﷺ کھڑے تھے۔ رستے بہہ نکلے۔ میں نے کوئی سال ایسا نہ دیکھا تھا جو دودھ، گھی، چربی اور گوشت کے اعتبار سے اس سال سے بڑھ کر ہو۔ یہ اشیاء سرعام پڑی تھیں لیکن انہیں خریدتا کوئی نہ تھا۔"

ابر کرم

حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "اسی اثناء میں کہ ہم کسی سفر میں آپ کی خدمت میں حاضر تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پانی کی ضرورت پڑی۔ انہوں نے کارواں میں پانی تلاش کیا مگر انہیں پانی نہ ملا۔ آپ نے دعا مانگی۔ بارش برسی حتیٰ کہ صحابہ کرام خود بھی سیراب ہوئے اور جانوروں کو بھی پانی پلایا۔"

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کی کہ بارش نہیں ہو رہی۔ آپ عیدگاہ کی طرف تشریف لے گئے۔ منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ اپنے دست اقدس بلند کئے حتیٰ کہ آپ کی مبارک بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی۔ رب تعالیٰ نے بادل پیدا کر دیئے۔ گرج چمک ہوئی پھر ابر کرم برسنے لگا۔ آپ ابھی تک مسجد نبوی میں جلوہ افروز نہ ہوئے تھے حتیٰ کہ وادیاں بہہ پڑیں۔ آپ نے فرمایا: "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ اور رسول (محترم ﷺ) ہوں۔ (ابونعیم)۔

سحاب رحمت

حضرت کعب بن مرہ یا مرہ بن کعب البہزی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ نے مضر کے قبیلہ کے لئے بددعا کی۔ ابوسفیان بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ عرض کی "آپ کی قوم ہلاک ہوگئی ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے دعا کریں۔ آپ نے یہ دعا مانگی۔

اللهم اسقنا غيثا مغيثا غدقا طبقا مريعا نافعا غير ضار عاجلا غير رائث۔

ابھی جمعۃ المبارک بھی نہ آیا تھا کہ ہم پر خوب بارش برسی۔ وہی بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے۔ زیادہ بارشوں کا شکوہ کیا۔ اس نے عرض کی "گھر گر پڑے ہیں" آپ نے یہ دعا مانگی "مولا! ہمارے اردگرد نازل فرما ہم پر نازل نہ فرما" بادل ٹکڑے ٹکڑے ہو کر دائیں بائیں پھیل گیا۔" (ابن ماجہ، بیہقی)

ایک اور دلفریب داستان

ابوشیخ نے حضرت یزید بن عبداللہ سلمی سے، بیہقی نے حسن سند کے ساتھ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب سپہ سالار اعظم ﷺ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے، تو وفد بنی فزارہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ یہ وفد

دس افراد پر مشتمل تھا۔ یہ اسلام کا اقرار کر رہے تھے یہ کمزور اور چھوٹے چھوٹے اونٹوں پر حاضر ہوئے۔حضور اکرم ﷺ نے ان سے ان کے شہروں کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے عرض کی: "یا رسول اللہ! ﷺ ہمارے شہر قحط کا شکار ہو گئے ہیں۔ ہمارے باغات خشک ہو گئے ہیں۔ ہمارے اہل و عیال ننگے ہو گئے ہیں۔ ہمارے مویشی برباد ہو گئے ہیں کہ رب تعالیٰ سے التجاء کریں کہ وہ ہم پر ابر کرم نازل کرے۔ آپ اپنے پروردگار کی بارگاہ والا میں ہمارے شافع بن جائیں۔ رب تعالیٰ آپ کی شفاعت کو قبول کرے گا۔"

حضور شافع یوم النشور ﷺ نے فرمایا: "سبحان اللہ! میں رب تعالیٰ کی بارگاہ والا میں شفاعت کروں گا؟ وہ کون ہے جو اس کی درگاہ والا میں شفاعت کرنے کی جرأت کر سکے۔ اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ وہ عظیم ہے۔ اس کی کرسی اس کے جلال اور عظمت کے سامنے اس طرح آواز نکالتی ہے جیسے انسان لوہے کو روندھتا ہے۔ رب تعالیٰ تمہارے اس خوف اور جلد جلد بارش طلب کرنے کی وجہ سے مسکرا رہا ہے۔" اعرابی نے عرض کی "یا رسول اللہ! ﷺ کیا ہمارا رب مسکراتا بھی ہے؟ آپ نے فرمایا: "ہاں! اعرابی نے عرض کی "ہم اللہ تعالیٰ سے محروم نہ ہوں گے۔ جو بھلائی پر مسکراتا ہے۔" آپ اس کی اس بات پر مسکرانے لگے۔ آپ منبر پر جلوہ نما ہوئے۔ چند کلمات فرمائے۔ دست اقدس بلند کئے، حتیٰ کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی۔ آپ نے دعا مانگی "مولا! اپنے اس شہر پر ابر کرم نازل فرما۔ اپنے مویشیوں پر سحاب رحمت نازل کر۔ اپنی رحمت کو وسعت دے۔ مردہ شہر کو حیات نو عطا کر۔ مولا! ایسی بارش برسا جو مددگار ہو۔ خوشگوار اور سیراب کرنے والی ہو، جو وسیع اور جلد آنے والی ہو۔ جس میں تاخیر نہ ہو، جو نافع ہو نقصان دہ نہ ہو۔ مولا! ابر کرم ہو۔ عذاب کی بارش نہ ہو، نہ ہی اس میں عذاب الٰہی ہو، نہ ہی اس سے کوئی مکان گرے نہ کوئی شخص غرق ہو، نہ ہی اس میں کوئی بربادی ہو۔ مولا! رحمت کی بارش کر اور دشمن پر ہماری مدد فرما۔"

حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ اسی وقت کھڑے ہوئے۔ عرض کی "یا رسول اللہ! ﷺ کھجوریں مرابد (خشک کرنے کے مقامات) میں ہیں" انہوں نے تین بار عرض کی۔ آپ نے تین بار دعا مانگی "مولا! ہم پر ابر کرم نازل فرما" حتیٰ کہ حضرت ابولبابہ عریاں پاؤں بھاگے تا کہ اپنے مربد کا سوراخ اپنے ازار سے بند کریں۔ انہوں نے فرمایا: "بخدا! آسمان پر نہ بادل تھا نہ ہی بادل کا ٹکڑا تھا۔ مسجد نبوی اور کوہ سلع کے مابین کوئی عمارت یا کوئی گھر نہ تھا۔ کوہ سلع کے پیچھے سے بادل ڈھال کی مانند اٹھا۔ وسط آسمان میں پہنچ کر پھیل گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ دلکش منظر دیکھ رہے تھے، پھر بارش برسی بخدا! چھ روز تک انہوں نے سورج نہ دیکھا۔" حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ عریاں پاؤں اٹھے تا کہ اپنے ازار بند کے ساتھ ہی اپنے مربد کا سوراخ بند کر دیں، پھر وہی شخص آیا یا کسی اور نے عرض کی "یا رسول اللہ! ﷺ اموال ہلاک ہو گئے۔ رستے بند ہو گئے۔" آپ منبر مبارک پر رونق افروز ہوئے۔ ہاتھ مبارک بلند فرمائے۔ دعا مانگی مبارک۔ ہاتھوں کو اتنا بلند کیا کہ مبارک بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی۔ عرض کی "مولا! ہمارے ارد گرد بارش برسا ہم پر نہ برسا۔ مولا! ٹیلوں پر، پہاڑوں پر، وادیوں کے دامنوں میں اور درخت اگنے کے مقامات پر بارش برسا۔"

مدینہ طیبہ پر سے بادل اس طرح پھٹ گیا "جیسے کپڑا پھٹ جاتا ہے۔"

چند اور حیرت افزاء معجزات

ا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "ایک اعرابی بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایسی قوم کے پاس سے آیا ہوں جسے نہ تو کوئی چرواہا زادراہ (سامان زیست) دیتا ہے نہ ہی ان کے لئے کچھ کاشت کیا جاتا ہے" آپ منبر پاک پر چڑھے۔ رب تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی، پھر یہ دعا مانگی۔

اللھم اسقنا غیثا مغیثا مریئا طبقا مریعا غدقا عاجلا غیر رائث۔

پھر آپ نیچے تشریف لے آئے۔ جس سمت سے بھی کوئی شخص حاضر ہوتا وہ یہی کہتا: "ہمیں حیات نو نصیب ہوئی ہے۔"

۲۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم شدید قحط سالی میں تبوک کی طرف عازم سفر ہوئے۔ ہم ایک جگہ فروکش ہوئے۔ ہمیں وہاں پیاس نے آلیا۔ ہم نے گمان کیا کہ عنقریب ہماری گردنیں کٹ جائیں گی، حتیٰ کہ ایک شخص اپنا اونٹ ذبح کرتا۔ اس کی اوجھڑی نچوڑتا اور وہ پانی پی لیتا۔ بقیہ پانی اٹھا لیتا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رب تعالیٰ آپ کی دعائیں سن لیتا ہے آپ ہمارے لئے دعا فرمائیں" آپ نے فرمایا: "کیا تمہیں یہ پسند ہے؟ انہوں نے عرض کی: "ہاں! آپ نے آسمان کی طرف اپنے ہاتھ بلند کر دیئے، پھر نیچے نہ کئے حتیٰ کہ آسمان پر بادل چھا گئے، پھر موسلا دھار بارش برسنے لگی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے مشکیزے اور برتن بھی بھر لئے، پھر ہم مشاہدہ کے لئے گئے۔ ہم نے دیکھا کہ بارش نے ہمارے پڑاؤ کی جگہ سے تجاوز نہ کیا تھا۔ (ابن خزیمہ، ابن جریر، ابن حبان اور حاکم۔ انہوں نے اس کی تصحیح کی ہے)۔

امام واقدی نے لکھا ہے کہ اس غزوہ میں مسلمانوں کے ہمراہ بارہ ہزار اونٹ تھے۔ اتنے ہی گھوڑے تھے اور مجاہدین کی تعداد تیس ہزار تھی۔

۳۔ ابن سعید اور ابونعیم نے حضرت عبدالرحمان بن ابراہیم المزی رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے اپنے بزرگوں سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "وفد بنی مرۃ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ آپ نے پوچھا "تمہارے شہروں کا کیا حال ہے؟" انہوں نے عرض کی: "بخدا! قحط سالی کا دور دورہ ہے۔ مویشیوں میں گوداتک ختم ہو گیا ہے۔ آپ ہمارے لئے رب تعالیٰ سے دعا مانگیں۔" آپ نے دعا مانگی "مولا! ان پر ابر کرم نازل فرما" وہ اپنے شہر لوٹے انہوں نے دیکھا کہ ان کے ہاں اسی روز بارش ہوئی تھی جس روز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے بارش کی دعا مانگی تھی۔" پھر انہی میں سے ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ حجۃ الوداع کی تیاری میں مصروف تھے۔ اس نے عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم اپنے شہر کو واپس گئے تو ہم نے دیکھا کہ زمین گیلی تھی۔ اس پر اسی روز ابر کرم برسا تھا جس روز آپ نے دعا مانگی تھی، پھر ہر پندرہ روز کے بعد ہم پر ابر کرم برس جاتا تھا۔ میں دیکھتا کہ

اونٹ بیٹھ کر ہی کھا رہے ہوتے تھے۔ بکریاں کمروں میں سماتی نہ تھیں وہ واپس آ کر ہمارے اہل خانہ میں دو پہر گزارتی تھیں" آپ نے فرمایا: "ساری تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے یہ کرم نوازی فرمائی۔" (ابونعیم)

۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مضر کے کچھ لوگ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے عرض کی: کہ آپ رب تعالیٰ سے رحمت کی بارش کی دعا مانگیں۔ آپ نے یہ دعا مانگی:

اللهم اسقنا غيثا مغيثا هينأ منيأ غدقا طبقا نافعا غير ضار عاجلا غير رائث۔

"ان پر بادل چھا گئے اور لگا تار سات روز تک بارش ہوتی رہی۔" (ابونعیم)

۵۔ ابونعیم نے محمد بن عمر اسلمی سے اور انہوں نے اپنے بزرگوں سے روایت کیا ہے کہ وفد سلامان ۱۰ھ ماہ شوال میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے استفسار فرمایا "تمہارے شہروں کا کیا حال ہے؟ انہوں نے عرض کی: "وہ قحط زدہ ہیں۔ آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے شہروں میں ابر رحمت نازل کرے" آپ نے عرض کی "مولا! ان کے شہروں پر ابر کرم نازل فرما۔" انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ! ﷺ اپنے دست اقدس زیادہ بلند فرمائیں۔ اس طرح کثیر اور عمدہ بارش ہوتی ہے۔" آپ نے تبسم فرمایا۔ اپنے دست حق نما بلند فرمائے، حتیٰ کہ بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی، پھر وہ اپنے شہروں کو لوٹ آئے۔ انہوں نے دیکھا کہ وہاں اسی روز بارش نازل ہوئی تھی۔ جس روز آپ نے ان کے لئے ابر کرم کی دعا مانگی تھی۔" اس باب میں اور بھی بہت سے معجزات ہیں، لیکن جن کا تذکرہ میں نے کر دیا ہے۔ وہ کافی ہیں۔ اللہ تعالیٰ امام سرقسطی پر رحم کرے۔ انہوں نے کیا خوب فرمایا ہے۔

دعوت للخلق عام الحل مبتهلا — افديك بالخلق من داع و مبتهل

ترجمہ: آپ نے قحط کے سال لوگوں کے لئے بارش کی دعا کی۔ مخلوق دعا کروانے کے لئے اور عاجزی کرنے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

صعدت كفيك اذ كف الغمام فما — صوبت الابصوب الوا كف الهطل

ترجمہ: آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند فرمایا جب کہ بارش رک گئی تھی۔ آپ نے زیادہ سوال کرنے والے کے ساتھ رب تعالیٰ کے دربار سے ابر کرم نازل فرمایا۔

اراق بالارض ثجا صوب ريقته — فحلّ بالارض ثجا رائق الحلل

ترجمہ: زمین بارش کے صاف پانی سے بہہ پڑی اور زمین سے عمدہ حلے بنائے گئے۔

زهو من النور حلت روض ارضهم — زهرا من النور صافي البنت مكتمل

ترجمہ: آپ کے دست مبارک نے ان کے زمین کے باغات کو سجا دیا۔ جبکہ پھول کی کلیاں وسیع اور عمدگی سے اگی۔

من كل عصر نضير مورق خضر — وكل نور نضيد موثق خضل

ترجمہ: ہر ٹہنی سرسبز و شاداب، تروتازہ اور سبز ہوگئی اور ہر کلی عمدہ، حسین اور ہری بھری ہوگئی

تحیه احیت الاحیاء من مضر   بعد المضرة تروی اسبل بالسیل

ترجمہ: آپ کی دعا سے مضر کے قبائل کو حیات نو نصیب ہوئی۔ حالانکہ پہلے وہ نقصان میں تھے اور رستے پانی سے سیراب ہوگئے۔

دامت علی الارض سبعا غیر مقلعة   لو لا دعاؤك بالاقبال لم تزل

ترجمہ: سات دن زمین پر لگاتار بارش ہوتی گئی اور اگر آپ بادل کی چھٹنے کی دعا نہ فرماتے تو یہ نہ چھٹتا۔

مبارک انگلیوں سے پانی رواں ہونا‘ پانی میٹھا ہو جانا

پہلا باب

مبارک انگلیوں سے پاکیزہ پانی جاری ہو جانا

یہ پانی سارے پانیوں سے افضل ہے جیسے کہ امام البلقینی نے التدریب میں لکھا ہے۔انہوں نے لکھا ہے کہ امام قرطبی نے لکھا ہے کہ آپ کی مبارک انگلیوں سے پانی نکلنے کا معجزہ کئی بار رونما ہوا۔وہاں بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔یہ معجزات بہت سے راویوں سے آپ سے روایت کئے ہیں جن کی عمومیت اس علم قطعی کا فائدہ دیتی ہے جو تواتر معنوی کا فائدہ دیتا ہے۔ اس طرح کا معجزہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کسی اور نبی سے رونما نہیں ہوا۔یہ پانی آپ کی ہڈیوں‘ پٹھوں‘ گوشت اور خون مبارک سے رواں ہوا۔"

ابن عبدالبر نے حضرت المزنی سے نقل کیا ہے انہوں نے کہا" آپ کی مبارک انگلیوں سے پانی رواں ہونا اس معجزہ سے زیادہ بلیغ ہے۔جس میں پانی پتھر سے رواں ہوا تھا جس پر حضرت کلیم اللہ علیہ السلام نے اپنا مبارک عصا مارا تھا۔اس سے پانی جاری ہو گیا تھا کیونکہ پتھروں‘ چٹانوں سے پانی نکلتا رہتا ہے لیکن گوشت اور خون میں سے پانی نکلنا یہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔"

۱۔ حضرت قتادہ وغیرہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الزوراء کے مقام پر تھے۔نماز عصر کا وقت ہو گیا۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وضوء کے لئے پانی تلاش کیا مگر انہیں پانی نہ ملا۔وہ کچھ پانی لے کر آپ کی خدمت میں آئے۔آپ نے اپنا دست اقدس اس برتن میں رکھا۔دست اقدس پھیلایا۔انگلیاں باہم ملائیں‘ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ وہ وضوء کریں میں نے دیکھا کہ پانی آپ کی مبارک انگلیوں میں سے نکل رہا تھا۔تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وضوء کیا" حضرت قتادہ نے فرمایا:" میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے عرض کی' اس وقت تمہاری تعداد کتنی تھی؟ انہوں نے فرمایا:" ہم تین سو سے زائد تھے۔

۲۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:" ہم بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر تھے۔ہمارے پاس پانی نہ تھا۔آپ نے فرمایا:" ایسا شخص تلاش کرو جس کے پاس پانی ہو" آپ کی خدمت میں پانی پیش کیا گیا۔آپ نے اسے برتن میں ڈالا۔اس میں اپنا ہاتھ رکھا پانی نکلنے لگا۔پانی آپ کی مبارک انگلیوں سے نکلنے لگا" آپ نے فرمایا:" مبارک پانی کی طرف آؤ۔اللہ تعالیٰ کی برکت کی طرف آؤ"صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وضو کیا۔پانی نوش کیا۔حضرت عبداللہ نے فرمایا:

"ہم کھانے کی تسبیح سنتے تھے، حالانکہ اسے کھایا جارہا ہوتا تھا۔" (نسائی، بیہقی، ابن مردویہ)

۳۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی سفر پر روانہ ہوئے۔ آپ کے ہمراہ کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔ وہ سفر میں رواں دواں تھے کہ نماز کا وقت ہوگیا۔ ان کے پاس پانی نہ تھا جس سے وضوء کرتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی "یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس پانی نہیں ہے جس سے ہم وضوء کریں۔" آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے چہروں پر ناپسندیدگی کے اثرات دیکھے۔ ایک شخص گیا وہ ایک پیالہ لے آیا۔ جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ آپ نے اس سے پانی لیا۔ اس سے وضوء کیا۔ پھر چاروں مبارک انگلیاں پیالے میں پھیلا دیں پھر فرمایا "آؤ وضوء کرو" صحابہ کرام نے وضوء کیا۔ حتیٰ کہ سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فارغ ہو گئے" حضرت انس سے پوچھا گیا کہ اس وقت تمہاری تعداد کتنی تھی؟ انہوں نے فرمایا: "ستر یا اسی" (امام احمد، شیخان)

۴۔ حضرت زیاد بن حارث رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ وہ کسی سفر میں آپ کی معیت میں تھے۔ آپ نے انہیں پوچھا "کیا تمہارے پاس پانی ہے؟ میں نے عرض کی کہ میرے پاس تھوڑا سا پانی ہے جو آپ کے لئے کافی نہ ہوگا" آپ نے فرمایا: "اسے برتن میں ڈالو اور میرے پاس لے آؤ" میں نے اسی طرح کیا۔ میں نے آپ کی مبارک انگلیوں کے مابین پانی کا رواں چشمہ دیکھا جو ابل رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: "میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اعلان کردو کہ جسے پانی کی ضرورت ہو وہ آ کر لے جائے" میں نے ان میں یہ اعلان کیا۔ جسے پانی کی ضرورت تھی۔ وہ آ کر لے گیا۔

(ابن ابی اسامہ، الطبرانی، ابونعیم، بیہقی)

۵۔ شیخان نے حضرت سالم بن ابوجعد کی سند سے اور اعمش کی سند سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حدیبیہ کے روز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پیاس لگی۔ آپ کے سامنے چھوٹا ڈول تھا۔ جس سے آپ وضو فرماتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دوڑ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ آپ نے پوچھا "تمہیں کیا ہوا ہے؟ انہوں نے عرض کی: "ہمارے پاس پانی نہیں ہے جس کے ساتھ ہم وضو کریں، نہ ہی ہمارے پاس پینے کے لئے ہے۔ صرف وہ پانی ہے جو آپ کے سامنے ہے۔"

آپ نے اس ڈول میں اپنا دست مقدس رکھا۔ مبارک انگلیوں سے پانی چشموں کی مانند نکلنے لگا۔ ہم نے وہ پانی پیا اور وضوء کیا حضرت سالم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ "تمہاری تعداد کیا تھی؟ انہوں نے فرمایا: "اگر ہماری تعداد ایک لاکھ بھی ہوتی تو یہ پانی ہمیں کافی ہو جاتا ہماری تعداد پندرہ سو تھی۔"

بعض محدثین نے لکھا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی یہ روایت اس روایت کے مخالف ہے جسے امام بخاری نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "اس روز ہماری تعداد چودہ سو تھی حدیبیہ ایک کنواں تھا۔ جس سے ہم نے پانی نکال لیا تھا۔ اس میں ایک قطرہ بھی پانی نہ تھا۔ یہ خبر آپ تک بھی پہنچ گئی۔ آپ اس کے پاس

تشریف لائے۔ اس کے کنویں پر بیٹھ گئے پانی کا برتن منگوایا۔ آپ نے اس میں کلی کی اور اسے کنویں میں پھینک دیا، ہم کچھ دیر ٹھہر گئے، پھر ہم نے پانی پیا حتیٰ کہ ہم سیراب ہو گئے۔ ہم نے اپنی اونٹنیوں کے تھنوں کو مضبوطی سے باندھ دیا۔''ابن حبان نے لکھا ہے کہ یہ دونوں معجزات جدا جدا تھے۔''

الحافظ نے لکھا ہے''ایک احتمال یہ ہے کہ جب ڈول میں آپ کے دست اقدس اور انگلیوں سے پانی رواں ہوا تو سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پانی نوش جاں کیا اور وضو کر لیا۔ ڈول کے بقیہ پانی کو کنویں میں پھینکنے کا حکم دیا۔ اس میں پانی زیادہ ہو گیا۔

صحیح بخاری میں حضرت عروہ سے انہوں نے حضرت مسورہ بن مخرمہ رضی اللہ عنہ اور مروان بن حکم سے روایت کیا ہے کہ حدیبیہ کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک کنویں پر تشریف لے گئے۔ جس میں تھوڑا سا پانی تھا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جلد ہی وہ پانی نکال لیا۔ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں پیاس کی شکایت کی۔ آپ نے اپنی ترکش سے ایک تیر لیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ اسے کنویں میں گاڑھ دیں۔ بخدا! وہ کنواں ہی انہیں سیراب کرتا رہا حتیٰ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہاں سے روانہ ہو گئے۔''اس روایت کو اور حضرت براء رضی اللہ عنہ کی روایت کو اس طرح جمع کیا جا سکتا ہے کہ یہ دونوں معجزات اکٹھے ہی رونما ہوئے تھے۔''

امام واقدی نے حضرت اوس بن خولی رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ڈول میں وضوء کیا پھر وہ پانی کنویں میں پھینک دیا، پھر تیر نکالا۔ وہ بھی اس میں گاڑھ دیا''ابوالاسود نے عروہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے، کہ آپ نے ڈول میں وضوء کیا، اور اسے کنویں میں انڈیل دیا۔ اپنے ترکش سے تیر نکالا۔ وہ بھی اس میں پھینک دیا دعا مانگی تو وہاں سے پانی نکلنے لگا۔''ابن سعد نے روایت کیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کنویں کے کنارے پر بیٹھ کر اپنے برتن بھرنے لگے۔ الحافظ نے لکھا ہے کہ یہ واقعہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت کے علاوہ ہے۔ یہ کنویں کے واقعہ سے پہلے رونما ہوا تھا۔

۶۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا:''اسی اثناء میں کہ ہم آپ کی معیت میں تھے ہم لشکر اسلامی میں چل رہے تھے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پیاس نے آلیا قریب تھا کہ انسانوں، گھوڑوں اور سواریوں کی گردنیں پیاس کی وجہ سے ٹوٹ جاتیں۔ آپ نے چھوٹا سا ڈول منگوایا جس میں پانی تھا۔ آپ نے اس میں دست اقدس رکھا۔ مبارک انگلیوں کے درمیان سے پانی نکلنے لگا۔ سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سیراب ہو گئے۔ پانی رواں تھا، حتیٰ کہ انہوں نے اپنے گھوڑے اور سواریاں بھی سیراب کر لیں۔ اس لشکر میں بارہ ہزار اونٹ تھے۔ تیس ہزار لوگ تھے۔ بارہ ہزار گھوڑے تھے''(ابونعیم)

۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حالت میں صبح کی کہ لشکر اسلامی میں پانی

نہ تھا۔ایک شخص نے عرض کی'' یارسول اللہ ﷺ لشکر میں پانی نہیں ہے'' آپ نے پوچھا'' کیا تمہارے پاس پانی ہے؟ اس نے عرض کی'' ہاں! آپ کی خدمت میں ایک برتن پیش کیا گیا۔ جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ آپ نے مبارک انگلیاں اس برتن میں رکھیں۔ مبارک انگلیاں کھول دیں۔ میں نے دیکھا کہ پانی مبارک انگلیوں کے درمیان سے نکل رہا تھا۔ آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ صحابہ کرام میں اعلان کر دیں کہ وہ مبارک پانی آ کر لے جائیں۔''

احمد، بزاز، دارمی اور ابونعیم نے ان سے ہی روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا:'' حضور اکرم ﷺ نے حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو یاد فرمایا، اور پانی طلب فرمایا۔ انہوں نے عرض کی:'' بخدا! میرے پاس پانی نہیں ہے'' آپ نے فرمایا:'' کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ انہوں نے آپ کی خدمت میں کچھ پانی پیش کیا آپ نے اسے اپنے دست اقدس کے نیچے رکھا۔ اس کے نیچے سے پانی کا چشمہ رواں ہو گیا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے وہ پانی پیا۔ دیگر صحابہ کرام نے اس سے وضوء کیا۔

۸۔ حضرت ابویعلی انصاری نے فرمایا:'' کسی سفر میں ہم حضور اکرم ﷺ کی معیت میں تھے ہمیں پیاس نے آ لیا۔ ہم نے اس کا شکوہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں کیا۔ آپ نے گڑھا کھودنے کا حکم دیا۔ اس پر دسترخوان بچھایا گیا۔ آپ نے اپنا دست اقدس اس پر رکھ دیا۔ آپ نے پوچھا'' کیا کسی کے پاس پانی ہے؟ آپ کی خدمت میں پانی پیش کیا گیا آپ نے برتن والے شخص سے فرمایا'' میرے ہاتھوں پر پانی انڈیلو'' بسم اللہ پڑھ لو'' اس نے اسی طرح کیا۔ حضرت ابویعلی نے فرمایا:'' میں نے دیکھا کہ پانی آپ کی مبارک انگلیوں کے درمیان سے نکل رہا تھا، حتیٰ کہ ساری قوم سیراب ہو گئی۔ انہوں نے اپنی سواریوں کو بھی سیراب کر لیا۔''

۹۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا:'' ہم سپہ سالار اعظم ﷺ کے ساتھ جہاد کے لئے تشریف لے گئے۔ ہم تعداد میں ایک ہزار سے زائد تھے۔ نماز کا وقت آ گیا۔ آپ نے پوچھا'' کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس پانی ہے؟ آپ کی خدمت میں پانی پیش کیا۔ حضور اکرم ﷺ نے اسے پیالے میں ڈالا۔ آپ نے اچھی طرح وضوء کیا، پھر واپس تشریف لے آئے۔ پیالے کو ادھر ہی چھوڑ دیا۔ صحابہ کرام پیالے پر چھا گئے۔ انہوں نے کہا'' مسح کر لو مسح کر لو جب آپ نے یہ آوازیں سنیں تو فرمایا'' ٹھہر جاؤ'' آپ نے اپنا دست اقدس پانی میں رکھا، پھر فرمایا'' سبحان اللہ!'' پھر فرمایا'' مکمل وضو کرو'' مجھے اس ذات بابرکات کی قسم! جس نے مجھے بینائی کی آزمائش میں ڈالا ہے۔ میں نے اس روز پانی کے چشمے دیکھے جو آپ کی انگلیوں میں سے نکل رہے تھے۔ آپ نے دست اقدس نہ اٹھایا حتیٰ کہ سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وضوء کر لیا۔ (امام احمد، شیخان) ابن کثیر نے لکھا ہے۔'' ظاہر یہی ہے کہ یہ سابقہ معجزہ کے علاوہ ایک اور معجزہ ہے۔''

۱۰۔ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ کسی سفر میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ نکلے۔ آپ نے فرمایا:'' تم میں سے

ہر ایک اپنے برتن میں سے دیکھے صرف ایک شخص کے پاس تھوڑا سا پانی تھا۔ آپ نے اسے برتن میں انڈیلا۔ پھر فرمایا "وضوء کرلو" میں نے پانی کی طرف دیکھا آپ کی مبارک انگلیوں سے پانی نکل رہا تھا حتیٰ کہ سارے کارواں نے وضوء کرلیا۔ پھر دونوں ہاتھوں کو جمع فرمایا تو صرف اتنا ہی پانی تھا جو پہلے انڈیلا گیا تھا۔ (ابونعیم)

۱۱۔ حضرت ابوعمرہ انصاری نے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم ایک غزوہ میں آپ کے ہمراہ تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھوک نے آ لیا۔ آپ نے برتن منگوایا۔ اسے اپنے سامنے رکھا۔ آپ نے پانی منگوایا اسے اس برتن میں انڈیلا گیا۔ پھر اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو چاہا پڑھا۔ پھر اپنی خنصر انگلی اس میں ڈال دی۔ اللہ کی قسم! میں نے آپ کی انگلیاں دیکھیں۔ پانی کے ساتھ پانی نکل رہا تھا۔ آپ نے لوگوں کو حکم دیا۔ انہوں نے وہ پانی نوش جاں کیا۔ اپنے مشکیزے بھی بھر لئے۔ برتن بھی لئے۔ آپ مسکرانے لگے حتیٰ کہ دندان مبارک نظر آئے۔ فرمایا "اشهدان لا اله الا الله وان محمدا عبده و رسوله۔" جو بھی رب تعالیٰ سے ان دو کلمات کے ساتھ روز حشر ملاقات کرے گا۔ وہ اسے جنت میں داخل کر دے گا۔"

۱۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں غزوہ ذات الرقاع میں فرمایا "جابر رضی اللہ عنہ وضو کے لئے اعلان کر دو" میں نے صدا لگائی "وضو کرلو۔ وضو کرلو۔" میں نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پورے کارواں میں کسی کے پاس پانی کا قطرہ بھی نہیں۔" ایک انصاری شخص آپ کے لئے پانی ٹھنڈا کرتے تھے۔ آپ نے مجھے فرمایا "فلاں انصاری شخص کے پاس جاؤ۔ اور دیکھو کہ اس کے مشکیزے میں کچھ پانی ہے" میں اس کے پاس گیا۔ اس کے مشکیزے کے منہ پر پانی کا قطرہ تھا۔ جیسے میں انڈیل لیتا تو وہ خشک گھونٹ ہوتا۔ میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا اور عرض کی" آپ نے فرمایا: "جاؤ اور وہی لے آؤ" میں گیا اور اسے لے آیا آپ نے اسے دست اقدس پر ڈالا۔ آپ کچھ پڑھنے لگے۔

میں نہیں جانتا کہ آپ نے کیا پڑھا۔ پھر اسے اپنے ہاتھ لگا کر دیکھا اور مجھے عطا کر دیا۔ فرمایا "جابر رضی اللہ عنہ آواز دو "کارواں کے پیالے۔ میں نے کہا "اے کارواں کے پیالے" میں اسے لے آیا۔ میں نے اسے آپ کے سامنے رکھا۔ آپ نے اپنا دست اقدس اس پیالے میں یوں رکھا۔ اسے اس پیالے میں پھیلایا۔ انگلیاں پھیلائیں۔ پھر اسے پیالے کے پیندے میں رکھ دیا۔ فرمایا "جابر اسے پکڑو۔ اسے مجھ پر انڈیلو اور بسم اللہ پڑھ لو۔" میں نے دیکھا کہ پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان سے نکل رہا تھا۔ پیالہ بھر گیا۔ اسے کھولا گیا حتیٰ کہ وہ بھر گیا فرمایا "جابر آواز دو کہ جسے پانی کی ضرورت ہو وہ آ کر پانی لے جائے۔" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آئے۔ انہوں نے پانی پیا حتیٰ کہ وہ سیراب ہو گئے۔ آپ نے پیالے میں سے اپنا ہاتھ نکالا تو وہ بھرا ہوا تھا۔" (مسلم، بیہقی، ابونعیم)

۱۳۔ حضرت حبان ابن بح صدائی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میری قوم نے کفر کیا۔ مجھے خبر ملی کہ حضور اکرم

ﷺ نے ان کے لئے ایک لشکر تیار کیا ہے۔میں آپ کی خدمت میں آیا۔میں نے عرض کی:"میری قوم اسلام پر ہے۔"آپ نے فرمایا:"اسی طرح ہے"میں نے عرض کی:"ہاں!میں رات سے لے کر صبح تک آپ کے ساتھ ہی رہا۔میں نے نماز کے لئے اذان دی۔وقت صبح آپ نے مجھے ایک برتن دیا۔میں نے اس سے وضو کیا آپ نے اپنی مبارک انگلیاں اس برتن میں رکھ دیں۔وہاں سے چشمے نکل پڑے۔آپ نے فرمایا:"تم میں سے جو وضو کرنا چاہے وہ وضو کر لے"میں نے وضو کیا۔نماز پڑھی۔آپ نے مجھے ان کا امیر مقرر کیا۔مجھے ان کے صدقات عطا کئے۔ ایک شخص نے عرض کی"یارسول اللہ! ﷺ فلاں نے مجھ پر ظلم کیا ہے"آپ نے فرمایا:مسلمان شخص کے لئے امارت میں کوئی بھلائی نہیں۔"پھر ایک اور شخص حاضر خدمت ہوا۔اس نے صدقہ کا سوال کیا۔آپ نے فرمایا:"صدقہ سر میں درد اور پیٹ میں آگ ہے۔"میں نے اپنا نوشتہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا جس میں آپ نے مجھے امیر بنایا تھا اور صدقات پر عامل بنایا تھا۔آپ نے پوچھا تمہیں کیا ہوا ہے؟میں نے عرض کی:"میں کیسے اسے قبول کرلوں۔حالانکہ میں نے آپ سے وہ کچھ سنا جو سنا"آپ نے پوچھا"تم نے کیا سنا ہے؟"

تنبیہ

پانی رواں ہونے کا معجزہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔اسے امام احمد اور الطبرانی نے دو اسناد سے امام بخاری اور امام ترمذی نے حضرت ابن مسعود سے الطبرانی نے حضرت ابویعلی والد عبدالرحمٰن امام مسلم حبان نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ابونعیم نے حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے ابونعیم سے حضرت ابوعمرہ انصاری رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے۔ان کی احادیث پہلے گزر چکی ہیں۔

تیسرا باب

برتن اور پیالے کا پانی زیادہ ہو جانا

ا۔ امام احمد شیخان اور الطبری نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے اور امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کسی سفر میں تھے۔آپ نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا"کیا تمہارے پاس پانی ہے؟میں نے عرض کی:"ہاں!وضو کے برتن میں کچھ پانی ہے"آپ نے فرمایا:"اسے لے آؤ"میں نے اسے آپ کی خدمت میں پیش کیا۔آپ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا"آؤ اور اس سے وضو کرلو"آپ ان پر پانی انڈیلنے لگے۔ایک گھونٹ رہ گیا۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:"ابوقتادہ رضی اللہ عنہ اس برتن کی حفاظت کرنا۔اس سے عظیم معجزہ رونما ہو

گا..... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی "یا رسول اللہ! ﷺ ہم ہلاک ہو گئے، ہمیں پیاس لگی ہے گردنیں ٹوٹنے لگیں ہیں" آپ نے فرمایا: "تمہیں ہلاکت کا سامنا نہ کرنا پڑے" پھر فرمایا "ابو قتادہ رضی اللہ عنہ وہ برتن لے کر آؤ" میں نے جو برتن آپ کی خدمت میں پیش کر دیا "فرمایا" میرے لئے میرا پیالہ کھولو۔" میں نے اسے کھولا اور اسے آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ اس میں سے انڈیلنے لگے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پلانے لگے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھیڑ بنالی۔ آپ نے فرمایا: "لوگو! سرداروں سے اچھا سلوک کرو۔ عنقریب تم سب سیراب ہو جاؤ گے۔" قوم نے پانی پیا۔ اپنی سواریوں کو پلایا۔ جانوروں کو پلایا۔ اپنے برتن، مشکیزے اور توشے دان بھر لئے، حتیٰ کہ میرے اور آپ کے علاوہ کوئی باقی نہ رہا۔" آپ نے فرمایا: "ابو قتادہ رضی اللہ عنہ پی لو۔" میں نے عرض کی: "یا رسول اللہ ﷺ! پہلے آپ پی لیں۔ آپ نے فرمایا: "قوم کا ساقی (پلانے والا) سب سے آخر میں پیتا ہے" میں نے پانی پیا۔ آپ نے بعد میں پانی نوش جاں فرمایا۔ اس برتن میں ابھی تک پہلے کی طرح ہی پانی تھا۔ اس وقت وہاں تین سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود تھے!

۲۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: آپ کی معیت میں ہم بنو ہوازن سے جہاد کے لئے نکلے، ہمیں سخت مشقت کا سامنا کرنا پڑا۔ ایک برتن میں پانی آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ نے حکم دیا تو اسے پیالے میں انڈیل دیا گیا۔ ہم وضو کرنے لگے حتیٰ کہ ہم سب نے وضو کر لیا" دوسری روایت میں ہے کہ میں نے اسے پیالے میں انڈیلا ہم سب نے وضو کر لیا۔ ہم نے بہت سا پانی گرایا۔ ہماری تعداد چودہ سو تھی۔"

چوتھا باب

چشمہ تبوک کا پانی زیادہ ہو جانا

امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے، امام مالک اور امام احمد نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے غزوۂ تبوک کے وقت فرمایا "تم عنقریب کل تبوک کے چشمے تک پہنچو گے۔ تم وہاں چاشت کے وقت پہنچو گے، جو وہاں پہنچے تو وہ اس کے پانی کو نہ چھوئے، حتیٰ کہ میں وہاں پہنچ جاؤں" ہم وہاں پہنچے تو دو شخص ہم سے پہلے وہاں پہنچ چکے تھے۔ چشمہ تسمے کی طرح تھا جس سے تھوڑا تھوڑا پانی نکل رہا تھا۔" آپ نے ان دونوں سے پوچھا۔ کیا تم نے اس کے پانی کو چھوا ہے" انہوں نے عرض کی: "ہاں! آپ نے انہیں وہ کچھ کہا جو رب تعالیٰ نے چاہا پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تھوڑا تھوڑا پانی لیا حتیٰ کہ کچھ پانی جمع ہو گیا۔ آپ نے اپنا چہرہ انور اور ہاتھ اس میں دھو لئے، پھر وہ پانی اس میں گرا دیا۔ چشمے سے بہت سا پانی نکلنے لگا۔ لوگوں نے جی بھر کر پانی پی لیا، پھر فرمایا "معاذ! عنقریب تمہیں طویل زندگی نصیب ہوئی تو تم دیکھو گے کہ اس چشمے نے بہت سے باغات کو سیراب کر دیا ہو گا۔"

پانچواں باب

قباء کے کنویں کا پانی زیادہ ہو جانا

ابن سعد اور بیہقی نے حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت کیا ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ان کے ہاں قباء میں تشریف لائے۔ وہاں کے کنویں کے متعلق پوچھا۔ میں انہیں وہاں تک لے گیا۔ انہوں نے فرمایا: ''یہی کنواں تھا اگر ایک شخص اپنے گدھے پر پانی لاتا تو اس کا پانی ختم ہو جاتا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہاں تشریف لائے۔ آپ نے پانی کا ایک ڈول منگوایا۔ آپ کو پیش کیا گیا۔ آپ نے اس میں سے وضو کیا یا اس میں لعاب دہن پھینکا پھر حکم دیا تو اسے اس کنویں میں پھینک دیا گیا۔ اس کے بعد اس کنویں کا پانی ختم نہیں ہوا۔ امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے وضو میں سے بقیہ پانی قباء کے کنویں میں پھینک دیا اس کے بعد اس کا پانی ختم نہ ہوا۔''

چھٹا باب

یمن کے ایک کنویں کا پانی کثیر ہو جانا

ابن ابی اسامہ، ابونعیم اور بیہقی نے حضرت زیاد بن حارث الصدائی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارا ایک کنواں ہے۔ موسم سرما میں اس کا پانی زیادہ ہو جاتا ہے ہم اس پر جمع ہو جاتے ہیں۔ موسم گرما میں اس کا پانی قلیل ہو جاتا ہے۔ ہم اس کے ارد گرد دیگر چشموں پر چلے جاتے ہیں۔ ہم اسلام لا چکے ہیں۔ ہمارے ارد گرد ہمارے دشمن آباد ہیں۔ ہمارے کنویں کے متعلق رب تعالیٰ سے دعا مانگیں۔ وہ ہمیں اس کا پانی پلائے۔ ہم اسی پر اکٹھے رہیں گے۔ ہم جدا نہ ہوں گے۔ آپ نے سات سنگریزے منگوائے۔ انہیں اپنے دست اقدس میں پھیرا۔ ان میں دعا مانگی، پھر فرمایا ''یہ کنکریاں لے جاؤ۔ جب تم کنویں تک پہنچو تو ایک ایک کر کے اس میں گراتے جانا۔ رب تعالیٰ کا نام لیتے جانا'' ہم نے اسی طرح کیا جس طرح آپ نے کہا تھا۔ (برکت کی وجہ سے) ہم اس کنویں کی گہرائی کو دیکھ نہیں سکتے تھے۔

ساتواں باب

رہاط یمن میں ایک جاگیر کا پانی کثیر ہو جانا

ابونعیم نے راشد بن عبدربہ سلمی سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "معلاۃ کے مقام پر سواع بت تھا۔بنوظفر نے مجھے ہدیہ دے کر اس کی طرف بھیجا۔میں فجر کے وقت سواع سے پہلے ایک اور بت کے پاس پہنچا۔اس کے پیٹ سے ایک پکارنے والا پکار رہا تھا" تعجب! مکمل تعجب! بنو عبدالمطلب میں سے ایک نبی کا ظہور ہوا ہے۔وہ زنا،سود اور بتوں پر جانور ذبح کرنے کو حرام فرما رہے ہیں۔آسمان کو محفوظ کر دیا گیا ہے۔اب ہمیں شہاب مارے جاتے ہیں" پھر دوسرے بت میں سے ایک پکارنے والے نے پکارا" ضماد کو ترک کر دیا گیا ہے۔پہلے اس کی پوجا ہوتی تھی۔احمد مجتبیٰ ﷺ کا ظہور ہو گیا ہے۔وہ نماز پڑھتے ہیں۔وہ زکوٰۃ،روزے،حسن سلوک اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں۔"

پھر ایک اور بت سے آواز آئی" وہ ذات بابرکات جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد نبوت وحدانیت کی وارث بنی اس کا تعلق قریش کے ساتھ ہے۔وہ ہدایت یافتہ نبی ہیں۔وہ گزشتہ زمانے کی خبریں بتاتے ہیں۔اور آئندہ کل کے بارے بتا دیتے ہیں۔" حضرت راشد کہتے ہیں: "میں وقت صبح سواع کے پاس پہنچ گیا دو لومڑ اس کا ارد گرد چاٹ رہے تھے اور اس کو دیئے جانے والے ہدیے کھا رہے تھے پھر اس پر چڑھ کر پیشاب کر رہے تھے۔اس وقت میں نے کہا۔

ارب یبول الثعلبان براسه　　لقد ذل من بالت علیه الثعالب

کیا وہ رب ہو سکتا ہے جس کے سر پر لومڑ پیشاب کریں۔وہ تو ذلیل ہو گیا جس پر لومڑ پیشاب کریں۔

اس وقت حضور اکرم ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لا چکے تھے۔حضرت راشد رضی اللہ عنہ عازم سفر ہوئے حتیٰ کہ مدینہ طیبہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔اسلام قبول کر لیا،اور آپ کی بیعت کر لی۔پھر آپ سے رہاط کے مقام پر ایک جاگیر طلب کی۔آپ نے انہیں ایک جاگیر عطا کر دی۔پانی سے لبریز ایک برتن بھی عطا کیا۔اس میں لعاب دہن ملایا اور ان سے فرمایا" اسے جاگیر کے بلند حصے پر گرا دینا" اور لوگوں کو اس کی فالتو اشیاء سے منع نہ کرنا" انہوں نے اسی طرح کیا وہ ایک بڑے چشمے کی طرح پانی رواں ہو گیا،جو آج تک جاری ہے۔وہاں کھجوریں لگائی گئیں۔سارا رہاط اسی سے سیراب ہوتا تھا۔لوگ اسے ماء الرسول ﷺ (چشمہ رسول) ﷺ سے یاد کرتے تھے۔اہل رہاط اس سے غسل کرتے تھے اور اس سے پانی پیتے تھے۔"

آٹھواں باب

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے کنویں کا پانی کثیر ہو جانا

ابونعیم اور بزار نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں رونق افروز ہوئے۔ ہم نے آپ کو اس کنویں کا پانی پیش کیا جو ہمارے گھر میں تھا۔ اسے جاہلیت میں نزور کہا جاتا تھا۔ آپ نے اس میں اپنا لعاب دہن پھینکا۔ اس کے بعد اس کا پانی کبھی ختم نہ ہوتا تھا۔"

نواں باب

حدیبیہ کے کنویں کا پانی کثیر ہو جانا

امام بخاری نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے اور امام مسلم نے حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم آپ کی معیت میں حدیبیہ پہنچے ہماری تعداد چودہ سو تھی۔ ہم نے حدیبیہ کے کنویں کا سارا پانی نکال لیا تھا۔ ہم نے اس میں ایک قطرہ بھی نہ چھوڑا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے کنارے پر جلوہ افروز ہو گئے۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "آپ کی خدمت اقدس میں ایک ڈول پیش کیا گیا۔ جس میں پانی تھا۔ آپ نے اس میں اپنا لعاب دہن ملایا اور دعا مانگی، پھر فرمایا "اسے کچھ دیر کے لئے چھوڑ دو" حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "وہ کنواں لبالب بھر گیا۔ انہوں نے خود اور اپنی سواریوں کو سیراب کر دیا۔ ہم نے خود بھی پانی پیا اور اپنی سواریوں کو بھی پلایا۔"

دسواں باب

غرس کے کنویں کا پانی کثیر ہو جانا

ابن سعد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم آپ کے ساتھ قباء آئے۔ آپ غرس کے کنویں کے پاس تشریف لے گئے۔ اس سے گدھے پر پانی لایا جاتا تھا پھر ہم سارا دن گزار دیتے۔ ہمیں اس میں سے پانی نہ ملتا۔ آپ نے ڈول میں لعاب دہن ملایا اور اسے کنویں میں پھینک دیا۔ وہ کنواں پانی سے بھر گیا۔

گیارھواں باب

دو مشکیزوں کا پانی کثیر ہو جانا

امام احمد، شیخان، طبرانی اور بیہقی نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "ہم حضور اکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ کسی سفر میں تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پیاس کی شکایت کی۔ آپ نیچے تشریف لائے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو یاد فرمایا۔ کسی اور شخص کو ساتھ ہی یاد فرمایا۔ دوسرے شخص شاید عمران بن حصین رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ نے انہیں فرمایا "جاؤ، پانی تلاش کرو، تم فلاں جگہ ایک عورت کو پاؤ گے اس کے پاس ایک اونٹ ہوگا۔ جس پر دو مشکیزے ہوں گے۔ تم اس عورت کو لے آؤ۔" وہ دونوں روانہ ہوئے۔ انہوں نے ایک عورت کو دیکھا۔ "وہ مشکیزوں پر بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ مشکیزے اونٹ پر تھے۔ اس عورت سے پوچھا "پانی کہاں ہے؟ اس عورت نے کہا" میں کل اس ساعت سے یہ پانی لے کر آ رہی ہوں" انہوں نے کہا" پھر ہمارے ساتھ چلو" عورت: کہاں؟ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ: ان کے ساتھ، بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں۔ عورت: اس شخص کے پاس جسے صابی کہا جاتا ہے۔" انہوں نے کہا" تیری مراد وہی ہیں" وہ اسے لے کر چلے اور بارگاہ رسالت میں پیش کر دیا، اور اس کی داستان بیان کی۔ آپ نے فرمایا: "اسے اس کے اونٹ سے اترنے کے لئے کہو" آپ نے برتن منگوایا۔ مشکیزوں کے منہ سے اس میں پانی انڈیلا گیا۔ آپ نے اس میں کلی کی، پھر اسے مشکیزوں کے منہ میں ڈال دیا۔ ان کے منہ باندھ دیئے، پھر وہ مشکیزے چھوڑ دیئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں یہ اعلان کر دیا گیا۔ خود بھی پیو اور جانوروں کو بھی پلاؤ، جس نے چاہا خود پی لیا۔ جس نے چاہا۔ اس نے اپنے جانور کو پلا دیا۔ ہم نے اپنے سارے مشکیزے اور برتن بھر لئے۔" عورت کھڑی یہ منظر دیکھ رہی تھی کہ اس کے پانی کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ اسے اس سے دور کر دیا گیا تھا۔ اس نے گمان کیا کہ اس کا مشکیزہ پہلے سے زیادہ بھرا ہوا ہے۔" حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا" اس کے لئے کھانا جمع کرو۔" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس عورت کے لئے عجوہ کھجوریں، آٹا اور ستو جمع کئے، حتیٰ کہ اس کے لئے بہت سا کھانا جمع ہو گیا۔ انہوں نے اسے ایک کپڑے میں باندھ دیا اور اسے اس کے اونٹ میں رکھ دیا۔ کپڑے اس کے سامنے رکھ دیئے۔ انہوں نے اسے کہا" کیا تجھے علم ہے کہ ہم نے تمہارے پانی میں سے کچھ بھی کم نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں سیراب کیا ہے" اس عورت نے اور اس کی قوم نے اسلام قبول کر لیا تھا۔"

تنبیہات

۱۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھی نے اس عورت سے کہا" وہی تمہاری مراد ہیں" یہ حسن ادب ہے۔ اگر وہ انہیں "نہیں" جواب دیتے تو مقصود ختم ہو جاتا لیکن انہوں نے اس سے عمدہ جواب دیا اس میں طلب تقریر ہے۔

اس سے اچھی جان چھڑالی۔"

۲۔ بعض علماء کرام نے لکھا ہے کہ انہوں نے اس عورت کو پکڑا اور اس کا پانی لینے کو جائز سمجھا، کیونکہ وہ کافرہ حربیہ تھی اگر فرض کرلیا جائے کہ اس کا معاہدہ تھا تو پیاس کی ضرورت مسلمان کے لئے مباح کر دیتی ہے، کہ وہ غیر کی ملکیت سے بدلہ میں لے لے۔ ورنہ شارع (علیہ السلام) کے نفس نفیس پر علی سبیل الوجوب ہر چیز فدا کر دی جاتی ہے۔"

بارھواں باب

یمن کے ایک کنویں کا پانی شیریں ہو جانا

ابن سکن نے ھمام بن نقید السعدی سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "میں بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی: "یارسول اللہ! ﷺ ہم نے اپنے لئے کنواں کھودا ہے۔ اس کا پانی نمکین ہے۔ آپ نے مجھے ایک برتن دیا جس میں پانی تھا" آپ نے فرمایا: "اسے اس کنویں میں انڈیل دینا" میں نے وہ پانی کنویں میں ڈال دیا۔ اس سے وہ شیریں ہو گیا۔ اس کا پانی یمن کے سارے کنوؤں سے زیادہ میٹھا تھا۔"

تیرھواں باب

زمین سے پانی کا چشمہ رواں ہو جانا

۱۔ ابن سعد نے حضرت عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ جناب ابو طالب نے فرمایا: وہ سب سے پہلا عجیب واقعہ جو میں نے اپنے بھتیجے سے دیکھا وہ یہ ہے کہ ہم اپنے اونٹوں میں ذوالمجاز کے مقام پر تھے۔ سخت گرمی کا دن تھا۔ آپ میرے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ مجھے سخت پیاس نے آ لیا۔ میں نے عرض کی: "میرے بھتیجے! مجھے پیاس اذیت دے رہی ہے" آپ نے اپنی ٹانگیں ٹیڑھی کیں اور نیچے اتر آئے۔ فرمایا "چچا جان علیہ السلام پانی چاہتے ہیں؟ میں نے عرض کی: ہاں! آپ نے فرمایا: "نیچے اتریں" میں نیچے اترا۔ ایک چٹان تک پہنچے اسے اپنی مبارک ٹانگ سے ضرب ماری۔ کچھ پڑھا۔ وہاں سے ایک چشمہ جاری ہو گیا جس کی مثل میں نے چشمہ نہ دیکھا تھا۔ میں نے پانی پیا حتیٰ کہ میں سیراب ہو گیا۔ آپ نے فرمایا: "کیا آپ سیراب ہو گئے ہیں؟ میں نے عرض کی: "ہاں" آپ نے دوسری بار ضرب لگائی تو وہ پہلے کی مانند ہو گیا۔"

۲۔ ابونعیم نے حضرت خدیج بن سدرہ بن علی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے اپنے والد گرامی اور جد امجد سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم حضور اکرم ﷺ کے ساتھ عازم سفر ہوئے۔ حتیٰ القاحۃ نازل ہوئے۔ اسے آج کل السقیا کہا جاتا ہے۔ (اس کا معنی چشمہ ہے) اس وقت وہاں پانی نہ تھا۔ آپ نے بنو غفار کے چشموں کی طرف ایک شخص کو بھیجا جو القاحہ سے ایک میل دور تھے۔ آپ وادی کے مرکز میں خیمہ زن ہو گئے۔ آپ کے ایک صحابی وادی کے دامن میں لیٹ گئے۔ انہوں نے وہاں سے سنگریزے الٹ پلٹ کئے۔ ان کو صدا آئی تو وہ بیٹھ گئے۔ غور سے دیکھا تو وہاں پانی کا چشمہ جاری ہو چکا تھا۔ انہوں نے آپ کو بتایا۔ آپ نے بھی پانی نوش کیا اور سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پانی پیا۔ آپ نے فرمایا: "یہ چشمہ (سقیا) ہے۔ جس سے رب تعالیٰ نے تمہیں سیراب کیا ہے" اس وقت سے اس کا نام "سقیا" پڑ گیا۔

کھانے کے متعلق آپ کے معجزات

پہلا باب

پیالے میں دودھ زیادہ ہو جانا

امام احمد شیخان اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "مجھے اس ذات کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ میں بھوک کی وجہ سے اپنا کلیجہ زمین کے ساتھ لگاتا تھا۔ میں نے (پیٹ) پہ بھوک کی وجہ سے پتھر باندھا تھا۔ میں ایک دن اس رستے پر بیٹھ گیا۔ جہاں سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم باہر نکلتے تھے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے۔ میں نے ان سے کتاب الٰہی کی ایک آیت کے بارے پوچھا۔ میں نے صرف اس لئے پوچھا تھا تا کہ وہ مجھے کچھ کھلائیں۔ وہ آگے چلے گئے۔ انہوں نے اس طرح نہ کیا۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ وہاں سے گزرے۔ میں نے ان سے کتاب زندہ کی ایک آیت کے متعلق پوچھا۔ مقصد یہی تھا کہ وہ مجھے کھانے کے لئے کچھ دیں۔ وہ بھی آگے گزر گئے۔ انہوں نے اس طرح نہ کیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں سے گزرے تو مجھے دیکھ کر تبسم فرمایا۔ میرے اندر کی کیفیت اور چہرے کی حالت دیکھ لی۔ فرمایا "ابوہریرہ" میں نے عرض کی: "لبیک یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" "میرے ساتھ آ جاؤ" آپ آگے روانہ ہوئے۔ میں آپ کے پیچھے چلنے لگا۔ آپ اندر تشریف لے گئے۔ میں نے اذن طلب کیا تو مجھے اجازت مل گئی۔ میں اندر حاضر ہوا۔ میں نے پیالے میں دودھ دیکھا۔ آپ نے پوچھا "یہ دودھ کہاں سے آیا ہے۔ اندر سے آواز آئی "فلاں یا فلانہ نے آپ کے لئے ہدیہ بھیجا ہے۔" آپ نے فرمایا: "ابوہریرہ رضی اللہ عنہ میں نے عرض کی: لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم" آپ نے فرمایا: "اہل صفہ کے پاس جاؤ اور انہیں بلا کر لاؤ۔ انہوں نے فرمایا: "اہل صفہ اسلام کے مہمان تھے۔ وہ نہ تو اہل و عیال رکھتے تھے نہ ہی ان کے پاس مال تھا۔ جب آپ کی خدمت میں صدقہ آتا تو آپ وہ صدقہ اہل صفہ کی طرف بھیج دیتے۔ آپ اس میں سے خود کچھ بھی تناول نہ فرماتے۔ جب آپ کے پاس ہدیہ آتا تو اس میں سے خود بھی تناول فرما لیتے اور اہل صفہ کو بھی اس میں شریک کر لیتے۔ مجھے یہ امر اچھا نہ لگا۔ میں نے کہا" اہل صفہ اس دودھ سے کیا کریں گے؟ میں چاہتا تھا کہ میں خود ہی سارا دودھ پی جاؤں اور بقیہ دن اور رات اس سے تقویت حاصل کروں۔ میں قاصد ہوں۔ جب وہ آئیں تو آپ مجھے حکم دیں کہ میں یہ دودھ انہیں دے

دوں۔ شاید مجھے اس دودھ میں سے کچھ نصیب نہ ہو سکے۔ اطاعت خدا اور اطاعت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے علاوہ کوئی چارۂ کار نہ تھا۔ میں اہل صفہ کے پاس آیا، اور انہیں دعوت دی۔ انہوں نے وہ دعوت قبول کر لی۔ حجرہ مبارکہ میں بیٹھ گئے۔ آپ نے فرمایا: "ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں نے عرض کی: "لبیک یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" آپ نے فرمایا: "یہ پیالہ لو اور ان کو دو" میں نے پیالہ لیا اور ایک ایک صحابی کو دینے لگا۔ وہ سیراب ہو جاتا پھر پیالہ لیتا اور دوسرے صحابی کو دینے لگتا، حتیٰ کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچ گیا۔ سارے حضرات سیراب ہو چکے تھے۔ آپ نے پیالہ لیا۔ اسے اپنے دست اقدس پر رکھا۔ میری سمت دیکھا تو مسکرائے۔ فرمایا "ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں نے عرض کی: "لبیک یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" آپ نے فرمایا: "میں اور تم رہ گئے ہیں" میں نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے سچ فرمایا ہے" آپ نے فرمایا: "بیٹھو اور پی لو" میں نے اسے پیا حتیٰ کہ میں نے کہا "مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ اب مزید دودھ پینے کی گنجائش نہیں۔ میں نے پیالہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ نے رب تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی۔ بسم اللہ پڑھی، اور بقیہ دودھ نوش فرما گئے۔

دوسرا باب

بکری کا دودھ زیادہ ہو جانا

امام احمد، ابو داؤد طیالسی، ابن سعد اور الطبرانی نے حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "انہوں نے فرمایا: "حضرت خباب کسی سریہ کے لئے تشریف لے گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے گھر تشریف لاتے اور ہماری بکری کو دوہتے تھے۔ آپ ہمارے پیالے میں اس کا دودھ نکالتے تھے۔ وہ پیالہ بھر جاتا۔ جب حضرت خباب رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور اسے دوہا تو اس کا دودھ پہلے کی طرح تھا۔ میری والدہ صاحبہ نے کہا "تم نے تو ہماری بکری خراب کر دی ہے" انہوں نے پوچھا: "وہ کیسے؟" امی جان نے کہا: "یہ تو اس پیالے کو بھر دیتی تھی۔" والد گرامی نے پوچھا: "اس کا دودھ کون نکالتا تھا۔" انہوں نے کہا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔" والد گرامی نے کہا: "تم مجھے آپ کے ساتھ ملاتی ہو۔ بخدا! آپ کی برکت سب سے عظیم ہے۔"

۲۔ امام بیہقی نے حضرت نضلہ بن عمرو انصاری سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے برتن میں دودھ نکالا آپ نے اسے پیا پھر حضرت نضلہ نے پیا اور وہ بھی سیراب ہو گئے۔ انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تو اس سے دودھ پیتا تھا، لیکن سیراب نہ ہوتا تھا" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مومن ایک آنت میں کھاتا ہے جبکہ کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔"

۳۔ حضرت امام بیہقی نے حضرت ابو العالیہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی نو ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن کی طرف پیغام بھیجا۔ آپ کھانا طلب فرما رہے تھے۔ آپ کے پاس کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیٹھے ہوئے تھے، مگر

کسی کے ہاں سے کھانا نہ ملا۔ آپ نے گھر میں ایک بکری دیکھی۔ اس نے کبھی کوئی بچہ نہ جنا تھا۔ آپ نے اس کی کھیری کی جگہ پر دست کرم لگایا۔ اس کی ٹانگوں کے مابین کھیری دودھ سے لبریز ہو گئی۔ آپ نے برتن منگوایا اس میں اس کا دودھ نکالا۔ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے حجرات مقدسہ میں بھیجا، پھر اس کا دودھ نکالا، خود بھی پیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی پلایا۔"

تیسرا باب

حضرت ام سلیم، حضرت ام اوس بہزیہ، حضرت ام شریک دوسیہ، حضرت حمزہ اسلمی، حضرت ام مالک بہزیہ انصاریہ رضی اللہ عنہم کے گھی کے مشکیزے

ابو یعلیٰ، الطبرانی، ابو نعیم اور ابن عساکر نے حضرت ام انس رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہماری ایک بکری تھی۔ میں نے اس کا گھی ایک چھوٹے سے مشکیزے میں جمع کیا اس کا مشکیزہ بھر دیا۔ میں نے اسے ایک لونڈی کے ہمراہ بھیجا۔ اسے کہا" اسے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پیش کر آؤ" اس نے عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ گھی کا مشکیزہ ہے، جو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے آپ کی طرف بھیجا ہے۔" آپ نے فرمایا: "ان کا مشکیزہ خالی کر دو" حضرت ام سلیم کا مشکیزہ خالی کر کے اس لونڈی کے حوالے کیا گیا۔ وہ اسے لے کر حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس گئی۔ انہوں نے دیکھا کہ ان کا مشکیزہ گھی سے لبریز تھا اس سے قطرات بہہ رہے تھے۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے لونڈی سے فرمایا" کیا میں نے تمہیں حکم نہیں دیا تھا کہ تم اسے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں لے جاؤ" اس نے کہا" میں نے اسے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پیش کر دیا تھا۔ اگر تمہیں یقین نہیں تو تم بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جا کر اس کی تصدیق کرو" حضرت ام سلیم بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئیں۔ انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے آپ کی خدمت میں گھی کا مشکیزہ بھیجا تھا۔ آپ نے فرمایا: "تمہاری لونڈی نے وہ پیش کر دیا تھا" حضرت ام سلیم نے عرض کی" مجھے اس ذات بابرکات کی قسم جس نے آپ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ وہ مشکیزہ تو گھی سے بھرا ہوا ہے اس سے گھی ٹپک رہا ہے۔" آپ نے فرمایا: "اے ام سلیم رضی اللہ عنہا کیا تمہیں تعجب ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اسی طرح کھلا دے جیسے تم نے اس کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھلایا ہے۔ خود بھی کھاؤ اور دوسروں کو بھی کھلاؤ۔"" وہ اپنے گھر واپس آئیں" وہ ہمیں اس طرح اس طرح چوری بنا کر دیتی رہیں۔ انہوں نے اس میں اتنا گھی چھوڑا جو ہمیں ایک یا دو ماہ کے لئے کافی ہو گیا۔"

۲۔ الطبرانی اور البیہقی نے حضرت ام اوس بہزیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے اپنا گھی جمع کیا۔ اسے ایک مشکیزے میں ڈال دیا اسے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بطور تحفہ بھیجا۔ آپ نے اسے قبول کر لیا۔

آپ نے تھوڑا گھی مشکیزے میں چھوڑ دیا۔ آپ نے اس میں پھونک ماری۔ برکت کی دعا کی، پھر فرمایا "اس کا مشکیزہ اسے واپس دے دو" اسے انہیں واپس کیا گیا تو وہ گھی سے بھرا ہوا تھا۔ انہوں نے فرمایا: میں نے گمان کیا کہ شاید آپ نے اسے قبول نہیں کیا۔ وہ آپ کی خدمت میں آئیں۔ وہ عرض کر رہی تھیں "یا رسول اللہ! ﷺ میں نے یہ گھی آپ کے لئے جمع کیا ہے تاکہ آپ اسے تناول فرمائیں" آپ کو علم ہو گیا کہ آپ کی دعا کو قبول کر لیا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: "جاؤ اور اسے کہو کہ وہ اپنا گھی استعمال کرے اور برکت کے لئے دعا کرے۔"

وہ اسی مشکیزے میں سے آپ کی حیات طیبہ میں حضرات صدیق اکبر، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے ادوار خلافت میں اسی سے کھاتی رہیں، حتیٰ کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین رونما ہوا جو ہوا۔"

۳۔ حضرت امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "قبیلہ دوس کی ایک عورت تھی جسے ام شریک کہا جاتا تھا۔ اس نے اسلام قبول کر لیا اس نے کسی ایسے شخص کو تلاش کیا جو اسے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں پہنچا دے۔ اسے ایک یہودی شخص ملا۔ اس نے کہا "آؤ میں تمہاری رفاقت میں جاتا ہوں" انہوں نے کہا "مجھے اتنی مہلت دو کہ میں اپنا مشکیزہ پانی سے بھر لوں" اس نے کہا "میرے پاس پانی ہے" وہ اس کے ساتھ عازم سفر ہو گئی۔ وہ رات تک چلتے رہے۔ یہودی نیچے اترا اس نے اپنا دستر خوان بچھایا اور کھانے لگا۔ اس نے کہا "ام شریک! آؤ کھانا کھا لو" انہوں نے فرمایا: "پہلے مجھے پانی پلا۔ بخدا! میں تشنہ لب ہوں میں اس وقت تک کچھ نہیں کھا سکتی حتیٰ کہ میں پی لوں" یہودی نے کہا "میں تمہیں ایک قطرہ بھی نہ دوں گا حتیٰ کہ تم یہودیت اختیار کر لو" انہوں نے فرمایا: "بخدا! میں کبھی بھی یہودیت اختیار نہ کروں گی۔" وہ اپنے اونٹ کے پاس گئیں۔ اسے باندھا اس کے گھٹنے پر اپنا سر رکھ دیا۔ انہوں نے فرمایا: "بخدا! مجھے ڈول کی ٹھنڈک نے بیدار کیا۔ جو میری پیشانی پر گر رہا تھا۔ اپنا سر بلند کیا۔ میں نے پانی دیکھا۔ جو دودھ سے زیادہ سفید تھا۔ شہد سے زیادہ شیریں تھا۔ میں نے اسے پیا حتیٰ کہ سیراب ہو گئی۔ میں نے اسے اپنے مشکیزے پر چھڑکا اسے تر کیا پھر اسے بھر لیا، پھر اسے میرے سامنے سے اٹھا لیا گیا۔ میں اسے دیکھ رہی تھی حتیٰ کہ وہ آسمان میں چھپ گیا۔ وقت صبح وہ یہودی آیا۔ اس نے کہا ام شریک! انہوں نے فرمایا: "بخدا! مجھے رب تعالیٰ نے پلا دیا ہے" یہودی' کہاں سے؟ کیا تم پر آسمان سے پانی اترا؟ انہوں نے فرمایا: "ہاں! بخدا! میرے لئے آسمان سے پانی اترا، پھر وہ میرے سامنے بلند ہو گیا حتیٰ کہ آسمان میں چھپ گیا۔" پھر حضرت ام شریک بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہو گئیں۔ اپنا آپ حضور اکرم ﷺ کو ہبہ کر دیا۔ آپ نے ان کا نکاح حضرت زید رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ انہیں تیس صاع (جو) کا حکم دیا۔ فرمایا "انہیں کھاؤ مگر انہیں ماپنا نہیں۔ ان کے پاس گھی کا مشکیزہ تھا جو وہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں بطور تحفہ لے کر آئی تھیں۔ انہوں نے اپنی لونڈی کو حکم دیا کہ وہ اسے اٹھا کر بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں لے جائے۔" وہ لے کر گئیں۔ آپ کے اہل خانہ نے اسے لیا اور انڈیل لیا۔

جب وہ اپنا مشکیزہ لے کر واپس جانے لگی تو آپ نے اسے فرمایا: "اسے لٹکا دینا اور اس کا منہ نہ باندھنا۔" حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا اندر گئیں، تو انہوں نے دیکھا کہ وہ مشکیزہ بھرا ہوا تھا۔ انہوں نے اس لونڈی سے کہا: "کیا میں نے تمہیں حکم نہ دیا تھا کہ تم اسے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں لے جاؤ" اس نے کہا "میں نے اسے آپ کی خدمت میں پیش کر دیا تھا، پھر اسے مجھے دیا گیا، تو اس میں کچھ بھی نہ تھا، لیکن آپ نے فرمایا: "اسے لٹکا لینا اور اس کا منہ نہ باندھنا" اس امر کا تذکرہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کیا گیا تو آپ نے انہیں حکم دیا کہ اس کا منہ نہ باندھیں" وہ مشکیزہ اسی طرح رہا حتیٰ کہ حضرت ام شریک نے اس کا منہ باندھ دیا۔ انہوں نے جو ماپ لئے۔ وہ ابھی تک تیس صاع ہی تھے ان میں کچھ بھی کمی نہ ہوئی تھی۔"

۴۔ الطبرانی، البیہقی اور ابونعیم نے محمد بن عمرو بن حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے اپنے جد امجد سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک کے لئے تشریف لے گئے۔ میں اس میں آپ کی خدمت کے لئے روانہ ہوا۔ میں نے گھی کے مشکیزے کو دیکھا۔ اس میں گھی کم ہو گیا تھا۔ میں نے آپ کے لئے کھانا تیار کیا۔ گھی کو دھوپ میں رکھا۔ میں سو گیا۔ مجھے گھی کے بہنے کی آواز نے جگایا۔ میں اٹھا میں نے اس کا سرا اپنے ہاتھ سے پکڑ لیا۔ آپ نے فرمایا: "اگر تم اسے چھوڑ دیتے تو یہ وادی گھی سے بہہ پڑتی۔"

۵۔ امام احمد اور امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ام مالک بہزیہ رضی اللہ عنہا ایک مشکیزہ میں آپ کے لئے گھی بطور ہدیہ بھیجا کرتی تھی۔ اس کے بیٹے ان کے پاس آئے انہوں نے سالن کے بارے میں پوچھا۔ لیکن ان کے پاس کچھ نہ تھا۔ وہ اس مشکیزے کے پاس گئیں۔ جس میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں گھی پیش کرتی تھیں۔ انہوں نے اس میں گھی پایا۔ وہ ان کے بیٹوں کے لئے سالن بنتا رہا حتیٰ کہ انہوں نے اسے نچوڑ لیا۔ وہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئیں۔ آپ نے فرمایا: "کیا تم نے اسے نچوڑ لیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: ہاں! آپ نے فرمایا: "اگر تم اسے اسی طرح چھوڑ دیتی تو یہ اسی طرح رہتا۔"

۶۔ ابن ابی شیبہ نے حضرت ام مالک انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "کہ وہ گھی کا مشکیزہ لے کر بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئیں۔ آپ نے حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اسے نچوڑ لیں، پھر انہیں مشکیزہ دیا۔ جب وہ اسے لے کر گئیں تو وہ گھی سے بھرا ہوا تھا۔ وہ دوبارہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئیں۔ عرض کی "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا میرے بارے کچھ نازل ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا: "ام مالک کیوں؟ انہوں نے عرض کی: "آپ نے میرا ہدیہ واپس کر دیا ہے" آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا، اور اس کے متعلق پوچھا" انہوں نے عرض کی: "مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ میں نے اسے اتنا نچوڑا حتیٰ کہ مجھے حیاء آنے لگی۔ آپ نے فرمایا: "ام مالک رضی اللہ عنہا تمہیں مبارک ہو" یہ برکت ہے جس کا ثواب اللہ تعالیٰ نے تمہیں جلد دے

دیا ہے۔"

چوتھا باب

جو زیادہ ہو جانا

۱۔ امام احمد اور امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اس نے آپ سے کھانا مانگا۔ آپ نے اسے نصف وسق کھانا عطا کیا۔ انہیں وہ اس کی بیوی اور ان کے مہمان کھاتے رہے، حتیٰ کہ انہوں نے اسے ماپ لیا۔ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتا دیا۔ آپ نے فرمایا: "اگر تم انہیں نہ ماپتے تو تم انہیں کھاتے رہتے تو وہ ختم نہ ہوتے۔"

۲۔ امام حاکم اور امام بیہقی نے حضرت نوفل بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے شادی کے متعلق آپ سے استطاعت طلب کی۔ آپ نے ان کا نکاح ایک عورت سے کر دیا۔ آپ نے تلاش کیا، مگر آپ کو کچھ نہ مل سکا۔ آپ نے حضرات ابو رافع اور ابو ایوب رضی اللہ عنہما کو اپنی زرہ دے کر بھیجا۔ انہوں نے اسے ایک یہودی کے ہاں بطور رہن رکھا اور اس سے تیس صاع جو لئے۔ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پیش کر دیئے۔" راوی کہتے ہیں ہم نے ان میں سے نصف صاع کھایا پھر انہیں ماپا ہم نے دیکھا کہ وہ اتنے ہی تھے جتنے ہم نے داخل کئے تھے۔ حضرت نوفل فرماتے ہیں "میں نے اس کا تذکرہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کیا آپ نے فرمایا: "اگر تم انہیں نہ ماپتے تو تادم زیست انہیں کھاتے رہتے۔"

۳۔ شیخان نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ کا وصال ہوا تو کاشانہ اقدس میں ایسی کوئی چیز نہ تھی جسے جگر والی چیز کھا سکتی۔ صرف نصف وسق جو تھے جو میرے طاق میں تھے۔ میں انہی سے کھاتی رہی حتیٰ کہ کافی مدت گزر گئی۔ میں نے اسے ماپ لیا تو وہ ختم ہو گئے۔

پانچواں باب

کھجوریں کثیر ہو جانا

۱۔ امام احمد، ابن سعد، ترمذی، ابن حبان اور بیہقی نے کئی طرق سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے

فرمایا: "مجھے اسلام میں تین ایسی مصیبتیں پہنچی ہیں جس کی مثل مجھے کبھی نہیں پہنچیں۔ ا۔حضور اکرم ﷺ کا وصال۔ ۲۔حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت۔ ۳۔میرے توشہ دان کا گم ہو جانا۔"

زید بن ابی منصور نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! توشہ دان سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ کسی غزوہ میں تھے۔کھانے کی قلت پیدا ہوگئی۔آپ نے مجھے پوچھا "ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ میں نے عرض کی: "میرے توشہ دان میں کچھ کھجوریں ہیں" آپ نے فرمایا "انہیں لے آؤ" میں توشہ دان لے آیا۔آپ نے فرمایا: "دسترخوان لے آؤ" میں دسترخوان لایا۔میں نے اسے بچھایا۔آپ نے اپنا دست اقدس توشہ دان میں داخل کیا اور کھجوریں پکڑلیں۔وہ اکیس کھجوریں تھیں۔آپ ایک ایک کھجور کر کے رکھتے گئے اور بسم اللہ بھی پڑھتے گئے، حتیٰ کہ آپ کھجوروں پر آئے۔انہیں جمع کیا آپ نے فرمایا: "دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بلاؤ" میں دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بلایا۔انہوں نے کھجوریں کھائیں حتیٰ کہ وہ سیر ہو گئے۔اسی طرح سارا لشکر سیر ہو گیا۔کھجوریں اب بھی باقی تھیں۔میں نے عرض کی: "یارسول اللہ! ﷺ میرے لئے ان میں برکت کی دعا کریں" آپ نے وہ کھجوریں لیں اور ان میں برکت کی دعا کی، پھر فرمایا "انہیں لو اور انہیں توشہ دان میں رکھ لو۔جب ضرورت پڑے۔ان میں سے کھجوریں نکال کر کھا لینا۔انہیں اوندھا نہ کرنا ورنہ یہ ختم ہو جائیں گی۔" جب بھی میں کھجوریں کھانا چاہتا۔میں توشہ دان میں ہاتھ ڈالتا اور کھجوریں کھا لیتا۔میں نے اس میں سے پچاس وسق کھجوریں راہ خدا میں دیں تھیں۔ہم حضور اکرم ﷺ کی حیات طیبہ میں حضرات صدیق اکبر عمر فاروق اور عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم کے ادوار خلافت میں اس میں سے کھاتے رہے۔وہ میرے کجاوے کے پیچھے معلق تھا۔جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو جو کچھ میرے گھر میں تھا اسے لوٹ لیا گیا۔وہ توشہ دان بھی لوٹ لیا گیا۔" دوسری روایت میں ہے "ہم اس میں سے کھاتے رہے حتیٰ کہ جب اہل شام کا آخری حملہ ہوا۔جب انہوں نے مدینہ طیبہ پر غارت مچائی تھی تو نہ جانے یہ کہیں گم ہو گیا۔کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ میں نے اس سے کتنی کھجوریں کھائی تھیں۔میں نے اس سے دوسو وسق سے زیادہ کھجوریں کھائی تھیں۔"

۲۔ ابو نعیم اور ابن عساکر نے حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "میں غزوہ تبوک میں آپ کے ساتھ تھا۔ایک شب آپ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا "کیا کھانے کے لئے کچھ ہے؟ انہوں نے عرض کی: "مجھے اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے، ہم نے توشہ دان جھاڑ دیا ہے۔"

آپ نے فرمایا: "ذرا غور سے دیکھو شاید تمہیں کچھ مل جائے" انہوں نے سارے توشہ دان لئے اور ایک ایک کر کے جھاڑنے لگے۔کسی سے ایک کسی سے دو کھجوریں گریں۔میں نے دیکھا۔آپ کے دست اقدس میں سات کھجوریں تھیں، پھر آپ نے پیالہ منگوایا۔اس میں کھجوریں رکھیں، پھر کھجوروں پر اپنا دست اقدس رکھا، پھر فرمایا "اللہ تعالیٰ کا نام

لے کر کھاؤ" ہم تینوں نے سیر ہو کر کھائیں۔ میں نے کھجوریں گنیں۔ ان کی تعداد چون تھی۔ میں نے انہیں شمار کیا۔ ان کی گٹھلیاں میرے دوسرے ہاتھ میں تھیں۔ میرے دوسرے ساتھی بھی اسی طرح کر رہے تھے۔ ہم سیر ہو گئے ہم نے اپنے ہاتھ اٹھا دیئے۔ وہ سات کھجوریں بالکل اسی طرح تھیں۔ آپ نے فرمایا: "اے بلال رضی اللہ عنہ انہیں اٹھالو ان میں سے جو بھی کھائے گا۔ وہ سیر ہو جائے گا۔" جب دوسرا دن آیا۔ آپ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا۔ وہ کھجوریں لے کر آئے۔ ان پر اپنا دست رکھا، پھر فرمایا "اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کھاؤ" ہم نے سیر ہو کر کھایا۔ ہم تعداد میں دس تھے، پھر ہم نے اپنے ہاتھ لئے۔ کھجوریں اسی طرح تھیں جیسے کہ پہلے تھیں۔ آپ نے فرمایا: "اگر مجھے رب تعالیٰ سے حیاء نہ ہوتی تو ہم بھی کھجوریں کھاتے رہتے حتیٰ کہ ہمارا آخری شخص بھی مدینہ طیبہ پہنچ جاتا" آپ نے وہ کسی بچے کو عطا فرما دیں۔ وہ انہیں چکھتا ہوا چلا گیا۔"

۳۔ ابو نعیم نے حضرت محمد بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ سے معضل روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "بنو سعد کے ایک شخص نے کہا "میں آپ کی خدمت میں گیا۔ آپ اپنے کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تھے۔ آپ ساتویں تھے۔ میں نے اسلام قبول کر لیا۔ آپ نے فرمایا: "بلال رضی اللہ عنہ ہمیں کھانا کھلاؤ" انہوں نے دستر خوان بچھایا، پھر آپ کے لئے کچھ نکالنے لگے۔ انہوں نے کچھ ایسی کھجوریں نکالیں جن میں گھی اور پنیر ملا ہوا تھا۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کھاؤ" ہم نے سیر ہو کر کھائیں۔ میں نے عرض کی: "یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں تنہا انہیں کھا سکتا تھا" دوسرے روز میں پھر آپ کی خدمت میں گیا۔

دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا: "بلال رضی اللہ عنہ ہمیں کھلاؤ" وہ اپنے توشہ دان سے مٹھی بھر بھر کر کھجوریں نکالنے لگے۔ آپ نے فرمایا: "باہر نکالو۔ عرش کے مالک سے افلاس کا اندیشہ نہ کرو" وہ توشہ دان لے آئے، اسے پھیلایا۔ میں نے اندازہ لگایا۔ وہ دو مد کھجوریں تھیں۔ آپ نے ان کھجوروں پر اپنا ہاتھ رکھا، اور فرمایا: "اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کھاؤ" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کھایا۔ میں نے بھی ان کے ساتھ کھایا حتیٰ کہ میں خوب سیر ہو گیا۔ دستر خوان پر اتنی ہی کھجوریں تھیں جتنی وہ لے کر آئے تھے گویا کہ ہم نے ان میں سے ایک کھجور بھی نہ کھائی تھی، پھر تیسرے دن دس یا گیارہ یا بارہ صحابی حاضر خدمت تھے۔ آپ نے فرمایا: "بلال رضی اللہ عنہ ہمیں کھانا کھلاؤ" وہ وہی توشہ دان لے آئے، اسے پھیلایا آپ نے اس پر اپنا دست فیض رساں رکھا اور فرمایا: "رب تعالیٰ کا نام لے کر کھاؤ" ہم نے جی بھر کر کھایا پھر دستر خوان اٹھا لیا گیا۔ آپ نے تینوں ایام میں اسی طرح کیا۔

۴۔ امام احمد، ابو داؤد اور ابن حبان نے دکین بن سعید خثعمی اور نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ ہماری تعداد چالیس تھی۔ ہم نے آپ سے کھانا مانگا۔ آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا "اٹھو اور انہیں دو" انہوں نے عرض کی: "یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس

صرف اس قدر ہے جو مجھے اور بچی کو کافی ہے" آپ نے فرمایا: "اٹھو اور انہیں عطا کرو" انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم سر تسلیم خم ہے۔" وہ اٹھے۔ ہم بھی ان کے ساتھ اٹھے۔ وہ ہمیں لے کر اپنے کمرے کی طرف بڑھے۔ وہاں اتنی کھجوریں تھیں گویا کہ بیٹھا ہوا اونٹ ہو۔ انہوں نے فرمایا: "کھجوریں لے لو" ہم میں سے ہر ایک نے اتنی کھجوریں لے لیں جتنی اسے ضرورت تھی۔ میں نے سب سے آخر میں کھجوریں لی تھیں گویا کہ ہم نے اس میں سے ایک کھجور بھی کم نہ کی تھی۔

۵۔ الطبرانی، ابونعیم اور ابن عساکر نے اسی سند سے روایت کیا ہے۔ جس میں کوئی حرج نہیں کہ حضرت ابو رجاء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے، حتیٰ کہ آپ کسی انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے۔ وہ اسے سیراب کر رہے تھے۔ آپ نے اسے فرمایا "اگر میں تمہارا باغ سیراب کر دوں تو تم مجھے کیا دو گے" اس نے عرض کی "میں بھرپور کوشش کرتا ہو لیکن مجھ میں اتنی طاقت نہیں ہے" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا "تم میرے لئے وہ ایک سو کھجوریں منتخب کر دو جنہیں میں خود چن لوں گا" انہوں نے عرض کی: "ٹھیک ہے" آپ نے ڈول لیا جلد ہی اس کا باغ سیراب کر دیا، حتیٰ کہ اس نے کہا "میرا تو باغ ڈوبنے لگا ہے۔" آپ نے اس کی کھجوروں میں سے ایک سو کھجوریں لیں۔ آپ نے اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کھائیں حتیٰ کہ سارے سیر شکم ہو گئے، پھر وہ سو کھجوریں اسے اسی طرح واپس کر دیں جیسے ان سے لی تھیں۔

۶۔ امام احمد، شیخان نے کئی طرق سے جن کے الفاظ قریب قریب ہیں روایت کیا ہے جن کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "ان کے والد گرامی کا وصال ہو گیا۔ ان پر یہودیوں کے قرض تھے۔ ان میں تیس وسق کھجوریں بھی شامل تھیں۔ آپ نے قرض خواہوں کے خلاف بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے استعانت کی کہ وہ ان کا قرض معاف کر دیں۔ آپ نے انہیں فرمایا مگر انہوں نے اس طرح نہ کیا۔ آپ نے ان کے لئے مہلت مانگی، مگر انہوں نے مہلت بھی نہ دی۔ آپ نے انہیں فرمایا کہ آپ کی کھجوریں وہ لے لیں مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ انہوں نے سمجھا کہ یہ ناکافی ہیں۔ آپ نے نخلستان میں چکر لگایا۔ ان کی کھجوروں کے لئے برکت کی دعا کی۔ آپ نے ان سے فرمایا "جب انہیں توڑ لو اور انہیں خشک کرنے کی جگہ پر رکھ دو تو ان کی اقسام کو علیحدہ علیحدہ رکھنا عجوہ علیحدہ رکھنا عذق علیحدہ رکھنا، پھر میری طرف پیغام بھیجنا۔" میں نے اسی طرح کیا جب خشک کرنے والی جگہ پر کھجوریں رکھیں تو میں نے آپ کی طرف پیغام بھیجا۔ آپ حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تشریف لائے۔ بڑے ڈھیر کے ارد گرد تین چکر لگائے پھر اسی پر بیٹھ گئے اور برکت کی دعا کی۔ فرمایا "قرض خواہوں کو بلاتے جاؤ، اور انہیں پورا کر کے دیتے جاؤ" میں نے سارے قرض خواہوں کا قرض ادا کر دیا۔ میں اس امر پر راضی تھا کہ میرا رب تعالیٰ میرے والد گرامی کی امانت کو واپس لوٹا دے اور میں ان میں سے بہنوں کے پاس ایک کھجور بھی نہ لے کر جاؤں۔ بخدا! سارے ڈھیر اسی طرح

سلامت تھے حتیٰ کہ میں اس ڈھیر کو دیکھ رہا تھا جس پر آپ تشریف فرما تھے کہ اس میں سے ایک کھجور بھی کم نہ ہوئی تھی۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا دیکھ نہیں رہے کہ میں نے قرض خواہوں کو ان کی کھجوریں ادا کر دی ہیں۔ رب تعالیٰ نے ان کی کھجوریں پوری کر دی ہیں اور اتنی کھجوریں بچ گئی ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے آئے۔ انہوں نے کہا "حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ان کے قرض خواہوں کے متعلق پوچھو" انہوں نے کہا: "میں ان سے نہیں پوچھوں گا۔ میں جانتا تھا کہ اللہ تعالیٰ عنقریب ان کا قرض ادا کر دے گا۔ جب آپ اس کی اجازت دیں گے۔ انہوں نے تین بار یہی بات کی۔ ہر ایک کے جواب میں انہوں نے کہا "میں ان سے یہ سوال نہیں کروں گا۔" انہوں نے فرمایا: "جابر رضی اللہ عنہ! تمہارے قرض خواہوں اور کھجوروں کا کیا بنا؟ انہوں نے فرمایا: "رب تعالیٰ نے انہیں پورا کر دیا تھا۔ اتنی اتنی کھجوریں بچ بھی گئی تھیں۔"

۷۔ ابن سعد نے حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ کی نور نظر سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا "میری والدہ ماجدہ نے مجھے بلایا اور مجھے میرے کپڑے میں پیالہ چھپا کر دیا فرمایا "لخت جگر! یہ اپنے والد گرامی اور ماموں کے پاس لے جاؤ۔ یہ ان کا کھانا ہے" میں نے وہ پیالہ پکڑا اور اس کے ساتھ چلی۔ میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزری۔ آپ نے فرمایا: "آ جاؤ۔ تمہارے پاس کیا ہے؟ میں نے عرض کی: "یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم یہ کھجوریں ہیں جنہیں میری امی جان نے میرے والد گرامی بشیر بن سعد اور ماموں عبد اللہ بن رواحہ کے لئے بھیجی ہیں تا کہ وہ انہیں کھا لیں" آپ نے فرمایا: "انہیں لے آؤ" میں نے انہیں آپ کے دونوں ہاتھوں پر انڈیل دیا۔ انہوں نے آپ کے مبارک ہاتھوں کو نہ بھرا۔ آپ نے حکم دیا تو کپڑا پھیلا دیا گیا۔ کھجوریں منگوائیں انہیں اس کپڑے پر رکھا گیا پھر آپ نے کسی شخص سے فرمایا "اہل خندق میں جاؤ اعلان کرو کہ کھانے کی طرف آ جاؤ" سارے اہل خندق اس پر جمع ہو گئے۔ اس سے کھانے لگے۔ وہ بڑھنے لگیں حتیٰ کہ سارے اہل خندق اس سے سیراب ہو گئے۔ وہ کھجوریں کپڑے کی اطراف سے گر رہی تھیں۔"

۸۔ ابن سعد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک روز میں اپنے گھر سے مسجد نبوی کی سمت گیا۔ میں صرف بھوک کی وجہ سے نکلا تھا۔ میں نے کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملاقات کی۔ ان سب نے کہا "ہمیں بھوک نے ہی باہر نکالا ہے۔ ہم سب بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ آپ کو بھوک کے بارے بتایا۔ آپ نے ایک طشت منگوایا اس میں کھجوریں تھیں۔ آپ نے ہم میں سے ہر ایک کو دو کھجوریں عطا کیں۔ آپ نے فرمایا: "یہ کھجوریں کھا لو ان پر پانی پی لو یہ آج کا سارا دن تمہارے لئے کافی ہو جائیں گی۔"

۹۔ امام بیہقی نے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: اسی اثناء میں کہ ہم بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر تھے۔ ایک بچہ آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی "میں ایک یتیم بچہ ہوں۔ میری بہن بھی یتیم ہے۔ میری امی بیوہ ہے۔ ہمیں کھلائیں اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی نعمتوں سے بہرہ مند فرمائے گا۔"

آپ نے فرمایا: میرے اہل بیت کے پاس جاؤ اور جو کچھ وہاں سے ملے اسے میرے پاس لے آؤ" وہ اکیس کھجوریں لے کر آیا۔ آپ نے انہیں اپنے دست اقدس پر رکھا۔ آپ نے اپنے دست اقدس سے اپنے منہ مبارک کی طرف اشارہ کیا۔ ہم دیکھ رہے تھے کہ آپ برکت کی دعا کر رہے تھے پھر فرمایا "بچے! یہ سات تیری امی کے لئے یہ سات تیری بہن کے لئے اور یہ سات تیرے لئے ہیں۔ ایک شام کو کھا لینا اور دوسری صبح کو۔"

چھٹا باب

انڈے میں برکت

ابونعیم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ ذات الرقاع کے لئے جانے کا ارادہ کیا تو علیہ بن زید رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت میں شتر مرغ کے تین انڈے پیش کئے۔ انہوں نے عرض کی: "یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے شتر مرغ کے گھونسلے سے یہ تین انڈے حاصل کئے۔ آپ نے فرمایا: "جابر! انہیں لے لو۔ انہیں پکاؤ" میں نے انہیں پکایا اور ایک پیالے میں لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں روٹی تلاش کرنے لگا۔ مجھے روٹی نہ ملی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روٹی کے بغیر ہی وہ انڈے کھانے لگے حتیٰ کہ سارے سیر ہو گئے۔ پیالے میں انڈے پہلے کی طرح تھے، پھر آپ اٹھے۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انہیں تناول فرمایا پھر ہم خوشی خوشی روانہ ہو گئے" ابن سعد نے لکھا ہے کہ اس مہم پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد چار سو تھی۔ دوسری روایت کے مطابق ان کی تعداد سات سو تھی۔

ساتواں باب

گوشت کثیر ہو جانا

۱۔ ابن اسحاق، ابن جریر، ابن ابی حاتم، بیہقی اور ابونعیم نے کئی طرق سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ابن مردویہ اور ابونعیم نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت طیبہ نازل ہوئی۔

وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ﴿۲۱۴﴾ (سورۃ الشعراء: ۲۱۴)

ترجمہ: اور آپ ڈرایا کریں اپنے قریبی رشتہ داروں کو۔

تو حضور داعیٔ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنو عبدالمطلب کو جمع فرمایا۔ اس وقت ان کی تعداد چالیس افراد تھی۔ جو مسنہ کھا جاتے

تھے۔ وہ بکری کا بڑا پیالہ پی لیتے تھے۔ آپ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ وہ ان کے لئے کھانا تیار کریں۔ ان کے لئے بکری کی ٹانگ پکائیں۔ انہوں نے اسے تیار کیا، پھر بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں پیش کر دیا۔ آپ نے اس میں سے کچھ لیا بقیہ پیالے کے جوانب میں بکھیر دیا، پھر فرمایا "اللہ تعالیٰ کا نام لے کر قریب ہو جاؤ" دس دس کے گروہ میں انہوں نے کھایا حتیٰ کہ وہ سیراب ہو گئے۔ مجھے ان کی انگلیوں کے نشانات نظر آ رہے تھے۔ بخدا! جو کچھ ان سب کو پیش کیا گیا تھا وہ ایک شخص کھا سکتا تھا، پھر فرمایا "علی! ان لوگوں کو پلاؤ" وہ پیالہ لے آئے۔ آپ نے پہلے اس میں سے خود نوش فرمایا، پھر ان کو پکڑا دیا فرمایا "اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اس میں سے پیو" انہوں نے پیا حتیٰ کہ آخری شخص بھی سیر ہو گیا۔ بخدا! وہ دودھ صرف اتنا تھا جس سے ایک شخص سیر ہو سکتا تھا۔"

۲۔ حسن بن سفیان، امام نسائی نے الکنیٰ میں الطبرانی اور امام بیہقی نے حضرت خالد بن عبد العزیٰ سے روایت کیا ہے کہ حضور سراپا کرم ﷺ نے ان کے لئے بکری ذبح کی۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے اہل و عیال کثیر تھے۔ اگر وہ بکری ذبح کرتے تو ان کے عیال کو ایک ایک ہڈی بھی نہ آتی تھی۔ حضور اکرم ﷺ نے اس میں سے گوشت تناول فرمایا، پھر فرمایا "ابو حباش رضی اللہ عنہ! مجھے اپنا ڈول دکھاؤ۔ آپ نے بقیہ گوشت اس میں رکھا اور یہ دعا مانگی "مولا! ابو حباش کے لئے برکت فرما۔"

آپ نے ان کے لئے اس گوشت کو الٹ پلٹ کیا اسے ان کے لئے پھیلا دیا۔ فرمایا "اس میں ہمدردی سے پیش آنا" اس میں سے ان کے عیال نے بھی کھایا اور گوشت باقی بھی بچ گیا۔"

۳۔ الطبرانی نے حضرت مسعود بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں بکری پیش کی۔ میں کسی ضروری کام کے لئے چلا گیا۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کا نصف حصہ واپس کر دیا۔ میں واپس آیا تو گھر میں گوشت موجود تھا۔ میں نے پوچھا "ام خناس! یہ گوشت کیسا ہے؟ انہوں نے کہا "جو بکری ہم نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں بھیجی تھی۔ آپ نے اس کا نصف واپس کر دیا ہے۔" میں نے کہا "تم اسے اپنے اہل و عیال کو کیوں نہیں کھلاتیں" انہوں نے کہا "یہ ان کا بقیہ ہے۔ میں نے سب کو کھلا دیا ہے؟" حالانکہ پہلے وہ تین یا دو بکریاں ذبح کرتے تھے۔ جو ان کے لئے کافی نہ ہوتی تھیں۔"

۴۔ حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب میرے والد گرامی شہید ہوئے تو ان پر قرض تھا...... میں نے اپنی زوجہ (محترمہ) سے کہا "حضور اکرم ﷺ دن کے وقت آرام فرمانا پسند کرتے ہیں۔ میں اندر گیا۔ آپ کے لئے بستر بچھایا۔ آپ آرام فرما ہو گئے۔ میں نے آپ کے لئے بکری کا بچہ ذبح کیا۔ جب آپ جاگے تو میں نے آپ کو پیش کر دیا۔ آپ نے فرمایا: "صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بلا لو" پھر سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بلایا جو آپ کے ساتھ تھے انہوں نے خوب سیر ہو کر کھایا پھر بھی ہمارے لئے بہت سا گوشت بچ گیا۔"

آٹھواں باب

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا کھانا کثیر ہو جانا

امام احمد، شیخین، ابویعلی اور بغوی نے متواتر کثیر طرق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو دیکھ رہے تھے۔ حضرت ابوطلحہ نے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز مبارک سنی ہے۔ مجھے اس میں کمزوری محسوس ہوئی ہے۔ مجھے اس میں بھوک نظر آئی ہے۔ کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ حضرت ام سلیم نے کہا "میرے پاس صرف ایک مد جو ہیں" انہوں نے فرمایا: "انہیں درست کرو اور آٹا گوندھو، ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دعوت دیتے ہیں۔ آپ ہمارے پاس کھانا تناول فرمائیں گے" حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "میں نے آٹا گوندھا اور روٹی پکائی۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلاؤ" حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں گیا۔ میں نے دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے۔ آپ کے ارد گرد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔ ان کی تعداد اسی سے زائد تھی۔ میں ان کے پاس کھڑا ہو گیا۔ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کیا تمہیں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بھیجا ہے؟ میں نے عرض کی: "ہاں! آپ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا "اٹھو" آپ روانہ ہوئے۔ میں ان کے آگے آگے تھا۔ میں حضرت ابوطلحہ کے پاس آیا اور سارا واقعہ عرض کر دیا۔ انہوں نے کہا "انس! تم نے ہمیں رسواء کر دیا۔ میں نے کہا "میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی امر کو رد نہیں کر سکتا تھا۔" حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے آپ سے ملاقات کی۔ آپ کے ہمراہ آنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھ کر مبہوت ہو گئے۔ وہ آپ کے پہلو میں چلنے لگے۔ عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ تو صرف روٹی ہے۔" آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈال دے گا" جب آپ دروازے تک پہنچے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا "بیٹھ جاؤ" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اندر تشریف لے گئے۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا "ام سلیم رضی اللہ عنہا! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم میں تشریف لے آئے ہیں۔ آپ کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ہیں۔ ہمارے پاس ایسی کوئی چیز نہیں جو انہیں کھلائیں" انہوں نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔" آپ نے روٹی منگوائی، پیالہ منگوایا۔ اس میں روٹی رکھی، پھر فرمایا "کیا گھی ہے؟ حضرت ابوطلحہ نے عرض کی "مشکیزہ میں کچھ تو تھا" وہ مشکیزہ لے آئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اسے نچوڑنے لگے حتیٰ کہ اس میں کچھ گھی نکل آیا۔ آپ نے اسے اپنی سبابہ انگلی سے مس کیا پھر روٹی کو دست اقدس لگایا تو وہ بھی پھیل گئی۔ آپ نے بسم اللہ پڑھی تو وہ اور پھیل گئی۔ آپ اسی طرح کرتے رہے اور وہ روٹی پھیلتی رہی حتیٰ کہ وہ سارے پیالے میں پھیل گئی۔ آپ نے فرمایا: "میرے دس صحابہ کو بلاؤ۔" میں نے دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بلایا۔ آپ نے روٹی کے وسط میں اپنا ہاتھ مبارک رکھا اور فرمایا: "اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کھاؤ" انہوں نے روٹی کے ارد گرد سے کھایا حتیٰ کہ وہ سیر ہو گئے۔ آپ دس دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بلاتے رہے۔ وہ اسی روٹی سے کھاتے رہے، حتیٰ کہ روٹی کے ارد گرد سے اسی سے زائد

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کھالیا، حتیٰ کہ سب نے جی بھر کر کھایا۔ اس روٹی کا وسط اسی طرح تھا۔ جیسے کہ وہ پہلے تھا، پھر حضور اکرم ﷺ حضرت ابوطلحہ، حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا اور میں نے کھایا حتیٰ کہ ہم سیر ہو گئے۔ روٹی پھر بھی بچ گئی۔ ہم نے اپنے پڑوسیوں کو بطور ہدیہ دے دی۔"

نواں باب

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا کھانا کثیر ہو جانا

امام احمد، امام بخاری، اسماعیلی اور بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم خندق کی کھدائی میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔ سامنے سخت چٹان آ گئی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے۔ عرض کی "سامنے سخت چٹان آ گئی ہے" آپ نے فرمایا: "میں آتا ہوں" آپ اٹھے شکم اطہر پر ایک پتھر باندھا ہوا تھا۔ تین روز ہو چکے تھے ہم نے کچھ نہ کھایا تھا۔ آپ نے کدال لی۔ ضرب کہسار شکن لگائی۔ وہ ریت کا ٹیلہ بن گئی۔ میں نے عرض کی: "یارسول اللہ! ﷺ مجھے گھر تک جانے کی اجازت دیں۔ آپ نے مجھے اجازت مرحمت فرمادی۔ میں نے اپنی زوجہ (محترمہ) سے کہا "میں نے حضور اکرم ﷺ کی بھوک شدید دیکھی ہے۔ اب اس میں صبر نہیں ہو سکتا، کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ انہوں نے توشہ دان نکالا۔ جس میں ایک صاع جو تھے۔ ہمارے پاس بکری کا بچہ تھا۔ میں نے اسے ذبح کیا۔ اس کے ٹکڑے کیے اور ہنڈیا میں ڈال دیئے۔ آٹا نرم ہو چکا تھا۔ ہنڈیا پتھروں کے مابین تھی۔ وہ پکنے کے قریب تھی۔ میں بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہونے کے لئے چلنے لگا۔ میری زوجہ نے کہا "مجھے حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے شرمندہ نہ کرنا" میں آپ کی خدمت میں آیا اور آپ سے سرگوشی کی۔ میں نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ میں نے کھانا تیار کیا ہے۔ آپ آ جائیں۔ آپ کے ساتھ ایک یا دو صحابی آ جائیں" آپ نے پوچھا "کھانا کتنا ہے؟ میں نے عرض کی: تو فرمایا "بہت ہے، پاکیزہ ہے، اپنی زوجہ سے کہنا ہنڈیا نہ اتارے۔ روٹیاں تنور سے نہ نکالے حتیٰ کہ میں تمہارے پاس آ جاؤں اور رکابیاں پھیلا دوں" پھر آپ نے بآواز بلند کہا "اے اہل خندق! جابر نے تمہارے لئے کھانا تیار کیا ہے۔ جلدی کرو" مجھے اتنی حیاء آئی جسے اللہ رب العزت ہی جانتا ہے۔ میں واپس آیا۔ حضور اکرم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے آگے آگے تشریف لائے، حتیٰ کہ میں اپنی زوجہ کے پاس آیا۔ میں نے کہا "تمہاری خیر! حضور اکرم ﷺ مہاجرین و انصار اور سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ آ گئے ہیں" انہوں نے کہا "کیا آپ نے تم سے پوچھا تھا" میں نے کہا "ہاں! انہوں نے کہا "اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول محترم ﷺ بہتر جانتے ہیں" انہوں نے میرا شدید غم دور کر دیا۔ حضور اکرم ﷺ اندر جلوہ افروز ہوئے۔ آپ نے فرمایا: "اندر داخل ہو جاؤ، بھیڑ نہ میں نے آپ کے لئے آٹا نکالا۔ آپ نے اس میں اپنا لعاب دہن ملایا۔ برکت کے لئے دعا کی، پھر ہنڈیا کی طرف تشریف

لے گئے۔ اس میں لعاب دہن ڈالا۔ برکت کی دعا کی، پھر فرمایا" جابر ! روٹیاں پکانے والی کو بلا لو جو تمہارے ساتھ روٹیاں پکائے اپنی ہنڈیا کو نیچے نہ اتارنا، او پر سے ہی سالن ڈالتے جاؤ" حضور اکرم ﷺ سالن ٹھنڈا کرتے رہے گوشت توڑ توڑ کر دیتے رہے۔ اس میں خمیر ملاتے رہے۔ اسے لوگوں کے قریب کرتے رہے حتیٰ کہ سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سیر ہو گئے۔ تنور اور ہنڈیا پہلے کی طرح لبریز تھے۔ ایک گروہ کھا کر جاتا تو دوسرا آ جاتا ان کی تعداد ایک ہزار تھی حتیٰ کہ وہ سیر ہو کر چلے گئے۔ ہماری ہنڈیا پہلے کی طرح ابل رہی تھی۔ ہمارے آٹے سے پہلے کی طرح روٹیاں پک رہی تھیں پھر آپ نے فرمایا:" خود بھی کھاؤ ہدیہ بھی دو۔ لوگوں کو بھوک کا سامنا ہے" ہم اسے سارا دن کھاتے رہے اور لوگوں کو بطور ہدیہ دیتے رہے۔"

تنبیہہ

اس روایت میں ہے کہ ان کی تعداد ایک ہزار تھی۔ ایک روایت میں نو سو ایک میں آٹھ سو اور ایک میں تین سو کا تذکرہ ہے۔ الحافظ نے لکھا ہے" زائد کا حکم زیادہ علم کی وجہ سے ہے کیونکہ یہ واقعہ ایک ہی ہے"۔

دسواں باب

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے حلیس (گھی اور پنیر) کا زائد ہو جانا

ابو یعلی، ابو نعیم اور ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا:" جب حضور اکرم ﷺ نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا تو میری امی جان نے مجھے فرمایا" انس ! آج وقت صبح حضور اکرم ﷺ دلہا ہیں۔ مجھے علم نہیں کہ آپ کے لئے کسی نے کھانا بھی تیار کیا ہے یا نہیں۔ میرے لئے وہ مشکیزہ لے کر آؤ" میں وہ مشکیزہ اور کھجوریں لے کر حاضر خدمت ہوا۔ انہوں نے اس سے حلیس (حلوہ) بنایا پھر فرمایا" انس ! اسے بارگاہ رسالت مآب ﷺ اور آپ کی زوجہ محترمہ کے پاس لے جاؤ" جب میں نے پتھر کے برتن میں آپ کے لئے" حلوہ پیش کیا تو فرمایا" حضرت ابو بکر، عمر، علی، عثمان اور میرے اصحاب رضی اللہ عنہم کو بلاؤ۔ (یہ حجرہ کی ایک سمت میں تھے) میرے لئے اسے بلاؤ جو مسجد نبوی میں حاضر ہو اور جو تمہیں راستے میں ملے۔ اسے بھی بلا لاؤ۔" میں کھانے کی قلت اور مدعوین کی کثرت پر تعجب کرنے لگا۔ میں نے آپ کی نافرمانی کرنا بھی ناپسند کی، حتیٰ کہ آپ کا حجرہ مقدسہ اور کاشانہ اقدس بھر گیا۔ آپ نے مجھے فرمایا" وہ برتن لے کر آؤ" میں نے اسے آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اسے آپ کے سامنے رکھ دیا۔ آپ نے اس برتن میں تین انگلیاں ڈالیں۔ کھجوریں بڑھنے لگیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کھاتے گئے اور باہر نکلتے گئے، حتیٰ کہ سارے سیر ہو گئے۔ اس برتن میں اتنا حلوہ باقی تھا جتنا میں لے کر آیا تھا۔ آپ نے فرمایا:" اسے (حضرت ام المومنین) زینب رضی اللہ عنہا کے سامنے رکھ دو" حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا" ابو حمزہ ! آپ کے خیال میں

کھانے والوں کی تعداد کتنی تھی؟ انہوں نے فرمایا: "اکہتر ۷۱ یا بہتر ۷۲۔"

گیارھواں باب

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کا کھانا زیادہ ہو جانا

جعفر فریابی، بیہقی، ابونعیم نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے سرور حسینان عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لئے اتنا کھانا بنایا جو ان کے لئے کافی تھا۔ میں نے اسے ان کے سامنے پیش کیا۔ آپ نے فرمایا: "جاؤ اور تیس سرداران انصار کو بلاؤ" مجھ پر یہ بات گراں گزری۔ میں نے عرض کی: "میرے پاس اور کھانا نہیں! گویا کہ میں اسے گراں سمجھ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: "جاؤ اور سرداران انصار میں سے تیس میرے لئے بلاؤ" میں نے انہیں بلایا۔ وہ آئے۔ آپ نے فرمایا: "کھاؤ" انہوں نے جی بھر کر کھانا کھایا۔ انہوں نے گواہی دی کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ باہر نکلنے سے پہلے آپ کی بیعت کی، پھر فرمایا: "جاؤ اور میرے لئے ساٹھ سرداران انصار کو بلاؤ" حضرت ابوایوب نے فرمایا: "بخدا! میرے نزدیک ساٹھ تیس سے زیادہ لگتے تھے" میں نے انہیں بلایا۔ آپ نے انہیں فرمایا "کھاؤ" انہوں نے سیر ہو کر کھایا پھر آپ کی رسالت کی گواہی دی۔ باہر نکلنے سے قبل آپ کی بیعت کی پھر فرمایا "جاؤ اور اب نوے انصار کے سرداروں کو بلاؤ" مجھے یہ تعداد تیس سے زیادہ لگتی تھی۔ میں نے انہیں بلایا۔ انہوں نے شکم سیر ہو کر کھایا پھر آپ کی رسالت کی گواہی دی۔ باہر جانے سے قبل آپ کی بیعت کی آپ نے اس کھانے سے 180 صحابہ کو کھلایا اور سارے کے سارے انصار تھے۔"

بارھواں باب

حضرت سیدہ نساء العالمین نور نظر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی ابیھا وعلیھا وسلمھا کا کھانا کثیر ہو جانا

ابویعلی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "کئی دن ہو گئے تھے آپ نے کچھ تناول نہ فرمایا تھا۔ آپ پر یہ امر گراں گزرا۔ آپ اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے حجرات مقدسہ میں تشریف لے گئے مگر کسی کے حجرہ مقدسہ سے کچھ بھی نہ ملا۔ آپ سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کے کاشانہ اقدس میں تشریف لائے۔ فرمایا "نور نظر! کیا آپ کے پاس کچھ ہے جسے میں کھالوں مجھے بھوک لگی ہے" انہوں نے عرض کی: "نہیں واللہ! جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں سے تشریف لے آئے تو ان کی ہمسائی نے انہیں دو روٹیاں اور گوشت کا ایک ٹکڑا بطور تحفہ بھیجا۔ انہوں نے اس سے لیا اسے ایک پیالے میں رکھا۔ اسے کپڑے

سے ڈھانپا اور فرمایا: "بخدا! میں آپ کو خود پر اور اپنے اہل خانہ پر ترجیح دیتی ہوں۔ وہ سارے بقدر کفایت کھانے کی ضرورت محسوس کر رہے تھے۔ انہوں نے حضرت امام حسن یا امام حسین رضی اللہ عنہ کو بھیجا آپ تشریف لائے تو عرض کی "رب تعالیٰ نے ایک چیز بھیجی ہے۔ میں نے اسے آپ کے لئے چھپایا ہے" آپ نے فرمایا: "نور نظر لے آؤ" انہوں نے پیالے سے کپڑا اٹھایا تو وہ روٹی اور گوشت سے بھرا ہوا تھا۔ وہ اسے لبریز دیکھ کر ششدر رہ گئیں۔ وہ سمجھ گئیں کہ یہ برکت ہے۔ انہوں نے رب تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی۔ اس کے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھا اور اسے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کر دیا۔ آپ نے اسے دیکھا تو حمد و ثناء بیان کی، پھر فرمایا "نور نظر! یہ کہاں سے ہے؟ انہوں نے عرض کی: "والد گرامی قدر! یہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ حمد سے ہے۔ جسے چاہتا ہے بغیر حساب رزق عطا کر دیتا ہے" آپ نے فرمایا: ساری تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے تمہیں حضرت مریم سیدہ نساء بنی اسرائیل کے مشابہ بنایا جب انہیں بھی بارگاہ ربوبیت سے رزق ملتا اور ان سے پوچھا جاتا تو وہ کہتیں "یہ اللہ تعالیٰ کی درگاہ حمد سے ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بغیر حساب کے رزق عطا کر دیتا ہے" آپ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا، پھر آپ نے حضرت علی المرتضیٰ، فاطمہ الزہراء، امام حسن المجتبیٰ اور امام حسین رضی اللہ عنہم نے اس میں سے کھایا۔ آپ نے اس میں سے اپنی ساری ازواج مطہرات اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کو بھیجا، حتیٰ کہ سارے سیراب ہو گئے۔ پیالہ ابھی تک اسی طرح لبریز تھا انہوں نے اس میں سے سارے پڑوسیوں کو بھی عطا کیا۔ رب تعالیٰ نے اس میں بہت سی برکت اور خیر کثیر رکھی۔"

تیرھواں باب

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا زادِ راہ زیادہ ہو جانا

۱۔ شیخان نے حضرت سلمہ بن الاکوع سے، امام احمد، امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، امام احمد نے ابو الحسین غفاری سے، ابن سعد اور حاکم نے ابو عمرہ انصاری سے، بزار اور طبرانی اور بیہقی نے ابو الحسین عبدی سے، ابن راہویہ، ابو یعلی اور ابو نعیم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ یہ سب فرماتے ہیں "ہم غزوہ تبوک میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شدید بھوک کا سامنا کرنا پڑا۔ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ اونٹ ذبح کرنے کی اجازت مانگی۔ آپ نے انہیں اجازت مرحمت فرما دی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بھی اس کی خبر ہو گئی۔ وہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ عرض کی "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے لوگوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی سواریوں کو ذبح کر لیں، پھر وہ کس پر سواری کریں گے؟ آپ نے فرمایا: "ابن خطاب! تمہاری کیا رائے ہے۔ انہوں نے عرض کی: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرا خیال ہے کہ آپ انہیں حکم دیں کہ وہ اپنے بقیہ زادِ راہ جمع کرنے کا حکم کریں۔ آپ اسے کسی کپڑے میں جمع کریں، پھر رب تعالیٰ سے اس میں برکت کی دعا کریں۔ رب تعالیٰ آپ کی دعا کے طفیل

ہمیں عنقریب پہنچا دے گا" آپ نے ان کا بقیہ زادِ راہ منگوایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مٹھی بھر کھانا یا اس سے کچھ زائد لے کر آئے۔ جو سب سے زیادہ لے کر آیا تھا۔ وہ ایک صاع کھجوریں تھیں۔ آپ نے وہ زادِ راہ ایک کپڑے میں جمع کیا پھر فرمایا "میرے پاس اپنے برتن لے کر آؤ۔ ہر انسان نے اپنا برتن بھر لیا۔ لشکر کے سارے برتن لبریز ہو گئے، حتیٰ کہ ایک انسان اپنی قمیض کو گرہ لگا لیتا اور اسے بھر لیتا۔ وہ بھر زادِ راہ بھی اتنا ہی تھا۔ آپ مسکرانے لگے حتیٰ کہ آپ کے دندان مبارک نظر آنے لگے۔ آپ نے فرمایا: "اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا رسول الله" جو بھی رب تعالیٰ سے اس کلمہ کے ساتھ ملاقات کرے گا۔ اسی سے آگ کو روک دیا جائے گا۔"

۲۔ الطبرانی نے حضرت ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے۔ فرمایا "کیا تمہارے پاس کھانے کے لئے کچھ ہے؟ مجھے بھوک لگی ہے" میں نے عرض کی: "نہیں" صرف آٹے کے دو مد ہیں" آپ نے فرمایا: "اسے گرم کرو" میں نے ہنڈیا میں اسے ڈالا اور اسے پکایا پھر عرض کی "یہ پک چکا ہے" پھر آپ نے مشکیزہ منگوایا۔ جس میں تھوڑا سا گھی تھا۔ آپ نے اس کے کنارے پکڑے اور اسے ہنڈی میں نچوڑ دیا، پھر فرمایا "بسم اللہ! اپنی بہنوں کو بلا لو۔ مجھے علم ہے کہ انہیں بھی اسی طرح بھوک لگی ہے جیسے مجھے بھوک لگی ہے۔" میں نے انہیں بلایا۔ ہم نے سیر ہو کر کھایا، پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے پھر ایک اور شخص آیا ان سب نے کھایا حتیٰ کہ سارے سیر ہو گئے۔ کھانا پھر بھی بچ گیا تھا۔"

۳۔ امام احمد اور امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ عمرہ کرنے کے لئے تشریف لے گئے اور مرالظہران نزول اجلال فرمایا تو آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو معلوم ہوا کہ قریش کہہ رہے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو کمزوری کی وجہ سے ایک دوسرے کو بلا بھی نہیں سکتے" آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا "کاش! ہم اپنی سواریوں کو ذبح کر لیں۔ ان کا گوشت کھا لیں۔ ان کا شوربہ پی لیں، تاکہ وقت صبح جب ہم قوم کے پاس جائیں تو ہمیں اطمینان حاصل ہو۔ آپ نے فرمایا: "اس طرح نہ کرو۔ میرے لئے اپنا زادِ راہ جمع کرو" انہوں نے آپ کے لئے اپنا زادِ راہ جمع کیا۔ دستر خوان بچھ گئے۔ انہوں نے سیر ہو کر کھایا ہر ایک نے اپنا توشہ دان بھی بھر لیا۔"

چودھواں باب

مختلف کھانوں کا کثیر ہو جانا

ابو جعفر فریابی، ابن سعد، ابن ابی شیبہ اور الطبرانی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "مجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میرے لئے اپنے ساتھیوں کو بلاؤ" میں ایک ایک شخص کر کے بلانے لگا۔ ہم آپ

کے دراقدس پر حاضر ہوئے۔ہم نے اجازت مانگی۔آپ نے ہمیں اجازت مرحمت فرمادی۔آپ نے ہمارے سامنے ایک پلیٹ رکھی۔جس میں ایک مذجو کا کھانا تھا۔آپ نے اس پر اپنا دست اقدس رکھا،اور فرمایا:"اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کھاؤ۔"ہم نے جی بھر کر کھایا۔ہماری تعداد ستر او راسی کے مابین تھی،پھر ہم نے اپنا ہاتھ اٹھالیا۔آپ نے پلیٹ اٹھاتے وقت فرمایا:"مجھے اس ذات والا کی قسم!جس کے دست تصرف میں میری جان ہے شام کے وقت آل محمد (ﷺ) کے لئے کھانا نہ تھا"حضرت انس سے عرض کی گئی"جب تم فارغ ہو گئے تو کھانا کتنا تھا؟انہوں نے فرمایا:"وہ اتنا ہی تھا جتنا رکھا گیا تھا،مگر اس میں انگلیوں کے نشانات تھے۔"

۲۔ الطبر انی'الحاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"اہل صفہ نے مجھے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں بھیجا۔انہوں نے بھوک کی شکایت کی۔آپ نے اپنے کاشانہ اقدس کی طرف توجہ کی اور فرمایا:"کیا کچھ ہے؟انہوں نے عرض کی:"ہاں!ایک یا دو ٹکڑے روٹی کے ہیں اور کچھ دودھ ہے"آپ کی خدمت میں یہ اشیاء پیش کی گئیں۔آپ نے روٹی کو باریک کیا،پھر اس پر دودھ انڈیلا،پھر اسے اپنے دست اقدس سے ملا،حتیٰ کہ اسے ثرید کی طرح بنا دیا،پھر فرمایا"واثلہ!اپنے دس ساتھیوں کو بلاؤ"میں نے اسی طرح کیا۔آپ نے فرمایا:"اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اس کے ارد گرد سے کھاؤ اور اس کی چوٹی کو اسی طرح رہنے دو۔برکت اس کے اوپر سے آتی ہے،پھر اسے پھیلا دیا جاتا ہے"میں نے انہیں دیکھا وہ کھاتے رہے۔انگلیوں کا خلال کرتے رہے،حتیٰ کہ وہ سیر ہو گئے۔دوسرے دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آئے۔آپ نے انہیں بھی اسی طرح فرمایا۔انہوں نے بھی سیر ہو کر کھایا،پھر فرمایا"کیا کوئی رہ گیا ہے؟میں نے عرض کی:"ہاں!دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رہ گئے ہیں۔وہ بھی حاضر خدمت ہو گئے۔آپ نے انہیں بھی اسی طرح فرمایا۔انہوں نے بھی جی بھر کر کھایا۔کھانا اب بھی باقی تھا۔میں اس معجزہ نمائی سے متعجب ہوتے ہوئے چلا گیا۔

۳۔ ابن سعد نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"ہم ایک رات کو کھانا کھائے بغیر سو گئے۔وقت صبح میں نے کوشش کی۔مجھے اتنی رقم مل گئی جس سے میں نے کھانا خریدا۔میں نے ایک درہم کا گوشت خریدا پھر اسے خاتون جنت رضی اللہ عنہا کی خدمت میں لے آیا۔انہوں نے ہنڈیا پکائی۔روٹیاں پکائیں،پھر فرمایا"کاش!آپ میرے والد محترم کے پاس جائیں اور آپ کو دعوت دیں"میں بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔آپ فرما رہے تھے:"اعوذ باللہ من الجوع ضجیعا۔"میں نے عرض"یارسول اللہ ﷺ!ہمارے پاس کھانا ہے آپ تشریف لائیں۔آپ تشریف لائے۔ہنڈیا ابل رہی تھی۔آپ نے فرمایا:"کسی پلیٹ میں حضرت عائشہ کے لئے نکال لیں"حتیٰ کہ میں نے ساری ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے لئے سالن نکال لیا،پھر فرمایا"اپنے والد گرامی اور شوہر نامدار کے لئے نکال لیں"میں نے ان کے لئے بھی سالن نکالا۔آپ نے فرمایا:"خود بھی نکال لیں اور کھالیں"میں نے

سالن نکالا، پھر ہنڈیا اٹھائی۔ یہ ابھی تک اسی طرح لبریز تھی۔ ہم نے اس میں اتنا کھایا، جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا۔"

۴۔ الطبرانی ابونعیم اور بیہقی نے حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ کے لئے کھانا تیار کیا، پھر اسے آپ کی خدمت میں لے گیا۔ مشکیزے نے حرکت کی۔ اس میں سے کھانا نیچے گرا۔ میں نے کہا "میرے ہاتھ پر حضور اکرم ﷺ کا کھانا گرا ہے۔" آپ نے فرمایا: "اسے قریب کرو" میں نے عرض کی: "یا رسول اللہ ﷺ! میں یہ طاقت نہیں رکھتا۔ میں اپنی جگہ لوٹ آیا۔ مشکیزہ قب قب کر رہا تھا میں نے کہا "بقیہ بھی انڈیلا گیا ہے جو اس میں بچ گیا تھا۔ میں نے اسے کھینچا وہ اپنے بازوؤں تک بھرا ہوا تھا، پھر میں بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ اس کا تذکرہ کیا۔ آپ نے فرمایا: "اگر تم اسے اسی طرح چھوڑ دیتے تو یہ منہ تک بھر جاتا پھر اس کو باندھ دیتے۔"

۵۔ الطبرانی نے حسن سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میری والدہ ماجدہ نے حضور اکرم ﷺ کے لئے کھانا تیار کیا، پھر مجھے فرمایا "آپ کو بلالاؤ" میں آپ کی خدمت میں آیا اور آپ کے کان میں عرض کی۔ آپ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا "اٹھو" آپ کے ہمراہ پچاس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اٹھے۔ آپ نے فرمایا: "دس دس کر کے اندر داخل ہو جاؤ۔" انہوں نے سیر ہو کر کھایا، حتیٰ کہ سارے سیر ہو گئے۔ کھانا پھر بھی اتنا ہی باقی تھا۔"

۶۔ ابونعیم نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم ﷺ کے لئے کھانا بنایا، پھر آپ کی خدمت میں آیا۔ آپ اپنے کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین جلوہ افروز تھے۔ میں ذرا ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ جب آپ نے میری طرف دیکھا تو میں نے آپ کو اشارہ کیا۔ آپ نے فرمایا: "یہ" میں نے عرض کی: "نہیں" میں نے آپ کو دوبارہ یہی جواب دیا۔ جب آپ نے تیسری بار فرمایا تو میں نے "ہاں" کہا۔ میں نے عرض کی: "وہ تھوڑا سا کھانا ہے جسے میں نے صرف آپ کے لئے تیار کیا ہے" ان تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کھایا۔ کھانا پھر بھی بچ گیا۔

۷۔ ابن سعد نے حضرت ام عامر اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ کی زیارت کی۔ آپ نے ہماری مسجد میں نماز مغرب ادا کی۔ میں اپنے گھر آئی۔ گوشت والی ہڈی اور روٹیاں آپ کی خدمت میں پیش کیں۔ میں نے عرض کی: "میرے والدین آپ پر فدا! آپ کھالیں" آپ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا "اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کھاؤ۔" آپ نے اور آپ کے ہمراہ آنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اور گھر کے موجود افراد نے وہ کھانا کھایا۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست تصرف میں میری جان ہے۔ میں نے کچھ ہڈیوں کو دیکھا گویا کہ اس سے گوشت اتارا ہی نہیں گیا تھا۔ روٹیاں بھی اسی طرح پڑی ہوئی تھیں۔ آپ کے ہمراہ چالیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔

۸۔ امام احمد، ابن سعد اور ابونعیم نے حضرت عبداللہ بن طہفہ سے روایت کیا ہے کہ جب مہمان جمع ہو جاتے تو آپ

فرماتے "یہ شخص اپنے ہم نشین کی طرف پھر جائے۔ میں وہ شخص تھا جو آپ کی طرف پھرا۔ آپ نے فرمایا: "عائشہ! کیا کچھ ہے؟ انہوں نے عرض کی: "حویسہ ہے جسے میں نے آپ کی افطاری کے لئے بنایا ہے" اسے آپ کی خدمت میں ایک پیالے میں جمع کیا گیا۔ آپ نے اس میں سے کچھ تناول فرمایا پھر اسے ہمارے سامنے کر دیا۔ فرمایا "اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کھاؤ۔"

بخدا! ہم نے اس میں سے کھایا۔ بخدا! گویا کہ ہم اسے دیکھ نہیں رہے تھے، پھر استفسار فرمایا! کیا مشروب ہے؟ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا نے عرض کی "تھوڑا سا دودھ ہے جسے میں نے آپ کی افطاری کے لئے تیار کیا ہے" انہوں نے اسے آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے اس میں سے کچھ نوش فرمایا، پھر فرمایا "بسم اللہ پڑھ کر پیو" ہم نے سیر ہو کر پیا۔ بخدا! ہم اس کی طرف دیکھ نہیں رہے تھے۔"

۹۔ الطبرانی نے حسن سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک رات مجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یاد فرمایا۔ میں کاشانۂ اقدس میں گیا تو آپ نے فرمایا: "میرے پاس وہ کھانا لے کر آؤ جو تمہارے پاس ہے" انہوں نے مجھے ایک پیالہ دیا جس میں حریرہ تھا جسے کھجوروں سے بنایا گیا تھا۔ میں اسے لے کر آپ کی خدمت میں آ گیا۔ آپ نے مجھے فرمایا "اہل مسجد کو بلاؤ" میں نے دل میں کہا "میرے لئے تعجب! جو میں یہ قلیل طعام دیکھ رہا ہوں اور میرے لئے تعجب اگر میں آپ کی نافرمانی کروں" میں نے مسجد میں موجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بلایا۔ وہ سارے جمع ہو گئے۔ آپ نے اس پیالے میں اپنی مبارک انگلیاں رکھیں۔ اس کو کنارے سے دبایا اور فرمایا: "اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کھاؤ" انہوں نے کھایا حتیٰ کہ وہ سارے سیر ہو گئے۔ میں نے بھی جی بھر کر کھایا۔ جب میں نے اسے اٹھایا تو وہ اسی حالت پر تھا مگر اس میں انگلیوں کے نشانات تھے۔

۱۰۔ ابن عساکر نے حضرت ابو ہریرہ عبداللہ بن مغیث انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضرت ام عامر اشہلیہ رضی اللہ عنہا نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک پیالہ بھیجا جس میں حس تھا آپ اس وقت اپنے خیمہ میں تشریف فرما تھے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا آپ کے خیمہ میں تھیں۔ انہوں نے جی بھر کر اسے کھایا، پھر پیالہ لے کر باہر آئیں۔ آپ کے منادی نے اعلان کیا کہ کھانا کھا لو۔ اسے سارے اہل خندق نے کھایا لیکن وہ پہلے کی طرح لبریز تھا۔

۱۱۔ ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے تین دن سے کچھ نہ کھایا تھا۔ میں اہل صفہ کے ارادہ سے آیا۔ میں گرنے لگا۔ بچے کہنے لگے "ابو ہریرہ مجنون بن گئے تھے۔ میں انہیں پکارنے لگا" میں نے کہا "نہیں! تم مجنوں ہو" حتیٰ کہ میں اہل صفہ کے پاس گیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ کی خدمت میں ثرید کا پیالہ پیش کیا گیا تھا۔ آپ نے اس پر اہل صفہ کو بلایا۔ وہ اس میں سے کھا رہے تھے۔ میں نے اپنا آپ بلند کیا تا کہ وہ مجھے دعوت دیں حتیٰ کہ وہ لوگ اٹھ گئے پیالے کے گرد و نواح میں کچھ لگا ہوا تھا۔ آپ نے اسے جمع کیا تو وہ

ایک لقمہ بن گیا۔ آپ نے اسے اپنی انگلیوں پر رکھا فرمایا "اللہ کا نام لے کر کھاؤ" مجھے اس ذات بابرکات کی قسم! جس کے دست تصرف میں میری جان ہے میں نے اسے کھایا حتیٰ کہ میں سیر ہو گیا۔

۱۲۔ امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا۔ میں نے دیکھا کہ آپ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ آپ ان کے ساتھ گفتگو فرما رہے تھے۔ آپ نے اپنے بطن اقدس پر پٹی باندھ رکھی تھی۔ میں نے کسی صحابی سے پوچھا "آپ نے اپنے بطن اقدس پر پٹی کیوں باندھ رکھی ہے؟ انہوں نے فرمایا: "بھوک کی وجہ سے" میں حضرت ابوطلحہ کے پاس گیا۔ انہیں بتایا۔ وہ میری امی جان کے پاس گئے، اور پوچھا "کیا کھانے کے لئے کچھ ہے؟ انہوں نے کہا "ہاں! میرے پاس روٹی کے ٹکڑے اور کھجوریں ہیں" اگر آپ اکیلے تشریف لے آئیں تو ہم آپ کو سیر کر دیں گے۔ اگر آپ کے ہمراہ ایک صحابی بھی ہوا تو پھر یہ قلیل ہو جائے گا۔ حضرت ابوطلحہ نے مجھے فرمایا "تم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب جاؤ۔ آپ انہیں تو آپ کو چھوڑ دینا جب سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چلے جائیں تو آپ کے پیچھے پیچھے جانا۔ جب آپ گھر کی دہلیز تک پہنچیں تو عرض کرنا "میرے پدر بزرگوار آپ کو دعوت دے رہے ہیں" میں نے اسی طرح کیا۔ جب میں نے کہا "میرا باپ آپ کو دعوت دے رہا ہے تو آپ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا "ارے! آجاؤ" آپ نے مضبوطی سے میرا ہاتھ تھام لیا۔ آپ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ آ گئے۔ جب ہم اپنے گھر کے قریب پہنچے تو آپ نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا۔ میں اندر داخل ہوا۔ میں آنے والوں کی بیشتر تعداد کی وجہ سے غمزدہ تھا۔ میں نے کہا "ابو! میں نے آپ سے اسی طرح عرض کیا تھا جیسے آپ نے مجھے کہا تھا، لیکن آپ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی بلا لیا ہے۔ وہ آپ کے ہمراہ آ گئے ہیں۔ حضرت ابوطلحہ باہر نکلے۔ انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں نے انس کو اس لئے بھیجا ہے کہ وہ صرف آپ کو دعوت دے میرے پاس اتنا کھانا نہیں جو اتنے کثیر افراد کو سیر کر سکے۔

"آپ نے فرمایا: "اندر چلو! اللہ تعالیٰ تمہارے کھانے میں برکت ڈال دے گا" میں اندر داخل ہوا۔ آپ نے فرمایا: "جو کچھ تمہارے پاس ہے اسے جمع کرو پھر اسے قریب کرو" ہم نے روٹی اور کھجوریں آپ کے قریب کیں۔ ہم نے انہیں چٹائی پر رکھا۔ آپ نے برکت کی دعا کی۔ آپ نے فرمایا: "آٹھ افراد اندر آ جاؤ" آٹھ افراد اندر آ گئے۔ آپ نے کھانے کے اوپر اپنا دست اقدس رکھ دیا۔ فرمایا "اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کھاؤ" انہوں نے آپ کی انگلیوں کے درمیان سے کھایا حتیٰ کہ وہ سیر ہو گئے، پھر مجھے حکم دیا کہ میں آٹھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو داخل کروں۔ آپ اسی طرح حکم کرتے رہے حتیٰ کہ اسی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وہ کھانا سیر ہو کر کھایا، پھر آپ نے مجھے، میری امی اور حضرت ابوطلحہ کو بلایا اور فرمایا: "کھاؤ!" ہم نے سیر ہو کر کھایا، پھر آپ نے اپنا دست اقدس اٹھا لیا۔ فرمایا "ام سلیم! تمہارے اس کھانے میں کمی واقع ہوئی ہے۔ جسے تم نے پیش کیا تھا" انہوں نے عرض کی: "میرے والدین آپ پر فدا! اگر میں ان صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم کو کھاتے ہوئے نہ دیکھتی تو میں کہتی "ہمارے اس کھانے میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔"

۱۴۔ امام احمد نے الزھد میں بزار اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک اعرابی بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا، تاکہ آپ سے کسی چیز کے بارے میں سوال کرے۔ وہ آپ کی تلاش میں آیا۔ آپ کو اپنے کسی حجرہ مقدسہ میں روٹی کا لقمہ ملا۔ آپ نے اسے پکڑا۔ آپ نے اس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کئے ان پر اپنا دست اقدس رکھا، فرمایا "کھا" اعرابی نے کھایا حتیٰ کہ وہ سیر ہو گیا۔ کھانا پھر بھی باقی تھا۔ اعرابی آپ کی طرف دیکھنے لگا۔ اس نے کہا "آپ ایک پاکباز ہستی ہیں" آپ نے اسے کہا "اسلام لے آ" وہ اسلام کا انکار کرنے لگا۔ وہ کہہ رہا تھا۔ "آپ ایک پاکباز ہستی ہیں۔"

پندرھواں باب

بکری کے بازو کی داستانیں

۱۔ امام احمد، ابو یعلیٰ نے کئی اسناد سے حضور اکرم ﷺ کے خادم حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "کسی نے ہمیں بکری بطور ھدیہ بھیجی۔ میں نے اسے ہنڈیا میں ڈالا۔ حضور اکرم ﷺ اندر تشریف لائے۔ آپ نے پوچھا "ابو رافع! یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی: "ہمیں بکری بطور تحفہ بھیجی گئی ہے۔ میں اسے ہنڈیا میں پکا رہا ہوں۔" آپ نے فرمایا: "مجھے اس کا بازو دو" میں نے آپ کو بازو پیش کیا۔ آپ نے فرمایا: "ابو رافع مجھے اس کا بازو دو" میں نے اس کا بازو آپ کو پیش کیا۔ آپ نے پھر فرمایا "ابو رافع مجھے اس کا بازو دو" میں نے عرض کی: "یا رسول اللہ! ﷺ بکری کے دو ہی بازو ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: "اگر تم خاموش رہتے تو میں جب تک مانگتا رہتا تم مجھے بازو دیتے رہتے۔"

۲۔ امام احمد اور ابو نعیم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک بکری پکائی گئی۔ آپ نے مجھے فرمایا "مجھے اس کا بازو دو" میں نے اس کا بازو پیش کیا، پھر فرمایا "مجھے اس کا بازو دو" میں نے بازو پیش کیا، پھر فرمایا "مجھے اس کا بازو دو" میں نے عرض کی: "بکری کے دو ہی بازو ہوتے ہیں" آپ نے فرمایا: "اگر تم بازو تلاش کرتے تو تمہیں مل جاتا۔"

۳۔ ابو یعلیٰ اور ابو نعیم نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ابن حجر نے اس روایت کو حسن کہا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک عورت اپنا بچہ لے کر بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئی...... اس نے آپ کو بھونی ہوئی بکری پیش کی۔ آپ نے مجھے فرمایا "اس سے بکری لے لو" پھر فرمایا "مجھے اس کا بازو دو" میں نے بازو پیش کیا پھر

فرمایا" مجھے اس کا بازو دو" میں نے دوسرا بازو بھی پیش کر دیا، پھر فرمایا" مجھے اس کا بازو دو" میں نے عرض کی:" یا رسول اللہ! ﷺ اس کے دو ہی بازو تھے" آپ نے فرمایا:" اگر تم خاموش رہتے اور مجھے بازو پکڑواتے جاتے جب تک میں تم سے مانگتا جاتا تم مجھے بازو دیتے جاتے۔"

۴۔ امام احمد اور دارمی نے حضور اکرم ﷺ کے غلام حضرت ابوعبید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے آپ کے لئے ہنڈیا پکائی جس میں گوشت تھا۔ آپ نے مجھے فرمایا" مجھے اس کا بازو دو" میں نے آپ کو بازو پیش کیا۔ آپ نے فرمایا:" مجھے اس کا بازو دو" میں نے اس کا بازو پیش کیا۔ آپ نے پھر فرمایا" مجھے اس کا بازو دو" میں نے عرض کی: "یا رسول اللہ! ﷺ ایک بکری کے کتنے بازو ہوتے ہیں؟ آپ نے فرمایا:" مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست تصرف میں میری جان ہے۔ اگر تم خاموش رہتے تو میں جتنی بار بازو مانگتا تمہیں اتنی بار بازو مل جاتا۔"

سولھواں باب

جگر کا زیادہ ہو جانا

شیخان نے حضرت عبدالرحمان بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا:" ہم حضور اکرم ﷺ کے ہمراہ تھے۔ ہماری تعداد ایک سو تیس تھی۔ آپ نے فرمایا:" کیا تم میں سے کسی ایک کے پاس کھانا ہے۔ ایک شخص کے پاس غلے کا ایک صاع تھا۔ اس نے اسے گوندھا، پھر ایک طویل پراگندہ بالوں والا مشرک اپنی بکریوں کو ہانکتا ہوا آیا۔ آپ نے اس سے ایک بکری خریدی۔ اسے بنایا گیا۔ آپ نے اس کے جگر کو بھوننے کا حکم دیا۔ بخدا! ہماری تعداد ایک سو تیس تھی۔ آپ نے اس کے جگر کے ٹکڑے کئے۔ اگر کوئی وہاں موجود تھا تو اسے عطا کیا اگر موجود نہ تھا تو اس کے لئے رکھ دیا گیا۔ آپ نے انہیں پیالوں میں ڈالا۔ ہم سب نے ان میں سے کھایا ہم سیر ہو گئے۔ پیالوں میں اب بھی باقی تھا۔ میں نے اسے اونٹ پر لاد لیا۔"

سترھواں باب

آسمان سے آپ کے پاس آنے والا کھانا

امام احمد، امام نسائی، دارمی اور حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) جبکہ امام ذھبی نے مختصر المستدرک میں لکھا ہے کہ (یہ صحاح ستہ کی غریب روایت ہے) نے حضرت ابوسلمہ بن نفیل السکونی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا:" ہم بارگاہ

رسالت مآب ﷺ میں حاضر تھے۔ایک شخص نے عرض کی! کیا آپ کے پاس آسمان (یا جنت) سے کھانا آتا ہے؟ آپ نے فرمایا:''ہاں! اس شخص نے عرض کی'' کیسے؟ آپ نے فرمایا'' گرم ہنڈیا میں کھانا'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی'' کیا وہ کھانا آپ سے بچ بھی جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا''ہاں! انہوں نے عرض کی:''اس کو کیا کیا جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا:''اسے آسمان کی طرف اٹھالیا جاتا ہے۔''

ابن عساکر نے حضرت حراث بن ح جد سے روایت کیا ہے۔اس نے کہا مجھے ایک شخص نے روایت کیا ہے، جسے ابوسعید کہا جاتا تھا۔اس نے کہا ''میں مدینہ طیبہ آیا۔میں نے ایک شخص کو سنا وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا۔'' آپ نے آج ضیافت کی ہے'' میں آپ کی خدمت میں آیا۔میں نے عرض کی:'' مجھے معلوم ہوا ہے کہ آج رات آپ نے ضیافت کی ہے'' آپ نے فرمایا:''ہاں! میں نے عرض کی:''اس میں کیا تھا؟ آپ نے فرمایا:''اس میں گرم کھانا تھا'' میں نے عرض کی:''بقیہ کھانے کا کیا کیا گیا؟ آپ نے فرمایا:''اسے اٹھالیا گیا۔''

امام احمد، نسائی، ترمذی، ابن حبان، حاکم، بیہقی اور ذھبی نے (ان سب نے اس روایت کو صحیح کہا ہے) حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ کی خدمت میں ایک پیالہ لایا گیا جس میں ثرید تھی۔آپ نے اسے کھایا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی کھایا۔وہ نماز ظہر تک اسے کھاتے رہے۔ایک قوم آتی وہ کھا کر چلی جاتی تو دوسری آ جاتی۔ایک شخص نے ان سے عرض کی'' کیا کھانا زیادہ ہو جاتا تھا؟ انہوں نے فرمایا:''زمین سے نہیں بلکہ آسمان سے اس میں اضافہ ہو جاتا تھا۔''

تنبیہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے۔انہوں نے فرمایا:''حضرت جبرائیل امین بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے۔عرض کی'' آپ کا رب تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے۔اس نے مجھے یہ انگور دے کر بھیجا ہے، تاکہ آپ اسے تناول فرمائیں۔'' آپ نے اسے تناول فرمایا'' اس روایت کو ابن عساکر نے حفص بن عمرو مشقی سے روایت کیا ہے۔انہیں صاحب قطف کہا جاتا تھا۔امام بخاری نے لکھا ہے کہ اس روایت کی موافقت نہیں کی جائے گی۔امام ذھبی نے اسے منکر روایت لکھا ہے۔جہاں تک حوط بن مرہ کی اس روایت کا تعلق ہے کہ آپ سے عرض کی گئی'' کیا آپ کے پاس جنت سے کھانا آتا ہے؟ آپ نے فرمایا:''ہاں! حضرت جبرائیل اسے جنت کے حلوہ کے ساتھ لے کر آتے ہیں میں اسے کھاتا ہوں'' ابن حجر نے الاصابۃ میں لکھا ہے کہ یہ روایت موضوع ہے۔

اٹھارھواں باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھانے اور پانی کا تسبیح بیان کرنا

شیخان، امام ترمذی، ابو شیخ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "ہم سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کھانا کھاتے تھے۔ ہم کھانے کی تسبیح سنتے تھے۔ حالانکہ اسے کھایا جارہا ہوتا تھا۔"

ابو شیخ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ثرید لائی گئی۔ آپ نے فرمایا: "یہ کھانا تسبیح بیان کر رہا ہے" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ اس کی تسبیح سمجھ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: "ہاں! آپ نے ایک شخص سے فرمایا "یہ کھانا اس آدمی کے قریب کرو" جب اس نے اس کے قریب کیا تو اس نے عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہاں! یہ کھانا تو تسبیح بیان کر رہا ہے" آپ نے فرمایا: "اسے دوسرے شخص کے قریب کرو" اس کے قریب کیا گیا تو اس نے بھی عرض کی "یہ کھانا تو تسبیح بیان کر رہا ہے" آپ نے اس سے فرمایا "اسے واپس لے آؤ" اس نے عرض کی "کاش! اسے سارے لوگوں تک پھیرا یا جائے" آپ نے فرمایا: "اگر یہ کسی شخص کے پاس خاموش ہو گیا تو کہا جائے گا کہ یہ اس کے گناہوں کی وجہ سے خاموش ہو گیا ہے" وہ اسے آپ کی خدمت میں لے گیا۔

ابو شیخ نے حضرت خیثمہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضرت ابو درداء ہنڈیا پکا رہے تھے۔ وہ ہنڈیا گر پڑی اس نے تسبیح خوانی شروع کر دی۔ امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "اسی اثناء میں کہ حضرت ابو درداء اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہما کھانا کھا رہے تھے۔ کھانے نے پلیٹ میں تسبیح شروع کر دی۔"

امام نسائی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم پانی کی آواز اور تسبیح سنتے تھے۔ حالانکہ اسے پیا جارہا ہوتا تھا.......... یہ روایت پہلے گزر چکی ہے۔

درختوں کے متعلقہ معجزات

پہلا باب

کھجور کے تنے کا عشق مصطفیٰ ﷺ میں رونا

امام شافعی نے لکھا ہے کہ کھجور کے تنے کا گریہ کرنا مردوں کو زندہ کرنے سے بڑا معجزہ ہے' امام بیہقی نے لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو جو یہ معجزہ (کھجور کے تنے کا رونا) عطا کیا تھا۔ ایسا معجزہ کسی اور نبی کو عطا نہیں کیا گیا تھا۔ آپ اس تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے حتیٰ کہ آپ کے لئے منبر تیار کر لیا گیا۔ یہ تنا رونے لگا حتیٰ کہ اس کی آواز سنائی دینے لگی۔ یہ بہت بڑا معجزہ ہے اس کی وجہ خصائص میں بیان کی جائے گی۔ ان شاء اللہ!

اس عشق انگیز داستان کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے۔ ان سے امام شافعی' احمد' ابن ماجہ' بغوی' اور ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔ امام احمد' ترمذی' ابویعلی' بزار' ابن ماجہ اور ابونعیم نے شرط مسلم پر کئی طرق سے اسے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ دارمی نے اسے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ امام احمد' بخاری' ترمذی نے حضرت جابر بن عبداللہ سے زبیر بن بکار رضی اللہ عنہ نے اسے حضرت مطلب بن وداعہ رضی اللہ عنہ سے' عبد بن حمید اور ابن ابی شیبہ سے' ابویعلی اور ابونعیم نے اسے مسلم کی شرط پر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے الطبرانی اور البیہقی نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے' ابونعیم اور بیہقی نے جید اسناد کے ذریعے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ تمام روایات کے الفاظ قریب المعنی ہیں۔ بعض روایات کو بعض میں شامل کر دیا کہ حضور اکرم ﷺ کھجور کے تنے کے ساتھ خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ آپ کے لئے منبر بنایا گیا۔ جب آپ اس تنے سے جدا ہوئے اور اس منبر کی طرف تشریف لے گئے جسے آپ کے لئے بنایا گیا تھا تو تنا رونے لگا۔ وہ اس طرح آواز نکالنے لگا جیسے اونٹنی آواز نکالتی ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ اس نے بیل کی آواز کی طرح کی آواز نکالی۔ یا وہ بچے کی طرح چلانے لگا حتیٰ کہ وہ پھٹ گیا اور اس میں شگاف ہو گیا۔ آپ منبر سے نیچے تشریف لائے اسے اپنے ساتھ چمٹا لیا۔ وہ پرسکون ہو جانے والے بچے کی طرح سسکیاں لینے لگا' حتیٰ کہ وہ پرسکون ہو گیا۔ آپ نے اسے فرمایا" چاہو تو میں تمہیں اسی جگہ لگا دیتا ہوں جس جگہ تو تھا اگر تم چاہو تو تجھے میں جنت میں لگا دیتا ہوں۔ تو اس کی نہروں اور چشموں سے پانی پیئے گا۔ تیری نشوونما میں اضافہ ہو گا۔ تجھ پر پھل لگیں گے۔ پاکباز بندے تیرا پھل کھائیں گے۔" اس نے آخرت کو دنیا پر ترجیح دی۔ حضور اکرم رحمت عالم ﷺ

نے فرمایا: "اگر میں اسے اپنے ساتھ نہ چمٹاتا تو یہ روزِ حشر تک روتا رہتا۔" مزید فرمایا "اسے ملامت نہ کرو۔ حضور سید المرسلین ﷺ جس چیز سے بھی جدا ہوئے۔ وہ غمزدہ ہوگئی۔ کسی شاعر نے کتنی خوب ترجمانی کی ہے۔

والقی له الرحمٰن فی الجمد حبّه　　　فکانت لا هداء السلام له تهدا

اللہ تعالیٰ نے جمادات میں بھی آپ کی محبت ڈال دی تھی اور انہیں یہ ہدایت عطا کر دی گئی تھی کہ وہ آپ کو سلام پیش کریں۔

وفارق جذعا کان یخطب عنده　　　فان انین الام اذ تجد الفقدا

جب آپ اس تنے سے جدا ہوئے جس کے پاس آپ خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ تو وہ اس ماں کی طرح رو پڑا جو اپنے بیٹے کو مفقود پاتی ہے۔

یحن الیه الجذع یا قوم هکذا　　　اما نحن اولی ان نحن له و جدا

اے قوم اس طرح تنا آپ کی بارگاہ ازاری کر رہا تھا کیا ہم اس کے زیادہ مستحق نہیں کہ آپ کی بارگاہ میں غم کا اظہار کریں۔

اذا کان جذع لم یطق بعد ساعة　　　فلیس و فاء ان نطیق له بعدا

اگر تنا آپ کی ایک لمحہ کی جدائی برداشت نہ کر سکا اور ہم آپ کی دوری برداشت کر لیں تو یہ وفا نہیں ہے۔

دوسرا باب

درختوں کا آپ ﷺ کے لئے جھک جانا

۱۔ امام مسلم، ابونعیم اور بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم آپ کے ساتھ عازم سفر ہوئے، حتیٰ کہ ہم وادی افیح میں اترے۔ حضور اکرم ﷺ قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے۔ میں پانی کا برتن لے کر آپ کے پیچھے چل پڑا۔ آپ نے دیکھا آپ کو ایسی چیز نظر نہ آئی جس کو آپ بطور ستر استعمال کر سکیں۔ آپ نے وادی کے کنارے پر دو درخت دیکھے۔ آپ ان میں سے ایک کی طرف تشریف لے گئے۔ اس کی شاخوں میں سے ایک شاخ کو پکڑا۔ فرمایا "اللہ تعالیٰ کے اذن سے جھک جا" وہ اس نکیل دار اونٹ کی طرح جھک گیا۔ جو اپنے ہانکنے والے سے نرم رویہ رکھتا ہے، حتیٰ کہ آپ دوسرے درخت کے پاس آئے، اس کی شاخوں میں سے ایک شاخ کو پکڑا۔ اسے فرمایا "اللہ تعالیٰ کے حکم سے جھک جا" وہ نکیل دار اونٹ کی مانند جھک گیا جو اپنے

ہانکنے والے سے نرمی کرتا ہے۔ان دونوں کا نصف رستہ طے کرنے کے بعد آپ نے انہیں جمع کیا اور فرمایا: "اللہ تعالیٰ کے حکم سے مل جاؤ وہ مل گئے۔میں آہستہ سے نکلا تاکہ آپ کو میرے قرب کا احساس نہ ہونے پائے اور آپ اس سے دوری اختیار نہ کرلیں۔میں بیٹھ گیا۔میں خود سے باتیں کرنے لگا۔ایک لمحہ کے بعد ہی میں نے آپ کو آتے ہوئے دیکھا۔دونوں درخت جدا ہو چکے تھے ہر ایک اپنے تنے پر کھڑا تھا۔میں نے دیکھا کہ آپ نے تھوڑا سا وقف کیا پھر اپنے سر اقدس سے دائیں بائیں اشارہ کیا۔

۲۔ ابونعیم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "ہم غزوۂ خیبر میں آپ کی معیت میں تھے۔آپ نے پیشاب کرنے کا ارادہ کیا۔آپ نے فرمایا: "عبداللہ! دیکھو کیا تمہیں کوئی چیز نظر آرہی ہے؟ میں نے دیکھا تو مجھے ایک درخت نظر آیا۔میں نے آپ کو بتایا۔آپ نے فرمایا: "دیکھو کیا کچھ اور نظر آرہا ہے؟ میں نے غور سے دیکھا تو مجھے اس درخت سے دور ایک درخت نظر آیا۔میں نے آپ کو بتایا۔آپ نے فرمایا: "ان سے کہو کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں حکم دے رہے ہیں کہ تم دونوں اکٹھے ہو جاؤ" میں نے انہیں یوں کہا تو وہ دونوں اکٹھے ہو گئے۔آپ نے ان کے پردہ میں قضائے حاجت کی، پھر اٹھے تو ہر درخت اپنی جگہ پر چلا گیا۔"

۳۔ امام احمد، ابن سعد اور ابن ابی شیبہ نے ثقہ راویوں سے، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے یعلی بن مرہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "میں ایک سفر میں آپ کے ساتھ تھا۔آپ ایک جگہ فروکش ہوئے آپ نے مجھے فرمایا" ان کھجوروں کے پاس جاؤ۔انہیں کہو کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں حکم دے رہے ہیں کہ تم دونوں اکٹھے ہو جاؤ" میں ان کے پاس گیا۔میں نے انہیں آپ کا حکم سنایا۔ان میں سے ایک دوسرے کی طرف گیا۔وہ دونوں اکٹھے ہو گئے۔آپ باہر نکلے۔ان کے پاس آئے اور انہیں پردہ بنا کر قضائے حاجت کی، پھر ان میں سے ہر درخت اپنی جگہ پر چلا گیا۔

۴۔ ابونعیم اور ابن عساکر نے غیلان بن سلمہ الثقفی سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "ہم حضور اکرم سلطان دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عازم سفر تھے۔ہم نے آپ سے تعجب خیز امر دیکھا۔ہم ایسی سرزمین سے گزرے جس میں متفرق کھجوریں تھیں۔آپ نے فرمایا: "بچے! ان دو کھجوروں کے پاس جاؤ ان میں سے ایک سے کہو کہ وہ دوسری سے مل جائے" میں گیا۔میں ان کے درمیان کھڑا ہو گیا۔میں نے کہا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم میں سے ایک کو حکم دے رہے ہیں کہ وہ دوسری کے ساتھ مل جائے۔آپ نیچے تشریف لائے۔ان کے پیچھے وضو کیا، پھر سوار ہوئے۔وہ زمین چیرتی ہوئی اپنی جگہ پر چلی گئی۔"

۵۔ ابویعلی اور ابونعیم نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے حجۃ الوداع کے روز فرمایا" دیکھو کیا تمہیں کوئی کھجور یا پتھر نظر آرہا ہے" میں نے متفرق درخت دیکھے، کچھ پتھر دیکھے۔آپ نے مجھے فرمایا

"ان کھجوروں کے پاس جاؤ۔ انہیں کہو کہ حضور اکرم ﷺ تمہیں حکم دے رہے ہیں کہ تم ایک دوسرے کے قریب ہو جاؤ اور پتھروں کو بھی اسی طرح کہو" میں ان کے پاس آیا۔ میں نے انہیں اسی طرح کہا۔ مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ میں کھجوروں کی طرف دیکھنے لگا۔ وہ زمین کو چیرتی ہوئی آئیں حتیٰ کہ ایک جگہ جمع ہوگئیں۔ میں نے پتھروں کو دیکھا وہ چھلانگیں لگاتے ہوئے کھجوروں کی پیچھے جمع ہو گئے۔ جب آپ نے قضائے حاجت کر لی اور واپس تشریف لائے تو فرمایا "ان کھجوروں اور پتھروں کے پاس جاؤ۔ انہیں کہو" حضور سلطان دو عالم ﷺ تمہیں حکم دے رہے ہیں کہ تم اپنی اپنی جگہ پر چلی جاؤ۔"

۶۔ امام احمد، دارمی اور بیہقی نے ثقہ راویوں سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور نبی رحمت ﷺ کسی سفر میں تھے۔ جب آپ قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے تو بہت دور تشریف لے جاتے حتیٰ کہ آپ کو کوئی نہ دیکھ سکتا۔ ہم چٹیل میدان میں خیمہ زن ہوئے جہاں نہ تو نشانی تھی نہ ہی درخت اور پتھر تھے۔ آپ نے مجھے فرمایا" جابر! برتن لو اور ہمارے ساتھ چلو" میں نے برتن کو پانی سے بھرا اور ہم روانہ ہوئے۔ قریب تھا کہ ہم کسی کو نظر نہ آتے۔ دو درخت دیکھے جن کے مابین چار ذراع کا فاصلہ تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "جاؤ اس درخت سے کہو کہ تجھے حضور اکرم ﷺ فرما رہے ہیں کہ تو اپنے ساتھی سے جا ملو حتیٰ کہ میں تمہارے پیچھے بیٹھ جاؤں" میں نے اسی طرح کیا۔ وہ لرز کر اکھڑا اور دوسرے درخت کے ساتھ جا کر ملا۔ آپ ان کے پیچھے بیٹھ گئے۔ قضائے حاجت کی، پھر وہ درخت اپنی جگہ پر چلا گیا۔"

تیسرا باب

خوشے کا نیچے اترنا' دوسرے درخت کا آپ ﷺ کی طرف آنا اور آپ کی رسالت کی گواہی دینا

۱۔ امام بخاری نے تاریخ میں' ترمذی' (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) ابو یعلی اور ابن حبان نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک اعرابی بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی "مجھے کس طرح علم ہو کہ آپ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں؟ آپ نے فرمایا: "تمہارا خیال ہے اگر میں اس کھجور کے خوشے کو بلالوں کیا تو یہ گواہی دے دے گا کہ میں اللہ تعالیٰ کا نبی ہوں؟ اس نے عرض کی "ہاں! آپ نے خوشے (گچھے) کو بلایا وہ خوشہ کھجور سے اترنے لگا حتیٰ کہ وہ زمین پر گرا۔ وہ آپ کی طرف آنے لگا۔ وہ سجدہ کرتے ہوئے اور اٹھتے ہوئے آپ کی خدمت میں

آ گیا۔آپ نے اسے فرمایا"واپس لوٹ جاؤ"وہ واپس چلا گیا"اس اعرابی نے عرض کی"بخدا!آج کے بعد میں کسی بھی ایسی چیز کی تکذیب نہ کروں گا جسے آپ فرمائیں گے۔میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ رب العزت کے رسول ہیں۔وہ ایمان لے آیا۔

۲۔ امام احمد،امام بخاری نے تاریخ میں،ترمذی،حاکم(انہوں نے اسے صحیح کہا ہے)اور ابونعیم نے ان سے ہی روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:بنو عامر کا ایک شخص بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔اس نے عرض کی"یارسول اللہ! ﷺ مجھے وہ مہر نبوت دکھائیں جو آپ کے مبارک شانوں کے مابین ہے۔میں سارے لوگوں سے پاکیزہ ہوں۔حضور اکرم ﷺ نے اسے فرمایا"کیا میں تمہیں آیت(نشانی)نہ دکھاؤں۔"اس نے عرض کی"ہاں!آپ نے کھجور کی طرف دیکھا فرمایا۔"اس کھجور کو بلاؤ"اس نے اسے بلایا۔وہ زمین چیرتا ہوا۔سجدہ کرتا اور سر اٹھاتا ہوا آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔حضور اکرم ﷺ نے اسے فرمایا"واپس لوٹ جاؤ"وہ اپنی جگہ واپس آ گیا"اس نے عرض کی "میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں"وہ ایمان لے آیا۔

۳۔ دارمی،ابن حبان اور حاکم نے روایت کیا ہے امام ذہبی نے اس سند کو جید کہا ہے۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"ہم کسی سفر میں تھے۔ایک اعرابی آیا۔جب وہ آپ کے قریب گیا تو آپ نے اسے پوچھا "کہاں جا رہے ہو؟اس نے عرض کی"اپنے اہل خانہ کے پاس۔آپ نے پوچھا"کیا تو بھلائی کا خواہاں ہے؟اس نے عرض کی"وہ کیا ہے؟آپ نے فرمایا:"تم یہ گواہی دو کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔وہ وحدہ لاشریک ہے۔محمد عربی(ﷺ)اس کے بندے اور رسول ہیں"اس نے عرض کی"کیا اس پر کوئی چیز گواہ ہے؟آپ نے فرمایا:"یہ درخت"آپ نے اسے بلایا وہ وادی کے کنارے پر تھا۔وہ زمین کو چیرتا ہوا آیا۔آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔آپ نے تین بار اس سے گواہی طلب کی۔اس نے تین بار گواہی دی،پھر وہ اپنی جگہ پر واپس چلا گیا۔اعرابی اپنی قوم کے پاس گیا۔اس نے آپ سے عرض کی تھی"اگر میری قوم نے میری اتباع کر لی تو میں اسے آپ کی خدمت میں لے آؤں گا،ورنہ میں خود واپس آ جاؤں گا اور آپ کے ساتھ رہوں گا۔"

۴۔ امام بیہقی نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور داعی اعظم ﷺ مکہ مکرمہ کی کسی گھاٹی کی طرف تشریف لے گئے۔آپ اپنی قوم کی تکذیب کی وجہ سے غمزدہ تھے۔آپ نے عرض کی"مولا!مجھے ایسی چیز دکھا جس سے مجھے اطمینان نصیب ہو اور یہ غم ختم ہو جائے۔اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی کی کہ آپ اس درخت کی جس شاخ کو چاہیں اپنی طرف بلا لیں"آپ ﷺ نے ایک شاخ کو بلایا۔وہ اپنی جگہ سے اکھڑی پھر زمین پر گری،پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئی۔آپ نے اسے فرمایا"اپنی جگہ پر چلی جا"وہ اسی طرح زمین سے ہوتی ہوئی سیدھی ہو گئی وہ اپنی جگہ پر چلی گئی۔آپ نے رب تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی۔آپ کا دل مبارک مسرور ہو گیا۔

۵۔ امام بیہقی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الحجون کے مقام پر تھے۔ آپ غمزدہ تھے کیونکہ مشرکین آپ کو اذیتیں دیتے تھے۔ آپ نے عرض کی "مولا! مجھے آج ایسی نشانی دکھا جس کے بعد مجھے پرواہ نہ رہے کہ کون میری تکذیب کر رہا ہے" آپ کو حکم دیا گیا تو آپ نے وادی کی طرف سے ایک درخت کو پکارا۔ وہ زمین کو چیرتا ہوا آیا۔ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا، پھر حکم دیا تو وہ واپس چلا گیا۔ آپ نے فرمایا: "آج کے بعد مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ میری قوم میں سے کون مجھے جھٹلاتا ہے۔"

۶۔ امام احمد اور ابن ماجہ نے صحیح سند کے ذریعے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ غمزدہ تھے۔ آپ کا جسم اطہر خون کی وجہ سے رنگین تھا۔ اہل مکہ میں سے کسی نے آپ کو مارا تھا۔ حضرت جبرائیل نے پوچھا "آپ کو کیا ہوا؟ آپ نے فرمایا: "ان مشرکین نے میرے ساتھ یہ سلوک کیا ہے" حضرت جبرائیل امین نے عرض کی "کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ میں آپ کو نشانی دکھاؤں؟ آپ نے فرمایا: "ہاں! انہوں نے وادی سے میرے لیے ایک درخت دیکھا۔ آپ سے عرض کی "آپ اس درخت کو بلائیں۔ آپ نے اسے بلایا۔ وہ چلتا ہوا آیا حتیٰ کہ آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ انہوں نے عرض کی: "آپ اسے حکم دیں تاکہ یہ واپس چلا جائے" آپ نے اسے حکم دیا وہ اپنی جگہ پر چلا گیا۔ آپ نے فرمایا: "یہ میرے لئے کافی ہے" ابن سعد نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اس میں ہے "اس نے آپ کو سلام کیا تھا۔"

چوتھا باب

درخت کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتا دینا

۱۔ شیخان نے حضرت عبدالرحمان بن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضرت مسروق سے پوچھا کہ اس رات جس میں جنات نے آپ سے قرآن پاک سنا تھا آپ کو جنات کے بارے کس نے بتایا تھا؟ انہوں نے فرمایا: "مجھے تمہارے والد گرامی نے بتایا ہے کہ ایک درخت نے آپ کو ان کے بارے بتایا تھا۔"

۲۔ امام احمد، بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم آپ کے ساتھ محو سفر تھے۔ ہم ایک جگہ فروکش ہوئے۔ آپ آرام فرما ہو گئے۔ ایک درخت آیا۔ اس نے اذن طلب کیا۔ وہ زمین کو چیرتا ہوا آیا وہ آپ پر چھا گیا، پھر وہ اپنی جگہ پر چلا گیا۔ جب آپ بیدار ہوئے تو آپ سے اس کا تذکرہ کیا گیا۔ آپ نے فرمایا: "اس درخت نے اپنے رب تعالیٰ سے اذن طلب کیا تھا کہ وہ مجھے سلام عرض کرے۔ اس نے اسے اذن دیا۔"

۵۔ امام بیہقی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الحجون کے مقام پر تھے۔ آپ غمزدہ تھے کیونکہ مشرکین آپ کو اذیتیں دیتے تھے۔ آپ نے عرض کی "مولا! مجھے آج ایسی نشانی دکھا جس کے بعد مجھے پرواہ نہ رہے کہ کون میری تکذیب کر رہا ہے" آپ کو حکم دیا گیا تو آپ نے وادی کی طرف سے ایک درخت کو پکارا۔ وہ زمین کو چیرتا ہوا آیا۔ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا، پھر حکم دیا تو وہ واپس چلا گیا۔ آپ نے فرمایا: "آج کے بعد مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ میری قوم میں سے کون مجھے جھٹلاتا ہے۔"

۶۔ امام احمد اور ابن ماجہ نے صحیح سند کے ذریعے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ غمزدہ تھے۔ آپ کا جسم اطہر خون کی وجہ سے رنگین تھا۔ اہل مکہ میں سے کسی نے آپ کو مارا تھا۔ حضرت جبرائیل نے پوچھا "آپ کو کیا ہوا؟" آپ نے فرمایا: "ان مشرکین نے میرے ساتھ یہ سلوک کیا ہے" حضرت جبرائیل امین نے عرض کی "کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ میں آپ کو نشانی دکھاؤں؟" آپ نے فرمایا: "ہاں! انہوں نے وادی سے میرے لیے ایک درخت دیکھا۔ آپ سے عرض کی "آپ اس درخت کو بلائیں۔ آپ نے اسے بلایا۔ وہ چلتا ہوا آیا حتیٰ کہ آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ انہوں نے عرض کی: "آپ اسے حکم دیں تاکہ یہ واپس چلا جائے" آپ نے اسے حکم دیا وہ اپنی جگہ پر چلا گیا۔ آپ نے فرمایا: "یہ میرے لئے کافی ہے" ابن سعد نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اس میں ہے "اس نے آپ کو سلام کیا تھا۔"

چوتھا باب

درخت کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتا دینا

۱۔ شیخان نے حضرت عبدالرحمان بن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضرت مسروق سے پوچھا کہ اس رات جس میں جنات نے آپ سے قرآن پاک سنا تھا آپ کو جنات کے بارے کس نے بتایا تھا؟ انہوں نے فرمایا: "مجھے تمہارے والد گرامی نے بتایا ہے کہ ایک درخت نے آپ کو ان کے بارے بتایا تھا۔"

۲۔ امام احمد، بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم آپ کے ساتھ محو سفر تھے۔ ہم ایک جگہ فروکش ہوئے۔ آپ آرام فرما ہو گئے۔ ایک درخت آیا۔ اس نے اذن طلب کیا۔ وہ زمین کو چیرتا ہوا آیا وہ آپ پر چھا گیا، پھر وہ اپنی جگہ پر چلا گیا۔ جب آپ بیدار ہوئے تو آپ سے اس کا تذکرہ کیا گیا۔ آپ نے فرمایا: "اس درخت نے اپنے رب تعالیٰ سے اذن طلب کیا تھا کہ وہ مجھے سلام عرض کرے۔ اس نے اسے اذن دے دیا تھا۔"

۳۔ بزار اور ابو نعیم نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک اعرابی بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی "یا رسول اللہ! ﷺ میں نے اسلام قبول کر لیا ہے، مجھے ایسا امر دکھائیں جس سے میرے یقین میں اضافہ ہو جائے" آپ نے فرمایا: "تم کیا چاہتے ہو؟ اس نے فرمایا: "آپ اس درخت کو بلائیں وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو جائے" آپ نے فرمایا: "جاؤ اور اسے بلالو" اعرابی اس کے پاس آیا اور کہا۔ "حضور اکرم ﷺ کی صدا پر لبیک کہو" وہ اپنی اطراف میں سے ایک طرف جھکا۔ اس کی جڑیں کٹ گئیں پھر دوسری طرف جھکا۔ اس کی جڑیں دوسری طرف سے بھی کٹ گئیں۔ وہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا اس نے یوں سلام عرض کیا "السلام علیک یا رسول اللہ! ﷺ آپ نے فرمایا: "درخت! تو کس کی گواہی دیتا ہے؟ اس نے عرض کی "میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں" آپ نے فرمایا: "تو نے سچ کہا ہے" اس اعرابی نے کہا "یہ کافی ہے۔ یہ کافی ہے۔ آپ اسے حکم دیں کہ یہ اپنی جگہ پر چلا جائے اور پہلے کی طرح ہو جائے۔" وہ اپنے گڑھے میں آ گیا۔ گڑھے میں اپنی جگہ بیٹھ گیا۔ ہر جڑ اسی جگہ تھی جہاں وہ پہلے تھی، پھر اس پر زمین برابر ہو گئی۔ اس اعرابی نے عرض کی "کیا آپ مجھے اذن دیتے ہیں کہ میں آپ کے سر اقدس اور پاؤں کو بوسہ دوں" اس نے آپ کے سر اقدس اور پاؤں کو بوسہ دیا" پھر عرض کی "کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ میں آپ کو سجدہ کروں؟ آپ نے فرمایا: "کوئی کسی (مخلوق) کو سجدہ نہ کرے۔"

پانچواں باب

وہ کھجوریں جو آپ نے حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ کے لئے لگائی تھیں

امام بیہقی نے ابو یزید سے اور انہوں نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے کہ حضرت سلمان بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے۔ آپ نے پوچھا "تم کس سے ہو؟ انہوں نے عرض کی: "میں غلام ہوں" آپ نے فرمایا: "تم ان سے کہو کہ وہ تم سے مکاتبت کر لیں" انہوں نے مجھ سے اتنے اتنے کھجور کے پودے پر مکاتبت کر لی جسے میں نے ان کے لئے لگانا تھا، پھر ان کی نگرانی کرنا تھی حتیٰ کہ وہ ثمر آور ہو جاتیں" آپ تشریف لائے۔ آپ نے سارا باغ اپنے دست اقدس سے لگایا سوائے ایک پودے کے۔ اسے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لگایا تھا۔ اس کھجور کے علاوہ سارا باغ اسی سال پھل لے آیا۔ آپ نے پوچھا "اس پودے کو کس نے لگایا تھا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی "عمر فاروق نے" آپ نے اسے اپنے دست اقدس سے دوبارہ لگایا۔ وہ بھی اسی سال پھل لے آیا۔ یہ واقعہ تفصیل کے ساتھ اس کتاب کے آغاز میں تحریر ہو چکا ہے۔ اس باب میں بہت سی روایات ہیں لیکن جن کا میں نے تذکرہ کر دیا ہے۔ ان میں اس شخص کے لئے کفایت ہے جسے توفیق دے دی گئی ہے۔ حضرت

امام بوصیری علیہ الرحمہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

جاءت لدعوته الاشجار ساجدة　　تمشی الیه علی ساق بلا قدم

کانما سطرت سطرا لما کتبت　　حروفها من بدیع الخط فی اللقم

آپ کی دعوت پر درخت سجدہ کرتے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ قدموں کے بغیر اپنی پنڈلی پر چلتے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ گویا کہ ان درختوں کی شاخوں نے اپنے رستے میں خوش نما لائنیں پیدا کر دی تھیں ایسے لگتا تھا کہ وہ درخت رستے میں واضح خط کے ساتھ حروف لکھ رہے تھے۔

جمادات کے بارے میں معجزات

پہلا باب

آپ کے دست اقدس میں سنگریزوں کی تسبیح خوانی

ا۔ الطبرانی اور البیہقی نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ کے سامنے سات یا نو سنگریزے تھے۔ آپ نے انہیں اپنے دست اقدس میں پکڑا۔ وہ تسبیح خوانی کرنے لگے، حتیٰ کہ میں نے ان کی اس طرح بھنبھناہٹ سنی جیسے مکھیاں بھنبھناتی ہیں۔ آپ نے انہیں رکھ دیا تو وہ خاموش ہوگئیں۔ آپ نے انہیں لیا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رکھ دیں۔ وہ تسبیح خوانی کرنے لگیں۔ میں نے سنا۔ وہ اس طرح آواز نکال رہی تھیں جیسے شہد کی مکھیاں آواز نکالتی ہیں۔ انہوں نے انہیں رکھا تو وہ خاموش ہوگئیں، پھر آپ نے انہیں پکڑا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ وہ تسبیح خوانی کرنے لگیں۔ میں نے ان کی صدا اس طرح سنی جیسے مکھیاں آواز نکالتی ہیں۔ انہوں نے انہیں زمین پر رکھا تو وہ خاموش ہوگئیں، پھر انہیں اٹھایا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر رکھ دیں۔ انہوں نے تسبیح خوانی شروع کر دی، حتیٰ کہ میں نے ان کی اس طرح آواز سنی جیسے مکھیاں آواز نکالتی ہیں، پھر انہیں رکھا تو وہ خاموش ہوگئیں۔ آپ نے فرمایا: "یہ نبوت کی خلافت ہے" اس روایت کو بزار، الطبرانی اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔ اسے امام ذھبی، بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

۲۔ ابونعیم اور حکیم ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضرموت کے سربراہان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان میں اشعث بن قیس بھی تھے۔ انہوں نے فرمایا "ہم نے آپ کے لئے کچھ چھپایا ہے۔ آپ بتائیں کہ وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "سبحان اللہ! اس طرح تو کاہن اور کاہنہ آگ میں کرتے ہیں گے" انہوں نے عرض کی: "ہمیں کیسے معلوم ہو کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں" آپ نے مٹھی بھر سنگریزے لئے اور فرمایا: "یہ گواہی دیں گے کہ میں اللہ رب العزت کا سچا رسول ہوں۔ ان سنگریزوں نے آپ کے دست اقدس میں تسبیح خوانی شروع کر دی۔ فرمایا "ہم گواہی دیتے ہیں، کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔"

۳۔ ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے زمین سے سات سنگریزے اٹھائے۔ انہوں نے آپ کے دست اقدس میں تسبیح خوانی کی، پھر آپ نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پکڑائی انہوں نے ان کے ہاتھوں

میں تسبیح خوانی کی جیسے انہوں نے آپ کے دست اقدس میں تسبیح خوانی کی تھی، پھر آپ نے انہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر رکھ دیا، پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دست اقدس پر رکھ دیا۔ انہوں نے اسی طرح تسبیح خوانی کی جیسے سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے دست اقدس میں تسبیح خوانی کی تھی۔

۴۔ حضرت ثابت بنانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست اقدس میں سنگریزے پکڑے۔ وہ تسبیح خواں ہوئے حتیٰ کہ ہم نے ان کی تسبیح سنی پھر آپ نے انہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دست اقدس پر رکھ دیا۔ وہ تسبیح خوانی کرنے لگے حتیٰ کہ ہم نے تسبیح سنی۔ آپ نے انہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دست اقدس پر رکھ دیا۔ وہ تسبیح بیان کرنے لگے حتیٰ کہ ہم نے ان کی تسبیح سنی، پھر آپ نے انہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر رکھ دیا تو وہ تسبیح خوانی کرنے لگے، پھر آپ نے انہیں ہم میں سے ہر ایک کے ہاتھ پر رکھا مگر ان میں سے کسی ایک کنکری نے بھی تسبیح خوانی نہ کی۔"

دوسرا باب

وہ سونا زیادہ ہو جانا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو دیا تھا

امام احمد، ابن سعد اور حاکم نے کئی طرق سے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کسی شخص نے معادن میں سے اتنا سونا پیش کیا جتنا سونے کا انڈا ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا: "سلمان! اسے لو اور اپنا زر مکاتبت ادا کرو۔" انہوں نے فرمایا: "میں نے عرض کی: "اس سے میرا کتنا زر مکاتبت ادا ہوگا۔ آپ نے اسے اپنی زبان اقدس لگائی۔ اسے میری طرف پھینک دیا۔ فرمایا! "اسے لے جاؤ۔ عنقریب رب تعالیٰ تمہارا قرضہ اس سے ادا کر دے گا۔" مجھے اس ذات والا کی قسم! جس کے دست تصرف میں میری جان ہے اگر میں اس کا وزن کرتا تو وہ چالیس اوقیہ بھی ادا کر دیتا اور پھر بھی میرے پاس وہ سونا بچ جاتا۔

تیسرا باب

آپ کی دعا مبارک پر در و دیوار کا آمین کہنا

بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ابو اسید الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عباس بن مطلب رضی اللہ عنہ سے فرمایا "ابو الفضل! تم اور تمہارے نوران نظر کل اپنے گھر نہ جانا، حتیٰ کہ میں تمہارے پاس آ جاؤں۔ مجھے تم سے ضروری کام ہے۔"

انہوں نے آپ کا انتظار کیا حتیٰ کہ آپ وقت چاشت کے بعد تشریف لائے۔ آپ ان کے ہاں تشریف لے گئے۔ فرمایا "السلام علیکم" انہوں نے عرض کی: "وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ و برکاتہ!" آپ نے انہیں فرمایا" تم ایک دوسرے کے قریب ہو جاؤ حتیٰ کہ ایک دوسرے سے مل جاؤ۔ جب آپ کے لئے ممکن ہوا تو آپ نے اپنی مبارک چادر ان پر پھیلا دی۔ عرض کی" مولا! یہ میرے چچا ہیں جو میرے والد محترم کی مانند ہیں۔ یہ میرے اہل بیت ہیں۔ انہیں آگ سے اسی طرح چھپا لے جس طرح میں نے انہیں چادر میں چھپایا ہے" اس دعا پر دروازے کی دہلیز اور گھر کی دیواروں نے آمین کہا۔ انہوں نے" آمین آمین آمین" کہا۔ اس روایت کو ابن ماجہ نے مختصر روایت کیا ہے۔ اس روایت میں کوئی ایسا راوی نہیں جس پر تہمت لگائی گئی ہو۔ ابونعیم نے اسے عبداللہ بن غسیل سے روایت کیا ہے۔

چوتھا باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی میں پہاڑ کا حرکت کرنا

امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوہ احد پر تشریف لے گئے۔ آپ کے ہمراہ حضرات ابوبکر، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم تھے۔ کوہ احد لرزنے لگا۔ آپ نے اسے ٹانگ مبارک ماری اور فرمایا: "ثابت ہو جا۔ تجھ پر ایک نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایک صدیق اور دو شہید ہیں"

ابویعلی اور بیہقی نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے لفظ احد روایت کیا ہے۔ امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے یہ اضافہ کیا ہے۔ "حضرات علی المرتضیٰ، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ آپ نے فرمایا: "پرسکون ہو جا۔ تجھ پر یا تو نبی جلوہ افروز ہے یا صدیق یا شہید جلوہ نما ہے۔ اسے امام احمد نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے لفظ حراء کے ساتھ روایت کیا ہے۔

ابونعیم نے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے آپ کو سنا آپ کوہ حراء پر جلوہ افروز تھے۔ اس نے حرکت کی۔ آپ نے اسے ٹانگ ماری، اور فرمایا: "حراء پرسکون ہو جا۔ تجھ پر یا تو نبی یا صدیق یا شہید ہے" اس وقت آپ کے ہمراہ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی حیدر کرار، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت سعد، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور میں (رضی اللہ عنہم) تھے۔

پانچواں باب

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تو بت اندھے ہو کر گر پڑے

شیخان نے حضرت ابن مسعود سے' امام احمد' ابو نعیم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس سے' ابن اسحاق اور بیہقی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے' ابو نعیم اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ کہ جب فاتح اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ نے وہاں تین سو ساٹھ بت پائے۔ آپ نے ہر بت کی طرف عصا مبارک سے اشارہ کیا۔ آپ نے فرمایا:۔

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۭ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿٨١﴾ (سورۃ الاسراء۔۸۱)

اور فرمایا کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل کو مٹنا ہی تھا۔

آپ جس بت کی طرف بھی اشارہ کرتے وہ نیچے گر جاتا۔ آپ اسے عصا سے مس نہ کرتے تھے" دوسری روایت میں ہے۔ جب آپ فتح مکہ کے روز مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو بیت اللہ کے ارد گرد تین سو ساٹھ بت تھے۔ آپ نے کمان پکڑ رکھی تھی۔ آپ ایک ایک بت کی طرف اشارہ کرتے جا رہے تھے۔ وہ نیچے گرتا جا رہا تھا۔ حضرت تمیم بن اسد خزاعی رضی اللہ عنہ نے اسی کے متعلق لکھا ہے۔

و فی الاصنام معتبر و علم لمن یرجو الثواب والعقابا

ان بتوں میں اس شخص کے لئے عبرت اور نشانی موجود ہے جو ثواب یا عقاب (سزا) کی امید رکھتا ہے۔

ابن مندہ نے تیسری سند سے بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا:" یہ حدیث پاک ہے۔ اس میں یعقوب بن محمد زہری منفرد ہو گئے ہیں" امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اگر چہ یہ روایت ضعیف ہے لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی روایت اس کی تاکید کرتی ہے۔

چھٹا باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وعظ میں شدت اختیار کیا تو منبر مبارک نے حرکت کی

امام احمد' امام مسلم' نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔ انہوں نے فرمایا" میں نے آپ کو سنا۔ آپ اس وقت منبر پر جلوہ افروز تھے۔ آپ فرما رہے تھے جبار (اللہ تعالیٰ) اپنے آسمانوں کو اور اپنی زمین کو اپنے دست

اقدس میں پکڑتا ہے۔وہ فرماتا ہے"میں جبار ہوں دیگر جبارین کہاں ہیں۔متکبرین کہاں ہیں۔آپ یہی کلمات اپنے دائیں اور بائیں دہراتے رہے،حتیٰ کہ میں نے منبر کی طرف دیکھا۔وہ نیچے سے حرکت کر رہا تھا حتیٰ کہ میں نے کہا"یہ حضور اکرم ﷺ کو لے کر نیچے گر پڑے گا۔"

حاکم (انہوں نے اس روایت کو صحیح کہا ہے) نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے اس آیت طیبہ کے بارے پوچھا۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدۡرِهٖ ۖ وَالۡاَرۡضُ جَمِيۡعًا قَبۡضَتُهٗ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطۡوِيّٰتٌۢ بِيَمِيۡنِهٖ ؕ (الزمر۔۶۷)

آپ نے فرمایا:"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔میں جبار ہوں"رب تعالیٰ اپنی بزرگی بیان کرتا ہے۔منبر مبارک لرزنے لگا، حتیٰ کہ ہم نے سمجھا کہ وہ آپ کو لے کر نیچے گر جائے گا۔"

بزار اور ابن عدی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے یہ آیت طیبہ پڑھی۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدۡرِهٖ ۖ وَالۡاَرۡضُ جَمِيۡعًا قَبۡضَتُهٗ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطۡوِيّٰتٌۢ بِيَمِيۡنِهٖ ؕ (الزمر۔۶۷)

اور انہوں نے آپ کی قدر نہ کی جیسا کہ اس کا حق تھا اور قیامت کے دن وہ سب فرشتوں کو سمیٹ دے گا اور اس کی قدرت سے تمام آسمان لپیٹ دیئے جائیں گے اور ان کے شرک سے پاک اور برتر ہے۔منبر نے کیا"اس طرح"وہ تین دفعہ گیا اور آیا۔

ساتواں باب

چٹان کا نرم ہو جانا

امام بخاری نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے، ابو نعیم نے حضرت عبد اللہ بن عمر سے، امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے، ابن سعد، ابن جریر، بیہقی اور ابو نعیم نے کثیر بن عبد اللہ بن عمر ابن عوف سے وہ اپنے والد گرامی اور اپنے جد امجد سے روایت کرتے ہیں اور ابو نعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ان سب نے بیان کیا ہے کہ روز خندق ہمیں سخت اور شدید چٹان کا سامنا کرنا پڑا جس پر کدالیں کام نہ کر رہی تھیں۔ہم نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں اس کا شکوہ کیا۔آپ نے فرمایا:"میں نیچے آتا ہوں"جب آپ نے اسے دیکھا تو آپ نے کدال لی۔بسم اللہ پڑھی اور ایک ضرب لگائی جس سے اس کا تہائی حصہ ٹوٹ گیا۔اس سے روشنی نکلی جس سے مدینہ طیبہ کی دونوں چٹانوں کے مابین ہر چیز منور ہو گئی گویا کہ تاریک شب میں

چراغ روشن ہو گیا ہو۔آپ نے فرمایا: ''اللہ اکبر! مجھے ایران کی چابیاں دے دی گئی ہیں۔ بخدا! میں اب بھی مدائن کا قصر ابیض دیکھ رہا ہوں'' پھر آپ نے ایک ضرب لگائی۔ بقیہ چٹان بھی ٹوٹ گئی۔ ایک روشنی نکلی جس سے دونوں چٹانوں کے مابین کا سارا علاقہ جگمگا اٹھا۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ اکبر! مجھے یمن کی چابیاں عطا کر دی گئی ہیں۔ بخدا! میں اسی جگہ سے صنعاء کو دیکھ رہا ہوں۔

آٹھواں باب

پتھروں کا سلام کرنا

امام مسلم اور امام احمد نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میں اب بھی اس پتھر کو جانتا ہوں جو بعثت سے قبل مجھے سلام کرتا تھا۔ میں اب بھی اسے جانتا ہوں'' امام ترمذی نے حسن روایت لکھی ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں مکہ مکرمہ میں آپ کے ہمراہ تھا، ہم کسی سمت نکلے آپ جس پہاڑ یا درخت کے پاس سے گزرتے وہ یوں سلام عرض کرتا ''السلام علیک یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)''۔

ابو نعیم نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''ان راتوں میں، جن میں مجھے مبعوث کیا گیا۔ میں جس درخت یا پتھر کے پاس سے گزرتا تو مجھے یوں سلام کرتا ''السلام علیک یا رسول اللہ''۔

حیوانات کے بارے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات

پہلا باب

اونٹوں کا سر تسلیم خم کرنا

الطبرانی اور البیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انصار کے کچھ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے عرض کی: ''یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارا ایک اونٹ ہے جو سرکش ہو کر باغ میں چلا گیا ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے پاس آئے۔ فرمایا ''آ جا'' وہ سر جھکائے۔ حاضر خدمت ہو گیا حتیٰ کہ آپ نے اسے نکیل ڈالی۔ اسے اس کے مالکوں کے حوالے کر دیا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گویا کہ یہ جانتا تھا کہ آپ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں'' آپ نے فرمایا: ''ان سنگلاخ چٹانوں کے مابین ہر ایک مجھے جانتا ہے کہ میں نبی برحق ہوں سوائے کفار جن وانس کے۔''

امام احمد نے حضرت حماد بن سلمہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے قیس کے ایک بوڑھے سے سنا وہ اپنے باپ سے روایت کر رہا تھا۔ انہوں نے کہا ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہمارے پاس ایک سرکش اونٹنی تھی۔ جس پر ہمیں قدرت نہ تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے پاس تشریف لے گئے۔ اس کی کھیری کو دست اقدس سے مس کیا۔ وہ دودھ اتار آئی۔ آپ نے اس کا دودھ نکالا۔''

امام مسلم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''ہم کسی سفر سے آپ کی معیت میں واپس آئے۔ جب ہم بنو نجار کے ایک باغ میں داخل ہوئے۔ اس میں ایک اونٹ تھا۔ جو بھی باغ میں داخل ہوتا وہ اس پر حملہ کر دیتا۔ اس امر کا تذکرہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کیا گیا۔ آپ تشریف لائے۔ اس باغ میں داخل ہو گئے۔ اونٹ کو بلایا۔ وہ اپنا سر جھکا کر آیا، حتیٰ کہ آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ نے فرمایا: ''اس کی نکیل لے کر آؤ'' آپ نے اسے اس کے مالک کے سپرد کیا، پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف توجہ فرما کر فرمایا ''آسمان اور زمین کے مابین ہر چیز جانتی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ سوائے کفار (جن وانس کے)۔

ابن ابی شیبہ نے ثقہ راویوں سے امام احمد، عبداللہ بن حمید اور بزار نے ان سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: ''ہم آپ کی معیت میں کسی غزوہ سے واپس آئے۔ ہم بنو نجار کے باغات میں سے کسی باغ میں داخل ہوئے۔ وہاں ایک سرکش

اونٹ تھا۔ جو بھی باغ میں داخل ہوتا وہ اس پر حملہ کر دیتا۔ حضور اکرم ﷺ تشریف لائے۔ آپ باغ میں تشریف لے گئے۔ اونٹ کو بلایا وہ آیا۔ اپنا سر زمین پر رکھا۔ آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔

آپ نے فرمایا: "اس کی نکیل لے کر آؤ۔" آپ نے اسے نکیل ڈالی۔ اسے اس کے مالک کے حوالے کیا، پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا: "آسمان اور زمین کے مابین کی ہر چیز جانتی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول (مکرم ﷺ) ہوں۔ سوائے نافرمان جنات اور انسانوں کے۔"

دوسرا باب

اونٹوں کا آپ کے سامنے سجدہ ریز ہو جانا اور شکایت کرنا

۱۔ امام احمد، امام نسائی نے جید سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "انصار کے گھرانے کا ایک اونٹ تھا جس سے وہ سیراب کرتے تھے۔ وہ سرکشی کرنے لگا۔ اس نے انہیں اپنی پشت پر سوار نہ ہونے دیا۔ انصار بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے کہا "ہمارا ایک اونٹ ہے جس پر ہم پانی لاتے تھے۔ یہ ہم پر دشوار ہوگیا ہے۔ اس نے اپنی کمر ہم پر منع کر دی ہے۔ کھیتی اور نخلستان پیاسے ہو گئے ہیں۔ آپ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا "اٹھو" آپ باغ میں تشریف لے گئے۔ اس کے ایک کونے میں اونٹ تھا۔ حضور مکرم ﷺ اس کی طرف تشریف لے گئے۔ انصار نے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ یہ کتے کی مانند ہوگیا ہے۔ ہمیں خدشہ ہے کہ یہ آپ پر حملہ نہ کر دے" آپ نے فرمایا: "مجھے اس سے کوئی خطرہ نہیں" جب اونٹ نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ کی طرف آنے لگا، حتیٰ کہ وہ آپ کے سامنے سجدہ ریز ہوگیا۔ آپ نے اس کی پیشانی سے پکڑا۔ وہ بہت زیادہ مطیع تھا، حتیٰ کہ آپ نے اسے کام پر لگا دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی "یارسول اللہ! ﷺ یہ جانور ہے جسے عقل و دانش نہیں۔ یہ آپ کے سامنے سجدہ ریز ہے۔ ہم اس امر کے زیادہ مستحق ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں" آپ نے فرمایا: "اگر کسی بشر کا بشر کے لئے سجدہ روا ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے، کیونکہ مرد کا عورت پر بہت زیادہ حق ہے۔ مجھے اس ذات کی قسم! جس کے دست تصرف میں میری جان ہے۔ اگر اس کے قدموں سے لے کر سر کی چوٹی تک پیپ اور لہو سے آلودہ ہو پھر وہ اس کے سامنے آ جائے وہ اسے چاٹ لے تو پھر بھی اس کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔"

۲۔ امام احمد اور بیہقی نے ثقہ راویوں سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک اونٹ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں آیا۔ ب[illegible] آ[illegible] ب آیا تو سجدہ ریز ہوگیا۔ آپ نے فرمایا: "ارے لوگو! اس اونٹ کا مالک

کون ہے؟ ایک انصاری جوان نے کہا "یہ اونٹ ہمارا ہے۔ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ہمارا ہے۔" آپ نے فرمایا: "اس کا مسئلہ کیا ہے؟ اس نے عرض کی "یہ ہمارے پاس بیس سال سے ہے۔ جب یہ عمر رسیدہ ہو گیا تو ہم نے اسے ذبح کرنے کا ارادہ کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کیا تم اسے فروخت کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ آپ کا ہی ہے" آپ نے فرمایا: "اس سے احسان کرو حتیٰ کہ اس کی موت کا وقت قریب آ جائے۔" انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم جانوروں سے زیادہ اس امر کے مستحق ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں" آپ نے فرمایا: "کسی بشر کے لئے روا نہیں کہ کسی بشر کو سجدہ کرے۔ اگر سجدہ تعظیمی روا ہوتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کریں۔

۳۔ امام احمد، ابونعیم اور الطبرانی نے جید سند کے ساتھ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تشریف فرما تھے۔ اونٹ آیا۔ اس نے آپ کو سجدہ کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی "جانور اور درخت آپ کو سجدہ کرتے ہیں ہم اس بات کے زیادہ مستحق ہیں، کہ آپ کو سجدہ کریں" آپ نے فرمایا: "اپنے رب تعالیٰ کی عبادت کرو۔ اپنے بھائیوں کی تکریم کرو اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ وہ کسی کو سجدہ کرے تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔

۴۔ بزار نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باغ میں تشریف لے گئے۔ ایک اونٹ آیا۔ اس نے آپ کو سجدہ کیا۔

۵۔ امام احمد اور بیہقی نے (امام ذہبی نے لکھا ہے کہ یہ امام مسلم کی شرائط پر ہے) حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انصار کے باغ میں تشریف لے گئے۔ ایک اونٹ آپ کی خدمت میں آیا...... وہ بلبلایا اور اس کی آنکھیں بہہ پڑیں۔ آپ نے اس کے سر سے لے کر کوہان تک دست اقدس پھیرا۔ اس نے لمبا سانس لیا اور وہ پرسکون ہو گیا۔ آپ نے فرمایا: "اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ انصار کا ایک جوان حاضر ہوا اس نے عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ میرا ہے" آپ نے فرمایا: "کیا تم اس جانور کے متعلق اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے جس کے تم مالک ہو۔ یہ شکایت کر رہا ہے کہ تم اسے بھوکا رکھتے ہو اور محنت سے کام لیتے ہو۔"

۶۔ الطبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک انصاری شخص کے دو اونٹ تھے۔ ان پر شہوت کا غلبہ ہو گیا۔ اس نے انہیں باغ میں داخل کر کے دروازہ بند کر دیا، پھر وہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اس نے ارادہ کیا کہ آپ اس کے لئے دعا کریں۔ آپ بیٹھے ہوئے تھے آپ کے ہمراہ کچھ انصاری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ اس نے عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے آپ سے ایک ضروری کام ہے۔ میرے دو اونٹوں پر شہوت کا غلبہ ہو گیا ہے۔ میں نے انہیں باغ میں داخل کر کے دروازہ بند کر دیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے لئے دعا کریں

کہ رب تعالیٰ انہیں میرا مطیع کر دے۔"

آپ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا "ہمارے ساتھ اٹھو" آپ تشریف لے گئے۔ اس کے دروازے تک آئے۔ اسے فرمایا اسے کھولو۔ اس شخص کو آپ کے بارے خطرہ لاحق ہوا۔ آپ نے فرمایا: "دروازہ کھولو" اس نے دروازہ کھولا۔ ایک اونٹ دروازے کے قریب ہی تھا۔ جب اس نے آپ کی زیارت کی تو وہ سجدہ ریز ہو گیا۔ آپ نے فرمایا: "کوئی ایسی چیز لے کر آؤ" جس کے ساتھ میں اس کا سر باندھوں اور اسے تیرے حوالے کر دوں" وہ نکیل لے کر آیا۔ آپ نے اس کے ساتھ اس کا سر باندھا، اور اسے اس شخص کے حوالے کر دیا، پھر باغ کے دوسرے کونے میں دوسرے اونٹ کی طرف گئے جب اس اونٹ نے آپ کو دیکھا تو وہ فوراً سجدہ ریز ہو گیا۔ آپ نے فرمایا: "ایسی چیز لے کر آؤ۔ جس کے ساتھ میں اس کا سر باندھوں" آپ نے اس کا سر باندھا اور اسے اس پر تسلط بخشا، فرمایا "انہیں لے جاؤ۔ اب یہ تمہاری حکم عدولی نہیں کریں گے۔"

۷۔ ابو نعیم نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک انصاری شخص بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی: "یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارا اونٹ ہمارے گھر میں حملہ آور بن گیا ہے۔ ہم میں سے کوئی بھی اس کے قریب جانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ آپ اس شخص کے ساتھ اٹھے ہم بھی آپ کے ہمراہ اٹھے۔ آپ اس کے دروازے تک آئے۔ اسے کھولا۔ جب اونٹ نے آپ کو دیکھا تو وہ آپ کی خدمت میں آیا اور سجدہ ریز ہو گیا۔ اس نے اپنی گردن نیچے رکھ دی۔ آپ نے اس کا سر پکڑا۔ اس پر دست اقدس پھیرا۔ نکیل منگوائی اور اسے نکیل ڈال دی، پھر اسے اس کے مالک کے سپرد کر دیا۔ حضرات ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے عرض کی "یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس نے جان لیا تھا کہ آپ نبی (کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں۔" آپ نے فرمایا: "کفار جن و انس کے علاوہ ہر چیز جانتی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔"

۸۔ امام احمد ابو عبد اللہ محمد بن حامد الفقیہ نے اپنی کتاب الدلائل" میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قباء گئے۔ ہم نے باغ میں جھانکا۔ ہم نے وہاں ایک اونٹ دیکھا جب اونٹ آیا تو اس نے اپنا سر بلند کیا اس نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو اپنی گردن زمین پر رکھ دی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی "یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم اس جانور سے زیادہ مستحق ہیں کہ ہم آپ کو سجدہ کریں" آپ نے فرمایا: "سبحان اللہ! کیا غیر اللہ کو سجدہ؟ کسی کے لئے روا نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو سجدہ کرے۔ اگر میں کسی کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔"

۹۔ ابو نعیم نے حضرت ثعلبہ بن ابی مالک سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "بنو سلمہ کے ایک شخص نے ایک اونٹ خریدا وہ اس پر پانی لاتا تھا۔ اس نے اسے مربد میں داخل کیا۔ وہ اس پر حملہ کرنے کے لئے تیار ہو گیا، جو شخص بھی باغ میں جاتا وہ اسے زور سے مارتا۔ حضور سید مرسلاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو آپ سے اس امر کا تذکرہ کیا گیا۔

آپ نے فرمایا: ''اس کا دروازہ کھول دو'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی ''ہمیں اس سے آپ کے متعلق خطرہ ہے'' آپ نے فرمایا: ''اس کا دروازہ کھول دو جب انہوں نے دروازہ کھولا اونٹ نے آپ کی زیارت کی تو وہ سجدہ ریز ہو گیا۔ سارے لوگوں نے ''سبحان اللہ!'' کہا۔ انہوں نے عرض کی: ''یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں'' آپ نے فرمایا: ''اگر مخلوق میں سے کسی کو سجدہ روا ہوتا تو عورت کو چاہئے تھا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرتی۔''

۱۰۔ الطبرانی نے حضرت عصمۃ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ الانصار میں سے ایک یتیم کا اونٹ بھاگ گیا اسے پکڑنے پر کوئی قادر نہ تھا۔ اس کا تذکرہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کیا گیا۔ آپ ہمارے ساتھ اٹھے۔ آپ اس باغ میں تشریف لائے جس میں وہ اونٹ تھا۔ جب اونٹ نے آپ کو دیکھا تو وہ آپ کی سمت آیا، حتیٰ کہ وہ آپ کے سامنے سجدہ ریز ہو گیا۔ ہم نے آپ سے عرض کی ''کاش! آپ ہمیں حکم دیں کہ ہم آپ کے لئے اسی طرح سجدہ کریں جیسے بادشاہوں کے لئے سجدہ (تعظیمی) کیا جاتا ہے'' آپ نے فرمایا: ''یہ میری امت میں جائز نہیں۔ اگر میں اسے روا کرتا تو عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کریں۔''

۱۱۔ امام احمد اور بیہقی نے کئی اسناد سے حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''ایک دن میں آپ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا۔ ایک اونٹ بلبلاتے ہوئے آیا حتیٰ کہ اس نے اپنی گردن آپ کے سامنے رکھ دی، پھر اس کی آنکھوں سے چھم چھم آنسو گرنے لگے، حتیٰ کہ اس کا اردگرد تر ہو گیا۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تمہیں علم ہے کہ یہ اونٹ کیا کہہ رہا ہے؟ یہ گمان کرتا ہے کہ اس کا مالک اسے ذبح کرنے کا ارادہ کئے ہوئے ہے۔ آپ نے مجھے فرمایا ''تمہاری خیر اس اونٹ کے مالک کو تلاش کرو'' میں اس کے مالک کی تلاش میں نکلا میں نے دیکھا کہ اس کا مالک ایک انصاری شخص تھا۔ میں اسے آپ کی خدمت میں بلایا۔ آپ نے فرمایا: ''تمہارا یہ اونٹ کیوں شکایت کر رہا ہے کہ تم نے اس کی جوانی برباد کی جب یہ عمر رسیدہ ہو گیا، تو تم اسے ذبح کرنے کا ارادہ کر رہے ہو۔'' اس نے عرض کی ''آپ نے سچ کہا ہے۔ مجھے اس ذات بابرکات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ ہم نے آج رات ہی ارادہ کیا ہے کہ ہم اسے ذبح کر دیں گے اور اس کا گوشت تقسیم کر دیں گے'' آپ نے فرمایا: ''اس طرح نہ کرو مجھے ھبہ کر دو یا مجھے بیچ دو'' اس نے عرض کی ''میرا کوئی مال مجھے اس سے پسندیدہ نہیں ہے'' آپ نے فرمایا: ''اس کے ساتھ بھلائی کرو'' اس نے عرض کی ''یقیناً میں اس کی اس طرح تکریم کروں گا کہ اپنے کسی مال کی اس طرح تکریم نہ کروں گا۔'' دوسری روایت میں ہے ''اس نے یہ اونٹ آپ کو ھبہ کر دیا۔ آپ نے اس پر صدقے کا نشان لگایا اور اسے بھیج دیا۔

۱۲۔ ابن سعد نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''اسی اثناء میں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں

تشریف فرما تھے۔ایک اونٹ بھاگتا ہوا آیا،حتیٰ کہ اس نے آپ کی آغوش مبارک میں اپنا سر رکھ دیا۔اس نے آواز لگائی۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا"یہ اونٹ گمان کرتا ہے کہ یہ کسی شخص کی ملکیت میں ہے۔وہ اپنے باپ کے کھانے کے لئے اسے ذبح کرنا چاہتا ہے۔یہ میری بارگاہ میں مدد طلب کرنے آیا ہے"ایک شخص نے عرض کی"یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فلاں کا اونٹ ہے۔اس نے یہ ارادہ کیا ہے۔"آپ نے اس شخص کو بلایا۔اس سے اس کے متعلق پوچھا۔اس نے عرض کی کہ اس کا یہ ارادہ تھا۔آپ نے اسے کہا کہ وہ اسے ذبح نہ کرے۔اس نے اسی طرح کیا۔"

۱۳۔ بزار اور الطبرانی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"جب ہم غزوہ ذات الرقاع سے واپس آئے۔جب ہم مھبط الحرہ کے مقام پر تھے تو ایک اونٹ بھاگتا ہوا آیا۔آپ نے فرمایا:"کیا تمہیں علم ہے کہ یہ اونٹ کیا کہہ رہا ہے۔یہ اونٹ اپنے مالک کے خلاف مجھ سے مدد مانگ رہا ہے۔اس کا گمان ہے کہ وہ اتنے سال سے اس سے کھیتی باڑی کرتا رہا۔اب وہ اسے ذبح کرنے کا ارادہ کئے ہے۔جابر! جاؤ اس کے مالک کو بلالاؤ"انہوں نے عرض کی:"میں اس کے مالک کو نہیں جانتا"آپ نے فرمایا:"یہ اونٹ تمہیں اس تک لے جائے گا"وہ ان کے سامنے سر جھکائے نکلا،حتیٰ کہ انہیں اپنے مالک تک لے گیا۔وہ اسے بلا کر لے آئے۔

۱۴۔ بیہقی اور ابونعیم نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"ہم بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر تھے کہ ایک آنے والا آپ کی خدمت میں آیا۔اس نے کہا"فلاں کا اونٹ سرکش ہو گیا ہے"آپ اٹھے ہم بھی آپ کے ہمراہ اٹھے۔ہم نے عرض کی"یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے قریب نہ جانا،ہمیں اس سے آپ کے بارے میں خطرہ ہے۔آپ اس اونٹ کے قریب گئے۔جب اس اونٹ نے آپ کو دیکھا تو وہ سجدہ ریز ہو گیا۔آپ نے اونٹ کی پیشانی پر دست اقدس پھیرا۔اسے مارا اس کے لئے دعا کی۔اپنا دست اقدس اس کے سر پر رکھا۔آپ نے فرمایا:"اس کی نکیل لے کر آؤ"نکیل آپ کی خدمت میں پیش کی گئی۔آپ نے اسے اس کے سر پر رکھا اور فرمایا:"اس کے مالک کو بلاؤ"اسے بلایا گیا۔آپ نے اسے فرمایا"اس کا چارہ بہتر کرو۔کام کاج میں اس سے مشقت سے کام نہ لو۔"

تیسرا باب

حضرت جابر،حضرت حکم بن ایوب اور ایک اور شخص کے اونٹوں میں برکت

۱۔ شیخان اور ابونعیم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

ساتھ غزوہ کے لئے گیا۔ میرے اونٹ نے مجھے سب سے پیچھے کر دیا۔ اس نے مجھے تھکا دیا تھا۔ وہ چل نہیں رہا تھا حتیٰ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آگے نکل گئے۔ میں اسے اٹھانے لگا۔ مجھے اس کا معاملہ اہم لگا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پیچھے تھے۔ آپ نے مجھے فرمایا "تمہارے اونٹ کو کیا ہوا ہے؟ میں نے عرض کی: "یہ علیل ہے" آپ نے اس کی گردن پر پانی پھینکا پھر اسے مارا اور اس کے لئے دعا کی۔ وہ اچھل پڑا۔ آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اس پر سوار ہو جاؤ۔" میں نے عرض کی: "میں اس بات پر راضی ہوں کہ یہ ہمارے ساتھ چلے" آپ نے فرمایا: "اس پر سوار ہو جاؤ۔" میں سوار ہو گیا۔ مجھے اس ذات بابرکات کی قسم! جس کے دست تصرف میں میری جان ہے۔ میں نے خود کو دیکھا کہ میں اسے روک رہا تھا تاکہ یہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آگے نہ نکل جائے۔ میں اس سے پہلے یا اس کے بعد کسی ایسی سواری پر سوار نہ ہوا تھا، جو اس سے زیادہ تیز رفتار یا فرمانبردار ہو۔ یہ اونٹوں میں سے سب سے آگے چلتا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا "تم نے اپنا اونٹ کیسا پایا ہے؟ میں نے آپ سے عرض کی "بھلائی کے ساتھ، جو اسے آپ کی برکت سے پہنچی تھی۔"

۲۔ امام مسلم نے حضرت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی شخص کو بھیجا۔ وہ آپ کی خدمت میں آیا۔ اس نے عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے میری اونٹنی نے تھکا دیا ہے یہ اٹھتی ہی نہیں ہے" آپ اس کے پاس تشریف لائے۔ آپ نے اسے ٹانگ ماری۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست تصرف میں میری جان ہے۔ میں نے وہ اونٹنی دیکھی جو اپنے ہانکنے والے سے آگے گزر جاتی تھی۔"

ابن حبان نے اپنی تاریخ میں "حسن بن سفیان اور الطبرانی نے حضرت حکم بن ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہیں ابن حارث سلمی بن کہا جاتا تھا۔ انہوں نے فرمایا: "میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ آپ نے میری اونٹنی کو دوہا آپ نے اسے حرکت دی۔ وہ ساری سواریوں سے آگے نکل جاتی تھی۔"

چوتھا باب

غزوہ تبوک میں مسلمانوں کی سواریوں میں برکت

الطبرانی نے صحیح سند سے حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ تبوک میں تشریف لے گئے۔ سواریاں بہت زیادہ تھک گئیں۔ انہوں نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس کا تذکرہ کیا۔ آپ نے انہیں پیادہ دیکھا۔ وہ اونٹوں پر سوار نہ ہو رہے تھے۔ آپ نے انہیں ایک وادی میں ٹھہرایا۔ لوگ اس میں سے گزر رہے تھے۔ آپ نے اس میں پھونک ماری۔" آپ نے یہ دعا مانگی۔

اللھم بارك فیه واحمل علیھا فی سبیلك فانك تحمل علی القوی والضعیف والرطب والیابس فی البر والبحر.

ساری سواریاں فوراً روانہ ہوگئیں۔ جب وہ مدینہ طیبہ میں داخل ہوئیں تو وہ اپنی لگاموں کو کھینچ رہی تھیں۔"

پانچواں باب

بکری کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے سجدہ ریز ہونا

ابونعیم اور ابوعبداللہ ابن حامد فقیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم انصار کے باغ میں تشریف لے گئے۔ آپ کے ہمراہ سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ اس باغ میں ایک بکری تھی۔ اس نے آپ کو سجدہ کیا۔"

چھٹا باب

بھیڑیئے کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رسالت کی گواہی دینا

امام احمد، ترمذی، حاکم (انہوں نے اس روایت کو صحیح کہا ہے) نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے، بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے، ابونعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے امام احمد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اسی اثناء میں کہ ایک اعرابی مدینہ طیبہ سے باہر اپنی بکریوں میں تھا کہ ایک بکری پر بھیڑیئے نے حملہ کر دیا۔ اس نے اسے پکڑ لیا۔ چرواہے نے اس کا تعاقب کیا۔ اس نے اسے چھین لیا۔ بھیڑیا بلند ٹیلے پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔ اس نے کہا "کیا تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے نہیں ہو۔ مجھ سے وہ رزق چھین رہے ہو جسے اللہ تعالیٰ میری طرف لے کر آیا ہے۔" انہوں نے کہا "بھیڑیئے پر تعجب ہے جو دم کے بل بیٹھ کر مجھ سے انسانوں جیسا کلام کر رہا ہے! بھیڑیئے نے کہا "تم مجھ پر تعجب کر رہے ہو" اس شخص نے کہا "میں بھیڑیئے پر تعجب کیوں نہ کروں جو دم کے بل بیٹھ کر گفتگو کر رہا ہے" اس بھیڑیئے نے کہا "میں تجھے اس سے بھی تعجب خیز کلام نہ سناؤں" اس نے کہا "اس سے زیادہ تعجب خیز بات کیا ہو سکتی ہے؟ اس نے کہا "دو سنگلاخ چٹانوں کے مابین حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ظہور ہو چکا ہے۔ آپ لوگوں کو ماضی اور مستقبل کی باتیں بتا رہے ہیں۔ وہ لوگوں کو ہدایت اور دین حق کی طرف بلا رہے ہیں جبکہ لوگ آپ کی تکذیب کر رہے ہیں۔ وہ چرواہا اپنی بکریوں کو ہانکتا ہوا۔ مدینہ طیبہ آیا۔ بکریوں کو ایک کونے میں کھڑا کیا، پھر بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضر ہو گیا۔ ساری داستان عرض کر دی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے

اسے فرمایا ''جب کل تم ہمارے ساتھ نماز صبح ادا کرلو تو لوگوں کو اس واقعہ کے متعلق بتادینا جسے تم نے دیکھا ہے۔''
وقت صبح جب اس نے نماز صبح ادا کرلی تو آپ نے حکم دیا تو یوں صدا لگائی گئی۔ ''الصلاۃ جامعۃ'' آپ باہر تشریف لائے اور اس اعرابی سے فرمایا۔ انہیں داستان سناؤ'' اس نے داستان سنائی تو آپ نے اسے فرمایا ''اس نے سچ کہا ہے مجھے اس ذات بابرکات کی قسم! جس کے دست تصرف میں میری جان ہے قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ ایک شخص اپنے اہل خانہ کو چھوڑ کر باہر جائے گا تو اس کا جوتا' یا عصا یا ڈنڈا اسے بتائے گا کہ اس کے بعد اس کے اہل خانہ نے کیا کیا۔''

ابن عساکر نے حضرت محمد جعفر بن خالد الدمشقی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضرت رافع بن عمیر الطائی نے بیان کیا جیسے کہ راوی گمان کرتے ہیں کہ ان کے بھیڑیئے نے گفتگو کی جبکہ وہ اپنی بھیڑیں چرا رہے تھے۔ بھیڑیئے نے انہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف دعوت دی۔ انہیں کہا کہ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو جائیں انہوں نے اس کے متعلق یہ اشعار بھی کہے ہیں۔

دعیت الضأن اجمعها بکلبی	من اللص الخفی و کل ذئب
فلما ان سمعت الذئب نادیٰ	یبشرنی باحمد من قریب
سعیت الیہ قد سمّرت ثوبی	علی الساقین فی الوفد الرکیب
فالفیت النبی یقول قولا	صدوقا لیس بالقول الکذوب
فبشر نی بدین الحق حتی	تبینت الشریعتہ للمنیب
وابصرت الضیاء یضئ حولی	امامی ان سعیت و عن جنوبی
الابلغ بنی عمرو بن عوف	واخبرھم جدید ان اجیبی
دعاء المصطفی لا شك فیہ	فانك ان اجبت فلن تجیبی

میں بھیڑیں چرا رہا تھا۔ میں انہیں اپنے کتے کے ذریعے چھپے ہوئے چور اور ہر بھیڑیئے سے بچا رہا تھا' حتیٰ کہ میں نے ایک بھیڑیئے کو سنا جو صدا دے رہا تھا۔ جو مجھے قریب سے ہی حضرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت سنا رہا تھا۔ میں بھاگ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ میں نے اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اٹھایا ہوا تھا۔ میں ماہر شہ سواروں کے ہمراہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے آپ کی زیارت اسی حالت میں کی کہ آپ سچا قول فرما رہے تھے جو کسی جھوٹے کا قول نہ تھا۔ اس نے مجھے سچے دین کی بشارت دی' حتیٰ کہ جھکنے والے کے لئے شریعت مطہرہ واضح ہو گئی اگر میں دوڑتا تو میں اپنے ارد گرد' آگے اور جنوب کی سمت نور دیکھتا۔ ارے! بنو عمرو بن عوف تک یہ پیغام پہنچا دو انہیں پیغام سنا دو کہ وہ دعوت حق پر لبیک کہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہو۔ بلاشبہ اگر تم نے آپ کی دعوت پر لبیک کہا تو تم خسارے میں نہ رہو گے۔''

۲۔ قاضی نے الشفاء میں لکھا ہے کہ حضرت ابن وھب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوسفیان اور صفوان بن امیہ کے بارے

میں ہے کہ انہوں نے ایک بھیڑیا دیکھا جو ہرن کے تعاقب میں تھا۔ ہرن حرم میں داخل ہو گیا۔ بھیڑیا واپس آ گیا۔ اس سے انہوں نے تعجب کیا۔ بھیڑیئے نے کہا اس سے بھی تعجب خیز بات یہ ہے کہ محمد مصطفیٰ ﷺ مدینہ طیبہ میں جلوہ افروز ہو چکے ہیں، جو تمہیں جنت کی طرف بلا رہے ہیں جبکہ تم انہیں آگ کی طرف بلا رہے ہو۔ ان میں سے ایک نے کہا "اگر تم نے اس واقعہ کا ذکر مکہ مکرمہ کے لوگوں سے کر دیا تو وہ اسے پیچھے چھوڑ دیں گے۔"

ساتواں باب

ایک پالتو جانور کی محبت رسول ﷺ

امام احمد، مسدد، ابو یعلیٰ، بزار اور الطبرانی نے صحیح اسناد کے ساتھ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: "آل رسول ﷺ کا ایک پالتو جانور تھا۔ جب حضور اکرم ﷺ باہر تشریف لے جاتے تو وہ کھیلتا، شدت اختیار کر لیتا۔ آگے آتا۔ پیچھے جاتا۔ جب اسے حضور اکرم ﷺ کی تشریف آوری کا احساس ہوتا تو وہ بیٹھ جاتا۔ وہ منہ سے آواز تک نہ نکالتا تھا۔ اسے ناپسند تھا کہ کہیں اس طرح آپ کو تکلیف نہ ہو۔"

آٹھواں باب

شیر کی حضرت سفینہ خادم مصطفیٰ ﷺ کی خدمت کرنا

ابن سعد، ابو یعلیٰ، بزار، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور امام بیہقی نے حضور اکرم ﷺ کے خادم حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں سمندر میں کشتی پر سوار ہوا۔ کشتی ٹوٹ گئی۔ میں اس کے ایک تختے پر سوار ہو گیا" وہ مجھے ایک جنگل کی طرف لے گیا۔ جس میں شیر تھا۔ شیر آیا جب میں نے اسے دیکھا تو میں نے کہا "ابو الحارث! میں سید عالم ﷺ کا غلام سفینہ ہوں۔ وہ میرے پاس آیا۔ مجھے اپنے کندھے سے ہلکی چوٹ لگائی۔ مجھے اپنا پہلو مارا، گویا کہ میں آواز سن رہا تھا جو اس کی طرف آ رہی تھی وہ میرے ساتھ مسلسل چلتا رہا حتیٰ کہ اس نے مجھے رستے پر ڈال دیا پھر کچھ دیر ٹھہر گیا۔ میں نے اسے دیکھا گویا کہ وہ مجھے الوداع کر رہا تھا۔"

نواں باب

ہرنی کا پناہ لینا اور آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی دینا

الطبرانی، بیہقی اور ابونعیم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیہقی نے حضرت ابوسعید خدری سے الطبرانی اور ابونعیم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ابونعیم نے حضرت انس بن مالک سے روایت کیا۔ یہ روایت غریب ہے اس کے راویوں کی کتب ستہ میں تخریج کی گئی ہے۔ حضور رحمت دو جہاں ﷺ ایک قوم کے پاس سے گزرے جس نے شکار کر رکھا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "ہم مدینہ طیبہ کے ایک رستے میں آپ کے ہمراہ تھے۔ ہم ایک اعرابی کے خیمے کے پاس سے گزرے۔ خیمہ کے ساتھ ایک ہرنی بندھی ہوئی تھی۔ اس نے عرض کی "یارسول اللہ ! ﷺ اس اعرابی نے مجھے شکار کر لیا ہے" اور روایت میں ہے "حضور اکرم رحمت عالم ﷺ کسی قوم کے پاس سے گزرے۔ انہوں نے ہرنی کو شکار کیا تھا۔ جسے انہوں نے خیمے کی رسی کے ساتھ باندھا ہوا تھا۔ اس نے عرض کی "یارسول اللہ ! ﷺ مجھے پکڑ لیا گیا ہے۔ جنگل میں میرے دو بچے ہیں۔ میری کھیری میں دودھ جمع ہو چکا ہے۔ یہ شخص نہ تو مجھے ذبح کرتا ہے کہ مجھے سکون آ جائے۔ نہ ہی مجھے چھوڑتا ہے کہ میں جنگل میں اپنے بچوں کے پاس چلی جاؤں۔ حضور رحمت عالمیاں ﷺ نے فرمایا: "کیا اگر میں تجھے چھوڑ دوں تو تو واپس آ جائے گی؟ اس نے عرض کی "ہاں! ورنہ رب تعالیٰ مجھے سخت عذاب دے" دوسری روایت میں ہے آپ مجھے اذن مرحمت فرمائیں۔ میں اپنے بچوں کو دودھ پلا کر واپس آ جاؤں گی" آپ نے فرمایا: "کیا تو اسی طرح کرے گی؟ اس نے عرض کی "اگر میں اس طرح نہ کروں تو رب تعالیٰ مجھے عشار کے عذاب میں مبتلا کر دے" آپ نے پوچھا "اسے پکڑنے والا کون ہے؟ ان لوگوں نے عرض کی "ہم ہیں، یارسول اللہ ! ﷺ آپ نے فرمایا: "اسے چھوڑ دو حتیٰ کہ یہ اپنے بچوں کے پاس جائے انہیں دودھ پلائے یہ تمہارے پاس واپس آ جائے گی" انہوں نے عرض کی: "اس کا ضامن کون ہے؟ آپ نے فرمایا: "میں" انہوں نے ہرنی کو چھوڑ دیا۔ وہ گئی۔ اس نے دودھ پلایا، پھر وہ ان کی طرف واپس آ گئی۔ انہوں نے اسے باندھ دیا۔ حضور رحمت عالمیاں ﷺ اس کے پاس سے گزرے۔ پوچھا "اس کا مالک کہاں ہے؟ انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ ! ﷺ ہم ہی اس کے مالک ہیں"۔ آپ نے انہیں فرمایا "کیا تم اسے فروخت کرو گے؟ انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ ! ﷺ یہ آپ ہی کی ہے۔ آپ نے فرمایا: "پھر اسے چھوڑ دو" انہوں نے اسے آزاد کر دیا" وہ چلی گئی۔ وہ مسرت سے اپنا پاؤں زمین پر مار رہی تھی وہ کہہ رہی تھی "اشھد ان لا الہ الا اللہ و انک رسول اللہ! حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "بخدا! میں نے اس ہرنی کو دیکھا۔ وہ جنگل میں تسبیح بیان کر رہی تھی۔ وہ کہہ رہی تھی۔ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔"

قطب حضرمی نے خصائص' میں لکھا ہے کہ اگرچہ بعض حفاظ نے اس روایت کو ضعیف کہا ہے لیکن اس کی اسناد ایک دوسرے کو تقویت دیتی ہیں' شیخ نے کہا ہے۔"اس روایت کے کئی طرق ہیں جو یہ گواہی دیتے ہیں کہ اس داستان کی کوئی نہ کوئی اصل ضرور ہے" حافظ نے اپنی تصنیف 'امالی' میں لکھا ہے کہ حضرت ابوسعید سے مروی روایت غریب ہے۔علی بن قادم، ان کے شیخ اور شیخ الشیوخ کوفی ہیں۔ان میں گفتگو کی گنجائش ہے۔ان میں سے سب سے ضعیف عطیہ ہے۔اگر اس روایت کی تابع روایت مل جائے، تو میں اس کے حسن ہونے کا فیصلہ کروں گا۔"

ا۔ ہرنی کا بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں سلام پیش کرنا زبان زد عام ہے۔شعراء نے اپنے مدحیہ قصائد میں بھی اس کا ذکر کیا ہے لیکن میں صرف سلام کرنے والی روایت سے آگاہ نہیں ہوا لہٰذا تفصیل سے یہ روایت تحریر کر دی ہے۔

دسواں باب

گوہ کا آپ ﷺ کی رسالت کی شہادت دینا

ا۔ امام بیہقی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک اعرابی نے گوہ شکار کی۔اس نے عرض کی "میں آپ پر ایمان نہ لاؤں گا حتیٰ کہ یہ گوہ ایمان لے آئے" آپ نے گوہ کی طرف توجہ کی۔فرمایا "گوہ!اس نے عرض کی۔

لبیك و سعدیك یا رسول الله! ﷺ یازین من وافی القیامة۔

آپ نے فرمایا:"تو کس کی عبادت کرتی ہے؟ اس نے عرض کی"اس خداوند جہاں کی جس کا عرش آسمان پر ہے۔جس کی سلطنت زمین میں ہے جس کی سبیل سمندر میں ہے۔جس کی رحمت جنت میں ہے۔جس کا عذاب آگ میں ہے۔

آپ نے فرمایا:"میں کون ہوں؟ اس نے عرض کی"آپ رب العالمین کے رسول اور خاتم النبیین ﷺ ہیں" وہ کامیاب ہو گیا جس نے آپ کی تصدیق کی۔وہ خسارے میں رہا جس نے آپ کی تکذیب کی" اعرابی نے کہا "بخدا! مجھے اس مشاہدہ کے بعد کسی اور چیز کی ضرورت نہیں ہے۔"

اشهد ان لا اله الا الله وان محمد رسول الله۔

امام بیہقی نے لکھا ہے کہ اسی طرح کی روایت حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔جو روایت میں نے لکھی ہے۔وہ سند کے اعتبار سے سب سے اعلیٰ ہے۔یہ بھی ضعیف ہے۔اسے محمد بن علی بن ولید سلمی بصری کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔امام ذہبی نے لکھا ہے کہ بخدا! بیہقی نے سچ کہا ہے کہ یہ باطل قصہ ہے۔المزنی نے لکھا ہے۔"نہ تو اس کی سند صحیح ہے اور نہ ہی اس کا متن صحیح ہے" ان کے ساتھی ابن تیمیہ نے مبالغہ کرتے ہوئے کہا ہے "بصرہ کے کسی قصہ گو نے اسے وضع کیا ہے۔اس کے الفاظ پر وضع کے شواہد موجود ہیں۔"

حیضری نے لکھا ہے اس کی اسناد اور راویوں میں سے ایک بھی ایسا شخص نہیں جس پر وضع کی تہمت ہو، البتہ ضعف ہو سکتا ہے۔ایسی روایت میں وضع کے دعویٰ کی جرأت نہیں کی جاسکتی۔حضور اکرم سید المرسلین ﷺ کے معجزات اس سے بھی عظیم تر ہیں۔جو اس سے زیادہ بلیغ ہیں۔اس میں ایسا کوئی امر نہیں جس کا شرعی طور پر انکار ہو سکے، خصوصاً جبکہ اس میں ائمہ نے بھی روایت کیا ہے۔یہ ضعیف ہے مگر وضع کی حد تک نہیں جاتی۔حضرت عمر فاروق سے مروی اس روایت کے اور بھی کئی طرق ہیں جس میں سلمی نہیں ہے۔ابونعیم نے بھی اسے روایت کیا ہے۔حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت مروی ہے۔ابن جوزی نے اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

گیارھواں باب

چڑیا کی فریاد

ابوداؤد طیالسی، ابونعیم اور ابوشیخ نے "العظمۃ" میں جبکہ امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "ہم کسی سفر میں حضور اکرم ﷺ کے ہمراہ تھے۔ہم ایک درخت کے پاس سے گزرے اس میں کسی چڑیا کے دو بچے تھے۔ہم نے انہیں پکڑ لیا۔چڑیا بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوگئی۔وہ زمین کے قریب ہو کر اپنے پروں سے پھڑ پھڑا رہی تھی۔آپ نے فرمایا: "اس کے دو بچے لے کر کس نے اسے تکلیف دی ہے؟ ہم نے عرض کی "ہم نے" آپ نے فرمایا: "انہیں واپس کر دو" ہم نے انہیں واپس کر دیا، پھر وہ چڑیا نہ آئی۔

بارھواں باب

جنگل میں بکری کا حاضر خدمت ہونا

۱۔ ابن سعد، بیہقی، ابونعیم اور ابن سکن وغیرھم نے حضرت نافع بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "ہم کسی سفر میں آپ کے ساتھ تھے۔ہماری تعداد چار سو سے زائد تھی۔ہم ایسی جگہ فروکش ہوئے۔جہاں پانی نہ تھا یہ بات آپ پر گراں گزری۔ایک بکری حاضر خدمت ہوئی۔اس کے دو سینگ تھے۔وہ حضور اکرم ﷺ کے سامنے کھڑی ہو گئی۔آپ نے اس کا دودھ نکالا۔دودھ نوش کیا، حتیٰ کہ سیراب ہو گئے، پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پلایا۔وہ بھی سیر ہو گئے، پھر فرمایا "نافع! آج رات اس کی حفاظت کرو۔میرے خیال کے مطابق تم اس کی نگرانی نہ کر سکو گے۔" میں نے

اسے پکڑا۔ زمین میں اس کے لئے میخ گاڑھی' پھر رسی لی ،اور اسے مضبوطی سے باندھ دیا۔ میں رات کے وقت اٹھا' تو میں نے بکری نہ دیکھی۔ میں نے دیکھا کہ رسی وہیں پڑی تھی۔ میں نے آپ کو عرض کی تو آپ نے فرمایا: "اسے وہی لے گیا ہے جو اسے لے آیا تھا۔"

۲۔ الطبرانی' ابونعیم اور بیہقی نے حضرت سعد مولیٰ آل بکر سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم رسول اکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔ ہم ایک جگہ فروکش ہوئے۔ مجھے آپ نے فرمایا: "اے سعد! اس بکری کا دودھ نکالو" میں نے کہا "مجھے تو یوں لگتا ہے کہ اس جگہ کوئی بکری نہیں ہے۔ میں وہاں پہنچا تو وہاں بکری موجود تھی۔ جس کی کھیری میں دودھ تھا۔ میں نے اس کا دودھ نکالا نہ جانے کتنی مرتبہ نکالا۔ میں نے اس بکری کی حفاظت کی۔ میں نے اسے باندھا۔ ہم کجاوے میں مصروف ہو گئے۔ بکری چلی گئی۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "اس کا پروردگار اسے لے گیا ہے۔"

تیرھواں باب

سیاہ کتے کی داستان

ابن عدی نے محمد بن کعب القرظی سے روایت کیا ہے کہ اہل ذمہ میں سے ایک شخص پر سیاہ کتے نے حملہ کر دیا۔ وہ سمندر میں داخل ہو گیا۔ کتا انتظار کرنے کے لئے کھڑا ہو گیا۔ جب کتا وہاں کافی دیر کھڑا رہا تو اس شخص نے کہا "اے کتے! میں محمد عربی ﷺ کی پناہ میں ہوں" کتا بھاگتا ہوا چلا گیا۔

چودھواں باب

حضرت جعیل اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہما کے گھوڑے

۱۔ امام نسائی نے الکبریٰ میں' الطبرانی نے ثقہ راویوں سے اور امام بیہقی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت جعیل الاشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ کے ہمراہ غزوہ میں شرکت کی۔ میں اپنی کمزور اور بوڑھی گھوڑی پر سوار تھا۔ میں لوگوں کے آخر میں تھا۔ حضور اکرم ﷺ مجھے آملے۔ آپ نے اپنا درہ لیا اس کے ساتھ اسے مارا۔ یہ دعا مانگی۔ "مولا! اس میں برکت ڈال" میں نے خود کو دیکھا میں مشکل سے اسے لوگوں سے آگے نکلنے سے روک رہا تھا" میں نے اس کے پیٹ سے بارہ ہزار کے جانور فروخت کئے۔

۲۔امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ اہل مدینہ طیبہ گھبرا گئے۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سوار ہوئے۔وہ گھوڑا سست رو تھا۔جب آپ واپس تشریف لائے تو آپ نے فرمایا:"ہم نے اسے سمند پایا ہے"اس کے بعد اس کے ساتھ مقابلہ نہ کیا جا سکتا تھا۔

پندرھواں باب

حضرت عصمہ بن مالک رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہما کے گدھوں میں برکت

۱۔ الطبرانی نے حضرت عصمہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ہاں قباء میں تشریف لائے۔جب آپ واپس جانے لگے تو ہم نے آپ کو گھوڑا پیش کیا۔جو سست رو تھا۔آپ نے اس پر سواری فرمائی۔جب آپ نے ہمیں واپس کیا تو اتنا تیز رفتار ہو گیا تھا کہ اس کا مقابلہ نہ ہو سکتا تھا"

۲۔ ابن سعد نے حضرت اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے کہا"حضور سیاح لا مکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ہاں جلوہ افروز ہوئے۔آپ نے ان کے ہاں ہی دو پہر بسر فرمائی۔جب موسم ذرا ٹھنڈا ہوا تو وہ ایک سست رو گدھا لے کر آئے۔انہوں نے اس پر آپ کے لئے کپڑا بچھایا۔آپ نے اس پر سواری فرمائی۔جب آپ نے اسے واپس کیا تو وہ تیز رفتار ہو گیا تھا۔اس کا مقابلہ نہ ہو سکتا تھا۔

سولھواں باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعلین پاک کو جھاڑنے والا پرندہ

۔ الطبرانی،ابونعیم،بیہقی اور خرائطی نے المکارم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ نے اپنے نعلین پاک منگوائے۔آپ نے ایک جوتا مبارک پہنا۔ایک سبز پرندہ آیا۔اس نے دوسرا جوتا اٹھایا۔اسے آسمان کی سمت لے گیا۔اس سے سرخ سانپ گرا۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"یہ میری عزت و کرامت ہے۔جس کے ساتھ رب تعالیٰ نے مجھے مختص فرمایا ہے"خرائطی نے یہ اضافہ کیا ہے۔"آپ نے یہ دعا مانگی"مولا!میں تجھ سے اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جو چار ٹانگوں پر چلتا ہے۔"

۲۔ ابونعیم نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"آپ نے اپنے نعلین پاک منگوائے۔ان

میں سے ایک پہنا۔ اتنے میں ایک کوا آیا۔ دوسرا جوتا اٹھایا، اوپر جا کر اسے گرا دیا۔ اس سے سانپ نکلا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہو اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو۔ وہ اپنے جوتے نہ پہنے حتیٰ کہ انہیں جھاڑ لے۔"

سترھواں باب

قربانی کے جانوروں کا خود حاضرِ خدمت ہو جانا

ابو داؤد، نسائی اور ابو مسلم الکجی نے حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ کے قریب پانچ یا چھ اونٹ پیش کیے جاتے تاکہ عید کے روز آپ انہیں ذبح کریں۔ وہ آپس میں مقابلہ کرنے لگتے کہ پہلے آپ کی خدمت میں کون حاضر ہوتا ہے۔ آپ کس سے ابتداء کرتے ہیں۔ جب وہ پہلو کے بل گر پڑتے تو آپ ایک بات فرماتے جسے میں سمجھ نہ سکتا تھا۔ میں نے آپ کے قریب کھڑے شخص سے پوچھا تو اس نے کہا کہ آپ نے فرمایا: "جو چاہے اسے کاٹ لے۔"

الحمدللہ رب العالمین الصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم و علی آلہ الطیبین و علی اصحابہ الاکرمین و علی جمیع امتہ اجمعین۔

آج مورخہ 29.01.2014ء کو سبل الہدیٰ کی نویں جلد کے ترجمہ سے فراغت نصیب ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب لبیب ﷺ کے طفیل اسے اپنی بارگاہِ والا میں قبول فرمائے، اور اسے میرے لئے توشہ آخرت بنائے۔

خاک پائے ملت بیضاء
ذوالفقار علی ساقی
دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف، سرگودھا

سُبل الهدیٰ والرشاد (اردو ترجمہ)

فی سیرۃ خیر العباد ﷺ

جلد دسویں

تصنیف: حضرت امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ: پروفیسر ذوالفقار علی ساقی

دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف

زاویہ پبلشرز

8-C دربار مارکیٹ - لاہور

voice: 042-37300642 - 042-37112954

Email:zaviapublishers@gmail.com

www.zaviapublishers.com

پہلا باب

حضور اکرم ﷺ کا معانی کو محسوسات کی صورت میں ملاحظہ کرنا

- امام حاکم نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) کہ وہ ایسے گروہ میں تھے جو اللہ رب العزت کا ذکر کر رہے تھے۔ حضور سید عالم ﷺ ان کے پاس سے گزرے۔ آپ ارادہ سے ان کی طرف آئے حتیٰ کہ ان کے قریب جلوہ افروز ہو گئے۔ وہ آپ کی تعظیم کرتے ہوئے گفتگو سے رک گئے۔ آپ نے ان سے پوچھا: "تم کیا کہہ رہے تھے؟ میں نے رحمت کو تم پر اترتے ہوئے دیکھا ہے۔ میں نے پسند کیا کہ میں اس میں تمہارے ساتھ مشارکت کروں۔"
- ابن ابی حاتم اور ابن عساکر نے حضرت سعد بن مسعود الصدفی رضی اللہ عنہ سے مرسل روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ کسی محفل میں جلوہ افروز تھے۔ آپ نے چشم مقدس آسمان کی طرف اٹھائی، پھر نگاہ ناز کو نیچے جھکا لیا، پھر اسے ہٹا لیا۔ آپ سے اس کے متعلق عرض کی گئی، تو فرمایا: "یہ قوم اللہ رب العزت کا ذکر کر رہی تھی۔" (وہ اہلِ مجلس آپ کے سامنے ذکر کر رہے تھے) ان پر سکینہ کا نزول ہوا جسے فرشتے اٹھائے ہوئے تھے وہ ایک گنبد کی طرح تھی جب وہ قریب ہوئی تو ان میں سے ایک شخص نے ناحق گفتگو کر دی۔ اسے ان سے اٹھا لیا گیا۔"
- امام بخاری نے تاریخ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں حضور اکرم ﷺ کے ہمراہ مسجد کی طرف نکلا۔ اس میں ایسی قوم تھی جو اپنے ہاتھ اٹھا کر رب تعالیٰ سے دعا مانگ رہی تھی۔ آپ نے فرمایا: "کیا تمہیں ان کے ہاتھوں میں وہ کچھ نظر آ رہا ہے جسے میں دیکھ رہا ہوں؟ میں نے عرض کی: "ان کے ہاتھوں میں کیا ہے؟" آپ نے فرمایا: "ان کے ہاتھوں میں نور ہے۔" میں نے عرض کی: "رب تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ اسے مجھے بھی دکھا دے۔" آپ نے رب تعالیٰ سے دعا مانگی تو اس نے وہ نور مجھے دکھا دیا۔"
- شیخان نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک شخص سورۃ الکہف کی تلاوت کر رہا تھا۔ اس کی ایک طرف گھوڑا باندھا گیا تھا۔ اس پر بادل چھا گئے۔ وہ اس کے قریب ہونے لگے۔ اس کا گھوڑا بدکنے لگا۔ اس نے وقت صبح اس کا تذکرہ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں کیا۔ آپ نے فرمایا: "یہ سکینہ تھی جو قرآن پاک کی وجہ سے اتری تھی۔"
- ابونعیم نے عاصم بن بہدلہ اور ابو وائل کی سند سے حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا:

"میں نماز ادا کر رہا تھا۔ جب میرے پاس کچھ چیز آئی۔ اس نے مجھ پر سایہ کیا پھر بلند ہو گئی۔ میں وقتِ صبح بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ میں نے آپ کو یہ واقعہ بتایا۔ آپ نے فرمایا: "یہ سکینہ تھی جو قرآن پاک سننے کے لیے نیچے اتری۔"

دوسرا باب

بخار کو دیکھنا اور اس کا کلام سننا

امام بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے، ابن سعد اور بیہقی نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی لونڈی حضرت ام طارق سے، اور بیہقی نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "بخار بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ آپ سے اذن طلب کیا آپ نے اسے اذن دے دیا۔ آپ نے پوچھا: "تو کون ہے؟" اس نے عرض کی: "ام ملدم" حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے" میں بخار ہوں۔ میں گوشت دبلا کر دیتا ہوں۔ خون چوس لیتا ہوں۔" ام طارق کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: "تجھے مرحبا اور خوش آمدید نہیں کہا جائے گا، تو اہل قباء کے پاس چلا جا۔" حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے: "کیا تو اہلِ قباء کا ارادہ کرتا ہے؟" اس نے عرض کی: "ہاں۔" آپ نے فرمایا: "ان کے پاس چلا جا۔" بخار ان کے پاس چلا گیا۔ انہیں بخار ہو گیا۔ انہیں اس کی شدت نے آلیا۔ وہ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے۔ ان کے چہرے زرد ہو چکے تھے۔ انہوں نے آپ سے بخار کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا: "اگر تم پسند کرو تو میں رب تعالیٰ سے دعا مانگتا ہوں۔ وہ اسے تم سے دور کر دے گا اور اگر تم پسند کرو تو یہ تمہارے لیے پاکیزگی بن جائے گا۔ یہ تمہارے گناہوں کو ختم کر دے گا۔" انہوں نے عرض کی: "بلکہ ہم اسے چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ ہمارے لیے پاکیزگی بن جائے گا۔"

امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "بخار بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ مجھے اس قوم کی طرف بھیج دیں جو آپ کو سب سے زیادہ پسند ہو۔" آپ نے فرمایا: "انصار کے پاس چلا جا۔" بخار ان کے پاس چلا گیا۔ انہیں چڑھا اور اس نے انہیں پچھاڑ دیا۔ انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! رب تعالیٰ سے التجاء کریں کہ وہ ہمیں شفاء عطا کرے۔" آپ نے دعا مانگی تو ان کا بخار ختم ہو گیا۔"

امام بیہقی نے لکھا ہے کہ ایک احتمال یہ بھی ہے یہ بخار انصار کی کسی دوسری قوم کو ہوا تھا۔

امام احمد نے صحیح کے راویوں سے، ابو یعلی اور ابن حبان نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "بخار نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ سے اذن طلب کیا۔ آپ نے فرمایا: "یہ کون ہے؟ اس نے کہا: "میں ام ملدم ہوں۔" آپ

نے اسے اہلِ قباء کی طرف جانے کا حکم دیا۔ انہیں اس کی وجہ سے اتنی اذیت ہوئی جسے صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ وہ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے اور اس کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا: "تم کیا چاہتے ہو؟ اگر تم چاہتے ہو تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تمہیں اس سے شفایاب کرے اور اگر تم پسند کرو تو یہ تمہارے لیے پاکیزگی بن جائے گا۔" انہوں نے عرض کی: "کیا آپ اس طرح کر سکتے ہیں۔" آپ نے فرمایا: "ہاں!" انہوں نے عرض کی: "اسے چھوڑ دیں۔"

امام بخاری، امام ترمذی، ابن ماجہ اور الطبرانی نے الاوسط میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "میں نے ایک عورت دیکھی جس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ وہ مدینہ طیبہ سے نکلی وہ مہیعہ اتری۔ میں نے اس کی تعبیر یہ کی ہے کہ مدینہ طیبہ کی وباء مہیعہ کی طرف منتقل ہو گئی ہے۔" •

تنبیہات

◆ ① امام احمد نے ثقہ راویوں سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور شفیع معظم ﷺ نے فرمایا: "حضرت جبرائیل امین علیہ السلام بخار اور طاعون لے کر میرے پاس آئے۔ میں نے بخار کو مدینہ طیبہ کی طرف بھیج دیا، جبکہ طاعون کو شام کی طرف بھیج دیا۔ طاعون میری امت کے لیے شہادت ہے۔ یہ اس کے لیے رحمت ہے جبکہ کفار کے لیے یہ عذاب ہے۔"

سید نور الدین نے کہا ہے: "اقرب مؤقف یہ ہے کہ یہ بخار کا وہاں سے مکمل طور پر منتقل ہونے کے بعد یہ آخری امر تھا۔" لیکن الحافظ کہتے ہیں: "جب آپ مدینہ طیبہ جلوہ افروز ہوئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قلت تھی۔ آپ نے بخار کو منتخب فرمایا: کیونکہ اس میں طاعون کی بہ نسبت کم اموات واقع ہوتی ہیں، کیونکہ اس میں زیادہ اجر و ثواب ہے اور اس کے بارے فیصلہ (اجسام کو دوگنا کر دینا بھی) ہے۔ جب آپ کو جہاد کا حکم دیا گیا تو آپ کی دعا کے طفیل بخار کو جحفہ منتقل کر دیا گیا، پھر وہاں جو طاعون کی وجہ شہید ہو جانے سے رہ جاتا اسے راہِ خدا میں شہادت نصیب ہو جاتی۔ جو اس سے بھی رہ جاتا تو اسے بخار آلیتا جو آگ میں سے مؤمن کا حصہ ہے۔ یہ مدینہ طیبہ میں برقرار رہا کیونکہ اس وقت مسلمانوں کی تعداد کثیر ہو گئی تھی، اور اسی وجہ سے یہ دوسرے شہروں سے ممتاز تھا۔" السید لکھتے ہیں "یہ اس امر کا تقاضا کرتا ہے کہ بخار میں سے کچھ کا مدینہ طیبہ کی طرف لوٹ آنا آخری امر تھا۔ ہمارے زمانہ میں بھی اس امر کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے کہ یہ شہر خوباں بخار سے بالکل خالی نہیں ہے، لیکن یہ اس کیفیت میں نہیں جیسے کہ پہلے بیان کیا جاتا تھا، لیکن طاعون کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ مدینہ طیبہ اس سے بالکل محفوظ ہے۔ یہ مؤقف بھی اقرب ہے کہ جب آپ نے رب تعالیٰ سے یہ التجاء کی کہ آپ کی امت مختلف گروہوں میں نہ بٹے اور نہ ہی ان کی باہم لڑائی ہو تو آپ کو اس سے روک دیا گیا۔ آپ نے اپنی دعا میں عرض کی: "پھر بخار یا طاعون" آپ نے دعا میں بخار اس جگہ کے لیے مراد لیا ہے جس میں طاعون داخل نہ ہو۔ آج مدینہ طیبہ میں جو بخار ہے وہ وبائی بخار نہیں، بلکہ یہ رحمت کا بخار ہے۔"

◆ آپ نے بخار کے لیے دعا مانگی کہ اس کی طرف (جحفہ کی طرف) منتقل ہو جائے کیونکہ وہ شرک کا گھر تھا وہاں رب تعالیٰ کے سارے شہروں سے زیادہ بخار آتا تھا بعض علماء نے لکھا ہے کہ آپ اس کے اس چشمے کا پانی پینے سے اجتناب کرتے تھے جسے "عین خم" کہا جاتا تھا۔ بہت ہی کم ایسا ہوا کہ جس نے اس کا پانی پیا وہ ضرور بخار میں مبتلا ہو گیا۔

امام بیہقی نے حضرت ہشام بن عروہ سے روایت کیا ہے کہ مدینہ طیبہ کی وباء زمانہ جاہلیت میں معروف تھی۔ جب کسی وادی میں وباء ہوتی تو وہاں کوئی انسان آنا چاہتا تو اسے کہا جاتا کہ وہ گدھے کی طرح رینگے۔ اگر وہ اسی طرح کرتا تو اس وادی کی وباء اسے کچھ نہ کہتی۔

ابن شیبہ نے حضرت عامر بن جابر سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "مدینہ طیبہ کے ایک راستے ثنیۃ الوداع سے جو مدینہ طیبہ میں آتا اور وہ ایک ہی چکر میں گدھے کی طرح دس بار نہ رینگتا تو وہ اس سے نکلنے سے پہلے مر جاتا تھا۔ جب وہ داخل ہونے کے لیے ثنیہ پر کھڑا ہوتا تو وہ الوداع کہتا۔ اسی لیے اسے ثنیۃ الوداع کہا جانے لگا، حتیٰ کہ عروہ بن ورد عبسی مدینہ طیبہ آیا۔ اسے دس بار گدھے کی آواز کی طرح کی آواز نکالنے کے لیے کہا گیا۔ اس نے یہ آواز نہ نکالی۔ وہ کہنے لگا:

لعمری لئن عشرت من خشیۃ الرّدی نہاق الحمیر انّی لجزوع

ترجمہ: مجھے اپنی زندگانی کی قسم اگر میں نے ہلاکت کے خوف سے گدھے کی آواز کی طرح کی آواز دس بار نکالی تو میں گھبرایا ہوا ہوں۔

پھر وہ مدینہ طیبہ میں داخل ہو گیا۔ اس نے کہا: "اے گروہ یہود! تم گدھے کی مانند دس بار رینگتے کیوں ہو؟ انہوں نے کہا: "اس کے اہل کے علاوہ جو بھی یہاں داخل ہوا اور وہ دس بار نہ رینگا تو وہ مر گیا۔ جو بھی ثنیۃ الوداع کے علاوہ کسی اور رستے سے اس میں داخل ہوا تو اسے کمزوری نے مار ڈالا۔" جب عروہ نے گدھے کی مانند دس بار رینگنا چھوڑا تو لوگوں نے بھی اسے ترک کر دیا وہ ہر طرف سے مدینہ طیبہ میں داخل ہو جاتے تھے۔"

تیسرا باب

فتنوں کا مشاہدہ کرنا

شیخان نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ طیبہ کی پہاڑیوں میں سے ایک پہاڑی کو دیکھا۔ فرمایا: "کیا تم وہ کچھ دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں۔ میں فتنے گرتے ہوئے دیکھ

رہا ہوں۔ وہ تمہارے گھروں میں اس طرح گر رہے ہیں جیسے بارش گرتی ہے۔"

الطبرانی نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ نے چشم مقدس آسمان کی طرف اٹھائی، پھر فرمایا: 'پاک ہے وہ ذات جو فتنوں کو اس طرح بھیجتی ہے جیسے بارش بھیجتا ہے۔"

چوتھا باب

دنیا کو دیکھنا اور اس کا کلام سننا

امام بیہقی اور امام حاکم (انہوں نے اس روایت کو صحیح کہا ہے) نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا۔ میں نے آپ کو دیکھا۔ آپ خود سے کسی چیز کو ہٹا رہے تھے لیکن میں نے آپ کے ساتھ کسی کو نہ دیکھا۔ میں نے عرض کی: 'یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ کسے دور ہٹا رہے ہیں؟'' آپ نے فرمایا: "یہ دنیا ہے، جسے میرے سامنے تمثیل کی صورت میں پیش کیا گیا۔ میں نے اسے کہا: 'مجھ سے دور ہو جا۔' پھر وہ آگئی۔ اس نے کہا: "اگر آپ مجھ سے جدا ہو گئے ہیں تو پھر آپ کے بعد آنے والے مجھ سے نجات نہ پا سکیں گے۔"

امام احمد نے الزہد میں عطاء بن یسار سے مرسل روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: 'دنیا میرے پاس شیریں اور سبز و شاداب ہو کر آئی۔ اس نے میرے لیے سر کو بلند کیا اور آراستہ ہوئی۔ میں نے کہا: "میں تیرا ارادہ نہیں کروں گا۔" اس نے مجھے کہا: 'اگر آپ نے میری طرف توجہ نہیں کی تو آپ کے علاوہ دیگر لوگ مجھ سے نجات نہ پا سکیں گے۔"

پانچواں باب

جمعۃ المبارک اور قیامت کو دیکھنا

بزار، ابویعلی، الطبرانی اور ابن ابی الدنیا نے جید اسناد کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "حضرت جبرائیل امین علیہ السلام میرے پاس آئے ان کے پاس سفید آئینہ تھا۔ اس پر سیاہ نکتے لگے ہوئے تھے۔ میں نے کہا: "جبرائیل! یہ کیا ہے؟" انہوں نے فرمایا: "یہ جمعۃ المبارک ہے جسے آپ کے رب تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہے، تا کہ یہ آپ کے لیے اور آپ کی امت مرحومہ کے لیے عید بن سکے۔" میں نے کہا: اس میں یہ سیاہ نکتے کیسے ہیں؟ انہوں نے کہا: "قیامت ہے۔"

آپ کے لیے اشیاء کے اجسام تبدیل ہو جانا

پہلا باب

آپ کی برکت سے پانی کا دودھ اور مکھن بن جانا

ابن سعد نے مرسل حضرت سالم بن ابی جعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور داعیٔ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کام کے لیے دو افراد کو بھیجا۔ انہوں نے عرض کی: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہمارے پاس ایسی کوئی چیز نہیں جسے بطور زادِ راہ لے جاسکیں۔" آپ نے فرمایا: "میرے پاس مشکیزہ لے کر آؤ۔" وہ مشکیزہ لے کر آئے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ نے ہمیں حکم دیا ہم نے اسے پانی سے بھرا، پھر اس کا منہ بند کر دیا، پھر فرمایا: "روانہ ہو جاؤ۔ جب تم فلاں فلاں جگہ پہنچو گے تو رب تعالیٰ تمہیں رزق عطا فرما دے گا۔" وہ روانہ ہوئے، جب وہ اس جگہ آئے جس کا حکم آپ نے دیا تھا تو اپنا مشکیزہ کھولا۔ وہ دودھ اور مکھن سے لبریز تھا۔ انہوں نے اسے سیر ہو کر کھایا۔

دوسرا باب

آپ کی برکت سے عصا کا تلوار بن جانا

ابن سعد نے حضرت زید بن اسلم اور یزید بن رومان سے اور بیہقی نے ابن اسحاق سے روایت کیا ہے کہ حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کی تلوار غزوۂ بدر میں ٹوٹ گئی۔ آپ نے انہیں درخت کی شاخ عطا فرمائی۔ وہ ان کے ہاتھ میں جا کر ایسی تلوار بن گئی جو کاٹنے والی تھی جس کا لوہا بڑا صاف تھا اور اس کا پھل سخت تھا انہوں نے اسی کے ساتھ قتال کیا۔ انہوں نے حضور فاتح اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سارے غزوات میں اسی کے ساتھ شرکت کی حتیٰ کہ وہ ردت کے زمانہ میں شہید ہو گئے۔ یہ شمشیر برّاں ان کے پاس تھی۔ اسی وجہ سے اسے "القوی" کہا جاتا تھا۔

تیسرا باب

شاخ کا آپ کی برکت سے تلوار بن جانا

1. عبدالرزاق نے معمر بن عبدالرحمان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”ہمیں ہمارے بزرگوں نے بیان فرمایا ہے کہ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ ان کی تلوار ٹوٹ چکی تھی۔ آپ نے انہیں کھجور کی شاخ عطا کی وہ ان کے ہاتھ میں جا کر تلوار بن گئی۔“

2. حضرت زبیر بن بکّار رضی اللہ عنہ نے ”الموافقیات“ میں حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان کی تلوار ٹوٹ گئی۔ حضور سپہ سالارِ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں شاخِ خرما عطا فرمائی۔ وہ ان کے ہاتھ میں جا کر تلوار بن گئی اسے عرجون کہا جاتا تھا۔ وہ تلوار ان کے ہاں نسل در نسل چلتی رہی حتیٰ کہ ترکی میں اسے دوسو دیناروں کے عوض فروخت کر دیا گیا۔

3. امام بیہقی نے حضرت داور بن حصین رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے بنو عبدالاشہل کے کئی افراد سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”غزوۂ بدر میں حضرت سلمہ بن حریش رضی اللہ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی۔ ان کے پاس اسلحہ نہ رہا۔ وہ کنارہ کش ہو گئے۔ آپ کے پاس ابن طاب کی شاخوں میں سے ایک شاخ تھی۔ آپ نے فرمایا: ”اسی کے ساتھ شمشیر زنی کرو۔“ وہ ایک عمدہ تلوار بن چکی تھی۔ وہ ان کے پاس ہی رہی حتیٰ کہ وہ ”جسر ابی عبید“ کے روز شہید ہو گئے۔

آپ کے لیے آسمانوں اور زمین کے ملکوت کا منکشف ہونا، برزخ، جنت، آگ اور قیامت کے حالات سے آپ کا آگاہ ہونا

پہلا باب

آپ کے لیے آسمانوں اور زمین کے ملکوت کا منکشف ہونا

امام احمد اور الطبرانی نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک صبح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس باہر تشریف لائے۔ آپ بہت مسرور تھے۔ چہرۂ انور تاباں تھا۔ ہم نے اس کے متعلق پوچھا تو فرمایا: "اس سے مجھے کیا چیز روک سکتی ہے۔ آج رات میرا رب تعالیٰ میرے پاس احسن صورت میں آیا۔ اس نے فرمایا: "محمد عربی! (صلی اللہ علیک وسلم) میں نے عرض کی: "لبیک ربی وسعدیک!" اس نے فرمایا: "ملاء الاعلیٰ جس چیز میں جھگڑ رہے ہیں؟" میں نے عرض کی: "میں نہیں جانتا۔" اس نے میرے کندھوں کے مابین اپنا دستِ اقدس رکھا۔ میں نے اپنے سینے میں اس کی ٹھنڈک محسوس کی حتیٰ کہ وہ سب کچھ میرے لیے عیاں ہو گیا جو آسمانوں اور زمین میں تھا۔" پھر آپ نے یہ آیت طیبہ پڑھی:

وَ كَذٰلِكَ نُرِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لِیَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ (الانعام:۷۵)

ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے دکھا دی ابراہیم کو ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی تاکہ وہ ہو جائیں مکمل یقین رکھنے والوں میں۔

تنبیہات

1. آپ نے فرمایا: "اتانی ربی" میرا رب کریم میرے پاس آیا۔ یہ مجاز ہے دراصل "اتانی امر ربی" تھا۔ آپ نے فرمایا: "فوضع یدہ بین کتفی" اس نے میرے دونوں کندھوں کے مابین اپنا دستِ اقدس رکھا۔" امام بیضاوی فرماتے ہیں: "یہ اس امر سے مجاز ہے کہ اس نے یہ خصوصیت آپ کو ہی عطا کی ہے۔ اس پر مزید فضل و کرم فرمایا ہے۔ آپ تک فضل پہنچایا ہے کیونکہ یہ بادشاہوں کی عادت ہے کہ وہ اگر اپنے کسی خادم کو اپنی مملکت کے امور

میں قرب دینا چاہیں تو وہ اس کی کمر پر اپنا ہاتھ رکھتے ہیں تا کہ اس کے ساتھ لطف کا اظہار ہو سکے۔ اس کی شان کی تکریم ہو سکے اور اس کے لیے وہ سمجھنا آسان ہو جو کچھ وہ اسے کہے۔ آپ کے لیے یہ امر حاصل ہو گیا اس حیثیت سے کہ نہ ید اور وضع ید حقیقت میں ہے، بلکہ یہ مزید فضل و کرم کی آپ کے ساتھ تخصیص ہے۔ یہ آپ کی تائید سے کنایہ ہے اور الہام کی گئی چیز کو دل میں تمکن عطا فرمانا ہے۔"

- "فعلمت ما فی السموات والارض"۔ میں ہر اس چیز کو جان گیا جو آسمانوں اور زمین کے مابین تھی۔ یہ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ اس فیض کا پہنچنا آپ کے علم کا سبب بن گیا۔ آپ نے بطور دلیل مذکورہ بالا آیت طیبہ پیش کی۔ اس کا معنی یہ ہے کہ جس طرح رب قدس نے حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کو آسمانوں اور زمین کے ملکوت دکھائے۔ ان کے لیے انہیں عیاں کیا اسی طرح اس نے میرے لیے غیوب کے دروازے کھول دیے حتیٰ کہ میں نے ان میں موجود ذاتیں، صفات، ظواہر اور مخفی امور کو دیکھ لیا۔

دوسرا باب

برزخ، جنت اور آگ کے احوال سے آگہی

ابن ماجہ نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ کا نورِ نظر حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے کہا: "میری تمنا تھی کہ کاش کہ رب کریم اسے باقی رکھتا حتیٰ کہ وہ اپنی رضاعت کو مکمل کرتا۔" حضور دانائے سبل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اس کی رضاعت جنت میں مکمل ہو گئی۔" انہوں نے عرض کی: "کاش! مجھے اس کا علم ہو جاتا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! تو اس کا فراق مجھ پر آسان ہو جاتا۔" آپ نے فرمایا: "اگر تم پسند کرو تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہوں کہ وہ تمہیں اس کی آواز سنا دے۔" انہوں نے فرمایا: "بلکہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کرتی ہوں۔"

امام مسلم نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "اسی اثناء میں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنو نجار کے نخلستان میں اپنی خچر پر سوار تھے۔ ہم آپ کے ہمراہ تھے۔ وہ خچر اچھلنے لگا قریب تھا کہ وہ آپ کو گرا دیتا۔ وہاں پانچ یا چھ قبریں تھیں۔ آپ نے فرمایا: "کون جانتا ہے کہ یہ قبور کس کی ہیں؟" ایک شخص نے عرض کی: "میں! یہ لوگ زمانہ جاہلیت میں مرے تھے۔" آپ نے فرمایا: "اس امت کو اس کی قبور میں آزمایا جائے گا۔ اگر مجھے یہ خدشہ نہ ہوتا کہ تم مردوں کو دفن کرنا بھول جاؤ گے تو میں رب تعالیٰ سے دعا مانگتا کہ وہ تمہیں عذابِ قبر سنا دے۔"

شیخان نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو قبروں کے

پاس سے گزرے۔ فرمایا: ''دونوں کو عذاب ہو رہا ہے۔ ان میں سے ایک تو اپنے پیشاب سے نہ بچتا تھا جبکہ دوسرا لوگوں کے مابین چغلیاں کھاتا تھا۔''

امام بخاری نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''سورج کو گرہن لگ گیا۔ آپ نے نماز پڑھی۔ رب تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی، پھر فرمایا: ''جو کچھ بھی میں نے پہلے نہیں دیکھا تھا۔ میں نے اسے اس جگہ سے دیکھ لیا ہے حتیٰ کہ میں نے اس جگہ سے جنت اور دوزخ کو بھی دیکھ لیا ہے۔'' 36/36

امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں سورج کو گرہن لگ گیا۔ آپ نے نماز پڑھی پھر واپس تشریف لائے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم نے آپ کو دیکھا آپ نے اپنے اس مقام سے کسی چیز کو پکڑا پھر آپ کو دیکھا کہ پیچھے ہٹ رہے تھے آپ نے فرمایا: ''میں نے جنت دیکھی۔ میں نے ایک گچھا پکڑا۔ اگر میں اسے لے آتا تو جب تک دنیا باقی رہتی تم اسے کھاتے رہتے۔ میں نے آگ دیکھی۔ میں نے آج تک اتنا قبیح منظر نہ دیکھا تھا۔ میں نے دیکھا کہ وہاں اکثریت خواتین کی تھی۔''

حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''ایک رات آپ نے نماز ادا کی۔ اپنا دست اقدس بڑھایا، پھر اسے پیچھے کر لیا۔ ہم نے اس کے متعلق آپ سے عرض کی تو فرمایا: ''مجھ پر جنت پیش کی گئی میں نے دیکھا کہ اس کے انگور کے خوشے قریب تھے۔ میں نے ان میں کچھ حاصل کرنا چاہا۔ مجھ پر آگ پیش کی گئی جتنی کہ تمہارے اور میرے مابین (دوری) ہے۔ گویا کہ میرا اور تمہارا سایہ اس میں تھا۔''

امام حاکم نے ان سے ہی روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''اسی اثناء میں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ چل رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''بلال! کیا تم وہ کچھ سن رہے ہو جسے میں سن رہا ہوں؟'' انہوں نے عرض کی: ''بخدا! نہیں! یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم!'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تم سن نہیں رہے کہ اہل قبور کو عذاب ہو رہا ہے۔'' امام احمد نے صحیح کے راویوں سے ان الفاظ سے روایت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''صاحب قبر کو عذاب ہو رہا ہے۔'' اس کے متعلق پوچھا گیا تو وہ یہودی تھا۔''

ابن خزیمہ نے ''کتاب السنۃ'' میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم البقیع الغرقد تشریف لائے آپ دو پرانی قبروں پر کھڑے ہو گئے۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تم نے اس جگہ فلاں اور فلانہ کو دفن کیا ہے۔'' یا ''فلاں اور فلاں کو دفن کیا ہے۔'' لوگوں نے عرض کی: ''ہاں!'' آپ نے فرمایا: ''فلاں کو چلنے سے روک دیا گیا ہے۔ اب اسے مارا گیا ہے۔'' پھر فرمایا: ''مجھے اس ذات والا کی قسم! جس کے دست تصرف میں میری جان ہے اسے ایسی ضرب لگائی گئی ہے جسے جن و انس کے علاوہ سب سنتے ہیں۔ اگر تمہارے دلوں کے خراب ہونے اور گفتگو میں تمہارے اضافے کا خدشہ نہ ہوتا تو تم بھی وہی کچھ سنتے جو میں سن رہا ہوں۔'' پھر فرمایا: ''اسے اب مارا جا رہا ہے۔'' پھر فرمایا: ''مجھے اس ذات بابرکات کی قسم! اسے ایسی ضرب کاری لگائی گئی ہے جس سے اس کی ہر ہر ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔ اس کی قبر آگ سے بھڑک اٹھی ہے۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض

کی: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ان دونوں کا گناہ کیا تھا؟" آپ نے فرمایا: "یہ تو پیشاب سے نہیں بچتا تھا، جبکہ دوسرا لوگوں کا گوشت (چغلی) کھاتا تھا۔"

امام احمد نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے مشرکین کے بچوں کا تذکرہ کیا۔ آپ نے فرمایا: "اگر تم پسند کرو تو میں تمہیں آگ میں ان کی ہائے ہلاکت (ہلاکت و بربادی) سنا سکتا ہوں۔"

امام احمد نے جید اسناد کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن عمر سے، الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میں نے جنت میں دیکھا تو میں نے وہاں اکثریت کمزوروں اور فقراء کی دیکھی۔ میں نے آگ میں دیکھا تو میں نے وہاں عورتوں کی اکثریت دیکھی۔" جبکہ حضرت عمران رضی اللہ عنہ کی روایت میں "النساء" کی جگہ "الاغنیاء" کا ذکر ہے۔"

الطبرانی نے جید اسناد سے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک دن میں نے آپ کے ساتھ نماز ادا کی۔ آپ نے طویل قیام کیا۔ آپ ہمیں ہلکی پھلکی نماز پڑھاتے تھے۔ میں نے آپ کو دیکھا۔ آپ نے اپنا دستِ اقدس آگے بڑھایا تاکہ کسی چیز کو پکڑیں۔ اس کے بعد آپ نے رکوع کیا۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو فرمایا: "میری طویل نماز اور طویل قیام نے تمہیں خدشات میں ڈالا ہوگا۔" ہم نے عرض کی: "ہاں! یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم نے آپ کو سنا۔ آپ عرض کر رہے تھے: "مولا! میں ان میں موجود ہوں۔" حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مجھے اس ذات کی قسم! جس چیز کا بھی تم سے آخرت میں وعدہ کیا گیا ہے اسے مجھے میرے اس مقام پر پیش کیا گیا ہے، حتیٰ کہ دوزخ کو بھی میرے سامنے پیش کیا گیا حتیٰ کہ کچھ حصہ میرے اس خیمے کے سامنے تک آ گیا۔ مجھے خدشہ دامن گیر ہوا کہ وہ تم پر چھا جائے گی۔ میں نے عرض کی: "مولا! میں ان میں موجود ہوں۔" اللہ تعالیٰ نے اسے تم سے پھیر لیا۔ وہ آگ کا ٹکڑا اس طرح واپس کیا گویا کہ وہ غالیچہ ہو۔ میں نے ایک نظر دیکھا۔ میں نے عمران بن حرثان (بنو غفار کے ایک شخص) کو دیکھا وہ جہنم میں اپنی کمان کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھا۔ میں نے اس میں حمیریہ اس بلی والی کو دیکھا جس نے بلی کو باندھا تھا۔ وہ اسے نہ کھلاتی تھی نہ ہی پلاتی تھی۔" احمد بن صالح نے لکھا ہے کہ صحیح نام حرمان ہے حرثان نہیں۔"

امام بخاری نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: "میں نے جہنم کو دیکھا۔ اس کا بعض حصہ بعض کو توڑ رہا تھا۔ میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکھا۔ وہ اپنی پیٹھ کو گھسیٹ رہا تھا۔ اس نے سب سے پہلے سائبہ جانور چھوڑے تھے۔"

امام احمد نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم نمازِ ظہر یا نمازِ عصر کے لیے آپ کے پیچھے صفیں باندھے ہوئے تھے۔ ہم نے آپ کو دیکھا۔ آپ نے نماز کے دوران کسی چیز کو پکڑنا

چاہا، پھر آگے بڑھے اور اسے پکڑنا چاہا پھر آپ کے اور اس چیز کے مابین کچھ حائل ہو گیا، پھر آپ پیچھے ہٹے ہم بھی پیچھے ہٹے، پھر آپ دوسری بار پیچھے ہٹے ہم بھی پیچھے ہٹے۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کی: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم نے آپ کو آج نماز میں اس طرح کرتے ہوئے دیکھا کہ آپ اس سے قبل اس طرح نہ کرتے تھے۔" آپ نے فرمایا: "مجھے جنت کو اس کی تروتازگی سمیت پیش کیا گیا۔ میں نے اس میں سے ایک خوشہ پکڑا تا کہ اسے تمہارے پاس لے آؤں۔ اگر میں اسے لے آتا تو اگر اسے وہ تمام مخلوق کھاتی رہتی جو آسمان اور زمین کے مابین ہے اس میں کمی نہ ہوتی۔ میرے اور اس کے مابین کچھ حائل ہو گیا، پھر مجھ پر دوزخ کو پیش کیا گیا جب میں نے اس کے شعلوں کی حرارت محسوس کی تو میں پیچھے ہٹا میں نے وہاں خواتین کی اکثریت دیکھی۔ وہ ایسی عورتیں تھیں کہ جب کوئی راز ان کے سپرد کیا گیا تو انہوں نے اسے افشاء کر دیا۔ اگر ان سے کچھ پوچھا گیا تو انہوں نے مخفی رکھا اگر انہیں کچھ عطا کیا گیا تو انہوں نے شکر ادا نہ کیا۔ میں نے اس میں لحی بن عبداللہ کو دیکھا۔ وہ آگ میں اپنی پیٹھ کو گھسیٹ رہا تھا۔ وہ معبد بن اکتم کے مشابہ تھا۔" حضرت معبد رضی اللہ عنہ نے عرض کی: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا اسے کوئی خدشہ ہے جس کے وہ مشابہ ہے، وہ باپ ہے۔" آپ نے فرمایا: "نہیں۔ تم مؤمن ہو۔ وہ کافر تھا۔ اس نے سب سے پہلے عرب کو بتوں کی عبادت پر جمع کیا تھا۔" اس روایت کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا ہے۔"

مردے زندہ کرنا اور مریض کو شفایاب کرنا

پہلا باب

مردہ زندہ کرنا اور ان کا کلام سماعت کرنا

ابن ابی الدنیا، ابونعیم اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم صفہ میں بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر تھے۔ ایک نابینا اور رنڈوا بڑھیا آپ کی خدمت میں آئی۔ اس کے ہمراہ اس کا نور نظر تھا جو بالغ تھا۔ جلد ہی اسے مدینہ طیبہ کی وباء نے آلیا۔ کچھ دن وہ بیمار رہا پھر اس کی روح پرواز کر گئی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے ڈھانپ دیا۔ آپ نے اس کے لیے کفن دفن کی تیاری کا حکم دیا۔ جب ہم نے اسے غسل دینے کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا: "انس! اس کی والدہ کے پاس جاؤ اور اسے بتا دو" میں نے اسے بتایا وہ آئی حتیٰ کہ وہ اس کے قدموں کے پاس بیٹھ گئی۔ انہیں پکڑ لیا، پھر یہ دعا مانگی: "مولا! میں نے برضا و رغبت اسلام قبول کیا۔ میں نے زہد اختیار کرتے ہوئے بتوں کو چھوڑ دیا۔ میں نے رغبت کے ساتھ تیری طرف ہجرت کی۔ مولا! مجھ پر بتوں کے پجاریوں کو نہ ہنسا۔ مجھ پر یہ مصیبت نہ ڈال جسے اٹھانے کی مجھ میں طاقت نہیں ہے۔" بخدا! اس کا کلام ابھی تک ختم نہ ہوا تھا حتیٰ کہ اس کے قدموں نے حرکت کی۔ اس نے اپنے چہرے سے کپڑا اتار دیا۔ اس نے کھانا کھایا۔ ہم نے اس کے ساتھ کھایا، پھر وہ زندہ رہا حتیٰ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا۔ اس کی ماں کا بھی وصال ہو گیا۔

امام بیہقی نے روایت کیا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "ہم نے ایک انصاری نوجوان کی عیادت کی۔ اس کی بوڑھی ماں تھی۔ جلد ہی وہ جوان مر گیا۔ ہم نے اس کے منہ پر کپڑا ڈال دیا۔ ہم نے اس کی والدہ سے کہا:" اس نے یہ دعا مانگی: "مولا! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے تیری طرف ہجرت کی ہے تیرے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہجرت کی ہے اس امید پر کہ تو ہر مصیبت کے وقت میری مدد کرے گا تو پھر مجھ پر آج یہ مصیبت نہ ڈال۔" حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "بخدا! جلد ہی اس جوان نے اپنے چہرے سے کپڑا ہٹا دیا اور کھانا کھایا۔ ہم نے بھی اس کے ساتھ ہی کھایا۔"

ابونعیم نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ آپ نے دیکھا کہ آپ کا چہرۂ انور متغیر تھا۔ وہ اپنی زوجہ محترمہ کے پاس گئے۔ انہوں نے کہا: "میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ متغیر دیکھا ہے میرا گمان ہے کہ وہ صرف بھوک کی وجہ سے متغیر ہے۔

یہ روایت پہلے "باب تکثیرۃ الاطعمۃ" میں گزر چکی ہے۔اس میں یہ اضافہ ہے "حضور اکرم شفیع معظم ﷺ نے فرمایا: "اسے کھاؤ مگر اس کی ہڈیاں نہ توڑنا" پھر آپ نے پیالے کے وسط میں ہڈیاں جمع کیں ان پر اپنا دست کرم رکھا، پھر کچھ پڑھا۔ میں نے اسے نہ سنا۔وہ بکری اپنے کان جھاڑتی ہوئی کھڑی ہوگئی۔" آپ نے فرمایا: "جابر! اپنی بکری لے جاؤ۔اللہ تعالیٰ اسے تمہارے لیے بابرکت کرے۔" میں نے اسے پکڑا اور چل پڑا۔وہ مجھ سے اپنا کان چھڑا رہی تھی، حتیٰ کہ میں اسے اپنے گھر لے آیا۔زوجہ نے کہا: "جابر! یہ کیا؟" میں نے کہا: "بخدا! یہ ہماری وہی بکری ہے جسے ہم نے حضور رحمت عالم ﷺ کے لیے ذبح کیا تھا۔آپ نے رب تعالیٰ سے دعا مانگی اس نے اسے ہمارے لیے زندہ کر دیا۔" اس محترمہ خاتون نے کہا: "میں گواہی دیتی ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسولِ محترم ﷺ ہیں۔"

امام حافظ ابو عبدالرحمان بن منذر المعروف بشکر نے اسے کتاب العجائب والغرائب میں نقل کیا ہے۔ابو نعیم نے حضرت ضمرہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص کی ایک بکری تھی۔اس کا ایک نور نظر تھا جو ہر روز آپ کی خدمت میں دودھ کا پیالہ لے کر آتا تھا۔ایک دن آپ نے اسے نہ پایا اس کا والد گرامی آیا اس نے آپ کو بتایا کہ اس کا فرزند مر گیا ہے۔آپ نے فرمایا: "کیا تم ارادہ کرتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگوں کہ وہ اسے زندہ کر دے یا تم صبر کرو گے۔اسے تمہارے لیے روز حشر تک مؤخر کر دیا جائے گا۔وہ تمہارے پاس آئے گا۔وہ تمہارے ہاتھ پکڑے گا۔وہ تمہیں جنت کی طرف لے جائے گا۔تم جنت کے جس دروازے سے چاہو گے داخل ہو جاؤ گے۔" اس نے عرض کی: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرے لیے اس اجر و ثواب کا کون (ضامن) ہے؟" آپ نے فرمایا: "یہ تیرے لیے اور ہر مومن کے لیے ہے۔"

امام بیہقی نے حضرت اسماعیل بن خالد سے اور انہوں نے حضرت ابو سبرہ النخعی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے کہا: "ایک شخص یمن سے آیا۔جب اس نے کچھ رستہ طے کر لیا تو اس کا گدھا مر گیا۔وہ اٹھا۔اس نے وضو کیا اور دو رکعتیں پڑھیں پھر یہ دعا مانگی: "مولا! میں تیرے رستہ میں جہاد کرتے ہوئے آیا ہوں۔تیری رضا کے حصول کے لیے آیا ہوں۔میں گواہی دیتا ہوں کہ تو مردوں کو زندہ کرتا ہے تو انہیں زندہ کر کے اٹھائے گا جو قبور میں ہیں آج مجھ پر کسی کا احسان نہ ڈالنا۔میں التجاء کرتا ہوں کہ تو میرا گدھا زندہ کر دے۔" گدھا اپنے کان جھاڑتا ہوا اٹھا۔" امام بیہقی نے لکھا ہے "اس طرح کے امر کا ظہور صاحب شریعت کے لیے کرامۃً ہو سکتا ہے کیونکہ وہ آپ کی امت میں سے ہوتا ہے۔" اس روایت کو ابن ابی الدنیا نے ایک اور سند سے اسماعیل بن خالد سے اور انہوں نے امام شعبی سے اس کی مثل روایت کی ہے۔" امام شعبی نے یہ اضافہ کیا ہے۔"میں نے ایک گدھا دیکھا جسے کوڑا خانہ میں فروخت کیا جا رہا تھا۔" امام بیہقی نے لکھا ہے کہ اسماعیل بن ابی خالد نے اسے ان سے سنا ہے پھر اسے انہوں نے اور ابن ابی الدنیا نے مسلم بن عبداللہ بن شریک بن نخعی سے روایت کیا ہے۔انہوں نے کہا: "بنو نخع میں سے ایک شخص ابن زید حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جہاد کرنے کے لیے نکلا، اس کے قبیلے کے ایک شخص نے یہ شعر لکھا:

و منّا الذی احیا الا لہ حمارہ   و قد مات منہ کل عضو و مِفصل

یہ روایت پہلے "باب تکثیرۃ الاطعمۃ" میں گزر چکی ہے۔اس میں یہ اضافہ ہے "حضور اکرم شفیع معظم ﷺ نے فرمایا: "اسے کھاؤ مگر اس کی ہڈیاں نہ توڑنا" پھر آپ نے پیالے کے وسط میں ہڈیاں جمع کیں ان پر اپنا دست کرم رکھا، پھر کچھ پڑھا۔ میں نے اسے نہ سنا۔ وہ بکری اپنے کان جھاڑتی ہوئی کھڑی ہوگئی۔" آپ نے فرمایا: "جابر! اپنی بکری لے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ اسے تمہارے لیے بابرکت کرے۔" میں نے اسے پکڑا اور چل پڑا۔ وہ مجھ سے اپنا کان چھڑا رہی تھی، حتیٰ کہ میں اسے اپنے گھر لے آیا۔ زوجہ نے کہا: "جابر! یہ کیا؟" میں نے کہا: "بخدا! یہ ہماری وہی بکری ہے جسے ہم نے حضور رحمت عالم ﷺ کے لیے ذبح کیا تھا۔ آپ نے رب تعالیٰ سے دعا مانگی اس نے اسے ہمارے لیے زندہ کر دیا۔" اس محترمہ خاتون نے کہا: "میں گواہی دیتی ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول محترم ﷺ ہیں۔"

امام حافظ ابوعبدالرحمان بن منذر المعروف بشکر نے اسے کتاب العجائب والغرائب میں نقل کیا ہے۔ ابونعیم نے حضرت ضمرہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص کی ایک بکری تھی۔ اس کا ایک نور نظر تھا جو ہر روز آپ کی خدمت میں دودھ کا پیالہ لے کر آتا تھا۔ ایک دن آپ نے اسے نہ پایا اس کا والد گرامی آیا اس نے آپ کو بتایا کہ اس کا فرزند مر گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: "کیا تم ارادہ کرتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگوں کہ وہ اسے زندہ کر دے یا تم صبر کرو گے۔ اسے تمہارے لیے روز حشر تک مؤخر کر دیا جائے گا۔ وہ تمہارے پاس آئے گا۔ وہ تمہارے ہاتھ پکڑے گا۔ وہ تمہیں جنت کی طرف لے جائے گا۔ تم جنت کے جس دروازے سے چاہو گے داخل ہو جاؤ گے۔" اس نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرے لیے اس اجر وثواب کا کون (ضامن) ہے؟" آپ نے فرمایا: "یہ تیرے لیے اور ہر مومن کے لیے ہے۔"

امام بیہقی نے حضرت اسماعیل بن خالد سے اور انہوں نے حضرت ابوسبرہ النخعی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: "ایک شخص یمن سے آیا۔ جب اس نے کچھ رستہ طے کر لیا تو اس کا گدھا مر گیا۔ وہ اٹھا۔ اس نے وضو کیا اور دو رکعتیں پڑھیں پھر یہ دعا مانگی: "مولا! میں تیرے رستہ میں جہاد کرتے ہوئے آیا ہوں۔ تیری رضا کے حصول کے لیے آیا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو مردوں کو زندہ کرتا ہے تو انہیں زندہ کر کے اٹھائے گا جو قبور میں ہیں آج مجھ پر کسی کا احسان نہ ڈالنا۔ میں التجاء کرتا ہوں کہ تو میرا گدھا زندہ کر دے۔" گدھا اپنے کان جھاڑتا ہوا اٹھا۔" امام بیہقی نے لکھا ہے "اس طرح کے امر کا ظہور صاحب شریعت کے لیے کرامۃ ہوسکتا ہے کیونکہ وہ آپ کی امت میں سے ہوتا ہے۔" اس روایت کو ابن ابی الدنیا نے ایک اور سند سے اسماعیل بن خالد سے اور انہوں نے امام شعبی سے اس کی مثل روایت کی ہے۔" امام شعبی نے یہ اضافہ کیا ہے۔ "میں نے ایک گدھا دیکھا جسے کوڑا خانہ میں فروخت کیا جا رہا تھا۔" امام بیہقی نے لکھا ہے کہ اسماعیل بن ابی خالد نے اسے ان سے سنا ہے پھر اسے انہوں نے اور ابن ابی الدنیا نے مسلم بن عبداللہ بن شریک بن نخعی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: "بنو نخع میں سے ایک شخص ابن زید حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جہاد کرنے کے لیے نکلا، اس کے قبیلے کے ایک شخص نے یہ شعر لکھا:

و منّا الذی احیا الا لہ حمارہ　　و قد مات منہ کل عضو و مِفصل

ترجمہ: ہم میں وہ شخص بھی ہے جس کے گدھے کو رب تعالیٰ نے زندہ کر دیا تھا حالانکہ اس کا ہر ہر عضو اور جوڑ مر چکے تھے۔

شیخان، بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ابو ہریرہ سے، شیخان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے، امام احمد، ابن سعد اور ابو نعیم نے حضرت ابن عباس سے، دارمی اور بیہقی حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے، بیہقی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت عبد الرحمٰن بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے، الطبرانی نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے، ابن سعد نے حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے، بزار، ابو نعیم اور حاکم نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب خیبر فتح ہوا تو ایک یہودن نے آپ کی خدمت میں بھونی ہوئی بکری پیش کی۔ آپ نے اس کا بازو لیا۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے ہاتھ آگے بڑھائے تو فرمایا: "اپنے ہاتھ روک لو۔ مجھے یہ عضو بتا رہا ہے کہ یہ زہر آلود ہے۔" آپ نے اس یہودن کو بلایا۔ اسے فرمایا: "کیا تو نے اس بکری میں زہر ملایا تھا؟" اس نے کہا: "آپ کو کس نے بتایا ہے۔" آپ نے فرمایا: "اس ہڈی نے۔" وہ ہڈی آپ کے دستِ اقدس میں تھی۔ اس عورت نے عرض کی: "ہاں!" آپ نے پوچھا: "اس امر پر تجھے کس نے ابھارا؟" اس نے عرض کی: "اگر آپ نبی ہیں تو پھر یہ آپ کو نقصان نہیں دے سکتی۔ اللہ تعالیٰ اس کے متعلق آپ کو آگاہ کر دے گا، اور اگر آپ نبی نہ ہوئے تو ہم آپ سے نجات پا جائیں گے۔" آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ تجھے مجھ پر تسلط عطا نہیں کرے گا۔" آپ نے اسے معاف کر دیا اسے سزا نہ دی۔

◆ ۲ ابو نعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "غزوۂ بدر میں مَیں مشرکین کے ساتھ جنگ کرنے کے بعد میں واپس آیا تو میں بھوکا تھا۔ مجھے ایک یہودن ملی۔ اس کے سر پر پیالہ تھا جس میں بھونا ہوا بکری کا بچہ تھا۔ اس نے کہا: "محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء! ساری تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے آپ کو سلامتی عطا کی۔ میں نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلامتی عطا کی اور آپ بخیر و عافیت مدینہ طیبہ تشریف لے آئے تو میں اس بکری کے بچے کو ضرور ذبح کروں گی۔ اسے بھونوں گی۔ اسے آپ کی خدمت میں پیش کر دوں گی تاکہ آپ اس میں سے کھائیں۔" اللہ تعالیٰ نے اس بھونے ہوئے میمنے کو بولنے کی توفیق عطا کی۔ اس نے عرض کی: "محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیک وسلم! آپ مجھے تناول نہ فرمائیں میں زہر آلود ہوں۔"

◆ ۳ ابو شیخ اور ابن حبان نے حضرت عبید بن مرزوق سے مرسل روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "مدینہ طیبہ میں ایک خاتون تھی جو مسجد نبوی کی صفائی کرتی تھی۔ اس کا وصال ہو گیا۔ آپ کو اس کے متعلق نہ بتایا گیا۔ آپ اس کی قبر کے پاس سے گزرے۔ پوچھا: "یہ کس کی قبر ہے؟" آپ سے عرض کی گئی: "ام محجن کی۔" آپ نے فرمایا: "جو مسجد کی صفائی کرتی تھی؟" صحابہ کرام نے عرض کی: "ہاں!" صحابہ کرام نے صفیں بنا لیں۔ آپ نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھائی، پھر فرمایا: "تم نے کون سا عمل افضل پایا ہے؟" صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! جو کچھ آپ فرما رہے ہیں کیا یہ سن رہی ہے؟" آپ نے فرمایا: "ہاں! تم اس سے زیادہ تو نہیں سن رہے۔" اس نے جواب دیا ہے کہ مسجد کی صفائی کرنا سب سے افضل عمل ہے۔" پہلے غزوۂ بدر میں گذر چکا ہے کہ آپ نے ان مشرکین کو

مخاطب فرمایا جنہیں قتل کر کے گڑھے میں پھینکا جا چکا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا تھا، آپ ایسے اجسام کے ساتھ کیسے بات کر رہے ہیں جن میں ارواح نہیں ہے؟" حضرت قتادہ کا قول ہے کہ رب تعالیٰ نے انہیں زندہ کیا حتیٰ کہ انہوں نے آپ کا فرمان سن لیا یہ رسوائی، جھڑکنے اور حسرت اور ندامت کی وجہ سے تھا۔

◆ امام احمد نے ابوحمید الساعدی سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبوک کے روز فرمایا تھا۔ "تم میں سے کوئی اپنے ساتھی کو ہمراہ لیے بغیر باہر نہ نکلے۔ بنو ساعدہ کے دو افراد کے علاوہ سب نے آپ کے اس فرمان پر عمل کیا۔ ان میں سے ایک قضائے حاجت کے لیے نکلا۔ دوسرا اپنے اونٹ کی جستجو میں نکلا جو قضائے حاجت کے لیے نکلا تھا۔ اسی جگہ اس کا گلا گھونٹ دیا گیا۔ آپ نے اس کے لیے دعا مانگی تو وہ شفاء یاب ہو گیا۔ یہ روایت پہلے مکمل گزر چکی ہے۔

دوسرا باب

نابیناؤں کو بینائی عطا کرنا، آشوبِ چشم سے شفاء عطا کرنا پھوڑی ہوئی آنکھ کو درست کرنا

ابن ابی شیبہ، بیہقی اور ابونعیم نے حضرت حبیب بن فدیک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان کے والد گرامی انہیں لے کر بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ ان کی آنکھیں سفید ہو چکی تھیں۔ ان میں سے کچھ بھی نظر نہ آتا تھا۔ آپ نے ان سے پوچھا: "تمہیں کیا ہوا ہے؟" انہوں نے فرمایا: "میری ٹانگ سانپ کے انڈے پر آ گئی۔ اس نے میری بصارت چھین لی۔ آپ نے ان کی آنکھوں پر پھونک ماری۔ انہیں فوراً نظر آنے لگا۔ میں نے انہیں دیکھا وہ اسی سال کی عمر میں سوئی میں دھاگہ ڈال لیتے تھے، حالانکہ پہلے ان کی آنکھیں سفید ہو چکی تھی۔"

شیخان نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کے روز فرمایا: "میں کل علم اسلام اس شخص کو عطا فرماؤں گا جس کے ہاتھوں اللہ رب العزت فتح عطا کرے گا۔" وقتِ صبح فرمایا: "علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) کہاں ہیں؟" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: "انہیں آشوبِ چشم ہے۔" آپ نے فرمایا: "انہیں بلا بھیجو۔" آپ نے ان کی آنکھوں میں لعابِ دہن لگایا۔ ان کے لیے دعائے خیر کی وہ اس طرح شفاء یاب ہو گئے گویا کہ انہیں درد نہ تھا۔"

الطبرانی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور سپہ سالارِ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے خیبر بھیجا۔ میں نے عرض کی: "مجھے آشوبِ چشم ہے۔" آپ نے میری آنکھ میں لعابِ دہن ڈالا۔ میں نے نہ تو سردی اور نہ ہی گرمی

محسوس کی اور نہ ہی مجھے آشوبِ چشم ہوا۔"

ابویعلی اور بیہقی نے عاصم بن عمرو کی سند سے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے، بیہقی اور ابن سعد نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے جبکہ حضرت ابونعیم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سے (یہ ان کے ماں کی طرف سے بھائی تھے) اور حضرت ابوذر ھروی سے روایت کیا ہے کہ یوم احد کو ان کی آنکھ کو تیر لگا۔ آنکھ کا ڈھیلا ان کی پیشانی پر بہہ پڑا صحابہ کرام نے اسے علیحدہ کرنے کا ارادہ کیا پھر کہا حتیٰ کہ تم حضور شفیع الامم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشورہ کر لو۔ انہوں نے مشورہ کیا تو فرمایا: "نہیں۔" آپ نے انہیں بلایا ان کا ڈھیلا اٹھا، اسے اپنی ہتھیلی پر رکھا پھر یہ دعا مانگی: "مولا! انہیں جمال عطا فرما۔" اس میں لعابِ دہن لگایا۔ یہ آنکھ دوسری آنکھ سے زیادہ درست اور حسین تھی۔" دوسری روایت میں ہے کہ انہیں معلوم نہ تھا کہ ان کی کون سی آنکھ پر تیر لگا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا: "ہم بیان کرتے تھے کہ وہ ان کی آنکھ رگ کے ساتھ لٹک گئی تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے لوٹا دیا۔ امام سہیلی نے فرمایا: "جب دوسری آنکھ آشوبِ چشم میں مبتلاء ہو جاتی تھی تو یہ آنکھ تندرست رہتی تھی۔" روایت ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ایک شخص حضرت عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب وہ شخص آیا تو انہوں نے پوچھا: "تم کس کی اولاد میں سے ہو۔" اس نے کہا:

انا ابن الذی سالت علی الخدّعینه　　فردت بکف المصطفٰی احسن الرد
فعادت کما کانت لاوّل امرها　　فیا حسنها عینا و یا حسن ماجد

ترجمہ: میں اس شخصیت کا فرزند دلبند ہوں جس کی آنکھ اس کے رخسار پر بہہ پڑی تھی اور دستِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء نے اسے عمدہ طریقے سے لوٹا دیا تھا۔ وہ اسی طرح ہو گئی جیسے کہ پہلے تھی۔ وہ آنکھ حسن کے اعتبار سے کتنی عمدہ تھی اور بزرگی کے اعتبار سے کتنی حسین تھی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا:

تلك المکارم لا قعبان من لبن　　شیبا بماء فعادا بعد ابوالاً

ترجمہ: یہ حسن مکارم ہیں یہ ایسے دودھ کے پیالے نہیں جن میں دودھ ملا ہو اور بعد میں پیشاب بن جائیں انہوں نے اس کے ساتھ صلہ رحمی کی اور عمدہ انعام سے نوازا۔

تنبیہ

اس داستان کی بعض اسناد میں ہے: "یہ واقعہ غزوۂ بدر میں رونما ہوا تھا بعض روایات میں ہے کہ یہ واقعہ غزوۂ احد میں اور بعض میں ہے کہ یہ غزوۂ خندق میں رونما ہوا تھا۔ بعض روایات میں ہے کہ ان کی دونوں آنکھیں بہہ پڑی تھیں۔ ابن الاثیر نے تصحیح کی ہے کہ ان کی صرف ایک آنکھ بہہ پڑی تھی۔

حاکم، بیہقی اور ابونعیم نے جید سند کے ساتھ حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "مجھے غزوہ بدر کے روز تیر لگا۔ میری آنکھ پھوڑ دی گئی۔ آپ نے اس میں لعاب دہن لگایا۔ میرے لیے دُعا مانگی مجھے کسی چیز نے اذیت نہ دی۔" ابونعیم نے عبدالرحمٰن بن حارث بن عبیدہ سے اور انہوں نے اپنے جدامجد سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "غزوہ احد میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی آنکھ پر چوٹ لگی۔ آپ نے اس میں لعاب دہن ڈالا تو وہ دونوں میں سے تندرست آنکھ بن گئی۔

تیسرا باب

گونگے پن، ہکلانے اور لقوہ سے شفاء

امام بیہقی نے حضرت شمر بن عطیہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے اپنے بعض بزرگوں سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی۔ اس کے ہمراہ ایک قریب البلوغ بچہ تھا۔ وہ عرض گزار ہوئی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرا بچہ جب سے پیدا ہوا ہے اس نے بات نہیں کی۔" آپ نے اسے پوچھا: "میں کون ہوں؟ اس نے عرض کی: "آپ اللہ تعالیٰ کے رسول (محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں۔"

امام بیہقی نے محمد بن یونس الکدیمی کی سند سے معرض بن عبداللہ بن معرض بن معیقیب یمامی سے اور وہ اپنے والد اور وہ اپنے جدامجد سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حجۃ الوداع کیا۔ میں مکہ مکرمہ کے ایک گھر میں داخل ہوا۔ میں نے وہاں حضور حامئ بے کساں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ میں نے آپ کی طرف سے تعجب خیز امر مشاہدہ کیا اہل یمامہ میں سے ایک شخص ایک بچہ لے کر حاضر خدمت ہوا جو اسی روز پیدا ہوا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے پوچھا: میں کون ہوں؟ اس نے عرض کی: "آپ اللہ تعالیٰ کے رسول (محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں۔" آپ نے فرمایا: "تو نے سچ کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھ میں برکت ڈالے۔" پھر اس بچے نے بات نہ کی حتیٰ کہ وہ بات کرنے کی عمر تک پہنچ گیا۔ ہم اس بچے کو مبارک الیمامہ کہتے تھے۔"

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں: "اس روایت میں محمد بن یونس کی وجہ سے گفتگو کی گئی ہے۔ انہوں نے ان کا انکار کیا ہے اور ان کے شیخ کو عجیب سمجھتے تھے لیکن اس روایت از روئے عقل یا شرع کوئی ایسا امر نہیں جسے عجیب سمجھا جائے یہ روایت محمد بن یونس کے علاوہ اور کسی سند سے بھی مروی ہے۔ امام بیہقی نے اسے محمد احمد ابوالحسین کی سند سے معرض سے اور انہوں نے اپنے جدامجد سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حجۃ الوداع کیا۔ میں مکہ مکرمہ کے ایک گھر میں داخل ہوا۔ میں نے وہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ کا چہرۂ انور چاند کے حلقہ کی مانند تھا۔ میں نے آپ سے امر عجیب سنا۔ اہل یمامہ میں سے ایک شخص آیا۔ اس کے پاس ایسا بچہ تھا جو اسی روز پیدا ہوا تھا۔ اس نے اسے کپڑے میں لپیٹ رکھا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا: "بچے! میں کون ہوں؟" اس نے عرض کی: "آپ اللہ تعالیٰ کے رسول (مکرم ﷺ) ہیں۔" آپ نے فرمایا: "اللہ رب العزت تجھے بابرکت کرے۔" اس کے بعد اس بچے نے بات نہ کی حتیٰ کہ وہ گفتگو کرنے کی عمر تک پہنچ گیا۔"

حاکم نے عمر الزاہد سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب میں یمن گیا تو میں حرہ کی طرف گیا۔ میں نے اس روایت کے بارے میں پوچھا تو مجھے مل گئی۔ میں اس شخص کی قبر کے پاس گیا اور اس کی زیارت کی۔"

امام اسحاق بن ابراہیم الرملی نے اپنے "فوائدہ" میں بشیر بن عقربہ الجہنی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضرت عقربہ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے۔ آپ نے پوچھا: "عقربہ! یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟" انہوں نے عرض کی: "یہ میرا بیٹا بحیر ہے۔" آپ نے فرمایا: "قریب ہو جاؤ۔" میں قریب ہو گیا حتیٰ کہ میں آپ کے دائیں طرف بیٹھ گیا۔ آپ نے اپنا دستِ اقدس میرے سر پر پھیرا۔ استفسار فرمایا: "تمہارا نام کیا ہے؟" میں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! بحیر! آپ نے فرمایا: "نہیں! تمہارا نام بشیر ہے۔" میری زبان میں گرہ تھی۔ آپ نے میرے منہ میں پھونک ماری۔ میری زبان کھل گئی۔ میرے سر کے سارے بال سفید ہو گئے مگر جہاں آپ کا دستِ ہدایت رساں لگا تھا وہ بال سیاہ ہی رہے۔"

ابن سعد نے عکرمہ اور زہری سے، اور عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مرسل روایت کیا ہے کہ حضرت مخوس بن معدی کرب رضی اللہ عنہ نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! رب تعالیٰ سے التجاء کریں کہ وہ میری لکنت دور کرے۔" آپ نے دعا کی تو لکنت فوراً ختم ہو گئی۔" حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کی اولاد میں سے ایک شخص ابن ابی عبید سے روایت ہے کہ مخوس بن معدیکرب وفد کی صورت میں بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے، پھر واپسی پر روانہ ہوئے تو مخوس کو لقوہ ہو گیا۔ وفد کے چند افراد بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! عرب کے سردار کو لقوہ ہو گیا ہے۔ آپ ہمیں ان کے لیے دوا بتائیں۔" حضور شافع یوم النشور ﷺ نے فرمایا: "سوئی لو۔ اسے آگ میں گرم کرو، پھر اسے اس کی آنکھوں کی پلکوں پر لگاؤ۔ اسی میں اس کے لیے شفاء ہے اور اسی کی طرف اس کا انجام ہے۔" انہوں نے اس کے ساتھ اسی طرح کیا اور اسے شفاء نصیب ہو گئی۔

چوتھا باب

پھوڑا، زخم اور دل کی تپش سے شفاء یاب کرنا

امام بیہقی نے محمد بن ابراہیم سے روایت کیا ہے کہ حضور سید المرسلین ﷺ کی خدمت ایک شخص کو لایا گیا جس کی ٹانگ میں پھوڑا تھا۔ جس نے طبیبوں کو تھکا دیا تھا۔ آپ نے اپنی مبارک انگلیاں اپنے لعاب دہن پر رکھیں، پھر خنصر انگلی اٹھائی اسے مٹی پر رکھا پھر اسے اٹھایا۔ اسے زخم پر رکھ دیا پھر یہ دم فرمایا:

باسمك اللهم ريق بعضنا بتربة ارضنا يشفي سقيمنا باذن ربنا۔

امام بخاری نے تاریخ میں، الطبرانی اور بیہقی نے حضرت شرجیل الجعفی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ میری ہتھیلی میں پھوڑا تھا۔ میں نے عرض کی: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اس پھوڑے نے مجھے بہت تکلیف دی ہے۔ میں اس کی وجہ سے تلوار کے دستے پر گرفت بھی نہیں کر سکتا۔ میں اس کی وجہ سے سواری کی لگام بھی نہیں تھام سکتا۔'' آپ نے میری ہتھیلی پر پھونک ماری۔ اپنا دستِ شفاء بخش پھوڑے پر رکھ دیا۔ اپنی مبارک ہتھیلی سے اسے ملتے رہے حتیٰ کہ آپ نے دستِ اقدس اٹھایا تو اس پھوڑا کا نشان بھی باقی نہ تھا۔''

امام بیہقی نے حضرت واقدی رضی اللہ عنہ سے، ابن سعد نے ولید بن عبداللہ الجعفی سے اور وہ اپنے والد گرامی سے اور وہ اپنے بزرگوں سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: ''حضرت ابو سبرہ رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں عرض کی: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میری ہتھیلی کے پیچھے پھوڑا ہے۔ جس کی وجہ سے میں اپنی سواری کی لگام بھی نہیں پکڑ سکتا۔'' حضور اکرم ﷺ نے پیالہ منگوایا اس سے پانی لے کر پھوڑے پر چھینٹے لگے۔ اسے ملنے لگے حتیٰ کہ وہ ختم ہو گیا۔''

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے، ابو نعیم اور بیہقی، ابو داؤد، ترمذی اور نسائی نے الکبریٰ میں، ابن ماجہ اور ابن حبان نے حضرت ابیض بن حمال رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان کے چہرے پر زخم تھا۔ اس نے ان کے سارے چہرے کو گھیر رکھا تھا۔ یا ان کی ناک کو گھیر رکھا تھا۔ آپ نے انہیں بلایا۔ ان کے چہرۂ انور کو مس فرمایا۔ اس کے بعد اس زخم کا اثر باقی نہ رہا۔''

ابو نعیم اور واقدی نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ملاعب الاسنہ رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں اس درد سے شفایابی کے لیے التجاء کی جو انہیں پھوڑے کی وجہ سے تھا۔ حضور ﷺ نے زمین سے ایک ڈھیلا اٹھایا۔ اس کے ساتھ لعابِ دہن لگایا پھر ان کے قاصد کو عطا فرما دیا۔ فرمایا: ''اسے پانی میں ملا لینا اور اسے پلا دینا۔'' انہوں نے اسی طرح کیا تو رب تعالیٰ نے انہیں شفا عطا فرما دی۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے ان کو شہد کی شیشی بھیجی۔ وہ اس میں سے کھاتے رہے حتیٰ کہ رب تعالیٰ نے انہیں شفاء عطا کر دی۔

پانچواں باب

جلنے والے کو شفاء عطا کرنا

امام بخاری نے تاریخ میں، نسائی، طیالسی، ابن ابی شیبہ، مسدد، ابویعلی، ابن حبان، حاکم اور بیہقی نے حضرت محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ سے اور وہ اپنی والدہ ماجدہ حضرت ام جمیل رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں تمہیں سرزمین حبشہ سے لے کر آئی تم ایک رات مدینہ طیبہ میں تھے۔ میں نے ہنڈیا پکا رکھی تھی۔ ایندھن ختم ہوگیا۔ میں ایندھن کی تلاش میں باہر نکلی۔ تم نے ہنڈیا پکڑی اور اسے اپنے بازو پر انڈیل لیا۔ میں تمہیں لے کر بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئی آپ تمہارے ہاتھوں پر لعابِ دہن ملنے لگے۔ آپ یہ دعا مانگ رہے تھے ''اذھب الباس ربّ الناس اشف انت الشافی لا شفاء الا شفاءك شفاء لا یغادر سقما'' تم آپ کی بارگاہ سے نہ اٹھے حتیٰ کہ رب تعالیٰ نے تمہیں تندرست کر دیا۔''

چھٹا باب

سر اور داڑھ کے درد سے شفاء عطا کرنا

بیہقی نے یزید بن ذکوان سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مجھے داڑھ کا درد ہے۔ اس نے مجھے سخت اذیت دی ہے۔'' آپ نے اپنا دستِ اقدس ان کے اس رخسار پر رکھا جس میں درد تھا، پھر سات مرتبہ یہ پڑھا:

''اللهم اذهب عنه سوء ما یجد و فحشه بدعوة نبیّك المبارك المكین عندك''

رب تعالیٰ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو اسی جگہ شفاء عطا کر دی۔''

امام بیہقی نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان کے سر اور چہرہ پر ورم آگیا۔ آپ نے کپڑوں کے اوپر سے ان کے سر اور چہرے پر دست اقدس رکھا۔ آپ نے تین بار یہ دم فرمایا:

باسم الله اذهب عنه سوءة و فحشه بدعوة نبیك الطیب المبارك المكین عندك۔

ان کا ورم ختم ہوگیا۔

امام بیہقی نے روایت کیا ہے کہ بنولیث میں سے ایک شخص تھا جسے فراس بن عمرو کہا جاتا تھا۔ اسے سخت سر درد ہو گیا۔ اس کے والد اسے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں لے گئے۔ آپ نے اس کی آنکھوں کے مابین سے جلد پکڑی اور اسے کھینچا۔ جہاں آپ نے مبارک انگلیاں لگائی تھیں وہاں بال اگ آیا۔ اس کا سر درد ختم ہو گیا اور پھر اسے درد نہ ہوا۔"

ساتواں باب

زخم اور عضو ٹوٹنے سے شفاء یابی

امام بغوی، اور الطبرانی نے حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "مستیز بن رزام یہودی نے میرے چہرے پر مارا اور مجھے زخمی کر دیا۔ میں اس زخم کے ساتھ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہو گیا۔ آپ نے اسے عیاں کیا۔ اس پر پھونک ماری۔ اس کے بعد مجھے کسی چیز نے اذیت نہ دی۔"

ابونعیم اور بیہقی نے حضرت عروہ اور ابن شہاب سے روایت کیا ہے کہ وہ زخم نہ پھیلا نہ ہی اس نے انہیں اذیت دی حتیٰ کہ ان کا وصال ہو گیا۔ ابن ابی سکن اور ابونعیم نے حضرت معاویہ بن حکم سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم حضور اکرم ﷺ کی معیت میں تھے۔ میرا بھائی علی بن حکم اپنے گھوڑے پر سے خندق پر سے گزرا۔ گھوڑا خندق عبور نہ کر سکا۔ خندق کی دیوار نے اس کی پنڈلی توڑ دی۔ میں اسے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں لے کر آیا۔ آپ نے اس کی پنڈلی کو مس کیا۔ وہ نیچے نہ اترا حتیٰ کہ رب تعالیٰ نے اسے شفاء یاب کر دیا۔ امام بغوی کے الفاظ یہ ہیں: "علی بن حکم کے بھائی کو خندق کی دیوار لگی۔ اس نے اسے توڑ دیا۔ وہ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ آپ نے اسے مس کیا، پھر فرمایا: "بسم اللہ" اسے کسی چیز نے اذیت نہ دی۔"

امام بخاری نے حضرت براء بن عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب ابو رافع قتل ہوا تو وہ اس کے گھر کی سیڑھی سے نیچے اترے۔ وہ زمین پر گر پڑے۔ ان کی پنڈلی ٹوٹ گئی۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے اس کا تذکرہ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں کیا۔ آپ نے فرمایا: 'اپنی ٹانگ پھیلاؤ۔' میں نے اسے پھیلا دیا۔ آپ نے اسے مس کیا گویا کہ مجھے کبھی کچھ شکایت ہوئی نہ تھی۔"

امام احمد اور عبید بن حمید نے حضرت ابو ازھر سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "غزوۂ حنین میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو سخت چوٹ آئی۔ جب اللہ تعالیٰ نے کفار کو شکست سے دوچار کر دیا۔ مسلمان اپنے خیموں کی طرف لوٹ آئے تو میں نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا۔ آپ چل کر آ رہے تھے۔ آپ فرما رہے تھے۔ "مجھے خالد بن ولید تک کون لے جائے گا؟" میں آپ

کے سامنے چلایا دوڑا۔ میں نوخیز جوان تھا۔ میں کہہ رہا تھا: "حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے کجاوے تک مجھے کون لے جائے گا؟" حتیٰ کہ ہمیں ان کے کجاوے تک لے جایا گیا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ اپنے کجاوے کے آخری حصے کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں تشریف لائے۔ آپ نے ان کا زخم دیکھا اس میں پھونک ماری تو وہ فوراً شفاء یاب ہو گئے۔"

امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن حارث بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کعب بن اشرف کے قتل کے وقت حضرت حارث بن اوس رضی اللہ عنہ کو کسی کی تلوار لگ گئی۔ ان کے سر یا ٹانگ پر زخم لگ گیا۔ ان کے ساتھیوں نے اسے اٹھایا۔ وہ انہیں بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں لائے۔ آپ نے ان کے زخم پر لعاب دہن لگایا۔ اس نے انہیں کوئی اذیت نہ دی۔"

امام سہیلی نے ذکر کیا ہے کہ ابن وہب نے روایت کیا ہے کہ ابوجہل نے غزوۂ بدر میں معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہ کا ہاتھ کاٹ دیا وہ اپنا ہاتھ اٹھا کر بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ آپ نے اس کے ساتھ اپنا لعابِ دہن لگایا اسے بازو کے ساتھ جوڑا تو وہ فوراً جڑ گیا۔

امام بخاری نے حضرت یزید بن ابی عبید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کی پنڈلی پر تلوار کا نشان دیکھا۔ میں نے کہا: "ابومسلم! یہ کیسی ضرب ہے؟" انہوں نے فرمایا: "مجھے یہ ضرب یوم خیبر کو لگی تھی۔" لوگ کہنے لگے کہ سلمہ تو شہید ہو جائیں گے۔ میں بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا آپ نے اسے تین بار دم فرمایا اس کے بعد آج تک مجھے تکلیف نہ دی۔" قاضی نے ذکر کیا ہے کہ حضرت کلثوم بن حصین رضی اللہ عنہ کو حلق پر یومِ احد کو تیر لگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر لعاب دہن لگایا تو وہ شفاء یاب ہو گئے۔

امام بیہقی نے حضرت حبیب بن یساف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کسی غزوہ میں شرکت کی۔ میرے کندھے پر تلوار لگی۔ میرا بازو لٹک گیا۔ میں بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس پر اپنا لعابِ دہن لگایا۔ اسے ساتھ لگایا تو وہ جڑ گیا۔ وہ شفاء یاب ہو گیا۔ جس نے مجھے ضرب لگائی تھی میں نے اسے واصل جہنم کر دیا تھا۔"

ابونعیم اور بیہقی نے حضرت عروہ اور ابن شہاب سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیس (۳۰) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھیجا۔ مستیز بن رزام یہودی نے حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے چہرے پر مارا اور اسے زخمی کر دیا وہ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ ان کے زخم پر لعاب دہن لگایا۔ اس زخم نے انہیں اذیت نہ دی حتیٰ کہ ان کا وصال ہو گیا۔ حاکم، ابونعیم اور ابن عساکر نے عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "غزوۂ حنین میں میرے چہرے پر زخم لگ گیا۔ خون میرے چہرے اور سینے پر بہنے لگا۔ آپ نے اپنے دستِ اقدس سے میرے چہرے اور سینے تک خون صاف کیا پھر میرے لیے دعا کی۔ میں اپنے والد گرامی کے ہمراہ آیا۔ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ اقدس کا اثر دیکھا وہ سینے کی اس جگہ تک تھا۔ جہاں تک آپ نے مس کیا تھا وہ گھوڑے کے نشان کی طرح پھیلتا ہوا نشان تھا۔"

عبدالرزاق اور ابن عساکر نے حضرت عبدالرحمٰن بن ازہر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ حنین کے روز حضرت خالد رضی اللہ عنہ زخمی ہو گئے۔ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی، جبکہ اللہ رب العزت نے کفار کو ہزیمت سے دو چار کر دیا تھا۔ مسلمان اپنے کجاوؤں کے پاس آ چکے تھے۔ آپ مسلمانوں میں چل رہے تھے آپ فرما رہے تھے: "مجھے خالد کے کجاوے تک کون لے چلے گا؟ میں اس وقت نوخیز جوان تھا میں آپ کے آگے آگے دوڑ رہا تھا۔ میں کہہ رہا تھا۔" ہمیں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے کجاوے تک کون پہنچائے گا؟ وہاں تک ہمیں لے جایا گیا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ اپنے کجاوے کے سرے کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ نے ان کے زخم کو دیکھا۔ اس میں لعاب دہن ڈالا۔"

آٹھواں باب

تھکاوٹ ختم ہو جانا اور تیر اندازی میں قوت حاصل ہونا

امام احمد، ابن سعد اور بیہقی نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ان سے عرض کی گئی کہ ان کا نام کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: "حضور شفیع الامم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام سفینہ رکھا ہے۔" عرض کی گئی: "کیوں؟" انہوں نے کہا: "حضور اکرم سیاحِ لامکاں صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ عازمِ سفر ہوئے۔ آپ کے ہمراہ آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ ان کا سامان ان پر گراں ہو گیا۔ انہوں نے سامان میری کمر پر لاد دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اسے اٹھالو تم تو سفینہ (کشتی) ہو۔" اگر وہ اس روز مجھ پر ایک اونٹ یا دو اونٹوں کا بوجھ یا تین یا چار یا پانچ یا چھ یا سات اونٹوں کا بوجھ لاد دیتے تو وہ بھی مجھے بھاری نہ لگتا۔"

امام بیہقی نے حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس سے گزرے۔ وہ تیر اندازی میں مقابلہ کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: "یہ کھیل کتنا عمدہ ہے! تیر اندازی کرو۔ میں بھی تمہارے ساتھ ہوں۔" وہ سارا دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تیر اندازی کرتے رہے، پھر بکھر گئے۔ وہ ایک دوسرے پر تیر اندازی میں سبقت نہ لے جا سکے۔"

نواں باب

نسیان ختم ہو جانا، علم وفہم کا حصول، فحش گوئی کا خاتمہ اور حیاء کا حصول

شیخان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک دن آپ ہمیں حدیث بیان فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: "کون ہے جو آج اپنا کپڑا پھیلائے گا حتیٰ کہ میں اپنی اس حدیث پاک کو ختم کرلوں پھر وہ اسے سمیٹ لے؟ میں نے اپنا کپڑا پھیلا یا، پھر آپ نے حدیث مبارک بیان کی پھر میں نے اسے سمیٹ لیا۔ بخدا! پھر میں نے کوئی ایسی چیز نہ بھولی جسے میں نے آپ سے سنا ہو۔"

حارث نے حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں قرآن پاک بھول جاتا تھا۔ میں نے عرض کی: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں قرآن پاک بھول جاتا ہوں۔" حضور اکرم ﷺ نے میرے سینے پر مارا۔ فرمایا: "شیطان! عثمان کے سینے سے باہر نکل جا۔" اس کے بعد میں جس چیز کو یاد کرنے کا ارادہ کرتا اسے میں بھولتا نہ تھا۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے عرض کی: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں آپ سے بہت سی احادیث سنتا ہوں۔ مگر میں انہیں بھول جاتا ہوں۔" آپ نے فرمایا: "اپنی چادر پھیلاؤ۔" میں نے چادر پھیلا دی۔ آپ نے اپنے ہاتھ سے اس میں چلو بھر کر ڈالے۔" فرمایا: "اسے سمیٹ لو۔" میں نے اسے سمیٹ لیا۔ اس کے بعد میں ایک حدیث بھی نہیں بھولا۔"

امام بیہقی اور حاکم نے (انہوں نے اس کی تصحیح کی ہے) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور داعیٔ اعظم ﷺ نے مجھے یمن بھیجا۔ میں نے عرض کی: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ مجھے یمن بھیج رہے ہیں۔ میں جوان ہوں۔ میں ان کے مابین فیصلہ کروں گا۔ میں نہیں جانتا کہ یہ فیصلہ کیسے کیا جاتا ہے؟ آپ نے اپنا دستِ اقدس میرے سینے پر مارا۔ آپ نے یہ دعا مانگی: "مولا! ان کے دل کو ہدایت نصیب فرما اور ان کی زبان کو ثابت فرما۔" مجھے اس ذات بابرکات کی قسم! جس نے دانے کو چیرا۔ مجھے اس کے بعد دو افراد کے مابین فیصلہ کرنے میں کبھی شک نہ ہوا۔"

الطبرانی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک عورت تھی جو مردوں کے ساتھ فحش گوئی کرتی تھی۔ وہ بدزبان تھی۔ وہ سید عالم، سراپا حیاء و کرم ﷺ کے پاس سے گزری۔ اس وقت آپ ثرید تناول فرما رہے تھے۔ اس نے آپ سے ثرید مانگی۔ آپ نے اسے ثرید عطا کر دی۔ اس نے عرض کی: "مجھے وہ ثرید عطا کر دیں جو آپ کے منہ مبارک میں ہے۔" آپ نے اسے وہ عطا کر دیا۔ اس نے کھا لیا۔ اس پر حیاء کا غلبہ ہو گیا اس نے کسی کے ساتھ فحش گوئی نہ کی حتیٰ کہ اس کا وصال ہو گیا۔"

دسواں باب

جنون سے شفاء یابی

ابو نعیم نے حضرت وازع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اپنے مجنون لڑکے کو لے کر بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ آپ نے اس کے چہرۂ انور پر دستِ اقدس پھیرا۔ اس کے لیے دعا کی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کے بعد سارے وفد میں ایسا کوئی شخص نہ تھا جو اس لڑکے سے زیادہ دانا ہوتا۔"

شیخان نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنو سلمہ میں میری عیادت کی۔ آپ نے مجھے اس حالت میں پایا کہ مجھے کچھ سوجھ بوجھ نہ تھی۔ آپ نے پانی منگوایا۔ اس سے وضوء فرمایا۔ اس میں سے مجھ پر چھڑکا تو مجھے افاقہ ہو گیا۔"

دارمی اور الطبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک عورت اپنا بیٹا لے کر بارگاہِ رسالت پناہ میں حاضر ہوئی۔ اس نے عرض کی: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرا یہ لختِ جگر پاگل پن میں مبتلاء ہے۔ اسے یہ مرض ہمارے صبح اور شام کے کھانے کے وقت آلیتا ہے۔ وہ ہمارے کھانے بھی خراب کر دیتا ہے۔" حضور شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے سینے کو مس کیا۔ اس کے لیے دعا کی۔ اس نے قے کی تو اس کے پیٹ سے کتے کے سیاہ پلے کی طرح کی کوئی چیز نکلی۔ وہ شفاء یاب ہو گیا۔"

امام بیہقی نے جید سند کے ساتھ حضرت محمد بن سیرین سے مرسل روایت کیا ہے کہ ایک عورت اپنا بیٹا لے کر بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئی۔ اس نے عرض کی: "یہ میرا فرزند ہے۔ اس پر اس طرح اس طرح ہوا ہے۔ یہ اسی طرح ہے جیسے آپ دیکھ رہے ہیں۔ آپ رب تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ وہ اسے موت دے دے۔"

آپ نے فرمایا: "میں رب تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اسے شفاء عطا کرے، یہ جوان ہو۔ یہ پاکباز شخص بنے۔ راہِ خدا میں جہاد کرے، اسے درجۂ شہادت نصیب ہو اور یہ جنت میں داخل ہو جائے۔" آپ نے ربِ تعالیٰ سے دعا مانگی۔ رب تعالیٰ نے اسے شفاء عطا کر دی۔ وہ جوان ہوا۔ وہ ایک پاکباز شخص بنا۔ راہِ خدا میں اس نے جہاد کیا، اور شہید ہو گیا۔"

بزار نے حسن سند کے ساتھ حضرت وازع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ وفد کی صورت میں بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ حضرت وازع رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "یا نبی اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے والدین آپ پر فدا! میں آپ کے پاس اپنا بھتیجا لے کر آیا ہوں جو مصیبت زدہ (مجنون) ہے تاکہ آپ اس کے لیے رب تعالیٰ سے دعا مانگیں۔ وہ سواریوں میں ہے۔" آپ نے فرمایا: "اسے لے آؤ۔" میں نے اسے آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ وہ مجنون کی طرح دیکھ رہا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا: "اس کی کمر میری طرف کر دو۔" میں نے اسے کھڑا کر دیا اور اس کی کمر آپ کی طرف کر دی۔ اس کا چہرہ میری طرف تھا۔ آپ نے اسے پکڑا۔ اس کے کپڑے اکٹھے کر کے اسے کھینچا۔ اپنے دستِ اقدس بلند کر دیے، حتیٰ کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی، پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اس کی کمر پر مارا۔ فرمایا: "اے دشمن خدا! باہر نکل جا۔" جب اس نے دیکھا تو وہ صحیح دیکھ رہا تھا۔ آپ نے اسے اپنے سامنے بٹھایا۔ اس کے لیے دعا کی۔ اس کے چہرے کو مس کیا۔ اس مس کرنے کا نشان اس کے چہرے پر باقی رہا، حالانکہ وہ شخص بہت بوڑھا ہو چکا تھا۔ اس کا چہرہ نوخیز جوان کی طرح تھا۔ حضور ﷺ کی اس دعا کے بعد اس کی قوم میں کوئی شخص اس سے افضل نہ رہا۔" امام احمد اور الطبرانی کے الفاظ یہ ہیں:

"ہم ایک کارواں میں سید عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہم میں ایک مجنون شخص تھا۔ میں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرے ہمراہ ایک مجنون شخص ہے۔ آپ اس کے لیے رب تعالیٰ سے دعا کریں۔" آپ نے فرمایا: "اسے میرے پاس لے آؤ۔" میں نے اسے آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ نے اس کی چادر کا ایک کونہ پکڑا اسے بند کیا حتیٰ کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھ لی، پھر اس کی کمر پر مارا۔ فرمایا: "دشمن خدا! باہر نکل جا۔" وہ صحیح شخص کی طرح دیکھنے لگا۔ یہ نظر پہلی نظر سے جداگانہ تھی۔ آپ نے اسے اپنے سامنے بٹھایا۔ اس کے لیے دعا مانگی۔ اس کے چہرہ کو مس کیا۔ اس وفد میں دعائے مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے بعد اس سے افضل کوئی شخص نہ رہا۔

امام حاکم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر تھا ایک اعرابی آیا۔ اس نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرے ایک بھائی کو درد ہو گیا ہے۔" آپ نے فرمایا: "اسے کیسا درد ہے؟" اس نے عرض کی: "اسے دیوانگی ہے۔" آپ نے فرمایا: "اسے میرے پاس لے آؤ۔" وہ اسے آپ کی خدمت میں لے آیا۔ آپ نے اسے اپنے سامنے بٹھا لیا۔ آپ نے اسے سورۃ الفاتحہ، سورۃ البقرہ کی آخری یہ آیت طیبہ:

وَاِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝ (البقرۃ: ۱۶۳)

ترجمہ: اور تمہارا خدا ایک خدا ہے، نہیں کوئی خدا بجز اس کے، بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم کرنے والا ہے۔

آیۃ الکرسی اور سورۃ آلِ عمران کی یہ آیت طیبہ:

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ (آلِ عمران: ۱۸)

ترجمہ: شہادت دی اللہ تعالیٰ (اس بات کی) کہ بیشک نہیں کوئی سوائے خدا کے۔

سورۃ اعراف کی یہ آیت طیبہ:

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۔ (الاعراف: ۵۴)

ترجمہ: بیشک تمہارا رب اللہ ہے، جس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو۔

سورۃ المؤمنین کی آخری آیت:

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ (المومنون:۱۱۶)

ترجمہ: پس بہت بلند و بالا ہے اللہ جو حقیقی بادشاہ ہے۔

سورۃ الجن کی یہ آیت طیبہ:

وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۝ (الجن:۳)

ترجمہ: اور بے شک اعلیٰ اور ارفع ہے۔ ہمارے رب کی شان نہ اس نے کسی کو اپنی بیوی بنایا ہے اور نہ بیٹا۔

سورۃ الصافات کی ابتدائی دس آیات، سورۃ الحشر کی آخری تین آیات، سورۃ اخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھ کر دم فرمایا، تو وہ شخص یوں کھڑا ہو گیا جیسے اسے کسی چیز میں کبھی شک نہ کیا ہو۔"

ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت غیلان بن سلمہ الثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم حضور سپہ سالار اعظم ﷺ کے ساتھ عازم سفر ہوئے۔ ہم ایک جگہ فروکش ہوئے۔ ایک عورت اپنے بچے کو لے کر آئی اس نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! قبیلہ میں اور کوئی بچہ نہیں جو اس بچے سے زیادہ خوبصورت ہو۔ اسے دیوانگی نے آلیا ہے۔ میں اس کی موت کی تمنا کر رہی ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے اس کے لیے دعا کریں۔" حضور اکرم، سراپا کرم ﷺ نے اس بچے کو اپنے قریب کیا، پھر فرمایا: "بسم اللہ! میں اللہ رب العزت کا رسول (محترم ﷺ) ہوں اے دشمن خدا! باہر نکل جا۔" آپ نے تین بار اسی طرح فرمایا، پھر فرمایا: "اپنے فرزند کو لے جا۔ اب اسے کوئی تکلیف نہ ہوگی، ان شاء اللہ! ہم واپس آئے تو اسی بچے کی والدہ حاضر خدمت ہوئی۔ اس نے کہا: "مجھے اس ذات بابرکات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے یہ بچہ اب قبیلہ کے سارے بچوں سے دانا ہو گیا ہے۔"

احمد بن منیع نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک عورت اپنا بچہ لے کر بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں آئی اس نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرے اس نور نظر کو جنون ہے۔ صبح و شام کھانے کے وقت اسے دیوانگی لاحق ہو جاتی ہے۔ وہ ہمیں خراب کر دیتی ہے۔" آپ نے اس کے سینے کو مس کیا۔ اس کے لیے دعا مانگی۔ اس نے قے کی اس کے منہ یا ناک سے سیاہ پلے کی مانند کچھ نکلا۔ اسے شفاء نصیب ہو گئی۔"

امام احمد، ابن ابی شیبہ اور ابونعیم نے حضرت ام جندب رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے سرور کائنات ﷺ کی زیارت کی۔ آپ اس وقت جمرۃ العقبہ سے واپس تشریف لائے تھے۔ ایک عورت اپنے بچے کو لے کر آپ کی خدمت میں آئی۔ اس کے بچے کو جنون تھا۔ اس عورت نے عرض کی: "یانبی اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اسے یہ مصیبت لاحق ہو گئی ہے۔ یہ گفتگو نہیں کرتا۔" حضور اکرم ﷺ نے اسے حکم دیا۔ وہ پتھر کا ایک برتن لے کر آئی۔ جس میں پانی تھا۔ آپ نے اسے پکڑا۔ اس میں کلی کی، پھر اس میں دعا کی۔ وہ پانی اس میں ڈال دیا، پھر اس عورت کو حکم دیا: "اسے پلاؤ اور اسی پانی کے ساتھ اسے غسل دو۔" میں اس عورت کے پیچھے گئی۔ میں نے اسے کہا: "اس پانی میں سے کچھ مجھے بھی عطا کرو۔" اس نے کہا: "اس میں سے لے لو۔" میں نے کچھ پانی اس میں سے لے لیا۔ اسے اپنے لخت جگر عبداللہ کو پلا دیا۔ وہ بہت اطاعت گزار بچہ تھا۔ جس قدر رب تعالیٰ

نے چاہا کہ وہ ہو جائے۔ میں اس عورت سے ملی۔ اس نے مجھے بتایا کہ اس کا نورِ نظر شفاء یاب ہو گیا تھا۔ اسے ایسی عقل نصیب ہوئی تھی کہ عام لوگوں کو ایسی عقل نصیب نہیں ہوتی۔

اسحاق بن راھویہ اور ابن ابی شیبہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ کسی سفر میں آپ کے ساتھ عازمِ سفر ہوئے۔ ہم اچانک ایک عورت کے پاس پہنچے۔ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی تھی۔ وہ ایک بچے کو اٹھائے ہوئے تھی۔ اس نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرے اس نورِ نظر کو شیطان ہر روز تین بار اپنی گرفت میں لے لیتا ہے۔ وہ اسے چھوڑتا نہیں ہے۔" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے۔ اس سے بچہ لیا اسے اپنے اور کجاوے کے مابین رکھا۔ آپ نے فرمایا: "اے دشمن خدا! ذلیل ہو جا۔ میں اللہ تعالیٰ کا رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔" آپ نے تین بار اسی طرح فرمایا، پھر بچہ اسے پکڑا دیا۔ جب ہم واپس گئے تو اس عورت نے ہمیں دو بکرے پیش کیے۔ وہ انہیں ہانک کر لا رہی تھی۔ وہ اپنا بچہ اٹھائے ہوئے تھی۔ اس نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ مجھ سے قبول فرمالیں۔ مجھے اس ذاتِ بابرکات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ وہ شیطان پھر اس کے پاس نہیں آیا۔ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ان دونوں میں سے ایک لے لو۔"

امام احمد، ابن سعد، حاکم (انہوں نے اس کی تصحیح کی ہے) نے حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ کے ہمراہ مکہ مکرمہ کی طرف سفر کیا۔ میں نے تعجب خیز واقعہ دیکھا:

ایک عورت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرے اس بچے کو جنون ہے۔ یہ مرض اسے سات سال سے ہے۔ یہ دن میں دو بار اسے اپنی گرفت میں لے لیتا ہے۔" آپ نے فرمایا: "اسے میرے قریب کرو۔" آپ نے اس کے منہ میں لعابِ دہن ڈالا۔ فرمایا: "دشمن خدا! باہر نکل جا۔ میں اللہ تعالیٰ کا رسولِ محترم (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں۔" پھر آپ نے اس عورت سے فرمایا: "جب ہم واپس آئیں تو ہمیں اس کے بارے بتانا کہ اس نے کیا کیا۔" جب ہم واپس آئے تو اس عورت نے ہمارا استقبال کیا۔ اس نے عرض کی: "مجھے اس ذاتِ پاک کی قسم جس نے آپ کے سرِ اقدس پر عزت و کرامت کا تاج سجایا ہے۔ جب آپ یہاں سے تشریف لے گئے ہیں۔ ہم نے اسے کوئی مرض نہیں دیکھا۔"

حضرت ابراہیم الحربی نے اسے ان الفاظ میں روایت کیا ہے۔ "میں کسی سفر میں آپ کے ہمراہ تھا۔ ایک عورت آپ سے ملی۔ اس کے پاس بچہ تھا جسے جنون کا مرض لاحق تھا۔ آپ نے اس کا منہ کھولا۔ اس میں لعاب دہن ڈالا۔ اسے شفاء مل گئی۔"

حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ نے مرسل روایت کیا ہے کہ آپ کے پاس جس مجنون کو لایا گیا۔ آپ نے اس کے سینے پر مارا تو وہ مرض ختم ہو گیا۔ ابو یعلی اور ابو نعیم نے جید سند کے ساتھ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم حجۃ الوداع کے وقت آپ کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ جب ہم بطن الروحاء پہنچے تو آپ نے ایک عورت دیکھی جو آپ کا ارادہ کیے آپ کی سمت آرہی تھی۔ آپ نے اپنی سواری روک لی۔ جب وہ آپ کے قریب ہوئی تو اس نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک

وسلم! یہ میرا نورِ نظر ہے۔ اسے جس دن سے یہ پیدا ہوا ہے اس دن سے لے کر آج تک صحت نصیب نہیں ہوئی۔" حضور اکرم ﷺ نے اسے پکڑا اسے اپنے اور کجاوے کے وسط کے مابین بٹھا لیا۔ اس کے منہ میں لعابِ دہن ڈالا۔ فرمایا: "اے دشمن خدا! نکل جا۔" آپ نے بچہ اس عورت کے سپرد کر دیا۔ فرمایا: "اسے لے لو! اب اسے کچھ نہ ہوگا۔" حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "جب حضور اکرم ﷺ نے حج ادا فرما لیا۔ واپس تشریف لائے۔ بطن الروحاء اترے تو وہی خاتون ایک بکری لے کر حاضر خدمت ہوئی۔ اس نے وہ بکری بھون رکھی تھی۔" اس نے عرض کی: "میں اس بچے کی والدہ ہوں۔" آپ نے پوچھا: "اب وہ کیسا ہے؟" اس نے عرض کی: "اب اسے دوبارہ وہ مرض لاحق نہیں ہوا۔" آپ نے فرمایا: "اس سے بکری لے لو۔"

گیارھواں باب

متفرق امراض سے شفاء یابی

ابونعیم اور بیہقی نے حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے چربی پکڑی اور اسے نگلتا رہا۔ اس کی وجہ سے مجھے ایک سال تک تکلیف رہی، پھر میں نے اس کا تذکرہ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں کیا۔ آپ نے میرے پیٹ کو مس کیا۔ میں نے سبز چیز کی قئے کی مجھے اس ذاتِ بے ہمتا کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ مجھے آج تک پیٹ کا درد نہیں ہوا۔ (الطبرانی)

الطبرانی نے حضرت جرھد بن خویلد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اپنے بائیں ہاتھ سے کھایا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے انہیں فرمایا: "دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔" انہوں نے عرض کی: "یہ مفلوج ہے۔" آپ نے اسے دم فرمایا پھر تادم وصال یہ تکلیف نہ ہوئی۔"

حاکم (انہوں نے اس روایت کو صحیح کہا ہے) نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں علیل تھا۔ آپ نے دعا مانگی: "مولا! اسے شفاء عطا فرما" یا "اسے عافیت عطا فرما۔" اس کے بعد مجھے کبھی بھی درد نہ ہوا۔"

شیخان نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں بنو سلمہ میں علیل ہو گیا۔ حضور محب الفقراء والمساکین ﷺ اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔ انہوں نے مجھے اس حالت پر پایا کہ مجھے کچھ سوجھ بوجھ نہ تھی۔ آپ نے پانی منگوایا وضو کیا۔ اس میں سے کچھ پانی مجھ پر چھڑکا تو مجھے افاقہ ہو گیا۔"

دستِ اقدس کے اثرات، لعابِ طیب کے معجزات

پہلا باب

ابو قرصافہ کی بکری میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ اقدس کی برکت

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت ابو قرصافہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میرے اسلام کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ میں ایک یتیم بچہ تھا۔ میں اپنی امی اور خالہ کے مابین تھا۔ میرا زیادہ میلان اپنی خالہ کی طرف تھا۔ میں اپنی بکریاں چراتا تھا۔ میری خالہ مجھے اکثر کہتی تھی: "بیٹے! اس شخص کے پاس سے نہ گزرنا۔ یہ تجھے گمراہ کر دے گا۔ یہ تجھے راہِ راست سے بھٹکا دے گا۔" میں باہر نکلتا میں چراگاہ میں آتا۔ اپنی بکریاں چھوڑ دیتا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جاتا۔ آپ کا دلنشیں کلام سنتا، پھر بکریاں واپس لے جاتا۔ وہ بکریاں کمزور تھیں۔ ان کی کھیریاں بھی خشک تھیں۔ میری خالہ مجھے کہتی: "تمہاری بکریوں کی کھیریاں خشک ہیں؟ میں کہتا: "مجھے علم نہیں۔" میں دوسرے دن بھی آپ کی خدمت میں آجاتا۔ میں اسی طرح کرتا جس طرح پہلے دن کیا تھا، پھر میں پہلے دن کی طرح بکریاں واپس لے گیا، پھر تیسرے دن بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ میں آپ کا روح پرور کلام سنتا رہا حتیٰ کہ میں نے اسلام قبول کر لیا۔ آپ کی بیعت کر لی۔ آپ سے مصافحہ کر لیا۔ میں نے آپ کی بارگاہ میں اپنی خالہ اور بکریوں کا قصہ عرض کر دیا۔" حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا: "میرے پاس بکریاں لے کر آؤ۔" میں انہیں لے کر آپ کی خدمت میں آ گیا۔ آپ نے ان کی کمر اور کھیریوں پر دستِ اقدس پھیرا اور ان میں برکت کی دعا کی۔ وہ گوشت اور دودھ سے لبریز ہو گئیں۔ جب میں انہیں لے کر اپنی خالہ کے پاس گیا تو انہوں نے کہا: "پیارے بیٹے! اس طرح بکریاں چرایا کرو۔" میں نے عرض کی: "خالہ! میں نے آج اسی جگہ چرائی ہیں جہاں روزانہ چراتا تھا لیکن میں تمہیں حیرت افزاء داستان سناتا ہوں۔ میں نے ساری حکایت دلنشیں عرض کر دی کہ میں کس طرح بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا تھا۔ میں نے انہیں آپ کی سیرت طیبہ اور کلامِ مقدس کے متعلق بتایا۔ میری امی اور خالہ نے کہا: "ہمیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں لے چلو۔" میں امی اور خالہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ ہم نے اسلام قبول کر لیا۔ ہم نے آپ کے ساتھ ملاقات کی اور بیعت کا شرف حاصل کیا۔

دوسرا باب

بال اگنے میں دستِ اقدس کی برکت

امام بیہقی نے حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد ہمایوں میں ایک شخص کے ہاں بچہ پیدا ہوا۔اسے آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔آپ نے اس کے لیے برکت کی دعا کی۔اسے اس کی پیشانی سے پکڑا۔اس کی پیشانی پر بال اُگ آئے گویا کہ وہ گھوڑے کے ایال کے بال ہوں۔وہ بچہ جوان ہو گیا۔خوارج کے زمانہ میں یہ ان کے ساتھ مل گیا۔اس کے باپ نے اسے پکڑا۔اسے باندھا اور محبوس کر دیا۔اس کے وہ بال گر گئے ان کا گرنا اس پر گراں گزرا۔اسے کہا گیا کہ یہ اس وجہ سے ہے جس کا تم نے ارادہ کیا ہے کیا تو نے دیکھا نہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت گر گئی ہے۔وہ اسی کیفیت میں رہا حتیٰ کہ اس نے توبہ کر لی، پھر رب تعالیٰ نے اس کی پیشانی پر بال لوٹا دیے تھے۔"ابوالطفیل رضی اللہ عنہ نے کہا:"بال اگنے کے بعد میں نے اسے دیکھا تھا پھر اس کے بال گر گئے تھے پھر میں نے دیکھا کہ اس کے بال اگ آئے تھے۔"

الحافظ ابن سعد نے الطبقات میں لکھا ہے کہ حضرت ہلب بن یزید بن عدی وفد کی صورت میں بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے۔وہ گنجے تھے۔ان کے بال اگ آئے ان کا نام ہلب پڑ گیا۔

الطبرانی نے جید سند کے ساتھ ابوعطیہ بکری سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"مجھے میرے اہلِ خانہ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں لے گئے۔میں جوان تھا۔آپ نے میرے سر اقدس پر دستِ اقدس پھیرا۔راوی کہتے ہیں:"میں نے ابوعطیہ کو دیکھا ان کے سر اور داڑھی کے بال سیاہ تھے حالانکہ ان کی عمر ایک سو سال ہو چکی تھی۔"

الطبرانی نے حسن سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن ہلال انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"مجھے میرے والد گرامی بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں لے گئے۔انہوں نے عرض کی:"یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم!اس کے لیے دعا فرمائیں جسے یہ بھلا نہ سکے۔"حضور اکرم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دستِ اقدس میرے سر پر رکھا حتیٰ کہ میں نے اس کی ٹھنڈک محسوس کی۔آپ نے میرے لیے برکت کی دعا کی۔"میں نے انہیں دیکھا کہ ان کے سر کے بال اور داڑھی کے بال سفید تھے وہ بڑھاپے کی وجہ سے اپنے سر میں کنگھی بھی نہ کر سکتے تھے۔وہ دن کے وقت روزے رکھتے تھے اور رات کو قیام کرتے تھے۔"

امام بغوی نے اپنی معجم میں اور امام بیہقی نے ابوالوضاح بن سلمہ جہنی سے اور انہوں نے اپنے والد گرامی سے اور انہوں نے عمرو بن تغلب سے روایت کیا ہے، الطبرانی نے حضرت عمرو بن ثعلبہ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں نے السالۃ کے مقام پر آپ سے ملاقات کی۔میں نے اسلام قبول کر لیا۔آپ نے میرے سر پر دستِ اقدس پھیرا۔"راوی

کہتے ہیں: "حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کی عمر ایک سو سال ہو گئی تھی۔ ان کے سر کے وہ بال سفید نہ ہوئے تھے جہاں آپ نے دستِ اقدس لگایا تھا۔"

ابن سعد، بیہقی اور الطبرانی نے تینوں میں روایت کیا ہے۔ البتہ انہوں نے "الکبیر" میں لکھا ہے کہ سائب کے سر کا وسط سیاہ تھا جبکہ بقیہ سر سفید تھا۔ انہوں نے حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت عطاء سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضرت سائب کو دیکھا ان کی داڑھی سفید تھی۔ ان کا سر سیاہ تھا۔ میں نے عرض کی: "آقا! آپ کا سر سفید کیوں نہیں ہوا؟" انہوں نے کہا: "میرا سر کبھی بھی سفید نہ ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی جگہ تشریف لے جا رہے تھے۔ میں اس وقت بچہ تھا۔ بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ آپ نے بچوں کو سلام کیا۔ میں بھی ان بچوں میں موجود تھا۔ ان بچوں میں سے میں نے آپ کو سلام کا جواب عرض کیا۔ آپ نے مجھے بلایا اور فرمایا: "تمہارا نام کیا ہے؟" میں نے عرض کی: "سائب بن یزید۔" آپ نے اپنا دستِ اقدس میرے سر پر رکھا اور فرمایا: "اللہ تعالیٰ تمہیں بابرکت کرے۔" اس جگہ کے بال کبھی بھی سفید نہ ہوں گے جہاں آپ نے دستِ اقدس پھیرا تھا۔"

امام بخاری نے تاریخ میں، ابن سعد اور امام بیہقی نے حضرت آمنہ بنت ابی شعیاء رضی اللہ عنہا اور حضرت قطبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ان دونوں نے مدلوک ابی سفیان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں اپنے موالی کے ساتھ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا۔ میں نے اسلام قبول کر لیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر پر دستِ اقدس پھیرا۔ میں نے دیکھا کہ جہاں آپ کا دستِ مقدس پھرا تھا۔ وہ حصہ سیاہ رہا حتیٰ کہ باقی سارا سر سفید ہو گیا تھا۔"

امام بخاری نے تاریخ میں اور بیہقی نے یونس بن محمد بن انس الظفری نے اور انہوں نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے۔ اس وقت میں دو ہفتے کا تھا۔ مجھے آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ نے میرے سر پر دستِ اقدس پھیرا۔ میرے لیے برکت کی دعا کی۔ جب آپ نے حجۃ الوداع کیا تو میری عمر دس سال تھی۔ یونس نے کہا ہے: "میرے والد گرامی عمر رسیدہ ہو گئے تھے حتیٰ کہ ہر جگہ عمر رسیدگی کے نشانات تھے، لیکن سر اور داڑھی پر جس جگہ دستِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء پھرا تھا وہ سفید نہ ہوا تھا۔" زبیر بن بکار نے محمد بن عبد الرحمٰن بن سعد سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبادہ بن سعد بن عثمان الزرقی رضی اللہ عنہ کے سر پر دستِ اقدس پھیرا۔ ان کے لیے دعا فرمائی۔ وقتِ وصال ان کی عمر اسی سال تھی، لیکن وہ بوڑھے نہ لگتے تھے۔"

ابن عساکر، اسحاق بن ابراہیم الرملی اور ابو یعلی نے "فوائد" میں حضرت بشیر بن عقربہ الجہنی سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سر پر دستِ اقدس پھیرا۔ ان کا سارا سر سفید ہو گیا تھا مگر جس جگہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دستِ اقدس پھرا تھا وہ سیاہ ہی رہا۔"

امام ترمذی (انہوں نے اسے حسن لکھا ہے) اور بیہقی (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے حضرت ابو زید انصاری رضی اللہ عنہ

سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ نے میرے سر پر دستِ اقدس پھیرا، پھر یہ دعا مانگی: "مولا! انہیں جمال عطا فرما اور ان کے جمال کو دائمی فرما۔" ان کی عمر ایک سو سال سے زائد ہو چکی تھی، مگر ان کی داڑھی میں سفیدی نہ آئی تھی۔ ان کے چہرے پر مسکراہٹ رہتی تھی۔ ان کا چہرہ کبھی بھی ناخوشگوار نہ ہوا تھا حتیٰ کہ ان کا وصال ہو گیا۔"

امام بیہقی نے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی نے آپ کی ریش مبارک سے کچھ اٹھایا آپ نے اس کے لیے دعا کی: "مولا! اسے جمال عطا کر۔" اس کی داڑھی سیاہ ہو گئی، حالانکہ وہ پہلے سفید تھی۔"

عبدالرزاق نے حضرت معمر رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک یہودی نے آپ کے لیے اونٹنی کا دودھ نکالا۔ آپ نے اس کے لیے یہ دعا مانگی: "مولا! اسے جمال عطا فرما۔" اس کے بال سیاہ ہو گئے۔ وہ فلاں فلاں چیز سے بھی زیادہ سیاہ تھے۔ حضرت معمر رضی اللہ عنہ نے کہا: "میں نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ یہودی نوے سال زندہ رہا اس کے بال سفید نہ ہوئے تھے۔"

امام احمد نے حضرت ذیال بن عبید سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اپنے دادا حنظلہ بن حذیم تمیمی سے سنا کہ ان کے والد گرامی بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے عرض کی: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرے سارے بیٹوں کی داڑھیاں ہیں۔ یہ سب سے چھوٹا ہے۔ آپ رب تعالیٰ سے اس کے لیے دعا مانگیں۔" آپ نے اس کے سر پر دستِ اقدس پھیرا۔ یہ دعا مانگی: "اللہ تعالیٰ تم میں برکت ڈالے۔" یا "تم میں برکت ڈال دی گئی ہے" حضرت ذیال رضی اللہ عنہ نے کہا: "میں نے حضرت حنظلہ کو دیکھا۔ اگر ان کے پاس ایسا شخص لایا جاتا جس کے چہرے پر ورم ہوتا وہ اپنے ہاتھ پر لعاب رکھتے۔ بسم اللہ پڑھتے۔ اپنا ہاتھ اپنے سر کی اس جگہ رکھتے جہاں حضور اکرم ﷺ کا دستِ شفا بخش رکھا گیا تھا، پھر ورم والی جگہ کو مس کرتے تو اس کا ورم ختم ہو جاتا۔" امام احمد، ابن سعد، حسن، یعقوب بن سفیان ابو یعلی (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) ضیاء نے المختارہ میں حضرت حنظلہ سے ثقہ راویوں سے روایت کیا ہے۔

تیسرا باب

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے چہروں پر دستِ کرم کی برکت

ابن سعد، ابن شاہین، عبداللہ بن عامر بکائی نے اپنے والد سے، امام بخاری نے اپنی تاریخ میں، ابو نعیم اور امام بغوی نے "معجم" میں جعد کی سند سے صاعد بن علاء بن بشیر سے، وہ اپنے جدامجد حضرت بشر بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ ان کا بنو بکاء میں سے تین افراد کا وفد بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ ان میں حضرت معاویہ بن

ثور رضی اللہ عنہ، ان کے نورِ نظر بشر اور مجیع بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم شامل تھے۔ ان کے ہمراہ عبد عمرو بکائی بھی تھا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں آپ کے چھونے سے برکت حاصل کرتا ہوں۔ میرے نورِ نظر بشیر کے چہرے کو مس کریں۔" آپ نے اس کے چہرے کو مس کیا۔ اس کے لیے دعا کی۔ آپ کے چھونے کی وجہ سے ان کے چہرے پر روشن نشان پڑ گیا۔ وہ جس چیز کو بھی مس کرتے تھے وہ صحت یاب ہو جاتی تھی۔ آپ نے انہیں خاکستری بکریاں عطا کی تھیں۔ حضرت جعد رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: "بنو بکاء اکثر قحط سالی کا شکار رہتے تھے، لیکن بشیر بن معاویہ رضی اللہ عنہ اس کے اثرات سے محفوظ رہتے تھے۔ محمد بن بشیر بن معاویہ نے ان اشعار میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے:

وَ ابی الذی مسح الرسول براسہٖ	و دعالہ بالخیر والبرکات
اعطاہ احمد اذا تاہ اعنزا	عفرا نواجل لیس ما للجبات
یملان وفد الحیّ کل عشیۃ	و یعود ذالک الملأ بالغدوات
بورك من منح و بورك مانحا	و علیہ منّی ما حییت صلاتی

میرے والد گرامی تو وہ تھے جن کے سر پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دستِ شفاء پھیرا تھا اور ان کے لیے خیر و برکات کی دعا کی تھی۔ آپ نے انہیں خاکستری بکریاں عنایت کیں جب وہ آپ کی درگاہِ عالیہ میں حاضر ہوئے وہ بکریاں کم دودھ دینے والی نہ تھیں۔ وہ بکریاں ہر شام کو قبیلے کے برتن کو بھر دیتی تھیں۔ اسی طرح وقتِ صبح بھی ان کا پیالہ دودھ سے لبریز ہوتا تھا۔ اس عطیہ میں اتنی برکت ڈال دی گئی تھی۔ عنایت بخشنے والے بھی کتنے بابرکت تھے جب تک میں بہ حیات ہوں میری طرف سے ان پر درود و سلام ہو۔"

ابن سعد نے محمد بن صالح سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے ابو وجزہ سعدی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "۱۰ھ کو حجۃ الوداع میں محارب کا وفد حاضر خدمت ہوا۔ یہ وفد دس افراد پر مشتمل تھا۔ ان میں حضرت سواء بن حارث رضی اللہ عنہ اور ان کے نورِ نظر خزیمہ بھی شامل تھے۔ آپ نے حضرت خزیمہ کے چہرے پر مس کیا۔ ان کے چہرے پر سفید نشان پڑ گیا۔ ابن شاہین نے حضرت خزیمہ بن عاصم البکائی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے چہرہ کو مس کیا۔ ان کا چہرہ تادم وصال تر و تازہ رہا۔"

امام احمد نے صحیح کے راویوں سے حضرت ابو العلاء بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں حضرت قتادہ بن ملحان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ دور گھر کے پاس سے ایک شخص گزرا۔ میں نے اسے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کے چہرے میں دیکھ لیا۔ میں جب بھی انہیں دیکھتا تو گویا کہ ان کے چہرے پر تیل لگا ہوتا کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے چہرے کو مس کیا تھا۔

الطبرانی نے حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں غزوۂ خیبر میں آپ کے سامنے تیر اندازی کر رہا تھا۔ میرے چہرے پر تیر لگا۔ میرے چہرے، جبین اور سینے پر خون بہنے لگا۔ آپ نے میرے چہرے پر دستِ

اقدس رکھا۔ آپ نے میرے چہرے اور سینے سے خون صاف کیا پھر آپ نے میرے لیے دعا کی۔ حشرج نے کہا: "حضرت عائذ رضی اللہ عنہ ساری زندگی یہ داستان ہمیں سناتے رہے۔ جب ان کا وصال ہو گیا۔ ہم نے اسے غسل دیا تو ہم نے دست مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس نشان کو دیکھا جہاں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دستِ اقدس پھیرا تھا۔ وہ نشان گھوڑے کے نشان کی طرح تھا۔"

امام بیہقی نے حضرت ابوالعلاء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے قتادہ بن ملحان رضی اللہ عنہ کی ان کی علالت میں عیادت کی۔ گھر کے آخری کنارے سے ایک شخص گزرا۔ میں نے اسے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کے چہرے میں دیکھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے چہرے پر دست اقدس پھیرا تھا۔ میں جب بھی انہیں دیکھتا تو مجھے یوں لگتا جیسے ان کے چہرے پر تیل لگا ہو۔" المدائنی نے اپنے ماموں سے روایت کیا ہے کہ حضور رحمت عالمیاں صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسید بن ابی ایاس رضی اللہ عنہ کے چہرے پر اپنا دستِ اقدس پھیرا۔ آپ نے ان کے سینۂ اقدس پر بھی دستِ اقدس پھیرا۔ حضرت اسید رضی اللہ عنہ تاریک کمرے میں داخل ہوتے تو وہ روشن ہو جاتا تھا۔"

الطبرانی نے جید سند کے ساتھ حضرت ام عاصم زوجہ حضرت عتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں چار خواتین تھیں۔ ہم میں سے ہر عورت عمدہ خوشبو لگانے کی کوشش کرتی تا کہ وہ اپنی ساتھی سے زیادہ عمدہ خوشبو استعمال کرے، لیکن جو خوشبو حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ سے آتی تھی وہ ہماری خوشبوؤں سے زیادہ عمدہ ہوتی تھی۔ جب وہ لوگوں کے پاس جاتے تو لوگ کہتے: "ہم نے اتنی عمدہ خوشبو کبھی نہیں سونگھی جتنی عمدہ خوشبو حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ سے آتی ہے۔ جب ہم نے ان سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دور میں مجھے پھنسیاں نکل آئیں۔ میں نے اس کا تذکرہ بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں کیا۔ آپ نے مجھے (شرم گاہ کے علاوہ) کپڑے اتارنے کا حکم دیا۔ میں (شرم گاہ کے علاوہ) سارے کپڑے اتار کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ نے اپنے دست اقدس پر پھونک ماری، پھر اپنا دستِ اقدس میری کمر اور پیٹ پر پھیر دیا۔ مجھ سے اس وقت سے یہ خوشبو آرہی ہے۔"

امام بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مصافحہ کرتا یا آپ کی جلد مبارک میری جلد سے مس کرتی تو میں تین روز کے بعد مشک کی خوشبو کی وجہ سے میں اپنے اس ہاتھ کو جان لیتا تھا جس کے ساتھ میں مصافحہ کی سعادت حاصل کرتا تھا۔"

چوتھا باب

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر چیز سے تبرک حاصل کرنا، اس امر کی حفاظت کرنا اس پر رشک کرنا اور آپ کی تعظیم کرنا

شیخان، برقانی اور ابن الاعرابی نے حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوپہر کے وقت باہر تشریف لائے۔ آپ کی خدمت میں وضو کا پانی پیش کیا گیا۔ آپ نے وضو فرمایا۔ صحابہ کرام آپ کے وضو کا پانی حاصل کرنے لگے اور اسے اپنے چہرے پر ملنے لگے۔"

امام بخاری نے تعلیقاً روایت کیا ہے۔ اسماعیلی نے اسے حضرت ابوموسیٰ سے مسند روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "اس وقت جعرانہ تشریف فرما تھے۔ آپ نے پیالہ منگوایا جس میں پانی تھا۔ آپ نے دونوں ہاتھ دھوئے۔ چہرۂ انور دھویا۔ اس میں کلی کی۔ آپ نے انہیں فرمایا: "اس سے پانی پی لو اسے اپنے چہروں اور گردنوں پر ڈال لو۔"

امام بخاری نے تعلیقاً روایت کیا ہے۔ اسماعیلی نے اسے عروہ رضی اللہ عنہ سے مسند روایت کیا ہے۔ اسے مروان اور مسور بن مخرمہ سے روایت کیا ہے۔ ان میں سے ہر ایک دوسرے کی تصدیق کرتا ہے کہ جب آپ وضو فرماتے تھے تو قریب ہوتا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حصولِ پانی کے لیے آپس میں لڑ پڑتے۔"

امام بخاری نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے مسور بن مخرمہ سے اور مروان بن حکم سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیبیہ کے سال بیت اللہ کی زیارت کے لیے عازمِ سفر ہو گئے۔ جنگ کرنا آپ کا ارادہ نہ تھا۔ قریش نے عروہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) کو آپ کی خدمت میں بھیجا۔ عروہ اپنی آنکھوں سے غور سے دیکھنے لگے۔ بخدا! آپ جب بھی لعاب دہن پھینکتے وہ کسی صحابی کے ہاتھ پر گرتا۔ وہ اسے اپنے چہرے اور جلد پر مل لیتا۔ آپ جب کسی کام کا حکم دیتے تو صحابہ کرام اس پر عمل کرنے میں جلدی کرتے۔ جب وضو فرماتے تو قریب ہوتا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پانی کے حصول کے لیے ایک دوسرے سے لڑ پڑتے۔ جب آپ محوِ گفتگو ہوتے تو وہ آپ کے حضور اپنی آوازوں کو پست رکھتے۔ از روئے تعظیم آپ کی طرف ٹکٹکی باندھ کر نہ دیکھتے۔ عروہ اپنے ساتھیوں کے پاس گئے۔ انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعظیم دیکھی تھی۔ عروہ قریش کے پاس گئے۔ انہوں نے کہا: "اے گروہِ قریش! میں کسریٰ، نجاشی اور قیصر کے ملکوں میں گیا ہوں۔ بخدا! میں نے کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا جس کے ساتھی اس کی اس طرح تعظیم کرتے ہوں جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کرتے ہیں۔ بخدا! جب وہ لعابِ دہن

پھینکتے ہیں تو وہ کسی صحابی کے دستِ اقدس پر گرتا ہے۔ وہ اسے اپنے چہرے اور ہاتھوں پر مل لیتا ہے۔ اگر وہ حکم کرتے ہیں تو وہ حکم بجالانے میں جلدی کرتے ہیں۔ جب وہ وضو کرتے ہیں تو وہ حصولِ پانی کے لیے قریب ہے کہ ایک دوسرے سے لڑ پڑتے۔ جب وہ محوِ تکلم ہوتے ہیں تو آپ کے حضور اپنی آوازوں کو پست کرتے ہیں۔ وہ از روئے تعظیم ٹکٹکی باندھ کر آپ کی طرف نہیں دیکھتے۔ میں نے ایسی قوم دیکھی ہے جو کبھی بھی انہیں کسی کے سپرد نہیں کریں گے۔ یہ میری رائے ہے۔ باقی تم جانو اور تمہاری رائے۔''

ابن ضحاک نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور سراپا لطف وعطا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمازِ صبح ادا فرماتے۔ اہلِ مدینہ طیبہ کے خدام پانی کے برتن لے کر آجاتے، جو برتن بھی آپ کو پیش کیا جاتا آپ اپنا دستِ اقدس اس میں ڈال دیتے۔ وہ اکثر ٹھنڈی صبح میں برتن آپ کی خدمت میں پیش کرتے۔ آپ ان میں اپنا دستِ شفا بخش ڈال دیتے۔''

امام بغوی نے حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ان کے سر کے اگلے حصے کے بال لمبے تھے۔ جب وہ انہیں کھلا چھوڑتے تو وہ زمین تک پہنچ جاتے تھے۔ ہم ان سے عرض کرتے: ''تم انہیں کٹوا کیوں نہیں دیتے؟'' وہ فرماتے: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر اپنا دست پھیرا تھا۔ میں تادم وصال انہیں نہیں کٹواؤں گا۔' انہوں نے تادمِ وصال انہیں نہ کٹوایا۔

ابو سعید بن الاعرابی نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں ایک دن بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر تھا۔ آپ کی خدمت میں ایک کھجور پیش کی گئی۔ آپ نے اسے ہم میں تقسیم فرمایا۔ ہم اسے آپ کے قریب کرتے رہے تاکہ وہ آپ کو چھو لے کیونکہ ہمیں آپ کے دستِ اقدس کی برکت کا یقین تھا۔ جب آپ نے انہیں دیکھا کھجور جمع ہو چکی ہے۔ آپ نے اسے ہمارے مابین تقسیم کر دیا۔''

امام بخاری نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میری خالہ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئیں۔ عرض پیرا ہوئیں: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرا بھانجا گر گیا ہے۔'' آپ نے میرے سر کو مس کیا۔ میرے لیے برکت کی دعا کی، پھر آپ نے وضو کیا تو میں نے بقیہ پانی پی لیا۔''

امام بخاری نے حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''بخدا! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب بھی لعابِ دہن پھینکا وہ کسی صحابی کے ہاتھ پر گرا۔ اس نے اسے اپنے چہرے اور جلد پر مل لیا۔ جب آپ نے وضو کیا تو قریب ہوتا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان وضو کے بقیہ پانی کے لیے باہم الجھ پڑتے۔''

الطبرانی نے حضرت الاسلع بن شریک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں آپ کی ناقہ مبارکہ پر کجاوہ رکھتا تھا۔ سرد رات میں مجھے جنابت ہو گئی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سفر کا ارادہ کیا۔ میں نے ناپسند کیا کہ اس حالت میں آپ کی اونٹنی پر کجاوہ رکھوں۔ مجھے یہ خدشہ بھی دامن گیر ہوا کہ اگر میں نے ٹھنڈے پانی سے غسل کیا تو میں علیل ہو جاؤں گا، میں مر جاؤں گا۔ میں نے ایک انصاری شخص کو کہا۔ اس نے کجاوہ رکھا۔ میں نے پتھر رکھے۔ ان سے پانی گرم کیا۔ غسل کیا، پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ جا کر مل گیا۔ آپ نے مجھے فرمایا: "اسلع! میں کیوں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارا کجاوہ تبدیل ہو گیا ہے۔" میں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں نے اسے نہیں رکھا۔ اسے ایک انصاری صحابی نے رکھا ہے۔"

ابونعیم نے حضرت ام اسحاق رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے اپنے بھائی کے ہمراہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہجرت کی۔ میرے بھائی نے مجھے کہا: "میں تو اپنا زادِ راہ مکہ مکرمہ میں بھول آیا ہوں۔" وہ زادِ راہ لینے کے لیے آیا تو میرے خاوند نے اسے قتل کر دیا۔ میں بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئی۔ میں نے عرض کی: "میرا بھائی قتل ہو گیا ہے۔" آپ نے اپنے دستِ اقدس میں پانی لیا۔ اسے میرے چہرے پر پھینک دیا۔" انہیں مصائب کا سامنا تو کرنا پڑتا تھا۔ ان کی آنکھوں میں آنسو نظر آتے تھے لیکن آنسو ان کے رخساروں پر بہتے نہ تھے۔"

عبدالرزاق نے امام زہری سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "مجھے اس انصاری شخص نے بیان کیا ہے جس پر میں تہمت نہیں لگاتا کہ جب حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو فرماتے یا لعابِ دہن پھینکنے لگتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جلدی سے آپ کی طرف جاتے اسے اپنے چہروں اور جلدوں پر مل لیتے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تم اس طرح کیوں کرتے ہو؟" انہوں نے عرض کی: "ہم حصولِ برکت کے لیے اس طرح کرتے ہیں۔"

ابن عدی نے ابوالعشراء سے اور انہوں نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب میرے والد گرامی بیمار ہو گئے تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے پاس تشریف لائے آپ نے ان کے سر سے لے کر پاؤں تک تین بار تھوکا اور ان کے جسم پر لعاب دہن لگایا۔"

ابونعیم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی آپ نے اپنے لعابِ دہن کے ساتھ میری آنکھوں میں سرمہ لگایا۔" حضرت عبداللہ بن امام احمد رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت عطاف بن خالد بن امیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا حضور سراپا رحمت و رأفت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئیں۔ اس وقت وہ اپنے بچپن میں تھیں۔ آپ غسل خانے میں تھے۔ آپ نے ان کے چہرے پر پانی چھڑکا۔ فرمایا: "واپس لوٹ جاؤ۔" حضرت عطاف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ "میری امی نے فرمایا: "میں نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی زیارت کی۔ وہ بہت زیادہ عمر رسیدہ ہو چکی تھیں لیکن ان کے چہرے کی شادابی اور تر و تازگی میں کچھ بھی کم نہ ہوا تھا۔"

ابن ضحاک اور ابویعلی نے صحیح سند سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عمرہ کیا۔ آپ نے گیسو پاک کٹوائے سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زلف معنبر کے حصول کے لیے بھاگے۔ میں جبین اطہر کی طرف پہلے پہنچ گیا۔ میں نے اس کے بال حاصل کر لیے۔ انہیں اپنی ٹوپی میں رکھ لیا۔ ان بالوں کو ٹوپی کے اگلے حصے میں رکھ لیا۔ میں نے جس طرف کا بھی رخ کیا۔ فتح کو میرے مقدر میں لکھ دیا گیا۔"

ابوعلی بن سکن نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "جب غزوۂ احد میں حضور سید سالارِ

اعظم ﷺ کا چہرۂ انور زخمی ہو گیا تو ان کے والد گرامی حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ نے آپ کا خون مبارک چوس لیا۔ اسے نگل لیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "کیا تم نے میرا مبارک خون پی لیا ہے۔" انہوں نے عرض کی: "میں نے حضور پاک ﷺ کا خون مبارک پی لیا ہے۔" حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا: "جس کا خون میرے خون کے ساتھ مل گیا۔ اللہ تعالیٰ اسے نقصان میں مبتلا نہیں کرے گا۔"

امام بغوی نے ام عبدالرحمٰن بنت ابی سعید سے اور انہوں نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے اس روایت کے آخر میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص اس آدمی کو دیکھنے کا مشتاق ہو جس کے خون کے ساتھ میرا مبارک خون ملا ہو وہ (حضرت) مالک بن سنان (رضی اللہ عنہ) کو دیکھ لے۔"

بزار نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ نے پچھنے لگوائے۔ فرمایا: "یہ خون غائب کر دو۔" میں گیا۔ میں نے آپ کا لہو مبارک پی لیا، پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آپ نے فرمایا: "تم نے کیا کیا؟" میں نے عرض کی: "میں نے اسے غائب کر دیا ہے۔" آپ نے فرمایا: "کیا تم نے اسے پی لیا ہے؟" میں نے عرض کی: "ہاں"

بقی بن مخلد نے برشہ بنت عمیر بن سفینہ سے اور انہوں نے اپنے جد امجد سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ نے پچھنے لگوائے۔ آپ نے فرمایا: "آپ کے خون مبارک کو پرندے اور جانور سے چھپا دیا جائے۔" میں گیا۔ میں نے وہ خون مبارک پی لیا، پھر بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہو گیا۔ میں نے آپ سے یہ تذکرہ کیا۔ یہ سن کر آپ مسکرائے اور آپ نے کچھ نہ فرمایا۔

امام بغوی نے رباح النوبی اور ابو محمد مولیٰ آل زبیر سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کو سنا وہ حجاج سے فرما رہی تھیں کہ حضور سراپا کرم ﷺ نے پچھنے لگوائے آپ نے اپنا خون مبارک میرے نور نظر کے سپرد کیا۔ انہوں نے اسے نوش کر لیا۔ حضرت جبرائیل امین آپ کی خدمت عالیہ میں آئے۔ آپ کو بتایا۔ آپ نے ان سے پوچھا: "تم نے خون کے ساتھ کیا کیا؟" انہوں نے عرض کی: "میں نے آپ کے خون مبارک کو گرانا مناسب نہ سمجھا۔" حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "تمہیں آگ نہیں چھو سکتی۔" آپ نے ان کے سر پر دست اقدس پھیرا اور فرمایا: "لوگ تمہاری وجہ سے آزمائش میں مبتلاء ہوں گے اور تم لوگوں کی وجہ سے آزمائش میں مبتلاء ہو گے۔"

ابو یعلی نے حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میری امی جان مجھے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں لے گئیں۔ آپ نے میرے سر پر دستِ اقدس پھیرا اور میرے لیے رزق کی دعا کی۔"

ابو یعلی اور بزار نے حسن سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے۔ اس وقت آپ پچھنے لگوا رہے تھے۔ جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا: "عبداللہ! یہ خون (مبارک) لے جاؤ اور اسے اس جگہ گرا دو جہاں کوئی نہ دیکھے۔" حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "جب میں آپ سے جدا ہوا تو میں نے خون مبارک لیا

اور اسے پی گیا۔ جب میں بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: "عبد اللہ! تم نے میرے خون (مبارک) کا کیا کیا؟ میں نے عرض کی: "میں نے اسے اس جگہ گرایا ہے کہ میرا گمان ہے کہ وہ لوگوں سے مخفی رہے گا، آپ نے فرمایا: "شاید تم نے اسے پی لیا ہے؟" میں نے عرض کی: "ہاں!" آپ نے فرمایا: "تمہیں کس نے حکم دیا تھا کہ تم خون مبارک پی لو۔ لوگوں کو تمہاری وجہ سے اور تمہیں ان کی وجہ سے آزمائش میں ڈالا جائے گا۔" ابوسلمہ نے کہا: "حضرت ابو عاصم رضی اللہ عنہ یہ روایت بیان کرتے تھے انہوں نے فرمایا کہ یہ قول انہیں اسی روز القاء کیا گیا تھا۔

ابو یعلی نے حضرت سفینہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سید دو عالم ﷺ نے پچھنے لگوائے۔ آپ نے خون مبارک لیا اور فرمایا: "اسے لوگوں اور جانوروں سے بچا کر دفن کر دو۔" میں گیا۔ میں نے اسے غائب کر دیا۔ آپ نے مجھے فرمایا: "تم نے خون کا کیا کیا؟" میں نے عرض کی: "میں نے اسے پی لیا ہے۔" آپ نے تبسم فرمایا۔" اس کی سند میں مجہول راوی ہے۔

ابو یعلی نے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور ﷺ کمرہ کی ایک طرف مٹی کے برتن کی طرف گئے۔ اس میں پیشاب کر دیا۔ میں رات کے وقت اٹھی میں پیاسی تھی۔ میں نے وہ پی لیا مجھے احساس تک نہ ہوا۔ وقت صبح حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "ام ایمن! اٹھو اور جو کچھ اس برتن میں ہے اسے انڈیل دو۔"

انہوں نے عرض کی: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ان میں جو کچھ بھی تھا میں اسے پی گئی ہوں۔" آپ مسکرانے لگے حتیٰ کہ آپ کے دندانِ مبارک نظر آنے لگے، پھر فرمایا: "آج کے بعد تمہیں پیٹ کی کوئی تکلیف نہ ہو گی۔"

پانچواں باب

لعابِ دہن کی برکت

الطبرانی نے حضرت ابو عقیل الدیلی سے روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا: "میں بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ میں آپ پر ایمان لے آیا اور آپ کی تصدیق کی۔ آپ نے مجھے ستو کا شربت پلایا۔ آپ نے ابتداء میں اور میں نے آخر میں پیا۔ میں جب بھی پیاس محسوس کرتا مجھے اپنے دل میں اس شربت کی ٹھنڈک محسوس ہوتی۔ مجھے دوپہر کے وقت بھی اس کی تری محسوس ہوتی۔"

قاسم بن ثابت نے الدلائل میں حضرت حنش بن عقیل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ نے مجھے اسلام کی طرف بلایا۔ میں نے اسلام قبول کر لیا۔ آپ نے مجھے جَو کے شربت کا بقیہ پلایا، بعد میں مجھے جب بھی پیاس لگتی میں اس کی سیرابی کو پالیتا۔ مجھے جب بھی بھوک لگی۔ میں اس کی سیری کو پالیتا۔"

ابن سعد نے امام واقدی سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "مجھے ابی بن عباس بن سہل بن سعد الساعدی نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے کئی صحابہ کرام جن میں حضرت ابو اسید، ابو حمید اور ابو سہل بن سعد رضی اللہ عنہم شامل ہیں سے سنا ہے۔ یہ سب فرماتے تھے: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بئر بضاعہ تشریف لائے۔ ڈول میں وضو فرمایا اسے کنویں میں پھینک دیا۔ دوسری بار ڈول میں کلی کی۔ اس میں لعاب دہن ڈالا اور اس کا پانی نوش فرمایا۔ جب آپ کے عہد ہمایوں میں کوئی مریض بن جاتا تو آپ فرماتے: "اسے بضاعہ کے کنویں سے غسل دو۔" وہ غسل کرتا تو وہ فوراً صحت یاب ہو جاتا گویا کہ ابھی اس کی رسی کھلی ہو۔"

حاکم نے حنظلہ بن قیس سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عامر بن کریز رضی اللہ عنہ کو بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پیش کیا گیا۔ آپ نے انہیں لعابِ دہن لگایا۔ ان کی عیادت کی۔ انہوں نے آپ کے لعابِ دہن کی طرف جلدی کی۔ آپ نے فرمایا: "یہ صحت یاب ہو جائے گا۔" وہ جس زمین میں بھی محنت کرتے اس میں ان کے لیے پانی ظاہر ہو جاتا۔"

امام حاکم (انہوں نے اس روایت کو صحیح کہا ہے، جبکہ امام ذہبی نے اسے برقرار رکھا ہے) نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی رضی اللہ عنہا کو جدا کر دیا۔ ان کے پیٹ میں ان کا نورِ نظر محمد تھا۔ انہوں نے قسم اٹھائی کہ وہ اسے اپنا دودھ نہ پلائیں گی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بچے کو یاد فرمایا۔ اس کے منہ میں لعاب دہن ڈالا۔ عجوہ کھجور سے اسے گھٹی دی اس کا نام "محمد" رکھا۔ فرمایا: "اسے پھر لے کر آنا اللہ تعالیٰ اس کا رازق ہے۔ میں پہلے، دوسرے اور تیسرے روز لے کر حاضر خدمت ہوا۔ مجھے عرب خاتون ملی جو ثابت بن قیس کے بارے پوچھ رہی تھی۔ میں نے کہا: "تم اس سے کیا چاہتی ہو؟" اس نے کہا: "میں چاہتی ہوں کہ اس کے نورِ نظر کو دودھ پلاؤں۔ جسے "محمد" کہا جاتا ہے۔" میں نے اسے کہا: "میں ثابت ہوں۔ میرا نورِ نظر محمد ہے۔" اس کی قمیص سے اس کا دودھ نچڑ رہا تھا۔"

امام بیہقی نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے چہرے پر تیر کے اس نشان پر لعابِ دہن لگایا جو انہیں ذوقرد کے دن لگا تھا۔ انہوں نے فرمایا: "اس زخم نے نہ تو مجھے تکلیف دی نہ ہی اس میں پیپ پڑی۔"

عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید بن معاذ رضی اللہ عنہ کی ٹانگ پر اس وقت لعاب دہن لگایا تھا جب انہیں تلوار لگی۔ جب کعب بن اشرف مقتول ہوا تو انہیں فوراً شفاء مل گئی۔" اس روایت کو امام واقدی نے نقل کیا ہے لیکن انہوں نے حضرت زید بن معاذ کی جگہ حارث بن اوس کا ذکر کیا ہے۔" ابن عساکر نے حضرت بشیر بن عقربہ سے روایت کیا ہے کہ جب غزوۂ احد کے روز میرے والد گرامی شہید ہو گئے۔ میں روتا ہوا بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہو گیا۔ آپ نے فرمایا: "کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ میں تمہارا باپ ہوں اور عائشہ (صدیقہ رضی اللہ عنہا) تمہاری ماں ہو۔" آپ نے میرے سر پر دستِ اقدس پھیرا۔ میرا بقیہ سارا سر سفید ہو گیا تھا مگر جہاں آپ کا دستِ شفاء بخش پھرا تھا وہ سیاہ ہی رہا۔ مجھے زخم آیا تھا۔ آپ نے اس پر لعابِ دہن لگایا تو وہ درست ہو گیا۔"

الطبرانی نے حضرت جرھد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ آپ کے سامنے کھانا تھا۔ حضرت جرھد رضی اللہ عنہ نے اپنا بایاں ہاتھ آگے بڑھایا۔ ان کے بائیں ہاتھ کو تکلیف تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر لعاب دہن لگایا تو ان کی وہ تکلیف دور ہوگئی، حتیٰ کہ ان کا وصال ہوگیا۔"

حمیدی نے ثقہ راویوں سے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ کی خدمت میں آبِ زمزم کا ڈول پیش کیا گیا آپ نے اس میں سے نوش فرمایا، پھر وضو فرمایا، پھر اسے ڈول میں ڈالا تو مشک یا اس سے بھی عمدہ خوشبودار ہوگیا۔ وہ خوشبو ڈول سے باہر بھی نکل رہی تھی۔"

الطبرانی اور ابن عساکر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم آپ کے ساتھ عازم سفر ہوئے جب ہم نے کچھ فاصلہ طے کر لیا تھا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی آوازیں سنیں۔ وہ دونوں رو رہے تھے۔ آپ نے حضرت خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا سے پوچھا: "میرے بیٹوں کو کیا ہوا ہے؟" انہوں نے عرض کی: "انہیں پیاس لگی ہے۔" آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں آواز دی: "کیا تم میں سے کسی کے پاس پانی ہے؟" کسی کے پاس سے ایک قطرہ پانی بھی دستیاب نہ ہوسکا۔ آپ نے حضرت خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا سے فرمایا: "ان میں سے ایک مجھے پکڑا دو۔" انہوں نے نقاب کے نیچے سے ایک پکڑایا۔ آپ نے اس شہزادے کو پکڑا۔ اسے اپنے سینۂ اقدس سے لگایا وہ رو رہے تھے۔ خاموش نہ ہو رہے تھے۔ آپ نے ان کے منہ میں زبان مبارک ڈال دی۔ وہ اسے چوسنے لگے حتیٰ کہ وہ پرسکون ہوگئے۔ اب ان کے رونے کی آواز نہ آرہی تھی۔ دوسرا شہزادہ بھی اسی طرح رو رہا تھا۔ وہ پرسکون نہیں ہو رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: "مجھے دوسرا شہزادہ بھی پکڑاؤ۔" حضرت سیدہ نساء العالمین رضی اللہ عنہا نے دوسرا شہزادہ بھی پکڑایا۔ آپ نے ان کے ساتھ اسی طرح کیا جیسے پہلے شہزادے کے ساتھ کیا تھا۔ وہ پرسکون ہوگئے اب ان کے رونے کی آواز نہیں آرہی تھی۔"

اس باب کے متعلقہ روایات اور بھی بہت سی ہیں جن میں سے بعض کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔

شاخِ خرما، عصا، انگلیوں اور بجلی کا ضوفشاں ہو جانا

پہلا باب

کھجور کی شاخ کا ضوفشاں ہونا

الطبرانی، امام احمد نے طویل روایت میں، بزار نے جبکہ امام احمد کے راوی صحیح کے راوی ہیں اور ابونعیم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں تاریک راتوں میں سے ایک رات کو باہر نکلا۔ میں نے کہا: ''کاش! میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کر لیتا اور آپ کے ساتھ نماز میں شرکت کرتا اور آپ کی وجہ سے اپنے آپ کو تسلی دیتا۔'' یا ''میں آج رات نمازِ عشاء آپ کے ساتھ پڑھنے کی سعادت حاصل کروں۔'' میں نے اسی طرح کیا۔ جب میں مسجد نبوی میں داخل ہوا تو آسمان پر بجلی چمکی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا تو فرمایا: ''قتادہ رضی اللہ عنہ! اس وقت کیوں آئے ہو؟ میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میرے والدین آپ پر فدا! میں دلِ پریشاں کو آپ کی زیارت سے تسلی دینا چاہتا ہوں۔'' جب آپ واپس جانے لگے تو آپ کے دستِ اقدس میں کھجور کی شاخ تھی۔ آپ نے فرمایا: ''اسے لے لو۔ اسی کے ساتھ حفاظت کرو۔ جب تم باہر نکلو تو یہ دس (ذراع) تمہارے آگے اور دس (ذراع) تمہارے پیچھے ضوفشاں ہو جائے گی۔'' دوسرے الفاظ میں ہے ''تمہارے اہلِ خانہ کے پاس شیطان ہے۔ یہ شاخ خرما لے جاؤ۔ اسے لے کر سیدھا چلو حتیٰ کہ تمہارا گھر آجائے گھر کے کونے سے شیطان کو پکڑ لینا۔'' پھر مجھے فرمایا: ''جب تم گھر میں داخل ہوں گے تو تمہارے گھر کے پردوں میں وہ کھردرے پتھر کی مانند ہوگا۔ وہ شیطان ہوگا۔'' حضرت قتادہ نے فرمایا: ''میں باہر نکلا وہ شاخ میرے لیے شمع کی طرح روشن ہوگئی۔ میں نے اس سے روشنی حاصل کی۔ میں گھر آیا۔ میں نے اہلِ خانہ کو پایا کہ وہ سو چکے تھے۔ میں نے گھر کے کونے میں دیکھا۔ وہ سیہی کی مانند کچھ تھا۔ میں اسے اسی شاخ سے مارتا رہا حتیٰ کہ وہ باہر نکل گیا۔'' دوسرے الفاظ میں ہے: ''وہاں کھردرے پتھر کی مانند کچھ تھا۔ میں اسے مارتا رہا حتیٰ کہ وہ میرے گھر سے باہر نکل گیا۔''

دوسرا باب

عصا کا روشن ہو جانا

حاکم، ابونعیم اور بیہقی نے حضرت ابوعبس بن جبر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز میں ادا کرتے تھے پھر بنو حارثہ کے پاس چلے جاتے تھے۔ وہ ایک تاریک رات میں باہر نکلے تو ان کا عصا روشن ہو گیا حتیٰ کہ وہ بنو حارثہ کے پاس چلے گئے۔

ابن سعد، بیہقی اور حاکم (انہوں نے اس کی تصحیح کی ہے) نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرات عباد بن بشر اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہما کسی کام کے لیے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر تھے، حتیٰ کہ رات کا کافی حصہ گزر گیا۔ اس رات تاریکی بہت شدید تھی۔ وہ باہر نکلے تو ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں عصا تھا۔ ان میں سے ایک کا عصا روشن ہو گیا۔ وہ اس کی نورانیت میں چلتے رہے حتیٰ کہ جب ان کی راہیں جدا ہونے لگیں تو دوسرے صحابی کے لیے بھی اس کا عصا روشن ہو گیا، حتیٰ کہ وہ اپنے اہلِ خانہ تک پہنچ گئے۔ (اس روایت کو شیخ نے مختصر روایت کیا ہے)

ابونعیم نے ایک اور سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سید کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاں کافی دیر تک بات چیت میں مصروف رہے، حتیٰ کہ وہ باہر نکلے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی ان کے ہمراہ باہر نکلے۔ رات تاریک تھی۔ ان میں سے کسی ایک کے پاس عصا تھا۔ وہ ان کے لیے نور افشاں ہو گیا۔ ان کے اوپر بھی نور تھا حتیٰ کہ وہ گھر پہنچ گئے۔"

تیسرا باب

انگلیاں نور فشاں ہونا

امام بخاری نے تاریخ میں، بیہقی، ابونعیم اور طبرانی نے جید سند کے ساتھ حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم کسی سفر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ ہم تاریک رات میں منتشر ہو گئے۔ میری انگلیاں ضوفشاں ہو گئیں حتیٰ کہ سب کی سواریاں اس جگہ جمع ہو گئیں۔ ان میں سے کوئی بھی ہلاک نہ ہوا میری انگلیاں ضوفشاں رہیں۔"

چوتھا باب

امامین حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے لیے بجلی چمکتی رہی

امام حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) بیہقی، ابونعیم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز عشاء ادا کر رہے تھے۔ آپ نماز پڑھ رہے تھے جب آپ سجدہ میں جاتے تو حضرات امامین حسنین کریمین رضی اللہ عنہما اچھل کر آپ کی کمر انور پر چڑھ جاتے۔ جب آپ سر اقدس بلند فرماتے تو انہیں پکڑتے اور آہستہ سے نیچے رکھ دیتے۔ جب آپ دوبارہ سجدہ کناں ہوتے تو وہ آپ کی کمر پر چڑھ جاتے۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے ایک کو ادھر اور دوسرے کو اُدھر بٹھا دیا۔ میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا میں ان شہزادوں کو ان کی والدہ ماجدہ کے پاس نہ لے جاؤں؟ آپ نے فرمایا: "نہیں۔" بجلی چمکی۔ فرمایا: "انہیں ان کی والدہ ماجدہ کے پاس لے جاؤ۔" وہ شہزادے بجلی کی چمک میں چلتے رہے حتیٰ کہ وہ کاشانہ اقدس میں داخل ہو گئے۔

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ملائکہ اور جنات کو دیکھنا اور ان کا کلام سننا

پہلا باب

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ملائکہ کو دیکھنا اور ان کا کلام سننا

امام مسلم نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''فرشتے مجھے سلام کرتے تھے جب میں نے داغ لگائے تو مجھے سلام کرنے سے رک گئے، پھر میں نے داغ لگوانا بند کر دیا تو وہ مجھے سلام کرنے لگے۔'' وہ انہیں بالکل واضح دیکھ لیتے تھے۔

شیخان نے ابو عثمان نہدی کی سند سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''مجھے بتایا گیا ہے کہ حضرت سیدنا جبرائیل امین علیہ السلام بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ اس وقت آپ کی خدمت میں حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا حاضر تھیں۔ وہ آپ سے باتیں کرنے لگے، پھر اٹھ کر چلے گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: 'یہ کون تھا؟'' انہوں نے عرض کی: ''یہ دحیہ کلبی تھے۔'' حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''میں انہیں حضرت دحیہ ہی گمان کرتی رہی حتیٰ کہ میں نے آپ کا خطبہ سن لیا۔ آپ نے حضرت جبرائیل امین کے بارے بتایا۔'' میں نے حضرت ابو عثمان سے پوچھا: ''تم نے یہ کس سے سنا ہے؟'' انہوں نے فرمایا: ''حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے۔''

شیخان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''ایک دن سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں جلوہ افروز تھے۔ ایک شخص آپ کے پاس آیا۔ اس نے عرض کی: ''ایمان کیا ہے؟'' آپ نے فرمایا: ''یہ کہ تم اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، اس کی کتاب اور رسل پر ایمان لاؤ مر کر جی اٹھنے پر ایمان رکھو۔'' اس نے عرض کی: ''اسلام کیا ہے؟'' آپ نے فرمایا: ''تم اللہ رب العزت کی عبادت کرو۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، رمضان المبارک کے روزے رکھو۔'' اس نے عرض کی: ''احسان کیا ہے؟'' آپ نے فرمایا: ''تم اس طرح اللہ رب العزت کی عبادت کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو اگر تم اسے نہیں دیکھ سکتے تو وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔'' اس نے عرض کی: ''قیامت کب قائم ہو گی؟'' آپ نے فرمایا: ''مسؤل عنہ (جس سے پوچھا جا رہا ہے) سائل سے زیادہ نہیں جانتا۔ میں تمہیں اس کی علامات کے بارے میں بتاتا ہوں جب عورت اپنی مالکہ کو جنم دے گی۔ جب اونٹوں کے چرواہے طویل عمارتیں تعمیر کریں گے۔ اس کا تعلق ان پانچ امور سے ہے

جنہیں اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا۔" پھر وہ شخص چلا گیا۔ آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: "اسے واپس لے آؤ۔" مگر انہوں نے کچھ نہ دیکھا۔ آپ نے فرمایا: "یہ حضرت جبرائیل امین تھے جو لوگوں کو ان کا دین سکھانے آئے تھے۔"

امام احمد، الطبرانی اور البیہقی نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں حضور اکرم ﷺ کے پاس سے گزرا۔ آپ کے ساتھ حضرت جبرائیل امین تھے۔ میں نے انہیں سلام کیا اور آگے گزر گیا۔ جب ہم واپس آئے تو حضور اکرم ﷺ بھی واپس آئے تو فرمایا: "کیا تم نے اس ذات کو دیکھا جو میرے ساتھ تھی۔" میں نے عرض کی: "ہاں!" آپ نے فرمایا: "یہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام تھے۔ انہوں نے تمہارے سلام کا جواب دیا تھا۔"

ابو موسیٰ المدینی نے المعرفہ نے حضرت تمیم بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "اسی اثناء میں کہ میں بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر تھا۔ ایک شخص آپ کی خدمت سے اٹھ کر چلا گیا۔ میں نے اسے جاتے ہوئے دیکھا۔ اس نے عمامہ باندھ رکھا تھا، اسے پیچھے لٹکا رکھا تھا۔ میں نے عرض کی: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ کون ہے؟" آپ نے فرمایا: "حضرت جبرائیل امین۔"

امام احمد اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں اپنے والد گرامی کے ساتھ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر تھا۔ آپ کی خدمت میں ایک شخص تھا جو آپ کے ساتھ سرگوشی کر رہا تھا۔ گویا کہ آپ میرے والد محترم سے اعراض کر رہے تھے۔ ہم باہر نکل گئے۔ آپ نے فرمایا: "میرے نورِ نظر! کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے چچازاد نے گویا کہ میرے ساتھ اعراض کیا ہے؟" میں نے عرض کی: "ہاں! والد گرامی! ان کی خدمت میں ایک شخص تھا جس کے ساتھ وہ سرگوشی کر رہے تھے۔" وہ واپس آئے۔ انہوں نے عرض کی: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں نے عبداللہ سے اس طرح اس طرح کہا ہے۔ اس نے مجھے کہا ہے: "آپ کے پاس ایک شخص تھا جس کے ساتھ آپ سرگوشی فرما رہے تھے کیا آپ کے پاس کوئی شخص تھا؟" آپ نے پوچھا: "عبداللہ! کیا تم نے اسے دیکھا ہے؟" میں نے عرض کی: "ہاں! آپ نے فرمایا: "وہ حضرت جبرائیل امین تھے جنہوں نے مجھے تم سے مشغول کر دیا تھا۔" ابن سعد نے ان سے ہی روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضرت جبرائیل امین کو دو دفعہ دیکھا۔ دو دفعہ میرے لیے حضور اکرم ﷺ نے دعا کی۔"

امام حاکم نے ان سے ہی روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب میں نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو دیکھا تو مجھے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "مخلوق میں سے جس نے بھی انہیں دیکھا وہ اندھا ہو گیا الا یہ کہ وہ نبی ہو، لیکن یہ نابینائی تمہاری عمر کے آخری حصے کے لیے رکھ دی گئی ہے۔"

امام بیہقی نے ان سے ہی روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور سراپا جود و عطا ﷺ نے ایک انصاری شخص کی عیادت کی۔ جب اس کے گھر کے قریب گئے تو آپ نے اسے سنا وہ اندر کسی سے باتیں کر رہا تھا۔ جب آپ اندر تشریف لے گئے تو آپ نے کسی کو نہ دیکھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: "تم کس کے ساتھ باتیں کر رہے تھے؟" اس نے عرض کی: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک

وسلم! ایک اندر آنے والا میرے پاس آیا۔ میں نے آپ کے بعد کسی اور کو نہیں دیکھا جو مجلس اور گفتگو کے اعتبار سے اس سے افضل ہو۔" آپ نے فرمایا: "وہ حضرت جبرائیل امین تھے۔ تم میں ایسے مردانِ پاکباز بھی ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی ایک رب تعالیٰ کی قسم اٹھالے تو وہ اسے پوری فرمادے گا۔"

الطبرانی اور بیہقی نے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں رحمتِ عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے گزرا۔ میں نے آپ کی زیارت کی۔ آپ اپنا رخسار کسی دوسرے شخص کے رخسار پر رکھے ہوئے تھے۔ میں نے آپ کو سلام نہ کیا، میں پھر واپس آ گیا۔ آپ نے مجھ سے پوچھا: "کس چیز نے تمہیں مجھے سلام کرنے سے روکا؟" میں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں نے دیکھا کہ آپ نے اس شخص کے ساتھ ایسا رویہ اختیار کیا کہ آپ نے لوگوں میں سے کسی ایک کے ساتھ ایسا رویہ اختیار نہ کیا۔ میں نے آپ کی گفتگو کو منقطع کرنا مناسب نہ سمجھا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! وہ کون تھا؟" آپ نے فرمایا: "وہ حضرت جبرائیل امین تھے۔"

امام حاکم نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضرت جبرائیل امین کو آپ کے حجرہ مقدسہ میں کھڑے ہوئے دیکھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ساتھ سرگوشی کر رہے تھے۔ میں نے عرض کی: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ کون ہے؟" آپ نے فرمایا: "تم اسے کس کے مشابہ دیکھتے ہو؟" انہوں نے عرض کی: "دحیہ کلبی کے۔" آپ نے فرمایا: "تم نے حضرت جبرائیل امین دیکھے ہیں۔" آپ نے تھوڑی سی دیر کے بعد فرمایا: "عائشہ! یہ جبرائیل امین ہیں جو تمہیں سلام کہہ رہے ہیں۔" میں نے کہا: ان پر سلام ہو۔ رب تعالیٰ انہیں (عمدہ مہمان کو) عمدہ جزائے خیر دے۔"

ابن ابی الدنیا نے کتاب الذکر میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں آج ضرور مسجد میں جاؤں گا۔ میں رب تعالیٰ کی ایسی حمد و ثناء بیان کروں گا کہ ایسی حمد و ثنا کسی نے نہ کی ہوگی۔ جب انہوں نے نماز پڑھی اور رب تعالیٰ کی حمد و ثناء کے لیے بیٹھے تو انہوں نے اپنے پیچھے سے بلند آواز سنی کوئی کہہ رہا تھا:

اللھم لک الحمد کلہ و لک الامر کلہ و بیدک الخیر کلہ و الیک یرجع الامر کلہ علانیۃ و سرہ، لک الحمد انک علی کل شیء قدیر اغفر ما مضی من ذنوبی واعصمنی فیما بقی من عمری وارزقنی اعمالا زاکیۃ ترضی بھا عنی و تب علی۔

وہ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے اور ساری داستان عرض کی۔ آپ نے فرمایا: "وہ حضرت جبرائیل امین تھے۔"

امام بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور امام المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی۔ آپ باہر تشریف لائے۔ میں آپ کے پیچھے چلا۔ ایک شخص آپ کے سامنے آیا۔ آپ نے مجھے پوچھا: "حذیفہ! جو شخص میرے سامنے آیا تھا کیا تم نے اسے دیکھا تھا؟" میں نے عرض کی: "ہاں!" آپ نے فرمایا: "وہ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ تھا۔ اس سے پہلے وہ زمین پر کبھی نہ اترا تھا۔ اس نے اپنے رب تعالیٰ سے اذن طلب کیا اس نے مجھے سلام

عرض کیا۔اس نے مجھے بشارت دی کہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما اہلِ جنت کے جوانوں کے سردار ہیں اور نورِ نظر حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اہلِ جنت کی خواتین کی سردار ہیں۔"

شیخان نے حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"اسی اثناء میں کہ وہ ایک رات سورۃ البقرہ پڑھ رہے تھے۔ان کا گھوڑا پاس ہی باندھا ہوا تھا۔اس نے اچانک چکر لگانے شروع کیے۔جب وہ خاموش ہو جاتے تو گھوڑا بھی پرسکون ہو جاتا۔انہوں نے آسمان کی طرف سر اٹھایا تو وہاں انہوں نے گنبد نما کوئی چیز دیکھی جس میں چراغ ضوفشاں تھے۔وہ آسمان کی طرف بلند ہو گئے حتیٰ کہ انہوں نے اسے نہ دیکھا۔وقتِ صبح بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ گوش گزار کیا۔انہوں نے فرمایا:"یہ ملائکہ تھے جو تمہاری آواز سننے کے لیے قریب ہوئے تھے۔اگر تم قرأت کرتے رہتے تو وقتِ صبح لوگ ان کی طرف دیکھ رہے ہوتے وہ ان سے چھپ نہ سکتے۔"

دوسرا باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کے لیے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جنات دیکھنا اور ان کا کلام سماعت کرنا

امام نسائی، حارث بن اسامہ، ابویعلی، ابن حبان، الرویانی، ابوالشیخ نے العظمۃ میں، الطبرانی نے الکبیر میں، حاکم، ابونعیم نے الدلائل میں اور ضیاء نے مختارہ میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان کے دو توشہ دان تھے جن میں کھجوریں تھیں۔وہ ان کی نگرانی کرتے لیکن وہ دیکھتے کہ کھجوریں آئے روز کم ہوتی جا رہی تھیں۔ایک رات انہوں نے نگہبانی کی۔انہوں نے ایک جانور دیکھا جو نوخیز جوان کی طرح تھا۔انہوں نے فرمایا:"میں نے اسے سلام کیا۔اس نے مجھے سلام کا جواب دیا۔میں نے اسے پوچھا:"تمہارا تعلق جنات کے ساتھ ہے یا انسانوں کے ساتھ۔"اس نے کہا:"میرا تعلق جنات کے ساتھ ہے۔"میں نے اسے کہا:"مجھے اپنا ہاتھ پکڑاؤ۔"اس نے مجھے اپنا ہاتھ پکڑا دیا۔اس کا ہاتھ کتے کے ہاتھ کی طرح تھا۔"میں نے اسے کہا:"کیا جنات کی تخلیق اس طرح کی گئی ہے؟"اس نے کہا:"جنات اتنے ہیں کہ ان میں سے ایک بھی ایسا نہیں جو مجھ سے زیادہ سخت ہو۔"میں نے پوچھا:"تجھے اس کرتوت پر کس نے ابھارا ہے؟"اس نے کہا:"مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم ایسے شخص ہو جو صدقہ پسند کرتا ہے۔ہم نے چاہا کہ ہم تمہارا کھانا کھا لیں۔"میں نے پوچھا:"کون سی چیز ہمیں تم سے نجات دلا سکتی ہے؟"اس نے کہا:"وہ آیۃ الکرسی جو سورۃ البقرہ میں ہے۔جس نے رات کے وقت اسے پڑھ لیا وہ وقت صبح تک ہم سے محفوظ ہو گیا۔جس

نے صبح کے وقت اسے پڑھ لیا وہ رات تک ہم سے محفوظ ہو گیا۔" صبح کے وقت حضرت ابی رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ ساری داستان عرض کر دی۔ آپ نے فرمایا: "اس خبیث نے سچ کہا ہے۔"

ابوالشیخ نے العظمہ میں حضرت ابواسحاق سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ رات کے وقت اپنے باغ میں گئے۔ انہوں نے وہاں آواز سنی۔ آپ نے پوچھا: "کون ہو؟" اس نے کہا: "میرا تعلق جنات کے ساتھ ہے۔ ہمیں قحط سالی نے آلیا ہے۔ میں نے چاہا کہ میں تمہارے پھلوں میں سے لے جاؤں۔ انہیں ہمارے لیے عمدہ کرو۔" انہوں نے کہا: "ٹھیک ہے۔" حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا: "کیا تو مجھے اس چیز کے بارے میں نہیں بتائے گا جس کی وجہ سے ہم تم سے محفوظ ہو جایا کریں۔" اس نے کہا: "آیۃ الکرسی۔"

ابوعبید نے فضائل القرآن میں، دارمی، الطبرانی، بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص مدینہ طیبہ کی گلی میں شیطان سے ملا۔ اس نے اس کے ساتھ زور آزمائی کی تو اس نے اسے پچھاڑ دیا۔ اس نے کہا: "تم مجھے چھوڑ دو۔ میں تمہیں تعجب خیز چیز کے بارے میں بتاتا ہوں۔" اس نے اسے چھوڑ دیا۔ اس نے کہا: "کیا تم سورۃ البقرۃ پڑھتے ہو؟" اس نے کہا: "ہاں!" اس نے کہا: "شیطان جب بھی اس میں سے کچھ سن لیتا ہے تو وہ اس طرح گوز مارتا ہوا بھاگ جاتا ہے جیسے گدھا گوز مارتا ہے۔" حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے عرض کی گئی: "وہ شخص کون تھا؟" انہوں نے کہا: "وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے۔"

جن لوگوں نے خود سے گفتگو کی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم ہو گیا

پہلا باب

جس نے خود سے کہا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کر دے گا (نعوذ باللہ منہ)

امام حاکم (انہوں نے اس کی تصحیح کی ہے) حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں تھے۔ ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا۔ اس نے پوچھا: ”آپ کون ہیں؟“ آپ نے فرمایا: ”میں نبی ہوں۔“ اس نے عرض کی: ”نبی کیا ہوتا ہے؟“ آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کا رسول۔“ اس نے کہا: ”قیامت کب قائم ہوگی؟“ آپ نے فرمایا: ”یہ غیب ہے۔ غیب اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔“ اس نے کہا: ”مجھے اپنی تلوار دکھائیں۔“ آپ نے اسے اپنی تلوار دے دی۔ اس نے اسے لہرایا پھر واپس کر دیا۔“ آپ نے فرمایا: تجھ میں وہ استطاعت نہیں کہ تو اپنا ارادہ پورا کر سکے۔“ اس نے کہا: ”اسی طرح ہوا ہے۔“

الطبرانی نے یہ اضافہ کیا ہے۔ ”حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”یہ شخص آیا۔ اس نے کہا: ”میں ان کے پاس جاؤں گا۔ ان سے کچھ سوالات کروں گا، پھر تلوار لوں گا۔ انہیں شہید کر دوں گا، پھر تلوار کو نیام میں کر لوں گا۔“

دوسرا باب

جس شخص نے کہا تھا کہ قوم میں اس سے بہتر کوئی شخص نہیں ہے

ابن ابی شیبہ، ابو یعلی، بزار اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ایک شخص کا تذکرہ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کیا گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جہاد میں اس کی قوت اور عبادت میں اس کی جدوجہد کا تذکرہ کیا۔ اچانک وہ شخص آگے سے آ رہا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”مجھے اس کے چہرے پر شیطان کا داغ نظر آ رہا ہے۔“ جب وہ قریب ہوا، اور سلام کیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”کیا تم نے خود سے یہ کہا ہے کہ قوم میں کوئی بھی ایسا شخص نہیں ہے جو تم سے

بہتر ہو۔"اس نے عرض کی:"ہاں!"پھر وہ گیا۔مسجد میں داخل ہو گیا۔کھڑا ہو کر نماز ادا کرنے لگا۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:"کون ہے جو اس کی طرف جائے اور اسے قتل کر دے۔"سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس کی طرف گئے۔انہوں نے اسے پایا کہ وہ نماز ادا کر رہا تھا۔وہ واپس آ گئے۔انہوں نے کہا:"میں نے اسے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔مجھے خوف لگا کہ میں اسے قتل کر دوں۔" حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا:"کون ہے جو اس کی طرف جائے اور اسے قتل کر دے۔"حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اٹھے۔انہوں نے اسی طرح کیا۔جس طرح سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا،پھر فرمایا:"کون ہے جو اس کی طرف جائے اور اسے قتل کر دے؟" حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کی:"میں"آپ نے فرمایا:"تم،بشرطیکہ تم اسے پالو۔"وہ گئے انہوں نے دیکھا کہ وہ جا چکا تھا۔وہ واپس آ گئے۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:"یہ پہلا سینگ ہے جو میری امت میں سے ظاہر ہو گا۔اگر تم اسے قتل کر دیتے تو اس کے بعد میری امت کے دو افراد بھی اختلاف نہ کرتے۔"

تیسرا باب

حضرت وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ کو بتانا کہ وہ نیکی اور گناہ کے متعلق پوچھنے آئے ہیں

امام احمد اور الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔میں نے ارادہ کیا تھا کہ میں نیکی اور گناہ میں سے ہر چیز کے بارے میں آپ سے پوچھوں گا۔میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔مسلمانوں کا ایک گروہ آپ کے ارد گرد تھا۔میں آپ کے قریب ہونے کے لیے لوگوں سے تجاوز کرنے لگا۔مجھے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جھڑکا۔انہوں نے کہا:"وابصہ!حضور اکرم ﷺ سے دور ہو جاؤ۔"میں نے عرض کی:"میں آپ کے قریب جانا پسند کرتا ہوں۔"حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:"وابصہ کو چھوڑ دو۔وابصہ!میرے قریب ہو جاؤ۔"آپ نے مجھے قریب کیا حتیٰ کہ میں آپ کے سامنے آ گیا۔آپ نے فرمایا:"کیا تم پوچھو گے یا میں تمہیں بتا دوں؟"میں نے عرض کی:"نہیں!آپ خود ہی مجھے بتا دیں۔"آپ نے فرمایا:"تم اس لیے آئے ہو تا کہ مجھ سے نیکی اور گناہ کے متعلق سوال کرو۔"میں نے عرض کی:"ہاں!آپ نے اپنے پورے جمع کیے اور انہیں میرے سینے پر مارنے لگے۔فرمایا:"نیکی وہ ہے جس سے تمہارے نفس کو اطمینان نصیب ہو تمہارا دل سکون محسوس کرے۔گناہ وہ ہوتا ہے جو تمہارے نفس میں کھٹکے۔سینے میں تردد پیدا کرے،اگرچہ تم لوگوں سے پوچھو اور وہ تمہیں فتویٰ دے دیں۔"

چوتھا باب

ثقفی اور انصاری کے بارے بتادینا کہ وہ کیا پوچھنے آئے ہیں

مسدد، بزار اور اصبہانی نے حضرت اسماعیل بن رافع رضی اللہ عنہ سے، امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ آپ مسجد خیف میں تشریف فرما تھے۔ ایک انصاری شخص آپ کی خدمت اقدس میں آیا۔ اس کے ساتھ ثقیف کا ایک شخص بھی تھا۔ جب انہوں نے اسلام قبول کرلیا تو انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم آپ کے پاس اس لیے آئے ہیں تاکہ آپ سے کچھ پوچھیں۔" آپ نے فرمایا: "اگر تم پسند کرو تو میں تمہیں خود بتادیتا ہوں کہ تم مجھ سے کیا پوچھنا چاہتے ہو؟ میں اس طرح بھی کر دیتا ہوں۔ اگر تم پسند کرو تو میں خاموش ہو جاتا ہوں اور تم مجھ سے سوال کرلو۔ میں اس طرح بھی کرسکتا ہوں۔" انہوں نے فرمایا: "نہیں! یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ خود ہی ہمیں بتادیں۔ اس سے ہمارے ایمان ویقین میں اضافہ ہوگا۔" انصاری نے ثقفی سے کہا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو۔" اس نے کہا: "نہیں! بلکہ تم پوچھو۔ میں تمہارا حق جانتا ہوں۔" اس نے سوال کیا۔ اس نے عرض کی: "یارسول اللہ! ہمیں بتائیں۔" آپ نے فرمایا تو یہ پوچھنے آیا ہے کہ جب آپ بیت اللہ الحرام کا ارادہ کیے ہوئے گھر سے نکلیں گے تو آپ کو کیا اجر وثواب ملے گا؟ بیت اللہ کا طواف کرنے سے آپ کو کیا ملے گا؟ طواف کے بعد دو رکعتوں کا اجر وثواب آپ کو کیا ملے گا۔ صفا ومروہ کی سعی سے آپ کو کیا ملے گا؟ وقوف عرفہ کا کیا اجر وثواب آپ کو ملے گا۔ رمی جمار کا کیا ثواب آپ کو ملے گا۔ قربانی کا کیا اجر ملے گا؟ سر کا حلق کرانے کا کیا اجر ہے؟ طوافِ زیارت کرنے کا کیا اجر وثواب آپ کو ملے گا؟" اس نے عرض کی: "مجھے اس ذاتِ بابرکات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ میں یہی سوال کرنے آپ سے آیا تھا۔" آپ نے فرمایا: "جب تم بیت اللہ کا ارادہ کیے گھر سے نکلو گے تو تمہاری سواری جو قدم رکھے گی یا اٹھائے گی تو اس کے عوض تمہارے لیے ایک نیکی لکھ دے گا اور تمہاری ایک خطا مٹا دے گا۔ تمہارا ایک درجہ بلند کردے گا۔ طواف کے بعد دو رکعتوں کا ثواب اولاد اسماعیل علیہ السلام میں سے ایک غلام آزاد کرنے کی طرح ہے۔ صفا اور مروہ کی سعی ستر غلام آزاد کرنے کی طرح ہے۔ عرفہ میں ایک رات قیام کرنا تو اللہ رب العزت آسمان دنیا پر جلوہ افروز ہوتا ہے وہ ملائکہ کے سامنے تم پر فخر کرتا ہے۔ وہ فرماتا ہے: "یہ میرے بندے ہیں جو بکھرے بالوں اور گردآلود چہروں کے ساتھ دور دراز کے علاقوں سے آئے ہیں یہ میری رحمت اور مغفرت کی امید رکھتے ہیں۔ اگر تمہارے گناہ ریت کے ذرات اور سمندر کی جھاگ کے برابر بھی ہوئے تو میں معاف کردوں گا۔ اس حال میں لوٹ جاؤ کہ تمہیں معاف کردیا گیا ہے۔ اس کو بخش دیا گیا ہے۔ جس کے لیے تم شفاعت کرو۔" جہاں تک تمہارا رمی جمار کرنا ہے تو ہر ہر کنکری کے وقت تمہارے کبیرہ ایسے گناہوں

میں سے ایک گناہ کو معاف کر دیا جاتا ہے جو ہلاکت خیز اور جہنم کے مستحق بنانے والے ہوں، جبکہ تمہاری قربانی تمہارے رب تعالیٰ کے پاس ذخیرہ کر دی جاتی ہے، جبکہ تمہارے بالوں کے حلق کراتے وقت ہر بال کے عوض ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور ایک خطاء معاف کر دی جاتی ہے۔" اس نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اگر گناہ اس سے کم ہوں تو؟" آپ نے فرمایا: "اسے تمہارے لیے تمہاری نیکیوں میں ذخیرہ کر دیا جائے گا تمہارا بیت اللہ کا طواف کرنا تو یہ طواف اس حالت پر کرو گے کہ تم پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔ ایک فرشتہ آئے گا اس کا ہاتھ تمہارے کندھوں کے مابین ہوگا۔ وہ تم سے کہے گا۔" از سر نو عمل شروع کرو تمہارے گزشتہ گناہ معاف ہو چکے ہیں۔" ثقفی نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مجھے بھی بتائیں۔" آپ نے فرمایا: "تم اس لیے آئے ہو کہ تم مجھ سے نماز کے بارے میں سوال کرو۔ جب تم منہ دھوتے ہو تو آنکھوں کی پلکوں کے نیچے سے تمہارے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ جب تم اپنے ہاتھ دھوتے ہو تو تمہارے ناخنوں کے نیچے سے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ جب تم اپنے سر کا مسح کرتے ہو تو تمہارے سر سے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ جب تم اپنے پاؤں دھوتے ہو تو تمہارے قدموں کے ناخنوں کے نیچے سے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔" اس روایت کو الطبرانی نے الکبیر میں، البزار اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

پانچواں باب

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے دنیا میں کچھ مانگنے کا ارادہ کیا تو آپ نے انہیں بچنے کا حکم دیا

امام بیہقی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہمیں قحط سالی نے آلیا اس جیسی قحط سالی کا سامنا ہمیں کبھی نہ کرنا پڑا تھا۔ میری بہن نے مجھے کہا: "بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں جاؤ اور آپ سے کچھ مانگ لو۔" میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: "جو مستغنی ہوتا ہے رب تعالیٰ اسے استغناء عطا فرما دیتا ہے۔ میں نے دل میں کہا: "بخدا! گویا کہ آپ نے اس سے مراد یہی لیا ہے۔ میں آپ سے کچھ نہ مانگوں گا۔" میں اپنی بہن کے پاس گیا اور اسے بتایا۔ اس نے کہا: "تم نے اچھا کیا ہے۔ دوسرے روز بخدا! میں درختوں کے نیچے خود کو تھکا رہا تھا۔ میں نے یہودیوں کے دراہم پا لیے۔ ہم نے انہی کے ساتھ خریدا۔ اس سے کھایا دنیا آ گئی۔ انصار کا کوئی گھرانہ ہم سے زیادہ مالدار نہ تھا۔" ابن سعد کے الفاظ یہ ہیں: "سب سے پہلی بات آپ نے یہی فرمائی تھی۔" میں نے کہا: "آپ نے یہ فرمان میرے لیے ہی فرمایا ہے۔ مجھے رب تعالیٰ نے اتنا رزق عطا کیا کہ میں گمان بھی نہیں کر سکتا تھا۔"

چھٹا باب

جس نے دل میں اشعار سوچ رکھے تھے

امام بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''ایک شخص بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرا باپ میرا مال لینا چاہتا ہے۔'' آپ نے اس کے والد کو بلایا۔ حضرت جبرائیل امین حاضر ہوئے۔ اس نے عرض کی: ''اس بزرگ نے دل میں ایسی بات (اشعار) رکھی ہے جسے اس کے کانوں نے نہیں سنا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تم نے اپنے نفس میں ایسی بات رکھی ہے جسے تمہارے کانوں نے نہیں سنا۔'' اس نے عرض کی: ''رب تعالیٰ آپ کی وجہ سے ہماری بصیرت اور یقین میں اضافہ کرتا رہتا ہے۔ ہاں! آپ نے فرمایا: ''اسے نکالو!'' اس نے یہ اشعار پڑھے:

غذوتك مولودا و منتك يافعا   تعل بما اجنی علیك و تنهل

ترجمہ: جب تو چھوٹا تھا تو میں تجھے خوراک پہنچاتا رہا۔ جب تو جوان ہوگیا تو میں نے تیرے ساتھ امیدیں وابستہ کرلیں یہ سب کچھ اس محبت کی وجہ سے تھا جسے میں تجھ پر نثار کرتا رہا اور تو بڑھتا رہا۔''

اذ ليلة ضاقتك بالسقم لم ابت   لسقمك الا ساهرا اتململُ

ترجمہ: جب مرض کی وجہ سے رات تم پر تنگ ہوجاتی تو میں ساری رات تمہارے مرض کی وجہ سے جاگتے ہوئے اور اضطراب میں گزار دیتا۔

تخاف الرّدی نفسی علیك و انها   لتعلم ان الموت حتم مؤكل

ترجمہ: میرا نفس تیری ہلاکت کی وجہ سے ہراساں رہتا تھا۔ بلاشبہ تو جانتا ہے کہ موت یقینی ہے اور بروقت ضرور آئے گی۔

كانّی انا المطروق دونك بالذی   طرقت به دونی فعینایَ تهمل

ترجمہ: گویا کہ میں بھی اسی مرض میں مبتلاء ہوں جس میں تو مبتلاء ہوتا۔ اسی وجہ سے میری آنکھیں اشک فشاں ہوجاتی تھیں۔

جعلت جزائی غلظة و فظاظة   كانك انت المنعم المتفضل

ترجمہ: تو نے مجھے سختی اور شدت کے ساتھ جزا دی گویا کہ تو ہی انعامات کرنے والا اور فضل کرنے والا تھا۔

فليتك اذ لم ترع حق مودّتی   فعلت كما الجار المجاور يفعل

ترجمہ: اگر تو اس حق کو پورا نہیں کرتا جو بحیثیت باپ میرا تجھ پر ہے تو پھر مجھے اس انداز سے پیش آجیسے کہ ایک پڑوسی دوسرے پڑوسی سے پیش آتا ہے۔

ساتواں باب

اس بکری کے بارے میں بتادینا جسے اس کے مالک کے اذن کے بغیر پکڑا گیا تھا

امام احمد نے صحیح کے راویوں سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک عورت کے پاس سے گزرے جس نے ان کے لیے بکری ذبح کر رکھی تھی۔ ان کے لیے کھانا پکایا تھا۔ جب آپ واپس جلوہ افروز ہوئے تو اس عورت نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم نے آپ کے لیے بکری ذبح کی ہے۔ ہم نے آپ کے لیے کھانا بنایا ہے آپ اندر تشریف لائیں اور کھالیں۔" آپ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اندر تشریف لائے۔ وہ کھانے کا آغاز اس وقت تک نہ کرتے تھے حتیٰ کہ آپ پہلے ابتداء کر لیتے۔ آپ نے لقمہ لیا۔ آپ اسے نگل نہ سکے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ بکری اس کے مالک کے اِذن کے بغیر ذبح کی گئی ہے۔" اس عورت نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم آلِ معاذ سے کچھ لینے سے ناگواری محسوس نہیں کرتے۔ وہ ہم سے اور ہم ان سے لے لیتے ہیں۔"

الطبرانی نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے کسی گھرانے میں تشریف لے گئے۔ انہوں نے آپ کے لیے بکری ذبح کی۔ آپ نے بکری کا گوشت اٹھایا تا کہ اسے کھائیں آپ نے کچھ دیر کے لیے اسے چبایا، مگر آپ اسے نگل نہ سکے۔ آپ نے فرمایا: "اس گوشت کی کیا کیفیت ہے؟" اہلِ خانہ نے کہا: "یہ فلاں کی بکری تھی جسے ہم نے ذبح کر دیا ہے۔ جب وہ آئے گا تو ہم اسے اس کی قیمت دے کر راضی کر لیں گے۔" آپ نے فرمایا: "یہ قیدیوں کو کھلا دو۔"

آٹھواں باب

کسی قوم کا جابیہ فروکش ہونا اور انہیں طاعون لاحق ہو جانا

الطبرانی نے حسن بن یحییٰ خشنی کی سند سے روایت کیا ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم ایسی جگہ اترو گے جسے الجابیہ یا الجوبیہ کہا جاتا ہے۔ تمہیں وہاں ایک مرض لگے گی جو اونٹ کی گلٹیوں کی مانند ہو گی۔ یہ رب

تعالیٰ اس کی وجہ سے تمہارے اور تمہاری اولاد کے سروں پر شہادت کا تاج سجائے گا اور تمہارے اعمال اس کی وجہ سے پاکیزہ کر دے گا۔"

نواں باب

آپ ﷺ کا حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمانا کہ وہ اپنی مرض سے شفایاب ہوں گے اور شام کو اپنا مسکن بنائیں گے

الطبرانی نے حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر تھے۔ یوں لگتا تھا کہ وہ قریب الموت تھے۔ آپ نے پوچھا: "شداد تمہیں کیا ہوا ہے؟" انہوں نے عرض کی: "دنیا مجھ پر تنگ ہو گئی ہے۔" آپ نے فرمایا: "شام کو لازم پکڑو۔ شام فتح ہو گا۔ بیت المقدس فتح ہو گا تم اور تمہاری اولاد ان میں ائمہ ہوں گے۔"

دسواں باب

جس شخص کو اپنی نورِ نظر، لختِ جگر کے پاس بھیجا اور اس کا تاخیر سے آنا

ابن عساکر نے حضرت ابوعاصم رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "مجھے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے غلام نے بیان کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے پاس تحفہ بھیجا۔ وہ قاصد کافی دیر لگا کر آیا۔ جب وہ آیا تو حضور سراپا عطا ﷺ نے فرمایا: "کس چیز نے تمہیں روکے رکھا؟" پھر فرمایا: "اگر تو پسند کرتا ہے کہ میں تمہیں خود ہی بتا دیتا ہوں۔ تم ایک بار حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف اور دوسری بار حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی طرف دیکھتے رہے کہ ان میں سے خوبصورت کون ہے؟" اس نے عرض کی: "مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ اسی چیز نے مجھے روکے رکھا تھا۔"

ابن عساکر نے حضرت زبیر بن بکار رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: "مجھے محمد بن سلام الجمحی نے روایت بیان کی ہے۔ انہوں نے کہا: "مجھے ابوالمقدام حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے غلام نے بیان کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے

ایک شخص کو کھردے کریدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ وہ شخص دیر لگا کر آیا۔ آپ نے فرمایا: "اگر تم پسند کرو تو میں تمہیں بتا دیتا ہوں کہ تمہیں کسی چیز نے روکے رکھا ہے۔" اس نے عرض کی: "ضرور! یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم" آپ نے فرمایا: "تم حضرت عثمان اور رقیہ رضی اللہ عنہما کی طرف دیکھتے رہے تم ان کے حسن سے تعجب کرتے رہے۔"

گیارھواں باب

کفار کے ساتھ سخت قتال کرنے والے کے بارے فرمادینا کہ وہ اہلِ جہنم میں سے ہے

امام بخاری نے حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ اور مشرکین باہم نبرد آزما ہوئے۔ انہوں نے باہم جنگ کی۔ آپ اپنے لشکر میں اور مشرکین اپنے لشکر میں چلے گئے۔ آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ایک شخص تھا۔ وہ ہر اکادکا ملنے والے کے پیچھے جاتا اور تلوار سے اس کا کام تمام کر دیتا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: "ہم میں سے کسی ایک سے آج اتنا فائدہ نہیں پہنچا جتنا فائدہ اس شخص سے پہنچا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "لیکن وہ اہلِ جہنم میں سے ہے۔" ایک صحابی نے کہا: "میں اسے لازم پکڑوں گا۔ وہ اس کے ساتھ نکلا۔ جب وہ کھڑا ہوتا تو وہ بھی کھڑا ہو جاتا۔ جب وہ جلدی کرتا تو وہ بھی جلدی کرتا۔ وہ شخص شدید زخمی ہوگیا۔ اس نے چاہا کہ اسے جلد موت آجائے اس نے اپنی تلوار کا دستہ زمین پر رکھا۔ اس کی دھار کو اپنے سینے پر رکھا، پھر اپنی تلوار پر زور ڈالا اور خودکشی کر لی۔ وہ صحابی بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: "میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔" آپ نے پوچھا: "اس کی کیا وجہ ہے؟" انہوں نے عرض کی: "وہ شخص جس کے بارے میں آپ نے ابھی ابھی بتایا ہے کہ وہ اہلِ جہنم میں سے ہے۔ لوگوں پر یہ گراں گزرا۔ میں نے انہیں کہا: "میں تمہارے لیے اس شخص کو لازم پکڑتا ہوں۔" میں اس کے تعاقب میں نکلا۔ وہ شدید زخمی ہوگیا۔ اس نے چاہا کہ اس کی موت جلدی آجائے اس نے تلوار کا دستہ زمین پر رکھا۔ اس کی دھار اپنے سینے کے مابین رکھی، پھر اس پر زور ڈالا اور خودکشی کر لی۔" اس وقت حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "ایک شخص لوگوں کے سامنے اہلِ جنت کے سے اعمال بجالاتا رہتا ہے حالانکہ وہ اہلِ جہنم میں سے ہوتا ہے۔ ایک شخص لوگوں کے سامنے اہلِ جہنم کے سے اعمال کرتا رہتا ہے حالانکہ وہ اہلِ جنت میں سے ہوتا ہے۔"

انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم غزوۂ خیبر میں آپ کے ساتھ شریک ہوئے آپ نے اس شخص سے کہا جو اسلام کا دعویٰ کرتا کہ وہ اہلِ جہنم میں سے ہے۔ جب جنگ کا وقت آیا تو اس شخص نے سخت

جنگ کی۔ اسے زخم لگا۔ عرض کی گئی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! جس شخص کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ وہ اہل نار میں سے ہے آج اس نے سخت قتال کیا ہے۔ اسے زخم آیا ہے۔ وہ مرگیا ہے۔ آپ نے فرمایا: "وہ آگ میں جائے گا۔" بعض ائمہ نے لکھا ہے کہ ممکن ہے کہ بعض لوگ آپ کے فرمان پر متردد ہو جاتے۔ اسی اثناء میں کہ اس شخص کو زخم نے تکلیف دی۔ اس نے اپنے ترکش کی طرف ہاتھ بڑھایا اس سے ایک تیر نکالا اور اس سے خودکشی کر لی۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھاگ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اللہ تعالیٰ نے آپ کی بات کو سچ کر دکھایا ہے۔ فلاں نے خودکشی کر لی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "یابلال! اٹھو یہ اعلان کر دو "صرف مومن ہی جنت میں داخل ہوگا اللہ تعالیٰ فاجر شخص کے ذریعے اس دین حق کی تائید فاجر شخص سے کرے گا۔"

بارھواں باب

گوشت کس وجہ سے پتھر بنا تھا

امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "مجھے گوشت کا ٹکڑا پیش کیا گیا۔ میں نے خادم سے کہا: "اسے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں لے جا۔" ایک سائل آیا وہ دروازے پر کھڑا ہو گیا۔ اس نے کہا: "صدقہ کرو اللہ تعالیٰ تمہیں بابرکت کرے۔" سائل چلا گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے میں نے خادم سے کہا: "یہ گوشت آپ کی خدمت میں پیش کرو۔" جب وہ گوشت لے کر آیا تو وہ پتھر کا ٹکڑا بن چکا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کیا آج تمہارے پاس سائل آیا تھا اور تم نے اسے رد کر دیا تھا؟" میں نے عرض کی: "ہاں!" آپ نے فرمایا: یہ اسی وجہ سے پتھر بنا ہے۔" یہ پتھر ان کے حجرہ مقدسہ کی جانب میں رہا۔ وہ اس کے ساتھ اشیاء کوٹتی رہیں حتیٰ کہ ان کا وصال ہو گیا۔"

تیرھواں باب

جس کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جادو کیا گیا تھا اس کے بارے میں خبر

ابن سعد، حاکم، انہوں نے اس کی تصحیح کی ہے، بیہقی اور ابونعیم نے حضرت زید بن ارقم سے روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا: "ایک انصاری شخص بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوتا تھا۔ آپ اسے امان دیتے تھے۔ اس نے آپ کے لیے گرہ لگائی اور اسے کنویں میں پھینک دیا۔ اس وجہ سے آپ علیل ہو گئے۔ دو فرشتے آپ کی عیادت کے لیے حاضر ہوئے۔ انہوں

نے آپ کو عرض کیا کہ فلاں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا ہے۔ وہ فلاں کے کنویں میں ہے۔ اس کے جادو کی شدت کی وجہ سے کنویں کا پانی زرد ہو چکا ہے۔ آپ نے کسی شخص کو بھیجا۔ اس نے گرہ نکالی۔ پانی زرد ہو چکا تھا۔ گرہ کھولی گئی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ گئے۔ اس کے بعد بھی میں اس شخص کو دیکھتا تھا وہ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوتا تھا آپ نے اس کے اس فعل کا نہ تو تذکرہ کیا نہ ہی اسے سزا دی۔"

شیخان نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کر دیا گیا حتیٰ کہ آپ کے بارے گمان ہونے لگا کہ آپ نے کوئی کام کیا ہے حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کام نہ کیا ہوتا تھا۔ آپ نے رب تعالیٰ سے دعا مانگی۔ آپ نے فرمایا: "کیا تمہیں معلوم ہے کہ رب تعالیٰ نے مجھے اس امر کے بارے میں بتا دیا ہے جس کے بارے میں اس سے پوچھ رہا تھا۔" میں نے عرض کیا: "وہ کیا ہے؟" آپ نے فرمایا: "دو شخص میرے پاس آئے۔ ایک شخص میرے سر اقدس کی طرف اور دوسرا میری ٹانگوں کی طرف کھڑا ہو گیا۔ ایک نے دوسرے سے کہا: "اس ہستی پاک کو کس چیز کا درد ہے؟ دوسرے نے کہا: "انہیں جادو کیا گیا ہے۔" پہلے نے کہا: "ان پر کس نے جادو کیا ہے؟" دوسرا: لبید بن اعصم نے۔ پہلا شخص: اس نے یہ جادو کس میں کیا ہے؟ دوسرا: کنگھی اور آپ کے بالوں پر۔ پہلا شخص یہ اشیاء کہاں ہیں؟ دوسرا شخص: یہ اشیاء ذروان کے کنویں میں ہیں۔" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کنویں کے پاس تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا: "مجھے خواب میں اسی کنویں کو دکھایا گیا ہے۔ اس کی کھجوریں گویا کہ شیاطین کے سر ہیں۔" اس کا پانی گویا کہ اس میں مہندی کو بھگو دیا گیا تھا۔ آپ نے اس کے بارے میں حکم دیا تو اسے نکال دیا گیا۔"

امام بیہقی نے الکلبی کی سند سے حضرت ابو صالح رضی اللہ عنہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شدید بیمار ہو گئے۔ دو فرشتے آپ کے پاس آئے۔ ایک آپ کے سر اقدس اور دوسرا قدمین شریفین کی طرف بیٹھ گیا۔ ایک نے دوسرے سے کہا: "کیا رائے ہے؟" دوسرا: "ان پر جادو کر دیا گیا ہے۔" پہلا شخص: "ان پر جادو کس نے کیا ہے؟" دوسرا: "لبید بن اعصم یہودی نے۔" پہلا شخص: "یہ اشیاء کہاں ہیں؟" دوسرا شخص: "وہ فلاں کے کنویں میں پتھر کے نیچے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کنویں کے پاس جائیں اس کا پانی نکالیں پتھر اٹھائیں اور یہ اشیاء لے کر انہیں جلا دیں۔" وقت صبح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ وہ اس کنوئیں کے پاس آئے گویا کہ اس کے پانی میں مہندی بھگو دی گئی ہو۔ انہوں نے اس کا پانی نکالا۔ پتھر اٹھایا اور اس کے نیچے سے اشیاء نکالیں۔ انہیں جلا دیا۔ وہاں ایک وتر (کمان کی تانت) تھا اس پر گیارہ گرہیں لگائی گئی تھیں اس وقت دو سورتیں، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس نازل ہوئیں۔ جب بھی آپ ان میں سے ایک آیت پڑھتے تو ایک گرہ کھل جاتی۔

ابو نعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "یہودیوں نے آپ پر جادو کر دیا۔ جس کی وجہ سے آپ کو سخت درد ہوا۔ حضرت جبرائیل امین معوذ تین سورتیں لے کر حاضر خدمت ہو گئے۔ آپ نے ان کے ساتھ پناہ طلب کی

اور تندرست ہو کر اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس تشریف لے آئے۔"

ابن سعد نے حضرت عبدالرحمان بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "آپ پر اعصم کی بیٹیوں اور لبید کی بہنوں نے جادو کیا تھا۔لبید اسے لے کر گیا تھا۔اسے کنوئیں کے پتھر کے نیچے رکھ دیا۔اعصم کی ایک بیٹی چپکے سے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ مقدسہ میں داخل ہو گئی۔اس نے ام المؤمنین سے وہ تذکرہ سنا جو آپ نے اپنی بصارت میں تعجب خیز امر دیکھا تھا، پھر وہ اپنی بہنوں کے پاس گئی۔یہ خبر دی۔ایک بہن نے کہا: "اگر وہ نبی ہوئے تو انہیں عنقریب بتا دیا جائے گا۔اگر وہ اس کے علاوہ کچھ اور ہوئے تو عنقریب وہ اس جادو کی وجہ سے دیوانے ہو جائیں گے۔ان کی عقل ختم ہو جائے گی۔" اللہ تعالیٰ نے آپ کی راہ نمائی اس کی طرف فرما دی۔" ابن سعد نے روایت کیا ہے کہ عمر بن حکم نے کہا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر محرم میں جادو ہوا تھا، جبکہ آپ حدیبیہ سے واپس آئے تھے۔

چودھواں باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آگاہ فرمانا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی ناقہ مبارکہ "الجند" بیٹھے گی

ابن عبدالحکم نے فتوح مصر میں مکحول کی سند سے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں یمن بھیجا تو انہیں ان کی اونٹنی پر سوار کرایا اور فرمایا: "معاذ! روانہ ہو جاؤ۔الجند پہنچ جاؤ۔جہاں تمہاری یہ اونٹنی تمہیں بٹھا دے وہیں اذان دینا۔نماز ادا کرنا اور وہیں مسجد بنا دینا۔" حضرت معاذ رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے حتیٰ کہ الجند پہنچ گئے۔وہ اونٹنی لے کر وہیں گھومنے لگے لیکن اس نے بیٹھنے سے انکار کر دیا۔انہوں نے فرمایا: "کیا اس کے علاوہ بھی کوئی "الجند" ہے۔لوگوں نے بتایا: "ہاں! اس کا نام جندرکامہ" ہے۔" جب وہ وہاں پہنچے تو اونٹنی انہیں لے کر گھومی اور بیٹھ گئی۔حضرت معاذ رضی اللہ عنہ وہیں اترے۔نماز کے لیے اذان دی، پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھی اور وہاں مسجد بنا دی۔"

پندرھواں باب

اس شخص کے بارے بتا دینا جس نے آپ کے متعلق پوچھا تھا

[..............................] (اصل کتاب میں بھی یہ جگہ خالی ہے۔)

سولہواں باب

آپ ﷺ کا بتا دینا کہ صحیفۂ قریش کو دیمک نے کھالیا ہے

امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت زہری کی سند سے، ابن سعد نے قریش کے ایک بزرگ سے، ابن سعد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، عاصم بن عمر بن قتادہ رضی اللہ عنہ سے، ابوبکر بن عبدالرحمان بن حارث بن ہشام سے، عثمان بن ابی سلیمان بن جبیر بن مطعم سے، ان کی روایات ایک دوسرے میں داخل ہیں۔ ابن سعد نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے اور محمد بن علی سے، ابن عساکر نے حضرت زبیر بن بکار سے اور ابونعیم نے حضرت عثمان بن ابی سلیمان بن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مشرکین نے مسلمانوں کو بہت زیادہ تکالیف دیں، حتیٰ کہ مسلمانوں کو سخت اذیت کا سامنا کرنا پڑا۔ ان پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب مسلمانوں نے نجاشی کی طرف ہجرت کی۔ مشرکین تک نجاشی کے حسنِ سلوک کی خبر پہنچ گئی۔ قریش نے اتفاق کرلیا کہ وہ حضور اکرم ﷺ کو اعلانیہ شہید کر دیں۔ جب جناب ابوطالب نے قوم کا ردعمل دیکھا تو بنو عبدالمطلب کو جمع کیا انہیں حکم دیا کہ وہ حضور اکرم ﷺ کو اپنی گھاٹی میں داخل کر دیں اور آپ کا ہر اس شخص سے دفاع کریں جو آپ کو شہید کرنے کا ارادہ کرے۔ اس پر ان کے مسلمان اور کافر نے اتفاق کرلیا۔ جب قریش کو علم ہوا کہ قوم حضور اکرم ﷺ کا دفاع کرنے لگی ہے تو انہوں نے اس بات پر اتفاق کرلیا کہ وہ ان کے ساتھ نہ تو باہم مل کر بیٹھیں گے نہ ہی ان کے ساتھ خرید و فروخت کریں گے نہ یہ ان کے گھروں میں داخل ہوں گے حتیٰ کہ وہ حضور اکرم ﷺ کو شہید کرنے کے لیے پیش کر دیں۔ انہوں نے ایک صحیفہ رقم کیا جس میں معاہدے اور مواثیق لکھے کہ وہ بنوہاشم سے کبھی بھی صلح نہیں کریں گے حتیٰ کہ وہ محمد عربی (ﷺ) کو قتل کرنے کے لیے حوالے کریں۔ بنوہاشم اپنی گھاٹی میں تین سال تک رہے۔ ان پر مصائب و شدائد کے پہاڑ ٹوٹے۔" دوسری روایت میں ہے:

"بنوہاشم شعبِ ابی طالب میں نبوت کے ساتویں سال محرم میں داخل ہوئے۔ جب انہیں اس گھاٹی میں تین سال گزر گئے تو قریش کو بنو عبد مناف، بنوقصی اور دیگر ان افراد نے ملامت کی جنہیں بنوہاشم کی خواتین نے جنم دیا تھا۔ انہوں نے دیکھا کہ قریش نے بنوہاشم کے ساتھ قطع رحمی کی تھی۔ انہوں نے اسی رات یہ اتفاق کیا کہ وہ دھوکہ و فریب سے لبریز اس معاہدے کو توڑ کر دم لیں گے، اور اس سے برأت کا اظہار کریں گے رب تعالیٰ نے صحیفہ پر دیمک کو مسلط کر دیا۔ اس نے معاہدہ و مواثیق کی ساری شقیں چٹ کر دیں۔ یہ صحیفہ بیت اللہ کی چھت کے ساتھ لٹکا ہوا تھا۔ دیمک نے اس معاہدے کی ساری شقیں کھالیں۔ ایک روایت میں ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ناموں کو اس میں سے کھالیا تھا جبکہ جور و ستم پر مبنی شقوں کو باقی رہنے دیا۔ دوسری روایت میں ہے اس نے جور و جفا والی شقوں کو کھالیا تھا اور رب تعالیٰ کے اسماء کو رہنے دیا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ اللہ

تعالیٰ نے اس صحیفہ پر ایک کیڑے کو مسلط کر دیا تھا جس نے اللہ رب العزت کے اسم گرامی کے علاوہ ساری شقیں چٹ کر دیں تھیں یا صرف "باسمك اللهم" باقی رہنے دیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے صحیفہ کے اس معاملہ کے بارے اپنے نبی کریم ﷺ کو آگاہ فرما دیا تھا کہ دیمک نے اس صحیفہ کی ان شقیں کو کھا دیا ہے جو ظلم وستم اور بغاوت پر مبنی تھیں، جبکہ اس میں ذکر خداوندی باقی تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کا تذکرہ جناب ابی طالب سے کیا۔ انہوں نے کہا: "ہاں! ستاروں کی قسم! انہوں نے کبھی بھی مجھ سے جھوٹ نہیں بولا۔ وہ بنوعبدالمطلب میں سے چند افراد کے ساتھ آئے، حتیٰ کہ مسجد حرام میں داخل ہوئے۔ وہ قریش کا ارادہ کیے ہوئے تھے جب عامرین نے انہیں دیکھا تو انہوں نے اسے عجیب سمجھا۔ انہوں نے سمجھا کہ شاید یہ مصائب کی سیاہ آندھی سے گھبرا کر نکل آئے ہیں۔ وہ اس لیے آئے ہیں تا کہ حضور اکرم ﷺ کو سپرد کریں۔ جناب ابوطالب نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا: "ہمارے اور تمہارے مابین ایسے امور رونما ہوئے ہیں جن کا تذکرہ ہم نے تم سے نہیں کیا تم میرے پاس وہ صحیفہ لے کر آؤ جس پر تم نے معاہدہ لکھا ہے، شاید ہمارے اور تمہارے مابین صلح کی کوئی صورت نکل آئے۔

انہوں نے اس خدشہ کے پیش نظر یوں فرمایا تھا کہ وہ صحیفہ لانے سے قبل ہی اسے دیکھ نہ لیں۔ وہ اس پر متعجب ہوتے ہوئے صحیفہ لے کر آئے۔ انہیں ذرہ بھر شبہ نہ رہا تھا کہ حضور اکرم ﷺ کو ان کے سپرد کیا جا رہا ہے۔ انہوں نے وہ صحیفہ جناب ابوطالب کے سامنے رکھ دیا۔ جناب ابوطالب نے فرمایا: "میں تمہارے پاس اس لیے آیا ہوں تا کہ تمہارے سامنے ایسا امر رکھوں جس میں تمہارے لیے انصاف ہے۔ مجھے میرے (محترم و مکرم) بھتیجے (ﷺ) نے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اس صحیفہ سے بری ہے۔ جو اس وقت تمہارے ہاتھ میں ہے۔ اس نے اس سے اپنے نام کو مٹا دیا ہے اور تمہارے دھوکہ اور فریب کو اس میں رکھا ہے، تمہاری قطع تعلقی کو رکھا ہے، تمہارے جور وستم کو رکھا ہے۔ اگر معاملہ اسی طرح ہوا جیسے میرے (مکرم و محترم) بھتیجے (ﷺ) نے فرمایا ہے تو بخدا! ہوش میں آجاؤ۔ بخدا! ہم محمد مصطفیٰ ﷺ کو تمہارے سپرد کبھی نہ کریں گے حتیٰ کہ ہمارا آخری فرد بھی مرجائے۔ اگر انہوں نے خلافِ واقع بات کی ہو تو پھر ہم انہیں تمہارے حوالے کر دیں گے تم چاہو تو انہیں قتل کر دینا اور چاہو تو زندہ رکھنا۔" قریش نے کہا: "ہمیں آپ کی رائے پر مکمل اتفاق ہے۔" انہوں نے صحیفہ کھولا۔ انہوں نے اسے اسی طرح پایا جیسے الصادق المصدوق نبی ﷺ نے فرمایا تھا۔ جب قریش نے دیکھا تو انہوں نے کہا: "بخدا! یہ تمہارے ساتھی کا سحر (جادو) ہے۔ ان افراد نے کہا: "جادو اور کذب کا مستحق ہمارے علاوہ کوئی اور ہے ہم جانتے ہیں کہ جس قطع رحمی پر تم نے اتفاق کیا ہے وہ شیطان اور جادو کے زیادہ قریب ہے۔ اگر تم نے اس جادو پر اتفاق نہ کر لیا ہوتا تو تمہارا یہ صحیفہ خراب نہ ہوتا، جو کہ تمہارے ہی ہاتھوں میں تھا۔ اللہ رب العزت نے اس سے اپنا اسم گرامی مٹا دیا ہے اس نے بغاوت کی شقوں کو اسی طرح چھوڑ دیا ہے۔ جادوگر ہم ہیں یا کہ تم؟ اس وقت بنوعبدمناف اور بنوقصی میں سے کچھ افراد نے کہا: "ہم اس صحیفے سے بری ہیں۔" پھر سرورِ کائنات ﷺ اور آپ کے ساتھی گھاٹی سے باہر نکل آئے۔ وہ معمول کی زندگی گزارنے لگے۔ وہ لوگوں کے ساتھ ملنے لگے۔ جناب

ابوطالب نے اس صحیفہ کے بارے فرمایا:

الم یاتیکم ان الصحیفه مزّقت و ان کل ما لم یرضه الله یفسد

ترجمہ: کیا تم تک یہ خبر صادق نہیں پہنچی کہ صحیفہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ہر وہ چیز جس پر رب تعالیٰ راضی نہ ہو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی ہے۔

منصور بن عکرمہ نے یہ صحیفہ لکھا تھا۔ اس کا ہاتھ شل ہو گیا تھا وہ خشک ہو کر رہ گیا تھا۔ وہ اس سے فائدہ نہ اٹھا سکتا تھا۔

قریش باہم کہتے تھے: "بنو ہاشم سے ہمارا رویہ ظالمانہ تھا۔ ذرا دیکھو منصور بن عکرمہ کا کیا حشر ہوا ہے؟"

سترھواں باب

شب معراج قریش کو بیت المقدس کے بارے میں بتا دینا، حالانکہ پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے دیکھا نہ تھا

معراج کے ابواب میں گذر چکا ہے کہ مشرکین مکہ نے آپ سے کہا: "محمد عربی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمیں بتائیں کہ بیت المقدس کی عمارت کیسی ہے۔ اس کی شکل کیسی ہے؟" آپ نے انہیں فرمایا: "اس کی شکل اس طرح ہے۔ اس کی عمارت اس طرح ہے۔ اس کا ایک وصف آپ پر ملتبس ہو گیا، تو حضرت جبرائیل امین نے بیت المقدس آپ کے سامنے رکھ دیا۔ قریش نے آپ سے اس کے دروازوں کے متعلق پوچھا۔ آپ نے انہیں نہ دیکھا تھا۔ آپ ان کی طرف دیکھتے گئے اور قریش کو بتاتے گئے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے: "آپ نے سچ فرمایا ہے۔ آپ نے سچ فرمایا ہے۔"

اٹھارھواں باب

نوفل بن حارث کے مال کے بارے فرمان

امام بیہقی نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں تو مسلمان تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میں تمہارے اسلام کو جانتا ہوں۔ اگر حقیقت اسی طرح ہے جیسے تم کہتے ہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر عطا کرے گا۔ جہاں تمہارے ظاہر کا تعلق ہے تو ہم پر فدیہ لینا لازم ہے تم اپنا، نوفل بن حارث، عقیل بن ابی

طالب اور اپنے حلیف عتبہ بن عمرو کا فدیہ ادا کرو۔" انہوں نے عرض کی:" یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرا خیال ہے کہ میرے پاس اتنا مال نہیں ہے۔" آپ نے فرمایا:" تمہارا وہ مال کہاں ہے جسے تم نے اور ام فضل نے دفن کیا تھا۔ تم نے ان سے کہا تھا:" اگر اس سفر میں میں کام آجاؤں تو یہ مال میرے نوران نظر فضل، عبداللہ اور قثم کے لیے ہوگا۔" انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کی:" بخدا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں جانتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول محترم ﷺ ہیں۔ اس مال کے متعلق میرے اور ام فضل کے علاوہ اور کوئی نہ جانتا تھا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرا وہی مال کافی سمجھیں جو آپ کو مجھ سے بیس اوقیہ مال ملا ہے۔ جو میرے ہمراہ تھا۔" حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:" نہیں! یہ وہ چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف سے ہمیں عطا کی ہے۔" انہوں نے اپنا، اپنے بھتیجوں اور اپنے حلیف کا فدیہ ادا کیا۔ اس وقت یہ آیت طیبہ نازل ہوئی:

يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓى ۙ اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ اُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (الانفال:۷۰)

ترجمہ: اے نبی کریم (ﷺ) آپ فرمائیے ان قیدیوں سے جو تمہارے قبضے میں ہیں اگر جان لی اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں کوئی خوبی تو عطا فرمائے گا تمہیں بہتر اس سے جو لیا گیا ہے تم سے اور بخشے گا تمہارے (قصور) اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔

انیسواں باب

مجذر بن زیاد کے قتل کے متعلق آگاہ فرمانا

ابن سعد نے روایت کیا ہے کہ حضرت جبرائیل امین بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے آپ کو بتایا کہ حارث بن سعید نے مجذر بن زیاد کو دھوکہ سے قتل کر دیا ہے۔ آپ نے اسے قتل کرنے کا حکم دے دیا۔ حارث کو مجذر کے عوض میں قتل کر دیا گیا۔ حضرت عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ نے آپ کے حکم سے مسجد قباء کے دروازے پر اس کی گردن اڑا دی۔

بیسواں باب

رجیع کے روز اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر دینا

امام بخاری اور امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ سے، بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ سے اور بیہقی نے ابن

اسحاق کی سند سے روایت کیا ہے کہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے جب یہ عرض کی: "مولا! میں کسی ایسے فرد کو نہیں پاتا جو میرا اسلام بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھیج دے۔" اس وقت آپ نے فرمایا: "وعلیک السلام" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ نے کسے سلام کا جواب دیا ہے؟" آپ نے فرمایا: "حضرت خبیب رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے ہیں۔" دوسری روایت میں ہے کہ جس روز حضرت خبیب رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اسی روز آپ نے بیٹھ کر فرمایا: "خبیب! تم پر سلام! قریش نے انہیں شہید کر دیا ہے۔"

اکیسواں باب

بئر معونہ کے روز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر

امام مسلم اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کچھ لوگ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے عرض کی: "ہمارے ساتھ ایسے افراد بھیجیں جو ہمیں قرآن وسنت کی تعلیم دیں۔" آپ نے ان کے ہمراہ انصار کے ستر افراد بھیجے جنہیں قراء کہا جاتا تھا۔ ان لوگوں نے ان کا مقابلہ کیا اور مقررہ جگہ پر پہنچنے سے قبل انہیں شہید کر دیا۔ انہوں نے عرض کی: "مولا! ہماری طرف سے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پیغام پہنچا دے کہ ہم نے تجھ سے ملاقات کر لی ہے۔ ہم تجھ سے اور تو ہم سے راضی ہو گیا ہے۔" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: "تمہارے بھائیوں کے سروں پر شہادت کا تاج سجا دیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے: "مولا! ہماری طرف سے اپنے نبی محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف یہ پیغام پہنچا دے کہ ہم نے تجھ سے ملاقات کر لی ہے۔ ہم تجھ سے اور تو ہم سے راضی ہو گیا ہے۔"

امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک سریہ بھیجا ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی کہ آپ اٹھے۔ رب تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی، پھر فرمایا: "تمہارے بھائی مشرکین کے ساتھ نبرد آزما ہوئے۔ انہوں نے انہیں شہید کر دیا ہے۔ ان میں سے ایک بھی باقی نہیں رہا۔ انہوں نے عرض کی: "مولا! ہماری قوم تک یہ پیغام پہنچا دے کہ ہم تجھ سے اور تو ہم سے راضی ہو گیا ہے۔ میں ان کا تمہاری طرف پیغامبر ہوں۔ وہ اس سے اور وہ ان سے راضی ہو گیا ہے۔"

بائیسواں باب

مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ خیبر شکن ہوں گے

شیخان نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور فاتح اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح خیبر کے روز فرمایا: "کل میں

علم اسلام اس شخص کے ہاتھ میں دوں گا جس کے ہاتھوں رب تعالیٰ خیبر فتح کرادے گا۔" وقت صبح فرمایا: "علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: "ان کی آنکھوں میں تکلیف ہے۔" آپ نے فرمایا: "انہیں میری طرف بھیجو۔" انہیں آپ کی خدمت میں لایا گیا۔ آپ نے ان کی آنکھوں میں لعابِ دہن لگایا۔ ان کے لیے دعا کی تو وہ شفاء یاب ہو گئے گویا کہ انہیں کچھ تھا ہی نہیں۔"

شیخان نے حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "غزوۂ خیبر میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ میدانِ جنگ میں نہ جا سکے تھے۔ انہیں آشوبِ چشم تھا۔ انہوں نے فرمایا: "میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیچھے رہ گیا تھا، پھر میں عازمِ سفر ہوا اور آپ کے ساتھ مل گیا تھا جس رات کی صبح کو خیبر فتح ہوا تھا۔ اس رات کو آپ نے فرمایا تھا۔ "کل میں جھنڈا اس ہستی کو عطا کروں گا جو اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتا ہوگا۔ رب تعالیٰ اس کے ہاتھوں فتح نصیب کرے گا۔" ہم نے اچانک حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی زیارت کر لی ہمیں ان کی امید نہ تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: "یہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔" آپ نے علمِ اسلام انہیں عطا فرمایا۔ رب تعالیٰ نے انہیں فتح سے سرفراز فرمایا۔" امام مسلم نے ایک اور سند سے حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اس میں ہے "آپ نے ان کی چشمانِ مقدس میں اپنا لعابِ دہن لگایا تو انہیں شفاء مل گئی۔"

اس روایت کو حارث اور ابونعیم نے ایک اور سند سے حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اس میں یہ اضافہ ہے: "حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے علمِ اسلام لیا اور اسے قلعہ کے نیچے گاڑھ دیا۔ ایک یہودی نے اوپر سے نیچے دیکھا۔ اس نے پوچھا: "آپ کون ہیں؟" انہوں نے فرمایا: "علی" اس نے عرض کی: "تورات کی قسم! تم ہم پر غالب آجاؤ گے۔" وہ واپس نہ آئے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں فتح عطا کر دی۔"

امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم، فاتح عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کے روز فرمایا تھا۔ "میں کل یہ جھنڈا اس شخص کو عطا کروں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتا ہوگا۔ وہ اس قلعہ کو فتح کرے گا۔" اس وقت وہاں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ موجود نہ تھے۔ قریش نے اپنے ہاتھ بڑھائے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے اونٹ پر آ گئے۔ انہیں اس وقت آشوبِ چشم تھا۔ آپ نے انہیں فرمایا: "میرے قریب ہو جاؤ۔" آپ نے ان کی آنکھوں پر لعابِ دہن لگایا۔ انہیں درد تک نہ ہوا حتیٰ کہ وہ اپنے رستے پر چل دیے پھر آپ نے انہیں جھنڈا عطا فرما دیا۔"

تینتیسواں باب

کفار کے ساتھ سخت لڑائی کرنے والا جہنمی ہے

ابوداؤد اور نسائی نے حضرت زید بن خالد الجہنی سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تم اپنے ساتھی کی

نمازِ جنازہ پڑھ لو اس نے راہِ خدا میں بددیانتی کی ہے۔" ہم نے اس کے سامان کی تلاشی لی۔ ہم نے اس میں یہودیوں کے موتیوں میں سے ایک موتی پایا جس کی قیمت دو درہم تھی۔"

امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم نے آپ کے ہمراہ غزوۂ حنین میں شرکت کی۔ آپ نے اس شخص سے فرمایا جو اسلام کا دعویٰ کرتا تھا۔ یہ اہلِ جہنم میں سے ہے۔" جب جنگ کا وقت آیا تو اس نے شدید قتال کیا۔ اسے زخم آیا۔ عرض کی گئی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! جس شخص کو آپ نے ابھی ابھی اہلِ نار میں سے کہا ہے۔ اس نے شدید قتال کیا ہے، وہ مر گیا ہے۔" آپ نے فرمایا: "وہ جہنمی ہے۔" شاید کہ بعض مسلمان متردد ہو جاتے۔ انہیں بتایا گیا کہ وہ ابھی مرا نہیں بلکہ وہ شدید زخمی ہوا ہے۔ جب رات ہوئی تو وہ اپنے زخم پر صبر نہ کر سکا اس نے خودکشی کر لی۔ آپ کو بتایا گیا۔ آپ نے فرمایا: "اللہ اکبر! میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اس کا بندہ اور رسول ہوں۔" آپ نے حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا۔ انہوں نے اعلان کیا: "جنت میں صرف مسلمان ہی جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فاجر شخص کے ذریعے اس دین کی حفاظت کرے گا۔"

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشرکین کے ساتھ نبرد آزما ہوئے۔ باہم قتال ہوا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اقامت گاہ پر اور مشرکین اپنے پڑاؤ کی طرف لوٹ آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر میں ایک شخص تھا جو ہر کافر کو نہ چھوڑتا تھا، بلکہ اس کا تعاقب کر کے اسے موت کے گھاٹ اتار دیتا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: "ہم میں سے کسی سے اتنا فائدہ نہیں پہنچا جتنا فائدہ اس شخص سے ہوا ہے۔" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "وہ جہنمی ہے۔" ایک صحابی نے کہا: "میں اس کے ساتھ ہی رہوں گا۔" اس نے کہا: "وہ شخص شدید زخمی ہو گیا۔ اس نے چاہا کہ اس کی موت جلد آجائے اس نے زمین پر تلوار رکھی اس کی دھار اپنے سینے کے وسط میں رکھی تلوار پر زور ڈالا اور خودکشی کر لی۔" وہ صحابی بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہو گئے۔ انہوں نے عرض کی:۔

اشھد انك رسول الله۔

آپ نے فرمایا: "اس کی کیا وجہ ہے؟" انہوں نے عرض کی: "وہ شخص جس کے بارے آپ نے ابھی فرمایا ہے کہ وہ جہنمی ہے لوگوں نے اسے گراں سمجھا۔ میں نے انہیں کہا: "میں تمہاری طرف سے اس کے ساتھ ہو جاتا ہوں۔" میں اس کے تعاقب میں نکلا وہ شدید زخمی ہو گیا۔ اس نے چاہا کہ اس کی موت جلد آجائے۔ اس نے تلوار زمین پر رکھی اس کی دھار سینے کے مابین رکھی اور زور لگایا اور خودکشی کر لی۔" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ایک شخص اہلِ جنت کے سے اعمال سرانجام دیتا رہتا ہے، حالانکہ وہ اہلِ آتش میں سے ہوتا ہے۔ ایک شخص بظاہر اہلِ آتش جیسے اعمال سرانجام دیتا رہتا ہے، حالانکہ وہ اہلِ جنت میں سے ہوتا ہے۔"

غزوۂ احد میں گزر چکا ہے کہ آپ نے قزمان کے متعلق فرمایا تھا: "وہ اہلِ نار میں سے ہے۔" اس نے خودکشی کر لی تھی۔

چوبیسواں باب

غزوۂ موتہ کے شہداء کے بارے خبر

امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''گمان کیا جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ ملائکہ کے ساتھ اڑتے ہوئے گزرے۔ وہ اسی طرح اڑ رہے تھے جیسے ملائکہ اڑ رہے تھے۔ ان کے دو پر تھے۔ گمان کیا جاتا ہے کہ حضرت یعلی بن منبہ اہلِ موتہ کی خبر لے کر بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا: ''اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتا دیتا ہوں اور اگر تم پسند کرو تو تم خود ہی مجھے بتا دو۔'' انہوں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ خود ہی بتا دیں، آپ نے انہیں میدانِ جنگ کے سارے حالات بتا دیے۔ انہوں نے عرض کی: ''مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے آپ نے اس معرکۂ حق و باطل کا ایک حرف بھی نہیں چھوڑا بلکہ اس کا تذکرہ کر دیا ہے۔ ان کا معاملہ ایسے ہی تھا جیسے آپ نے ذکر کیا ہے۔'' آپ نے فرمایا: ''رب تعالیٰ نے میرے لیے زمین کو اٹھا لیا تھا حتیٰ کہ میں نے ان کے معرکہ کا مشاہدہ کر لیا تھا۔''

امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید، جعفر اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کو بھیجا۔ جھنڈا حضرت زید رضی اللہ عنہ کو عطا کیا۔ یہ سارے حضرات قدسی اس معرکہ میں شہادت سے سرفراز کیے گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی خبر آنے سے قبل ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بتا دیا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''اب جھنڈا حضرت زید رضی اللہ عنہ نے تھام لیا ہے۔ انہوں نے جامِ شہادت نوش کر لیا ہے، پھر اسے حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے تھام لیا ہے۔ اب انہوں نے قبائے شہادت زیب تن کر رکھی تھی۔ اب علمِ اسلام حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے تھام لیا ہے۔ انہوں نے بھی شہادت کی خلعت زیبِ تن کر لی ہے۔'' پھر آپ کے حکم کے بغیر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اسلام کا علم تھام لیا۔ انہیں فتح نصیب ہو گئی۔''

پچیسواں باب

حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کے خط کے بارے آگاہی

ابن اسحاق اور بیہقی نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ مکرمہ کی طرف جانے کا عزم کر لیا تو حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے اہلِ مکہ کی طرف خط لکھا۔ انہیں بتایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر لشکر کشی کا

عزم کر لیا ہے۔انہوں نے وہ خط مزینہ کی ایک عورت کے سپرد کیا۔اس کے لیے انعام مقرر کیا،بشرطیکہ وہ اسے قریش تک پہنچا دے۔اس نے اسے اپنی چوٹی میں رکھا اور اس کو لے کر عازم سفر ہو گئی۔آپ پر آسمان سے وحی آ گئی۔جس میں حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کی اس حرکت کا تذکرہ تھا۔آپ نے حضرات علی المرتضیٰ اور زبیر بن عوام رضی اللہ عنہما کو بھیجا۔آپ نے فرمایا:''اس عورت کو جالو جس کے پاس حاطب کا خط ہے جو انہوں نے قریش کی طرف لکھا ہے تا کہ وہ محتاط ہو جائیں۔''

شیخان نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:''حضور سپہ سالارِ اعظم ﷺ نے مجھے زبیر اور حضرت مقداد کو بھیجا۔آپ نے فرمایا:''روانہ ہو جاؤ حتیٰ کہ تم روضہ خاخ پہنچ جاؤ۔وہاں ایک سوار عورت ہو گی اس کے پاس خط ہو گا۔وہ خط اس سے لے لو۔''ہم روانہ ہوئے۔ہمارے گھوڑے ہمیں اڑا لے جا رہے تھے،حتیٰ کہ ہم روضہ پہنچ گئے۔وہاں ہمیں ایک سوار عورت ملی۔ہم نے اسے کہا:''خط باہر نکال دے۔''اس نے کہا:''میرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔''ہم نے اسے کہا: ''ہمیں خط نکال دے ورنہ ہم تیری جامہ تلاشی لیں گے۔اس نے اپنی مینڈھیوں سے وہ خط نکال دیا۔ہم اسے لے کر بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہو گئے۔اس میں تھا:''حاطب بن بلتعہ کی طرف سے اہلِ مکہ کی طرف!انہوں نے اس میں حضور اکرم ﷺ کے بعض معاملات کی خبر دی تھی۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:''حاطب!یہ کیا ہے؟''انہوں نے عرض کی:''یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم!میرے بارے فیصلہ کرنے میں جلدی نہ کریں۔میں ایسا شخص ہوں جو قریش سے باہر سے ملا تھا۔میں ان کا حلیف تو تھا لیکن میرا ان کے ساتھ تعلق نہ تھا۔آپ کے ساتھ ایسے مہاجرین ہیں جن کے وہاں رشتہ دار ہیں جو اہل و مال کی حفاظت کرتے ہیں،کیونکہ میرا ان کے ساتھ کوئی نسبی تعلق نہیں ہے۔میں نے چاہا کہ میں ان پر احسان کر دوں جس کی وجہ سے وہ میرے رشتہ داروں کی حفاظت کریں۔میں نے یہ کام دین سے مرتد ہوتے ہوئے نہیں کیا میں اسلام کے بعد کفر پر راضی نہیں ہوں۔''حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:''انہوں نے تمہارے ساتھ سچ بولا ہے۔''حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی:''یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم!مجھے اجازت دیں۔میں ان کی گردن اڑا دوں۔''آپ نے فرمایا:''انہوں نے غزوۂ بدر میں شرکت کی ہے۔تمہیں کیا معلوم کہ شاید اللہ تعالیٰ نے ان مجاہدین پر جھانکا ہو جنہوں نے غزوۂ بدر میں شرکت کی ہو۔اس نے فرمایا:''تم جو چاہو کرو۔میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے۔''اللہ تعالیٰ نے یہ آیت طیبہ نازل کی:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ۭ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ ۤ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۤ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ ۭ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ① (الممتحنۃ:۱)

ترجمہ: اے ایمان والو!نہ بناؤ میرے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو اپنے جگری دوست تم تو اظہارِ محبت کرتے

ہو۔ان سے حالانکہ وہ انکار کرتے ہیں۔حق کا جو تمہارے پاس آیا ہے۔انہوں نے نکالا ہے۔رسول ﷺ کو اور تمہیں بھی محض اس لیے کہ تم ایمان لائے ہو۔اللہ پر جو تمہارا پروردگار ہے۔اگر تم جہاد کرنے نکلے ہو میری راہ میں اور میری رضا جوئی کے لیے تم بڑی راز داری سے ان کی طرف محبت کا پیغام بھیجتے ہو،حالانکہ میں جانتا ہوں جو تم نے چھپا رکھا ہے اور جو تم نے ظاہر کیا اور جو ایسا کرے تم میں سے تو وہ بھٹک گیا راہ راست سے۔

چھبیسواں باب

فتح مکہ کے روز انصار کی بات سے آگہی

امام مسلم،طیالسی اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"فتح مکہ کے روز انصار نے کہا:"ایک انسان کو کبھی اپنے شہر کی محبت آہی لیتی ہے۔قبیلے کی محبت آہی لیتی ہے۔"جب آپ پر وحی کا نزول ہوتا تو ہم پر مخفی نہ رہتا تھا۔جب وحی کا نزول ہوتا تو ہم میں سے کوئی ایک نظر اٹھا کر بھی آپ کی طرف نہ دیکھ سکتا تھا۔جب وحی کا نزول ہوا تو فرمایا: "اے انصار! تم نے کہا ہے کہ کبھی انسان کو اس کی بستی کی محبت آہی لیتی ہے۔اس کے قبیلے کی محبت آہی لیتی ہے۔ہرگز نہیں، پھر تو میرا نام کیا ہوگا؟ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ اور رسول ہوں۔میری حیات طیبہ تمہارے ساتھ ہے۔میرا وصال بھی تمہارے ساتھ ہوگا۔"سارے انصار رونے لگے۔انہوں نے کہا:"ہم نے یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محترم ﷺ کی محبت میں کہی ہے۔"آپ نے فرمایا:"اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول محترم ﷺ تمہاری تصدیق کرتے ہیں اور تمہارا عذر قبول کرتے ہیں۔"

ستائیسواں باب

عنقریب یہ چابی عثمان بن طلحہ کو ملے گی

ابن سعد نے حضرت عثمان بن طلحہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"ہجرت سے قبل مکہ مکرمہ میں میں نے حضور اکرم ﷺ سے ملاقات کی۔آپ نے مجھے اسلام کی طرف دعوت دی۔میں نے عرض کی:"محمد عربی! صلی اللہ علیک وسلم آپ پر تعجب! آپ کا گمان ہے کہ میں آپ کی اتباع کرلوں گا،حالانکہ آپ نے اپنی قوم کے دین کی مخالفت کی ہے۔آپ ایک نیا

دین لے کر آئے ہیں۔" ہم زمانہ جاہلیت میں سوموار اور جمعرات کے روز خانہ کعبہ کھولتے تھے۔ایک دن آپ تشریف لائے آپ خانہ کعبہ کے اندر لوگوں کے ساتھ تشریف لے جانا چاہتے تھے۔میں نے آپ پر شدت کی۔آپ سے انتقام لیا۔آپ نے میرے ساتھ حلم کا مظاہرہ کیا، پھر فرمایا: "عثمان! شاید کہ تم دیکھو کہ یہ چابی میرے ہاتھ میں ہوگی۔میں اسے اس جگہ رکھوں جہاں چاہوں گا۔" میں نے کہا: "قریش تو ہلاک ہو گئے۔وہ رسواء ہو گئے۔" آپ نے فرمایا: "نہیں! اس روز انہیں حیاتِ نو نصیب ہوگی۔انہیں حقیقی عزت ملے گی۔" آپ خانہ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے، لیکن آپ کی یہ بات میرے دل میں بیٹھ گئی۔میں نے گمان کیا کہ عنقریب معاملہ اسی طرح ہو جائے گا جیسے آپ فرما رہے ہیں۔میں نے اسلام قبول کرنے کا ارادہ کیا۔میری قوم نے مجھے سختی سے ڈانٹا۔فتح مکہ کے روز آپ نے مجھے فرمایا: "عثمان! چابی لے کر آؤ۔" میں چابی لے کر آپ کی خدمت میں آیا۔آپ نے مجھ سے چابی لی، پھر مجھے عطا کر دی، پھر فرمایا: "اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے لو۔یہ تم سے کوئی ظالم ہی لے گا۔جب میں جانے لگا تو آپ نے مجھے یاد فرمایا۔میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔آپ نے فرمایا: "کیا تم سے میں نے یہ بات کی نہ تھی۔" مجھے آپ کا مکہ مکرمہ میں وہ فرمان یاد آ گیا: "شاید کہ تم دیکھو کہ یہ چابی ایک دن میرے پاس ہوگی۔میں جہاں چاہوں گا۔اسے رکھوں گا۔" میں نے عرض کی: "میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔"

اٹھائیسواں باب

حضرت شیبہ بن عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے آگاہی

امام بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت شیبہ بن عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "میں حنین کے روز حضور سپہ سالارِ اعظم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ نکلا۔بخدا! میں اسلام لاتے ہوئے نہیں نکلا تھا، بلکہ میں بچاؤ کرتے ہوئے نکلا تھا کہ ہوازن قریش پر غالب نہ آ جائیں۔بخدا! میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑا تھا۔میں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں ابلق گھوڑے دیکھ رہا ہوں۔" آپ نے فرمایا: "شیبہ! انہیں صرف کافر دیکھ رہے ہیں۔" آپ نے اپنا دستِ اقدس میرے سینے پر پھیرا۔عرض کی: "مولا! شیبہ کو ہدایت عطا فرما۔" آپ نے تین بار اسی طرح کیا۔جب آپ نے تیسری بار اپنا دستِ اقدس میرے سینے سے اٹھایا تو آپ مجھے رب تعالیٰ کی ساری مخلوق سے پیارے ہو گئے۔

ابن سعد اور ابن عساکر نے ان سے ہی روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "جب آپ نے مکہ مکرمہ کو فتح کیا تو میں نے کہا: "بخدا! میں قریش کے ساتھ ہوازن کی طرف جاؤں گا، ممکن ہے جب یہ باہم نبرد آزما ہو جائیں تو میں محمد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دھوکہ سے شہید کر سکوں۔اس طرح میں آپ سے سارے قریش کا انتقام لے سکوں گا۔" میں نے کہا: "اگر سارا عرب و عجم بھی آپ کی

اتباع کر لے میں پھر بھی آپ کی اتباع نہیں کروں گا۔" میں جب سے نکلا میں اسی وقت سے موقع کی تلاش میں تھا۔ اس امر نے میرے نفس میں قوت کا ہی اضافہ کیا۔ لوگ باہم نبرد آزما ہو گئے۔ حضور اکرم ﷺ اپنی خچر سے نیچے تشریف لے آئے۔ میں آپ کے قریب گیا۔ میں نے تلوار اٹھائی، حتیٰ کہ قریب تھا کہ میں آپ پر حملہ کر دیتا۔ میرے لیے اچانک آگ کا شعلہ بلند ہوا جو کہ بجلی کی مانند تھا۔ قریب تھا وہ مجھے جلا دیتا۔ میں نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا۔ حضور ﷺ میری طرف توجہ فرما ہوئے۔ آپ نے فرمایا: "میرے قریب ہو جا۔" میں آپ کے قریب ہوا۔ آپ نے میرے سینے پر دستِ اقدس پھیرا عرض کی: "مولا! اسے شیطان سے پناہ عطا فرما۔" بخدا! اس وقت آپ مجھے میری سماعت، بصارت اور نفس سے محبوب ہو گئے۔ رب تعالیٰ نے میری ساری عداوت کو ختم کر دیا۔ آپ نے فرمایا: "شیبہ! جو رب تعالیٰ نے تمہارے ساتھ ارادہ کیا ہے۔ وہ اس ارادہ سے بہتر ہے جو تم نے اپنے نفس کے لیے کیا تھا۔" پھر آپ نے وہ سب کچھ بتا دیا جسے میں نے اپنے دل میں چھپایا ہوا تھا۔ میں نے عرض کی: اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و انك رسول اللہ۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرے لیے مغفرت طلب کریں۔" آپ نے فرمایا: "رب تعالیٰ تمہیں معاف کر دے۔"

انتیسواں باب

عیینہ بن حصن نے اہلِ طائف سے کیا کہا تھا؟

امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت عروہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضرت عیینہ بن حصن رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم ﷺ سے اجازت طلب کی کہ وہ اہلِ طائف کے پاس جائیں۔ ان سے بات چیت کریں شاید اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت عطا فرما دے۔" آپ نے انہیں اجازت مرحمت فرما دی۔ وہ ان کے پاس گئے اور کہا: "تم اپنی جگہ پر ڈٹے رہو۔ بخدا! ہم تو غلاموں سے بھی زیادہ ذلیل ہیں۔ میں تمہیں رب تعالیٰ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ اگر ان کے ساتھ کوئی حادثہ پیش آ گیا تو عرب دوبارہ عزت و طاقت حاصل کر لیں گے۔ تم اپنے قلعہ میں ٹھہرے رہو۔ ان کے ہاتھوں میں اپنے ہاتھ دینے سے بچو۔ ان درختوں کا کٹنا تم پر گراں نہ گزرے۔" پھر وہ واپس آ گئے۔ حضور رحمت عالم ﷺ نے ان سے پوچھا: "تم نے ان سے کیا کہا؟" انہوں نے عرض کی: "میں نے ان سے بات کی ہے۔ انہیں اسلام لانے کا حکم دیا ہے۔ انہیں اسلام کی طرف بلایا ہے۔ آگ سے ڈرایا ہے۔ جنت کی طرف ان کی راہ نمائی کی ہے۔" آپ نے فرمایا: "تم نے جھوٹ بولا ہے، بلکہ تم نے تو ان سے اس طرح اس طرح کہا ہے۔" انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ نے سچ کہا ہے۔ میں اس سے اللہ تعالیٰ کے ہاں اور آپ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔"

تیسواں باب

کسریٰ کے قتل کی خبر اسی روز دینا جس دن وہ قتل ہوا تھا

بزار اور ابونعیم نے حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ سے، ابونعیم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے، ابن سعد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، ابونعیم اور ابوسعد نے "شرف المصطفیٰ" میں، امام احمد، بزار، الطبرانی اور ابونعیم نے ابوبکرہ سے، دیلمی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی غیب داں ﷺ نے صنعاء کے بادشاہ کے قاصد سے کہا: "تم اپنے ساتھی کے پاس جاؤ اسے کہو: "آج رات میرے رب تعالیٰ نے تمہارے بادشاہ کو قتل کر دیا ہے۔" دوسرے الفاظ میں ہے: "باذان کے پاس جاؤ۔ اسے بتاؤ کہ میرا رب تعالیٰ نے آج رات کسریٰ کو قتل کر دیا ہے۔"

دوسری روایت میں ہے: "تم اپنے بادشاہ تک یہ پیغام پہنچا دو کہ آج رات میرے خداوند جہاں نے اس کے بادشاہ کو قتل کر دیا ہے، جبکہ رات کی سات ساعتیں گزر چکی تھیں۔ رب تعالیٰ نے اس پر اس کے بیٹے شیرویہ کو مسلط فرما دیا ہے۔ اس نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔" وہ باذان کے پاس یہ پیغام لے کر گئے۔ اس نے اور اس کے ان بیٹوں نے اسلام قبول کر لیا تھا جو یمن میں تھے۔"

دوسرے الفاظ میں ہے: "انہیں حضور اکرم شفیع الامم ﷺ نے بتایا کہ اللہ رب العزت نے کسریٰ کو قتل کر دیا ہے۔ اس نے اس پر اس کے بیٹے شیرویہ کو مسلط کر دیا تھا۔ اس وقت فلاں رات اور فلاں مہینہ تھا رات کا اتنا حصہ گزر چکا تھا۔ اسے کہو: "میرا دین اور میری سلطنت عنقریب وہاں تک پہنچے گی جہاں تک کسریٰ کا ملک تھا۔" اسے کہنا: "اگر تم اسلام لے آؤ تو میں تمہیں وہ علاقہ دے دوں گا جو تمہارے زیرنگیں ہے۔" وہ باذان کے پاس آئے، اسے بتایا۔ حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "پھر یہ خبر آگئی کہ کسریٰ کو اسی رات قتل کر دیا گیا تھا۔"

ایک اور روایت میں ہے: "باذان نے کہا: "بخدا! یہ کسی بادشاہ کا کلام نہیں۔ ہم انتظار کریں گے کہ وہ سچ ہے جو کچھ انہوں نے کہا ہے۔ کچھ ہی مدت کے بعد ان تک شیرویہ کا یہ خط آگیا "امابعد! میں نے کسریٰ کو قتل کر دیا ہے۔ آج کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہے۔ میں نے قیصر کو قتل کر دیا ہے۔ آج کے بعد کوئی قیصر نہیں ہے۔" اس نے وہ ساعت لکھ لی جس کے متعلق اس سے یہ بات کی گئی تھی۔ اس نے وہ دن اور وہ مہینہ بھی لکھ لیا کسریٰ کو قتل کر دیا گیا تھا اور قیصر مر گیا تھا۔

اکتیسواں باب

آپ ﷺ نے بتایا کہ لوگ شراب کا نام تبدیل کر دیں گے

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور النسائی نے ایک صحابی سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "میری امت میں سے کچھ لوگ شراب پئیں گے۔ وہ اس کا نام تبدیل کر کے کوئی اور نام رکھ لیں گے۔"

امام احمد نے (اس کی سند میں کوئی حرج نہیں) ابن ماجہ، ابن منیع، ابن ابی عاصم، نسائی اور ضیاء نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "میری امت کا ایک گروہ شراب کو حلال سمجھے گا۔ وہ اس کا نام تبدیل کر دے گا۔"

ابن عساکر نے حضرت ابن کیسان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "میرے بعد میری امت شراب پیے گی۔ وہ اس کا نام تبدیل کر لیں گے۔ ان کے امراء اس پر ان کے مددگار ہوں گے۔"

ابن ماجہ، الطبرانی نے الکبیر میں، ابونعیم نے الحلیہ میں، ضیاء نے مختارہ میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "زیادہ دن اور راتیں نہ گزریں گی حتیٰ کہ میری امت کا ایک گروہ شراب پینے لگے گا۔ وہ اس کا نام تبدیل کر دیں گے۔"

عبدالرزاق نے حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے مرسل روایت کیا ہے کہ حضور دانائے سبل ﷺ نے فرمایا: "میری امت کا ایک گروہ شراب پیے گا۔ وہ اس کا نام تبدیل کر دیں گے۔"

بتیسواں باب

آخری زمانہ میں اذان احمق دیں گے سردار اس سے پہلوتہی کریں گے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "امام ضامن ہے موذن امین ہے۔" ایک شخص نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ ہم کو اس حالت پر چھوڑ رہے ہیں کہ ہم اذان دینے کے لیے مقابلہ کرتے ہیں۔" آپ نے فرمایا: "ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا کہ لوگوں کے احمق ان کے موذن ہوں گے۔"

اس روایت کو ابوالطاہر السلفی نے اپنے بعض اجزاء میں ذکر کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے: "اس روایت میں ابوحمزہ محمد

بن میمون سمرقندی جو کہ ابن السکوی کے نام سے معروف ہیں منفرد ہیں یہ مشرق کے علماء میں سے آئمہ میں سے ہیں۔ان کی عدالت اور امانت پر اتفاق ہے۔اس میں واضح دلالت ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مختص فرمایا ہے کہ آپ کے بعد کون سے حوادث رونما ہوں گے۔"

الحافظ ابو نعیم نے لکھا ہے:"یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات میں سے ہیں۔ہم ایک جماعت کو دیکھتے ہیں۔رب تعالیٰ اسے رسواء کرے۔ان کی ہوشیاری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ انہیں رسواء کرے۔ہم میں سے کچھ مؤذن ایسے ہیں جو اذان کے لیے باہم مقابلہ کرتے ہیں۔وہ دلچسپی اور روزگار کے لیے ایک دوسرے پر حسد کرتے ہیں،لیکن فصحاء اور امناء اذان دینے سے پہلو تہی کرتے ہیں۔"

تینتیسواں باب

حکومت عنقریب حمیر میں چلی جائے گی

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے ذومخمر سے،امام احمد اور نعیم بن حماد نے "الفتن" میں جبکہ امام بغوی نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے ذومخمر سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"یہ امر (سلطنت) حمیر میں تھی۔رب تعالیٰ نے اسے ان سے چھین لیا۔اسے قریش میں رکھ دیا۔عنقریب یہ انہی کی طرف لوٹ جائے گا۔"

چونتیسواں باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا کہ آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کوئی بھی ہجرت سے ایک سو سال کے بعد بہ حیات نہ رہے گا

ابن حبان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"تم مجھ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہو۔مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست تصرف میں میری جان ہے کہ روئے زمین پر آج جو بھی سانس لینے والا (آدمی) ہے وہ ایک سو سال کے بعد زندہ نہ رہے گا۔"

امام احمد، امام مسلم، ابوعوانہ، ابن حبان اور حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم مجھ سے قیامت کے متعلق پوچھ رہے ہو۔ اس کا علم تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ میں قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ آج سے ایک سو سال بعد آج سانس لینے والوں میں سے کوئی بھی زندہ نہ ہوگا۔"

امام مسلم اور ابن حبان نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سو سال نہ گزرنے پائیں گے۔ روئے زمین پر ان سانس لینے والوں میں سے کوئی بھی زندہ نہ ہوگا۔"

الطبرانی نے الکبیر میں، حاکم، ابن عساکر، حسن بن سفیان، ابن شاہین اور ابن قانع نے حضرت سفیان بن وھب الخولانی سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایک سو سال نہ گزرے گا مگر روئے زمین پر ان افراد میں سے ایک بھی زندہ نہ رہے گا جو آج سانس لے رہے ہیں۔"

پینتیسواں باب

عورت کو کولہوں سے پکڑنے والے کی گرفت کرنا

ابن ابی شیبہ نے ثقہ راویوں سے حضرت ابوشہم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں مدینہ طیبہ آیا میرے پاس سے ایک عورت گزری۔ میں نے اسے کولہوں سے پکڑ لیا۔ وقت صبح لوگ آپ کی بیعت کرنے لگے۔ میں آپ کی خدمت میں آیا، مگر آپ نے مجھے بیعت نہ کیا۔ آپ نے فرمایا: "تم کل کھینچنے والے تھے۔" میں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں دوبارہ ایسی حرکت نہ کروں گا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم!" آپ نے مجھے بیعت کر لیا۔"

چھتیسواں باب

دجال کے حالات سے آگاہ فرمانا

حمیدی نے بنوحنیفہ کے ایک شخص سے روایت کیا ہے۔ اس نے کہا: "مجھ سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "کیا تو دجال کو جانتا ہے؟" میں نے عرض کی: "ہاں!" انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: "آگ میں اس کی داڑھ کوہِ احد سے بڑی ہوگی۔" اس نے اسلام قبول کیا تھا، پھر مرتد ہوگیا۔ وہ مسیلمہ کے ساتھ مل گیا تھا۔ اس نے کہا: "دو

مینڈھے باہر لڑنے لگے۔ مجھے پسند ہے کہ میرا مینڈھا غالب آجائے۔"

سینتیسواں باب

اس امت میں باہمی لڑائی ہوگی

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ادا کی۔ اس میں نماز کو لمبا کیا۔ جب آپ فارغ ہوئے تو ہم نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ نے آج نماز کو طویل فرمایا ہے۔" آپ نے فرمایا: "میں نے آج رغبت اور خوف سے نماز پڑھی ہے۔ میں نے اپنے رب تعالیٰ سے تین دعائیں کی ہیں۔ اس نے دو دعائیں قبول فرمالیں اور ایک دعا کو قبول نہ فرمایا۔ میں نے اس سے التجا کی: "ان کے علاوہ دوسرا دشمن ان پر غالب نہ آئے۔" اس نے اسے شرفِ قبولیت بخشا۔ میں نے عرض کی: "وہ انہیں غرق کر کے ہلاک نہ کرے۔" اس نے اس دعا کو بھی شرف قبولیت عطا کیا۔" میں نے عرض کی: "وہ آپس میں نہ لڑیں جھگڑیں۔" مگر اسے شرفِ قبولیت نہ مل سکا۔"

اڑتیسواں باب

اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ زمانہ قریب ہو جائے گا

امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ علم کو اٹھالیا جائے گا۔ زلزلے کثیر ہوں گے۔ زمانہ قریب ہو جائے گا۔ فتنوں کا ظہور ہوگا۔ کثیر قتل ہوگا مال تم میں کثیر ہو جائے گا اور اس کی فراوانی ہو جائے گی۔

انتالیسواں باب

حضرت عبداللہ بن بشر رضی اللہ عنہ ایک سو سال زندہ رہیں گے

امام بخاری نے تاریخ صغیرہ میں روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبداللہ ابن البسر سے فرمایا: "یہ لڑکا ایک سو سال تک زندہ رہے گا۔" انہوں نے ایک سو سال عمر پائی۔"

ان حوادث کے بارے خبر جن کے متعلق آپ نے فرمایا تھا کہ وہ اس طرح رونما ہوں گے

پہلا باب

آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور امت کے لیے دنیا کھول دی جائے گی ان کے لیے غالیچے ہوں گے وہ باہم حسد کریں گے اور ایک دوسرے کو قتل کریں گے

امام احمد اور مسلم نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ نے فرمایا: "عنقریب تمہارے لیے زمینیں فتح کر دی جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ تمہاری کفایت کرے گا۔ تم میں سے کسی ایک کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنی تیر اندازی سے غفلت کرے۔"

امام مسلم نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "دنیا شیریں اور سبز و شاداب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں تمہیں جانشین مقرر کیا ہے تاکہ وہ دیکھے کہ تم کیسے اعمال سر انجام دیتے ہو، تم دنیا سے بچو۔ عورتوں سے بچو، بنو اسرائیل میں پہلا فتنہ عورتوں میں ہی رونما ہوا تھا۔"

شیخان نے حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سید المرسلین ﷺ نے ارشاد فرمایا: "بخدا! مجھے تم سے فقر کا اندیشہ نہیں ہے، لیکن تمہارے بارے یہ خدشہ ضرور ہے کہ تمہارے لیے دنیا کو وسعت دی جائے گی۔ جیسے ان لوگوں کے لیے اسے وسیع کر دیا گیا جو تم سے پہلے تھے، تم دنیا میں اسی طرح مقابلہ کرو گے جیسے انہوں نے مقابلہ کیا تھا یہ تمہیں اسی طرح غافل کر دے گی جیسے اس نے انہیں غافل کر دیا تھا۔"

شیخان نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "کیا تمہارے پاس غالیچے ہیں؟" ہم نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہمارے پاس غالیچے کہاں سے آئے؟" آپ نے فرمایا: "عنقریب تمہارے لیے غالیچے ہوں گے۔" "میں آج اپنی زوجہ سے کہتا ہوں کہ اپنے غالیچے مجھ سے دور لے جا" وہ کہتی ہے "کیا حضور اکرم

ﷺ نے فرمایا نہیں تھا "میرے بعد عنقریب تمہارے لیے خالیچے ہوں گے۔"

امام احمد، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے حضرت طلحہ نضری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "شاید وہ زمانہ پاؤ کہ وقت شام ایک کے پاس ایک پیالہ لایا جائے گا اور وقت صبح اس کے پاس دوسرا پیالہ لایا جائے گا۔ تم خانہ کعبہ کے پردوں کی مانند کپڑے پہنو گے۔" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا ہم آج بہتر ہیں یا اس روز بہتر ہوں گے؟" آپ نے فرمایا: "تم آج بہتر ہو۔ آج تم باہم محبت کرتے ہو۔ اس روز تم باہمی بغض رکھو گے۔ تم ایک دوسرے کی گردنیں اڑاؤ گے۔"

ابونعیم نے الحلیہ میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مرسل روایت کیا ہے کہ حضور اکرم سراپا کرم ﷺ نے فرمایا: "عنقریب میری امت کے لیے اس کے مشرق و مغرب کو فتح کر لیا جائے گا۔ خبردار! اس کے عمال (حکمران) آگ میں ہوں گے سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ سے ڈر گیا، اور اس نے امانت ادا کی۔" الطبرانی نے الکبیر میں حضرت وحشی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "شاید میرے بعد تمہارے لیے بڑے بڑے شہروں کو فتح کرا دیا جائے گا تم ان کے بازاروں میں محافل سجاؤ گے۔ جب کیفیت یہ ہو تو سلام کا جواب دینا۔ اپنی نگاہیں نیچے رکھنا۔ اندھوں کی راہ نمائی کرنا اور مظلوم کی مدد کرنا۔"

امام بغوی نے حضرت طلحہ بن عبداللہ بصری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "عنقریب تم ایک زمانہ پاؤ گے جو تم میں سے یہ زمانہ پائے گا وہ خانہ کعبہ کے پردوں کی مانند کپڑے پہنے گا۔ وقت صبح ایک پیالہ اور وقت شام ایک پیالہ اس کی خدمت میں پیش کیا جائے گا۔"

امام ترمذی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "جب میری امت اکڑ اکڑ کر چلے گی فارس و روم کے بیٹے اس کے خدمت گزار ہوں گے۔ رب تعالیٰ ان کے مابین جنگ و جدل کو لوٹا دے گا۔ ان کے شریر ان کے عمدہ لوگوں پر مسلط ہو جائیں گے۔"

دوسرا باب

الحیرہ اور فارس کی فتح کی بشارت

ابونعیم اور بیہقی نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے اس کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "مشہور یہ ہے کہ یہ روایت خریم بن اوس سے مروی ہے۔ اس روایت کو ابن قانع نے "معجم الصحابہ" میں، امام

بخاری نے تاریخ میں، الطبرانی اور البیہقی نے روایت کیا ہے کہ حضور شفیع المذنبین ﷺ نے فرمایا: "میرے سامنے الحیرہ کو پیش کیا گیا۔ وہ کتوں کے جبڑوں کی مانند تھا۔ عنقریب تم اسے فتح کرلو گے۔" ایک شخص اٹھا۔ اس نے عرض کی: "بنت نفیلہ مجھے عطا کردیں۔" آپ نے فرمایا: "وہ تمہاری ہوگی۔" جب الحیرہ کو فتح کردیا گیا تو بنت نفیلہ اسے دے دی گئی۔ اس کا باپ اس کے پاس آیا۔ اس نے کہا: "کیا بنت نفیلہ کو بیچو گے؟" میں نے کہا: "ہاں!" اس نے پوچھا: "کیا لو گے؟" اس نے کہا: "ایک ہزار دراہم۔" اس کے باپ نے کہا: "اگر تم اس کے تیس ہزار دراہم مانگتے میں پھر بھی دینے کے لیے تیار ہوجاتا۔" اس شخص نے کہا: "کیا تعداد ایک ہزار سے زائد ہوتی ہے؟"

الطبرانی نے الکبیر میں ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ "میرے لیے الحیرہ کو پیش کیا گیا۔ وہ کتوں کے جبڑوں کی طرح تھے۔ عنقریب تم انہیں فتح کرلو گے۔"

الطبرانی، بیہقی اور ابونعیم نے حضرت خریم بن اوس بن حارثہ بن لام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ کی طرف اس وقت ہجرت کی جب آپ غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے تھے۔ آپ نے فرمایا: "یہ الحیرۃ البیضاء ہے۔ اسے میرے لیے بلند کیا گیا ہے۔ یہ شہباء بنت نفیلہ از دیہ ہے جو شہباء خچر پر سوار ہے۔ اس نے سیاہ دوپٹہ اوڑھ رکھا ہے۔" میں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اگر ہم الحیرہ جائیں اور اس عورت کو اسی طرح پائیں جیسے آپ نے فرمایا ہے تو وہ میری ہوگی۔" آپ نے فرمایا: "وہ تمہاری ہوگی۔" جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا۔ ہم مسیلمہ کذاب سے فارغ ہوئے۔ ہم نے الحیرہ کی طرف توجہ کی۔ شہر میں داخل ہوتے وقت ہم نے سب سے پہلے شہباء بنت نفیلہ سے ملاقات کی جیسے کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا "وہ شہباء خچر پر سوار ہوگی۔ اس نے سیاہ دوپٹہ اوڑھ رکھا ہوگا۔" میں اس کے ساتھ معلق ہوگیا۔ میں نے کہا: "یہ میری ہے۔ مجھے حضور اکرم ﷺ نے اسے ہبہ کیا تھا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مجھ سے گواہیاں طلب کیں۔ میں نے گواہ آپ کی خدمت میں پیش کردیے۔ گواہ محمد بن مسلمہ اور محمد بن بشیر انصاری رضی اللہ عنہما تھے۔ انہوں نے وہ عورت میرے سپرد کردی۔ اس کا بھائی اس کے پاس آیا۔ وہ صلح کرنے کا خواہاں تھا۔ اس نے کہا: "آؤ! اسے مجھے فروخت کردو۔" میں نے کہا: "میں اس کی قیمت دس سو دراہم سے کم نہ لوں گا۔" اس نے مجھے ایک ہزار دراہم دے دیے۔ مجھے بتایا گیا: "اگر تم مجھے ایک لاکھ دراہم کہتے میں پھر بھی تمہیں دینے کے لیے تیار ہوجاتا۔" میں نے کہا: "میرا خیال نہ تھا کہ گنتی ایک ہزار سے زیادہ ہوتی ہے۔" دوسری روایت میں ہے کہ اس کا باپ آیا۔ اس نے کہا: "کیا تم اسے فروخت کرو گے۔" انہوں نے کہا: "کتنے دراہم میں؟" حضرت خریم رضی اللہ عنہ نے کہا: "ایک ہزار دراہم میں۔" اس نے کہا: "اگر تم مجھ سے تیس ہزار دراہم مانگتے تو ان سے بھی اسے لے لیتا۔" حضرت خریم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "کیا گنتی اس سے زائد بھی ہوتی ہے۔"

تیسرا باب

یمن، شام اور عراق کی فتح کی بشارت

ابن عساکر نے ایک صحابی سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "عنقریب تمہارے لیے شام کو فتح کر دیا جائے گا۔ تم ایک شہر پہنچو گے جسے دمشق کہا جائے گا۔ وہ شام کے سارے شہروں سے بہترین ہوگا۔ یہ جنگوں میں مسلمانوں کی پناہ گاہ ہے۔ اس کا فسطاط شہر اس زمین میں ہوگا جسے الغوطہ کہا جاتا ہے۔ دجال سے ان کی پناہ گاہ بیت المقدس ہوگا جبکہ یاجوج اور ماجوج سے ان کی پناہ گاہ طور ہوگا۔"

الطبرانی نے الکبیر میں اور ابن عساکر نے محمد بن عبدالرحمان بن شداد بن اوس سے وہ اپنے والد اور دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "خبردار! شام اور بیت المقدس کو تمہارے لیے فتح کر دیا جائے گا۔ ان شاء اللہ! تم اور تمہارے بعد تمہاری اولاد ان کی ائمہ ہوگی۔ ان شاء اللہ۔"

شیخان، امام مالک عبدالرزاق، ابن خزیمہ، ابن حبان نے حضرت سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "یمن فتح ہو جائے گا۔ ایک قوم اونٹوں کو ہانکتے ہوئے نکلے گی۔ وہ اپنے اہل خانہ اور اطاعت گزاروں کو بھی اونٹوں پر سوار کرے گی، لیکن مدینہ منورہ ہی ان کے لیے بہتر ہوگا۔ کاش! وہ جان لیتے۔ شام فتح ہوگا۔ ایک قوم اونٹوں کو ہانکتے ہوئے نکلے گی۔ وہ اپنے اہل خانہ اور خدام کو اونٹوں پر سوار کرے گی۔ مدینہ طیبہ ہی ان کے لیے بہتر ہے کاش! وہ جان لیتے عراق فتح ہوگا۔ ایک قوم اپنے اونٹوں کو ہانکتے ہوئے نکلے گی وہ اپنے اہل اور خدام کو اونٹوں پر سوار کرلے گی۔ مدینہ منورہ ہی ان کے لیے بہتر ہے۔ کاش! وہ جان لیتے۔"

امام احمد نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "عنقریب تم شام کی طرف جاؤ گے۔ اسے تمہارے لیے فتح کر لیا جائے گا۔ تمہیں ایک بیماری آلے گی جو پھوڑے یا پھنسی کی مانند ہوگی۔ یہ پھوڑا یا پھنسی انسان کے نرم حصے پر نکلے گا رب تعالیٰ اس کے ذریعے اہل ایمان کے سروں پر شہادت کا تاج سجائے گا اور ان کے اعمال کو پاکیزہ کر دے گا۔"

الطبرانی نے "الکبیر" میں حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور فاتح اعظم ﷺ نے فرمایا: "لوگ مجاہدین میں بھرتی ہو جائیں گے۔ ایک لشکر یمن کی طرف، دوسرا شام کی طرف، تیسرا مشرق کی طرف اور چوتھا مغرب کی طرف چلا جائے گا۔ تم شام چلے جانا یہ رب تعالیٰ کا چیدہ شہر ہے تاکہ اس کے برگزیدہ بندے اس کی طرف آئیں۔ تم شام

چلے جانا رب تعالیٰ نے شام اور اس کے باشندوں کی کفالت کا ذمہ لیا ہے جو انکار کرے وہ یمن کی طرف چلا جائے۔"

الطبرانی نے الکبیر میں اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سپہ سالار اعظم ﷺ نے فرمایا: "تمہیں بشارت ہو۔ بخدا! مجھے کسی چیز کی قلت سے زیادہ اس کی کثرت سے تمہارے بارے خدشہ ہے۔ بخدا! یہ معاملہ تم میں اسی طرح رہے گا حتیٰ کہ ایران تمہارے لیے فتح ہو جائے گا۔ روم اور حمیر کی سرزمین فتح ہو جائے گی۔ تین لشکر ہوں گے۔ ایک لشکر شام میں، دوسرا عراق میں اور تیسرا یمن میں ہوگا حتیٰ کہ ایک شخص کو ایک سو دیے جائیں گے۔ وہ ان پر ناراض ہوگا۔" آپ سے عرض کی گئی: ہم شام کو روم کے ساتھ فتح کرنے کی کب استطاعت رکھیں گے، حالانکہ وہاں تو بڑے بڑے سردار ہیں۔" آپ نے فرمایا: "بخدا! رب تعالیٰ انہیں تمہارے لیے فتح فرمائے گا۔ تمہیں وہاں جانشین مقرر فرما دے گا حتیٰ کہ ایک گروہ آئے گا۔ اس نے سفید قمیص پہن رکھی ہوں گی۔ اس کی گدیوں کے حلق ہوئے ہوں گے۔ ان کی گردنیں تم میں سے سیاہ فام شخص کے لیے کھڑی ہوں گی۔ وہ انہیں جس چیز کا حکم دے گا وہ اسے سرانجام دیں گے آج وہاں ایسے افراد ہیں جن کی نظروں میں تم ان چچڑیوں سے بھی زیادہ حقیر ہو جو اونٹوں کی سرینوں میں ہوتی ہیں۔" حضرت عبداللہ بن حوالہ نے عرض کی: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اگر مجھے یہ صورت حال پیش آجائے تو آپ میرے لیے کسے پسند فرمائیں گے۔" آپ نے فرمایا: "میں تمہارے لیے شام کو پسند کرتا ہوں۔ یہ شہروں میں سے رب تعالیٰ کا چیدہ شہر ہے۔ وہ اسی کی طرف اپنے برگزیدہ بندوں کو جمع کرے گا۔ اے اہل یمن شام کو لازم پکڑو۔ رب تعالیٰ کی چیدہ سرزمین شام ہے۔ جو انکار کرے اسے یمن کے میدان کی طرف جانے میں جلدی کرنی چاہیے۔ رب تعالیٰ نے میرے لیے اہلِ شام اور شام کے لیے ذمہ لیا ہے۔"

ابن ابی حاتم اور خلیلی نے فضائل قزوین میں، الرافعی نے اپنی تاریخ میں بشیر بن سلمان الکوفی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے اسے مرسل روایت کیا ہے۔ خطیب بغدادی نے فضائل قزوین میں حضرت بشیر بن سلمان رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے ابوسریٰ سے اور انہوں نے اس شخص سے روایت کیا ہے جسے وہ بھول گئے تھے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "قزوین پر جہاد کرو۔ یہ جنت کے بلند دروازوں میں سے ہے۔" اسے ابوزرعہ سے مسند روایت کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا: "قزوین کے بارے میں اس سے اصح روایت اور کوئی نہیں۔" خلیل بن عبدالجبار نے فضائل الرافعی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "سرحدوں میں سے افضل زمین جسے فتح کیا جائے گا، وہ قزوین ہے۔ جس نے وہاں حصولِ ثواب کے لیے ایک رات بسر کی تو اسے شہادت کی مدت نصیب ہوگی۔ وہ زمرۂ انبیاء علیہم السلام میں صدیقین کے ساتھ اٹھے گا حتیٰ کہ وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔"

چوتھا باب

بیت المقدس کی فتح کی بشارت

امام بخاری اور حاکم نے حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیام قیامت سے قبل میں چھ علامات شمار کرتا ہوں (۱) میرا وصال (۲) بیت المقدس کی فتح (۳) دو موتیں جو تم میں اس طرح آئیں گی جیسے بکریوں کو قعاص کا مرض لگ جاتا ہے۔(۴) پھر مال کی اتنی کثرت ہوگی کہ اگر ایک شخص کو ایک سو دینار بھی دیے جائیں گے وہ ناراض ہو جائے گا۔(۵) پھر ایک فتنہ آئے گا جو عرب کے ہر گھر میں داخل ہو جائے گا۔ (۶) پھر تم میں اور بنو اصغر میں صلح ہوگی وہ دھوکہ کریں گے۔وہ تمہارے پاس اسی جھنڈوں کے ساتھ آئیں گے، ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار کا لشکر ہوگا۔"

ابن ابی شیبہ، امام احمد اور الطبرانی نے الکبیر میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "حضور شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "چھ امور قیامت کی نشانیوں میں سے ہیں (۱) میرا وصال (۲) بیت المقدس کی فتح (۳) ایک شخص کو ایک سو دینار دیے جائیں گے تو وہ ان کی وجہ سے ناراض ہوگا (۴) ایک فتنہ جس کی گرمی ہر مسلمان کے گھر میں داخل ہوگی (۵) موت۔ جو لوگوں میں بکریوں کے قعاص (مرض) کی مانند ہوگی۔(۶) اہل روم دھوکہ کریں گے۔وہ اسی جھنڈے لے کر آئیں گے ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار کا لشکر ہوگا۔"

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اس امر کی ابتداء نبوت اور رحمت ہے پھر خلافت اور رحمت ہوگی، پھر ملوکیت اور رحمت ہوگی پھر امارت اور رحمت ہوگی پھر اس حمیر کی طرح کٹاؤ ہوگا۔تم جہاد کو لازم پکڑنا۔تمہارا افضل جہاد راہِ خدا کے لیے گھوڑا باندھنا ہے اور تمہارا افضل رباط عسقلان ہے۔

پانچواں باب

فتحِ مصر کی بشارت

امام بغوی، الطبرانی، حاکم اور ابن عبد الحکم نے فتوح مصر میں حضرت لیث رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے۔اس کے آخر میں ہے۔"حضرت لیث نے فرمایا:"میں نے حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ سے پوچھا:"ان کا رشتہ کیا ہے؟" انہوں نے فرمایا:

"حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا تعلق ان کے ساتھ تھا۔" اس روایت کو ابن عیینہ، ابن اسحاق اور ابو شیخ کی سند سے روایت کیا گیا ہے۔ یہ صحیح روایت ہے۔ اسے الطبرانی نے الکبیر میں اور بیہقی اور ابو نعیم نے روایت کیا ہے انہوں نے اس کو دلائل النبوۃ میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سپہ سالار اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب تم مصر فتح کرلو تو قبطیوں کے ساتھ بھلائی سے پیش آنا ان کے لیے عہد اور ان کے ساتھ رشتہ داری ہے۔"

ابن عساکر نے حضرت عمرو بن عبد الحکم سے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ عنقریب تمہارے لیے مصر کو فتح فرمائے گا۔ وہاں کے قبطیوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا ان کے ساتھ تمہاری سسرالی رشتہ داری اور عہد ہے۔"

امام مسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "عنقریب مصر فتح ہوگا۔ اسی زمین میں قیراط کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ وہاں کے باشندوں کے ساتھ بھلائی سے پیش آنا ان کے ساتھ عہد اور ان کے ساتھ رشتہ داری ہے۔"

ابن عبد الحکم اور محمد بن ربیع نے اپنی کتاب "من دخل مصر من الصحابة رضی اللہ عنہم" بیہقی نے الدلائل میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تم عنقریب ایسی سرزمین کو فتح کرو گے جس میں قیراط کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ وہاں کے باشندوں کے ساتھ بھلائی سے پیش آنا۔ ان کے لیے عہد اور رشتہ داری ہے۔ جب تم دیکھو کہ لوگ ایک اینٹ کی جگہ کے لیے باہم لڑ رہے ہیں تو وہاں سے نکل جاؤ۔" حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ربیعہ اور عبد الرحمان بن شرحبیل کے پاس سے گزرے۔ وہ ایک اینٹ کی جگہ پر لڑ رہے تھے۔ وہ وہاں سے نکل گئے۔"

الطبرانی نے الکبیر میں اور ابو نعیم نے دلائل النبوۃ میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے وصال کے وقت وصیت فرمائی۔ فرمایا: "اللہ، اللہ، مصر کے قبطیوں کے بارے اللہ تعالیٰ سے ڈرنا، عنقریب تم ان پر غالب آجاؤ گے۔ وہ تمہارے لیے راہِ خدا میں تمہارے معاون اور مددگار ثابت ہوں گے۔" ابو یعلی نے اپنی مسند میں۔ ابن عبد الحکم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابو عبد الرحمان الحبلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے کہ حضور اکرم، سراپا کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تم عنقریب ایسی قوم کے پاس جاؤ گے جن کے سر کے بال گھنگھریالے ہوں گے۔ ان کے ساتھ بھلائی سے پیش آنا۔ وہ تمہارے لیے قوت ثابت ہوں گے۔ تمہارے لیے دشمن تک پہنچنے کا ذریعہ ہوں گے۔" یعنی مصر کے قبطی۔

ابن عبد الحکم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے، ابو یعلی نے تاریخ مصر میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: "جب تمہیں اللہ تعالیٰ مصر فتح کرائے تو وہاں سے بھاری بھرکم فوج تیار کرنا۔ وہ لشکر روئے زمین کے سارے لشکروں سے بہتر ہے۔" سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: "یارسول

اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اس کی کیا وجہ ہے؟" آپ نے فرمایا: "کیونکہ وہ روزِ حشر تک رباط ہے۔"

تنبیہات

1. بہت سے لوگوں کی زبانوں پر مشہور ہے کہ رب تعالیٰ کے اس فرمان:

سَاُورِيْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ﴿۱۴۵﴾ (اعراف: ۱۴۵)

ترجمہ: عنقریب میں دکھاؤں گا تمہیں نافرمانوں کا گھر۔

میں دار الفاسقین سے مراد مصر ہے، لیکن ابن صلاح نے اس پر نص قائم کی ہے کہ یہ غلط ہے اس میں لفظی غلطی ہے۔ مجاہد وغیرہ دیگر مفسرین سے روایت ہے کہ یہ اصل لفظ "مَصِيْرُهُمْ" ہے۔ جو غلطی سے مصر لکھا گیا ہے۔

2. ابن عبد البر نے لکھا ہے کہ ان کی سسرالی رشتہ داری یہ تھی کہ حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کا تعلق ان کے ساتھ تھا۔ ان کے ساتھ نسبی تعلق یہ تھا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ماجدہ نے ان سے ہجرت فرمائی تھی۔ ام العرب ایک بستی تھی جو مصر میں الفرما کے سامنے تھے۔ حضرت یزید بن ابی حبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی بستی "باق" ہے جو ام دُنین کے پاس ہے۔"

3. الطبرانی نے جو یہ روایت ذکر کی ہے کہ حضرت رباح اللخمی رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "عنقریب تمہارے لیے مصر فتح ہوگا۔ اس کی بھلائی کی تم جستجو کرو لیکن وہاں گھر نہ بناؤ۔ اس کی طرف اسے لایا جاتا ہے جس کی عمر لوگوں میں سے سب سے کم ہوتی ہے۔" الشیخ نے لکھا ہے "اس کی سند میں مطہر بن الہیثم ہے ابوسعید بن یونس نے اس کے متعلق لکھا ہے کہ یہ متروک الحدیث ہے۔ یہ حدیث بہت زیادہ منکر ہے۔" ابن جوزی نے اس کا تذکرہ "الموضوعات" میں کیا ہے۔

4. ابن عبد الحکم نے یزید بن حبیب سے روایت کیا ہے کہ مقوقس نے آپ کی خدمت میں "بنہا" کی شہد بھیجی آپ نے اس کے لیے برکت کی دعا مانگی۔ الشیخ نے لکھا ہے کہ یہ روایت مرسل اور حسن الاسناد ہے۔

امام احمد، امام مسلم، ابوعوانہ اور ابن حبان نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "عنقریب تمہارے لیے مصر فتح ہوگا۔ اس سرزمین پر القیراط کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ اس کے باشندوں کے ساتھ بھلائی سے پیش آنا (اس کے باشندوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا) ان کے لیے عہد اور رشتہ داری ہے جب تم دیکھو کہ دو افراد اینٹ کی جگہ پر لڑ رہے ہیں تو وہاں سے نکل آنا۔"

41

چھٹا باب

سمندر میں سفر کرنے والے مجاہدین کے بارے میں بتانا اور حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا ان میں سے ہوں گی

شیخان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے جاتے تھے۔ وہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں۔ ایک دن آپ ان کے پاس تشریف لے گئے۔ انہوں نے آپ کو کھانا پیش کیا، پھر بیٹھ کر آپ کے سر اقدس میں انگلیاں پھیرنے لگیں۔ آپ سو گئے پھر مسکراتے ہوئے اٹھے۔ انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ کیوں تبسم ریز ہیں؟ آپ نے فرمایا: "میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے پیش کیے گئے۔ وہ راہِ خدا میں جہاد کے لیے نکلے تھے۔ وہ اس سمندر کے وسط میں سوار تھے گویا کہ وہ تختوں پر بادشاہ ہوں۔" انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! رب تعالیٰ سے دعا کریں وہ مجھے بھی ان میں سے کردے۔" آپ نے ان کے لیے دعا کر دی، پھر سر اقدس رکھا اور سو گئے، پھر مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے۔" انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ کیوں مسکرا رہے ہیں؟" آپ نے فرمایا: "میری امت کے کچھ لوگ راہِ خدا میں جہاد کرتے ہوئے مجھے دکھائے گئے وہ اس سمندر کے وسط میں سوار تھے گویا کہ تختوں پر بادشاہ ہوں۔" انہوں نے عرض کی: "دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مجھے ان میں سے کردے۔" آپ نے فرمایا: "تم ان کے اولین لوگوں میں سے ہو۔"

وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں سمندر پر سوار ہوئیں۔ ان کے ہمراہ ان کے شوہر محترم حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ جب وہ اپنے جہاد سے واپس آرہے تھے۔ لوگوں نے ان کے سامنے سواری پیش کی تاکہ وہ اس پر سوار ہوں۔ سواری نے انہیں نیچے گرادیا۔ ان کا وصال ہوگیا۔

ساتواں باب

خوز، کرمان اور ایسی قوم سے قتال جن کے جوتوں پر بال ہوں گے

امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "قیامت سے قبل تم ایسی قوم

سے قتال کرو گے جن کے جوتوں پر بال ہوں گے۔ وہ اہلِ بارز (لڑنے والے) ہیں۔"

حضرت عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "قیامت سے قبل تم ایسی قوم کے ساتھ جہاد کرو گے جس کے جوتوں پر بال ہوں گے تم ایسے لوگوں سے نبرد آزما ہوں گے جن کے چہرے گویا کہ تہ در تہ ڈھالیں ہوں۔"

امام احمد اور شیخان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ تم خوز اور کرمان سے جنگ کرو گے یہ عجمی قومیں ہیں جن کے چہرے سرخ ہوں گے ان کی ناک چپٹی ہوئی ہوگی۔ ان کی آنکھیں چھوٹی ہوں گی۔ ان کے چہرے تہ در تہ ڈھالوں کی مانند ہوں گے۔ قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ تم ایسی قوم سے جہاد کرو گے جس کے جوتوں پر بال ہوں گے۔"

امام مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے ان سے ہی روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ مسلمان ترک قوم کے ساتھ جہاد کریں گے۔ ان کے چہرے تہ در تہ ڈھالوں کی مانند ہوں گے۔ وہ بالوں والے جوتے پہنیں گے۔ وہ بالوں والے جوتوں میں چلیں گے۔" امام احمد، ابن ماجہ، ابن حبان اور الضیاء نے المختارہ میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ تم ایسی قوم کے ساتھ جہاد کرو گے جن کی آنکھیں چھوٹی چھوٹی ہوں گی چہرے چوڑے ہوں گے گویا کہ ان کی آنکھیں ٹڈی کی آنکھوں کا سیاہ حلقہ ہو۔ ان کے چہرے گویا کہ تہ در تہ ڈھالیں ہوں۔ وہ بالوں والی جوتیاں پہنیں گے۔ وہ چمڑے کی ڈھال بنائیں گے حتیٰ کہ اپنے گھوڑوں کو کھجوروں کے ساتھ باندھیں گے۔"

خطیب نے اپنی تاریخ میں ضعیف سند کے ساتھ، امام احمد اور الطبرانی نے الکبیر میں حضرت عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ تم ایسی قوم سے جہاد کر لو گویا کہ ان کے چہرے تہ در تہ ڈھال ہوں۔"

شیخان، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ تم ترک قوم کے نبرد آزما نہ ہو جاؤ۔ ان کے چہرے چوڑے ہوں گے۔ آنکھیں چھوٹی ہوں گی ناکیں چپٹی ہوں گی گویا کہ ان کے چہرے تہ در تہ ڈھالیں ہوں گی۔ قیامت قائم نہ ہوگی، حتیٰ کہ تم ایسی قوم کے ساتھ جنگ نہ کر لو جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے۔"

شیخان، ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ مسلمان ترک قوم کے ساتھ جہاد نہ کر لیں۔ ان کے چہرے تہ در تہ ڈھالوں کی مانند ہوں گے۔ وہ بالوں کے جوتے پہنیں گے۔ وہ بالوں کے جوتوں میں ہی چلیں گے۔"

آٹھواں باب

غزوۂ ہند، فارس وروم کی بشارت

امام نسائی اور الطبرانی نے جید سند کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کے غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "میری امت کے دو گروہ ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ آگ سے بچالے گا۔ ایک گروہ جو ہند پر لشکر کشی کرے گا دوسرا گروہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوگا۔"

الطبرانی نے حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور قائد الغر المحجلین ﷺ نے فرمایا: "مجھے اس ذات بابرکات کی قسم جس کے دست تصرف میں میری جان ہے ایران اور روم کو تمہارے لیے فتح کر دیا جائے گا۔ دنیا تم پر بہ پڑے گی۔ روٹی اور گوشت کی تم پر کثرت ہو جائے گی حتیٰ کہ ان کی کثیر مقدار پر رب تعالیٰ کا نام بھی نہ لیا جائے گا۔"

البزار نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، الطبرانی نے الکبیر میں حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم ﷺ کو سنا۔ آپ فرما رہے تھے: "مسلمان روم پر غالب آجائیں گے۔ مسلمان ایران پر غالب آجائیں گے۔ مسلمان جزیرۂ عرب پر غالب آجائیں گے۔"

حارث نے حضرت ابو محیریز رضی اللہ عنہ سے مرسل روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "فارس ایک یا دو ضربیں ہی ہیں پھر اس کے بعد کبھی فارس نہ ہوگا، جبکہ روم کئی نسلوں پر مشتمل ہوگا۔ ایک نسل ہلاک ہوگی تو دوسری نسل آجائے گی وہ صحراء والے اور سمندر والے ہوں گے۔ افسوس آخری زمانہ پر ہے وہ تمہارے ساتھی ہیں جب تک زندگی میں بھلائی رہی۔"

امام مسلم اور ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جب تمہارے لیے ایران اور روم کے خزانے کھول دیے جائیں گے اس وقت تم کون سی قوم ہوں گے؟" حضرت عبدالرحمان بن عوف نے کہا: "ہم اسی طرح کہیں گے جیسے اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے۔" آپ نے فرمایا: "اس کے علاوہ بھی، تم باہم مقابلہ کرو گے، باہم حسد کرو گے، باہمی قطع تعلقی کرلو گے۔ باہم بغض رکھو گے۔"

نعیم بن حماد نے الفتن میں حضرت صفوان بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مرسل روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "رب تعالیٰ نے میرے ساتھ فارس و روم کا وعدہ کیا ہے۔ ان کی خواتین اور بیٹوں کا وعدہ کیا ہے۔ ان کے اسلحہ اور خزانوں کا میرے ساتھ وعدہ کیا ہے۔ اس نے حمیر کے ساتھ میری مدد کی ہے۔" حاکم نے "الکنیٰ" میں اور مستدرک نے ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "مسلمان جزیرۃ العرب پر غالب آجائیں گے۔ وہ فارس پر غالب آجائیں گے۔

وہ روم پر غالب آجائیں گے۔وہ کانے دجال پر غالب آجائیں گے۔

امام احمد، ابوداؤد، اور بغوی نے خثعم کے ایک شخص سے،نعیم بن حماد نے الفتن میں، ابن مندہ اور ابونعیم نے المعرفۃ میں حضرت عبداللہ بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ سے،نعیم بن حماد نے الفتن میں صفوان بن عمرو سے مرسل روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رب تعالیٰ نے مجھے دو خزانے عطا فرمائے ہیں۔(۱) فارس کا خزانہ۔(۲) روم کا خزانہ۔دوسرے الفاظ میں ہے:"اس نے مجھے فارس، ان کی عورتیں، بیٹے، اسلحہ اور ان کے اموال عطا کیے ہیں۔اس نے مجھے روم، ان کی عورتیں، ان کا اسلحہ اور اموال عطا کر دیے ہیں اور حمیر کو میرا معاون بنایا ہے۔"

دوسرے الفاظ میں ہے:"اس نے میرے ساتھ فارس اور روم کا وعدہ کیا ہے۔ان کی عورتوں، بیٹوں، اسلحہ، خزانوں کا میرے ساتھ وعدہ کیا ہے،اور حمیر سے میری مدد کی ہے۔"یا"اس نے حمیر کے ملوک کے ساتھ میری مدد کی ہے۔اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی سلطنت نہیں۔وہ اللہ تعالیٰ کے مال سے لیں گے اور راہِ خدا میں جہاد کریں گے۔"

نواں باب

قیصر و کسریٰ کی ہلاکت کی بشارت

امام احمد، شیخان اور ابن حبان نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے، امام احمد اور شیخان، ترمذی اور خطیب نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کسریٰ نہ ہو گا جب قیصر ہلاک ہو جائے گا اس کے بعد قیصر نہ ہو گا۔مجھے اس ذاتِ والا کی قسم جس کے دستِ تصرف میں میری جان ہے تم ان کے خزانوں کو راہِ خدا میں خرچ کرو گے۔"

ابوداؤد طیالسی، مسلم، ابن حبان اور حاکم نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"مسلمانوں کا ایک گروہ کسریٰ کے وہ خزانے فتح کرے گا جو قصر ابیض (White House) میں ہیں۔"میں اور میرے والد گرامی کو ان مجاہدین میں شامل ہونے کی سعادت ملی،ہمیں ان میں سے ایک ہزار دراہم ملے تھے۔"

حسن بن سفیان، ابونعیم نے الحلیہ میں حضرت عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"خوش ہو جاؤ۔مجھے کسی چیز کی قلت سے زیادہ اس کی کثرت کے متعلق تمہارے بارے خدشہ ہے،بخدا! یہ معاملہ تم میں رہے گا،حتیٰ کہ تمہارے لیے ایران و روم اور حمیر کی سرزمین کو فتح کر دیا جائے گا،حتیٰ کہ لشکر تین ہو جائیں گے۔ایک لشکر شام میں، دوسرا عراق میں اور تیسرا یمن میں ہو گا،حتیٰ کہ اگر ایک انسان کو اگر ایک سو دینار بھی دیے جائیں گے وہ پھر بھی

ناراض ہو جائے گا۔"

امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کسریٰ ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد کسریٰ نہ ہو گا۔ قیصر ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد قیصر نہ ہو گا۔ مجھے اس ذات کی قسم! جس کے دست تصرف میں میری جان ہے تم ان کے خزانوں کو راہ خدا میں خرچ کرو گے۔" شیخان نے ان سے ہی روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کسریٰ ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد کسریٰ نہ ہو گا۔ قیصر ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد قیصر نہ ہو گا۔ مجھے اس ذات بابرکات کی قسم جس کے تصرف میں میری جان ہے تم ان کے خزانوں کو راہ خدا میں خرچ کرو گے۔"

امام احمد، ابویعلی اور الطبرانی نے عفیف الکندی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں مکہ مکرمہ گیا۔ میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تاکہ ان کے ساتھ سودا کروں۔ میں ان کے پاس منیٰ میں تھا کہ قریب خیمے سے ایک (مبارک) شخص نکلا۔ اس نے آسمان کی طرف دیکھا۔ جب اس نے سورج کو ڈھلا ہوا دیکھا تو وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ میں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا: "یہ کیا ہے؟" انہوں نے کہا: "یہ میرے بھتیجے محمد عربی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ ان کی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور یہ ان کے چچازاد علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔ میرے بھتیجے کا گمان ہے کہ وہ نبی ہے۔ ان کے معاملہ کی اتباع ان کی زوجہ نے اور چچازاد بھائی نے کی ہے۔ ان کا گمان ہے کہ عنقریب قیصر و کسریٰ کے خزانے ان کے لیے وقف کر دیے جائیں گے۔"

دسواں باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلفائے ملوک اور امراء ہوں گے

امام مسلم اور ابوداؤد نے حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "عنقریب امراء ہوں گے، جنہیں تم جانو گے، تم انہیں عجیب سمجھو گے۔ جس نے ان کا انکار کر دیا۔ وہ بری ہو گا۔ جس نے ناپسند کیا وہ سلامتی پا گیا لیکن وبال اس پر ہے جس نے رغبت رکھی اور اتباع کر لی۔" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا ہم ان کے ساتھ قتال نہ کریں۔" آپ نے فرمایا: "نہیں! جب تک وہ نماز پڑھیں۔"

امام نسائی نے عرفجہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میرے بعد مصائب ہی مصائب ہوں گے۔ جس شخص کو تم دیکھو کہ اس نے جماعت کو چھوڑ دیا ہے۔ وہ امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے امر کو منتشر کرنا چاہتا ہو۔ خواہ وہ کون ہو تم اسے قتل کر دو۔ اللہ تعالیٰ کا دست تصرف جماعت پر ہے شیطان اس کے ساتھ ہے جس نے جماعت کو چھوڑ دیا۔ وہ

اس کے ساتھ دوڑتا ہے۔"

الطبرانی نے الکبیر میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میرے بعد تم پر امراء ہوں گے۔ وہ تمہیں ایسا حکم دیں گے جسے تم جانتے ہو گے۔ وہ ایسے اعمال کریں گے جنہیں تم عجیب سمجھو گے۔ وہ تمہارے ائمہ نہیں ہیں۔"

ابو یعلی نے اپنی مسند میں اور الطبرانی نے الکبیر میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میرے بعد امراء ہوں گے۔ وہ کہیں گے لیکن ان کا رد نہ کیا جائے گا۔ وہ آگ میں اس طرح پھینک دیئے جائیں گے جیسے بندر گھس جاتے ہیں۔"

الطبرانی نے الکبیر میں اور ابن عساکر نے حضرت عون بن ابی جحیفہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میری امت صالح رہے گی حتیٰ کہ بارہ خلفاء گزر جائیں گے وہ سارے قریش میں سے ہوں گے۔" ابوداؤد، طیالسی، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، دارمی، ابن خزیمہ، ابوعوانہ اور ابن حبان نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تمہاری کیفیت اس وقت کیا ہوگی جب تم پر ایسے امراء ہوں گے جو نماز کو وقت سے تاخیر سے پڑھیں گے۔" میں نے عرض کی: "آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟" آپ نے فرمایا: "وقت پر نماز ادا کر لینا۔ اگر تم ان کے ساتھ نماز پالینا تو پڑھ لینا یہ تمہاری نفلی نماز ہو جائے گی۔"

الطبرانی نے الکبیر میں اور الضیاء نے حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اس وقت تمہاری کیفیت کیا ہوگی جب شاہانِ وقت تم پر ظلم کریں گے۔"

امام احمد، ابوداؤد، ابن سعد، رویانی اور الضیاء نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تمہاری حالت اس وقت کیا ہوگی جب میرے بعد حکمران اس مال فئے میں ترجیح دیں گے؟ میں نے عرض کی: "مجھے اس ذاتِ بابرکات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں اپنی شمشیر اپنے کندھے پر رکھ لوں گا اس کے ساتھ شمشیر زنی کروں گا حتیٰ کہ آپ سے ملاقات کرلوں؟" آپ نے فرمایا: "کیا میں اس سے بہتر چیز پر تمہاری راہ نمائی نہ کروں؟ تم صبر کرو حتیٰ کہ تم میرے ساتھ ملاقات کرلو۔"

ابن حبان اور البیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور سپہ سالار اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اس وقت تمہاری کیفیت کیا ہوگی جب تم پر ایسے والی مقرر کیے جائیں گے جو وقت پر نماز ادا نہ کریں گے۔" عرض کی گئی: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟" آپ نے فرمایا: "وقت پر نماز ادا کر لینا اور ان کے ہمراہ اپنی نماز کو نفل بنا لینا۔"

الطبرانی نے حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مجھے چھ امور سے

تمہارے بارے خطرہ ہے۔(۱) احمقوں کی امارت (۲) خونریزی (۳) فیصلے فروخت کرنا (۴) قطع رحمی (۵) لوگ قرآن پاک کو مزامیر بنالیں گے اور (۶) سپاہیوں کی کثرت۔

ابوداؤد، امام احمد، نعیم بن حماد، ابویعلی، بغوی، ابن حبان، ترمذی (انہوں نے اسے حسن کہا ہے) ابونعیم نے فضائل صحابہ میں الطبرانی نے الکبیر میں حضور اکرم ﷺ کے غلام سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے ان کا اسم گرامی رومان تھا۔ انہوں نے فرمایا: "حضور جانِ عالم ﷺ نے فرمایا: "میری امت میں خلافت تیس سال رہے گی پھر ملوکیت کا دور دورہ ہوگا۔"

گیارھواں باب

خلفاء اربعہ کے بارے آگاہ فرمانا

ابویعلی، حارث بن ابی اسامہ، حاکم (انہوں نے اس روایت کو صحیح کہا ہے) بیہقی اور ابونعیم نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب سرورِ عالم ﷺ نے مسجد تعمیر کی تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ایک پتھر لے کر آئے۔ انہوں نے اسے رکھا، پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک پتھر رکھا، پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایک پتھر رکھا۔ آپ نے فرمایا: "میرے بعد امر کے والی یہی ہوں گے۔"

ابویعلی، حاکم اور ابونعیم نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: مسجد نبوی کی تعمیر کے لیے حضور اکرم ﷺ نے پہلا پتھر رکھا، پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پتھر رکھا، پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پتھر رکھا، پھر حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے پتھر رکھا۔ آپ نے فرمایا: "میرے بعد یہی خلفاء ہوں گے۔"

ابونعیم نے حضرت قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں حضور اکرم ﷺ کے پاس سے گزرا۔ آپ کے ساتھ حضرات صدیق اکبر، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم تھے۔ آپ مسجد قباء کی بنیاد رکھ رہے تھے۔ میں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ مسجد قباء کی بنیاد رکھ رہے ہیں۔ آپ کے ساتھ یہ تینوں حضرات قدسیہ ہیں۔" آپ نے فرمایا: "یہ میرے بعد خلافت کے والی ہوں گے۔"

حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "آج رات ایک صالح شخص نے خواب دیکھا ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ ملے ہوئے ہیں۔ حضرت عمر فاروق حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ملے ہوئے ہیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ ملے ہوئے ہیں۔" حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "جب ہم بارگاہِ رسالت مآب ﷺ سے اٹھے تو ہم نے کہا: "عبد صالح سے مراد حضور

اکرم ﷺ ہیں، اور یہ جس طرح ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں خلافت کا معاملہ اسی طرح ہوگا۔ اسی کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا ہے۔"

ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "میرے بعد آنے والوں میں سے سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی اقتدا کرو۔" حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

شیخان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ نے فرمایا: "اسی اثناء میں کہ میں سویا ہوا تھا۔ میں نے خود کو ایک کنویں پر دیکھا جس پر ڈول تھا۔ میں نے اس سے اتنا پانی نکالا جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا پھر وہ ڈول صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پکڑ لیا۔ انہوں نے ایک یا دو ڈول نکالے۔ ان کے نکالنے میں ضعف تھا۔ رب تعالیٰ انہیں معاف کرے۔ وہ ڈول بڑا ہو گیا، پھر اسے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پکڑ لیا میں نے کسی جوان کو اس طرح ڈول نکالتے ہوئے نہ دیکھا تھا حتیٰ کہ لوگوں نے اپنے اونٹوں کو سیراب کرا کر بٹھا دیا۔" اس روایت کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کیا گیا ہے۔ امام شافعی نے لکھا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے خواب وحی ہوتے ہیں۔ مذکورہ ضعف سے مراد حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی مدت کی کمی اور ان کا جلد وصال کر جانا ہے۔"

الطبرانی اور ابونعیم نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "تمہیں امیر بنایا جائے گا، تم خلیفہ بنو گے، تمہیں شہید کر دیا جائے گا۔ یہ خون مبارک کی رنگت ادھر سے لے کر ادھر تک ہوگی۔" یعنی ریش مبارک سے لے کر سر اقدس تک۔" امام حاکم نے حضرت ثور بن مجزاہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں جنگ جمل میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا۔ ان پر نزع کا عالم تھا۔ انہوں نے مجھے فرمایا: "تمہارا تعلق کس کے ساتھ ہے؟" میں نے عرض کی: "امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لشکر کے ساتھ۔" انہوں نے فرمایا: "اپنا ہاتھ آگے بڑھاؤ تاکہ میں تمہاری بیعت کر لوں۔" میں نے ہاتھ آگے بڑھایا۔ انہوں نے میری بیعت کر لی پھر ان کی روح پرواز کر گئی۔ میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا واقعہ عرض کیا۔ انہوں نے فرمایا: "اللہ اکبر! حضور اکرم ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔ رب تعالیٰ نے انکار فرما دیا ہے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ جنت میں داخل ہوں مگر ان کی گردن میں میری بیعت ہو۔"

بارھواں باب

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت کے بارے خبر

الدیلمی نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور دانائے غیوب ﷺ نے فرمایا: "شب و روز کا سلسلہ جاری

رہے گا حتیٰ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حکمران بن جائیں گے۔"

ابن عساکر نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میرے بعد تم میری امت کے امور کے والی ہوں گے۔ جب اس منصب پر فائز ہو جاؤ تو ان کے محسن سے قبول کر لینا اور ان کے برے سے تجاوز کرنا۔"

امام بیہقی (انہوں نے اسے ضعیف کہا ہے) نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "مجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان نے خلافت کے معاملہ پر ابھارا۔ "معاویہ! اگر تم مسند اقتدار پر بیٹھو تو احسان کرنا۔"

ابن ابی شیبہ نے اپنی مسند میں عبد الملک بن عمیر کی سند سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں لگا تار خلافت میں طمع کرتا رہا جب سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا: "اگر تم مسند اقتدار پر بیٹھو تو احسان کرنا۔"

امام بیہقی نے حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت امیر معاویہ نے برتن پکڑا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے پیچھے چل پڑے۔ آپ نے فرمایا: "معاویہ! جب تم مسلمانوں کے امر کے والی بنو تو رب تعالیٰ سے ڈرنا، عدل کرنا۔" میں لگا تار گمان کرتا رہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کی وجہ سے مجھے کسی عمل سے آزمایا جائے گا۔"

امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "معاویہ! اللہ تعالیٰ سے ڈرنا۔ عدل کرنا جب تمہیں مسلمانوں کے امر کا والی بنا دیا جائے۔" میں لگا تار یہ گمان کرتا رہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کی وجہ سے مجھے کسی عمل سے آزمایا جائے گا۔"

راشد بن سعد نے آں سے ہی روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا" اگر تم نے لوگوں کی لغزشوں کا تعاقب کیا تو تم نے انہیں خراب کر دیا۔ یا قریب ہے کہ تم انہیں خراب کر دو۔"

الطبرانی نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "تمہاری کیفیت اس وقت کیا ہو گی جب اللہ تعالیٰ تمہیں ایک قمیص پہنائے گا۔ یعنی خلافت حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا اللہ تعالیٰ میرے بھائی کو قمیص پہنائے گا؟" آپ نے فرمایا: "ہاں! اس میں فسادات، فسادات اور فسادات ہوں گے۔"

ابن عساکر نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "معاویہ! اللہ تعالیٰ تمہیں اس امت کے معاملات کا والی بنائے گا۔ ذرا دیکھنا کہ تم کیا کرنے لگو۔" حضرت ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: "کیا اللہ تعالیٰ میرے بھائی کو یہ عطا کرے گا؟" آپ نے فرمایا: "ہاں! لیکن اس میں فسادات، فسادات اور فسادات ہوں گے۔"

ابن عساکر نے حضرت حسن کی سند سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تم میرے بعد میرے معاملہ کے والی بنو گے۔ جب اس طرح ہو تو ان کے محسن سے قبول کر لینا اور ان کے برے سے تجاوز کرنا۔" میں اقتدار کی امید کرتا رہا حتیٰ کہ میں اس مقام پر کھڑا ہو گیا۔"

ابن سعد اور ابن عساکر نے حضرت مسلمہ بن مخلد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ دعا کی: "مولا! اسے کتاب کی تعلیم دے۔ شہروں میں اسے تسلط عطا کر، اسے عذاب سے بچا۔"

ابن عساکر نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک اعرابی بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ اس نے کہا: "میرے ساتھ زور آزمائی کریں۔" حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس کی طرف گئے۔ فرمایا: "میں تمہارے ساتھ زور آزمائی کروں گا۔" آپ نے فرمایا: "معاویہ کبھی مغلوب نہ ہو سکے گا۔" انہوں نے اعرابی کو پچھاڑ دیا۔ جب صفین کا دن آیا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اگر تم مجھے اس روایت کے بارے بتا دیتے تو میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ قتال نہ کرتا۔"

تیرھواں باب

یزید کی حکومت کے بارے میں خبر

حارث، ابن منیع، نعیم بن حماد نے الفتن میں، ابن عساکر اور ابویعلی نے (اس کی سند میں انقطاع ہے) حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "اس امت کا معاملہ عدل پر مبنی رہے گا، حتیٰ کہ بنو امیہ میں سے ایک شخص اس میں رخنہ ڈالے گا جس کا نام یزید ہوگا۔"

ابن ابی شیبہ اور ابویعلی نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ "وہ پہلا شخص جو میری سنت کو تبدیل کرے گا وہ بنو امیہ میں سے ایک شخص ہوگا۔" حاکم نے بنو مغیرہ کی ایک عورت فاطمہ سے روایت کیا ہے۔ اس نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے پوچھا: "کیا تم کتاب میں یزید بن معاویہ کا ذکر پاتے ہو؟" انہوں نے فرمایا: "میں اسے اس کے نام سے نہیں پاتا لیکن میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی نسل میں ایک شخص کو پاتا ہوں جو خون ریزی کرے گا۔ اموال کو حلال سمجھے گا۔ بیت اللہ ایک ایک پتھر کر کے کم ہو جائے گا اگر اس طرح ہوا اور میں زندہ رہا تو بہتر ورنہ مجھے یاد کرا دینا۔" ابن حویرث نے لکھا ہے۔ "اس کا گھر کوہ ابی قبیس پر تھا۔ جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور حجاج کا دور آیا۔ میں نے خانہ کعبہ کو سمٹتے ہوئے دیکھا۔ اس عورت نے کہا: "اللہ تعالیٰ ابن عمرو پر رحم کرے۔ وہ ہمیں یہ روایت بیان کرتے تھے۔"

ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "یزید! اللہ تعالیٰ اسے بابرکت نہ کرے۔ وہ بہت زیادہ لعن طعن کرنے والا ہوگا۔ مجھے میرے پیارے حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دی گئی ہے۔ ان کی شہادت گاہ کی مٹی بھی میرے پاس لائی گئی ہے۔ میں نے ان کے قاتل کو بھی دیکھا ہے۔ وہ

جس قوم کے سامنے شہید کیے گئے انہوں نے ان کی مدد نہ کی تو رب تعالیٰ انہیں عذاب میں مبتلا کر دے گا۔"

ابو یعلی، نعیم بن حماد نے الفتن میں، ابن عساکر (اس کی سند میں انقطاع ہے) نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "یہ دین حق پر مبنی بر عدل رہے گا، حتیٰ کہ اس میں بنوامیہ کا ایک شخص رخنہ ڈالے گا جسے یزید کہا جائے گا۔"

چودھواں باب

بنوامیہ کی سلطنت کے بارے بتانا

ابن عساکر نے حضرت صخرہ بن حبیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ کی خدمت میں مروان بن حکم کو پیش کیا گیا۔ وہ نومولود تھا، تاکہ آپ اسے گھٹی دیں، مگر آپ نے اسے گھٹی نہ دی۔ آپ نے فرمایا: "اس سے اور اس کی اولاد سے میری امت کے لیے ہلاکت ہے۔"

انہوں نے صالح بن ابی صالح سے اور انہوں نے نافع بن جبیر سے اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: "ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ حکم بن عاص کا گزر ہوا۔ آپ نے فرمایا: "میری امت اس سے ہلاک ہوگی جو اس کے صلب میں ہے۔"

الطبرانی نے الکبیر میں، البیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے، ابو یعلی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، امام احمد، ابو یعلی اور الطبرانی نے الکبیر میں، الحاکم نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے، دارقطنی اور حاکم نے سبرہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے نعیم بن حماد نے الفتن میں، ابن عساکر نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب بنوالحکم (یا بنو ابی العاص یا بنوامیہ) کی تعداد تیس ہو جائے گی تو وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کو غلام بنالیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے اموال کو ذاتی دولت بنالیں گے۔" "وہ کتاب الٰہی کے ساتھ مکر و فریب کریں گے۔" یا "وہ رب تعالیٰ کے دین کو آمدنی کا ذریعہ بنالیں گے۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے: "جب ان کی تعداد چار سو ننانوے ہوگی تو ان کی ہلاکت کھجور کے چبانے سے قبل ہو جائے گی۔"

ایک روایت میں ہے: "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا: "بخدا! ہاں!" مروان نے اسے

ضروری کام کہا۔ مروان نے عبدالملک کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا۔ اس نے ان سے اس کے متعلق گفتگو کی۔ جب عبدالملک جانے لگا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: "ابن عباس رضی اللہ عنہما! کیا آپ جانتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا تذکرہ کیا تھا۔ آپ نے فرمایا تھا: "چار جابرین کا باپ"۔ انہوں نے فرمایا: "ہاں! بخدا!"

الحاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ یہ روایت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میں نے خواب میں بنوحکم بن ابی العاص کو دیکھا۔ وہ بندروں کی طرح میرے منبر پر اچھل رہے تھے۔"

امام بیہقی نے الدلائل میں ان الفاظ کے ساتھ یہ روایت لکھی ہے: "حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنوحکم کو دیکھا وہ آپ کے منبر پر کود رہے تھے۔ صبح وقت گویا کہ آپ ناراض تھے۔ اس کے بعد آپ کو خوش وخرم نہ دیکھا گیا حتیٰ کہ آپ کا وصال ہو گیا۔"

الطبرانی نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میں نے بنومروان کو دیکھا۔ وہ میرا منبر استعمال کر رہے تھے، مجھے یہ بات ناگوار گزری۔ میں نے بنوعباس کو دیکھا۔ وہ میرا منبر استعمال کر رہے تھے۔ اس بات نے مجھے خوش کر دیا۔" ایک روایت میں بنوعباس کی جگہ بنوہاشم کا ذکر ہے۔"

الطبرانی نے الکبیر میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم سے فرمایا: "یہ عنقریب کتاب اللہ کی مخالفت کرے گا۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی مخالفت کرے گا۔ اس کی صلب سے ایسا فتنہ نکلے گا جس کا دھواں آسمان تک جائے گا۔ تم میں بعض اس روز اس کے ساتھی ہوں گے۔"

الطبرانی نے الاوسط میں اور ابن عساکر نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "خلافت بنوامیہ میں رہے گی۔ وہ اسے یوں اچک لیں گے جیسے گیند اچک لیا جاتا ہے۔ جب اسے ان سے چھین لیا جائے گا تو زندگی میں کوئی بھلائی نہ رہے گی۔"

پندرھواں باب

بنوعباس کی سلطنت کے بارے میں بتانا

امام احمد نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "زمانہ کے انقطاع کے وقت میرے اہلِ بیت سے ایک شخص کا ظہور ہوگا۔" دوسری روایت میں ہے: "اسے السفاح کہا جائے گا۔ اس کی عطا بہت زیادہ مال ہوگا۔" امام بیہقی اور ابونعیم نے "الدلائل" میں خطیب نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور

اکرم ﷺ نے فرمایا: "ہم میں سفاح ہوگا، ہم میں منصور ہوگا اور ہم میں مہدی ہوگا۔"

خطیب، بیہقی اور ابونعیم نے الدلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، خطیب نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "ہم میں قائم ہوگا۔ ہم میں سے منصور ہوگا۔ ہم میں سے سفاح ہوگا۔ ہم میں سے مہدی ہوگا۔ قائم کے پاس خلافت آئے گی اس وقت تھوڑا سا خون بھی نہ بہے گا۔ منصور کے لیے جھنڈا نہ لوٹایا جائے گا لیکن سفاح مال اور خون کو بہائے گا۔ مہدی زمین کو عدل سے بھر دے گا جیسے کہ وہ پہلے ظلم سے بھری ہوگی۔"

دارقطنی نے الافراد میں، ابن عساکر اور ابن نجار نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "حضرت عباس کی اولاد میں سے بادشاہ ہوں گے جو میری امت کے معاملہ کو محکم کریں گے ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ دین کو غلبہ عطا کرے گا۔"

خطیب نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور انہوں نے حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "عباس رضی اللہ عنہ! تم میرے چچا اور میرے والد گرامی کے بھائی ہو۔ میں اپنے اہلِ خانہ میں جسے چھوڑ کر جاؤں گا تم ان سے بہترین ہو۔ ۱۳۵ھ کا سال آپ کے لیے اور آپ کی اولاد کے لیے ہوگا۔ ان میں سے سفاح، منصور اور مہدی ہوگا۔"

دارقطنی نے الافراد میں، خطیب اور ابن عساکر نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "عباس رضی اللہ عنہ! اللہ تعالیٰ نے اس معاملہ کی ابتداء مجھ سے کی۔ اس کا اختتام تمہاری اولاد میں سے ایک شخص پر کرے گا۔ جو اسے اس طرح عدل سے بھر دے گا جیسے یہ پہلے ظلم سے بھری ہوئی تھی۔ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھے گا۔"

ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "مجھے حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں حضور اکرم ﷺ کے پاس سے گزری تو آپ نے فرمایا: "تمہارے صدفِ بطن میں بچہ ہے۔ جب یہ پیدا ہو تو اسے میرے پاس لے آنا۔" انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ قریش نے باہم معاہدہ کیا ہے کہ عورتوں کے پاس نہ جائیں گے۔" آپ نے فرمایا: "اسی طرح ہوگا جس طرح میں نے تمہیں بتا دیا ہے۔" انہوں نے فرمایا: "جب میرے ہاں بچہ پیدا ہوا تو میں اسے آپ کی خدمت میں لے آئی۔ آپ نے ان کے دائیں کان میں اذان دی۔ بائیں کان میں اقامت کہی۔ اس کے منہ میں لعابِ دہن ڈالا۔ اس کا نام عبداللہ رکھا۔ فرمایا: "خلفاء کے باپ کو لے جاؤ۔" انہوں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بتایا۔ وہ آپ کی خدمت میں آئے اور اس کا تذکرہ کیا۔ آپ نے فرمایا: "بات اسی طرح ہے جیسے میں نے تمہیں بتایا ہے یہ ابوالخلفاء ہے حتیٰ کہ ان میں سفاح ہوگا، حتیٰ کہ ان میں سے مہدی ہوگا۔ ان میں سے وہ شخص ہوگا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نماز ادا کرے گا۔"

سولہواں باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بتادینا کہ ترک کے ساتھ جنگ ہوگی وہ قریش سے امر چھین لیں گے جبکہ قریش دین کو قائم نہ رکھ سکیں گے

حاکم نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ایسی قوم آئے گی جس کی آنکھیں چھوٹی ہوں گی چہرے چپٹے ہوں گے گویا کہ ان کے چہرے ڈھال ہوں۔ وہ شیخ درخت کے اگنے کی جگہوں پر اہلِ اسلام سے جنگ کریں گے، گویا کہ میں انہیں اب بھی دیکھ رہا ہوں۔ انہوں نے مسجد کے ستونوں کے ساتھ اپنے گھوڑوں کو باندھ رکھا ہے۔ عرض کی گئی: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! وہ کون ہیں؟'' آپ نے فرمایا: ''ترک''

ابن ابی شیبہ، شیخان، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور نسائی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ مسلمان اہلِ ترک کے ساتھ جنگ کریں گے۔ ان کی آنکھیں چھوٹی ہوں گی۔ چہرے سرخ ہوں گے۔ ناکیں چپٹی ہوں گی، گویا کہ ان کے چہرے تہ در تہ ڈھال ہوں گے۔'' دوسری روایت میں ہے ''اس قوم کے چہرے گویا کہ تہ در تہ ڈھالیں ہوں وہ بال پہنیں گے۔ بالوں میں چلیں گے۔'' ایک اور روایت میں ہے: ''قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ تم ایسی قوم سے قتال کرو گے جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے۔ تم میں سے کسی ایک پر ایسا وقت بھی آئے گا کہ میرا دیدار اسے اپنے اہل اور مال سے پسندیدہ ہوگا۔''

امام احمد، بزار اور حاکم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ نے فرمایا: ''میری امت کو ایسی قوم ہانکے گی جن کے چہرے چوڑے اور آنکھیں چھوٹی ہوں گی۔ ان کے چہرے گویا کہ تہ در تہ تین ڈھالیں ہوں۔ وہ جزیرۂ عرب میں ان کے ساتھ نبرد آزما ہوں گے۔ ایک گروہ بھاگ کر ان سے نجات پالے گا۔ دوسرے گروہ کے کچھ افراد ہلاک ہوجائیں گے اور کچھ بچ جائیں گے۔ تیسرا گروہ ان کے بقیہ سے صلح کرلے گا۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! وہ کون ہوں گے؟'' آپ نے فرمایا: ''ترک۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے دستِ تصرف میں میری جان ہے۔ مسلمانوں کے ستونوں کے ساتھ ان کے گھوڑے باندھے جائیں گے۔''

ابویعلی نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ نے فرمایا: ''ترک عرب پر غالب آجائیں گے۔ وہ شیخ اور قیصوم کے اگنے کی جگہوں پر ان کے ساتھ نبرد آزما ہوں

گے۔ الطبرانی اور ابونعیم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اہلِ ترک کو چھوڑے رکھو جب تک وہ تمہیں چھوڑے رہیں بنو قنطوراء وہ پہلے افراد ہوں گے۔ جو میری امت سے ان کا ملک اور وہ شے چھین لیں گے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں بخشی ہوں گی۔''

الطبرانی اور حاکم نے ان سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: ''گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ ترک تمہارے پاس ایسے غیر عربی گھوڑوں پر آئے ہیں۔ جن کے کان سرخ ہیں، حتیٰ کہ انہوں نے انہیں فرات کے کنارے کے ساتھ باندھ دیا ہے۔'' ابونعیم نے حضرت بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ایک جگہ ہے جسے بصرہ یا بصیرہ کہا جاتا ہے۔ مسلمان وہاں بسیرا کریں گے۔ ان کے پاس ایک نہر ہوگی جسے دجلہ کہا جائے گا۔ ان کے لیے ان پر پل ہوگا۔ وہاں کے باشندے کثیر ہو جائیں گے۔ آخری زمانہ میں وہ ایک سمت چلیں گے وہ دیکھیں گے تو انہیں چوڑے چہرے والے اور چھوٹی آنکھیں والے لوگ نظر آئیں گے، حتیٰ کہ وہ دریا کے کنارے اتریں گے۔ اس وقت لوگ متفرق فرقوں میں تقسیم ہو جائیں گا۔ ایک گروہ اپنی اصل کے ساتھ مل جائے گا۔ وہ ہلاک ہو جائے گا دوسرا گروہ اپنے آپ کی پرواہ کرتے ہوئے بھاگ نکلیں گے۔ ایک گروہ سخت قتال کرے گا۔ رب تعالیٰ بقیہ پر انہیں فتح کر دے گا۔''

سترھواں باب

ملک حاصل کرنے کے لیے لوگ ایک دوسرے کو قتل کریں گے

ابن ابی شیبہ، الطبرانی نے الکبیر میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے بعد ایسی قوم آئے گی جو حصولِ مملکت کے لیے ایک دوسرے کو قتل کریں گے۔

اٹھارھواں باب

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر

ابن سعد اور ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوالاشہب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے مزینہ کے ایک شخص سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ انہوں نے ایک کپڑا پہنا ہوا تھا۔ آپ نے پوچھا: ''کیا یہ نیا ہے یا دھلا ہوا ہے؟'' انہوں نے عرض کی: ''دھلا ہوا ہے۔'' آپ نے فرمایا: ''عمر! نئے کپڑے پہنو، قابل ستائش زندگی بسر کرو

اور شہادت سے سرفراز ہو جاؤ۔" یہ روایت مرسل ہے۔ اسے امام احمد، ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کیا ہے۔ بزار نے اس روایت کو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

ابو یعلی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کوہ احد لرز اٹھا۔ اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صدیق اکبر، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم جلوہ افروز تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "احد! ٹھہر جا۔ تم پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید جلوہ فرما ہیں۔"

الطبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی باغ میں تشریف فرما تھے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اذن طلب کیا۔ آپ نے فرمایا: "انہیں اذن دے دو اور انہیں جنت کی بشارت دے دو، پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اذن طلب کیا۔ آپ نے فرمایا: "انہیں اجازت دے دو اور انہیں جنت کی بشارت دے دو۔" پھر حضرت عثمان ذوالنورین نے اذن طلب کیا۔ آپ نے فرمایا: "انہیں اجازت دے دو اور انہیں جنت کی بشارت دے دو۔"

انیسواں باب

حضرت ثابت بن قیس کی سعادت مندی

الطبرانی نے ایسی اسناد سے روایت کیا ہے جن کے طرق عمدہ ہیں۔ جب یہ آیات طیبات نازل ہوئیں:

اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴿۱۸﴾ (لقمان:۱۸)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا کسی گھمنڈ کرنے والے کو، فخر کرنے والے کو۔

لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ۔ (الحجرات:۲)

ترجمہ: نہ بلند کیا کرو اپنی آوازوں کو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی آواز سے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ﴿۴﴾ (الحجرات:۴)

ترجمہ: بے شک جو لوگ پکارتے ہیں آپ کو حجروں کے باہر سے ان میں سے اکثر ناسمجھ ہیں۔

تو یہ آیات طیبات حضرت ثابت رضی اللہ عنہ پر بڑی گراں گزریں۔ انہوں نے اپنے کمرے کا دروازہ بند کر لیا۔ وہ مسلسل رونے لگے۔ حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ ان کے پاس سے گزرے تو پوچھا: "کیوں رو رہے ہو؟" انہوں نے اپنی کیفیت بیان کی۔ انہوں نے یہ صورت حال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کر دی۔ آپ نے حضرت ثابت کی طرف پیغام بھیجا۔ انہیں یاد فرما لیا۔ انہوں نے عرض کی: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مجھے خدشہ ہے کہ میں ہلاک ہو گیا ہوں۔" آپ نے پوچھا: "کیوں؟" انہوں

نے عرض کی: "رب تعالیٰ نے تکبر سے منع کیا ہے لیکن میں خود کو پاتا ہوں کہ میں اونٹوں سے محبت کرتا ہوں۔ رب تعالیٰ نے ہمیں منع فرمایا ہے کہ آپ کی آواز سے اپنی آوازوں کو بلند نہ کریں۔ میں بلند آواز شخص ہوں۔" حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "ثابت رضی اللہ عنہ! کیا تم راضی نہیں ہو کہ تم قابل ستائش زندگی بسر کرو تمہیں شہادت کی وفات ملے اور تم جنت میں داخل ہو جاؤ۔" انہوں نے عرض کی: "میں حضور اکرم ﷺ کی بشارت پر راضی ہوں۔" جب مسلمان اہل ردہ، یمامہ اور مسیلمہ کذاب کے ساتھ قتال کے لیے نکلے تو حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بھی ان کے ہمراہ نکلے۔ مسلمان مسیلمہ کذاب اور بنو حنیفہ کے ساتھ نبرد آزما ہوئے۔ انہوں نے مسلمانوں کو تین بار شکست دے دی۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت سالم مولی ابی حذیفہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: "ہم حضور اکرم ﷺ کے ساتھ اس طرح جہاد نہیں کرتے تھے۔ انہوں نے اپنے لیے گڑھا کھودا۔ اس میں داخل ہو گئے۔ جہاد کیا حتیٰ کہ شہید ہو گئے۔ ایک مسلمان نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا۔ انہوں نے فرمایا: "کل جب میں شہید ہو گیا تھا، تو ایک مسلمان شخص میرے پاس سے گزرا۔ اس نے مجھ سے نفیس زرہ اتار لی۔ اس کا خیمہ لشکر کے آخری حصے میں ہے۔ اس کے خیمے کے پاس ایک گھوڑا ہے، جو لاً دوڑ رہا ہے۔ اس نے زرہ پر ہنڈیا کو اوندھا رکھا ہے۔ ہنڈیا کے اوپر اس نے کجاوہ رکھا ہے، تم حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس جانا۔ وہ کسی شخص کو میری زرہ لانے کے لیے بھیجیں۔ وہ اسے لے لیں۔ جب خلیفہ رسول اللہ (ﷺ) کے پاس جانا تو انہیں بتا دینا کہ مجھ پر اتنا اتنا قرض ہے۔ میرا اتنا اتنا مال ہے۔ میرا فلاں غلام آزاد ہے، اسے محض خواب نہ سمجھنا کہ تم اسے ضائع کر دو۔" وہ شخص حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ انہیں بتایا۔ انہوں نے اس زرہ کی طرف بھیجا۔ انہوں نے اسے اسی طرح پایا۔ جیسے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا۔ وہ شخص سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا۔ انہوں نے ان کے وصال کے بعد ان کی وصیت کو نافذ کیا۔ ہم حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور شخص کو نہیں جانتے کہ وصال کے بعد جن کی وصیت کو جائز سمجھا گیا ہو۔"

الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے (یہ صحیح میں بھی ہے) زرہ کے قصہ کے علاوہ اسے روایت کیا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ یمامہ کے دن آئے۔ انہوں نے کفن پھیلا رکھا تھا خوشبو لگا رکھی تھی، پھر یوں عرض کی: "مولا! جو کچھ یہ لے کر آئے ہیں۔ میں اس سے برأت کا اظہار کرتا ہوں۔ جو کچھ انہوں نے کیا ہے میں اس سے معذرت کرتا ہوں۔" وہ شہید ہو گئے۔ ان کی ایک زرہ تھی جو چوری ہو گئی۔ ایک شخص نے انہیں خواب میں دیکھا۔ انہوں نے اسے کہا: "میری زرہ ہنڈیا میں ہے وہ فلاں جگہ چولہے کے نیچے ہے۔ وہ فلاں جگہ ہے۔" انہوں نے اسے وصیتیں کیں۔ انہوں نے ان کی زرہ تلاش کی۔ انہوں نے اسے پالیا اور ان کی وصیتوں کو نافذ کر دیا۔" الطبرانی نے حسن سند کے ساتھ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ ۱۲ھ کو یمامہ کی جنگ میں شہید ہوئے تھے۔

بیسواں باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بتا دینا کہ آپ کے بعد ارتداد ہوگا

امام احمد، شیخان، نسائی، ابن ماجہ، دارمی اور ابن حبان نے حضرت ابوزرعہ رضی اللہ عنہ سے، ابن ابی شیبہ، امام احمد، بخاری، نسائی، ابوداؤد، ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے، بخاری، نسائی نے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے، بخاری اور ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، الطبرانی نے الکبیر میں حضرت ابوسعید سے اور ابوامامہ سے، امام احمد اور الطبرانی نے الکبیر میں حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے، دارقطنی نے الافراد میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ تم ایک دوسرے کی گردنیں اڑانے لگو" امام نسائی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے یہ اضافہ کیا ہے۔ "کسی شخص کو اس کے باپ کی جنایت کے بدلے جرم میں نہ پکڑا جائے، نہ ہی اسے اس کے بھائی کے جرم کے بدلے میں پکڑا جائے۔ امام مسلم اور امام ترمذی نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ میری امت کے کچھ قبائل مشرکین کے ساتھ مل جائیں گے حتیٰ کہ وہ بتوں کی پوجا کرنے لگیں گے۔"

امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "بعض لوگوں کو میرے حوض سے اس طرح ہانک دیا جائے گا جیسے آوارہ اونٹوں کو ہانک دیا جاتا ہے۔ میں انہیں آواز دوں گا۔" آجاؤ۔" مجھے بتایا جائے گا۔ انہوں نے آپ کے بعد (دین حق کو) تبدیل کر دیا تھا۔" میں انہیں کہوں گا" دور ہو جاؤ۔ دور ہو جاؤ۔"

شیخان نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میری امت کے کچھ افراد کو لایا جائے گا۔ انہیں بائیں ہاتھ سے پکڑ لیا جائے گا۔" میں کہوں گا" یہ میرے ساتھی ہیں۔" بتایا جائے گا۔" آپ کو علم نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد کیسے حوادث نمودار کیے تھے۔" میں اسی طرح کہوں گا جیسے عبد صالح نے کہا تھا:

وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ؕ

(المائدہ:117)

ترجمہ: اور میں ان پر گواہ تھا جب تک میں ان میں رہا پھر جب تو نے مجھے اٹھا لیا تو تو ہی نگران تھا ان پر۔

بتایا جائے گا:" جب آپ ان سے جدا ہوئے تو یہ مرتد ہو کر واپس لوٹ گئے تھے۔"

اکیسواں باب

جزیرہ عرب میں بتوں کی پوجا کبھی نہ کی جائے گی

امام مسلم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”شیطان مایوس ہو چکا ہے کہ جزیرہ عرب میں اب اس کی پوجا ہو لیکن وہ ان کے مابین لڑائی جھگڑا کرے گا۔“

بائیسواں باب

حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ عنقریب عمدہ جگہ پر کھڑے ہوں گے

حاکم، بیہقی نے سفیان بن عیینہ کی سند سے، حسن بن محمد بن حنفیہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ”یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مجھے اجازت دیں میں سہیل کے سامنے کے دو دانت اکھیڑ دیتا ہوں یہ کبھی بھی اپنی قوم میں خطبہ کے لیے نہ اٹھ سکے گا۔“ آپ نے فرمایا: ”اسے چھوڑ دو شاید یہ تمہیں کسی روز خوش کر دے۔“ حضرت سفیان رضی اللہ عنہ نے کہا: ”جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا اہل مکہ نے بھاگنے کا ارادہ کیا تو حضرت سہیل رضی اللہ عنہ خانہ کعبہ کے پاس ہو گئے۔ انہوں نے کہا: ”جس کے معبود محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے تو آپ کا وصال ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ زندہ جاوید ہے اسے موت نہیں۔“

یونس بن بکیر نے مغازی میں اور ابن سعد نے ابن اسحاق کی سند سے محمد بن عمرو بن عطاء سے روایت کیا ہے کہ جب سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ قیدی بنا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ”یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مجھے اجازت مرحمت فرمائیں۔ میں اس کے سامنے کے دو دانت اکھیڑ دیتا ہوں۔ اس کی زبان باہر نکل آئے گی۔ یہ کبھی بھی تقریر نہ کر سکے گا۔“ سہیل کا ہونٹ پھٹا ہوا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”میں مثلہ نہیں کروں گا، ورنہ رب تعالیٰ میرا مثلہ کر دے گا۔ اگر میں نبی ہوں شاید یہ کسی روز ایسی جگہ پر کھڑا ہو کہ تم اسے ناپسند نہ کرو۔“

ابن سعد نے ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے ابو عمرو بن عدی بن حمراء خزاعی کی سند سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کی خبر مکہ مکرمہ پہنچی تو میں نے حضرت سہیل رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ انہوں نے ہمیں اسی طرح کا خطبہ دیا جیسے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مدینہ طیبہ میں خطبہ دیا تھا گویا کہ انہوں نے اسے سن لیا تھا۔ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک یہ خبر پہنچی تو انہوں نے فرمایا: ”اشهد ان محمدا رسول الله“ جو کچھ آپ لے کر آئے ہیں وہ حق ہے۔ آپ کی اس وقت

مراد یہی تھی جب آپ نے مجھے فرمایا تھا: "شاید سہیل کسی روز ایسی جگہ کھڑا ہو کہ تمہیں ناپسند نہ لگے۔" محاملی نے اس روایت کو "فوائد" میں سعید بن ابی ہند سے، حضرت عمرہ رضی اللہ عنہا سے اور انہوں نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

تیئیسواں باب

اگر حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ رب تعالیٰ کے لیے قسم دیں تو وہ اسے پورا کر دے گا

امام ترمذی، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کتنے ہی کمزور اور جنہیں کمزور سمجھا جاتا ہے وہ بوسیدہ کپڑوں والے ہوتے ہیں۔ اگر وہ رب تعالیٰ کی قسم اٹھالیں تو رب تعالیٰ اسے پوری فرما دیتا ہے ان میں سے ایک حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔" حضرت براء رضی اللہ عنہ ایک لشکر میں تھے۔ مسلمانوں کو شکست ہوگئی۔ مسلمانوں نے انہیں کہا: "براء! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اگر تم رب تعالیٰ کے لیے قسم اٹھا دو کہ وہ اسے پوری کر دیتا ہے۔" اپنے رب تعالیٰ کے لیے قسم اٹھائیں۔" انہوں نے کہا: "مولا! میں تمہیں قسم دے کر کہتا ہوں کہ تو ان کے کندھے ہمیں دے دے۔" دشمن کو فوراً شکست ہوگئی، پھر سوس کے پل پر دشمن سے نبرد آزما ہو گئے۔ انہوں نے عرض کی: "مولا! میں تجھے قسم دے کر کہتا ہوں کہ دشمن کو شکست دے دے۔ مجھے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ملا دے۔" پھر مسلمانوں نے حملہ کر دیا اہلِ ایران کو شکست ہوگئی۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔"

چوبیسواں باب

اقرع بن شفی رضی اللہ عنہ زمین فلسطین میں ٹیلے پر دفن ہوں گے

الطبرانی، ابن سکن (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) ابن مندہ، ابو نعیم نے المعرفہ میں اور ابن عساکر نے اقرع بن شفی العکی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں مریض تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے عرض کی: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں اس مرض سے مرنا نہیں چاہتا۔" آپ نے فرمایا: "نہیں! تم زندہ رہو گے، تم سرزمین شام کی طرف جاؤ گے، وہاں تمہارا وصال ہوگا۔ سرزمین فلسطین میں ربوہ (ٹیلے) پر تمہاری تدفین ہوگی۔" حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ان کا وصال ہوگیا۔ الرملہ کے مقام پر دفن ہوئے۔"

ابن ابی حاتم، ابن جریر اور الطبر انی نے حضرت مرہ البہزی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا: ”ربوہ کے مقام پر تمہارا وصال ہوگا۔ الرملہ کے مقام پر اس کا انتقال ہوا۔

پچیسواں باب

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ محدثین میں سے ہیں

امام احمد، امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، امام احمد، شیخان، ترمذی اور نسائی نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سابقہ امتوں میں محدثین تھے۔ اگر میری امت میں کوئی محدث ہے تو وہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔“ ایک روایت میں صرف ”عمر“ کا ذکر ہے۔ الطبر انی نے الاوسط میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نبی کو بھی مبعوث کیا گیا۔ اس کی امت میں محدث تھا۔ اگر کوئی میری امت میں محدث ہے تو وہ عمر ہے۔“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: ”یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! محدث کیا ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اس کی زبان پر ملائکہ محو گفتگو ہوتے ہیں۔“

انہوں نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو نبی بھی مبعوث کیا گیا اس میں ایک یا دو معلم ہوتے تھے۔ اگر میری امت میں کوئی ہے تو وہ عمر فاروق ہے۔“

الطبر انی نے الاوسط میں اور البیہقی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”ہمیں شک نہ تھا ہم بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے کہ سکینہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زبان سے محو گفتگو ہوتی تھی۔“ امام بیہقی نے طارق بن شہاب سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”ہم کہتے تھے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرشتے کی زبان سے محو گفتگو ہوتے تھے۔“

امام حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”میں جب بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنتا کہ میرا گمان ہے کہ یہ اس طرح اس طرح ہے تو وہ اسی طرح ہوتا جیسے وہ گمان کرتے تھے۔

چھبیسواں باب

سب سے پہلے وصال فرمانے والی زوجہ کریمہ

تمام اور ابن عساکر نے حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”نورنظر! فاطمہ! تم سب

سے پہلے میرے اہلِ بیت میں سے مجھے ملوگی، پھر میری ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے مجھے حضرت زینب رضی اللہ عنہا ملیں گی۔ وہ ان سب سے زیادہ سخی ہیں۔" (ان کے ہاتھ ان تمام کے ہاتھوں سے طویل ہیں)

امام مسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "سب سے پہلے تم میں سے مجھے وہ ملے گی جس کے ہاتھ لمبے ہوں گے۔" وہ پیمائش کرنے لگیں کہ ان میں سے لمبا ہاتھ کس کا تھا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا ہاتھ سب سے زیادہ لمبا تھا کیونکہ وہ اپنے ہاتھوں سے کام کرتی تھیں اور صدقہ کرتی تھیں۔" اسے امام شعبی نے مرسل روایت کیا ہے۔

امام بخاری نے ان سے یہی روایت کیا ہے کہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئیں۔ انہوں نے آپ سے عرض کی: "ہم میں سے سب سے پہلے آپ کو کون ملے گی؟" آپ نے فرمایا: "جس کے ہاتھ تم سب سے لمبے ہیں۔" انہوں نے ایک لکڑی لی اور اپنے ہاتھوں کی پیمائش کرنے لگیں۔ حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ ہم سب سے لمبے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا، تو آپ کے فوراً بعد حضرت سودہ بنت زمعہ کا وصال ہوا۔ ہم نے سمجھ لیا کہ وہ اپنے ہاتھوں سے صدقہ بہت زیادہ دیتی تھیں۔ وہ صدقہ سے محبت کرتی تھیں۔

تنبیہ

یہ روایت اس روایت کے مخالف ہے جسے امام مسلم اور شعبی نے روایت کیا ہے کیونکہ ان میں منافات ہے کیونکہ ہاتھوں کی طوالت سے طولت معنوی مراد ہے، جبکہ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "ان کا ہاتھ ہمارے ہاتھوں سے لمبے تھے۔" اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد طول حسّی ہے۔ امام بیہقی نے لکھا ہے: "حضرت زینب رضی اللہ عنہا بہت زیادہ صدقہ کرتی تھیں اور وہ ہی سب سے پہلے آپ کو ملیں۔"

ستائیسواں باب

مصاحف کی کتابت کی خبر

ابن عساکر نے حضرت لبیط الاشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے مصاحف لکھوائے تو انہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: "تمہاری رائے صحیح ہے، تمہیں توفیق عنایت کی گئی ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: "میری امت میں سے وہ قوم مجھ سے شدید محبت کرے گی۔ جو میرے بعد آئے گی۔ وہ مجھ پر ایمان لائے گی۔ انہوں نے مجھے دیکھا نہ ہوگا، اور جو کچھ معلق ورق (معلق صحیفہ) میں ہوگا اسے پڑھے گی۔" میں نے کہا: "اس ورق سے کیا مراد ہے؟ حتیٰ کہ میں نے مصاحف دیکھے۔" حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے اس امر کو عجیب

سمجھا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو دس ہزار (دراہم) دینے کا حکم دیا۔ فرمایا: "بخدا! میں نہیں جانتا تھا کہ تم ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک ہم سے روکے رکھو گے۔"

اٹھائیسواں باب

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے متعلق آگاہ فرمانا

العقیلی نے "الضعفاء" میں امام احمد، مسلم، حاکم اور ابن سعد نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور صادق ومصدوق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تمہارے پاس اویس بن عامر رضی اللہ عنہ یمن کے لوگوں کے گروہوں کے ساتھ آئیں گے۔ ان کا تعلق مراد سے پھر قرن سے ہوگا۔ وہ برص کے مرض میں مبتلا تھے۔ وہ اس سے شفاء یاب ہو گئے سوائے ایک درہم کی جگہ کے، ان کی والدہ ہے۔ وہ اس کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہیں اگر وہ اللہ تعالیٰ سے قسم دے دیں تو وہ ان کی قسم کو پورا کر دے گا۔ اگر تم میں طاقت ہو تو ان سے اپنی بخشش کی دعا کروانا۔"

امام مسلم کے الفاظ ہیں: "خیر التابعین وہ شخص ہے جسے اویس کہا جاتا ہے۔ ان کی والدہ ہیں وہ ان کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہیں۔ اگر وہ رب تعالیٰ کو قسم دے دیتے ہیں تو رب تعالیٰ ان کی قسم کو پورا کر دیتا ہے ان کے جسم پر سفیدی ہے۔ انہیں حکم دینا کہ وہ تمہارے لیے مغفرت کی دعا کریں۔" دوسرے الفاظ میں ہے: "یمن کا ایک شخص تمہارے پاس آئے گا۔ وہ گھر سے باہر نہیں نکلتا کیونکہ اس کی ضعیف والدہ ہے۔ انہیں برص تھا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے التجاء کی کہ وہ ان کا یہ مرض ختم کر دے۔ ان کا یہ مرض ختم ہو گیا سوائے ایک دینار یا درہم کے۔ تم میں سے جو انہیں ملے وہ ان سے بخشش کے لیے دعا کرائے۔

ابن عدی اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: "عنقریب میری امت میں ایک ایسا شخص ہوگا، جیسے اویس بن عبد اللہ القرنی رضی اللہ عنہ کہا جائے گا۔ ان کی شفاعت سے میری امت کے ربیعہ اور مضر جتنے لوگ بخشے جائیں گے۔" ابو یعلی اور البیہقی نے ایک اور سند سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "عنقریب تابعین میں سے ایک شخص ہوگا جسے اویس بن عامر رضی اللہ عنہ کہا جائے گا۔ انہیں برص کا مرض لاحق ہو جائے گا۔ وہ رب تعالیٰ سے دعا کریں گے تو ان کا وہ مرض ختم ہو جائے گا۔ وہ یہ دعا مانگیں گے۔ "مولا! میرے جسم میں اتنا داغ باقی رہنے دے جس سے مجھے تیری یہ نعمت یاد آتی رہے۔" ان کا اتنا داغ باقی رہے گا۔ جس سے وہ اپنے رب تعالیٰ کی نعمت کو یاد کرتے رہیں گے۔ جس میں یہ استطاعت ہو کہ ان سے بخشش کی دعا کرا سکے تو وہ ان سے بخشش کی دعا ضرور کرائے۔"

ابن سعد اور حاکم نے اسید بن جابر کی سند سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت اویس

قرنی رضی اللہ عنہ سے کہا: "میرے لیے مغفرت طلب کریں۔" انہوں نے کہا: "میں تمہارے لیے کیسے مغفرت طلب کروں حالانکہ آپ صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔" انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور والا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: "تابعین میں سے بہترین شخص وہ ہے جسے اویس قرنی کہا جاتا ہے۔"

حاکم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے، ابن عساکر نے ایک شخص سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تابعین میں سے بہترین اویس قرنی رضی اللہ عنہ ہیں۔" امام مسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "خیر التابعین ایک شخص ہے جس کا تعلق قرن سے ہے۔ اسے اویس قرنی کہا جاتا ہے۔ اس کی والدہ ماجدہ ہے جس کے ساتھ وہ حسن سلوک کرتے ہیں۔ وہ برص کے مرض میں مبتلا تھے۔ انہوں نے رب تعالیٰ سے التجاء کی کہ وہ یہ مرض ختم کر دے۔ ان کا یہ سارا مرض ختم ہوگیا صرف ناف کے پاس درہم کے برابر داغ رہ گیا۔"

ابن ابی شیبہ نے ان سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "عنقریب تمہارے پاس ایک شخص آئے گا جسے اویس کہا جائے گا۔ وہ برص کے مرض میں مبتلاء ہوا۔ اس نے رب تعالیٰ سے التماس کی تو ان کا وہ مرض ختم ہوگیا تم میں سے جو اسے ملے اس سے کہے کہ وہ تمہارے لیے دعائے مغفرت کرے۔"

ابن سعد اور حاکم نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "اہلِ شام میں سے ایک شخص نے یومِ صفین سے کہا: "کیا تم میں اویس قرنی رضی اللہ عنہ ہیں؟" انہوں نے کہا: "ہاں!" اس شخص نے کہا: "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: "تابعین میں سے بہترین اویس قرنی رضی اللہ عنہ ہیں۔" پھر اس نے اپنی سواری کو مارا اور ان میں داخل ہوگیا۔"

انتیسواں باب

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے حالات بتادینا

احمد بن منیع، ابن حبان، نسائی نے الکبریٰ میں، ابن ماجہ نے مختصر میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ابوذر رضی اللہ عنہ! اس وقت تم کیا کرو گے جب تمہیں مدینہ طیبہ سے نکال دیا جائے گا۔" انہوں نے عرض کی: "وسعت اور گنجائش ہے میں مکہ مکرمہ چلا جاؤں گا میں مکہ مکرمہ کے کبوتروں میں سے ایک کبوتر بن جاؤں گا۔" آپ نے فرمایا: "ابوذر! تم اس وقت کیا کرو گے جب تمہیں مکہ مکرمہ سے بھی نکال دیا جائے گا؟" انہوں نے عرض کی: "وسعت اور گنجائش ہے میں سرزمین شام اور ارضِ مقدسہ کی طرف چلا جاؤں گا۔" آپ نے فرمایا: "جب تمہیں شام سے بھی نکال دیا جائے گا تو تم کیا کرو

گے؟" انہوں نے عرض کی: "میں اپنے کندھے پر تلوار رکھ لوں گا اور قتال کروں گا حتیٰ کہ میں شہید ہو جاؤں۔" آپ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں اس سے بہتر کے بارے نہ بتاؤں۔ سنو اور اطاعت کرو خواہ (امیر) حبشی غلام ہی ہو۔"

امام احمد نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "اسی اثناء میں کہ مسجد میں سو رہا تھا۔ آپ باہر سے تشریف لائے مجھے ٹانگ مبارک لگائی اور فرمایا: "میں تمہیں اس میں سویا ہوا نہ دیکھوں؟" میں نے عرض کی: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مجھ پر نیند کا غلبہ ہو گیا تھا۔" آپ نے فرمایا: "اس وقت تمہاری حالت کیا ہو گی جب تمہیں یہاں سے نکال دیا جائے گا؟" انہوں نے عرض کی: "میں شام اور ارضِ مقدسہ کی طرف نکل جاؤں گا۔" آپ نے فرمایا: "جب تمہیں وہاں سے بھی نکال دیا جائے گا تو پھر کیا کرو گے؟" انہوں نے عرض کی: "میں اپنی تلوار سے شمشیر زنی کروں گا۔" آپ نے فرمایا: "کیا میں تمہاری راہ نمائی اس سے عمدہ چیز کی طرف نہ کروں۔ جو ہدایت کے قریب ہو۔ سنو اور اطاعت کرو۔ وہ تمہیں جہاں چاہیں ہانک کر لے جائیں۔" حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "بخدا! میں رب تعالیٰ سے ملاقات کر لوں گا۔ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بات غور سے سنوں گا اور ان کی اطاعت کروں گا۔"

امام احمد اور اسحاق نے القرظی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضرت ابو ذر الربذہ کی طرف تشریف لے گئے۔ ان کا وصال ہو گیا۔ انہوں نے ساتھیوں کو وصیت کی: "مجھے غسل دینا، کفن دینا پھر مجھے عام رستے پر رکھ دینا۔ پہلا وہ کارواں جو تمہارے پاس سے گزرے اسے کہنا: "یہ صحابیٔ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ابو ذر ہیں۔ ان کے غسل اور دفن میں ہماری مدد کرو۔" انہوں نے اسی طرح کیا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عراق کے کارواں کے ہمراہ آئے۔ جنازہ عام شاہراہ پر رکھا ہوا تھا۔ ایک لڑکا اٹھا۔ اس نے کہا: "یہ صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ابو ذر ہیں۔" یہ سن کر حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: "تم تنہا چلو گے۔ عالم تنہائی میں تمہارا وصال ہو گا۔ تنہا ہی تمہیں اٹھایا جائے گا۔"

امام احمد نے حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے ابراہیم بن الاشتر سے اور انہوں نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت قریب آ گیا۔ اس وقت وہ الربذہ میں تھا۔ ان کی زوجہ رونے لگی۔ انہوں نے پوچھا: "تم کس لیے رو رہی ہو؟" انہوں نے کہا: "میں کیوں نہ روؤں۔ چٹیل میدان میں تمہارا وصال ہو رہا ہے۔ میرے پاس تو کپڑا بھی نہیں جس میں آپ کو کفن دے سکوں۔" انہوں نے فرمایا: رہنے دو۔ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ نے فرمایا: "تم میں سے ایک شخص چٹیل میدان میں وصال کرے گا۔ اہلِ ایمان کا ایک گروہ اس کی نماز جنازہ ادا کرے گا۔" اس محفل میں جو بھی موجود تھے سب کا وصال ہو چکا ہے ہر کوئی لوگوں میں اور بستیوں میں وصال کر چکا ہے۔ میرے علاوہ کوئی باقی نہیں رہا۔ میں اس میدان میں آیا ہوں۔ میرا وصال ہو رہا ہے۔ تم رستے کی طرف غور سے دیکھنا۔ عنقریب تم دیکھ لو گی جو کچھ میں کہہ رہا ہوں۔" اسی اثناء میں کہ ایک کارواں وہاں پہنچا۔ ان کی سواریاں یوں سرعت سے لے کر انہیں پہنچیں گویا کہ ان کے کجاؤں میں زخم ہوں۔" وہ آئے اور اس عظیم خاتون کے پاس کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے پوچھا: "تمہیں کیا ہوا ہے؟" اس نے

کہا: "کیا تم مسلمان ہو؟ انہیں کفن دو اور دفن کر دو تمہیں اجر و ثواب ملے گا۔" انہوں نے پوچھا: "یہ کون ہیں؟" خاتونِ عظیمہ نے کہا: "یہ ابو ذر رضی اللہ عنہ ہیں۔ انہوں نے اپنی سواریوں کو مارا اور جلدی سے ان تک پہنچ گئے۔ انہوں نے کہا: "تمہیں بشارت ہو۔ تم وہی خوش نصیب ہو جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو فرمایا۔ آج میں اس طرح ہو گیا ہوں جیسے تم دیکھ رہے ہو۔ میرے پاس صرف ایک کپڑا ہے۔ میں انہیں اس میں کفن نہیں دے سکتا۔ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ تم میں سے وہ شخص مجھے کفن نہ دے جو سردار، امیر یا پیغام رساں نہ ہو۔" ساری قوم میں سے ہر ہر شخص ان میں کسی نہ کسی وصف کے ساتھ متصف تھا۔ سوائے انصار کے ایک جوان کے۔ وہ انہی لوگوں کے ساتھ تھا۔ اس نے کہا: "میں تمہیں اس چادر میں کفن دوں گا جو مجھ پر ہے۔ کفن کے لیے وہ دو کپڑے بھی استعمال کروں گا جو میرے تھیلے میں ہیں۔ انہیں میری والدہ نے بُنا ہے۔" انہوں نے فرمایا: "تم مجھے کفن دے دینا۔"

امام احمد، ابو داود، نسائی، ابن حبان اور حاکم نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تمہیں نکال دیا جائے گا۔ میں تمہارے لیے وہی کچھ پسند کرتا ہوں جو اپنے لیے پسند کرتا ہوں۔ دو افراد پر بھی امیر نہ بننا۔ نہ ہی یتیم کے مال کا سرپرست بننا۔ ابو داود، طیالسی، ابن ابی شیبہ، مسلم، ابن سعد، ابن خزیمہ، ابو عوانہ اور حاکم نے ان سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ابو ذر! تم کمزور ہو۔ یہ امانت ہے۔ یہ روز حشر رسوائی اور ندامت ہے۔ الا یہ کہ اس شخص نے اس کا حق ادا کیا اور اس میں اس پر کچھ لازم تھا اسے ادا کیا۔

تیسواں باب

مشکیزہ کے پھٹنے سے قبل شہادت نصیب

الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت کدیر ضبّی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک اعرابی بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم مجھے ایسے عمل کے بارے بتائیں جو مجھے جنت کے قریب کر دے اور جہنم سے دور کر دے۔" آپ نے فرمایا: "انصاف کی بات کرو اور فالتو چیز راہِ خدا میں دے دو۔" اس نے عرض کی: "بخدا! میں نہ تو ہر وقت مبنی برعدل بات کرنے پر قادر ہوں اور نہ مجھ میں ہر فالتو چیز دینے کی استطاعت ہے۔" آپ نے فرمایا: "کھانا کھلاؤ اور سلام پھیلاؤ۔" اس نے عرض کی: "بخدا! یہ بھی شدید ہے۔" آپ نے فرمایا: "کیا تمہارے اونٹ ہیں؟" اس نے عرض کی: "ہاں!" آپ نے فرمایا: "ان میں سے ایک اونٹ دیکھو۔" ایک مشکیزہ لو۔ کسی گھرانے کی طرف جاؤ جو کبھی کبھی ہی پانی پیتے ہوں۔ انہیں پانی پلاؤ۔ شاید ابھی تمہارا اونٹ ہلاک نہ ہو۔ شاید ابھی تک تمہارا مشکیزہ نہ پھٹے، حتیٰ کہ تمہارے لیے جنت لازم ہو

جائے۔" وہ اعرابی تکبیر کہتا ہوا چلا گیا۔ ابھی تک اس کا مشکیزہ پھٹا نہ تھا۔ ابھی تک اس کا اونٹ ہلاک نہ ہوا تھا حتیٰ کہ وہ شہادت سے سرفراز ہو گیا۔"

اکتیسواں باب

اس امت کا ایک شخص اس دنیا میں جنت میں داخل ہو جائے گا

الطبرانی نے مسند الشامیین نے، ابن حبان نے الثقات میں ابراہیم بن ابی عبلہ کی سند سے حضرت شریک بن خباشہ النمیری سے روایت کیا ہے کہ وہ بیت المقدس میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے کنویں سے پانی پینے گئے۔ ان کے ڈول کی رسی ٹوٹ گئی۔ وہ ڈول نکالنے کے لیے نیچے اترے وہ اس کی جستجو میں تھے، اچانک انہوں نے ایک درخت دیکھا۔ اس کا ایک پتا لیا اور اسے اپنے ساتھ نکال لیا۔ وہ پتا دنیاوی درخت کا نہ تھا۔ وہ اسے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس لے آئے۔ انہوں نے فرمایا: "میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ حق ہے۔ میں نے حضور قائد الغر المحجلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔" اس امت کا ایک شخص اس دنیا میں ہی جنت میں داخل ہو جائے گا۔" انہوں نے وہ پتا مصحف کے دونوں گتوں کے مابین رکھ لیا۔"

اس روایت کو کلبی نے ایک اور سند سے حضرت شریک بن خباشہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ سے اور وہ اپنے شوہر نامدار سے روایت کرتی ہیں۔ انہوں نے کہا: "جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ شام جانے لگے تو ہم بھی ان کے ہمراہ نکلے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب کی طرف پیغام بھیجا۔ انہوں نے ان سے پوچھا: "کیا تم کتاب میں پاتے ہو کہ اس امت مرحومہ کا ایک فرد دنیا میں جنت میں داخل ہو جائے گا۔" انہوں نے کہا: "ہاں!"

بتیسواں باب

محمد بن حنفیہ کے حالات سے آگاہی بخشنا

امام بیہقی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا: "عنقریب میرے بعد تمہارے ہاں بچہ پیدا ہوگا جسے میں نے اپنا اسم گرامی اور کنیت بخش دی ہے۔"

تینتیسواں باب

صلہ بن اشیم، وھب، قرظی، غیلان اور ولید کے بارے بتانا

ابن سعد، بیہقی اور ابو نعیم نے "الحلیہ" میں ابن المبارک کی سند سے عبد الرحمان بن یزید بن جابر کی سند سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم تک خبر پہنچی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "میری امت میں ایک شخص ہوگا جسے صلہ بن اشیم کہا جائے گا۔ اس کی شفاعت سے اتنے اتنے افراد جنت میں جائیں گے۔"

ابن عدی اور بیہقی نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "میری امت میں ایک شخص ہوگا جسے وھب کہا جائے گا۔ رب تعالیٰ اسے حکمت عطا کرے گا۔ ایک اور شخص ہوگا جسے غیلان کہا جائے گا وہ لوگوں کے لیے ابلیس سے زیادہ خطرناک ہوگا۔" امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: "شیطان شام سے پکار دے گا۔ ان کے دو ثلث تقدیر کو جھٹلا دیں گے۔" امام بیہقی نے لکھا ہے: "اس میں غیلان قدری کی طرف اشارہ ہے۔"

ابن سعد اور امام بیہقی نے حضرت ابو بردہ الظفری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "دو کاہنوں میں سے ایک ایسے شخص کا ظہور ہوگا جو اس طرح قرآن پاک پڑھائے کہ اس کے بعد اور کوئی اس طرح قرآن پاک نہ پڑھا سکے گا۔" حضرت نافع بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے تھے "ہم کہتے تھے کہ اس کا مصداق محمد بن کعب القرظی تھے۔ دو کاہنوں سے مراد قریظہ اور نضیر تھے۔" اس روایت کو امام بیہقی نے مرسل روایت کیا۔ اس روایت کے الفاظ یہ ہیں۔ "دو کاہنوں میں سے ایک شخص ہوگا جو اس طرح قرآن پاک پڑھائے گا کہ اس کے بعد اس طرح اور کوئی قرآن پاک نہ پڑھا سکے گا۔" انہوں نے فرمایا: "لوگ سمجھتے تھے کہ اس سے مراد محمد بن کعب قرظی ہیں۔ دو کاہنوں سے مراد قریظہ اور نضیر ہیں۔"

بیہقی نے عون بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں کسی اور شخص کو نہیں جانتا جو قرظی سے بڑھ کر تاویل قرآن کا عالم ہو۔" امام بیہقی نے (انہوں نے اسے مرسل حسن کہا ہے) اور ابو نعیم نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی کے گھر بچہ پیدا ہوا۔ انہوں نے اس کا نام ولید رکھا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "تم نے اپنے فرعونوں کا نام رکھ لیا ہے۔ اس امت میں ایک شخص ہوگا جسے ولید کہا جائے گا وہ میری امت کے لیے فرعون سے زیادہ شر پسند ثابت ہوگا۔"

امام احمد نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ امام اوزاعی فرماتے ہیں کہ "لوگ کہتے تھے کہ اس سے مراد ولید بن عبد الملک بن یزید ہے۔ اس روایت کو حاکم نے ابن مسیب کی سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے موصولاً روایت کیا ہے۔ انہوں نے اسے صحیح کہا ہے۔

چونتیسواں باب

نیزہ بازی اور طاعون کے بارے آگاہ فرمانا، شام میں پھیلنے والی طاعون

امام احمد، الطبرانی نے الاوسط میں حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے الطبرانی نے الاوسط میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "نیزہ بازی اور طاعون میری امت کے لیے فنا ہے۔" عرض کی گئی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! نیزہ بازی کو تو ہم جانتے ہیں۔ طاعون سے کیا مراد ہے؟" "یہ جنات میں سے تمہارے دشمن کا نیزہ مارنا ہوتا ہے۔ ان میں سے ہر ایک میں شہادت ہے۔"

الطبرانی نے الاوسط میں حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میری امت طعن اور طاعون سے ہلاک ہوگی۔" میں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! طعن کو تو ہم جانتے ہیں۔ طاعون سے کیا مراد ہے؟" آپ نے فرمایا: "یہ اونٹ کی گلٹی کی طرح کی گلٹی ہوگی۔ اس میں ٹھہرنے والا شہید کی طرح ہے اور اس سے بھاگنے والا لشکر جرار سے بھاگنے والے کی طرح ہے۔"

امام احمد نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: "عنقریب تم شام کی طرف چلے جاؤ گے۔ اسے تمہارے لیے فتح کر دیا جائے گا۔ وہاں تمہیں ایک مرض لاحق ہوگا، جو پھوڑے یا گوشت کے ٹکڑے کی مانند ہوگا۔ جو شخص کے پیٹ کے نرم حصہ پر ہوگا۔ اس سے اللہ تعالیٰ تمہیں شہادت نصیب کرے گا۔ وہ تمہارے اعمال کو پاک کرے گا۔"

الطبرانی نے ان سے ہی روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تم ایک جگہ اترو گے جسے "الجابیہ" کہا جاتا ہوگا وہاں تمہیں ایک مرض لگ جائے گا جو اونٹ کی غدود کی مانند ہوگا۔ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ تمہارے اور تمہاری اولاد کے سروں پر شہادت کا تاج سجائے گا اور تمہارے اعمال پاک کر دے گا۔"

پینتیسواں باب

حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا کو شہادت نصیب ہوگئی

ابوداؤد اور ابونعیم نے جمیع سے، اور عبدالرحمٰن بن خلاد انصاری سے اور انہوں نے حضرت ام ورقہ بنت نوفل رضی اللہ عنہا سے

روایت کیا ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ غزوہ بدر کے لیے تشریف لے گئے تو انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مجھے اجازت مرحمت فرمائیں کہ میں بھی آپ کے ساتھ غزوہ میں شرکت کروں، شاید اللہ تعالیٰ مجھے شہادت سے سرفراز فرما دے۔" آپ نے فرمایا: "تم اپنے گھر ہی ٹھہری رہو۔ رب تعالیٰ تمہیں شہادت سے سرخرو فرمائے گا۔" انہیں "الشہیدۃ" کہا جاتا تھا۔ وہ قرآن پاک پڑھتی تھیں انہوں نے اپنے غلام اور لونڈی کو مدبر بنایا ہوا تھا۔ وہ رات کے وقت ان کے پاس گئے۔ چادر سے انہیں گھونٹا حتیٰ کہ ان کا وصال ہو گیا۔ اس وقت خلیفہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ نے حکم دیا تو اس غلام اور لونڈی کو تختہ دار پر لٹکا دیا گیا۔ یہ پہلے افراد تھے جنہیں مدینہ طیبہ میں پھانسی دی گئی۔"

ابن راہویہ، ابن سعد، بیہقی اور ابونعیم نے ایک اور سند سے اسے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کے رسول مکرم ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔" وہ فرماتے تھے: "آؤ ہم شہیدہ کی زیارت کے لیے چلیں۔" رحمہا اللہ تعالیٰ

چھتیسواں باب

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کی عمر ایک سو سال ہو گی

الطبرانی، البزار نے ثقہ راویوں سے، حارث اور احمد نے صحیح سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور سید عالم ﷺ نے میرے سر پر اپنا دستِ اقدس رکھا۔ فرمایا: "یہ بچہ ایک سو سال تک زندہ رہے گا۔" انہوں نے ایک سو سال عمر پائی۔ ان کے چہرے پر مسہ تھا۔ آپ نے فرمایا: "اس کا وصال نہ ہوگا حتیٰ کہ اس کے چہرے سے یہ مسہ ختم ہو جائے گا۔" ان کا وصال نہ ہوا حتیٰ کہ ان کا وہ مسہ ختم ہو گیا۔

امام احمد، الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت حسن بن ایوب حضرمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "مجھے حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کی زیارت کرائی گئی۔ ان کی پیشانی پر مسہ تھا۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ نے اس پر اپنا دست اقدس رکھا اور فرمایا: "یہ ایک سو سال تک زندہ رہے گا۔"

سینتیسواں باب

حضرات زید بن صوحان اور جندب بن کعب رضی اللہ عنہما کے حالات سے آگاہی بخشنا

ابو یعلی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "جسے یہ امر خوش کرتا ہو کہ وہ اس

شخص کی زیارت کرے جس کے کچھ اعضاء پہلے جنت میں چلے جائیں گے تو وہ حضرت زید بن صوحان رضی اللہ عنہ کی زیارت کرے۔"

ابن عساکر نے حارث اعور سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زید الخیر کو یاد فرماتے تھے ان سے مراد زید بن صوحان ہیں۔ آپ نے فرمایا: "میرے بعد تابعین میں سے ایک شخص ہوگا۔ وہ زید الخیر ہوگا۔ ان کے کچھ اعضاء ان سے بیس سال قبل جنت میں چلے جائیں گے۔" ان کا دایاں ہاتھ نہاوند کے مقام پر کٹ گیا۔ اس کے بعد وہ بیس سال زندہ رہے۔ یہ جنگ جمل میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سامنے شہید ہو گئے۔ انہوں نے شہادت سے قبل کہا تھا: "میں نے اپنے ہاتھ کو دیکھا جو آسمان سے نکلا ہے وہ مجھے اشارہ کر رہا ہے کہ میری طرف آجاؤ۔ میں اس کے پاس جانے لگا ہوں۔"

ابن مندہ اور ابن عساکر نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سیاح لامکاں صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ کہیں جا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: "جندب! جندب کیا ہے۔ الاقطع الخیر زید۔" جب ان کے متعلق عرض کی گئی تو فرمایا: "جندب، وہ ایک ایسی ضرب لگائے گا جس میں وہ ایک امت ہوگا۔ زید میری امت کا وہ شخص ہے جس کا ہاتھ اس کے جسم سے کچھ دیر پہلے جنت میں چلا جائے گا۔" جب ولید بن عقبہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں کوفہ کا گورنر بنا تو ایک شخص جادو کرنے لگا۔ وہ لوگوں کو دکھاتا تھا کہ زندہ کر سکتا ہے اور مار سکتا ہے۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ تلوار لے کر آئے۔ انہوں نے اس کی گردن اڑا دی۔ انہوں نے فرمایا: "اب خود کو زندہ کر کے اٹھاؤ۔" جہاں تک زید بن صوحان رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے تو اس کا ہاتھ قادسیہ کے دن کٹ گیا تھا اور یوم جمل کو وہ شہید ہو گئے تھے۔"

اڑتیسواں باب

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نابینا ہو جائیں گے

حضرت بزار رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ارقم سے روایت کیا ہے کہ وہ علیل ہو گئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کے لیے تشریف لائے۔ آپ نے ان سے فرمایا: "تمہیں اس مرض سے کچھ نہ ہوگا لیکن اس وقت تمہارا حال کیا ہوگا۔ جب تم میرے بعد زندہ رہو گے اور نابینا ہو جاؤ گے؟" انہوں نے عرض کی: "میں حصولِ ثواب کی امید رکھوں گا اور صبر کروں گا۔" آپ نے فرمایا: "پھر تو تم حساب و کتاب کے بغیر جنت میں چلے جاؤ گے۔" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت زید رضی اللہ عنہ کی بینائی جاتی رہی، پھر ان کی بینائی لوٹ آئی، پھر ان کا وصال ہو گیا۔"

انتالیسواں باب

ایک جماعت کی عمر کے بارے بتانا اور صدی کے گزر جانے کے بارے بتانا

حسن بن سفیان، ابن شاہین، ابن نافع، الطبرانی نے الکبیر میں، حاکم اور ابن عساکر نے حضرت سفیان بن وھب الخولانی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ایک سو سال بعد ان نفوس قدسیہ (صحابہ کرام) میں سے کوئی بھی باقی نہ رہے گا۔" امام مسلم اور ابن حبان نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ایک سو سال بعد ان نفوس میں سے کوئی بھی باقی نہ رہے گا جو آج زندہ ہیں۔"

شیخان نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ کے آخری حصہ میں مجھے ایک رات نماز پڑھائی۔ جب آپ اٹھے تو فرمایا: "میں نے آج رات تمہیں دیکھا ہے۔ ایک سو سال کے بعد وہ زندہ نہ رہے گا جو آج روئے زمین پر ہے۔" اس سے آپ کی مراد صدی کا گزر جانا تھا۔

امام مسلم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا آپ نے اپنے وصال سے ایک ماہ قبل فرمایا: "تم قیامت کے متعلق پوچھتے ہو۔ اس کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ میں قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ ایک سو سال کے بعد وہ انسان زندہ نہ رہیں گے جو اب زندہ ہیں۔" امام مسلم نے حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آج میرے علاوہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی بھی زندہ نہیں ہے۔" حضرت طفیل رضی اللہ عنہ بھی (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کے) ایک سو سال بعد وصال فرما گئے تھے۔

حاکم، بیہقی اور ابونعیم نے محمد بن زیاد الالہانی کی سند سے حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے سر پر دستِ اقدس رکھا۔ فرمایا: "یہ بچہ ایک سو سال زندہ رہے گا۔" انہوں نے ایک سو سال زندگی پائی ان کے چہرے پر مسہ تھا۔ آپ نے فرمایا: "اس کا وصال نہ ہوگا حتیٰ کہ اس کے چہرے کا یہ مسہ ختم ہو جائے گا۔" ان کا وصال نہ ہوا حتیٰ کہ وہ مسہ ختم ہو گیا۔" ابن سعد، بغوی، ابونعیم نے "الصحابہ" میں، بیہقی نے حبیب بن مسلمہ الفہری سے روایت کیا ہے کہ وہ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ اس وقت آپ مدینہ طیبہ میں تھے۔ ان کا مقصد آپ کی زیارت کرنا تھا۔ ان کے باپ نے انہیں پالیا۔ انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرے ہاتھ اور میری ٹانگیں۔" آپ نے فرمایا: "اس کے ہمراہ لوٹ جاؤ۔ یہ عنقریب ہلاک ہو جائے گا۔" وہ اسی سال مر جائے گا۔

ابونعیم اور ابن عساکر نے ابن ابی ملیکہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ میں جہاد کے لیے

آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کے باپ نے انہیں مدینہ طیبہ میں پالیا۔ حضرت مسلمہ نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اس کے علاوہ میرا کوئی بچہ نہیں ہے۔ یہ میرے مال، جاگیر اور اہلِ خانہ کی دیکھ بھال کرتا ہے۔" حضور اکرم ﷺ نے انہیں اس کے ساتھ لوٹا دیا۔ فرمایا: "شاید اسی سال تمہارا آخری وقت آجائے۔ حبیب اپنے باپ کے ساتھ لوٹ جاؤ۔" وہ واپس آگئے۔ مسلمہ کا اسی سال وصال ہو گیا اور اسی سال حضرت حبیب رضی اللہ عنہ جہاد کے لیے چلے گئے۔

چالیسواں باب

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر

ابن سعد نے عاصم بن عمرو بن قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمرۃ بنت رواحہ اپنے نورِ نظر حضرت نعمان بن بشیر کو اٹھا کر بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں لائیں۔ انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! رب تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ اس کے مال اور اولاد کو کثیر کرے۔" آپ نے فرمایا: "کیا تم راضی نہیں ہو کہ یہ اس طرح زندگی گزارے جس طرح ان کے ماموں نے زندگی گزاری ہے۔ انہوں نے قابلِ ستائش زندگی گزاری۔ شہادت سے بہرہ مند ہوئے اور جنت میں داخل ہو گئے۔"

ابن سعد نے حضرت عبدالملک بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ، نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں لے کر آئے۔ عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرے اس بیٹے کے لیے دعا کریں۔" آپ نے فرمایا: "کیا تم راضی نہیں ہو کہ یہ اسی مقام و منصب تک پہنچے جس تک تم پہنچے ہو۔ یہ شام جائے گا۔ اہلِ شام کا ایک منافق اسے شہید کر دے گا۔"

مسلمہ بن محارب رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: "مروان کے عہدِ حکومت میں راھط کے ہنگاموں میں ضحاک بن قیس قتل ہو گئے تو حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ حمص چلے جائیں۔ وہ اس کا گورنر تھا مگر وہ پیچھے رہ گیا۔ انہوں نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے لیے دعوت دی۔ امیر حمص نے انہیں بلایا اور شہید کر دیا۔ اس نے ان کا سر کاٹ لیا۔"

اکتالیسواں باب

چوتھی صدی میں لوگ بدل جائیں گے

ابن ماجہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "مجھے میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

سے یاد کرلو، پھر ان سے جو ان سے متصل ہوں، پھر ان سے جو ان سے متصل ہوں، پھر کذب پھیل جائے گا ایک شخص گواہی دے گا حالانکہ اس سے گواہی طلب نہ کی جائے گی۔ ایک شخص قسم اٹھائے گا حالانکہ اس سے قسم نہ لی جائے گی۔"

امام احمد، ابن ابی شیبہ، طحاوی، ابن ابی عاصم، الرویانی اور الضیاء نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اس امت کی بہترین قرن وہ ہے جس میں مَیں مبعوث ہوا ہوں، پھر وہ لوگ بہتر ہوں گے جو ان کے ساتھ متصل ہوں گے پھر جو ان کے ساتھ متصل ہوں گے، پھر ایسی قوم آجائے گی۔ ان کی گواہی قسموں سے قبل اور قسمیں گواہی سے پہلے ہوں گی۔" الباوردی، سمویہ، ابن قانع، بغوی، الطبرانی نے الکبیر میں اور الضیاء نے حضرت بلال بن سعد بن تمیم السکونی سے، انہوں نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میری امت میں سے بہترین میں اور میرے ساتھی ہیں، پھر دوسرا قرن، پھر تیسرا قرن، پھر ایک ایسی قوم آئے جو قسمیں اٹھائے گی حالانکہ انہیں قسمیں اٹھانے کے لیے کہا نہ جائے گا۔ وہ گواہی دے گی حالانکہ انہیں گواہی دینے کے لیے کہا نہ جائے گا۔ انہیں امین بنایا جائے گا لیکن وہ امانت میں خیانت کریں گے۔"

ابن ابی شیبہ، امام احمد، شیخان، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے، ابن ابی شیبہ، امام احمد اور الطبرانی نے الکبیر میں حضرت نعمان بن بشیر سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میرا قرن لوگوں میں سے بہترین ہے، پھر جو ان کے ساتھ متصل ہوں گے پھر جو ان کے ساتھ ملے ہوں گے پھر ایسی قوم آئے گی جس میں سے کسی ایک کی گواہی اس کی قسم سے اور قسم گواہی سے سبقت لے جائے گی۔"

امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میری امت میں سے بہترین قرن وہ ہے جس میں مَیں مبعوث ہوا ہوں، پھر وہ جو ان کے ساتھ متصل ہیں پھر وہ جو ان کے ساتھ متصل ہیں پھر ایسی قوم آئے گی جو موٹاپے کو پسند کرے گی۔ وہ گواہی مانگنے سے پہلے گواہی دے دیں گے۔"

ابن ابی شیبہ، ترمذی، حاکم، الطبرانی نے الکبیر میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "لوگوں میں سے میرا قرن بہترین ہے، پھر جو ان کے ساتھ متصل ہوں گے، پھر جو ان کے ساتھ متصل ہوں گے، پھر ان کے بعد ایسے لوگ آجائیں گے جو موٹاپے کو پسند کریں گے۔ وہ گھی سے محبت کریں گے۔ وہ طلب کرنے سے قبل ہی گواہی دے دیں گے۔"

عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ، بغوی، ماوردی، ابن قانع اور الطبرانی نے الکبیر میں، حاکم، ابونعیم اور الضیاء نے حضرت جعدہ بن ھبیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ یہ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے نورِ نظر تھے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "لوگوں میں سے بہترین میرا قرن ہے پھر وہ جو ان کے ساتھ متصل ہوں گے، پھر وہ جو ان کے ساتھ ملے ہوں گے، پھر دوسرے لوگ ہلاک ہونے والے ہوں گے۔"

الطبرانی نے الکبیر میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "لوگوں میں بہترین قرن میرا قرن ہے، پھر دوسرا اور پھر تیسرا قرن ہے پھر ایسی قوم آئے گی جس میں بھلائی نہ ہوگی۔"

بیالیسواں باب

دنیا نہ جائے گی حتیٰ کہ یہ احمق بن احمق کے پاس آجائے گی

ابن ابی شیبہ، امام احمد، اسحاق، ابویعلی نے ثقہ راویوں سے حضرت ابو بردہ بن دینار رضی اللہ عنہ سے، امام احمد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ نے فرمایا: "دنیا ختم نہ ہوگی حتیٰ کہ یہ احمق اور ابن احمق کے پاس چلی جائے گی۔"

ابویعلی نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "قریب ہے کہ دنیاوی اعتبار سے سعادت مندوہ بن جائے جو احمق بن احمق ہو افضل مؤمن وہ ہے جو دو کریموں کے مابین ہو۔

تینتالیسواں باب

ولید بن عقبہ کے حالات کی طرف اشارہ

حاکم اور بیہقی نے حضرت ولید بن عقبہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: "جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ مکرمہ کو فتح کیا تو اہلِ مکہ اپنے بچے لے کر آپ کی خدمت میں آنے لگے۔ آپ ان کے سروں پر دستِ اقدس پھیرتے اور ان کے لیے دعا کرتے۔ مجھے میری امی لے کر آپ کی خدمت میں آئی۔ مجھے خوشبو لگی ہوئی تھی۔ آپ نے نہ تو مجھے چھوا اور نہ ہی میرے سر پر دستِ اقدس پھیرا۔"

بیہقی نے لکھا ہے: "یہ ولید کے متعلق رب تعالیٰ کا حکم ہے اسے حصولِ برکتِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء سے روک دیا گیا۔ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اسے عامل مقرر کیا تو اس کے حالات معروف ہیں یہ شراب پیتا تھا۔ نماز کو مؤخر کر کے پڑھتا تھا۔ انہی اسباب کی وجہ سے انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے انتقام لیا۔ انہوں نے انہیں شہید کر دیا۔

چوالیسواں باب

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حالات سے آگاہی

بیہقی اور ابونعیم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کسی کام کے لیے اپنا نورِ نظر عبداللہ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھیجا۔ اس نے آپ کے ہمراہ کسی شخص کو دیکھا وہ واپس آگیا اور بات نہ کی، کیونکہ وہ شخص کسی اہمیت کا مالک تھا۔ اس کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملے۔ عرض کی: "میں نے اپنا نورِ نظر آپ کے پاس بھیجا۔ آپ کے پاس ایک شخص تھا۔ وہ آپ کے ساتھ شرف ہم کلامی نہ کر سکا۔ وہ واپس آگیا۔" آپ نے پوچھا: "کیا اس نے اس شخص کو دیکھا؟" انہوں نے عرض کی: "ہاں!" آپ نے فرمایا: "وہ حضرت جبرائیل امین تھے۔ اس کا وصال نہ ہوگا حتیٰ کہ وہ نابینا ہو جائے گا اسے علم عطا کیا جائے گا۔"

ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے گزرا۔ میں نے سفید کپڑے پہن رکھے تھے۔ آپ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ سے محوِ گفتگو تھے۔ وہ حضرت جبرائیل امین تھے۔ مجھے علم نہ تھا میں نے سلام نہ کیا۔ حضرت جبرائیل نے کہا: "اس کے کپڑے کتنے سفید ہیں۔ اس کے بعد اس کی اولاد سردار بنے گی۔ اگر یہ سلام کرتا تو میں اس کے سلام کا جواب دیتا۔" جب میں واپس آیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا: "تم نے سلام کیوں نہ کیا؟" میں نے عرض کی: "میں نے دیکھا کہ آپ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ سے سرگوشی فرما رہے تھے۔ میں نے آپ کی قطع کلامی کو پسند نہ کیا۔" آپ نے پوچھا: "کیا تم نے انہیں دیکھا ہے؟" میں نے عرض کی: "ہاں!" آپ نے فرمایا: "عنقریب تمہاری بصارت ختم ہو جائے گی۔ وصال کے وقت یہ تمہیں لوٹا دی جائے گی۔" عکرمہ نے کہا ہے کہ جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روح قبض ہوئی انہیں ان کی چارپائی پر ڈالا گیا تو ایک شدید سفید پرندہ آیا جوان کے کفن میں داخل ہو گیا۔ اسے اڑایا نہ جاسکا۔" عکرمہ نے کہا: "یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ بشارت ہے جو آپ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دی تھی۔ جب انہیں قبر انور میں رکھ دیا گیا تو انہیں ایسے کلمات سے تلقین کی گئی جسے ہر اس شخص نے سنا جوان کی قبر انور کے کنارے پر تھا۔

يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿۲۷﴾ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿۲۸﴾ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ﴿۲۹﴾ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ﴿۳۰﴾ (الفجر: ۲۷ تا ۳۰)

ترجمہ: اے نفس مطمئن واپس چلو، اپنے رب کی طرف اس حال میں کہ تو اس سے راضی (اور) وہ تجھ سے راضی۔ پس شامل ہو جاؤ میرے (خاص) بندوں میں، اور داخل ہو جاؤ میری جنت میں۔

ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بیان فرمایا ہے کہ عنقریب میری بصارت چلی جائے گی۔ میری بصارت ختم ہوگئی ہے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ میں عنقریب ڈوب جاؤں گا۔ میں بحیرہ الطبریہ میں ڈوبا تھا۔ آپ نے مجھے بتایا تھا کہ میں فتنہ کے بعد عنقریب ہجرت کروں گا۔ مولا! میں تجھے گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ آج میری ہجرت حضرت محمد بن علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہما کی طرف ہے۔"

پینتالیسواں باب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حالات کی خبر

حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ابوہریرہ رضی اللہ عنہ علم کی زنبیل ہیں۔"

ابن سعد نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سب سے زیادہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق جاننے والے تھے اور آپ ان کی احادیث کو ہم سب سے زیادہ یاد رکھنے والے تھے۔"

چھیالیسواں باب

حضرت عمرو بن حمق رضی اللہ عنہ کے متعلق خبریں

الطبرانی نے حضرت عمرو بن الحمق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم، سپہ سالارِ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک سریہ بھیجا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ ہمیں بھیج رہے ہیں، لیکن ہمارے پاس زادِ راہ اور کھانا نہیں ہے، نہ ہی ہمیں رستے کا علم ہے۔" آپ نے فرمایا: "تم عنقریب ایک باجمال چہرے والے شخص کے پاس سے گزرو گے۔ وہ تمہیں کھانا کھلائے گا۔ تمہیں پانی پلائے گا۔ رستے پر تمہاری راہ نمائی کرے گا۔ وہ اہلِ جنت میں سے ہے۔" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مجھے دیکھ کر ایک دوسرے کی طرف اشارے کرتے رہے۔ وہ میری طرف دیکھتے رہے۔ میں نے انہیں پوچھا: "تم ایک دوسرے کو اشارے کیوں کر رہے ہو؟ اور میری طرف کیوں دیکھ رہے ہو؟" انہوں نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اور رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت کی وجہ سے خوش ہو جاؤ۔ ہم تم میں وہ وصف پاتے ہیں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں بتائے ہیں۔ انہوں نے مجھے وہ سب کچھ بتا دیا جو آپ نے انہیں بتایا تھا۔ میں نے انہیں کھانا کھلایا۔ پانی پلایا۔ انہیں زادِ راہ دیا۔ میں ان کے ساتھ نکلا اور رستے پر ان کی راہ نمائی کی، پھر میں اپنے اہلِ خانہ کے پاس لوٹ آیا۔ اپنے اونٹوں کے بارے وصیت کی، پھر آپ کی خدمت

میں حاضر ہونے کے لیے عازم سفر ہو گیا۔ میں نے عرض کی: ''آپ کس چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں؟'' آپ نے فرمایا: ''میں اس گواہی کی طرف دعوت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ نماز قائم کرنے، زکوٰۃ دینے، بیت اللہ کا حج کرنے اور رمضان المبارک کے روزے رکھنے کی طرف دعوت دیتا ہوں۔'' میں نے عرض کی: ''اگر میں نے یہ دعوت قبول کر لی تو کیا ہمارے اہل، خون اور اموال محفوظ ہو جائیں گے؟'' آپ نے فرمایا: ''ہاں! میں نے اسلام قبول کر لیا، پھر اپنے اہلِ خانہ کے پاس گیا۔ انہیں اپنے اسلام کے بارے بتایا۔ ان میں سے بہت سے افراد نے میرے ہاتھوں اسلام قبول کر لیا، پھر میں نے حضور اکرم ﷺ کی طرف ہجرت کی۔ ایک دن میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ نے فرمایا: ''عمرو! کیا میں تمہیں جنت کی نشانی دکھاؤں؟ تم کھانا کھاتے رہو۔ پانی پیتے رہو اور بازاروں میں چلتے رہو؟'' میں نے عرض کی: ''ضرور!'' آپ نے فرمایا: ''یہ اور اس کی قوم'' آپ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا۔ آپ نے فرمایا: ''عمرو! کیا میں تمہیں آگ کی نشانی نہ دکھاؤں۔ تم کھانا کھاتے رہو۔ پانی پیتے رہو۔ بازاروں میں چلتے رہو؟'' میں نے عرض کی: ''ہاں! میرے والدین آپ پر فدا!'' آپ نے فرمایا: ''یہ آپ نے ایک شخص کی طرف اشارہ کیا۔'' جب فتنہ رونما ہوا تو مجھے حضور اکرم ﷺ کا فرمان یاد آ گیا۔ میں آگ کی نشانی سے جنت کی نشانی کی طرف بھاگ آیا۔ اس کے بعد میرے قاتل نے بنو امیہ کو دیکھا۔ میں نے کہا: ''اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محترم ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ بخدا! اگر میں پتھر کے اندر پتھر بھی ہو جاؤں تو بنو امیہ مجھے وہاں سے نکال لیں گے، حتیٰ کہ وہ مجھے قتل کر دیں گے۔ میرے حبیب لبیب رسولِ عربی ﷺ نے مجھے بتایا ہے کہ اسلام میں میرا سر پہلا سر ہو گا جسے کاٹا جائے گا اور اسے ایک شہر سے دوسرے شہر تک لے جایا جائے گا۔''

سینتالیسواں باب

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا وصال مکہ مکرمہ میں نہ ہو گا

ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت یزید بن الاصم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ میں شدید بیمار ہو گئیں۔ انہوں نے فرمایا: ''مجھے مکہ مکرمہ سے باہر لے چلو۔ اس جگہ میرا وصال نہ ہو گا۔ حضور اکرم ﷺ نے مجھے فرمایا ہے کہ میرا وصال مکہ مکرمہ میں نہ ہو گا۔ لوگ انہیں اٹھا کر لے آئے، حتیٰ کہ وہ سرف کے اس درخت کے پاس پہنچے جس کے نیچے حضور اکرم ﷺ نے ان کے ساتھ وظیفۂ زوجیت ادا کیا تھا وہیں ان کا وصال ہو گیا۔

اڑتالیسواں باب

حضرت ابوریحانہ رضی اللہ عنہ کو آگاہ فرمانا

محمد بن ربیع الجیزی نے کتاب "من دخل مصر من الصحابۃ" میں حضرت ابوریحانہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ابوریحانہ رضی اللہ عنہ! اس وقت تمہاری کیفیت کیا ہوگی جب تم ایک قوم کے پاس سے گزرو گے۔ انہوں نے چارہ کھلائے بغیر کسی جانور کو باندھ رکھا ہوگا۔ تم کہو گے: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے۔" وہ کہیں گے ہمیں وہ آیت پڑھ کر سناؤ جو اس کے متعلق نازل ہوئی ہے۔" وہ ایک قوم کے پاس سے گزرے۔ جنہوں نے جانور کو کچھ کھلائے بغیر باندھ رکھا تھا۔" انہوں نے انہیں منع فرمایا تو انہوں نے کہا: "ہمیں آیت پڑھ کر سناؤ جو اس کے متعلق نازل ہوتی ہے۔" انہوں نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا ہے۔

انچاسواں باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مردہ کلام کرے گا

الطبرانی نے الاوسط میں جید سند کے ساتھ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ نے فرمایا: "میری امت میں ایک شخص ہوگا جو موت کے بعد بات کرے گا۔"

امام بیہقی (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور ابونعیم نے کئی طرق سے حضرت ربعی بن حراش رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میرے بھائی حضرت ربی کا وصال ہوگیا۔ وہ گرم دنوں میں ہم سب سے زیادہ روزے رکھتا تھا۔ ٹھنڈی راتوں میں ہم سب سے زیادہ قیام کرنے والا تھا۔ میں نے اسے ڈھانپ دیا۔ وہ مسکرانے لگا۔ میں نے کہا: "بھائی! کیا موت کے بعد زندگی؟" اس نے کہا: "نہیں! لیکن میں نے اپنے رب تعالیٰ سے ملاقات کی ہے۔ اس نے روح اور ریحان کے ساتھ میرے ساتھ ملاقات کی ہے۔ ایسے چہرے سے ملاقات کی ہے۔ جس پر ناراضگی کے اثرات نہ تھے۔" میں نے کہا: "تم نے معاملہ کیسا دیکھا ہے؟" اس نے کہا: "اس سے آسان جس طرح تم گمان کرتے ہو۔" جب اس واقعہ کا تذکرہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: "ربعی نے سچ کہا۔ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے "میری

امت میں سے ایک شخص مرنے کے بعد گفتگو کرے گا۔وہ خیر التابعین ہوگا۔" شیخ نے خصائص کبریٰ میں لکھا ہے "اس روایت کے کئی طرق ہیں۔میں نے کتاب البرزخ میں ان افراد کا تذکرہ کیا ہے۔جنہوں نے مرنے کے بعد گفتگو کی۔

پچاسواں باب

جو آپ ﷺ کی سنت مبارکہ کو رد کر دے گا اس سے استدلال نہیں کرے گا اور قرآن پاک کی متشابہ آیات سے استدلال کرے گا ان کے ساتھ جھگڑا کرے گا

امام بیہقی نے حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: "خبردار! مجھے کتابِ حکیم اور اس کے ساتھ اسی کے مثل عطا کیا گیا ہے۔ایسا نہ ہو کہ ایک شکم سیر انسان اپنے صوفے پر بیٹھ کر کہے: "تم پر اسی قرآن پاک پر عمل کرنا لازم ہے جسے تم اس میں حلال پاؤ اسے حلال سمجھو اور جسے حرام پاؤ اسے حرام سمجھو۔"

ابوداؤد اور بیہقی نے حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی اس طرح نہ پایا جائے کہ وہ اپنے صوفے کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے ہو۔اس کے پاس میرے حکموں میں سے کوئی حکم پہنچے جس کو میں نے کسی چیز کا حکم دیا ہو یا کسی چیز سے منع کیا ہو۔وہ کہے "ہم نہیں جانتے ہم نے جو کچھ کتابِ الٰہی میں پایا ہے ہم اس کی اتباع کریں گے۔" شیخان نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ نے یہ آیت طیبہ تلاوت فرمائی:

هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ (آلِ عمران:۷)

ترجمہ: وہی ہے جس نے نازل فرمائی آپ پر کتاب اس کی کچھ آیات محکم ہیں وہی کتاب کی اصل ہیں اور دوسری آیتیں متشابہ ہیں۔

آپ نے فرمایا: "جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو اس کے متشابہ امور کی اتباع کرتے ہیں۔رب تعالیٰ نے انہی کا قصد فرمایا ہے۔تم ان سے اجتناب کرو۔"

امام بیہقی کے الفاظ یہ ہیں: "جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو ان کے ساتھ جھگڑا کر رہے ہو۔" میں نے خواہشات نفسانیہ کے اسیروں میں جسے بھی دیکھا وہ متشابہ آیت کے ساتھ جھگڑا کر رہا ہوتا ہے۔"

اکاونواں باب

انصار کو بتادیا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ترجیح دیکھیں گے

امام احمد، شیخان، بیہقی، ترمذی اور نسائی نے حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے، امام احمد نے مسند میں اور ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب ہوازن کے اموال بطور مالِ غنیمت آئے تو حضور سراپا جود وعطا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار سے فرمایا: "عنقریب تم میرے بعد ترجیح دیکھو گے تم صبر کرو حتیٰ کہ تم حوضِ کوثر پر مجھ سے ملاقات کرلو۔"

امام احمد اور شیخان نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "عنقریب میرے بعد ترجیح ہوگی، تم عجیب امور دیکھو گے۔" انصار نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟" آپ نے فرمایا: "تم وہ فرائض کرتے رہنا جو تم پر ہیں اور اپنے حقوق کے لیے التجاء رب تعالیٰ سے کرنا۔"

حاکم اور ابونعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار سے فرمایا: "تم عنقریب میرے بعد تقسیم اور امر میں ترجیح دیکھو گے، تم صبر کرنا حتیٰ کہ حوض پر مجھ سے ملاقات کرلو۔"

حاکم نے حضرت مقسم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے پاس گئے۔ اپنا ضروری کام کیا، مگر انہوں نے توجہ نہ کی۔ اپنا سر تک نہ اٹھایا۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے کہا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں آگاہ فرمادیا تھا کہ آپ کے بعد ہم پر ترجیح دی جائے گی۔" حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: "آپ نے ہمیں کیا حکم دیا؟" انہوں نے فرمایا: "آپ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم صبر کریں حتیٰ کہ ہم حوض پر آپ سے ملاقات کرلیں۔" انہوں نے کہا: "تو پھر صبر کرو۔" یہ سن کر حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو بہت غصہ آیا۔ انہوں نے قسم اٹھائی کہ وہ کبھی بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بات چیت نہ کریں گے۔"

باونواں باب

حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ کی خلافت کی طرف اشارہ

امام بیہقی نے حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہمیں معلوم ہوا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میری اولاد میں ایک شخص ہوگا جس کے چہرے پر نشان ہوگا۔ وہ والی بنے گا۔ زمین کو عدل سے بھر دے گا۔" حضرت

نافع رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میرا گمان ہے کہ وہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ ہیں۔"

امام بیہقی نے حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اکثر فرماتے تھے: "کاش! مجھے معلوم ہو جاتا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے وہ کون ہے۔ جس کے چہرے پر علامت ہوگی جو زمین کو عدل سے بھر دے گا۔" امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن دینار سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: "لوگ گمان کرتے ہیں کہ یہ دنیا اختتام پذیر نہ ہوگی حتیٰ کہ آلِ عمر میں سے ایک شخص والی بنے گا۔ وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح کے کام کرے گا۔" لوگ اسے بلال بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سمجھتے تھے۔ ان کے چہرے پر نشان تھا مگر وہ وہ نہ تھے۔ وہ حضرت عمر بن عبدالعزیز تھے۔ ان کی والدہ عاصم بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی نورِ نظر تھیں۔"

عبداللہ بن احمد نے زوائد الزھد میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "بنو امیہ کو لعنت نہ کیا کرو۔ ان میں ایک صالح امیر ہوگا۔" یعنی عمر بن عبدالعزیز۔ امام بیہقی نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "عنقریب تم اسے جان لو گے۔" امام بیہقی نے لکھا ہے: "ابن مسیب رضی اللہ عنہ عمر بن عبدالعزیز سے دو سال پہلے وصال فرما گئے تھے۔ انہوں نے توفیق الٰہی سے ہی یہ بات کی تھی۔"

ترپن واں باب

امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہم کی طرف اشارہ

امام احمد نے شہر بن حوشب کی سند سے، جبکہ اس کے بقیہ راوی صحیح کے ہیں۔ ابو نعیم نے الحلیہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ شیخان اور ترمذی نے، ابو نعیم سے الحلیہ میں، ابن ابی شیبہ نے ان سے ایک اور سند سے، ابوبکر الشیرازی نے "الالقاب" میں الطبرانی نے ایک اور سند سے صحیح کے راویوں سے، ابو یعلیٰ، بزار اور ابن ابی شیبہ نے حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے، الطبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اگر ایمان ثریا کے پاس بھی ہوا۔" شیرازی اور ابو نعیم کے الفاظ ہیں: "اگر علم ثریا کے ساتھ معلق بھی ہوا تو ہمارے فارس میں سے کچھ (بلند ہمت) انسان ہیں (جو اسے پالیں گے) ایک روایت میں "من ابناء فارس"۔ الطبرانی کی روایت میں "لناله رجال من ابناء فارس"۔ مسلم کی روایت میں "لناله رجل"۔ ایک روایت میں "قوم" اور ایک روایت میں "ناس من ابناء فارس" کا ذکر ہے۔"

شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: "یہ اصل صحیح ہے۔ بشارت اور فضیلت میں اس پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ اس سے موضوع خبر سے

استغناء ہو سکتا ہے۔ ہمارے شیخ نے یقین کے ساتھ لکھا ہے کہ اس سابقہ روایت سے مراد حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت مراد ہے۔ یہ ظاہر ہے۔ اس میں ذرہ بھر بھی شک نہیں ہے، کیونکہ فارس کے بیٹوں میں سے کوئی بھی ان کا ہم پایہ نہ ہو سکا، نہ ہی ان کے ساتھیوں کا مقام حاصل کر سکا۔ فارس سے مراد معروف شہر نہیں ہے، بلکہ ایک عجمی جنس ہے۔ وہ "الفرس" ہیں حضرت امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کے جد امجد کا تعلق ان کے ساتھ تھا۔"

چون واں باب

عالم المدینۃ الطیبہ کے بارے بتانا

امام حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "عنقریب شاید لوگ اپنے اونٹوں کے جگر پگھلا دیں اور وہ عالم المدینہ سے زیادہ علم والا نہ پا سکیں۔" حضرت سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے "اس عالم سے مراد حضرت مالک بن انس ہیں اور کوئی امام اس نام نامی سے معروف نہیں ہے نہ کسی نے ان کے علاوہ کسی اور کے لیے اونٹوں کے اتنے جگر پگھلائے ہیں۔"

حضرت ابو مصعب علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: "حضرت امام مالک علیہ الرحمۃ کے در اقدس پر لوگوں کا ہجوم ہوتا تھا۔ وہ طلب علم کے لیے ایک دوسرے سے جھگڑتے تھے۔ جن مشہور ائمہ نے ان سے روایت کیا ہے ان میں محمد بن شہاب زہری، دونوں سفیان، شافعی، اوزاعی امام اہل شام، لیث بن سعد، امام اہل بصرہ، امام ابوحنیفہ، ان کے ساتھی ابو یوسف اور محمد بن حسن، عبدالرحمان بن مہدی امام احمد کے شیخ، امام بخاری کے شیخ یحییٰ، امام بخاری اور امام مسلم کے شیخ ابو رجاء قتیبہ بن سعد، ذوالنون مصری، فضل بن عیاض، عبداللہ بن مبارک اور ابراہیم بن ادھم رضوان اللہ علیہم اجمعین۔"

پچپن واں باب

عالم قریش کے بارے خبر دینا

امام احمد اور امام ترمذی (انہوں نے اسے حسن کہا ہے) نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا مانگی: "مولا! قریش کو ہدایت عطا فرما۔ عالم کا علم زمین کے گوشوں کو بھر دے گا۔" اس روایت کو خطیب اور ابن

عسا کر نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، بیہقی نے المدخل میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، ابوداؤد اور طیالسی نے اپنی مسند میں (اس میں جارود مجہول راوی ہے) یہ روایت ان الفاظ سے مروی کی ہے "ان کا عالم زمین کے گوشوں کو علم سے بھر دے گا۔" امام ابن حجر نے ایک کتاب میں اس کے سارے طرق جمع کیے ہیں۔ انہوں نے اس کا نام "لذۃ العیش فی طرق حدیث الائمہ من قریش" رکھا ہے۔

چھپن واں باب

ایک قوم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آئے گی جو آپ سے شدید محبت کرے گی

امام حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میری امت میں سے کچھ لوگ میرے بعد آئیں گے۔ ان میں سے ایک یہ تمنا کرے گا کہ کاش وہ اپنے اہل اور مال کے عوض میرا دیدار خرید لیتا۔"

ستاون واں باب

سرزمین حجاز سے ایک آگ نکلے گی جو بصریٰ کے مقام پر اونٹوں کی گردنوں کو روشن کر دے گی

امام احمد، امام ترمذی (انہوں نے اسے حسن صحیح کہا ہے) اور ابن حبان نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "عنقریب روز حشر سے قبل حضر موت کی طرف سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو جمع کر دے گی۔" عرض کی گئی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! روز حشر سے قبل آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟" آپ نے فرمایا: "شام کو لازم پکڑو۔"

شیخان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ سرزمین حجاز کی طرف سے آگ نکلے گی۔ جو بصریٰ میں اونٹوں کی گردنوں کو روشن کر دے گی۔"

ابوعوانہ نے ابوالطفیل سے اور انہوں نے حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ رکوبہ سے ایک آگ نکلے گی جس سے بصریٰ میں اونٹوں کی گردن روشن ہو جائیں گی۔"

امام حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ سرزمین

حجاز سے آگ نکلے گی جو بصریٰ میں اونٹوں کی گردنوں کو روشن کردے گی۔“

امام حاکم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:”ہم کسی سفر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ جب ہم واپس آئے تو لوگ جلدی سے مدینہ طیبہ داخل ہو گئے۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:”عنقریب تم اسے چھوڑ دو گے خواہ یہ کتنا بھی حسین ہوا۔کاش مجھے معلوم ہوتا۔جب جبل ورقان سے آگ نکلے گی جو بصریٰ میں بختی اونٹوں کی گردنوں کو روشن کردے گی۔“

شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اس آگ کا ظہور ۶۵۴ھ میں ہوا تھا۔“

اٹھاونواں باب

قیس بن مطاطیہ کے حالات سے آگاہی بخشنا

خطیب نے رواۃ مالک میں حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:”قیس بن مطاطیہ اس گروہ کی طرف آیا جس میں حضرات سلمان فارسی،صہیب رومی اور بلال حبشی رضی اللہ عنہم تھے۔اس نے کہا:”یہ اوس اور خزرج ہیں۔جو اس شخص کی نصرت کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔انہیں کیا ہوا ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غصے کے عالم میں اٹھے۔اپنی چادر مبارک گھسیٹ رہے تھے،حتیٰ کہ آپ مسجد تشریف لے آئے،پھر صدا مبارک لگائی:”الصلاۃ جامعۃ“ آپ نے رب تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی،پھر فرمایا:”اے لوگو! رب تعالیٰ اللہ وحدہٗ لا شریک ہے۔باپ ایک ہے۔دین ایک ہے۔یہ عربی زبان تمہارا باپ اور ماں نہیں ہے۔یہ تو زبان ہے جو عربی میں گفتگو کرتا ہے وہ عربی ہوتا ہے۔“ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اپنی تلوار لیے کھڑے عرض پیرا ہوئے:”یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم۔آپ اس منافق کے بارے کیا فرماتے ہیں؟“ آپ نے فرمایا:”اسے آگ کی طرف چھوڑ دو۔“ یہ بعد میں مرتد ہو گیا تھا،اور ردت میں ہی مارا گیا تھا۔“

انسٹھواں باب

عنقریب کچھ لوگ پاکیزگی اور دعا میں مبالغہ کریں گے

الطبرانی،ابن ابی شیبہ،ابوداؤد،ابن ماجہ،امام احمد،ابن حبان،حاکم اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے، ابوداؤد،طیالسی،ابن ابی شیبہ،امام احمد،ابوداؤد نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:”میری امت میں ایک ایسا گروہ بھی ہوگا جو پاکیزگی اور دعا میں مبالغہ کرے گا۔“

ساٹھواں باب

حضرت قیس بن خرشہ رضی اللہ عنہ کے حالات سے آگاہی عطا فرمانا

الطبرانی اور البیہقی نے حضرت محمد بن یزید بن ابی زیاد الثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت قیس بن خرشہ رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے عرض کی: "اللہ تعالیٰ کی جناب اقدس سے جو کچھ بھی آپ پر اترا ہے میں اس پر آپ کی بیعت کرتا ہوں۔ نیز یہ کہ میں حق بات کروں گا" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "قیس! شاید عنقریب تمہاری عمر دراز ہو جائے اور تم میرے بعد ایسے افراد پاؤ جن کے ساتھ تم حق بات کہنے کی استطاعت نہ رکھو۔" حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے عرض کی: "بخدا! میں جس چیز پر بھی آپ کی بیعت کروں گا۔ میں اس کو ضرور پورا کروں گا" آپ نے فرمایا: "پھر تمہیں کوئی انسان نقصان نہیں پہنچا سکتا۔" یہی حضرت قیس زیاد بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے عبید اللہ کے عیب نکالتے تھے۔ یہ بات عبید اللہ تک پہنچ گئی۔ انہوں نے ان کی طرف پیغام بھیجا اور کہا: "تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بہتان باندھتے ہو۔" انہوں نے فرمایا: "نہیں! لیکن اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتا سکتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اور اس رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بہتان کون باندھتا ہے؟" انہوں نے پوچھا: "وہ کون ہے؟" انہوں نے کہا: "تم اور تمہارا باپ جس نے تمہیں حکم دیا ہے۔" حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے پوچھا: "میں رب تعالیٰ پر کیا بہتان باندھتا ہوں؟" زیاد نے کہا: "تم گمان کرتے ہو کہ کوئی انسان تمہیں نقصان نہیں دے سکتا۔" انہوں نے فرمایا: "ہاں!" زیاد نے کہا: "آج تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ تم جھوٹ بولتے تھے۔ تکلیف اور تکلیف دینے والے کو میرے پاس بلا لاؤ۔" اسی وقت حضرت قیس رضی اللہ عنہ ایک طرف جھکے اور ان کا وصال ہو گیا۔"

اکسٹھواں باب

نامردوں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم

ابن عدی، دارقطنی نے الافراد میں اور ابن عساکر نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "عنقریب ایک گروہ کو نامردی آلے گی تم ان کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آنا۔"

باسٹھواں باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر گامزن رہے گا

امام احمد، شیخان، ابن ماجہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے، الطبرانی نے الکبیر میں حضرت زید بن ارقم سے مسلم، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ثوبان سے، امام مسلم اور بیہقی نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے امام احمد، ابن جریر اور ابونعیم نے الحلیہ میں، ابویعلی اور الطبرانی نے الاوسط میں، ابن عدی اور عبدالجبار نے تاریخ داریا میں، ابن عساکر نے حضرت ابوہریرہ سے، ابن مندہ اور ابن عساکر نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ سے، امام بخاری نے تاریخ میں، ابن عدی نے الکامل میں، ابوداؤد، طیالسی، ضیاء اور حاکم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے، بخاری، احمد، مسلم، ابن جریر، ابن حبان، حاکم، طیالسی نے حضرت جابر سے، شیخان، بیہقی نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے، امام مسلم اور ابونصر السجزی نے "الابانہ" میں، الہروی نے ذم الکلام میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے، ابن عساکر نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے، الطبرانی نے الکبیر میں مرۃ البہزی سے، احمد، ضیاء طیالسی اور عبد بن حمید نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے، امام احمد اور الطبرانی نے الکبیر میں، ضیاء نے ابوامامہ سے، امام احمد اور الطبرانی نے الکبیر میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے، ابن ماجہ اور الطبرانی نے الکبیر میں معاویہ بن قرہ سے، ابن قانع اور ابن عساکر اور ضیاء نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میری امت میں سے ایک گروہ (ایک روایت میں طائفۃ اور دوسری روایت میں عصابۃ کا لفظ ہے۔ ایک روایت میں اناس من امتی۔ ایک روایت میں اہل المغرب کے الفاظ ہیں) غالب رہیں گے۔" ایک روایت میں ہے کہ وہ غالب رہیں گے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کا امر آجائے گا۔ وہ غالب ہی ہوں گے۔" ایک روایت میں ہے کہ وہ ان پر غالب رہیں گے جو ان کے ساتھ عداوت کرے گا یا انہیں رسواء کرنے کی کوشش کرے گا حتیٰ کہ امر الٰہی آجائے گا۔ وہ اسی طرح ہوں گے۔" ایک اور روایت میں ہے: "وہ ان پر غالب رہیں گے جو ان کے ساتھ عداوت رکھے گا۔ وہ کھانے والوں کے مابین برتن کی طرح ہوں گے، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کا امر آجائے گا۔ وہ اسی طرح ہوں گے۔ وہ روزِ حشر تک اسی طرح ہوں گے۔" ایک روایت میں "الی یوم القیامۃ" دوسری روایت میں "حتی تقوم الساعۃ" ایک روایت میں حتی یاتیھم امر اللہ وھم علی ذلک۔ ایک روایت میں حتی یاتیھم الامر کے الفاظ ہیں۔ ایک روایت میں ہے حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا ان کا امیر انہیں کہے گا "آئیں ہمیں نماز پڑھائیں۔" وہ فرمائیں گے "نہیں۔ تم میں سے ہی ایک دوسرے پر امیر ہوگا۔ یہ اس امت کے لیے عزت و توقیر کے لیے ہے۔" حتیٰ کہ ان کا آخری

شخص مسیح دجال کے ساتھ جہاد کرے گا۔" وہ نصرت یافتہ ہوں گے۔ ذلیل کرنے والے کی ذلت انہیں نقصان نہ دے گی، حتیٰ کہ قیامت قیام ہو جائے گی۔" حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کا امر آجائے گا وہ اسی حالت پر ہوں گے۔" "اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ میری امت کا ایک گروہ لوگوں پر غالب آجائے گا۔ انہیں پرواہ نہ ہوگی کہ انہیں کون رسواء کرتا ہے اور کون انہیں نقصان پہنچاتا ہے۔" "میری امت کا ایک گروہ امر الٰہی کا نگہبان ہوگا۔" "وہ روزِ حشر تک دین پر غالب ہوں گے وہ روزِ حشر تک ان کے ساتھ جہاد کریں گے جو انہیں رسواء کرے گا۔ ان سے دشمنی کرنے والا انہیں نقصان نہ دے سکے گا۔" "وہ ان کے ساتھ جہاد کریں گے جو ان کے ساتھ دشمنی رکھے گا۔ ان کا مخالف انہیں نقصان نہ دے سکے گا۔" "ان کو رسواء کرنے والا اور ان کی مخالفت کرنے والا انہیں نقصان نہ دے سکے گا۔" ایک روایت میں ہے۔ "اس امت میں سے ایک گروہ حق پر رہے گا۔ مخالف کی مخالفت انہیں نقصان نہ دے سکے گی، حتیٰ کہ امر الٰہی آجائے گا، اور وہ اسی طرح ہوں گے۔"

ایک روایت میں ہے "یہ دین حق قائم رہے گا۔ مسلمانوں کا ایک گروہ اس کے لیے جہاد کرے گا، حتیٰ کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔" "میری امت میں سے ایک گروہ اللہ تعالیٰ کے امر پر جہاد کرتے رہیں گے۔ وہ دشمن پر غالب رہیں گے۔ ان کا مخالف انہیں نقصان نہ دے سکے گا حتیٰ کہ قیامت آجائے گی اور وہ اسی طرح ہوں گے۔" "وہ لوگوں پر غالب رہیں گے۔" ایک روایت میں ہے: "رب تعالیٰ انہیں ہر طرف پھیلا دے گا، وہ گمراہ ٹولوں کے ساتھ جہاد کریں گے۔ مخالف انہیں نقصان نہ دے سکے گا، حتیٰ کہ وہ کانے دجال کے ساتھ جہاد کریں گے۔ ان میں سے اکثریت اہل شام کی ہوگی۔" وہ اس کے ساتھ دمشق کے دروازوں اور ان کے ارد گرد جہاد کریں گے وہ بیت المقدس کے دروازوں اور اس کے ارد گرد جہاد کریں گے۔" رسواء کرنے والے کی رسوائی انہیں نقصان نہ دے گی۔ وہ حق کے ساتھ غالب رہیں گے حتیٰ کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔" ایک روایت میں ہے "دمشق میں ایک گروہ حق پر لڑتا رہے گا حتیٰ کہ امر الٰہی آجائے گا وہ غالب ہی ہوں گے۔" عرض کی گئی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم وہ کہاں ہوں گے؟" آپ نے فرمایا: "بیت المقدس میں۔"

تنبیہ

یعقوب بن شیبہ نے علی بن المدینی سے روایت کیا ہے کہ الغرب سے مراد "الدلو" (ڈول) ہے۔ اہل سے مراد اہلِ عرب ہیں کیونکہ ڈول کا استعمال وہی کرتے تھے۔ ان کے علاوہ اور کوئی اسے استعمال نہ کرتا تھا، بعض افراد نے کہا ہے کہ اس سے قوی اور سخت جہاد والے لوگ مراد ہیں۔

تریسٹھواں باب

ہر سو سال بعد ایک مجدّد اس دین حق کی تجدید کرے گا

ابو داؤد، حاکم نے "المستدرک" میں، بیہقی نے المعرفہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ہر سو سال کے بعد اللہ تعالیٰ اس امت میں ایک ایسا شخص پیدا کر دے گا جو اس کے لیے اس کے دین کی تجدید کرے گا۔"

چونسٹھواں باب

ہر اگلا زمانہ پہلے سے زیادہ شر انگیز ہو گا

امام احمد، امام بخاری، نسائی اور ابن حبان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تمہارا ہر سال اور ہر دن کے بعد آنے والا سال اور دن پہلے سے زیادہ شر انگیز ہو گا حتیٰ کہ تم اپنے رب تعالیٰ سے ملاقات کر لو۔"

پینسٹھواں باب

خطباء منبروں پر دجال کا ذکر نہ کریں گے

عبداللہ بن امام احمد اور ابن قانع نے حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "دجال کا ظہور نہ ہو گا حتیٰ کہ لوگ اس کے ذکر سے غافل ہو جائیں گے ائمہ منبروں پر اس کا ذکر نہ کریں گے۔"

چھیاسٹھواں باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کذابوں کا دور ہو گا اور رجاج ہو گا

امام احمد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم سراپا جود و کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "قیامت سے پہلے کئی

کذاب ہوں گے۔ ان میں سے ایک صاحب یمامہ ہوگا۔ ایک صاحب صنعاء العنسی ہوگا۔ ایک صاحب حمیر ہوگا۔ ایک دجال ہوگا۔ اس کا فتنہ سب سے بڑا ہوگا۔" حاکم نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ثقیف سے دو کذاب ظاہر ہوں گے۔ دوسرا پہلے سے زیادہ شریر ہوگا وہ ہلاک کرنے والا ہوگا۔"

الطبرانی نے الکبیر میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مدینہ طیبہ سے ایک مبیر (ہلاک کرنے والا) اور ایک کذاب ظاہر ہوگا۔"

امام احمد اور الطبرانی نے حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "بخدا! قیامت نہ آئے گی حتیٰ کہ تیس کذاب پیدا ہوں گے ان میں سے آخری دجال کانا ہوگا۔" الطبرانی نے الکبیر میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "یہ دین حق قائم رہے گا حتیٰ کہ تم پر قریش کے بارہ خلفاء ہوں گے پھر قیامت سے قبل کذاب آئیں گے۔"

ابن ابی شیبہ نے عبید بن عمیر اللیثی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ تیس کذابوں کا ظہور ہوگا۔ ان میں سے ہر ایک گمان کرے گا کہ وہ نبی ہے۔" انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ تیس کذابوں کا ظہور ہوگا۔ ان میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق جھوٹ بولے گا۔" ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں علاء بن زیاد العدوی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "مجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث بیان کی گئی ہے۔ آپ نے فرمایا: "قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ تیس دجالوں کا ظہور ہوگا۔ ہر ایک کہے گا کہ وہ نبی ہے جو اس طرح کہے اسے قتل کر دو۔ ان میں سے کسی کو جس نے قتل کر دیا اس کے لیے جنت لازم ہے۔"

ابو نعیم نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ تیس کذابوں کا ظہور ہوگا۔ ان کا آخری کذاب دجال ہوگا۔"

ابن ابی شیبہ، ابن عدی نے الکامل میں ضعیف سند سے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ تیس کذابوں کا ظہور ہو جائے گا۔ ان میں سے مسیلمہ اور عنسی ہوں گے۔ قبائل عرب میں سے شریر قبائل بنو امیہ، بنو حنیفہ اور ثقیف ہیں۔"

امام احمد، شیخان، ابو داؤد اور ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ دو بڑے گروہوں کے مابین جنگ ہوگی۔ ان کے مابین بہت زیادہ خونریزی ہوگی۔ ان دونوں کا دعویٰ ایک ہوگا۔ قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ تقریباً تیس دجال ظاہر ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک نبی ہونے کا گمان کرے گا۔"

امام ترمذی نے (انہوں نے اسے حسن صحیح کہا ہے) اور حاکم نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم

ﷺ نے فرمایا: "قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ میری امت کے کچھ گروہ مشرکین کے ساتھ مل جائیں گے حتیٰ کہ وہ بتوں کی پوجا کرنے لگیں گے۔ عنقریب میری امت میں تیس کذاب پیدا ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک گمان کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔"

الطبرانی نے الکبیر میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ ستر کذابوں کا ظہور ہو جائے گا۔" امام احمد، الطبرانی نے الکبیر میں اور حاکم نے حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اس شخص (مسیلمہ کذاب) کے متعلق فرمایا: "امابعد! تم اس کے بارے بہت سی باتیں لائے ہو۔ وہ ان تیس کذابوں میں سے ایک ہے جو دجال سے پہلے آئیں گے۔ مسیح دجال کا رعب مدینہ طیبہ کے علاوہ ہر شہر میں پہنچ جائے گا اس کی ہر گھاٹی پر دو فرشتے مقرر ہیں۔ وہ اس سے مسیح دجال کے رعب کو دور کرتے ہیں۔"

ستر سٹھواں باب

حدیث پاک کے کذاب اور وہ شیاطین جو لوگوں سے حدیث بیان کریں گے

امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "میری امت کے آخر میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو تمہیں ایسی احادیث بیان کریں گے جنہیں نہ تم نے نہ ہی تمہارے آباء نے سن رکھا ہوگا۔ تم ان سے اور ان کے آباء سے بچنا۔"

ابن عدی اور امام بیہقی نے حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ ابلیس بازاروں میں پھرے گا۔ وہ کہے گا "مجھے فلاں بن فلاں نے یہ یہ روایت بیان کی ہے۔" حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابلیس ایک شخص کی شکل میں متشکل ہوگا۔ وہ ایک قوم کے پاس آئے گا۔ وہ انہیں جھوٹی روایت بیان کرے گا۔ وہ متفرق ہو جائیں گے۔"

امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور بیہقی نے حضرت سفیان سے روایت لکھی ہے۔ انہوں نے فرمایا: "مجھے اس شخص نے بیان کیا ہے جس نے مسجد خیف میں داستان گو کو دیکھا۔ میں نے اسے تلاش کیا تو وہ شیطان تھا۔" ابن عدی اور بیہقی نے عیسیٰ بن ابی فاطمہ الغزاری سے بیان کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں مسجد حرام میں ایک بزرگ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ میں لکھ رہا تھا۔ اس نے کہا: "مجھے شیبانی نے روایت کیا ہے۔" اس شخص نے کہا: "مجھے شیبانی نے روایت کیا ہے۔" بزرگ نے کہا: "عن شعبی" اس شخص نے کہا: مجھے شعبی نے بیان کیا ہے۔" اس نے کہا: "حارث سے۔" اس نے کہا: "بخدا! میں نے حارث کو دیکھا

ہے اور اس سے سنا ہے۔" اس نے کہا: "عن علیؓ" اس نے کہا: "بخدا! میں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور جنگ صفین میں ان کے ساتھ شرکت کی ہے۔" جب میں نے یہ دیکھا تو میں آیت الکرسی پڑھنے لگا۔ جب میں نے یہ آیت طیبہ پڑھی:

وَلَا يَـُٔودُهُۥ حِفْظُهُمَا ۚ (البقرۃ:۲۵۵)

ترجمہ: اور زمین و آسمان کی حفاظت اسے نہیں تھکاتی۔

تو میں نے دیکھا تو مجھے کچھ بھی نظر نہ آیا۔"

اڑسٹھواں باب

جو زمین سب سے پہلے خراب ہو گی جو لوگ سب سے پہلے ہلاک ہوں گے

الطبرانی نے الکبیر میں، ابن عساکر نے حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "زمین کا بایاں حصہ پہلے اور دایاں حصہ بعد میں خراب ہو گا۔"

الطبرانی نے الکبیر میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "سب سے پہلے قریش کا انتقال ہو گا قریش میں سے سب سے پہلے میرے اہلِ بیت کا وصال ہو گا۔" ابو یعلی نے اپنی مسند میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "سب سے پہلے قریش کا انتقال ہو گا اور ان میں سے بنو ہاشم سب سے پہلے وصال کریں گے۔"

انہترواں باب

بنو سلیم کی زمین سے معدن کا ظہور

ابو یعلی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "بنو سلیم کی سرزمین میں معدن کا ظہور ہو گا۔ جسے فرعون یا فرعان کہا جائے گا۔ یہ ابو جہم کی لمبی پٹی کے پاس ہے۔ یہ السواء کے قریب ہے۔ شریر لوگ اس کے پاس جائیں گے یا شریر لوگوں کو اس کی طرف اٹھایا جائے گا۔"

الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سونے کا ایک ٹکڑا لایا گیا۔ یہ پہلا صدقہ تھا جو ہماری معدن سے آیا تھا۔ آپ نے فرمایا: معادن ہوں گے۔ عنقریب ان میں مخلوق میں سے

شریرترین ہوں گے۔"

ابن ابی شیبہ نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بنوسلیم کے ایک شخص سے اور انہوں نے اپنے جد امجد سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں چاندی پیش کی گئی۔ انہوں نے عرض کی: "یہ ہماری معدن میں سے ہے۔" آپ نے فرمایا: "عنقریب معادن ہوں گی۔ وہاں شریر لوگوں کا بسیرا ہوگا۔" اسے امام احمد نے صحیح کے راویوں سے روایت کیا ہے لیکن اس میں ایک راوی کا تذکرہ نہیں ہے۔ یہ حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جسے بنوسلیم کے ایک شخص نے اپنے دادا سے روایت کیا ہے۔

سترواں باب

آخری زمانہ میں ہونے والے مرد و خواتین کے اوصاف

امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سراپا لطف وعطا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اہلِ نار کی دو اقسام ہیں میں نے انہیں دیکھا۔ ان میں سے ایک ایسی قوم ہوگی جن کے پاس کوڑے ہوں گے جو گائے کی دم کی مانند ہوں گے۔ وہ اس کے ساتھ لوگوں کو ماریں گے۔ دوسری قسم ان عورتوں کی ہے جو کپڑے پہننے کے باوجود عریاں ہوں گی۔ ان کے سر گویا کہ بختی اونٹوں کی کوہانیں ہوں گے۔ یہ جنت میں نہ جائیں گے نہ ہی اس کی خوشبو کو سونگھ سکیں گی حالانکہ اس کی خوشبو اتنی اتنی مسافت سے سونگھی جاسکے گی۔"

اکہترواں باب

کچھ قومیں اپنی زبانوں سے اس طرح کھائیں گی جیسے گائے کھاتی ہے

مسدد، ابن ابی شیبہ، امام احمد نے عمر بن سعد بن ابی وقاص سے، الضیاء نے المختارہ میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ امام احمد، نسائی، ابن حبان اور خرائطی نے مکارم اخلاق میں عمر بن سعد سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "مجھے اپنے والد گرامی سے ضروری کام تھا۔ میں نے اپنی ضرورت سے قبل گفتگو کی جسے لوگ استعمال کر کے مقصد تک پہنچے تھے لیکن حضرت سعد رضی اللہ عنہ اسے سن ہی نہیں رہے تھے۔ جب میں فارغ ہوا تو مجھے فرمایا: "نورِ نظر! کیا تم اپنے کلام سے فارغ ہو چکے ہو۔" میں نے عرض کی: "ہاں!" انہوں نے فرمایا: "بیٹا! نہ تو تم اپنی ضرورت سے تجاوز کر رہے تھے، نہ ہی تم مجھ سے زاہد تھے، جبکہ میں

نے تمہارا کلام سن لیا ہے میں نے حضور اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ ایسی قوم کا ظہور ہوگا جو اپنی زبانوں سے اس طرح کھائے گی جیسے گائیں اپنی زبانوں سے زمین سے کھاتی ہیں۔“

بہتروان باب

امانت، علم، خشوع اور فرائض کا علم ناپید ہو جائے گا

امام مسلم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”حضور حامیٔ بے کساں ﷺ نے ہمیں دو احادیث بیان فرمائی ہیں۔ ایک حدیث پاک کو ہم نے اپنی نظروں سے دیکھ لیا ہے۔ دوسری کے ہم منتظر ہیں۔ آپ نے ہمیں بیان کیا کہ امانت کا نزول مردوں کے دلوں کی اصل میں ہوا، پھر قرآن پاک کا نزول ہوا۔ انہوں نے قرآن پاک کا علم سیکھا۔ سنت مطہرہ کا علم سیکھا۔“ پھر آپ نے ہمیں امانت کے اٹھ جانے کے متعلق فرمایا۔ آپ نے فرمایا: ”ایک شخص سو رہا ہوگا۔ اس کے دل سے امانت کو اٹھا لیا جائے گا حتیٰ کہ چھوٹے سے دھبے کا اثر باقی رہ جائے گا، پھر وہ سوئے گا امانت اس کے دل سے قبض کر لی جائے گی۔ اس کا اثر چھالے کی مانند باقی رہ جائے گا، جیسے تم آگ کا انگارہ پاؤں پر سے گراؤ، تو جگہ پھول کر چھالے کی شکل اختیار کر لے۔ اس کے اندر کچھ بھی نہ ہو۔ لوگ ایک دوسرے سے خرید و فروخت کریں گے لیکن اپنی امانت کو کوئی بھی ادا نہ کرے گا، حتیٰ کہ کہا جائے گا کہ بنو فلاں میں ایک شخص امین ہے حتیٰ کہ ایک شخص کے متعلق کہا جائے کہ وہ کتنا ہوشیار کتنا خوش اخلاق اور کتنا عقلمند ہے حالانکہ اس کے اندر رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان نہ ہوگا۔ ان میں سے ایک بھی اپنی امانت کو ادا نہ کرے گا، حتیٰ کہ کہا جائے گا۔ ”بنو فلاں میں ایک امین شخص ہے۔“ حتیٰ کہ اس شخص کے بارے میں کہا جائے گا۔“ وہ کتنا مضبوط ہے؟ وہ کتنا کریم ہے۔ وہ کتنا ذہین ہے۔ وہ کتنا دانا ہے، حالانکہ اس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہ ہوگا۔“

الطبرانی نے الکبیر میں حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”وہ سب سے پہلی چیز جسے تم اپنے دین میں مفقود پاؤ گے وہ امانت ہوگی۔“ حکیم ترمذی نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”لوگوں میں سے سب سے پہلے امانت کو اٹھا لیا جائے گا۔ ان کے دین میں آخری امر نماز رہ جائے گی۔ بہت سے نمازی ایسے ہوں گے اللہ تعالیٰ کے ہاں جن کے لیے کوئی حصہ نہ ہوگا۔“

الطبرانی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اس امت میں سے سب سے پہلے حیاء اور امانت کو اٹھا لیا جائے گا۔“ ابن ماجہ، دارقطنی، حاکم، شیرازی نے القاب میں اور بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”فرائض کا علم سیکھو، اسے لوگوں کو سکھاؤ۔ یہ نصف علم ہے اسے بھلا دیا جاتا ہے۔ یہ پہلی

چیز ہے جسے میری امت سے چھین لیا جائے گا۔

امام احمد، ترمذی، نسائی، بیہقی اور حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سراپا رحمت ﷺ نے فرمایا: "فرائض کا علم سیکھو۔ لوگوں کو یہ علم سکھاؤ، عنقریب میرا وصال ہو جائے گا، عنقریب علم کو سمیٹ لیا جائے گا۔ فتنوں کا ظہور ہوگا حتیٰ کہ دو افراد اپنے حصے میں اختلاف کریں گے۔ وہ ایسا آدمی نہ پائیں گے جو ان کے مابین فیصلہ کر سکے۔ اس روایت کو دارقطنی نے لکھا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ صحیح مؤقف یہ ہے کہ یہ روایت مرسل ہے۔"

دیلمی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "علم کو اس کے اٹھ جانے سے پہلے حاصل کرو۔ تم میں سے کوئی ایک یہ نہیں جانتا کہ وہ اس کا کب محتاج ہو جائے جو اس کے پاس ہے۔" انہوں نے اس روایت کو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی لکھا ہے۔ اس میں یہ اضافہ ہے۔ "تم خواہشات اور بدعتوں سے بچو اور عتیق کو لازم پکڑو۔"

امام بخاری اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ علم کو اٹھا لیا جائے گا، زلزلے زیادہ آئیں گے، زمانہ قریب ہو جائے گا فتنوں کا ظہور ہوگا۔ قتل عام ہوگا۔ تم میں مال کثرت سے ہوگا، اس کی فراوانی ہوگی۔"

امام احمد، دارمی، الطبرانی نے الکبیر میں، ابوشیخ نے اپنی تفسیر میں اور ابن مردویہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "لوگو! علم حاصل کرو، اس سے پہلے کہ علم اٹھا لیا جائے۔" عرض کی گئی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! علم کو کیسے اٹھا لیا جائے گا۔ یہ قرآن پاک ہمارے سامنے ہوگا۔ آپ نے فرمایا: "تمہاری خیر! یہ یہود و نصاریٰ ہیں کیا یہ مصاحف ان کے سامنے موجود نہیں ہیں وہ اس پیغام میں سے ایک حرف کے ساتھ بھی نہ چمٹ سکے جسے ان کے انبیائے کرام لے کر آئے تھے۔ ارے! علم اٹھ جانے سے مراد حاملین علم کا اٹھ جانا ہے۔"

الطبرانی نے الکبیر میں اور خطیب نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "اے لوگو! علم کے اٹھ جانے سے قبل علم حاصل کرو۔ اس سے قبل کہ علم قبض ہو جائے۔ استاد اور شاگرد اجر و ثواب میں شریک ہوتے ہیں۔ اس کے بعد سارے لوگوں میں کوئی بھلائی نہ ہوگی۔"

امام احمد، ابن ابی شیبہ، شیخان، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے، خطیب نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ علم کو چھیننے گا نہیں۔ اس طرح کہ وہ اسے لوگوں سے چھین لے بلکہ وہ علماء کو اٹھا لے گا جب علماء کرام اٹھ جائیں گے۔ لوگ جاہلوں کو اپنا رئیس بنا لیں گے۔ وہ علم کے بغیر فتوے دیں گے وہ خود بھی گمراہ ہوں گے دوسروں کو بھی راہِ راست سے بھٹکا دیں گے۔"

شیخان، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "رب تعالیٰ علم کو اس طرح نہ اٹھائے گا کہ وہ اسے لوگوں سے چھین لے گا بلکہ وہ علماء کو اٹھا کر علم کو اٹھا لے گا، حتیٰ کہ جب کوئی عالم باقی نہ رہے گا لوگ

جاہلوں کو اپنا رئیس بنالیں گے۔ان سے پوچھا جائے گا تو وہ علم کے بغیر فتوے دیں گے۔خود بھی گمراہ ہوں گے دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔"

تنبیہات

◆ ۱ امام نووی نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان:

اِنَّا عَرَضۡنَا الۡاَمَانَةَ (الاحزاب:۷۲)

ترجمہ: ہم نے امانت پیش کی۔

میں امانت سے مراد وہ تکلیف ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو مکلف بنایا ہے۔اس سے مراد وہ عہد ہے جو اس نے ان سے لیا ہے۔

◆ ۲ حدیث پاک کا مفہوم یہ ہے کہ ان کے دلوں سے امانت آہستہ آہستہ زائل ہوتی جائے گی۔جب اس کا پہلا جزء زائل ہو جائے گا تو اس کا نور زائل ہو جائے گا۔دھبہ کی طرح اس کی ظلمت باقی رہ جائے گی۔یہ رنگت اس کی پہلی رنگت کے مخالف ہوگی۔جب اس میں سے اور کچھ زائل ہوگا۔تو اس کا اثر چھالے کی طرح ہوگا،جو کافی مدت کے بعد ختم ہوتا ہے۔یہ ظلمت ظلمت سے زیادہ ہوگی،پھر آپ نے اس نور کے ختم ہونے کی تشبیہ دی حالانکہ وہ پہلے دل میں قرار پذیر تھا،اور اس میں جاہ گزین تھا۔آپ نے اس کی تشبیہ اس انگارے سے دی،جیسے کسی آدمی کی ٹانگ پر سے لڑھکا دیا جائے حتیٰ کہ اس میں اثر پیدا کرے،پھر انگارہ نیچے گر جائے گا۔اس کا آبلہ باقی رہے۔اسے کنکریاں آلے اور اسے لڑھکا دے۔آپ کا ارادہ یہ تھا کہ وضاحت اور تفصیل خوب واضح ہو جائے۔

تہترواں باب

حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو فتنہ نقصان نہ دے گا

احمد بن منیع،البیہقی نے الکبریٰ میں،ابن ابی شیبہ اور ابن ماجہ نے حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں الربذہ سے گزرا۔وہاں ایک خیمہ لگا ہوا تھا۔میں نے پوچھا:"یہ کس کا خیمہ ہے؟" مجھے بتایا گیا"یہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کا خیمہ ہے۔"میں نے ان سے اذن طلب کیا اور اندر داخل ہو گیا میں نے کہا:"اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے۔اس معاملہ میں آپ کو خاص اہمیت حاصل ہے کاش! آپ لوگوں کے پاس تشریف لے جاتے۔انہیں اچھے کاموں کا حکم دیتے برے کاموں سے

روکتے۔" انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "عنقریب فتنہ انگیزی تفرقہ بازی اور اختلاف ہوگا۔ جب یہ حالات ہو جائیں تو اپنی تلوار لے کر کسی کے پاس جاؤ، اسے توڑ دو، اپنا تیر توڑ دو۔ اپنی کمان کی تانت کو کاٹ ڈالو۔ اپنے گھر میں بیٹھ جاؤ۔" یہ حالات ہو چکے ہیں۔" پھر انہوں نے وہ تلوار اتاری جو خیمہ کے ستون کے ساتھ معلق تھی۔ میں نے نیام سے باہر نکالی تو وہ لکڑی کی تھی۔" انہوں نے فرمایا: "میں نے وہ کچھ کر دیا ہے جس کا مجھے حضور اکرم ﷺ نے حکم دیا تھا۔ میں نے یہ تلوار اس لیے رکھی ہے تاکہ اس کے ذریعے لوگوں کو ڈراؤں۔"

چوہتر واں باب

فتنہ سے قبل حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کا وصال ہو جائے گا

امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے عرض کی: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مجھے معلوم ہوا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ عنقریب کچھ اقوام اپنے ایمان کے بعد مرتد ہو جائیں گی۔" آپ نے فرمایا: "ہاں! تم ان میں سے نہیں ہو۔" حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کا وصال حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شہادت سے پہلے ہی ہو گیا تھا۔ طیالسی نے حضرت یزید بن ابی حبیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ دو افراد حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے پاس بالشت بھر زمین کا فیصلہ کرانے گئے۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "جب کسی زمین پر ہو تم دو افراد کو سنو جو بالشت بھر زمین کے لیے لڑ رہے ہوں تو تم وہاں سے نکل جاؤ۔" حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ وہاں سے نکل کر شام چلے گئے۔"

پچھتر واں باب

قسطنطنیہ رومیہ سے پہلے فتح ہوگا

ابن ابی شیبہ نے ثقہ راویوں سے، امام احمد نے عبداللہ بن بشر خثعمی سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ نے فرمایا: "قسطنطنیہ فتح ہوگا۔ اس کا امیر بہت اچھا امیر ہوگا۔ اس کا لشکر بہت اچھا لشکر ہوگا۔"

حارث اور الطبرانی نے حضرت جبیر بن نفیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے ابو ثعلبہ الخشنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں الفسطاط کے مقام پر فرمایا۔ اس وقت لوگوں نے قسطنطنیہ کے

لیے تیاری کر رکھی تھی۔"بخدا! نصف دن سے یہ امت بے بس نہ ہوگی۔جب تم شام میں کسی شخص اور اس کے اہلِ خانہ کا دستر خوان دیکھ لو تو اس وقت قسطنطنیہ فتح ہو جائے گا۔"

الطیالسی، ابن منیع، ابن ابی شیبہ اور ابو یعلی نے ثقہ راویوں سے روایت کیا ہے (سوائے اسید جابر کے۔ وہ بھی ثقہ ہیں)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ میراث کو تقسیم نہیں کیا جائے گا، نہ ہی غنیمت سے خوشی ہوگی روم کو تمہارے لیے جمع کر دیا جائے گا یا انہیں اہلِ اسلام کے لیے جمع کر دیا جائے گا۔" انہوں نے اپنے دستِ اقدس سے شام کی طرف اشارہ کیا۔میں نے عرض کی:"کیا تمہاری مراد روم ہے؟" انہوں نے عرض کی:"ہاں! اس وقت شدید مزاحمت ہوگی۔اس وقت مسلمان موت کے لیے شرط لگائیں گے۔(یعنی وہ فتح یا شہادت لیے بغیر نہ لوٹیں گے) وہ غالب ہو کر ہی لوٹیں گے۔وہ مصروف جہاد ہو جائیں گے حتیٰ کہ ان کے جہاد کے مابین رات رکاوٹ بن جائے گی۔بہت سے مسلمان شہید ہوں گے۔بہت سے مشرکین واصل جہنم ہوں گے،لیکن غالب کوئی بھی نہ آسکے گا۔دوسرے روز مسلمان پھر موت کے لیے شرط لگائیں گے کہ وہ غالب ہو کر ہی آئیں گے۔وہ سارا دن مصروف پیکار رہیں گے حتیٰ کہ رات ان کے مابین رکاوٹ بن جائے گی۔مسلمان بھی شہید ہوں گے کفار بھی واصل جہنم ہوں گے،کسی کو غلبہ نصیب نہ ہوگا۔شرط ختم ہو جائے گی،پھر مسلمان موت کی شرط لگائیں گے کہ وہ غالب ہو کر ہی لوٹیں گے۔وہ شام تک مصروف جہاد رہیں گے۔شام ہو جائے گی۔مشرکین واصل ہوں گے۔مسلمان بھی شہید ہوں گے شرط ختم ہو جائے گی۔چوتھے روز بقیہ اہلِ اسلام ان کی طرف جائیں گے۔وہ مغلوب ہو جائیں گے۔بہت زیادہ خون ریزی ہوگی۔اس طرح کی خونریزی نہ دیکھی جائے گی، یا ہم نے اس طرح کی خونریزی نہ دیکھی ہوگی۔ان کے پاس سے ایک پرندہ گزرے گا۔وہ فوراً مر کر نیچے گر جائے گا۔باپ کی اولاد بار بار آئے گی۔ان کی تعداد ایک سو ہو جائے گی۔ان میں سے صرف ایک شخص باقی رہ جائے گا۔وہ کس غنیمت سے خوش ہوگا کون سی میراث تقسیم کی جائے گی۔" آپ نے فرمایا:"اسی اثناء میں وہ ایسے لوگوں کو سنے گا جو ان سے زائد ہوں گے۔ایک پکارنے والا آئے گا وہ کہے گا:"ان کی اولاد میں دجال کا ظہور ہو چکا ہے۔" یہ سن کر وہ سب کچھ اپنے ہاتھوں سے گرا دیں گے جو ان کے پاس ہوگا۔وہ توجہ کریں گے وہ دس شہ سوار بطور مقدمۃ الجیش بھیجیں گے۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"میں ان کے نام جانتا ہوں۔ان کے آباء کے اسماء بھی جانتا ہوں۔ان کے گھوڑوں کے رنگوں سے بھی آگاہ ہوں۔وہ اس وقت روئے زمین کے سب سے بہترین شہ سوار ہوں گے۔" یا فرمایا:"روئے زمین پر وہ بہترین ہوں گے۔"

ابن ابی شیبہ، ابن منیع، امام احمد، امام حاکم (انہوں نے اس روایت کو صحیح کہا ہے) نے حضرت ابو قبیل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"ہم حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر تھے۔ان سے پوچھا گیا:"کون سا شہر پہلے فتح ہوگا۔قسطنطنیہ یا رومیہ؟" حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ایک صندوق منگوایا جس کے کئی حلقے تھے۔انہوں نے اس میں سے ایک کتاب نکالی انہوں نے اسے پڑھا۔انہوں نے فرمایا:"ہم حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر تھے۔آپ سے عرض کی گئی کہ کون سا

شہر پہلے فتح ہوگا۔قسطنطنیہ یا رومیہ؟"حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ ہرقل کا شہر سب سے پہلے فتح ہوگا۔"

ابن ماجہ نے حضرت کثیر بن عبداللہ بن عمرو سے روایت کیا ہے انہوں نے اپنے والد گرامی سے اور وہ اپنے جدامجد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ مسلمانوں کا قریب ترین مورچہ بولاء کے مقام پر ہوگا۔اے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ! تم عنقریب بنواصغر سے ملاقات کروگے۔وہ ان سے جہاد کریں گے جو تمہارے بعد آئیں گے حتیٰ کہ ان کی طرف اسلام کے حسین و جمیل لوگ نکلیں گے۔(یعنی) اہلِ حجاز جو راہِ خدا میں کسی ملامت گر کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔وہ تسبیح و تکبیر کے ذریعے قسطنطنیہ کو فتح فرمالیں گے۔ایک آنے والا آئے گا۔وہ کہے گا: "دجال مسیح کا ظہور تمہارے شہروں میں ہو چکا ہے ارے یہ جھوٹ ہوگا۔اسے پکڑنے والا نادم اور اسے چھوڑنے والا بھی نادم ہوگا۔"

دیلمی نے حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان کے لیے تسبیح و تکبیر کے ساتھ قسطنطنیہ اور رومیہ کو فتح فرمادے گا۔"

امام احمد، امام بخاری نے تاریخ میں، بزار، ابن قدیمہ، بغوی، باوردی، ابن سکن، ابن قانع، الطبرانی نے الکبیر میں، ابونعیم، حاکم اور ضیاء نے عبداللہ بن بشر الغنوی سے اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "قسطنطنیہ ضرور فتح ہوگا۔اس کا امیر کتنا اچھا امیر ہوگا۔وہ لشکر کتنا عمدہ لشکر ہوگا۔"

چھہترواں باب

آپ ﷺ کے بعد قراء کے حالات

امام احمد نے جید سند کے ساتھ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "اسی اثناء میں کہ ہم پڑھ رہے تھے۔ہم میں عربی، عجمی اور سیاہ فام تھے، اچانک حضور اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لے آئے۔آپ نے فرمایا تم بھلائی پر ہو تم کتاب اللہ پڑھ رہے ہو تم میں حضور اکرم ﷺ تشریف فرما ہیں۔عنقریب ایسی قوم آئے گی وہ اسے اس طرح شائستہ بنائیں گے جیسے تیر کو عمدہ کریں گے۔وہ اپنی اجرت جلدی لے لیں گے۔اسے مؤخر نہ کریں گے۔"

ابویعلی، بزار، الطبرانی نے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے، حضرت بزار رضی اللہ عنہ نے ثقہ راویوں سے، الطبرانی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے، الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "اس دین حق کا غلبہ ہوگا، حتیٰ کہ یہ تجار کو تجاوز کر جائے گا۔راہِ خدا میں گھوڑے سمندروں میں داخل ہو جائیں گے حتیٰ کہ کفر اپنے مقام پر لوٹ جائے گا۔لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا جس میں لوگ قرآن پڑھنا سیکھیں گے۔وہ اسے سیکھیں گے، اسے

پڑھیں گے۔ وہ کہیں گے "ہم نے قرآن پاک پڑھا ہے۔ ہم سے زیادہ اچھا قرآن پاک کون پڑھنے والا ہے۔ ہم سے زیادہ فقیہ کون ہے؟ ہم سے زیادہ عالم کون ہے؟ پھر آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف توجہ فرمائی۔ فرمایا: "کیا ان میں کچھ بھلائی ہے؟" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: "نہیں!" آپ نے فرمایا: "وہ تم میں سے اس امت میں ہوں گے۔ وہ آگ کا ایندھن ہوں گے۔"

اس روایت کو ابن ابی شیبہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اس روایت کے الفاظ یہ ہیں: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "پھر ان کے بعد ایسی اقوام آئیں گی جو قرآن پاک پڑھیں گی۔ وہ کہیں گی: ہم نے قرآن پاک پڑھا ہم سے زیادہ قاریٔ قرآن کون ہے؟ یا ہم سے زیادہ فقیہ کون ہے یا ہم سے زیادہ عالم کون ہے، پھر آپ توجہ فرما ہوئے۔

احمد بن منیع نے حسن اسناد کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم دیکھی جو قرآن پاک کی تلاوت کر رہی تھی۔ آپ نے فرمایا: "قرآن پاک پڑھ لو۔ اس سے قبل کہ ایسی قوم آئے جو تیر کی مانند کھڑا کریں گے۔ وہ اس کی اجرت جلدی لیں گے۔ اس میں تاخیر نہ کریں گے۔"

شیخان، امام احمد، نسائی، ابن جریر، ابو داؤد، طیالسی، ابن ماجہ، ابو عوانہ، ابو یعلی اور ابن حبان نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، ابن ابی شیبہ، امام احمد، ترمذی (انہوں نے اسے حسن صحیح کہا ہے) ابن ماجہ، ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے "آخری زمانہ میں ایسی قوم آئے گی یا اس کا ظہور ہوگا۔ وہ قرآن پاک پڑھیں گے لیکن قرآن پاک ان کے حلقوں سے نیچے نہ اترے گا، وہ کہیں گے۔ "خیر البریۃ کے فرمان سے" دوسرے الفاظ میں ہے "قرآن پاک ان کے سینوں سے متجاوز نہ ہوگا۔ وہ دین سے اس طرح گزر جائیں گے جیسے تیر نشانے سے آر پار ہو جاتا ہے۔ جب تم انہیں دیکھو تو انہیں قتل کر دو۔ جو انہیں قتل کرے گا اس کے لیے باعثِ اجر ہوگا۔" دوسرے الفاظ میں ہے "جو ان سے ملے وہ انہیں قتل کر دے جو انہیں قتل کرے گا روزِ حشر اسے درگاہِ ربانیہ سے اجر عظیم عطا کیا جائے گا۔"

امام مسلم، ابو داؤد اور ابو عوانہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا "میری امت میں ایک ایسی قوم آئے گی جو قرآن پاک پڑھے گی تمہاری قرأت ان کی قرأت کے مقابلہ میں کچھ بھی نہ ہوگی، نہ ہی تمہاری نماز ان کی نماز کے مقابلہ میں کچھ ہوگی نہ ہی تمہارے روزے ان کے روزوں کے مقابلہ میں کچھ ہوں گے۔ وہ قرآن پاک پڑھیں گے وہ گمان کریں گے کہ یہ ان کے لیے ہے لیکن یہ ان کے خلاف ہوگا۔ ان کی نماز ان کے حلقوم سے نیچے نہ اترے گی۔ وہ اسلام سے اس طرح گزر جائیں گے جیسے تیر نشانے سے گزر جاتا ہے۔ کاش! وہ لشکر جان لیتا جو ان کے ساتھ نبرد آزما ہوگا کہ ان کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے ان کے لیے کیا فیصلہ کیا گیا ہے تو وہ عمل سے پیچھے ہٹ جاتے۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ ان میں سے ایک شخص ایسا ہوگا جو بازو تو رکھتا ہوگا لیکن اس کے بازو کا اگلا حصہ نہ ہوگا۔ اس کے بازو پر پستان کی نوک کی طرح کا نشان ہوگا۔ جس پر سفید بال ہوں گے۔"

ابونصر السجزی نے الابانہ میں اور الدیلمی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اس قرآن پاک کا وارث ایسی قوم بنے گی جو اس کو اس طرح پیئے گی جیسے دودھ پیا جاتا ہے لیکن یہ ان کے حلقوم سے نیچے نہ اترے گا۔"

ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "آخری زمانہ میں ایسی قوم کا خروج ہوگا جو قرآن پڑھے گی لیکن قرآن پاک اس کے حلق سے نیچے نہ اترے گا۔ سر منڈوانا ان کی علامت ہوگا۔ جب تم انہیں ملو تو انہیں قتل کر دو۔"

ابن ابی شیبہ، امام احمد، نسائی، الطبرانی نے الکبیر میں اور حاکم نے حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "آخری زمانہ میں ایسی قوم کا ظہور ہوگا گویا کہ یہ ان میں سے ہے۔ وہ قرآن مجید پڑھے گی، لیکن قرآن حکیم ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا۔ وہ اسلام سے یوں گزر جائیں گے جیسے نشانے سے تیر گزر جاتا ہے۔ سر منڈوانا ان کی علامت ہوگا۔ وہ لگاتار ظہور کرتے رہیں گے حتیٰ کہ ان کا آخری شخص مسیح دجال کے ساتھ ظہور کرے گا جب تم ان سے ملو تو انہیں قتل کر دو۔ وہ مخلوق میں سے شریر ترین لوگ ہوں گے۔"

امام احمد، امام بخاری، الطبرانی نے الکبیر میں اور امام بیہقی نے حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ایک ایسی قوم کا ظہور ہوگا جو تیز طرار، سخت اور زبان کی تیز ہوگی۔ وہ قرآن پاک پڑھیں گے۔ وہ اسے ردی کھجور کی طرح بکھیریں گے۔ قرآن پاک ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا۔ جب تم انہیں دیکھو تو انہیں قتل کر دو ان کو قتل کرنے والا عند اللہ ماجور ہوگا۔"

امام احمد، امام بخاری اور ابو یعلی نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے، ابن ابی شیبہ، امام احمد اور شیخان نے حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مشرق سے بعض ایسی اقوام کا ظہور ہوگا جو اپنے سر کے حلق کرائیں گے وہ قرآن پاک پڑھیں گے، لیکن قرآن پاک ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا۔"

دوسری روایت میں ہے کہ وہ اپنی زبانوں سے قرآن پاک پڑھیں گے لیکن قرآن پاک ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا۔ وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے نشانے سے تیر نکل جاتا ہے۔"" پھر وہ اس میں نہ لوٹ سکیں گے حتیٰ کہ تیر اپنی اوپر کی سمت لوٹ جائے۔ سر منڈوانا (حلق کرانا) ان کی علامت ہوگا۔"

السجزی نے "الابانہ" میں خطیب اور ابن عساکر نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مشرق سے ایک قوم کا ظہور ہوگا۔ جو سر منڈوائے ہوں گے۔ وہ قرآن پاک پڑھیں گے، لیکن قرآن پاک ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اترے گا۔ بشارت اسے جسے وہ قتل کر دیں۔ بشارات اسے جو انہیں قتل کر دے۔"

شیخان اور النسائی نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تم میں ایسی قوم کا ظہور ہوگا۔ جن کی نمازوں کے سامنے تم اپنی نمازوں کو، جن کے روزوں کے سامنے تم اپنے روزوں کو اور جن کے علم کے سامنے تم

اپنے علم کو حقیر سمجھو گے۔ وہ قرآن پاک پڑھیں گے لیکن قرآن پاک ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین سے اس طرح گزر جائیں گے جیسے نشانے سے تیر گزر جاتا ہے۔ پیکان کو دیکھا جاتا ہے وہاں کچھ بھی نظر نہیں آتا۔ تیر میں دیکھا جاتا ہے وہاں بھی کچھ نہیں نظر آتا پر کو دیکھا جاتا ہے وہاں بھی کچھ نظر نہیں آتا۔ تیر کے سوفار میں جھگڑا کیا جاتا ہے کہ کیا اس کے ساتھ کچھ خون لگا ہے۔"

ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ قرآن پاک پڑھیں گے۔ وہ اس کے حروف سے حساب لگائیں گے۔ اس کی حدود کو ضائع کریں گے۔ اس کے لیے ہلاکت! جو وہ حساب لگائیں گے۔ اس کے لیے ہلاکت! جو وہ کریں گے لوگوں میں سے اس قرآن پاک کا زیادہ مستحق وہ ہے جو اس کا حساب لگائے مگر اس پر اس کا کوئی اثر نہ ہو۔" امام احمد، امام مسلم، ابن ماجہ، الطبرانی نے الکبیر میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اور رافع بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میرے بعد میری امت میں سے ایک قوم آئے گی، جو قرآن پاک پڑھے گا لیکن قرآن پاک اس کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے۔ جیسے تیر نشانے سے نکل جاتا ہے پھر وہ لوٹ کر نہ آئیں گے۔ وہ سب سے بدترین مخلوق ہے۔ تمام مسلمانوں سے برے ہیں ان کی نشانی سر منڈوانا ہے۔"

تنبیہات

1. امام مالک، امام شافعی اور جمہور علماء کرام کا موقف ہے کہ خوارج کافر نہیں ہیں۔ اسی طرح قدریہ، معتزلہ اور سارے اہل اہواء کافر نہیں ہیں۔
2. آپ نے فرمایا: "جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو تو انہیں قتل کر دو۔ انہیں قتل کرنے میں اجر ہے۔" علامہ قاضی صاحب لکھتے ہیں: "علماء کرام نے تحریر کیا ہے کہ خوارج اور ان کے مشابہ لوگ جو بدعتی اور باغی ہوں جب امام وقت کے خلاف بغاوت کریں۔ جماعت کی اکثر رائے کی مخالفت کریں اور جماعت میں انتشار پیدا کریں تو ان کے ساتھ جہاد واجب ہے لیکن پہلے انہیں ڈرایا جائے گا انہیں معذرت کرنے کے لیے کہا جائے گا۔ ارشادِ ربانی ہے:

فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ (الحجرات:۹)

ترجمہ: پھر سب مل کر لڑو اس سے جو زیادتی کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے۔

لیکن ان کے زخمی کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ ان کے شکست خوردہ کا تعاقب نہیں کیا جائے گا۔ ان کے قیدی کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ ان کے اموال کو مباح نہیں سمجھا جائے گا جب تک کہ وہ اطاعت سے نہ نکل جائیں۔ جب تک وہ جنگ کے لیے تیار نہ ہو جائیں۔ ان کے ساتھ قتال شروع نہ کیا جائے گا، بلکہ انہیں وعظ و نصیحت کیا جائے گا۔ بدعتوں سے توبہ کرنے کے لیے کہا جائے گا۔ اگر وہ انکار کر دیں تو ان پر مرتدین کے احکام جاری ہوں گے۔"

ستتھرواں باب

مساجد کو آراستہ کیا جائے گا

امام احمد، ابوداؤد، نسائی اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "قیامت قائم نہ ہو گی حتیٰ کہ لوگ مساجد میں ایک دوسرے پر فخر کریں گے۔" ابوداؤد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میں نے مساجد کو چونا (پلستر) کرنے کا حکم نہیں دیا۔" حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: "تاکہ مساجد کو اس طرح نہ سجایا جائے جیسے یہود ونصاریٰ اپنے معابد کو سجاتے ہیں۔"

ابن ماجہ نے ان سے ہی روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ تم میرے بعد مساجد میں اس طرح گیلریاں بناؤ گے جیسے یہودی اپنے کنیسوں میں اور عیسائی اپنے گرجوں میں گیلریاں بناتے ہیں۔"

حاکم نے اپنی تاریخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: "میری امت کے آخر میں ایسی اقوام ہوں گی جو اپنی مساجد کو آراستہ کریں گی اپنے دلوں کو برباد کریں گی۔ ایک شخص اپنے کپڑے کو اس طرح بچائے گا کہ وہ اپنے دین کو اس طرح نہ بچائے گا۔ جب ایک شخص کی دنیا سلامت ہو گی تو وہ اپنے دین کے معاملہ کی پرواہ نہ کرے گا۔"

اٹھہترواں باب

کچھ لوگ قرآن پڑھیں گے اور اسی کے ساتھ لوگوں سے سوال کریں گے

امام احمد اور ابن مندہ نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ ایک قاری کے پاس سے گزرے جو قرآن پاک کی تلاوت کر رہا تھا۔ اس کے ذریعے لوگوں سے مانگ رہا تھا۔ حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا اور فرمایا "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ فرما رہے تھے: "جو قرآن پاک پڑھے وہ اللہ تعالیٰ سے سوال کرے عنقریب ایسی اقوام آئیں گی جو قرآن پاک پڑھیں گی اور اس کے ذریعے لوگوں سے مانگیں گی۔"

امام احمد، الطبرانی نے الکبیر میں اور البیہقی نے الشعب میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "قرآن پاک پڑھو۔ اس سے رب تعالیٰ سے التجاء کرو۔ اس سے قبل کہ ایک قوم آئے جو قرآن پاک پڑھے اور اس کے ذریعے لوگوں سے سوال کرے۔"

امام احمد، ابوداؤد، ابن منیع، بیہقی نے الشعب میں اور ضیاء نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”قرآن پاک پڑھو اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے التجاء کرو۔ اس سے قبل کہ ایسی قوم آئے جو اسے تیر کی طرح کھڑا کریں۔ اس کی اجرت جلد مانگ لیں۔ اس میں تاخیر نہ کریں۔“ ابن ابی شیبہ نے محمد بن المنکدر سے مرسل روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”قرآن پاک پڑھو۔ اس کے ذریعے سے رب تعالیٰ سے مانگو عنقریب اسے ایک قوم پڑھے گی۔ اسے تیر کی طرح سیدھا کریں گے۔ وہ اس کی اجرت جلد لے لیں گے تاخیر نہ کریں گے۔“

اناسی واں باب

گھروں کو سجایا جائے گا

بزار نے ثقہ راویوں سے اور الطبرانی نے الکبیر میں حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”عنقریب دنیا کو تمہارے لیے کھول دیا جائے گا، حتیٰ کہ تم گھروں میں اس طرح پردے لٹکاؤ گے جیسے کعبہ کے پردے لٹکائے جاتے ہیں۔“ ہم نے عرض کی: ”کیا ہم آج اپنے دین پر ہیں؟“ آپ نے فرمایا: ”تم آج اپنے دین پر ہو۔“ ہم نے عرض کی: ”کیا ہم آج بہتر ہیں یا اس دن بہتر ہوں گے؟“ آپ نے فرمایا: ”تم آج بہتر ہو۔“

شیخین نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”عنقریب تمہارے لیے غالیچے ہوں گے۔“ اس روایت کو امام ترمذی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اس میں ہے: ”تم میں سے کوئی ایک صبح ایک اور شام کو دوسرا حلہ پہنے گا۔ ایک پیالہ اس کے سامنے رکھا جائے گا دوسرا اٹھا لیا جائے گا تم اپنے گھر میں اس طرح پردے لٹکاؤ گے جیسے خانہ کعبہ پر پردے لٹکائے جاتے ہیں لیکن تم آج ان سے بہتر ہو۔“

اسی واں باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں ایسے افراد ہوں گے جن کی عورتوں کے سر گویا کہ بختی اونٹوں کی کوہانیں ہوں گے

امام احمد، امام الطبرانی، (امام احمد کے راوی صحیح کے ہیں) نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

انہوں نے فرمایا: ”میں نے حضور اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”میری امت کے آخری زمانہ میں ایسے افراد ہوں گے جو کجاوؤں کی مانند زینوں پر سفر کریں گے۔ وہ مساجد کے دروازوں پر اتریں گے۔ ان کی عورتیں لباس پہننے کے باوجود عریاں ہوں گی۔ ان کے سروں پر بختی اونٹوں کی کوہانوں کی مانند ہوں گی۔ انہیں لعنت کرو۔ وہ ملعون ہیں اگر امم میں سے کوئی امت تمہارے بعد ہوتی تو تمہاری عورتیں ان کی عورتوں کی خادمائیں ہوتیں۔“ الطبرانی کے الفاظ ہیں: ”عنقریب میری امت میں ایسے مرد ہوں گے جن کی عورتیں ایسی زینوں پر سوار ہوں گی جو کجاوؤں کی طرح کی ہوں گی۔“

الطبرانی نے الکبیر میں حضرت ابوشقرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جب تم ایسی عورتوں کو دیکھو جو اپنے سروں پر گائے کی چوٹی کی مانند کچھ رکھیں تو انہیں بتا دو کہ ان کی نماز قبول نہیں ہوتی۔“ امام احمد اور امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اہلِ آتش کی دو اقسام کو میں نے ابھی تک نہیں دیکھا (۱) ایک قوم کے پاس گائے کی دم کی مانند کوڑے ہوں گے جس سے وہ لوگوں کو ماریں گے (۲) ایسی عورتیں جو کپڑے پہننے کے باوجود عریاں ہوں گی عورتیں لباس پہنے ہوئے ننگی ہوں گی۔ وہ خود بھی حق سے جدا ہوں گی اور دوسروں کو بھی باطل کی طرف مائل کریں گی یا جھک کر اتراتی ہوئی چلیں گی اور کندھوں اور پہلوؤں کو ہلاتے ہوئے چلیں گی۔

اکاسی واں باب

یہ جگہ عنقریب بازار بن جائے گی

ابویعلی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”میں نے حضور اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ نے فرمایا: ”بہت سی قسمیں اس قطعۂ زمین سے رب تعالیٰ کی طرف بلند نہیں ہوتیں۔“ میں نے بعد میں وہاں دو غلام فروشوں کو دیکھا۔“ عبدالرحمان بن حارث نے اپنے جدامجد سے روایت کیا ہے کہ وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد سے نکلے۔ اس وقت الزوراء اور الثنیہ کے مابین کوئی گھر یا چٹان نہ تھی۔ بازار اس وقت مرۃ وائل کے علاوہ تھا۔ جب وہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے گھر کے پاس پہنچے تو فرمایا: ”ابوحارث! جس نے حضور اکرم ﷺ سے ملاقات کی ہے۔ اس نے مجھے بتایا ہے کہ آپ نے فرمایا: ”بہت سی اقسام اس قطعہ زمین سے اوپر رب تعالیٰ کی طرف نہیں چڑھتیں۔“ میں نے عرض کی: ”ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! یہ امر تو رونما ہو گیا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تم نے جھوٹ نہیں بولا۔“ میں نے کہا: ”میں بھی گواہی دیتا ہوں۔“

بیاسی واں باب

قرآن اور سلطان عنقریب جدا ہو جائیں گے

احمد بن منیع نے ثقہ راویوں سے، اسحاق نے ایک اور سند سے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "عطاء کو اس وقت تک لے لو جب تک وہ عطاء ہو جب وہ دین پر رشوت بن جائے تو پھر نہ لو لیکن تم اسے ترک نہ کرو گے۔ خوف و فقر تمہیں اس طرح کرنے سے روک دے گا۔ ارے! ایمان کی چکی دائرہ ہے۔ ایمان کی چکی دائرہ ہے۔ کتاب الٰہی کے ہمراہ پھر جاؤ جس طرح وہ حکم دے ارے! سلطان و کتاب عنقریب جدا ہو جائیں گے۔ ارے! تم کتاب الٰہی کو نہ چھوڑنا۔ عنقریب تم پر ایسے امراء ہوں گے اگر تم ان کی اطاعت کرو گے تو وہ تمہیں گمراہ کر دیں گے۔ اگر تم ان کی نافرمانی کرو گے تو وہ تمہیں قتل کر دیں گے۔" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم کس طرح کریں؟" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں نے کیا۔ انہیں تختہ دار پر چڑھا دیا گیا آروں سے چیر دیا گیا۔ اطاعت الٰہیہ میں موت معصیت الٰہیہ میں زندگی سے بہتر ہے۔"

تراسی واں باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بادشاہوں کے حالات

الطبرانی نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا: "میرا گمان ہے کہ مجھے بلا لیا جائے گا۔ میں صدائے ربانی پر لبیک کہوں گا۔ میرے بعد تم پر ایسے والیانِ امر آئیں گے جو اسی طرح کے عمل کریں گے جیسے تم اعمال سرانجام دو گے۔ وہ ایسے اعمال سرانجام دیں گے جنہیں تم جانتے ہوں گے۔ ان کی اطاعت کرو۔ کچھ عرصہ اسی طرح گزر جائے گا، پھر تم پر ایسے حکمران مسلط ہوں گے وہ ایسے اعمال سرانجام دیں گے جنہیں تم سرانجام نہ دو گے۔ ایسے اعمال سرانجام دیں گے جن کو تم نہ جانتے ہوں گے۔ جس نے ان کی راہ نمائی کی اور انہیں نصیحت کی تو وہ ہلاک ہو گئے انہیں ہلاک کر دیا اپنے جسموں کے ساتھ ان سے ملو اور اپنے اعمال کے ساتھ انہیں بے وقار کرو۔ محسن کے لیے گواہی دو کہ وہ محسن ہے اور برے کے لیے گواہی دو کہ وہ برا ہے۔"

الطبرانی نے حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اس وقت تمہاری حالت کیا ہوگی جب تم پر والی مقرر ہو جائیں گے؟" الطبرانی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میرے بعد ایسے حکمران ہوں گے منبروں پر جنہیں حکمت عطا کر دی جائے گی۔ جب وہ نیچے اتریں گے ان سے حکمت چھین لی جائے گی۔ ان کے اجسام مردار سے زیادہ گندے ہوں گے۔" الطبرانی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ارے! عنقریب تم پر امراء ہوں گے۔ وہ تمہارے لیے ایسے فیصلے کریں گے جو اپنے لیے فیصلے نہ کریں گے۔ اگر تم ان کی نافرمانی کرو گے تو وہ تمہیں قتل کر دیں گے۔ اگر تم ان کی اطاعت کرو گے تو وہ تمہیں گمراہ کر دیں گے۔" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم کیا کریں؟" آپ نے فرمایا: "تم اسی طرح کرو جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں نے کیا تھا۔ انہیں آروں سے چیر دیا گیا۔ تختہ دار پر چڑھا دیا گیا اطاعت الٰہیہ میں موت معصیت الٰہیہ میں زندگی سے بہتر ہے۔"

الطبرانی نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امراء کا تذکرہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تم پر ایسے امراء ہوں گے۔ اگر تم ان کی اطاعت کرو گے تو وہ تمہیں آتش دوزخ میں ڈال دیں گے۔ اگر تم ان کی نافرمانی کرو گے تو وہ تمہیں قتل کر دیں گے۔" ایک شخص نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ ہمیں ان کے نام بتا دیں۔ شاید ہم ان کے چہروں پر مٹی پھینک سکیں۔" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "شاید وہ تمہارے چہرے پر مٹی پھینک دیں اور تمہاری آنکھ پھوڑ دیں۔"

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے (سوائے مطر بن علاء کے) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "(خلافتِ) نبوت تیس سال، ملوکیت تیس سال اور طاقت و جبروت تیس سال ہوگی۔ اس کے بعد کوئی بھلائی نہیں ہے۔" الطبرانی نے حضرت کعب بن عجرہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "عنقریب تم پر میرے بعد ایسے امراء ہوں گے جو منبروں پر حکمت آموز باتیں کریں گے۔ جب وہ نیچے اتریں گے تو حکمت ان سے چھین لی جائے گی۔ ان کے دل مردار کی طرح بدبودار ہوں گے۔"

امام احمد نے ثقہ راویوں سے روایت کیا ہے کہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "مجھے اپنی امت کے بارے گمراہ کن حکمرانوں سے خدشہ ہے۔"

امام احمد نے صحیح کے راویوں سے حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مجھے اپنی امت کے متعلق گمراہ امراء سے خدشہ ہے جب میری امت میں ایک بار تلوار چل گئی تو تا روز حشر اٹھ نہ سکے گی۔"

الطبرانی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "آخری زمانہ میں ظالم امراء، فاسق وزراء، خائن قاضی اور جھوٹے فقہاء ہوں گے جو اس زمانہ کو پالے وہ ان کے لیے محصل، منتظم اور سپاہی نہ بنے۔" بزار نے صحیح

کے راویوں سے (سوائے حبیب بن عمران الکلاعی کے) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ امراء کو کذاب، وزراء کو فاجر امناء کو خائن، قراء کو فاسق پیدا کر دے گا۔ ان کی شکل و شباہت راہبوں جیسی ہوگی۔ ان کے لیے رغبت یا حفاظت یا تقویٰ نہ ہوگا۔ رب تعالیٰ انہیں گرد آلود، تاریک فتنے میں مبتلاء کر دے گا۔ وہ اس میں اس طرح ہلاک ہو جائیں گے جیسے یہودی ظلم میں ہلاک ہوئے تھے۔"

الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے (سوائے مؤمل بن ایاب، وہ بھی ثقہ ہیں) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تم پر ایسے امراء آئیں گے جو مجوسیوں سے زیادہ شریر ہوں گے۔"

امام احمد اور الطبرانی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے تذکرہ کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس امت کے آخری زمانہ میں ایسے افراد کا ظہور ہوگا جن کے پاس گائیوں کے دموں کی مانند کوڑے ہوں گے۔ وہ رب تعالیٰ کی ناراضگی میں صبح کریں گے اور رب تعالیٰ کی ناراضگی میں شام کریں گے۔" البزار نے صحیح کے راویوں سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اگر تمہاری زندگی طویل ہوئی تو تم اس قوم کو دیکھو گے جو رب تعالیٰ کے غصے میں صبح کرے گی رب تعالیٰ کی لعنت میں شام کرے گی ان کے ہاتھوں میں گائے کی دم کی مانند کوڑے ہوں گے۔"

ابویعلی نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "عنقریب ایسے امراء ہوں گے جن کی بات کو رد نہ کیا جا سکے گا۔ وہ آگ میں اس طرح چھلانگیں ماریں گے جیسے بندر چھلانگیں مارتے ہیں۔ وہ ایک دوسرے کے تعاقب میں ہوں گے۔ ابویعلی اور ابن حبان نے حضرات ابوسعید اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ ان پر احمق امراء مقرر ہوں گے وہ شریر لوگوں کو آگے کریں گے۔ وہ ان کے عمدہ لوگوں پر غالب آجائیں گے۔ وہ نماز کو مؤخر کر کے پڑھیں گے جو تم میں سے ایسے امراء کو پالے وہ ان کا منتظم، سپاہی، محصل اور خازن نہ بنے۔"

احمد بن منیع نے ثقہ راویوں سے، ابن ابی شیبہ اور ابویعلی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "۷۰ھ کی ابتداء اور بچوں کی امارت سے رب تعالیٰ کی پناہ طلب کیا کرو دنیا ختم نہ ہوگی حتیٰ کہ یہ احمق بن احمق کے پاس چلی جائے گی۔" امام احمد، ابن حبان، ابویعلی، الطبرانی نے الکبیر میں اور الضیاء نے حضرت عبداللہ بن حباب رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "غور سے سن لو عنقریب تم پر حکمران ہوں گے نہ تو ان کے ظلم پر ان کی مدد کرو نہ ہی ان کے جھوٹ کی تصدیق کرو۔ جس نے ان کے ظلم پر ان کی اعانت کی جس نے ان کے جھوٹ کی تصدیق کی وہ میرے پاس حوض پر نہ آ سکے گا۔"

امام ترمذی (انہوں نے اسے صحیح غریب کہا ہے) ابن حبان اور نسائی نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا

ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''غور سے سنو۔ کیا تم نے سنا کہ میرے بعد امراء ہوں گے جو ان کے پاس گیا۔ ان کے کذب کی تصدیق کی ان کے ظلم پر ان کی اعانت کی اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں، نہ میرا اس کے ساتھ تعلق ہے، نہ ہی وہ میرے پاس میرے حوض کوثر پر آئے گا لیکن جو ان کے پاس نہ گیا نہ ہی ظلم پر ان کی اعانت کی نہ ہی ان کے جھوٹ کی تصدیق کی۔ وہ میرا ہے۔ میں اس کا ہوں۔ وہ حوض کوثر پر میرے پاس آئے گا۔''

امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''شب و روز نہ گزریں گے حتیٰ کہ ایک شخص بادشاہ بنے گا جسے جہجاہ کہا جائے گا۔'' امام احمد، ابو یعلی اور ضیاء نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ لوگوں پر عام بارش ہوگی لیکن زمین کچھ نہ اگائے گی۔''

چوراسی واں باب

دیگر وہ امور جن کے متعلق آپ ﷺ نے خبر دی ہے (اختصار کے ساتھ)

امام احمد، شیخان، ابو داؤد اور نسائی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا: آپ نے اس جگہ روزِ حشر تک ہونے والے سارے امور کا تذکرہ کر دیا کسی امر کو بھی نہ چھوڑا۔ اسے یاد کیا جس نے اسے یاد کیا۔ اسے بھلا دیا جس نے اسے بھلا دیا۔ میرے یہ ساتھی اسے جانتے ہیں۔ اگر ان امور میں سے کسی ایسے امر کا اظہار ہوتا ہے جسے میں فراموش کر چکا ہوں۔ میں اسے دیکھتا ہوں تو وہ مجھے یاد آجاتا ہے جیسے ایک شخص کو اس آدمی کا چہرہ نظر آجاتا ہے جو اس سے غائب ہو گیا ہو پھر اسے دیکھ کر اسے پہچان لے۔''

امام احمد اور امام مسلم نے ان سے ہی روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''مجھے حضور اکرم ﷺ نے وہ سارے امور بتا دیے تھے جو روزِ حشر تک ہونے والے تھے۔ میں نے آپ سے ہر چیز کے متعلق پوچھ لیا تھا لیکن میں یہ نہ پوچھ سکا تھا کہ اہلِ مدینہ طیبہ کو مدینہ طیبہ سے کون سی چیز باہر نکالے گی۔'' امام احمد نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم ﷺ ہم میں ایک جگہ کھڑے ہو گئے۔ آپ نے وہ سارے امور بتا دیے جو آپ کی امت میں تا روزِ حشر ہونے والے تھے۔ اسے یاد رکھا جس نے یاد رکھا۔ اسے بھلا دیا جس نے بھلا دیا۔''

امام احمد اور امام مسلم نے حضرت عمرو بن اخطب الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''ایک دن آپ نے ہمیں نمازِ فجر پڑھائی۔ منبر پر جلوہ افروز ہو گئے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا حتیٰ کہ نماز ظہر کا وقت ہو گیا۔ آپ نیچے تشریف لائے۔ نماز ادا فرمائی پھر منبر پر جلوہ افروز ہو گئے۔ ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا حتیٰ کہ عصر کا وقت ہو گیا۔ آپ نے ہمیں وہ سب کچھ بتا دیا جو ہوا تھا اور جو کچھ روزِ حشر تک ہونے والا تھا۔ ہمیں یاد نہ رہا کہ ہم اسے محفوظ کر لیتے۔ ہم میں سے زیادہ عالم وہ تھا جسے وہ خطبہ زیادہ یاد تھا۔''

امام احمد اور ابن سعد نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں اس طرح چھوڑا کہ جو پرندہ بھی آسمان پر دو پر پھڑ پھڑاتا تھا۔ آپ نے اس کے متعلق بھی ہمیں بتا دیا تھا۔" عبد بن حمید نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم میں اٹھے۔ آپ نے ہمیں ان سارے امور کے متعلق بتا دیا جو تا روزِ حشر ہونے والے تھے۔"

الطبرانی نے الاوسط میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حمام کے متعلق پوچھا۔ آپ نے فرمایا: "عنقریب میرے بعد حمام ہوں گے، لیکن ان حماموں میں عورتوں کے لیے کوئی بھلائی نہیں ہے۔" انہوں نے عرض کی: "کیا عورت ازار باندھ کر حمام میں داخل ہو جائے۔" آپ نے فرمایا: "نہیں! اگر وہ ازار، قمیص اور دوپٹہ لے کر بھی حمام میں جائے گی اس کے لیے اس میں کوئی بھلائی نہ ہوگی، جو عورت بھی اپنے خاوند کے گھر کے علاوہ کسی اور جگہ اپنا دوپٹہ اتارے گی، تو وہ پردہ چاک ہو جائے گا جو اس کے اور اس کے رب کے درمیان ہے۔"

ابوداؤد، بیہقی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "عنقریب تمہارے لیے سرزمین عجم کو فتح کر دیا جائے گا، تم وہاں ایسے گھر پاؤ گے جنہیں حمامات کہا جائے گا مرد وہاں ازار کے بغیر داخل نہ ہوں اور عورتوں کو وہاں داخل ہونے سے روک دو سوائے مریضہ یا نفساء کے۔"

ابن عدی نے الکامل میں، خطیب نے المتفق میں، ابوالقاسم النجار نے کتاب الحمام میں اور ابن عساکر نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سپہ سالار اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "عنقریب تمہارے لیے شام کو فتح کر دیا جائے گا، تم وہاں ایسے کمرے پاؤ گے جنہیں حمامات کہا جائے گا۔ یہ میری امت کے مردوں کے لیے حرام ہیں مگر ازار کے ساتھ۔ یہ میری امت کی خواتین کے لیے حرام ہیں، مگر نفساء اور مریضہ کے لیے۔"

مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تم عنقریب آفاق کو فتح کر لو گے وہاں ایسے کمرے ہوں گے جنہیں حمام کہا جائے گا۔ ان میں داخل ہونا میری امت کے لیے حرام ہے۔" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ تھکاوٹ کو دور کرتے ہیں۔ میل کچیل کو ختم کرتے ہیں۔" آپ نے فرمایا: "یہ میری امت کے مردوں کے لیے ازار بند میں حلال ہیں اور میری امت کی عورتوں کے لیے حرام ہیں۔"

ابوداؤد اور امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "عنقریب تمہارے لیے سرزمین عجم کو فتح کر دیا جائے گا، عنقریب تم ان میں ایسے کمرے پاؤ گے جنہیں حمام کہا جائے گا مرد ازار کے بغیر ان میں داخل نہ ہوں۔ عورتوں کو ان میں جانے سے روک دو سوائے مریضہ اور نفساء کے۔"

ابن عدی، خطیب نے المتفق میں، ابوالقاسم بخاری نے کتاب الحمامات میں ابن عساکر نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "عنقریب تمہارے لیے شام کو فتح کرا دیا جائے گا تم وہاں کمرے پاؤ گے جنہیں

حمام کہا جائے گا۔ یہ میری امت کے مردوں کے لیے حرام ہیں مگر ازار کے ساتھ۔ یہ میری امت کی خواتین کے لیے حرام ہیں مگر مریضہ اور نفساء کے لیے۔"

الطبرانی نے حسن سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب میری امت سر جھکا کر چلے گی تو اہلِ روم یا اہلِ فارس اس کے خدمت گزار بن جائیں گے۔ ان میں بعض بعض پر غالب آجائیں گے۔"

امام مسلم نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مجھ سے قبل جو بھی نبی ہوا اس پر لازم تھا کہ وہ اسے ہر اس بھلائی کے بارے بتاتا جو وہ ان کے لیے جانتا اور انہیں ہر اس بری چیز سے ڈراتا جسے وہ ان کے لیے برا سمجھتا لیکن اس امت مرحومہ کی عافیت اس کی ابتداء میں رکھی گئی ہے اس کے آخر کو مصائب اور ایسے امور کا سامنا کرنا پڑے گا جنہیں تم عجیب سمجھو گے۔ ایک فتنہ آئے گا۔ جو ایک دوسرے میں پھوٹ ڈال دے گا۔ ایک فتنہ آئے گا۔ مومن کہے گا: "اسی میں میری ہلاکت ہے۔" پھر وہ فتنہ ختم ہو جائے گا پھر ایک اور فتنہ آئے گا مؤمن کہے گا۔ "یہ ہے، یہ ہے۔" جو یہ پسند کرتا ہو کہ وہ آگ سے بچ جائے اور جنت میں داخل ہو جائے تو اسے اس حال پر موت آنی چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو۔ وہ ان لوگوں کی طرف جائے جو پسند کرتا ہو کہ کوئی اس کے پاس آئے۔"

شیخان نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے تھے۔ وہ آپ کو کھلاتی تھیں۔ یہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ہاں جلوہ افروز ہوتے تھے۔ وہ آپ کو کھلاتی تھیں۔ آپ کی زلف معنبر سنوارتی تھیں۔ آپ وہاں استراحت فرما ہو گئے پھر آپ جاگے تو آپ مسکرا رہے تھے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ کیوں مسکرا رہے ہیں؟" آپ نے فرمایا: "میری امت کے کچھ لوگ مجھے پیش کیے گئے۔ وہ راہِ خدا میں جہاد کے لیے رواں تھے۔ وہ سمندر پر سوار تھے گویا کہ تختوں پر بادشاہ ہوں۔" میں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! رب تعالیٰ سے التجاء کریں کہ وہ مجھے ان میں سے کر دے۔" آپ نے ان کے لیے دعا فرمائی، پھر سر اقدس رکھا پھر بیدار ہوئے آپ مسکرا رہے تھے۔ میں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ کیوں تبسم ریز ہیں؟" آپ نے فرمایا: "مجھے میری امت کے بعض لوگ پیش کیے گئے۔ وہ راہِ خدا میں جہاد کے لیے نکلے تھے۔" انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مجھے ان میں سے کر دے۔" آپ نے فرمایا: "تم اس کے ہراول دستے میں ہو۔" وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد میں سمندری سفر پر روانہ ہوئیں۔ جب وہ سمندر سے باہر نکلیں تو اپنی سواری سے گر پڑیں اور ان کا وصال ہو گیا۔"

شیخان نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میرے بعد ترجیح ہو گی۔ ایسے امور ہوں گے جنہیں تم عجیب سمجھو گے۔" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟" آپ نے فرمایا: "اپنے فرائض ادا کرو اور حقوق کا سوال اپنے رب تعالیٰ سے کرو۔"

فتنے، جنگیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد رونما ہوں گی

پہلا باب

فتنے بارش کی مانند اتریں گے

مسلم اور ترمذی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، طیالسی، محمد بن یحییٰ اور امام احمد نے ثقہ راویوں سے حضرت حسن بصری سے اور انہوں نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اعمال بجا لانے میں جلدی کرو۔ تاریک رات کے حصے کی مانند فتنے رونما ہوں گے۔ جن میں وقتِ صبح ایک شخص مومن اور وقتِ شام کافر ہوگا۔ وہ رات کے وقت مومن اور صبح کے وقت کافر ہوگا۔ وہ دنیاوی سامان کے عوض اپنا دین فروخت کر دے گا۔'' حضرت نعمان بن بشیر نے فرمایا: ''حسن نے فرمایا: ''ہم نے ایسے انسانوں کو دیکھا ہے وہ صورتیں تھیں مگر عقول سے خالی تھے۔ اجسام تھے دانش سے خالی تھے وہ پتنگوں اور مکھیوں کی طرح تھے جو دو درہموں کے آتے اور دو درہموں کے لیے جاتے تھے۔ ان میں سے کوئی ایک اپنا دین اونٹ کی قیمت کے عوض فروخت کر دیتا تھا۔''

الطبرانی نے الکبیر میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میرے بعد میری امت فتنوں میں مبتلاء کر دی جائے گی۔ وہ فتنے تاریک رات کی طرح ہوں گے۔ وقتِ صبح ایک شخص مومن اور وقتِ شام کافر ہوگا۔ وقتِ شام ایک شخص مومن اور وقتِ صبح کافر ہوگا۔ وہ لوگ تھوڑے سے دنیاوی سامان کے عوض اپنا دین فروخت کر دیں گے۔''

ابن ابی شیبہ نے حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ نے سر اقدس کو آسمان کی طرف بلند فرمایا اور فرمایا: سبحان اللہ! ان پر فتنے اس طرح بھیج دیے گئے ہیں جیسے بارش نازل ہوتی ہے۔''

امام بخاری نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ طیبہ کے ٹیلوں میں سے ایک ٹیلے پر جھانکا، پھر فرمایا: ''کیا تم وہ کچھ دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے گھروں میں فتنے اس طرح گر رہے ہیں جیسے بارش گرتی ہے۔''

طیالسی، بیہقی، احمد، الطبرانی نے الکبیر میں اور امام حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے حضرت کرز بن علقمہ خزاعی

رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے آپ سے عرض کی: "کیا اسلام کی انتہاء ہے؟" آپ نے فرمایا: "عرب وعجم کے جس گھرانے کے ساتھ رب تعالیٰ نے بھلائی کا ارادہ کیا ہوگا انہیں اسلام میں داخل کر دے گا۔" وہ شخص: "پھر؟ پھر سائبان کی طرح فتنے گریں گے۔" اس شخص نے عرض کی: "ضرور! بخدا! ان شاء اللہ! آپ نے فرمایا: "ہاں! مجھے اس ذاتِ بابرکات کی قسم جس کے دست تصرف میں میری جان ہے، پھر تم اٹھ کر کاٹنے والے سانپ کی مانند ہو جاؤ گے۔ تم ایک دوسرے کی گردنیں اڑاؤ گے۔ اس وقت بہترین شخص وہ ہوگا جو گھاٹیوں میں سے کسی گھاٹی میں عزلت گزیں ہو جائے گا۔ وہ اپنے رب تعالیٰ سے ڈرے گا۔ اپنے شر کی وجہ سے لوگوں کو چھوڑ دے گا۔"

حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ الطبرانی نے الاوسط میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تاریک رات کے ٹکڑے کی مانند فتنے تمہارے پاس آ گئے ہیں۔ ان سے وہ شخص بچے گا جو پہاڑوں کی چوٹیوں پر رہے گا، اور اپنے بکریوں کے ریوڑ میں سے کھائے گا یا وہ گھاٹیوں کے پیچھے سے اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوگا اور اپنی تلوار کے مال سے کھائے گا۔"

الطبرانی نے الاوسط میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تاریک رات کے حصہ کی طرح فتنے تمہارے پاس آ گئے ہیں۔ ایک شخص صبح کے وقت مومن اور رات کے وقت کافر ہو جائے گا۔ ایک شخص رات کے وقت مومن اور صبح کافر ہو جائے گا۔ تم میں سے کوئی ایک تھوڑے سے دنیاوی سامان کے عوض اپنے دین کو فروخت کر دے گا۔" میں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم کیا کریں؟" آپ نے فرمایا: "تمہارا ہاتھ ٹوٹ جائے گا۔" اس نے عرض کی: "اگر وہ جڑ جائے تو؟" آپ نے فرمایا: "دوسرا ہاتھ ٹوٹ جائے گا۔" میں نے عرض کی: "کب تک۔" آپ نے فرمایا: "حتیٰ کہ تمہارے پاس خطاء کرنے والا ہاتھ آ جائے یا فیصلہ کرنے والی موت آ جائے۔"

امام مسلم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ایک رات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھبرا کر اٹھے۔ آپ نے فرمایا: "سبحان اللہ! کتنے خزانے کھول دیے گئے ہیں اور کتنے فتنے اترے ہیں۔"

دوسرا باب

اسلام کی چکی چلنے کی مدت

امام احمد، ابو داؤد اور حاکم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: "اسلام کی چکی پینتیس برس تک، یا چھتیس برس تک یا سینتیس برس تک چلے گی۔ اگر وہ ہلاک ہو گئے تو ان لوگوں کی راہ پر ہوں گے جو عالم بالا کو

سدھار گئے۔ اگر وہ باقی رہے تو ان کا دین ستر برس تک قائم رہے گا جس سے یہ باقی رہا۔"

تیسرا باب

کاش میں تمہاری جگہ ہوتا

امام مالک، امام احمد، شیخان اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ ایک شخص دوسرے شخص کی قبر کے پاس سے گزرے گا۔ وہ کہے گا: "کاش! میں تمہاری جگہ ہوتا۔"

نعیم بن حماد نے الفتن میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ ایک شخص دوسرے شخص کی قبر کے پاس سے گزرے گا۔ وہ کہے گا: "کاش! اس کی جگہ میں یہاں ہوتا، کیونکہ اسے لوگوں سے بہت زیادہ فتنوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔"

دیلمی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ ایک زندہ شخص مردے کو اس کی دھونی پر دیکھے گا۔ وہ کہے گا: "کاش! اس کی جگہ میں ہوتا۔" ایک شخص اسے کہے گا: "کیا تم جانتے ہو کہ یہ کس پر مرا ہے؟" وہ کہے گا: "جو کچھ ہونا ہے وہ ہو کر رہے گا۔" امام مسلم اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مجھے اس ذات بابرکات کی قسم جس کے دست تصرف میں میری جان ہے۔" دنیا ختم نہ ہوگی حتیٰ کہ ایک شخص کسی قبر کے پاس سے گزرے گا۔ وہ وہاں لوٹ پوٹ ہوگا۔ وہ کہے گا: "کاش! اس قبر والا میں ہوتا۔ اس کے لیے دین آزمائش ہوگا۔"

چوتھا باب

سونے والا جاگنے والے سے اور بیٹھا ہوا کھڑا ہونے والے سے بہتر ہوگا

ابن ابی شیبہ، ابو یعلی، حاکم، ترمذی نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے، ابو یعلی، امام احمد نے خرشہ بن الحر سے، ابن ابی شیبہ، امام احمد، احمد بن منیع اور ابو یعلی نے عبد اللہ بن حباب رضی اللہ عنہ سے اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میرے بعد فتنے ہوں گے۔ ان میں سونے والا بیدار سے بہتر ہوگا۔ بیٹھنے والا کھڑا ہونے والے سے

بہتر ہوگا۔ کھڑا ہونے والے چلنے والے سے بہتر ہوگا۔ چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ دوڑنے والا سوار سے بہتر ہوگا اور سوار، تیز دوڑانے والے سے بہتر ہوگا۔" حضرت خرشہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے "جس پر یہ دور آجائے وہ اپنی تلوار لے پھر وہ پتھر کی طرف جائے اسے اس پر مارے حتیٰ کہ وہ ٹوٹ جائے پھر اس کے لیے لیٹ جائے حتیٰ کہ وہ کچھ تاباں ہوجائے جو کچھ اس پر چمکے۔"

حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے: "اگر تم یہ زمانہ پالو تو مقتول بندہ بننا پسند کرو قاتل بندہ بننا پسند نہ کرو۔" امام احمد اور امام ترمذی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "عنقریب فتنے ہوں گے جن میں بیٹھنے والا کھڑا ہونے والے سے، کھڑا ہونے والا چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ جو ان سے ملجا یا پناہ گاہ پائے وہ اس کی طرف لوٹ جائے۔"

امام حاکم نے حضرت خالد بن عرفطہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "عنقریب حادثات، فتنے، تفرقہ بازی اور اختلاف ہوگا۔ اگر یہ ہو جائے تو تم میں استطاعت ہو کہ مقتول بنو قاتل نہ بنو تو اس طرح کر گزرو۔" ابوداؤد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "عنقریب فتنے ہوں گے جو اندھے، بہرے اور گونگے ہوں گے جو انہیں دیکھے گا فتنے اس کی طرف دیکھنے لگیں گے۔ ان میں زبان کا مصروف ہونا تلوار کے وقوع کی طرح ہوگا۔"

ابن ماجہ اور الطبرانی نے الکبیر میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "عنقریب فتنے ہوں گے جن میں ایک شخص وقتِ صبح مومن اور وقت شام کافر ہو جائے گا، مگر جسے اللہ تعالیٰ علم کے ساتھ حیاتِ نو عطا فرما دے گا۔"

پانچواں باب

فتنہ میں ایک شخص تھوڑی سی پونجی کے عوض اپنا دین فروخت کر دے گا

ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے حضرت ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: "قیامت سے قبل تاریک رات کی طرح فتنے ہوں گے۔ دھوئیں کی مانند فتنے ہوں گے۔ ان میں مؤمن مرد کا دل اس طرح مر جائے گا جیسے ان کا جسم مرے گا۔ وقتِ صبح ایک شخص مومن ہوگا۔ وہ شام کے وقت کافر ہو جائے گا وہ شام کے وقت مومن اور صبح کے وقت کافر ہو جائے گا۔ ان میں ایک قوم اپنے اخلاق اور دین کو تھوڑی سی دنیاوی پونجی کے عوض فروخت کر دے گی۔" ابو یعلی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "شب و روز نہ گزریں حتیٰ کہ ایک کھڑا ہونے والا کھڑا ہوگا۔ وہ کہے گا: "ہمیں اپنا دین مٹھی بھر دراہم کے عوض کون فروخت کرے گا۔"

چھٹاباب

قتلِ عام

ابن ابی شیبہ، امام احمد، ابوداؤد، حارث اور شیخان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، ابن ابی شیبہ اور مسدد نے ثقہ راویوں سے، ابویعلی نے حضرت ابوموسیٰ الاشعری سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ ہرج زیادہ ہوجائے گا۔" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ ہرج کیا ہوتا ہے؟" آپ نے فرمایا: "اس سے مراد قتل ہے۔" دوسرے الفاظ میں ہے: "زمانہ قریب آجائے گا۔ علم کم ہوجائے گا۔ حرص زیادہ ہوجائے گا۔ فتنوں کا ظہور ہوگا۔ قتل زیادہ ہوجائے گا۔" عرض کی گئی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم ایک سال میں ایک ہزار یا دو ہزار مشرکین کو قتل کریں گے۔" آپ نے فرمایا: "میری مراد یہ نہیں ہے بلکہ تم ایک دوسرے کی گردنیں اڑانے لگو گے۔" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم ایک دوسرے کو کیسے قتل کریں گے حالانکہ ہم زندہ ہوں گے کیا ہم اس طرح کریں گے؟" آپ نے فرمایا: "رب تعالیٰ اس وقت کے لوگوں کے دلوں کو ماردے گا جیسے ان کے اجسام کو مارے گا۔"

الطبرانی نے الاوسط میں، حاکم اور ابونصر السجزی نے "ابانہ" میں (انہوں نے اسے غریب کہا ہے) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "عنقریب میری امت پر ایسا زمانہ آئے گا جس میں قراء زیادہ ہوجائیں گے فقہاء کم ہوجائیں گے۔ علم اٹھالیا جائے گا۔ قتل کثرت سے ہوگا، پھر ایک ایسا زمانہ آئے گا۔ میری امت کے کچھ لوگ قرآن پاک پڑھیں گے لیکن قرآن مجید ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اترے گا، پھر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ منافق کافر رب تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانے والا مومن کے ساتھ اسی کے مثل کے ساتھ جھگڑا کرے گا جو وہ کہے گا۔"

ساتواں باب

فتنے کی ابتداء حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت سے ہوگی

دیلمی نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میری امت سے فتنے کا دروازہ اس وقت تک بند رہے گا جب تک ان کے لیے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ زندہ ہیں۔ جب وہ شہید ہوجائیں گے تو ان پر لگاتار فتنوں کا دور دورہ ہوگا۔"

الطبرانی نے الکبیر میں حضرت عصمہ بن مالک خطمی رضی اللہ عنہ سے، ابن عدی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تیری خیر! جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ شہید ہو جائیں تو اگر تم میں مرنے کی استطاعت ہو تو مر جانا۔''

دیلمی نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے لیے فتنے کا دروازہ اس وقت تک بند رہے گا جب تک ان کے لیے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ زندہ ہیں۔ جب وہ شہید ہو جائیں گے تو ان پر لگا تار فتنوں کا دور دورہ ہوگا۔'' ابن سعد اور ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوالاشہب رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے مزینہ کے ایک شخص سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر ایک کپڑا دیکھا۔ آپ نے ان سے پوچھا: ''کیا یہ نیا ہے یا دھلا ہوا ہے؟'' انہوں نے عرض کی: ''دھلا ہوا ہے۔'' آپ نے فرمایا: ''عمر! نیا لباس پہنو۔ قابل ستائش زندگی بسر کرو، اور شہادت سے سرفراز ہو جاؤ۔'' یہ روایت مرسل ہے۔ امام احمد اور ابن ماجہ نے اس کی مثل مرفوع روایت لکھی ہے۔''

بزار نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ ابویعلی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کوہِ احد لرز اٹھا۔ اس پر حضور اکرم ﷺ، ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم جلوہ افروز تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''احد! ٹھہر جا۔ تجھ پر ایک نبی (کریم ﷺ) ایک صدیق اور دو شہید جلوہ افروز ہیں۔''

الطبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کسی باغ میں جلوہ افروز تھے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی۔ آپ نے فرمایا: ''انہیں اجازت دے دو اور انہیں جنت کی بشارت دے دو۔'' پھر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی۔ آپ نے فرمایا: ''انہیں اذن دے دو انہیں جنت اور شہادت کی بشارت دے دو۔'' پھر سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے اذن طلب کیا۔ آپ نے فرمایا: ''انہیں اذن دے دو اور انہیں جنت اور شہادت کی بشارت دے دو۔'' الطبرانی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت عبدالرحمان بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت حاضر تھا۔ اس دن سورج گرہن لگا تھا۔''

آٹھواں باب

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر

امام ترمذی نے (انہوں نے اسے حسن کہا ہے) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''شاید اللہ تعالیٰ تمہیں ایک قمیص پہنائے۔ اگر لوگ اسے اتارنے کی کوشش کریں

تواسے نہ اتارنا۔"

امام ترمذی نے (انہوں نے اسے حسن غریب کہا ہے) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتنے کا تذکرہ کیا۔ فرمایا: "اس میں یہ حالت مظلومیت میں شہید ہو جائیں گے۔" آپ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے اشارہ کیا۔

امام ترمذی نے (انہوں نے اسے حسن صحیح کہا ہے) حضرت ابو سہلہ رضی اللہ عنہ (حضرت عثمان کے غلام) سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے یوم الدار کو فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے وعدہ لیا تھا۔ میں اس پر صبر کروں گا۔"

امام مسلم نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ طیبہ کے ٹیلوں میں سے ایک ٹیلے پر جھانکا، پھر فرمایا: "کیا تم وہ کچھ دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں۔ میں تمہارے گھروں میں فتنوں کو اس طرح گرتے دیکھ رہا ہوں جیسے بارش گرتی ہے۔" فتنہ ظہور پذیر ہو گیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ واقعہ حرۃ تک لگاتار فتنے رونما ہوتے رہے جبکہ ذوالحجۃ ۶۳ھ کے تین ایام باقی تھے تو اس میں بہت سے واقعات ظہور پذیر ہوئے جو تاریخ کی کتب میں موجود ہیں۔"

امام احمد نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتنے کا ذکر فرمایا۔ ایک شخص گزرا۔ آپ نے فرمایا: "اس روز یہ ظلماً مقتول ہوگا۔" میں نے دیکھا تو وہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ تھے۔ جب آپ بئر اریس کے کنارے پر بیٹھے ہوئے تھے جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے دروازے پر دستک دی تو آپ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے فرمایا: انہیں اجازت دے دو اور انہیں جنت کی بشارت دے دو، لیکن انہیں آزمائش کا سامنا کرنا پڑے گا۔" یہ یوم دار کو ان کی شہادت کی طرف اشارہ ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ آپ کے سامنے مصحف مبارک تھا۔ اس آیت طیبہ پر ان کا خون مبارک گرا۔

فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿١٣٧﴾ (البقرۃ: ۱۳۷)

ترجمہ: تو کافی ہو جائے گا اللہ آپ کو ان کے مقابلہ میں اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔

امام حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "عثمان! تمہیں شہید کر دیا جائے گا۔ اس وقت تم سورۃ البقرۃ پڑھ رہے ہوں گے۔ تمہارا خون اس آیت پر گرے گا۔

فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿١٣٧﴾ (البقرۃ: ۱۳۷)

ترجمہ: تو کافی ہو جائے گا اللہ آپ کو ان کے مقابلہ میں اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔

امام ذھبی نے اس روایت کو موضوع لکھا ہے۔ ابن منیع نے حضرت نائلہ بنت الفرافصہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا گیا تو اس دن انہوں نے روزہ رکھا

ہوا تھا۔ افطاری کے وقت انہوں نے ٹھنڈا پانی مانگا۔ لوگوں نے کہا: ''اس کنویں کا پانی پی لو۔'' اس کنویں میں گندگی پھینکی جاتی تھی۔ انہوں نے وہ رات اسی حالت پر بسر فرمادی۔ کھانا نہ کھایا وقت سحر ہماری لونڈیاں گھڑوں میں پانی لے آئیں۔ میں نے ان سے شیریں پانی لیا اور پانی کا ایک پیالہ لے کر ان کی خدمت میں آئی جب میں ان کے پاس پہنچی تو وہ سو چکے تھے۔ وہ نچلی سیڑھی پر تھے۔ ان کے خراٹوں کی آواز آرہی تھی۔ میں نے انہیں بیدار کیا۔ میں نے عرض کی: ''یہ میٹھا پانی ہے۔ میں اسے آپ کی خدمت میں لے کر آئی ہوں۔'' انہوں نے سر بلند کیا۔ فجر کی طرف دیکھا۔ فرمایا: ''میں روزہ سے ہوں۔ میں نے صبح روزہ رکھا تھا۔'' میں نے عرض کی: ''آپ نے کہاں سے روزہ رکھا۔ میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو آپ کے پاس کھانا یا پانی لے کر آیا ہو۔'' انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم ﷺ نے مجھے اس چھت پر سے نظر کرم فرمائی۔ آپ کے پاس پانی کا ڈول تھا۔ آپ نے فرمایا: ''عثمان! پانی پی لو۔ میں نے سیر ہو کر پانی پیا، پھر فرمایا: ''اور پی لو۔'' میں نے سیر شکم ہو کر پانی پیا۔ آپ نے فرمایا: ''قوم صبح سویرے تم پر حملہ آور ہوگی۔ اگر تم نے انہیں چھوڑ دیا تو تم ہمارے پاس روزہ افطار کرو گے۔'' حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ''باغی اسی روز ان کے پاس آئے۔ انہوں نے انہیں شہید کر دیا۔'' ابن لہیعہ نے کہا: ''حضرت عبد الرحمان بن ابی بکر اہل مصر کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے۔ انہوں نے انہیں شہید کر دیا۔ ہمیں ایک یا دو سال بعد علم ہوا۔''

ابونعیم نے عدی بن حاتم سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: ''میں نے اس روز آواز سنی جس روز حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تھا۔'' ابن عفان رضی اللہ عنہ! آپ کو روح اور ریحان کی بشارت ہو۔''

ساتواں باب

جمل، صفین، نہروان کے واقعات، حضرات عائشہ، علی المرتضیٰ اور زبیر رضی اللہ عنہم کے باہمی قتال کی خبر دینا

امام حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور امام بیہقی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے کسی زوجہ محترمہ کے خروج کا تذکرہ کیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مسکرانے لگیں۔ آپ نے فرمایا: ''حمیراء! ذرا دیکھنا۔ وہ تم ہی نہ ہو۔'' پھر آپ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا: ''اگر تم ان کے کسی امر کے ولی بنو تو ان کے ساتھ نرمی کرنا۔''

امام احمد، ابویعلی، البزار، حاکم، بیہقی اور ابونعیم نے حضرت قیس سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت ام المومنین بنو عامر کے کسی شہر تک پہنچیں تو ان پر کتے بھونکے۔ انہوں نے پوچھا: ''یہ کون سا چشمہ ہے؟'' لوگوں نے بتایا: ''الحواب'' انہوں نے

فرمایا: "میرا گمان ہے کہ میں واپس چلی جاؤں۔" حضرت زبیر نے عرض کی: "نہیں! اتنا آگے آکر حتیٰ کہ لوگ آپ کو دیکھ لیں۔ رب تعالیٰ ان کے مابین صلح فرما دے۔" انہوں نے فرمایا: "میرا گمان یہی ہے کہ میں واپس چلی جاؤں۔ میں نے حضور اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "تم میں سے کسی ایک کی کیفیت اس وقت کیا ہوگی جب الحواب کے کتے اس پر بھونکیں گے۔"

بزار، اور ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کون سرخ سدھاتے ہوئے اونٹ پر سوار ہوگی۔ وہ باہر نکلے گی۔ اس پر کلاب کے کتے بھونکیں گے۔ اس کے ارد گرد قتل عام ہوگا، پھر وہ بچ جائے گی۔"

حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) بیہقی اور ابونعیم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہیں کہا گیا کہ آپ ہمیں وہ حدیث پاک سنائیں جو آپ نے حضور اکرم ﷺ سے سنی ہے۔" انہوں نے فرمایا: "اگر میں نے تمہیں وہ سنا دی تو تم مجھے رجم کر دو گے۔" ہم نے کہا: "سبحان اللہ!" انہوں نے فرمایا: "اگر میں تمہیں بتاؤں کہ امہات المومنین رضی اللہ عنہن میں سے ایک لشکر میں تم پر حملہ آور ہوں گی۔ وہ تلوار کے ساتھ تمہارے ساتھ لڑے گا تو تم میری تصدیق نہ کرو گے۔" لوگوں نے عرض کی: "سبحان اللہ! اس طرح تمہاری تصدیق کون کرے گا؟" انہوں نے فرمایا: "(حضرت) حمراء ایک لشکر سمیت تمہارے پاس آئیں گے۔ جنہیں موٹے موٹے افراد لے کر آرہے ہوں گے۔" حضرت حذیفہ نے یہ بتایا تھا، پھر ان کا وصال حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روانگی سے پہلے ہو چکا تھا۔"

بزار اور بیہقی نے حضرت ابوبکرہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "ایک ہلاک ہونے والی قوم نکلے گی۔ ان کی قائد ایک عورت ہوگی۔ وہ خاتون جنت میں جائے گی۔" امام احمد، بزار اور الطبرانی نے حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "عنقریب تمہارے اور ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مابین امر رونما ہوگا۔ جب اس طرح ہو تو انہیں ان کی محفوظ جگہ پہنچا دینا۔"

امام حاکم نے (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) امام بیہقی نے حضرت ابوالاسود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں حضرت زبیر کے پاس حاضر ہوا۔ وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ارادہ سے نکلنا چاہتے تھے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: "میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ تم نے حضور اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ تم ان سے قتال کرو گے، حالانکہ تم حق پر نہ ہوں گے۔" انہوں نے کہا: "مجھے یاد نہ رہا۔" پھر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ واپس چلے گئے۔

ابویعلی، حاکم، بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابوجروہ المازنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ حضرت زبیر سے فرما رہے تھے۔ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم نے حضور اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ تم مجھ سے قتال کرو گے لیکن تم اس وقت مجھ پر ظلم کرنے والے ہوں گے۔" انہوں نے کہا: "ہاں! لیکن میں بھول گیا تھا۔"

حاکم نے قیس سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "کیا تمہیں وہ دن یاد نہیں ہے جب میں اور تم تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم سے فرمایا تھا۔" کیا تم ان سے محبت کرتے ہو؟" تم نے کہا تھا: "مجھے اس سے کون سی چیز روک سکتی ہے؟" آپ نے فرمایا تھا: "عنقریب تم ان کے خلاف خروج کرو گے، تم ان کے ساتھ قتال کرو گے۔ اس وقت تم حق پر نہ ہوں گے۔" حضرت زبیر رضی اللہ عنہ واپس آ گئے۔

ابونعیم نے عبد السلام سے روایت کیا ہے کہ جنگ جمل کے روز حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: "میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ تم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا۔ آپ فرما رہے تھے: "تم ضرور ان سے قتال کرو گے تم حق پر نہ ہوں گے یہ ان کی تمہارے خلاف مدد کی جائے گی۔" انہوں نے فرمایا: "میں نے سنا تھا۔ اب یقیناً میں آپ سے جنگ نہیں کروں گا۔"

واقعہ صفین

شیخان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ دو عظیم گروہ باہم قتال کریں گے۔ ان کے مابین بہت زیادہ خونریزی ہوگی ان کا دعویٰ ایک ہی ہوگا۔"

امام بیہقی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "بنو اسرائیل نے باہم اختلاف کیا، پھر ان کے مابین یہ اختلاف ہوتا رہا حتیٰ کہ انہوں نے دو ثالث بھیجے۔ وہ گمراہ تھے۔ انہوں نے گمراہ کر دیا۔ یہ امت بھی عنقریب اختلاف کرے گی۔ ان میں اختلاف رہے گا، حتیٰ کہ یہ بھی دو ثالث بھیجیں گے۔ وہ بھی گمراہ ہوں گے اور ان کے پیروکار بھی گمراہ ہوں گے۔"

الطبرانی نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اس امت میں دو گمراہ ثالث ہوں گے جو ان کی پیروی کرے گا وہ بھی گمراہ ہو جائے گا۔" سوید بن غفلہ نے کہا: "میں نے عرض کی: "ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ! میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا اس سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہاری ذات مراد نہ لی تھی۔" انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ! اس میری امت میں عنقریب فتنہ رونما ہوگا۔ جس میں سونے والا تم سے بہتر ہوگا اس حالت میں کہ تم بیٹھے ہو۔ بیٹھنے والا تم سے بہتر ہوگا اس حالت میں کہ تم کھڑے ہو۔ کھڑا تم سے بہتر ہوگا۔ اس حالت میں کہ تم چل رہے ہو۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہیں مختص فرمایا ہے۔ آپ نے عام لوگ مراد نہیں لیے ہیں۔"

ابونعیم نے حارث سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں صفین میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ میں نے شام کے اونٹوں میں سے ایک اونٹ دیکھا۔ وہ آیا۔ اس پر ایک سوار اور سامان تھا۔ اس نے اپنا سوار اور سامان نیچے گرایا۔ صفیں چیرتا ہوا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا۔ اس نے اپنا موٹا ہونٹ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سر اور کندھے کے

مابین رکھ دیا۔ انہیں اپنی گردن سے حرکت دینے لگا۔ حضرت علی المرتضیٰ نے فرمایا: "بخدا! یہی علامت میرے اور حضور اکرم ﷺ کے مابین تھی۔"

امام حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور امام بیہقی نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم حضور اکرم ﷺ کے ہمراہ تھے۔ آپ کے نعلین مبارک کا تسمہ ٹوٹ گیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اسے درست کرنے کے لیے پیچھے رہ گئے۔ آپ تھوڑے سے چلے پھر فرمایا: "تم میں سے کوئی ایک قرآن پاک کی تاویل پر جنگ کرے گا جیسے میں نے اس کی تنزیل پر جہاد کیا ہے۔" سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: "میں۔" آپ نے فرمایا: "نہیں۔" حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: "میں۔" آپ نے فرمایا: "نہیں۔" وہ میرا نعلین مبارک درست کرنے والا ہے یعنی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ۔

حاکم نے ابو ایوب سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے عہد توڑنے والوں، ناانصافوں اور گمراہوں سے جہاد کرنے کا حکم دیا۔" الطبرانی نے الاوسط میں اسی طرح روایت کیا ہے، لیکن ایک روایت میں "امرت" اور دوسری میں "عهد الى رسول الله ﷺ" کے الفاظ ہیں۔

ابو یعلی، امام حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) بیہقی اور ابو نعیم ۔ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جن امور کا حضور اکرم ﷺ نے مجھ سے عہد لیا تھا ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ کے بعد امت میرے ساتھ دھوکہ کرے گی۔"

ابو یعلی اور حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "عنقریب تمہیں میرے بعد مشقت کا سامنا کرنا پڑے گا۔" انہوں نے عرض کی: "میرا دین سلامت رہے گا۔" آپ نے فرمایا: "ہاں!"

حمیدی، البزار، ابو یعلی، ابن حبان، حاکم، ابو نعیم نے حضرت ابو الاسود الدیلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے اس وقت اپنی ٹانگ رکاب میں رکھی ہوئی تھی۔ انہوں نے عرض کی: "آپ عراق نہ جائیں۔ اگر آپ وہاں گئے تو آپ کو تلوار کی دھار لگے گی۔" انہوں نے فرمایا: "بخدا! تم سے قبل مجھے حضور اکرم ﷺ نے اسی طرح فرمایا تھا۔"

ابو نعیم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "مجھے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "عنقریب فتنے ہوں گے۔ عنقریب تم اپنی قوم کے ساتھ بحث و مباحثہ کرو گے۔" میں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟" آپ نے فرمایا: "کتاب حکیم کے مطابق فیصلہ کرنا۔"

امام حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ نے ہمیں حکم دیا: "میں تمہیں سات فتنوں سے ڈراتا ہوں۔ ایک فتنہ مدینہ منورہ کی طرف سے آئے گا۔ ایک فتنہ مکہ مکرمہ میں ہوگا۔ ایک فتنہ یمن

سے آئے گا۔ ایک فتنہ شام سے آئے گا۔ ایک فتنہ مشرق سے آئے گا۔ ایک فتنہ مغرب سے آئے گا ایک فتنہ شام کے اندر سے آئے گا۔ یہی سفیانی ہے۔" حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "تم میں سے بعض ان کی ابتداء کو پالیں گے، بعض ان کے آخر کو پا لیں گے۔" ولید بن عیاش نے کہا: "مدینہ طیبہ کا فتنہ حضرت طلحہ اور زبیر کی طرف سے، فتنہ مکہ فتنۂ ابن زبیر رضی اللہ عنہ تھا۔ فتنۂ شام بنو امیہ کی طرف سے تھا۔ مشرق کا فتنہ اس طرف سے ہوگا۔"

امام حاکم نے (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور امام بیہقی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے خروج کا تذکرہ کیا۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مسکرا پڑیں۔ آپ نے فرمایا: "حمیراء! ذرا دیکھنا کہیں تم ہی وہ نہ ہوں۔" پھر آپ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا: "اگر تم ان کے کسی امر کے ولی بنو تو ان کے ساتھ نرمی کرنا۔"

بزار اور ابو نعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے سدھائے ہوئے اونٹ والی کون ہوگی، جو باہر نکلے گی۔ الحوأب کے کتے اس پر بھونکیں گے۔ اس کے ارد گرد قتل عام ہوگا۔"

امام حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے حضرت ابو الاسود سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ارادہ سے نکلنے لگے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: "میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ تم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا "تم ان کے ساتھ ناحق قتال کرو گے۔" حضرت زبیر رضی اللہ عنہ واپس چلے گئے۔ ابو یعلی اور بیہقی کی روایت میں ہے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "لیکن میں بھول گیا تھا۔"

دسواں باب

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بارے بتا دینا

الطبرانی اور بزار نے حسن سند کے ساتھ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کی لونڈی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سخت بیمار ہو گئے۔ یہ مرض ان پر گراں گزرا۔ ان پر غشی طاری ہوگئی۔ انہیں کچھ افاقہ ہوا۔ ہم ان کے ارد گرد رو رہے تھے۔ انہوں نے پوچھا: "کیوں رو رہے ہو؟ کیا تمہارا گمان ہے کہ میں اس بستر پر مروں گا۔ مجھے تو میرے محبوب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا ہے کہ مجھے ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔ میری آخری خوراک دودھ ہوگا۔ (یا پانی ملا دودھ ہوگا) اس روایت کو ابو یعلی اور الطبرانی نے روایت کیا ہے۔ مگر اس میں ہے کہ "آپ نے مجھے بتایا ہے کہ میں یوم صفین میں شہید ہوں گا۔"

امام مسلم، ابن عساکر، ابن ابی شیبہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے، امام احمد، ابن عساکر، الطبرانی نے الکبیر میں،

ابویعلی، خطیب نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے امام احمد، ابن سعد، ابن ابی شیبہ، ابویعلی، الطبرانی نے الکبیر میں حاکم نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے، ابن عساکر ابن ابی شیبہ، ابویعلی، ابوعوانہ اور الطبرانی نے الکبیر میں حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے، ابویعلی، ابن سعد نے کتاب الموالاۃ میں، الطبرانی نے الکبیر میں، دارقطنی نے الافراد میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن کعب رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے، ابن ابی شیبہ، امام احمد، ابن سعد، بغوی، ابونعیم، الطبرانی اور حاکم نے حضرت عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ سے، امام احمد، ابویعلی، الطبرانی، ابن عساکر نے ابن عمرو سے، ابویعلی، الطبرانی نے معاویہ بن عتبہ سے، الطبرانی نے ابورافع سے، الطبرانی نے ابی ایوب سے، الباوردی، ابن قانع اور دارقطنی نے الافراد میں ابوالبشیر سے، ابویعلی اور الطبرانی نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے، بزار نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے، ابویعلی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، الطبرانی نے حضرت عبداللہ بن عمرو سے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے البزار نے ابومسعود رضی اللہ عنہ سے اور حذیفہ رضی اللہ عنہ سے، الطبرانی نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد نبوی بناتے وقت حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”تمہیں ایک باغی گروہ شہید کرے گا۔“

امام احمد، امام بخاری، ابن حبان نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”عمار کی خیر! انہیں ایک باغی گروہ شہید کرے گا۔ عمار انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف اور وہ عمار کو آگ کی طرف بلائیں گے۔“

امام ترمذی نے (انہوں نے اسے حسن صحیح غریب کہا ہے) نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے باوردی نے اسماعیل بن عبدالرحمان الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”تمہیں بشارت ہو۔ تمہیں باغی گروہ قتل کرے گا۔“

گیارھواں باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلِ بیت کو کن اذیتوں کا سامنا کرنا پڑے گا، حضرت علی المرتضیٰ کی شہادت

ابن عساکر نے ضعیف سند کے ساتھ، نعیم بن حماد نے ”الفتن“ میں الحاکم نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”میرے بعد میرے اہلِ بیت قتل و جلاوطنی کا شکار ہوں گے۔ بنوامیہ، بنومغیرہ اور بنومخزوم ہم سب سے زیادہ بغض رکھیں گے۔“ بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”اسی اثناء میں ہم بارگاہِ

رسالت مآب ﷺ میں حاضر تھے کہ بنو ہاشم میں سے ایک گروہ آپ کی خدمت میں آیا۔ جب حضور اکرم ﷺ نے انہیں دیکھا تو آپ کی چشمانِ مقدس میں آنسو بھر آئے۔"

امام احمد نے المناقب میں روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ آپ نے انہیں فرمایا: "کیا تم جانتے ہو کہ آخرین میں سے سب سے زیادہ بدنصیب کون ہے؟" انہوں نے عرض کی: "اللہ و رسولہ اعلم۔" آپ نے فرمایا: "تمہارا قاتل۔"

ابن ابی حاتم نے ان الفاظ سے روایت کیا ہے۔ "وہ سب سے بدنصیب ہوگا جو تمہیں اس جگہ مارے گا۔" آپ نے ان کے جبین اطہر اور سر اقدس کی طرف کیا۔" المحاملی کے الفاظ یہ ہیں: "حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے مجھ سے عہد لیا تھا۔ "اس جگہ سے اس جگہ تک تمہارا جسم اطہر خون آلود ہوگا۔" آپ نے ان کی ریش مبارک اور سر اقدس کی طرف اشارہ کیا۔" عبدالرحمان بن ملجم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر وار کیا تھا۔ الطبرانی اور ابونعیم نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: "علی! تم جانشین بنو گے۔ تمہیں شہادت نصیب ہوگی۔ تمہارا جسم اطہر اس جگہ سے اس جگہ تک خون آلود ہو جائے گا۔" آپ نے ان کی داڑھی سے سر اقدس تک اشارہ کیا۔"

بارھواں باب

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں میں صلح کرائیں گے

امام بخاری نے حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "میرا یہ نورِ نظر سردار ہے۔ شاید اللہ رب العزت اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کے مابین صلح کرا دے گا۔" بیہقی نے یہ روایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔"

تیرھواں باب

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر

خلیل نے ارشاد میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے مجھے بتایا ہے کہ میرے نورِ نظر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا جائے گا یہ اس زمین کی مٹی ہے۔"

الطبرانی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "حضرت جبرائیل امین ہمارے ہمراہ حجرہ مقدسہ میں تھے۔ انہوں نے آپ سے عرض کی: "کیا آپ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے پیار کرتے ہیں؟" میں نے عرض کی: "ہاں! میں اس سے پیار کرتا ہوں۔" انہوں نے عرض کی: "آپ کی امت انہیں اس زمین میں قتل کر دے گی جسے کربلا کہا جاتا ہے۔" حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے وہاں سے مٹی لی اور آپ کو دکھادی۔" ابن عساکر نے ان سے ہی روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "مجھے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بتایا ہے کہ میرے اس نورِ نظر امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا جائے گا۔ ان کے قاتل پر رب تعالیٰ کا شدید غضب ہوگا۔"

ابن سعد نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے مجھے وہ مٹی دکھائی جس پر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوں گے۔ جو امام حسین علیہ السلام کا خون بہائے گا رب تعالیٰ کا اس پر شدید غضب ہوگا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا! مجھے اس ذاتِ بابرکات کی قسم! جس کے دستِ تصرف میں میری جان ہے مجھے یہ امر غمزدہ کرتا ہے کہ میری امت کا ایک فرد ہی میرے بعد امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کر دے گا۔"

العقیلی نے اور الطبرانی نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "حضرت جبرائیل امین علیہ السلام میرے پاس آئے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ میری امت میرے اس شہزادے کو شہید کر دے گی۔ میں نے انہیں کہا: "مجھے وہاں کی مٹی دکھاؤ۔" وہ میرے پاس سرخ مٹی لے کر آئے۔"

امام حاکم نے حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "حضرت جبرائیل امین علیہ السلام میرے پاس آئے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ عنقریب میری امت میرے اس نورِ نظر کو شہید کر دے گی۔" وہ وہاں کی سرخ مٹی میرے پاس لے کر آئے۔"

ابن سعد نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت جبرائیل نے مجھے بتایا: "میرا بیٹا حسین رضی اللہ عنہ سرزمین عراق میں شہید ہوگا۔" میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے کہا: "مجھے اس جگہ کی مٹی دکھاؤ۔ جہاں میرا نواسہ شہید ہوگا۔" وہ مٹی لے کر آئے۔ یہ اس کی مٹی ہے۔"

ابن سعد نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے بتایا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ دریائے فرات کے کنارے شہید ہوں گے۔ امام بغوی نے اپنی معجم میں اور حاکم نے اپنی صحیح میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "بارش کے فرشتے نے اپنے رب تعالیٰ سے اجازت طلب کی کہ حضور اکرم ﷺ کی زیارت کر لے۔ رب تعالیٰ نے اسے اجازت دے دی۔ اس روز حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی نوبت تھی۔ حضور اکرم ﷺ نے انہیں فرمایا: "ام سلمہ رضی اللہ عنہا! ہمارے لیے دروازے کی نگرانی کرنا تاکہ کوئی ہمارے پاس نہ آئے۔" وہ دروازے پر تھیں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اندر آ گئے۔ وہ جلدی سے آ کر آپ پر چڑھ گئے۔ وہ آپ کے کندھے پر چڑھنے لگے۔ اس فرشتے نے

عرض کی: ''آپ کی امت عنقریب اسے قتل کر دے گی۔ اگر آپ پسند کریں تو میں آپ کو وہ جگہ دکھا سکتا ہوں جہاں انہوں نے شہید ہونا ہے۔ وہ سرخ مٹی لے کر آئے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اسے رکھ لیا۔ انہوں نے اسے کپڑے میں باندھ لیا۔'' حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''وہ کربلاء کی مٹی تھی۔''

الملاء کی روایت میں ہے انہوں نے فرمایا: ''آپ نے مجھے مٹی بھی سرخ مٹی دی اور فرمایا: ''یہ اس جگہ کی مٹی ہے جہاں حضرت امام حسین علیہ السلام شہید ہوں گے۔ جب یہ خون بن جائے گی تو جان لینا کہ وہ شہید ہو گئے ہیں۔'' حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں: ''میں نے اسے اپنے پاس شیشی میں رکھ لیا۔ میں کہا کرتی تھی: ''جس دن یہ مٹی خون میں تبدیل ہو جائے گی وہ عظیم دن ہوگا۔''

چودھواں باب

قریش کے لڑکوں کے متعلق بتانا

طیالسی نے ثقہ راویوں سے، ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت کی ہلاکت قریش کے احمق لڑکوں کے ہاتھوں ہوگی۔'' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اگر میں چاہوں تو میں ان کے نام بتا سکتا ہوں کہ وہ بنو فلاں بنو فلاں ہیں۔''

ابن ابی شیبہ، امام احمد نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے طیالسی نے چند راویوں سے، ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے، الطبرانی اور امام احمد، حاکم اور الضیاء نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''وہ مضر کا یہ قبیلہ زمین میں کسی صالح بندے کو نہ چھوڑے گا مگر اسے فتنے میں مبتلاء کر دے گا۔ اسے ہلاک کر دے گا، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس کی گرفت اس لشکر سے کرے گا جو اس کے پاس ہے۔ وہ اسے ذلیل کر دے گا۔ وہ وادی کے پچھلے حصہ کا بھی دفاع نہ کر سکے گا۔''

امام احمد اور امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''قریش کے نوخیز لڑکوں کے ہاتھوں میری امت کی ہلاکت ہوگی۔''

پندرھواں باب

اہل حرہ کے قتل کے بارے بتا دینا

امام بیہقی نے حضرت ایوب بن بشیر المعاوی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی سفر کے لیے نکلے جب آپ حرہ

زہرہ تک پہنچے تو آپ رک گئے۔ آپ نے انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا:
"اس حرہ پر میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد میری امت کے بہترین افراد قتل ہوں گے۔" یہ روایت مرسل ہے۔
امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "۶۰ھ کو اس آیت طیبہ کی تاویل سامنے آئی:

وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ أَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَآتَوْهَا ۔ (الاحزاب: ۱۴)

ترجمہ: اور اگر گھس آئے (کفار کے لشکر) ان پر مدینہ کی اطراف سے پھر ان سے درخواست کی جاتی فتنہ انگیزی میں شرکت کی تو فوراً اسے قبول کر لیتے۔

یعنی اہلِ شام بنو حارثہ کا مدینہ طیبہ پر دھاوا بولنا۔ امام بیہقی نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "یوم الحرۃ کے روز اتنے اہلِ مدینہ قتل ہوئے کہ قریب تھا کہ ان میں سے ایک بھی نہ بچتا۔" انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "یوم حرہ کو سات سو حاملین قرآن کو شہید کر دیا گیا۔ ان میں تین سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔ اس وقت یزید کی حکومت تھی۔"

سولھواں باب

سرزمین دمشق پر غدراء کے مقام پر ظلماً قتل ہونے والوں کے بارے آگاہ فرمانا

یعقوب بن سنان اور ابن عساکر نے حضرت ابو الاسود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضرت معاویہ، حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے فرمایا: "تم نے اہل عذراء حجر اور ان کے ساتھیوں کو قتل کیوں کیا؟" انہوں نے عرض کی: "ام المؤمنین! میں نے دیکھا کہ ان کے قتل میں امت کے لیے اصلاح تھی۔ ان کا باقی رکھنا امت کے لیے فساد تھا۔" انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ نے فرمایا: "عنقریب عذراء کے مقام پر ایسے لوگ قتل ہوں گے جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اور اہلِ آسمان ناراض ہوں گے۔"

ابن عساکر نے حضرت سعید بن ابی ھلال رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حج کیا۔ وہ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گئے۔ انہوں نے فرمایا: "معاویہ! تم نے حجر بن ادبر اور ان کے ساتھیوں کو قتل کر دیا۔ بخدا! مجھ تک یہ روایت پہنچی ہے کہ عنقریب عذراء کے مقام پر سات افراد مقتول ہوں گے جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اور اہلِ آسمان ناراض ہوں گے۔"

سترھواں باب

حضرت عمرو بن الحمق رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر

ابن عساکر نے حضرت رفاعہ بن شداد البجلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اس وقت حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جب انہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بلایا۔ انہوں نے مجھے بتایا: ''رفاعہ! یہ لوگ مجھے شہید کر دیں گے۔ مجھے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا تھا کہ جن وانس میرے خون میں شامل ہوں گے۔'' حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ان کی بات پوری نہ ہوئی تھی حتیٰ کہ میں نے گھوڑوں کی لگامیں دیکھ لیں۔ میں نے انہیں الوداع کہا۔ ایک سانپ ان کی طرف لپکا۔ اس نے انہیں ڈس لیا۔ سواروں نے انہیں جالیا۔ انہوں نے ان کا سر قلم کر دیا۔ یہ پہلا سر تھا جسے اسلام میں بطور تحفہ پیش کیا گیا۔

اٹھارھواں باب

ائمہ وقت کے بغیر نماز پڑھیں گے

الطبرانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے، الطبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے، امام احمد نے صحیح کے راویوں سے حضرت ابن مسعود سے ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے، امام احمد اور الطبرانی نے حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے، امام احمد، بزار اور الطبرانی نے حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عنقریب ایسے امراء ہوں گے جنہیں اشیاء مشغول کر دیں گی۔ وہ نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کر کے پڑھیں گے۔ ان کے ساتھ اپنی نماز کو نفلی کرلو۔'' دوسری روایت میں ہے: ''امراء نماز بروقت ادا نہ کریں گے، بلکہ وقت سے مؤخر کر کے پڑھیں گے۔'' ایک روایت میں ہے: ''عنقریب ایسے ائمہ ہوں گے جو نماز کو اس کے وقت پر ادا نہ کریں گے۔ اگر تم انہیں پالو تو ان کے ہمراہ اپنی نماز نفلی بنالو۔'' ایک اور روایت میں ہے: ''اگر وہ وقت پر نماز ادا کریں تو تم ان کے ساتھ نماز پڑھ لو۔ یہ نماز تمہارے لیے اور ان کے لیے ہوگی اگر وہ نماز کو مؤخر کریں تو ان کے ساتھ نماز پڑھ لو۔ یہ نماز تمہارے لیے ہوگی یہ ان کے خلاف ہوگی جس نے جماعت کو چھوڑا وہ جاہلیت کی موت مرا۔ جو اپنے عہد کو توڑتے ہوئے مرا۔ وہ روزِ حشر اس طرح آئے گا کہ ان کے لیے کوئی دلیل نہ ہوگی۔''

امام احمد، ابوداؤد اور بیہقی نے سلامہ بنت حر الفرازی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے حضور اکرم

ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔آپ نے فرمایا:"قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ اہلِ مسجد باہم مزاحمت کریں گے۔وہ ایسا امام نہ پائیں گے جو انہیں نماز پڑھائے۔"

انیسواں باب

خوارج کے متعلق آگاہ کرنا

ابن ابی شیبہ،ابن منیع،ابویعلی اور امام احمد نے ثقہ راویوں سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے،ابن منیع،ابن حنبل اور حارث نے صحیح سند کے ذریعے حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے،ابن ابی شیبہ،بزار اور ابویعلی نے ثقہ راویوں سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں ایک شخص کا ذکر کیا گیا۔دشمن کے ساتھ اس کا مقابلہ اور جدوجہد کا تذکرہ کیا گیا۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:"میں اسے نہیں جانتا۔"انہوں نے عرض کی:"یارسول اللہ! یہ ہے وہ شخص!"آپ نے فرمایا:"میں اسے نہ جانتا تھا۔یہ پہلا فتنہ (سینگ) ہے جسے میں اپنی امت کے لیے دیکھ رہا ہوں۔اس میں شیطان کا دھبہ ہے۔"جب وہ شخص قریب ہوا تو اس نے سلام کیا۔آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا۔آپ نے اس سے پوچھا:"میں تجھے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تو جب ہمارے پاس آیا تو تو کہہ رہا تھا کہ اس قوم میں کوئی ایسا شخص نہیں جو تم سے افضل ہو۔"اس نے عرض کی:"ہاں بخدا! وہ مسجد میں داخل ہو کر نماز پڑھنے لگا۔"حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:"ایک شخص آپ کے پاس سے گزرا۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کی توصیف کی۔اچھے کلمات سے اسے یاد کیا۔"ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:"حضور اکرم ﷺ ایک شخص کے پاس سے گزرے۔وہ سجدہ ریز تھا۔آپ اپنی نماز کی طرف تشریف لے گئے۔نماز ادا کی۔جب آپ واپس آئے تو وہ ابھی تک سجدے میں تھا۔(اس کے بعد راویوں کا اتفاق ہے) آپ نے فرمایا:"اسے کون قتل کرے گا؟"دوسری روایت میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:"اٹھو۔اسے قتل کر دو۔"سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اٹھے اندر گئے تو دیکھا کہ وہ کھڑا ہو کر نماز ادا کر رہا تھا۔انہوں نے دل میں کہا:"نماز کے لیے حرمت اور حق ہے کاش! میں آپ سے مشورہ کرلوں۔"وہ آپ کی خدمت میں آئے۔آپ نے پوچھا:"کیا تم نے اسے قتل کر دیا ہے؟"انہوں نے عرض کی:"نہیں۔میں نے اسے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔میں نے نماز کے لیے حرمت وحق دیکھا۔اگر میں چاہتا تو اسے قتل کر دیتا۔"آپ نے فرمایا:"تم اسے قتل نہ کرسکو گے۔تم جاؤ اور اسے قتل کر دو۔"حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے۔اس وقت وہ شخص سجدہ ریز تھا۔انہوں نے اس کا طویل انتظار کیا۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دل میں کہا:"سجدہ کا حق ہے کاش! میں آپ سے مشورہ کرلوں۔آپ سے اس ہستی نے مشورہ کیا ہے جو مجھ سے بہتر ہے۔"وہ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے۔آپ نے پوچھا:"کیا تم نے اسے

نہ تیغ کر دیا ہے۔" انہوں نے عرض کی: "نہیں! یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں نے اسے سجدہ ریز دیکھا۔ میں نے کہا کہ سجدہ کے لیے حق ہوتا ہے۔ اگر میں اسے قتل کرنا چاہتا تو یوں کر سکتا تھا۔" حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "تم اسے قتل نہ کر سکو گے۔" آپ نے فرمایا: "علی! تم اٹھو تم اسے قتل کر لو گے بشرطیکہ تم نے اسے پالیا۔" وہ گئے انہوں نے دیکھا وہ مسجد سے جا چکا تھا۔ وہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے پوچھا: "کیا تم نے اسے تہ تیغ کر دیا ہے۔" انہوں نے عرض کی: "نہیں! یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم!" آپ نے فرمایا: "اگر وہ قتل ہو جاتا تو میری امت کے دو افراد بھی باہم اختلاف نہ کرتے حتیٰ کہ دجال کا ظہور ہو جاتا۔" دوسری روایت میں ہے: "یہ پہلا فتنہ ہے اور آخری فتنہ بھی یہی ہے۔"

بیسواں باب

رافضہ، قدریہ، مرجۂ اور زنادقہ کے بارے خبر

ابونعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "پہلا قدری شخص مجوسی اور آخری زندیق ہے۔" امام بخاری نے تاریخ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "قدریہ اس امت کے مجوسی ہیں۔" ابوداؤد، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور ابن نجار نے حضرت سعد بن سہل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "قدریہ اس امت کے مجوسی ہیں اگر وہ مریض ہو جائیں تو ان کی عیادت نہ کرو۔ اگر وہ مر جائیں تو ان کی نماز جنازہ ادا نہ کرو۔" اس روایت کو ابن عدی نے الکامل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "قدریہ وہ ہوتے ہیں جو کہتے ہیں خیر و شر ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ میری شفاعت میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہے، نہ ان کا میرے ساتھ اور نہ ہی میرا ان کے ساتھ تعلق ہے۔"

عبداللہ بن امام احمد نے زوائد المسند میں، امام بیہقی نے (ان کے سارے طرق ضعیف ہیں) اور البزار نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "آخری زمانہ میں ایسی قوم کا اظہار ہوگا جسے رافضہ کہا جائے گا وہ اسلام کو پھینک دیں گے انہیں قتل کر دو۔ وہ مشرک ہیں۔"

خطیب نے تاریخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "تمہارا وصال نہ ہوگا حتیٰ کہ تم ایسی قوم کے متعلق سن لو گے جو تقدیر کو جھٹلائے گی۔ وہ گناہوں کو لوگوں پر ڈالے گی۔ ان کی بات نصاریٰ کی باتوں سے ماخوذ ہوگی۔ میں رب تعالیٰ کے ہاں ان سے برأت کا اظہار کرتا ہوں۔"

البزار، ابن ابی حاتم نے "السنۃ" میں عقیلی نے "الضعفاء" میں الطبرانی نے الکبیر میں، ابن عساکر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما

سے انہوں نے اسے ضعیف کہا ہے۔ الطبرانی نے الکبیر میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”میری امت کی ہلاکت تین امور میں ہے۔ العصبیہ، القدریہ اور تحقیق کے بغیر بات کر دینا۔“ حاکم نے تاریخ میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”المرجئہ کو ستر انبیاء کرام علیہم السلام کی زبانوں سے لعنت کی گئی۔ وہ لوگ کہتے ہیں: ”ایمان عمل کے بغیر قبول ہے۔“

دار قطنی نے العلل میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”القدریہ کو ستر انبیاء کرام علیہم السلام کی زبانوں سے لعنت کی گئی ہے۔“ الطبرانی نے الکبیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”شاید تم میرے بعد زندہ رہو حتیٰ کہ تم ایسی قوم کو پالو جو تقدیر الٰہی کو جھٹلائے گی گناہوں کو لوگوں پر ڈالے گی۔ ان کی یہ بات نصرانیت سے ماخوذ ہوگی۔ اگر معاملہ اس طرح ہوا تو میں ان سے رب تعالیٰ کے ہاں برأت کا اظہار کرتا ہوں۔“

ابن ابی عاصم، الطبرانی نے الاوسط میں اور حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”تقدیر کے متعلق آخری کلام آخری زمانہ میں اس امت کے شریر لوگوں کے لیے ہوگا۔“

ابونعیم نے الحلیہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”میری امت کے دو گروہ روزِ حشر میری شفاعت کو نہ پاسکیں گے۔ المرجئہ، القدریہ۔

ابن عدی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”میری امت کے دو گروہ جنت میں داخل نہ ہوسکیں گے۔ (۱) القدریہ (۲) المرجئہ۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”میری امت میں سے دو گروہوں کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ المرجئہ، القدریہ۔ عرض کی گئی: ”المرجئہ سے کیا مراد ہے؟“ آپ نے فرمایا: ”جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ عمل کے بغیر قول ہے۔“ عرض کی گئی: ”القدریہ سے کیا مراد ہے؟“ عرض کی گئی: ”جو یہ کہتے ہیں کہ شر مقدر میں نہیں ہے۔“

ابن عدی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”میری امت کے دو گروہ جنت میں نہ جائیں گے۔ (۱) القدریہ (۲) المرجئہ۔

دیلمی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”میری امت کے دو گروہوں کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ (۱) القدریہ (۲) المرجئہ۔ ان کے ساتھ جہاد کرنا مجھے فارس اور دیلم کے ساتھ جہاد کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔“

تنبیہہ

القدریہ۔ تقدیر کا انکار کرتے ہیں۔ یہ افعال کی نسبت بندوں کی طرف کرتے ہیں۔ انہیں معتزلہ کہا جاتا ہے کیونکہ

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے کہا تھا: "قد اعتزلنا واصل" واصل ہم سے علیحدہ ہو گیا۔ اس نے دو منازل کے مابین ایک منزل کو ثابت کیا تھا کہ کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرنے والا نہ مؤمن ہے نہ کافر۔ اس کا گروہ علیحدہ ہو کر اس کی طرف گیا۔ ان کا رئیس واصل بن عطاء تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مجوسی فرمایا، کیونکہ یہ دو خالقوں کے اثبات میں مجوسیوں کے ساتھ مشارکت کرتے ہیں، جبکہ المرجئہ الارجاء کا عقیدہ رکھتے ہیں اس سے مراد نیت اور اعتقاد سے عمل کی تاخیر ہے کہ ایمان کے ساتھ گناہ نقصان نہیں دیتا، جیسے کفر کے ساتھ اطاعت نفع نہیں دیتی۔"

اکیسواں باب

میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو گی

امام احمد، ائمہ اربعہ اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہودی اکہتر فرقوں میں منقسم ہوئے۔ عیسائی بہتر فرقوں میں منقسم ہوئے۔ میری امت تہتر فرقوں میں منقسم ہو گی۔ ان میں نجات پانے والا صرف ایک گروہ ہے۔ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو میرے اور میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے رستے پر گامزن ہوں گے۔" حاکم اور ابن عساکر نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میری امت پر بھی ایسے حالات آئیں گے جیسے حالات بنو اسرائیل پر آئے تھے، بالکل ایک جیسے حالات۔ جیسے جوتا جوتے کے مشابہ ہوتا ہے۔ اگر ان میں کسی نے اپنی ماں سے اعلانیہ نکاح کیا ہو گا، تو میری امت میں بھی اسی طرح ہو گا۔ بنو اسرائیل بہتر فرقوں میں منقسم ہوئے تھے میری امت تہتر فرقوں میں بٹے گی۔ ایک کے علاوہ سارے دوزخ میں جائیں گے۔" عرض کی گئی کہ وہ ایک فرقہ کون سا ہے؟" آپ نے فرمایا: "جو میرے اور میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے رستے پر گامزن ہو گا۔"

بائیسواں باب

عنقریب لوگوں کو چھانا جائے گا، ان کا حال متغیر ہو جائے گا

حاکم، حارث، امام احمد، ابو داؤد اور ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایسا دور آئے گا جب لوگوں کو چھانا جائے گا۔ لوگوں کا خراب حصہ باقی رہ جائے گا۔ معاہدوں اور امانتوں میں کھوٹ پیدا ہو جائے گی۔ وہ اس طرح اس طرح اختلاف کریں گے۔" آپ نے اپنی مبارک انگلیاں ایک دوسرے میں داخل کیں۔" صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟" آپ نے فرمایا: "جسے تم جانتے ہوں گے اسے لے لو گے جسے عجیب سمجھو گے اسے چھوڑ دو۔ خواص کے معاملہ کی طرف تمہاری توجہ ہوگی۔ عام کے معاملات کو تم چھوڑ دو گے۔"

ابونعیم نے الحلیہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "عنقریب تمہیں چھانا جائے گا حتیٰ کہ تم لوگوں کے بقیہ خراب حصے میں رہ جاؤ گے۔ معاہدوں میں فساد آجائے گا۔ امانتیں خراب ہو جائیں گی۔ ایک شخص نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟" آپ نے فرمایا: "جو کچھ تم جانتے ہو گے تم اس پر عمل کرلو گے۔ جس کو تمہارے دل عجیب سمجھیں گے تم اسے عجیب سمجھو گے۔"

دارقطنی نے الافراد میں، الطبرانی نے الاوسط میں اور ابونعیم نے الحلیہ میں حنبل بن ابی الحسین سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت شریح رضی اللہ عنہ سے سنا۔ انہوں نے کہا: "حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "عنقریب تمہیں چھانا جائے گا، حتیٰ کہ تم بقیہ خراب لوگوں میں ہو جاؤ گے ان کے معاہدے اور امانتیں فساد کا شکار ہو جائیں گی۔" ایک شخص نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اس وقت ہماری حالت کیا ہوگی؟" آپ نے فرمایا: "تم ایسی بات کرو گے جسے تم جانتے ہوں گے۔ تم اسے چھوڑ دو گے جسے تمہارے دل عجیب سمجھیں گے۔"

تینتیسواں باب

اس امت کے مابین خونریزی ہوگی

امام احمد، الطبرانی نے الکبیر میں ابوبصرہ الغفاری سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "میں نے اپنے رب تعالیٰ سے چار امور کے بارے التجاء کی۔ اس نے مجھے تین امور عطا کر دیئے ایک سے مجھے منع فرما دیا۔ میں نے اس سے التجاء کی کہ میری امت گمراہی پر جمع نہ ہو۔ اس نے میری یہ التجاء قبول کرلی۔ میں نے عرض کی: "میری امت قحط سالی سے اس طرح ہلاک نہ ہو جیسے سابقہ امتیں ہلاک ہوئی تھیں۔" اس نے مجھے یہ نعمت بھی عطا کر دی۔ میں نے عرض کی: "میری امت متفرق فرقوں میں نہ بٹے۔ ان میں باہم خونریزی نہ ہو۔" اس نے مجھے اس سے منع کر دیا۔

ابن ابی شیبہ، امام احمد، مسلم، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے حضرت عامر بن سعد رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میں نے اپنے رب تعالیٰ سے تین امور کا سوال کیا اس نے مجھے دو عطا کر دیں۔ ایک سے روک دیا۔ میں نے اس سے التجاء کی کہ میری امت قحط سالی سے ہلاک نہ ہو۔" اس نے مجھے یہ نعمت عطا کر

دی۔ میں نے عرض کی: "میری امت غرق نہ ہو۔" اس نے مجھے یہ نعمت بھی دے دی۔ میں نے عرض کی: "ان میں باہم خونریزی نہ ہو۔" مگر اس نے مجھے اس سے روک دیا۔"

الطبرانی نے الکبیر میں جبر بن عتیک سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "میں نے اپنے رب تعالیٰ سے تین امور کا سوال کیا۔ اس نے مجھے دو عطا کر دیے ایک سے روک دیا۔ میں نے عرض کی: "مولا! میری امت بھوک سے ہلاک نہ ہو۔" اس نے فرمایا: "یہ نعمت آپ کے لیے ہے۔" میں نے عرض کی: "مولا! ان پر ان کا دشمن مسلط نہ فرما جو ان کے علاوہ ہو جس کے یہ محتاج ہو جائیں۔" اس نے میری یہ التجاء بھی قبول کر لی۔ میں نے عرض کی: "مولا! ان میں باہم خونریزی نہ ہو۔" اس نے مجھے اس سے روک دیا۔

چوبیسواں باب

فرات کے خزانے کا ظہور

الطبرانی نے الکبیر میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "قیامت قائم نہ ہو گی حتیٰ کہ فرات سونے کے پہاڑ کو عیاں کر دے گا وہاں لوگوں کا قتال ہو گا۔ ہر دس میں سے نو افراد تہ تیغ ہو جائیں گے۔"

امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "قیامت قائم نہ ہو گی حتیٰ کہ نہر فرات سے ایک سونے کا پہاڑ عیاں ہو گا۔ اس پر لوگوں کی جنگ ہو گی ہر سو میں سے ننانوے افراد مارے جائیں گے، ہر شخص کہے گا: "کاش! نجات پالینے والا میں ہوتا۔"

پچیسواں باب

اسلام کے کڑوں کا پھٹ جانا، یہ پہلے کی مانند اجنبی ہو جائے گا یہ اس طرح مٹ جائے گا جیسے کپڑے کے نقش ونگار مٹ جاتے ہیں

مسدد نے ثقہ راویوں سے، ابن ماجہ، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اسلام اس طرح مٹ جائے گا جیسے کپڑے کا نقش و نگار مٹ جاتا ہے حتیٰ کہ کسی شخص کو کسی نماز، روزے یا نسک کا علم نہ رہے گا، حتیٰ کہ ایک مرد اور عورت کہیں گے: ''ہم سے پہلے لوگ "لا الہ الا اللہ" پڑھتے تھے۔'' صلہ بن اشیم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: "لا الہ الا اللہ" انہیں کیا فائدہ دے گا؟'' انہوں نے فرمایا: ''وہ اسی کے ذریعے جنت میں داخل ہوں گے وہ اسی کے ذریعے دوزخ سے بچ جائیں گے۔''

امام حاکم نے ان سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اسلام کے کڑے ایک ایک کر کے ٹوٹتے جائیں گے۔ ائمہ گمراہ ہوں گے۔ اس کے بعد تینوں دجالوں کا ظہور ہوگا۔

امام احمد، امام بخاری نے اپنی تاریخ میں، ابویعلی، ابن حبان، الطبرانی نے الکبیر میں، بیہقی، حاکم نے السنن اور الشعب میں اور الضیاء نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اسلام کے کڑے ایک ایک کر کے ٹوٹتے جائیں گے جب ایک کڑا ٹوٹ جائے گا تو اس کے ساتھ متصل کڑا لٹک جائے گا۔''

چھبیسواں باب

بیت اللہ العتیق کو جلایا جائے گا

ابن ابی شیبہ، امام احمد اور احمد بن منیع نے حسن سند کے ساتھ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تمہاری کیفیت اس وقت کیا ہوگی جب دین کا معاملہ بگڑ جائے گا۔ رغبت کا اظہار ہوگا۔ بھائیوں میں باہم اختلاف ہوگا۔ بیت اللہ العتیق کو جلا دیا جائے گا۔''

ستائیسواں باب

ایمان شام میں ہوگا حتیٰ کہ فتنے رونما ہو جائیں گے

امام احمد نے بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب شام کو تمہارے لیے فتح کر دیا جائے گا۔ جب تمہیں اس میں قیام کا اختیار دیا جائے تو تم اس شہر میں قیام کرنا جسے دمشق کہا جائے گا۔ یہ جنگوں سے مسلمانوں کا قلعہ ہوگا۔ اس کا فسطاط وہ سرزمین ہوگی جسے الغوطہ کہا جاتا ہوگا۔''

امام ترمذی نے (انہوں نے اسے حسن صحیح کہا ہے) تمام اور ابن عساکر نے بہز بن حکیم نے اور انہوں نے اپنے

والد گرامی سے روایت کیا ہے اور انہوں نے اپنے والد ماجد سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "عنقریب فتنے ہوں گے۔" عرض کی گئی: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟" آپ نے فرمایا: "شام کو لازم پکڑو۔"

اٹھائیسواں باب

روم کے ساتھ لگاتار جنگیں ہوں گی، اقوام اسلام سے عداوت پر جمع ہو جائیں گی

طیالسی نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "عنقریب تم پر اقوام باہم مل کر یوں حملہ آور ہوں گی جیسے کھانے والے پیالے پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔" عرض کی گئی: "کیا اس وقت ہم قلیل ہوں گے۔" آپ نے فرمایا: "نہیں! بلکہ تم سیلاب کی جھاگ کی طرح ہو جاؤ گے۔ وھن (کمزوری) کو تمہارے دلوں میں رکھ دیا جائے گا۔ تم دنیا سے محبت کرو گے موت سے نفرت کرو گے اسی لیے تمہارے دشمن کے دل سے تمہارا رعب نکال دیا جائے گا۔"

الشیرازی نے "القاب" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "بنو حام کے جمع ہونے پر خوشیاں نہ مناؤ۔ حضرت نوح علیہ السلام کی زبان اقدس سے ان پر لعنت کی گئی مجھے اس ذاتِ بابرکات کی قسم جس کے دستِ تصرف میں میری جان ہے گویا کہ وہ میرے لیے شیاطین ہیں جو فتنوں کے جھنڈوں کے مابین محو گردش ہیں۔ ان کے لیے شور و غل ہے۔ آسمان ان کے اعمال کی وجہ سے شور کرے گا۔ زمین ان کے اعمال کی وجہ سے چیخ اٹھے گی۔ وہ میری ملت اور عہد کی حرمت سے نہیں ڈریں گے۔ ارے! جو اس زمانہ کو پالے تو وہ اسلام پر رویا کرے۔ اگر رو سکے تو۔"

امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "قیامت قائم نہ ہو گی حتیٰ کہ اہلِ روم اعماق یا دابق تک پہنچیں گے۔ مدینہ طیبہ سے ان کے لیے ایک لشکر نکلے گا جو اس وقت کے بہترین لوگوں پر مشتمل ہوگا۔ جب وہ صف بندی کر لیں گے تو اہلِ روم کہیں گے: "ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان سے ہٹ جاؤ جنہوں نے ہمارے ساتھیوں کو گرفتار کیا ہے ہم ان کے ساتھ قتال کریں گے۔" مسلمان کہیں گے "نہیں! بخدا! ہم تمہارے اور اپنے بھائیوں کے درمیان سے نہیں ہٹیں گے۔ وہ اہلِ روم کے ساتھ جہاد کریں گے ان کا ایک ثلث شکست کھا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کبھی بھی ان کی طرف نظر کرم نہ کرے گا۔ ایک ثلث ان میں سے شہید ہو جائے گا وہ رب تعالیٰ کے ہاں افضل شہداء ہوں گے۔ ایک تہائی حصہ فتح پالے گا۔ وہ کبھی فتنے میں مبتلاء نہ ہوں گے وہ قسطنطنیہ کو فتح کر لیں گے۔ اسی اثناء میں کہ وہ مالِ غنیمت تقسیم کر رہے ہوں گے۔ انہوں نے اپنی تلواریں زیتون کے درخت کے ساتھ لٹکا رکھی ہوں گی۔ ان میں شیطان چیخے گا۔ تمہاری اولاد میں دجال کا ظہور ہو چکا ہوگا۔ وہ باہر نکلیں گے۔ یہ جھوٹ ہوگا۔ وہ شام پہنچیں گے تو دجال کا ظہور ہوگا۔ اسی اثناء میں کہ وہ قتال کی تیاری کر رہے ہوں

گے وہ صفیں سیدھی کر رہے ہوں گے۔ نماز کے لیے اقامت کہی جا رہی ہوگی کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا ظہور ہوگا۔ وہ انہیں امامت کرائیں گے جب دشمن خدا انہیں دیکھے گا تو وہ اس طرح پگھلنے لگے گا جیسے پانی میں نمک پگھلتا ہے۔ اگر وہ اسے چھوڑ دیتے تو وہ پگھلتا رہتا حتیٰ کہ ہلاک ہو جاتا لیکن اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھوں اسے ہلاک کر دے گا۔ وہ اپنے نیزے پر اس کا خون دکھائیں گے۔"

انتیسواں باب

درندے انسان سے گفتگو کریں گے

ابن منیع، عبد بن حمید، ترمذی (انہوں نے اسے حسن صحیح غریب کہا ہے) ابویعلی، ابن حبان نے اپنی صحیح میں، امام احمد اور حاکم نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مجھے اس ذات بابرکات کی قسم جس کے دست تصرف میں محمد عربی (فداہ روحی وابی وامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جان ہے۔ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ درندے انسانوں سے گفتگو نہ کرلیں حتیٰ کہ ایک شخص کے کوڑے کا کنارہ اور جوتے کا تسمہ بات کرے گا اس کی ران اسے بتائے گی کہ اس کے بعد اس کے اہل خانہ نے کیا کیا۔"

مسدد اور امام احمد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "آخری زمانہ میں اس طرح ہوگا کہ ایک شخص اپنے گھر سے نکلے گا وہ واپس آئے گا اس کا عصا اور جوتا اسے بتائیں گے کہ اس کے اہل خانہ نے اس کے بعد کیا کیا۔"

تیسواں باب

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت گاہ کی طرف ہجرت

امام احمد نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ نے فرمایا: "ہجرت کے بعد ہجرت تمہارے پدر بزرگوار حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت گاہ کی طرف ہوگی، حتیٰ کہ زمین پر صرف شریر باشندے رہ جائیں گے۔ ان کی زمین انہیں پھینک دے گی۔ ذات الٰہیہ انہیں گندا کر دے گی۔ آگ انہیں بندروں اور خنزیروں کے ساتھ جمع کر دے گی۔ جب وہ رات بسر کریں گے یہ بھی رات گزاریں گے۔ جب وہ

قیلولہ کریں گے یہ بھی قیلولہ کریں گے۔ وہ پیچھے رہ جانے والوں کو کھا جائیں گے۔"

اکتیسواں باب

قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ بیت اللہ کا حج نہ کیا جائے گا رکن اور مقام کو اٹھا لیا جائے گا

مسدد نے اس سند سے روایت کیا ہے جو امام بخاری کی شرط پر ہے۔ ابو یعلی، حاکم، ابن حبان نے حضرت ابو سعد رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ حج نہ کیا جائے گا۔"

بتیسواں باب

وہ شدائد اور فتنے جن کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بتایا

حارث نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں عزلت گزینی جائز ہو جائے گی جس میں اہل دین کا دین سلامت نہ رہ سکے گا سوائے اس کے جو اپنے دین کو لے کر ایک چوٹی سے دوسری چوٹی کی طرف بھاگا یا پناہ گاہ سے دوسری پناہ گاہ کی طرف دوڑے گا۔ یا اس پرندے کی طرح جو اپنے بچوں کو لیے جگہ تبدیل کرتا رہتا ہے یا جیسے لومڑی اپنے بچوں کے ساتھ کرتی ہے۔ وہ نماز قائم کرے گا۔ زکوٰۃ ادا کرے گا۔ لوگوں سے عزلت گزین ہو جائے گا مگر بھلائی کے ساتھ (ایک سو خاکستری بکریاں جو کوہ سلع کے پاس ہوں وہ مجھے بنونضیر کی سلطنت سے زیادہ پسندیدہ ہیں یہ اس وقت ہے جب حالات یوں یوں ہوں)" حدیث پاک کا آخری حصہ مدرج ہے۔

طیالسی نے ثقہ راویوں سے یزید بن ابی حبیب سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے پاس دو افراد بالشت بھر زمین کے لیے لڑنے لگے۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: "جب تم کسی ایسی جگہ ہو جہاں تم دو افراد کو بالشت بھر زمین کے لیے لڑتے دیکھو تو وہاں سے نکل جاؤ۔" حضرت ابو درداء وہاں سے نکل کر شام آ گئے۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے وہ کون ہے جو سفید بالوں والے اونٹ پر سوار ہوگی۔ اس کے ارد گرد قتل عام ہوگا۔ وہ مشکل سے بچے گی۔"

نعیم بن حماد نے الفتن میں جید سند اور ثقہ راویوں سے روایت کیا ہے لیکن سند میں انقطاع ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "میرے بعد تمہیں چار فتنوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ (۱) اس میں خونریزی ہوگی

(۲) اس میں خون اور اموال کو حلال سمجھا جائے گا۔ (۳) اس میں خون، اموال اور شرمگاہوں کو حلال سمجھا جائے گا (۴) یہ فتنہ گونگا اور اندھا ہوگا۔ یہ سمندر کی موجوں کی طرح متلاطم ہوگا حتیٰ کہ کوئی شخص بھی اس سے پناہ نہ پاسکے گا۔ یہ شام میں محو گردش ہوگا۔ عراق پر چھا جائے گا۔ اس کے ہاتھوں اور پاؤں سے جزیرہ کو روند دیا جائے گا۔ ساری امت برابر برابر اس مصیبت میں گرفتار ہوگی۔ کسی شخص میں اتنی استطاعت بھی نہ ہو سکے گی کہ وہ اس کو "ٹھہر ٹھہر" کہہ سکے۔ اگر وہ کسی ایک کونے سے اسے روکیں گے تو یہ فتنہ دوسرے کونے سے سر اٹھالے گا۔"

خطیب نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "تمہیں سختی کی آزمائش پہنچی تم نے صبر کر لیا لیکن مجھے خوشحالی کے وقت عورتوں کی طرف سے فتنے سے تمہارے بارے زیادہ خدشہ ہے۔ جب وہ سونے کے کنگن پہنے گی۔ وہ شام کی چادریں پہنیں گی۔ یمن کے دوپٹے اوڑھیں گی۔ دولت مند کو تھکا دیں گی اور غریب کو ایسے امر کا پابند کریں گے جو اس کے پاس نہ ہوگا۔"

ابو یعلی اور ابن حبان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رات کے وقت بنو عامر کے کسی چشمہ پر پہنچیں۔ وہاں سے ان پر کتے بھونکے۔ انہوں نے پوچھا: "یہ کون سی جگہ ہے؟" لوگوں نے عرض کی: "الحواب" وہ ٹھہر گئیں۔ انہوں نے کہا: "میرا گمان ہے کہ میں واپس چلی جاؤں۔ میں نے حضور اکرم ﷺ کو سنا۔ آپ ایک دن ہمیں فرما رہے تھے۔ "تم میں سے کسی ایک کی حالت اس وقت کیا ہوگی۔ جب اس پر الحواب کے کتے بھونکیں گے۔" حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: واپس نہ جائیں۔ شاید رب تعالیٰ آپ کے ذریعے لوگوں کے مابین صلح کرادے۔"

تینتیسواں باب

فتنے مشرق سے آئیں گے

امام مالک، شیخان اور ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ اس وقت منبر پر جلوہ افروز تھے جب آپ کا رخ انور مشرق کی طرف تھا۔ آپ فرما رہے تھے: "فتنہ وہاں سے اٹھے گا جہاں سے شیطان کا سینگ طلوع ہوگا۔" آپ نے تین بار اسی طرح فرمایا اور مشرق کی طرف اشارہ کیا۔"

امام مالک اور شیخان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "کفر کا سرغنہ مشرق میں ہے۔ امام بخاری نے ان سے ہی روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "ایمان یمن میں ہے۔ فتنہ وہاں ہے جہاں سے شیطان کا سینگ ظاہر ہوگا۔" امام مسلم کی روایت میں ہے: "ایمان یمن میں ہے اور کفر مشرق کی طرف ہے۔" حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "فتنے مشرق کی طرف سے آئیں گے۔"

چونتیسواں باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے لیے زمین کے مشارق اور مغارب کو فتح کر دیا جائے گا

حضرت حسن نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے۔آپ نے فرمایا:''عنقریب تمہارے لیے زمین کے مشارق و مغارب کو فتح کر دیا جائے گا۔ارے!ان کے عمال (گورنرز) آگ میں ہوں گے۔سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرا اور امانت ادا کی۔''

پینتیسواں باب

وہ علامات قیامت جن میں سے اکثر ظہور پذیر ہو چکی ہیں

الخرائطی نے''مساوی الاخلاق''میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:''فحش گو ہونا، فحش گو بننا، برا ہمسایہ، قطع رحمی، خائن کو نگران بنانا اور امین کا تھوڑا تھوڑا خیانت کرنا قیامت کی علامات میں سے ہے جیسے عمدہ سونے پر آگ جلائی جائے۔وہ خالص ہو جائے۔اس کا وزن تھوڑا تھوڑا کیا جائے تو وہ کم نہ ہو۔مومن کی مثال کھجور کی طرح ہے جو طیب کھاتی ہے طیب دیتی ہے افضل شہداء لوگوں میں انصاف کرنے والے ہوں گے۔ارے!افضل مہاجرین وہ ہوں گے جو ان اشیاء کی طرف ہجرت کریں گے جنہیں اللہ تعالیٰ نے ان پر حرام کیا ہو گا۔افضل مسلمان وہ ہو گا جس کی زبان اور ہاتھ سے دیگر مسلمان محفوظ رہیں گے۔ارے!میرا حوض،اس کا طول اس کے عرض کی طرح ہے۔اس کا پانی دودھ سے سفید ہے۔شہد سے زیادہ شیریں اس پر برتن سونے اور چاندی کے جام ہوں گے،جو تعداد میں ستاروں کے برابر ہوں گے۔جو اس میں سے ایک دفعہ پی لے گا وہ کبھی بھی پیاسا نہ ہو گا۔''

ابو داؤد طیالسی،امام احمد اور ابن ابی شیبہ،عبد بن حمید،شیخان،ترمذی،نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:''قیامت کی علامات میں سے ہے کہ علم اٹھا لیا جائے گا جہالت آجائے گی۔زنا عام ہو جائے گا۔شراب پی جائے گی۔مرد کم ہو جائیں گے،عورتیں زیادہ ہو جائیں گی حتیٰ کہ پچاس عورتوں کا صرف ایک نگران ہو گا۔''

امام احمد اور امام بخاری نے حضرت عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:''قیامت کی علامات میں سے ہے کہ تم ایسی قوم سے جہاد کرو گے جو بالوں والے جوتے استعمال کرے گی۔قیامت کی علامات میں سے

ہے کہ تم ایسی قوم سے جہاد کرو گے جن کے چہرے چوڑے ہوں گے جیسے کہ وہ تہ در تہ ڈھالیں ہوں۔

بغوی اور ابن عساکر نے عروہ بن محمد سے اور انہوں نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کی علامات میں سے ہے کہ آباد جگہ ویران اور ویران جگہ آباد ہو جائے گی۔ حملہ فدا کاری کے لیے ہو گا۔ آدمی اپنی امانت کو اس طرح کھائے گا جیسے اونٹ درخت کو کبھی کبھی کھاتا ہے۔ امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے آپ نے فرمایا: قیامت کے قریب تم ایسی قوم سے جہاد کرو گے جس نے بالوں والے جوتے پہن رکھے ہوں گے۔ وہ اس کا مدمقابل ہو گا۔

حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت سے پہلے تاریک رات کے حصے کی طرح فتنے ہوں گے جن میں وقت صبح بندہ مومن ہو گا وہ شام کے وقت کافر ہو جائے گا۔ شام کے وقت بندہ مؤمن ہو گا اور وہ وقت صبح کافر ہو جائے گا۔ لوگ تھوڑے سے دنیاوی سامان کے عوض اپنا دین فروخت کر دیں گے۔

ابن عساکر نے تاریخ میں ابن شریحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''قیام قیامت سے قبل دس نشانیاں ہوں گی جو دھاگے میں گویا کہ پروئی ہوں گی۔ جب ایک رونما ہو چکی ہو گی تو دوسری آجائے گی۔ (۱) دجال کا ظہور (۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول (۳) یاجوج اور ماجوج کی فتح (۴) دابہ (۵) سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔ اس وجہ کسی کو اس کا ایمان لانا نفع نہ دے گا۔

حاکم نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''قیام قیامت سے قبل تم پر مغرب کی طرف سے سیاہ بادل ڈھال کی طرح اٹھے گا۔ وہ آسمان کی طرف اٹھتا جائے گا حتیٰ کہ وہ آسمان کو بھر دے گا، پھر اعلان کرنے والا اعلان کرے گا اے لوگو! لوگ ایک دوسرے کی طرف توجہ کریں گے وہ پوچھیں گے کیا تم نے آواز سنی ہے؟ بعض کہیں گے ہاں! پھر صدا دی جائے گی۔ اے لوگو! اللہ تعالیٰ کا امر آگیا ہے۔ اس کے لیے جلدی نہ کرو۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست تصرف میں میری جان ہے کہ دو افراد نے کپڑا پھیلا رکھا ہو گا، مگر وہ اسے لپیٹ نہ سکیں گے۔ ایک شخص اپنے حوض کو درست کر رہا ہو گا مگر وہ اس سے پانی نہ پی سکے گا۔ ایک شخص اپنی اونٹنی کو دوہ رہا ہو گا مگر وہ اس کا دودھ نہ پی سکے گا۔

امام احمد اور امام مسلم نے حضرت مستورد رضی اللہ عنہ سے، نعیم بن حماد نے الفتن میں حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جب قیامت قائم ہو گی تو اہل روم کی لوگوں میں اکثریت ہو گی۔ امام احمد اور ابو شیخ نے العظمہ میں اور حاکم نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: قریب قیامت بجلیاں زیادہ ہو جائیں گی حتیٰ کہ ایک شخص آئے گا وہ کہے گا ''کل کس پر بجلی گری؟ لوگ کہیں گے فلاں اور فلاں اور فلاں پر بجلی گری۔

امام احمد ابو یعلی اور الضیاء نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''قیامت قائم نہ ہو گی

حتیٰ کہ آسمان سے بارش نازل نہ ہوگی، نہ ہی زمین کوئی چیز اگائے گی"۔ الطبرانی نے الکبیر میں حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ پہاڑ اپنی جگہوں سے ہٹ جائیں گے، تم ایسے بڑے بڑے امور دیکھو گے جنہیں تم نے پہلے نہ دیکھا ہوگا۔

امام احمد، امام ترمذی (انہوں نے اسے غریب کہا ہے) نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ زمانہ قریب آجائے گا سال کی طرح مہینہ جمعہ کی طرح، جمعہ دن کی طرح دن ساعت کی طرح اور ساعت آگ کے شعلے کی مانند ہو جائے گی۔ شیخان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ حجاز سے ایک آگ نکلے گی جو بصریٰ میں اونٹوں کی گردنوں کو روشن کر دے گی۔"

امام بخاری اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ علم کو اٹھا لیا جائے گا زلزلے زیادہ ہو جائیں گے۔ زمانہ قریب آجائے گا فتنوں کا ظہور ہوگا۔ قتل زیادہ ہوگا حتیٰ کہ تم میں مال کی کثرت ہو جائے گی۔ مال بہت زیادہ پھیل جائے گا۔

شیخان نے ان سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ تم میں مال کی کثرت ہو جائے گی۔ مال پھیل جائے گا حتیٰ کہ مال کا مالک ارادہ کرے گا کہ اس کا صدقہ کون قبول کرے گا؟ حتیٰ کہ وہ ایک شخص کو اپنا مال پیش کرے گا وہ جسے پیش کرے گا وہ کہے گا: مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ابن ابی الدنیا، الطبرانی نے الکبیر میں، ابونصر السجزی نے "الابانہ" میں ابن عساکر نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے (اس کی سند میں کوئی حرج نہیں) روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ کتاب الٰہی کو عار سمجھا جائے گا، اسلام اجنبی ہو جائے گا، حتیٰ کہ لوگوں میں عداوت ظاہر ہو جائے گی، حتیٰ کہ علم اٹھا لیا جائے گا۔ زمانہ اپنی انتہاء کو پہنچ جائے گا۔ انسانی عمر کم ہو جائے گی۔ سال اور پھل کم ہو جائیں گے تہمت والوں کو امین بنایا جائے گا۔ امینوں پر تہمت لگائی جائے گی جھوٹے کی تصدیق کی جائے گی۔ سچے کو جھٹلایا جائے گا۔ قتل کثرت سے ہوگا۔ اونچے اونچے کمرے بنائے جائیں گے اولاد والیاں پریشان ہو جائیں گی۔ بانجھ خوش ہوں گی۔ بغاوت، حسد اور حرص کا غلبہ ہوگا لوگ ہلاک ہو جائیں گے خواہشات نفسانیہ کی پیروی کی جائے گی۔ ظن سے فیصلہ کیا جائے گا بارش کثیر لیکن پھل قلیل ہوں گے علم کا فقدان ہو جائے گا۔ جہالت عام ہو جائے گی۔ اولاد سختی کا اظہار کرے گی اور موسم، سرما گرم ہو جائے گا فحش گوئی کا اظہار کیا جائے گا۔ زمین سکڑ جائے گی۔ خطباء جھوٹ کے ساتھ کھڑے ہوں گے۔ وہ میرا حق میری امت کے شریر لوگوں کے حوالے کریں گے۔ جس نے ان کی تصدیق کی۔ ان سے راضی ہوا وہ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھ سکے گا۔

سمویہ اور حاکم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے انہوں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم، سراپا کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت قیام نہ ہوگی حتیٰ کہ اصبہان کے یہودیوں سے دجال کا ظہور ہوگا۔ اس کی آنکھ دھنسی ہوئی ہوگی۔ دوسری آنکھ کلی کی

طرح ہو گی۔ سورج شق ہو جائے گا۔ پرندہ سفر میں تین چیخیں مارے گا انہیں اہل مشرق اور اہل مغرب سنیں گے۔ دجال کے ہمراہ دو پہاڑ ہوں گے ایک دھویں اور آگ کا پہاڑ ہوگا۔ ایک درختوں اور نہروں کا پہاڑ ہوگا۔ وہ کہے گا: یہ جنت ہے۔ یہ جہنم ہے۔ میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا۔ اس سے پہلے بھی کذاب کا ظہور ہوگا۔ میں نے عرض کی: تیسرا کون ہوگا؟ آپ نے فرمایا: وہ سب جھوٹوں سے جھوٹا ہوگا۔ وہ مشرق سے نکلے گا۔ عرب کے لوگ اور احمق غلام اس کی پیروی کریں گے۔ ان کا اول بھی تباہ ہوگا۔ ان کا آخر بھی تباہ ہوگا۔ ان کی ہلاکت ان کی سلطنت کے مطابق ہوگی۔ ان پر رب تعالیٰ کی دائمی لعنت ہو۔ میں نے عرض کی: تعجب ہے تعجب! آپ نے فرمایا: عنقریب اس سے بھی تعجب خیز امور رونما ہوں گے۔ جب تم اس کے متعلق سنو تو بھاگ جاؤ۔ بھاگ جاؤ۔ میں نے عرض کی: میں اپنے پیچھے رہ جانے والوں کے بارے کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: انہیں حکم دو وہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلے جائیں۔ میں نے عرض کی: اگر وہ یوں نہ کر سکیں تو؟ آپ نے فرمایا: انہیں حکم دو کہ وہ اپنے گھر کے سامان (بوریا) میں سے ہو جائیں۔ میں نے عرض کی: اگر وہ اس طرح نہ کر سکیں تو؟ فرمایا: ابن عمر! وہ خوف، قتل اور چھینا جھپٹی کا زمانہ ہوگا۔ میں نے عرض کی: ابو عبداللہ! کیا اس مصیبت کے لیے آسائش نہ ہوگی؟ انہوں نے فرمایا: ہاں! ہر مصیبت کے لیے آسائش ہوتی ہے لیکن اس کے لیے بقا کہاں ہے۔ یہ فتنہ ہے اسے تباہی مچانے والے فتنے کا نام دیا گیا ہے۔ یہ فتنہ خالص عرب، خالص موالی اور خزانوں والوں اور بقیہ لوگوں کے لیے ہوگا پھر کم سے کم لوگوں سے ختم ہو جائے گا۔

حاکم اور ابن عسا کر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کانا دجال اصبہان کے یہودیوں سے نکلے گا۔ اس کی ایک آنکھ تخلیق نہ ہوگی دوسری اس ستارے کی مانند ہوگی جس میں خون کی آمیزش ہو۔ وہ سورج میں کچھ بھونے گا۔ پرندہ گردش میں تین چیخیں مارے گا اہل مشرق و مغرب اسے سنیں گے۔ اس کے لیے گدھا ہوگا۔ اس کے دونوں کانوں کے مابین چالیس بالشت کی چوڑائی ہوگی۔ وہ سات ایام میں ہر گھاٹ کو روندھ دے گا۔ اس کے ساتھ دو پہاڑ رواں ہوں گے۔ ایک میں درخت، پھل اور چشمے میں ہوں گے۔ دوسرے میں دھواں اور آگ ہوگی۔ وہ کہے گا: یہ جنت ہے۔ یہ آگ ہے۔ خطیب نے فضائل قزوین میں اور الرافعی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اصبہان کے یہودیوں سے دجال کا ظہور ہوگا۔ وہ کوفہ آئے گا اس کے ساتھ مدینہ طیبہ کی ایک قوم، طور کی ایک قوم، ذی یمن کی ایک قوم اور قزوین کی قوم اس کے ساتھ ہوگی۔ عرض کی گئی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قزوین کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: آخری زمانہ میں ایک قوم ہوگی۔ وہ دنیا سے زہد کرتے ہوئے نکل جائے گی۔ رب تعالیٰ ان کے ذریعے ایک قوم کو کفر سے ایمان کی طرف لوٹا دے گا۔

امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب معاملہ کسی غیر اہل کے سپرد کر دیا جائے تو اس وقت قیامت کا انتظار کرو۔''

ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید، بخاری، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کی سب سے پہلی علامت وہ آگ ہوگی جو مشرق سے نکلے گی لوگوں کو مغرب کی طرف جمع کر دے گی۔

امام مسلم اور حاکم نے مستدرک میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: رب دو جہاں یمن سے ایک ہوا بھیجے گا جو ریشم سے نرم تر ہوگی جس کے دل میں ایمان کا ذرہ بھی ہوگا وہ اسے نکال لے گی۔

ابو داود، طیالسی، امام احمد، امام مسلم، ائمہ اربعہ اور ابن حبان نے حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حذیفہ بن اسد غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ اس علامات رونما نہ ہو جائیں۔(۱) دھواں (۲) دجال (۳) دابہ (۴) مغرب سے طلوعِ آفتاب (۵) تین خسوف۔(الف) مشرق کی طرف خسف (ب) مغرب کی طرف (ج) جزیرۃ العرب کی طرف خسف (۶) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول (۷) یاجوج اور ماجوج (۸) وہ آگ جو عدن کے گڑھے سے نکلے گی لوگوں کو محشر کی سمت لے جائے گی وہ وہیں رات بسر کرے گی جہاں وہ رات بسر کریں گے۔وہ وہیں قیلولہ کرے گی جہاں وہ قیلولہ کریں گے۔

امام احمد، ابو داود اور بیہقی نے حضرت سلامہ بنت الحر رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ اہل مسجد باہم لڑیں گے وہ ایسا امام نہ پائیں گے جو انہیں امامت کرائے۔ الطبرانی نے حضرت عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کی علامات میں سے ہے کہ علم کو سمیٹ لیا جائے گا۔مال پھیل جائے گا تجارت بھی پھیل جائے گی۔امام احمد اور نسائی نے ذکر کیا ہے کہ قتل بھی عام ہو جائے گا۔انہوں نے یہ اضافہ بھی کیا ہے قلم کا اظہار ہوگا۔ایک شخص سودا کرے گا وہ کہے گا: نہیں! حتیٰ کہ میں بنو فلاں کے تاجر سے مشورہ کرلوں۔وسیع وعریض جگہ میں کاتب تلاش کیا جائے گا مگر کاتب نہ ملے گا۔

ابن نجار نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کی علامات میں سے ہے کہ علم کو اٹھا لیا جائے گا اور جہالت عام ہو جائے گی۔" عسکری نے الامثال میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے ان کے راوی ثقہ ہیں کہ قیامت کی علامات میں سے ہے کہ دنیا پر احمق بن احمق غالب آجائے گا۔افضل مؤمن وہ ہوگا جو دو کریموں کے مابین ہوگا۔الطبرانی اور ابن مبارک نے حضرت ابوامیہ الجحمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کی علامات میں سے ہے کہ علم چھوٹوں سے حاصل کیا جائے گا۔حاکم نے عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کی علامات میں سے ہے کہ مال عام ہو جائے گا۔جہالت کثیر ہو جائے گی۔فتنوں کا ظہور ہوگا۔تجارت پھیل جائے گی۔"

امام احمد نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: علاماتِ قیامت میں سے ہے کہ سلام جان پہچان سے کیا جائے گا۔

چھتیسواں باب

حضرت امام مہدی کا ظہور

امام احمد اور حاکم نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم سیاہ جھنڈے دیکھو جو خراسان کی طرف سے آئیں تو ان کی طرف آجاؤ۔ ان میں خلیفہ اللہ المہدی ہوں گے۔ امام ترمذی نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (انہوں نے اسے حسن کہا ہے) کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں امام مہدی کا ظہور ہوگا۔ وہ پانچ یا سات یا نو سال تک برسر اقتدار رہیں گے۔ (زید راوی کو شک ہے) ایک شخص ان کی خدمت میں آئے گا۔ وہ عرض کناں ہوگا: "مہدی! مجھے عطا کریں۔ مجھے عطا کریں۔" وہ کپڑے میں اسے اتنا کچھ عطا کریں گے کہ وہ اٹھا نہ سکے گا۔

امام حاکم نے ان سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میری امت میں امام مہدی کا ظہور ہوگا۔ رب تعالیٰ انہیں بارش سے سیراب کرے گا۔ زمین اپنی نباتات اگائے گی۔ مال صحیح تقسیم ہوگا۔ جانور زیادہ ہو جائیں گے۔ امت کا مقام بڑھ جائے گا۔ وہ سات یا آٹھ سال برسر اقتدار رہیں گے۔ امام احمد اور باوردی نے ان سے ہی روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں حضرت امام مہدی کی بشارت ہو۔ وہ قریش میں سے میری عترت میں سے ہوں گے۔ لوگوں کے اختلاف کے وقت ان کا ظہور ہوگا۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے جیسے یہ پہلے ظلم و جفا سے بھری ہوگی۔ ان سے آسمان کے مکین اور زمین کے مکین راضی ہو جائیں گے مال (صحاح) ٹھیک ٹھیک تقسیم ہوگا۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ صحاح سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: برابر برابر، امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الف الف صلاۃ وسلام کے قلوب غنی سے بھر جائیں گے۔ ان کا عدل انہیں گھیر لے گا۔ ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا: جسے ضرورت ہو وہ میرے پاس آجائے۔ صرف ایک شخص ان کی خدمت میں حاضر ہوگا۔ وہ ان سے مانگے گا۔ وہ اسے کہیں گے: مجاور کے پاس جاؤ حتیٰ کہ ہم تمہیں کچھ عطا کر دیں۔ وہ اس کے پاس جائے گا وہ اسے کہے گا: میں امام مہدی کا تمہاری طرف قاصد ہوں۔ انہوں نے مجھے بھیجا ہے تاکہ تم مجھے مال عطا کرو۔ وہ کہے گا: چادر پھیلاؤ۔ وہ چادر پھیلائے گا لیکن وہ اسے اٹھا نہ سکے گا۔ وہ سامان پھینکتا جائے گا حتیٰ کہ وہ اسے اٹھا سکے گا۔ وہ باہر نکلے گا مگر نادم ہوگا وہ کہے گا: ہم وہ کچھ نہ لیں گے جو انہوں نے ہمیں عطا کی ہے۔ وہ چھ یا سات یا آٹھ یا نو سال اسی طرح رہیں گے۔ ان کے بعد زندگی میں کوئی بھلائی نہ ہوگی۔

ابن ماجہ، الطبرانی نے الکبیر میں حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء الزبیدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مشرق سے ایک قوم کا ظہور ہوگا جو امام مہدی کی سلطنت کو روندھ ڈالے گی۔

ابویعلی، ابن حذیفہ، ابن حبان اور حاکم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ زمین ظلم وستم سے بھر جائے گی، پھر میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کا ظہور ہوگا، زمین کو اسی طرح عدل وانصاف سے بھر دے گا جیسے وہ ظلم وستم سے پہلے بھری ہوئی تھی۔

الرافعی نے تاریخ قزوین میں اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص برسر اقتدار ہوگا۔ وہ قسطنطنیہ کو فتح کرے گا۔ وہ جبل دیلم کو فتح کرے گا۔ اگر دنیا کا صرف دن بھی باقی ہوا تو رب تعالیٰ اس دن کو لمبا کر دے گا حتیٰ کہ وہ اسے فتح کر لیں گے۔ دوسری روایت میں ہے: اللہ تعالیٰ اس دن کو لمبا کر دے گا حتیٰ کہ میرے اہل بیت میں سے ایک فرد جبل دیلم اور قسطنطنیہ کو فتح کر لے گا''۔

امام احمد، ابویعلی، سمویہ اور الضیاء نے المختارہ میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص برسر اقتدار ہوگا جو لوگوں کو عطا کرے گا۔ انہیں خوش کرے گا وہ زمین کو اس طرح عدل سے بھر دے گا جیسے وہ اس سے قبل ظلم سے بھری ہوگی۔ وہ سات سال تک برسر اقتدار رہیں گے۔

الطبرانی نے الکبیر میں، دارقطنی نے الافراد میں، حاکم اور ابوداؤد نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر دنیا کا ایک دن بھی باقی ہوگا۔ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص برسر اقتدار ہوگا۔ دوسری روایت میں ہے: دنیا اختتام پذیر نہ ہوگی حتیٰ کہ رب تعالیٰ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو بھیجے گا جس کا اسم میرے اسم گرامی کی طرح ہوگا اس کے والد کا نام میرے والد گرامی جیسا ہوگا۔ وہ دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جیسے کہ وہ ظلم وجفا سے لبریز ہوگی۔

امام احمد، ابوداؤد اور ترمذی (انہوں نے اسے حسن صحیح کہا ہے) اور الطبرانی نے الکبیر میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دنیا نہ جائے گی نہ ہی یہ اختتام پذیر ہوگی حتیٰ کہ عرب کا مالک ایک ایسا شخص بنے گا جو میرے اہل بیت سے ہوگا۔ اس کا اسم میرے نام نامی کے موافق ہوگا۔ دیلمی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر دنیا کی مدت ایک رات بھی باقی رہ گئی تو رب تعالیٰ اس رات کو طویل کر دے گا حتیٰ کہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص والی بنے گا۔

ابن عدی، الطبرانی نے الکبیر میں، ابن عساکر نے معاویہ بن قرہ المزنی سے اور انہوں نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ زمین ظلم وستم سے بھر جائے گی۔ جب یہ جور وستم سے بھر جائے گی تو رب تعالیٰ مجھ سے (میرے اہل بیت سے) ایک شخص کو بھیجے گا جس کا نام میرے اسم گرامی پر اور جس کے والد کا نام میرے والد گرامی کے

نام نامی پر ہوگا۔ وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جیسے وہ پہلے جور و جفا سے بھری ہوئی ہوگی۔ آسمان اپنی بارش میں سے کچھ نہ روکے گا، نہ ہی زمین اپنی نباتات میں سے کچھ روکے گی۔ وہ شخص تم میں سات یا آٹھ سال رہے گا، یا زیادہ سے زیادہ نو سال رہے گا۔

ابن عساکر نے حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا! آپ کو بشارت ہو۔ امام مہدی کا تعلق تم سے ہوگا۔ ابونعیم نے الحلیہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عباس رضی اللہ عنہ! (حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا!) اللہ تعالیٰ نے اسلام کی ابتداء مجھ سے کی ہے۔ اس کا اختتام تمہاری اولاد میں سے ایک لڑکے پر ہوگا وہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام سے پہلے آئے گا۔"

خطیب اور ابن عساکر نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ارے! کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے اس امر کا آغاز مجھ سے کیا ہے اس کا اختتام تمہاری اولاد سے کرے گا۔"

سینتیسواں باب

دجال کا ظہور

اس باب کی کئی انواع ہیں۔

ا۔ بارش کی کثرت، نباتات کی قلت، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس سے ڈرانا:

ابو یعلی اور البزار نے ثقہ راویوں سے حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "دجال سے پہلے کچھ نکمے سال آئیں گے۔ ان میں بارشیں زیادہ ہوں گی۔ نباتات کم ہوں گی اس میں سچے کی تکذیب کی جائے گی جھوٹے کی تصدیق کی جائے گی۔ خائن کو امین کہا جائے گا امین کو خائن کہا جائے گا۔ اس میں الرویبضہ گفتگو کرے گا۔ عرض کی گئی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الرویبضہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ گمنام اور حقیر شخص جسے کوئی یاد نہ کرتا ہو۔

طیالسی، ابن ابی شیبہ، حمیدی، امام احمد، حارث اور ابو یعلی نے حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دجال کے ظہور سے تین سال قبل آسمان اپنی بارش کا ایک ثلث روک لے گا۔ زمین ایک ثلث نباتات روک لے گی دوسرے سال آسمان دو ثلث بارش اور زمین دو ثلث نباتات روک لے گی۔ تیسرے سال آسمان ساری بارش اور زمین ساری نباتات روک لے گا۔ کوئی گھوڑا یا اونٹ باقی نہ رہے گا۔ سب کچھ ہلاک ہو جائے گا۔ اسی روایت میں ہے: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس روز مومن کو کیا چیز کافی ہو جائے گی؟ آپ نے فرمایا: اس روز اہل ایمان کو

وہی چیز کافی ہوگی جو فرشتوں کو کافی ہوتی ہے یعنی تسبیح تہلیل، تکبیر اور تحمید، پھر فرمایا: نہ روؤ۔ اگر دجال کا ظہور ہوا میں تم میں ہوا تو میں اس کے ساتھ بحث ومباحثہ کرلوں گا۔ اگر اس کا ظہور میرے بعد ہوا تو اللہ تعالیٰ ہر مسلمان پر میرا نائب ہے۔"

امام احمد نے ثقہ راویوں سے اور ابو یعلی نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے دجال سے قبل سخت مشقت کا تذکرہ فرمایا۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! اس دن اہل ایمان کا کھانا کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: تسبیح وتہلیل۔ میں نے پوچھا: اس دن کون سامال افضل ہوگا؟ آپ نے فرمایا: تنومند جوان جو اپنے اہل خانہ کو پانی پلادے، کھانا تو اس دن نہ ہوگا۔

۲۔ دجال کو دیکھنے والا کیا کہے گا؟

احمد بن منیع نے ثقہ راویوں سے، امام احمد اور امام حاکم نے ابوقلابہ سے اور انہوں نے ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: دجال کے پیچھے سے بال گھنگھریالے ہوں گے۔ وہ عنقریب کہے گا: میں تمہارا رب ہوں۔ جو اسے کہے گا: تو میرا رب ہے۔ وہ فتنے میں مبتلا ہو جائے گا جو اسے کہے گا: تو جھوٹ بول رہا ہے۔ میرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ میں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں۔ اسی طرف لوٹتا ہوں" وہ اسے فتنے میں مبتلاء نہ کر سکے گا، نہ ہی اسے کوئی نقصان دے سکے گا۔

۳۔ اب اس کا وجود

ابو یعلی نے علی بن زید بن جدعان کی سند سے حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: دجال نے کھالیا ہے وہ بازاروں میں چل رہا ہے۔ ابو یعلی نے مجاھد کی سند سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اس نے کھانا کھالیا ہے اس نے بازاروں میں چل لیا ہے۔ یعنی دجال نے۔

۴۔ مکانِ خروج

سمویہ اور حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت حذیفہ نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ کانے دجال کا اصبہان کے یہودیوں سے خروج ہوگا۔ اس کی دائیں آنکھ دھنسی ہوگی دوسری آنکھ کلی نما ہوگی۔ حاکم اور ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا: کانے دجال کا خروج اصبہان کے یہودیوں میں سے ہوگا۔ اس کی ایک آنکھ کو تخلیق ہی نہ کیا گیا ہوگا، جبکہ دوسری آنکھ خون آلود ستارے کی مانند ہوگی۔ وہ کسی چیز کو سورج میں بھونے گا۔ پرندہ گردش میں تین چیخیں مارے گا، جنہیں اہل مشرق اور اہلِ مغرب سنیں گے۔ اس کا ایک گدھا ہوگا۔ اس کے کانوں کے مابین چالیس بالشت کی چوڑائی ہوگی۔ وہ سات ایام میں ہر گھاٹ پر اترے گا۔ اس کے ہمراہ دو پہاڑ ہوں گے۔ ایک میں درخت، پھل اور چشمے ہوں گے دوسرے میں دھواں اور آگ ہوگا۔ وہ کہے گا: یہ جنت

ہے۔یہ آگ ہے۔"

خطیب نے فضائل قزوین میں اور امام الرافعی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: دجال کا ظہور اصبہان کے یہودیوں سے ہوگا حتیٰ کہ وہ کوفہ آئے گا۔مدینہ طیبہ،طور، ذی یمن اور قزوین میں سے ایک ایک قوم اس کے ساتھ مل جائے گی۔عرض کی گئی یارسول اللہ! ﷺ یہ قزوین کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ آخری زمانہ میں ایک قوم ہوگی۔یہ زہد اختیار کرتے ہوئے دنیا سے نکل جائے گی۔اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے ایک قوم کو کفر سے ایمان کی طرف لوٹا دے گا۔

طیالسی،ابن ابی شیبہ،امام احمد،ابن منیع اور ابن حبان نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: دجال کا ظہور اصبہان کے یہودیوں میں سے ہوگا۔امام احمد اور ابو یعلی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: اصبہان کے یہودیوں سے دجال کا ظہور ہوگا۔اس کے ہمراہ ستر ہزار یہودی ہوں گے جنہوں نے تاج پہن رکھے ہوں گے۔مسدد نے موقوفاً ثقہ راویوں سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ دجال کا ظہور مشرق کی سمت سے ہوگا۔

مسدد نے عریان بن ہیثم سے اور انہوں نے اپنے والد ماجد سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: دجال کا تذکرہ کیا گیا حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہارے ہاں ایک زمین ہے جسے کوثا کہا جاتا ہے جو شور یدہ اور کھجوروں والی زمین ہے۔انہوں نے کہا: ہاں! انہوں نے فرمایا: دجال کا ظہور وہیں سے ہوگا۔ابو یعلی، حاکم اور ابن جریر نے تہذیب میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: مشرق کی سمت ایک زمین سے دجال کا ظہور ہوگا جسے خراسان کہا جائے گا۔اس کی پیروی ایسی اقوام کریں گی جن کے چہرے تہ درتہ ڈھالوں کی مانند ہوں گے۔

۵۔ہر نبی نے اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا

طیالسی نے صحیح سند سے، ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے حضور اکرم ﷺ کے خادم حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا: وہ دجال ہوگا۔اس کی بائیں آنکھ کانی ہوگی۔اس کی دائیں آنکھ میں ظفرہ کی غلیظ مرض ہوگی۔اس کی آنکھوں کے مابین کافر لکھا ہوگا۔"

الطبرانی نے حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں دجال سے محتاط کرتا ہوں۔میں تمہیں اس سے ڈراتا ہوں ہر ہر نبی نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا۔اے امت بیضاء! اس کا اظہار تم میں ہوگا۔میں تمہیں اس کی ایسی صفات بتاتا ہوں جو پہلے کسی نبی نے نہ بتائی ہوں گی۔اس سے پہلے پانچ سال سخت قحط سالی ہوگی ہر جانور ہلاک ہوجائے گا۔عرض کی گئی: اہل ایمان کا گزارہ کس پر ہوگا؟ آپ نے فرمایا: جیسے ملائکہ زندگی گزارتے ہیں، پھر دجال کا ظہور ہوگا۔وہ کانا ہوگا۔اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے اس کی آنکھوں کے مابین کافر لکھا ہوگا جسے ہر پڑھا لکھا اور ان پڑھ مؤمن پڑھ

سکے گا۔اس کے اکثر پیروکار یہودی، عورتیں اور بدو ہوں گے۔تم آسمان کو دیکھو گے کہ گویا کہ وہ بارش برسا رہا ہے حالانکہ وہ بارش برسا نہیں ہوگا۔تم زمین کو نباتات اگاتے ہوئے دیکھو گے حالانکہ وہ نباتات نہیں اگا رہی ہوگی۔وہ بدوؤں سے کہے گا: اور تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟ کیا میں نے آسمان پر سے تم پر لگاتار بارش نازل نہیں کی۔کیا میں نے اس طرح تمہارے جانور زندہ نہیں کیے کہ وہ سر اٹھا کر اپنے گھر کو دیکھ رہے تھے۔ان کے پہلو باہر نکلے ہوئے تھے۔وہ بہت زیادہ دودھ اتارے ہوئے تھے۔ اس کے ہمراہ ایسے شیاطین کو اٹھایا جائے گا جو مر جانے والے آباء، بھائیوں اور چہروں کی مانند ہوں گے۔ایک شخص اپنے باپ، بھائی اور رشتہ دار کے پاس آئے گا وہ کہے گا کیا تم فلاں نہیں ہو؟ کیا تم مجھے جانتے نہیں ہو؟ وہ تمہارا رب ہے تم اس کی پیروی کرو۔اس کی عمر چالیس سال ہوگی۔سال مہینے کی طرح اور مہینہ جمعہ کی طرح، جمعہ دن کی طرح دن ساعت کی طرح اور ساعت یوں گزر جائے گی جیسے کھجور کا پتا آگ میں جلتا ہے۔وہ دو مسجدوں کے علاوہ ہر جگہ جائے گا، پھر حضور اکرم ﷺ وضو کرنے کے لیے اٹھے آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے رونے کی آواز سنی۔وہ زار زار رو رہے تھے آپ واپس تشریف لائے ان کے سامنے کھڑے ہو گئے فرمایا: خوش ہو جاؤ اگر وہ اس وقت نکلا جبکہ میں تمہارے سامنے ہوں تو میں ہر مسلمان کی طرف سے اس سے بحث کروں گا۔اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول محترم (ﷺ) تمہیں کافی ہو جائیں گے۔اگر اس کا ظہور میرے بعد ہوا تو پھر اللہ تعالیٰ ہر مسلمان پر میرا قائم مقام ہے۔

امام احمد نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: فتنہ دجال کے بارے ہر نبی نے اپنی امت کو ڈرایا ہے۔میں بھی تمہیں اس سے ڈراتا ہوں۔میں تمہیں اس طرح بتاؤں گا کہ اس طرح کسی نبی نے اپنی امت کو نہ بتایا ہوگا۔وہ کانا ہوگا رب تعالیٰ کانا نہیں ہے۔اس کی آنکھوں کے مابین کافر لکھا ہوا ہوگا جسے ہر مؤمن پڑھ لے گا۔

الطبرانی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نبی کو بھی مبعوث کیا گیا اس نے اپنی امت کو دجال سے ڈرایا۔میں آخری نبی ہوں تم آخری امت ہو۔اس کا ظہور یقیناً تم میں سے ہوگا اگر اس کا ظہور اس وقت ہوا جبکہ میں تمہارے سامنے ہوا تو میں ہر مسلمان کی طرف سے اس کے ساتھ بحث کروں گا۔اگر اس کا ظہور تم میں میرے بعد ہوا تو ہر شخص اپنی طرف سے اس کے ساتھ مباحثہ کرے گا۔اللہ تعالیٰ ہر مسلمان پر میرا قائم مقام ہوگا۔عراق اور شام کے مابین خلّہ سے اس کا ظہور ہوگا۔وہ دائیں بائیں سرگرداں ہوگا۔اے اللہ تعالیٰ کے بندو! ثابت قدم ہو جاؤ وہ ابتداء میں کہے گا "میں نبی ہوں" حالانکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے، اس کی دونوں آنکھوں کے سامنے کافر لکھا ہوگا۔جسے ہر وہ مؤمن پڑھ لے گا جو اس کے ساتھ ملاقات کرے گا۔اسے چاہیے کہ وہ اس کے چہرے پر تھوک دے۔سورۃ الکھف کی ابتدائی آیات پڑھے اسے بنو آدم کے ایک نفس پر مسلط کر دیا جائے گا۔وہ اسے قتل کرے گا پھر اسے زندہ کرے گا۔وہ اس سے تجاوز نہ کر سکے گا، نہ ہی اس کے علاوہ کسی اور نفس پر مسلط ہوگا۔اس کے فتنے میں سے ہے کہ اس کے ساتھ جنت اور دوزخ ہوگی۔اس کی دوزخ جنت اور اس کی

جنت دوزخ ہوگی۔ جیسے اس کی آگ سے آزمایا جائے اسے چاہیے کہ وہ اپنی آنکھیں بند کرلے۔ اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرے وہ آگ اس کے لیے ٹھنڈی اور سلامتی والی بن جائے گی۔ جیسے وہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے لیے ٹھنڈی اور سلامتی والی بنی تھی۔ اس کے ایام چالیس دن ہوں گے ایک دن سال کی طرح، ایک دن مہینے کی طرح، ایک دن جمعہ کی طرح اور ایک ساعت عام ایام کی طرح ہوگا۔ اس کا آخری دن سراب کی مانند ہوگا ایک شخص شہر کے دروازے کے پاس صبح کرے گا اس سے قبل کہ وہ دوسرے دروازے تک پہنچے اسے شام ہوجائے گی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم اتنے مختصر ایام میں نماز کیسے پڑھیں گے؟ آپ نے فرمایا: تم ان میں نمازوں پر اسی طرح قادر رہوں گے جیسے لمبے دنوں میں قادر تھے۔

طیالسی، ابن ابی شیبہ اور ابن حبان نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دجال کانا، اعلیٰ نسل کا اور کھلتے ہوئے رنگ والا ہوگا۔ اس کا سر سانپ کے سر کی طرح ہوگا وہ عبدالعزیٰ بن قطن کے مشابہ ہوگا۔ اگر ہلاک ہونے والا ہلاک ہوجائے تو تمہارا رب تعالیٰ کانا تو نہیں ہے۔

مسدد، امام احمد، احمد بن منیع اور حارث نے ثقہ راویوں سے حضرت قتادہ بن امیہ سے روایت کیا ہے کہ ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم میں کھڑے ہوگئے۔ آپ نے فرمایا: میں تمہیں دجال سے تین بار ڈراتا ہوں۔ وہ گھنگھریالے بالوں والا ہوگا۔ وہ بائیں آنکھ سے کانا ہوگا۔ ابن حبان نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی نے اپنی امت کو دجال سے ڈرایا۔ وہ کانا ہوگا تمہارا رب تعالیٰ جل جلالہ کانا نہیں ہے۔ اس کی آنکھوں کے مابین کافر لکھا ہوگا جسے پڑھا لکھا اور ان پڑھ ہر مومن اسے پڑھ لے گا۔

ابویعلیٰ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا۔ آپ کا اکثر خطبہ حدیث تھا۔ ہم نے اسے آپ سے روایت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: جب سے اللہ تعالیٰ نے اولادِ آدم کو تخلیق کیا ہے فتنۂ دجال سے بڑا کوئی فتنہ نہیں ہے۔ حضرت نوح رضی اللہ عنہ کے بعد ہر نبی نے اسے ڈرایا۔ میں آخری نبی ہوں تم آخری امت ہو۔ اس کا ظہور یقیناً تم میں سے ہوگا۔ اگر وہ اس وقت ظاہر ہوا جبکہ میں تمہارے سامنے ہوا تو میں ہر مسلمان کی طرف سے اس کے ساتھ بحث کروں گا۔ اگر اس کا ظہور میرے بعد ہوا تو ہر شخص اپنی طرف سے اس کے ساتھ بحث کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان پر میرا قائم مقام ہوگا۔

امام احمد اور احمد بن منیع نے ثقہ راویوں سے حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دجال کے بال پیچھے سے گھنگھریالے ہوں گے وہ کہے گا: میں تمہارا رب ہوں۔ جس نے کہا: تو میرا رب ہے وہ فتنے میں مبتلا ہوجائے گا۔ جس نے کہا: تو جھوٹ بولتا ہے۔ میرا رب تعالیٰ اللہ تعالیٰ ہے۔ اس پر میں توکل کرتا ہوں۔ میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ وہ اسے کوئی نقصان نہ دے سکے گا۔ یا اسے اس کے فتنے کا سامان نہیں کرنا پڑے گا۔ ابویعلیٰ نے مجاہد بن سعید کی سند سے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: ہر نبی نے اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا۔ ارے! اس نے کھانا

کھالیا ہے میں تمہیں اس طرح اس کے متعلق بتاتا ہوں کہ کسی نبی نے اپنی امت کو اس طرح نہ بتایا ہو گا۔ ارے! اس کی آنکھ دھنسی ہو گی گویا کہ وہ دیوار پر بلغم لگی ہو۔ ارے! اس کی بائیں آنکھ چمکدار ستارے کی طرح ہو گی۔

۶۔ وہ پہلے اصلاح، پھر نبوت پھر ربوبیت کا دعویٰ کر دے گا

امام الطبرانی نے کمزور سند سے حضرت عبداللہ بن معتمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: دجال کی کوئی چیز مخفی نہ ہو گی۔ وہ مشرق کی طرف سے آئے گا وہ میرے لیے بلائے گا۔ لوگ اس کی دعوت پر لبیک کہیں گے وہ لوگوں کو دلائل دے گا۔ وہ ان کے ساتھ جنگ کرے گا وہ ان پر غلبہ پائے گا وہ اسی حالت پر ہو گا حتیٰ کہ وہ کوفہ آئے گا رب تعالیٰ کے دین کو غالب کرے گا وہ اس پر عمل پیرا ہو گا اسی وجہ سے لوگ اس سے محبت کریں گے پھر وہ نبوت کا دعویٰ کرے گا یہ سن کر ہر دانا گھبرا جائے گا۔ وہ اسے چھوڑ دے گا وہ کچھ دیر تک اسی طرح رہے گا پھر وہ کہے گا: میں اللہ ہوں۔ اس کی آنکھوں پر پردہ آجائے گا اس کے کان منقطع ہو جائیں گے۔ ان کی آنکھوں کے مابین کافر لکھا جائے گا وہ کسی مسلمان پر مخفی نہ رہے گا۔ ہر وہ شخص اسے چھوڑ دے گا جس کے دل میں ذرہ بھر ایمان ہو گا۔"

۷۔ مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ، بیت المقدس اور کوہ طور تک نہ پہنچ سکے گا

ابوداؤد طیالسی، امام احمد، ابوداؤد، ابویعلی، ابوعوانہ، حاکم، ضیاء المقدسی نے المختارہ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: دجال کا اس طرح ظہور ہو گا کہ اس کے ساتھ دریا کا پانی اور آگ ہو گی، جو اس کے دریا میں داخل ہو گیا تو اس کا بوجھ لازم ہو گیا۔ اس کا اجر مٹ گیا۔ جو اس کی آگ میں داخل ہو گیا اس کا اجر لازم ہو گیا۔ اس کا بوجھ مٹ گیا۔ میں نے عرض کی: پھر کیا ہو گا؟ آپ نے فرمایا: پھر بچھڑا پیدا ہو گا مگر اس پر سواری نہ ہو سکے گی حتیٰ کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔"

امام احمد، ابن خزیمہ، ابویعلی، حاکم اور ضیاء نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جب دجال نکلے گا تو اس وقت دین کو ہلکا سمجھا جائے گا، علم اٹھ چکا ہو گا اس کے چالیس دن ہوں گے وہ زمین میں سیر کرے گا اس کا ایک دن سال کی مانند، ایک دن مہینے کی طرح، ایک دن جمعہ کی طرح پھر سارے ایام تمہارے ان دنوں کی طرح ہوں گے اس کے لیے گدھا ہو گا وہ اس پر سوار ہو گا اس کے کانوں کے مابین چالیس ذراع چوڑائی ہو گی۔ یہ لوگوں سے کہے گا: میں تمہارا رب ہوں۔ وہ کانا ہو گا۔ تمہارا رب تعالیٰ کانا نہیں ہے۔ اس کی آنکھوں کی درمیان "ک ف ر" لکھا ہو گا جسے ہر پڑھا لکھا اور ان پڑھ مومن پڑھ لے گا۔ وہ ہر چشمے اور گھاٹ سے گزر جائے گا۔ سوائے مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے رب تعالیٰ نے انہیں اس پر حرام کر دیا ہے۔ ان کے دروازوں پر فرشتے کھڑے ہیں اس کے ہمراہ روئیوں کا پہاڑ ہو گا۔ لوگ اس وقت سخت اذیت میں ہوں گے سوائے ان کے جنہوں نے اس کی اتباع کر لی۔ اس کے ہمراہ دو نہریں ہوں گی۔ میں انہیں اس سے زیادہ جانتا ہوں۔ ایک نہر کو وہ جنت کہے گا ایک نہر کو وہ آگ کہے گا جو اس نہر میں جائے گا جسے وہ جنت کہے گا تو وہ آگ ہو گی جو اس نہر

میں داخل ہو گا جسے وہ آگ کہے گا وہ جنت ہو گی۔ رب تعالیٰ اس کے ہمراہ شیاطین کو بھیجے گا جو لوگوں کے ساتھ بات چیت کریں گے اس کے ساتھ بہت سے جوان ہوں گے وہ آسمان کو حکم دے گا تو وہ بارش برسانے لگے گا۔ لوگوں کی نظروں میں اسی طرح لگے گا۔ وہ ایک شخص کو قتل کرے گا پھر اسے زندہ کر دے گا لوگوں کی نظروں میں اسی طرح لگے گا اس کے علاوہ کسی اور پر اسے تسلط نہ ہو گا۔ وہ لوگوں سے کہے گا: اے لوگو! اس طرح رب کے علاوہ کون کر سکتا ہے۔ مسلمان شام میں دھوئیں کے بادل کی طرف بھاگیں گے۔ دجال ان کے پاس آئے گا۔ وہ ان کا محاصرہ کرلے گا۔ ان کا محاصرہ شدت اختیار کرے گا۔ انہیں بہت مشقت کا سامنا کرنا پڑے گا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ وہ وقت سحر اعلان کریں گے اے لوگو! تمہیں کیا چیز روکتی ہے کہ تم اس خبیث کذاب کی طرف نکلو۔ وہ عرض کریں گے یہ جنات سے تعلق رکھتا ہے وہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کر رہے ہوں گے نماز کا وقت ہو جائے گا وہ عرض کریں گے اللہ تعالیٰ کے رسول! اس کی روح! آگے بڑھیں۔ وہ فرمائیں گے تمہارا امام آگے آئے اور وہ تمہیں نماز پڑھائے۔ نماز صبح پڑھنے کے بعد وہ دجال کی طرف نکلیں گے۔ جب وہ کذاب کو دیکھیں گے تو وہ اس طرح پگھلنے لگے گا جیسے پانی میں نمک پگھلتا ہے۔ وہ اس کی طرف جائیں گے اسے قتل کر دیں گے حتیٰ کہ درخت اور پتھر صدا دے گا اے روح اللہ! یہ یہودی ہے۔" حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کے سارے پیروکاروں کو قتل کر دیں گے۔

امام احمد، شیخان اور دارمی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور الطبرانی نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے، طحاوی نے نجادہ بن امیہ سے روایت کیا ہے کہ ایک صحابی نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر ہر شہر کو دجال روند دے گا سوائے مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے" الطبرانی کی روایت میں ہے سوائے خانہ کعبہ اور بیت المقدس کے۔ ہر ایک جگہ جائے گا سوائے مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ، بیت المقدس اور کوطور کے ملائکہ اسے ان مقامات سے روکیں گے مدینہ طیبہ کی گھاٹیوں میں ہر ہر گھاٹی پر فرشتے صف باندھے کھڑے ہیں۔ وہ اس کی حفاظت کر رہے ہیں۔ دجال اسنجہ اترے گا۔ مدینہ طیبہ تین بار لرزا اٹھے گا ہر منافق اور کافر اس کی طرف چلا جائے گا۔ ایک اور روایت میں ہے دجال آئے گا وہ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے علاوہ ہر جگہ کو روند ڈالے گا وہ مدینہ طیبہ آنے کی کوشش کرے گا وہ پائے گا کہ مدینہ منورہ کی ہر گھاٹی پر فرشتے صف باندھے کھڑے ہوں گے۔ وہ سبخۃ الجرف آئے گا وہ اپنا خیمہ وہاں لگا لے گا۔ مدینہ طیبہ تین بار لرزا اٹھے گا ہر منافق مرد اور منافق عورت اس کے پاس چلی جائے گی۔

امام احمد، امام بخاری، ترمذی (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) ابوعوانہ اور ابن حبان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دجال مدینہ طیبہ آئے گا۔ وہ پائے گا کہ فرشتے اس کی حفاظت کر رہے ہوں گے اس میں دجال اور طاعون داخل نہ ہوں گے۔ ان شاء اللہ! امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ طیبہ میں دجال مسیح اور طاعون داخل نہ ہو سکیں گے۔

امام احمد نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دجال مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ میں داخل نہ ہو سکے گا۔ ابن ابی شیبہ اور امام بخاری نے حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا: مدینہ طیبہ میں دجال کا رعب داخل نہ ہو سکے گا۔ اس روز اس کے سات دروازے ہوں گے ہر دروازے پر دو دو فرشتے مقرر ہوں گے۔

حضرت زبیر بن بکار رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ مجمع السیول کی طرف تشریف لے گئے۔ آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں دجال کے مدینہ طیبہ میں مقام کے بارے نہ بتاؤں۔ اس کا یہ مقام ہوگا۔ وہ مدینہ طیبہ آنے کا ارادہ کرے گا لیکن وہاں تک نہ آسکے گا۔ وہ اسے دیکھے گا کہ اسے ملائکہ نے گھیر رکھا ہوگا۔ اس کی ہر ہر گھاٹی پر ایک فرشتہ اپنا اسلحہ لہرا رہا ہوگا۔ دجال اور طاعون وہاں داخل نہ ہو سکیں گے وہ اس جگہ ٹھہرے گا مدینہ طیبہ لرز اٹھے گا ہر منافق اور منافقہ اس کی طرف چلا جائے گا۔ اس کی اکثر پیروکار عورتیں ہوں گی۔ ان میں سے ایک مرد بھی تلوار نہ لہرائے گا۔

السید نور الدین نے لکھا ہے: اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ سابقہ احادیث میں مدینہ طیبہ کے لرزنے سے مراد اس میں زلزلہ آنا ہے یہ اس روایت کے منافی نہیں ہے جس میں ہے کہ مدینہ طیبہ میں دجال کا رعب داخل نہ ہو سکے گا۔ یہ امر اس اجماع سے مستغنی ہے جو بعض محدثین نے کوشش کی ہے کہ وہ رعب جس کی نفی کی گئی ہے اس سے مراد وہ رعب ہے جو اس کے قریب آجانے کی وجہ سے خوف طاری ہو جائے یا اس سے مراد اس کی انتہاء ہے یعنی اس سے مراد اس کا غلبہ ہے۔ لرزہ سے مراد اس کے آنے کی ساعت ہے۔ اسے کوئی برداشت نہ کر سکے گا۔ منافق اور فاسق دجال کے پاس چلے جائیں گے۔"

الحافظ لکھتے ہیں: "جو توجیہہ ہم نے پہلے ذکر کر دی ہے، وہ بہتر ہے۔"

۸۔ دجال کے حالات کے متعلق جامع روایات

بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایات مروی ہیں جو انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے روایت کی ہیں۔ ان میں سے بعض طویل اور بعض مختصر ہیں۔ ہر روایت میں وہ کچھ ہے جو دوسری میں نہیں ہے۔ میں نے انہیں ایک دوسری میں داخل کر دیا ہے۔ میں نے ایک ہی طریقہ پر انہیں ترتیب دیا ہے میں کہتا ہوں:

"ابن ابی شیبہ، امام احمد، الطبرانی، ابن عبد البر نے تمہید میں سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے، الطبرانی نے عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے، ابو یعلی نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے، البزار نے حسن اسناد سے، ابن کثیر نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے، الطبرانی نے ایک اور سند سے، امام احمد، قاسم بن اصبغ نے ایک اور سند سے، احمد حاکم نے جید سند سے، طیالسی، احمد ابو القاسم اور بغوی نے اپنی معجم میں حضرت سفینہ رضی اللہ عنہا سے، امام احمد اور ائمہ ستہ نے نواسی بن سمعان رضی اللہ عنہ سے، ابن ماجہ، ابن ابی عمر اور تمام نے فوائد میں الطبرانی نے المطولات میں ابو امامہ سے، طیالسی، عبد الرزاق، امام احمد، الطبرانی نے حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ ان سب نے فرمایا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: بخدا! قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ تیس کذاب کا فروغ ہوگا ان میں سے ایک کانا دجال ہوگا اس کی دائیں آنکھ اندر کو دھنسی ہوگی۔ گویا کہ وہ ابو یحییٰ کی آنکھ ہو۔ (یہ انصار کا بزرگ تھا۔) جب

اس کا خروج ہوگا وہ عنقریب گمان کرے گا کہ وہ اللہ تعالیٰ ہے جو اس پر ایمان لایا۔ جس نے اس کی تصدیق کی اور اس کی اتباع کی تو اسے گذشتہ عمل فائدہ نہ دے سکے گا۔ جس نے اس کا انکار کیا۔ اس کی تکذیب کی تو اس کو اپنے گذشتہ اعمال کی سزا نہ ملے گی۔ وہ عنقریب ساری روئے زمین پر غلبہ پالے گا۔ سوائے حرم پاک اور بیت المقدس کے وہ بیت المقدس میں مؤمنین کا محاصرہ کرے گا انہیں سختی سے جھنجھوڑا جائے گا رب تعالیٰ اسے اور اس کے لشکر کو شکست دے دے گا۔ رب تعالیٰ اسے ہلاک کر دے گا حتیٰ کہ باغ کا احاطہ اور درخت کی جڑ یہ صدا دیں گے: "مؤمن! یہ یہودی یا کافر ہے جو میرے پیچھے چھپا ہے آؤ، اسے قتل کر دو۔" یہ کیفیت اس طرح نہ رہے گی حتیٰ کہ تم دیکھو گے کہ معاملہ سنگین ہو جائے گا۔ تم ایک دوسرے سے پوچھو گے کہ کیا تمہارے نبی کریم ﷺ نے اس کے بارے میں کچھ تذکرہ کیا ہے، حتیٰ کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جائیں گے۔ اس کے بعد قبض ہو گا۔ آپ نے دستِ اقدس سے موت کی طرف اشارہ کیا۔

دیلمی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جب دجال کا ظہور ہوگا تو اس کے ساتھ ستر ہزار شر پسند ہوں گے۔ اس کے مقدمہ میں ایسا شخص ہوگا جس کے بال بہت زیادہ ہوں گے وہ کہے گا: "اعرابی! اعرابی!" امام مسلم اور ابو یعلی نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: دجال کا خروج ہوگا اہل ایمان میں سے ایک شخص اس کی طرف متوجہ ہوگا۔ وہ دجال کی پولیس کو پالے گا۔ وہ اس سے کہیں گے: کہاں کا ارادہ ہے؟ وہ کہے گا: میں اس کی طرف جا رہا ہوں جس کا ظہور ہوا ہے وہ کہیں گے کیا ہمارے رب پر ایمان نہیں لاتا؟ وہ کہے گا: ہمارے رب تعالیٰ سے کچھ بھی مخفی نہیں ہے۔ سپاہی کہیں گے: اسے قتل کر دو۔ ایک دوسرے سے کہیں گے۔ کیا تمہارے رب نے تمہیں منع نہیں کیا کہ تم اس کے علاوہ کسی کو قتل کرو۔ وہ اسے لے کر دجال کے پاس جائیں گے۔ جب مؤمن اسے دیکھے گا تو وہ کہے گا: اے لوگو! یہ وہ دجال ہے جس کا تذکرہ حضور اکرم ﷺ کرتے تھے۔ دجال اس کے بارے حکم دے گا وہ دھندلا سا ہو جائے گا۔ دجال کہے گا: اسے پکڑ لو اور اسے زخمی کر دو۔ وہ اس کی کمر اور پشت کو مار مار کر وسیع کر دیں گے۔ وہ کہے گا: کیا اب بھی تو مجھ پر ایمان نہیں لائے گا۔ وہ کہے گا: تو کذاب دجال ہے۔ وہ اس کے متعلق حکم دے گا اسے سر سے آری سے چیر دیا جائے گا حتیٰ کہ وہ درمیان سے دو حصے ہو جائے گا دجال دونوں ٹکڑوں کے مابین چلے گا، پھر وہ اسے کہے گا: اٹھو۔ وہ شخص سیدھا کھڑا ہو جائے گا۔ وہ اس سے کہے گا: کیا اب تو مجھ پر ایمان لاتا ہے۔ وہ کہے گا: میری بصیرت اب تیرے بارے پہلے سے زیادہ ہو گئی ہے۔ وہ کہے گا: اے لوگو! یہ میرے بعد کسی اور شخص سے اس طرح نہ کر سکے گا۔ وہ اسے پکڑے گا تا کہ اسے ذبح کرے اس کی گردن سے لے کر ہنسلی کی ہڈی تک کا حصہ تانبے کا بن جائے گا وہ اسے ذبح نہ کر سکے گا۔ وہ اسے ٹانگوں اور ہاتھوں سے پکڑے گا۔ وہ اسے پھینک دے گا لوگ گمان کریں گے کہ اس نے اسے آگ میں پھینکا ہے۔ اسے جنت میں پھینک دیا جائے گا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ سب سے بڑا شہید ہوگا۔

امام احمد، امام مسلم، ابو عوانہ اور ابن حبان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

اصبہان کے ستر ہزار یہودی دجال کا اتباع کریں گے انہوں نے چادریں اوڑھ رکھی ہوں گی۔

امام احمد، شیخان اور ابن حبان نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دجال آئے گا۔ اس کے لیے حرام ہوگا کہ وہ مدینہ طیبہ کی گھاٹیوں میں داخل ہو۔ اس دن ایک اس کے پاس آئے گا وہ لوگوں میں سے بہترین ہوگا۔ وہ اسے کہے گا: میں گواہی دیتا ہوں کہ تو دجال ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں تیرے متعلق بتا دیا تھا۔ دجال اسے کہے گا: تیرا کیا خیال ہے اگر میں اسے قتل کر دوں پھر اسے زندہ کرلوں تو کیا اس امر میں تمہیں کوئی شک رہے گا؟ لوگ کہیں گے نہیں۔ وہ اسے قتل کرے گا پھر اسے زندہ کر دے گا وہ زندہ ہو کر کہے گا: بخدا! جتنی بصیرت مجھے آج نصیب ہوئی ہے پہلے کبھی نہ تھی۔ دجال اسے دوسری بار قتل کرنا چاہے گا مگر وہ اس پر قادر نہ ہو سکے گا۔"

۹۔ اس پر سب سے زیادہ سخت کون ہوگا؟

البزار نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنو تمیم کا ذکر کیا۔ فرمایا: وہ بڑے سروں والے ہیں وہ ثابت قدم ہیں وہ آخری زمانہ میں حق کے انصار ہیں۔ وہ سب سے زیادہ دجال پر شدید ہوں گے۔"

امام احمد نے صحیح کے راویوں سے ایک صحابی رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) و رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے کہا: اس قوم نے اپنے صدقات بھیجنے میں دیر کر دی ہے۔ بنو تمیم کے سرخ اور سیاہ اونٹ آگئے۔ آپ نے فرمایا: یہ میری قوم کے اونٹ ہیں۔ آپ کی خدمت میں بنو تمیم میں سے ایک شخص بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا: بنو تمیم کو صرف بھلائی سے یاد کرو۔ دجال پر ان کے نیزے سب سے طویل ہوں گے۔"

اڑتیسواں باب

حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا نزول

امام احمد، الطبرانی، الرویانی اور الضیاء نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دجال کا ظہور ہوگا۔ وہ بائیں آنکھ سے کانا ہوگا۔ اس پر غلیظ ظفرہ پھیلی ہوگی وہ اندھوں اور برص کے داغ والوں کو شفاء یاب کرے گا۔ وہ مردوں کو اندھا کرے گا۔ وہ لوگوں سے کہے گا: میں تمہارا رب ہوں۔ جس نے اسے کہا: تو میرا رب ہے اسے فتنے میں مبتلاء کر دیا جائے گا جس نے کہا: میرا رب تعالیٰ تو اللہ رب العزت ہے، حتیٰ کہ اسی پر اس کی موت آجائے گی۔ اسے فتنۂ دجال سے بچا لیا جائے گا۔ اس کو کسی فتنے کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ وہ جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا زمین پر رہے گا پھر مغرب کی طرف سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے وہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کریں گے وہ دجال کو قتل کریں گے۔ اسی وقت قیامت قائم ہوگی۔"

حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام تم میں اتریں گے جب تم انہیں دیکھو تو انہیں پہچان جاؤ۔ ان کا قد میانہ ہوگا۔ ان کی رنگت سرخ وسفید ہوگی ان پر دو رنگی ہوئی چادریں ہوں گی۔ گویا کہ ان کے سر اقدس سے پانی ٹپک رہا ہوگا۔ اگرچہ اسے تری بھی نہ پہنچے۔ وہ صلیب کو توڑ دیں گے۔ خنزیر کو قتل کریں گے جزیہ لاگو کریں گے۔ لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دیں گے۔ ان کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ دجال کو ہلاک کرے گا۔ اہل زمین پر امن واشتی کا دور دورہ ہوگا، حتیٰ کہ سیاہ ناگ اونٹوں کے ساتھ رہے گا چیتا گائے کے ساتھ اور بھیڑیا بکری کے ساتھ ہوگا۔ اس وقت بچے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے۔ وہ انہیں نقصان نہ دیں گے وہ مسلمانوں میں چالیس سال تک ٹھہریں گے پھر ان کا وصال ہو جائے گا۔ مسلمان ان کی نماز جنازہ ادا کریں گے۔

امام احمد، امام مسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت سے دجال کا ظہور ہوگا۔ وہ چالیس تک ٹھہرا رہے گا۔ راوی کہتے ہیں: میں نہیں جانتا کہ آپ نے چالیس دن یا چالیس مہینے یا چالیس سال کہا، پھر رب تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجے گا گویا کہ وہ حضرت عروہ بن مسعود الثقفی رضی اللہ عنہ کی مانند ہوں گے وہ اس کا تعاقب کر کے اسے ہلاک کر دیں گے، پھر لوگ سات سال تک اس طرح رہیں گے کہ ان میں سے دو کے مابین بھی عداوت نہ ہوگی، پھر رب تعالیٰ شام کی طرف سے ٹھنڈی ہوا بھیجے گا ہر وہ شخص جس کے دل میں ذرہ بھر بھی ایمان ہوگا۔ اس کی روح قبض کرے گی۔ وہ شریر لوگ رہ جائیں گے جو چڑیوں کی طرح جلد باز اور درندوں کی طرح احمق ہوں گے وہ کسی نیکی کو نہ جانتے ہوں گے، نہ ہی کسی برائی کا انکار کریں گے۔ شیطان کسی شکل میں متشکل ہو کر ان کے پاس آئے گا وہ کہے گا: تم لبیک کیوں نہیں کہتے؟ وہ کہیں گے تم ہمیں کیا حکم دیتا ہے؟ وہ انہیں بتوں کی عبادت کرنے کا حکم دے گا۔ وہ اس کی عبادت کرنے لگیں گے اس وقت انہیں عمدہ رزق ملے گا۔ ان کی زندگی عمدہ ہو جائے گی، پھر صور پھونکا جائے گا اسے جو بھی سنے گا وہ اپنی گردن ایک طرف جھکا لے گا، پھر گردن اٹھائے گا سب سے پہلے اسے وہ شخص سنے گا جو اپنے حوض کو اونٹوں کے لیے درست کر رہا ہوگا۔ وہ بے ہوش ہو جائے گا، پھر سارے لوگ بے ہوش ہو جائیں گے پھر رب تعالیٰ بارش نازل کرے گا جو سایہ کی مانند ہوگی۔ اس سے لوگوں کے جسم اگیں گے پھر دوسری بار صور پھونکا جائے گا لوگ کھڑے ہو کر دیکھنے لگیں گے پھر انہیں کہا جائے گا: اے لوگو! اپنے رب تعالیٰ کی طرف آؤ۔

وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْـُٔوْلُوْنَ ﴿۲۴﴾ (الصافات: ۲۴)

ترجمہ: اور (اب ذرا) روک لو، انہیں ان سے باز پرس کی جائے گی۔

فرمایا جائے گا: لوگوں کو آگ کے لیے نکالو۔ پوچھا جائے گا: کتنے؟ کہا جائے گا: ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے۔ یہی دن بچوں کو بوڑھا کر دے گا۔ اسی روز حقیقت بے نقاب ہو جائے گی۔"

ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ

حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام انصاف کرنے والے ثالث بن کر تشریف لائیں گے۔ وہ صلیب کو توڑ دیں گے، وہ عادل امام بن کر آئیں گے۔ خنزیر کو قتل کریں گے جزیہ لاگو کریں گے مال اتنا پھیل جائے گا کہ کوئی اسے قبول نہ کرے گا۔

امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ اہل روم اعماق یا دابق کے مقام پر پڑاؤ کریں گے۔ مدینہ طیبہ سے ایک لشکر نکلے گا۔ وہ لشکر اہل زمین میں سے بہترین ہوگا۔ جب وہ صفیں بنا لیں گے تو روم کہیں گے: ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان سے ہٹ جاؤ۔ جنہوں نے ہمارے افراد کو قیدی بنایا ہے۔ مسلمان کہیں گے: نہیں۔ بخدا! ہم تمہارے اور اپنے بھائیوں کے درمیان سے نہیں ہٹیں گے۔ وہ ان کے ساتھ جہاد کریں گے۔ ایک ثلث کو شکست ہو جائے گی رب تعالیٰ ان کی توبہ کو کبھی بھی قبول نہ کرے گا۔ ایک ثلث شہید ہو جائیں گے وہ رب تعالیٰ کے ہاں افضل شہداء ہوں گے۔ ایک ثلث کو فتح نصیب ہوگی وہ کبھی بھی فتنے میں مبتلاء نہ ہوں گے۔ وہ قسطنطنیہ کو فتح کر لیں گے اسی اثناء میں کہ وہ اموالِ غنیمت تقسیم کر رہے ہوں گے۔ انہوں نے زیتون کے ساتھ اپنی تلوار لٹکا رکھیں ہوں گی کہ شیطان ان میں چیخے گا وہ کہے گا: دجال تمہارے اہلِ خانہ کے ہاں خروج کر چکا ہے۔ وہ عازم سفر ہوں گے یہ بات جھوٹی ہوگی وہ شام پہنچیں گے تو اس کا ظہور ہوگا اسی اثناء میں کہ وہ قتال کی تیاری کر رہے ہوں گے صفیں باندھ رہے ہوں گے جب نماز کے لیے اقامت کہی جا رہی ہوگی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا علیہ افضل الصلاۃ والسلام۔ جب یہ دشمن خدا انہیں دیکھے گا تو وہ اس طرح پگھلنے لگے گا جیسے پانی میں نمک پگھلتا ہے۔ اگر وہ اسے چھوڑ دیتے تو وہ نہ پگھلتا، حتیٰ کہ وہ ہلاک ہو جاتا لیکن رب تعالیٰ اسے ان کے ہاتھوں ہلاک کرے گا۔ وہ اپنے نیزے پر ان کا خون دکھائیں گے۔

امام احمد، شیخان، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے اس ذاتِ بابرکات کی قسم! جس کے دستِ تصرف میں میری جان ہے تم میں عنقریب حضرت ابن مریم علیہما السلام کا نزول ہوگا۔ وہ منصف اور عادل ثابت بن کر تشریف لائیں گے وہ صلیب کو توڑیں گے۔ خنزیر کو ماریں گے جزیہ لاگو کریں گے جو ان اونٹنیوں کو اسی طرح چھوڑ دیا جائے گا ان سے کوئی کام نہ لیا جائے گا کینہ، غصہ، بغض اور حسد ختم ہو جائے گا مال کی طرف بلایا جائے گا لیکن کوئی مال قبول نہ کرے گا۔

امام احمد اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فج الروحاء کے مقام پر حج یا عمرہ کے لیے جاتے ہوئے یا واپس آتے ہوئے حضرت ابن مریم علیہ السلام باآواز بلند ذکر کریں گے۔ امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس وقت تمہاری کیفیت کیا ہوگی جب تم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے اور تمہیں امامت کرائیں گے۔ یا امام تم میں سے ہوگا۔"

انتالیسواں باب

یاجوج اور ماجوج کا خروج

اس باب کی کئی انواع ہیں۔

۱۔ان کا نسب

عبد بن حمید، ابن منذر، الطبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی نے الشعب میں اور ابن عساکر نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یاجوج اور ماجوج اولاد آدم سے ہی ہیں۔ جب انہیں بھیجا جائے گا تو یہ لوگوں کی معیشت کو خراب کر دیں گے۔ ان میں سے جو شخص بھی مرے گا وہ اپنے پیچھے ایک ہزار یا اس سے زائد اولاد چھوڑ جائے گا۔ ان کے پیچھے تین قومیں ہوں گی (۱) قاویل (۲) تاریس (۳) منسک۔

۲۔ان کی کثرت

ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، ابن عدی اور ابن عساکر نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: میں نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں یاجوج ماجوج کے بارے عرض کی۔ آپ نے فرمایا: یاجوج امت ہے۔ ماجوج امت ہے ہر امت چار سو ہزار اقوام پر مشتمل ہوگی ان میں سے کوئی شخص اس وقت تک نہ مرے گا حتیٰ کہ وہ اپنی صلب سے ایک ہزار مذکر نہ دیکھ لے جو اسلحہ اٹھا لینے کے قابل ہوں گے۔

ابن شیبہ، ابن جریر نے حضرت عمرو بن اوس رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یاجوج اور ماجوج کی عورتیں ہوں گی۔ وہ جب مجامعت کرتے رہیں گے ان کے درخت ہوں گے وہ جب تک چاہیں گے ان کی پیوندکاری کرتے رہیں گے کوئی فرد اس وقت تک نہ مرے گا جب تک وہ ایک ہزار یا اس سے زائد اولاد نہ چھوڑ دے۔ ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یاجوج اور ماجوج کا کوئی فرد اس وقت تک نہ مرے گا حتیٰ کہ وہ اپنی صلب میں سے ایک ہزار بچے نہ دیکھ لے گا۔

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یاجوج ماجوج کا ایک فرد اپنے پیچھے ایک ہزار یا اس سے زائد اولاد چھوڑ جائے گا۔ ان کے بعد تین امتیں ہوں گی۔ منسک، قاویل اور تاریس۔ ان کی تعداد کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہوگا۔

عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے۔) نے حضرت عبداللہ بن عمرو

رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: اللہ رب العزت نے مخلوق کو دس اجزاء میں تقسیم کیا۔نو اجزاء میں ملائکہ اور باقی اجزاء میں ساری مخلوق کو تخلیق کیا۔ملائکہ کے اجزاء دس ہیں نو اجزاء شب و روز اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہتے ہیں وہ اس میں کوتاہی نہیں کرتے۔ایک جز پیغام رسانی کے لیے ہیں۔بقیہ مخلوق کے جزء میں سے دس اجزاء کے نو اجزاء میں جنات بنائے۔ایک جز میں بنو آدم کو بنایا بنی آدم کے جز کے دس اجزاء بنائے نو اجزاء یاجوج اور ماجوج کے بنائے اور ایک جز میں سارے لوگوں کو تخلیق کیا۔آسمان ستونوں والا ہے۔آسمان سات ہیں۔حرم پاک عرش کے بالمقابل ہے۔عبدالرزاق اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے دس اجزاء بنائے ان میں سے نو یاجوج ماجوج ہیں اور ایک جزو دیگر انسان ہیں۔ابن منذر اور ابو الشیخ نے حضرت حسان بن عطیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: یاجوج و ماجوج پچیس اقوام ہیں۔ان میں ایک قوم دوسری کے مشابہ نہیں ہے۔

۳۔ان کے اوصاف

ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، ابن عدی اور ابن عساکر نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یاجوج اور ماجوج کی تین اقسام ہیں ان میں سے ایک ارز کی مانند ہے میں نے عرض کی: یہ ارز کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: صنوبر کا درخت۔یہ شام میں اگنے والا ایک درخت ہے وہ آسمان کی طرف ایک سوبیس ذراع بلند ہے۔ان میں سے ایک قسم وہ ہوگی جس کا طول و عرض ایک سوبیس ذراع آسمان کی طرف بلند ہوگا۔ان کے سامنے پہاڑ اور لوہا بھی نہ ٹھہر سکے گا۔ان میں سے ایک قسم وہ ہے جو ایک کان نیچے لٹائے گی دوسرا اوپر اوڑھ لے گی۔وہ جس بھی قلیل و کثیر، اونٹ اور خنزیر کے پاس سے گزریں گے اسے ہڑپ کر جائیں گے جو ان میں سے مر گیا وہ اسے بھی کھالیں گے۔ان کا مقدمہ اور ساقہ خراسان میں ہوں گے وہ مشرق کے دریاؤں کا پانی پی لیں گے۔وہ بحیرہ طبریہ کا پانی بھی پی لیں گے۔

ابن ابی شیبہ، امام احمد نے ثقہ راویوں سے خالد بن عمر سے اور ابن حرملہ سے اور انہوں نے اپنی خالہ جان سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا۔آپ نے اپنی انگلی مبارک کو بچھو کے ڈنگنے کی وجہ سے باندھ رکھا تھا۔آپ نے فرمایا: تم کہو گے کہ کوئی دشمن نہیں۔تم لگاتار اپنے دشمن سے معرکہ آزما ہو گے حتیٰ کہ یاجوج اور ماجوج آجائیں گے ان کے چہرے چوڑے ہوں گے ان کی آنکھیں چھوٹی ہوں گی۔بال بھورے ہوں گے وہ ہر ٹیلے سے پھوٹ نکلیں گے۔گویا کہ ان کے چہرے تہ در تہ ڈھالیں ہوں۔

ابن المنذر نے حضرت کعب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: یاجوج اور ماجوج کو تین اصناف میں تقسیم کیا گیا ہے۔ایک قسم کے جسم الارز کی مانند ہیں۔ایک قسم چار ذراع طویل اور چار ذراع عریض ہوگی۔ایک قسم اپنے ایک کان کو نیچے بچھائے گی۔دوسری کو بطور لحاف استعمال کرے گی۔وہ اپنی عورتوں کی مشائم (جھلیاں) کھائیں گے۔

۴۔ شب معراج آپ ﷺ کی یاجوج و ماجوج کو تبلیغ

نعیم بن حماد نے الفتن میں، ابن مردویہ نے کمزور سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے شب معراج یاجوج اور ماجوج کی طرف بھیجا۔ میں نے انہیں دین الٰہی اور عبادتِ الٰہی کی طرف دعوت دی، مگر انہوں نے انکار کر دیا وہ اولاد آدم میں سے گناہ گاروں اور ابلیس کی اولاد کے ساتھ آگ میں ہوں گے۔

یہ ہر روز دیوار میں نقب کرنے کی کوشش کرتے ہیں

شیخان نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: ایک دن حضور اکرم ﷺ نیند سے بیدار ہوئے۔ آپ کا چہرۂ انور سرخ تھا۔ آپ فرما رہے تھے لا الٰہ الا اللہ۔ اہل عرب کے لیے اس فتنے سے ہلاکت! جو قریب آچکا ہے آج یاجوج و ماجوج کی دیوار کو اس طرح کھول دیا گیا ہے۔ سفیان راوی نے ایک سونوے سے گرہ بنائی۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے۔ ہم میں پاکباز بھی ہوں گے۔ آپ نے فرمایا: ہاں! جب خباثتیں کثیر ہو جائیں گی۔"

امام احمد، شیخان اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آج یاجوج اور ماجوج کو دیوار کی اس طرح کھول دیا ہے۔ آپ نے دستِ اقدس سے نوے کی گرہ لگائی۔

۶۔ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ہوں گے

امام احمد، ترمذی، ابن ماجہ، ابن ابی حاتم، ابن حبان اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، احمد، ابن ماجہ، ابو یعلی، ابن منذر اور حاکم نے (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے، ابن جریر نے ان سے ایک اور سند سے، امام احمد، امام مسلم اور ائمہ اربعہ نے نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے، ابن جریر نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے، ابن ابی حاتم نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ یہ موقوف روایت ہے مگر اس کا حکم مرفوع کا ہے۔ ابن جریر نے کعب الاحبار سے روایت کیا ہے پہلے چار راویوں نے فرمایا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے سد (دیوار) کے متعلق فرمایا: وہ اسے ہر روز کھودتے ہیں جب وہ اس میں شگاف کرنے کے قریب ہوتے ہیں تو ان کا امیر کہتا ہے واپسی لوٹ چلو کہ تم اس میں شگاف کر لو گے۔ آپ نے فرمایا: دوسرے روز اللہ اسے پہلے سے شدید کر دیتا ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے جب یاجوج اور ماجوج کے ظہور کا وقت آئے گا تو وہ اسے کھود ڈالیں گے حتیٰ کہ اس کے قریبی لوگ ان کے کلہاڑوں کی آواز کو سنیں گے۔ جب رات پڑے گی تو وہ کہیں گے ہم آج چلے جاتے ہیں کل آئیں گے وہ دوسرے روز اس دیوار کو اس طرح پائیں گے کہ رب تعالیٰ نے اسے پہلے کی طرح کر دیا ہوگا۔ وہ پھر اسے کھودنے لگیں گے حتیٰ کہ ان کے قریبی لوگ ان کے کلہاڑوں کی آوازیں سنیں گے۔ رات کے وقت وہ کہیں گے ہم ابھی چلے جاتے ہیں کل

آئیں گے وہ دوسرے روز آئیں گے وہ اسے پائیں گے کہ رب تعالیٰ نے اسے پہلے کی طرح کر دیا ہوگا وہ اسے کھودنے لگیں گے حتیٰ کہ ان کے پڑوسی ان کے کلہاڑوں کی صدائیں سنیں گے۔ ابو علی کی روایت میں ہے وہ اسے چاٹیں گے وہ اسے انڈے کی جھلی کی مانند بنا دیں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے: جب وہ اپنی مدت تک پہنچ جائیں گے رب تعالیٰ ارادہ فرمائے گا کہ وہ انہیں لوگوں کی طرف بھیجے تو ان کا امیر کہے گا: کل تم اسے شگاف کرلو گے ان شاء اللہ! وہ ان شاء اللہ کہے گا وہ واپس آئیں گے تو دیوار کی حالت اسی طرح ہوگی جس طرح وہ چھوڑ کر جائیں گے۔ وہ اسے شگاف کرلیں گے وہ لوگوں کی طرف نکلیں گے۔

آپ نے فرمایا: لوگ ان سے بھاگ کر اپنے قلعوں کی طرف چلے جائیں گے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے حاکم نے اس روایت کو مرفوع لکھا ہے انہوں نے لکھا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کریں گے صلیب کو توڑ دیں گے خنزیر کو قتل کر دیں گے جزیہ لاگو کریں گے وہ اسی طرح ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ یاجوج اور ماجوج کا ظہور کر دے گا۔ حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کرے گا: میں نے اپنے بندوں میں سے ایسے بندے کا ظہور کیا ہے جن کے ساتھ قتال کرنا آپ کے لیے ضروری ہے میرے بندوں کو کوہِ طور کی طرف لے جاؤ۔ رب تعالیٰ یاجوج اور ماجوج کو بھیجے گا۔ وہ اسی طرح ہوں گے جیسے رب تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ﴿۹۶﴾ (الانبیاء: ۹۶)

ترجمہ: اور وہ ہر بلندی سے بڑی تیزی کے ساتھ نیچے اترنے لگیں گے۔

ان کا ہراول دستہ بحیرہ طبریہ سے گزرے گا۔ وہ اس کا سارا پانی پی جائیں گے ان کا آخری دستہ وہاں سے گزرے گا۔ وہ کہے گا اس میں کبھی پانی ہوتا تھا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آپ شب معراج کو انبیاء کرام علیہم السلام سے ملے۔ آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قول کا ذکر کیا۔ اس وقت یاجوج و ماجوج ہر بلند ٹیلے سے اتر رہے ہوں گے وہ لوگوں کے شہروں کو روند ڈالیں گے وہ جس چیز کے پاس سے گزریں گے اسے ہلاک کر دیں گے وہ جس پانی کے پاس سے گزریں گے اسے پی لیں گے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ وہ دنیا کے کھنڈرات کی طرف جائیں گے ان کا مقدمہ شام میں اور ساقہ عراق میں ہوگا۔ وہ دنیا کے دریاؤں سے گزریں گے وہ فرات، دجلہ اور بحیرہ طبریہ کا پانی پی لیں گے۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے وہ دنیا کے سارے پانی پی جائیں گے حتیٰ کہ ان میں سے ایک دریا کے پاس سے گزرے گا وہ اس کا سارا پانی پی جائے گا وہ اسے خشک چھوڑ دے گا ان میں سے بعض اس دریا کے پاس سے گزریں گے وہ کہیں گے: یہاں کبھی پانی ہوتا تھا۔ ابن جریر نے حضرت کعب سے روایت کیا ہے: پہلا گروہ بحیرہ کے پاس سے گزرے گا۔ وہ اس کا پانی پی جائے گا دوسرا گروہ گزرے گا وہ اس کی مٹی چاٹ لیں گے تیسرا گروہ وہاں سے گزرے گا وہ کہے گا: یہاں

کبھی پانی ہوتا تھا۔ وہ بیت المقدس جائیں گے وہ کہیں گے ہم اہل دنیا پر غالب آجائیں گے۔ وہ آسمان کی طرف تیر پھینکیں گے ان کا تیر خون آلود واپس لوٹے گا۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے: جب لوگوں میں سے کوئی باقی نہ رہے گا۔ ہر کوئی قلعہ یا شہر میں چھپ جائے گا تو ان میں سے ایک کہے گا: یہ زمین والے ہیں ہم ان سے فارغ ہو گئے ہیں اہل آسمان باقی ہیں ان میں سے ایک شخص اپنا نیزہ لہرائے گا اسے آسمان کی طرف پھینک دے گا۔ وہ فتنے اور آزمائش کی وجہ سے خون آلود واپس آئے گا وہ کہیں گے ہم نے اہل آسمان کو قتل کر دیا ہے۔

احمد بن منیع نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، پھر یاجوج اور ماجوج آئیں گے وہ زمین کے سارے باشندوں کو ہلاک کر دیں گے سوائے ان کے جو قلعہ بند ہوں گے جب وہ اہلِ زمین سے فارغ ہو جائیں تو وہ ایک دوسرے کی طرف توجہ کریں گے وہ کہیں گے کہ قلعوں میں چھپنے والے اور اہل آسمان باقی رہ گئے ہیں وہ اپنے تیر پھینکیں گے جو خون آلود ہو کر واپس گریں گے وہ کہیں گے: اہل آسمان سے تمہیں راحت نصیب ہو گئی ہے اب اہل قلعہ باقی رہ گئے ہیں وہ ان کا محاصرہ کر لیں گے حتیٰ کہ جب ان پر یہ آزمائش اور محاصرہ سخت ہو جائے گا۔

حضرت نواس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے: حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام ان کا محاصرہ کریں گے۔ آپ کے ساتھ آپ کے ساتھی بھی ہوں گے حتیٰ کہ کسی ایک کے لیے بیل کا سر ایک سو دس دینار سے بہتر ہو گا۔ جو آج تمہارے لیے ہے۔ وہ اسی حالت پر ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں میں نغف (کیڑا) پیدا کر دے گا وہ انہیں ہلاک کر دے گا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی بچ جائیں گے بقیہ ایک فرد کی مانند ہلاک ہو جائیں گے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ یہی کیڑا ان کے نتھنوں میں داخل ہو جائے گا وہ شام سے مشرق تک سب مر جائیں گے ان کے مرداروں سے زمین میں بدبو پھیل جائے گی مجھے اس ذات بابرکات کی قسم جس کے دست تصرف میں میری جان ہے زمین کے چوپائے موٹے ہو جائیں گے وہ جوش ماریں گے وہ ان کے گوشت سے سیر شکم ہو جائیں گے۔ ابویعلی اور حاکم نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص کہے گا: رب کعبہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے انہیں قتل کر دیا ہے۔ وہ یہ سب کچھ دھوکا دینے کے لیے کریں گے ہم ان کی طرف جائیں گے وہ ہمیں اس طرح ماریں گے جیسے وہ ہمارے بھائیوں کو ماریں گے۔ وہ کہیں گے میرے لیے دروازہ کھولو۔ وہ کہے گا: ہم دروازہ نہیں کھولیں گے۔ وہ کہے گا: مجھے اس کے بارے بتاؤ۔ جب وہ نیچے اترے گا وہ انہیں پائے گا کہ وہ سب مر چکے ہوں گے لوگ اپنے قلعوں سے نکل آئیں گے۔

حضرت نواس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے: حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے آپ کے ساتھی بھی آئیں گے وہ زمین میں بالشت بھر بھی زمین نہ دیکھیں گے مگر وہ بدبو اور تعفن سے بھر جائے گی۔ حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام رب تعالیٰ کی طرف توجہ کریں گے رب تعالیٰ ان کی طرف بختی اونٹوں کی گردنوں کی طرح کے پرندے بھیجیں گے وہ انہیں اٹھا کر دور پھینک دیں گے جہاں اللہ تعالیٰ چاہے گا لوگ ان کے ڈنڈوں اور تیروں سے سات (سال) تک آگ جلاتے رہیں گے، پھر رب تعالیٰ بارش کو بھیجے گا

ہر مٹی کے گھر اور خیمے پر بارش ہوگی۔ وہ زمین کو دھو دے گی۔ وہ زمین کو گڑھے کی مانند کر دے گی زمین سے کہا جائے گا اپنے پھل پیدا کرو۔ ابن جریر نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: پھر لوگ نخلستان اور درخت لگائیں گے زمین اپنے پھل پیدا کر دے گی۔ حضرت نواس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے انہوں نے فرمایا: ہمیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کے بعد لوگ پودے لگائیں گے۔ اموال بنائیں گے کچھ لوگ انار کھائیں گے وہ اس کے چھلکے سے سایہ حاصل کریں گے۔ جانوروں کے ریوڑوں میں برکت ڈال دی جائے گی حتیٰ کہ ایک اونٹنی پورے گروہ کو کافی ہو جائے گی۔ ایک گائے لوگوں کے قبیلے کو کافی ہو جائے گی۔ بکری قبیلے کی ایک شاخ کو پوری ہو جائے گی وہ اسی حالت پر رہوں گے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ ان کے بغلوں کے نیچے عمدہ ہوا چلے گی۔ وہ ہر مومن اور مسلمان کی روح کو قبض کر لے گی۔ شریر لوگ باقی رہ جائیں گے جو گدھوں کی طرح لوگوں میں فساد بپا کریں گے۔ انہی پر قیامت قائم ہوگی۔

ابن جریر نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے رب تعالیٰ ایسا چشمہ بھیجے گا جسے حیاۃ کہا جائے گا وہ ان سے زمین کو پاک کر دے گا۔ وہ نباتات اگائے گی حتیٰ کہ ایک انار سے ایک السکن سیر ہو جائے گا ان سے عرض کی گئی: یہ السکن کیا ہوتا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ایک گھرانے والے۔ لوگ اسی حالت پر رہوں گے کہ ان کے پاس پکارنے والے آجائیں گے کہ چھوٹی پنڈلیوں والا بیت اللہ کو گرانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمائے گا۔ وہ سات سو یا سات سو اور آٹھ سو کے مابین فوجی دستے میں اتریں گے جب وہ کچھ فاصلہ طے کر لیں گے تو اللہ رب العزت یمنی عمدہ ہوا بھیجے گا وہ ہر مومن کی روح کو قبض کر لے گی۔ صرف گفتار کے غازی باقی رہ جائیں گے۔ وہ اس طرح مباشرت کریں گے جیسے حیوان جفتی کرتے ہیں ساعت کی مثال اس شخص کی مثل ہوگی جو اپنی گھوڑی کے ارد گرد گھومتا ہے وہ اسے دیکھتا ہے کہ وہ کب دودھ اتارتی ہے۔

حضرت حذیفہ کی روایت میں ہے اس وقت سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یاجوج و ماجوج کے لیے کھولی جانے والی دہلیز چوبیس ذراع ہوگی۔ جنہیں ان کے گھوڑوں کے سم گھیرے ہوں گے اس کی بلندی بارہ ذراع ہوگی جسے ان کے نیزوں کی انیاں گھیرے ہوں گی۔

۸۔ ان کے بعد لوگ حج کریں گے

عبد بن حمید نے ثقہ راویوں سے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یاجوج اور ماجوج کے بعد لوگ حج کریں گے عمرہ کریں گے اور کھجوریں لگائیں گے اسے امام بخاری نے روایت کیا ہے لیکن اس میں "وہ کھجوریں لگائیں گے" کے الفاظ نہیں ہیں۔ امام حاکم کی روایت میں ہے یاجوج اور ماجوج کے علاوہ لوگ حج کریں گے۔ ان روایتوں کو اس طرح جمع کیا گیا ہے کہ وہ ان کے بعد حج اور عمرہ کریں گے پھر ایک بار حج منقطع ہو جائے گا۔

چالیسواں باب

حبشی خانہ کعبہ کو گرا دے گا

ابن ابی شیبہ، شیخان اور نسائی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور الطبرانی نے الکبیر میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حبشہ کا چھوٹی پنڈلیوں والا شخص کعبہ معظمہ کو خراب کر دے گا۔

امام احمد، الطبرانی نے الکبیر میں (اس کی سند میں ابن اسحاق ہے وہ ثقہ تو ہیں لیکن تدلیس کرتے تھے) حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حبشہ کا چھوٹی پنڈلیوں والا شخص کعبہ معظمہ کو برباد کرے گا۔ وہ اس کے زیورات چھین لے گا اس کا غلاف اتار لے گا۔ گویا کہ میں اب بھی گنجے سر اور ٹیڑھی ٹانگوں والے شخص کو دیکھ رہا ہوں جو اپنی کدال اور ہتھوڑے سے اس عمارت پر ضربیں لگا رہا ہے۔

ابن ابی شیبہ، امام احمد اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رکن اور مقام کے مابین ایک شخص کی بیعت کی جائے گی۔ اس کے اہل ہی اسے حلال سمجھیں گے۔ وہ اس کا خزانہ نکال لیں گے۔

ابو داؤد اور امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے، امام احمد نے ایک صحابی رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) و رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حبشہ کو اس وقت تک ترک کر دو۔ جب تک وہ تمہیں چھوڑیں رکھیں۔ خانہ کعبہ کا خزانہ حبشہ کا چھوٹی پنڈلیوں والا شخص نکالے گا۔

ابونعیم نے الحلیہ میں، حاکم اور بیہقی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حج کرلو۔ اس سے پہلے کہ حج نہ کیا جائے گویا کہ میں حبشہ کے گنجے سر اور ٹیڑھی ٹانگوں والے شخص کو دیکھ رہا ہوں جس کے ہاتھ میں کدال ہے وہ اسے پتھر پتھر کر کے گرا رہا ہے۔ ابو داؤد نے ایک صحابی رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) و رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حبشہ کو چھوڑے رکھو جب تک وہ تمہیں چھوڑیں رکھیں۔ ترک کو چھوڑے رکھو جب تک وہ تمہیں چھوڑیں رکھیں۔ اس روایت کو ابو داؤد نے الملاحم میں حضرت امامہ بن سہل سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت کیا ہے۔

اکتالیسواں باب

دابہ کا خروج

اس باب کی کئی انواع ہیں:

۱۔اس کے خروج کا سبب

ابن مردویہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے، ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: رب تعالیٰ کے اس فرمان عالیشان:

وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ (النمل: ۸۲)

ترجمہ: اور جب ہماری بات کے ان پر پورا ہونے کا وقت آجائے گا تو ہم نکالیں گے ان کے لیے ایک چوپایہ زمین سے جو ان سے گفتگو کرے گا۔

کے بارے میں فرمایا: یہ اس وقت ہوگا جب لوگ نیکی کا حکم نہ دیں گے وہ برائی سے نہ روکیں گے۔ اس روایت کو ابن مبارک، عبدالرزاق، فریابی، ابن ابی شیبہ، نعیم بن حماد نے الفتن میں عبد بن حمید، ابن ابی حاتم، حاکم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے اسے موقوفاً روایت کیا ہے لیکن یہ مرفوع کے حکم میں ہے۔

۲۔اس کا حلیہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ جانور پروں اور رووں والا ہوگا۔ اس کا ایک تہائی حصہ تین دن اور تین راتوں میں تیز رفتار گھوڑے کی طرح ظاہر ہوگا۔

ابن ابی حاتم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس دابہ میں ہر رنگ ہوگا۔ اس کے دونوں سینگوں کے مابین سوار کے لیے ایک فرسخ جگہ ہوگی۔ ابن ابی حاتم نے حضرت نزال بن سبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے عرض کی گئی۔ لوگ گمان کرتے ہیں کہ آپ ہی دابۃ الارض ہیں۔ انہوں نے فرمایا: بخدا! دابۃ الارض کے پر اور روئیں ہوں گی۔ میرے پر اور روئیں نہیں ہیں۔ اس کے سم ہیں میرے سم نہیں ہیں۔

اس کا ایک تہائی حصہ تیز رفتار گھوڑے کی طرح تین دن میں ظاہر ہوگا۔

۳۔خروج کا وقت، اس کا ظہور کہاں سے ہوگا؟ اور اس کا بار بار خروج

ابن ابی شیبہ، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: دابۃ الارض کا ظہور لیلۃ جمع کو ہوگا، جبکہ لوگ منیٰ کی طرف جا رہے ہوں گے وہ انہیں اپنی گردن اور دم کے مابین اٹھا لے گا۔ وہ ہر منافق کو روند دے گا ہر مؤمن کو مس کرے گا وقتِ صبح انہیں دجال کے شر کا سامنا کرنا پڑے گا۔

ابویعلی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: کیا میں تمہیں وہ جگہ نہ دکھاؤں جس کے متعلق حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: دابۃ الارض کا ظہور وہاں سے ہوگا۔ انہوں نے اپنا عصا اس شگاف پر مارا جو صفا میں تھا۔

امام بخاری نے تاریخ میں، ابن ماجہ اور ابن مردویہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے جنگل میں اس جگہ لے گئے جو مکہ مکرمہ کے قریب تھی۔ وہاں خشک زمین تھی جس کے ارد گرد ریت تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دابہ کا خروج اس جگہ سے ہوگا۔ وہ بالشت در بالشت تھی۔

ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: شعب جلاد بری جگہ ہے۔ آپ نے دو یا تین بار اسی طرح فرمایا۔ آپ سے عرض کی گئی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی وجہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اس سے دابہ کا ظہور ہوگا وہ تین چیخیں مارے گا تاکہ اسے ہر اس چیز کو سنا دے جو دو افقوں کے مابین ہے۔

امام احمد، سمویہ اور ابن مردویہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دابہ کا ظہور ہوگا وہ لوگوں کے ناک پر نشان لگائے گا، پھر وہ اس میں آباد ہوں گے حتیٰ کہ ایک شخص ایک اونٹ خریدے گا اس سے پوچھا جائے گا تو نے اسے کس چیز سے خریدا؟ اسے بتایا جائے گا اس نے نشان زدوں میں سے ایک کے عوض اسے خریدا ہے۔

۴۔ جامع احادیث

امام احمد اور امام ترمذی نے روایت کیا ہے (انہوں نے اسے حسن کہا ہے) ابن ماجہ اور حاکم نے اسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: دابہ کا ظہور ہوگا اس کے پاس حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا ہوگا وہ عصا سے مومن کا چہرہ روشن کر دے گا انگوٹھی سے کافر کے چہرے پر نشان لگا دے گا، حتیٰ کہ اہل حواء جمع ہوں گے وہ کہے گا: یہ ہے اے مؤمن! یہ ہے اے کافر۔

بیالیسواں باب

شمس وقمر مغرب سے طلوع ہوں گے

امام احمد نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سورج عرش کے نیچے غائب ہوتا ہے۔ اسے اذن ملتا ہے تو وہ واپس لوٹ جاتا ہے جب یہ رات آئے گی جس کی صبح کو وہ مغرب سے طلوع ہوگا تو اسے اذن نہیں ہوگا۔ الطبرانی نے الکبیر میں بغوی، خطیب اور ابن نجار نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نشانیوں میں سے پہلی نشانی یہ ہے کہ سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔

الطبرانی نے الکبیر میں، حاکم اور ابن مردویہ نے حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ دس نشانیاں رونما نہ ہوجائیں مشرق کی طرف خسف، مغرب کی طرف خسف، جزیرہ العرب میں خسف، دجال، دھواں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول، یاجوج وماجوج، دابہ، مغرب سے طلوعِ شمس۔ آگ جو عدن کی گہرائی سے نکلے گی۔ لوگوں کو محشر کی طرف لے جائے گی وہ ذرات اور چیونٹیوں کو جمع کر دے گی۔

امام احمد، شیخان، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔ جب وہ طلوع ہوگا لوگ اسے دیکھیں گے وہ ایمان لے آئیں گے اس وقت کسی اس شخص کو ایمان نفع نہ دے گا جس نے پہلے ایمان قبول نہ کیا ہوگا۔ اپنے ایمان میں بھلائی نہ کمائی ہوگی اس وقت قیامت قائم ہوجائے گی اس وقت دو افراد نے اپنے مابین اپنا کپڑا پھیلا رکھا ہوگا مگر وہ اسے فروخت نہ کرسکیں گے۔ قیامت قائم ہوجائے گی ایک شخص اپنی اونٹنی کا دودھ لے کر آئے گا مگر وہ اسے پی نہ سکے گا۔ قیامت اس طرح قائم ہوگی کہ ایک شخص نے اپنا لقمہ اپنے منہ تک اٹھایا ہوگا وہ اسے کھا نہ سکے گا۔

امام مسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ یہ سورج کہاں جاتا ہے۔ یہ عرش کے نیچے اپنے مستقر کی طرف جاتا ہے یہ سجدہ ریز ہوجاتا ہے وہ سجدہ کناں رہتا ہے حتیٰ کہ اسے کہا جاتا ہے: اٹھ اور اسی طرف لوٹ جا جہاں سے آیا ہے۔ وہ واپس آجاتا ہے وہ وقتِ صبح اپنے مطلع سے طلوع ہوتا ہے پھر وہ رواں رہتا ہے حتیٰ کہ وہ عرش کے نیچے اپنے مستقر کی طرف جاتا ہے حتیٰ کہ اسے کہا جاتا ہے اٹھو اسی طرف چلے جاؤ جہاں سے آئے ہو۔ وہ واپس جاتا ہے اور اپنے مطلع سے طلوع ہوجاتا ہے پھر وہ رواں رہتا ہے لوگ اس میں سے کسی چیز کو برا نہیں سمجھتے حتیٰ کہ وہ اپنے مستقر کی طرف جاتا ہے وہ عرش کے نیچے جاتا ہے سجدہ ریز ہوجاتا ہے اسے کہا جائے گا اٹھو صبح اپنے مغرب سے طلوع ہوجانا۔ وہ صبح مغرب سے طلوع ہوجائے گا کیا تم جانتے ہو کہ یہ کس وقت ہوگا؟ جب کسی نفس کو اس کا ایمان لانا نفع نہ دے سکے گا جو پہلے ایمان نہ لایا ہوگا، یا اپنے ایمان میں بھلائی حاصل نہ کی ہوگی۔

الطبرانی نے الکبیر میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا تو ابلیس سجدہ ریز ہوجائے گا۔ اس وقت وہ کہے گا مولا! مجھے حکم دے کہ اسے سجدہ کروں جسے تو چاہے۔ اس کے پاس اس کے سپاہی آئیں گے وہ کہیں گے اے ہمارے سردار! یہ آہ وزاری کیسی ہے؟ وہ کہے گا میں نے اپنے رب تعالیٰ سے التجاء کی تھی کہ وہ مجھے وقت معلوم کے دن تک مہلت دے دے۔ یہ وقت معلوم ہے پھر صفا میں شگاف سے دابۃ الارض کا ظہور ہوگا وہ پہلا قدم انطاکیہ میں رکھے گا وہ ابلیس کے پاس آئے گا۔ اسے تھپڑ رسید کرے گا۔

تینتالیسواں باب

اس امت میں مسخ، خسف، قذف، بجلیاں اور شیاطین کا بھیجنا

اس باب کی کئی انواع ہیں۔

ا۔مسخ

مسدد نے عطاء سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: مجھے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عطاء! تم اس وقت کیا کرو گے جب تم سے تمہارے علماء اور قراء بھاگ جائیں گے وہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر وحشی درندے کے ساتھ ہوں گے۔میں نے عرض کی: رب تعالیٰ آپ کی بہتری فرمائے۔کیوں؟ آپ نے فرمایا: مجھے اندیشہ ہے کہ تم انہیں قتل کرو گے حالانکہ کتاب الٰہی ہمارے سامنے ہو گی۔انہوں نے فرمایا: تمہاری ماں تمہیں مفقود کرے! عطاء کیا یہود کو تورات نہیں دی گئی تھی۔ انہوں نے اسے ترک کر دیا تھا وہ اسے چھوڑ کر گمراہ ہو گئے تھے کیا عیسائیوں کو انجیل نہیں دی گئی تھی۔

مسدد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آخری زمانہ میں میری امت میں سے ایک قوم کو بندروں اور خنزیروں میں تبدیل کر دیا جائے گا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا وہ مسلمان ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! وہ گواہی دیں گے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔میں اس کا رسول (محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوں وہ روزے رکھیں گے۔نماز پڑھیں گے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی وجہ کیا ہو گی؟ آپ نے فرمایا: وہ آلات موسیقی رکھیں گے وہ گانے والی عورتیں رکھیں گے وہ دف رکھیں گے وہ شراب پیئیں گے۔وہ شراب اور لہو ولغو میں رات بسر کریں گے وقت صبح انہیں بندروں اور خنزیروں میں مسخ کر دیا جائے گا۔

اس روایت کو ابن حبان نے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہو گی حتیٰ کہ میری امت خسف، مسخ اور قذف ہو گی۔

ابن ابی شیبہ، امام احمد اور ابو یعلی نے ثقہ راویوں سے صحار بن صخر العبری سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہو گی حتیٰ کہ کئی قبائل کا خسف ہو جائے گا۔کہا جائے گا بنو فلاں سے کون باقی رہا" جب آپ نے قبائل کا لفظ استعمال کیا تو میں جان گیا کہ وہ اہل عرب ہوں گے، کیونکہ عجمی اپنی بستیوں کی طرف منسوب ہوتے ہیں" امام احمد نے فرقد السبخی سے روایت کیا ہے۔انہوں نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ یا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" مجھے اس ذات بابرکات کی قسم جس کے دست تصرف میں میری

جان ہے کہ میری امت میں سے کچھ لوگ مستی اور لہو ولعب میں رات بسر کریں گے وہ صبح کے وقت بندر اور خنزیر بن جائیں گے، کیونکہ انھوں نے حرام کو حلال کیا۔ انھوں نے گانے والی عورتیں رکھیں شراب پیا سود کھایا اور ریشم پہنا ہوگا"

۲۔ خسف

حمیدی نے ثقہ راویوں سے قعقاع بن ابی حدرد الاسلمی رضی اللہ عنہما کی زوجہ حضرت بقیرہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انھوں نے فرمایا" میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا۔ آپ نے فرمایا" جب تم کسی لشکر کے بارے میں سنو کہ وہ قریب ہی مسخ ہو گیا ہے تو قیامت قریب آجائیں گی۔"

حاکم نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" ایک شخص کا ظہور ہوگا جسے سفیانی کہا جائے گا اس کا تعلق دمشق کی وادی، کلاب سے ہوگا۔ بنو کلب کے اکثر لوگ ان کے پیروکار ہوں گے۔ وہ قتل کرے گا حتیٰ کہ وہ عورتوں کے پیٹ چیر دے گا۔ بچوں کو قتل کرے گا۔ اس کے لیے قیس جمع ہوں گے۔ وہ انھیں قتل کر دے گا حتیٰ کہ اس سے وادی کے دہانے کو بھی نہ بچایا جا سکے گا۔ الحرہ سے میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کا ظہور ہوگا۔ وہ سفیانی تک پہنچے گا۔ وہ اپنے لشکروں میں سے ایک لشکر اس کی طرف بھیجے گا۔ وہ اسے شکست دے دے گا۔ سفیانی بذات خود اس کی طرف جائے گا۔ جب وہ جنگل تک پہنچیں گے تو وہ دھنس جائیں گے۔ صرف ان کے بارے بتانے والا ہی بچے گا"

نعیم بن حماد نے الفتن میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مرسل روایت کیا ہے، امام احمد اور امام نسائی نے حضرت ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" رب تعالیٰ مکہ مکرمہ کی طرف شام کا ایک لشکر بھیجے گا، جب وہ بیداء جنگل، میں پہنچے گا تو ان کا اول وآخر دھنس جائے گا" الطبرانی کے الفاظ ہیں" مشرق کی طرف سے ایک لشکر آئے گا۔ وہ اہل مکہ مکرمہ میں سے ایک شخص کا ارادہ کیا ہوگا۔ جب وہ بیداء پہنچے گا تو وہ زمین میں دھنس جائے گا۔ ان کے آگے چلنے والا دستہ پیچھے لوٹ جائے گا، تاکہ وہ قوم کے فعل کو دیکھ سکے۔ وہ بھی اسی مصیبت میں گرفتار ہوگا جس میں وہ ہوئے تھے" عرض کی گئی" برا سمجھنے والے کی یہ کیفیت کیوں ہوگی؟ آپ نے فرمایا" ان تمام کو یہ مصیبت پہنچے گی، پھر اللہ تعالیٰ ہر شخص کو اس کی نیت پر اٹھائے گا۔" ایک اور روایت میں ہے" ایک لشکر ہی حرم کی طرف بھیجا جائے گا۔ جب وہ بیداء کے مقام تک پہنچے گا، تو اس کا اول وآخر زمین میں دھنس جائے گا۔ ان کا وسطی حصہ بھی نجات نہ پا سکے گا" عرض کی گئی" آپ کا کیا خیال ہے اگر اس میں اہل ایمان ہوئے تو؟ آپ نے فرمایا" یہ ان کے لیے مصائب کا دور ہوگا"

ابوداؤد، طیالسی، عبداللہ بن امام احمد، سمویہ، الخرائطی نے مساویٔ الاخلاق میں، ابن ماجہ، حاکم بیہقی نے الشعب میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے، الطبرانی نے الکبیر میں حضرت ابن مسیب رضی اللہ عنہ سے مرسل روایت کیا ہے، عبداللہ بن امام احمد نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" اس امت میں سے ایک قوم کھانے، پینے لہو ولعب میں

رات بسر کرے گی۔ صبح کے وقت انھیں بندروں اور خنزیروں میں مسخ کر دیا جائے گا۔ انھیں خسف، مسخ اور قذف کا سامنا کرنا پڑے گا۔ وقت صبح لوگ کہیں گے" آج رات بنو فلاں دھنس گئے ہیں۔ فلاں خواص کا گھر آج رات دھنس گیا ہے۔ ان پر آسمان سے اس طرح آندھی بھیجی جائے گی جیسے قوم لوط پر آندھی بھیجی گئی۔ ان پر بھی جو ان میں قبیلوں میں ہوں گے۔ ان پر بھی جو ان کے گھروں میں گئے۔ ان پر وہ ہلاک کر دینے والی ہوا بھیجی جائے گی جس نے عاد کو ہلاک کیا تھا۔ ان قبائل پر جو ان میں سے ہوں گے۔ ان گھروں پر جو ان میں ہوں گے، کیونکہ انھوں نے شراب پی ہوگی۔ انھوں نے ریشم پہنا ہوگا۔ انھوں نے گانے والی عورتوں کو رکھا ہوگا وہ سود خور ہوں گے۔ وہ قطع رحمی کرتے ہوں گے"

ابن ابی شیبہ، الطبرانی نے الکبیر میں اور حاکم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" ایک شخص کی رکن اور مقام کے مابین بیعت کی جائے گی۔ ان کی تعداد اہل بدر کے برابر ہوگی۔ ان کے پاس عراق کے گروہ اور شام کے ابدال آئیں گے۔ ان کے پاس شام کا ایک لشکر آئے جب وہ بیداء پہنچے گے تو انھیں زمین میں دھنسا دیا جائے گا، پھر اس کی طرف قریش میں سے ایک شخص جائے گا بنو کلب اس کے ماموں ہوں گے رب تعالیٰ انھیں شکست سے دو چار کرے گا۔ کہا جائے گا" گھاٹے میں وہ ہوگا جو بنو کلب کے مال غنیمت سے محروم رہا" حاکم اور نسائی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" بیت اللہ کو فتح کرنے کے لیے مہمیں بھیجی جاتی رہیں گی، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ ان میں سے ایک لشکر کو دھنسا دے گا۔"

ابن ماجہ نے حضرت ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "لوگ بیت اللہ پر لشکر کشی سے باز نہ آئیں گے حتیٰ کہ ایک لشکر اس پر حملہ آور ہوگا۔ جب وہ بیداء پہنچے گا تو اس کے اول وآخر کو دھنسا دیا جائے گا اس کا وسط بھی نجات نہ پا سکے گا" میں نے عرض کی" یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجبور فرد کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ آپ نے فرمایا" رب تعالیٰ انھیں اس پر اٹھائے گا جو ان کے دلوں میں ہوگا" نعیم بن حماد نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" قیامت قائم نہ ہوگی، حتیٰ کہ ایک ایسا شخص دھنس جائے گا جس کا مال اور اولاد کثیر ہوگی" امام احمد، بغوی، ابن قانع، الطبرانی نے الکبیر، حاکم اور الضیاء نے عبدالرحمان بن صحار بن صخر العبدی سے روایت کیا ہے۔ انھوں نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ قبائل دھنس جائیں گے حتیٰ کہ کہا جائے گا کہ بنو فلاں سے کون بچا"

ابن نجار نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" مسخ، خسف اور رجف ضرور ہوگا" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی" یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا اس امت میں آپ نے فرمایا" ہاں! جب وہ گانے والی عورتیں رکھیں گے۔ زنا کو حلال سمجھیں گے۔ سود کھائیں گے حرم میں شکار کو حلال سمجھیں گے۔ ریشم پہنیں گے۔ جب مرد مردوں کے ساتھ اور عورت عورتوں کے ساتھ کفایت کر لیں گی۔"

عبداللہ بن امام احمد نے زوائد الزھد میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ، عبدالرحمن بن غنم، ابوامامہ رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ”مجھے اس ذات بابرکات کی قسم! میری امت کے لوگ تکبر، غرور، لعب ولہو پر رات گزاریں گے۔ وہ وقت صبح بندر اور خنزیر بن جائیں گے۔ کیونکہ وہ حرام کو حلال سمجھتے ہوں گے۔ انھوں نے گانے والی عورتیں رکھی ہوں گی وہ شراب پیتے ہوں گے۔ سود کھاتے ہوں گے ریشم پہنتے ہوں گے۔“

نعیم بن حماد نے الفتن میں حضرت مالک الکندی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”اس میں سے ایک قوم بندروں میں او دوسری خنازیر میں مسخ ہو جائے گی۔ وقتِ صبح کہا جائے گا ”بنو فلاں اور بنو فلاں کا گھر دھنس گیا دو آدمی چل رہے ہوں گے۔ ان میں سے ایک شراب پینے، ریشم پہننے اور آلات موسیقی بجانے کی وجہ سے دھنس جائے گا“

ابن ابی الدنیا نے ذم الملاھی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”اس امت میں خسف، قذف اور مسخ ہوگا۔ جب وہ شراب پئیں گے، گانے والی عورتیں رکھیں گے اور آلات موسیقی بجائیں گے۔

امام بخاری، ابو داؤد، ابن حبان، نسائی، الطبرانی نے الکبیر میں، بیہقی نے ابو عامر یا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”میری امت میں ایسی اقوام ہوں گی جو حرام کو حلال سمجھیں گی وہ ریشم، شراب اور آلات موسیقی کو جائز سمجھیں گی۔ نشانِ راہ کے پہلو پر اقوام اتریں گی۔ ان کے مویشی ان کے پاس آئیں گے۔ پہلا شخص اپنی حاجت لے کر ان کے پاس آئے گا۔ وہ اسے کہیں گے ”کل ہمارے پاس آنا“ رب تعالیٰ رات کے وقت تدبیر فرمائے گا۔ وہ نشان راہ ان پر گر پڑے گا دوسرے تا روز حشر بندر اور خنزیر بن جائیں گے“

امام ترمذی نے (انھوں نے اس روایت کو غریب کہا ہے) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”جب مال فئے کو اپنی ذاتی دولت سمجھا جائے گا امانت کو مال مفت سمجھا جائے گا زکوٰۃ کو جرمانہ سمجھا جائے گا دینی علم کے علاوہ اور علم پڑھا جائے گا۔ مرد اپنی بیوی کی اطاعت کرے گا۔ ماں کی نافرمانی کرے گا دوست کو قریب کرے گا والد کو دور کرے گا۔ مساجد میں آوازیں بلند ہوں گی۔ فاسق قبیلے کا سردار بن جائے گا قوم کا راہنما اس کا ذلیل شخص ہوگا کسی آدمی کی عزت اس کے شر کے خوف سے کی جائے گی گانے بجانے والیاں عام ہو جائیں گی شرابیں پی جائیں گی اس امت کا آخر حصہ اس کے پہلے پر لعنت کرے گا تو اس وقت سرخ آندھی کا انتظار کرو اس وقت زلزلہ، خسف، مسخ اور قذف کا انتظار کرو ایسی نشانیوں کا انتظار کرو جو جیسے اس ہار کے موتی لگاتار گرتے ہیں جس کا دھاگہ ٹوٹ جائے“ دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”جب عورتیں عورتوں کی وجہ سے مستغنی اور مرد مردوں کی وجہ سے مستغنی ہو جائیں گے۔ اس وقت سرخ آندھی کا انتظار کرو جو شرق کی طرف سے نکلے گی۔ وہ بعض کو مسخ کر دے گی بعض کو دھنسا دے گی، کیونکہ وہ نافرمان ہوں گے۔ وہ سرکشی کرتے ہوں گے“

بجلیوں کی کثرت

ابن ابی شیبہ، امام احمد، اور حارث نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انھوں نے فرمایا "قرب قیامت کے وقت بجلیاں زیادہ ہو جائیں گی۔ حتیٰ کہ ایک شخص آئے گا۔ وہ کہے گا "تم میں سے صبح کسے بجلی کا سامنا کرنا پڑا" لوگ کہیں گے "فلاں اور فلاں کو"

۴-احادیث جامع

عبد بن حمید اور ابن ماجہ نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اس امت میں خسف، مسخ اور قذف ہوگا" عرض کی گئی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم۔ کب؟ آپ نے فرمایا "جب گانے والی عورتوں اور آلات موسیقی کا ظہور ہوگا اور شراب کو حلال سمجھا جائے گا" ابو یعلی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس امت میں عنقریب خسف، مسخ، رجف اور قذف ہوگا"

۵- جسے مسخ کیا جائے اس کی نسل نہیں رہتی

ابو یعلی نے حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انھوں نے فرمایا "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی "جسے مسخ کر دیا جائے کیا اس کی نسل باقی رہتی ہے؟ آپ نے فرمایا "جسے بھی مسخ کیا گیا اس کی نسل اور اولاد باقی نہیں رہتی" ابو یعلی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "ہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی "کیا بندر اور خنزیر یہودیوں کی نسل ہیں" آپ نے فرمایا "رب تعالیٰ نے جس قوم پر آفت نازل کی اور اسے مسخ کیا اگر اس کی نسل ہو تو وہ اسے بھی ہلاک کر دیتا ہے۔ یہ جداگانہ مخلوق ہیں۔ جب رب تعالیٰ نے یہود پر غضب کا اظہار کیا انھیں مسخ کیا تو وہ ان کی طرح ہو گئے"

چوالیسواں باب

مدینہ طیبہ کا معاملہ کیسے ہوگا

ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "تم مدینہ طیبہ کو چھوڑ جاؤ گے۔ اس وقت اس کی حالت بہت عمدہ ہوگی، حتیٰ کہ ایک کتا یا بھیڑیا داخل ہوگا وہ مسجد کے ستونوں کے پاس یا منبر کی لکڑیوں میں سے لمبی لکڑی کے پاس کھائے گا" انھوں نے عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اس وقت مدینہ طیبہ کے پھل کس

کے لیے ہوں گے؟ آپ نے فرمایا' شکاری پرندوں اور درندوں کے لیے"

امام احمد اور الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "مدینہ طیبہ کو اس حالت پر چھوڑا جائے گا کہ یہ عمدہ حالت پر ہوگا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اس وقت اس کے پھل کون کھائے گا؟

آپ نے فرمایا "شکاری پرندے اور درندے" امام احمد نے حسن سند کے ساتھ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "ایک سوار مدینہ طیبہ کے گوشوں میں سے گزرے گا۔ وہ کہے گا" کبھی یہاں بہت سے اہل ایمان بستے تھے" امام احمد نے ثقہ راویوں سے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "عنقریب لوگ اس مدینہ طیبہ کو چھوڑ جائیں گے۔ اس وقت یہ بہت احسن حالت پر ہوگا۔"

الطبرانی نے حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انھوں نے فرمایا "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا "عنقریب مدینہ طیبہ کی عمارات ایک حد تک پہنچ جائیں گی، پھر مدینہ طیبہ پر ایسا وقت بھی آئے گا کہ اس کے کناروں سے ایک مسافر گزرے گا۔ وہ کہے گا "طویل زمانہ تک یہ شہر آباد رہا۔ اس کے نشانات مٹ جائیں گے" امام احمد نے جید سند کے ذریعے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "عنقریب لوگ مدینہ طیبہ کی طرف لوٹ آئیں گے حتیٰ کہ ان کی سرحدی پولیس اسلحہ کے ساتھ ہوگی"

پینتالیسواں باب

آخر زمانہ میں ہوا اہل ایمان کی ارواح کو قبض کر لے گی قرآنِ مجید کو اٹھا لیا جائے گا

امام احمد، الطبرانی نے الکبیر میں، حاکم اور ابن عساکر نے عیاش بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "قیامت سے پہلے ہوا آئے گی جو ہر مومن کی روح کو قبض کر لے گی" الطبرانی نے الکبیر میں اور حاکم نے حذیفہ بن اسید الغفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "ہوا چلے گی جس میں ہر مؤمن کی روح کو قبض کر لیا جائے گا پھر مغرب سے سورج طلوع ہوگا۔ اسی کا تذکرہ رب تعالیٰ نے اپنی کتاب حکیم میں کیا ہے" الطبرانی نے الکبیر" میں حضرت ابو سریحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ہیثمی نے لکھا ہے کہ اس میں عبید بن اسحاق العطار ہے۔ وہ متروک ہے"

ابو یعلی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ اس سے قبل اللہ تعالیٰ ہوا بھیجے گا جو چلے گی تو سارے اہل ایمان وصال کر جائیں گے" ابن ابی شیبہ، حاکم (انھوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور ابن حبان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ یمن کی طرف سے سرخ ہوا بھیجے گا۔ رب تعالیٰ ہر اس نفس پر موت طاری کر دے گا جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہوگا۔ لوگ ان لوگوں کی قلت کے بارے تعجب کا اظہار کریں گے جو اس میں مریں گے۔ وہ کہیں گے بنو فلاں کا بزرگ مر گیا بنو فلاں کی بڑھیا مر گئی" آیات قرآنیہ کو آسمان کی طرف اٹھالیا جائے گا روئے زمین پر ایک آیت بھی باقی نہ رہے گی۔ زمین سونے اور چاندی میں سے جگر کے پارے باہر پھینک دے گی۔ اس دن کے بعد ان سے فائدہ نہ اٹھایا جائے گا۔ ایک شخص ان کے پاس سے گزرے گا۔ انھیں پاؤں مارے گا وہ کہے گا" ہم سے پہلے لوگوں میں اسی لیے جھگڑا ہوتا تھا۔ آج ان کا کوئی فائدہ نہیں ہے" حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا" قبائل میں سے سب سے پہلے قریش کا وصال ہوگا مجھے اس ذات کی قسم! جس کے دست تصرف میں میری جان ہے کہ ایک شخص ایک جوتے کے پاس سے گزرے گا اسے گندگی کے ڈھیر پر پھینکا ہوگا۔ وہ اسے اپنے ہاتھ پر اٹھالے گا اور کہے گا" یہ لوگوں میں سے قریش کا جوتا ہے"

چھیالیسواں باب

قیامت کن لوگوں پر قائم ہوگی؟

(یہ دن کے وقت قائم نہ ہوگی نہ ہی کسی ایسے شخص پر قائم ہوگی جو زمین میں اللہ اللہ کرے گا۔ یہ قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ بتوں کی پوجا کی جائے گی۔ کوئی نیکی کرنے والا نہ ہوگا نہ ہی کوئی برائی سے روکنے والا ہوگا۔)

ابو یعلی نے اس سند سے جس میں کئی ثقہ راوی ہیں، امام احمد نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ زمین سے عمدہ لوگوں کو اٹھالے گا وہاں کمینے لوگ رہ جائیں گے۔ جو نہ نیکی کریں گے نہ ہی برائی سے روکیں گے" امام احمد، ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارمی، ابن خذیمہ، ابو یعلی، ابن حبان، الطبرانی نے الکبیر میں بیہقی اور الضیاء نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ مساجد میں ایک دوسرے پر فخر کیا جائے گا"

امام احمد، ترمذی، ابو یعلی، حاکم، ابن حبان نے اور عدی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" قیامت اس وقت قائم ہوگی جب زمین پر اللہ اللہ کہنے والا کوئی باقی نہ رہے گا" یا" زمین پر "لا الٰہ الا اللہ" کہنے والا

باقی نہ رہے گا۔حتیٰ کہ ایک عورت ایک مرد کے پاس سے گزرے گی۔وہ اس کی طرف دیکھے گا وہ کہے گا''اس عورت کا ایک خاوند ہوتا تھا۔''حتیٰ کہ پچاس عورتوں کا ایک نگران ہوگا حتیٰ کہ آسمان بارش نہ برسائے گا زمین نباتات نہ اُگائے گی''

امام احمد اور امام مسلم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا''قیامت لوگوں میں سے شریروں پر نازل ہوگی۔امام احمد،ترمذی (انھوں نے اسے حسن کہا ہے) علی بن احمد بن حجر نے الفوائد میں،نعیم بن حماد نے الفتن میں،ابونعیم اور الضیاء نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا''قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ دنیا میں سے سب سے زیادہ سعادت مند احمق بن احمق ہو جائے گا''ابویعلی نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور حامئ بے کساں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا''عنقریب دنیا میں سے سب سے زیادہ سعادت مند احمق بن احمق بن جائے گا''ابن جریر،حاکم اور خطیب نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے،دیلمی اور خطیب نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا''اس شخص پر قیامت قائم نہ ہوگی جو لا الٰہ الا اللہ کہتا ہوگا۔نیکی کا حکم دے گا اور برائی سے روکے گا''

امام احمد،ابن ابی شیبہ،الطبرانی نے الکبیر میں حضرت ابوبردہ بن نیار رضی اللہ عنہ سے،نعیم بن حماد نے الفتن میں ابوبکر بن حزم سے مرسل روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا''دنیا ختم نہ ہوگی حتیٰ کہ یہ احمق بن احمق کے لیے ہو جائے گی''

الطبرانی نے الاوسط میں اور الضیاء نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا''شب و روز اختتام نہ ہوگا حتیٰ کہ دنیا کے اعتبار سے لوگوں میں سے سب سے زیادہ سعادت مند احمق بن احمق ہوگا''امام احمد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا''دنیا ختم نہ ہوگی حتیٰ کہ یہ احمق بن احمق کے لیے ہو جائے گی۔''

دلہن بن کے نکلی دعائے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

پہلا باب

اہل بیت پاک کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا

شیخان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا مانگی ''مولا! آل محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو بقدر کفایت رزق عطا فرما'' امام بیہقی نے لکھا ہے ''اہل بیت پاک کو بقدر کفایت رزق عطا کیا گیا۔ انھوں نے اسی پر صبر کیا''

دوسرا باب

لخت جگر حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے لیے دعا

امام بیہقی نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انھوں نے فرمایا ''میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا۔ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا حاضر خدمت ہوئیں۔ وہ آپ کے سامنے کھڑی ہوگئیں۔ آپ نے ان کی طرف دیکھا ان کا چہرۂ انور شدت بھوک کی وجہ سے زرد تھا۔ آپ نے اپنا دست اقدس اٹھایا۔ اسے ان کے سینۂ انور پر ہار ڈالنے کی جگہ پر رکھا اپنی مبارک انگلیاں کھولیں، پھر یہ دعا مانگی ''مولا! اے بھوکے کو سیر کرنے والے، عاجز کو بلند کرنے والے! میری نور نظر فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو بلند منصب عطا فرما'' حضرت عمران رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''میں نے ان کا روئے تاباں دیکھا۔ اس سے زردی ختم ہو چکی تھی۔ میں نے بعد میں ان سے شرف ملاقات حاصل کیا میں نے اس امر کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے فرمایا ''عمران! اس کے بعد مجھے کبھی بھی بھوک نہیں لگی'' امام بیہقی نے فرمایا ''ظاہر ہے کہ حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا کو پردے کے احکام نازل ہونے سے پہلے دیکھا تھا''

تیسرا باب

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

امام بیہقی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انھوں نے فرمایا"میں بیمار ہوگیا۔آپ میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔میں کہہ رہا تھا"مولا!اگر میرے وصال کا وقت ہوگیا ہے تو مجھے سکون دے اگر میرا وصال متاخر ہے تو اسے اٹھالے اور اگر یہ آزمائش ہے تو مجھے صبر کی توفیق عطا فرما"آپ نے یہ دعا مانگی"مولا!انھیں شفاء عطا فرما۔مولا!انھیں عافیت عطا فرما"میں فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔اس کے بعد مجھے درد نہ ہوا"

ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لیے یہ دعا مانگی"مولا!ان سے گرمی اور سردی دور فرما"وہ سرما میں گرمیوں والے کپڑے اور گرمیوں میں سردیوں والے کپڑے پہن لیتے تھے۔انھیں گرمی سردی نہ لگتی تھی"

شیخان نے روایت کیا ہے کہ غزوۂ خیبر کے روز حضور سپہ سالار اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"علی کہاں ہیں؟عرض کی گئی"یارسول اللہ!صلی اللہ علیک وسلم ان کی آنکھوں میں تکلیف ہے"آپ نے فرمایا"انھیں بلا بھیجو"انھیں آپ کی خدمت میں لایا گیا۔آپ نے ان کی چشمان مقدس پر اپنا لعاب دہن لگایا وہ شفاء یاب ہوگئے،گویا کہ انھیں کوئی درد نہ تھا آپ نے اسلام کا جھنڈا انھیں عطا کردیا"

چوتھا باب

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

الطبرانی نے الاوسط میں،حاکم نے حسن سند کے ساتھ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نورِ نظر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سینے پر اپنا دست اقدس مارا جب انھوں نے اسلام قبول کیا پھر تین بار فرمایا"مولا!عمر کے سینے سے کینہ نکال دے۔اسے ایمان میں تبدیل فرمادے"

پانچواں باب

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے لیے اجابتِ دعا کی دعا

امام بیہقی نے (انھوں نے اسے حسن کہا ہے) حضرت قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ سے مرسل روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے لیے فرمایا "مولا! جب یہ دعا کریں تو ان کی دعا قبول فرما" اس روایت کو امام ترمذی نے موصولاً روایت کیا ہے کہ حضور سید کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے لیے دعا فرمائی کہ وہ جب بھی دعا مانگیں اللہ تعالیٰ ان کی دعا کو قبول فرمائے" ان کی بہت سے دعا قبول ہوئی تھیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ ان کی موجودگی میں کسی نے حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کو برے الفاظ سے یاد کیا۔ آپ نے یہ بد دعا کی "مولا! اگر یہ جھوٹا ہے تو مجھے اس میں نشانی دکھا دے" ایک اونٹ آیا۔ اس نے اسے روند دیا۔

امام بخاری وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ انھوں نے ابوسعدہ کے لیے یہ بد دعا کی "مولا! اس کی عمر طویل فرما اس کی غربت کو لمبا فرما اور اسے فتن کا سامنا کرا" راوی کہتے ہیں "میں نے اسے دیکھا۔ وہ بہت زیادہ بوڑھا ہو چکا تھا بڑھاپے کی وجہ سے اس کی پلکیں اس کی آنکھوں پر گری ہوئی تھیں۔ وہ غریب ہو چکا تھا۔ وہ راستہ میں لڑکیوں کو برے اشارے کرتا تھا۔ اس سے پوچھا گیا "تیری یہ کیفیت کیوں ہے؟ وہ کہتا "میں فتنے میں مبتلاء ایک بوڑھا ہوں جسے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی بد دعا لگی ہے "شیخان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے روز جمعۃ المبارک کو منبر پر ابر کرم کے لیے دعا کی لوگوں پر بارش نازل ہوئی۔ دوسرے جمعۃ مبارک تک لگاتار بارش ہوتی رہی۔ وہ اس وقت منبر پر ہی تھے انھوں نے دعا مانگی تو اسی وقت بادل چھٹ گئے۔"

چھٹا باب

تجیب کے ایک لڑکے کے لیے دعا

ابن سعد نے حضرت ابوالحویرث رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انھوں نے فرمایا "تجیب کا وفد بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا یہ وفد ۹ھ کو حاضر ہوا تھا۔ ان میں ایک لڑکا بھی تھا اس نے عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میری حاجت پوری فرمائیں" آپ نے پوچھا "تمھاری حاجت کیا ہے؟ اس نے عرض کی "آپ رب تعالیٰ سے التجاء کریں کہ وہ مجھے معاف کر

دے۔مجھ پر رحم کرے میرے دل میں غنی رکھ دے" آپ نے یہ دعا مانگی "مولا! اسے معاف فرما۔اس پر رحم فرما۔اس کی غنی اس کے دل میں رکھ دے" وہ وفد واپس چلا گیا۔وہ حج کے زمانہ میں ۱۰ھ میں آپ کو منیٰ میں ملا۔آپ نے ان سے اس لڑکے کے متعلق پوچھا۔انھوں نے عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم نے اس کی مثل نہیں دیکھا۔جو رزق رب تعالیٰ نے اسے عطا کیا ہے وہ اس پر بہت زیادہ قناعت کرنے والا ہے" آپ نے فرمایا "مجھے امید ہے کہ وہ سارے کا سارا وصال کرے گا"

ساتواں باب

حضرت نابغہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

حافظ سلفی نے نصر بن عاصم اللیثی سے، انہوں نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے انھوں نے فرمایا "میں نے حضرت نابغہ یعنی عبداللہ بن قیس الجعدی) سے روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا "میں بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا میں نے آپ کو نعت پیش کی جب میں ان اشعار تک پہنچا۔

اتیت رسول الله اذجاء بالهدی　　　تتلو کتاباواضح الحق نیرّا
بلغنا السماء مجدنا وثراؤ نا　　　انآّ لنر جو فوق ذالك مظهرا

جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہدایت کے ساتھ جلوہ افروز ہوئے تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔آپ ایسی کتاب منیر کی تلاوت کر رہے تھے جو حق کو واضح کرنے والی تھی۔ہماری عظمت و بزرگی آسمان تک پہنچ گئی ہے۔ہمیں امید ہے کہ اس سے بلند تر اس کا مظہر ہوگا۔"

آپ نے مجھے فرمایا "ابویعلیٰ! اس کا مظہر کہاں ہوگا؟ میں نے عرض کی "جنت کی طرف" آپ نے فرمایا "اسی طرح ہوگا ان شاء اللہ! پھر انھوں نے یہ اشعار پڑھے:

ولا خیر فی حلم اذالم تکن له　　　بوادر تحمی صفوه ان یکدّرا
ولا خیرفی جهل اذالم یکن له　　　حلیم اذاما اورد الامرا صدرا

حلم میں اس وقت تک بھلائی نہیں ہے جب اس کے ساتھ ایسی تلواریں نہ ہوں جو اس کی پاکیزگی کو گندہ ہونے سے بچالیں اور جہالت میں کوئی بھلائی نہیں جب اس کے ساتھ ایسا حلیم شخص نہ ہو جب جہالت کوئی فساد بپا کرنا چاہے تو وہ اس کا منہ پھیر دے"

آپ نے انھیں فرمایا" تم نے بہت عمدہ بات کی ہے" دوسری روایت میں ہے" تم نے سچ کہا ہے رب تعالیٰ تمہارے منہ کو سلامت رکھے" وہ جب تک بحیات رہے ان کے دانت سارے لوگوں سے زیادہ حسین تھے۔ جب ایک دانت گرتا تو اس کی جگہ دوسرا اگ آتا۔ وہ کافی عمر رسیدہ ہو گئے تھے"

امام بیہقی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت نابغہ رضی اللہ عنہ سے اس وقت فرمایا جب انھوں نے اپنی نعت پیش کی تھی" رب تعالیٰ تمہارا منہ سلامت رکھے" ان کا کوئی دانت بھی نہ گرا۔ ان کے دانت سارے لوگوں سے زیادہ حسین تھے۔ جب ان کا ایک دانت گر جاتا تو دوسرا اگ آتا انھوں نے ۱۲۰ سال عمر گزاری مگر ان کا ایک دانت بھی نہ گرا تھا"

آٹھواں باب

حضرت عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

امام بیہقی نے حضرت ام ولد عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" میں نے اپنے آقا عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ سے کہا" کیا تمھیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر خیر میں کچھ یاد ہے" انہوں نے فرمایا" مجھے یاد ہے میں پانچ یا چھ سال کا تھا۔ حضور اکرم، سراپا کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنی آغوش میں بٹھایا اور میرے اور میری اولاد کے لیے برکت کی دعا کی" حضرت ام ولد عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتی تھیں" ہم اس سے جانتے تھے کہ ہم بوڑھے نہ ہوں گے۔"

نواں باب

حضرت ثابت بن یزید رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

الطبرانی نے مسند الشامیین میں، ابن مندہ اور باوردی نے المعرفۃ میں حضرت ابن عائذ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ثابت بن یزید رضی اللہ عنہ نے عرض کی" یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میری ٹانگ میں لنگڑا پن ہے جو زمین کو مس نہیں کرتی" آپ نے میرے لیے دعا کی وہ شفاء یاب ہو گئی حتیٰ کہ وہ دوسری ٹانگ کی طرح کھڑی ہو گئی"

دسواں باب

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

ابونعیم نے الدلائل میں حضرت ضباعہ بنت زبیر رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا"حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ کے لیے برکت کی دعا کی۔حضرت مقدار رضی اللہ عنہ کے گھر میں چاندی کے بورے تھے۔"

گیارھواں باب

حضرت عمرو بن حمق رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

ابن ابی شیبہ نے اپنی مسند میں،ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت عمرو بن حمق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے آپ کو دودھ پیش کیا۔آپ نے ان کے لیے یہ دعا کی"مولا! انھیں ان کے شباب سے لطف اندوز فرما"ان کی عمر اسی سال ہوگئی تھی مگر ان کا ایک بال بھی سفید نہ تھا۔

بارھواں باب

حضرت ابوسبرہ رضی اللہ عنہ کی اولاد کے لیے دعا

الطبرانی نے حضرت سبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان کے والدگرامی بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان کی اولاد کے لیے دعا کی۔وہ آج تک شرف کی رفعتوں پر فائز ہے۔

تیرھواں باب

حضرت ضمرہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ کے لیے بددعا

الطبرانی نے حسن سند کے ساتھ حضرت ضمرہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر

ہو گئے عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے لیے شہادت کی دعا مانگیں" آپ نے عرض کی "مولا! میں ابن ثعلبہ رضی اللہ عنہ کا خون مشرکین اور کفار پر حرام کرتا ہوں۔ میں دشمن کے سامنے حملہ آور ہو جاتا تھا۔ ان کے پیچھے مجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نظر آجاتے۔ آپ مجھے فرماتے" ابن ثعلبہ! تم دشمن کی غفلت سے فائدہ اٹھالیتے ہو۔ دشمن قوم پر حملہ آور ہو جاتے ہو" انھوں نے فرمایا" مجھے ان کے پیچھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نظر آجاتے۔ میں ان پر حملہ کر کے آپ کے پاس آجاتا، پھر مجھے میرے ساتھی نظر آتے۔ میں دشمن پر حملہ کر کے اپنے ساتھیوں کے ساتھ جاملتا" انھوں نے بہت طویل عمر گزاری"

چودھواں باب

حضرت ابّی بن کعب رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

امام بیہقی نے حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے دو افراد بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پیش کر دیئے وہ دونوں قرأت میں اختلاف کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک کہہ رہا تھا" مجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھایا ہے" آپ نے انھیں پڑھنے کا حکم دیا، پھر فرمایا" تم نے عمدہ پڑھا۔" حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا" میرے دل میں اس قدر رشک پیدا ہو گیا کہ جاہلیت میں بھی اس قدر رشک پیدا نہ ہوا تھا" آپ نے میرے سینے پر مارا عرض کی" مولا! اس کے شیطان کو دور کر۔ میں پسینے سے شرابور ہو گیا گویا کہ میں خوف سے رب تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں۔"

پندرھواں باب

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے لیے دعا

شیخان نے ان سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا مانگی" مولا! اسے دین کی سوجھ بوجھ عطا کر۔ تاویل سکھا" اس کے بعد انھیں الحبر کہا جاتا تھا انھیں "جر الامۃ" کہا جاتا تھا۔

سولھواں باب

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

شیخان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" میری امی جان نے عرض کی" یارسول اللہ! صلی

اللہ علیک وسلم انس آپ کا خادم ہے۔اس کے لیے دعا کریں" آپ نے یہ دعا مانگی"مولا! اس کی اولاد اور مال میں اضافہ فرما۔ اس کے لیے اس چیز میں برکت فرما جو تو اسے عطا کرے۔" حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا" بخدا! میرا مال بہت زیادہ ہے۔ میری اولاد اور پوتے سو کے لگ بھگ ہیں" دوسری روایت میں ہے"میرے ہاتھوں نے میرے ایک سو بچے دفن کیے ہیں۔ میں حمل یا پوتے مراد نہیں لے رہا"

سترھواں باب

حضرت لبھیہ بنت عبداللہ البکریہ رضی اللہ عنہا کے لیے دعا

باوردی نے حضرت لبھیہ بنت عبداللہ البکریہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انھوں نے فرمایا" میں اپنے والد کے ہمراہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئی۔ آپ نے مرد کو بیعت کیا ان کے ساتھ مصافحہ کیا عورتوں کو بیعت کیا مگر ان کے ساتھ مصافحہ نہ کیا۔ آپ نے میری طرف نظر کرم کی۔ میرے لیے دعا کی۔ میرے سر کو مس فرمایا۔ میرے لیے اور میری اولاد کے لیے دعا کی" ان کے ہاں ساٹھ بچے پیدا ہوئے جن میں سے چالیس مرد اور بیس عورتیں تھیں۔"

اٹھارھواں باب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ کے لیے دعا

امام مسلم وغیرہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انھوں نے فرمایا" روئے زمین کا ہر مومن مرد اور عورت مجھ سے پیار کرتا ہے" میں نے عرض کی" آپ کو کیسے علم ہوا؟ انھوں نے فرمایا" میں اپنی امی کو اسلام کی طرف بلاتا تھا مگر وہ برابر انکار کرتی رہی۔ میں نے عرض کی" یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ دعا فرمائیں کہ رب تعالیٰ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کو ہدایت عطا کرے" آپ نے ان کے لیے دعا فرمائی۔ میں واپس آگیا۔ جب میں گھر میں داخل ہوا تو وہ پڑھ رہی تھیں "اشھد ان لا الہ الا اللہ و ان محمد رسول اللہ" میں بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا میں فرحت و شادمانی سے رو رہا تھا، جیسے میں پہلے غم و اندوہ سے روتا تھا۔ میں نے عرض کی" یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم رب تعالیٰ نے آپ کی دعا کو قبول کر لیا ہے۔ ام ابی ہریرہ کو ہدایت نصیب ہوئی ہے۔"

میں نے عرض کی "یارسول اللہ! آپ دعا فرمائیں کہ رب تعالیٰ مجھے اور میری امی جان کو اپنے مؤمن بندوں کے ہاں پسندیدہ بنادے اور انھیں ہمارے نزدیک پسندیدہ بنادے" "روئے زمین کا ہر مؤمن مجھ سے اور میں اس سے پیار کرتا ہوں" حاکم نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا "اسی اثناء میں کہ ابو ہریرہ اور ایک غلام مسجد میں دعا مانگ رہے تھے حضور کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری دعا پر لبیک کہتے ہوئے باہر تشریف لائے۔حضرت ابو ہریرہ نے دعا مانگی" مولا! میں وہی دعائیں مانگتا ہوں جو میرے ان دو ساتھیوں نے مانگی ہیں لیکن میں اپنے علم کا سوال کرتا ہوں مجھے فراموش نہ کیا جا سکے" آپ نے آمین کہی ہم نے عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم بھی ایسے علم کا سوال کرتے ہیں جسے بھلایا نہ جاسکے۔

انیسواں باب

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

امام بخاری نے حضرت جعد بن عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انھوں نے فرمایا "حضرت سائب رضی اللہ عنہ کا وصال ہوگیا۔ان کی عمر مبارک چورانویں (۹۴) سال تھی۔وہ معتدل اور مضبوط تھے۔وہ فرماتے تھے "مجھے علم ہے کہ میں دعائے مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی وجہ سے اپنی سماعت اور بصارت سے لطف اندوز ہوا ہوں۔"

بیسواں باب

حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

شیخان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ سے فرمایا "اللہ تعالیٰ تمھیں بابرکت کرے" اسے ابن سعد نے روایت کیا ہے۔بیہقی نے اسے ایک اور سند سے روایت کیا ہے۔حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا "میں نے خود کو دیکھا ہے کہ اگر میں پتھر بھی اٹھاؤں تو مجھے امید ہوتی ہے کہ اس کے نیچے سے سونا اور چاندی ملے گی" قاضی نے لکھا ہے "اللہ تعالیٰ نے ان پر آسائشوں کے دروازے کھولے۔ان کا وصال ہوا تو ان کے خزانے کو کمان کے ساتھ کھودا گیا۔حتیٰ کہ ہاتھ اس کے لیے تھک گئے۔ہر زوجہ نے اسی ہزار دراہم لیے اس کی تعداد چار یا تین تھی۔ایک زوجہ کو انھوں نے اپنے مرض میں اسی ہزار دراہم اور کچھ زائد دے کر طلاق دے دی تھی۔وہ ساری زندگی صدقات کرتے رہے لیکن انہوں نے پچاس ہزار دراھم کی وصیت کی۔وہ بڑے بڑے احسان فرماتے تھے۔ایک دن تیس غلام آزاد

کیے۔ایک دن ایسا کارواں صدقہ کیا جس میں سات سو اونٹ تھے۔ان پر لدی ہر چیز صدقہ کر دی ان کے کجاوے اور پالان بھی صدقہ کر دیے۔"

اکیسواں باب

حضرت عروہ البارقی رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

امام بیہقی نے حضرت عروہ بارقی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے سودا میں برکت کی دعا کی۔اگر وہ مٹی خرید لیتے انھیں اس میں بھی نفع ہوتا۔ابونعیم نے ان سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا "مجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ تمھارے سودے میں برکت ڈالے" میں کناسہ میں قیام پذیر تھا جب میں اپنے اہل خانہ کے پاس آیا تو مجھے چالیس ہزار دیناروں کا نفع ہو چکا تھا۔"

بائیسواں باب

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

ابن سعد نے حضرت جریر بن عثمان رضی اللہ عنہ سے مرسل روایت کیا ہے۔ان کے راویوں سے استدلال ہو سکتا ہے۔اس کے شواہد بھی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "مولا! اسے کتاب کا علم سکھا۔اسے شہروں میں تسلط عطا فرما۔اسے عذاب سے بچا۔"

تیئیسواں باب

حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا کے لیے دعا

امام بخاری نے "ادب" میں اور امام نسائی نے حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا "میرا نور نظر مر گیا میں گھبرا گئی۔میں نے اسے غسل دینے والے سے کہا "میرے بیٹے کو ٹھنڈے پانی سے غسل نہ دینا کہ تم اسے مار ڈالو" حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں گئے۔آپ کو ان کی یہ بات سنائی۔آپ نے فرمایا "اس کی عمر

طویل ہو" کسی عورت کے بارے اتنی طویل عمر کے متعلق علم نہیں جتنی طویل عمر انھیں عطا کی گئی"

چوبیسواں باب

ایک یہودی شخص کے لیے دعا

عبدالرزاق نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے "ایک یہودی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے یہ دعا مانگی "مولا ! اسے جمال عطا فرما" اس کے بال سیاہ ہو گئے۔ وہ فلاں فلاں چیز سے سیاہ ہو گئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ پہلے اس کی ڈارھی سفید تھی، پھر سیاہ ہو گئی۔"

پچیسواں باب

حضرت ابوزید عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

امام احمد ابو یعلی، ابن حبان اور الطبرانی نے حسن سند کے ساتھ حضرت عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

انھوں نے فرمایا "حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانی طلب فرمایا۔ میں پیالہ لے کر آپ کی خدمت میں آ گیا۔ اس میں بال تھا۔ میں نے اسے نکالا آپ نے فرمایا "مولا! اسے جمال عطا فرما" راوی کہتے ہیں "میں نے ان کی زیارت کی۔ اس وقت ان کی عمر چورانوے سال تھی۔ ان کی ریش مبارک میں ایک بال بھی سفید نہ تھا۔" امام احمد نے ان سے ہی روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ تمھیں جمال عطا کرے" وہ ایک باجمال شخص تھے۔ ان کے کچھ بال سفید اور کچھ سیاہ تھے وہ بہت خوبصورت تھے" صحیح اسناد کے ساتھ حضرت عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی محتشم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں فرمایا: "میرے قریب ہو جاؤ" میں آپ کے قریب ہوا آپ نے میری داڑھی اور سر کو مس فرمایا۔ یہ دعا مانگی: "مولا! اسے جمال عطا فرما۔ اس کے جمال کو مداومت عطا فرما" ان کی عمر ایک سو سال سے متجاوز تھی۔ ان کی داڑھی میں سفیدی صرف ایک کونے میں تھی۔ ان کا چہرہ شاداب ہی رہا حتیٰ کہ ان کا وصال ہو گیا۔"

چھبیسواں باب

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے لیے دعا

شیخین اور بیہقی نے کئی اسناد سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا نور نظر بیمار تھا۔ اس کا وصال ہو گیا۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ گھر سے باہر تھے جب ان کی زوجہ محترمہ نے دیکھا کہ وہ مر گیا ہے تو انھوں نے اسے کمرے کے کسی گوشے میں کر کے اسے ڈھانپ دیا۔ جب حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے بچے کے متعلق پوچھا انہوں نے فرمایا: ”اس کا نفس پر سکون ہو گیا ہے۔ مجھے امید ہے اسے آرام آ گیا ہو گا۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اسے سچ گمان کیا۔ رات کو انہوں نے زوجہ محترمہ کے ساتھ وظیفۂ زوجیت ادا کیا وقت صبح غسل کیا جب وہ گھر سے باہر نکلنے لگے تو انہوں نے کہا ”تمہارا کیا گمان ہے کہ اگر کسی شخص نے تمھیں کوئی چیز عاریتہً دی ہو اور پھر وہ تم سے لے لے کیا تم واویلا کرو گے؟ انہوں نے فرمایا۔ ”نہیں! اس عظیم خاتون نے کہا ”رب تعالیٰ نے تمھیں نور نظر عاریتہً دیا تھا۔ اب اس نے تم سے وہ لے لیا ہے“

انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کی۔ رات کا واقعہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ تمھاری اس رات کو بابرکت کرے“ پھر ایک بچہ پیدا ہوا میں اسے لے کر بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ آپ نے اسے گھٹی دی۔ پیشانی پر دستِ اقدس پھیرا اس کا نام عبداللہ رکھا۔ یہ مس کرنا اس کے چہرے پر تاباں نشان پڑ گیا۔ انصار کا کوئی بچہ اس سے افضل نہ تھا“

ستائیسواں باب

حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

امام بخاری نے حضرت ابوعقیل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اپنے جد امجد حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ کے ساتھ بازار کی طرف جاتے تھے۔ حضرت ابن زبیر اور ابن عمر رضی اللہ عنہم انہیں ملتے۔ وہ انھیں کہتے ”ہمیں بھی شریک کر لو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمھارے لیے برکت کی دعا کی ہے“ وہ انھیں اپنے ساتھ شریک کر لیتے۔ اکثر انھیں اسی طرح اونٹ ملتا جیسے وہ پہلے ہوتا وہ انھیں گھر بھیج دیتے۔“

اٹھائیسواں باب

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

ابن سعد نے ابوحصین کی سند سے اہل مدینہ کے ایک بزرگ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:''حضور اکرم ﷺ نے حضرت حکیم رضی اللہ عنہ کو ایک دینار دے کر بھیجا تا کہ وہ آپ کے لیے قربانی کا جانور خرید یں۔انھوں نے ایک دینار سے ایک جانور خریدا پھر اسے دو دیناروں میں فروخت کر دیا، پھر ایک دینار کا ایک جانور خریدا۔اسے اور وہ دینار بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں پیش کر دیا۔حضور اکرم ﷺ نے دعا فرمائی کہ رب تعالیٰ ان کی تجارت میں برکت کرے۔

حضرت حکیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ تجارت میں بانصیب شخص تھے۔وہ جس چیز کو بھی خریدتے اس میں انھیں نفع ہو جاتا۔

انتالیسواں باب

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

امام بخاری نے حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:''میں گھوڑے پر جم کر نہ بیٹھ سکتا تھا۔آپ نے میرے سینے پر دست اقدس مارا، حتیٰ کہ میں نے آپ کے دست اقدس کا اثر اپنے سینے پر دیکھا۔آپ نے یہ دعا مانگی:''مولا! اسے ثابت فرما۔اسے ہادی اور مہدی بنا دے''اس کے بعد میں گھوڑے سے کبھی بھی نہیں گرا۔''

تیسواں باب

اس عورت کے لیے دعا جسے مرگی کا دورہ پڑتا تھا

شیخین نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سیاہ فام عورت بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئی اس نے عرض کی''مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے۔آپ میرے لیے دعا کریں'' آپ نے فرمایا:''اگر تم چاہو تو تم صبر کرلو تمہارے لیے جنت ہے۔اگر چاہو تو میں رب تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تمھیں عافیت عطا کر دے''اس نے عرض کی:''میں صبر کروں گی

لیکن میرا ستر کھل جاتا ہے آپ رب تعالیٰ سے دعا کریں کہ میرا ستر نہ کھلے۔" آپ نے اس کے لیے دعا کی۔

اکتیسواں باب

امت کے لیے وقت صبح میں برکت کی دعا

امام احمد، ائمہ اربعہ اور ابن خزیمہ نے صخر الغامدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مولا! میری امت کے وقتِ صبح کو بابرکت فرما" حضرت صخر ایک تاجر شخص تھے۔ وہ دن کے ابتدائی حصے میں اپنے لڑکے بھیجتے تھے۔ وہ امیر ہو گئے۔ ان کے مال کی فراوانی ہو گئی حتیٰ کہ وہ نہیں جانتے تھے کہ اسے کہاں رکھیں"

زجاجی نے امالیہ میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب تم میں سے کوئی ضروری کام کرنا چاہے تو اسے جمعرات کی صبح کو کرے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "میری امت کے صبح کے وقت میں برکت فرما"

بتیسواں باب

بغض رکھنے والے میاں اور بیوی کے مابین باہمی محبت کے لیے دعا

امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک عورت نے اپنے خاوند کا شکوہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کیا۔ آپ نے فرمایا:

"کیا تو اس کے ساتھ بغض رکھتی ہے؟ اس نے عرض کی ہاں! آپ نے فرمایا: "دونوں اپنے سر میرے قریب کرو" آپ نے اس کی جبین کو اس کے خاوند کی جبین پر رکھا، پھر یہ دعا مانگی "مولا! ان کے مابین الفت فرما اور ایک کو دوسرے کے نزدیک پسندیدہ بنادے"

پھر وہ عورت آپ کو بعد میں ملی اس نے آپ کے پاؤں چوم لیے۔ آپ نے پوچھا

"تیرا اور تیرے خاوند کا کیا حال ہے؟ اس نے عرض کی:

کوئی طارق، تالد اور نہ ہی کوئی بچہ مجھے اس سے پیارا ہے" آپ نے فرمایا: "میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں" حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی "میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں"

الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے (سوائے مقداد بن داؤد کے) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک عورت

اور اس کے خاوند کے مابین جھگڑا تھا۔ وہ دونوں بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے۔ عورت نے عرض کی ایک میرا خاوند ہے۔ مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے روئے زمین کی کوئی چیز مجھے اس سے زیادہ مبغوض نہیں ہے، آپ نے انھیں حکم دیا کہ وہ آپ کے قریب ہو جائیں۔ آپ نے ان کے لیے دعا کی۔ وہ آپ کی بارگاہ میں حاضر تھے کہ اس عورت نے کہا ''مجھے اس ذاتِ بابرکات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ اب رب تعالیٰ کی کوئی مخلوق مجھے اس سے محبوب نہیں ہے'' اس مرد نے کہا ''مجھے اس ذات بابرکات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اب رب تعالیٰ کی کوئی مخلوق مجھے اس سے زیادہ محبوب نہیں ہے''

تینتیسواں باب

اہل یمن اور اہل شام کے اسلام کے لیے دعا

امام بیہقی نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے یمن کی طرف دیکھا تو عرض کی: ''مولا! ان کے دلوں کو اسلام کی طرف پھیر دے'' آپ نے عراق کی طرف دیکھا تو عرض کی: ''مولا! ان کے دلوں کو اسلام کی طرف پھیر دے۔''

چونتیسواں باب

حضرت امامہ رضی اللہ عنہ اور اہلِ سریہ کے لیے دعا

ابو یعلی اور بیہقی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انھوں نے فرمایا ''حضور سپہ سالار اعظم ﷺ کسی غزوہ کے لیے تشریف لے گئے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کی ''یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے لیے شہادت کی دعا فرمائیں'' آپ نے یہ دعا مانگی: ''مولا! انھیں سلامتی عطا فرما اور مال غنیمت عطا فرما۔''
ہم نے غزوہ میں شرکت کی۔ ہمیں سلامتی بھی ملی۔ مال غنیمت بھی ملا'' پھر آپ کسی غزوہ کے لیے تشریف لے گئے۔ ہم نے عرض کی ''یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے لیے شہادت کی دعا فرمائیں۔'' آپ نے یہ دعا مانگی ''مولا! انھیں سلامتی عطا فرما اور مال غنیمت عطا فرما'' ''ہم نے غزوہ میں شرکت کی۔ ہم کو سلامتی بھی عطا ہوئی۔ مال غنیمت بھی ملا۔''

پینتیسواں باب

بکر بن شداخ اللیثی رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

ابن مندہ، ابن عساکر نے حضرت عبدالملک بن یعلی اللیثی سے روایت کیا ہے کہ حضرت بکر بن شداخ اللیثی رضی اللہ عنہ، بچپن سے ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کرتے تھے۔ جب وہ بالغ ہوئے تو وہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے عرض کی "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلی اللہ علیک وسلم میں آپ کے اہلِ خانہ کے ہاں حاضر ہو جایا کرتا تھا اب میں بالغ ہو گیا ہوں"۔

آپ نے ان کے لیے یہ دعا مانگی "مولا! اس کی تصدیق فرما۔ اس کے قول کو سچ فرما اور اسے کامیابی سے ہمکنار فرما"۔

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ آیا تو انہوں نے ایک یہودی کو واصل جہنم فرمایا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر یہ بڑا گراں گزرا۔ وہ گھر آئے منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ فرمایا "مجھے رب تعالیٰ نے یہ منصب اس لیے نہیں بخشا کہ مرد قتل ہوتے رہیں۔ میں اس شخص کو رب تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں جس کے پاس اس کے بارے علم ہو تو وہ مجھے بتا دے حضرت بکر بن شداخ اٹھ کر ان کی خدمت میں گئے اور عرض کی "میں نے اس کا کام تمام کیا ہے" انھوں نے کہا "اللہ اکبر اب تو اس کا خون بہا ادا کرنا پڑے گا۔ چارۂ کار ڈھونڈو"۔ انہوں نے عرض کی "امیر المؤمنین فلاں شخص جہاد کے لیے گیا۔ وہ اپنے اہل خانہ میرے سپرد کر گیا۔ میں اس کے دروازے تک آیا میں نے اس کے گھر اس یہودی کو پایا وہ یہ اشعار پڑھ رہا تھا۔

واشعث غرّہ الاسلام حتّٰی — خلوت بعر سہ لیل التمام

ابیت علی ترائبھا یمسی — علی قوداء الاحنیۃ والحزام

کان مجامع الرّبلات منھا — فئام ینھفون الی فئام

"وہ بکھرے ہوئے بالوں والا آدمی ہے جسے اسلام نے دھوکے میں رکھا ہے میں نے ساری شب اس کی بیوی کے ہاں گزاری میں نے اس کی بیوی کے سینے پر رات بسر کی جبکہ وہ شخص گھوڑے کی لگام اور اس کی پشت پر سوار رہتا ہے گویا کہ اس کی رانوں میں مباشرت کرنے والا ایک نگران ہے جو دوسرے نگران کی آواز کو سنتا ہے"۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کے قول کی تصدیق کی اور اس یہودی کا خون رائیگاں قرار دیا۔ یہ سب کچھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کی وجہ سے تھا۔

چھتیسواں باب

ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

باوردی ابن شاہین، ابن السکن اور بیہقی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ثعلبہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم دعا فرمائیں کہ رب تعالیٰ مجھے مال اور اولاد عطا کرے۔" آپ نے فرمایا: "ثعلبہ! تیرے لیے ہلاکت! وہ قلیل مال جس کے شکر کی تجھ میں استطاعت ہو وہ اس کثیر سے بہتر ہے جس کے شکر کی تجھ میں استطاعت نہ ہو" مگر اس نے انکار کر دیا۔ آپ نے فرمایا: "ثعلبہ! تیرے لیے ہلاکت کیا تو مجھ جیسا نہیں ہونا چاہتا۔ اگر میں چاہوں کہ میرا رب تعالیٰ میرے ساتھ ان پہاڑوں کو سونے کا بنا کر چلائے تو یہ چلنے لگتے، اس نے عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم رب تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ مجھے مال اور اولاد عطا کرے۔ مجھے اس ذات بابرکت کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اگر رب تعالیٰ نے مجھے مال عطا کیا تو میں ہر صاحب حق کا حق ادا کروں گا آپ نے اس کے لیے دعا کر دی۔ اس نے ایک بکری خریدی اس میں برکت ڈال دی گئی وہ بکری اس طرح بڑھی جیسے کیڑے بڑھتے ہیں مدینہ طیبہ کی وادی ان کے لیے تنگ ہوگئی۔ ثعلبہ انھیں لے کر مدینہ طیبہ سے باہر منتقل ہوگیا اب وہ صرف دن کے وقت کی نمازوں میں آپ کے ساتھ شرکت کرتا۔ رات کی نمازوں میں شرکت نہ کرسکتا۔ بکریاں اور بڑھتی گئیں۔ وہ شب و روز کی نماز میں بھی شرکت نہ کرسکتا سوائے نماز جمعۃ المبارک کے، پھر بکریاں بڑھیں۔ اب وہ جمعہ یا جنازہ میں بھی شرکت نہ کرسکتا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے:

"ثعلبہ کے لیے ہلاکت! پھر رب تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صدقات لینے کا حکم دیا۔ آپ نے دو آدمی بھیجے آپ نے انھیں اونٹوں اور بکریوں کی عمریں لکھوائیں کہ وہ کتنی زکوٰۃ لیں گے۔ آپ نے انھیں حکم دیا کہ وہ ثعلبہ کے پاس بھی جائیں اس سے صدقہ دینے کو کہیں"

وہ دونوں اس کے پاس گئے اس نے کہا "مجھے اپنا نوشتہ دکھائیں" انھوں نے نوشتہ دکھایا۔ اس نے اسے دیکھا اس نے کہا "یہ تو جزیہ ہے۔ جاؤ اور فارغ ہو کر میرے پاس آنا اور مجھے بتانا"۔ وہ فارغ ہو کر اس کے پاس گئے۔ اس نے کہا "یہ تو جزیہ ہے جاؤ حتیٰ کہ میں رائے قائم کرلوں۔ وہ روانہ ہوئے۔ مدینہ طیبہ پہنچے جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں دیکھا تو ان کے بولنے سے قبل ہی فرمایا:

"ثعلبہ کے لیے ہلاکت! اس وقت رب تعالیٰ نے یہ تین آیتیں نازل کیں:

وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ (التوبۃ: ۷۵)

اور کچھ ان میں سے وہ ہیں جنہوں نے وعدہ کیا اللہ کے ساتھ کہ اگر اس نے دیا ہمیں اپنے فضل سے۔

جو کچھ ثعلبہ کے بارے میں اترا تھا۔ وہ اس تک پہنچ گیا۔ وہ اپنا صدقہ لے کر بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا "میرے رب تعالیٰ نے مجھے روک دیا ہے کہ میں تجھ سے صدقہ قبول کروں۔"

وہ رونے لگا سر پر مٹی ڈالنے لگا نہ تو حضور سید عالم ﷺ نے نہ ہی سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اور نہ ہی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے صدقہ قبول کیا حتیٰ کہ وہ حضرت عثمان ذو النورین رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مر گیا۔"

سینتیسواں باب

حضرت زبیر بن عوّام رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

ابو یعلی نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور سراپا کرم ﷺ نے میری اولاد اور اولاد کی اولاد کے لیے دعا کی۔ میں نے اپنے والد گرامی کو سنا وہ میری اس بہن سے فرما رہے تھے جو مجھ سے بڑی تھی: "نور نظر! تم ان افراد میں سے ہو جنہیں حضور ﷺ کی دعا لگی ہے"

اڑتیسواں باب

اس شخص کے لیے دعا جو آپ ﷺ کی سنت مبارکہ کو آپ کی امت تک پہنچائے

ائمہ اربعہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "رب تعالیٰ اس شخص کو شاداب رکھے جس نے میرا فرمان سنا، اسے پہنچایا، اسے یاد رکھا اور اسے اسی طرح پہنچایا جیسے اس نے سنا تھا"

انتالیسواں باب

حضرت لقیط بن ارطاہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے (سوائے نضر بن خزیمہ کے) حضرت لقیط بن ارطاہ السکونی رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ میری ٹانگوں میں لنگڑا پن تھا وہ زمین پر نہ لگتی تھیں آپ نے

میرے لیے دعا کی تو میں زمین پر چلنے لگا"

چالیسواں باب

حضرت ولید بن قیس رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

الطبرانی نے حضرت ولید بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انھوں نے فرمایا "مجھے برص تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے لیے دعا کی تو مجھے اس سے شفاء نصیب ہوگئی"

اکتالیسواں باب

ایک انصاری صحابی کے لیے دعا

الطبرانی نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک انصاری شخص کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے جب آپ ان کے پاس جلوہ افروز ہوئے تو اس کے ماتھے پر دستِ اقدس رکھا فرمایا "کیا حال ہے؟" مگر اس نے حرکت نہ کی۔ عرض کی گئی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ آپ سے غافل ہے" آپ نے فرمایا "مجھے اور اسے تنہا چھوڑ دو" لوگ وہاں سے اٹھ گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کے ساتھ تنہا چھوڑ دیا۔ آپ نے اپنا دست اقدس اٹھا لیا۔ مریض نے آپ کو اشارہ کیا کہ آپ اپنا دستِ اقدس وہیں رکھ دیں۔ جہاں تھا۔ آپ نے اسے صدا دی "فلاں؟ کیا حال ہے؟" اس نے عرض کی "میں بہتر محسوس کر رہا ہوں۔ میرے پاس دو چیزیں حاضر ہیں۔ ایک سیاہ ہے۔ دوسری سفید ہے" اس نے عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھے دعا سے نوازیں" آپ نے یہ دعا مانگی "مولا! کثیر کو معاف کر دے۔ قلیل کو سلا دے" آپ نے اس سے پوچھا "کیا دیکھ رہے ہو؟" اس نے عرض کی "بہتری! میرے والدین آپ پر فدا! میں بہتری دیکھ رہا ہوں خیر بڑھ رہا ہے شر کم ہو رہا ہے سیاہ چیز مجھ سے دور ہو رہی ہے"

آپ نے پوچھا "تم کیا کرتے تھے؟" اس نے عرض کی "میں پانی پلاتا تھا" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "سلیمان جانتے ہو۔ کیا مجھ سے کچھ عجب دیکھا ہے؟" انھوں نے عرض کی "ہاں! میرے والدین آپ پر فدا! میں نے کئی مقامات پر معجزہ نمائی دیکھی ہے لیکن آج جیسی معجزہ نمائی کبھی نہ دیکھی"

آپ نے فرمایا "میں جانتا ہوں کہ یہ کیا محسوس کر رہا ہے۔ اس کی ہر ہر رگ علیحدہ علیحدہ یوں درد کر رہی ہے جیسے موت کے وقت تکلیف ہوتی ہے"۔

بیالیسواں باب

گرمی اور سردی دور کرنے کے لیے دعا

بیہقی، ابونعیم، الطبرانی نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انھوں نے فرمایا: "میں نے ٹھنڈی صبح میں اذان دی۔" حضور اکرم ﷺ باہر تشریف لائے۔ آپ نے پوچھا "بلال! لوگ کہاں ہیں؟" انہوں نے عرض کی "انھیں سردی نے روک دیا ہے" آپ نے یہ دعا مانگی "مولا! ان سے سردی دور فرما" حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا "میں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا وہ بھاگتے ہوئے آرہے تھے"

الطبرانی اور بیہقی نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا مشکل کشا کرم اللہ وجہہ الکریم شدید گرمی میں بھاری اور موٹا لباس پہن لیتے تھے انھیں گرمی کی پرواہ نہ ہوتی تھی شدید سردی میں وہ ہلکے پھلکے کپڑے پہن لیتے تھے۔ انھیں سردی کی پرواہ نہ ہوتی تھی۔ اس کے متعلق ان سے پوچھا گیا۔ انھوں نے فرمایا "خیبر کے روز حضور سپہ سالارِ اعظم ﷺ نے فرمایا تھا "کل میں علمِ اسلام اس شخص کو دوں گا جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول (محترم ﷺ) پیار کرتے ہوں گے۔ رب تعالیٰ اس کے ہاتھوں فتح عطا کرے گا۔ وہ راہ فرار اختیار نہ کرے گا۔ آپ نے مجھے جھنڈا اعطا کیا پھر یہ دعا مانگی "سردی اور گرمی سے ان کی کفایت فرما" اس کے بعد مجھے نہ گرمی لگتی ہے نہ سردی" ابونعیم نے حضرت شبرملہ بن الطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انھوں نے فرمایا "میں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ذوقار کے مقام پر دیکھا۔ شدید سردی کے دن میں انھوں نے ازار اور چادر پہن رکھی تھی۔ ان کی طلعت زیبا سے پسینے کے قطرات گر رہے تھے۔

تینتالیسواں باب

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے لیے دعا

ابویعلی، ابن منیع اور بیہقی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انھوں نے فرمایا

"مجھے سرورِ عالم ﷺ نے پیغام نکاح دیا" میں نے عرض کی "مجھ جیسی سے نکاح کیسے کیا جا سکتا ہے اب نہ تو مجھ سے اولاد ہو گی۔ میں اہل و عیال والی ہوں میں بہت غیور بھی ہوں" آپ نے فرمایا "میں تم سے بڑا ہوں۔ غیرت کو رب تعالیٰ ختم کر دے گا اہل و عیال رب تعالیٰ اور اس کے رسول محترم ﷺ کے سپرد ہیں" وہ عزت مآب خواتین میں سے تھیں گویا کہ وہ ان میں

سے نہ تھیں۔ وہ اس طرح کی غیرت نہ پاتی تھیں جیسے وہ پاتی تھیں۔"

چوالیسواں باب

حضرت حنظلہ بن حذیم رضی اللہ عنہ کے لئے دعا

الطبرانی، امام احمد نے ثقہ راویوں سے حضرت حنظلہ بن حذیم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "میں اپنے جدامجد حضرت حذیم رضی اللہ عنہ کے ساتھ آپ کی خدمت میں وفد کی صورت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے عرض کی "یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے سارے بیٹوں کی داڑھیاں ہیں۔ یہ ان سب سے چھوٹا ہے۔" حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنے قریب کیا۔ میرے سر پر دستِ اقدس پھیرا۔ فرمایا "اللہ تعالیٰ تجھے بابرکت کرے" حضرت ذیال نے فرمایا "میں نے حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کی۔ ان کی خدمت میں ایسا شخص لایا جاتا جس کے چہرے پر ورم ہوتا یا بکری لائی جاتی جس کی کھیری پر ورم ہوتا۔" وہ بسم اللہ پڑھ کر اس جگہ ہاتھ رکھتے جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دست اقدس پھیرا تھا، پھر اس کو چھوتے تو اس کا ورم ختم ہو جاتا۔"

جس کے لیے آپ نے بددعا فرمائی

پہلا باب

وہ شخص جو بائیں ہاتھ سے کھا رہا تھا

امام مسلم نے حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص نے بائیں ہاتھ سے کھایا۔ آپ نے فرمایا "دائیں ہاتھ سے کھاؤ" اس نے کہا "مجھ میں یہ طاقت نہیں ہے" آپ نے فرمایا: "تجھے یہ طاقت نصیب نہ ہو۔ اس نے تکبر کی وجہ سے یوں کہا ہے۔" اس کے بعد وہ اپنا وہ ہاتھ اپنے منہ تک نہ لے جا سکا" اس روایت کو دارمی، عبد بن حمید اور ابن حبان نے روایت کیا ہے۔ انہوں نے یہ اضافہ کیا ہے کہ اس کا نام بسر ابن راعی تھا۔"

امام بیہقی نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سبیعہ اسلمیہ کو دیکھا جو اپنے دائیں ہاتھ سے کھا رہی تھی۔ آپ نے فرمایا "اسے غزہ کا مرض لگ گیا ہے" جب وہ غزہ کے پاس سے گزری تو اسے طاعون لگ گیا۔ اس نے اسے ہلاک کر دیا۔"

دوسرا باب

زمین اسے قرار نہ دے

امام بیہقی نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کے متعلق پوچھا جسے قیس کہا جاتا تھا۔ آپ نے فرمایا "زمین اسے قرار نہ دے"" وہ جس زمین پر بھی چلا جاتا اسے وہاں قرار نہ آتا حتیٰ کہ وہ اس سے نکل جاتا"

تیسرا باب

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ نہ بھرے

امام مسلم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "میرے لیے معاویہ کو

بلاؤ" میں نے عرض کی "وہ کھا رہے ہیں" آپ نے تیسری بار فرمایا "رب تعالیٰ ان کا پیٹ سیر نہ کرے" ان کا پیٹ کبھی نہ بھرا"

چوتھا باب

اس کے بال برے کر دے

ابو نعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو سجدہ ریز دیکھا۔ وہ اپنے بالوں سے کھیل رہا تھا "اس طرح" وہ انھیں مٹی سے بچا رہا تھا۔ آپ نے عرض کی "مولا! اس کے بالوں کو قبیح بنا دے" وہ گر پڑے۔"

پانچواں باب

تیری گردن اڑ جائے

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا "ہم کسی غزوہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عازم سفر ہوئے۔ آپ نے ایک شخص کو فرمایا "اللہ تعالیٰ تیری گردن اڑا دے" اس شخص نے آپ کی یہ بات سن لی عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم راہِ خدا میں" آپ نے فرمایا "راہِ خدا میں" وہ راہِ خدا میں شہید ہو گیا۔" اس روایت کو امام حاکم نے تحریر کیا ہے۔ انہوں نے اسے صحیح کہا ہے انہوں نے لکھا "یہ یوم یمامہ کو شہید ہوا تھا۔"

چھٹا باب

عتبہ بن ابی لہب کے لیے بد دعا

بیہقی، ابو نعیم نے ابونوفل بن ابی عقرب سے وہ اپنے باپ سے، امام بیہقی نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے۔ ابو نعیم اور ابن عساکر نے حضرت عروہ سے، انہوں نے حضرت ہبار بن اسود سے، ابو نعیم نے طاؤس سے، ابن اسحاق اور ابو نعیم نے محمد بن کعب القرظی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے ایک دوسرے سے زائد بیان کیا ہے۔ کہ عتبہ بن ابی لہب نے کہا "محمد عربی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وہ اس ذات کا انکار کرتا ہے جو قریب ہوا اور قریب ہوا یہاں تک کہ صرف دو کانوں کے برابر بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔

حضرت ہبار رضی اللہ عنہ کی روایت میں اسی طرح ہے طاؤس اور ابوالضحیٰ کی روایت میں ہے "وہ النجم کے رب کا انکار کرتا ہے" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "مولا! اس پر کتوں میں سے ایک کتا مسلط فرما"

ابولہب شام کی طرف کپڑے کی تجارت کرتا تھا۔ وہ اپنی اولاد کو اپنے غلاموں اور وکیلوں کے ساتھ بھیجتا تھا وہ کہتا تھا "تم میری عمر اور میرے حق سے آگاہ ہو۔ محمد عربی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے میرے بیٹے کے لیے بددعا کی ہے۔ بخدا! میں اس کے متعلق امن سے نہیں ہوں۔ تم اس کی خوب نگرانی کرنا۔"

جب وہ کسی منزل پر فروکش ہوتے تو وہ اسے دیوار کے ساتھ لگا دیتے۔ اس پر کپڑے اور سامان پھینک دیتے حتیٰ کہ وہ شام میں کسی جگہ ٹھہرے جسے الزرقاء کہا جاتا تھا۔ رات کا وقت تھا ایک شیر ان کے پاس آیا۔ عتبہ کہنے لگا

"میری ماں کی ہلاکت! یہ تو مجھے کھانے آیا ہے جیسے کہ محمد عربی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مجھے بددعا دی تھی۔ مجھے محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مار ڈالا ہے حالانکہ وہ مکہ مکرمہ میں ہیں اور میں شام میں ہوں۔ نہیں! بخدا! زیر آسمان کوئی بھی ایسا شخص نہیں جو محمد عربی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے زیادہ سچا ہو۔"

پھر انہوں نے کھانا رکھا اس نے اس میں ہاتھ تک نہ ڈالا پھر نیند کا وقت ہو گیا انہوں نے اپنے ارد گرد سامان رکھا۔ اپنے درمیان عتبہ کو سلا دیا۔ جب سب سو گئے تو شیر آیا۔ وہ سرگوشیاں کرتے ہوئے اور ایک ایک کر کے سب کو سونگھنے لگا۔ حتیٰ کہ وہ عتبہ تک آیا" ہبار نے کہا ہے "شیر آیا۔ اس نے اسے سونگھا اسے اپنا مدعا نہ ملا وہ اچھلا اور سامان کے اوپر چڑھ گیا۔ اس نے اس کا چہرہ سونگھا پھر اسے چیر دیا۔ اس کا سر جدا کر دیا اس کی آخری رمق باقی تھی اس نے کہا" کیا میں نے تمہیں کہا نہ تھا کہ محمد عربی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مبارک زیادہ سچے ہیں" پھر وہ مر گیا۔ یہ خبر ابولہب تک پہنچ گئی اس نے کہا "میں نے تمہیں بتایا نہیں تھا کہ محمد عربی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سارے لوگوں سے زیادہ سچے ہیں۔ بخدا! میں جانتا تھا کہ وہ محمد عربی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بددعا سے نہ بچ سکے گا۔"

القرطبی نے فرمایا ہے کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس کے متعلق یہ اشعار لکھے۔

سائل بن الاشقران جئتهم ما كان ابناء ابی واسع

اگر تمہارا گزر بنو اشقر کے پاس سے ہو تو پوچھو کہ ابو واسع کے متعلق کیا خبریں ہیں۔

لاوسع الله قبره بل ضيق الله على القاطع

اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو وسیع نہ کرے بلکہ اس قاطع رحم کی قبر کو اور تنگ کرے۔

رحم بنی جده ثابت يدعوالی نور له ساطع

اس نے اپنے آباء کے بیٹوں سے قطع تعلقی کی اس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی رشتہ توڑا جو ایک عظیم نور کی طرف دعوت دیتے ہیں۔

اسبل بالحجر لتكذيبه دون قريش نهزة القاذع

وہ نبی کریم ﷺ کی تکذیب کے لیے جبراً آیا۔ وہ قریش کو چھوڑ کر سانڈ کی طرح تیزی سے آیا

فاستو جب الدعوة منه بما　　بين للناظر والسامع

وہ حضور اکرم ﷺ کی جانب سے وہ ایسی بددعا کا سزاوار ٹھہرا جو دیکھنے اور سننے والے کے لیے عیاں تھی۔

ان سلط الله بها كلبه　　يمشي الهوينا مشية الخادع

اس بددعا کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس پر ایک ایسا کتا مسلط فرمایا جو اس پر ایک دھوکا کرنے والے کی طرح حملہ آور ہوا۔

حتى اتاه وسط اصحا به　　وقد علتهم سنة الهاجع

جب ان پر گہری نیند کا غلبہ ہوا تو وہ کتا اس کے ساتھیوں کے وسط تک پہنچ گیا۔

فالتقم الرّأس بيافوخه　　والنحر منه فغرة الجائع

اس درندے نے اس کا سر اور گلا پکڑ لیا اور ایک بھوکے شخص کی طرح اسے ہڑپ کر گیا۔

ساتواں باب

آپ ﷺ کی مخالفت کرنے والے کا انجام

ابن عساکر نے حضرت ضمرہ اور حضرت مہاجر بن حبیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انھوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ کسی غزوہ کے لیے تشریف لے گئے۔ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سواریوں پر ہی نماز پڑھائی۔ ایک شخص نیچے اترا اس نے زمین پر نماز پڑھی۔ آپ نے فرمایا "اس نے مخالفت کی ہے رب تعالیٰ بھی اس سے مخالفت کا ارادہ فرمائے گا۔" "وہ اس وقت تک نہ مرا حتیٰ کہ وہ اسلام سے نکل گیا۔"

آٹھواں باب

ذخیرہ اندوز مفلسی یا جذام کا شکار بنے گا

بیہقی نے ابو یحییٰ سے، فروخ مولی نے عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے عرض کی گئی "آپ کا فلاں غلام کھانا ذخیرہ کرتا ہے" انھوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ نے فرمایا: "جو شخص مسلمانوں سے غلہ ذخیرہ کرتا ہے رب تعالیٰ اسے جذام یا افلاس میں مبتلاء کر دیتا ہے" ان کے غلام نے کہا "ہم اپنے اموال کے

ذریعے خریدتے اور فروخت کرتے ہیں"

ابو یحییٰ نے کہا "انھوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے غلام کو بعد میں دیکھا کہ وہ جذام کے مرض میں مبتلاء تھا۔"

نواں باب

وہ شخص جو نماز میں اپنے بالوں کے ساتھ کھیل رہا تھا

ابو نعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور عبد کامل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو سجدہ ریز دیکھا وہ اپنے بالوں سے کھیل رہا تھا۔ اس طرح انھیں مٹی سے روک رہا تھا۔ آپ نے عرض کی: "مولا اس کے بال قبیح کر دے" اس کے بال گر پڑے"

دسواں باب

شقاوت اور زندگی طویل ہوگئی

ابو نعیم نے ابو ثروان سے روایت کیا ہے کہ وہ چرواہا تھا وہ بنو عمرو بن تمیم کے اونٹ چراتا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریش کے خدشے سے باہر تشریف لائے اور ان اونٹوں میں داخل ہو گئے۔ ابو ثروان نے آپ کو دیکھ لیا اس نے پوچھا "آپ کون ہیں؟" آپ نے فرمایا "ایسا شخص ہوں جو تمھارے اونٹوں کے ساتھ انس کا ارادہ رکھتا ہے" اس نے کہا "میرا خیال ہے کہ آپ وہ شخص ہیں جن کے متعلق لوگ گمان کرتے ہیں کہ وہ نبی ہیں۔" آپ نے فرمایا: "ہاں! اس نے گستاخی کرتے ہوئے کہا" "باہر نکل جائیں وہ اونٹ صحت مند نہیں ہو سکتے جن میں آپ ہوں" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے لیے یہ بددعا کی "مولا! اس کی شقاوت اور زندگی کو طویل کر دے" راوی ابو ثروان فرماتے ہیں "میں نے اسے دیکھا وہ ایک عمر رسیدہ بوڑھا تھا جو موت کی تمنا کرتا تھا۔ قوم اسے کہا کرتی تھی۔ "ہمارا خیال ہے کہ تو ہلاک ہو گیا ہے" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے لیے یہ بددعا کی "مولا! اس کی شقاوت اور زندگی کو طویل کر دے۔" اس نے کہ "ہرگز نہیں! جب آپ نے اسلام کی اعلانیہ تبلیغ شروع کی تو میں آپ کی خدمت میں آیا میں نے اسلام قبول کر لیا۔ آپ نے میرے لیے دعا کی میرے لیے مغفرت طلب کی لیکن پہلی بددعا سبقت لے گئی۔"

گیارھوں باب

بنو عصیہ کو بخار ہو گیا

سعید بن منصور نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ قنوت میں فرما رہے تھے "اے ام ملدم! بنو عصیہ کو پکڑو۔ انہوں نے اللہ رب العزت اور اس کے رسول محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کی ہے"

بارھواں باب

لیلیٰ بنت خطیم کو بھیڑیے کھا گیا

ابن سعد، ابن عساکر نے کلبی کی سند سے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، ابن سعد نے عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مرسل روایت کیا ہے کہ لیلیٰ بنت خطیم بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئی۔ آپ اس وقت سورج کی طرف کمر کیے ہوئے تھے۔ اس نے آپ کے مبارک شانے پر مارا۔ آپ نے فرمایا "یہ کون ہے۔ اسے سیاہ (بھیڑیا کھائے)" اس نے کہا "میں پرندوں کو کھلانے والے اور ہوا کے ساتھ مقابلہ کرنے والے کی بیٹی ہوں۔ میں لیلیٰ بنت خطیم ہوں میں اس لیے حاضر ہوئی ہوں کہ اپنے آپ کو پیش کروں۔ آپ مجھ سے نکاح فرمالیں" آپ نے فرمایا "میں نے اس طرح کر دیا ہے" وہ اپنی قوم کے پاس گئی۔ اس نے کہا "حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے ساتھ نکاح کر لیا ہے" انہوں نے کہا "تو نے کتنا بُرا فیصلہ کیا ہے، تو غیرت کھانے والی عورت ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور بھی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ہیں، تو آپ پر غیرت کھائے۔ وہ رب تعالیٰ سے تیرے لیے بددعا کریں گے۔ اپنا آپ واپس لے لو" وہ واپس آئی۔ اس نے عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم! یہ نکاح فسخ کر دیں" آپ نے فرمایا "میں نے اسے فسخ کر دیا" مسعود بن اوس نے اس کے ساتھ نکاح کر لیا۔ وہ مدینہ طیبہ کے کسی باغ میں تھی وہ غسل کر رہی تھی۔ اس پر ایک بھیڑیا حملہ آور ہو گیا کیونکہ آپ نے اس طرح فرمایا تھا۔ وہ اس کا کچھ حصہ کھا گیا وہ مر گئی۔

تیرھواں باب

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے مابین جھگڑا کرانے والی

ابو الفرج الاصبھانی نے "الاغانی" میں روایت کیا ہے کہ عبیدہ بن اشعث نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ ان کی

ولادت ۹ ھ کو ہوئی۔ ان کی ماں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی باتیں ایک دوسرے تک پہنچاتی تھی وہ ان کے مابین فساد ڈالتی تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے لیے بددعا کی وہ مرگئی۔

چودھواں باب

قریش قحط سالی میں مبتلاء ہو گئے

امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قنوت میں یہ دعا مانگتے تھے "مولا! سلمہ بن ہشام کو نجات عطا فرما۔ مولا! مضر پر اپنی گرفت سخت فرما ان پر اس طرح کا قحط طاری فرما جیسا قحط حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں آیا تھا"

پندرھواں باب

بنو ہوازن کو اپنا حصہ کم دینے والا

ابونعیم نے عطیہ السعدی سے روایت کیا ہے وہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے ہوازن کے قیدیوں کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گفتگو کی تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے گفتگو فرمائی۔ انہوں نے ان کے قیدی واپس کر دیئے سوائے ایک شخص کے۔ آپ نے یہ دعا کی "مولا! اس کے حصے کو کم فرما دے" وہ نوجوان لڑکی کے پاس سے گزرا۔ اس نے انہیں چھوڑ دیا۔ وہ ایک بڑھیا کے پاس سے گزرا۔ اس نے کہا "میں اسی کو لے لیتا ہوں۔ یہ قبیلے کی ماں ہے۔ وہ مجھے اتنا دے کر چھڑا لیں گے جتنی ان میں طاقت ہوگی۔ اس طرح عطیہ زیادہ ہوگا" اس نے اسے پکڑ لیا بخدا! نہ تو اس کا منہ ٹھنڈا تھا، نہ ہی اس کا پستان اٹھا ہوا تھا۔ اس کی شکل بھی اچھی نہیں تھی نہ ہی اس کے پاس کثیر مال ہے۔ جب اس شخص نے دیکھا تو اس کو تو چھڑانے کے لیے کوئی نہیں آیا تو اس نے اسے خود ہی چھوڑ دیا"

سولہواں باب

بنو حارثہ کی گستاخی کا انجام

ابونعیم نے واقدی کی سند سے اپنے شیوخ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنو حارثہ بن عمرو کی طرف مکتوب

لکھوایا۔ انھیں اسلام کی طرف بلایا۔ انھوں نے آپ کا مکتوب گرامی لیا۔ اسے دھویا اور اس کے ساتھ اپنے ڈول کو پیوند لگا لیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

"اگر رب تعالیٰ ان کی عقول لے جائے تو ان کے لیے کیا ہے؟ ان پر لرزہ طاری رہتا تھا۔ جلد بازی اور سرعت ان میں پائی جاتی تھی وہ مختلط اور پاگلوں کی طرح باتیں کرتے تھے۔"

امام واقدی نے کہا "میں نے ان کے قبیلے کے کئی افراد کو دیکھا۔ وہ اچھی طرح گفتگو نہیں کر سکتے تھے۔"

سترھواں باب

سراقہ بن مالک کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا

ابونعیم المستخرج میں امام مسلم سے اور انہوں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے آپ کے معجزات کے باب میں لکھا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے سراقہ کے لیے یہ بد دعا کی "مولا! اس کو جیسے چاہے کافی ہو جا" اس کے گھوڑے کے پاؤں اس کے پیٹ تک زمین میں دھنس گئے"

اٹھارھواں باب

ابوقیین مریض ہو گئے

الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت ابو القین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ حضور اکرم ﷺ کے پاس سے گزرے۔ ان کے پاس کچھ کھجوریں تھیں۔ آپ ان کی طرف بڑھے تاکہ ان میں سے مٹھی بھر لیں تاکہ انھیں اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے رکھیں انھوں نے اپنی چادر اپنے پیٹ اور سینے کے ساتھ لگا لی۔ حضور ﷺ نے فرمایا "رب تعالیٰ تمہارے مرض میں اضافہ کرے"

عبداللہ بن مندہ نے روایت کیا ہے کہ وہ سارے لوگوں سے زیادہ مریض تھے۔ بغوی اور ابن سکن نے روایت کیا ہے کہ وہ کسی کو کچھ بھی پیش نہ کرتے تھے۔"

انیسواں باب

لہب کو درندہ لے اڑا

حارث نے ثقہ راویوں سے ابونوفل سے، انھوں نے اپنے والد سے روایت کیا ہے انھوں نے فرمایا "لہب بن ابی لہب حضور اکرم ﷺ کو برے الفاظ سے یاد کرتا تھا۔ آپ نے اس کے لیے یہ بددعا فرمائی مولا! "اس پر اپنا کتا مسلط فرما" وہ قافلہ کے ساتھ شام کی طرف نکلا۔ اس نے کہا

"بخدا! مجھے محمد عربی (ﷺ) کی بددعا کا اندیشہ ہے" اس کے ساتھیوں نے اسے کہا "ہرگز نہیں! انھوں نے اس کے اردگرد سامان رکھا۔ وہ بیٹھ کر اس کی حفاظت کرنے لگے درندہ آیا۔ اس نے اسے چھینا اور اسے لے گیا۔

بیسواں باب

رعشہ کا مرض لگ گیا

الطبرانی اور بیہقی نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر سے، بیہقی نے حضرت مالک بن دینار سے اور انھوں نے حضرت ہند بن خدیجہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انھوں نے فرمایا

"حکم بن العاص بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوتا تھا۔ جب آپ محو تکلم ہوتے تھے وہ لرزتا اور آپ کی طرف دیکھتا۔ آپ نے فرمایا "تو اسی طرح ہو جائے" "وہ تادم مرگ لرزتا رہا۔"

اکیسواں باب

میرا دل مرعوب رہا

امام بیہقی نے حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ جب میں آپ تک پہنچا تو آپ نے فرمایا "میں رب تعالیٰ سے التجاء کرتا ہوں کہ میری مدد کرنے کے لیے تم پر ایسا قحط

طاری کرے جو تمہیں گھیرا لے اور تمہارے دلوں میں رعب ڈال کر میری مدد کرے"

انھوں نے دونوں ہاتھوں کو جمع کر کے فرمایا" مجھے اس طرح تخلیق کیا گیا ہے میں آپ پر ہرگز ایمان نہ لاؤں گا نہ ہی آپ کی اتباع کروں گا۔" انھوں نے کہا اس کے بعد افلاس مجھے گھیرے رکھتا اور آپ کا رعب میرے دل میں ڈال دیا گیا حتیٰ کہ میں آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

بائیسواں باب

جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سے گزرا

امام احمد، ابوداؤد نے یزید بن نمران سے روایت کیا ہے انھوں نے فرمایا:

"میں نے تبوک میں ایک اپاہج شخص کو دیکھا اس نے کہا

"میں آپ کے سامنے سے گزرا۔ اس وقت میں گدھے پر سوار تھا۔ آپ نماز ادا کر رہے تھے۔ آپ نے یہ بددعا کی "مولا! اس کی پشت کاٹ دے" اس کے بعد میں اس سے چل نہیں سکا"

انہوں نے سعید بن غزوان سے اور انھوں نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے کہ وہ تبوک اترے وہ حج کے ارادہ سے جا رہے تھے۔ انھوں نے ایک اپاہج شخص کو دیکھا۔ انہوں نے اس کے معاملہ کے متعلق پوچھا۔ اس نے کہا "میں تمھیں اپنا واقعہ بیان کرتا ہوں، لیکن جب تک میں زندہ ہوں اسے کسی اور سے بیان نہ کرنا۔ آپ تبوک میں نخلہ کے پاس اترے۔ آپ نے فرمایا "یہ ہمارا قبلہ ہے۔ آپ اسی کی طرف منہ کو کے نماز پڑھنے لگے۔ میں آیا میں لڑکا تھا۔ میں رور رہا تھا حتیٰ کہ میں آپ کے اور قبلہ کے درمیان سے گزر گیا۔ آپ نے فرمایا" اس نے ہماری نماز منقطع کی ہے۔ رب تعالیٰ اس کی پشت کو کاٹ دے۔ اس کے بعد آج تک میں اس پر نہ چل سکا۔

تئیسواں باب

کسریٰ کا انجام

امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسریٰ کی طرف اپنا گرامی نامہ لکھوایا

جب اس نے اسے دیکھا تو اس نے اسے چاک کر دیا۔آپ نے ان کے لیے بد دعا کی کہ وہ پوری طرح پارہ پارہ ہو جائیں۔

بیہقی نے ابن شہاب کی سند سے عبدالرحمان بن عبدالقاری سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنا گرامی نامے کسریٰ اور قیصر کی طرف بھیجے۔قیصر نے اسے رکھ لیا کسریٰ نے اسے چاک کر دیا۔یہ بات آپ تک پہنچ گئی۔آپ نے فرمایا"انھیں اہل ایران کو پارہ پارہ کر دیا جائے گا۔ان (اہلِ شام) کے لیے سلطنت (کچھ دیر) باقی رہے گی"

چوبیسواں باب

زمین نے بھی قبول نہ کیا

امام بیہقی نے قبیصہ اور حسن سے روایت کیا ہے۔انہوں نے کہا"ہم تک یہ روایت پہنچی ہے۔ابن جریر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے موصولاً روایت کیا ہے۔امام بیہقی نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے محلم بن جثامہ کے لیے بد دعا کی۔وہ سات دنوں میں مرگیا۔الروض الانف میں ہے ابن زبیر کے زمانہ میں وہ حمص میں مرا۔زمین نے اسے باہر پھینک دیا۔روایت ہے"زمین نے اسے کئی بار باہر پھینک دیا۔انھوں نے دو چٹانوں کے مابین اسے پھینکا اور اس پر پتھر پھینک دیئے۔"

جو دعائیں یا دم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سکھائے اور ان کے اثرات عیاں ہوئے

پہلا باب

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بخار کا دم سکھایا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے انھیں بخار تھا۔ وہ بخار کو برا بھلا کہہ رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا "بخار کو برا بھلا نہ کہو اسے تو حکم دیا گیا ہے لیکن اگر تم چاہو تو میں تمہیں ایسے کلمات سکھا دیتا ہوں جب تم وہ کلمات کہو گی تو رب تعالیٰ تمہارا یہ بخار ختم کر دے گا" انہوں نے عرض کی "مجھے وہ کلمات ضرور سکھائیں" آپ نے فرمایا "تم یہ کلمات پڑھو:

"اللھم ارحم جلدی الرقیق وعظمی الرقیق من شدۃ الحریق، یا ام ملدم ان کنت امنت باللہ العظیم فلا تصدعی الراس ولا تنتسنی الفم ولا تأکلی اللحم وللاتشربی الدم وتحولی عنی الی من یجعل مع اللہ الھاً آخر"

انھوں نے یہ کلمات پڑھے تو ان کا بخار اتر گیا۔

دوسرا باب

ادائیگی قرض کے لیے وظائف

امام احمد، ابن ماجہ، حاکم (انھوں نے اسے صحیح الاسناد کہا ہے) نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں یہ دعا سکھائی

"اللهم انی اسئلك من الخیر کله عاجله وآجله ماعلمت منه ومالم اعلم، واعوذبك من الشر کله عاجله آجله ماعلمت منه. مالم اعلم، اللهم انی اسئلك من الخیر ما اسئلك به عبدك و نبیك محمد واعوذبك من شرِّما عاذبه عبدك و نبیك محمد انی اسئلك الجنة وماقرّب الیها من قول وعمل واعوذبك من النار وماقرّب الیها من قول اوعمل واسئلك ان تجعل کل قضاء قضیته لی خیراً۔"

امام بیہقی نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ان کے والد گرامی ان کے پاس آئے۔ انھوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی دعا سنی ہے اگر کسی پر قرض پہاڑ جتنا سونا بھی ہو تو رب تعالیٰ وہ بھی ادا کر دے گا۔ وہ دعا یہ ہے

"اللهم فارج الهم کاشف الغم مجیب دعوة المضطرین رحمان الدنیا والآخرة ورحیمهما انت ترحمنی برحمة تغنینی بها عن رحمة من سواك۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میرے اوپر قرضہ بہت زیادہ تھا۔ میں قرضہ کو ناپسند کرتا تھا کچھ ہی مدت گزری کہ مجھے آسائش نے آلیا۔ رب تعالیٰ نے میرا سارا قرضہ اتار دیا۔ حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: مجھ پر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا قرضہ تھا۔ مجھے ان سے حیاء آتی تھی۔ میں جب بھی ان کی طرف دیکھتی مجھے ان سے شرم آتی۔ میں یہ کلمات پڑھتی تھی۔ کچھ ہی مدت کے بعد میرے پاس رزق آگیا۔ وہ صدقہ کے علاوہ تھا۔ وہ میراث بھی نہ تھا۔ میں نے قرض ادا کر دیا۔

داؤد نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انھوں نے فرمایا "ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد تشریف لے گئے۔ آپ کو ایک انصاری صحابی ملے جنھیں ابوامامہ کہا جاتا تھا۔ آپ نے فرمایا "ابوامامہ! کیا بات ہے کہ میں تمھیں نماز کے وقت کے علاوہ مسجد میں دیکھ رہا ہوں" انھوں نے عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھے غموں اور قرضوں نے آلیا ہے" آپ نے فرمایا "کیا میں تمھیں ایسے کلمات نہ سکھاؤں جب تم انھیں کہو تو رب تعالیٰ تمہارا غم اور قرضہ ختم فرمادے" انھوں نے عرض کی "ضرور! یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم" آپ نے فرمایا "صبح اور شام یوں کرو۔"

"اللهم اعوذبك من الهمّ والحزن واعوذبك من العجز و الکسل واعوذبك من ضلع الدین وغلبة الرجال"

میں نے یہ کلمات پڑھے۔ رب تعالیٰ نے میرا غم واندوہ مٹا دیا اور میرا قرض بھی ادا کر دیا"

امام احمد، ترمذی (انھوں نے اسے حسن غریب کہا ہے) اور حاکم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا "کیا میں تمھیں ایسے کلمات نہ سکھاؤں کہ اگر تم پر کوہ ثبیر جتنا قرضہ بھی ہو گا تو اللہ تعالیٰ اسے ادا کر دے

گا۔ یہ دعا مانگیں

"اللهم اكفني بحلالك عن حرامك واغنني بفضلك عمن سواك"

ابو داؤد اور طیالسی، سعد بن منصور اور الضیاء نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرمایا "کیا تمہیں ایسے کلمات نہ سکھاؤں کہ اگر تم پر کوہِ احد جتنا قرضہ بھی ہو وہ بھی رب تعالیٰ تمہاری طرف سے ادا فرما دے گا۔ معاذ! یوں کہو

"اللهم مالك الملك تؤتي الملك من تشاء وتنزع الملك ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بيدك الخير انك على كل شئى قدير رحمان الدنيا والآخرة تعطيها من تشاء وتمنعهما من تشاء ارحمني رحمة تغنيني بها عن رحمة من سواك"

تیسرا باب

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو جنات کا دم عطا فرمانا

عبد الرزاق، بیہقی نے الشعب میں حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے، الطبرانی نے الکبیر میں، ابن سعد اور بیہقی نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انھوں نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں عرض کی "یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں رات کو ڈر جاتا ہوں" آپ نے فرمایا "کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ سکھاؤں جو مجھے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے سکھائے تھے اور ان کا گمان تھا کہ ایک عفریت رات کو میرے خلاف مکر کر رہا تھا۔ وہ کلمات یہ ہیں

"اعوذ بكلمات الله التامّات التي لا يجاوزهن برّ ولا فاجر من شر ما ينزل من السماء ومن شر ما يعرج منها ومن شر ما ذرأ في الارض ومن شر ما يخرج فيها ومن شر فتن الليل والنهار ومن شر طوارق الليل والنهار الا طارقاً يطرق بخير يا الرحمان!"

میں نے یہ دم کیا تو رب تعالیٰ نے میری ساری گھبراہٹ دور کر دی۔"

ابو داؤد اور نسائی نے حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے وہ اپنے والد گرامی اور وہ اپنے پدر بزرگوار سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ انھیں گھبراہٹ کا دم یہ بتاتے تھے

"اعوذ بكلمات الله التامّات من غضبه وعقابه وشر عباده ومن همزات الشيطين وان يحضرون"

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما اپنی بالغ اولاد کو یہ دم سکھاتے تھے جبکہ نابالغ اولاد کے لیے اسے لکھ کر ان کے گلے میں لٹکاتے تھے" اسے امام ترمذی نے نقل کیا ہے۔ انھوں نے اس روایت کو حسن کہا ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں" جب تم میں سے کوئی نیند میں ڈر جائے تو وہ یہ ذکر کرے" اسی روایت میں ہے۔ جو نابالغ ہو تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اسے لکھ کر قبالہ میں بند کرتے اور اس کے گلے میں لٹکا دیتے" اس روایت کو امام حاکم نے نقل کیا ہے۔ انھوں نے اسے صحیح الاسناد کہا ہے۔ امام مالک نے الموطا میں حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" مجھے معلوم ہوا ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کی" یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں خواب میں ڈر جاتا ہوں" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس روایت کو الطبرانی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اس کے آخر میں ہے کہ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا" کچھ ہی راتوں کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے انھوں نے عرض کی" یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میرے والدین آپ پر فدا! مجھے اس ذات بابرکات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ میں نے وہ کلمات ابھی تین بار بھی نہ کہے تھے جو آپ نے مجھے سکھائے تھے حتیٰ کہ رب تعالیٰ نے میرا سارا خوف دور کر دیا مجھے کسی کی کوئی پرواہ نہ رہی اگر شیر بھی میرے پاس آجاتا تو میں اسے روک لیتا" ابن السنی نے یہ روایت اس طرح لکھی ہے" ایک شخص بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اس نے ایسی خوفناک چیزوں کا تذکرہ کیا جسے وہ خواب میں دیکھتا تھا۔ آپ نے فرمایا! جب تم اپنے بستر پر جانے لگو تو یہ کلمات پڑھ لیا کرو

"اعوذ بكلمات الله التامّات من غضبه وعقابه ومن شر عباده ومن همزات الشياطين واعوذبك ان يحضرون"

ابن اسحاق نے حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے انھوں نے اپنے باپ اور دادا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے کلمات کہتے تھے جنھیں ہم نیند میں گھبراہٹ کے وقت پڑھتے تھے۔ وہ یہ کلمات تھے

"بسم الله اعوذبكلمات الله من غضبه وعقابه وشر عباده ومن همزات الشياطين وان يحضرون"

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اپنے بالغ بچوں کو یہ کلمات سکھاتے تھے اور چھوٹے بچوں کے گلوں میں تعویذ بنا کر لٹکاتے تھے۔ اس روایت کو ابن السنی نے ولید بن مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انھوں نے عرض کی" یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں وحشت پاتا ہوں" آپ نے فرمایا" جب بستر پر جانے لگو تو یہ کلمات پڑھ لیا کرو۔

ابن السنی نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انھوں نے فرمایا" ایک شخص بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم

میں حاضر ہوا۔اس نے وحشت کا شکوہ کیا۔آپ نے فرمایا"یہ ذکر کثرت سے کیا کرو
"سبحان الملك القدوس رب الملائكة والروح جللت السموات والارض بالعزة والجبروت"
اس شخص نے یہ کلمات پڑھے تو اس کی وحشت ختم ہوگئی۔

چوتھا باب

بچھو کا دم

بیہقی نے بنو اسلم کے ایک شخص سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا"ایک شخص کو بچھو نے ڈنگ لیا۔آپ تک یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا"اگر وہ رات کو یہ کلمات پڑھ لیتا
"اعوذ بكلمات الله التامّة من شر ما خلق"
"تو یہ اسے نقصان نہ دیتا"اس شخص نے کہا"میرے اہل خانہ میں سے ایک عورت نے یہ کلمات پڑھ لیے تھے اسے سانپ نے ڈس لیا لیکن اسے کوئی نقصان نہ ہوا"ابن سعد نے ابوبکر بن محمد سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ کو حرۃ الافاعی میں سانپ نے ڈس لیا۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا"انہیں عمارہ بن حزم کے پاس لے جائیں وہ انھیں دم کریں"صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی"یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ قریب الموت ہیں" آپ نے فرمایا"تم انھیں عمارہ بن حزم کے پاس لے جاؤ انھوں نے ان کو دم کیا تو رب تعالیٰ نے انھیں شفاء دے دی"

ابوسعد نے حضرت سہل بن خثیمہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا"حرۃ الافاعی میں ہم میں سے ایک شخص کو سانپ نے ڈس لیا۔حضرت عمر بن حزم رضی اللہ عنہ نے انھیں دم کرنا چاہا مگر اس نے انکار کر دیا حتیٰ کہ وہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں آئے اور آپ سے اذن لے لی۔آپ نے اسے فرمایا"وہ دم مجھے سناؤ"اس نے دم آپ کو سنایا تو آپ نے اسے اجازت مرحمت فرمادی۔شیخان نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ محو سفر تھے۔وہ عرب کے ایک قبیلے کے پاس سے گزرے۔اس میں ایک ایسا شخص تھا جسے کسی چیز نے ڈنگ لیا تھا۔ایک شخص نے اسے سورۃ الفاتحہ پڑھ کر دم کیا تو وہ شفاء یاب ہوگیا"

امام بیہقی نے حضرت خارجہ بن صلت سے روایت کیا ہے۔وہ اپنے چچا جان سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک قوم کے پاس سے گزرے۔ان میں ایک مجنوں شخص تھا جسے لوہے کی زنجیروں سے باندھا گیا تھا۔ان میں سے ایک شخص نے انھیں کہا"کیا تمھارے پاس کوئی ایسی چیز ہے جس کے ساتھ تم اسے دم کرو۔تمھارے صاحب (ﷺ) بھلائی کے ساتھ تشریف

لائے ہیں" انھوں نے لگاتار تین روز دو دو بار سورۃ الفاتحہ پڑھ کر اسے دم کیا تو رب تعالیٰ نے اسے شفا دے دی۔ انھوں نے انھیں ایک سو بکریاں عطا کیں۔ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے۔ آپ نے انھیں فرمایا "کھاؤ۔ کوئی تو باطل دم کے ساتھ کھا رہا ہے۔ تم نے تو حق دم کے ساتھ کھایا ہے۔"

ابن ابی الدنیا نے روایت کیا ہے کہ حضرت خالد بن ولید بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے عرض کی "یارسول اللہ! ﷺ مجھے رات کو خوف لگتا۔

پانچواں باب

نیند نہ آنے کا دم

الطبرانی نے الکبیر میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انھوں نے فرمایا "میں رات کو ڈر جاتا تھا میں اپنی تلوار لیتا اور جس چیز کو بھی پاتا اسے تلوار مارتا۔ حضور محسن دو جہاں ﷺ نے فرمایا "کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ سکھاؤں جب تم انھیں پڑھو تو سو جاؤ گے۔ یوں عرض کیا کرو

"اللھم رب السموات السبع و ما اظلت ورب الارضین وما اقلّت ورب الشیاطین وما اضلت؛ کن لی جارا من شر خلقك اجمعین ان یفرط علی احد منھم او یطغی عز جارك وتبارك اسمك"

امام ترمذی نے انھوں نے لکھا ہے کہ اس کی سند قوی نہیں ہے۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں رات کو خوف سے سو نہیں سکتا" آپ نے فرمایا "جب تم اپنے بستر پر جانے لگو تو یوں عرض کرو

"اللھم رب السموات۔

ابویعلی، ابن عساکر اور ابن السنی نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں نیند نہ آنے کا شکوہ کیا۔ آپ نے فرمایا: "یوں کہا کرو

"اللھم غارت النجوم وھدأت العیون وانت حیّ قیوم لاتاخذہ سنة ولا نوم، یا حیّ یاقیوم لاھدیٔ لیلی وانم عینی"

میں نے یہ کلمات پڑھے۔ میری نیند نہ آنے کی کیفیت ختم ہوگئی

چھٹا باب

جس شخص سے دنیا پیٹھ پھیر جائے اس کے لیے دم

خطیب نے رواۃ المالک میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کی "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا مجھ سے پیٹھ پھیر کر روگرداں ہوگئی ہے" آپ نے فرمایا "تمھیں ملائکہ کی نماز مخلوق کی وہ تسبیح یاد کیوں نہیں جس کی وجہ سے انھیں رزق دیا جاتا ہے۔ تم طلوعِ فجر کے وقت سو سو بار یہ کلمات پڑھا کرلیا کرو

"سبحان الله العظيم و بحمده سبحان الله العظيم استغفر الله"

دنیا تیرے پاس ذلیل ہو کر آئے گی"، وہ شخص کچھ دیر ٹھہرا رہا پھر واپس آیا اس نے عرض کی "یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنی دنیا میرے پاس آگئی ہے کہ میں نہیں جانتا کہ اسے کہاں رکھوں۔"

ساتواں باب

چوری سے امان کی دعا

الطبرانی نے الکبیر میں اور سمویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کے لیے یہ دعا کی "مولا! ان کے قلوب اپنی اطاعت کی طرف پھیر دے اور ان کے بعد میں آنے والوں کا بوجھ کم کر دے" بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

قل ادعو الله او ادعو الرحمٰن۔

یہ آیت طیبہ چوری سے امان ہے۔" آپ کے ایک صحابی نے اسے اس وقت پڑھا جب وہ سونے کے لیے بستر پر لیٹا۔ ایک چور اس کے ہاں آیا۔ اس نے گھر کا سارا مال جمع کیا۔ اسے اٹھایا، گھر کا مالک سویا ہوا نہ تھا وہ دروازے تک پہنچا۔ اس نے پایا کہ دروازہ بند تھا۔ اس نے گٹھڑی رکھی تو دروازہ کھل گیا۔ اس نے تین بار اسی طرح کیا۔ گھر کا مالک ہنسا اس نے کہا "میں نے اپنے گھر کو محفوظ کر دیا تھا۔"

ابن سعد نے حضرت ابان بن ابی عیاش رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حجاج سے بات کی۔ حجاج نے انھیں کہا اگر تم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت نہ کی ہوتی اور امیر المؤمنین کا تمہارے بارے میں خط نہ ہوتا تو تمہاری اور

میری کیفیت جداگانہ ہوتی حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا "ارے! ارے! جب میری ناک کا اگلا حصہ سخت ہو گیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آواز کو عجیب سمجھا تو آپ نے مجھے ایسے کلمات سکھائے جن کے ساتھ سرکش اور جبار شخص مجھے نقصان نہیں دے سکتا۔ میں اس کے سامنے نہیں جھک سکتا اس کے علاوہ ضروریات بھی آسانی سے پوری ہوں گی۔ امیر المؤمنین مجھے محبت سے ملے گا" حجاج نے کہا "کاش! آپ وہ کلمات مجھے سکھا دیں" انھوں نے کہا "تو ان کا اہل نہیں ہے۔ حجاج نے اپنے دونوں بیٹوں کو دو سو دراہم کے ساتھ ان کے پاس بھیجا۔ اس نے انھیں کہا "اس بزرگ کے ساتھ نرمی کرنا شاید تمھیں وہ کلمات مل جائیں۔ مگر وہ ان کلمات کو نہ پا سکے" ان کے وصال کے تین روز قبل انھوں نے مجھے کہا "یہ کلمات یاد کر لو انھیں ان کی مناسب جگہ پر رکھنا" حضرت ابان رضی اللہ عنہ نے تذکرہ کیا کہ رب تعالیٰ نے انھیں وہ کچھ عطا کر دیا جو حضرت انس رضی اللہ عنہ کو عطا کیا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ میرا وہ خوف بھی ختم کر دیا جو میں پاتا تھا وہ پاکیزہ کلمات یہ ہیں

"الله اکبر الله اکبر بسم الله علی نفسی و دینی بسم الله علی اهلی ومالی بسم الله علی کل شی اعطانی بسم الله خیر الاسماء؛ بسم الله رب الارض والسماء بسم الله الذی لا یضر مع اسمه داء بسم الله افتتحت وعلی الله توکلت الله ربی لا اشرك به اسئلك اللهم بخیرك من خیرك الذی لا یعطیه غیرك عز جارك جل ثناؤك لا اله الا انت اجعلنی فی عیاذك وجوارك من كل سوء ومن الشیطان الرجیم، اللهم انی استجیرك من كل شیء خلقت واحترس بك منهن واقدّم بین یدیّ بسم الله الرحمٰن الرحیم قل هو الله احد الله الصمد لم یلد و لم یولد ولم یكن له كفوا احد ومن خلفی وعن یمینی وعن شمالی ومن فوقی ومن تحتی۔"

ان چھ مقامات پر سورت الاخلاص پڑھی جائے گی"

امام مسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک اعرابی بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی "یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھے ایسے کلمات سکھائیں جنہیں میں پڑھا کروں" آپ نے فرمایا "یہ کلمات پڑھا کرو:

لا اله الا الله وحده لا شریك له، الله اکبر کبیرا والحمد لله کثیرا وسبحان الله رب العالمین لا حول ولا قوة الا بالله العزیز الحکیم۔

اس نے عرض کی "یہ تو میرے رب تعالیٰ کے لیے ہیں میرے لیے کیا ہے؟ آپ نے فرمایا یوں عرض کیا کرو

"اللهم اغفر لی وارحمنی وارزقنی وعافنی"

امام ترمذی نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور رحمت عالمیاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو حصین رضی اللہ عنہ کو دو کلمات سکھائے وہ ان کے ساتھ دعا مانگتے تھے

"اللھم الھمنی رشدی واعذنی من شر نفسی"

امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔انہوں نے اسے غریب کہا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے یہ کلمات سکھائے

"اللھم اجعل سریرتی خیرا من علا نیتی واجعل غلانیتی صالحۃ،اللھم انی اسئلك من صالح ماتؤتی الناس من المال والاھل والولد غیر الضال ولا المضل"

امام ترمذی نے (انھوں نے اسے صحیح کہا ہے) حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا"میں نے عرض کی"یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھے ایسے کلمات سکھائیں جن کے ساتھ میں رب تعالیٰ سے التجاء کیا کروں"آپ نے فرمایا"رب تعالیٰ سے عافیت کا سوال کیا کرو"میں کچھ دیر ٹھہرا رہا پھر میں بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہو گیا۔میں نے عرض کی"یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھے ایسے کلمات سکھائیں جن کے ساتھ میں رب تعالیٰ سے پناہ مانگا کروں"آپ نے فرمایا"عباس! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا جان! رب تعالیٰ سے دنیا اور آخرت میں عافیت کا سوال کیا کرو"ابن ابی شیبہ اور حاکم نے (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) حضرت بریدۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا"کیا میں تمھیں ایسے کلمات نہ سکھاؤں۔رب تعالیٰ یہ کلمات اسے سکھاتا ہے جس کے ساتھ وہ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے"پھر آپ نے انھیں یہ کلمات سکھائے۔

"اللھم انیّ ضعیف فقوّنی رضاك ضعفی وخذالی الخیر بنا صیتی واجعل الاسلام منتھی رضائی، اللھم انیّ ضعیف فقوّنی وانی ذلیل فاعزّنی وانی فقیر فارزقنی"

آٹھواں باب

جو کلمات حضرت سیدہ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کو سکھائے

نسائی اور الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے فرمایا"آپ کو کیا امر مانع ہے کہ آپ وہ کلمات غور سے سنیں اور شام کے وقت انھیں پڑھیں وہ کلمات

یہ ہیں

"یا حیی یا قیوم برحمتك استغیث اصلح لی شانی کله ولا تکلنی الی نفس طرفة عین"

نواں باب

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو صبح وشام کے کلمات سکھائے

امام احمد، امام بخاری نے الادب میں، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور حاکم نے (انھوں نے اسے صحیح کہا ہے۔) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، امام احمد، بخاری نے ادب میں اور ترمذی نے (انھوں نے اسے حسن کہا ہے) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھے ایسے کلمات سکھائیں جنھیں میں صبح وشام کہا کروں" آپ نے فرمایا "یہ کلمات پڑھا کریں

اللھم فاطر السموات و الارض، عالم الغیب و الشھادة، رب کل شیٔ و ملیکه و اشھد ان لا اله الا انت اعوذبك من شر نفسی و من شر الشیطان و شرکه و ان اقترف علی نفسی سوءا او جرّه الی مسلم۔

یہ کلمات صبح وشام اور بستر پر جاتے وقت پڑھا کریں"

شیخین نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "تم یہ کلمات پڑھا کرو

"اللھم انی ظلمت نفسی ظلما کثیراً وانه لا یغفر الذنوب الا انت فاغفرلی مغفرةً من عندك وارحمنی انك انت الغفور الرحیم"

دسواں باب

حضرت ابومالک الاشعری رضی اللہ عنہ کو پاکیزہ ذکر سکھایا

حضرت ابومالک الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم صبح وشام اور بستر پر جاتے وقت یہ ذکر کیا کریں

"اللھم فاطر السموات والارض عالم الغیب والشھادۃ رب کل شیء وملیکہ والملائکۃ یشھدون انک لا الہ الا انت، اللھم نعوذبک من شر انفسنا ومن شر الشیطان ومن شرکہ وان نقترف سوء اعلی انفسنا اونجرہ الی مسلم"

گیارھواں باب

حضرت ابیّ بن کعب رضی اللہ عنہ کو جو پاکیزہ کلمات سکھائے

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انھوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں فرمایا کہ ہم صبح اور شام یہ ذکر کیا کریں

"اصبحنا علی فطرۃ الاسلام و کلمۃ الاخلاص وسنۃ نبینا محمد ﷺ وملۃ ابینا ابراھیم حنیفا مسلما وما انا من المشرکین"

بارھواں باب

ایک نور نظر رضی اللہ عنہا کو یہ پاکیزہ کلمات سکھائے

ابوداؤد اور نسائی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک نور نظر سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انھیں فرماتے تھے کہ وہ صبح وشام ان پاکیزہ کلمات کا ورد کیا کریں

"سبحان اللہ و بحمدہ لا قوۃ الا باللہ ماشاء اللہ کان ومالم یشاء لم یکن اعلم ان اللہ علی کل شئ قدیر و ان اللہ قد احاط بکل شی علما"

جب وہ یہ ذکر پاک صبح فرمالیتی تو شام تک وہ محفوظ ہو جاتیں جب وہ یہ کلمات شام کو پڑھ لیتی تو وہ صبح تک محفوظ ہو جاتی۔

عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دیکھے جانے والے بعض خواب

پہلا باب

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا خواب

امام بخاری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خواب دیکھتے تھے۔ وہ انھیں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کرتے تھے آپ ان کے متعلق جو چاہتے تھے وہ فرماتے تھے۔ میں نو خیز جوان تھا میں نے شادی سے قبل مسجد کو ہی اپنا گھر بنالیا تھا۔ میں نے اپنے آپ سے کہا "اگر تم میں بھلائی ہوئی تو تم بھی ایسا ہی خواب دیکھو گے جیسے خواب یہ دیکھتے ہیں۔ ایک رات میں لیٹنے لگا تو میں نے کہا "مولا! اگر تو مجھ میں بھلائی دیکھتا ہے تو مجھے بھی خواب دکھادے۔" اسی وثنا میں دو فرشتے آئے ان میں سے ہر ایک کے پاس لوہے کا گرز تھا۔ وہ مجھے جہنم کی طرف ہانک کرلے جارہے تھے۔ میں اسی دوران رب تعالیٰ سے یہ دعا مانگتا جارہا تھا "مولا! میں جہنم سے پناہ مانگتا ہوں پھر مجھے دکھایا گیا کہ ایک فرشتہ ہے۔ اس کے ہاتھ میں گرز ہے۔ اس نے مجھے کہا" نہ ڈرو۔ تم اچھے انسان ہو۔ کاش کہ تم زیادہ نماز پڑھا کرو" وہ مجھے لے کر چلے انھوں نے مجھے جہنم کے کنارے پر کھڑا کر دیا۔ اس کی تہیں کنویں کی تہوں کی طرح تھیں کنویں کی قرون (لکڑی رکھنے کی جگہوں) کی طرح کی اس کی قرون تھیں۔ ہر دو قرنوں کے مابین ایک فرشتہ تھا جس کے ہاتھ میں لوہے کا گرز تھا۔ میں نے وہاں مرد دیکھے جنہیں الٹا لٹکایا گیا تھا۔ میں نے قریش کے کچھ افراد وہاں دیکھے، پھر وہ مجھے دائیں طرف لے گئے۔" میں نے یہ خواب حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا۔ انہوں نے یہ خواب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کر دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "عبداللہ ایک پاکباز شخص ہے" امام بخاری نے ان سے ہی روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا کہ میرے ہاتھ میں ریشم کا ٹکڑا ہے میں اس پر سوار ہو کر جنت میں جہاں چاہتا ہوں چلا جاتا ہوں"، میں نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے یہ خواب عرض کیا۔ انہوں نے اسے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کر دیا۔ آپ نے فرمایا "تمہارا بھائی ایک صالح شخص ہے۔"

دوسرا باب

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا خواب

امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے دیکھا کہ گویا کہ میں باغ میں ہوں باغ کے وسط میں ایک ستون ہے۔ ستون کے اوپر ایک حلقہ ہے۔ مجھے بتایا گیا کہ میں اوپر چڑھوں" میں نے عرض کی" میں یہ طاقت نہیں رکھتا۔ ایک غلام آیا۔ اس نے میرے کپڑے اٹھائے۔ میں نے اس حلقے کو مضبوطی سے تھام لیا میں اس حلقے کو تھامے ہوئے تھا۔ میں نے یہ خواب بارگاہ مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کر دیا۔ آپ نے فرمایا "وہ باغ اسلام کا گلشن ہے۔ وہ ستون اسلام کا ستون ہے۔ وہ حلقہ عروۃ الوثقی ہے۔ تم تادم واپسیں اسلام کے ساتھ چمٹے رہو گے"

ابن سعد نے ان سے روایت کیا ہے انھوں نے فرمایا "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں ایک خواب دیکھا میں نے دیکھا گویا کہ ایک شخص میرے پاس آیا۔ اس نے مجھے کہا "چلو" وہ مجھے بڑی شاہراہ پر لے گیا۔ اسی اثناء میں کہ میں چل رہا تھا کہ مجھے شمال میں ایک رستہ ملا میں نے اس پر چلنا چاہا۔ اس نے مجھے کہا "تم اہل شمال میں سے نہیں ہو" پھر دائیں طرف مجھے ایک رستہ ملا میں اس پر چلا حتیٰ کہ میں ایک پھسلاہٹ والے پہاڑ کے پاس پہنچا۔ اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے لے کر چڑھنے لگا، حتیٰ کہ میں نے وہ حلقہ پکڑ لیا۔ اس نے مجھے کہا "تم نے حلقہ پکڑ لیا ہے" میں نے یہ خواب بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کیا۔ آپ نے فرمایا "تم نے عمدہ خواب دیکھا ہے عظیم شاہراہ حشر ہے۔ جو رستہ تم نے شمال کی طرف دیکھا تھا۔ وہ اہل آتش کا رستہ ہے۔ جو رستہ تم نے دائیں طرف دیکھا تھا وہ اہل جنت کا رستہ ہے۔ وہ پہاڑ شہداء کی منزل تھی۔ عروہ الوثقی جسے تم نے تھاما تھا وہ اسلام ہے تم تادم زیست اسے تھامے رکھو"

تیسرا باب

ابن زمیل الجہنی رضی اللہ عنہ کا خواب

الطبرانی اور بیہقی نے ابن زمیل الجہنی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے ایک خواب ملاحظہ کیا۔ اس کا تذکرہ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کیا۔ میں نے عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے سارے لوگوں کو دیکھا وہ چراگاہ بہت خوبصورت تھی اتنی دلکش چراگاہ میری آنکھوں نے آج تک نہ دیکھی تھی۔ وہاں مختلف اقسام کی گھاس تھی۔ اس پر شبنم

کے قطرات تاباں تھے جب وہ اس چراگاہ تک پہنچے تو مجھے علم ہوا کہ میں اس کے پہلے دستے میں ہوں۔لوگوں نے وہاں نعرۂ تکبیر بلند کیا، پھر راستے میں ہی ڈیرہ لگا لیا۔وہ اس سے دائیں یا بائیں طرف نہ ہٹے۔گویا کہ میں اب بھی ان لوگوں کو آتے ہوئے دیکھ رہا ہوں، پھر دوسرا قافلہ بھی وہیں آ گیا۔وہ پہلے قافلے سے بڑا تھا۔جب وہ اس چراگاہ پر آئے تو انہوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔اسی پر اپنا ڈیرہ لگا لیا۔ان میں سے کچھ نے اسی چراگاہ میں اپنے جانور چرائے،بعض نے گھاس کے گٹھے بھی بنا لیے پھر وہ عازم سفر ہو گئے، پھر لوگوں کا تیسرا کارواں بھی وہیں پہنچ گیا۔وہ کارواں بہت بڑا تھا۔انہوں نے کہا "یہ منزل کتنی عمدہ ہے۔مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے کہ میں اب بھی انھیں دیکھ رہا ہوں۔وہ دائیں بائیں جھک رہے تھے۔جب میں نے اس کارواں کو دیکھا تو میں بھی اسی رستے پر گامزن ہو گیا۔حتیٰ کہ میں اس چراگاہ کے آخری کنارے تک پہنچ گیا۔یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم وہاں میں نے آپ کی زیارت کر لی آپ ایک ایسے منبر پر تشریف فرما تھے جس کے سات درجے تھے۔آپ سب سے بلند درجے پر تشریف فرما تھے آپ کی دائیں سمت ایک گندمی رنگت والا اور ستواں ناک والا نوجوان کھڑا تھا۔جب وہ گفتگو کرتا تھا تو وہ سب پر غالب آجاتا تھا۔آپ کے بائیں سمت ایک میانے قد والا سرخ رنگت اور چھریرے بدن والا جوان تھا۔اس کے چہرے پر بہت زیادہ تل تھے۔اس کے بال بہت زیادہ سیاہ تھے۔جب وہ گفتگو کرتا تو سارے لوگ انہماک کے ساتھ اس کی گفتگو سنتے تھے پھر میں نے آپ کے سامنے ایک بزرگ دیکھا جو آپ کے ساتھ مشابہت رکھتا تھا۔سارے لوگ اس کے ہر حکم پر عمل پیرا ہوتے تھے۔میں نے دیکھا کہ اس بزرگ کے سامنے کمزوری اونٹنی تھی۔آپ اس ناقہ کو ہانک رہے تھے۔جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ خواب سنا تو آپ کے چہرۂ انور کا رنگ متغیر ہو گیا، کچھ دیر بعد یہ کیفیت ختم ہو گئی۔آپ نے فرمایا "ابن زمیل! تم نے جو وسیع اور کشادہ رستہ دیکھا ہے۔وہ شاہراہ ہدایت ہے۔جس پر اللہ تعالیٰ نے تمھیں گامزن کیا ہے۔جو چراگاہ تم نے خواب میں دیکھی ہے وہ دنیا اور اس کا عیش و آرام ہے۔میں اور میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس چراگاہ میں سے گزر گئے۔ہم نے نہ اس کے ساتھ اور نہ دنیا نے ہمارے ساتھ ناطہ جوڑا، پھر دوسرا کارواں آ گیا، جو تعداد میں ہم سے زیادہ تھا۔ان میں سے کچھ نے جانور چرائے بعض نے گھاس کے مٹھے بنائے وہ بھی نجات پا گئے، پھر کثیر تعداد میں لوگ وہاں آئے۔وہ چراگاہ کے دائیں بائیں پھیل گئے۔جہاں تک تمہارا تعلق ہے تم صراط مستقیم پر گامزن ہو۔اسی پر رواں دواں رہو گے حتیٰ کہ تم مجھ سے ملاقات کی سعادت حاصل کر لو گے تم نے منبر دیکھا۔اس کے سات زینے تھے۔میں اس کے اوپر والے زینے پر تھا۔دنیا کی عمر سات ہزار سال ہے میں اس کے آخری ہزار میں ہوں تم نے جس شخص کی میرے دائیں طرف زیارت کی ہے۔وہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام تھے۔وہ محو گفتگو ہوتے تھے تو لوگوں پر غالب آجاتے تھے کیونکہ انھوں نے رب تعالیٰ کے ساتھ ہم کلام ہونے کا شرف حاصل کیا تھا۔جس شخص کو تم نے میرے بائیں طرف دیکھا ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے۔ہم ان کی تعظیم کرتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعظیم کی ہے۔وہ

بزرگ ہمارے باپ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام تھے۔ ہم تمام ان کو اپنا امام تسلیم کرتے ہیں اور ان کی اقتداء کرتے ہیں۔ وہ اونٹنی جسے تم نے دیکھا ہے وہ قیامت ہے۔ جو ہم پر قائم ہوگی میرے بعد کوئی نبی نہیں اور میری امت کے بعد کوئی امت نہیں ہے۔"

چوتھا باب

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کا خواب

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "قبیلہ بلی" کے دو افراد بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے اسلام قبول کیا۔ ان میں سے ایک دوسرے سے اچھا مجاہد تھا اس نے خوب جہاد کیا اور شہادت سے سرفراز ہوا دوسرا ایک سال کے بعد وصال کر گیا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "میں جنت کے دروازے کے پاس تھا یعنی میں نے خواب میں دیکھا۔ میں ان دونوں کے ساتھ تھا جنت سے ایک نکلنے والا باہر نکلا پھر اس نے اسے اجازت دی جو بعد میں مرا تھا، پھر وہ واپس آیا۔ اس نے اسے اجازت دی جو شہید ہوا تھا، پھر وہ میرے پاس آیا۔ اس نے کہا "تم واپس لوٹ چلو تمہیں ابھی اذن نہیں ملا، وقت صبح انھوں نے یہ خواب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سنایا۔ وہ بے حد متعجب ہوئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "کیا وہ اس سے ایک سال بعد میں نہیں مرا۔ اس نے اتنی نمازیں پڑھیں۔ اتنے سجدے کیے رمضان المبارک کو پایا اور اس کے روزے رکھے۔"

پانچواں باب

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا خواب

امام بیہقی نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں سورۃ "ص" پڑھ رہا ہوں۔ جب میں آیت سجدہ تک پہنچا تو ہر چیز نے سجدہ کیا۔ میں نے دوات، لوح اور قلم کو دیکھا وہ بھی سجدہ ریز تھیں۔ وقت صبح میں نے یہ خواب بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کیا، تو آپ نے اس سورت مبارک میں سجدہ کرنے کا حکم دیا۔"

چھٹا باب

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا خواب

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے فرمایا"حضور اکرم ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم ہر نماز کے بعد تینتیس بار سبحان اللہ، تینتیس بار الحمد للہ، اور تینتیس بار اللہ اکبر کہا کریں۔انصاری شخص کو خواب آیا۔اس سے کہا گیا"حضور اکرم ﷺ نے تمھیں حکم دیا ہے کہ تم ہر نماز کے بعد اس طرح اس طرح ذکر کیا کرو۔"اس نے کہا"ہاں!اس نے کہا"ان کی تعداد پچیس پچیس بار کرلو اور اس میں لا الہ الا اللہ کا ورد رکھو"وقت صبح اس نے یہ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں عرض کی۔آپ نے فرمایا"اسی طرح کرلو۔"

ساتواں باب

حضرت طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ کا خواب

حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا"حضرت طفیل رضی اللہ عنہ نے ہجرت کی تو ان کے ہمراہ ان کی قوم کے ایک شخص نے بھی ہجرت کی۔وہ شخص بیمار ہوگیا۔اس نے تیر کے پھل سے انگلیوں کے پورے کاٹ ڈالے اور مر گیا۔خواب میں حضرت طفیل رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھا تو پوچھا"رب تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا؟انہوں نے فرمایا:"میری ہجرت کے طفیل اس نے مجھے معاف کر دیا۔انھوں نے پوچھا"تمھارے ہاتھوں کی کیفیت کیا ہے؟اس نے کہا مجھے بتایا گیا"ہم تمہارے اس عضو کی اصلاح نہیں کریں گے جسے تم نے خود بگاڑا ہے"حضرت طفیل رضی اللہ عنہ نے یہ خواب بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں سنایا تو آپ نے یہ دعا مانگی"مولا!اس کے ہاتھوں کو بھی بخش دے۔"

آٹھواں باب

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا خواب

ان کی نورِ نظر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا"میں نے خواب میں دیکھا۔اس وقت

تک میں نے اسلام قبول نہیں کیا گویا کہ میں تاریکی میں ہوں۔ مجھے کچھ بھی نظر نہیں آرہا۔ اچانک میرے لیے چاند چمکتا ہے۔ میں اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگتا ہوں۔ گویا کہ میں ان افراد کو دیکھ رہا ہوں جو اس چاند کی طرف مجھ سے سبقت کر گئے ہیں۔ میں نے حضرات علی المرتضیٰ اور زید بن حارث رضی اللہ عنہما کی طرف دیکھا۔ میں نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ میں ان سے پوچھ رہا تھا "تم یہاں کب پہنچے؟ انہوں نے فرمایا "ابھی" مجھے معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوشیدہ تھے میں نے شعب اجیاد میں آپ سے ملاقات کی۔ آپ نے نماز عصر پڑھ لی تھی۔ میں نے اسلام قبول کر لیا۔ ان نفوس قدسیہ کے علاوہ اور کوئی مجھ سے سبقت نہ لے جاسکا"

نواں باب

لیلۃ القدر آخری سات راتوں میں ہے

شیخان نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خواب میں لیلۃ القدر کو رمضان المبارک کی آخری سات راتوں میں دیکھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "میں نے تمہارے خوابوں کی طرح کا خواب دیکھا ہے میرا اتفاق ہے کہ یہ آخری سات راتوں میں ہے۔ جو اسے تلاش کرنا چاہے تو وہ اسے آخری سات راتوں میں تلاش کر لے۔"

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کرامات

پہلا باب

اولیاء کاملین رحمۃ اللہ علیہم کی کرامات کا ثبوت

امام بخاری اور ابن حبان نے حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، امام احمد نے زہد میں، ابن ابی الدنیا، ابو نعیم نے الحلیہ میں، بیہقی نے الحلیہ میں اور الطبرانی نے ایک اور سند سے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے، الطبرانی اور بیہقی نے ابو امامہ سے اسماعیلی نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے، الطبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، ابو یعلی، بزار اور الطبرانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے، ابو یعلی نے حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے، الطبرانی نے حسن سند سے حضرت حذیفہ سے ابن ماجہ اور ابن نعیم نے الحلیہ میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "جس نے میرے کسی ولی کو اذیت دی، (یا جس نے میرے کسی ولی کی اہانت کی) تو اس نے میرے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ اس سے پسندیدہ کوئی امر نہیں کہ میرا بندہ اس چیز کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرے جو میں نے اس پر فرض کی ہے بندہ لگا تار نوافل ادا کرتے کرتے قریب ہوتا جاتا ہے حتیٰ کہ میں اس سے پیار کرنے لگتا ہوں۔ جب میں اس سے پیار کرتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جن کے ذریعے وہ سنتا ہے۔ میں اس کی وہ آنکھیں بن جاتا ہوں جن کے ذریعے وہ دیکھتا ہے۔ میں اس کے وہ ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے مانگے تو میں اسے ضرور عطا کرتا ہوں۔ اگر وہ مجھ سے پناہ مانگے تو میں ضرور اسے پناہ دیتا ہوں۔ مجھے اس امر میں کبھی تردد نہیں ہوا جسے میں کرنے لگوں۔ مجھے مومن کی جان کو قبض کرتے کبھی تردد نہیں ہوا۔ وہ موت کو، پسند کرتا ہے جبکہ میں اس کے عیوب کو ناپسند کرتا ہوں۔"

تنبیہ

علماء نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان "میں اس کے کان بن جاتا ہوں" کا مفہوم یہ ہے کہ رب تعالیٰ اس کی سماعت بن جاتا ہے۔ اس کی بصارت بن جاتا ہے "عادیٰ" سے مراد ہے جس نے اذیت دی۔ اپنے قول یا فعل کے ساتھ ناراض کیا۔ یہ "ولیًا" سے حال ہے۔ اس کے نکرہ کی وجہ سے اسے مقدم کیا گیا ہے۔ اسے ظرف لغو بنایا گیا ہے "ولیًا" یہ یا تو فاعل کے معنی میں

ہے جیسے علیم، قدیر۔ اس وقت اس کا معنی ہوگا "اپنے رب تعالیٰ کی اطاعت میں کار بند رہنے والا" یا یہ مفعول کے معنی میں ہوگا۔ جیسے قتیل اور جریح، کیونکہ رب تعالیٰ نے اس سے پیار کیا ہے جیسے ارشاد ہے:

وھو یتولّی الصالحین۔

ترجمہ: وہ پاکبازوں سے محبت کرتا ہے۔

"آذَنْتُہٗ" کا معنی ہے "اعلمتہ" میں اسے بتاتا ہوں۔ محاربہ کے وقوع نے اشکال پیدا کر دیا ہے کیونکہ یہ دونوں اطراف سے ہوتا ہے، جبکہ مخلوق خالق کا امر ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ایسا خطاب ہے جو سمجھ آسکے جنگ ھلاکت ہے۔ رب تعالیٰ پر تو کوئی غالب نہیں آسکتا، گویا کہ معنی یہ ہے کہ میں اسے ضرور ہلاک کروں گا۔ تاج الدین الفاکھانی نے اس سے تہدید مراد لیا ہے کیونکہ جس کے خلاف رب تعالیٰ نے اعلان جنگ کر دیا۔ اس نے اسے ہلاک کر دیا۔ اس کا تعلق مجاز بلیغ میں سے ہے۔ جس نے رب تعالیٰ کے پسندیدہ شخص سے نفرت کی تو اس نے رب تعالیٰ کی مخالفت کی۔ اس کے ساتھ دشمنی کی۔ جس نے اس کے ساتھ دشمنی کی اس نے اسے ہلاک کر دیا، بعض احادیث قدسیہ میں ہے "میں اپنے اولیاء کے لیے اس طرح غصے ہوتا ہوں جیسے ناراض شیر ہوتا ہے۔"

امام احمد نے کتاب الزہد میں حضرت وھب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام سے فرمایا" جان لو۔ جس نے میرے کسی ولی کی اہانت کی یا اسے خوفزدہ کیا اس نے میرے خلاف اعلانِ جنگ کر دیا۔

اس نے خود کو میرے سامنے پیش کر دیا۔ مجھے اس کی طرف بلایا۔ میں سب سے تیزی کے ساتھ اپنے اولیاء کی نصرت کرتا ہوں جو میرے ساتھ جنگ کرتا ہے کیا اس کا گمان ہے کہ وہ میرے سامنے کھڑا ہو سکے گا، یا جو میرے ساتھ جنگ کرتا ہے اس کا گمان ہے کہ وہ مجھے عاجز کر سکے گا، یا جو میرے ساتھ جنگ کرتا ہے اس کا گمان ہے کہ وہ مجھ سے سبقت لے جائے گا یا مجھے ہرا دے گا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میں دنیا اور آخرت میں ان کے لیے انتقام لینے والا ہوں۔ میں ان کے لیے اپنی نصرت کسی کے حوالے نہیں کرتا۔"

رب تعالیٰ تم پر رحم کرے ذرا سوچو کہ یہ شدید دھمکی اس کے لیے ہے جو اس کے کسی ولی کو اذیت دیتا ہے جو اس وادی میں کودتا ہے۔ یہ اپنے راہ رو کو ہلاکتوں کی طرف لے جاتی ہے وہ اپنا ہی کچھ بگاڑتا ہے ولی کا تو کچھ نقصان نہیں ہوتا۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کسی نے کہا ہے:

کناطع صخرۃ یوما لیوھنا فلم یضرھا و اوھی قرنہ الوعل

ترجمہ: جیسے کہ کسی روز چٹان کو سینگ مارنے والا تاکہ اسے کمزور کر دے لیکن وہ چٹان کا تو کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ وہ پہاڑی بکرا اپنے ہی سینگوں کو کمزور کرتا ہے۔

یا کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

ما یضر البحر زاخرا ان رمی فیہ صَغِیْرٌ بحجر

ترجمہ: اگر کسی موجزن سمندر میں کوئی چھوٹا بچہ پتھر پھینک دے تو وہ اسے کیا نقصان دے سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ عالم، علامہ شیخ شہاب الدین المنصوری پر رحم کرے انہوں نے کیا خوب لکھا ہے:

اجدر الناس بالعلا العلماء فھم الصالحون و الاولیاء

ترجمہ: علماء سارے لوگوں سے زیادہ رفعت کے مستحق ہیں اور وہ صالح اور اولیاء کرام ہیں۔

سادۃ ذو الجلال اثنی علیھم و علی مثلھم یطیب الثناء

ترجمہ: وہ سردار ہیں رب تعالیٰ نے ان کی تعریف کی ہے اور ان جیسے لوگوں کی عمدہ تعریف ہوتی ہے۔

و بھم تمطر السماء و عنا یکشف السوء و یزول البلاء

ترجمہ: ان کے صدقے سے بارش نازل ہوتی ہے اور ہم سے غم دور کیے جاتے ہیں اور مصیبتیں ختم ہو جاتی ہیں۔

خشیۃ اللہ فیھم ذات حضرا ففی غیرھم یکون العلاء

ترجمہ: ان میں اللہ تعالیٰ کی خشیت موجود ہوتی ہے، جبکہ ان کے علاوہ دوسرے لوگوں میں بڑا بننے کی تمنا باقی ہوتی ہے۔

فالبرایا جسم و ھم فیہ روحٌ و البرایا موتی و ھم احیاء

ترجمہ: مخلوق جسم ہوتے ہیں اور یہ علماء ان میں روح ہوتے ہیں، لوگ مردہ ہوتے ہیں اور وہ زندہ ہوتے ہیں۔

فتعفف عن لحمھم فھوسم حلّ منہ الغّنا و عزَّ الشفاء

ترجمہ: ان کے گوشت سے پاک دامن ہو جاوہ زہر ہے۔ اس کی وجہ سے مرض نازل ہوتی ہے اور شفا نایاب ہو جاتی ہے۔

قد سمو قطبۃ و زادوا ذکاءً فعمی علیھم الانبیاء

ترجمہ: وہ تمام کے تمام رفعتوں پر فائز ہو کے ان کی ذہانت میں اضافہ ہو گیا اور دشمنوں کے لیے خبریں مخفی ہو گئیں۔

قلت للجاھل المشاقق فیھم ھل جزاءُ الشقاق الا الشقاء

ترجمہ: میں نے اس جاہل سے کہا جو ان کے بارے جھگڑا کرتا تھا کہ اس جھگڑے کی سزا صرف بدبختی ہے۔

قد رأینا لکل دھرٍ عیوننا و العمری ھم للعیون ضیاء

ترجمہ: ہم نے جو زمانے کی آنکھوں کو دیکھا ہے، مجھے اپنے زندگانی کی قسم کہ وہ آنکھوں کے لیے روشنی ہے۔

لا یسألون ما یقول جھول النھیق کلامہ ام عواء

ترجمہ: جاہل جو کچھ کہتا ہے اس کے بارے نہیں پوچھتے ہیں، کہ اس کا کلام گدھے کی آواز ہے یا کتے کی۔

و اِذا الکلب فی ظلام اللیالی تسبح الارض لا تبالی السماء

ترجمہ: جب ستارات کی تاریکی میں دھندلا نظر آتا ہے۔آسمان اس کی کوئی پروا نہیں کرتا۔

فلبسوا بالشقاء کل جھولٍ و لتفز بالسعادۃ العلماءُ

ترجمہ: انہوں نے ہر جاہل کو بدبختی کالبادہ پہنادیا اور علماء سعادت کے ساتھ کامیاب ہو گئے۔

ابن عساکر نے لکھا ہے۔انہوں نے اپنی کتاب تبیین کذب المفتری فیما نسب الامام ابی الحسن الاشعری میں لکھا ہے علماء کے گوشت زہر آلود ہوتے ہیں رب تعالیٰ کی یہ سنت مشہور ہے کہ وہ ان کے دشمنوں کے پردوں کو چاک کر دیتا ہے۔"
ایک اور جگہ انہوں نے لکھا ہے:

"علماء کا گوشت زہر ہے جس نے سونگھا وہ بیمار ہو گیا جس نے چکھا وہ مرگیا۔"

اگر یہ کہا جائے:

کیا ولی معصوم ہوتا ہے؟ اس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ اگر وجوبی طور پر کہا جائے تو "نہیں" جواب ہے جیسے کہ انبیاء کرام معصوم ہوتے ہیں اگر خوش قسمتی کے اعتبار سے کہا جائے تو ممکن ہے اگر کہا جائے کہ کیا یہ جائز ہے کہ ولی کو اپنی ولایت معلوم ہو؟ ایک قول یہ ہے کہ امام ابن فورک نے اس سے منع کیا ہے کیونکہ اس سے اس کا خوف چھن جائے گا اس کے لیے امن کا موجب بن جائے گا جبکہ ابوالقاسم القشیری نے اسے جائز کہا ہے انہوں نے فرمایا: حکم اسی کا قبول کرتے ہیں اور اسی کو ترجیح دیتے ہیں لیکن یہ سارے اولیاء میں ضروری نہیں حتیٰ کہ ہر ولی کو معلوم ہو کہ وہ ولی ہے لیکن اس کا جان لینا جائز ہے اسی لیے بعض علماء کرام نے لکھا ہے: "ممکن ہے کہ ایک ولی اس حد تک پہنچ جائے جو اس کے خوف کو ساقط ہونے سے روک دے۔ یہ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ وہ فرماتے ہیں "اگر کوئی کسی باغ میں داخل ہو جس میں کئی درخت ہوں، ہر درخت پر پرندہ ہو۔ وہ فصیح زبان سے کہے السلام علیک یا ولی اللہ! اسے یہ اندیشہ نہ ہو کہ یہ مکر ہے تو وہ اس سے فریب خوردہ ہے۔" اگر تم کہو کہ کیا یہ جائز ہے کہ ایک شخص کسی حالت میں ولی ہو پھر اس کی یہ حالت تبدیل ہو جائے۔" کہا جاتا ہے کہ اس میں اختلاف ہے جو اس اختلاف پر مبنی ہے کہ کیا ولایت میں حسن موافات شرط ہے یا نہیں۔ جس نے اسے شرط رکھا ہے۔ اس نے تغیر کو جائز نہیں رکھا اور جس نے اسے شرط نہیں رکھا اس نے اسے جائز رکھا ہے لیکن ہر غالب یہی ہے کہ وہ اپنے صدق کے صحو کے اوقات میں اپنے حقوق ادا کرتا ہے سارے احوال میں مخلوق پر شفقت کرتا ہے۔ ان سے بردباری کو مداومت بخشتا ہے۔ اس کی ابتداء یہ ہے کہ وہ رب تعالیٰ سے التجاء کرتا ہے کہ وہ ان پر احسان کرے۔ وہ کسی کی التجاء کے بغیر احسان کرتا ہے وہ ہر اعتبار سے لالچ کو ختم کر دیتا ہے وہ ان میں برائی پھیلانے سے اپنی زبان کو روک لیتا ہے۔ ہمیشہ غمزدہ رہتا ہے وغیرہ وغیرہ جیسے کہ اولیاء کرام علیہم الرحمہ کے ہاں یہ معروف ہے رب تعالیٰ ہمیں ان سے نفع عطا کرے اور ان کی برکت سے محروم نہ کرے۔"

دوسرا باب

کرامات اولیاء کے فوائد

خوب جان لو کہ کسی ولی کے ہاتھوں رونما ہونے والی کرامت درحقیقت اس نبی کا معجزہ ہوتا ہے جس کا وہ پیروکار ہوتا ہے کیونکہ یہ اسی کی اتباع اور برکت سے رونما ہوئی ہے۔ اس میں اختلاف ہے۔ اہل السنت اس کے جواز کی طرف گئے ہیں جبکہ معتزلہ اور ابواسحاق نے اس کا انکار کیا ہے ان کی بنیاد یہ ہے کہ امام الحرمین نے "الارشاد" میں ان کے قریب میلان رکھا ہے۔ یہ علماء کرام کرامت کے جواز کے قائل ہیں۔ قاضی ابوبکر باقلانی، امام الحرمین، امام غزالی، امام قشیری، الرازی، نصر الدین طوسی (قواعد عقائد میں) النسفی، بیضاوی (اپنی طوالع اور مصابیح میں) شیخ ابن رشد میں، انہوں نے اپنے جوابات میں یہ تذکرہ کیا ہے کہ کرامات کا انکار اور تکذیب بدعت اور گمراہی ہے۔ اس مؤقف کو لوگوں میں ان لوگوں نے پھیلایا ہے جو گمراہ اور ٹیڑھے ہیں اور وحی اور تنزیل کے منکر ہیں وہ انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے معجزات کا انکار کرتے ہیں۔"

اس کا وقوع ہی اس کے جواز کی دلیل ہے۔ اگر یہ جائز نہ ہوتی تو یہ وقوع پذیر نہ ہوتی کرامات کا وقوع پذیر ہونا کتاب الٰہی، احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ایسے آثار سے ثابت ہے جو حد و شمار سے ماوراء ہیں اسی طرح بہت سی خبر واحد بھی ہیں۔ اگرچہ متواتر نہیں لیکن ان سب کا جمع ہو جانا بلاشبہ قطعیت کا فائدہ دیتا ہے۔"

کتاب الٰہی میں کرامات کا ثبوت اہل الکھف کی داستان سے ہوتا ہے، اسی طرح حضرت خضر اور حضرت ذوالقرنین کی داستانوں سے بھی ان کا ثبوت ہوتا ہے۔ رب تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام کے بارے فرمایا:

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ۭ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ (آل عمران: ۳۷)

ترجمہ: جب بھی جاتے مریم کے پاس زکریا (اس کی) عبادت گاہ میں (تو) موجود پاتے اس کے پاس کھانے کی چیزیں (ایک بار) بولے اے مریم! کہاں سے تمہارے لیے آتا ہے یہ (رزق) مریم بولیں یہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ نے فرمایا ہے کہ وہ سرما کے پھل گرما میں اور گرما کے پھل سرما میں اپنے ہاں پاتی تھیں، اسی طرح اس نے ارشاد فرمایا:

وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ﴿۲۵﴾ (مریم: ۲۵)

ترجمہ: اور ہلاؤ اپنی طرف کھجور کے تنے کو گرنے لگیں گی تم پر پکی ہوئی کھجوریں (میٹھے میٹھے خرمے)

اسی طرح حضرت آصف بن برخیا نے آنکھ جھپکنے سے قبل بلقیس کے تخت کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے رکھ دیا۔

قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ ؕ (النمل:۴۰)

ترجمہ: عرض کی اس نے جس کے پاس کتاب کا علم تھا (اجازت ہو تو) میں لے آتا ہوں اسے آپ کے پاس اس سے پہلے کہ آپ کی آنکھ جھپکے۔

احادیث طیبہ میں سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"سابقہ امم میں محدث ہوتے تھے اگر کوئی میری امت میں محدث ہے تو وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔"

معتزلہ کی دلیل یہ ہے اگر کسی خارق عادت واقعہ کا ظہور کسی غیر انبیاء سے ہو تو نبوت کا دعویٰ کرنے والا نبی ملتبس ہو جائے گا کیونکہ انبیاء کرام دیگر لوگوں سے خوارق عادت امور کے ظہور ہی سے ممتاز ہوتے ہیں کیونکہ امت انسانیت اور اس کے لوازمات میں تو ان کے ساتھ شریک ہے اگر ان کے ہاتھوں معجزات کا ظہور نہ ہو تو وہ غیر سے ممتاز نہیں ہو سکتے اگر غیر نبی سے خارق عادت امر کو جائز مانا جائے تو نبی کا التباس جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرنے والے کے ساتھ آجائے گا۔"

اس کا جواب یہ ہے: "ہم اس طرح التباس کے ظہور کو تسلیم نہیں کرتے بلکہ نبی چیلنج سے ممتاز ہوتا ہے۔ اس جگہ نبوت کا دعویٰ معجزہ اور کرامت کے مابین فرق ہے۔ اختیار کے حکم پر کرامات کے جواز پر اختلاف ہے۔ کرامت کے لیے شرط ہے کہ اس کا صدور ولی سے بغیر اختیار کے ہو۔ اس اعتبار سے کرامت معجزہ سے متفرق ہے۔ امام الحرمین نے ارشاد میں لکھا ہے: "یہ صحیح نہیں ہے۔" بعض علماء اختیار کے ساتھ اس کے وقوع کی طرف گئے ہیں لیکن دعویٰ کے "تقاضا" کے مطابق اس کے وقوع کو منع کیا ہے انہوں نے کہا ہے کہ یہ دعویٰ ہی کرامت اور معجزہ کے مابین فرق ہے یہ مؤقف بھی پسندیدہ نہیں ہے۔ بعض علماء نے فرمایا ہے جو امر کسی نبی کے لیے بطور معجزہ رونما ہو وہ کسی ولی سے از روئے کرامت رونما نہیں ہو سکتا۔ ان کے نزدیک سمندر پھٹ جانا، عصا کا سانپ بن جانا اور مردوں کو زندہ کرنا وغیرہ بطور کرامت رونما نہیں ہو سکتے۔ یہ مؤقف بھی درست نہیں ہے۔ ہمارا مؤقف یہ ہے کہ سارے خوارق عادت امور بطور کرامت ظہور پذیر ہو سکتے ہیں۔ رسالہ قشیری میں ہے:

"جان لو کہ بہت سے ایسے مقدورات جن کے بارے قطعی طور پر معلوم ہے کہ وہ اولیاء کے لیے بطور کرامت کسی ضرورت یا شبہ ضرورت کی وجہ سے رونما نہیں ہو سکتے جیسے انسان کا والدین کے بغیر پیدا ہونا، جمادات کا جانور یا حیوان بن جانا وغیرہ وغیرہ۔ کرامت کے لیے شرط یہ ہے کہ صاحب کرامت کا سِرّ رب تعالیٰ کی طرف سے ہو، ورنہ وہ ناقص، مغرور اور ہلاک ہونے والا ہوگا۔"

کرامت کا ظہور، صاحب کرامت کی افضلیت پر دلالت نہیں کرتا، بلکہ اس کے فضل وصداقت پر دلالت کرتی ہے کبھی صاحب کرامت کے یقین کی قوت کی وجہ سے ہوتی ہے، افضلیت قوت یقین کی وجہ سے ہوتی ہے اور یہ کمال معرفت کی وجہ سے

ہوتی ہے۔ اہل طریقہ کے استاذ حضرت ابو القاسم جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ مرد یقین کی وجہ سے پانی پر چلے لیکن جو پیاسا مر گیا وہ ان سے افضل ہے کیونکہ وہ قصد کرتے ہیں کہ کرامت کو آخرت کے لیے ذخیرہ کریں ہم نے جو تذکرہ کیا ہے کہ کرامت کی کثرت افضلیت پر دلالت نہیں کرتی کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ کے بعد کثرت سے کرامات کا ظہور ہوا۔

امام احمد بن حنبل اس کی وجہ لکھتے ہیں ''اس کی وجہ یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایمان ان کے بعد والوں کے ایمان سے قوی تھا۔ وہ ایمان کی تقویت کے زیادہ محتاج تھے۔ پہلے زمانہ میں نور کثیر تھا وہ زیادہ تقویٰ کی وجہ سے اس کے محتاج نہ تھے اگر وہ حاصل ہو بھی جاتی تو اس کا اظہار نہ ہوتا کیونکہ وہ زمانہ نبوت کی وجہ سے وہ کمزور ہوتی لیکن تاریکی کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ ستارے سورج کے ہوتے ہوئے اپنے روشنی کا اظہار نہیں کر سکتے۔ اسی لیے بعض مشائخ نے حضرت مریم علیہا السلام کے بارے میں فرمایا: ''ابتداء میں خارقِ عادت کا ظہور بغیر کسی سبب کے ہوا تھا تا کہ ان کے ایمان کو تقویت نصیب ہو جائے جب بھی حضرت زکریا علیہ السلام محراب میں داخل ہوتے تو وہ ان کے پاس رزق پاتے وہ کہتے: ''مریم! تمہارے لیے یہ رزق کہاں سے آیا؟'' وہ فرماتی: ''یہ رب تعالیٰ کے ہاں سے ہے۔'' جب ان کا ایمان قوی ہو گیا تو انہیں گھر لوٹا دیا گیا جب ان کا ایمان قوی ہو گیا تو انہیں کہا گیا:

وَهُزِّيٓ إِلَيۡكِ بِجِذۡعِ ٱلنَّخۡلَةِ تُسَٰقِطۡ عَلَيۡكِ رُطَبٗا جَنِيّٗا ۝٢٥ ۔ (مریم: ۲۵)

ترجمہ: اور ہلاؤ اپنی طرف کھجور کے تنے کو گرنے لگیں گی تم پر پکی ہوئی کھجوریں (میٹھے میٹھے خرمے)۔

اسی لیے حضرت موسیٰ حکیم علیہ السلام نے کمال مرتبت کے باوجود عرض کی:

رَبِّ أَرِنِيٓ أَنظُرۡ إِلَيۡكَۚ (الاعراف: ۱۴۳)

ترجمہ: کہ میرے رب دے مجھے دیکھنے کی قوت تا کہ میں تیری طرف دیکھ سکوں۔

لِمَآ أَنزَلۡتَ إِلَيَّ مِنۡ خَيۡرٖ فَقِيرٞ ۝٢٤ (القصص: ۲۴)

ترجمہ: واقعی میں اس خیر و برکت کا جو تو نے میری طرف اتاری ہے محتاج ہوں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''بخدا انہوں نے صرف روٹی مانگی تھی جسے وہ کھا سکیں۔ اسم ربوبیت کے ساتھ پکار ا رب وہ ہوتا ہے جو تمہیں احسان کے ساتھ پالے۔ انعام کے ساتھ غنی کر دے۔ اگر تم یہ سوال کرو کہ جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو جب آتش نمرود میں پھینکا جا رہا تھا تو حضرت جبرائیل امین ان کے پاس آئے۔ عرض کی: ''کیا میری کوئی ضرورت ہے؟'' انہوں نے فرمایا: ''مجھے تمہاری کوئی ضرورت نہیں لیکن دربار خداوندی میں مجھے حاجت ہے۔'' انہوں نے عرض کی: ''آپ اس سے سوال کر لیں۔'' انہوں نے فرمایا: ''میری التجاء کے بارے اس کا علم ہی مجھے کافی ہے۔'' اس کا جواب یہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام ہر مقام پر ایسا معاملہ کرتے ہیں جسے وہ رب تعالیٰ سے سمجھتے ہیں کہ وہ ان کے مقام کے مناسب ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہی سمجھے کہ اس جگہ حق کی مراد یہ ہے کہ وہ طلب کا اظہار نہ کریں اور علم پر اکتفاء کریں۔ وہ رب تعالیٰ کی مراد سمجھ گئے کیونکہ حق تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ وہ

إِنِّيٓ أَعۡلَمُ مَا لَا تَعۡلَمُونَ۝ (البقرہ،۳۰)

ترجمہ: بے شک میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتا۔

اس آیت طیبہ کے جواب میں فرمائیں:

أَتَجۡعَلُ فِيهَا مَن يُفۡسِدُ فِيهَا وَيَسۡفِكُ ٱلدِّمَآءَ (البقرہ:۳۰)

ترجمہ: کیا تو مقرر کرتا ہے زمین میں جو فساد برپا کرے گا اس میں اور خونریزیاں کرے گا۔

سیدی ابوالحسن شاذلی نے فرمایا: ''گویا کہ رب تعالیٰ نے فرمایا: ارے تم جو یہ کہتے تھے کہ کیا تو زمین میں ایسا آدمی پیدا کر رہا ہے جو اس میں فساد بپا کرے گا اور خونریزی کرے گا تم نے میرے خلیل کو کیسے پایا۔ کرامت کا اظہار طریق التفات پر قصد کے بغیر ہوتا ہے۔ نیز یہ کسی مصلحت کے تحت ہوتی ہے امانت کا تقاضا ہے کہ کرامت کو مخفی رکھا جائے قشیری وغیرہ نے اس پر نص قائم کی ہے۔ یہ کبھی جسم کی تبدیلی کے ساتھ ہوتی ہے جیسے زمین کے جمادات کا کلام کرنا، مریضوں کا شفاء یاب ہونا، پانی رواں ہونا، مخفی امور سے آگاہی ہو جانا، سمندر خشک ہو جانا، مردوں کا کلام کرنا وغیرہ۔ شیخ ابوالقاسم القشیری نے اپنے رسالہ میں اپنی سند کے ذریعہ روایت کیا ہے کہ حضرت ابوعبیدہ السرّی رضی اللہ عنہ نے ایک سال جہاد کیا۔ وہ جہاد میں زخمی ہو گئے ان کا بچھڑا مر گیا۔ وہ جہاد میں ہی تھے۔ انہوں نے عرض کی: ''مولا! سر (ان کی بستی) تک مجھے یہ عاریۃً دے دے۔ اچانک بچھڑا کھڑا ہو گیا جب انہوں نے جہاد کر لیا واپس آئے تو اپنے بیٹے سے فرمایا: ''اس بچھڑے کی زین پکڑ لو۔'' اس نے عرض کی ''یہ تو چکر لگا رہا ہے۔'' انہوں نے فرمایا: ''یہ عاریۃً ہے۔'' جب اس نے اس کی زین تھامی ''تو وہ نیچے گر پڑا'' اس کتاب میں ہے کہ شیخ سعید الخراز علیہ الرحمۃ نے فرمایا: ''میں مکہ مکرمہ میں مقیم تھا۔ میں ایک دن باب بنی شیبہ کی طرف گیا۔ میں نے دیکھا کہ ایک حسین شکل والا جوان مر گیا تھا۔ میں نے اسے دیکھا اس نے میرے چہرے کی طرف دیکھا وہ مسکرا دیا۔ اس نے کہا: ''کیا تم نہیں جانتے کہ محبوب زندہ ہوتے ہیں۔ اگرچہ وہ مر جائیں وہ ایک گھر سے دوسرے گھر منتقل ہوتے ہیں۔'' اس کتاب میں ہے: ''ہم کشتی میں تھے۔ ہم میں سے ایک شخص مر گیا۔ ہم نے اس کے لیے تیاری شروع کی ہم نے ارادہ کیا کہ اسے سمندر میں پھینک دیں۔ سمندر خشک ہو گیا کشتی نیچے اتری ہم نیچے اترے، اس کے لیے قبر کھودی۔ اسے دفن کیا۔ جب ہم فارغ ہو گئے تو پانی آگیا۔ وہ بلند ہوا کشتی اوپر آگئی تو ہم عازم سفر ہو گئے۔ اس طرح کی اور بہت سی حکایات ہیں لیکن جو ہم نے ذکر کر دیا ہے وہ کافی ہے۔

تیسرا باب

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی کرامت

آپ منبر پر رونق افروز تھے۔ آپ نے فرمایا:

یا ساریۃ الجبل۔

آپ نے وہاں موجود لشکر اسلامی کو یہ پیغام سنایا اس لشکر نے اسے سنا۔ انہیں فتح نصیب ہوگئی۔ آپ کے فضائل پر کچھ گفتگو پہلے گزر چکی ہے۔

چوتھا باب

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی کرامت

ابونعیم نے حضرت ابوعثمان نھدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے یہی روایت ابوبکر بن حفص اور عمیر بن صائدی سے بھی مروی ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ جب دریائے شیر پر فروکش ہوئے یہ قریبی شہر تھا۔ انہوں نے کشتیاں طلب کیں تا کہ وہ اس دریا کو عبور کر کے دور کے شہر تک لوگوں کی طرف جائیں، مگر انہیں کشتیاں دستیاب نہ ہوسکیں۔ لوگوں نے کشتیاں اکٹھی کر لیں۔ وہ دریائے شیر پر ماہ صفر کے کچھ ایام ٹھہرے رہے۔ انہیں اچانک سیلاب نے آلیا۔ انہوں نے خواب دیکھا کہ مسلمانوں کے گھوڑے دریا میں کود گئے ہیں۔ انہوں نے اسے عبور کر لیا ہے۔ دریا میں سخت طغیانی تھی۔ انہوں نے اپنے خواب کی تعبیر دجلہ کو عبور کرنے سے کی۔ انہوں نے لوگوں کو جمع کیا۔ فرمایا: تمہارا دشمن اس دریا کی وجہ سے تم سے بچ نکلا ہے۔ اگر تم ان کی طرف نہ گئے تو وہ جب چاہیں گے تم پر حملہ آور ہو جائیں گے۔ تمہاری ضرورت ان کی کشتیوں میں ہے۔ تمہارے پیچھے ایسی کوئی چیز نہیں جس کے متعلق تمہیں اندیشہ ہو کہ وہ تم پر حملہ آور ہو جائے گی۔ میں نے ارادہ کیا ہے کہ اس دریا کو عبور کریں۔" مجاہدین نے ان کی صدا پر لبیک کہا۔ لوگوں میں دریا میں کود جانے کا اعلان ہو گیا۔ انہوں نے فرمایا: "تم سب یہ ورد کرو۔" نستعین باللہ و نتوکل علیہ و حسبنا اللہ و نعم الوکیل و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مجاہدین دجلہ میں کود پڑے۔ اس کی موجوں پر سوار ہو گئے۔ دجلہ پوری طغیانی پر تھا۔ وہ لبالب بھرا ہوا تھا۔ لوگ مجاہدین کی تیراکی کے متعلق باتیں کر رہے تھے وہ ایک دوسرے کے قریب ہو کر یوں باتیں کر رہے تھے جیسے زمین پر چلتے وقت باتیں کرتے تھے ان کے گھوڑے انہیں لے کر باہر نکلے وہ گردنوں کے بال جھاڑ رہے تھے۔ وہ ہنہنا رہے تھے۔ اس سیلاب میں صرف ایک پیالہ گرا جس کا حلقہ بوسیدہ تھا۔ پانی اسے لے گیا تھا۔ اسے بھی موجیں اور ہوا پانی کے کنارے پر لے آئیں۔ اس کے مالک نے اسے پکڑ لیا ان میں سے کوئی بھی غرق نہ ہوا۔ اہل ایران گھبرا گئے۔ یہ امر تو ان کے حاشیۂ گمان میں بھی نہ تھا۔ انہوں نے جلدی جلدی سامان اٹھایا۔ مسلمان ماہ صفر ۱۶ھ کو اس شہر میں داخل ہو گئے کسریٰ کے محلات میں جو کچھ تھا اس پر قبضہ کر لیا۔"

پانچواں باب

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی کرامت

الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے احد کے روز کہا: ''کیا تم رب تعالیٰ سے دعا نہیں مانگو گے؟ وہ ایک طرف ہو گئے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دعا مانگی: ''مولا! جب میں دشمن سے نبرد آزما ہوں تو ایک مضبوط کافر سے میری ملاقات کرادے۔ اس کی گرفت مضبوط ہو پھر مجھے اس پر فتح یابی عطا فرما، حتیٰ کہ میں اسے جہنم واصل کر دوں اور اس کا سامان چھین لوں۔'' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے آمین کہی پھر انہوں نے دعا مانگی: ''مولا! میری ملاقات ایک سخت اور بہادر دشمن سے کرانا اس کے ساتھ میں تیری رضا کے لیے جہاد کروں۔'' وہ میرے ساتھ قتال کرے، پھر وہ مجھے پکڑ لے میری ناک اور کان کاٹ دے۔ کل جب میں تیرے ساتھ ملاقات کروں تو تو مجھ سے پوچھے: ''تمہاری ناک اور کان کس نے کاٹے ہیں؟'' میں عرض کروں: ''تیری اور تیرے محبوب کریم ﷺ کی رضا کے لیے۔'' تو کہے: ''تو نے سچ بولا ہے۔'' حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی دعا میری دعا سے عمدہ تھی۔ میں نے دن کے آخری حصے میں دیکھا کہ ان کی ناک اور کان ایک دھاگے میں پروئے گئے تھے۔''

چھٹا باب

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کی کرامت

ابن ابی شیبہ نے حضرت عمرو بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو البختری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ اپنی ہنڈیا کے نیچے آگ جلا رہے تھے۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ ان کے پاس تھے۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے ہنڈیا میں سے آواز سنی پھر وہ ہنڈیا باآواز بلند تسبیح پڑھنے لگی جیسے بچے کی آواز ہوتی ہے، پھر وہ ہنڈیا الٹی ہوئی اوندھی ہوئی پھر اپنی جگہ پر آ گئی لیکن اس میں سے کچھ بھی نہ گرا۔ ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سلمان! یہ تعجب خیزی دیکھو۔ یہ تعجب خیز واقعہ دیکھو جسے تم نے یا تمہارے والد نے نہیں دیکھا، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اگر تم خاموش رہتے تو اللہ تعالیٰ کی بڑی نشانیوں کے متعلق سنتے۔''

ساتواں باب

حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کی کرامت

امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور حضرت سہم بن منجاب رضی اللہ عنہ نے حضرت منجاب بن راشد رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت علاء حضرمی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ بحرین پر حملہ کیا، انہوں نے عرض کی: "یا ارحم الراحمین یا علیم یا حکیم یا علیُّ یا عظیم، یا عزیز یا کریم، ہم تیرے بندے ہیں یہ ہم تیرے رستے میں تیرے دشمن کے ساتھ نبرد آزما ہیں۔ ہمارے لیے دشمن تک پہنچنے کا رستہ بنا دے۔" پھر انہوں نے فرمایا: "ہم نے سمندر پار کر لیا۔"

امام بخاری نے حضرت سہم بن منجاب رضی اللہ عنہ سے، ابن سعد، بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ نکلا میں نے ان کے بہت سے واقعات دیکھے۔ مجھے معلوم نہیں کہ ان میں سے زیادہ تعجب خیز کون سا واقعہ ہے؟" حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اس امت میں تین افراد ایسے ہیں اگر وہ بنواسرائیل میں ہوتے تو وہ مختلف گروہوں میں تقسیم نہ ہوتے۔" حضرت منجاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "ہم نے حضرت علاء رضی اللہ عنہ کی معیت میں بحرین پر حملہ کیا۔" اس کے بعد راویوں کا اتفاق ہے انہوں نے فرمایا: "ہم کسی غزوہ میں تھے۔ جب ہم میدان جنگ میں پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ دشمن وہاں سے جلدی جا چکا تھا۔ اس نے پانی کے نشانات بھی مٹا دیے تھے شدید گرمی تھی ہمیں اور ہمارے مویشیوں کو شدید گرمی نے آلیا۔ جمعۃ المبارک کا دن تھا جب سورج غروب کی طرف مائل ہوا تو انہوں نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں، پھر آسمان کی طرف ہاتھ بلند کر دیے۔ آسمان پر کچھ بھی نہ تھا۔ انہوں نے ابھی اپنے چہرے پر ہاتھ نہ پھیرے تھے حتیٰ کہ رب تعالیٰ نے ہوا بھیج دی۔ بادل آئے خوب برسے حتیٰ کہ تالاب اور گھاٹیاں بھر گئیں۔ ہم نے خود بھی پانی پیا اور اپنی سواریوں کو بھی پلایا، پھر دشمن کی طرف گئے انہوں نے سمندر کی خلیج کو عبور کر لیا تھا۔ حضرت علاء رضی اللہ عنہ سمندر پر کھڑے ہوئے انہوں نے عرض کی: "یا علیم، یا عظیم، یا حلیم یا کریم۔" پھر فرمایا: بسم اللہ پڑھ کر سمندر عبور کرو۔" ہم نے سمندر کو عبور کیا پانی نے ہمارے جانوروں کے سم بھی تر نہ کیے کچھ ہی دیر کے بعد ہم دشمنوں کے سروں پر تھے۔ ہم نے ان کو قتل کیا۔ قیدی بنایا، پھر اسی خلیج کی طرف آئے حضرت علاء رضی اللہ عنہ نے پہلے ہی کی طرح کیا ہم نے خلیج کو عبور کر لیا۔ پانی نے ہمارے جانوروں کے سم بھی تر نہ کیے تھے۔ ایک مسلمان نے سمندر عبور کرتے ہوئے کہا:

الم تر ان اللہ ذلّل بحرہ ... و انزل بالکفار احدی الجلائل
دعونا الذی شق البحار فجاء نا ... باعجب من فلق البحار الاوائل

ترجمہ: کیا تم نے دیکھا نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سمندر کو مسخر کر دیا اور کافروں پر بڑی مصیبت نازل کی۔ ہم نے اس ہستی سے دعا مانگی تھی جس نے سمندر کو شق کیا تھا اس نے ہمیں پہلے سمندروں کے پھاڑنے کے واقعہ سے بھی بڑھ کر تعجب خیز واقعہ دکھا دیا۔

آٹھواں باب

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی کرامت

ابونعیم نے حضرت عباد بن عبدالصمد سے روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا: میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا۔ انہوں نے فرمایا: "لونڈی! رومال لے کر آؤ۔" وہ ایسا رومال لے کر آئی جو صاف نہ تھا۔ انہوں نے فرمایا: "اسے تنور میں ڈال دو۔" اس نے تندور جلایا۔ رومال کو اس میں پھینک دیا اسے باہر نکالا گیا تو وہ دودھ کی طرح سفید تھا۔ ہم نے پوچھا: "کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: "اس رومال کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چہرۂ انور پر لگاتے تھے۔ جب یہ صاف نہ ہو تو ہم اس کے ساتھ اسی طرح کرتے ہیں کیونکہ آگ اسی چیز کو نہیں کھاتی جو انبیاء کرام علیہم السلام کے چہروں پر سے گزرے۔"

نواں باب

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کی کرامت

امام بیہقی نے حضرت معاویہ بن حرمل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حرہ سے آگ نکلی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت تمیم رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ فرمایا: "آؤ اس آگ کی طرف چلیں۔" وہ ان کے ساتھ اٹھے۔ میں بھی ان کے پیچھے پیچھے تھا وہ دونوں آگ کی طرف گئے۔ حضرت تمیم رضی اللہ عنہ آگ کو اپنے ہاتھ سے پیچھے دھکیلنے لگے، حتیٰ کہ وہ گھاٹی میں داخل ہو گئی۔ حضرت تمیم رضی اللہ عنہ اسی کے پیچھے داخل ہو گئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: "دیکھنے والا نہ دیکھنے والے کی طرح نہیں ہو سکتا۔" انہوں نے تین بار اسی طرح فرمایا۔ ابونعیم نے حضرت مرزوق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد میں آگ نکلی۔ حضرت تمیم رضی اللہ عنہ اسے اپنی چادر سے پیچھے دھکیلنے لگے حتیٰ کہ وہ غار میں داخل ہو گئی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "ابورقیہ! ہم ایسے ہی معاملات کے لیے تمہارا انتخاب کرتے ہیں۔"

دسواں باب

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی کرامت

ابویعلی نے حضرت ابوالسفر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"حضرت خالد رضی اللہ عنہ الحیرہ میں بنوالمرابۃ کے ایک امیر کے ہاں ٹھہرے۔ان سے کہا گیا:"زہر سے محتاط رہیں یہ عجمی آپ کو زہر نہ دے دیں۔"انہوں نے فرمایا:"زہر میرے پاس لے کرآؤ۔"انہوں نے زہر اپنے ہاتھوں میں پکڑا۔اس مہم کے لیے تیار ہوئے۔بسم اللہ پڑھی۔انہیں کسی چیز نے نقصان نہ دیا۔"ابن سعد نے ثقہ راویوں سے حضرت قیس بن ابی حازم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ان کے پاس زہر لایا گیا۔انہوں نے پوچھا:"یہ کیا ہے؟"لوگوں نے بتایا:"زہر۔"انہوں نے بسم اللہ پڑھی اور اسے پی گئے۔

گیارھواں باب

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی کرامت

ابن سعد،ابویعلی،الطبرانی اور بیہقی نے (اس کے کئی طرق ہیں) اور حاکم نے مستدرک میں حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں سمندر میں کشتی پر سوار ہوا اس کا ایک تختہ ٹوٹ گیا۔ہمیں رستے کا علم نہ تھا۔اچانک مجھے ایک شیر ملا۔وہ ہمارے سامنے آگیا۔میرے ساتھی اس سے پیچھے آگئے۔میں اس کے قریب گیا میں نے کہا:"میں سفینہ ہوں۔میں صحابیٔ رسول ہوں۔ہمیں رستے کا علم نہیں وہ ہمارے سامنے چلنے لگا،حتیٰ کہ ہمیں راستے پر ڈال کر ایک طرف کھڑا ہوگیا۔اس نے مجھے دھکیلا گویا کہ وہ ہمیں راستے پر گامزن کر رہا ہو۔میں نے کہا:"وہ ہمیں الوداع کہہ رہا ہے۔"

بارھواں باب

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی کرامات

الطبرانی نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں نے حضور سید

عالم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا آپ نے فرمایا: ”کتنے ہی مفلس ہوتے ہیں جن کے پاس کپڑے تک نہیں ہوتے اگر وہ رب تعالیٰ کے لیے قسم اٹھا دیں تو وہ ان کی قسم کو پورا فرما دیتا ہے۔ ان میں سے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔“

الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے (یہ روایت منقطع ہے) حضرت سعید بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے یوم احد کو قسم اٹھائی تو مشرکین کو شکست ہوگئی۔ یوم جمل کو قسم اٹھائی تو اہل بصرہ مغلوب ہوگئے۔ یوم صفین انہیں کہا گیا ”کاش! آپ قسم اٹھا دیں۔“ انہوں نے فرمایا: ”اگر یہ ہم پر اتنی شمشیر زنی کریں حتیٰ کہ ہم سعفات ہجر تک پہنچ جائیں پھر ہمیں یہی علم ہے کہ حق پر ہم ہیں وہ باطل پر ہیں۔“ اس روز انہوں نے قسم نہ اٹھائی۔ اسی روز وہ شہید ہوگئے۔ غزوہ احد کے روز انہوں نے کہا تھا: ”یا جبرائیل! یا میکائیل! میں قسم اٹھاتا ہوں۔

لا یغلبنا معشر ضلال انا علی الحق و ھم جھال

ترجمہ: گمراہ گروہ ہم پر غالب نہ آئے ہم حق پر ہیں اور وہ جاہل ہیں۔

حتیٰ کہ وہ مشرکین کی صفوں کو چیرتے ہوئے چلے گئے۔

ابن سعد نے حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: ”مشرکین حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو جلاتے تھے حضور اکرم ﷺ ان کے سر پر اپنا دست اقدس پھیرتے تھے۔ آپ فرماتے: ”آگ! عمار پر اسی طرح ٹھنڈی اور سلامتی والی بن جا جیسے تو حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کے لیے ہوئی تھی۔“

تیرھواں باب

حضرت ابو قرصافہ رضی اللہ عنہ کی کرامت

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت عزہ بنت عاص بن ابی قرصافہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت ابو قرصافہ رضی اللہ عنہ کا ایک نور نظر روم میں گرفتار ہوگیا۔ جب نماز کا وقت آتا تو وہ عسقلان کی دیوار پر چڑھ جاتے وہ باآواز بلند کہتے: ”فلاں! نماز کا وقت ہوگیا ہے۔“ ان کا نور نظر روم کے شہر میں ان کی صدا سن لیتا۔

چودھواں باب

حضرت ابو مسلم خولانی رضی اللہ عنہ کی کرامات

امام بیہقی نے صحیح سند سے حضرت سلیمان بن مغیرہ رضی اللہ عنہ سے ابن عساکر نے حضرت حمید بن ہلال العدوی رضی اللہ عنہ سے،

ابوداؤد نے السنن میں، ابوداود، احمد نے الزہد میں حضرت حمید سے روایت کیا ہے۔ ان سب نے فرمایا: "حضرت ابومسلم خولانی رضی اللہ عنہ دریائے دجلہ کے پاس آئے۔ اس وقت اس پر طغیانی کی وجہ سے لکڑیاں تیر رہی تھیں وہ پانی پر چلنے لگے۔" دوسری روایت میں ہے "حضرت ابومسلم رضی اللہ عنہ نے سرزمین روم پر حملہ کیا۔ وہ دجلہ کے پاس سے گزرے۔ سیلاب کی وجہ سے لکڑیاں اس پر تیر رہی تھیں انہوں نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اسے عبور کرلو۔" وہ ان کے سامنے سے گزرے۔ انہوں نے رب تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی پھر عرض کی: "مولا! تم نے بنو اسرائیل کے لیے سمندر کو پایاب کیا تھا۔ ہم تیرے بندے ہیں۔ تیرے رستے پر ہیں۔ آج ہمارے لیے یہ سمندر پایاب کر دے۔" پھر فرمایا: بسم اللہ پڑھ کر اسے عبور کرلو۔ وہ ان کے آگے آگے تھے۔ پانی گھوڑوں کے پیٹ تک نہ پہنچا۔ سارے مجاہدین نے دجلہ عبور کرلیا، پھر وہ کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے کہا: "اے مسلمانوں کے گروہ! کیا تم میں سے کسی کی کوئی چیز تو گم نہیں ہوئی؟ تو وہ رب تعالیٰ سے دعا کرے کہ وہ اسے واپس لوٹا دے۔" دوسرے الفاظ میں ہے "انہوں نے اپنے ساتھیوں کی طرف رخ کیا۔ فرمایا: "کیا تم میں سے کسی کا کچھ گم ہوا ہے؟ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں۔" ایک شخص نے جان بوجھ کر اپنا تھیلا گرا دیا تھا۔ اس نے کہا: "میرا تھیلا اس دریا میں گر پڑا ہے۔" انہوں نے اسے کہا: "میرے پیچھے آؤ۔" اس نے دیکھا کہ اس کا تھیلا دریا کی لکڑی کے ساتھ اٹکا ہوا تھا۔ انہوں نے اسے کہا: "یہ لے لو۔" ابن عساکر نے شرجیل بن مسلم خولانی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اسود بن قیس نے یمن میں دعویٰ نبوت کر دیا۔ اس نے ابومسلم خولانی رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا۔ کہا: "یہ گواہی دو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔" انہوں نے فرمایا: "میں نے یہ نہیں سنا۔" اس نے کہا: "کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رب تعالیٰ کے رسول ہیں؟ انہوں نے فرمایا: "ہاں! اس نے بہت زیادہ آگ جلانے کا حکم دیا، پھر حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کو اس میں پھینک دیا گیا لیکن آگ نے انہیں نقصان نہ دیا۔

پندرھواں باب

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی کرامت

امام بیہقی نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے ابوعمران جونی سے اور ہشام بن حسان رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا: "حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی۔ ان کے پاس زادِ راہ نہ تھا۔ جب وہ الروحاء پہنچیں تو انہیں سخت پیاس لگی۔ انہوں نے کہا: "میں نے سر کے اوپر ہلکی سی آواز سنی۔ میں نے سر اوپر اٹھایا۔ میں نے اوپر ایک ڈول دیکھا اسے سفید رسی کے ذریعے نیچے لٹکایا گیا تھا۔ میں نے اپنے ہاتھ سے پکڑا مضبوطی سے تھام لیا اور سیر ہو کر پیا۔" انہوں نے فرمایا: "اس مشروب کے بعد میں گرم دن میں روزہ رکھتی تھی پھر میں دھوپ میں گھومتی تھی تاکہ مجھے پیاس لگے لیکن اس مشروب کے بعد کبھی بھی مجھے پیاس نہیں لگی۔"

سولہواں باب

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کی کرامت

البیہقی نے الاعمش سے، انہوں نے ایک صحابی رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) و رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا: "ہم دجلہ آئے اس کے بعد عجمیوں کی زمین شروع ہو جاتی ہیں مسلمانوں میں سے ایک شخص نے کہا: بسم اللہ! اپنا گھوڑا دجلہ میں ڈال دیا وہ سب پانی کے اوپر تھے۔ عجمیوں نے انہیں دیکھا، انہوں نے کہا: "دیو آگئے، دیو آگئے۔" پھر وہ بھاگ گئے انہوں نے صرف ایک پیالہ مفقود پایا جو زین کی لکڑی کے ساتھ معلق تھا جب وہ باہر نکلے تو انہوں نے مال غنیمت پایا۔ انہوں نے اسے تقسیم کیا ایک شخص کہہ رہا تھا: "زرد کو سفید کے بدلے میں کون لے گا؟"

سترھواں باب

ذؤیب بن کلیب رضی اللہ عنہ کی کرامت

ابن وھب نے ابن لہیعہ سے روایت کیا ہے کہ جب اسود العنسی نے نبوت کا دعویٰ کیا اور صنعاء پر اس کا غلبہ ہو گیا تو اس نے حضرت ذؤیب بن کلیب کو پکڑا اور انہیں آگ میں پھینک دیا مگر آگ نے ان کا کچھ نہ بگاڑا۔"

اٹھارھواں باب

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی کرامات

حارث نے روایت کیا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "علی! دروازہ کے پاس رہو کسی کو اندر آنے کی اجازت نہ دینا۔ میرے پاس میری زیارت کرنے والے ملائکہ ہیں۔ انہوں نے رب تعالیٰ سے اجازت مانگی ہے کہ وہ میری زیارت کریں۔" وہ دروازے پر کھڑے ہو گئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اجازت لینے آئے انہوں نے کہا: "علی! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میرے لیے اذن باریابی لو۔" انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے اذن باریابی نہیں ہے۔" حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ واپس

آگئے۔ انہوں نے سمجھا کہ شاید یہ حضور اکرم ﷺ کی ناراضگی کی وجہ سے ہے مگر صبر نہ ہوسکا، پھر واپس آگئے۔ کہا: ''میرے لیے حضور اکرم ﷺ سے اذن باریابی حاصل کرو۔'' انہوں نے کہا: ''آپ کی طرف سے اذن نہیں ہے۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ: کیوں؟

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ: کیونکہ زیارت کرنے والے فرشتے آپ کی خدمت میں حاضر ہیں۔ انہوں نے رب تعالیٰ سے اذن طلب کیا ہے کہ وہ آپ کی زیارت کریں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ: علی! ان کی تعداد کیا ہے؟

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ: وہ تین سو ساٹھ فرشتے ہیں۔

پھر حضور اکرم ﷺ نے دروازہ کھولنے کا حکم دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا ہے کہ رب تعالیٰ سے کچھ فرشتوں نے اذن طلب کیا تھا کہ وہ آپ کی زیارت کریں۔ مجھے بتائیں کہ ان کی تعداد تین سو ساٹھ تھی؟ آپ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ''زیارت کرنے والے فرشتے کے متعلق تم نے بتایا؟'' انہوں نے عرض کی: ''ہاں! یارسول اللہ! ﷺ۔'' حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ان کی تعداد کے بارے میں بھی تم نے بتایا؟'' انہوں نے عرض کی: ہاں! آپ نے فرمایا: علی! ان کی تعداد کیا تھی؟ انہوں نے عرض کی: ''تین سو ساٹھ۔'' حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تمہیں کیسے معلوم ہوا۔ انہوں نے فرمایا: میں نے تین سو ساٹھ نغمات سنے۔ میں نے کہا: ان کی تعداد تین سو ساٹھ ہے۔ آپ نے ان کے سینہ اقدس پر مارا اور فرمایا: علی! اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان اور علم میں اضافہ کرے۔

انیسواں باب

حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کی کرامات

عمر بن اسید الثقفی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھیجا۔ حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر مقرر کیا۔ یہ حضرت عاصم بن عمر بن خطاب کے نانا جان تھے۔ وہ روانہ ہوئے جب وہ الھمدہ پہنچے۔ یہ جگہ مکہ مکرمہ اور عسفان کے مابین ہے تو بنولحیان نے انہیں دیکھ لیا ایک سو کے لگ بھگ افراد ان کی طرف آئے۔ انہوں نے ان کا کھوج لگانا شروع کیا۔ جہاں وہ اترے تھے انہوں نے وہاں کھجور کی گٹھلیاں دیکھ لیں۔ انہوں نے کہا: ''یثرب کی گٹھلیاں! وہ ان کے پیچھے پیچھے چلے جب حضرت عاصم رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے انہیں دیکھا تو وہ قردد کی طرف گئے۔ دشمن نے انہیں گھیر لیا۔ دشمن نے کہا: ''نیچے اترو۔ قیدی بن جاؤ ہم عہد کرتے ہیں کہ تم میں سے کسی کو بھی قتل نہ کریں گے۔''

حضرت عاصم رضی اللہ عنہ جو امیر تھے انہوں نے کہا: "میں کسی کافر کی امان میں نیچے نہ اتروں گا۔ مولا! ہمارے بارے اپنے نبی کریم ﷺ کو آگاہ کر دے۔" انہوں نے تیر اندازی کی اور حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کو ان کے چھ ساتھیوں سمیت شہید کر دیا۔ بقیہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کی امان پر نیچے اتر آئے۔ ان میں حضرات خبیب انصاری رضی اللہ عنہ، زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ اور ایک اور شخص تھے جب مشرکین نے انہیں پکڑ لیا اور رسیوں سے جکڑنے لگے تو تیسرے شخص نے کہا: "یہ پہلا دھوکہ ہے بخدا! میں تمہارے ساتھ نہ جاؤں گا۔ میرے لیے ان شہداء میں نمونہ ہے۔" انہوں نے انہیں کھینچا گھسیٹا، مگر انہوں نے ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے اسے بھی شہید کر دیا۔ وہ حضرات خبیب اور زید رضی اللہ عنہ کو لے کر آئے اور انہیں مکہ مکرمہ میں فروخت کر دیا۔ یہ غزوۂ بدر سے بعد کا واقعہ ہے۔ بنو حارث نے حضرت خبیب کو خرید لیا۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے حارث بن عامر کو غزوۂ بدر میں واصل جہنم کیا تھا۔ حضرت خبیب ان کے ہاں میں قیدی رہے۔ انہوں نے انہیں شہید کرنے پر اتفاق کر لیا انہوں نے حارث کی کسی بیٹی سے استرا مانگا تاکہ زیر ناف بال صاف کریں۔ اس نے انہیں استرا دے دیا۔ اس کا ننھا بچہ رینگتا ہوا ان کے پاس گیا۔ اس نے کہا: میں اس سے غافل تھی، حتیٰ کہ وہ بچہ ان کے پاس پہنچ گیا۔ انہوں نے اسے اپنی ران پر بٹھا لیا۔ استرا ان کے پاس ہی تھا۔ میں بہت زیادہ گھبرا گئی۔ اس گھبراہٹ کو حضرت خبیب نے جان لیا۔ انہوں نے فرمایا: تیرا گمان ہے کہ میں اس بچے کو قتل کر دوں گا۔ میں اس طرح نہیں کروں گا۔" بخدا! میں نے کسی قیدی کو نہیں دیکھا جو حضرت خبیب رضی اللہ عنہ سے بہتر ہو۔ بخدا! میں نے انہیں ایک دن دیکھا ان کے ہاتھ میں انگور کا گچھا تھا وہ اس میں سے کھا رہے تھے، حالانکہ وہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔ مکہ مکرمہ میں کھجوریں بھی نہ تھیں۔" وہ کہا کرتی تھی: "یہ وہ رزق تھا جو اللہ تعالیٰ نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا تھا۔" جب مشرکین انہیں حرم سے لے کر باہر نکلے تاکہ انہیں حل میں شہید کریں تو حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: "مجھے چھوڑ دو تاکہ میں دو رکعت نماز ادا کرلوں۔" مشرکین نے انہیں چھوڑا۔ انہوں نے دو رکعتیں پڑھیں پھر کہا: "بخدا! اگر مجھے یہ خدشہ نہ ہوتا کہ تم کہو گے کہ میں موت کے خوف سے نماز طویل کر رہا ہوں تو میں اسے ضرور طویل کرتا۔ مولا! انہیں شمار کر لے۔ مولا! انہیں جدا جدا قتل کر اور ان میں سے کسی کو بھی باقی نہ رکھ۔

فلست ابالی حین اقتل مسلما علی ای جنب کان فی اللہ مصرعی

و ذالك فی ذات الالہ ان یشاء یبارك علی اوصال شلو ممزع

ترجمہ: مجھے پرواہ نہیں کہ جب میں شہید ہوں گا۔ اللہ تعالیٰ کے لیے میرا گرنا کس پہلو پر ہوگا۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے اگر وہ چاہے تو میرے جسم کے بکھرے ہوئے ٹکڑوں پر برکت عطا فرمائے۔

پھر عقبہ بن حارث ان کی طرف گیا۔ اس نے انہیں شہید کر دیا۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے ہر مسلمان کے لیے سنت قائم کر دی کہ جب وہ ظلماً شہید ہونے لگے تو وہ نماز پڑھے۔ اللہ رب العزت نے حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کی دعا کو شرف قبولیت عطا کیا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم ﷺ کو ان کے بارے بتا دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بتایا۔ جب قریش

کو علم ہوا کہ حضرت عاصم شہید رضی اللہ عنہ ہو گئے ہیں تو انہوں نے کچھ افراد ان کی طرف بھیجے تاکہ وہ ان کا کوئی عضو لے کر آئیں جس سے ان کی شہادت کی تحقیق ہو سکے۔ انہوں نے قریش کے ایک عظیم سردار کو جہنم واصل کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے سائبان کی طرح شہد کی مکھیاں ان پر بھیج دیں انہوں نے قریش کے لوگوں سے انہیں بچالیا اور وہ ان کے جسم اطہر کا کوئی عضو نہ کاٹ سکے۔

بیسواں باب

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی کرامت

حضرت ابوقلابہ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "رب تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں سورۃ لم یکن الذین کفروا، سناؤں۔" انہوں نے عرض کی: کیا رب تعالیٰ نے آپ کے سامنے میرا نام لیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "ہاں! حضرت ابی رضی اللہ عنہ رونے لگے۔"

اکیسواں باب

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی کرامات

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: "مجھے سلمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں اہل فارس میں سے اصبہان کا باشندہ تھا۔ میرا تعلق "جی" سے تھا۔ میرا باپ کسان تھا۔ میں اسے ساری مخلوق سے زیادہ پیارا تھا۔ اس نے کنواری لڑکیوں کی طرح مجھے گھر میں بٹھا دیا۔ میں نے مجوسیت میں اتنی محنت کی کہ میں آگ کو جلاتا تھا اسے بجھنے نہ دیتا تھا۔ میرے باپ کی جاگیر تھی۔ وہ عمارت تعمیر کر رہا تھا۔ اس نے مجھے ایک دن کہا: نور نظر! مجھے مصروفیت نے مشغول کر دیا ہے، جیسے کہ تو دیکھ رہا ہے جاگیر کی طرف جاؤ۔ وہاں رک نہ جانا ورنہ تم مجھے ہر اہم کام سے روک دو گے۔ مجھے تمہاری فکر لگ جائے گی۔ میں اس مقصد کے لیے نکلا میں عیسائیوں کے گرجا کے پاس سے گزرا۔ وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ میں ان کے پاس گیا۔ مجھے ان کا معاملہ عجیب لگا۔ میں نے کہا:

بخدا ان کا دین میرے دین سے بہتر ہے۔

میں ان کے پاس ٹھہر گیا، حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا۔ میں نہ تو جاگیر تک گیا نہ ہی گھر لوٹا میں دیر تک گھر نہ پہنچا، تو اس نے میرے پیچھے کچھ افراد بھیج دیئے۔ جب عیسائیوں کا دین مجھے اچھا لگا تو میں نے ان سے پوچھا: "اس دین کی اصل کہاں ہے؟"

انہوں نے کہا: "شام میں۔"

میں اپنے باپ کے پاس آگیا۔اس نے مجھے کہا: نورنظر! میں نے تمہاری تلاش میں آدمی بھی بھیج دیے ہیں۔میں نے کہا:

"میں ایسی قوم کے پاس سے گزرا جو گرجا میں نماز ادا کر رہے تھے۔مجھے ان کا معاملہ عجیب لگا میں جان گیا کہ ان کا دین میرے دین سے بہتر ہے۔"

میرے باپ نے کہا: تیرا اور تیرے آباء کا دین ان کے دین سے بہتر ہے۔میں نے کہا: نہیں! بخدا! اسے میرے بارے خدشہ لاحق ہوا۔اس نے مجھے قید کر دیا۔میں نے عیسائیوں کی طرف پیغام بھیجا۔میں نے انہیں بتایا کہ ان کا دین مجھے پسند آیا ہے اور میں نے کہا کہ جب کوئی شام جانا چاہے تو مجھے بتا دینا۔انہوں نے اسی طرح کیا۔میں نے ٹانگوں سے زنجیریں اتار پھینکیں اور ان کے ساتھ عازم سفر ہو گیا۔میں شام آیا۔ان کے عالم کے متعلق پوچھا۔انہوں نے بتایا: اسقف۔میں اس کے پاس آیا۔اسے بتایا میں نے اسے کہا: میں تیرے ساتھ رہوں گا۔تمہاری خدمت کروں گا اور تیرے ساتھ نماز پڑھوں گا۔اس نے کہا: ٹھہر جاؤ۔میں ایسے شخص کے پاس ٹھہرا جو اپنے دین میں بہت برا تھا۔وہ صدقہ کا حکم دیتا تھا جب لوگ اسے کچھ دے دیتے تو وہ اسے اپنے لیے روک لیتا تھا، حتیٰ کہ اس نے سات گھڑے بنا لیے جو سونے اور چاندی سے بھرے ہوئے تھے وہ مر گیا میں نے لوگوں کو اس کے متعلق بتایا۔انہوں نے مجھے جھڑکا میں نے انہیں اس کا مال دکھایا انہوں نے اسے لے لیا۔اسقف کو دفن نہ کیا بلکہ اسے سنگسار کر دیا۔اس کی جگہ ایک ایسا شخص مقرر کیا جو دین میں زہد آخرت میں رغبت اور صلاح کے اعتبار سے افضل تھا۔رب تعالیٰ نے اس کی محبت میرے دل میں ڈال دی حتیٰ کہ اس کی موت کا وقت آگیا۔میں نے کہا: مجھے وصیت کرو۔ اس نے موصل کے ایک شخص کے بارے میں مجھے بتایا ہم ایک ہی امر پر رہے حتیٰ کہ وہ مر گیا۔میں موصل آیا۔میں اس شخص سے ملا۔اسے اپنے بارے میں بتایا کہ فلاں نے مجھے تیرے پاس آنے کے لیے کہا ہے۔اس نے کہا: میرے پاس ٹھہر جاؤ۔میں نے اسے درست رستے پر پایا، حتیٰ کہ اس کی وفات کا وقت آگیا۔

میں نے اسے کہا: مجھے وصیت کرو اس نے کہا: میں کسی اور شخص کو نہیں جانتا جو اس پر ہو جس پر ہم ہیں مگر عموریہ میں ایک شخص ہے میں عموریہ پہنچا۔میں نے اپنی داستان سنائی۔اس نے مجھے ٹھہرنے کے لیے کہا۔میرے پاس کچھ رقم بچ گئی میں نے اس سے کچھ بکریاں اور گائیں خرید لیں۔وہ شخص مرنے لگا تو میں نے اسے کہا: تم مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرتے ہو۔اس نے کہا: میں کسی اور شخص کو نہیں جانتا جو اس پر ہو جس پر ہم تھے لیکن ایک نبی کریم ﷺ کے ظہور کا وقت قریب آگیا ہے۔ انہیں دین ابراہیمی کے ساتھ مبعوث کیا جائے گا۔ان کی ہجرت گاہ کھجوروں والی سرزمین ہوگی۔ان کی نشانیاں اور علامات کسی پر مخفی نہ ہوں گی۔ان کے شانوں کے مابین مہر نبوت ہوگی۔وہ تحفہ کھا لیں گے صدقہ نہیں کھائیں گے اگر تم سے ہو سکے تو ان کی خدمت میں حاضر ہو جانا۔اس کے بعد وہ مر گیا۔

میرے پاس سے اہل عرب کا کارواں گزرا اس کارواں کا تعلق بنو کلب کے ساتھ تھا۔ میں نے انہیں کہا: "اگر تم مجھے اپنی رفاقت میں اپنے شہر لے جاؤ تو میں تمہیں یہ گائیں اور بکریاں دے دوں گا۔" وہ مجھے وادی القریٰ تک لے کر آئے پھر مجھے ایک یہودی کے ہاتھوں فروخت کر دیا۔ میں نے کھجوریں دیکھ لیں میں نے سمجھا کہ یہ وہی شہر ہے جس کا وصف مجھے بیان کیا گیا تھا۔ میں اس کے ہاں ٹھہرا رہا جس نے مجھے خریدا تھا۔ ان کے پاس بنو قریظہ کا ایک شخص آیا۔ اس نے مجھے اس سے خریدا اور مجھے مدینہ طیبہ لے آیا۔ وہ بنو عمرو بن عوف کے ہاں ٹھہرا۔ میں کھجور کی چوٹی پر تھا۔ میرے صاحب کا چچازاد آیا۔ اس نے میرے صاحب سے کہا: فلاں! اللہ بنو قیلہ کو ہلاک کر دے۔ میں ان کے پاس سے ابھی ابھی آیا ہوں۔ وہ اس شخص کے پاس جمع ہیں جو مکہ سے آیا ہے وہ گمان کرتا ہے کہ وہ نبی ہے۔" بخدا! جب میں نے یہ بات سنی تو مجھے لرزہ نے آلیا۔ میری وجہ سے کھجور بھی لرزنے لگی حتیٰ کہ قریب تھا کہ میں گر پڑتا۔ میں جلدی سے نیچے اترا۔ میں نے پوچھا: یہ کیسی خبر ہے؟ میرے صاحب نے مجھے تھپڑ رسید کیا۔ اس نے کہا: تیرا اور اس کا کیا تعلق؟ اپنے کام سے کام رکھو۔ میں شام تک اپنے کام میں مصروف رہا میں نے کچھ جمع کیا اور اسے حضور رحامیٔ بے کساں ﷺ کی خدمت میں لے آیا آپ اس وقت اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ قباء میں جلوہ افروز تھے۔ میں نے کہا: "میرے پاس کچھ مال جمع ہے۔ میں اسے صدقہ کرنا چاہتا ہوں آپ ایک صالح شخص ہیں۔ آپ کے ہمراہ غریب ساتھی ہیں میں آپ کو اس کا زیادہ مستحق سمجھتا ہوں۔" میں نے وہ صدقہ آپ کے سامنے رکھ دیا۔ آپ نے اپنے دست اقدس روک لیے۔ آپ نے فرمایا: "کھاؤ۔" میں نے کہا: "ایک علامت تو پوری ہوگئی ہے۔" میں مدینہ طیبہ واپس آیا۔ میں نے کچھ جمع کیا اسے آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ میں نے کہا: "میں نے آپ کی شرافت کو پسند کیا ہے۔ میں آپ کے لیے ہدیہ لے کر آیا ہوں۔ یہ صدقہ نہیں ہے۔ آپ نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور اسے تناول فرمانے لگے۔ آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اس میں سے کھایا۔ میں نے کہا: "دو علامات تو پوری ہوگئی ہیں۔" میں آپ کی خدمت میں آیا۔ آپ بقیع الغرقد میں کسی کے جنازہ کے لیے تشریف لائے تھے۔ آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے سلام عرض کیا میں مہر نبوت دیکھنے کے لیے مڑا۔ آپ میرے ارادے کو جان گئے۔ آپ نے اپنی چادر مبارک اتار دی۔ میں نے مہر نبوت دیکھ لی۔ میں اسے چومنے لگا۔ میں رو رہا تھا۔ آپ نے مجھے اپنے سامنے بٹھا لیا۔ میں نے اپنی ساری حکایت عرض کر دی۔ جیسے میں نے تمہیں (اے ابن عباس) داستان عشق سنائی ہے۔ آپ نے میری داستان پسند کی۔ آپ نے پسند کیا کہ میں یہ داستان آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی سناؤں۔ میں غلامی کی وجہ سے غزوۂ بدر اور غزوۂ احد میں شرکت نہ کر سکا۔ آپ نے مجھے فرمایا: "سلمان! مکاتبت کر لو۔" میں نے اپنے آقا سے مکاتبت کر لی کہ میں اس کے لیے کھجوروں کے تین سو پودے اور چالیس اوقیہ سونا دوں گا۔" آپ نے فرمایا: "صحابہ کرام! اپنے بھائی کی کھجوروں کے بارے میں مدد کرو۔" انہوں نے خمس اور عشر سے میری مدد کی حتیٰ کہ میرے لیے یہ کھجوریں جمع ہوگئیں۔ آپ نے فرمایا: ان کے لیے گڑھے کھودو لیکن کسی گڑھے میں پودا نہ رکھنا، حتیٰ کہ میں آجاؤں اور اسے اپنے ہاتھوں سے لگاؤں۔" میں نے اسی طرح کیا میرے ساتھیوں نے میری مدد کی حتیٰ کہ میں گڑھے کھودنے سے فارغ ہوگیا۔ میں

آپ کی خدمت میں آیا۔ میں آپ کو پودا پیش کرتا آپ اسے گڑھے میں رکھتے اور اس پر مٹی برابر کر دیتے۔ آپ واپس تشریف لے گئے۔ مجھے اس ذات بابرکات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ ان میں سے ایک پودا بھی نہ مرا۔ اب سونا باقی تھا اسی اثناء میں کہ آپ تشریف فرما تھے۔ ایک صحابی نے انڈے جتنا سونا پیش کیا۔ جو اسے کسی معدن سے ملا تھا۔ آپ نے فرمایا: مسکین فارسی مکاتب کو بلاؤ۔ فرمایا "اسی سے زر مکاتبت ادا کرلو۔" میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ اس سے میرا قرضہ کیسے ادا ہوگا؟ دوسری روایت میں ہے انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ نے سونے کے انڈے کے ساتھ میری مدد کی اگر کسی کے ساتھ اس کا وزن کیا جاتا تو وہ اس سے بھاری ہوتا۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ کسی حواری سے ملے۔ ایک قول یہ ہے کہ انہوں نے مکہ مکرمہ میں اسلام قبول کیا تھا لیکن یہ درست نہیں سب سے پہلے انہوں نے غزوۂ خندق میں شرکت کی۔ اس کے بعد کسی غزوہ میں بھی پیچھے نہ رہے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کے اور حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہما کے مابین رشتہ اخوت قائم فرمایا۔

بائیسواں باب

حضرت اھبان بن صیفی رضی اللہ عنہ کی کرامت

معلی نے حضرت عدیسہ بنت اھبان بن صیفی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان کے والد گرامی کے وصال کا وقت قریب آگیا۔ انہوں نے وصیت کی کہ انہیں دو کپڑوں میں کفن دیا جائے۔ انہوں نے انہیں تین کپڑوں میں کفن دیا۔ صبح کے وقت انہوں نے تیسرا کپڑا چارپائی پر پایا۔ اسے الطبرانی نے عبداللہ بن عبید کی سند سے حضرت عدیسہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

تئیسواں باب

حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کی کرامت

ابن اسحاق نے حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ عامر بن طفیل نے کہا: تم میں سے وہ کون شخص ہے کہ جب اسے شہید کیا گیا میں نے اسے دیکھا کہ اسے آسمانوں اور زمین کے مابین اٹھالیا گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا: وہ حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ تھے۔

چوبیسواں باب

حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ کی کرامت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: کتنے ہی پریشان حال اور گرد آلود افراد ہوتے ہیں جن کی کوئی پرواہ نہیں کرتا اگر وہ رب تعالیٰ کی قسم اٹھالیں تو رب تعالیٰ ان کی قسم کو پورا کر دیتا ہے۔ان میں سے ایک حضرت براء رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔" ایران کے شہروں میں سے تستر کے روز جب مسلمان شکست خوردہ ہو کر پیچھے جانے لگے تو مسلمانوں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے عرض کی: براء! اپنے رب تعالیٰ سے قسم کھائیں۔انہوں نے عرض کی: مولا! میں تجھے قسم دے کر کہتا ہوں کہ تو دشمن کے کندھے ہمارے حوالے کر دے اور مجھے اپنے نبی کریم ﷺ کے ساتھ ملادے۔انہوں نے دشمن پر حملہ کر دیا لوگوں نے بھی ان کے ہمراہ حملہ کر دیا۔انہوں نے فارس کے سردار مرزبان الزأرہ کو واصل جہنم کیا۔انہوں نے اس کا سامان لیا اہل ایران کو شکست ہوگئی۔حضرت براء رضی اللہ عنہ بھی شہید ہو گئے۔

پچیسواں باب

حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کی کرامت

حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں حسین بن السائب سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "عقبہ کی رات یا بدر کی رات حضور اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا: تم کیسے قتال کرتے ہو؟ حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ اٹھے اپنی کمان اور تیر لیے۔عرض کی: جب قوم دو سو ذراع کے قریب ہو تو تیر اندازی کرتے ہیں۔جب وہ قریب ہو جائے حتیٰ کہ نیزے کام کرنے لگے تو نیزہ زنی کرنی چاہیے حتیٰ کہ نیزے ٹوٹ جائیں پھر ہم نیزے رکھ دیتے ہیں تلوار تھام لیتے ہیں، پھر شمشیر زنی ہوتی ہے۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اسی طرح جنگ اتری ہے۔جو قتال کرے وہ عاصم رضی اللہ عنہ کی طرح قتال کرے۔صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک سریہ بھیجا۔ان کے امیر حضرت عاصم رضی اللہ عنہ تھے۔حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا: "میں کسی مشرک کی پناہ میں نیچے نہیں اتروں گا۔انہوں نے رب تعالیٰ سے عہد کر رکھا تھا کہ وہ کسی مشرک کو نہ مس کریں گے نہ ہی کوئی مشرک انہیں مس کرے۔قریش نے اپنے لوگ بھیجے تا کہ ان کے جسم کا کوئی ٹکڑا لے آئیں۔انہوں نے غزوۂ بدر میں کسی سردار قریش کو قتل کیا تھا۔رب تعالیٰ نے سائبان کی طرح شہد کی مکھیوں کو بھیج دیا۔انہوں نے حضرت

عاصم کی لاش کو گھیر لیا۔ اسی لیے انہیں "حمی الدبر" کہا جاتا ہے۔ حضرت حسان نے اسی واقعہ کے بارے میں لکھا:

لعمری لقد ساءت هذيل بن مدرك   احاديث كانت فی خبيب و عاصم
احاديث لحيان صلوا بقبيحها   و لحيان ركابون شر الجرائم

ترجمہ: مجھے اپنی جان کی قسم ہذیل بن مدرک کو ان باتوں نے معیوب بنا دیا ہے جو حضرت خبیب اور عاصم کے بارے بتائی گئی ہے اور لحیان کی باتوں نے بھی انہیں معیوب بنایا۔ جنہوں نے بھی باتوں کی آگ کو تاپا اور بنو لحیان بہت برے جرائم کا ارتکاب کرنے والے ہیں۔

چھبیسواں باب

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی کرامت

ابو یعلی نے ابو غالب کی سند سے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے کسی قوم کے پاس بھیجا۔ میں ان کے پاس پہنچا تو مجھے بھوک لگی ہوئی تھی وہ خون کھا رہے تھے۔ انہوں نے کہا: آجاؤ میں نے کہا: میں تمہارے پاس اس لیے آیا ہوں کہ تمہیں اس سے منع کروں۔ میں مغلوب ہو کر سو گیا۔ ایک آنے والا میرے پاس آیا۔ اس کے پاس برتن تھا جس میں مشروب تھا۔ میں نے اسے پکڑا اور پی گیا اس نے میرے پیٹ کو لبریز کر دیا میں سیر ہو گیا۔ ان میں سے ایک شخص نے انہیں کہا: تمہاری قوم کے خاندان میں سے ایک شخص تمہارے پاس آیا ہے۔ اس پر ظلم نہ کرو۔" وہ میرے پاس دودھ لے کر آئے۔ میں نے کہا: "مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں"۔ میں نے انہیں اپنا پیٹ دکھایا۔ ان کے آخری شخص نے بھی اسلام قبول کر لیا۔

ستائیسواں باب

حضرت ابو ریحانہ رضی اللہ عنہ کی کرامت

ابراہیم بن جنید نے کتاب اولیاء میں بنو سعد کے غلام سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ابو ریحانہ رضی اللہ عنہ سمندر پر سوار ہوئے۔ وہ سوئی سے صحیفے سی رہے تھے ان کی سوئی سمندر میں گر پڑی۔ انہوں نے عرض کی: "مولا! میں تجھے قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ تو میری سوئی مجھے واپس کر دے۔" وہ سوئی باہر نکل آئی حتیٰ کہ انہوں نے اسے پکڑ لیا۔

اٹھائیسواں باب

حضرت حجر بن عدی یا قیس بن مکشوح رضی اللہ عنہ کی کرامات

ابراہیم بن جنید نے "کتاب الاولیاء" میں منقطع سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حضرت حجر بن عدی رضی اللہ عنہ کو جنابت نے آلیا انہوں نے پانی کے نگران سے کہا: "مجھے میرا پانی دے دو تاکہ میں اس کے ساتھ پاکیزگی حاصل کرلوں۔ مجھے کل کچھ بھی نہ دینا۔" اس نے کہا: مجھے اندیشہ ہے کہ تم پیاسے مرجاؤ گے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مجھے قتل کر دیں گے۔ انہوں نے رب تعالیٰ سے دعا مانگی بادل نے ان کے لیے بارش برسادی۔ انہوں نے بقدرِ ضرورت پانی لے لیا۔ ان کے ساتھیوں نے ان سے کہا: رب تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ وہ ہمیں نجات عطا کر دے۔ انہوں نے کہا: مولا! ہمیں شہادت نصیب فرما۔ وہ اور ان کے کچھ ساتھی شہید ہو گئے۔

انتیسواں باب

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی کرامت

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: مطرف! جان لیں فرشتے میرے سر کے پاس مجھ پر سلام بھیجتے تھے۔ وہ بیت اللہ کے پاس اور باب الحجر کے پاس سلام بھیجتے تھے جب میں نے داغ لگوا لیے تو یہ سعادت ختم ہو گئی۔ جب مجھے شفاء ملی تو وہ پھر مجھ سے باتیں کرنے لگے۔ مطرف! پہلی کیفیت مجھ پر طاری ہوگئی۔ جب تک میں زندہ ہوں۔ میری یہ بات چھپائے رکھنا۔

تیئیسواں باب

حضرت ام مالک رضی اللہ عنہا کی کرامت

حضرت ام مالک الانصاریہ سے روایت ہے کہ وہ گھی کی شیشی لے کر بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئی۔ آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا۔ انہوں نے اسے نچوڑ لیا۔ شیشی ان کے حوالے کر دی۔ وہ واپس گئیں تو وہ گھی سے بھری ہوئی تھی۔ وہ فرماتی ہیں: میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئی۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا میرے بارے میں کچھ نازل ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا: ام مالک! کیا ہوا؟ میں نے عرض کی: آپ نے میرا ہدیہ مجھے واپس کر دیا ہے۔ آپ

نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا انہوں نے عرض کی: مجھے اس ذات بابرکات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں نے اسے اتنا نچوڑا کہ مجھے شرم آنے لگی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ام مالک رضی اللہ عنہا! تمہیں مبارک ہو۔ یہ برکت ہے رب تعالیٰ نے اس کا ثواب تمہیں جلد عطا کر دیا ہے۔

اکتیسواں باب

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی کرامت

حضرت عبداللہ بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: ہم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں آذر بائیجان پر حملہ کیا۔ ہمارے ساتھ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ واپسی پر وہ علیل ہو گئے ہم نے انہیں اٹھا لیا وہ وصال کر گئے۔ ہم نیچے اترے تو ان کی قبر کھودی ہوئی تھی۔ پانی رکھا گیا تھا کفن اور حنوط رکھا ہوا تھا۔ ہم نے انہیں غسل دیا کفن دیا۔ نماز جنازہ پڑھی اور انہیں دفن کر دیا۔ ہم میں سے ایک شخص نے کہا: "کاش! ہم واپس جائیں اور ان کی زیارت کر لیں۔ ہم واپس آئے تو وہاں قبر بھی نہ تھی نشانِ قبر بھی نہ تھا۔"

بتیسواں باب

حضرت طفیل رضی اللہ عنہ کی کرامات

امام بیہقی نے حضرت طفیل بن سنجرہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں یہودیوں کے ایک گروہ کے پاس آیا ہوں۔ میں نے پوچھا: "تم کون ہو؟" انہوں نے کہا: "ہم یہودی ہیں۔" میں نے کہا: کیا تم وہی قوم نہیں ہو جو عزیر کو ابن اللہ کہتی ہے؟ انہوں نے کہا: کیا تم نہیں کہتے۔ ماشاء اللہ و شاء محمد، پھر میں عیسائیوں کے پاس آیا۔ میں نے ان سے پوچھا: تم کون ہو؟ انہوں نے کہا: ہم عیسائی ہیں۔ میں نے کہا: تم وہی قوم ہو جو مسیح کو ابن اللہ کہتی ہو؟ انہوں نے کہا: تم بھی ماشاء اللہ و شاء محمد نہیں کہتے؟ وقتِ صبح میں نے لوگوں کو یہ خواب سنایا۔ میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا اور اس کے متعلق عرض کی۔ آپ نے فرمایا: کیا تم نے کسی کو یہ خواب بتایا ہے؟ میں نے عرض کی: ہاں! آپ خطبہ ارشاد فرمانے کے لیے اٹھے۔ رب تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی، پھر فرمایا: اما بعد! طفیل نے خواب دیکھا ہے تم میں سے بعض کو یہ بتایا ہے تم ایک بات کرتے ہو مجھے حیاء اس سے روکتی تھی۔ تم یوں نہ کہا کرو۔ ماشاء اللہ و شاء محمد۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لوگوں سے تحفظ

پہلا باب

مذاق اڑانے والوں کا انجام

ارشادِ ربانی ہے:

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ (الانعام: ۱۰)

ترجمہ: اور بلاشبہ مذاق اڑایا گیا رسولوں کا آپ سے پہلے پھر گھیر لیا انہیں جو مذاق اڑاتے تھے رسولوں کا اس چیز نے جس کے ساتھ مذاق اڑایا کرتے تھے۔

وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰٓى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ (الانعام: ۳۴)

ترجمہ: اور بے شک جھٹلائے گئے رسول آپ سے پہلے تو انہوں نے صبر کیا اس جھٹلائے جانے پر اور ستائے جانے پر پھر یہاں تک کہ آپہنچی انہیں ہماری مدد اور نہیں کوئی بدلنے والا اللہ کی باتوں کو اور آہی چکی ہیں آپ کے پاس رسولوں کی کچھ خبریں۔

اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ۝ (الحجر: ۹۵)

ترجمہ: ہم کافی ہیں۔ آپ کو مذاق اڑانے والوں کے شر سے بچانے کے لیے۔

ابونعیم، امام بیہقی (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) ضیاء نے مختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: ولید بن مغیرہ، اسود بن عبد یغوث، اسود بن مطلب اور حارث بن عیطلہ السہمی آپ کا مذاق اڑانے والوں میں شامل تھے۔ جب ان کا آپ سے مذاق حد سے گزر گیا تو حضرت جبرائیل امین آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے انہیں بتایا۔ آپ نے ولید انہیں دکھایا۔ انہوں نے اس کے بازو کی رگ کی طرف اشارہ کیا۔ آپ نے انہیں پوچھا: تم نے کیا کیا؟ انہوں نے عرض کی: میں اسے کافی ہو گیا ہوں، پھر آپ نے انہیں اسود بن مطلب دکھایا۔ انہوں نے اس کی آنکھوں کی طرف

اشارہ کیا۔ آپ نے پوچھا: تم نے کیا کیا؟ انہوں نے فرمایا: میں اسے کافی ہو گیا ہوں، پھر آپ نے انہیں اسود بن عبد یغوث دکھایا۔ انہوں نے اس کے سر کی طرف اشارہ کیا۔ آپ نے پوچھا: تم نے کیا کیا؟ انہوں نے فرمایا: میں اسے کافی ہو گیا ہوں۔ ولید کے پاس سے خزاعہ کا ایک شخص گزرا وہ اپنا تیر درست کر رہا تھا جو اس کی رگ کو لگا اس نے اسے کاٹ کر رکھ دیا۔ اسود بن مطلب سمرہ کے درخت کے نیچے اترا۔ اس نے کہا: بیٹو! کیا تم میرا دفاع نہیں کرو گے؟ انہوں نے کہا: ہمیں تو کچھ بھی نظر نہیں آیا۔ اس نے کہا: میں ہلاک ہو گیا ہوں۔ کوئی میری آنکھوں میں کانٹے مار رہا ہے، حتیٰ کہ اس کی بینائی ختم ہو گئی۔ اسود بن عبد یغوث کے سر میں پھوڑا نکلا وہ اس سے مر گیا۔ حارث کے پیٹ میں زرد پانی پڑ گیا حتیٰ کہ وہ اس کے منہ سے نکلنے لگا۔ وہ اس سے مر گیا۔ عاص سوار ہو کر طائف گیا وہ کانٹے پر بیٹھ گیا کانٹا اس کے تلوے پر لگا اس نے اسے مار ڈالا۔

ابوشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت عبد الرحمان بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ایک شخص تھا جو آپ کی محفل میں بیٹھتا تھا۔ جب آپ محوِ گفتگو ہوتے تو وہ اپنے چہرے پر لرزہ طاری کرتا۔ آپ نے فرمایا: اسی طرح ہو جا۔ وہ تادمِ مرگ لرزتا رہا۔ بزار اور الطبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: مکہ مکرمہ میں آپ چند لوگوں کے پاس سے گزرے۔ وہ آپ کے پیچھے اشارے کرنے لگے۔ وہ کہنے لگے: یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں۔ آپ کے ہمراہ حضرت جبرائیل امین تھے۔ انہوں نے اشارہ کیا تو اس کے جسموں میں ناخنوں کے نشانات جیسی پھنسیاں نکل آئیں۔ وہ بعد میں پھوڑے بن گئے ان سے بدبو آنے لگی۔ ان کے قریب جانے کی کسی میں طاقت نہ تھی۔ اس وقت یہ آیت طیبہ نازل ہوئی:

اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ۝٩٥ (الحجر: ٩٥)

ترجمہ: ہم کافی ہیں آپ کو مذاق اڑانے والوں کے شر سے بچانے کے لیے۔

الطبری میں حضرت مالک بن دینار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: مجھے حضرت ہند رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو الحکم کے پاس سے گزرے وہ آپ کی طرف اشارے کرنے لگا اس وقت یہ آیت طیبہ نازل ہوئی۔"

دوسرا باب

ابوجہل سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تحفظ

امام احمد اور امام نسائی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ابوجہل نے کہا: کیا محمد عربی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

تمہارے سامنے اپنا چہرۂ (انور) کو زمین پر رکھتے ہیں۔" کہا گیا: ہاں۔ اس نے کہا: لات وعزیٰ کی قسم! اگر میں نے انہیں اس طرح کرتے ہوئے دیکھ لیا تو میں ان کی گردن (مبارک) کو روند ڈالوں گا یا ان کے چہرہ کو خاک آلود کر دوں گا۔ وہ حضور اکرم، عبد اکمل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا۔ اس وقت آپ نماز ادا کر رہے تھے تاکہ وہ آپ کی مبارک گردن کو روندے۔ وہ فوراً الٹے پاؤں پلٹا۔ وہ اپنے ہاتھوں سے بچاؤ کر رہا تھا۔ اسے پوچھا گیا: تجھے کیا ہوا؟ اس نے کہا: میرے اور ان کے مابین آگ سے لبریز خندق ہے۔ میں نے اس میں خون اور پر دیکھے۔ آپ نے فرمایا: اگر وہ قریب جاتا تو ملائکہ اس کا عضو عضو اکھیڑ دیتے۔ اس وقت یہ آیت طیبہ اتری:

كَلَّآ إِنَّ الْإِنسَانَ لَيَطْغَىٰٓ ۝٦

بزار، الطبرانی، الحاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک روز میں مسجد حرام میں بیٹھا ہوا تھا ابو جہل آیا اس نے کہا: میں رب تعالیٰ کے لیے نذر مانتا ہوں کہ اگر میں نے محمد عربی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو سجدہ ریز دیکھا تو ان کی گردن کو روند دوں گا۔ میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا اور ابو جہل کی بات بتا دی آپ غصے سے باہر تشریف لائے۔ مسجد آئے دروازے سے داخل ہونے میں جلدی کی دیوار میں سے داخل ہو گئے۔ میں نے کہا: آج برا دن ہے۔ میں نے ازار باندھا اور آپ کے پیچھے ہو گیا۔

ابن اسحاق، ابونعیم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ابو جہل نے کہا: اے گروہ قریش! محمد عربی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے انکار ہی کر دیا ہے۔ تم دیکھتے ہو وہ ہمارے دین کے عیب نکالتے ہیں ہمارے آباء کو برا بھلا کہتے ہیں۔ ہماری عقلوں کو احمق کہتے ہیں۔ ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہتے ہیں میں رب تعالیٰ سے عہد کرتا ہوں کہ کل میں ان کے لیے پتھر لے کر بیٹھوں گا۔ جب وہ اپنی نماز میں سجدہ کریں گے تو اس کے ساتھ ان کا سر کچل دوں گا۔ اس کے بعد بنو عبد مناف مجھ سے جو چاہیں کر لیں۔ وقت صبح اس نے پتھر لیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے لگے۔ قریش اپنی اپنی محافل میں منتظر تھے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سجدہ کیا تو ابو جہل نے پتھر اٹھا لایا۔ جب آپ کے قریب ہوا تو تیزی سے واپس پلٹا۔ اس کا رنگ اڑا ہوا تھا۔ ہاتھ پتھر پر خشک ہو چکا تھا۔ اس نے ہاتھ سے پتھر نیچے پھینک دیا۔ وہ قریش کے پاس آیا۔ انہوں نے پوچھا: تمہیں کیا ہوا؟ اس نے کہا: جب میں آپ کی طرف گیا تو میرے سامنے ایک نر اونٹ آ گیا میں نے اتنا بڑا سر اور گردن نہ ہی کبھی کسی اونٹ کے جبڑے اتنے بڑے دیکھے تھے وہ مجھے کھا جانے کا ارادہ کیے ہوئے تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ حضرت جبرائیل امین تھے۔ اگر ابو جہل میرے قریب آتا تو وہ اسے پکڑ لیتے۔ امام احمد اور امام ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ابو جہل حضور اکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے گزرا۔ آپ اس وقت نماز ادا کر رہے تھے۔ اس نے کہا: محمد عربی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا میں نے آپ کو منع نہیں کیا تھا کہ آپ نماز نہ پڑھیں۔ آپ جانتے ہیں کہ مجلس کے اعتبار سے کوئی بھی مجھ سے زیادہ نہیں ہے۔ اس نے آپ کو جھڑکا حضرت جبرائیل امین نے کہا: "وہ بلا لے اپنی مدد کے

لیے اپنے ہم نشینوں کو ہم بھی جہنم کے فرشتوں کو بلالیں گے۔" بخدا! اگر وہ اپنے ہم نشینوں کو بلاتا تو عذاب کے فرشتے اسے پکڑ لیتے۔

تیسرا باب

العوراء بنت حرب سے تحفظ

ابو یعلی، ابن حبان، حاکم، مردویہ اور بیہقی نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے، ابن ابی شیبہ اور دارقطنی اور ابو نعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور ابن مردویہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت طیبہ نازل ہوئی۔

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝۱

ترجمہ: ٹوٹ جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ و برباد ہو گیا۔

توام جمیل عوراء آئی۔ وہ شور کر رہی تھی۔ اس کے ہاتھ میں پتھر تھا۔ وہ کہہ رہی تھی "مذمم کا ہم انکار کرتے ہیں۔ اس کے دین سے ہم اکتائے ہوئے ہیں۔ اس کے حکم کی ہم نافرمانی کرتے ہیں۔" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت مسجد حرام میں تشریف فرما تھے۔ آپ کے پہلو میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یہ آگئی ہے۔ مجھے خدشہ ہے کہ یہ آپ کو دیکھ لے گی۔ آپ نے فرمایا: یہ مجھے نہیں دیکھ سکے گی۔ آپ نے قرآن پاک پڑھا۔ آپ اس سے محفوظ ہو گئے۔ جیسے کہ رب تعالیٰ نے فرمایا:

وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ۝۴۵ (الاسراء: ۴۵)

ترجمہ: (اے محبوب) جب آپ پڑھتے ہیں قرآن کو تو ہم (حائل) کر دیتے ہیں آپ کے درمیان اور ان کے درمیان جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ایک پوشیدہ پردہ جو آنکھوں سے نہاں ہوتا ہے۔

وہ آئی، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس کھڑی ہو گئی۔ اس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ دیکھا۔ اس نے کہا: وہ کہاں ہے؟ اس نے میرے ہجو کی ہے۔ میرے خاوند کی ہجو کی ہے۔ انہوں نے کہا: بیت اللہ کے رب کی قسم! انہوں نے تیری ہجو نہیں کی۔ وہ چلی گئی وہ کہہ رہی تھی: قریش جانتے ہیں کہ میں ان کے سردار کی بیٹی ہوں۔ دوسری روایت میں ہے اس نے کہا: ابو بکر! تمہارے صاحب کو کیا ہو گیا ہے وہ میرے بارے شعر کہتے ہیں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے میری ہجو کی ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بخدا! میرے صاحب نہ شاعر ہیں نہ ہی انہوں نے تیری ہجو کی ہے۔ اس نے کہا: کیا انہوں نے کہا نہیں؟ فی

جیدھا حبل من مسد۔ انہیں کیا معلوم کہ میری گردن میں کیا ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اس سے پوچھو کہ کیا میرے پاس کسی کو دیکھ رہی ہو۔ وہ مجھے نہیں دیکھ رہی۔ رب تعالیٰ نے میرے اور اس کے مابین حجاب بنا دیا ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا: اس نے کہا: کیا تم میرے پاس مذاق کرتے ہو۔ بخدا! میں نے تمہارے ساتھ کسی کو نہیں دیکھا۔ وہ واپس چلی گئی وہ کہہ رہی تھی: قریش جانتے ہیں کہ میں ان کے سردار کی نور نظر ہوں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یا رسول اللہ اصلی اللہ علیک وسلم اس نے آپ کو دیکھا نہ تھا۔ آپ نے فرمایا: میرے اور اس کے مابین جبرائیل حائل ہو گئے تھے انہوں نے مجھے اپنے پروں سے ڈھانپ رکھا حتیٰ کہ وہ چلی گئی۔

چوتھا باب

مخزومیوں سے تحفظ

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ بنو مخزوم میں سے کچھ افراد نے آپ کو شہید کرنے کے لیے مشورہ کیا۔ ان میں ابو جہل، ولید بن مغیرہ اور بنو مخزوم میں سے کچھ افراد تھے اسی اثناء میں کہ آپ کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہے تھے کہ انہوں نے آپ کی قرأت سن لی انہوں نے ولید کو آپ کی طرف بھیجا۔ تاکہ وہ آپ کو شہید کر دے۔ وہ اس جگہ گیا جہاں آپ نماز ادا کر رہے تھے وہ آپ کی قرأت سن رہا تھا لیکن آپ کو دیکھ نہ رہا تھا۔ وہ ان کے پاس واپس آیا۔ انہیں بتایا اس کے بعد ابو جہل اور ولید اور کچھ افراد وہاں آئے جب وہ آواز مبارک تک پہنچے تو آواز ان کے پیچھے سے آنے لگتی جب وہ اس تک پہنچے تو وہ آواز ان کے پیچھے سے آنے لگی۔ وہ آپ کو نقصان نہ پہنچا سکے وہ چلے گئے۔

پانچواں باب

دعثور بن حارث سے تحفظ

امام واقدی نے عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ہم سرور کائنات ﷺ کے ہمراہ تھے۔ آپ تک یہ خبر پہنچی کہ بنو غطفان کا ایک لشکر ذوامر کے مقام پر جمع ہے وہ اس ارادے سے جمع ہو رہے ہیں کہ وہ آپ کی اطراف پر حملہ آور ہوں۔ ان کے ہمراہ دعثور بن حارث بھی ہے۔ آپ ۴۵۰ مجاہدین کا لشکر لے کر عازم سفر ہوئے۔ ان کے ساتھ گھوڑے بھی تھے۔ لوگ ان سے ڈر کر پہاڑوں کی چوٹیوں تک پہنچ گئے۔ آپ ذوامر اترے اور وہیں خیمہ زن ہو گئے۔ وہاں بہت

زیادہ بارش ہوئی۔ حضور اکرم ﷺ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ پر بارش اتری اور آپ کے کپڑے گیلے ہو گئے آپ نے اپنے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین ذی امر کی وادی رکھی۔ اپنے کپڑے اتارے اور انہیں خشک کرنے کے لیے پھیلا دیا۔ آپ نے وہ کپڑے درخت پر پھینکے پھر اسی کے نیچے لیٹ گئے۔ اعرابی آپ کو دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے دعثور سے کہا: یہ ان کا سردار اور سب سے بہادر تھا۔ محمد عربی ﷺ پر حملہ کرنا تمہارے لیے ممکن ہے۔ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے علیحدہ ہیں اگر انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مدد طلب کی تو وہ ان کی مدد تک نہ پہنچ سکیں گے حتیٰ کہ تم انہیں شہید کر دو۔" دعثور اس نے تیز تلوار لی پھر آیا اور آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا تلوار سونتی۔ اس نے کہا: محمد عربی! (ﷺ) آج مجھ سے آپ کو کون بچائے گا؟ آپ نے فرمایا: اللہ۔ حضرت جبرائیل امین نے اس کے سینے پر مارا تلوار اس کے ہاتھ سے نیچے گر پڑی۔ آپ نے وہ تلوار لی اس کے سر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا: تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟ اس نے کہا: کوئی بھی نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ رب تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں محمد عربی (ﷺ) اس کے رسول ہیں۔ میں کبھی بھی آپ کے خلاف لشکر جمع نہ کروں گا۔ آپ نے اسے تلوار دی وہ چلا گیا، پھر چہرہ پھیر کر کہا: بخدا! آپ مجھ سے بہتر ہیں۔ آپ نے فرمایا: میں اس کا زیادہ مستحق ہوں۔ وہ اپنی قوم کے پاس گیا۔ اس نے کہا: تو کیا کہتا تھا۔ تلوار تیرے ہاتھ میں تھی۔ اس نے کہا: بخدا! اسی طرح ہے لیکن میں نے ایک سفید اور طویل شخص کو دیکھا اس نے میرے سینے پر مارا میں پشت کے بل گر پڑا۔ میں سمجھ گیا کہ یہ فرشتہ ہے۔ میں نے گواہی دی کہ محمد عربی ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ وہ اپنی قوم کو اسلام کی طرف دعوت دینے لگا۔ اس وقت یہ آیت طیبہ نازل ہوئی:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ (المائدہ: ۱۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! یاد کرو اللہ کی نعمت جو تم پر ہوئی جب پختہ ارادہ کر لیا تھا ایک قوم نے کہ بڑھائیں تمہاری طرف اپنے ہاتھ تو اللہ نے روک دیا ان کے ہاتھوں کو تم سے۔

امام بیہقی نے غزوہ ذات الرقاع میں بھی اسی طرح کا واقعہ ذکر کیا ہے جو اس کی مثل ہے۔ یہ دونوں علیحدہ علیحدہ قصے ہیں۔ اگر امام واقدی کو یہ یاد رہا ہے کہ اسے اسی غزوہ میں ہی تحریر کرنا ہے۔

چھٹا باب

نضر بن حارث سے تحفظ

ابونعیم نے حضرت عروہ سے روایت کیا ہے کہ نضر آپ کو اذیت دیتا تھا وہ آپ سے تعرض کرتا تھا۔ ایک دن آپ دوپہر

کے وقت قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے۔آپ ثنیۃ الحجون کے نیچے تشریف لے گئے۔نضر بن حارث نے آپ کو دیکھ لیا۔اس نے کہا: میں پھر آپ کو بھی اس طرح تنہا نہ پا سکوں گا۔اس نے حیلہ کیا وہ آپ کے قریب ہوا، پھر وہ گھبرا کر اپنے گھر لوٹ آیا۔وہ ابو جہل سے ملا اس نے پوچھا: کہاں سے آرہے ہو؟ اس نے کہا: میں محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے گیا تا کہ آپ کو دھوکہ سے قتل کروں میں نے سیاہ ناگ دیکھا جو منہ کھولے میرے سر پر اپنے جبڑے مارنے لگا میں گھبرا گیا۔میں واپس آگیا۔ابو جہل نے کہا: یہ تو ان کا بعض جادو ہے۔

ساتواں باب

حارث سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تحفظ

شیخان، ابن اسحاق، ابو نعیم، حاکم، بیہقی نے کئی طرق سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: ہم ذات الرقاع کی جگہ آپ کے ساتھ تھے۔ہم ایک سایہ دار درخت کے نیچے پہنچے۔ہم نے اسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہی چھوڑ دیا۔بنو محارب میں سے ایک شخص غورث نے اپنی قوم سے کہا: میں تمہارے لیے محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کر دیتا ہوں۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس درخت کے نیچے تشریف لائے۔اپنی تلوار معلق کی، پھر سو گئے اچانک آپ نے ہمیں یاد فرمایا۔ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔آپ کی خدمت میں ایک اعرابی بیٹھا ہوا تھا۔آپ نے فرمایا: اس اعرابی نے میری تلوار لی۔میں سویا ہوا تھا جب میں بیدار ہوا تو یہ تلوار اس کے ہاتھ میں سونتی ہوئی تھی اس نے مجھے کہا: آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ میں نے کہا: اللہ۔حاکم نے یہ اضافہ کیا ہے: تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی ابو نعیم میں ہے: اسے لرزہ طاری ہو گیا۔آپ نے تلوار لی۔فرمایا: تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟ اس نے کہا: آپ بہترین تلوار پکڑنے والے بن جائیں۔آپ نے اسے چھوڑ دیا۔وہ اپنے ساتھیوں کے پاس آیا۔اس نے کہا: میں اس ہستی کے پاس سے آیا ہوں جو سارے لوگوں میں سے بہترین ہے۔

تنبیہات:

1. غورث، جعفر کے وزن پر ہے۔بعض نے اسے غورث پڑھا ہے اس کا معنی بھوک ہے۔خطیب نے اسے غورک پڑھا ہے۔خطابی نے اسے غویرث پڑھا ہے۔بعض نے اسے عین سے پڑھا ہے، لیکن یہ دراصل غین سے ہے۔
2. حافظ ذہبی نے اسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شامل کیا ہے۔انہوں نے لکھا ہے: وہ غورث بن حارث جس نے کہا: آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ آپ نے فرمایا: اللہ۔آپ نے تین دفعہ اسی طرح فرمایا۔تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی۔اس نے اسلام قبول کر لیا۔امام بخاری نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے حافظ نے لکھا ہے کہ بخاری میں

اس کے اسلام کا تذکرہ نہیں ہے پھر انہوں نے ان سارے طرق کا تذکرہ کیا ہے جو بخاری نے اپنی صحیح میں لکھے ہیں انہوں نے لکھا ہے کہ اس کو غورث نے مسند الکبیر،از مسدد میں روایت کیا ہے اس میں صراحت ہے کہ اس نے اسلام قبول نہیں کیا تھا۔اس روایت میں ہے کہ آپ نے اس اعرابی سے فرمایا جبکہ اس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی تھی۔اب تجھے میرے ہاتھ سے کون بچائے گا؟اس نے عرض کی: آپ بہترین تلوار پکڑنے والے بن جائیں۔آپ نے فرمایا: کیا تم اسلام قبول کرتے ہو؟اس نے عرض کی: نہیں! لیکن میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں آپ کے ساتھ قتال نہیں کروں گا نہ ہی اس قوم کا ساتھ دوں گا جو آپ کے ساتھ قتال کرے۔آپ نے اسے جانے دیا۔وہ اپنے ساتھیوں کے پاس آیا۔اس نے کہا: میں لوگوں میں سے بہترین ہستی کے پاس سے آیا ہوں۔امام احمد نے اسے اسی طرح روایت کیا ہے۔ثعلبی نے کلبی سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح روایت کیا ہے انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے جس میں اس کے اسلام نہ لانے کا ذکر ہے۔انہوں نے لکھا ہے کہ ان طرق میں تذکرہ نہیں ہے کہ اس نے اسلام قبول کیا تھا،گویا کہ امام ذہبی نے دعثور بن حارث کے تذکرہ میں دیکھا کہ واقدی نے اس سے ملتا جلتا واقعہ لکھا ہے انہوں نے لکھا ہے کہ اس نے اسلام قبول کر لیا تھا۔انہوں نے دونوں روایتوں کو جمع کیا اور غورث کے اسلام کو ثابت کر دیا اگر اس طرح ہے تو ان کی اس کوشش میں اعتراض کی گنجائش ہے انہوں نے اسے امام بخاری کی طرف منسوب کیا اس میں یہ تذکرہ نہیں کہ انہوں نے اسلام قبول کیا تھا۔اس طرح کہ اس پر یقین حاصل ہوتا ہے کہ ان دونوں سے ایک ہی قصہ مراد ہو حالانکہ احتمال یہ ہے کہ یہ دونوں جدا گانہ واقعات ہیں۔اگرچہ واقدی نے یقین کے ساتھ لکھا ہے۔المختصر یہ احتمال ہی ہے بعض علماء نے اس کے اس قول سے اس کے اسلام پر استدلال کیا ہے۔ ”میں تمہارے پاس اس ہستی سے آیا ہوں جو لوگوں میں سے بہترین ہے۔“

آٹھواں باب

سراقہ بن مالک سے تحفظ

شیخان نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: قوم نے ہماری جستجو کی لیکن سراقہ کے علاوہ ہمیں اور کوئی نہ پا سکا۔وہ اپنے گھوڑے پر سوار تھا۔میں نے عرض کی: ”یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ تعاقب کرتا ہوا ہمیں آملا ہے۔“ آپ نے فرمایا: غمزدہ نہ ہوں بلاشبہ رب تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔جب اس کے اور ہمارے مابین ایک یا تین نیزوں کا فاصلہ رہ گیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا مانگی: مولا! اسے جیسے چاہتا ہے کافی ہو جا۔اس کے گھوڑے کی ٹانگیں اس کے پیٹ تک زمین

میں دھنس گئیں۔اس نے عرض کی: یا محمد عربی صلی اللہ علیک وسلم میں جانتا ہوں کہ یہ آپ کا عمل ہے۔آپ رب تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے اس تکلیف سے نجات دے۔بخدا! میں ہر اس شخص کو روک لوں گا جو آپ کا تعاقب کرے گا۔" آپ نے اس کے لیے دعا فرمائی۔وہ واپس چلا گیا۔"یہ داستان عبرت پہلے ہجرت کے واقعات میں ذکر ہو چکی ہے۔

نواں باب

یہود سے آپ ﷺ کا تحفظ

ابن جریر نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے، بریر بن زیاد، عبدالحمید نے حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے ابن اسحاق نے عاصم بن عمر سے ابن قتادہ سے اور عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے، ابونعیم اور بیہقی نے زہری سے، اور عروہ بن زبیر سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ بنونضیر کی طرف تشریف لے گئے۔آپ کلابیوں کی دیت کے بارے ان سے بات چیت کرنے گئے تھے۔انہوں نے کہا: ابوالقاسم (ﷺ) آپ تشریف رکھیں۔آپ کھانا کھائیں۔آپ کا کام ہو جائے تو واپس تشریف لے چلیں۔ آپ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دیوار کے سایہ میں بیٹھ گئے۔وہ منتظر تھے کہ ان کا امر درست ہو جائے جب یہود خلوت میں گئے انہوں نے آپ کو شہید کرنے کے لیے باہم مشورہ کیا۔انہوں نے کہا: پھر تمہیں ایسا موقع دستیاب نہ ہو سکے گا۔ان میں سے ایک شخص نے کہا: اگر تم چاہو تو میں اس گھر کی چھت پر چڑھ جاتا ہوں جس کے نیچے وہ بیٹھے ہوئے ہیں میں آپ پر پتھر پھینک کر آپ کو شہید کر دیتا ہوں۔وہ بڑی سی چکی لے آئے تاکہ اسے آپ پر پھینکیں۔رب تعالیٰ نے ان کے ہاتھ روک دیے۔اس نے بتا دیا کہ یہودیوں نے آپ کے لیے کیا مشاورت کی تھی۔اس وقت یہ آیت طیبہ نازل ہوئی:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ (المائدہ:١١)

ترجمہ: اے ایمان والو! یاد کرو اللہ کی نعمت کو جو تم پر ہوئی جب پختہ ارادہ کر لیا تھا ایک قوم نے کہ بڑھائیں تمہاری طرف اپنے ہاتھ تو اللہ نے ان کے ہاتھوں کو تم سے روک دیا۔

دسواں باب

زید بن قیس اور عامر بن طفیل سے تحفظ

الطبرانی، ابن منذر، ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، ابن جریر اور ابوالشیخ نے ابن زید سے، بیہقی نے ابن

اسحاق سے، روایت کیا ہے کہ عامر بن طفیل حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا وہ آپ کو دھوکہ سے شہید کرنا چاہتا تھا۔ اس نے اربد سے کہا: ہم اس شخص کے پاس جاتے ہیں۔ میں تیری طرف سے ان کا چہرہ مشغول رکھوں گا۔ جب میں اس طرح کرلوں تو تم ان کا کام تمام کر دینا۔ اس نے کہا: میں اسی طرح کروں گا۔ جب وہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے۔ اس نے کہا: محمد عربی ﷺ میرے ساتھ اٹھیں۔ میں آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ آپ اس کے ساتھ اٹھے وہ آپ کو دیوار کی سمت لے گیا۔ عامر آپ سے بات کرنے لگا۔ اس نے کہا: محمد عربی ﷺ میری کفالت کریں۔ آپ نے فرمایا: نہیں! حتیٰ کہ تو رب تعالیٰ وحدہٗ لا شریک پر ایمان لے آئے۔ اس نے کہا: بخدا! میں آپ کے خلاف سرخ گھوڑوں اور پیادہ دستوں سے زمین بھر دوں گا۔ جب وہ جانے لگا تو آپ نے دعا فرمائی: مولا! عامر بن طفیل کو میری طرف سے کافی ہو جا۔ وہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ سے نکلے تو عامر نے اربد سے کہا: تیرے لیے ہلاکت! تو نے وہ کام کیوں نہ کیا جس کا میں نے تمہیں حکم دیا تھا۔ بخدا! میں روئے زمین پر سب سے زیادہ تم سے ڈرتا تھا۔ بخدا! اب میں آج کے بعد تم سے نہ ڈروں گا۔ اربد نے کہا: تیرا باپ مرے۔ میرے بارے میں جلدی نہ کر۔ بخدا! میں نے جب بھی آپ پر وار کرنے کا ارادہ کیا تو تو میرے اور ان کے مابین آجاتا۔ مجھے تیرے علاوہ کوئی نظر نہ آتا کیا میں تجھ پر وار کر دیتا؟

گیارھواں باب

اس سے آپ ﷺ کا تحفظ جو آپ کو شہید کرنا چاہتا تھا

ابن جریر نے محمد بن کعب القرظی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب سپہ سالار اعظم ﷺ کسی جگہ فروکش ہوتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے لیے سایہ دار درخت تلاش کرتے۔ آپ اس کے نیچے آرام فرما ہو جاتے۔ ایک اعرابی آیا۔ اس نے اپنی تلوار سونتی۔ اس نے کہا: مجھ سے آپ کو کون بچائے گا؟ آپ نے فرمایا: اللہ! اعرابی کا ہاتھ کانپ گیا۔ تلوار ہاتھ سے گر پڑی۔ اپنا سر درخت پر دے مارا دماغ نیچے بکھر گیا۔ اس وقت یہ آیت طیبہ نازل ہوئی:

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۭ (المائدہ: ٦٧)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں کے (شر) سے بچائے گا۔

ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ایک شخص کے لیے کچھ اوقیہ سونا مقرر کیا گیا بشرطیکہ وہ حضور اکرم ﷺ کو شہید کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو آگاہ فرما دیا۔ آپ نے حکم دیا تو اسے پھانسی دے دی گئی۔ یہ پہلا شخص تھا جسے اسلام میں پھانسی دی گئی تھی۔ ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: اسلام میں

جسے سب سے پہلے پھانسی دی گئی وہ بنو لیث کا ایک شخص تھا۔ قریش نے اس کے لیے کچھ اوقیہ سونا مقرر کیا بشرطیکہ وہ حضور اکرم ﷺ کو شہید کر دے۔ حضرت جبرائیل امین نے آپ کو بتا دیا۔ آپ نے اس کی طرف ایک شخص بھیجا۔ اس نے اسے تختہ دار پر کھینچ دیا۔ ابن جریر نے روایت کیا ہے کہ غزوۂ بدر کے بعد کچھ قریش حجر میں بیٹھے۔ اس نے کہا: غزوۂ بدر میں ہمارے آباء مرنے کے بعد ہماری زندگی مکدر ہو گئی ہے۔ کاش! ہمیں ایسا شخص مل جائے جو محمد عربی ﷺ کو شہید کر دے۔ ہم اس کے لیے انعام مقرر کر دیں گے۔ ایک شخص نے کہا: بخدا! میرا سینہ بہادر ہے۔ میرے پاس عمدہ گھوڑا اور عمدہ تلوار ہے۔ میں انہیں شہید کر دوں گا۔ ہر قبیلے نے اسے ایک اوقیہ سونا دینا طے کر لیا۔ وہ روانہ ہوا۔ مدینہ طیبہ پہنچا۔ اپنی مسلمان قوم کے پاس گیا۔ انہوں نے پوچھا: تو کیوں آیا ہے؟ اس نے کہا: میں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ اس لیے میں آیا ہوں۔ رب تعالیٰ نے اس کے بارے اپنے نبی کریم ﷺ کو آگاہ فرما دیا۔ آپ نے اس شخص کی طرف پیغام بھیجا۔ جس کے ہاں وہ بطور مہمان ٹھہرا تھا۔ اپنے مہمان کو دیکھو اسے زنجیروں سے باندھ کر میرے پاس لے آؤ۔ جب وہ اسے لے کر نکلے تو وہ باآواز بلند کہنے لگا: کیا تم اس کے ساتھ اس طرح کرتے ہو جو تمہارا دین اختیار کرتا ہے۔ آپ نے اسے فرمایا: سچ سچ بتا معاملہ کیا ہے۔ لوگوں نے گمان کیا کہ اگر اس نے سچ بول دیا تو آپ اسے معاف کر دیں گے۔ اس نے کہا: میں اسلام قبول کرنے آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا: تو نے جھوٹ بولا ہے۔ آپ نے اس کا واقعہ سنایا، پھر اسے ذباب "پہاڑ" پر پھانسی دی گئی۔

بارھواں باب

شیبہ بن عثمان سے تحفظ

امام بیہقی نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: حضرت شیبہ نے فرمایا: جب حضور اکرم ﷺ نے حنین پر حملہ کیا تو مجھے میرا چچا اور باپ یاد آ گئے۔ حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہما نے ان کا کام تمام کیا تھا۔ میں نے کہا: میں آج محمد عربی ﷺ سے اپنا بدلہ لے لوں گا۔ میں آپ کے پیچھے سے آیا۔ جب اتنا فاصلہ رہ گیا کہ میں تلوار سے آپ پر حملہ کر سکتا تھا تو میرے اور آپ کے مابین شعلے کی طرح بجلی چمکی۔ میں الٹی چال چلتے ہوئے پیچھے آ گیا۔ آپ نے میری طرف دیکھا۔ فرمایا: "شیبہ! قریب آ جاؤ۔" آپ نے میرے سینے پر ہاتھ رکھا رب تعالیٰ نے میرے سینے سے شیطان کو نکال دیا۔ میں نے نظر اٹھا کر آپ کی طرف دیکھا آپ مجھے میرے کانوں اور آنکھوں سے بھی زیادہ محبوب ہو گئے تھے۔

تیرھواں باب

منافقین سے آپ ﷺ کا تحفظ

ابن ابی حاتم، ابوشیخ نے ضحاک سے، بیہقی نے عروہ سے، انہوں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور ابن اسحاق نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر میں لکھا ہے:

وھمّوا بما لم ینالوا۔

ترجمہ: اور انہوں نے اس چیز کا ارادہ کیا تھا جسے وہ نہ پاسکے تھے۔

حضور سپہ سالار اعظم ﷺ تبوک سے مدینہ طیبہ کی طرف واپس تشریف لا رہے تھے۔ جب آپ نے کچھ فاصلہ طے کر لیا تو منافقین نے آپ کے ساتھ مکر کرنے کی کوشش کی۔ انہوں نے مشورہ کیا کہ وہ آپ کو کسی گھاٹی میں پھینک دیں گے یا آپ کو شہید کر دیں گے۔ جب انہوں نے عزم کر لیا۔ وہ گھاٹی تک پہنچے انہوں نے آپ کے ساتھ ساتھ چلنا چاہا جب وہ آپ کے پاس پہنچے تو آپ کو ان کے متعلق آگاہ کر دیا گیا۔ آپ نے فرمایا: تمہیں وادی کے دامن میں چلنا چاہیے وہاں تمہارے لیے وسعت ہے۔ آپ گھاٹی پر چلنے لگے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وادی میں چلنے لگے۔ سوائے ان منافقین کے جنہوں نے آپ کے ساتھ مکر کرنے کی کوشش کرنا تھا۔ جب انہوں نے یہ فرمان سنا تو انہوں نے تیاری کر لی۔ انہوں نے چہرے چھپا لیے۔ انہوں نے ایک بڑے (برے) کام کا ارادہ کر لیا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرات حذیفہ بن یمان اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ آپ کے ساتھ ساتھ پیدل چلیں۔ آپ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ آپ کی اونٹنی کی نکیل تھام لیں۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ وہ ناقہ مبارک کو ہانکیں۔ اسی اثناء میں کہ وہ چل رہے تھے۔ انہوں نے پیچھے سے لوگوں کی آوازیں سنیں جو ان کے قریب آچکے تھے۔ حضور اکرم ﷺ سخت غصے میں ہو گئے۔ آپ نے حضرت حذیفہ سے فرمایا کہ وہ انہیں واپس لوٹا دیں۔ انہوں نے آپ کا غصہ ملاحظہ کر لیا تھا۔ وہ واپس گئے ان کے پاس خم دار ڈنڈا تھا۔ وہ ان کی سواریوں کو پیچھے دھکیلنے لگے۔ وہ انہیں ڈنڈے سے مارنے لگے۔ قوم نے انہیں دیکھ لیا۔ وہ نقاب اوڑھے تھے۔ یہ احساس بھی نہ تھا کہ یہ کسی مسافر نے کیا تھا۔ جب انہوں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو رب تعالیٰ نے انہیں مرعوب کر دیا۔ انہوں نے سمجھا کہ ان کی سازش آپ پر آشکارا ہو چکی ہے وہ جلدی سے گئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں مل جل گئے حضرت حذیفہ واپس آ گئے۔ آپ نے فرمایا: "حذیفہ! تم سواری کو مارو۔ عمار! تم پیدل چلو۔" وہ جلدی سے گئے حتیٰ کہ گھاٹی کے اوپر چلے گئے۔ گھاٹی سے باہر نکل گئے۔ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھنے لگے آپ نے فرمایا: "حذیفہ رضی اللہ عنہ! کیا تمہیں ان لوگوں کے بارے علم ہے۔ اس گروہ کے متعلق یا ان میں سے کسی ایک کے متعلق

علم ہے؟ انہوں نے عرض کی: میں نے فلاں فلاں کی سواری کو پہچان لیا ہے، رات کی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ انہوں نے نقاب بھی کیے ہوئے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہیں علم ہے کہ وہ کیا کرنا چاہتے تھے؟ انہوں نے عرض کی: "نہیں بخدا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے فرمایا: انہوں نے سازش کی کہ وہ میرے ساتھ چلیں جب میں گھاٹی میں تاریک جگہ پہنچوں تو وہ مجھے نیچے گرا دیں اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کے نام اور ان کے باپوں کے نام بھی بتا دیے ہیں۔ وہ عبداللہ بن سعد، ابو حاصر الاعرابی، ابو عامر، جلاس بن سوید بن صامت، مجمع بن جاریہ، فلیح التیمی، حصین بن نمیر، طعمہ بن ابیرق، عبداللہ بن عیینہ اور مرہ بن ربیع تھے۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ان کی گردنیں اڑا دینے کا حکم کیوں نہیں دیتے؟ آپ نے فرمایا: میں ناپسند کرتا ہوں کہ لوگ باتیں کریں کہ محمد عربی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے ساتھیوں کی گردنیں اڑانے لگے ہیں۔" وقت صبح آپ نے ان سب کی طرف پیغام بھیجا۔ آپ نے فرمایا: تم نے یہ ارادہ کیا تھا۔ انہوں نے قسمیں اٹھائیں کہ انہوں نے یہ باتیں کی ہیں اور نہ ہی یہ ارادہ کیا ہے اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت طیبہ نازل کی:

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ؕ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ (التوبہ: ۷۴)

ترجمہ: قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی انہوں نے یہ نہیں کہا حالانکہ یقیناً انہوں نے کہی تھی۔ کفر کی بات اور اسلام لانے کے بعد انہوں نے کفر کی اور اور اس چیز کا ارادہ کیا تھا جسے وہ نہ پا سکے تھے۔

یہ بارہ منافقین تھے انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جنگ کی تھی، ان کا سرغنہ ابو عامر تھا اس کے لیے انہوں نے مسجد ضرار بنائی تھی۔

چودھواں باب

شیاطین سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تحفظ

1 امام احمد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آج رات ایک شیطان نے مجھ پر حملہ کیا تا کہ وہ میری نماز کو منقطع کر دے۔ رب تعالیٰ نے مجھے اس پر تسلط عطا فرما دیا۔ میں نے چاہا کہ میں اسے مسجد نبوی کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ باندھ دوں، تا کہ وقت صبح تم سب آگ کی طرف دیکھو، پھر مجھے میرے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد آ گئی۔

رب ھب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی۔

ترجمہ: مولا! مجھے ایسی سلطنت عطا فرما جو میرے بعد کسی کو نہ ملے۔

وہ خائب و خاسر واپس چلا گیا۔

◆ امام احمد نے ابو التیاح سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے عبدالرحمان بن خنبش سے پوچھا: "جب شیاطین آپ کے قریب گئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا کیا؟ انہوں نے فرمایا: اس رات پہاڑوں اور وادیوں سے شیاطین آپ کی سمت آئے۔ وہ آپ کا ارادہ کیے ہوئے تھے۔ ان میں ایک شیطان تھا جس کے ہاتھ میں آگ کا شعلہ تھا وہ اس کے ذریعہ آپ کا چہرۂ انور جلانا چاہتا تھا۔ حضرت جبرائیل امین حاضر ہوئے۔ انہوں نے عرض کی: محمد عربی! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پڑھیں۔" آپ نے فرمایا: میں کیا پڑھوں؟ انہوں نے عرض کی: یہ پڑھیں:

اعوذ بكلمات الله التامةِ من شر ما خلق و ذرأ و برأ و من شر ما ينزل من السماء و من شرّ ما يعرج فيها و من شر فتن الليل و النهار و من شر كل طارق الا طارقاً يطرق بخير يا رحمان۔

آپ نے اسی طرح کہا تو ان کی آگ بجھ گئی۔ رب تعالیٰ نے انہیں رسوا کر دیا۔

◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ کی بعثت ہوئی تو ابلیس آپ کے پاس آیا۔ وہ آپ سے مکر کرنا چاہتا تھا۔ جبرائیل نے اس پر حملہ کیا۔ اسے اپنا کندھا مارا اور اسے اردن کی وادی میں پھینک دیا۔ ابو الشیخ اور الطبرانی اور ابو نعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ میں سجدہ ریز تھے ابلیس آیا اس نے آپ کی گردن کو روندھنا چاہا۔ حضرت جبرائیل امین نے اسے پھونک ماری اس کے قدم نہ جمے حتیٰ کہ وہ اردن پہنچ گیا۔

پندرھواں باب

کیڑے مکوڑوں سے تحفظ

ابو نعیم نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے نعلین مبارک منگوائے تاکہ انہیں پہنیں آپ نے ایک پہنا۔ کوا آیا۔ دوسرا نعلین اٹھایا۔ اسے پھینک دیا۔ اس سے سانپ نکلا۔ آپ نے فرمایا:

"جو شخص یوم آخرت اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہو وہ جھاڑنے کے بغیر اپنے جوتے نہ پہنے۔"

55

فضائل انبیاء علیہم السلام کا فضائل محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ موازنہ

پہلا باب

اس موضوع کے متعلق فوائد

علماء کرام نے لکھا ہے: سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کو جو معجزہ یا فضیلت عطا کی گئی ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اس کی مثل معجزہ یا فضیلت عطا کی گئی یا اس سے عظیم تر معجزہ یا فضیلت بخشی گئی، امام شافعی نے فرمایا ہے: جو کچھ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو عطا فرمایا اس سے بڑھ کر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمایا۔ عمرو اور سوار نے بھی اس طرح کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مردے زندہ کرنے کا معجزہ عطا کیا تو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تنے کا معجزہ عطا کیا گیا جس کے پہلو کے ساتھ آپ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ یہ آپ کے لیے منبر کی طرح تھا جب آپ کے لیے منبر تیار کیا گیا تو وہ تنا رونے لگا حتیٰ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کی آواز سنی۔ اس میں زیادہ معجزہ نمائی ہے۔

الحافظ جمال الدین المزنی رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے کہ سب سے پہلے اس موضوع پر حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے لکھا ابوعبید نے اپنی کتاب الدلائل میں اس موضوع پر علیحدہ فصل باندھی۔ ابومحمد اور ابوعبداللہ بن حامد الفقیہ نے بھی اس موضوع پر علیحدہ فصلیں باندھی ہیں۔ اس طرح شیخ الزملکانی اور ہمارے شیخ نے بھی ان کا تذکرہ کیا ہے امام صرصری نے بھی انہیں شعروں میں قلمبند کیا ہے ان شاء اللہ! میں اس باب میں ان کا خلاصہ ذکر کروں گا۔ ان شاء اللہ!

دوسرا باب

جو کچھ حضرت آدم علیہ السلام کو عطا کیا گیا اس کے ساتھ موازنہ

ان کے فضائل میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے دست قدرت سے تخلیق کیا مسجود ملائکہ بنایا ہر چیز کا نام سکھایا۔ ان سے ہم کلام ہوا۔ جیسے کہ ابوداؤد اور الطبرانی کی روایت میں ہے جبکہ ہمارے نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سینہ انور اس نے بذات خود کھولا۔ اس میں ایمان اور حکمت تخلیق کیا۔ یہی خلق نبوی ہے حضرت آدم علیہ السلام سے خلق وجودی کا اہتمام ہے

جب کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خلق سوی کا اہتمام ہے لیکن خلق آدم علیہ السلام سے مقصود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تخلیق ہی ہے جبکہ حضرت آدم علیہ السلام وسیلہ ہیں مقصود وسیلہ سے افضل ہوتا ہے جہاں تک حضرت آدم علیہ السلام کا مسجود ملائکہ ہونے کا تذکرہ ہے تو امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ ملائکہ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک نور کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا کیونکہ آپ کا نور مبارک ان کے چہرہ انور پر تاباں تھا۔کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

تجلیت اللہ فی وجہ آدم　　فصلی له الا ملاك حين توسّلا

اللہ اللہ! آپ چہرہ آدم پر ضوفشاں تھے۔جب انہوں نے آپ کو وسیلہ بنایا تو فرشتوں نے ان کے لیے درود پڑھا۔امام سہل بن محمد نے لکھا ہے کہ یہ شرف جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سرفراز فرمایا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴿۵۶﴾ (الاحزاب:۵۶)

ترجمہ: بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اے ایمان والو! تم بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود اور سلام بھیجا کرو۔

اس شرف سے زیادہ مکمل اور جامع ہے جس سے رب تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو مشرف فرمایا تھا کہ انہیں مسجود ملائک بنایا کیونکہ یقیناً سجدہ کرنے میں رب تعالیٰ کی ذات شامل نہ تھی۔وہ شرف جس کا صدور رب تعالیٰ سے،فرشتوں سے اور اہل ایمان سے ہو وہ اس شرف سے افضل ہے جو صرف ملائکہ سے ہو۔یہ شرف واقع ہو گیا پھر ختم ہو گیا، جبکہ آپ کا یہ شرف دائمی اور ابدی ہے۔اسے امام واحدی نے اسباب نزول میں ان سے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔اسے جہاں تک اسماء سکھائے جانے کا تعلق ہے تو دیلمی نے سند الفردوس میں حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پانی اور مٹی میں میری امت کی میرے لیے شباہت پیش کی گئی مجھے بھی اسی طرح سارے اسماء سکھائے گئے جیسے حضرت آدم علیہ السلام کو سکھائے گئے تھے۔میں کہتا ہوں الطبرانی کے پاس اس روایت کی شاہد بھی ہے حضرت ابو حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آج رات اس درخت سے بھی قریب تر مجھ پر میری امت پیش کی گئی۔اس کا اول و آخر پیش کیا گیا۔ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کی تخلیق ہو چکی ہے وہ تو آپ کو پیش کیے گئے لیکن جن کی تخلیق نہیں ہوئی انہیں آپ پر کیسے پیش کیا گیا؟ آپ نے فرمایا: میرے لیے ان کی مٹی میں تصویر بنائی گئی حتیٰ کہ میں کسی انسان کو اس کے ساتھی سے بھی زیادہ جانتا ہوں۔

تیسرا باب

جو فضائل حضرت ادریس علیہ السلام کو عطا کیے گئے

اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی کریم ﷺ کو قاب قوسین تک رفعت عطا کی۔ یہ تفصیلات معراج کے ابواب میں گزر چکی ہے اعادہ کی قطعاً ضرورت نہیں۔

چوتھا باب

جو فضائل حضرت نوح علیہ السلام کو عطا کیے گئے

ابونعیم نے لکھا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کا معجزہ یہ ہے کہ ان کی دعا قبول ہوئی۔ طوفان سے ان کی قوم غرق ہوگئی حضور اکرم ﷺ کی بے شمار دعائیں قبول ہوئیں۔ آپ کی فضیلت یہ بھی ہے کہ بیس سال کی مدت میں لاکھوں لوگ آپ ﷺ پر ایمان لائے لوگ گروہ در گروہ دین الٰہی میں داخل ہونے لگے۔ حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم میں ساڑھے نو سو سال تک رہے، مگر ایک سو سے بھی کم افراد ان پر ایمان لائے۔ ابو محمد عبد اللہ بن حامد الفقیہ نے لکھا ہے کہ انہیں ایک فضیلت یہ بھی دی گئی تھی کہ ان کی دعا مقبول ہوگئی اور ان کی قوم کی ہلاکت سے ان کے سینے کو شفاء ملی حضور اکرم ﷺ کو بھی اس کی مثل عطا کیا گیا تھا قریش نے آپ کی تکذیب کی۔ مذاق اڑایا۔ رب تعالیٰ نے پہاڑوں کا فرشتہ نازل کیا۔ رب تعالیٰ نے حکم دیا کہ وہ آپ کی اطاعت کرے اگر آپ اسے اپنی قوم کی ہلاکت کے لیے فرمائیں، مگر آپ نے ان کی اذیتوں پر صبر اختیار کیا۔ آپ ان کی ہدایت کے لیے دعائیں کرتے رہے پہلے گذر چکا ہے کہ آپ نے خود کو قبائل پر پیش کیا۔ شیخ نے لکھا ہے حضرت نوح علیہ السلام کا یہ معجزہ بھی ہے کہ کشتی میں ان کے لیے حیوانات کو مسخر کر دیا گیا تھا ہمارے نبی کریم ﷺ کے لیے حیوانات کی کئی انواع مسخر کر دی گئیں تھیں آپ نے بخار کو مدینہ طیبہ سے جحفہ بھیجا حضرت نوح علیہ السلام کا معجزہ ہے کہ انہیں کشتی میں نجات ملی۔ بلاشبہ پانی پر کشتی کے بغیر چلنا کشتی پر چلنے سے زیادہ معجزہ نمائی رکھتا ہے۔ آپ کی امت مرحومہ کے بہت سے اولیاء کرام پانی پر چلے۔

پانچواں باب

حضرت ھود علیہ السلام کو دیے جانے والے فضائل

ابونعیم نے لکھا ہے کہ انہیں ہوا کے ساتھ نصرت عطا کی گئی۔ ہمارے نبی کریم ﷺ کی غزوۂ بدر اور غزوۂ خندق میں

نصرت کی گئی۔

چھٹا باب

جو فضائل حضرت صالح علیہ السلام کو عطا کیے گئے

ابونعیم نے لکھا ہے کہ انہیں اونٹنی بطور معجزہ عطا کی گئی۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اونٹ نے کلام کیا اس نے آپ کی اطاعت کی۔

ساتواں باب

جو فضائل حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کو عطا کیے گئے

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو آگ سے نجات ملی، جبکہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ایران کی آگ کو بجھا دیا گیا۔ ابونعیم نے عباد بن عبد الصمد سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے۔ انہوں نے فرمایا: لونڈی! دستر خوان لے کر آؤ ہم کھالیں۔ وہ دستر خوان لے کر آئی۔ انہوں نے فرمایا: رومال بھی لے کر آؤ۔ وہ رومال لے کر آئی جو میلا تھا۔ انہوں نے فرمایا: اسے تندور میں پھینک دو۔ اس نے تندور جلایا رومال کو اس میں پھینک دیا۔ وہ دودھ کی طرح سفید ہو گیا۔ ہم نے عرض کی: یہ کیا ہے؟ یہ وہ مبارک رومال ہے جس کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چہرۂ انور پر مس کرتے تھے جب یہ صاف نہ ہوتو ہم اسی طرح کرتے ہیں۔ آگ اس چیز کو کچھ نہیں کہتی جو انبیائے کرام علیہم السلام کے چہروں پر لگے۔ آپ کے بہت سے امتیوں کو آگ میں ڈالا گیا مگر آگ نے ان پر اثر نہ کیا ان میں سے ایک حضرت ذویب بن کلیب رضی اللہ عنہ ہیں۔ ابن وہب نے ابن لہیعہ سے روایت کیا ہے کہ اسود عنسی نے جب نبوت کا دعویٰ کیا صنعاء پر اس کا غلبہ ہو گیا تو اس نے حضرت ذویب بن کلیب رضی اللہ عنہ کو پکڑا اور انہیں آگ میں پھینک دیا تاکہ ان کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق ہو سکے۔ آگ نے انہیں کچھ نہ کہا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بتائی۔ حضرت عمر فاروق نے کہا: ساری تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے ہماری امت میں حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی مثل پیدا کیا۔

ابن عساکر نے حضرت شرحبیل بن مسلم الخولانی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اسود نے نبوت کا دعویٰ کر دیا اس نے حضرت ابو مسلم الخولانی رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا۔ وہ اس کے پاس آئے اس نے کہا: "کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول

ہوں۔انہوں نے فرمایا: میں نے نہیں سنا۔اس نے کہا: کیا تم یہ گواہی دیتے ہو کہ محمد عربی ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول (مکرم) ہیں؟ انہوں نے فرمایا: ہاں! اس نے بڑی سی آگ بھڑکائی۔اس میں حضرت ابو مسلم خولانی رضی اللہ عنہ کو پھینک دیا گیا۔آگ نے انہیں کچھ نقصان نہ دیا۔اسود سے کہا گیا: اگر تو نے انہیں جلاوطن نہ کیا تو یہ تیرے پیروکاروں کو خراب کر دے گا۔اس نے انہیں جانے کا حکم دیا۔وہ مدینہ طیبہ آئے حضور اکرم ﷺ کا اس وقت وصال ہو چکا تھا۔حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر تشریف فرما تھے۔انہوں نے کہا: ساری تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے مجھے زندہ رکھا حتیٰ کہ میں نے امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ایک فرد کو دیکھا جس کے ساتھ اس طرح کیا گیا جیسے حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ السلام کے ساتھ کیا گیا۔

ان میں سے ایک حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ابن سعد نے عمرو بن میمون سے روایت کیا ہے۔انہوں نے کہا: مشرکین حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو آگ سے جلاتے تھے حضور اکرم ﷺ ان کے پاس سے گزرتے۔ان کے سر پر دست اقدس رکھتے۔فرماتے: اے آگ عمار پر اسی طرح ٹھنڈی اور سلامتی والی بن جا جیسے خلیل اللہ علیہ السلام کے لیے بنی تھی۔عمار! تمہیں باغی گروہ شہید کرے گا۔حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو مقام خلت پر فائز کیا گیا تھا۔ابن ماجہ اور ابونعیم نے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: رب تعالیٰ نے مجھے اسی طرح خلیل بنایا ہے جیسے اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تھا۔جنت میں میرا اور خلیل اللہ کا مقام آمنے سامنے ہوگا۔حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہمارے مابین یوں ہوں گے جیسے دو دوستوں کے مابین مومن ہوتا ہے۔ابونعیم نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: میں نے حضور اکرم ﷺ کو وصال سے پانچ روز قبل فرماتے ہوئے سنا۔رب تعالیٰ نے تمہارے صاحب (جان عالم ﷺ) کو خلیل بنایا ہے۔"

طیالسی، ابن ابی شیبہ اور ابن منیع نے ثقہ راویوں سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا ہے۔تمہارے صاحب (ﷺ) بھی اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں۔محمد عربی (ﷺ) اللہ تعالیٰ کی جناب میں ساری مخلوق سے افضل ہیں۔" پھر انہوں نے یہ آیت طیبہ پڑھی۔

عَسٰۤى اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿۷۹﴾ (الاسراء:۷۹)

ترجمہ: یقیناً آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر فائز فرمائے گا۔

ابن منیع نے یہ اضافہ کیا ہے۔محمد عربی ﷺ اولاد آدم کے سردار ہیں۔آپ روز حشر لوگوں کے سردار ہوں گے۔ابونعیم نے کہا ہے: حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو رب تعالیٰ نے تین پردوں سے نمرود سے چھپا لیا تھا۔اسی طرح ہمارے نبی کریم ﷺ کو ان سے چھپا لیا گیا تھا جنہوں نے آپ کو شہید کرنے کا ارادہ کیا تھا۔حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے نمرود سے مناظرہ کیا تو اسے مبہوت کر دیا جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ ؕ (البقرۃ:۲۵۸)

ترجمہ: پس ہوش اڑ گئے اس کافر کے۔

اس طرح ہمارے نبی کریم ﷺ کے پاس ابی بن خلف آیا۔ وہ ایک بوسیدہ ہڈی لے کر مر کر جی اٹھنے کو جھٹلا رہا تھا۔ وہ اسے کھرچ رہا تھا۔ اس نے کہا: "بوسیدہ ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا؟" اس وقت یہ آیت طیبہ نازل ہوئی:

قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِيٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ (یس: ۷۹)

ترجمہ: آپ فرمائیے وہی زندہ فرمائے گا جس نے پہلی بار پیدا فرمایا۔

یہ قاطع دلیل ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رب تعالیٰ کے لیے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے اپنی قوم کے بت توڑ دیے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی قوم کے بتوں کی طرف اشارہ کیا۔ وہ تین سو ساٹھ (۳۶۰) بت تھے، وہ نیچے گر پڑے۔ شیخ نے لکھا ہے: "حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مینڈھوں نے گفتگو کی۔ ابن ابی حاتم نے عباء بن احمر سے روایت کیا ہے کہ ذوالقرنین مکہ مکرمہ آیا۔ اس نے حضرات ابراہیم و اسماعیل علیہ السلام کو دیکھا وہ بیت اللہ کو تعمیر کر رہے تھے۔ اس نے پوچھا: "تم اس بیت اللہ کو تعمیر کیوں کر رہے ہو؟ انہوں نے فرمایا: ہم ایسے بندے ہیں جنہیں حکم دیا گیا ہے۔ ہمیں اس نے کہا: اپنے اس دعویٰ پر گواہ پیش کریں۔ پانچ مینڈھے اٹھے۔ انہوں نے کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام مامور بندے ہیں۔ انہیں خانہ کعبہ کی عمارت کو تعمیر کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس نے کہا: میں راضی ہو گیا ہوں۔ میں نے سر تسلیم خم کیا ہے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں بہت سے جانوروں نے کلام کیا۔ ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو صالح رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کھانے لینے گئے مگر کھانا نہ مل سکا۔ وہ سرخ مٹی کے پاس سے گزرے انہوں نے اسے لیا اور اپنے اہل خانہ کی طرف لوٹ آئے انہوں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: یہ سرخ گندم ہے۔ اہل خانہ نے اسے سرخ گندم ہی پایا۔ جب اس میں کچھ بویا جاتا تو اس کی اصل سے شاخ تک خوشا نکلتا جس پر تہ در تہ دانے ہوتے۔ پہلے اس کی مثل معجزہ گزر چکا ہے کہ آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بطور زاد راہ مشکیزہ عطا کیا۔ اسے پانی سے بھرا ہوا تھا۔ انہوں نے اسے کھولا تو وہ دودھ اور مکھن سے لبریز تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا:

وَالَّذِيٓ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ خَطِيْٓـَٔتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ ؀ (الشعراء: ۸۲)

ترجمہ: اور جس سے میں امید رکھتا ہوں وہ بخش دے گا میرے لیے میری خطا کو روز جزا۔

رب تعالیٰ نے آپ کے لیے فرمایا:

لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ (الفتح: ۲)

ترجمہ: تاکہ دور فرما دے اللہ جو الزام آپ پر ہجرت سے پہلے اور بعد میں لگائے گئے تھے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی:

وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ ؀ (الشعراء: ۸۷)

ترجمہ: اور نہ شرمسار کرنا مجھے جس روز لوگ قبروں سے اٹھیں گے۔

اپنے محبوب کریم ﷺ کے لیے فرمایا:

يَوْمَ لَا يُخْزِى اللهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ (التحریم: ۸)

ترجمہ: اس روز رسوا نہیں کرے گا اللہ نبی کو اور ان لوگوں کو جو آپ کے ساتھ ایمان لائے۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آتش نمرود میں ڈالا گیا تو انہوں نے کہا:

حسبی اللہ و نعم الو کیل (الانفال: ۶۴)

ترجمہ: اللہ کافی ہے اور بہترین کارساز ہے۔

اپنے محبوب کریم ﷺ سے فرمایا:

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللهُ (الانفال: ۶۴)

ترجمہ: اے نبی کافی ہے آپ کو اللہ تعالیٰ۔

اس نے اپنے محبوب کریم ﷺ کے لیے فرمایا:

وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى ﴿۷﴾ (الضحیٰ: ۷)

ترجمہ: آپ کو اپنی محبت میں خود رفتہ پایا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی:

وَاجْعَلْ لِّي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۸۴﴾ (الشعراء: ۸۴)

ترجمہ: بنا دے میرے لیے سچی ناموری آئندہ آنے والوں میں۔

حضور اکرم ﷺ سے فرمایا:

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ﴿۴﴾ (الانشراح: ۴)

ترجمہ: ہم نے بلند کر دیا آپ کی خاطر آپ کے ذکر کو۔

حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے عرض کی:

وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ﴿۳۵﴾ (ابراھیم: ۳۵)

ترجمہ: اور بچا لے مجھے اور میرے بچوں کو کہ ہم پوجا کرنے لگیں بتوں کی۔

حضور اکرم ﷺ سے فرمایا:

يُرِيْدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴿۳۳﴾ (الاحزاب: ۳۳)

ترجمہ: اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے دور کر دے پلیدی کو اے نبی کے گھر والو! اور تم کو پوری طرح پاک صاف کر دے۔

حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے عرض کی:

وَاجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیْمِ ﴿۸۵﴾ (الشعراء: ۸۵)

ترجمہ: اور بنادے مجھے ان لوگوں میں سے جو وارث ہیں نعمت والی جنت کے۔

اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ سے فرمایا:

اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ ﴿۱﴾ (الکوثر: ۱)

ترجمہ: بے شک ہم نے آپ کو عطا کیا بے حد و بے حساب۔

آٹھواں باب

جو فضائل حضرت اسماعیل علیہ السلام کو عطا کیے گئے

انہیں ذبح پر صبر کی نعمت عطا کی گئی تھی۔ پہلے گزر چکا ہے کہ آپ کا سینہ انور چاک ہوا۔ یہ اسی کی مثل معجزہ ہے بلکہ اس سے بلیغ معجزہ ہے، کیونکہ یہ حقیقت میں واقع ہوا تھا، جبکہ ذبح واقع نہ ہوا تھا۔ بلکہ مینڈھا ذبح ہوا تھا۔ اسی طرح آپ کے والد گرامی کے ساتھ ہوا تھا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو زمزم عطا کیا گیا اسی طرح جناب عبد المطلب کو بھی آب زمزم عطا کیا گیا تھا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو عربی زبان عطا کی گئی۔ حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: حضرت اسماعیل علیہ السلام پر یہ عربی الہام کی گئی۔ ابو نعیم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ آپ ہم سب سے زیادہ فصیح کیوں ہیں حالانکہ آپ یہاں سے کہیں گئے بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا: لغت اسماعیلی مٹ چکی تھی۔ حضرت جبرائیل امین اسے لے کر آئے۔ اسے مجھے یاد کرا دیا۔

نواں باب

جو فضائل حضرت یعقوب علیہ السلام کو عطا کیے گئے تھے

انہوں نے صبر کیا حتیٰ کہ قریب تھا کہ وہ غم کی وجہ سے مریض بن جاتے۔ ہمارے نبی کریم ﷺ کے لخت جگر کا وصال ہوا۔ اس کے علاوہ اور نور نظر نہ تھا۔ آپ راضی برضا رہے۔ سر تسلیم خم کیا۔ آپ کا صبر صبر یعقوب علیہما السلام سے فائق ہے۔

دسواں باب

جو فضائل حضرت یوسف علیہ السلام کو عطا کیے گئے تھے

ابونعیم نے لکھا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام اپنے حسن و جمال میں نہ صرف انبیاء اور مرسلین سے بلکہ ساری مخلوق سے فائق تھے لیکن ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو حسن و جمال عطا کیا گیا تھا جو کسی کو بھی عطا نہیں کیا گیا تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو تو حسن کا کچھ حصہ عطا کیا گیا تھا۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سارا حسن عطا کیا گیا تھا۔ جیسے کہ گذشتہ ابواب سے عیاں ہے ابونعیم نے لکھا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے والدین، گھر اور وطن کی جدائی میں مبتلاء کیا گیا لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے اہل، قبیلہ، احباء اور وطن کے فراق میں مبتلاء کیا گیا آپ نے اللہ تعالیٰ کی طرف ہجرت کی۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ سب کچھ عطا کیا گیا تھا، ابونعیم نے لکھا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اس معجزہ کی نظیر تنے کا آپ کے فراق میں رونا ہے۔ اس کی مثال اس نر اونٹ میں بھی ہے جسے ابو جہل نے دیکھا تھا۔ شیخ نے لکھا ہے: حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو ید بیضاء کا معجزہ دیا گیا تھا۔ اس کی مثال وہ نور ہے جسے حضرت طفیل رضی اللہ عنہ کے لیے نشانی بنا دیا گیا تھا۔ جو ان کے چہرہ پر ضوفشاں تھا، پھر انہیں اندیشہ ہوا کہ یہ مثلہ نہ لگے تو یہ نوران کے عصا کے کنارے پر ضوفشاں ہو گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ سمندر کا شق کرنا بھی ہے۔ اس کی مثال شبِ معراج میں وہ سمندر عبور کرنا ہے جو آسمان اور زمین کے مابین ہے۔ آپ نے اسے چیرا اور عبور کیا۔ انہیں من و سلویٰ عطا کیا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے لیے طوفان، ٹڈیوں، جوؤں، مینڈکوں اور خون کی بد دعا کی۔ ابونعیم نے لکھا ہے کہ اس کی مثال آپ کی وہ بد دعا ہے جو آپ نے قریش کے لیے قحط سالی کی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی:

وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ﴿٨٤﴾ (طٰه: ٨٤)

ترجمہ: اور میں جلدی جلدی حاضر ہو گیا ہوں تیری بارگاہ میں میرے رب۔

اس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے فرمایا:

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ﴿٥﴾ (الضحیٰ: ٥)

ترجمہ: اور عنقریب آپ کو عطا فرمائے گا آپ کا رب کہ آپ راضی ہو جائیں۔

فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا (البقرہ: ١٤٤)

ترجمہ: تو ہم ضرور پھیر دیں گے آپ کو اس قبلے کی طرف جسے آپ پسند کرتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے فرمایا:

وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ (طٰه: ٣٩)

ترجمہ: (اے موسیٰ) میں نے پرتو ڈالا تجھ پر محبت کا اپنی جناب سے۔

حضور اکرم ﷺ کے حق میں فرمایا:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران: ۳۱)

ترجمہ: اے محبوب! آپ فرمائیے اگر تم واقعی محبت کرتے ہو اللہ سے تو میری پیروی کرو۔ اللہ تم سے محبت فرمانے لگے گا۔

آپ کو ایک ایسی آیت بھی ملی جو عرش کے خزانے میں سے ہے۔ آپ کے خصائل کے متعلق اور بھی بہت سی آیات ہیں جن کا تذکرہ خصائص میں آئے گا۔ ابن عقیل نے لکھا ہے کہ اس سے بڑھ کر رب تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے فرمایا:

وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِيْ ﴿۴۱﴾ (طہٰ: ۴۱)

ترجمہ: اور میں نے مخصوص کر لیا ہے تمہیں اپنی ذات میں۔

ہمارے نبی کریم ﷺ کے لیے فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ (الفتح: ۱۰)

ترجمہ: بے شک جو لوگ آپ کی بیعت کرتے ہیں درحقیقت وہ اللہ کی بیعت کرتے ہیں۔

بارھواں باب

جو فضائل حضرت یوشع علیہ السلام کو عطا کیے گئے

جب انہوں نے جبارین کے ساتھ جہاد کیا تو ان کے لیے سورج کو روک دیا گیا۔ حضور اکرم ﷺ کے لیے بھی معراج کے وقت سورج کو روک دیا گیا تھا۔ غزوہ خیبر کے وقت سورج غروب ہو جانے کے بعد آیا تھا۔

تیرھواں باب

جو فضائل حضرت داؤد علیہ السلام کو عطا کیے گئے

ابونعیم نے لکھا ہے: ان کو یہ معجزہ عطا کیا گیا کہ ان کے ساتھ پہاڑ تسبیح خوانی کرتے تھے حضور اکرم ﷺ کے معجزات میں اس کی نظیر یہ ہے کہ کنکریوں اور کھانے نے تسبیح خوانی کی۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو یہ معجزہ عطا کیا گیا تھا کہ پرندے ان کے لیے

مسخر کردیے گئے تھے۔ حضور اکرم ﷺ کے لیے سارے حیوانات کو مسخر کر دیا گیا تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے لیے لوہے کو نرم کر دیا گیا تھا۔ حضور اکرم ﷺ کے لیے پتھر نرم کر دیے گئے تھے۔ جب غزوۂ احد کے روز آپ نے اپنا سر اقدس چٹان کی طرف کیا تاکہ آپ مشرکین سے مخفی ہو سکیں تو رب تعالیٰ نے پہاڑ کو آپ کے لیے نرم کر دیا حتیٰ کہ اپنا سر اقدس اس میں داخل کر دیا۔ یہ ظاہر اور باقی معجزہ ہے لوگ جس کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ اسی طرح مکہ مکرمہ کی کسی گھاٹی میں ایک سخت چٹان تھی۔ آپ اپنی نماز کے لیے اس کی طرف گئے تو پتھر آپ کے لیے نرم ہو گیا حتیٰ کہ آپ کے بازو اور مبارک کہنیوں کے اس میں نشانات پڑ گئے۔ یہ مشہور معجزہ ہے یہ زیادہ عجیب تر معجزہ ہے کیونکہ لوہے کو آگ نرم کر سکتی ہے لیکن ایسی آگ نہیں دیکھی گئی جو پتھر کو نرم کر سکے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کا یہ معجزہ تھا کہ انہیں حکمت اور فیصلہ کن خطاب سے نوازا گیا تھا۔ ہمارے نبی کریم ﷺ کو بھی حکمت سے نوازا گیا تھا۔ آپ کی شریعت مطہرہ سابقہ انبیاء کرام کی حکمتوں اور شریعتوں سے زیادہ اکمل ہے۔ آپ نے فرمایا: مجھے جوامع الکلم عطا کیے گئے ہیں۔ کلام مختصر ہوتا ہے لیکن معانی کا بحر ذخار مخفی ہوتا ہے۔ بلاشبہ اہل عرب امتوں میں سے فصیح تھے۔ حضور اکرم ﷺ ان سب سے زیادہ فصیح تھے۔ ہر اخلاق میں ان سے اکمل تھے۔ ان کو قرأت کی سرعت اور آواز کا حسن عطا کیا گیا تھا۔ حضور اکرم ﷺ جب قرآن پاک کی تلاوت فرماتے تھے تو آواز مبارک بہت حسین ہوتی تھی۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ نے مغرب کی نماز میں سورۃ التین تلاوت کی۔ ایسی آواز نہ سنی گئی جو آپ کی آواز سے زیادہ خوبصورت ہو آپ ترتیل سے قرآن پاک پڑھتے تھے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا تھا۔

چودھواں باب

جو فضائل حضرت سلیمان علیہ السلام کو دیئے گئے تھے

ابونعیم نے لکھا ہے: انہیں عظیم سلطنت عطا کی گئی تھی۔ حضور اکرم ﷺ کا معجزہ اس سے بڑا ہے آپ کو زمین کے خزانوں کی چابیاں پیش کی گئیں، مگر آپ نے انکار کر دیا۔ فرمایا: اگر میں پسند کروں تو رب تعالیٰ زمین کے پہاڑوں کو سونے کا بنا کر میرے ساتھ رواں کر دے لیکن میں چاہتا ہوں کہ ایک دن بھوکا رہوں اور ایک دن کھاؤں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے ہوا کو مسخر کر دیا گیا تھا۔ وہ صبح کو ایک ماہ کی مسافت اور شام کو ایک ماہ کی مسافت طے کرتی تھی آپ کو اس سے بڑا معجزہ دیا گیا۔ وہ براق ہے۔ آپ نے پچاس ہزار سال کی مسافت رات کے تہائی حصے سے کم وقت میں طے کی۔ آسمانوں میں تشریف لے گئے۔ اس کے عجائب کو دیکھا۔ جنت اور جہنم کو دیکھا۔ آپ کے لیے ہوا کو مسخر کر دیا گیا تھا۔ جیسے رب تعالیٰ نے فرمایا:

فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۚ (الاحزاب: ۹)

ترجمہ: ہم نے بھیج دی ان پر آندھی اور ایسی فوجیں جن کو تم دیکھ نہیں سکتے۔

آپ نے فرمایا: میری نصرت صبا کے ساتھ کی گئی ہے۔ عاد کو دبور کے ساتھ ہلاک کیا گیا۔ صحیحین میں ہے آپ نے فرمایا: ایک ماہ کی مسافت سے رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے۔ جب کفار کے ساتھ جہاد کرنے کا قصد فرماتے تو ان تک پہنچنے سے ایک ماہ قبل رب تعالیٰ ان کے دلوں میں رعب ڈال دیتا۔ اگرچہ وہ سفر ایک ماہ کا ہوتا۔ یہ اس ہوا کے مقابلہ میں ہے جو صبح ایک ماہ کی مسافت اور رات کو ایک ماہ کی مسافت طے کرتی تھی بلکہ ہر طاقت اور نصرت میں اس سے زائد ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے جنات کو مسخر کیا گیا تھا۔ وہ ان کی نافرمانی بھی کر لیتے تھے وہ انہیں باندھ بھی لیتے تھے اور عذاب بھی دیتے تھے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جنات کے وفود آتے۔ وہ اطاعت گزار اور مومن بن کر آتے۔ شیاطین اور سرکش جنات کو آپ کے لیے مسخر کر دیا گیا حتیٰ کہ آپ نے ارادہ کیا کہ اس شیطان کو مسجد کے ستون کے ساتھ باندھ دیں جسے آپ نے پکڑ لیا تھا۔ رب تعالیٰ نے کئی مقامات پر ملائکہ نازل کیے جیسے بدر، احد، احزاب اور حنین کے غزوات۔ یہ شیاطین کی تسخیر سے بڑا معجزہ ہے۔ صحیح روایت میں ہے کہ جب رمضان المبارک آتا ہے شیاطین اور سرکش جنات کو مقید کر دیا جاتا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام کو نبوت اور مملکت عطا کی گئی۔ آپ کو ان میں اختیار دیا گیا تو آپ نے عبد نبی بننا پسند کیا۔

پندرھواں باب

جو فضائل حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کو عطا کیے گئے

ابو نعیم نے فرمایا: حضرت یحییٰ علیہ السلام کو بچپن میں حکمت عطا کر دی گئی تھی۔ وہ گناہ کے بغیر روتے تھے۔ وہ لگا تار روزے رکھتے تھے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سے افضل عطا کیا گیا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام بت پرستی اور جاہلیت کے زمانہ میں تشریف نہ لائے تھے۔ اس کے باوجود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فہم و حکمت سے سرفراز کیا گیا تھا۔ اس وقت بت پرست اور شیاطین کے گروہ تھے، مگر آپ نے کبھی بھی کسی بت کی طرف رغبت نہ رکھی، نہ ہی کبھی کسی کی عید میں شمولیت کی نہ کبھی جھوٹ بولا، نہ کھیل وکود کی طرف میلان تھا۔ آپ لگا تار روزے رکھتے تھے۔ آپ فرماتے تھے: میں رات بسر کرتا ہوں۔ میرا رب تعالیٰ مجھے کھلاتا ہے وہ ہی مجھے پلاتا ہے۔ آپ روتے تو سینۂ اقدس سے ہنڈیاں کے ابلنے کی آواز آتی تھی اگر کہا جائے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام حصور تھے حصور وہ ہوتا ہے جو عورتوں کے پاس نہ جائے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے رسول محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سارے لوگوں کی طرف مبعوث کیا تھا۔ آپ کو نکاح کا حکم دیا گیا تاکہ مخلوق آپ کی اقتداء کرے کیونکہ نفوس میں نکاح کی طرف رغبت پائی جاتی ہے۔

سولہواں باب

جو فضائل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عطا کیے گئے تھے

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَرَسُوۡلًا اِلٰى بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ ۙ اَنِّىۡ قَدۡ جِئۡتُكُمۡ بِاٰيَةٍ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ ۙ اَنِّىۡۤ اَخۡلُقُ لَـكُمۡ مِّنَ الطِّيۡنِ كَهَيۡـــَٔةِ الطَّيۡرِ فَاَنۡفُخُ فِيۡهِ فَيَكُوۡنُ طَيۡرًا ۢ بِاِذۡنِ اللّٰهِ ‌ۚ وَاُبۡرِئُ الۡاَكۡمَهَ وَالۡاَبۡرَصَ وَاُحۡىِ الۡمَوۡتٰى بِاِذۡنِ اللّٰهِ‌ ۚ وَاُنَبِّئُكُمۡ بِمَا تَاۡكُلُوۡنَ وَمَا تَدَّخِرُوۡنَ ۙ فِىۡ بُيُوۡتِكُمۡ‌ ؕ (آل عمران: ۴۹)

ترجمہ: اور (بھیجے گا اسے) رسول بنا کر بنی اسرائیل کی طرف (وہ انہیں آ کر کہے گا کہ) میں آ گیا ہوں تمہارے پاس ایک معجزہ لے کر تمہارے رب کی طرف سے (وہ معجزہ یہ ہے) کہ میں بنا دیتا ہوں تمہارے لیے کیچڑ سے پرندے کی سی صورت اس (بے جان صورت) میں تو وہ فوراً ہو جاتی ہے پرندہ اللہ کے حکم سے اور میں تندرست کر دیتا ہوں مادر زاد اندھے کو اور (لاعلاج) کوڑھے کو میں زندہ کرتا ہوں مردے کو اللہ کے حکم سے اور بتلاتا ہوں تمہیں جو کچھ تم کھاتے ہو اور جو کچھ تم جمع کرتے ہو اپنے گھروں میں۔

حضور اکرم ﷺ کے لیے زہر آلود بکری کے بازو نے گفتگو کی۔ یہ معجزہ مردہ انسان کو زندہ کرنے سے کئی اعتبار سے زیادہ بلیغ ہے۔ (۱) اس حیوان کے بقیہ اجزاء کو چھوڑ کر صرف ایک اجزاء کو زندہ کرنا جبکہ بقیہ جانور مردہ تھا۔ (۲) حیوان کا صرف ایک جز بقیہ کو چھوڑ کر زندہ کرنا یہ معجزہ ہے اگرچہ وہ جسم کے ساتھ متصل ہو۔ (۳) اس میں زندگی لوٹ آئی۔ اس کے ساتھ ساتھ ادراک و عقل بھی تھی۔ یہ جانور اپنی زندگی میں عقل نہ رکھتا تھا جبکہ اس کا ایک جزء زندہ ہو کر عقل والا ہو گیا۔ (۴) رب تعالیٰ نے اسے گفتگو کرنے کی قدرت بھی عطا کر دی، جبکہ وہ حیوان گفتگو نہ کر سکتا تھا جس کا وہ حصہ تھا۔ یہ معجزہ اس معجزہ سے زیادہ بلیغ ہے جس میں اللہ رب العزت نے حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے لیے پرندے زندہ فرما دیے تھے۔ ابن کثیر لکھتے ہیں: اس پتھر میں زندگی، ادراک اور عقل آ جانا جو آپ کو سلام پیش کرتا تھا حیوان کی زندگی سے زیادہ بلیغ معجزہ ہے، کیونکہ وہ حیوان کسی وقت تو زندگی کا محل تھا لیکن پتھر میں اس سے قبل بالکل زندگی نہ تھی۔ اسی طرح پتھروں، ڈھیلوں اور درختوں کا سلام پیش کرنا اور ستنے کا گریہ کرنا۔

ابو نعیم نے مٹی سے پرندہ بنانے کی نظیر شاخ خرما کا تلوار بن جانے سے بیان کی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

قَالَ الۡحَـوَارِيُّوۡنَ يٰعِيۡسَى ابۡنَ مَرۡيَمَ هَلۡ يَسۡتَطِيۡعُ رَبُّكَ اَنۡ يُّنَزِّلَ عَلَيۡنَا مَآئِدَةً مِّنَ

السَّمَآءِ ۖ (المائدہ: ۱۱۲)

ترجمہ: جب کہا تھا حواریوں نے کہ ہم مسلمان ہیں اے عیسیٰ بن مریم کیا کر سکتا ہے تیرا رب کہ اتارے ہم پر ایک خوان آسمان سے۔

حضور اکرم ﷺ کے لیے بھی آسمان سے کھانا اترا۔ جیسے کہ پہلے کئی روایات گزر چکی ہیں۔ امام بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ایک شخص اپنے اہل خانہ کے پاس آیا۔ ان کی ضرورت دیکھی۔ وہ جنگل کی طرف نکل گیا۔ اس کی عورت نے دعا مانگی: مولا! ہمیں ایسا رزق عطا فرما جسے ہم گوندھیں اور اس سے روٹیاں پکائیں۔ اس کا پیالہ خمیر سے بھر گیا۔ چکی چلنے لگی تندور روٹیوں سے بھر گیا۔ اس کا خاوند آیا اس نے چکی چلنے کی آواز سنی وہ عورت اٹھی تا کہ اس کے لیے دروازہ کھولے۔ اس نے اس سے پوچھا: تو چکی کیوں چلا رہی تھی؟ اس نے خاوند کو بتایا۔ ان کی چکی چلتی رہی وہ آٹا بناتی رہی۔ گھر کے سارے برتن بھر گئے، پھر چکی اٹھالی گئی اس کے اردگرد جھاڑو پھیر دیا گیا اس کا تذکرہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں کیا گیا۔ آپ نے فرمایا: اس کے چکی کے ساتھ کیا کیا؟ اس نے کہا: میں نے اسے اٹھا دیا اور اس کے اردگرد جھاڑو پھیر دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر تم اسے اسی طرح چھوڑ دیتے تو یہ تمہاری زندگی بھر اسی طرح رہتی۔ یا اگر وہ اسے چھوڑ دیتی تو یہ روز حشر تک اسی طرح گھومتی رہتی۔ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ (آل عمران: ۴۶)

ترجمہ: گفتگو کرے گا لوگوں کے ساتھ گہوارے میں۔

اس کی نظیر آپ کے معجزات میں پہلے گزر چکی ہے۔ امام حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو سارے بت منہ کے بل گر پڑے۔ آپ کے میلاد پاک کے وقت بھی اسی طرح ہوا۔ جیسے کہ پہلے گزر چکا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھالیا گیا تھا۔ حضور اکرم ﷺ کے کئی امتیوں کے ساتھ اسی طرح ہوا جیسے حضرت عامر بن فہیرہ، حضرت خبیب اور علا بن حضرمی رضی اللہ عنہم۔ ابن زملکانی نے لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ یہ ہے کہ ان کی برکت سے جنون سے شفاء نصیب ہوتی تھی حضور اکرم ﷺ نے بہت سے ایسے مریضوں کو شفاء یاب کیا جو اس مرض میں مبتلاء تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پانی پر چلتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ کے کئی امتیوں کے لیے یہ معجزہ رونما ہوا۔ عاشق صادق حسان عصر ابوزکریا یحییٰ بن یوسف الانصاری الصرصیری نے اپنے دیوان میں لکھا ہے:

محمد المبعوث للناس رحمة — وسيدنا اوهى الضلالة مصلح

ترجمہ: حضور نبی کریم ﷺ کو لوگوں کے لیے رحمت بنا کے بھیجا ہے۔ آپ نے گمراہی کو کمزور کیا اور آپ اصلاح فرمانے والے ہیں۔

لئن صم الجبال مجيبة — لداود اولان الحديد المصفح

ترجمہ: اور اگر پہاڑوں کی خاموشی نے حضرت داؤد علیہ السلام کو جواب دیتے ہوئے تسبیح بیان کی یا چادر والا لوہا ان کے لیے نرم ہو گیا۔

فان صخور الصم لانت بکفہ و ان الحصی فی کفہ یسبّح

ترجمہ: تو سخت چٹانیں بھی آپ کی دست اقدس سے نرم ہو گئیں اور کنکریوں نے آپ کے دست اقدس میں اللہ کی تسبیح بیان کی۔

و ان کان موسی نبع الماء من العصا فمن کفہ قد اصبح الماء یطفح

ترجمہ: اور اگر حضرت موسیٰ کے عصا سے پانی کا چشمہ چھوٹا۔ تو آپ کے دست اقدس سے بھی پانی چھلکنے لگا۔

و لو کانت الریح الرخاء مطیعۃ سلیمان لا تالو تروح و تسرح

ترجمہ: اور اگر حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے نرم ہوا اطاعت گزار تھی وہ صبح و شام کو آئی تھی۔

فان الصبا کانت لنصر نبیّنا برعب علی شھر بہ الخصم تکلح

ترجمہ: تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت کے لیے صباح کے ساتھ آپ کی مدد کی گئی تھی۔ ایک مہینے کی مسافت سے دشمن کو پریشان کر دیتی تھی۔

و ان اوتی الملک العظیم و سخرت لہ الجن تسعی بارض تکدح

ترجمہ: اگرچہ انہیں عظیم سلطنت عطا کی گئی تھی جنات ان کے لیے مسخر کر دیتے تھے وہ محنت سے زمین میں کوشش کرتے تھے۔

فان مفاتیح الامور باسرھا اتتہ فرد الزاھد المترجح

ترجمہ: تو آپ کے پاس بھی سارے امور کی چابیاں آئی ہوئی تھیں لیکن اس زاہد اور بہترین رائے والے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں رد فرما دیا تھا۔

و ان کان ابراھیم اعطی خلتہ و موسی بتکلیم علی الطور یمنح

ترجمہ: اور اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مقام خلت دیا گیا تھا اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ سے کوہ طور پر ہم کلامی کا شرف حاصل کیا تھا۔

فلھو الحبیب و الخلیل و کلیم و یختص بالرّویا و بالحق اشرح

ترجمہ: تو آپ بھی حبیب، خلیل اور کلیم ہیں، رویت باری تعالیٰ آپ کے ساتھ خاص ہے اور آپ کا سینہ حق کے ساتھ خوب کھولا گیا ہے۔

و بالمقصد الاعلی المقرب نالہ عطاء لعینیہ اقرّ و ابرح

ترجمہ: آپ مقصد اعلیٰ پر اللہ تعالیٰ کے انتہائی قریب تشریف فرمائیں اور آپ نے ایسی عطا پائی جس میں آپ کی آنکھوں کے لیے زیادہ ٹھنڈک اور زیادہ عزت ہے۔

و بالرتبة العليا الوسيله دونها مراتب ارباب المواهب تطمع

ترجمہ: آپ کو وسیلے کا بلند رتبہ بھی ملا اور اس کے علاوہ بھی اتنے بلند مراتب ہے کہ عطیات والے بھی نگاہ اٹھائے دیکھتے ہیں۔

و لهو الى الجنات اول داخل له بابها قبل الخلائق يفتح

ترجمہ: آپ جنات میں سب سے پہلے تشریف لے جانے والے ہیں اور ان کا دروازہ ساری مخلوق سے پہلے آپ کے لیے ہی کھلے گا۔

خصائص مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء

پہلا باب

دنیا میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص

❶ اول الخلق ہونا

حسن بن سفیان، ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں، ابن مردویہ اور ابونعیم نے دلائل میں کئی طرق سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ (الاحزاب: ۷)

ترجمہ: (اے حبیب) یاد کرو جب ہم نے تمام نبیوں سے عہد لیا آپ سے بھی اور نوح سے بھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میری تخلیق سب انبیاء سے پہلے ہوئی۔ میری بعثت سب انبیاء کے بعد میں ہوئی۔ اسی لیے ان سے پہلے آپ کا تذکرہ کیا گیا۔ ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے میری تخلیق سارے انبیاء سے پہلے اور بعثت سب کے بعد ہوئی۔

❷ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا مقدم ہونا

آپ اس وقت بھی نبی تھے جب حضرت آدم علیہ السلام مٹی اور پانی کے مابین تھے۔ ابونعیم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے سر اقدس پر تاجِ نبوت کب سجایا گیا؟ آپ نے فرمایا: اس وقت حضرت آدم علیہ السلام مٹی میں گوندھے گئے تھے۔ ابن سعد نے حضرت مطرف بن شخیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے آپ سے عرض کی: آپ کب سے نبی ہیں؟ آپ نے فرمایا: اس وقت حضرت آدم علیہ السلام روح اور مٹی کے مابین تھے۔ ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ سے میثاق کب لیا گیا؟ آپ نے فرمایا: اس وقت حضرت آدم روح اور جسم کے مابین تھے۔

❸ سب سے پہلے بلیٰ آپ نے ہی فرمایا تھا۔ جب رب تعالیٰ نے فرمایا: اَلَستُ بِرَبِّکُم حافظ ابوسہل القطان نے

امالیہ کے ایک جزء میں تحریر کیا ہے کہ سہل بن صالح ہمدانی نے کہا: میں نے حضرت ابو جعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا: محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سارے انبیاء کرام علیہم السلام سے اول کیسے ہو گئے، حالانکہ آپ کو سب سے آخر میں مبعوث کیا گیا؟ انہوں نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے بنو آدم کی پشتوں سے ان کی اولاد کو نکالا اور انہیں خود پر گواہ بنایا۔فرمایا: الست بربکم۔ سب سے پہلے بلیٰ آپ ہی نے کہا تھا لہٰذا آپ سارے انبیاء علیہم السلام سے اول اور بعثت میں آخر ہو گئے۔

◆ ۴ حضرت آدم اور ساری مخلوقات کو آپ کے لیے ہی پیدا کیا گیا۔

◆ ۵ آپ کا نام نامی عرش، جنتوں پر، ان کی تمام اشیاء پر اور ملکوت کی ہر چیز پر مرقوم ہے۔

◆ ۶ ملائکہ ہر وقت آپ کا ذکر خیر کرتے ہیں۔ ابن عساکر نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام پر انبیاء اور رسل علیہم السلام کی تعداد کے برابر عصا اتارے انہوں نے اپنے لخت جگر حضرت شیث علیہ السلام کی طرف توجہ کی فرمایا: نور نظر! تم میرے بعد میرے جانشین ہو۔ عروۃ الوثقی اور تقویٰ کی آبادی کے ساتھ اسے لے لو جب بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر خیر کرو تو اس کے ساتھ حضور، جانِ عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی ضرور ذکر کرو میں نے اس وقت ان کا اسم گرامی عرش کے پایہ پر لکھا ہوا دیکھا جب میں روح اور مٹی کے مابین تھا، پھر میں نے آسمانوں کی سیر کی۔ میں نے ہر جگہ دیکھا وہاں "محمد" صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھا ہوا تھا جب رب تعالیٰ نے مجھے جنت میں بسایا میں نے جنت کا کوئی محل اور کمرہ نہ دیکھا مگر اس پر "اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" لکھا ہوا تھا۔ میں نے حوران عین کے گلوں پر، جنت کے گھنے درختوں کے پتوں پر درخت طوبیٰ کے پتوں پر سدرۃ المنتہیٰ کے پتوں پر یہ نام نامی لکھا ہوا پایا حجابات کی اطراف پر، ملائکہ کی آنکھوں کے مابین یہ نام لکھا ہوا تھا۔ آپ کا ذکرِ خیر کثرت سے کیا کرو۔ فرشتے ہر ہر لمحے آپ کا ذکر پاک کرتے ہیں۔

◆ ۷ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے آپ کا اسم گرامی اذان میں شامل ہے۔ ابونعیم اور ابن عساکر نے اس سند سے روایت کیا ہے جس میں کوئی حرج نہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب حضرت آدم علیہ السلام کو ہند میں اتارا گیا تو انہیں وحشت محسوس ہوئی۔ حضرت جبرائیل امین نیچے آئے انہوں نے آذان دی اللہ اکبر، اللہ اکبر۔۔۔۔

◆ ۸ ملکوت اعلیٰ اور حضرت آدم علیہ السلام کے عہد سے آپ کا اسم گرامی اذان میں شامل ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذان سکھانے کا ارادہ کیا تو حضرت جبرائیل امین ایک سواری لے کر آپ کے پاس آگئے۔ جسے البراق کہا جاتا تھا۔ آپ نے اس پر سوار ہونے کا ارادہ کیا تو اس پر لرزہ طاری ہو گیا۔ حضرت جبرائیل امین نے اسے کہا: پرسکون ہو جا۔ بخدا! تجھ پر کوئی ایسا بندہ سوار نہیں ہوا جو رب تعالیٰ کے ہاں محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ معزز ہو۔ آپ اس پر سوار ہوئے وہ اس حجاب تک پہنچا جو رحمان کے ساتھ تھا اسی اثناء میں حجاب سے ایک فرشتہ نکلا اس نے کہا: اللہ اکبر. اللہ اکبر۔ پردے کے پیچھے سے آواز

آئی۔میرے بندے نے سچ کہا ہے۔میرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔فرشتے نے کہا: اشهد ان محمد رسول الله۔حجاب کے پیچھے سے صدا آئی۔میرے بندے نے سچ کہا ہے۔میں نے ہی محمد عربی ﷺ کو بھیجا ہے۔فرشتے نے کہا: حی علی الصلاۃ، حی الفلاح، قد قامت الصلوۃ قد قامت الصلوۃ، الله اکبر الله اکبر، حجاب کے پیچھے سے صدا آئی۔میرے بندے نے سچ کہا ہے میرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ فرشتے نے آپ کا دستِ اقدس تھاما۔آپ کو آگے کھڑا کر دیا۔آپ نے اہل آسمان کو امامت کرائی۔ان میں حضرات آدم اور نوح علیہما السلام بھی تھے۔اس دن رب تعالیٰ نے اہل آسمان اور اہل زمین پر آپ کا شرف مکمل کر دیا۔اس روایت کو البزار نے جید سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔اسے ابو شیخ، ابن شاہین نے روایت کیا ہے۔انہوں نے اسے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے ابن شاہین نے اسے حضرت محمد بن حنفیہ سے روایت کیا ہے۔ اسے الطبرانی اور ابن شاہین نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔تمام کی اسناد متحد ہیں۔میں نے ان کا تذکرہ بیان اتحاف البیت ببان ما وضع فی معراج البیت میں کر دیتا ہے۔میں کہتا ہوں: اس کی سند میں زیاد بن منذر ابو جارود ہے۔اس کے متعلق ابن معین نے لکھا ہے۔یہ دشمن خدا کذاب تھا۔امام ذہبی اور ابن کثیر نے لکھا ہے: اس نے اسے وضع کیا ہے، اسے قاضی نے الشفاء میں لکھا ہے۔امام سہیلی نے اس کا تذکرہ الروض الانف میں کیا ہے امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں اس کا ذکر کیا ہے مگر انہوں نے اس پر سکوت اختیار کیا ہے۔ حدیث میں جو حجاب کا ذکر ہے۔وہ مخلوق کے اعتبار سے ہے۔خالق کے اعتبار نہیں۔مخلوق محجوب ہے رب تعالیٰ تو حجب سے پاک ہے۔وہ محسوس قدر سے احاطہ کرتا ہے لیکن وہ مخلوق کی نظروں، بصیرتوں اور ادراکات سے جیسے چاہتا ہے اور جو چاہتا ہے مخفی کر لیتا ہے جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَىٕذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ﴿۱۵﴾ (المطففین: ۱۵)

ترجمہ: یقیناً انہیں اپنے رب کے (دیدار) سے اس دن روک دیا جائے گا۔

اس روایت میں حجاب اور فرشتے کا حجاب سے نکلنے کا جو تذکرہ ہے۔اس کے متعلق لازم ہے کہ کیا جائے کہ اس حجاب سے دوسرے ملائکہ کو رب تعالیٰ کے سلطان، عظمت اور یہ اس کے ملکوت اور جبروت کے حجاب ہیں۔حضرت جبرائیل علیہ السلام کا یہ فرمان بھی اسی امر پر دلالت کرتا ہے۔جب وہ فرشتہ حجاب سے نکلا تو انہوں نے فرمایا: جب سے میری تخلیق ہوئی۔اس وقت سے لے کر آج تک میں نے اس فرشتے کو نہیں دیکھا۔اس سے یہی عیاں ہوتا ہے کہ یہ حجاب ذات کے ساتھ مختص نہیں ہے سدرۃ المنتہیٰ کی تفسیر میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا یہ قول بھی اسی کی تائید کرتا ہے۔اس تک ملائکہ کا علم ختم ہو جاتا ہے وہ اسی پر رب تعالیٰ کا حکم پاتے ہیں ان کا علم اس سے آگے نہیں بڑھتا، البتہ یہ الفاظ وہ حجاب جو الرحمان کے ساتھ متصل ہے تو اس کے ساتھ مضاف کو محفوظ مانا جائے گا۔یعنی جو الرحمٰن کے عرش کے ساتھ متصل ہے۔یا کسی ایسے امر کو محذوف مانا جائے گا جو اس کی آیات میں سے

عظیم ہو اور اس کے معارف کے حقائق کا مبداء ہو جس سے وہی آگاہ ہے۔ جیسے رب تعالیٰ نے فرمایا:

وَسْـَٔلِ الْقَرْيَةَ (یوسف: ۸۲)

ترجمہ: اور دریافت کیجئے بستی والوں سے۔ (ضیاء القرآن جلد ۲، صفحہ ۴۴۹)

یعنی اھلھا۔ حجاب سے کہا گیا: میرے بندے نے سچ کہا ہے میں ہی سب سے بڑا ہوں۔ ظاہر سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اس وقت رب تعالیٰ کا کلام ہی سنا تھا۔ یہ کلام الٰہی کسی حجاب میں سے تھا۔ آپ اسے دیکھ نہ رہے تھے بصر کو اس کی رویت سے روک دیا گیا تھا۔ اگر یہ قول صحیح ہو کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب تعالیٰ کو دیکھا ہے تو اسے اس مقام سے قبل یا بعد میں بصارت سے رفع حجاب پر محمول کیا جائے گا حتیٰ کہ آپ نے اسے دیکھ لیا۔ اس زمرہ میں اور بھی روایات ہیں جنہیں میں نے اذان کی ابتداء کے باب میں ذکر کر دیا ہے۔

◆۹ ◆۱۰ ◆۱۱ ◆۱۲ ◆۱۳

سارے انبیاء کرام علیہم السلام سے آپ کے بارے میثاق لیا گیا کہ وہ آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی مدد کریں۔ سابقہ کتب میں آپ کی بشارت دی گئی۔ یہ ساری تفصیلات گزر چکی ہیں۔

◆۱۴ سابقہ کتب میں آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تذکرہ تھا۔ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ﴿۱۰۵﴾ (الانبیاء: ۱۰۵)

ترجمہ: اور بے شک ہم نے لکھ دیا ہے زبور میں پند و موعظت کے بعد کہ بلا شبہ زمین کے وارث تو میرے نیک بندے ہوں گے۔

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تورات اور زبور میں تذکرہ کیا ہے اور اس کے علم میں آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے پہلے تھا کہ امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام زمین کی وارث بنے گی۔ طیالسی اور مدنی نے ثقہ راویوں سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رب تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں کو دیکھا۔ اس نے محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب انور کو سارے قلوب سے بہترین پایا۔ اس سے آپ کو اپنے لیے منتخب کر لیا۔ اپنی رسالت کے لیے منتخب کر لیا، پھر اس نے اپنے بندوں کے دلوں کو دیکھا تو اس نے آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں کو سارے لوگوں کے دلوں سے عمدہ پایا۔ اس نے انہیں اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وزراء بنا دیا۔ وہ اس کے دین حق کے لیے جہاد کریں گے جسے مسلمان عمدہ دیکھیں وہ رب تعالیٰ کے ہاں بھی عمدہ ہو گا۔ جسے مسلمان برا سمجھیں وہ رب تعالیٰ کے ہاں بھی برا ہو گا۔ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ؗ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۛۖ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۛ۫ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ

فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾ (الفتح: ۲۹)

ترجمہ: محمد اللہ کے رسول ہیں اور وہ سعادت مند جو آپ کے ساتھی ہیں کفار کے مقابلہ میں بہادر اور طاقتور ہیں آپس میں بڑے رحم دل ہیں تو دیکھتا ہے انہیں کبھی رکوع کرتے ہوئے کبھی سجدہ کرتے ہوئے طلب گار ہیں اللہ کے فضل اور اس کی رضا کے ان کی ایمان اور عبادت کی علامت ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے نمایاں ہیں یہ ان کے اوصاف تورات میں موجود ہیں نیز ان کی صفات انجیل میں (مرقوم) ہیں یہ صحابہ ایک کھیت کی مانند ہیں جس نے نکالا اپنا پٹھا۔

ابن اسحاق، ابو نعیم نے الدلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کے یہودیوں کی طرف یہ مکتوب گرامی لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

من محمد رسول الله صاحب موسى اخيه المصدق لما جاء به موسى!

ارے! اللہ رب تعالیٰ نے تمہیں فرمایا ہے۔ اے تورات کے حاملین کے گروہ! تم اپنی کتاب میں پاتے ہو۔

محمد رسول الله..... ركعا سجدا۔

ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ذالك مثلهم في التوراة یعنی ان کے اوصاف تورات میں مذکور ہیں۔ ان کے اوصاف انجیل میں بھی مذکور ہیں۔ یہ اوصاف تخلیق آسمان و زمین سے پہلے کے ہیں۔

ابو عبید، ابن منذر اور ابو نعیم نے "الحلیہ" میں عمار مولی بنی ہاشم سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے قدر کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے فرمایا: تم سورۃ الفتح کے آخر یعنی محمد رسول الله و الذين معه پہ اکتفاء کر لو رب تعالیٰ نے ان کی تخلیق سے قبل ان کے اوصاف بیان کر دیے تھے۔

الطبرانی نے الاوسط اور الصغیر میں، ابن مردویہ نے حسن سند کے ساتھ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رب تعالیٰ کے اس فرمان:

سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ (الفتح: ۲۹)

ترجمہ: ان کی علامت ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے نمایاں ہیں۔

اس سے مراد وہ نور ہے جو روز حشر انہیں عطا کیا جائے گا۔ ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اس سے وہ نشان مراد نہیں جسے تم دیکھتے ہو بلکہ یہ اسلام، اس کی چمک، حسن اور خشوع ہے۔ امام بخاری نے تاریخ میں محمد بن نصر

سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد وہ سفیدی ہے جو روز حشر ان کے چہروں پر چھائے گی۔ سعید بن منصور عبد بن حمید اور محمد بن نصر نے مجاہد سے روایت کیا ہے اس سے مراد چہرے کا نشان نہیں بلکہ خشوع اور تواضع مراد ہے۔

ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: **رحماء بینھم** رب تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے لیے رحم ڈال دیا ہے۔ **سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود** ان کی علامت نماز ہے۔ **ذالك مثلھم فی التوراۃ** یہ مثال تورات میں موجود ہے **مثلھم فی الانجیل** یہ مثال انجیل میں موجود ہے **کزرع اخرج شطأہ** یہ انجیل میں حضور اکرم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مثال ہے۔ وہ قوم کھیتی کی مانند ہوں گی۔ ان سے ایک ایسی قوم اٹھے گی جو بھلائی کا حکم دے گی اور برائی سے روکے گی۔

ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ **سیماھم فی وجوھھم** سے ان کی نماز ہوگی جو ان کے چہروں سے عیاں ہوگی۔ **ذالك مثلھم فی التوراۃ و مثلھم فی الانجیل کزرع اخرج شطأہ** یعنی اس کا پٹھا جب زمین سے نکلتا ہے تو دوسرا اسے تقویت دیتا ہے حتیٰ کہ کھیتی گنجان ہو کر اگتی ہے۔ رب تعالیٰ نے یہ مثال اہل کتاب کے لیے بیان کی ہے۔ وہ قوم اس طرح جمع ہوگی جیسے کھیتی اکٹھی ہو کر اگتی ہے۔ ان میں ایسے باہمت افراد ہوں گے جو لوگوں کو نیکی کا حکم دیں گے برائی سے روکیں گے پھر وہ اپنے ساتھیوں سے مل کر تقویت کا باعث بنیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ مثال حضور اکرم ﷺ کے لیے دی ہے۔ اس نے فرمایا: رب تعالیٰ اپنے محبوب کریم ﷺ کو تنہا مبعوث کرے گا، پھر بہت تھوڑے سے لوگ آپ کے پاس جمع ہوں گے۔ وہ آپ پر ایمان لے آئیں گے، پھر یہ قلت کثرت میں تبدیل ہو جائے گی۔ وہ تقویت کا باعث بنیں گے۔ رب تعالیٰ کفار کو غیظ کی آگ میں جلائے گا، جبکہ کسان اس کی کثرت اور اچھی طرح اگنے سے خوش ہوں گے۔

15 سابقہ کتب میں آپ کے خلفاء کا تذکرہ ہے۔ ابن عساکر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ کی بعثت سے قبل میں یمن کی طرف گیا میں بنو الازد کے ایک عالم بزرگ کے ہاں ٹھہرا۔ اس نے سابقہ کتب پڑھ رکھی تھیں اس کی عمر ۳۸۰ سال تھی۔ اس نے کہا: ''میرا گمان ہے کہ تم حرم پاک میں رہنے والے ہو؟ میں نے کہا: ہاں! اس نے کہا: میرا خیال ہے کہ تم قریشی ہو؟ میں نے کہا: ہاں! اس نے کہا: اب صرف ایک نشانی باقی رہ گئی ہے۔ میں نے کہا: وہ کیا ہے؟ اس نے کہا: اپنے پیٹ سے کپڑا اٹھاؤ۔ میں نے کہا: کیوں؟ اس نے کہا: میں نے علم صادق میں پایا ہے کہ حرم پاک میں ایک نبی کریم ﷺ مبعوث ہوں گے۔ ایک جوان اور بوڑھا شخص ان کی مدد کرے گا۔ نوجوان تکالیف اور مصائب میں کود جانے والا ہوگا۔ وہ سختیوں اور شدائد کو دور کرنے والا ہوگا، جبکہ عمر رسیدہ شخص کی رنگت سفید ہوگی وہ کمزور ہوگا۔ اس کے پیٹ پر تل اور بائیں ران پر علامت ہوگی۔ تم مجھے اپنا پیٹ کیوں نہیں دکھاتے۔ بقیہ صفات تو تم میں موجود ہیں صرف ایک نشانی باقی رہ گئی ہے

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اپنے پیٹ سے کپڑا اٹھایا اس نے میری ناف کے اوپر سیاہ تل دیکھا اس نے کہا: رب کعبہ کی قسم! تم وہی ہو۔

ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اہل کتاب میں سے ایک شخص سے پوچھا: تم نے سابقہ کتب میں کیا پڑھا ہے؟ اس نے کہا: خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصدیقہ۔

الدینوری نے المجالسہ میں اور ابن عساکر نے حضرت زید بن اسلم کی سند سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: ہمیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں قریش کے کچھ لوگوں کے ساتھ عازم سفر ہوا۔ ہم تجارت کے لیے زمانہ جاہلیت شام کی طرف گئے۔ میں ایک گرجے کی طرف گیا۔ اس کے سایہ میں بیٹھ گیا۔ وہاں سے ایک شخص میری طرف نکلا اس نے کہا: عبداللہ! تم یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ میں نے کہا: میں اپنے ساتھیوں سے گم ہو گیا ہوں۔ وہ میرے پاس پانی اور کھانا لے کر آیا۔ وہ مجھے اوپر اور نیچے سے غور سے دیکھنے لگا، پھر کہا: "فلاں! اہل کتاب جانتے ہیں کہ روئے زمین پر مجھ سے زیادہ عالم نہیں ہے۔ میں تم میں اس شخص کی صفات پاتا ہوں جو ہمیں اس گرجا سے نکال دے گا۔ وہ اس شہر پر غالب آجائے گا۔ میں نے کہا: ارے شخص شاید تو درست بات نہیں کر رہا۔ اس نے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے کہا: عمر بن خطاب۔ اس نے کہا: بخدا! تم ہی ہمیں اس گرجے سے نکالو گے۔ اس میں ذرا بھر شک نہیں۔ مجھے میرے گرجا اور اس کے سامان کے بارے تحریر لکھ کر دیں۔ میں نے اسے کہا: اے شخص! تو نے میرے ساتھ بھلائی کی ہے میں اسے مکدر نہ کروں گا۔ اس نے کہا: ہمیں کاغذ پر تحریر لکھ دو۔ اس میں تم پر کیا حرج ہے۔ اگر تم ہی فاتح ہوئے تو ہمارا ارادہ بھی یہی ہے اگر کوئی اور ہوا تو یہ امر تمہیں کوئی نقصان نہ دے گا۔ میں نے کہا: لے آؤ۔ میں نے اس کے لیے لکھا اور اس پر مہر لگا دی۔ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ شام آئے تو وہی راہب ان کی خدمت میں آیا۔ اس گرجے کا صاحب وہی خط لے کر حاضر خدمت ہوا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھا۔ اس پر تعجب کیا۔ اپنی داستان بیان کرنے لگے اس شخص نے کہا: میری شرط پوری کریں۔ انہوں نے فرمایا: اس میں عمر اور ابن عمر کے لیے کچھ بھی نہیں۔

ابن سعد نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے، عبداللہ بن امام احمد نے زوائد المسند میں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد ہمایوں میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار ہوئے۔ ان کی ران سے کپڑا اٹھ گیا اہل نجران نے دیکھا کہ ان کی ران پر سیاہ تل تھا۔ انہوں نے کہا: یہ وہی شخص ہے جس کا تذکرہ ہم اپنی کتب میں پاتے ہیں جو ہمیں ہماری زمین سے نکال دے گا۔ ابونعیم نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت عمر فاروق سے شام میں عرض کی: ان کتب میں لکھا ہوا ہے کہ یہ شہر اہل ایمان میں سے ایک صالح شخص فتح کرے گا جو مسلمانوں پر رحم کرنے والا اور کافروں پر سخت ہو گا اس کا باطن اس کے ظاہر کی طرح ہو گا۔ اس کا قول اس کے فعل کے مخالف نہ ہو گا حق میں قریب اور دور کے لوگ اس کے لیے برابر ہوں گے۔ اس کے پیروکار رات کے راہب اور دن کے شیر ہوں گے۔ وہ باہم رحم کرنے والے، صلہ رحمی کرنے والے اور ایک دوسرے کے ساتھ بھلائی کرنے والے ہوں گے۔" حضرت عمر

فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟ انہوں نے عرض کی: ہاں! بخدا انہوں نے یوں تعریف کی۔ ساری تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے ہمیں عزت بخشی۔ ہم کو تکریم سے نوازا ہمیں مشرف فرمایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہم پر رحم کیا۔

ابن عساکر نے حضرت عبید بن آدم رضی اللہ عنہ سے، ابو مریم اور ابو شعیب نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جابیہ کے مقام پر تھے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بیت المقدس آئے۔ انہوں نے پوچھا: تمہارا اور تمہارے امیر کا کیا نام ہے؟ انہوں نے فرمایا: عمر بن خطاب انہوں نے کہا: ہمارے لیے ان کا حلیہ بیان کریں۔ انہوں نے ان کا حلیہ بیان کیا انہوں نے کہا: تم اسے فتح نہ کر سکو گے، البتہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسے فتح کریں گے ہماری کتب میں مرقوم ہے کہ ہر شہر یکے بعد دیگرے فتح ہو جائے گا جو شخص اسے فتح کرے گا اس کا حلیہ بھی لکھا ہوا ہے ہم کتاب میں پاتے ہیں کہ قیساریہ بیت المقدس سے قبل فتح ہو گا جاؤ پہلے قیساریہ کو فتح کرو پھر اپنے امیر کو لے کر آجاؤ۔

ابن عساکر نے حضرت ابن سیرین سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے عرض کی: امیر المؤمنین! کیا آپ نیند میں کچھ دیکھتے ہیں؟ انہوں نے انہیں جھڑکا انہوں نے کہا: میں ایک ایسے شخص کو پاتا ہوں جو امت کا امر اپنی نیند میں پاتا ہے۔ الطبرانی اور ابو نعیم نے حضرت مغیث الاوزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم تورات میں میری تعریف کیسے پاتے ہو؟ انہوں نے فرمایا: خلیفہ، لوہے کا سینگ، سخت امیر جسے رب تعالیٰ کے متعلق کسی ملامت گر کی ملامت کا اندیشہ نہ ہو گا، پھر آپ کے بعد وہ شخص خلیفہ بنے گا جسے ظالم گروہ شہید کر دے گا، پھر اس کے بعد آزمائشوں کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ ابن عساکر نے حضرت الاقرع رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مؤذن سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک پادری کو بلایا۔ انہوں نے فرمایا: کیا تم ہمارے اوصاف اپنی کتب میں پاتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہم تمہارے اعمال اور صفات پاتے ہیں، لیکن تمہارے نام نہیں پاتے۔ انہوں نے فرمایا: تم میرے بارے کیا پاتے ہو؟ انہوں نے فرمایا: لوہے کا سینگ، انہوں نے پوچھا: اس سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے عرض کی: سخت امیر۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ اکبر! میرے بعد کون خلیفہ ہو گا؟ اس نے کہا: ایک صالح شخص جو اپنے اقرباء کو ترجیح دے گا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ حضرت ابن عفان رضی اللہ عنہ پر رحم کرے۔ انہوں نے فرمایا: ان کے بعد کون خلیفہ ہو گا؟ انہوں نے کہا: لوہے کی جھاگ۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہائے ہلاکت! انہوں نے کہا: امیر المؤمنین صبر کریں وہ ایک صالح شخص ہوں گے لیکن ان کی خلافت خونریزی اور شمشیر زنی میں گزرے گی۔

ابن راہویہ نے اپنی مسند میں حسن سند سے حضرت افلح مولیٰ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ مصر جانے سے قبل قریش کے سرداروں کے پاس آئے۔ انہوں نے ان سے کہا: عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید نہ کرو۔ انہوں نے کہا: بخدا! ہم انہیں شہید نہیں کرنا چاہتے۔ وہ باہر نکلے وہ کہہ رہے تھے بخدا! یہ انہیں شہید کر دیں گے وہ کہہ رہے تھے: انہیں شہید نہ کرنا یہ چالیس روز تک شہید ہو جائیں گے، مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ کچھ دنوں کے بعد وہ دوبارہ ان کے پاس آئے

انہوں نے انہیں کہا: انہیں شہید نہ کرو۔ بخدا! یہ پندرہ روز تک شہید ہو جائیں گے ابن سعد اور ابن عساکر نے حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا اس وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تھے۔ تم اپنی کتب میں حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے اوصاف کیسے پاتے ہو؟ انہوں نے فرمایا: ہم پاتے ہیں کہ وہ روز حشر قاتل پر امیر ہوں گے۔

امام بغوی نے حضرت سعید بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو ذوالقربات الحمیری سے پوچھا گیا یہ سب یہودیوں سے زیادہ عالم تھا: اے ذوقربات! ان کے بعد جانشین کون ہوگا؟ اس نے کہا: امیر یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ پوچھا گیا: پھر؟ اس نے کہا: لوہے کا سینگ عمر فاروق رضی اللہ عنہ پھر؟ اس نے کہا: ان پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ۔ اس سے پوچھا گیا: پھر! اس نے کہا: ابوصناح المنصور یعنی امیر معاویہ۔ ابن راھویہ اور الطبرانی نے حضرت عبداللہ بن معقل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو حضرت ابن سلام نے کہا: اب ۴۰ ہجری کا آغاز ہے۔ اب صلح ہو جائے گی۔ ابن سعد نے حضرت ابوصالح سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ایک حدی خواں حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی سواری کو ہانک رہا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا:

ان الامیر بعدہ علی   و فی الزبیر خَلَف مرضی

ترجمہ: ان کے بعد امیر المؤمنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہوں گے اور حضرت زبیر کا لخت جگر بھی بہت مسرور کن ہوگا۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں۔ بلکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ امیر ہوں گے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات یاد کر لی۔ انہوں نے کہا: ابواسحاق! یہ کیسے ہو سکے گا؟ یہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرات علی رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ موجود ہیں؟ انہوں نے کہا: تم ہی امیر ہو گے۔ الطبرانی، بیہقی نے حضرت محمد بن یزید الثقفی سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا: حضرت قیس بن خرشہ رضی اللہ عنہ اور کعب الاحبار نے ایک دوسرے کی سنگت اختیار کی جب وہ صفین پہنچے تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ رک گئے لمحہ بھر کے لیے دیکھا پھر کہا: اس قطعۂ زمین پر مسلمانوں کا اس طرح خون بہایا جائے گا کہ اس طرح خونریزی کسی اور قطعۂ زمین پر نہ ہوگی، حضرت قیس نے پوچھا: آپ کو کیسے علم ہوا؟ اس غیب کے ساتھ تو رب تعالیٰ کی ذات مختص ہے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کوئی ہاتھ بھر بھی زمین نہیں مگر تورات میں اس کے بارے میں لکھا گیا ہے کہ اس پر کیا ہوگا اور روز حشر تک اس سے کیا نکلے گا۔

حاکم نے حضرت عبیداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: جب مختار کا سر لایا گیا تو انہوں نے کہا: کعب نے مجھ سے جو بات بھی کی ہے میں نے اس کا مصداق ضرور پالیا ہے، مگر انہوں نے کہا: ثقیف کا ایک شخص مجھے قتل کرے گا۔ الاعمش نے کہا: انہیں علم نہ تھا کہ ان کے لیے حجاج کو مخفی رکھا گیا تھا۔ عبداللہ بن امام احمد نے مسند الزوائد میں حضرت ہشام بن خالد الربعی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے تورات میں پڑھا ہے کہ آسمان اور زمین حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ پر چالیس سال تک روتے رہیں گے۔ انہوں نے حضرت محمد بن فضالہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے

انہوں نے کہا: ایک راہب نے بتایا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ عادل ائمہ میں سے ہوں گے جیسے اشہر حرام میں سے رجب ہے۔ ولید بن ہشام سے روایت ہے انہوں نے کہا: ہم فلاں سرزمین پر اترے۔ ایک شخص نے کہا: کیا تم سن نہیں رہے کہ یہ راہب کیا کہہ رہا ہے؟ اس کا گمان ہے کہ سلیمان بن عبدالملک مرگیا ہے۔ انہوں نے پوچھا: اس کے بعد خلیفہ کون ہوگا؟ اس نے کہا: عمر بن عبدالعزیز، جب میں شام آیا تو اس طرح جیسے راہب نے بتایا تھا۔ ہم چوتھے سال اسی جگہ اترے وہی شخص آیا اس نے کہا: راہب! تم نے جو بات ہمیں بتائی تھی وہ اسی طرح رونما ہوگئی ہے۔ اس نے کہا: بخدا! اب عمر بن عبدالعزیز کو بھی زہر دے دیا گیا ہے۔ ہم نے اسی طرح پایا۔

ابن عساکر نے مغیرہ بن نعمان کی سند سے اہل بصرہ کے ایک شخص سے روایت کیا ہے۔ اس نے کہا: میں بیت المقدس کے ارادہ سے نکلا بارش نے مجھے ایک گرجا میں جانے پر مجبور کر دیا۔ اوپر سے ایک راہب نے جھانکا اس نے مجھے کہا: ہم اپنی کتابوں میں پاتے ہیں کہ تمہارے اہل دین عذراء کے مقام پر قتل ہوں گے۔ ان پر حساب و عذاب نہ ہوگا۔ امام بیہقی نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ بنو عباس کے سیاہ جھنڈے ظاہر ہوئے وہ شام اترے! رب تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں پر جبار اور ان کے دشمن کو ہلاک کر دیا۔ اس زمرہ میں بہت سی روایات ہیں۔ ایک قول کے مطابق سولہویں خصوصیت شق صدر ہے لیکن صحیح روایت سے ثابت ہے کہ یہ آپ کی خصوصیت نہیں ہے سعید بن منصور اور ابن جریر نے صحیح سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: بنو اسرائیل کے تابوت میں۔

فِيهِ سَكِينَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ۔

ترجمہ: اس میں تسلی (کا سامان) ہوگا تمہارے رب کی طرف سے۔

انہوں نے فرمایا: اس سے مراد سونے کا طشت تھا جسے جنت سے لایا گیا تھا اس میں انبیاء کرام علیہم السلام کے قلوب دھوئے جاتے تھے اس روایت کو سدی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے لیکن اس کی سند میں ضعف ہے بعض تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ اس میں اور کوئی آپ کے ساتھ شریک نہیں ہے۔ شیخ نے خصائص میں ایسے دلائل ذکر نہیں کیے جن سے یہاں اس مؤقف کو ترجیح دی جاسکے۔ معراج کے ابواب میں تذکرہ ہو چکا ہے کہ شق صدر چار بار ہوا تھا۔

◆ آپ کی مہر نبوت تھی جو اس جگہ تھی جہاں سے شیطان داخل ہوتا ہے۔ میں نے اس کا تذکرہ قصہ معراج میں کر دیا ہے۔

◆ آپ کے ایک ہزار اسمائے گرامی ہیں۔

◆ آپ کا اسم گرامی رب تعالیٰ کے اسم مبارک سے مشتق ہے۔

◆ آپ کے ستر اسماء مبارکہ رب تعالیٰ کے اسماء گرامی پر ہیں۔

◆ آپ کا اسم گرامی احمد بھی ہے یہ آپ سے قبل کسی کا نام نہ تھا جیسے امام احمد اور امام مسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

۲۱- ملائکہ کا سایہ فگن ہونا۔ جیسے کہ شام کی طرف تجارت کے لیے سفر کرنا۔

۲۲- آپ عقل کے اعتبار سے سارے لوگوں سے زیادہ اکمل تھے۔ اس روایت کو ابونعیم نے وہب بن منبہ سے روایت کیا ہے۔

۲۳- آپ کو مکمل حسن عطا کیا گیا تھا، جبکہ حضرت یوسف علیہ السلام کو حسن کا حصہ عطا کیا گیا تھا۔

۲۴- وحی کی ابتداء میں آپ کو زور سے بھینچا گیا۔

۲۵- آپ نے حضرت جبرائیل کو اسی شکل میں دیکھا جس میں انہیں تخلیق کیا گیا تھا۔ میں کہتا ہوں: یہ دو بار رونما ہوا تھا۔ (۱) شب معراج کو۔ (۲) جبکہ آپ مکہ مکرمہ میں تھے۔

۲۶- آپ کی بعثت کے ساتھ ہی کہانت ختم ہوگئی۔ آسمانوں کو محفوظ کر دیا گیا تاکہ جنات چوری چھپکے نہ سن سکیں۔ انہیں شہاب مارے جانے لگے۔ آپ کے والدین کو زندہ کیا گیا۔ شیخ نے اس موضوع پر تین تالیفات رقم کیں ہیں۔

۲۷- آپ کے ساتھ وعدہ تھا کہ آپ لوگوں سے محفوظ تھے جیسے کہ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۭ (المائدہ: ٦٧)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ بچائے گا آپ کو لوگوں کے شر سے۔

۲۸- اسراء اور آسمانوں کا پھٹ جانا۔

۲۹- قاب قوسین تک رفعت۔

۳۰- اس مقام تک پہنچنا جہاں تک کوئی نبی مرسل اور ملک مقرب نہیں پہنچا اور آپ کے لیے انبیاء کو زندہ کیا گیا۔

۳۱- آپ نے انبیاء اور ملائکہ کی امامت کرائی۔

۳۲- جنت و دوزخ کو آپ پر آشکارا کیا گیا۔

۳۳- آپ نے اپنے رب تعالیٰ کی بڑی بڑی آیات کی زیارت کی۔

۳۴- ان کو یاد کرنا حتیٰ کہ ما زاغ البصر و ما طغی۔

۳۵- آپ نے دو بار رب تعالیٰ کی زیارت کی۔ ایک دفعہ اپنے قلب اطہر سے اور دوسری بار نیند میں یہ دونوں عالم بیداری میں تھیں کیونکہ آپ نے نیند میں کئی بار اسے خواب میں دیکھا تھا۔

۳۶- قرب۔ ۳۷- دنو۔

۳۸- آپ کو رضا اور نور عطا کیا گیا۔

۳۹- ملائکہ نے آپ کے ساتھ قتال کیا جبکہ دیگر انبیاء کرام کی صرف مدد کی تھی۔

۴۰- براق پر سواری۔ میں کہتا ہوں: ملائکہ نے بدر اور احد میں آپ کے ساتھ قتال کیا، بعض نے صرف بدر کے ساتھ مختص کیا ہے تفصیلات گزر چکی ہیں۔

فائدہ:

امام سبکی سے سوال کیا گیا کہ ملائکہ نے آپ کے ساتھ قتال کیوں کیا حالانکہ صرف جبرائیل اس امر پر قادر تھے کہ وہ اپنے پروں میں سے ایک پر کے ساتھ روک سکتے۔ انہوں نے جواب دیا: اس لیے تھا تاکہ اس فعل کی نسبت حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف ہو سکے اور فرشتے اسی طرح مدد بن سکیں جیسے لشکروں کی مدد ہوتی ہے ان اسباب اور اس طریقہ کو بھی پیش نظر رکھا گیا ہے جو رب تعالیٰ نے اپنے بندوں میں رواں کیا ہے۔ رب تعالیٰ ہی سب کچھ کرنے والا ہے۔

◆ ملائکہ کا آپ کے ساتھ رواں ہونا۔ وہ آپ کے پیچھے چلتے تھے۔ جیسے امام احمد، ابن ماجہ (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور ابن حبان نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: جب حضور اکرم ﷺ چلتے تھے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے آگے چلتے تھے اور آپ کے پیچھے فرشتوں کے لیے جگہ چھوڑ دیتے تھے۔

◆ آپ کتاب زندہ لے کر تشریف لائے حالانکہ آپ امی تھے، نہ پڑھ سکتے تھے نہ لکھ سکتے تھے رب تعالیٰ نے فرمایا:

النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ (الاعراف: ۱۵۷)

ترجمہ: جو نبی امی ہے۔

ابن ابی حاتم نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ باہر تشریف لائے۔ رب تعالیٰ کی نعمت بیان کی۔ فرمایا: حضرت جبرائیل امین میرے پاس آئے۔ کہا: باہر نکلیں اس نعمت کا اعلان کریں جسے رب تعالیٰ نے آپ پر کی ہے۔ اس نے مجھے اپنا کلام دیا حالانکہ میں امی ہوں۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل عطا کی گئی تھی۔

◆ آپ کی کتاب معجزہ ہے۔ جیسے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴿۸۸﴾ (الاسراء: ۸۸)

ترجمہ: کہہ دو کہ اگر اکٹھے ہو جائیں انسان اور سارے جن اس بات پر کہ لے آئیں اس قرآن کی مثل تو ہرگز نہیں لا سکیں گے اس کی مثل اگرچہ وہ ہو جائیں ایک دوسرے کے مددگار۔

◆ یہ کتاب حق مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ تبدیل و تحریف سے محفوظ ہے۔ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۹﴾ (الحجر: ۹)

ترجمہ: بے شک ہم ہی نے اتارا ہے اس ذکر (قرآن مجید) کو اور یقیناً ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

اِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ﴿۴۱﴾ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ (فصلت: ۴۱ تا ۴۲)

ترجمہ: یہ کتاب عزیز ہے باطل نہ تو اس کے آگے سے اور نہ ہی اس کے پیچھے سے آسکتا ہے۔

دوسری آیت طیبہ کے بارے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: رب تعالیٰ نے شیطان سے اس کی حفاظت کی ہے وہ اس میں کسی باطل کا اضافہ نہیں کر سکتا نہ ہی اس میں سے حق کی کمی کر سکتا ہے۔" یحییٰ بن اکثم سے روایت ہے انہوں نے کہا: "ایک یہودی مامون کے پاس گیا۔ مامون نے اسے اسلام کی دعوت دی مگر اس نے انکار کر دیا ایک سال بعد وہ مسلمان ہو کر آگیا۔ اس نے فقہ پر عمدہ کلام کیا۔ مامون نے اس سے پوچھا: تیرے اسلام لانے کا سبب کیا ہے؟ اس نے کہا: جب میں تیرے پاس سے گیا تو میں نے ان ادیان کو آزمانے کا ارادہ کیا۔ میں نے تورات لی اس کے تین نسخے لکھے۔ ان میں کمی وبیشی کی انہیں لے کر کنیسہ میں چلا گیا۔ میں نے انہیں بیچ دیا۔ میں نے انجیل لی اس کے تین نسخے لکھے۔ ان میں کمی وبیشی کی اسے گرجا میں لے گیا وہ بھی مجھ سے خرید لیے گئے، پھر میں قرآن پاک کی طرف گیا میں نے اس کے تین نسخے لکھے۔ ان میں کمی وبیشی کی۔ میں انہیں کتب خانہ میں لے گیا۔ انہوں نے اس کی چھان بین کی۔ انہوں نے اس میں کمی وبیشی پائی۔ انہوں نے انہیں پھینک دیا۔ انہوں نے انہیں نہ خریدا مجھے علم ہو گیا کہ یہ کتاب محفوظ ہے اس لیے میں نے اسلام قبول کر لیا۔" حضرت یحییٰ بن اکثم نے فرمایا: میں نے اسی سال حج کیا حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی اور یہ واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے مجھے فرمایا: کتاب الٰہی میں اس کا مصداق بھی ہے۔ میں نے عرض کی: کس جگہ؟ انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تورات اور انجیل کے متعلق فرمایا:

بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ (المائدہ: ۴۴)

ترجمہ: اس واسطے کہ محافظ ٹھہرائے گئے تھے اللہ کی کتاب کے۔

رب تعالیٰ نے ان کتابوں کا ذمہ ان کے سپرد کیا تھا۔ رب تعالیٰ نے قرآن پاک کے متعلق فرمایا:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۹﴾ (الحجر: ۹)

ترجمہ: اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود لی۔ یہ ضائع نہ ہوا۔

◆ ۲۵ یہ ان امور پر مشتمل ہے جن پر سابقہ کتب مشتمل تھیں اس میں زیادہ علم بھی ہے۔ امام بیہقی نے حضرت حسن بصری سے روایت کیا ہے کہ رب تعالیٰ نے ایک سو صحیفے اور چار کتابیں نازل کیں۔ ان صحیفوں کے علوم کو تورات، انجیل، زبور اور فرقان میں رکھ دیا۔ تورات، زبور اور انجیل کا علم قرآن حکیم میں رکھ دیا۔

◆ ۲۶ یہ ہر چیز کو جامع ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۸۹﴾ (النحل: ۸۹)

ترجمہ: اور ہم نے اتاری ہے یہ کتاب آپ پر اس میں تفصیلی بیان ہے ہر چیز کا۔

مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ (انعام: ۳۸)

ترجمہ: نہیں نظرانداز کیا ہم نے کتاب میں کسی چیز کو۔

سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جو علم حاصل کرنا چاہے وہ قرآن پاک کو لازم پکڑ لے۔ اس میں اولین و آخرین کی داستانیں ہیں اس نے اس میں ہر چیز کا علم نازل کیا۔ اس میں ہمارے لیے ہر چیز بیان کی گئی ہے لیکن ہمارا علم اس کے حصول سے قاصر ہے۔

◆ یہ اپنے غیر سے مستغنی ہے۔ امام ترمذی، دارمی وغیرہما نے حارث اعور کی سند سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: یہ کتاب ایسی ہے۔ اس میں تم سے پہلوں کی خبریں ہیں۔ اس میں تم سے بعد والوں کی خبریں ہیں۔ یہ محکم رشتہ ہے یہ ذکر حکیم ہے یہ تمہارے مابین پھوٹنے والے جھگڑوں کا فیصلہ کرتی ہے۔ یہ فیصلہ کن امر ہے۔ مذاق نہیں ہے رب تعالیٰ نے کسی جابر کو نہیں چھوڑا مگر اسے توڑ کر رکھ دیا جس نے اس کے علاوہ میں ہدایت طلب کی وہ گمراہ ہو گیا۔ یہی صراط مستقیم ہے اسی سے خواہشات ٹیڑھی نہیں ہوتیں، نہ زبانیں اس سے ملتبس ہوتی ہیں۔ اس سے علماء سیراب نہیں ہوتے۔ یہ بار بار دھرانے سے بوسیدہ نہیں ہوتا۔ اس کے عجائب ختم نہیں ہوتے جو اس پر عمل کرتا ہے اسے اجر سے نوازا جاتا ہے جو اس کے مطابق فیصلہ کرتا ہے وہ عدل کرتا ہے جس نے اس کی طرف بلایا وہ صراط مستقیم پر رواں ہو گئے۔

◆ اسے حفظ کرنا آسان بنا دیا گیا ہے۔ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿١٧﴾ (القمر: ۱۷)

ترجمہ: اور بے شک ہم نے آسان کر دیا ہے قرآن کو نصیحت پذیری کے لیے پس کوئی ہے نصیحت قبول کرنے والا؟

◆ یہ آہستہ آہستہ اترا۔ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ﴿٧٥﴾ (الواقعہ: ۷۵)

ترجمہ: پس میں قسم کھاتا ہوں ان جگہوں کی جہاں ستارے ڈوبتے ہیں۔

ابن ابی شیبہ، بیہقی اور حاکم نے سعید بن جبیر کی سند سے، نسائی اور حاکم نے عکرمہ کی سند سے اسناد صحیحہ کے ساتھ، ابن مردویہ اور بیہقی نے مقسم کی سند سے ان تمام نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کو تفصیل سے بیان کیا ہے رب تعالیٰ نے اسے لیلۃ القدر کو ایک بار اتارا۔ اسے آسمان دنیا میں بیت العزۃ میں رکھ دیا۔ رب تعالیٰ اسے ضرورت اور واقعات کے مطابق مختلف مہینوں اور سالوں میں اتارتا رہا اس میں سے کچھ بندوں کے کلام کے جواب میں ہے ان کے افعال اور اعمال کے جواب میں ہے۔ جب بھی انہوں نے کوئی سوال کیا رب تعالیٰ نے اس کا جواب دے دیا۔"

علماء کرام نے فرمایا ہے کہ آسمان دنیا پر اس کا یکبارگی نزول تکریم بنی آدم کے لیے ہے۔ یہ ان کی اس شان والا اور تعریف کی وجہ سے ہے جو رب تعالیٰ کی عنایت اور رحمت کی وجہ سے انہیں فرشتوں کے ہاں حاصل ہے۔ اسی لیے اس نے

ستر ملائکہ کو حکم دیا کہ وہ سورۃ الانعام کے ساتھ جائیں یہ آخری کتاب ہے جسے خاتم الرسل ﷺ پر نازل کرنا تھا۔ یہ اشرف الامم کے لیے ہے ہم نے اسے ان کے قریب کر دیا تاکہ ہم اسے ان پر نازل کریں۔ اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی شامل ہیں کہ ان پر بھی تورات یکبار نازل ہوئی لیکن سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فضیلت یہ ہے کہ اسے آپ پر متفرق نازل کیا گیا تاکہ آپ اسے یاد کر سکیں۔ ابوشامہ نے لکھا ہے اگر پوچھا جائے کہ اسے متفرق نازل کرنے میں کیا حکمت ہے یہ دیگر ساری کتب کی طرح یکبار ہی نازل کیوں نہ ہوا؟ ہم اس سے کہیں گے کہ اس کا جواب رب تعالیٰ نے دے دیا ہے:

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةً وَاحِدَةً ۚ كَذَٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ (الفرقان: ۳۲)

ترجمہ: اور کہنے لگے کفار (از راہ اعتراض) کیوں نہیں اتارا گیا قرآن ان پر یک بارگی؟ اس طرح اس لیے کیا کہ ہم مضبوط کر دیں اس کے ساتھ آپ کے دل کو اسی لیے ہم نے ٹھہر ٹھہر کر اسے پڑھا ہے۔

جب وحی ہر واقعہ کے لیے تازہ آتی ہے تو دل کو تقویت نصیب ہوتی ہے اور اس مرسل الیہ پر شدید عنایت آشکارہ ہوتی ہے۔ اس سے یہ بھی عیاں ہوتا ہے کہ ملائکہ اس پر کثرت سے نازل ہوتے ہیں۔ وہ بار بار اس کے پاس آتے ہیں اور اس کے ہمراہ کتاب عزیز کا وہ حصہ بھی ہے جو ابھی اترا ہے۔ اسے اتنا سرور ملتا ہے کہ عبارت اسے بیان کرنے سے قاصر ہے۔ اسی لیے آپ رمضان المبارک میں بہت زیادہ سخاوت کرتے تھے کیونکہ حضرت جبرائیل امین آپ سے بہت زیادہ ملاقات کرتے تھے۔ ایک قول کے مطابق اس کا معنی یہ ہے کہ ہم اسے آپ کو یاد کرا دیں۔ آپ امی تھے پڑھ لکھ نہ سکتے تھے۔ قرآن پاک متفرق اتارا گیا تاکہ اسے آپ کے لیے حفظ کرنا آسان ہو۔ دیگر انبیاء کرام کے برعکس۔ اگر کوئی قاری اور کاتب ہوتا تو اس کے لیے اسے سارا یاد کرنا ممکن ہوتا۔ بعض علماء کہ قرآن پاک آپ پر یکبارگی نہ اتارا گیا کیونکہ اس میں ناسخ و منسوخ آیات ہیں یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب یہ متفرق نازل ہو۔

ان میں کچھ سوالات کے جوابات تھے۔ بعض آیات کسی کے قول کا انکار تھیں کسی فعل کا انکار تھیں جیسے کہ یہ حضرت ابن عباس کے فرمان میں گزر چکا ہے۔ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا ﴿٣٣﴾ (الفرقان: ۳۳)

ترجمہ: اور نہیں پیش کریں گے آپ پر کوئی اعتراض مگر ہم لائیں گے آپ کے پاس اس کا صحیح جواب اور عمدہ تفسیر۔

خلاصہ یہ ہے کہ قرآن پاک کا متفرق نازل ہونا دونوں حکمتوں کو متضمن ہے۔

◆ ۵۰ یہ سات احرف (قراتوں) پر نازل ہوا۔

◆ ۵۱ یہ سات ابواب پر نازل ہوا۔ شیخان نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے ایک لہجہ میں قرآن پاک پڑھایا۔ میں لگاتار اضافے کے لیے اصرار کرتا رہا وہ اضافہ

کرتے رہے حتیٰ کہ وہ سات لہجوں تک پہنچ گئے۔ امام مسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رب تعالیٰ نے مجھے یہ پیغام بھیجا کہ میں ایک حرف (لہجے) پر قرآن پاک پڑھوں میں نے عرض کی: "مولا! میری امت پر آسانی پیدا فرما۔" اس نے مجھے دو لہجوں پر پڑھنے کی اجازت دے دی۔ میں نے آسانی کے لیے عرض کی اس نے مجھے تین لہجوں میں پڑھنے کی اجازت دے دی۔ میں اسی طرح عرض کرتا رہا حتیٰ کہ اس نے مجھے سات لہجوں میں پڑھنے کی اجازت دے دی۔ ہر بار دھرانے میں آپ کو ایک مسئلہ کا سامنا ہوگا۔ آپ اس کے متعلق مجھ سے پوچھ لینا۔ میں نے عرض کی: مولا! میری امت کو معاف کر دے۔ مولا! میری امت کو معاف کر دے۔ میں نے تیسری بار کو اس دن کے لیے مؤخر کر دیا ہے جس میں مخلوق حتیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی رغبت رکھیں گے۔

حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سابقہ کتب ایک حرف پر نازل ہوتی تھیں۔ ایک دروازے سے نازل ہوتی تھیں۔ قرآن پاک سات لہجوں میں سات دروازوں سے نازل ہوا۔ زجر، امر، حلال، حرام، محکم، متشابہ اور امثال۔"

تنبیہ

سات لہجوں سے مراد سات قرائتیں نہیں ہیں یہ اہل علم کے اجماع کے خلاف ہے بعض جاہلوں نے یہی مراد لیا ہے، بلکہ اس سے مراد مختلف الفاظ سے معانی متفقہ کی سات وجوہات ہیں۔ جیسے اقبل، تعال، ھلم اسرع یہ مؤقف ابن عیینہ، ابن جریر، ابن وہب اور کثیر علماء کا ہے۔ ابو عمرو نے اسے اکثر علماء کی طرف منسوب کیا ہے ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد سات لغات ہیں۔ یہ ابو عبیدہ، ثعلب، ازھری، دیگر علماء کا مؤقف ہے۔ ابن عطیہ نے اسے پسند کیا ہے۔ امام بیہقی نے الشعب میں اسے درست کہا ہے۔ اس پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ عرب میں سات سے زیادہ لغات ہیں۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ اس سے مراد فصیح لغات ہیں۔ ابو عبیدہ نے لکھا ہے اس سے مراد یہ نہیں کہ تم جو بھی کلمہ پڑھو۔ وہ سات لغات پر ہو گا بلکہ اس میں سات متفرق لغات ہیں۔ بعض لغت قریش، بعض لغت ہذیل کے مطابق، بعض لغت ہوازن کے مطابق بعض لغت یمن کے مطابق ہیں، بعض لغات دوسری سے زیادہ سعادت منداور ان سے کثیر ہیں۔

امام بیہقی نے لکھا ہے: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں سبعۃ احرف سے مراد وہ سات انواع ہیں جن پر قرآن پاک کا نزول ہوا۔ ان احادیث میں ان سے مراد وہ لغات ہیں جن میں اسے پڑھا جاتا ہے۔ دیگر علماء کرام نے فرمایا ہے: جس نے سات احرف کی تاویل اس طرح کی ہے تو یہ تاویل فاسد ہے کیونکہ یہ محال ہے کہ ان سے ایک حرف حرام ہو اور کوئی نہ ہو یا حلال ہو اس کے علاوہ نہ ہو۔ یہ بھی جائز نہیں کہ قرآن پاک سارے کا سارا حلال یا حرام یا امثال ہو۔

ابن عطیہ نے لکھا ہے: یہ قول ضعیف ہے کیونکہ اس امر پر علماء کا اجماع ہے کہ اس میں یہ وسعت نہیں کہ حلال کو حلال

اور حرام کو حرام بنایا جائے یا معانی مذکورہ میں سے کسی چیز کو تبدیل کیا جائے۔ابوعلی الاہوازی اور ابوعلاء الصمدانی نے کہا ہے: میں گواہی دیتا ہوں کہ حدیث میں 'زاجر اور آمر ۔۔۔' کسی اور کا کلام ہے ای ھو زاجر ای القرآن۔ اس سے سات احرف کی تفسیر مراد نہیں ہے۔عدد میں اتفاق کی جہت سے یہ وہم پیدا ہوا ہے۔اس سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ بعض طرق میں یہ زاجراً اور آمراً کے الفاظ ہیں یعنی سات ابواب پر یہ اسی صفت میں نازل ہوا۔"

ابوشامہ نے لکھا ہے: "یہ احتمال بھی ہے کہ مذکور تفسیر ابواب کی ہو حرف کی نہ ہو یعنی یہ کلام کے ابواب میں سے سات ابواب ہیں، یعنی رب تعالیٰ نے صرف ایک صنف پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ سات اصناف پر اسے اتارا، جیسے کہ دیگر کتب کو اتارا۔ اس مسئلہ میں تقریباً چالیس اقوال ہیں۔شیخ نے الاتقان میں سولھویں نوع میں انہیں ترتیب سے بیان کیا ہے۔

◆ ۵۲ اس نے اسے ہر ہر لغت پر نازل کیا۔ابن نقیب نے انہیں شمار کیا ہے۔میں کہتا ہوں: "اسی طرح اسے ابن ابی شیبہ نے ابومیسرہ، ضحاک اور ابن منذر نے وہب بن منبہ سے روایت کیا ہے۔ابوعمرو نے لکھا ہے کہ جس نے کہا کہ قرآن پاک لغت قریش میں نازل ہوا ہے۔تو میرے نزدیک اس کا حکم اغلب میں ہے کیونکہ ساری قرأتوں میں قریش کی لغت کے علاوہ لغتیں موجود ہیں۔یہ ہمزات کی تحقیق سے ثابت ہے قریش ہمزہ نہ لگاتے تھے۔

شیخ جمال الدین بن مالک نے کہا ہے: رب تعالیٰ نے قرآن پاک کو حجازیین کی لغت پر اتارا ہے۔سوائے قلیل کے کہ یہ تمیمین کی لغت پر بھی اترا ہے جیسے یُّشَاقِقِ اللّٰہَ (انفال: ۱۳) میں ادغام، اسی طرح مَنۡ یَّرۡتَدَّ مِنۡکُمۡ عَنۡ دِیۡنِهٖ (المائدۃ: ۵۴) مجزوم کا ادغام کرنا تمیم کی لغت ہے۔اسی لیے کہا جاتا ہے کہ الفک (جدا جدا) حجاز کی لغت ہے یہ اکثر ہے جیسے و یملل۔ (البقرۃ، ۲۸۲) یحببکم اللہ (آل عمران: ۳۱) یمدد کم (آل عمران: ۱۲۵) اشدد به ازری (طه: ۳۱) و من یحلل علی غضبی (طه: ۸۱) "محبت فرمانے لگے گا تم سے اللہ، مدد کرے گا تمہاری، مضبوط فرما دے اس سے میری کمر، اور وہ (بدنصیب) جس پر اترتا ہے میرا غضب۔" انہوں نے فرمایا: قراء کا اتباع کی نصب پر اجماع ہے الا اتباع الظنّ (النساء: ۱۵۷) کیونکہ حجازیین استثناء منقطع میں نصب لازم کرتے ہیں جیسے کہ ان کا اس آیت میں بَشَرًا کے منصوب ہونے پر اجماع ہے ما ھذا بشراً (یوسف: ۳۱) کیونکہ ان کی لغت میں "ما" کو اعمال بناتے ہیں۔

زمخشری نے رب تعالیٰ کے اس فرمان:

قُلۡ لَّا یَعۡلَمُ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ الۡغَیۡبَ اِلَّا اللّٰہُ ؕ (النمل: ۶۵)

ترجمہ: آپ فرمائیے (خود بخود) نہیں جان سکتے جو آسمانوں اور زمینوں میں ہیں غیب کو سوائے اللہ تعالیٰ کے۔

کے متعلق لکھا ہے کہ یہ استثناء منقطع ہے جو لغت بنی تمیم پر ہے۔ابوبکر الواسطی نے الارشادات فی القرءات العشر میں لکھا ہے کہ قرآن پاک میں پچاس لغتیں ہیں۔شیخ نے انہیں الاتقان میں سینتیسویں نوع میں بیان کیا ہے۔

تنبیہ

اس میں اختلاف ہے کہ کیا قرآن پاک میں لغت عرب کے علاوہ بھی کوئی لغت ہے اکثر علماء کرام ان میں امام شافعی ابن جریر، ابوعبیدہ، قاضی ابوبکر اور ابن فارس شامل ہیں نے اس کے عدم وقوع کا قول کیا ہے کیونکہ رب تعالیٰ نے فرمایا:

قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا (یوسف: ۲)

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ (فصلت: ۴۴)

ترجمہ: اور بالفرض اگر ہم اسے بنا کر بھیجتے قرآن عجمی زبان میں تو کہتے، کیوں نہ کھول کر بیان کی گئیں اس کی آیتیں؛ کیا اچنبھا ہے (کتاب) عجمی اور (نبی) عربی۔

امام شافعی نے شدت سے اس مؤقف کا انکار کیا ہے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے: "قرآن پاک کو عربی مبین میں اتارا گیا جس نے یہ گمان کیا کہ اس میں غیر عربی کے الفاظ ہیں تو اس نے بہت بڑا قول کیا جس نے نبطیہ کا قول کیا تو اس نے بھی بہت بڑا قول کیا کہ اس میں نبطی الفاظ ہیں۔ ابن فارس نے لکھا ہے: "اگر اس میں عربی کے علاوہ اور کوئی لغت ہوتو وہم کرنے والا وہم کرسکتا ہے کہ اہل عرب اس کی مثل لانے سے عاجز آگئے تھے کیونکہ یہ ایسی لغات میں تھا جنہیں وہ جانتے نہ تھے۔" ابن جریر نے لکھا ہے: "ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جو روایت ہے کہ قرآن پاک میں فارسی یا حبشہ یا نبطہ کے الفاظ ہیں اس امر پر اتفاق ہے کہ اس میں ایسی لغات ہیں جن میں عرب، فارسی اور اہل حبشہ ایک ہی لفظ کے ساتھ گفتگو کرتے تھے۔" بعض علماء نے فرمایا ہے: "یہ سارے الفاظ عمدہ عربی کے ہیں، لیکن عربی لغت بہت زیادہ وسیع ہے بعید نہیں کہ یہ بڑے بڑے اکابرین پر مخفی رہی ہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما پر فاطر اور فاتح کے معانی مخفی رہے تھے۔" امام شافعی نے "الرسالۃ" میں لکھا ہے "لغت کا احاطہ صرف نبی ہی کرسکتا ہے۔"

دوسرا مؤقف یہ ہے کوئی دوسری لغت بھی اس میں موجود ہے شیخ نے الاتفاق میں اس موضوع پر تفصیل سے لکھا ہے۔

- اس کا ایک ایک لفظ پڑھنے سے دس دس نیکیاں ملتی ہیں۔ یہ شمار زرکشی کا ہے۔ میں کہتا ہوں: "امام بخاری نے تاریخ میں ترمذی، محمد بن نصر، ابوجعفر نحاس، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جس نے قرآن پاک کا ایک حرف پڑھا اسے ایک نیکی ملے گی۔ ایک نیکی کا اجر دس گنا ہے میں یہ نہیں کہتا کہ الم حرف ہے بلکہ الف علیحدہ حرف، لام علیحدہ حرف اور میم علیحدہ حرف ہے۔" ابن نصر اور نحاس کے الفاظ ہیں: "بلکہ الف کی دس نیکیاں لام کی دس نیکیاں اور میم کی دس نیکیاں ہیں۔ یہ تیس نیکیاں ہیں۔"
- قرآن پاک دیگر منزل کتب سے تیس خصوصیات کی وجہ سے افضل ہے جو کسی اور کتاب میں نہیں پائی جاتیں یہ صاحب تحریر کا قول ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اسے شیخ نے امام رازی سے الکبریٰ میں تحریر کیا ہے۔"

۵۵ بعض سورتوں کے ساتھ اتنے فرشتے نازل ہوئے جنہوں نے افق کو گھیر لیا تھا۔ اسماعیل نے اپنی معجم میں، حاکم نے (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا: "جب سورۃ الانعام کا نزول ہوا تو آپ نے رب تعالیٰ کی تسبیح بیان کی فرمایا: "اس سورت کے ساتھ اتنے فرشتے نازل ہوئے جنہوں نے افق کو گھیر لیا تھا۔"

الطبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "مجھ پر سورۃ الانعام کا یکبارگی نزول ہوا۔ اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے تھے۔ "تسبیح وتحمید بآواز بلند پڑھ رہے تھے۔" الطبرانی اور منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "سورۃ الانعام کا نزول رات کو یکبار ہوا۔ اس کے ارد گرد ستر ہزار فرشتے تھے جو بآواز بلند تسبیح بیان کر رہے تھے۔"

امام احمد، محمد بن نصر اور الطبرانی نے صحیح سند سے حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "سورۃ البقرۃ قرآن پاک کی چوٹی اور رفعت ہے۔ اس کی ہر ہر آیت کے ساتھ اسی فرشتے نازل ہوتے:

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ (البقرہ: ۲۵۵)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ حی وقیوم ہے۔

عرش کے نیچے سے اتری وہ اسے لے کر یہاں پہنچے۔

الطبرانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے، ابن منذر نے ابو جحیفہ سے، عبد بن حمید نے ابن المکندر سے، فریابی، ابن راہویہ نے شہر بن خوشب سے، ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے، الطبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے، بیہقی اور خطیب نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے امام نووی ان احادیث سے آگاہ نہ ہو سکے انہوں نے انکار کر دیا کہ سورۃ الانعام کا نزول ایک بار ہوا۔ حافظ نے امالیہ میں ان کا تعاقب کیا ہے۔ یہ مسئلہ میرا اضافہ ہے۔"

۵۶ یہ دعوت بھی ہے اور دلیل بھی ہے کسی اور نبی کے لیے اس طرح نہ ہوا تھا ہر نبی کے لیے دعوت اور تھی اور حجت اور تھی رب تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم ﷺ کے لیے ان دونوں کو جمع کر دیا۔ یہ معانی کے اعتبار سے دعوت اور الفاظ کے اعتبار سے حجت ہے۔ دعوت کے لیے یہی شرف کافی ہے کہ اس کی دلیل اس کے ساتھ ہی ہو۔ حجت کے لیے یہ شرف کافی ہے کہ دعوت اس سے جدا نہ ہو یہ حلیمی کا قول ہے۔

۵۷ آپ کو عرش کے خزانے کے نیچے سے عطا کیا گیا کسی اور کو یہاں سے عطا نہ کیا گیا۔

۵۸ آپ کو سورۃ الفاتحہ عطا کی گئی۔

۵۹ آپ کو آیۃ الکرسی عطا کی گئی۔

۶۰ آپ کو سورۃ البقرہ کا آخری حصہ عطا کیا گیا۔

۶۱ آپ کو سات طویل سورتیں عطا کی گئیں۔

مفصل سورتیں عطا کی گئیں۔ ابوعبید اور ابن خریس نے ''الفضائل'' میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ۶۲
انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آیۃ الکرسی عرش کے خزانے کے نیچے سے عطا کی گئی۔ تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے یہ کسی نبی کو عطا نہ کی گئی تھی۔

ابوعبید نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چار ایسی آیات طیبات عطا کی گئی تھیں جو حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو بھی عطا نہیں کی گئی تھیں۔

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ (البقرہ: ۲۸۴)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔

حتیٰ کہ انہوں نے سورۃ البقرۃ کو ختم کر دیا۔ فرمایا: یہ تین آیات ہیں اور ان کے ساتھ آیۃ الکرسی بھی ہے۔

امام احمد، الطبرانی اور البیہقی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''سورۃ البقرہ کی آخری آیات مجھے عرش کے نیچے خزانے سے عطا کی گئی ہیں۔ مجھ سے قبل یہ کسی نبی کو عطا نہیں کی گئیں۔''

امام مسلم اور امام نسائی اور ابن حبان نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے۔ حضرت جبرائیل امین آپ کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ نے آسمان کی سمت اوپر آواز سنی۔ حضرت جبرائیل امین نے اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھائی۔ انہوں نے عرض کی: ''محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آسمان کا جو دروازہ آج کھلا ہے وہ پہلے کبھی نہ کھلا تھا۔ وہاں سے ایک فرشتہ نازل ہوا۔ انہوں نے عرض کی: ''جو فرشتہ نازل ہوا ہے۔ یہ آج ہی نازل ہوا ہے۔ اس سے پہلے کبھی نازل نہ ہوا تھا۔ وہ فرشتہ زمین پر آیا۔ آپ کو سلام عرض کیا۔ اس نے عرض کی: ''آپ کو ان دونوں کی بشارت ہو جو صرف آپ کو عطا ہوئی ہیں آپ سے قبل کسی کو عطا نہیں ہوئی تھیں۔ وہ فاتحۃ الکتاب اور سورۃ البقرہ کی آخری آیات ہیں آپ جو حرف بھی پڑھیں گے آپ کو عطا کر دیا جائے گا۔'' حاکم نے حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے عرش کے نیچے سے فاتحۃ الکتاب اور مفصل سورتیں زائد عطا کی گئی ہیں۔''

امام بیہقی نے حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے طوال سورتیں تورات کی جگہ المبین اور انجیل کی جگہ المثانی اور مفصل سورتوں سے مجھے فضیلت دی گئی ہے۔'' ابوشیخ نے الثواب میں الطبرانی اور الضیاء نے المختارہ میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چار چیزیں عرش کے نیچے سے خزانے سے اتاری گئی ہیں۔ ان کے علاوہ وہاں سے کوئی چیز نہیں اتری۔ وہ ام الکتاب (سورۃ الفاتحہ) آیۃ الکرسی، خواتیم سورۃ البقرۃ اور الکوثر ہیں۔

ابن جریر، ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رب تعالیٰ کے اس فرمان:

وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ۝ (الحجر: ۸۷)

ترجمہ: اور بے شک ہم نے عطا فرمائی ہیں آپ کو سات آیتیں جو بار بار پڑھی جاتی ہیں اور قرآن عظیم۔

میں مراد سات طوال سورتیں ہیں۔ جو کسی نبی کو عطا نہیں کی گئی تھیں حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو ان میں سے دو عطا کی گئی تھیں۔ ابن مردویہ کے یہ الفاظ ہیں: تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے وہ کچھ ذخیرہ کیا گیا جو ان کے علاوہ کسی اور نبی کے لیے ذخیرہ نہیں کیا گیا تھا۔"

۱۳ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں کہتا ہوں کہ صحیح موقف یہ ہے کہ اس خصوصیت میں مشارکت ہے۔ جیسے کہ قرآن پاک کی سورۃ النمل میں ہے۔

۱۴ آپ کے معجزات تا روز حشر رواں ہیں۔ یہ معجزہ قرآن پاک ہے جبکہ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ختم ہو گئے۔ ابن عبد السلام نے اسے شمار کیا ہے۔

۱۵ آپ کے معجزات سارے انبیائے کرام علیہم السلام سے زیادہ ہیں۔ ایک قول کے مطابق ان کی تعداد ایک ہزار ہے یہ امام بیہقی کا قول ہے۔ ایک روایت کے مطابق یہ تعداد بارہ سو ہے۔ یہ امام نووی نے لکھا ہے۔ ایک قول کے مطابق قرآن پاک کے علاوہ ان کی تعداد تین ہزار ہے۔ اسے بیہقی نے ذکر کیا ہے۔ احناف میں سے امام زاہری نے اسے ذکر کیا ہے، مگر انہوں نے قرآن پاک کے علاوہ لکھا ہے۔ قرآن پاک میں تقریباً ستر ہزار معجزات ہیں۔ میرا گمان ہے کہ شیخ کی کتاب اس کتاب کی اصل ہے لیکن اسی پر اکتفاء نہیں ہو سکتا۔ یہ تفصیل معجزات کی ابتداء میں گزر چکی ہے۔

۱۶ آپ کے معجزات میں ایک اور معنی بھی پایا جاتا ہے وہ یہ کہ آپ کے علاوہ دیگر معجزات میں ایسی کوئی امر نہیں جو آپ کے اجسام کے ایجاد کی مانند ہو۔ ایسے معجزات ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خاص ہیں۔ یہ حلیمی کا قول ہے۔ میں کہتا ہوں جیسے کہ کھجوروں کا زیادہ ہو جانا جیسے کہ پہلے معجزات گزر چکے ہیں۔

۱۷ آپ کے اتنے معجزات اور اتنے فضائل ہیں جو کسی اور کے نہیں ہیں بلکہ ہر ہر نوع کے ساتھ معجزات مختص ہیں۔ بعض علماء فرماتے ہیں بعض انبیاء علیہم السلام کو افعال میں معجزات عطا کیے گئے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام بعض معجزات صفات کے ساتھ مختص ہیں جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو افعال اور صفات میں معجزات عطا کیے گئے۔

امام بیہقی نے مناقب امام شافعی میں عمرو بن سوار السروجی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے ہر ہر نبی کو جو فضیلت بخشی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ زیادہ عطا فرمائی۔" میں نے عرض کی: "اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو احیائے موتی کا معجزہ عطا کیا۔" حضرت امام شافعی نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اس تنے کا گریہ کرنا اس معجزہ سے بڑا معجزہ ہے جس کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے یہ تفصیلات پہلے گزر چکی ہیں۔

۱۸ قمر کا شق ہو جانا۔

۱۹ پتھر کا سلام کرنا۔

- تنے کا گریہ کناں ہونا۔
- مبارک انگلیوں سے پانی رواں ہونا یہ معجزہ کسی اور نبی سے ظہور پذیر نہیں ہوا۔ اس کا تذکرہ سلطان العلماء ابن عبد السلام نے کیا ہے۔
- شجر کا کلام کرنا۔
- درختوں کا آپ کی نبوت کی گواہی دینا۔
- آپ کی صدا پر لبیک کہنا۔
- مردوں کا زندہ کرنا اور ان کا ہم کلام ہونا۔
- بچوں اور شیر خواروں کا کلام کرنا۔
- آپ کی نبوت کی گواہی دینا۔ اس کا تذکرہ دماسی نے کیا ہے۔
- آپ خاتم النبیین ہیں۔ آپ کی بعثت سب سے آخر میں ہوئی۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ (الاحزاب: ۴۰)

ترجمہ: نہیں ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) (فداہ روحی) کسی کے باپ تمہارے مردوں میں سے بلکہ وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔

شیخان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری اور انبیاء کرام کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے ایک گھر بنایا اسے عمدہ اور مکمل بنایا، مگر گھر کے کونوں میں سے ایک کونے میں ایک اینٹ چھوڑ دی لوگ اس گھر کے ارد گرد چکر لگانے لگے۔ وہ اس پر تعجب کرنے لگے وہ پوچھنے لگے اس جگہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی میں وہی اینٹ ہوں میں آخری نبی ہوں۔ اس باب میں احادیث مشہور ہیں۔

یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانہ میں نازل ہوں گے۔ وہ پہلے نبی تھے رب تعالیٰ نے اس حکمت کی وجہ سے انہیں اٹھا لیا تھا جس کا تقاضا ارادہ الٰہیہ نے کیا تھا۔ جب وہ اتریں گے وہ مستقل شریعت لے کر نہیں آئیں گے جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کو منسوخ کر دے، بلکہ وہ ہماری شریعت کے مطابق فیصلہ کریں گے شیخ نے اس موضوع پر کم بہت عمدہ تصنیف رقم کی ہے۔

- آپ کی شریعت مطہرہ ابدی ہے وہ منسوخ نہ ہوگی۔
- آپ سابقہ تمام شریعتوں کے ناسخ ہیں رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ (المائدہ: ۴۸)

ترجمہ: اور (اے حبیب!) اتاری ہم نے آپ کی طرف یہ کتاب (قرآن) سچائی کے ساتھ تصدیق کرنے والی ہے جو اس سے پہلے۔

بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ (التوبہ: ۳۳)

ترجمہ: ہدایت اور دین حق دے کر تا کہ غالب کر دے اس کو تمام دینوں پر۔

١١ اگر انبیاء کرام علیہم السلام آپ کے زمانہ میں ہوتے تو ان پر آپ کی اتباع کرنا لازم ہوتا۔ جیسے کہ ابونعیم نے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر آج موسیٰ بھی زندہ ہوتے تو ان کے لیے میری اتباع کرنے کے علاوہ اور کوئی چارۂ کار نہ ہوتا۔

١٢ آپ کی کتاب میں ناسخ و منسوخ آیات ہیں۔ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَاۤ اَوْ مِثْلِهَا (البقرۃ: ۱۰۶)

ترجمہ: جو آیت ہم منسوخ کر دیتے ہیں یا فراموش کرا دیتے ہیں تو لاتے ہیں (دوسری) بہتر اس سے کم از کم اس جیسی۔

دیگر کتب میں اس طرح نہیں تھا۔ اس لیے یہودی نسخ کا انکار کرتے تھے۔ اس میں راز یہ ہے کہ دیگر ساری الہامی کتب ایک دفعہ ہی نازل ہوئی تھیں لہٰذا ان میں ناسخ و منسوخ کا تصور بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ ناسخ کے لیے شرط ہے کہ وہ انزال میں منسوخ سے متاخر ہو۔

١٣ آپ کی دعوت تمام لوگوں کو عام ہے رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَاۤفَّةً لِّلنَّاسِ (سباء: ۲۸)

ترجمہ: اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام انسانوں کی طرف۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۙ﴿۱﴾ (الفرقان: ۱)

ترجمہ: بڑی خیر و برکت والا ہے وہ جس نے اتارا ہے الفرقان اپنے (محبوب) بندے پر تا کہ وہ بن جائے سارے جہاں والوں کو (غضب الٰہی سے) ڈرانے والا۔

شیخان نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر نبی کو صرف اس کی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا۔ مجھے سارے لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہے۔ امام ابوالوفاء بن عقیل حنبلی نے لکھا ہے کہ ان لوگوں میں جنات بھی داخل ہیں۔ ائمہ لغت نے یہی تصریح کی ہے۔ ابویعلی، الطبرانی اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اہل آسمان اور انبیائے کرام پر فضیلت دی ہے۔ ان سے عرض کی گئی: اہل آسمان پر آپ کی فضیلت کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: رب تعالیٰ نے اہل آسمان سے فرمایا:

وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْۤ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ (الانبیاء: ۲۹)

ترجمہ: اور جو ان میں سے یہ کہے کہ میں خدا ہوں اللہ تعالیٰ کے سوا تو اسے ہم سزا دیں گے جہنم کی۔

اس نے حضور اکرم ﷺ سے فرمایا:

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۝ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ (الفتح: ۱)

ترجمہ: یقیناً ہم نے آپ کو شاندار فتح عطا فرمائی ہے تا کہ دور فرما دے آپ کے لیے اللہ تعالیٰ جو الزام آپ پر (ہجرت سے) پہلے لگائے گئے اور جو (ہجرت کے) بعد لگائے گئے۔

اس نے آپ کے لیے برأت لکھ دی۔ لوگوں نے عرض کی: "انبیاء کرام علیہم السلام پر آپ کی فضیلت کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: رب تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ؕ (ابراھیم: ۴)

ترجمہ: اور ہم نے نہیں بھیجا کسی رسول کو مگر اس قوم کی زبان کے ساتھ تا کہ وہ کھول کر بیان کرے ان کے لیے (احکام الٰہی کو)

اس نے آپ سے فرمایا:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ (سباء: ۲۸)

ترجمہ: اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام انسانوں کی طرف۔

آپ کو جن وانس کی طرف بھیجا۔ امام بخاری نے تاریخ میں، بزار، بیہقی اور ابونعیم نے ان سے ہی روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کو خاص قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا مجھے جن وانس کی طرف بھیجا گیا۔ اگر کہا جائے کہ حضرت نوح علیہ السلام کو طوفان کے بعد ساری زمین کے لیے مبعوث کیا گیا تھا کیونکہ صرف اہل ایمان ہی آپ کے ساتھ بچ گئے تھے۔ ان کو انہی کی طرف بھیجا گیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی رسالت کی یہ عمومیت اصل بعثت کے اعتبار سے نہ تھی بلکہ اس حادثہ کی وجہ سے یوں ہوگئی جو رونما ہوا تھا۔ یہ اس موجود مخلوق پر محدود تھی جو سارے لوگوں کی ہلاکت کے بعد باقی رہ گئی تھی۔

ابن جوزی نے لکھا ہے کہ سابقہ زمانہ میں اگر کسی نبی کو ایک قوم کی طرف بھیجا جاتا تو دوسرے نبی کو دوسری قوم کی طرف بھیجا جاتا سابقہ زمانہ میں بیک وقت کئی کئی نبی تھے جبکہ حضور ختم المرسلین ﷺ کی رسالت اصل بعثت کے اعتبار سے عام ہے یہ آپ کی خصوصیت ہے۔ بعض علماء نے حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں یہ مؤقف اپنایا ہے جیسے کہ شفاعت کی حدیث میں صراحت ہے۔ وہ اہل زمین کی طرف پہلے رسول تھے۔ اس سے رسالت کی ابتداء سے بعثت کی عمومیت مراد نہیں ہے اگر یہ مراد مقدر کر بھی لی جائے تو یہ ان آیات کی وجہ سے تخصیص ہو جائے گی جن میں رب تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف بھیجا گیا۔ اس نے یہ ذکر نہ فرمایا کہ انہیں ان کی قوم کے علاوہ دیگر لوگوں کے لیے بھیجا گیا تھا۔ بعض علماء نے ان کی بعثت کی عمومیت کے لیے استدلال ان کی اس بددعا سے بھی کیا ہے جو انہوں نے ساری زمین کے باسیوں کے لیے کی تھی سارے غرق ہو گئے سوائے کشتی والوں کے۔ اگر انہیں ان کی طرف بھیجا ہی نہیں گیا تھا تو پھر انہیں ہلاک کیوں کیا گیا کیونکہ رب

تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾ (الاسرا: ۱۵)

ترجمہ: اور ہم عذاب نازل نہیں کرتے جب تک ہم نہ بھیجیں کسی رسول کو۔

یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ وہ اول الرسل ہیں۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ ممکن ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی بعثت کے دوران کسی اور نبی کو مبعوث کیا گیا ہو حضرت نوح علیہ السلام جان گئے ہوں کہ وہ بھی ایمان نہ لائے ہوں۔ انہوں نے اپنی قوم کے اور دوسرے نبی کی قوم کے ان لوگوں کے لیے بددعا کی جو ایمان نہ لائے ہوں۔ ان کی یہ بددعا قبول ہوگئی۔ الحافظ نے لکھا ہے کہ یہ ایک اچھا جواب ہے لیکن یہ امر نقل نہیں کیا گیا کہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں کسی اور نبی کو مبعوث کیا گیا تھا۔ ایک احتمال یہ بھی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے خصوصیت کا معنی یہ ہو کہ آپ کی شریعت بیضاء روز حشر تک باقی رہے گی جبکہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں کوئی اور نبی مبعوث ہو جاتا یا ان کے بعد مبعوث ہوتا تو وہ ان کی کچھ شریعت کو منسوخ کر دیتا۔ ایک احتمال یہ بھی ہے کہ انہوں نے اپنی قوم کو توحید کی طرف بلایا ہو۔ یہ دعوت دیگر لوگوں تک پہنچی ہو انہوں نے شرک پر ہی سرکشی کی ہو تو وہ عذاب کے مستحق بن گئے ہوں۔ ابن عطیہ نے سورۂ ہود کی تفسیر میں اسی طرف رجحان رکھا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ یہ ممکن نہیں کہ اتنی طویل مدت میں ان کی دعوت قریب و بعید تک نہ پہنچی۔ ابن دقیق نے یہ توجیہہ کی ہے کہ روا ہے کہ توحید الٰہی بعض انبیاء کے حق میں ہو اگرچہ اس کی شریعت کی فروع کا التزام عام نہ ہو کیونکہ بعض انبیاء نے دوسری قوم سے شرک کی وجہ سے قتال کیا اگر توحید ان کے لیے لازم نہ ہوتی تو وہ ان کے ساتھ قتال نہ کرتے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی بعثت کے وقت روئے زمین پر صرف ان کی قوم ہی ہو انہیں ان کی طرف ہی مبعوث کیا گیا ہو۔ یہ صورت میں عام ہو کیونکہ اس وقت اور کوئی قوم موجود نہ تھی اگر اتفاق سے کسی اور قوم کا وجود ہوتا تو وہ اس کی طرف مبعوث نہ ہوتے۔ علامہ عینی نے لکھا ہے اس میں اعتراض کی گنجائش ہے کہ ان کی بعثت ان کی قوم کے لیے ہی عام ہو کیونکہ اس وقت صرف وہی موجود تھے۔ میرے پاس ایک اور جواب بھی ہے وہ اچھا جواب ہے۔ ان شاء اللہ وہ یہ ہے کہ طوفان صرف ان کی قوم کے لیے ہی بھیجا گیا تھا جس میں وہ تھے عام نہ تھا لیکن یہ مؤقف اس شخص کا ہے جسے طوفان کے بارے خبر نہ ہو وہ ساری روئے زمین کو محیط تھا صرف وہی بچ نکلے تھے جو کشتی میں تھے۔

۱۰ آپ کے پیروکار سارے انبیاء کے تابعین سے زیادہ ہوں گے۔ امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے پیروکار سارے لوگوں سے زیادہ ہوں گے۔ ان سے ہی روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جتنی تصدیق میری ہوئی اتنی تصدیق کسی اور نبی کی نہ ہوئی بعض انبیاء کی تصدیق صرف ایک شخص نے کی۔ بزار نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: روز حشر میرے ہمراہ میری امت سیلاب اور رات کی مانند ہوگی۔ وہ لوگوں کو روند ڈالے گی۔ ملائکہ کہیں گے جتنے پیروکار محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ آئے ہیں اتنے پیروکار کسی اور نبی کے ساتھ نہیں آئے۔

۱۸ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر تا قیام قیامت آپ سارے لوگوں کے رسول ہیں۔ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام آپ کے نائب تھے۔ وہ آپ کی شریعتوں کے ساتھ ہی مبعوث ہوئے۔ آپ نبی الانبیاء ہیں یہ امام سبکی اور بارزی کا موقف ہے۔ یہ تفصیل گزر چکی ہے۔

۱۹ اس امر پر اجماع ہے کہ آپ کو جنات اور ملائکہ کی طرف مبعوث کیا گیا تھا۔ ملائکہ کے لیے بعثت دو قولوں میں سے ایک قول ہے سبکی اور بارزی نے اسے ہی ترجیح دی ہے۔ ابن حزم اور شیخ نے بھی اسی موقف کو درست کہا ہے۔ ارشاد ہے:

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۝۱ (الفرقان: ۱)

ترجمہ: بڑی (خیرو) برکت والا ہے وہ جس نے اتارا ہے الفرقان اپنے (محبوب) بندہ پر تاکہ وہ بن جائے سارے جہان والوں کو (غضب الٰہی سے) ڈرانے والا۔

عالمون ملائکہ کو اسی طرح شامل ہے جیسے یہ جن وانس کو شامل ہے۔ مفسرین کا اجماع ہے کہ الحمد للہ رب العالمین۔ ان تینوں گروہوں کو شامل ہے اسی طرح یہاں بھی ہے اصل یہ ہے کہ لفظ کو اس کی عمومیت پر باقی رکھا جائے حتیٰ کہ کوئی دلیل اس سے کسی چیز کے اخراج پر قائم ہو جائے۔ یہاں ملائکہ کے اخراج پر کوئی دلیل نہیں ہے نہ ہی قرآن وحدیث میں اس کا تذکرہ ہے اس شخص سے مباحثہ کیا گیا ہے جس نے کہا ہے کہ اس بات پر اجماع ہے کہ آپ ملائکہ کی طرف مبعوث نہیں کیے گئے۔ ملائکہ کو چھوڑ کر جن وانس کے ساتھ تخصیص کہاں سے آ گئی۔ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝۱۰۷ (انبیاء: ۱۰۷)

ترجمہ: نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر سراپا رحمت بنا کر سارے جہانوں کے لیے۔

یہ ملائکہ کو شامل ہے۔ اسی طرح رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ۝۲۶ (الانبیاء: ۲۶)

ترجمہ: وہ کہتے ہیں کہ بنا لیا ہے رحمٰن نے (اپنے لیے) بیٹا سبحان اللہ (یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔) بلکہ وہ تو اس کے معزز بندے ہیں۔

یعنی فرشتے۔ اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ۝۲۷ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ۝۲۸ وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْۤ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ۝۲۹ (الانبیاء: ۲۷ تا ۲۹)

ترجمہ: نہیں سبقت کرتے اس سے بات کرنے میں اور وہ اسی کے حکم پر کاربند ہیں۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے گزر چکا ہے اور وہ شفاعت نہیں کریں گے مگر اس کے لیے جسے وہ

پسند فرمائے اور وہ (اس کی بے نیازی کے باعث) اس کے خوف سے ڈر رہے ہیں اور جو ان میں سے
یہ کہے کہ میں خدا ہوں اللہ تعالیٰ کے سوا تو اسے ہم سزا دیں گے جہنم کی۔

اسی طرح ابن ابی حاتم نے رب تعالیٰ کے اس فرمان:

و من يقل منهم۔

ترجمہ: اور جو ان میں سے یہ کہے۔

میں روایت کیا ہے یعنی فرشتے۔ ابن منذر وغیرہ نے حضرت ابن جریج سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت طیبہ:

وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ۭ (الانعام: ۱۹)

ترجمہ: اور وحی کیا گیا ہے میری طرف یہ قرآن تا کہ میں ڈراؤں تمہیں اس کے ساتھ اور اسے جس تک یہ پہنچے۔

اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ زبان مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء سے فرشتوں کو ڈرایا جائے۔ شیخ نے لکھا ہے میں ابھی تک انذار سے واقف نہیں ہوا کہ قرآن پاک میں اس آیت کے علاوہ کسی اور آیت میں فرشتوں کے لیے انذار کا تذکرہ ہو۔ اس کی حکمت بڑی واضح ہے کیونکہ اکثر خطائیں پیٹ اور شرم گاہ کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ خلقت کے اعتبار سے ان کے لیے یہ امور ممتنع ہیں، لہٰذا وہ اس انذار سے مستغنی ہیں۔ جب ابلیس سے خطا ہو گئی بعض کا مؤقف ہے کہ یہ ان میں سے تھا جیسے کہ امام نووی۔ یا ان میں اس معصیت کی نظیر ہو سکتی ہو تو انہیں اس سے ڈرایا گیا ہو۔ شیخ نے اس مسئلہ پر علیحدہ تالیف رقم کی ہے جس کا نام تزئین الارائك فی ارسال النبی الی الملائك۔ اس میں انہوں نے دلائل ذکر کیے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو ملائکہ میں سے ایسے امور عطا کیے جو سابقہ انبیاء کرام میں سے کسی کو بھی عطا نہ کیے تھے۔ شیخ جلال الدین المحلی نے شرح جمع الجوامع میں اور امام رازی نے تفسیر میں اور نسفی نے لکھا ہے۔ (آیت الفرقان) سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ آپ ملائکہ کی طرف مبعوث نہ تھے۔ امام رازی نے لکھا ہے: یہ آیت کئی احکام پر دلالت کرتی ہے۔ (۱) رب تعالیٰ کے علاوہ ہر چیز عالم کو شامل ہے یہ سارے مکلفین جن و انس اور ملائکہ کو شامل ہے لیکن اجمعنا کا لفظ اجماع امت پر صراحتاً دلالت نہیں کرتا کیونکہ ایسی عبارت دو مناظرہ کرنے والے فریقین کے لیے استعمال ہوتے ہیں بلکہ اس کی اگر صراحت کر دی گئی تو روک دیا جائے گا۔ امام بکی سے پوچھا گیا کہ کیا آپ جنات کی طرف مبعوث تھے تو انہوں نے جواب دیا کہ بہت سی آیات اس پر دلالت کرتی ہیں جیسے کہ آیت طیبہ ہے۔

لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَا ۝ (الفرقان: ۱)

ترجمہ: تا کہ وہ بن جائے سارے جہاں والوں کو ڈرانے والا۔

اس کی تفسیر میں سارے مفسرین نے لکھا ہے کہ اس سے مراد جن و انس ہیں بعض نے ملائکہ بھی شامل کیے ہیں۔ مختصر یہ کہ تفسیر رازی اور نسفی میں اجماع کی حکایت پر اعتماد ایسا امر ہے جس کی دلیل علماء نقل کی مخالفت کی پوری ذمہ داری نہیں

اٹھاتی کیونکہ ائمہ کے کلام اور حفاظ امت سے اجماع نقل کرنا جیسے ابن منذر اور ابن عبد البر وغیرہما سے اجماع نقل کرنا اسی طرح ہے جیسے اصحاب مذاہب المتبوعہ سے اجماع نقل کرنا جس کے حفظ و اتقان اور اطلاع کا دائرہ بڑا وسیع ہے۔

◆ ۹ آپ کو حیوانات، جمادات، پتھروں اور درختوں کی طرف مبعوث کیا گیا۔ یہ بارزی کا قول ہے انہوں نے دلیل یہ دی ہے کہ درختوں اور پتھروں نے آپ کی رسالت کی گواہی دی۔

◆ ۱۰ آپ کو رحمۃ اللعالمین بنا کر بھیجا گیا، حتیٰ کہ آپ کفار کے لیے بھی رحمت ہیں ان کے عذاب میں تاخیر ہو گئی اور انہیں جلد سزا نہ دی گئی جیسے سابقہ تکذیب کرنے والی امم کو جلد عذاب دے دیا گیا۔ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ (انبیاء: ۱۰۷)

ترجمہ: نہیں بھیجا ہم نے بنا کر مگر سراپا رحمت سارے جہانوں کے لیے۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ؕ (الانفال: ۳۳)

ترجمہ: اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ کہ عذاب دے انہیں حالانکہ آپ تشریف فرما ہیں ان میں۔

امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کی گئی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ مشرکین کے لیے بد دعا کیوں نہیں کرتے؟ آپ نے فرمایا: مجھے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے مجھے عذاب بنا کر مبعوث نہیں کیا گیا۔ ابن جریر اور الطبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جو آپ پر ایمان لایا اس کے لیے دنیا اور آخرت کی رحمت مکمل ہو گئی۔ جو آپ پر ایمان نہ لایا تو اسے دنیا میں جلد ملنے والے عذاب، خسف، مسخ اور قذف سے پناہ مل گئی۔ ابو نعیم نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رب تعالیٰ نے مجھے عالمین کے لیے رحمت اور متقین کے لیے ہدایت بنا کر بھیجا ہے۔

امام علامہ ابو ثناء محمود جمال الدین محمد بن جملہ رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الصلوٰۃ علی النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں رقم کیا ہے آپ کا ساری دنیا کے لیے رحمت ہونا واضح ہے۔ آپ ملائکہ کے لیے بھی رحمت ہیں۔ آپ کئی اعتبار سے ان کے لیے رحمت ہیں۔

۱۔ ان کا آپ پر درود پاک پڑھنا ان کے لیے رحمت ہے کیونکہ صحیح مسلم میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے مجھ پر ایک بار درود شریف پڑھا رب تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجے گا۔ اس سے زیادہ نفع بخش فائدہ اور کیا ہو سکتا ہے؟

۲۔ قاضی عیاض نے شفاء میں لکھا ہے کہ روایت ہے کہ حضور سراپا جود و رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرائیل سے فرمایا: کیا میری رحمت میں سے تمہیں بھی کوئی حصہ ملا ہے؟ انہوں نے عرض کی: ہاں! میں اپنے انجام سے ڈرتا تھا۔ جب رب تعالیٰ نے یہ آیت طیبہ نازل کی تو مجھے امن نصیب ہو گیا۔

ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ﴿۲۰﴾ (التکویر: ۲۰۔ ۲۱)

ترجمہ: جو قوت والا ہے۔ مالک عرش کے ہاں عزت والا ہے۔ (جبکہ فرشتوں کا) سردار وہاں کا امین ہے۔

۳۔ روز حشر آپ مقام محمود پر فائز ہوں گے جس میں اول و آخر آپ کی تعریف کریں گے۔ ملائکہ، انبیاء اور ان کے پیروکار آپ کی تعریف کریں گے۔ امام مسلم نے روایت کیا ہے میں نے تیسری دعا کو اس دن کے لیے متاخر کیا ہے جس روز ساری مخلوق حتیٰ کہ حضرت خلیل اللہ ابراہیم علیہ السلام بھی میری طرف رغبت کریں گے، پھر انہوں نے اپنے چچا قاضی القضاۃ ابو العباس احمد سے روایت کیا ہے کہ آپ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو اس لیے مختص کیا کیونکہ ہمارے نبی کریم ﷺ کو ان کی اتباع کرنے کا حکم دیا گیا اس روز وہ بھی آپ کی طرف رغبت رکھیں گے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾ (الاحزاب: ۵۶)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی مکرم پر اے ایمان والو! تم بھی آپ پر درود بھیجا کرو اور (بڑے ادب و محبت سے) سلام عرض کیا کرو۔

اس نے "الملائکۃ" نے فرمایا کیونکہ وہ محبوب کریم ﷺ کی ذاتِ والا پر درود پاک پڑھنے کی وجہ سے عظیم شان کے حامل بن گئے ہیں پھر ان پر رحمت کرتے ہوئے خبر کو مؤخر کیا خبر میں انہیں اپنے ساتھ جمع کر لیا۔ یہ بھی احتمال تھا کہ وہ اس طرح فرماتا:

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ (آل عمران: ۱۸)

ترجمہ: شہادت اللہ تعالیٰ نے (اس بات کی کہ) بے شک نہیں کوئی خدا سوائے اس کے اور (یہی گواہی دی) فرشتوں نے اور اہل علم نے۔

رب تعالیٰ نے جو شہادت دی اس کا ذکر کیا پھر ملائکہ اور اولو العلم کی شہادت اس پر عطف کر دیا لیکن اوپر والی آیت طیبہ میں اس طرح نہیں اس عظیم تعظیم و تکریم کو دیکھو جو رب تعالیٰ نے انہیں محبوب کریم ﷺ پر درود پاک پڑھنے کی وجہ سے عطا کی تھی۔

۱۸ رب تعالیٰ نے آپ کی حیات طیبہ کی قسم اٹھائی۔ فرمایا:

لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۷۲﴾ (الحجر: ۷۲)

ترجمہ: (اے محبوب) آپ کی زندگی کی قسم یہ (اپنی طاقت کے نشہ میں) مست ہیں (اور) بھٹکے پھر رہے ہیں۔

ابو یعلیٰ، ابن مردویہ، بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: رب تعالیٰ نے کسی نفس کو تخلیق اور پیدا نہیں کیا جو اس کی درگاہ صمدیت میں محمد عربی ﷺ سے زیادہ معزز ہو اس نے سوائے آپ کی حیات

طیبہ سے کسی اور کی زندگی کی قسم نہیں اٹھائی فرمایا:

لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿٧٢﴾ (الحجر: ٧٢)

ترجمہ: ایضاً

ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رب تعالیٰ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ کے علاوہ کسی کی زندگی کی قسم نہیں اٹھائی۔ فرمایا:

لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿٧٢﴾ (الحجر: ٧٢)

ترجمہ: ایضاً

◆ ٩٠ رب تعالیٰ نے آپ کی رسالت پر قسم اٹھائی۔ فرمایا:

اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٣﴾ (یس: ١ تا ٣)

ترجمہ: اے سید (عرب وعجم) قسم ہے قرآن حکیم کی، بے شک آپ رسولوں میں سے ہیں۔

◆ ٩١ آپ کے دشمنوں کا رد اس نے خود فرمایا جبکہ سابقہ انبیائے کرام اپنا جواب خود دیتے تھے۔ اپنے دشمن کا رد خود کرتے تھے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا:

يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ (اعراف: ٦١)

ترجمہ: اے میری قوم! نہیں ہے مجھ میں ذرا گمراہی۔

حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا:

يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ (الاعراف: ٦٧)

ترجمہ: اے میری قوم! نہیں مجھ میں ذرا نادانی۔

لیکن دشمن جن عیوب کو آپ کی طرف منسوب کرتے تھے رب تعالیٰ خود ان سے برأت کا اظہار فرماتا تھا خود انہیں جواب ارشاد فرماتا تھا۔ مشرکین مکہ نے کہا: یہ مجنون ہے۔ رب تعالیٰ نے جواب دیا:

مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ﴿٢﴾ (القلم: ٢)

ترجمہ: اور آپ اللہ کی نعمت سے مجنون نہیں۔

مشرکین مکہ نے کہا: ''یہ شاعر ہیں۔'' رب تعالیٰ نے خود ارشاد فرمایا:

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ (یس: ٦٩)

ترجمہ: اور نہیں سکھایا ہم نے اپنے نبی کو شعر اور نہ یہ ان کے شایان شان ہے۔

رب تعالیٰ نے اشعار کے سارے اوزان کی آپ سے نفی فرما دی۔ انہوں نے کہا:

یہ قرآن پاک خود گھڑتے ہیں۔" رب تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (یونس: ۳۷)

ترجمہ: اور نہیں ہے کہ یہ قرآن کہ گھڑ لیا گیا ہو اللہ تعالیٰ (کی وحی آئے بغیر۔)

جب مشرکین نے الزام لگایا کہ انہیں کوئی بشر سکھاتا ہے تو رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۰۳﴾ (النحل: ۱۰۳)

ترجمہ: حالانکہ اس شخص کی زبان جس کی طرف یہ تعلیم قرآن کو نسبت کرتے ہیں عجمی ہے اور یہ قرآن فصیح و بلیغ عربی زبان میں ہے۔

جب عاص بن وائل نے آپ کو ابتر کہا تو رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ﴿۳﴾ (الکوثر: ۳)

ترجمہ: یقیناً آپ کا جو دشمن ہے وہی بے نام (ونشان) ہو گا۔

۵۲ رب تعالیٰ نے آپ کو سارے انبیائے کرام سے زیادہ لطیف انداز میں مخاطب فرمایا۔ رب تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام سے فرمایا:

وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (ص: ۲۶)

ترجمہ: اور نہ پیروی کیا کروں ہوائے نفس کی وہ بہکا دے گا تمہیں راہ خدا سے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے فرمایا:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ﴿۳﴾ (النجم: ۳)

ترجمہ: اور بولتا ہی نہیں اپنی خواہش سے۔

قسم اٹھا کر آپ کی اس سے پاکیزگی بیان کر دی۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے لیے فرمایا:

فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ (الشعراء: ۲۱)

ترجمہ: تو میں بھاگ گیا تھا تمہارے ہاں سے جبکہ میں تم سے ڈرا۔

اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے فرمایا:

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (الانفال: ۳۰)

ترجمہ: اور یاد کرو جب خفیہ تدبیریں کر رہے تھے آپ کے بارے میں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا تھا۔

آپ کی ہجرت اور خروج کو عمدہ عبارت کے ساتھ تعبیر فرمایا۔ فرار کا تذکرہ نہ کیا۔ اس میں قدر ملامت پائی جاتی تھی۔

۵۳ رب تعالیٰ نے آپ کا اسم گرامی اپنے نام کے ساتھ آٹھ جگہ پر ملایا۔

(۱) اطاعت میں ارشاد ربانی ہے:

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ ۚ (آل عمران: ۳۲)

ترجمہ: اطاعت کرو اللہ کی اور (ان کے) رسول کی۔

اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ (الحدید: ۷)

ترجمہ: ایمان لاؤ اللہ پر اس کے رسول پر۔

دونوں آیات میں اس نے واو جمع مشترکہ کا ذکر کیا لیکن یہ اللہ تعالیٰ کے محبوب کریم ﷺ کے علاوہ کسی اور کے لیے جائز نہیں سنن ابی داود میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی ماشاء اللہ وشاء فلاں نہ کہے بلکہ وہ کہے: ماشاء اللہ ثم شاء فلان۔ واؤ صحیح مؤقف کے مطابق ترتیب کے بغیر جمع کا تقاضا کرتی ہے جبکہ ثم ترتیب مع التراخی کا تقاضا کرتا ہے۔

(۲) محبت میں۔ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ (آل عمران: ۳۱)

ترجمہ: (اے محبوب) آپ فرمائیے (انہیں کہ) اگر تم (واقعی) محبت کرتے ہو اللہ سے تو میری پیروی کرو۔ (تب) محبت فرمانے لگے گا اسے اللہ اور بخش دے گا تمہارے لیے تمہارے گناہ۔

رب تعالیٰ نے اپنی محبت کی علامت اطاعتِ مصطفیٰ ﷺ کو قرار دیا۔ حکم اور نہی میں آپ کی پیروی کو اپنی محبت کی علامت قرار دیا پھر فرمایا کہ وہ رب تعالیٰ بھی ان سے محبت کرنے لگے گا اور ان کے گناہوں کو معاف کر دے گا۔

۳۔ معصیت میں، فرمایا:

مَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ (النساء: ۱۴)

ترجمہ: اور جو نافرمانی کرے گا اللہ کی اور اس کے رسول کی۔

۴۔ عزت میں۔ فرمایا:

وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ (المنافقون: ۸)

ترجمہ: ساری عزت تو اس اللہ کے لیے اس کے رسول کے لیے۔

۵۔ ولایت میں:

اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا (المائدۃ: ۵۵)

ترجمہ: تمہارے مددگار تو صرف اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول (پاک) ہے اور ایمان والے ہیں۔

الولایۃ جب الولاء کے معنی میں ہو تو اس پر فتحہ اور کسرہ دونوں جائز ہیں جبکہ الولایۃ کا معنی الامارۃ ہے۔

۶۔ اجابت میں فرمایا:

اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ (انفال: ۲۴)

ترجمہ: لبیک کہو اللہ اور (اس کے) رسول کی پکار پر۔

۷۔ نام رکھنے میں۔ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اللَّهَ بِكُمْ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ⑨ (الحدید: ۹)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ بڑی شفقت فرمانے والا ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرمایا:

حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ⑱ (التوبۃ: ۱۲۸)

ترجمہ: خواہشمند ہے تمہاری بھلائی کا مؤمنوں کے ساتھ بڑی مہربانی فرمانے والا۔

یہ آپ کے اسماء گرامی کے باب کا یہ تتمہ ہے۔

۸۔ رضا میں۔ فرمایا:

وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَن يُرْضُوهُ (التوبۃ: ۶۲)

ترجمہ: حالانکہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ مستحق ہے کہ اسے راضی کریں۔

لفظ اللہ ابتداء ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے رسولہ کا اس پر عطف ہے۔ احق ان یرضواہ اس کی خبر ہے اگر کہا جائے کہ ان یرضوھما ذکر کیوں نہ کیا گیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا اللہ تعالیٰ کی رضا ہے لہٰذا تثنیہ کو ترک کر دیا گیا کیونکہ یہ اتحاد کے ساتھ اس پر دلالت کرتا ہے۔

◆ ۹۴ رب تعالیٰ نے آپ کے شہر کی قسم اٹھائی فرمایا:

لَا أُقْسِمُ بِهَٰذَا الْبَلَدِ ① وَأَنتَ حِلٌّ بِهَٰذَا الْبَلَدِ ② (البلد: ۱،۲)

ترجمہ: پس قسم کھاتا ہوں اس شہر (مکہ) کی، دراں حالانکہ آپ بس رہے ہیں اس شہر میں۔

◆ ۹۵ رب تعالیٰ نے آپ کے عہد ہمایوں کی قسم اٹھائی فرمایا:

وَالْعَصْرِ ① إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ ② (العصر: ۱،۲)

ترجمہ: قسم ہے زمانہ کی۔ یقیناً ہر انسان خسارہ میں ہے۔

امام رازی اور امام بیضاوی نے فرمایا: اس جگہ عصر سے مراد آپ کا عہد ہمایوں ہے۔ یہ میرا اضافہ ہے۔

۹۶۔ رب تعالیٰ نے عالم پر آپ کی اطاعت اور پیروی کو فرض قرار دیا۔ اس میں کوئی شرط اور استثناء نہیں فرمایا:

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا (الحشر: ۷)

ترجمہ: رسول کریم جو تمہیں عطا فرمائیں لے لو، جس سے تمہیں روکیں تو رک جاؤ۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ (النساء: ۸۰)

ترجمہ: جس نے اطاعت کی رسول کی یقیناً اس نے اطاعت کی اللہ کی۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ (الاحزاب: ۲۱)

ترجمہ: بے شک تمہاری رہنمائی کے لیے اللہ کے رسول (کی زندگی) میں بہترین نمونہ ہے۔

لیکن اپنے خلیل علیہ السلام کی اتباع میں استثناء کیا۔ فرمایا:

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۫ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ (الممتحنۃ، ۴)

ترجمہ: بے شک تمہارے لیے خوبصورت نمونہ ہے۔ ابراہیم اور ان کے ساتھیوں (کی زندگی) میں جب انہوں نے (برملا) کہہ دیا اپنی قوم سے کہ ہم بیزار ہے تم سے اور ان معبود سے جن کی تم پوجا کرتے ہو اللہ کے ساتھ ہم تمہارا سوائے ابراہیم کے اس قول کے جو انہوں نے اپنے باپ سے کہا تھا کہ میں تیرے لیے مغفرت طلب کروں گا۔

کتاب زندہ میں آپ کے عضو عضو کی توصیف کی۔ چہرۂ انور کے بارے فرمایا:

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ (البقرہ: ۱۴۴)

ترجمہ: ہم دیکھ رہے ہیں بار بار آپ کا منہ کرنا۔

آنکھوں کے بارے فرمایا:

لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ (طٰہٰ: ۱۳۱)

ترجمہ: اور آپ مشتاق نگاہوں سے نہ دیکھئے۔

زبان کے بارے فرمایا:

فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ (الدخان: ۵۸)

ترجمہ: پس ہم نے آسان کر دیا قرآن کو آپ کی زبان میں۔

ہاتھ مبارک اور گردن مبارک کے بارے فرمایا:

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ (الاسراء: ۲۹)

ترجمہ: اور نہ بنالو اپنے ہاتھ کو بندھا ہوا اپنی گردن کے ارد گرد۔

سینہ انور اور کمر مبارک کے بارے فرمایا:

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝ الَّذِیْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝ (الشرح:۱تا۳)

ترجمہ: کیا ہم نے آپ کی خاطر آپ کا سینہ کشادہ نہیں کر دیا؟ اور ہم نے آپ سے اتار دیا آپ سے آپ کا بوجھ، جس نے بوجھل کر دیا تھا آپ کی پیٹھ کو۔

قلب انور کے بارے میں فرمایا:

نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ (البقرہ: ۹۷)

ترجمہ: اس نے اتارا قرآن آپ کے دل پر۔

خلق کے بارے میں فرمایا:

اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ ۝ (القلم: ۴)

ترجمہ: بے شک آپ عظیم الشان خلق کے مالک ہیں۔

۹۷۔ رب تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو مخاطب کرنے کا انداز خود دکھایا یہ بھی آپ کے شرف وفضل پر دلالت کرتا ہے سابقہ اقوام اپنے انبیاء کرام سے یوں مخاطب ہوتے تھے: رَاعِنَا سَمْعَكَ۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت مرحومہ کو منع فرمادیا کہ وہ اپنے نبی کریم ﷺ کو اس طرح مخاطب کریں۔ ارشاد فرمایا:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ؕ وَلِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ (البقرہ: ۱۰۴)

ترجمہ: اے ایمان والو (میرے حبیب سے کلام کرتے وقت) مت کہا کرو راعنا بلکہ کہو انظرنا اور (ان کی بات پہلے ہی) غور سے سنا کرو اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

۹۸۔ رب تعالیٰ نے قرآن پاک میں آپ کے نام کے ساتھ مخاطب نہ فرمایا بلکہ یا ایھا الرسول اور یا ایھا النبی جیسے معزز القاب سے یاد فرمایا، جبکہ دیگر انبیاء کرام کو ان کے نام لے کر مخاطب کیا فرمایا۔

یٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ (البقرۃ: ۳۵)

ترجمہ: اے آدم رہو تم اور تمہاری بیوی اس جنت میں۔

قَالَ یٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ (ھود: ۴۶)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے نوح! وہ تیرے گھر والوں سے نہیں۔

قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا ۚ (الصافات: ۱۰۵)

ترجمہ: بے شک اے ابراہیم تمہارا خواب سچ ہے۔

يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ (هود: ٨١)

ترجمہ: اے لوط! ہم آپ کے رب کے بھیجے ہوئے ہیں۔

يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ (ص: ٢٦)

ترجمہ: اے داؤد ہم نے مقرر کیا ہے آپ کو اپنا نائب زمین میں۔

يٰمُوْسٰۤى اِنِّيْۤ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ (القصص: ٣٠)

ترجمہ: اے موسیٰ بلاشبہ میں ہی ہوں اللہ جو رب العالمین ہے۔

يٰزَكَرِيَّاۤ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ اسْمُهٗ يَحْيٰى (مريم: ٧)

ترجمہ: اے زکریا! ہم مژدہ دیتے ہیں ایک بچے (کی ولادت) کا اس کا نام یحییٰ ہوگا۔

يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ (مريم: ١٢)

ترجمہ: اے یحییٰ پکڑ لو اس کتاب کو مضبوطی سے۔

يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ (المائدة: ١١٠)

ترجمہ: ابن مریم یاد کرو اس نعمت کو جو میں نے تم پر اور تمہاری والدہ (ماجدہ) پر کی۔

اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ (آل عمران: ٦٨)

ترجمہ: بے شک نزدیک تر لوگ ابراہیم (علیہ السلام) سے وہ تھے جنہوں نے ان کی پیروی کی۔

رب تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اپنے خلیل علیہ السلام کا تذکرہ کیا۔ خلیل علیہ السلام کا نام لیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کفایۃً کیا۔ یہ تعظیم اور اجلال کی انتہاء ہے اگر کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں آپ کے نام مبارک کا تذکرہ کیا ہے۔

وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ (الصف: ٦)

ترجمہ: اور مژدہ دینے والا ہوں رسول کا جو تشریف لائے گا میرے بعد اس کا نام (نامی) احمد ہوگا۔

وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ (محمد: ٢)

ترجمہ: اور ایمان لے آؤ جو اتارا گیا (رسول معظم) محمد پر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ (آل عمران: ١٤٤)

ترجمہ: اور نہیں محمد (مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مگر (اللہ کے) رسول۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (الفتح: ٢٩)

ترجمہ: (جان عالم) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ (الاحزاب: ۴۰)

ترجمہ: نہیں ہیں محمد (فداہ روحی) کسی کے باپ تمہارے مردوں میں سے۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ رب تعالیٰ نے آپ کی تعریف کے لیے آپ کے نام نامی کا ذکر کیا کہ وہ آپ کی ہی ذات ہیں جس پر ایمان لانے کے لیے انبیائے کرام سے عہد لیا گیا۔ اگر آپ کا نام نہ لیا جاتا تو دنیا آپ کو پہچان نہ سکتی۔ ندا اجلال اور تعظیم کے لیے ہوتا ہے نام مقام خبر میں لیا جاتا ہے۔ اگر کہا جائے کہ اس نے یا ایھا المزمل یا ایھا المدثر سے پکارا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ لطف اور رفق کے باب میں سے ہے۔

امام علامہ جمال الدین محمود بن محمد بن جملہ نے لکھا ہے کہ اگر کہا جائے کہ اس میں کیا حکمت ہے کہ آپ نے اس روایت میں صراحۃً اپنا نام لیا جس میں آپ نے ایک نابینا کو دعا لکھائی کہ وہ رب تعالیٰ سے التجاء کرے کہ وہ اسے بصارت عطا کر دے آپ نے اسے فرمایا کہ وہ یوں کہے:

اللھم انی اتوجه الیك بنبیك محمد نبی الرحمة یا محمد انی توجهت بك الی ربی فی حاجتی...

پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ کہا جاتا ہے کہ یہ اسی طرح ہے کیونکہ یہ دعا آپ نے اپنی طرف سے سکھائی۔ آپ نے اپنے رب تعالیٰ کے لیے عاجزی کی اور اپنا اسم گرامی صراحت سے لیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ آپ نے اس دعا میں اپنا نام تعظیم کے ساتھ لیا نبی کی صفت رحمت کے ساتھ لگائی۔ مقام کا تقاضا یہی تھا۔ میرے لیے اس جگہ ایک اور عمدہ معنی بھی عیاں ہوا ہے کہ روز حشر جب لوگ پسینے سے شرابور ہوں گے وہ اس ہستی کے متعلق پوچھیں گے جو ان کے لیے رب تعالیٰ کی بارگاہ ناز میں شفاعت کرے۔ وہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام اور ان کے بعد کے انبیاء کرام کی خدمت میں حاضر ہوں گے حتیٰ کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے وہ فرمائیں گے محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔ وہ ایسے بندۂ خاص ہیں جن کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف کر دیے گئے ہیں۔ انہوں نے آپ کا اسم گرامی ذکر کیا جو اس وصف پر دلالت کرتا ہے جس کی وجہ سے ساری خلائق آپ کی تعریف کرے گی۔ گویا کہ آپ اس مقام محمود پر جلوہ افروز ہوں گے جس پر آپ شفاعت کریں گے۔ آپ نے انہیں تعلیم دی کہ وہ اس اسم گرامی کا تذکرہ کریں جو قیامت کے دن آپ کا وصف ہوگا۔ اسی لیے آخر میں فرمایا: اللھم شفعه فی جب وہ دن آئے گا تو آپ اپنے رب تعالیٰ کے لیے سجدہ ریز ہو جائیں گے آپ کا رب تعالیٰ آپ سے فرمائے گا: یا محمد ﷺ اپنا سر اقدس اٹھالیں کہیں۔ آپ کی بات سنی جائے گی۔ اس وقت آپ کا رب تعالیٰ آپ کو آپ کے اسم گرامی سے مخاطب کرے گا یا محمد علیک الصلوٰۃ والسلام بعدد کل ذرہ، جبکہ دنیا میں رب تعالیٰ نے آپ کو یوں پکارا یا ایھا النبی، یا ایھا الرسول۔ ذرا اس عظیم تعظیم کو دیکھو کہ ہر مقام پر آپ کو اسی نام سے یاد کیا جائے گا جو اس منصب کے مناسب ہوگا۔ دنیا میں نبوت و رسالت کے وصف سے یاد کیا۔ آخرت میں جب حقائق ثابت ہو جائیں گے تو آپ کو آپ کے نام نامی سے پکارا جائے گا

کیونکہ اس مقام کے مناسب معنی اس میں پایا جاتا ہے۔ اسی لیے اسماء میں سے اس نام کو مختص کیا گیا۔ رب تعالیٰ اس روز اسی نام سے پکارے گا جو اس دن کے مناسب معنی پر دلالت کرے گا اس کیفیت پر دلالت کرے گا جو اس وصف پر دلالت کرے گا جس کی وجہ سے مخلوق آپ کی تعریف کرے گی۔ اس نام سے پکارنے سے اس امر پر بھی دلالت ہے کہ آپ کی شفاعت کو قبول کیا جائے گا پھر رب تعالیٰ فرمائے گا: کہیں، آپ کی بات کو سنا جائے گا۔ شفاعت کریں۔ آپ کی شفاعت کو قبول کیا جائے گا۔ آپ مانگیں: آپ کو عطا کیا جائے گا۔ یہ تکریم کے بعد تکریم، تعظیم کے بعد تعظیم اور تفخیم کے بعد تفخیم ہے۔

۹۹۔ رب تعالیٰ نے آپ کی امت پر حرام کیا کہ وہ آپ کو آپ کے نام سے پکارے۔ دیگر انبیاء کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ ان کی امتیں ان کے نام لے کر انہیں پکارتی تھیں جیسے قرآن پاک شاہد ہے۔ رب تعالیٰ نے اس امت سے فرمایا:

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ (النور: ۶۳)

ترجمہ: نہ بنالو رسول کے پکارنے کو آپس میں جیسے تم پکارتے ہو ایک دوسرے کو۔

ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: پہلے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کو یوں مخاطب کرتے تھے یا محمد! یا ابوالقاسم! علیک الصلوٰۃ والسلام رب تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کرتے ہوئے انہیں منع کر دیا وہ یا نبی اللہ اور یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ کر آپ کو مخاطب کرنے لگے امام بیہقی نے حضرت علقمہ بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ گویا کہ رب تعالیٰ نے فرمایا: یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہ کہو بلکہ یارسول اللہ! یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہو۔

ابونعیم نے لکھا ہے کہ گویا کہ رب تعالیٰ نے حکم دیا کہ اس کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رعب ہو آپ کی تعظیم اور تکریم کی جائے حضرت حماد بن ثعلبہ نے آپ کو یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہا۔ شاید یہ اس نہی سے پہلے ہو جب انہوں نے دیکھ لیا کہ وہ رسالت کے اسباب اور لوازمات کے لیے آئے ہیں تو انہوں نے آپ کو اس طرح مخاطب نہ کیا۔

۱۰۰۔ آپ کو صرف رسول کہنا مکروہ ہے، بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہا جائے گا کیونکہ صرف رسول کہنے میں وہ تعظیم نہیں جو اضافت میں ہے۔ یہ امام شافعی کا قول ہے۔

۱۰۲۔ پہلے یہ فرض تھا کہ آپ کے ساتھ سرگوشی کرنے سے قبل صدقہ دیا جائے پھر یہ منسوخ ہو گیا۔ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ؕ (المجادلہ: ۱۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تنہائی میں بات کرنا چاہو رسول (مکرم) سے تو سرگوشی سے پہلے صدقہ دیا کرو۔

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ مسلمان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت زیادہ سوالات کرتے تھے۔ وہ آپ کے لیے مشقت کا سبب بنتے تھے۔ رب تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تخفیف کرنے کا ارادہ فرمایا، پھر بہت سے مسلمان سوالات کرنے سے رک گئے پھر یہ آیت طیبہ نازل ہوئی:

ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ؕ (المجادلہ: ۱۳)

ترجمہ: کیا (تم اس حکم سے) ڈرتے ہو؟

پھر رب تعالیٰ نے ان کے لیے وسعت پیدا کر دی۔ ان کے لیے تنگی نہ رکھی۔ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو آپ سے سرگوشی کرتا تھا وہ ایک دینار صدقہ دیتا تھا۔ سب سے پہلے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے یہ سعادت حاصل کی پھر یہ رخصت نازل ہوگئی۔

فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ (المجادلہ: ۱۳)

ترجمہ: پس جب تم ایسا نہیں کر سکے تو اللہ نے تم پر نظر فرمائی۔

۱۰۲۔ رب تعالیٰ نے آپ کو آپ کی امت کے بارے ایسا امر نہ دکھایا جو آپ کو تکلیف دیتا حتیٰ کہ آپ کا وصال ہو گیا جبکہ دیگر انبیاء کرام کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔

۱۰۳۔ آپ حبیب الرحمان ہیں۔

۱۰۴۔ آپ کے لیے محبت اور خلت کو جمع کر دیا گیا۔ امام بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنا نجی بنایا۔ اس نے مجھے اپنا حبیب بنایا پھر فرمایا: مجھے عزت و جلال کی قسم! میں اپنے حبیب کو خلیل اور نجی پر ترجیح دوں گا۔

ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو یعلی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ شب معراج آپ کے رب تعالیٰ نے آپ سے فرمایا: میں نے آپ کو اپنا خلیل بنایا ہے تورات میں محمد حبیب الرحمان (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مرقوم ہے۔

۱۰۵۔ کلام اور دیدار الٰہی کو آپ کے لیے جمع کر دیا گیا۔

۱۰۶۔ رب تعالیٰ نے آپ کے ساتھ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام سے کوہ طور پر شرف ہمکلامی بخشا۔ اسے ابن عبد السلام نے شمار کیا ہے۔

۱۰۷۔ آپ کے لیے دونوں قبلوں کو جمع کر دیا گیا۔

۱۰۸۔ آپ کے لیے دو ہجرتوں اور دو قبلوں کو جمع کر دیا گیا۔ میں کہتا ہوں: آپ نے تو صرف ایک ہجرت مدینہ طیبہ کی طرف کی تھی۔ دوسری ہجرت سے کون سی ہجرت مراد ہے میں نہیں سمجھا۔ اگر اس سے مراد آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ہجرت حبشہ ہے تو اس میں اعتراض کی گنجائش ہے۔

۱۰۹۔ آپ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ آپ ظاہر اور باطن کے مطابق فیصلہ کر سکتے تھے۔ آپ ان میں سے ہر ایک کے مقتضیٰ کے مطابق عمل کر سکتے تھے۔ یہ آپ کی خصوصیت ہے جس کی وجہ سے آپ ساری مخلوق سے منفرد ہیں۔ آپ کی امت کے اولیاء نہ تو حقیقت کے مطابق عمل کرتے نہ ہی اس کے مقتضیٰ کے مطابق عمل کرتے ہیں وہ فقط شریعت کے مطابق عمل پیرا ہوتے ہیں۔ اس پر سارے مسلمانوں کا اجماع ہے۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں: سب علماء کرام کا اتفاق

ہے کہ قاضی کے لیے روا نہیں کہ وہ اپنے علم کے مطابق کسی کو قتل کر دے۔ابن دحیہ لکھتے ہیں: آپ کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ اس شخص کو قتل کر دیں جو خود پر زنا کی تہمت لگا کے خواہ گواہ موجود نہ بھی ہوں لیکن یہ کسی اور کے لیے یہ جائز نہیں۔

"اگر ہمارے پاس ایک مقدمہ آئے جس میں کسی نے ایک ایسے بچے کو قتل کر دیا ہو جس کے والدین مؤمن ہوں وہ یہ دلیل دے کہ اس کے لیے یہ کشف ہوا ہے کہ وہ کافر بن جائے گا تو ہم اس شخص کو قتل کر دیں گے۔ یہ حکم شرعی کے مطابق قصاص ہے یہ بالاجماع ہے کیونکہ حضور اکرم ﷺ نے اپنی امت میں سے کسی کو یہ اذن نہیں دیا کہ وہ حقیقت کے مطابق قتل وغیرہ میں فیصلہ کرے۔اگر ارباب کشف میں سے کوئی یہ ارادہ کرے کہ وہ امام کی اس طرح اقتداء کرے کہ اس کے اور امام کے مابین کوئی چیز حائل ہو تو یہ اقتداء صحیح نہ ہوگی۔ہم اس کی نماز کے بطلان کا فیصلہ دے دیں گے۔ہم اس کشف کی طرف توجہ نہ دیں گے جس میں اس کے لیے دیوار کو اٹھا دیا گیا ہو اور پردوں کو زائل کر دیا گیا ہو کیونکہ اولیاء کرام وغیرہم شریعت بیضاء کے مطابق عمل کرنے کے مؤقف ہیں۔اہل حقیقت نے یہ نص بیان کی ہے کہ حقیقت کے مطابق عمل نہ کیا جائے گا یہ علم ہے عمل نہیں ہے لیکن کسی ولی کو آپ ﷺ کے ساتھ مساوات کا شائبہ تک بھی نہیں لیکن انبیاء کرام علیہم السلام میں سے بعض کو رب تعالیٰ نے صرف شریعت کے مطابق فیصلہ کرنے کے لیے بھیجا۔اسی پر عمل پیرا ہونے کے لیے بھیجا جسے حضرت موسیٰ علیہ السلام۔انہیں حقیقت کے مطابق فیصلہ کرنے کا اذن نہ دیا، نہ ہی اس کے مطابق عمل کرنے کا اذن دیا اگرچہ وہ اسے جانتا بھی ہو بعض کو صرف حقیقت کے مطابق فیصلہ کرنے کے لیے بھیجا۔اسی کے مطابق عمل کرنے کے لیے بھیجا جیسے حضرت خضر علیہ السلام انہیں شریعت کے مطابق فیصلہ کرنے کا اذن نہ تھا۔اگرچہ وہ اسے جانتے بھی ہوں رب تعالیٰ نے اپنے انبیاء کرام علیہم السلام میں سے جسے چاہا جس کے ساتھ چاہا بھیج دیا۔

شیخ الاسلام البلقینی نے "شرح البخاری" میں حضرت خضر علیہ السلام کے اس قول کے متعلق فرمایا ہے جو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا۔انہوں نے کہا: مجھے رب تعالیٰ نے ایسا علم سکھایا ہے جس کا سیکھنا تمہارے لیے مناسب نہیں جبکہ مجھے معلوم ہے کہ رب تعالیٰ نے تمہیں ایسا علم سکھایا ہے جس کا سیکھنا میرے لیے مناسب نہیں۔یہ ایک مشکل مسئلہ ہے کیونکہ مذکور علم کی دو جہتیں ہیں یہ ان کے لیے کیسے روا نہیں کہ وہ اسے سیکھیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ علم کو اس کے نفاذ پر محمول کیا جائے گا۔معنی یہ ہوگا کہ تمہارے لیے مناسب نہیں کہ تم اس لیے اسے سیکھو کہ اس کے مطابق عمل کرو کیونکہ اس پر عمل کرنا شریعت کے مقتضیٰ کے منافی ہے میرے لیے مناسب نہیں کہ وہ علم سیکھوں اور اس کے مقتضیٰ کے مطابق عمل کروں کیونکہ وہ حقیقت کے مقتضیٰ کے منافی ہے لہٰذا کسی ولی کے لیے مناسب نہیں جو حضور اکرم ﷺ کے تابع ہو کہ جب وہ حقیقت پر مطلع ہو جائے کہ وہ حقیقت کے مقتضیٰ کے مطابق عمل کرے اگر یہ لازم ہے کہ وہ ظاہر کا نفاذ کرے۔"

الحافظ نے الاصابہ میں لکھا ہے کہ ابوحیان نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ جمہور کا موقف یہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی تھے ان کا علم بواطن کی معرفت کا تھا جو ان کی طرف وحی کی جاتی تھی جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا علم ظاہر کا علم تھا۔ انہوں نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ روایت میں جن دو علموں کا ذکر ہے اس سے مراد ظاہر اور باطن کے مطابق فیصلہ کرنا ہے اس کے بغیر اور کوئی امر نہیں۔ شیخ الاسلام تقی الدین سبکی نے لکھا ہے۔

"جس کے ساتھ حضرت خضر علیہ السلام کو مبعوث کیا گیا تھا وہ ان کے لیے شریعت تھی سب کی شریعت تھی لیکن ہمارے نبی کریم ﷺ کو پہلے باطن اور حقیقت کے بغیر صرف ظاہر پر فیصلہ کرنے کا حکم دیا گیا جیسے غالب انبیاء کرام علیہم السلام کو بھیجا گیا۔ اسی لیے آپ نے فرمایا: ہم ظاہر کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں۔ دوسری روایت میں ہے میں ظاہر کے مطابق فیصلہ کرتا ہوں باطن اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔ فرمایا: میں اس کے مطابق فیصلہ کرتا ہوں جو سنتا ہوں میں جس کے لیے اس کے بھائی کے حق کا فیصلہ کر دوں تو وہ آگ کا ایک ٹکڑا ہوگا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تمہارا ظاہر ہمارے خلاف ہے تمہارا باطن رب تعالیٰ کے سپرد ہے۔ آپ نے اس عورت سے فرمایا تھا: اگر میں گواہی کے بغیر کسی کو رجم کرتا تو اس عورت کو رجم کر دیتا۔ فرمایا: اگر قرآن پاک نہ ہوتا تو میرا اور اس کا معاملہ اور طرح کا ہوتا۔ اس سے یہی عیاں ہوتا ہے کہ آپ گواہوں یا اعتراف کی وجہ سے ظاہری شریعت کے مطابق فیصلہ کرتے تھے۔ ان بواطن اور حقائق کو ترک فرما دیتے تھے جن پر رب تعالیٰ نے آپ کو مطلع فرمایا تھا، پھر رب تعالیٰ نے آپ کے شرف میں اضافہ فرمایا باطن کے ساتھ بھی فیصلہ کرنے کا اذن دے دیا۔ امور کے حقائق کے مطابق فیصلہ کرنے کا اذن دے دیا جن سے آپ آگاہ ہوں آپ کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام اور خضر علیہ السلام کے دونوں معاملات کو جمع کر دیا گیا۔ یہ خصوصیت آپ کے ساتھ مختص ہے کسی اور کے لیے یہ دونوں امور جمع نہیں ہیں۔"

۱۱۰۔ ایک ماہ سامنے اور ایک ماہ پیچھے کی مسافت سے رعب کے ساتھ آپ کی مدد کی گئی تھی۔

۱۱۱۔ آپ کو جوامع الکلم، فواتح الکلم اور خواتم الکلم عطا کیے گئے تھے۔ شیخان نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ الطبرانی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے پانچ ایسے امور عطا کیے گئے ہیں جو مجھ سے قبل کسی نبی کو عطا نہیں کیے گئے۔ ایک ماہ کی مسافت سے رعب کے ساتھ میری نصرت کی گئی ہے۔ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: رعب کے ساتھ میری نصرت کی گئی ہے اور مجھے جوامع الکلم عطا کیے گئے ہیں۔ الطبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ کی دشمن پر دو ماہ کی مسافت سے رعب کے ساتھ نصرت کی گئی تھی۔ انہوں نے حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ایک ماہ کی مسافت سے

آگے اور ایک ماہ کی مسافت سے پیچھے رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے۔ الطبرانی نے حسن سند کے ساتھ معاویہ بن حیدہ القشیری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ مجھے آپ کی خدمت عالیہ میں لے جایا گیا آپ نے فرمایا: میں نے رب تعالیٰ سے التجاء کی ہے کہ وہ میری مدد ایسی قحط سالی سے کرے جو تمہیں مخفی کر دے اور ایسے رعب سے میری مدد کرے جو تمہارے دلوں میں ڈال دے۔ انہوں نے اپنے دونوں ہاتھوں کو جمع کر کے کہا: مجھے اس طرح پیدا کیا گیا ہے میں آپ پر ایمان نہ لاؤں گا نہ ہی آپ کی پیروی کروں گا۔ اس قحط سالی نے مجھے چھپائے رکھا اور آپ کا رعب میرے دل میں رہا حتیٰ کہ میں آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ آپ اس خداوند قدوس کی قسم جس نے آپ کو بھیجا ہے کیا آپ کو اسی کے ساتھ بھیجا گیا ہے جو آپ فرما رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں! نسائی نے اسے مختصر روایت کیا ہے۔ بزار نے صحیح کے راویوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: صبا، شمال احزاب کی شب آئی۔ اس نے کہا: ''مجھے حکم دیا گیا ہے۔ جاؤ اور حضور اکرم ﷺ کی مدد کرو۔'' شمال نے کہا: حرہ رات کو نہیں چلتی۔

آپ کا فرمان: ایک ماہ کی مسافت۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ کسی اور کے لیے اتنی یا اس سے زیادہ فاصلے سے رعب سے مدد نہیں کی گئی اس سے کم کی شرط نہیں لیکن امام احمد نے حضرت عمرو بن شعیب سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: دشمن پر رعب سے میری مدد کی گئی ہے اگر چہ اس کے اور میرے مابین ایک ماہ کی مسافت ہو۔ ظاہر ہے کہ یہ آپ کی مطلق خصوصیت ہے۔

ابن ابی شیبہ نے اپنی مسند میں اور ابو یعلی نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے فواتح الکلم، اس کے جوامع اور خواتم عطا کیے گئے ہیں۔ الحافظ نے لکھا ہے آپ نے زیادہ سے زیادہ ایک ماہ کی مسافت کا تذکرہ اس لیے کیا ہے کیونکہ آپ کے شہر خوبان اور دشمن کے شہروں کے مابین اس سے زیادہ مسافت نہ تھی۔ ان کے شاگرد خضری نے کہا ہے اس میں اعتراض کی گنجائش ہے آپ کی دعوت تو دور دراز کے شہروں تک پہنچی جن کی مسافت ایک ماہ سے زیادہ کی ہے۔ جس نے بھی آپ کی دعوتِ اسلام پر لبیک نہ کہا وہ آپ کا دشمن ہے الا یہ کہ عداوت کو اس شخص پر محمول کیا جائے جس نے آپ کے ساتھ لگاتار مقابلہ کیا۔ آپ کے ساتھ مخالفت کی۔ میں کہتا ہوں: ظاہر ہے کہ اس جگہ الحافظ کی مراد وہ عداوت ہے جو قتال کے لیے تیار کرے۔ آپ کو یہ خصوصیت مطلق حاصل تھی۔ اگر چہ آپ لشکر کے بغیر تنہا ہی ہوں اللہ تعالیٰ امام بوصیری پر رحم کرے انہوں نے کتنی عمدہ بات کی ہے۔

کانہ وھو فرد من جلالتہ — فی عسکر حین تلقاہ وفی حشم

ترجمہ: گویا کہ آپ اپنی جلالت کے اعتبار سے فرد واحد ہیں۔ اس لشکر میں جو آپ سے ملاقات کرے اور اپنے رشتے داروں میں بھی یکتا روزگار ہیں۔

تنبیہ

حضرت جابر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی روایت میں ایک ماہ کی مسافت کا تذکرہ ہے جبکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں دو ماہ کا تذکرہ ہے۔ پہلی روایت صحت کے اعتبار سے دوسری روایت سے عمدہ ہے۔ میرا خیال ہے کہ ان دونوں میں کوئی مخالفت نہیں۔ امام ابن شہاب زہری نے کہا ہے: "مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کو جوامع الکلم عطا کیے گئے تھے۔ جوامع الکلم یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے وہ کثیر امور جو آپ سے قبل کتب میں مذکور تھے ایک یا دو امور میں جمع کر دیے ہروی نے کہا ہے کہ اس سے مراد قرآن پاک ہے۔ اس میں رب تعالیٰ نے معانی کثیرہ میں سے شہیر الفاظ کو جمع فرمایا ہے جوامع کے ساتھ آپ کا کلام یہ ہے کہ آپ کے قلیل الفاظ کثیر معانی پر مشتمل ہوتے تھے۔ جس نے احادیث صحیحہ میں غور و فکر کیا ہے۔ اس کے لیے یہ امر عیاں ہو گیا ہے میں نے بعض کا تذکرہ آپ کی فصاحت کے باب میں کیا ہے۔

امام قاضی ابو بکر محمد بن ابی الولید احمد بن عیسیٰ نے لکھا ہے: آپ کا فرمان میرے سامنے ہے: یہ ہماری توجہ اس امر کی طرف مبذول کرتا ہے کہ آپ کا ارادہ یہ ہے: جب میں دشمن کی طرف حرکت شروع کرتا ہوں تو مجھ سے پہلے میرا رعب ان تک پہنچ جاتا ہے حالانکہ میرے اور ان کے مابین ایک ماہ کی مسافت ہوتی ہے۔ بلا شبہ جس قوم کی طرف بھی آپ جہاد کے لیے توجہ فرما ہوتے تو یونہی وہ آپ کے بارے میں سنتے تو ان پر خوف طاری ہو جاتا اگرچہ ان کے مابین ایک ماہ یا اس سے کم و بیش کی مدت ہوتی یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت ہے۔ جو بات عیاں ہے وہ یہ ہے کہ مقصود کو جو خوف لاحق ہوتا تھا اس کے کئی مراتب ہوتے تھے ایک رعب دور سے لاحق ہو جاتا تھا۔ ایک رعب قریب سے لاحق ہوتا تھا۔ وہ خوف جو آپ کی زیارت سے طاری ہوتا تھا وہی آپ کی توجہ سے ایک ماہ کی مسافت سے لاحق ہو جاتا تھا اسی لیے یہ حکمت سمجھ آجاتی ہے کہ یہ ایک مہینے کی تخصیص کیوں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے جنات مسخر تھے۔ ان کے لیے ہوا صبح اور شام ایک ایک ماہ کی مسافت طے کرتی تھی۔ جب وہ دشمن کی طرف توجہ کرتے تو ان کے علاوہ کسی اور کے لیے یہ مسافت ایک ماہ کی ہوتی تھی۔ ان کا رعب ایک ماہ کی مسافت سے طاری ہو جاتا تھا کیونکہ وہ اسے ایک مرحلہ میں طے کر لیتے تھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اتنی مسافت سے مشاہدہ کا رعب عطا کر دیا گیا۔ اگرچہ آپ اسے بعد میں طے نہ بھی کرتے۔ حضرت سائب سے مروی روایت کا ظاہر یہ ہے کہ ایک ہی دشمن دو مختلف دوری کی جہتوں میں نہیں ہو سکتا۔ وہ صرف ایک جہت میں ہو سکتا ہے یا سامنے یا پیچھے وہ مرعوب ہو جاتا اگرچہ آپ اس کا مقابلہ نہ بھی کرتے۔ ایک جہت کے اعتبار سے ایک ماہ کی مدت کو مطلق رکھا۔ اگر دو دشمن ہوتے ایک آپ کے سامنے اور دوسرا پیچھے ہوتا تو خوف کی مسافت کی انتہاء ایک ماہ ہوتی۔ میں نے کسی کو نہیں دیکھا جس نے یہ تنبیہ بیان کی ہو یہ عجیب تنبیہ ہے۔

۱۱۲۔ صبا کے ساتھ آپ کی نصرت کی گئی تھی۔ عاد کو دبور کے ساتھ ہلاک کیا گیا۔ یہ گزشتہ اقوام کے لیے عذاب تھی۔ الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: صبا

کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے۔ عاد کو دبور کے ساتھ ہلاک کیا گیا۔

۱۱۳۔ آپ کے پاس خزانوں کی چابیاں ایک ابلق گھوڑے پر پیش کی گئیں جس پر سندس کا ٹکڑا بچھا ہوا تھا اسے ابن عبد السلام نے شمار کیا ہے۔

۱۱۴۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام کا آپ کی خدمت میں حاضر ہونا۔ وہ آپ سے قبل کسی کی خدمت میں حاضر نہ ہوئے تھے۔ ابن منیع نے اسے آپ کی خصوصیت شمار کیا ہے۔ شیخان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اسی اثناء میں کہ میں سویا ہوا تھا۔ میرے پاس زمین کے خزانوں کی چابیاں لائی گئیں۔ انہیں میرے سامنے رکھ دیا گیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے۔ تم انہیں نکال رہے ہو۔

امام احمد اور ابن حبان نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے دنیا کی چابیاں ابلق گھوڑے پر پیش کی گئیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام انہیں لے کر آئے۔ اس پر سندس کا ٹکڑا تھا۔ الطبرانی نے حسن سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: ایک روز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوہ صفا پر تھے۔ آپ نے فرمایا: جبرائیل! آل محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لیے شام کے لیے نہ تھوڑے سے جو ہیں نہ ہی تھوڑا سا آٹا ہے۔ فوراً ہی آپ نے آسمان کی طرف سے ایک آواز سنی۔ حضرت اسرافیل آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ انہوں نے عرض کی: جو کچھ آپ نے کہا ہے اسے رب تعالیٰ نے سن لیا ہے اس نے مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دے کر بھیجا ہے۔ اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو پیش کش کروں کہ میں آپ کے ساتھ تہامہ کے پہاڑوں کو زمرد، یاقوت سونے اور چاندی کے بنا کر چلاؤں تو میں اس طرح کر دیتا ہوں۔ اگر آپ چاہیں تو آپ بادشاہ نبی بن جائیں پسند کریں تو عبد نبی بن جائیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کو عاجزی کا اشارہ دیا۔ آپ نے فرمایا: میں عبد نبی بننا چاہتا ہوں۔

الطبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: آج آسمان سے مجھ پر ایسا فرشتہ اترا ہے جو مجھ سے قبل کسی نبی پر نہ اترا تھا، نہ ہی میرے بعد کسی پر اترے گا۔ وہ حضرت اسرافیل علیہ السلام ہیں۔ انہوں نے کہا: میں آپ کے رب کا آپ کی طرف قاصد بن کر آیا ہوں۔ اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو اختیار دوں اگر آپ چاہیں تو آپ بادشاہ نبی بن جائیں چاہیں تو عبد نبی بن جائیں۔ میں نے جبرائیل امین کی طرف دیکھا انہوں نے مجھے عاجزی کرنے کا اشارہ دیا۔ اگر میں بادشاہ نبی بننا چاہتا تو یہ پہاڑ سونے کے بن کر میرے ساتھ چلتے۔ آپ کے زہد کے باب میں اس طرح کی روایات گزر چکی ہیں۔ امام خطابی نے لکھا ہے: خزائن ارض سے مراد وہ غنائم ہیں جو قیصر و کسریٰ وغیرہما کے ذخائر میں سے آپ کی امت کے لیے فتح کرائے گئے۔ اس سے ایک احتمال یہ بھی ہے کہ وہ زمین کی وہ معدنیات ہوں جن میں سونا اور چاندی ہے۔ اسے ان کے علاوہ پر بھی محمول کیا جا سکتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ اظہر موقف ہے۔ احادیث طیبہ سے اسی کا شعور ملتا ہے۔ ایک قول یہ ہے خزائن ارض کی چابیوں سے مراد وہ شہر ہیں جو آپ کے لیے اور آپ کی امت مرحومہ کے

لیے فتح ہوں گے۔ان تک آپ کا دین اور شریعت مطہرہ پہنچے گی۔ان میں آپ کا حکم اس بادشاہ کے حکم کی مانند ہوگا جو ہر اس چیز کا مالک ہوتا ہے جو اس کے ماتحت ہو وہ اپنے رب تعالیٰ کے حکم سے اس طرح تصرف کرتا ہے جیسے وہ چاہتا ہے۔ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے رب تعالیٰ نے آپ کو بتانا چاہا کہ آپ کا دین حق زمین کے مشارق ومغارب تک پہنچ جائے گا۔اسی طرح واقع ہوا۔للہ الحمد علی ذالک۔یہ عجیب معنی ہے جس سے آپ کے اعتقاد کا تعین ہوتا ہے۔یہ آپ کی خصوصیت ہے وہ یہ کہ وہ شہر جو آپ کی اطاعت میں داخل ہو جائیں گے وہ آپ کے حکم کے تحت ہوں گے۔ان کی چابیاں آپ کے دست اقدس پر رکھ دی گئیں۔یہ رب تعالیٰ کی طرف سے عطیہ تھا اسی لیے آپ نے اپنی امت کو بہت سے ممالک فتح کرنے کے متعلق بتایا۔

آپ کے لیے نبوت اور سلطان کو جمع کر دیا گیا۔اس خصوصیت کو حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ نے شمار کیا ہے کیونکہ آپ کے لیے نبوت، ملک اور سلطنت جمع تھی اسی لیے انہوں نے اسے خصوصیت شمار کیا ہے۔آپ سارے انبیاء سے افضل ہیں۔ اسی کے ساتھ رب تعالیٰ نے دین و دنیا کی اصلاح کو مکمل کیا۔ہمارے نبی کریم ﷺ کے علاوہ کسی اور کے لیے تلوار اور ملک نہ تھا۔امام بیہقی نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رب تعالیٰ نے فرمایا:

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا﴿۸۰﴾ (الاسراء: ۸۰)

ترجمہ: اے میرے رب! جہاں کہیں تو مجھے لے جائے سچائی کے ساتھ لے جا اور جہاں کہیں سے مجھے لے آئے سچائی کے ساتھ لے آ اور عطا فرما مجھے اپنی جناب سے وہ قوت جو مدد کرنے والی ہو۔

رب تعالیٰ نے آپ کو مکہ مکرمہ سے نکالا یہ مخرج صدق ہے۔اس نے آپ کو مدینہ طیبہ میں داخل کیا یہ مدخل صدق ہے۔آپ کو علم تھا کہ سلطان کے بغیر اس امر سے نپٹا نہیں جا سکتا۔آپ نے رب تعالیٰ سے سلطانا نصیرا کی التجاء کی تاکہ آپ کتاب اللہ اس کی حدود اور اس کے فرائض کو قائم کر سکیں۔سلطان کو رب تعالیٰ کی طرف سے عزت نصیب ہوتی ہے جس کا اظہار وہ لوگوں کے سامنے کرتا ہے۔اگر یوں نہ ہو تو لوگ ایک دوسرے پر غارت مچائیں۔ان میں سے قوی کمزور کو کھا جائے۔میں کہتا ہوں امام غزالی کے کلام پر اشکال پیدا ہوتا ہے۔

۱۱۵۔ پانچ امور کے علاوہ آپ کو تمام اشیاء کا علم عطا کر دیا گیا تھا۔امام احمد اور امام الطبرانی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: پانچ امور کے علاوہ ہر چیز کی چابیاں مجھے عطا کر دی گئی ہیں۔ان کا تذکرہ اس آیت میں ہے:

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ (لقمان: ۳۴)

ترجمہ: بے شک اللہ کے پاس ہی ہے قیامت کا علم۔

امام احمد اور ابو یعلی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: تمہارے نبی کریم، محبوب

کریم ﷺ کو پانچ اشیاء کے علاوہ ہر چیز کا علم عطا کر دیا گیا تھا، پھر انہوں نے مذکورہ بالا آیت پڑھی۔ امام احمد، سعید بن منصور اور بخاری نے ادب میں حضرت ربعی بن خراش رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: مجھے بنو عامر کے ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ اس نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ کیا کسی ایسی چیز کا علم باقی ہے جسے آپ نہ جانتے ہو؟ آپ نے فرمایا: رب تعالیٰ نے مجھے خیر کی تعلیم دے دی ہے بعض اشیاء کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ وہ پانچ اشیاء ہیں۔

الفریابی اور شیخان نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور سراپا کرم ﷺ نے فرمایا: غیب کی چابیاں پانچ چیزیں ہیں جنہیں صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے اللہ تعالیٰ کے علاوہ یہ کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ یہ کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب قائم ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ یہ کوئی نہیں جانتا کہ ارحام میں کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا کہ بارش کب ہو گی۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا کہ وہ کس زمین پر مرے گا۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ یہ کوئی نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کمائے گا؟

۱۱۶۔ آپ کو مذکورہ بالا پانچ اشیاء کا علم بھی دے دیا گیا تھا، مگر آپ کو حکم دیا گیا تھا کہ انہیں مخفی رکھیں۔ یہ بعض علماء کا قول ہے۔ میں کہتا ہوں: سابقہ احادیث سے جو عیاں ہوتا ہے وہ اس کے برعکس ہے۔ اسی لیے میں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

۱۱۷۔ آپ کو روح کے متعلق علم تھا۔ یہ بعض علماء کا موقف ہے۔

۱۱۸۔ آپ کے لیے دجّال کا علم اس طرح واضح کر دیا گیا تھا کہ کسی اور کے لیے اس طرح عیاں نہ تھا۔ امام احمد نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ہر نبی نے اپنی امت کو دجال سے ڈرایا لیکن اس کو جیسے میرے لیے عیاں بیان کیا گیا کسی اور کے لیے اس طرح بیان نہ کیا گیا۔ وہ کانا ہوگا تمہارا رب تعالیٰ کانا نہیں ہے۔

۱۱۹۔ آپ کو اس دنیا میں ہی مغفرت کا مژدہ سنا دیا گیا تھا۔ اس خصوصیت کو ابن عبدالسلام اور ابن کثیر نے شامل کیا ہے رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ۝١ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ (الفتح: ۱،۲)

ترجمہ: یقیناً ہم نے آپ کو شاندار فتح عطا فرمائی ہے تاکہ دور فرمادے آپ کے لیے اللہ تعالیٰ جو الزام آپ پر (ہجرت سے) پہلے لگائے گئے اور جو (ہجرت کے) بعد لگائے گئے۔

بزار نے جید سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سید الانبیاء ﷺ نے فرمایا: مجھے چھ اشیاء سے انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے وہ مجھ سے قبل کسی کو نہ دی گئی تھیں۔ میرے لیے میرے اگلوں اور پچھلوں کو معاف کر دیا گیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مخلوق میں سے صرف حضور اکرم شفیع معظم ﷺ کو امن بخشا ہے۔ آپ کے لیے فرمایا:

لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ (الفتح: ۲)

ترجمہ: تاکہ دور فرمادے آپ کے لیے اللہ تعالیٰ جو الزام آپ پر (ہجرت سے) پہلے لگائے گئے اور جو (ہجرت

کے) بعد لگائے گئے۔

اس نے فرشتوں سے فرمایا:

وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ ۭ (الانبیاء: ۲۹)

ترجمہ: اور جوان میں سے یہ کہے کہ میں خدا ہوں اللہ تعالیٰ کے سوا تو اسے ہم سزا دیں دے جہنم کی۔

ابویعلی اور الطبرانی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''بخدا! کوئی نفس نہیں جانتا کہ اسے بخش دیا گیا ہے سوائے اس ہستی پاک کے۔ آپ نے ہمیں بتایا کہ آپ کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف کر دیے گئے ہیں ابن سعد نے حضرت مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جب ہم ضجنان کے مقام پر تھے تو لوگ خوشی سے اچھل رہے تھے وہ کہہ رہے تھے آج آپ پر ایک آیت نازل ہوئی ہے۔ میں بھی لوگوں کے ساتھ اچھلنے لگا، حتیٰ کہ ہم نے آپ کی زیارت کر لی۔ آپ پڑھ رہے تھے: انا فتحنا لك فتحا مبينا۔ (الفتح:۱) (جب حضرت جبرائیل امین اسے لے کر اترے تو انہوں نے عرض کی: ''یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو مبارک ہو'' حضرت جبرائیل نے آپ کو بشارت دی تو سارے مسلمان آپ کو بشارت دینے لگے۔''

۱۲۰۔ انشراحِ صدر

۱۲۱۔ آپ کا بوجھ کم کر دینا۔

۱۲۲۔ آپ کے ذکر جمیل کو بلند فرمانا۔ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝ (الانشراح: ۱،۲)

ترجمہ: کیا ہم نے آپ کی خاطر آپ کا سینہ کشادہ نہیں کیا اور ہم نے اتار دیا ہے آپ سے آپ کا بوجھ۔

الطبرانی، البیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے رب تعالیٰ سے ایک سوال کیا۔ میری تمنا تھی کہ میں اس سے یہ سوال نہ کرتا۔ میں نے عرض کی: ''مولا! سابقہ رسل عظام علیہم السلام میں سے بعض مردوں کو زندہ کر دیتے تھے۔ بعض کے لیے تو نے ہوائیں مسخر کر دی تھیں۔ اس نے فرمایا: کیا میں نے آپ کو یتیم نہیں پایا اور آغوش رحمت میں جگہ دی۔ کیا میں نے آپ کو اپنی محبت میں خود رفتہ نہیں پایا اور آپ کو منزل مقصود پر پہنچا دیا، اور کیا میں نے آپ کو حاجت مند نہیں پایا اور غنی کر دیا۔

میں نے عرض کی: ہاں! میرے مولا! اس طرح ہے۔

اور کہا میں نے آپ کو حاجت مند نہیں پایا اور آپ کو غنی نہیں کر دیا کیا میں نے آپ کے لیے آپ کا سینہ کشادہ نہیں کیا اور کیا ہم نے آپ سے آپ کا بوجھ اُتار نہیں دیا اور کیا ہم نے آپ کا ذکر بلند نہیں کیا۔

میں نے عرض کی ''مولا! اسی طرح ہے۔ ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابن حبان نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے

روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت طیبہ نازل ہوئی:

وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ ۝ (الانشراح: ۴)

تو حضرت جبرائیل امین نے مجھ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "جب میرا ذکر ہوگا تو آپ کا بھی ذکر ہوگا۔" ابن ابی حاتم نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ رب تعالیٰ نے آپ کے ذکر پاک کو دنیا اور آخرت میں بلند کر دیا ہر خطیب، ہر تشہد پڑھنے والا اور ہر نماز ادا کرنے والا یہ کہتا ہے:

اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمد الرسول اللہ۔

۱۲۳۔ آپ کے سامنے آپ کی ساری امت رکھی گئی حتیٰ کہ آپ نے انہیں دیکھ لیا۔

۱۲۴۔ آپ کی امت مرحومہ میں جو کچھ تا روز حشر ہونے والا تھا اسے آپ کے سامنے پیش کر دیا گیا۔ الطبرانی نے حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "آج شب اس حجرہ مقدسہ کے پاس میری امت کا اول و آخر پیش کیا گیا۔ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کی تخلیق ہو چکی ہے انہیں تو آپ پر پیش کر دیا گیا لیکن جن کی تخلیق نہیں ہوئی انہیں آپ پر کیسے پیش کیا گیا۔ آپ نے فرمایا: پانی اور مٹی کے ساتھ ان کی تصاویر بنائی گئیں حتیٰ کہ میں ان میں سے کسی شخص کو اس طرح جانتا ہوں کہ تم اپنے ساتھی کو جانتے ہو۔

دیلمی نے حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پانی اور مٹی میں میرے لیے میری امت کی تمثیل پیش کی گئی مجھے سارے اسماء اس طرح سکھا دیئے گئے جیسے حضرت آدم علیہ السلام کو سارے اسماء سکھا دیئے گئے تھے۔

ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم، انہوں نے اسے صحیح کہا ہے، بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے ان حوادث کا مشاہدہ کیا جنہیں میری امت میرے بعد دیکھے گی۔ میں نے ان کی باہم خونریزی دیکھی۔ میں نے رب تعالیٰ سے عرض کی تھی کہ وہ روز حشر مجھے ان میں شفاعت کرنے کا اذن دے دے۔ اس نے اسی طرح کر دیا۔ ابن جریر، ابن ابی حاتم، بزار، بیہقی اور ابویعلی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: "میری امت کو مجھ پر پیش کیا گیا۔ میری امت میں سے کوئی خادم و مخدوم باقی نہ رہا مگر میں نے اسے دیکھ لیا میں نے انہیں دیکھا وہ ایسی قوم سے برسر پیکار تھے جو بالوں کے جوتے استعمال کرتے تھے۔ میں نے انہیں دیکھا وہ ایسی قوم کے ساتھ مصروف جہاد تھے جن کے چہرے چپٹے اور آنکھیں چھوٹی تھیں گویا کہ ان کی آنکھوں کو سوئی کے ساتھ چھیدا گیا تھا وہ حوادث مجھ پر مخفی نہ رہے جن کے انہوں نے میرے بعد ملاقات کرنا تھی۔

۱۲۵۔ آپ پر ساری مخلوق پیش کی گئی۔ جیسے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو ہر شئے کا نام سکھا دیا گیا تھا۔

۱۲۶۔ آپ روز حشر لوگوں کے سردار ہوں گے۔

۱۲۷۔ آپ درگاہ خداوندی میں ساری مخلوق سے معزز ہیں۔ آپ سارے انبیاء کرام، مرسلین عظام اور مقرب ملائکہ سے افضل

ہیں۔ شیخان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں روز حشر لوگوں کے سردار ہوں گا، جب روز حشر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کے سرداروں کو دنیا میں بطور اولیٰ سردار ہیں کیونکہ آخرت کا مقام دنیا کے مقام ومنصب سے اعلیٰ ہے کیونکہ اس وقت سارے انبیاء مرسلین وغیرہم جمع ہوں گے۔ روز حشر کا ذکر اس لیے کیا کیونکہ اس دن آپ کی سیادت کل کا ظہور ہوگا۔ ہر ایک بلا مخالفت اسے جان لے گا لیکن دنیا کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ دنیا میں کفار کے بادشاہوں اور مشرکین کے سرداروں نے آپ کے ساتھ جھگڑا کیا یہ رب تعالیٰ کے اس قول کے قریب ہے:

لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ؕ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۱۶﴾ (غافر: ۱۶)

ترجمہ: آج سلطنت کس کے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لیے جو واحد اور قہار ہے۔

حالانکہ اس سے قبل سلطنت اللہ تعالیٰ کی ہے لیکن دنیا میں ملک کے دعویدار ہیں یا کسی کی طرف مجازی طور پر اسے منسوب کر دیا جاتا ہے۔ اس وقت ہر قسم کی ملکیت ختم ہو جائے گی۔" یہ امام نووی کا مؤقف ہے ابو داؤد نے اسے انا سید للناس سے ذکر کیا ہے یوم القیامۃ کا ذکر نہیں کیا۔ شیخان نے ان الفاظ سے روایت کیا ہے: انا سید ولد آدم گویا کہ آپ نے یہ اس وقت کہا جب آپ آگاہ نہ تھے کہ آپ سید الناس ہیں۔ جب اس سے آگاہ ہو گئے تو فرمایا: انا سید الناس۔

امام ترمذی نے انہوں نے اسے حسن کہا ہے، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے علاوہ سارے میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

حارث نے مسلم بن سلام سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رب تعالیٰ کے ہاں سارے لوگوں سے یا ساری مخلوق سے معزز ہیں۔ جنت آسمان پر ہے آگ زمین میں ہے روز حشر اللہ تعالیٰ ہر ہر نبی کی امت کو زندہ کرے گا، حتیٰ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی امت سب سے آخر میں آئے گی، پھر جہنم کا پل رکھ دیا جائے گا ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا: محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی امت کہاں ہیں۔ آپ کھڑے ہوں گے۔ اس امت کا پاکباز اور فاجر آپ کے پیچھے ہوگا۔ ابو نعیم نے المعرفۃ میں عبد اللہ بن غنم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ہم مسجد میں آپ کی خدمت عالیہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک بادل آیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک فرشتے نے ابھی مجھے سلام کیا ہے۔ اس نے عرض کی ہے: میں لگاتار اپنے رب تعالیٰ سے اذن طلب کرتا رہا کہ وہ مجھے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت دے دے جب وہ وقت آیا تو اس نے مجھے اذن دیا کہ میں آپ کو بشارت دوں کہ رب تعالیٰ کے ہاں ایسا کوئی نہیں جو آپ سے معزز ہو۔"

امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روز حشر رب تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ معزز ہوں گے۔ حضرت عبد اللہ بن سلام سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درگاہ ایزدی میں ساری مخلوق سے زیادہ افضل ہیں۔

ان روایات سے علم ہوتا ہے کہ آپ ساری مخلوق سے افضل ہیں۔ علماء نے فرمایا ہے کہ یہ روایت ان کا رد نہیں کرتی جس میں آپ نے فرمایا ہے: انبیاء کرام علیہم السلام میں سے مجھے حضرت موسیٰ رضی اللہ عنہ پر فضیلت نہ دو۔ روایت ہے کہ آپ کو یا خیر البریۃ کہا گیا آپ نے

فرمایا: وہ تو حضرت خلیل اللہ علیہ السلام تھے۔ آپ نے فرمایا: مجھے انبیاء کرام علیہم السلام پر فضیلت نہ دیا کرو، کیونکہ ان کے کئی جوابات ہیں۔
(۱) یہ اس وقت سے پہلے کی روایات ہیں جس وقت آپ کو علم ہوا کہ آپ خیر الخلق ہیں۔
(۲) آپ نے از راہ تواضع اور تکبر کی نفی کرتے ہوئے فرمایا۔
(۳) یہ نبوت ورسالت کے حق میں فضیلت دینے سے روکا گیا ہے انبیاء کرام علیہم السلام نبوت ورسالت میں برابر ہیں۔ اس میں انہیں کوئی فضیلت نہیں۔ دیگر زائد امور کے اعتبار سے فضیلت ہے۔ اسی طرح رسل عظام کی کیفیت ہے۔ ان میں سے کچھ اولوالعزم ہیں۔ بعض کو بلند مقام تک اٹھالیا گیا ہے اور بعض کو بچپن میں ہی دانائی عطا کر دی گئی ہے۔

۱۲۸۔ آپ ساری دنیا سے زیادہ دانا ہیں۔ اسے ابن سراقہ نے شامل کیا ہے۔

۱۲۹۔ قوت کے ساتھ آپ پر کوئی غلبہ نہیں پا سکتا۔

۱۳۰۔ آپ کی تائید چار وزراء سے کی گئی ہے۔ (۱) حضرت جبرائیل علیہ السلام، (۲) حضرت میکائیل علیہ السلام، (۳) حضرت ابوبکر اور (۴) حضرت عمر رضی اللہ عنہما۔

بزار، الطبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رب تعالیٰ نے چار وزراء کے ذریعے میری مدد کی ہے۔ ان میں سے دو اہل آسمان سے ہیں۔ (۱) حضرت جبرائیل علیہ السلام، (۲) حضرت میکائیل علیہ السلام اور دو اہل زمین سے ہیں حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما۔

۱۳۱۔ آپ کو سترہ رفقاء ملے جبکہ ہر ہر نبی کو سات سات رفقاء عطا کیے گئے۔ امام حاکم اور ابن عساکر نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور حامئ بے کساں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر ہر نبی کو سات سات رفقاء عطا کیے گئے۔ مجھے چودہ رفقاء دیے گئے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے عرض کی گئی: وہ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا: وہ میں، حضرت حمزہ، میرے دونوں شہزادے، حضرت جعفر، حضرت عقیل، حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت مقداد، حضرت سلمان، حضرت عمار، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم ہیں۔

۱۳۲۔ آپ کے قرین کا اسلام لے آنا۔ مسدد، ابویعلی، بزار اور ابن حبان نے حضرت شریک بن طارق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے ہر ایک کے ساتھ شیطان ہے۔" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: آپ کے ساتھ بھی؟ آپ نے فرمایا: میرے ہمراہ بھی، مگر رب تعالیٰ نے اس کے خلاف میری مدد کی۔ اس نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ تم میں سے کسی کو بھی اس کے اعمال جنت میں نہ لے جا سکیں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: آپ بھی؟ آپ نے فرمایا: میں بھی۔ مگر جبکہ رب تعالیٰ مجھے اپنی رحمت سے ڈھانپ لے۔

۱۳۳۔ آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن آپ کی مددگار تھیں۔ بزار نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے دو خصلتوں کی بناء پر انبیاء پر فضیلت بخشی گئی ہے۔ (۱) میرا شیطان کافر تھا رب تعالیٰ نے

اس پر میری اعانت کی ہے۔ اس نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ میں دوسری خصلت بھول چکا ہوں۔ امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام پر مجھے دو خصلتوں کی وجہ سے فضیلت عطا کی گئی ہے۔ میرا شیطان کافر تھا۔ رب تعالیٰ نے اس کے خلاف میری مدد کی حتیٰ کہ اس نے اسلام قبول کر لیا۔ میری ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میری مددگار ہیں حضرت آدم علیہ السلام کا شیطان کافر تھا۔ ان کی لغزش پر ان کی زوجہ ان کی مددگار تھیں۔

امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک جن قرین ہوتا ہے ایک فرشتہ قرین ہوتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: آپ کے ساتھ بھی؟ آپ نے فرمایا: میرے ساتھ بھی مگر رب تعالیٰ نے اس کے خلاف میری مدد کی ہے اس نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ وہ مجھے بھلائی کے بارے کہتا ہے۔ ابن عساکر نے حضرت عبدالرحمان بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ و السلام کا ذکر کیا فرمایا: جن امر میں انہیں مجھ پر فضیلت دی گئی ہے وہ یہ ہے کہ ان کی ازواج مطہرات ان کے دین پر ان کی مددگار ہوں گی جبکہ میری زوجہ میری لغزش پر میری مددگار تھی۔

الروضہ میں ہے آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ساری عورتوں سے افضل ہیں۔ امام سبکی نے الحلبیات میں لکھا ہے: "سائر" سے مراد الباقی ہے۔ الجمیع مراد نہیں تا کہ ان کے نفوس پر ان کی فضیلت لازم نہ آئے کیونکہ وہ بھی عورتوں میں سے ہیں وہ سوال کا سبب ہے جو بین مجموع الباقی اور بین کل فرد منہ کے مابین تردد کا سوال لیے ہوئے ہے کیونکہ النساء جمع معرف ہے۔ یہ اس کا احتمال رکھتی ہے کیونکہ عموم کی دلالت پر ضرور ہر ہر فرد کی ترجیح ہوتی ہے۔ اسی طرح آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں بھی احتمالات ہیں کیونکہ یہ مضاف جمع ہے۔ ظاہر ہے کہ اسے مفضل اور مفضل علیہ کے ہر ہر فرد پر محمول کیا جائے گا کیونکہ یہ مفضل علیہ کی جانب سے نص ہے۔ وہ رب تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیْتُنَّ (الاحزاب: ۳۲)

ترجمہ: اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ازواج (مطہرات) تم نہیں ہو دوسری عورتوں میں سے کسی عورت کی مانند اگر تم پرہیزگاری اختیار کرو۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ساری جہانوں کی عورتوں سے افضل ہیں۔ المتولی نے لکھا ہے آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اس امت کی عورتوں میں سے افضل ہیں۔ اس آیت میں دونوں احتمال ہیں کیونکہ اس کا عموم ظاہر ہے ایک دلیل یہ بھی دی جاتی ہے کہ یہ امت خیر الامم ہے۔ اس کی عورتیں دیگر امم کی خواتین سے افضل ہیں افضل پر فضیلت کی ادنیٰ پر افضلیت بطریق اولیٰ ثابت ہوتی ہے۔

اس اعتبار سے بھی اس میں بحث کی گنجائش ہے کہ یہ امت فضیلت رکھتی ہے مکمل کی مکمل پر فضیلت یہ تقاضا نہیں کرتی

کہ ہر فرد دوسرے فرد سے افضل ہے۔ کبھی مفضول گروہ میں ایک ایسا فرد بھی ہوتا ہے جو فاضل گروہ کے ہر ہر فرد سے افضل ہوتا ہے۔ باقی فاضل گروہ میں بہت سے افراد ایسے ہوں گے جن کا مجموعہ دیگر مفضول گروہ سے افضل ہوگا۔ یا سب سے افضل ہوگا جب تم نے اسے سمجھ لیا ہے تو اس آیت کریمہ میں غور کرو تو اس کا تقاضا ہے کہ ہر فرد پر افضلیت نہ کہ مجموعی فضیلت۔ اگر ہم اسے عموم پر محمول کریں تو آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی فضیلت کا تقاضا ہوگا کہ وہ ساری عورتوں کے ہر ہر فرد سے افضل ہوں اور سابقہ عورتوں میں سے بھی ایک عورت بھی ان سے افضل نہ ہو۔

تنبیہ:

اس امر پر اجماع ہے کہ نبی غیر نبی سے افضل ہوتا ہے۔ حضرت مریم رضی اللہ عنہا میں اختلاف ہے کہ وہ نبیہ تھیں یا نہیں۔ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ، حضرت آسیہ، حضرت حواء اور حضرت سارہ رضی اللہ عنہن ان کے متعلق بھی اختلاف ہے۔ ہمارے نزدیک اس میں سے کچھ بھی صحیح نہیں ہے، ایک قرینہ ذکر کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ مریم کا تذکرہ انبیاء کرام کے ساتھ کیا ہے۔ یہ قرینہ ہے جب کسی عورت کی نبوت ثابت ہو جائے تو یا تو وہ عام مخصوص ہوگی یا پھر اس امت کی خواتین مراد ہوں گی۔ روایت ہے کہ خواتین میں سے صرف چار مکمل ہیں۔ اس روایت میں حضرت مریم اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ ہے۔ بلاشبہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نبیہ نہیں تھیں۔ روایت میں یہ کوئی دلیل نہیں کہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا نبیہ تھیں۔ ایک بحث باقی ہے کہ آیت طیبہ افراد پر دلالت کرتی ہے:

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ (الاحزاب: ۳۲)

ترجمہ: اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ازواج (مطہرات) تم نہیں ہو دوسری عورتوں میں سے کسی عورت کی مانند اگر تم پرہیزگاری اختیار کرو۔

یہ عام ہے کیونکہ یہ نکرہ سیاق نفی میں ہے بلاشبہ جب انہیں تنہا تنہا لیا جائے تو وہ مفضل علیہ ہوگا جب مجموعاً مراد لیا جائے تو پھر یہ لازم نہیں آتا۔ جب مجموعہ کے آحاد میں سے جملہ مراد لی جائیں تو احتمال ہے کہ یوں کہا جائے کہ عموم کی حد اس کو شامل ہے۔ تبعیض کی ضرورت کی وجہ سے ہی اس سے کچھ نکلتا ہے اس بحث میں غور وفکر کیا جائے اور اس کے تقاضا پر عمل کیا جائے۔ اس میں شک نہیں کہ جب تم کہو کہ میرے پاس خواتین میں سے کوئی نہیں آئی تو یہ ان میں سے ہر ایک کے نہ آنے کا تقاضا کرتا ہے۔ لازماً مجموعی نفی ہو جاتی ہے ان میں سے کچھ کی نفی کا تقاضا وہ بھی لازماً مجموعی اعتبار کی طرح ہے القرافی نے کہا ہے: ضمائر عامہ ہیں۔ ظاہر کے متعلق یہی گمان ہے کہ جو اس کی طرف لوٹے گا یہ اس جگہ جمع مضاف کے لیے ہے یہ اسی کی جنس سے ہے۔ وہ عام ہے وہ ظاہراً ہر ہر فرد پر دلالت کرتا ہے۔ مجموعی تعداد کا بھی احتمال ہے اس کی ضمیر بھی اسی طرح ہے اگر ہم اسے مجموع کے لیے بنائیں تو اس کا معنی ہے کہ جملہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن جملہ خواتین سے افضل ہیں۔ خواہ وہ کثیر ہوں یا قلیل۔ یہ سابقہ بحث کا

نتیجہ ہے اگر یہاں کوئی بعض کا معنیٰ لے کر آئے اور اگر ہم اسے ہر ہر فرد کے لیے بنائیں تو اس کا معنیٰ ہے کہ ان میں سے ہر ہر ام المؤمنین ساری خواتین سے افضل ہے۔ ان میں سے ہر ہر ایک ان کے علاوہ ساری خواتین سے افضل ہے۔ تو لفظ اس سے ساکت ہے۔ اس سے یہی امر ظاہر ہوتا ہے کہ ساری ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اس امت کی خواتین سے افضل ہیں۔ اسی طرح وہ ساری امتوں کی خواتین سے افضل ہیں۔ اگر لفظ کو اپنے عموم پر رکھا جائے اگر عورتوں میں نبیہ بھی نہ ہو، لیکن اس امر میں تین اعتبار سے اشکال ہے۔

(۱) حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا افضل ہیں جیسے کہ ہم عنقریب بیان کریں گے۔ لفظ کی دلالت اسی پر ہے یا ہم کہیں گے کہ وہ نساء النبی میں شامل ہیں کیونکہ وہ آپ کی لخت جگر ہیں وہ النساء کے اسم میں ان کے ساتھ شامل ہیں۔ اضافت میں نبوت کا معنیٰ مختلف فیہ ہے ان کے بارے یہ زوجیت کے معنیٰ میں ہے۔

(۲) اگر خطاب صرف ان ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو ہو جو نزولِ آیت کے وقت موجود تھیں تو یہ لازم آئے گا کہ وہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے افضل ہیں۔ اس میں اختلاف نہیں کہ ان میں سے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بعد حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا افضل ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا جملہ نساء النبی میں شامل ہیں اگرچہ وہ مخاطبہ نہیں ہیں لیکن خطاب نے اس امر پر دلالت کی کہ مخاطبات کو یہ فضیلت اس لیے حاصل ہے کیونکہ وہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ہیں۔ یہ سعادت کبریٰ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بھی حاصل ہے وہ اس حکم سے نہیں نکلیں گی۔

(۳) اس سے حضرات امہات المؤمنین حفصہ، ام سلمہ، زینب، میمونہ، سودہ، جویرہ اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہن کے لیے لازم آئے گا کہ وہ ساری امم کی خواتین سے افضل ہیں جبکہ ہم انشاء کو عموم کے لیے بنائیں بلاشبہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا ان آٹھ سے افضل ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''خواتین میں سے صرف چار کامل ہیں آپ نے حضرت مریم اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا اسی لیے ہم تخصیص کا التزام کرتے ہیں اس وقت میں کہتا ہوں یہ آیت طیبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قدر کی عظمت کو کئی اعتبار سے شامل ہے۔ (۱) رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا۝۲۹ (الاحزاب: ۲۹)

ترجمہ: تیار کر رکھا ہے ان کے لیے جو تم میں سے نیکوکار ہیں اجر عظیم۔

ساری ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن محسنات ہیں ہم کو علم ہو گیا کہ رب تعالیٰ نے ان کے لیے اپنے ہاں اجر عظیم تیار کر رکھا ہے وہ عظائم عظیم کی نظر میں چھوٹے ہوتے ہیں۔ ان کے لیے جو عظیم اجر تیار ہے اسے صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

(۲) انہیں دوبارہ اجر دیا جائے گا لہٰذا یہ اجر ان کے علاوہ صرف تین خواتین کو ملے گا جن کا تذکرہ

قرآن وحدیث میں ہے۔

(۳) رب تعالیٰ نے ان کے لیے رزق کریم تیار فرمایا ہے شہداء کی تعریف اس نے یہ کی ہے کہ انہیں اپنے رب تعالیٰ کے ہاں رزق دیا جاتا ہے یہ رزق میں ان سے زائد ہیں کیونکہ رزق کریم ملے گا۔

(۴) ان میں سے ایک امر ان میں اور ان کے غیر کے مابین معاونت ہے رب تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ ان سے الرجس کو دور کرون گا اور انہیں خوب پاک صاف کر دے گا اور ان کے حجرات مقدسہ میں کتاب اللہ اور حکمت پڑھی جاتی ہے۔ آیت میں انہی امور کا ذکر ہے۔ انہیں عظیم شرف بھی ملا کہ وہ حضور اکرم ﷺ کی طرف منسوب ہیں۔ اسی وجہ سے ان کی عظمت وتوقیر بڑھ گئی حتیٰ کہ ان کی صفات ان کے غیر کی صفات سے جدا ہو گئیں۔ آیت طیبہ میں اس امر کی صراحت نہیں جس کا ارادہ فقہاء نے کیا ہے اور تفضیل کا تکلف کیا ہے حتیٰ کہ انہوں نے ان کے اور حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے مابین فضیلت میں غور وفکر کرنے کا تکلف کیا۔ ہم وہی کچھ کہتے ہیں جو رب تعالیٰ نے فرمایا ہے اس سے سکوت اختیار کرتے ہیں جس سے اس نے سکوت اختیار کیا ہے، بعض علماء کا گمان ہے کہ آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے افضل ہیں کیونکہ وہ آپ کے ہمراہ اعلیٰ درجات پر فائز ہوں گی۔ یہ قول ساقط اور مردود ہے جہاں تک حضرات سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، سیدہ خدیجہ الکبریٰ اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا تعلق ہے تو علامہ بلقینی نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے: ہمارا اختیار مسلک یہ ہے کہ حضرت سیدہ خاتون جنت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا افضل ہیں، پھر حضرت خدیجہ پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں کیونکہ صحیح احادیث اسی پر دلالت کرتی ہیں۔ آپ نے سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا سے فرمایا: کیا آپ اس امر پر راضی نہیں ہیں کہ آپ اس امت کی عورتوں کی سردار ہوں۔ مؤمنین کی عورتوں کی سردار ہوں نسائی میں مرفوع روایت ہے کہ اہل جنت کی خواتین میں سے افضل حضرت خدیجہ بنت خویلد اور حضرت فاطمہ بنت محمد علی ابیھا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اس روایت کی سند صحیح ہے اس روایت میں یہ صراحت ہے کہ سیدہ خاتون جنت اور ان کی والدہ ماجدہ اہل جنت کی خواتین سے افضل ہیں، جبکہ پہلی روایت کا تقاضا ہے کہ حضرت سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا اپنی والدہ ماجدہ سے افضل ہوں۔ دوسری روایت میں ہے: "فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے" اس روایت کا تقاضا ہے کہ حضرت سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا سارے عالم کی خواتین سے افضل ہوں۔ ان میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ، عائشہ صدیقہ اور بقیہ آپ کی نوران نظر شامل ہیں۔

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: انہوں نے فرمایا: مجھے حضرت سیدہ نساء العالمین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: مجھے آپ نے سرگوشی میں بتایا۔ فرمایا: ہر سال حضرت جبرائیل امین مجھ سے ایک بار دور کرتے تھے اس سال انہوں نے

دو بار دور کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ میرا وقت وصال قریب آگیا ہے تم میرے اہل بیت میں سے مجھ سے سب سے پہلے ملو گی۔ میں تمہارے لیے بہترین سلف ہوں۔" یہ سن کر میں رونے لگی۔ آپ نے فرمایا: کیا تم اس امر پر راضی نہیں ہو اس امت کی خواتین اور اہل ایمان کی خواتین کی سردار ہو۔ یہ سن کر میں مسکرانے لگی۔

امام شعبی نے حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ آپ نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے بارے فرمایا: یہ میری نوران نظر سے بہترین ہیں۔ انہیں میری وجہ سے اذیت دی گئیں۔ جہاں تک حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے افضل ہونے کا تعلق ہے تو اس کے متعلق بہت سے روایات ہیں جن کا میں نے "الفیض الباری" میں تفصیل سے تذکرہ کیا ہے۔

جہاں تک آپ کی بقیہ نوران نظر کا بقیہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی فضیلت کے ساتھ تعلق ہے تو آپ کی بقیہ نوران نظر افضل ہیں۔ اس مؤقف کا تذکرہ ابن عبدالبر نے حضرت رقیہ بنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں کیا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے: ام عثمان حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے اور ام حفصہ ان کے زوج میں سے۔ صحیح میں ہے: اس کی عورتوں میں سے بہترین حضرت مریم اور اس کی عورتوں میں بہترین خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ ضمیر آسمان اور زمین کے لیے ہے جو ان کی طرف اشارہ وارد ہے اس سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے۔ ایک احتمال یہ ہے کہ ضمیر حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے لیے ہے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے لیے ہو کہ یہ دونوں سردار ہوں نساء کی طرف ان کی اضافت اسی طرح ہے جس طرح جیسے کہ اس فرمان میں اضافت ہے: او نسائھن میں اس کی شرح اس طرف لوٹتی ہے کہ ان کے زمانہ کی خواتین۔ صحیح میں ہے: میں نے کسی عورت پر اتنی غیرت نہ کھائی جتنی غیرت حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا پر کھائی تھی۔ صحیح کے علاوہ کتب حدیث میں ہے۔ مجھے رب تعالیٰ نے ان سے بہتر زوجہ عطا نہ کی۔ وہ سب سے پہلے مجھ پر ایمان لائیں۔ ان سے نور اور ایسی بھلائی کا اظہار ہوا جس میں خفاء نہیں ہے۔ ایک روایت میں ہے: مجھے ان کی محبت عطا کر دی گئی۔ اب ان کے اور حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے مابین فضیلت باقی رہ گئی۔ اگر ہم حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی نبوت کا قول کریں تو وہ حضرت سیدہ نساء العالمین رضی اللہ عنہا سے افضل ہیں۔ اگر ہم یہ قول کریں کہ وہ نبیہ نہ تھیں پھر بھی یہ احتمال ہے کہ وہ افضل ہوں کیونکہ ان کی نبوت میں اختلاف ہے۔ ایک احتمال مساوات کا بھی ہے۔ ان کی تخصیص اس لیے ہے کیونکہ عورتوں میں سے ان کے دلائل خصوصی ہیں۔ ایک احتمال یہ بھی ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ان سے افضل ہوں۔ وہ اس کے علاوہ دیگر خواتین سے بھی افضل ہوں جیسے کہ پہلے گزر چکا ہے مزید تفصیلات آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ابواب میں آئیں گے۔"

۱۳۴۔ آپ کی نوران نظر سارے عالمین کی عورتوں سے افضل ہیں۔ امام ترمذی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس حارث کی بہترین خاتون حضرت مریم رضی اللہ عنہا تھیں اور اس کی بہترین خاتون سیدہ خاتون جنت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ حارث بن ابی اسامہ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنے وقت کی خواتین میں سے بہترین حضرت مریم رضی اللہ عنہا تھیں اور اپنے وقت کی خواتین میں سے حضرت

فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا بہترین ہیں۔ ابو یعلی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حضرت حفصہ کا نکاح اس ہستی سے ہوا جو حضرت عثمان سے بہتر ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نکاح اس ذات سے ہوا جو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے افضل ہے۔ الحافظ لکھتے ہیں اسی سے یہ دلیل لی جاتی ہے کہ آپ کی نوران نظر آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے افضل ہیں۔

ابو نعیم نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اہل جنت کی خواتین کی سردار ہیں سوائے مریم بنت عمران کے۔ ابن دحیہ نے مرج البحرین میں لکھا ہے کہ عالم کبیر ابو بکر بن داؤد بن علی سے پوچھا گیا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں یا حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا افضل ہیں؟ انہوں نے کہا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ میں لخت جگر مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کو کسی کے برابر نہیں سمجھتا۔ امام سہیلی نے لکھا ہے: یہ عمدہ استدلال ہے۔ اس استدلال کی صحت اس سے بھی واضح ہے کہ جب حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے خود کو باندھا۔ انہوں نے قسم اٹھائی کہ انہیں صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کھولیں گے حضرت سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا انہیں کھولنے کے لیے آئیں۔ انہوں نے انکار کر دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہیں۔

۱۳۵۔ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی فضیلت و تکریم کے لیے ان کے لیے ثواب اور عقاب دگنا ہے۔ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۞ وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ۞ (الاحزاب: ۳۰۔ ۳۱)

ترجمہ: اے نبی کریم کی بیبیو! جس نے تم میں سے کھلی بیہودگی کی تو اس کے لیئے عذاب کو دو چند کر دیا جائے گا اور ایسا کرنا اللہ تعالیٰ پر بالکل آسان ہے اور جو تم میں سے فرمانبردار بنی رہی اللہ کی اور اس کے رسول کی اور نیک عمل کرتی رہی تو ہم اس کو اس کا اجر بھی دو چند دیں گے اور ہم نے اس کے لیے عزت والی روزی تیار کر رکھی ہے۔

الطبرانی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: چار قسم کے افراد کو دگنا اجر دیا جائے گا:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

علماء نے فرمایا ہے: "آخرت میں ان کے لیے دگنا اجر ہوگا۔ ایک قول یہ ہے کہ ایک اجر دنیا میں اور دوسرا اجر آخرت میں ملے گا۔ عذاب کے دگنا ہونے میں اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے ایک عذاب دنیا میں اور ایک عذاب آخرت میں ان

کے علاوہ کو جب دنیا میں عذاب دے دیا جاتا ہے تو آخرت میں عذاب نہیں ہوتا کیونکہ حدود کفارات ہیں۔ مجاہد نے لکھا ہے کہ دنیا میں دو حدیں مراد ہیں۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے اس کے عذاب کی بھی یہی کیفیت ہے جس نے ان پر تہمت لگائی۔ اسے دنیا میں ایک سو ساٹھ کوڑے مارے جائیں گے۔ حضرت قاضی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے: یہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بغیر خاص ہے۔ ان پر تہمت لگانے والے کو قتل کر دیا جائے گا دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے کسی پر تہمت لگانے والے کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ علامہ ماوردی نے لکھا ہے: اگر قتل کر دیا گیا تو ان پر عذاب کے دوگنے کی فضیلت باقی نہ رہے گی۔

۱۳۶۔ آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد سارے عالم سے افضل ہیں۔ ابن جریر نے کتاب السنۃ میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رب تعالیٰ نے میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو انبیاء اور مرسلین کے علاوہ دیگر عالم پر پسند کیا ہے۔ میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے چار کو چن لیا ہے وہ سیدنا ابوبکر صدیق، سیدنا عمر فاروق، سیدنا عثمان غنی اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں۔ یہ میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بہترین ہیں۔ وہ سب کے سب خیر پر ہیں۔ رب تعالیٰ نے میری امت کو ساری امم سے منتخب فرمالیا ہے۔ میری امت کے چار قرون منتخب کر دیئے ہیں، پہلا قرن، دوسرا قرن، تیسرا قرن لگاتار اور چوتھا قرن میری مراد ہے۔"

۱۳۷۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد انبیائے کرام علیہم السلام کی تعداد کے برابر ہے۔ سارے مجتہد ہیں۔ اسی لیے آپ نے فرمایا: میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں۔ تم ان میں سے جس کی اقتداء کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔

۱۳۸۔ آپ کی مسجد مساجد سے افضل ہے۔ اس میں نماز ادا کرنے کا ثواب کئی گنا ہے۔

۱۳۹۔ وہ شہر جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس جہان رنگ و بو میں تشریف لائے وہ زمین کے ٹکڑوں میں سے افضل ترین ہے پھر آپ کی ہجرت گاہ افضل ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ کی ہجرت گاہ تمام شہروں سے افضل ہے۔ شیخ کا یہی مؤقف ہے یہ بحث پہلے گذر چکی ہے۔

۱۴۰۔ اس کی مٹی مؤمنہ ہے۔ ابن زبالہ نے روایت کیا ہے: "مجھے اس ذات کی قسم جس کے دستِ تصرف میں میری جان ہے اس کی مٹی مؤمنہ ہے۔

۱۴۱۔ اسے تورات میں "مؤمنہ" کے نام سے موسوم کیا گیا ہے یا تو اس نے حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی تصدیق کی ہے جیسے ذوی العقول کرتے ہیں۔ یہ بعید نہیں کہ رب تعالیٰ جمادات میں وہ قوت پیدا کر دے جو تصدیق کے قابل ہو یا وہ ان میں تکذیب کے لیے قوت پیدا کر دے۔ آپ نے کنکریوں کی تسبیح اپنے دستِ اقدس میں سن لی تھی۔ یا یہ مجازی معنی ہے کہ اس کے باشندے اس وصف سے متصف ہیں اور ایمان اسی جگہ سے پھیلا یہ نفع اور برکت کے اعتبار سے مؤمنین کے اوصاف پر مشتمل ہے۔ یہ ضرر نہیں دیتا اس میں مسکنت پائی جاتی ہے یا اس کے باشندوں کو دشمنوں سے بچا کر ایمان میں داخل کر دیا گیا ہے وہ دجال اور طاعون سے امن میں ہیں۔

۱۴۲۔ اس کا غبار جذام کا مرض ختم کر دیتا ہے۔ ابن الجوزی نے الوفاء میں ابن نجار نے ابراہیم سے روایت کیا ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: مدینہ طیبہ کا غبار جذام سے شفاء ہے۔ رزین نے حضرت سعد سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب حضور اکرم ﷺ تبوک سے واپس تشریف لائے پیچھے رہ جانے والے اہل ایمان نے آپ سے ملاقات کی۔ جب غبار اڑا تو کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے چہرے ڈھانپ لیے۔ حضور اکرم ﷺ نے چہرۂ انور سے کپڑا ہٹایا۔ فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست تصرف میں میری جان ہے کہ اس کا غبار ہر مرض سے شفاء ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ نے جذام اور برص کا ذکر کیا۔ ابن زبالہ نے صیفی بن ابی عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم جس کے دستِ تصرف میں میری جان ہے کہ اس کی مٹی مؤمنہ ہے اور یہ جذام سے شفاء ہے۔ السید نے لکھا ہے: میں نے وہ افراد دیکھے ہیں جو اس کے گرد وغبار کی وجہ سے جذام کے مرض سے شفاء یاب ہوئے۔ وہ اس مرض میں شدت سے مبتلاء تھے وہ قباء کے رستے بطحان سے کوفہ بیضاء کی طرف گئے۔ وہ اس میں لیٹنے لگے۔ انہوں نے وہاں لیٹنے کے لیے جگہ بنالی۔ اس عمل نے انہیں بہت زیادہ نفع دیا۔ امام، حجت یحییٰ بن حسن بن جعفر علوی نے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ہمارے پاس الجرب آتے وہ سست تھے۔ آپ نے ان سے فرمایا: بنو حارث! تم سست کیوں ہو؟ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ ہمیں بخار نے آلیا ہے۔ آپ نے فرمایا: تم صعیب کو استعمال کیوں نہیں کرتے؟ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ ہم اس کے ساتھ کیا کریں؟ آپ نے فرمایا: تم مدینہ طیبہ کی مٹی کو اسے پانی میں ملالو پھر تم میں سے کوئی ایک اس پر تھوکے پھر یہ دم پڑھے: بسم اللہ تراب ارضنا بریق بعضنا شفاء لمریضنا باذن ربنا۔ انہوں نے اسی طرح کیا۔ بخار نے انہیں چھوڑ دیا۔

ابوالقاسم طاہر بن یحییٰ نے کہا ہے: "صعیب بطحان کی ایک وادی ہے جو الماجشونیہ سے پرے ہے۔ اس میں ایک گڑھا ہے۔ جس سے لوگ آج بھی مٹی لیتے ہیں۔ جب کوئی شخص مریض بن جاتا ہے تو وہ اس سے مٹی لیتا ہے۔ السید نے لکھا ہے: الماجشونیہ حدیبیہ میں ہے جو آج کل الدشنویہ سے معروف ہے۔ المجد اللغوی نے ذکر کیا ہے کہ علماء کی جماعت نے لکھا ہے کہ انہوں نے صعیب کی مٹی کو آزمایا ہے انہوں نے اسے صحیح پایا ہے۔ میں نے خود اسے اپنے مریض غلام کو پلایا وہ اس روز شفاء یاب ہوگیا۔ انہوں نے فرمایا: اس سے شفاء حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اسے پانی میں ڈالا جائے۔ اس سے غسل کیا جائے۔ السید نے لکھا ہے: اسے پانی میں ڈالنا چاہیے پھر اس پر تھوک ڈالنا چاہیے پھر اس پر مذکورہ دم پڑھنا چاہیے کچھ پانی پی لینا چاہیے اور کچھ سے غسل کرنا چاہیے۔"

۱۴۳۔ جس شخص نے مدینہ طیبہ کی دو سنگلاخ چٹانوں کے مابین کی سات عجوہ کھجوریں نہار منہ کھائیں تو تا شام کوئی چیز اسے نقصان نہ دے گی۔ اگر اس نے عجوہ کھجوریں شام کو کھالیں تو تا صبح اسے کوئی چیز نقصان نہ دے گی۔ امام مسلم نے

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: العالیہ کی عجوہ شفاء ہے یہ صبح کھانا زہر سے تریاق ہے۔ نسائی، طیالسی اور الطبرانی نے جید سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ عجوہ کھجور جنت سے ہے یہ زہر سے شفاء ہے۔

امام احمد اور شیخان نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے وقت صبح نہار منہ مدینہ طیبہ کے مابین دو سنگلاخ چٹانوں کی عجوہ کھجوریں کھائیں اس روز اس پر نہ جادو اثر کرے گا نہ ہی زہر۔ امام احمد کی روایت میں ہے کہ اس پر کوئی چیز اثر نہ کرے گی حتیٰ کہ شام ہو جائے گی۔ امام نووی لکھتے ہیں: اس کی تخصیص اسی کے ساتھ ہے۔ سات کا عدد ان امور میں سے ہے جس کا علم صرف حضرت شارع علیہ السلام کو ہے۔ ہم اس کی حکمت سے آگاہ نہیں ہیں۔ اس پر ایمان لانا لازم ہے اس کی فضیلت کا اعتقاد رکھنا ضروری ہے۔ جو کچھ اس ضمن میں قاضی اور مازری نے لکھا ہے وہ باطل ہے میں نے اس فقرہ سے ہر اس شخص کو خبردار کیا ہے تا کہ وہ اس کے دھوکے میں نہ آجائے۔ اسی طرح جو کچھ ابن التین نے ذکر کیا ہے وہ بھی مردود ہے کیونکہ احادیث طیبہ کا اس فضیلت کے بارے تذکرہ کرنا، علماء کا ان کا قصد کرنا علماء کا اس کا اطلاق عجوۃ المدینہ وغیرہا کے تبرک پر اطلاق کرنا اس امر کو رد کرتا ہے کہ اس کی تخصیص آپ کے زمانہ کے ساتھ خاص ہے یا یہ کہ اس کی اصل معدوم ہے۔ مدینہ طیبہ کی عجوہ کھجور معروف ہے۔ خلف سے سلف اس کی تعبیر کرتے رہے ہیں۔ ان کے چھوٹے اور بڑے ایسے علم سے آگاہ ہیں جو کہ شک کو قبول نہیں کرتا۔ ابن الاثیر نے لکھا ہے: العجوہ کھجور کی ایک قسم ہے یہ الصیحانی سے بڑی ہوتی ہے۔ یہ سیاہ رنگت کی طرف مائل ہوتی ہے۔ اسی کو حضور اکرم ﷺ نے اپنے دست اقدس سے لگایا۔ آخری بات کو القزاز نے ذکر کیا ہے۔ اسی پر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے اپنے مالک کے ساتھ مکاتبت کی تھی۔ آپ نے عقیر وغیرہ (العالیہ میں سے) پر یہی کھجور لگائی تھی۔ یہ عجوہ تھی عقیر کے مقام پر عجوہ آج تک پائی جاتی ہے۔ یہ بات بعید از قیاس ہے کہ آپ کے عہد ہمایوں کے بعد یہ نوع پیدا ہوئی تھی۔ آپ نے جو کھجوریں لگائی تھیں وہ موجود ہیں جیسے کہ یہ مخفی نہیں ہے۔ یہ السید کا موقف ہے۔

۱۴۴۔ اس میں فراس الغنم کا نصف اس کے مثل کی مثل ہوگا، جبکہ دوسرے شہروں کی یہ کیفیت نہیں ہے۔

۱۴۵۔ دجال مدینہ طیبہ میں داخل نہ ہو سکے گا۔

۱۴۶۔ نہ ہی طاعون مدینہ طیبہ میں داخل ہوگی۔

۱۴۷۔ اس سے بخار کو دور کر دیا گیا تھا۔ جب پہلے بخار یہاں آیا تو اسے الجحفہ منتقل کر دیا گیا، پھر جب حضرت جبرائیل امین آپ کے پاس بخار اور طاعون لے کر آئے تو آپ نے بخار کو مدینہ طیبہ روک لیا۔ طاعون کو شام بھیج دیا۔ امام احمد نے ثقہ راویوں سے حضرت ابو عسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جبرائیل امین میرے پاس بخار اور طاعون لے کر آئے۔ میں نے بخار کو مدینہ طیبہ میں روک لیا۔ طاعون کو شام بھیج دیا۔ طاعون میری امت کے لیے باعث شہادت اور رحمت ہے جبکہ یہ کافر کے لیے عذاب ہے۔

السید نے لکھا ہے: اقرب مؤقف یہ ہے کہ یہ آخری امر تھا جبکہ بخار کو مکمل طور پر منتقل کر دیا گیا تھا لیکن الحافظ کا مؤقف یہ ہے کہ جب آپ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد قلیل تھی۔ آپ نے بخار کو منتخب فرمایا کیونکہ طاعون کی بہ نسبت اس سے قلیل اموات واقع ہوتی ہیں کیونکہ اس میں اجر عظیم ہے۔ یہ اجسام کو کمزور کر دیتا ہے جب آپ کو جہاد کا حکم دیا گیا تو بخار کو جحفہ منتقل کرنے کے لیے دعا مانگی۔ جو طاعون سے شہید نہ ہوتا اسے راہ خدا میں شہادت آجاتی۔ جو اس سے بھی رہ جاتا تو اسے بخار ہو جاتا یہ آگ میں سے مؤمن کا حصہ ہے، پھر یہ بخار مدینہ طیبہ میں ہی رہا یعنی جبکہ مسلمانوں کی کثرت ہوگئی۔ یہ اسے دیگر شہروں سے ممتاز کرنے کے لیے تھا۔ السید نے لکھا ہے: اس امر کا تقاضا یہ ہے کہ امر کے آخر میں کچھ بخار اس کی طرف آگیا تھا اور ہمارے زمانہ میں بھی دیکھا گیا ہے یہ بالکل بخار سے خالی نہیں ہے لیکن یہ اب اس طرح نہیں جیسے یہ پہلے تھا لیکن طاعون کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ یہ طاعون سے بالکل محفوظ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب تعالیٰ کے لیے اپنی امت کے لیے دعا کی کہ وہ ان سے کچھ سلب نہ کرے، نہ ہی وہ ایک دوسرے سے خونریزی کریں۔ آپ کو اس دعا سے روک دیا گیا۔ آپ نے اپنی دعا میں فرمایا: پھر بخار یا طاعون سے تحفظ۔ بخار سے مراد آپ کی وہ جگہ تھی جہاں طاعون کا مرض نہ پہنچے گا۔ آج کل مدینہ طیبہ میں جو بخار ہے وہ وبائی بخار نہیں ہے بلکہ وہ آپ کی دعا کے طفیل رحمت ہے۔ الجھن اس سے پیدا ہوتی ہے کہ آپ نے طاعون کو دجّال کے ساتھ ملا دیا جبکہ طاعون شہادت اور رحمت ہے اس کے نہ ہونے پر تعریف کیسے کی جا سکتی ہے۔ یہ اشکال درج ذیل وجوہات کی بناء پر ہے:

۱۔ اس کا اس طرح ہونا اس کی ذات کے اعتبار سے نہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ یہ اس پر مترتب ہوتا ہے۔ امام احمد کی روایت سے ثابت ہوتا ہے: جنات میں سے تمہارے دشمنوں کو لے لیا جاتا ہے۔ اس سے کفار جنات اور ان کے شیاطین مراد ہیں۔ انہیں اس میں مبتلاء ہونے سے روک دیا گیا ہے جیسے دجال مدینہ طیبہ میں داخل نہ ہو سکے گا۔ کیا تم دیکھتے نہیں ہو کافر کا مسلمان کو قتل کر ڈالنا شہادت ہے۔ اگر یہ ثابت ہو جاتا کہ کفار مسلمان پر مسلط نہیں ہو سکتے تو وہ بڑے شرف سے محروم ہو جائے۔

۲۔ اسبابِ رحمت صرف طاعون میں منحصر نہیں ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا عوض بخار لے لیا۔ جب آپ کو اختیار دیا گیا تو آپ نے بخار کو منتخب فرمالیا۔ یہ مؤمن کے لیے پاکیزگی اور آگ میں سے اس کا حصہ ہے۔ طاعون کئی سالوں کے بعد آتا ہے جبکہ بخار بار بار آتا ہے یہ دونوں برابر ہو گئے لیکن اس پر اعتراض کی گنجائش ہے کیونکہ رحمت کے اسباب کی کثرت مطلوب ہوتی ہے اور اس کے معدوم ہونے پر تعریف کرنے کا اشکال ختم نہیں ہوتا۔

۳۔ اگرچہ یہ رحمت اور شہادت پر مشتمل ہوتا ہے لیکن اس کے اسباب وہ اشیاء ہیں جن کا ظہور امت سے ہوتا ہے جیسے بعض گناہوں کا ظہور۔ امام احمد نے حسن اور صحیح اسناد سے حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت کیا ہے کہ طاعون تمہارے رب تعالیٰ کی رحمت تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا اور تم سے پہلے کے صالحین کے لیے موت کا سبب ہے۔

امام احمد نے ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہ تمہارے نبی کریم ﷺ کی دعا کیسے ہے۔ آپ نے اپنے رب تعالیٰ سے التجاء کی کہ آپ کی امت قحط سالی سے ہلاک نہ ہو۔ آپ کو یہ دعا عطا کر دی گئی۔ آپ نے التجاء کی کہ ان کا دشمن ان پر (جو ان کے غیر سے ہو) مسلط نہ ہو۔ آپ کو یہ دعا بھی عطا کر دی گئی۔ آپ نے التجاء کی کہ وہ ان سے کوئی چیز سلب نہ کرے اور نہ ہی یہ باہم لڑائی جھگڑے کریں۔ مگر آپ کو اس دعا سے روک دیا گیا۔ اس وقت آپ نے دعا میں عرض کی: ''پھر بخار یا طاعون'' آپ نے تین دفعہ اسی طرح کیا۔ طاعون مؤاخذہ کی ایک نوع کو شامل ہے۔ اس وقت آپ نے یہ دعا اس لیے کی تا کہ ان کی باہم خونریزی کی کفایت حاصل ہو سکے۔ ان کی موت ایسے سبب سے ہو، لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کے شہر مبارک کو اس طاعون سے محفوظ رکھا جو انتقام پر مشتمل ہے۔ یہ اس کے نبی کریم ﷺ کے اکرام کے لیے ہے۔ ان کے لیے بخار مقرر کر دیا جو جسموں کو کمزور کرتا ہے تا کہ وہ ایک دوسرے سے لڑ نہ سکیں یہ بخار انہیں پاک و صاف کر دے۔ آپ کا فرمان وہاں بخار یعنی وہ جگہ جہاں طاعون کا مرض داخل نہیں ہو سکتا بلکہ اس سے محفوظ ہے وہ آپ کا پڑوس مبارک ہے۔ آپ کا فرمان: ''لَوْ طَاعُوْناً'' اس جگہ کے لیے ہے جو اس سے محفوظ نہیں ہے وہ دیگر سارے شہر ہیں۔ یہ السیّد نور الدین کا مؤقف ہے۔ احادیث طیبہ کی سمجھ سے میں بھی اسی مؤقف پر پہنچا ہوں یہ اس بخار کے شرف و فضل پر دلالت کرتا ہے جو مدینہ طیبہ میں واقع ہو کیونکہ یہ ہمارے نبی کریم ﷺ کی دعا اور ہمارے لیے رحمت ہے۔ یہ آپ کی دعا کا لازم ہے یہ اس طاعون کے مقابلہ میں ہے جو ان کے علاوہ دیگر لوگوں کے لیے رحمت ہے۔ بخار ان کے لیے رحمت ہو گا یہ اس وبائی بخار کے علاوہ ہے جو مدینہ طیبہ سے چلا گیا تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الحافظ نے لکھا ہے: حق امر یہ ہے کہ ان احادیث میں طاعون سے مراد وہ ہے جو جنات کے مارنے سے پیدا ہوتا ہے۔ اس سے جسم میں خون جوش مارنے لگتا ہے۔ یہ مدینہ طیبہ میں کبھی بھی داخل نہ ہو گا۔

۱۴۸۔ جب آپ کے اختیار سے بخار مدینہ طیبہ میں آیا تو یہ کسی کو لاحق ہونے کی استطاعت نہ رکھتا تھا وہ آیا۔ آپ کے در اقدس پر کھڑا ہو گیا۔ اذن طلب کی کہ آپ انہیں کس طرف بھیجتے ہیں۔ آپ نے انہیں انصار کی طرف بھیج دیا۔

امام احمد نے صحیح کے راویوں سے، ابو یعلی، الطبرانی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: بخار نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں اذن طلب کیا۔ آپ نے پوچھا: کون ہو؟ اس نے عرض کی: ''ام ملدم'' آپ نے اسے اہل قباء کی طرف جانے کا اذن دے دیا۔ انہیں اتنا بخار ہوا جتنا اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ وہ آپ کی خدمت میں آئے۔ اس کا شکوہ آپ کی خدمت میں کیا۔ آپ نے فرمایا: اگر تم پسند کرو تو میں رب تعالیٰ سے التجاء کرتا ہوں کہ وہ اسے تم سے دور لے جائے اگر تم پسند کرو تو یہ تمہارے لیے پاکیزگی بن جائے گا۔ یا تمہارے گناہوں کو ختم کر دے گا۔ انہوں نے عرض کی: کیا آپ ایسے کر سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! انہوں نے عرض کی: اسے چھوڑ دیں۔

۱۴۹۔ دن کی ساعت بھر کے لیے آپ کے لیے مکہ مکرمہ کو حلال کر دیا گیا تھا۔ آپ سے قبل یہ کسی کے لیے حلال نہ ہوا تھا۔

۱۵۰۔ مدینہ طیبہ کی دو سنگلاخ چٹانوں کے مابین زمین کو آپ نے حرم بنا دیا، امام احمد، امام مسلم اور امام نسائی نے حضرت

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ امام مسلم اور ابن جریر نے حضرت رافع بن خدیج سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حضرت ابراہیم نے مکہ مکرمہ کو حرم بنایا تھا میں مدینہ طیبہ کی دو سنگلاخ چٹانوں کے درمیانی حصے کو حرم بناتا ہوں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ اضافہ ہے: نہ اس کے کانٹے (دار جھاڑیوں) کو کاٹا جائے گا اور نہ ہی اس کے عضاہ کو کاٹا جائے گا۔ شیخان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ طیبہ پر نظر کرم فرمائی۔ عرض کی: ''مولا! میں اس کے دونوں پہاڑوں کے مابین کو اسی طرح حرم بناتا ہوں جیسے ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرم بنایا تھا۔)

۱۵۱۔ مدینہ طیبہ کے سانپوں کو نہ مارا جائے گا مگر انہیں ڈرانے کے لیے انداز ان کے ساتھ خاص ہے۔

۱۵۲۔ قبر میں میت سے آپ کے متعلق پوچھا جائے گا۔ امام احمد اور امام بیہقی نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''قبر کی آزمائش یہ ہے کہ تمہیں میری وجہ سے آزمایا جائے گا۔ پاکباز شخص کو اٹھایا جائے گا۔ اس سے پوچھا جائے گا: اس کے ہستی کے متعلق تیرا کیا خیال ہے جو تم میں جلوہ افروز تھی۔ وہ کہے گا: محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ حکیم ترمذی اور ابن عبدالبر نے لکھا ہے: قبر کا سوال اس امت کے ساتھ خاص ہے۔

۱۵۳۔ فرشتہ اجل نے آپ سے اذن طلب کیا۔ اس سے قبل اس نے کسی نبی سے اذن طلب نہ کیا تھا۔ یہ تفصیلات آپ کے وصال کے ابواب میں آ رہی ہیں۔ ان شاء اللہ!

۱۵۴۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے نکاح کرنا حرام ہے اسی طرح وہ لونڈی بھی حرام ہے جس کے ساتھ آپ نے مباشرت کی ہو۔ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ؕ (الاحزاب: ۵۳)

ترجمہ: اور تمہیں یہ زیب نہیں دیتا کہ تم اذیت پہنچاؤ اللہ کے رسول کو اور تمہیں اس کی بھی اجازت نہیں کہ تم نکاح کرو ان کی ازواج سے ان کے بعد کبھی۔

یہ آپ کے علاوہ کسی اور نبی کے لیے ثابت نہیں ہے بلکہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی داستان جبار کے ساتھ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ فرمانا: یہ میری بہن ہے، انہوں نے ارادہ کر لیا تھا کہ وہ انہیں طلاق دے دیں تاکہ جبار ان کے ساتھ نکاح کرے۔ اس سے یہ استدلال ہو سکتا ہے کہ یہ سارے انبیاء کی خصوصیت نہ تھی۔ اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ وہ امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن ہیں۔ اس میں وہ ذلت ہے جس سے آپ کا منصب رفیع پاک اور منزہ ہے۔ آپ اپنی قبر انور میں زندہ ہیں ماوردی نے یہی وجہ لکھی ہے کہ ان پر وصال کی عدت واجب نہ تھی۔ وہ عورتیں جن کو آپ نے حیات طیبہ میں جدا کر دیا تھا جیسے پناہ طلب کرنے والی اور جس کے پہلو میں سفیدی دیکھی تھی ان کے بارے کئی وجوہات ہیں۔

(۱) وہ بھی اسی طرح حرام ہیں۔ امام شافعی نے اسی پر نص قائم کی ہے۔ الروضہ میں اسی کو صحیح کہا ہے

کیونکہ آیت طیبہ میں عموم پایا جاتا ہے۔ بعد سے مراد بعدیۃ الموت نہیں بلکہ بعدیۃ النکاح ہے۔

(۲) دوسرا قول یہ ہے کہ وہ حرام نہیں ہیں۔

(۳) امام الحرمین اور الرافعی نے الشرح الصغیر میں اسے صحیح کہا ہے۔ صرف مدخول بہا حرام ہوتی ہے۔ یہ اختلاف اس میں بھی ہے۔ جس نے فراق کو پسند کیا لیکن امام الحرمین اور امام غزالی کے نزدیک وہ حلال ہے۔ ایک گروہ نے یہی قطعی قول کیا ہے تاکہ اختیار دینے کا فائدہ عیاں ہو جائے۔ وہ دنیا کی زیب وزینت کو حاصل کر لینا ہے۔ وہ لونڈی جس کو آپ نے مباشرت کے بعد جدا کر دیا ہو۔ اس میں بھی کئی وجوہات ہیں۔

(۴) وہ حرام ہے۔ بشرطیکہ آپ وصال کی وجہ سے اس سے علیحدہ ہوئے ہوں۔ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا۔ اگر آپ نے اسے اپنی حیات طیبہ میں بیچ دیا ہو تو وہ حرام نہیں ہے۔

اس آیت طیبہ کے نزول کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص نے کہا: اگر محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا تو میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا یا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لوں گا۔ اس وقت یہ آیت طیبہ اتری۔ الطبری نے اسے انتہائی ضعیف سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ ابن بشکوال نے اسے کلبی کی سند سے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ یہ قول کرنے والا طلحہ بن عبید اللہ القرشی ہے۔ ایک جماعت نے اس طلحہ کے متعلق لغزش کھائی ہے۔ انہوں نے اسے وہ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سمجھ لیا ہے جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں لیکن یہ وہ نہیں ہیں یہ کوئی اور طلحہ ہے جو اپنے نام، باپ کے نام اور نسب میں ان کے ساتھ مشارکت رکھتا ہے۔ یہ حضرت طلحہ وہ مشہور صحابی ہیں جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ ان کا نسب یہ ہے طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان بن عمر بن کعب بن سعد بن تیم التیمی جبکہ اس قصے میں طلحہ بن عبید اللہ بن شافع بن عیاض بن صخر بن کعب بن سعد بن کعب بن تیم التیمی ہے۔ موسیٰ نے الذیل میں طلحہ کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ یہ آیت طیبہ اسی کے متعلق اتری ہے۔

وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ (الاحزاب: ۵۳)

ترجمہ: اور تمہیں یہ زیب نہیں دیتا کہ تم اذیت پہنچاؤ اللہ کے رسول کو۔

اس آیت طیبہ پر ابن شاہین، ابو موسیٰ المدینی، الحافظ اور الشیخ نے تنبیہ لکھی ہے۔

۱۵۵۔ زمین کا وہ مبارک ٹکڑا جن میں آپ مدفون ہیں وہ کعبہ اور عرش سے بھی افضل ہے۔ علماء کرام نے لکھا ہے کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے افضل ہونے میں جو اختلاف ہے وہ قبر انور کے علاوہ دیگر جگہ میں ہے۔

۱۵۶۔ آپ کی کنیت پر کنیت رکھنا حرام ہے۔ یہ تفصیلات گزر چکی ہیں۔

۱۵۷۔ آپ کے اسم گرامی محمد (جان عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر نام رکھنا جائز ہے۔

۱۵۸۔ جس کے بیٹے کا نام قاسم ہو وہ اپنی کنیت ابوالقاسم نہ رکھے۔ یہ امام نووی کا مؤقف ہے جسے انہوں نے شرح مسلم میں لکھا ہے الشیخ نے لکھا ہے کہ سراج الدین الملقن نے خصائص میں لکھا ہے کہ ایک گروہ نے اس مؤقف کی مخالفت کی ہے۔ انہوں نے آپ کے نام پر نام رکھنے سے منع کیا ہے خواہ کوئی بھی کنیت اختیار کی جائے۔ اسے شیخ زکی الدین المنذری نے لکھا ہے۔ ابن سعد نے ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے روایت کیا ہے انہوں نے لکھا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہر اس بچے کو جمع کیا جس کا نام محمد تھا۔ انہیں ایک گھر میں جمع کیا تاکہ ان کے نام تبدیل کر دیں ان کے آباء آ گئے۔ انہوں نے گواہ پیش کر دیے کہ ان کے فرزندوں کے نام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکھے تھے انہوں نے انہیں چھوڑ دیا۔ ابوبکر نے کہا ہے کہ ان کے والد گرامی بھی ان میں تھے۔

۱۵۹۔ اللہ تعالیٰ کی جناب میں آپ کی قسم (وسیلہ) پیش کیا جائے کسی اور کو یوں پیش کرنا درست نہیں جیسے کہ نابینا کے واقعہ میں حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کے واقعہ میں ہے: اللھم انی اتوجه الیك بنبیك محمد۔ ابن عبدالسلام نے لکھا ہے: بہتر ہے کہ اسے صرف آپ کی ذات والا تک ہی محدود کر دیا جائے کیونکہ آپ اولاد آدم کے سردار ہیں۔ آپ کے علاوہ کسی اور نبی، فرشتے اور ولی کی قسم پیش نہ کی جائے کیونکہ وہ آپ کے درجہ رفیعہ پر فائز نہیں ہیں یہ اختصاص آپ کے علو مرتبت اور شان رفیع کی وجہ سے ہے۔

۱۶۰۔ کسی نے آپ کی شرمگاہ نہیں دیکھی۔ اگر کوئی دیکھ لیتا تو اس کی بصارت ختم ہو جاتی۔ آپ کے حیاء کے باب میں گزر چکا ہے مزید تفصیلات وصال کے ابواب میں آئیں گی۔

۱۶۱۔ آپ کے لیے خطا کا صدور روا نہیں۔ ابن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسے شمار کیا ہے۔ الماوردی نے بھی اسے آپ کی خصوصیت کہا ہے۔ آپ کے اجتہاد کے بارے میں یہی مؤقف ہے، کیونکہ آپ خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد ایسا کوئی نبی نہیں جس کی پیروی کی جائے یہ امر دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے خلاف ہے۔ اسی لیے رب تعالیٰ نے آپ کو خطا سے معصوم فرمایا ہے۔ امام شیرازی نے لکھا ہے کہ آپ کے اجتہاد میں خطا نہیں ہو سکتی۔ امام بیضاوی نے اسے ہی یقین کے ساتھ لکھا ہے۔ ابن سبکی نے اسے ہی درست کہا ہے۔ اسی کا حکم اعتقاد رکھتے ہیں اور اس کو اختیار کرتے ہیں۔

۱۶۲۔ آپ کے لیے نسیان جائز نہیں۔ اس کو امام نووی نے شرح مسلم میں لکھا ہے۔

۱۶۳۔ سابقہ انبیاء میں سے ہر نبی کی نبوت خاص اس کی امت میں ہوتی تھی کہ اس امت میں آپ کے علماء میں سے عالم آپ کے قائم مقام ہوتا ہے۔ جو آپ کے نقش قدم پر چلتا ہے۔ لہٰذا وارد ہے: میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں۔ روایت ہے: عالم اپنی قوم میں اسی طرح ہے جیسے نبی اپنی امت میں ہوتا ہے۔ یہ البارزی کا مؤقف ہے۔ میں کہتا ہوں کہ پہلی روایت کے متعلق حافظ وغیرہ نے لکھا ہے کہ وہ موضوع ہے کیونکہ یہ روایت اس طرح ہے: علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ پہلی روایت کو ابونعیم نے ضعیف سند کے ساتھ لکھا ہے کہ درجہ نبوت کے قریبی

لوگ اہل علم و اہل جہاد ہیں۔ دوسری روایت کو الدیلمی نے ان الفاظ میں لکھا ہے: بزرگ اپنی قوم میں اسی طرح ہوتا ہے جیسے نبی اپنی قوم میں ہوتا ہے۔

۱۶۴۔ آپ کا نام عبد اللہ بھی ہے۔ اس کا اطلاق آپ کے علاوہ کسی اور پر نہیں ہوتا۔ اس نے فرمایا:

اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا ۝ (الاسراء: ۳)

ترجمہ: بے شک نوح ایک شکر گزار بندہ تھا۔

نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ (ص: ۳۰)

ترجمہ: بڑی خوبیوں والا بندہ۔

اسے البارزی نے لکھا ہے۔

۱۶۵۔ قرآن پاک اور اس کے علاوہ کہیں اور تذکرہ نہیں کہ رب تعالیٰ نے آپ کے علاوہ کسی اور پر درود پڑھا ہو۔ یہ خصوصیت صرف آپ کی ہے۔ رب تعالیٰ نے صرف آپ کو اس کے ساتھ خاص کیا ہے۔

۱۶۶۔ جس نے آپ پر ایک بار درود شریف پڑھا رب تعالیٰ دس بار اس پر نظر رحمت فرمائے گا۔

۱۶۷۔ جس نے آپ پر دس بار درود شریف پڑھا رب تعالیٰ اس پر سو بار نظر رحمت فرمائے گا۔

۱۶۸۔ جس نے آپ پر ایک سو بار درود شریف پڑھا۔ رب تعالیٰ اس پر ایک ہزار دفعہ نظر رحمت کرے گا۔

۱۶۹۔ دعا کی قبولیت کو روک دیا جاتا ہے حتیٰ کہ آپ پر درود پاک پڑھ لیا جائے۔

۱۷۰۔ آپ پر قبر انور میں آپ کی امت کا درود اور سلام پیش کیا جاتا ہے۔

۱۷۱۔ وہ رسواء ہو گیا جس کے پاس آپ کا ذکر جمیل کیا گیا مگر اس نے آپ پر درود شریف نہ پڑھا۔

۱۷۲۔ جو قوم بھی کسی محفل میں بیٹھی مگر وہاں آپ پر صلوٰۃ و سلام نہ پڑھا گیا۔ وہ ان کے لیے روز حشر حسرت و ندامت ہو گی۔ گویا کہ وہ مردار کی بدبو پر اٹھیں گے۔

۱۷۳۔ اس شخص کو خبر دار کیا جائے گا جس کے پاس آپ کا ذکر کیا گیا مگر اس نے آپ پر درود نہ پڑھا۔

۱۷۴۔ جو آپ پر درود شریف پڑھنا بھول گیا۔ وہ جنت کا رستہ بھول جائے گا۔

۱۷۵۔ جس نے کتاب میں آپ کا اسم گرام لکھتے وقت آپ پر درود شریف بھیجا جب تک آپ کا اسم گرامی اس کتاب میں موجود ہو گا۔ رحمت اس پر برستی رہے گی۔

۱۷۶۔ آپ پر درود شریف طہارت، پاکیزدگی اور کفارہ ہے۔

۱۷۷۔ درود شریف آپ کی شفاعت کا موجب ہے۔

۱۷۸۔ مغفرت کا سبب ہے۔

۱۷۹۔ جس نے آپ پر ایک ہزار بار درود شریف پڑھا وہ اس وقت تک نہ مرے گا حتیٰ کہ جنت میں اپنا ٹھکانہ دیکھ لے۔

۱۸۰۔ جس نے آپ پر ایک بار درود شریف پڑھا۔ رب تعالیٰ دس بار اس پر نظر رحمت کرے گا۔

۱۸۱۔ اس کے دس درجات بلند کر دے گا۔

۱۸۲۔ اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دی جائیں گی۔

۱۸۳۔ اس کی دس خطائیں مٹا دی جائیں گی۔

۱۸۴۔ جس دعا کے اول و آخر میں آپ پر درود شریف پڑھا گیا اس کی اجابت کی امید کی جا سکتی ہے۔

۱۸۵۔ درود شریف کے طفیل رب تعالیٰ اس کے اہم امور کی کفایت کرے گا۔

۱۸۶۔ درود شریف پڑھنے والا روز حشر آپ کے قریب ہوگا۔

۱۸۷۔ یہ تنگ دست کے لیے صدقہ کے قائم مقام ہوگا۔

۱۸۸۔ یہ ضروریات کو پورا کرنے کا سبب ہے۔

۱۸۹۔ درود شریف پڑھنے والے کے لیے موت سے قبل جنت کی بشارت ہے۔

۱۹۰۔ اسے قیامت کے احوال سے نجات ملے گی۔

۱۹۱۔ درود شریف پڑھنے والے کو آپ جواب ارشاد فرماتے ہیں۔

۱۹۲۔ درود شریف پڑھنے والے کو وہ چیز یاد آجاتی ہے جسے وہ بھلا چکا ہو۔

۱۹۳۔ آپ پر درود شریف پڑھنے والے کی محفل روز حشر اس کے لیے حسرت نہ بنے گی۔

۱۹۴۔ درود پاک فقر کو ختم کر دیتا ہے۔

۱۹۵۔ یہ درود شریف پڑھنے والے کے عذر کو ختم کر دیتا ہے جبکہ اسے بخیل کہا جاتا ہو۔

۱۹۶۔ درود شریف پڑھنے والا آپ اس کی بددعا سے بچ جاتا ہے جو آپ نے نہ پڑھنے والے کے لیے رسوائی کے لیے کی تھی۔

۱۹۷۔ درود شریف روز حشر درود شریف پڑھنے والے کو جنت کے راستے پر گامزن کر دے گا۔

۱۹۸۔ مجلس کے فتنوں سے اسے نجات دے گا۔

۱۹۹۔ یہ اس کلام کی تکمیل کا سبب ہے جسے رب تعالیٰ کی تعریف کے ساتھ شروع کیا جائے۔

۲۰۰۔ پل صراط پر چلتے وقت درود شریف پڑھنے والے کا نور زیادہ ہو جائے گا۔

۲۰۱۔ رب تعالیٰ اہل آسمان اور اہل زمین کے مابین اس کی عمدہ تعریف کرتا ہے۔

۲۰۲۔ درود شریف پڑھنے والے کا تزکیہ ہو جاتا ہے اس کی عمر، عمل اور اصلاح کے اسباب میں اضافہ کر دیا جاتا ہے۔

۲۰۳۔ آپ پر درود شریف پڑھنے والے کو رب تعالیٰ کی رحمت نصیب ہوتی ہے۔

۲۰۴۔ درود شریف پڑھنے کی صحبت کو مداومت نصیب ہوتی ہے اس میں اضافہ اور زیادتی ہو جاتی ہے جب بھی بندہ اپنے محبوب کا زیادہ ذکر کرتا ہے۔ اسے اپنے قلب میں حاضر کرتا ہے۔ آپ کے محاسن کا ذکر کرتا ہے۔ ان خوبیوں کا ذکر کرتا ہے جو آپ کی محبت کو زیادہ کرتا ہے۔ آپ کے شوق میں اضافہ کرتا ہے۔

۲۰۵۔ درود شریف پڑھنے والے سے آپ محبت کرتے ہیں۔

۲۰۶۔ درود شریف پڑھنے والے کی آپ کی طرف راہ نمائی کر دی جاتی ہے۔

۲۰۷۔ اس کے دل کو حیات نو نصیب ہوتی ہے۔

۲۰۸۔ آپ کے اسماء گرامی توقیفیہ ہیں۔ یہ ابو الفتوح الطائی نے لکھا ہے۔

۲۰۹۔ آپ کا نام رکھنا مبارک اور میمون ہے۔ ابن ابی عاصم نے ابن ابی فدیک کی سند سے حضرت جشیب رضی اللہ عنہ سے اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: جس نے میرے نام پر نام رکھا اس نے میری برکت کی امید کی۔ اس پر برکت ڈال دی جائے گی جو تا روز حشر جاری رہے گی۔ الطبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کے ہاں تین بچے ہوئے مگر اس نے ان میں سے کسی ایک کا نام محمد نہ رکھا اس نے جہالت کا کام کیا۔

۲۱۰۔ محمد نام والے شخص کو مارنا اور گالی دینا مکروہ ہے۔ بزار، ابو یعلی، ابن عدی اور حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: تم اپنے بچوں کے نام محمد رکھ لیتے ہو پھر انہیں برا بھلا کہتے ہو۔ بزار نے حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ نے فرمایا: جب تم کسی بچے کا نام محمد رکھ لو تو نہ تو اسے مارو اور نہ اسے رسواء کرو۔

۲۱۱۔ آپ کے اسم مبارک کا معنی آپ کے اخلاق اور اوصاف کے مطابق ہے۔ آپ کا اسم مبارک آپ کے مسمی کے مطابق ہے۔ یہی آپ کے اخلاق تھے۔ یہ آپ کے اسم مبارک کے جملہ کی تفصیل ہے اور اس کے معنی کی شرح ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کا سب سے مشہور اسم گرامی محمد (فداہ روحی) ہے آپ کے اسماء کے ابواب میں تفصیل گزر چکی ہے کہ آپ کا یہ اسم گرامی کیوں رکھا گیا، کیونکہ آپ میں "حمد" کا خاصہ پایا جاتا ہے آپ رب تعالیٰ کے ہاں محمود ہیں۔ فرشتوں کے ہاں محمود ہیں۔ انبیائے کرام کے ہاں محمود ہیں ساری روئے زمین کے ہاں محمود ہیں۔ اگرچہ بعض نے آپ کے ساتھ کفر کیا ہے۔ آپ میں کمال کی ایسی صفات پائی جاتی ہیں جو ہر عاقل کے ہاں محمود ہیں۔ اگرچہ وہ انکار کرے گا تو اس کی وجہ سرکشی، عناد اور جہالت ہوگی۔ اگر اسے آپ کے اخلاق کے متعلق علم ہو جاتا تو وہ ضرور آپ کی تعریف کرتا جو صفاتِ کمال سے متصف ہوتا ہے اس کی ستائش کی جاتی ہے اور ان کا وجود اس میں جوش مارتا ہے۔ آپ حقیقت میں رب تعالیٰ کے حامد ہیں۔ آپ کے ساتھ حمد کا معنی اس طرح مختص ہے کہ آپ کے لیے وہ کسی اور کے

لیے اس طرح جامع نہیں ہے۔ محمد اور احمد آپ کے اسماء گرامی ہیں۔ آپ کی ملت مرحومہ حمادون ہے۔ وہ رب تعالیٰ کی ہر تنگی اور آسائش میں حمد بیان کرتی ہے۔ آپ کی اور آپ کی ملت مرحومہ کی نماز کا آغاز حمد سے ہوتا ہے۔ آپ کا خطبہ حمد سے شروع ہوتا ہے آپ کی کتاب حکیم حمد سے شروع ہوتی ہے۔ روز حشر لواء حمد آپ کے دستِ اقدس میں ہوگا۔ آپ اس مقام محمود پر فائز ہوں گے جس پر اول و آخر رشک کریں گے۔ جب آپ اپنے رب تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوں گے۔ شفاعت طلب کریں گے ایسی محامد سے رب تعالیٰ کی تعریف کریں گے جو اسی وقت ہی آپ پر کھولی جائیں گی۔ جب آپ اس مقام پر جلوہ افروز ہوں گے تو سارے اہل حشر، ان کے مؤمن اور کافر، ان کے اول و آخر رب تعالیٰ کی حمد و بیان کریں گے۔ آپ اس لیے بھی محمود ہیں کیونکہ آپ زمین کو ہدایت، ایمان، علم نافع اور عمل صالح سے بھر دیا۔ آپ کو عمدہ اخلاق اور اچھے خصائل سے یوں آراستہ کر دیا گیا کہ جس نے بھی آپ کے اخلاق کو دیکھا عادات ملاحظہ کیں۔ اسے علم ہو گیا کہ آپ کے اخلاق سب سے اچھے ہیں۔ اس موضوع پر پہلے بھی کچھ بحث ہو چکی ہے۔

۲۱۲۔ رب تعالیٰ نے آپ کے ساتھ وحی کی تینوں اقسام میں گفتگو کی۔ (۱) سچے خواب (۲) واسطہ کے بغیر کلام اور (۳) حضرت جبرائیل امین کے واسطہ سے کلام۔ اس خصوصیت کا تذکرہ ابن عبد السلام نے کیا ہے۔ اس کی تفصیلات بعثت کی ابتداء میں گزر چکی ہیں۔

دوسرا باب

شریعت مطہرہ اور امت مرحومہ کے اعتبار سے آپ کی خصوصیات

۱۔ آپ کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ کے لیے مال غنیمت کو حلال کر دیا گیا۔

۲۔ ساری روئے کو آپ کے لیے مسجد بنادی گئی، جبکہ سابقہ امتیں صرف گرجوں اور کنیسوں میں نماز ادا کر سکتی تھیں۔

۳۔ مٹی کو آپ کے لیے پاکیزہ بنادیا گیا۔ اسی کا نام تیمم ہے۔

شیخان نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے لیے روئے زمین کو مسجد اور پاکیزگی بنا دیا گیا ہے۔ میری امت کے فرد کو جہاں بھی نماز کا وقت ہو جائے وہ وہیں نماز ادا کر لے۔ میرے لیے مالِ غنیمت کو حلال کر دیا گیا۔ یہ مجھ سے قبل کسی کے لیے حلال نہ تھا۔

امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے چھ اشیاء کے ذریعے لوگوں پر فضیلت دی گئی ہے۔ (۱) مجھے جوامع الکلم عطا کیے گئے ہیں۔ (۲) رعب سے میری نصرت کی گئی ہے۔ (۳) میرے لیے مال

غنیمت کو حلال کر دیا گیا ہے۔(۴) میرے لیے زمین کو پاکیزگی اور مسجد بنا دیا گیا ہے۔

الطبرانی نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے اور میری امت کو نماز میں فضیلت دی گئی ہے۔ میری امت اس طرح صفیں بناتی ہے جیسے فرشتے صفیں بناتے ہیں۔ مٹی کو میرے لیے وضو بنا دیا گیا ہے۔ زمین کو میرے لیے مسجد بنا دیا گیا ہے۔ میرے لیے مال غنیمت کو حلال کر دیا گیا ہے۔

امام بخاری نے تاریخ میں، بزار، بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سابقہ انبیاء خمس سے رب تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے تھے۔ آگ آتی تھی اور اس سامان کو جلا کر راکھ کر دیتی تھی، جبکہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اسے اپنی امت کے فقراء میں تقسیم کر دوں۔

علامہ خطابی رقمطراز ہیں: ''آپ سے پہلے گزرنے والے انبیاء کی دو اقسام ہیں۔(۱) جنہیں جہاد کے لیے اذن نہیں دیا گیا تھا، نہ ہی ان کے لیے مال غنیمت تھا۔(۲) بعض کو اذن جہاد دے دیا گیا تھا لیکن جب وہ مال غنیمت حاصل کر لیتے تو اسے کھانا ان کے لیے حلال نہ تھا۔ آگ آتی تھی اور اس مال غنیمت کو کھا جاتی تھی، جیسے کہ صحیح میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انبیاء کرام میں سے ایک نبی نے جہاد کیا۔ انہوں نے مال غنیمت کو جمع کیا۔ آگ آئی مگر اس نے اسے نہ جلایا۔

امام احمد اور امام مسلم نے روایت کیا ہے: انہوں نے مال غنیمت کو جمع کیا۔ آگ آئی۔ حضرت ابن مسیب رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے: جب وہ مال غنیمت حاصل کر لیتے تو رب تعالیٰ آگ کو بھیجتا وہ اسے ہڑپ کر جاتی۔ یہ واقعہ معراج کے قصہ میں تفصیلاً گزر چکا ہے۔ رد الشمس کے معجزات میں بھی اس کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ اس میں ہے: ''رب تعالیٰ نے ہمارے لیے مال غنیمت کو حلال کر دیا۔ اس کے ہمارے ضعف اور عجز کو دیکھا۔ اسے ہمارے لیے حلال کر دیا۔ ہم سے پہلے لوگ جہاد کرتے تھے۔ وہ اموال غنیمت جمع کرتے تھے لیکن وہ ان میں تصرف نہ کرتے تھے بلکہ وہ انہیں جمع کرتے تھے۔ ان کی قبولیت کی علامت یہ ہوتی تھی کہ آگ اترتی تھی اور انہیں کھا جاتی تھی۔ قبول نہ ہونے کی علامت یہ ہوتی تھی کہ آگ نہ اترتی تھی۔''

''مسجداً'' یعنی آپ کے سجدہ کی جگہ۔ سجدہ سے مراد پیشانی کو زمین پر رکھنا ہے۔ سجدہ کسی ایک جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ مختص نہیں ہے۔ ایک احتمال یہ بھی ہے کہ مجازاً اس سے وہ جگہ مراد ہو جسے نماز کے لیے بنایا جاتا ہے یہ قرآن پاک کے مجاز سے ہے، کیونکہ جب ساری روئے زمین پر نماز پڑھنا جائز ہے تو یہ مسجد کی طرح ہو گئی۔ علامہ خطابی اور قاضی نے لکھا ہے ''ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل انبیاء کرام علیہم السلام کے لیے مخصوص مقامات پر ہی نماز پڑھنا مباح تھا جیسے گرجے اور کنیسے۔ امام احمد کی روایت جسے انہوں نے عمرو بن شعیب سے روایت کیا ہے بھی اس کی تائید کرتی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: ''مجھ سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام اپنے کنیسوں میں نماز ادا کرتے تھے۔'' یہ نزاع کی جگہ کے بارے نص ہے، لہٰذا خصوصیت ثابت ہو گئی۔

اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے جسے بزار نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ یہی روایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ اس میں ہے: مجھ سے پہلے انبیاء میں سے کوئی ایک نماز ادا نہ کرتا تھا حتیٰ کہ وہ اپنے محراب

تک پہنچ جاتا۔"

۴۔ ایک قول کے مطابق وضو بھی آپ کی خصوصیت ہے۔ سابقہ انبیاء کے لیے تو وضو تھا لیکن ان کی امم کے لیے نہ تھا۔ حلیمی نے اسی قول کو یقین کے ساتھ لکھا ہے۔ انہوں نے صحیحین کی اس روایت سے استدلال کیا ہے میری امت کو روز حشر اس طرح بلایا جائے گا کہ اس کے وضو کے اعضاء تاباں ہوں گے، لیکن یہ مؤقف اس سے رد کیا گیا ہے کہ یہ وضو کے اعضاء کی تابانی کی خصوصیت ہے۔ اصل وضو کی نفی نہیں ہے۔ حدیث پاک میں ہے: "یہ میرا وضو اور مجھ سے پہلے انبیاء کرام کا وضو ہے۔" الحافظ نے لکھا ہے: "یہ روایت ضعیف ہے اگر یہ ثابت ہو جائے تو اسے اس امر پر محمول کیا جائے گا کہ وضو کے اس امت کے علاوہ دیگر امتوں کے انبیاء کے لیے تھا۔ امم کے لیے نہ تھا۔

شیخ نے لکھا ہے اس احتمال کی تائید ان روایات سے بھی ہوتی ہے جو تورات اور انجیل میں آپ کی امت کے اوصاف میں بیان کی گئی ہیں۔ امت مسلمہ اپنی اطراف پر وضو کرے گی۔ اس روایت کو ابونعیم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوع نقل کیا ہے۔ دارمی نے کعب الاحبار سے، بیہقی نے وہب سے روایت لکھی ہے۔ اس امت پر فرض ہوگا کہ وہ ہر نماز کے وقت پاکیزگی حاصل کریں جیسے کہ انبیائے کرام علیہم السلام پر فرض تھا، پھر میں نے الطبرانی کو دیکھا۔ انہوں نے الاوسط میں لکھا ہے۔ انہوں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کے لیے پانی منگوایا۔ اعضائے وضو کو ایک ایک بار دھویا۔ فرمایا: اس وضوء کے بغیر رب تعالیٰ نماز کو قبول نہیں کرتا، پھر آپ نے دو دو بار اعضائے وضو دھوئے فرمایا: یہ تم سے پہلے کی امم کا وضو ہے، پھر تین تین بار اعضائے وضو دھوئے فرمایا: یہ میرا اور مجھ سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کا وضو ہے۔ اس روایت میں یہ صراحت ہے کہ سابقہ امم میں وضو تھا لیکن اس میں ہمارے لیے تین بار دھونا خصوصیت ہے جیسے کہ یہ سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کے لیے تھا۔ ابن سراقہ کا یہ قول بھی اس کی طرف راہ نمائی کرتا ہے۔ "اس امت کو وضو کے کمال کے ساتھ مختص کیا گیا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ صحیح اس کے برعکس ہے جسے الشیخ نے "الصغریٰ" میں صحیح کہا ہے۔ یہ الحافظ کے احتمال کے برعکس ہے۔ امام بخاری نے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کا وہ قصہ نقل کیا ہے جو اس بادشاہ کے ساتھ پیش آیا تھا جس نے انہیں حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا پیش کی تھیں جب بادشاہ نے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کے قریب جانا چاہا تو وہ اٹھ کر وضو کرنے لگیں۔ جریج کے قصہ میں بھی ہے کہ وہ اٹھ کر وضو کرنے لگے پھر بچے سے گفتگو کی۔ امام احمد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے ایک بار وضو کیا تو یہ وہ وظیفۂ وضو ہے جو ضروری ہے۔ جس نے دو دو بار وضو کیا اس کے لیے اجر کے دو کفل میں جس نے تین بار وضو کیا تو یہ میرا اور مجھ سے پہلے کے انبیاء کا وضو ہے۔ ابن ماجہ اور دار قطنی نے ابن کعب سے اس طرح تحریر کیا ہے۔ (۱)

۵۔ خفین پر مسح کرنا۔

۶۔ پانی کو نجاست کو زائل کرنے والا بنادیا

۷۔ کثیر پانی میں نجاست اثر نہیں کرتی۔

۸۔ ٹھوس چیز کے ساتھ استنجا کرنا۔ اسے ابوسعید نیشاپوری نے الشرف میں اور ابن سراقہ نے الاعداد میں ذکر کیا ہے۔

۹۔ پانی اور پتھر کے ساتھ استنجاء جمع کرنا۔

۱۰۔ پانچ نمازوں کا مجموعہ۔

۱۱۔ سب سے پہلے آپ کا نماز عشاء ادا کرنا۔

۱۲۔ امام طحاوی نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: وقت فجر حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔ انہوں نے دو رکعتیں ادا کیں۔ یہ نماز صبح بن گئی۔ حضرت اسحاق (حضرت اسماعیل) کا فدیہ ظہر کے وقت دیا گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چار رکعتیں ادا کیں یہ نماز ظہر بن گئی۔ حضرت عزیر علیہ السلام بیدار ہوئے تو ان سے پوچھا گیا تم کتنی دیر ٹھہرے رہے؟ انہوں نے کہا: ایک دن انہوں نے سورج کو دیکھا پھر کہا: یا دن کا کچھ حصہ۔ انہوں نے چار رکعتیں ادا کیں یہ نماز عصر ادا کی۔ نماز مغرب کے وقت حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔ وہ اٹھے انہوں نے چار رکعتیں ادا کیں۔ وہ تھک گئے وہ تیسری رکعت میں بیٹھ گئے۔ مغرب کی تین رکعتیں بن گئیں۔ سب سے پہلے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز عشاء ادا کی۔

ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور بیہقی نے السنن میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ایک رات آپ نے نماز عشاء کو مؤخر کیا، حتیٰ کہ گمان کرنے والے نے گمان کیا کہ آپ نے نماز ادا کر لی ہے، پھر آپ باہر تشریف لائے۔ فرمایا: نماز عشاء ادا کرو۔ اس کے ذریعے تمہیں ساری امم پر فضیلت دی گئی ہے۔ تم سے قبل اسے کسی نے ادا نہیں کیا۔ شیخان نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور عبد اکمل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز عشاء کو تاخیر سے پڑھا، حتیٰ کہ طویل رات گزر گئی، پھر آپ باہر تشریف لائے نماز ادا کی۔ ادائیگی نماز کے بعد حاضرین سے فرمایا: خوش ہو جاؤ۔ رب تعالیٰ کی تم پر یہ نعمت ہے کہ اس وقت تمہارے علاوہ اور کوئی نماز نہیں پڑھ رہا۔ یا اس لمحہ تمہارے علاوہ اور کوئی نماز ادا نہیں کر رہا۔

تنبیہ

امام رافعی نے شرح المسند میں لکھا ہے کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے کہا: یہ آپ سے پہلے انبیائے کرام علیہم السلام کا وقت ہے۔ اسے اس روایت پر محمول کرنا ممکن ہے جسے نقل کیا گیا ہے کہ وہ ہر نماز انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی نماز کی طرف منسوب ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان پانچ نمازوں کے متعلق پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا: یہ میرے آباء اور بھائیوں کی وراثت ہے۔ ظہر کے وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ قبول کی۔ انہوں نے رب تعالیٰ کے لیے چار رکعتیں ادا کیں۔ رب تعالیٰ نے اسے میرے لیے اور میری امت کے لیے پاکیزگی اور درجات کا سبب بنا دیا۔ آپ نے نماز عصر

کو حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف، نماز مغرب کو حضرت یعقوب علیہ السلام کی طرف، نماز عشاء کو حضرت یونس علیہ السلام کی طرف اور نماز فجر کو حضرت آدم علیہ السلام کی طرف منسوب کیا۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ ہر ہر نبی نے اسی وقت میں وہ نماز ادا کی جو اس کی طرف منسوب ہے۔ اس وقت میں اس نے نماز کی ابتداء کی۔ اس روایت کو ابن عساکر نے ضعیف سند سے نقل کیا ہے۔

ہمارے شیخ نے شرح الموطا میں لکھا ہے۔ صحیح وغیرہ میں متعدد روایات صحیحہ ہیں کہ اس امت کے علاوہ کسی اور امت نے نماز عشاء نہیں پڑھی۔ وقت الانبیاء کو اکثر نمازوں پر محمول کرنا ممکن ہے۔ یہ نمازیں عشاء کے علاوہ ہیں۔ نماز عشاء اپنے ظاہر پر باقی رہے گی۔ یہ امت کو چھوڑ کر نبی نے پڑھی ہو گی جیسے کہ آپ کے اس فرمان میں کہا گیا ہے۔

هذا وضوی و وضوء الانبیاء من قبلی۔

۱۳۔ اذان۔

۱۴۔ اقامت۔ سعید بن منصور نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انصار میں سے ایک پھوپھو نے مجھے بتایا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ نماز کے وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کیسے جمع کیا جائے؟ کسی نے کہا: نماز کے وقت جھنڈا نصب کر دیا جائے۔ آپ نے یہ رائے پسند نہ کی۔ کسی نے کہا کہ اس وقت بگل بجایا جائے۔ آپ نے یہ تجویز بھی پسند نہ کی۔ فرمایا: یہودی بگل بجاتے ہیں۔ کسی نے کہا: ناقوس بجایا جائے۔ آپ نے یہ رائے بھی پسند نہ کی۔ فرمایا: عیسائی ناقوس بجاتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ واپس لوٹے۔ وہ غمزدہ تھے انہیں نیند میں اذان اور اقامت دکھا دی گئی۔ یہ قصہ صحاح وغیرہا میں مشہور ہے۔

۱۵۔ نماز کا آغاز تکبیر سے کرنا۔ امام عبدالرزاق نے ابان سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا: اس امت کے علاوہ کسی اور کو تکبیر عطا نہ کی گئی۔

۱۶۔ آمین۔

۱۷۔ اللهم ربنا لك الحمد

۱۸۔ نماز میں ملائکہ کی صفوں کی طرح صفیں بنانا۔

۱۹۔ اسلام کا سلام یہ ملائکہ اور اہل جنت کا سلام ہے۔

۲۰۔ قبلہ رو ہونا۔

۲۱۔ یوم جمعہ آپ کے لیے اور آپ کی امت کے لیے عید ہے۔

ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہودی تم پر کسی چیز کے بارے اتنا حسد نہیں کرتے جتنا حسد وہ آمین پر کرتے ہیں۔ تم آمین زیادہ کہا کرو۔

امام بیہقی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہودی ہم سے کسی چیز پر اس

طرح حسد نہیں کرتے جس طرح وہ ان تین چیزوں پر حسد کرتے ہیں۔(۱) سلام(۲) آمین(۳) اللھم ربنا لک الحمد۔

ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سید عرب وعجم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے لوگوں پر تین اشیاء سے فضیلت دی گئی ہے۔ ہماری صفیں، ملائکہ کی صفوں کی مانند بنائی گئی ہیں۔

حارث بن اسامہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے تین خصوصیات عطا کی گئی ہیں۔ مجھے صفوں میں نماز عطا کی گئی ہے۔ مجھے سلام عطا کیا گیا ہے۔ یہ اہل جنت کا سلام ہے۔ مجھے آمین عطا کی گئی ہے یہ تم سے قبل کسی کو عطا نہیں کی گئی، مگر اللہ رب العزت نے اسے حضرت ہارون علیہ السلام کو عطا کیا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام دعا مانگتے تھے۔ حضرت ہارون علیہ السلام آمین کہتے تھے۔

امام احمد اور امام بیہقی نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ یہود و نصاریٰ ہم سے کسی اور چیز پر اس طرح حسد نہیں کرتے جس طرح وہ ہم سے جمعۃ المبارک سے حسد کرتے ہیں۔ رب تعالیٰ نے ہماری اس پر راہ نمائی کی مگر وہ اس تک نہ پہنچ سکے۔ وہ اس قبلہ پر بھی ہم سے حسد کرتے ہیں۔ رب تعالیٰ نے ہماری راہنمائی اس طرف کی۔ اس طرح وہ ہماری آمین سے بھی حسد کرتے ہیں جو ہم امام کے پیچھے کہتے ہیں۔

امام مسلم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رب تعالیٰ نے ہم سے پہلے لوگوں کی جمعۃ المبارک کی طرف راہنمائی نہ کی۔ یہودیوں کے لیے ہفتہ کا دن تھا۔ عیسائیوں نے اتوار کو منتخب کر لیا۔ رب تعالیٰ ہمیں لے آیا۔ ہماری راہ نمائی یوم جمعہ کی طرف کردی۔ جمعۃ، ہفتہ، اتوار۔ وہ اسی طرح روز حشر ہمارے پیچھے ہوں گے۔ ہم دنیا میں آخر میں ہیں۔ آخرت میں ہم سب سے پہلے ہوں گے۔ ساری مخلوق سے قبل ان کے لیے فیصلہ کیا جائے گا۔

اگر تم کہو کہ جو صفوں کی مشابہت اس حدیث پاک میں بیان کی گئی ہے۔ اس کی کیفیت بیان نہیں کی گئی۔ اس کا جواب یہ ہے: اسے اس روایت میں بیان کیا گیا ہے جسے امام مسلم اور امام ابو داؤد نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس طرح صفیں نہیں بناتے جیسے فرشتے اپنے رب تعالیٰ کے ہاں صفیں بناتے ہیں؟ ہم نے عرض کی: ملائکہ اپنے رب تعالیٰ کے ہاں کیسے صفیں بناتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: وہ اگلی صفوں کو مکمل کرتے ہیں اور صف میں مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔

امام احمد، مسلم، ابو داؤد اور نسائی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: صفیں قائم کریں تم اس طرح صفیں بناتے ہو جیسے فرشتے صفیں بناتے ہیں۔ کندھے سے کندھا ملاؤ۔ خالی جگہ مکمل کرو۔ اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ۔ خالی جگہیں شیطان کے لیے نہ چھوڑو۔ جس نے صف جوڑی رب تعالیٰ اسے جوڑ دے گا۔ جس نے صف منقطع کی رب تعالیٰ اسے قطع کر دے گا۔

۲۲۔ نماز میں گفتگو کا حرام ہونا۔

سعید بن منصور نے محمد بن کعب القرظی سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے۔ لوگ نماز میں ضرورت کی اس طرح گفتگو کر لیتے تھے جیسے اہل کتاب اپنی نماز میں ضروری گفتگو کر لیتے ہیں حتیٰ کہ یہ آیت طیبہ نازل ہوگئی:

وَقُوۡمُوۡا لِلّٰهِ قٰنِتِيۡنَ۝ (البقرہ: ۲۳۸)

ترجمہ: اور کھڑے رہا کرو اللہ کے لیے عاجزی کرتے ہوئے۔

ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: سارے ادیان والے نماز میں گفتگو کر لیتے ہیں لیکن تم رب تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہوئے کھڑے ہو جاؤ۔

۲۳۔ رکوع:

مفسرین کے ایک گروہ نے رب تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر میں لکھا ہے:

وَارۡكَعُوۡا مَعَ الرّٰكِعِيۡنَ۝ (البقرہ: ۴۳)

ترجمہ: اور رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔

نماز میں رکوع کا مشروع ہونا اس امت کے ساتھ خاص ہے۔ بنو اسرائیل کی نمازوں میں رکوع نہ تھا۔ اسی لیے انہیں امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ رکوع کرنے کا حکم دیا گیا۔ شیخ نے لکھا ہے: اس کے لیے استدلال اس روایت سے کیا جاتا ہے جسے بزار اور الطبرانی نے الاوسط میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: سب سے پہلے ہم نے نماز عصر میں رکوع کیا۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: مجھے اسی طرح حکم دیا گیا ہے۔ استدلال کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے اس سے قبل نماز ظہر ادا کی۔ آپ نے پانچ نمازوں کی فرضیت سے قبل رات کا قیام کیا۔ قرینہ یہی ہے یہ نماز رکوع کے بغیر ہوگی جیسے سابقہ امم کی نماز اس سے خالی تھی۔

۲۴۔ باجماعت نماز:

علامہ ابن فرشتہ نے شرح المجمع میں آپ کے اس فرمان من صلی صلاتنا و استقبل قبلتنا فھو منا۔ جس نے ہماری نماز جیسی نماز پڑھی۔ ہمارے قبلہ کی طرف منہ کیا۔ وہ ہم میں سے ہے۔ صلاتنا سے مراد باجماعت نماز ہے، کیونکہ منفرد نماز ہم سے پہلے لوگوں میں بھی تھی۔ آئمہ شافعیہ میں سے ابوسعید نے الشرف میں اور ابن سراقہ نے اعداد میں لکھا ہے:

میں کہتا ہوں: سب سے پہلے ہمارے نبی کریم ﷺ نے اس وقت جماعت کرائی جب آپ صبح کے وقت نماز سے باہر تشریف لائے۔ اس سے پہلے جماعت نہ تھی۔ لوگ الگ الگ نماز پڑھتے تھے۔ اسے ابن درید نے نقل کیا ہے۔

۲۵۔ اجابت کی گھڑی۔

۲۶۔ نمازِ جمعہ

۲۷۔ رات کی نماز

۲۸۔ عیدین کی نماز

۲۹۔ کسوفین کی نماز

۳۰۔ نماز استسقاء

۳۱۔ نماز وتر۔ اسے ابن سراقہ نے اعداد میں اور ابوسعید نے الشرف میں لکھا ہے۔ امام حاکم نے (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "مجھے عید الاضحیٰ کا حکم دیا گیا ہے۔ اسے امت محمدیہ علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام کو رب تعالیٰ نے عطا کیا ہے۔

۳۲۔ سفر میں نماز قصر

۳۳۔ سفر اور بارش میں اور ایک قول کے مطابق مرض میں دو نمازیں جمع کرنا۔ یہ خطابی، نووی، اور شیخ کا موقف ہے۔ بکی اور ذہبی نے یہی فتویٰ دیا ہے۔

۳۴۔ نمازِ خوف۔ یہ ہم سے قبل کسی امت کے لیے مشروع نہ تھی۔

۳۵۔ سخت جنگ کے وقت نماز۔ خواہ جس طرف بھی رخ ہو جائے۔

۳۶۔ ماہ رمضان۔ اسے القونوی نے شرح التعرف میں ذکر کیا ہے۔

۳۷۔ رات کو فجر تک کھانے، پینے اور وظیفہ زوجیت کی اجازت۔ یہ امور سابقہ امم پر سونے سے بعد حرام تھے۔ ابتدائے اسلام میں اسی طرح تھا، پھر یہ منسوخ ہو گیا۔ رمضان المبارک اس امت کی خصوصیت ہونے کو الحافظ نے جمہور سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے رب تعالیٰ کے اس فرمان:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ كُتِبَ عَلَيْكُمُ ٱلصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ

(البقرہ: ۱۸۳)

ترجمہ: اے ایمان والو فرض کیے گئے ہیں تم پر روزے جیسے فرض کیے گئے تھے ان لوگوں پر جو تم سے پہلے تھے۔

کی تفسیر میں تحریر کیا ہے کہ وقت اور قدر کے بغیر صرف روزوں میں تشبیہ ہے۔ اسے ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابن مسعود وغیرہما اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین سے روایت کیا ہے۔ ابن جریر نے عطاء سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ سابقہ اقوام پر ہر مہینے کے تین روزے فرض تھے۔ پہلے اس امت پر اسی طرح روزے فرض تھے، پھر رب تعالیٰ نے ماہ رمضان المبارک کے روزے فرض کر دیے۔

حسن اور شعبی وغیرہما سے منقول ہے کہ یہ تشبیہ حقیقت پر ہے۔ رمضان المبارک کے روزے سابقہ امم پر فرض تھے۔

اس کی دلیل وہ ہے جسے ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت کیا ہے۔ رمضان المبارک کے روزے تم سے قبل اقوام پر فرض تھے۔ اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ اس کا شاہد بھی ہے۔ امام ترمذی نے اسے دعقل النسابہ سے روایت کیا ہے یہ مخضرمین میں سے ہیں ان کی صحبت ثابت نہیں ہے۔

ابن جریر نے السدی سے اسی آیت طیبہ کی تفسیر میں لکھا۔ انہوں نے کہا ہے کہ "الذین من قبلنا" سے مراد عیسائی ہیں۔ ان پر رمضان المبارک کے روزے فرض تھے۔ ان پر فرض تھا کہ وہ نہ کھائیں نہ پئیں اور نہ ہی رمضان میں عورتوں سے نکاح کریں۔ عیسائیوں پر روزوں نے شدت کی۔ انہوں نے اتفاق کیا انہوں نے گرمی اور سردی کے درمیانے موسم میں روزے رکھ لیے۔ انہوں نے کہا: ہم دس روزے زیادہ رکھ لیتے ہیں۔ یہ ہمارے اس کرتوت کا کفارہ بن جائے گا۔ مسلمانوں کے روزے بھی پہلے اسی طرح تھے پھر حضرت ابو قیس بن صرمہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا معاملہ پیش آیا تو رب تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے طلوع فجر تک کھانے، پینے اور وظیفہ زوجیت کو حلال کر دیا۔ فرمایا:

أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ ۚ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ۗ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنكُمْ ۖ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ ۚ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۖ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ ۚ

(البقرہ:۱۸۷)

ترجمہ: حلال کر دیا گیا ہے تمہارے لیے رمضان کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا وہ تمہارے لیے پردہ، زینت و آرام ہیں تم ان کے لیے پردہ زینت و آرام ہو۔ جانتا ہے اللہ تعالیٰ کہ تم خیانت کیا کرتے تھے اپنے آپ سے پس اس نے نظر کرم فرمائی تم پر اور معاف کر دیا تمہیں سو اب تم ان سے ملو ملاؤ اور طلب کرو جو (قسمت میں) لکھ دیا ہے اللہ نے تمہارے لیے اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ ظاہر ہو جائے تمہارے لیے سفید ڈورا سیاہ ڈورے سے صبح کے وقت پھر پورا کرو روزہ کو رات تک۔

۳۸۔ رمضان المبارک میں شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

۳۹۔ اس میں جنت کو آراستہ کیا جاتا ہے۔

۴۰۔ روزہ دار کے منہ کی بو رب تعالیٰ کے ہاں مشک کی خوشبو سے پسندیدہ ہے۔

۴۱۔ ملائکہ روزہ دار کے لیے مغفرت طلب کرتے رہتے ہیں حتیٰ کہ وہ روزہ افطار کر لیں۔

۴۲۔ آخری رات سارے روزہ داروں کو بخش دیا جاتا ہے۔

علامہ اصبہانی نے ترغیب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے رمضان

المبارک کے متعلق پانچ ایسی خصوصیات عطا کی گئی ہیں جو تم سے قبل کسی امت کو عطا نہیں کی گئی تھیں۔(۱) روزہ دار کے منہ کی بو رب تعالیٰ کے ہاں مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔(۲) ملائکہ ان کے لیے مغفرت طلب کرتے رہتے ہیں حتیٰ کہ وہ افطار کر لیں۔ (۳) سرکش جنات اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ وہ اس امر تک نہیں پہنچ سکتے جس تک پہلے پہنچ جاتے تھے۔(۴) رب تعالیٰ ہر روز جنت کو سجاتا ہے۔ وہ فرماتا ہے: قریب ہے کہ میرے صالح بندوں پر مشقت کو اتار پھینکا جائے۔ وہ تیری طرف آئیں۔(۵) روزہ داروں کو آخری رات کو بخش دیا جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ لیلۃ القدر ہے؟ اس نے فرمایا: نہیں! مزدور کو مزدوری اس کے کام کے ختم ہونے پر دی جاتی ہے۔

۴۳۔ سحری۔ امام مسلم نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہمارے روزوں اور اہل کتاب کے روزوں کے مابین فضیلت سحری کھانے میں ہے۔

۴۴۔ روزہ جلد افطار کرنا۔ ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ دین حق اس وقت تک غالب رہے گا جب تک لوگ جلدی افطاری کرتے رہے۔ یہود و نصاریٰ تاخیر سے افطاری کرتے ہیں۔

۴۵۔ صوم وصال کی حرمت۔ صوم وصال ہم سے پہلے لوگوں کے لیے مباح تھے۔

۴۶۔ روزہ کے دوران کلام کرنا مباح ہونا۔ ہم سے پہلے لوگوں کے لیے روزہ میں کلام کرنا حرام تھا۔ نماز کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ قاضی ابن عربی نے شرح ترمذی میں لکھا ہے: ہم سے پہلے امم کا روزہ یہ تھا کہ وہ کلام، طعام اور پینے سے رک جاتے تھے۔ انہیں تکلیف ہوتی تھی۔ رب تعالیٰ نے اس امت کو رخصت دے دی۔ اس کے نصف زمانہ اور نصف روزہ کو حذف کر دیا اس سے مراد کلام سے رک جانا ہے۔ اس نے اس میں اسے رخصت دے دی۔

۴۷۔ شب قدر۔ یہ ہم سے پہلے لوگوں کو نصیب نہ تھی۔ امام نووی نے شرح المہذب میں لکھا ہے: لیلۃ القدر اس امت کی خصوصیت ہے۔ رب تعالیٰ نے اسے اس کے شرف کی وجہ سے عطا کیا ہے۔ ہم سے پہلی امم کو یہ نصیب نہ تھی۔ یہی مشہور اور صحیح مؤقف ہے۔ ہمارے سارے اصحاب نے یہی قطعی قول کیا ہے جمہور علماء کا یہی مؤقف ہے الحافظ نے الفتح میں اسی طرح لکھا ہے۔ مالکیہ میں سے ابن حبیب سے یہی قول نقل کیا ہے۔ صاحب العمدہ نے جمہور شافعیہ سے یہی روایت کیا ہے۔ انہوں نے اسے ترجیح دی ہے۔ انہوں نے لکھا ہے: اس کا یہ نام اس لیے رکھا گیا ہے کیونکہ یہ حکم اور فیصلے کی رات ہے یا اس کی قدر عظیم ہے۔ اسے بنو آدم میں سے وہ دیکھ لیتا ہے جسے رب تعالیٰ چاہتا ہے جیسے کہ احادیث اور صالحین کی حکایات اس پر دلالت کرتی ہیں۔ مہلب بن ابی صفرہ فقیہ مالکی کا یہ مؤقف کہ اسے حقیقت میں نہیں دیکھا جا سکتا غلط ہے۔

امام مالک نے المؤطا میں لکھا ہے مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے سابقہ امم کے افراد کی عمریں دیکھیں۔ آپ نے اپنی

امت کی عمروں کو قلیل سمجھا اور شاید آپ کی امت اس عمل تک نہ پہنچ سکے جہاں تک وہ اپنی طویل عمروں کی وجہ سے پہنچے ہوں رب تعالیٰ نے آپ کو لیلۃ القدر عطا کی جو ایک ہزار ماہ سے بہتر ہے۔

دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے آپ نے فرمایا: رب تعالیٰ نے میری امت کو لیلۃ القدر عطا کی۔ یہ تم سے پہلے کسی کو عطا نہ کی گئی تھی۔ ابن ابی حاتم نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: ایک دن حضور نبی رحمت ﷺ نے بنو اسرائیل میں سے چار افراد کا ذکر کیا۔ انہوں نے رب تعالیٰ کی اسی سال تک عبادت کی لمحہ بھر کے لیے بھی اس کی نافرمانی نہ کی۔ ایسی عبادت پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تعجب کیا۔ حضرت جبرائیل امین آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ انہوں نے عرض کی: "رب تعالیٰ نے آپ پر اس سے بہتر نازل کی ہے۔ وہ شب قدر ہے جو ایک ہزار ماہ سے بہتر ہے۔ یہ اس سے افضل ہے۔" یہ سن کر حضور سید عالم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسرور ہو گئے۔ ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم نے کئی طرق سے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے بنی اسرائیل میں سے ایک شخص کا تذکرہ کیا وہ رات کو صبح تک قیام کرتا تھا، پھر شام تک مصروف پیکار رہتا تھا۔ اس نے اسی سال اسی طرح گزارے۔ مسلمانوں نے اس پر تعجب کیا۔ اس وقت یہ آیت طیبہ نازل ہوئی:

لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝ (القدر: ۳)

ترجمہ: شب قدر بہتر ہے ہزار مہینوں سے۔

اس مبارک شب میں قیام کرنا اس شخص کے ایک ہزار ماہ کے عمل سے بہتر ہے۔ میں کہتا ہوں: الحافظ نے الفتح میں اس قول کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے۔ یہ اس امت کی خصوصیت ہے۔ انہوں نے لکھا ہے۔ اس شخص کا قول عمدہ ہے جس نے اس قول کے متعلق لکھا ہے کہ یہ حضرت امام مالک علیہ الرحمۃ کا اثر ہے۔ یہ تاویل کا احتمال رکھتا ہے۔ اس سے اس روایت کی صراحت ختم نہیں ہوتی جسے امام نسائی نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ کیا لیلۃ القدر انبیاء کرام کے ساتھ رہی۔ جب ان کا وصال ہوتا رہا تو اسے اٹھالیا جاتا رہا یا یہ روز حشر تک باقی رہے گی؟ آپ نے فرمایا: یہ روز حشر تک باقی رہے گی۔

ہمارے شیخ نے شرح الموطا میں لکھا ہے: یہ روایت بھی تاویل کا احتمال رکھتی ہے وہ یہ کہ شاید ان کی مراد یہ ہو کہ کیا یہ آپ کے عہد ہمایوں کے ساتھ خاص ہے یا آپ کے وصال کے بعد اسے اٹھالیا جائے گا۔ اس کا قرینہ یہ ہے۔ یا یہ روز حشر تک باقی ہے، لہٰذا اس میں الموطا کے اثر کی مخالفت نہ رہی۔ ایک روایت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ ابوطالب المکی کے فوائد میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: رب تعالیٰ نے میری امت کو لیلۃ القدر عطا کی۔ اس نے پہلی امم کو یہ عطا نہ کی تھی۔

۴۸۔ یوم عرفہ۔ اسے علامہ قونوی نے "شرح التعرف" میں ذکر کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "یوم عرفہ دو سال کا کفارہ ہے کیونکہ یہ آپ کی سنت مبارکہ ہے۔

۴۹۔ یوم عاشوراء ایک سال کا کفارہ ہے کیونکہ یہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی سنت ہے۔امام مسلم نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ سے یوم عاشوراء کے روزہ کے متعلق پوچھا گیا۔آپ نے فرمایا: یہ گذشتہ سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔آپ سے یوم عرفہ کے روزہ کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: یہ آئندہ اور گزشتہ سال کا کفارہ ہے۔

۵۰۔ کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا۔یہ سنت مبارکہ ہے۔یہ تورات میں بھی مشروع تھا اور آپ کی شریعت مطہرہ میں بھی مشروع ہے۔اسے امام حاکم نے اپنی تاریخ میں حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے مستدرک میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے تورات میں پڑھا ہے کہ کھانے کی برکت اس سے پہلے ہوتی ہے۔آپ نے فرمایا: کھانے کی برکت کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد وضو کرنے میں ہے۔اس جگہ وضو سے مراد ہاتھوں کو دھونا ہے۔

۵۱۔ نظر لگنے سے غسل کرنا کیونکہ اس سے اس کا ضرر ختم ہو جاتا ہے۔

۵۲۔ مصیبت کے وقت انا للہ و انا الیہ راجعون کہنا۔

الطبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت کو وہ چیز عطا کی گئی ہے جو سابقہ امم میں سے کسی کو عطا نہ کی گئی تھی۔وہ یہ کہ وہ مصیبت کے وقت یوں کہیں: انا للہ و انا الیہ راجعون۔امام عبدالرزاق، اور ابن جریر نے اپنی اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر نے فرمایا: اس امت کے علاوہ کسی اور کو انا للہ و انا الیہ راجعون نہ دیا گیا۔کیا تم حضرت یعقوب علیہ السلام کے اس فرمان کو نہیں سنتے:

يَأَسَفَى عَلَى يُوسُفَ (یوسف: ۸۴)

ترجمہ: ہائے افسوس! یوسف کی جدائی پر۔

امام بیہقی نے حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: داؤد! میں نے محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی امت کو ساری امم پر فضیلت دی ہے۔میں نے انہیں مصیبت و آزمائش میں یہ وظیفہ عطا کیا ہے کہ وہ مصیبت کے وقت انا للہ و انا الیہ راجعون کہیں گے۔

۵۳۔ لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ابونعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب میں آسمان کے امر سے فارغ ہوا۔رب تعالیٰ نے فرمایا: میں نے آپ پر اپنے عرش کے خزانوں میں سے ایک کلمہ اتارا ہے وہ لا حول و لا قوۃ الا باللہ ہے۔

۵۴۔ لحد، جبکہ اہل کتاب کے لیے شق ہے۔ائمہ اربعہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لحد ہمارے لیے اور شق ہمارے غیر کے لیے ہے۔امام احمد نے حضرت جریر بن عبداللہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لحد ہمارے لیے اور شق اہل کتاب کے لیے ہے۔

۵۵۔ نحر۔ ان کے لیے ذبح کرنا تھا۔ یہ مجاہد اور عکرمہ کا قول ہے۔ اسے ابن ابی حاتم اور ابن منذر نے روایت کیا ہے۔ میں کہتا ہوں وکیع اور ابن ابی حاتم نے اپنی اپنی تفسیر میں حضرت عطا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: گائے میں ذبح اور نحر برابر ہیں کیونکہ رب تعالیٰ نے فرمایا:

فَذَبَحُوْهَا (البقرۃ: ۷۱)

ترجمہ: پھر انہوں نے ذبح کیا اسے۔

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ؕ﴿۲﴾ (الکوثر: ۲)

ترجمہ: پس آپ نماز پڑھا کریں اپنے رب کے لیے اور قربانی دیں۔

۵۶۔ بالوں کی کنگھی کرنا، جبکہ سابقہ امم اپنے بال لٹکاتی تھیں۔ ائمہ ستہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: اہل کتاب اپنے بال لٹکاتے تھے۔ مشرکین اپنے بالوں کی کنگھی کرتے تھے۔ آپ بھی بعد میں اپنے گیسو پاک میں کنگھی کرنے لگے۔

۵۷۔ سرخ اور زرد سے رنگنا۔ سابقہ امم بڑھاپے کو تبدیل نہ کرتی تھیں۔ ائمہ ستہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہود و نصاریٰ اپنے بالوں کو نہیں رنگتے تم ان کی مخالفت کرو۔ تم بڑھاپے کو تبدیل کر دو۔ یہودیوں کے ساتھ مشابہت نہ کرو۔ ائمہ اربعہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ بہترین چیز جس کے ساتھ تم بڑھاپے کو تبدیل کرو وہ حناء اور کتم ہے۔

۵۸۔ داڑھیاں بڑھانا۔

۵۹۔ مونچھیں چھوٹی کرنا۔ دیگر اقوام مونچھیں بڑھاتی تھیں داڑھیاں کٹواتی تھیں۔ بزار میں ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجوسیوں کی مخالفت کرو مونچھیں کٹواؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ۔"
امام مالک، شیخین، ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: مشرکین کی مخالفت کرو۔ داڑھیاں بڑھاؤ۔ مونچھیں کٹواؤ۔ ابن ابی شیبہ نے حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک مجوسی بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اس نے اپنی داڑھی منڈوا رکھی تھی اور مونچھیں بڑھا رکھی تھیں۔ آپ نے اس سے پوچھا: یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: ہمارے دین میں اسی طرح ہے۔ آپ نے فرمایا: ہمارے دین میں ہے کہ مونچھیں کٹوائی جائیں داڑھیاں بڑھائی جائیں۔

۶۰۔ بچے اور بچی کی طرف سے عقیقہ کرنا۔ سابقہ اقوام صرف بچے کی طرف سے عقیقہ کرتے تھے۔ بچی کا عقیقہ نہ کرتے تھے۔

۶۱۔ نماز جنازہ کے لیے قیام ترک کرنا۔

۶۲۔ نماز مغرب جلدی پڑھنا۔

۶۳۔ روزہ جلدی افطار کرنا۔

۶۴۔ اشتمال صماء مکروہ ہونا

۶۵۔ صرف جمعۃ المبارک کا روزہ مکروہ ہونا۔ یہودی صرف اپنی عید کے روز روزہ رکھتے تھے۔

۶۶۔ روزہ میں عاشوراء کے ساتھ تاسوعاء کو ملانا۔

۶۷۔ پیشانی پر سجدہ کرنا۔ سابقہ اقوام کنارے پر سجدہ کرتی تھیں۔

۶۸۔ نماز میں تمثیل مکروہ ہونا۔ پہلے لوگ نماز میں تمثیل کرتے تھے۔

۶۹۔ نماز میں آنکھیں بند کرنا مکروہ ہونا۔

۷۰۔ اختصار کا مکروہ ہونا۔

۷۱۔ نماز کے بعد دعا کے لیے قیام مکروہ ہونا۔

۷۲۔ نماز میں امام کا مصحف سے دیکھ کر پڑھنا مکروہ ہونا۔

۷۳۔ نماز میں ریبوں کے ساتھ لٹکنا مکروہ ہونا۔

۷۴۔ عید الفطر میں نماز عید سے قبل کچھ کھالینا، جبکہ اہل کتاب عید کے روز نماز عید سے قبل کچھ نہ کھاتے تھے۔

۷۵۔ جوتوں اور موزوں میں نماز ادا کرنا۔ سعید بن منصور نے شداد بن اوس سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اپنے جوتوں میں نماز پڑھو اور یہود کے ساتھ مشابہت نہ کرو۔ ابوداؤد اور بیہقی کے الفاظ یہ ہیں: یہود کی مخالفت کرو وہ موزوں اور جوتوں میں نماز نہیں پڑھتے۔

۷۶۔ محراب میں نماز پڑھنا مکروہ ہونا۔ ہم سے قبل یہ رواج تھا جیسے کہ ارشاد ربانی ہے۔

فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ (آل عمران: ۳۹)

ترجمہ: پھر آواز دی ان فرشتوں نے جب کہ وہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے (اپنی) عبادت گاہ میں۔

ابن ابی شیبہ نے مصنف میں حضرت موسیٰ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میری امت اس وقت تک بھلائی پر رہے گی جب تک وہ مساجد میں نصاریٰ کے مذابح کی طرح مذابح نہ بنائے گی۔ انہوں نے عبید بن ابی جعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے تھے: قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ مساجد میں مذابح بنا لیے جائیں گے یعنی طاق۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: ان محرابوں سے بچو۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ طاق میں نماز پڑھنا مکروہ سمجھتے تھے۔ الطبرانی اور البیہقی نے سنن میں روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ان مذابح یعنی محرابوں سے بچو۔ سب سے پہلے محراب حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں بنائے گئے۔ اسے واقدی

نے محمد بن ہلال سے روایت کیا ہے۔

۷۷۔ امام کو جواب دینا مکروہ ہے جبکہ وہ قرأت کر رہا ہو۔ ابو شیخ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ بنو اسرائیل کے ائمہ جب قرأت کرتے تھے تو وہ انہیں جواب دیتے تھے لیکن اسے اس امت مرحومہ کے لیے رب تعالیٰ نے ناپسند کر دیا۔

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا (الاعراف: ۲۰۴)

ترجمہ: اور جب پڑھا جائے قرآن تو کان لگا کر سنو اسے اور چپ ہو جاؤ۔

۷۸۔ یہ مکروہ ہے کہ مسلمان نماز میں بیٹھ کر اپنے بائیں ہاتھ پر سہارا لے یہ یہودیوں کی نماز ہے۔ (حاکم)

۷۹۔ ہماری خواتین کو مسجد میں آنے کی اجازت ہے جبکہ بنو اسرائیل کی خواتین کو روک دیا گیا تھا۔

۸۰۔ یہ بھی روا نہیں حاکم کا فیصلہ فسخ کر دیا جائے جبکہ خصم کسی دوسرے شخص کے پاس لے کر جائے وہ اس کے خلاف دیکھے۔ سابقہ شریعت میں یہ روا تھا۔

۸۱۔ عمامہ لٹکانا۔ الطبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم عمامے باندھا کرو۔ انہیں اپنے پیچھے لٹکایا کرو یہ ملائکہ کی نشانی ہے۔

۸۲۔ وسط میں ازار باندھنا۔ یہ پہلے گزر چکا ہے کہ تورات اور انجیل میں ہے یہ آپ کی امت مرحومہ کا وصف ہوگا۔ وہ اپنے وسط میں ازار باندھیں گے۔ دیلمی نے حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں اس طرح ازار باندھتا ہوں جیسے میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ وہ اپنے رب تعالیٰ کے ہاں ازار باندھتے ہیں۔ وہ نصف پنڈلیوں تک ازار باندھتے ہیں۔

۸۳۔ سدل کرنا مکروہ ہے۔

۸۴۔ بیچ میں سوراخ کی گئی چادریں مکروہ ہونا۔

۸۵۔ قمیص پر وسط باندھنا۔

۸۶۔ لٹ رکھنا مکروہ ہے۔

۸۷۔ قمری مہینے۔

۸۸۔ آپ کی امت، امم میں سے بہترین ہے۔ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (آل عمران: ۱۱۰)

ترجمہ: ہو تم بہترین امت جو ظاہر کی گئی ہے لوگوں (کی ہدایت و بھلائی کے لیے)

امام احمد، ترمذی (انہوں نے اسے حسن کہا ہے) ابن ماجہ، حاکم حضرت معاویہ بن صیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

انہوں نے فرمایا کہ انہوں نے سرور عالم ﷺ سے اس آیت طیبہ کی تفسیر میں سنا "تم ستر امتوں کا تتمہ ہو۔ تم ان میں سے بہترین ہو۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں تم ان سب سے معزز ہو۔"

۸۹۔ یہ ملت مرحومہ بارش کی طرح ہے۔ معلوم نہیں کہ اس کا اول بہتر ہے یا اس کا آخر۔ تور بشتی نے کہا ہے اور اس روایت میں آخر پر اول کی فضیلت کے شک پر محمول نہیں کیا جائے گا۔ بلا شبہ پہلے قرن کے لوگ دیگر قرون کے لوگوں سے افضل ہیں۔ جو ان سے متصل تھے، پھر وہ افضل ہیں جو ان کے ساتھ متصل تھے بلکہ اس سے مراد شریعت مطہرہ کے پھیلاؤ میں اور حقیقت کے دفاع کے لیے ان کا نفع اور فائدہ ہے۔ امام بیضاوی نے لکھا ہے:

خیر من امت کے طبقات کے فرق کی وجہ سے یہ علم کے تعلق کی نفی ہے۔ اس سے تفاوت کی نفی مراد ہے جیسے کہ ارشاد ربانی ہے:

قُلْ اَتُنَبِّــُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا یَعْلَمُ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ ؕ (یونس: ۱۸)

ترجمہ: آپ فرمائیے! کیا تم آگاہ کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو اس بات سے جو وہ نہیں جانتا نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں۔

یعنی جو کچھ ان میں نہیں ہے گویا کہ فرمایا: اگر یوں ہوتا تو وہ جان لیتا کیونکہ یہ پوشیدہ امر نہیں ہے، لیکن وہ نہیں جانتا کیونکہ ان میں سے ہر ہر طبقہ ایک خاصیت کے ساتھ مختص ہے۔ وہ ایسی فضیلت کے ساتھ مختص ہے جو اس کی خیر کو لازم کرتی ہے جیسے کہ بارش کے ادوار میں سے ہر ہر دور کا نشوونما میں فائدہ ہے۔ اس کا انکار ممکن نہیں نہ ہی اس کے غیر نفع بخش ہونے کا حکم لگایا جا سکتا ہے۔ پہلے ایمان لائے کیونکہ انہوں نے معجزات کا مشاہدہ کیا تھا انہوں نے آپ کی صدا پر لبیک کہا اور ایمان لے آئے، جبکہ آخرین غیب کے ساتھ ایمان لائے کیونکہ ان کے ہاں نشانیاں متواتر پہنچی تھیں انہوں نے اپنی طرف سے احسان کے ساتھ اتباع کی۔ جیسے کہ اولین نے بنیاد اور ابتداء میں محنت کی تھی جبکہ متاخرین نے تلخیص اور تجرید میں انتہائی کوشش کی۔ انہوں نے تقریر و تاکید میں عمریں بسر کر دیں سب کے گناہ معاف کر دیے گئے۔ سب کی کوششیں ثمر آور ہوئیں۔ سب کو اجر عظیم سے نوازا گیا۔

الطیبی نے لکھا ہے: امت کو بارش کے ساتھ تشبیہ دی گئی۔ اس سے مراد ہدایت اور علم ہے جیسے کہ آپ نے بارش کے ساتھ ہدایت اور علم کی تمثیل بیان کی ہے۔ بارش کے ساتھ تشبیہ دینا اس امت کی خصوصیت ہے۔ اس سے مراد وہ کاملین علماء ہیں جو دوسروں کو مکمل کرنے والے ہیں۔ اس تفسیر کا دعویٰ ہے کہ خیر سے مراد نفع ہے۔ اس سے افضلیت میں برابری لازم نہیں آتی۔ جب وہ خیر کی طرف چلی جائے مراد ساری امت کا وصف بیان کرنا ہے۔ اس کے سابق و لاحق اور اول و آخر کی خیر کے ساتھ توصیف کرنا مقصود ہے۔ وہ ایک دوسرے کے ساتھ سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی مانند متصل ہیں جیسے ختم نہ ہونے والا سلسلہ جن کی طرف معلوم نہ ہو سکے۔" اس اسلوب اور طریقہ کے متعلق انماریہ کا قول ہے وہ نہ ختم ہونے والے حلقہ کی مانند ہیں۔ معلوم نہ ہو سکے کہ اس کی طرف کہاں ہیں؟ ان کی تکمیل مراد ہے۔ شاعر کا یہ شعر بھی اسی طرف اشارہ کرتا ہے:

ان الخیار من القبائل واحد و بنو حنیفه کلهم اخیار

قبائل میں سے بہترین ایک ہی ہے، جبکہ بنو حنیفہ تمام کے تمام بہترین ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ ساری امت خیر میں ایک دوسرے سے درجہ بہ درجہ ہے۔ اس طرح کہ اس میں ان کا امر مبہم ہے ان کے مابین امتیاز ختم ہے۔ اگرچہ نفس الامر میں وہ ایک دوسرے سے افضل ہیں۔ یہ سوق المعلوم مساق غیرہ کے باب میں سے ہے۔ مروان بن ابی حفصہ اسی مفہوم میں کہتا ہے:

تشابه یوماه علینا فاشکلا فما نحن ندری ای یومیه افضل

یوما بداء عمر ام یوم یأسه و ما منهما الّا اعز محجّل

اس کے دونوں ایام مجھ پر مشتبہ ہو گئے۔ انہوں نے مشکل پیدا کر دی۔ ہم نہیں جانتے کہ اس کا کون سا دن افضل ہے۔ یوم بداء عمر یا یوم یأس۔ ان میں سے ہر ایک تاباں اور درخشاں ہے۔

یہ بات عیاں ہے کہ یوم بداءۃ عمر یوم یأسہ سے افضل ہے کیونکہ البدء مکمل نہ تھا۔ یأس کے ساتھ ہی وہ مکمل ہوتا ہے۔ شاعر پر یہ امر مشکل ہو گیا۔ اس نے کہا جو کچھ کہا۔ بارش اور امت کی کیفیت بھی اسی طرح ہے۔"

۹۱۔ یہ آخری امت ہے۔ امم اس کے پاس ذلیل ہو گئیں لیکن یہ رسوا نہ ہوئی۔

۹۲۔ رب تعالیٰ نے اس کے دو نام اپنے اسمائے گرامی سے مشتق کیے۔

۹۳۔ رب تعالیٰ نے اپنے دین حق کا نام اسلام رکھا۔ اس نے یہ وصف صرف انبیاء کا بیان کیا ہے۔ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ مِنْ قَبْلُ (الحج:۷۸)

ترجمہ: اسی نے تمہارا نام مسلم (سر اطاعت خم کرنے والا) رکھا ہے اس سے پہلے۔

ابن راہویہ، ابن ابی شیبہ نے مصنف میں، حضرت مکحول سے، روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ایک یہودی پر حق تھا۔ وہ اس سے مانگنے گئے۔ انہوں نے کہا: ہرگز نہیں! قسم ہے اس ذات بابرکات کی جس نے محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سارے انسانوں سے منتخب کیا ہے۔ میں تجھ سے جدا نہ ہوں گا۔ یہودی نے کہا: بخدا! رب تعالیٰ نے محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انسانوں میں سے برگزیدہ نہیں کیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے تھپڑ دے مارا۔ وہ یہودی بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا: عمر! یہودی کو اس کے تھپڑ کا بدلہ چکا دو لیکن یہودی! آدم صفی اللہ ہیں۔ ابراہیم خلیل اللہ ہیں۔ موسیٰ نجی اللہ ہیں عیسیٰ روح ہیں میں حبیب اللہ ہوں۔ یہودی! اللہ تعالیٰ نے دو اسموں کے ساتھ نام رکھے۔ اس نے ان کے ساتھ میری امت کے نام رکھے۔ وہ السلام ہے اسی کے ساتھ میری امت کا نام مسلمین رکھا وہ المؤمنین ہے اسی کے ساتھ اس نے میری امت کا نام مؤمنین رکھا۔ یہودی! تم نے اس دن کو تلاش کیا جسے ہمارے لیے ذخیرہ کر دیا گیا تھا تمہارے لیے کل (ہفتہ) اور نصاریٰ کے لیے پرسوں (اتوار) کا دن مختص ہو گیا۔ یہودی! تم اولون ہو۔ ہم روز حشر سابقون ہوں گے۔ یہ جنت انبیائے کرام پر حرام ہے حتیٰ کہ میں اس

میں داخل ہو جاؤں۔ یہ امتوں پر حرام ہے حتیٰ کہ میری امت اس میں داخل ہو جائے۔" انہوں نے عبداللہ بن زید انصاری سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: اپنے وہ نام رکھو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے نام رکھے ہیں۔ حنفیہ۔ اسلام۔ ایمان۔

۹۴۔ جب انہوں نے کنز (خزانہ) کی زکوٰۃ دے دی تو یہ ان کے لیے حلال ہو جائے گا۔

۹۵۔ مسلمانوں کے لیے بہت سی ایسی اشیاء حلال کر دی گئی ہیں جو ان سے پہلے لوگوں پر حرام تھیں۔

۹۶۔ ان کے لیے ان کے دین حق کے متعلق تنگی نہیں ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ۚ (الحج: ۷۸)

ترجمہ: اور نہیں روا رکھی اس نے تم پر دین کے معاملہ میں کوئی تنگی۔

يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۙ (البقرہ: ۱۸۵)

امام احمد نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ایک دن سید العابدین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سجدہ کیا آپ نے سر اقدس نہ اٹھایا حتیٰ کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ کی روح مبارک پرواز کر گئی ہے جب سر اقدس اٹھایا تو فرمایا: میرے رب تعالیٰ نے مجھ سے مشورہ طلب کیا۔ ہم پر اس نے بہت سے ایسی اشیاء ہم پر حلال کی ہیں جن کے متعلق ہم سے پہلوں پر سختی برتی گئی تھی۔ اس نے ہمارے لیے ہمارے دین میں تنگی پیدا نہیں کی۔ میں نے سوائے سجدہ کے اس کے لیے شکر ادا کرنے کا اور کوئی طریقہ نہ پایا۔

الفریابی نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: اس امت کو تین خصوصیات عطا کی گئی ہیں، جو پہلے صرف انبیائے کرام علیہم السلام کو عطا کی گئی تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا گیا: تبلیغ فرمائیں آپ پر کوئی حرج نہیں۔ آپ اپنی قوم پر گواہ ہیں۔ دعا مانگیں میں آپ کی دعا کو قبول کروں گا۔ اس امت سے فرمایا:

وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ۚ (الحج: ۷۸)

ترجمہ: اور نہیں روا رکھی اس نے تم پر دین کے معاملہ میں کوئی تنگی۔

تَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ (البقرۃ: ۱۴۳)

ترجمہ: تاکہ تم گواہ بنو لوگوں پر۔

ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ (غافر: ۶۰)

۹۷۔ اونٹ کھانا حلال ہونا۔

۹۸۔ شتر مرغ حلال ہونا۔

۹۹۔ جنگلی گدھا حلال ہونا۔

۱۰۰۔ بطخ حلال ہونا۔

۱۰۱۔ مرغابی حلال ہونا۔

۱۰۲۔ وہ ساری مچھلی جس پر چھلکا نہ ہو۔

۱۰۳۔ چربی۔

۱۰۴۔ وہ خون جو بہنے والا نہ ہو جیسے جگر، کلیجہ، تلی اور رگیں وغیرہ۔

۱۰۵۔ خطاء اور نسیان پر مؤاخذہ نہ ہونا۔

۱۰۶۔ اس چیز پر مؤاخذہ نہ ہونا جس پر انہیں مجبور کیا جائے۔

۱۰۷۔ وہ بوجھ اٹھا لینا جو سابقہ امم پر تھا۔

۱۰۸۔ حدیث نفس پر مؤاخذہ نہ ہونا۔

رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ (البقرۃ:۲۸۶)

ترجمہ: اے ہمارے رب! نہ پکڑ ہم کو اگر ہم بھولیں یا خطا کر بیٹھیں اے ہمارے رب! نہ ڈال ہم پر بھاری بوجھ جیسے تو نے ڈالا تھا ان پر جو ہم سے پہلے گزرے ہیں۔

رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۭ (الاعراف:۱۵۷)

ترجمہ: اور اتارتا ہے ان سے ان کا بوجھ اور (کاٹتا ہے) وہ زنجیریں جو جکڑے ہوئے تھیں انہیں۔

فریابی نے اپنی تفسیر میں محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: کسی نبی کو مبعوث نہ کیا گیا نہ ہی کسی رسول کو بھیجا گیا۔ ان پر کتب نازل کی گئیں۔ مگر رب تعالیٰ نے ان پر یہ آیت طیبہ ضرور نازل کی۔

وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ۭ (البقرہ:۲۸۴)

ترجمہ: اور اگر تم ظاہر کرو جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے یا تم اسے چھپائے رہو حساب لے گا تم سے اس کا اللہ تعالیٰ۔

سابقہ امم اپنے انبیاء اور رسل کے پاس حاضر ہوتیں۔ وہ کہتیں کیا اس بات پر ہمارا مؤاخذہ ہو گا جو ہمارے نفس کرتے ہیں۔ ہمارے اعضاء جن پر عمل پیرا نہیں ہوتے۔ امم نے کفر کیا اور گمراہ ہو گئیں۔ جب حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیت طیبہ اتری تو سابقہ امم کی طرح اس امت بیضاء پر بھی یہ گراں گزری۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہمارا مؤاخذہ ان باتوں پر ہو گا جو ہمارے نفوس کرتے ہیں لیکن ہمارے اعضاء ان پر عمل پیرا نہیں ہوتے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! تم غور سے سنو اور اطاعت کرو۔ رب تعالیٰ سے التجاء کیا کرو رب تعالیٰ نے فرمایا:

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ (البقرۃ: ۲۸۵)

ترجمہ: ایمان لایا یہ رسول کریم ﷺ۔

اس نے حدیث نفس کو ان سے اٹھالیا سوائے ان اعمال کے جو ان کے اعضاء سے رونما ہوں۔" اس روایت کو امام ترمذی اور امام مسلم نے ذکر کیا ہے لیکن انبیاء اور امم کا ذکر نہیں کیا۔

امام احمد، ابن حبان، حاکم اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میری امت سے خطا، نسیان اور ہر اس امر کو اٹھالیا گیا ہے جس پر اسے مجبور کیا گیا ہو۔ سفیان بن عیینہ اور ستہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: رب تعالیٰ نے میری امت کی ان باتوں کو معاف کر دیا ہے جو ان کے نفوس ان سے بیان کرتے ہیں۔ جب تک وہ ان کے مطابق گفتگو نہ کریں یا ان کے مطابق عمل پیرا نہ ہوں۔

۱۰۹۔ جس نے برائی کا ارادہ کیا لیکن اس پر عمل پیرا نہ ہوا تو اس کی برائی نہ لکھی جائے گی بلکہ اس کی نیکی لکھی جائے گی۔ اگر اس نے اس پر عمل کر لیا تو اس کی ایک برائی لکھی جائے گی۔

۱۱۰۔ جس نے نیکی کا ارادہ کیا اس نے اس پر عمل نہ کیا تو اس کے لیے ایک نیکی لکھی جائے گی۔ اگر وہ اس پر عمل پیرا ہو گیا تو اس کے لیے دس سے لے کر سات سو گنا تک نیکیاں لکھی جائیں گی۔

امام بیہقی نے حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو شرف ہم کلامی بخشا تو انہوں نے عرض کی: مولا! میں نے تورات میں ایسی امت کے متعلق پڑھا ہے جو بہترین امت ہے جسے لوگوں کے سامنے ظاہر کیا جائے گا۔ وہ نیکی کا حکم دے گی۔ برائی سے روکے گی۔ وہ رب تعالیٰ پر ایمان لے آئے گی اسے میری امت بنا دے۔ رب تعالیٰ نے فرمایا: وہ تو احمد مجتبیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت ہے۔" انہوں نے عرض کی: "مولا! میں نے تورات میں ایسی امت کا تذکرہ پڑھا ہے جن کی اناجیل ان کے سینوں میں ہوں گی وہ انہیں پڑھیں گے (پہلے لوگ اپنی کتب کو اوپر سے دیکھ کر پڑھتے تھے۔ انہیں حفظ نہ کرتے تھے) مولا! اسے میری امت بنا دے۔ رب تعالیٰ نے فرمایا: "وہ تو احمد مجتبیٰ ﷺ کی امت ہے انہوں نے عرض کی: "مولا! میں نے تورات میں ایسی امت کا تذکرہ پڑھا ہے جو اول و آخر کتب پر ایمان لائے گی وہ گمراہی کے سرداروں کے ساتھ جہاد کرے گی حتیٰ کہ وہ دجال کذاب کے ساتھ جہاد کرے گی۔ مولا! اسے میری امت بنا دے۔" رب تعالیٰ نے فرمایا: وہ تو احمد مجتبیٰ ﷺ کی امت ہے۔ انہوں نے عرض کی: مولا! میں نے تورات میں ایسی امت کا ذکر پڑھا ہے جو صدقات کھالے گی۔ سابقہ امتیں جب صدقات نکالتی تھیں تو رب تعالیٰ ان پر آگ بھیجتا تھا وہ انہیں کھا جاتی تھی۔ اگر وہ انہیں قبول نہ کرتا تو آگ انہیں نہ کھاتی۔ اسے میری امت بنا دے۔ رب تعالیٰ نے فرمایا: وہ احمد مجتبیٰ ﷺ کی امت ہے۔ انہوں نے عرض کی: میں نے تورات میں ایسی امت کا تذکرہ پایا ہے کہ جب وہ برائی کا ارادہ کرے گی تو اسے نہ لکھا جائے گا۔ اگر وہ اس برائی پر عمل پیرا ہو جائے گی تو صرف ایک برائی لکھی جائے گی۔ جب وہ نیکی کا ارادہ کرے گی مگر اس پر عمل پیرا نہ ہو

گی تو صرف ایک نیکی لکھی جائے گی۔ اگر وہ نیکی پر عمل پیرا ہو گئی تو اس کے لیے دس سے لے کر سات سو گنا تک اجر لکھا جائے گا اسے میری امت بنا دے۔ رب تعالیٰ نے فرمایا: وہ تو احمد مجتبیٰ ﷺ کی امت ہے۔

۱۱۱۔ توبہ کرنے کے لیے خود کو قتل نہ کرنا۔ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ (البقرہ: ۵۴)

ترجمہ: اور یاد کرو جب کہا موسیٰ (علیہ السلام نے) اپنی قوم سے اے میری قوم! بے شک تم نے ظلم ڈھایا اپنے آپ پر بچھڑے کو (خدا) بنا کر۔

ابن ابی حاتم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب بنو اسرائیل نے بچھڑے کی پوجا کر لی تو انہوں نے حضرت کلیم اللہ علیہ السلام سے پوچھا: ہماری توبہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: تمہارا ایک دوسرے کو قتل کرنا۔ انہوں نے چھریاں پکڑ لیں۔ ایک شخص اپنے بھائی، باپ اور ماں کو قتل کرنے لگا اسے پرواہ نہ تھی کہ وہ کسے قتل کر رہا ہے حتیٰ کہ ان میں ستر ہزار افراد قتل ہو گئے۔ رب تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی طرف وحی کی۔ اب انہیں حکم دیں کہ وہ اپنے ہاتھ اٹھا لیں جو مقتول ہوئے انہیں بخش دیا گیا اور بقیہ کی توبہ قبول ہو گئی۔

ابن ابی حاتم نے حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ سے رب تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے لکھا ہے:

وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا (البقرۃ: ۲۸۶)

ترجمہ: نہ ڈال ہم پر بھاری بوجھ۔

جب بنو اسرائیل میں سے کوئی شخص گناہ کر لیتا تو اسے کہا جاتا کہ تیری توبہ یہ ہے کہ تم خود کو قتل کر لو۔ وہ خود کو قتل کر لیتا لیکن رب تعالیٰ نے اس امت سے یہ بوجھ اٹھا لیے ہیں۔" عبد بن حمید نے حضرت قتادہ سے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "بنو اسرائیل کو شدید امتحان میں مبتلا کر دیا گیا وہ چھریاں لے کر اٹھے وہ ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے حتیٰ کہ رب تعالیٰ کی نعمت اور عقوبت ان تک پہنچ گئی، پھر چھریاں ان کے ہاتھوں سے گر پڑیں وہ قتل کرنے سے رک گئے رب تعالیٰ نے اسے زندہ کے لیے توبہ اور مقتول کے لیے شہادت بنا دیا۔

۱۱۲۔ اگر کسی نے اس چیز کی طرف دیکھا جو اس کے لیے حلال نہ تھی تو اس کی آنکھ پھوڑنے کی سزا اٹھا لینا۔

۱۱۳۔ نجاست کی جگہ کو کاٹنے سے اٹھا لینا۔ حاکم نے (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) حضرت ابو موسیٰ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: بنو اسرائیل میں سے جب کسی کے کپڑوں پر پیشاب لگ جاتا تو وہ انہیں قینچی سے کاٹ دیتا۔" ابن ابی شیبہ، ابو داؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے عبد الرحمان بن حسنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جب بنو اسرائیل کے کپڑوں کو پیشاب لگ جاتا تو وہ اسے قینچی سے کاٹ دیتے۔ ایک شخص نے انہیں منع کیا تو اسے اس کی قبر میں عذاب دیا گیا۔

ابن ابی شیبہ نے مصنف میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک یہودی عورت میرے پاس آئی اس نے کہا: "عذاب قبر پیشاب کی وجہ سے ہوتا ہے۔" میں نے اسے کہا: تو نے جھوٹ بولا ہے۔ اس نے کہا: ہاں! پیشاب کی وجہ سے جلد اور کپڑا کو کاٹ دیا جاتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس عورت نے سچ کہا ہے۔

۱۱۴۔ مال میں سے چوتھائی حصہ زکوٰۃ کی تخفیف ہے۔

۱۱۵۔ ان پر سے اولاد کی تحریم کو منسوخ کر دیا گیا۔

۱۱۶۔ تحصر کا ان سے منسوخ ہو جانا۔

۱۱۷۔ رہبانیت منسوخ ہو جانا۔

۱۱۸۔ سیاحت منسوخ ہو جانا۔ امام احمد اور ابو یعلی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کے لیے رہبانیت ہوتی تھی۔ اس امت کی رہبانیت جہاد فی سبیل اللہ ہے۔" ابو داؤد نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے سیاحت کا حکم دیں۔ آپ نے فرمایا: میری امت کی سیاحت جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ ابن مبارک نے عمارہ بن عزیہ سے روایت کیا ہے کہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سیاحت کا ذکر کیا گیا، تو آپ نے فرمایا: رب تعالیٰ نے ہمیں اس کے بدلے میں جہاد فی سبیل اللہ عطا فرمایا ہے اور ہر بلندی پر تکبیر کہنا عطا کیا ہے۔ ابن جریر نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ اس امت کی سیاحت روزے ہیں۔

۱۱۹۔ ہمارے دین حق میں عورتوں کو ترک کرنا روا نہیں۔

۱۲۰۔ نہ ہی گوشت چھوڑنا روا ہے۔

۱۲۱۔ نہ ہی گرجوں کو لازم پکڑنا روا ہے۔

۱۲۲۔ روز جمعۃ المبارک کو مشغول ہونا مباح ہے۔

۱۲۳۔ حالانکہ یہود کا روز ہفتہ کو مشغول ہونا چھین لیا گیا تھا۔

۱۲۴۔ وضو کے بغیر کھانا مباح ہے۔

۱۲۵۔ چوری کی وجہ سے غلام بنانا چھوڑ دیا گیا ہے۔ جیسے کہ داستان یوسفی میں ہے:

قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ۝ قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِيْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ

(یوسف: ۷۴،۷۵)

ترجمہ: خدام (یوسف) نے کہا ہم اس کی سزا کیا ہے اگر تم جھوٹے ثابت ہو جاؤ انہوں نے کہا کہ اس کی سزا یہ ہے کہ جس کے سامان میں یہ پیالہ دستیاب ہو تو وہ خود ہی اس کا بدلہ ہے

یہ آل یعقوب علیہ السلام کی سنت تھی۔

۱۲۶۔ خودکشی کرنے والے پر جنت حرام ہے جیسے کہ اللہ رب العزت نے فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۣ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ۝ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ۭ (النساء: ۲۹، ۳۰)

ترجمہ: اے ایمان والو! نہ کھاؤ اپنے مال آپس میں ناجائز طریقہ سے مگر یہ کہ تجارت تمہاری باہمی رضامندی سے اور نہ ہلاک کرو اپنے آپ کو بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ بڑی مہربانی فرمانے والا ہے اور جو شخص کرے گا یوں سرکشی اور ظلم سے تو ڈال دیں گے ہم اُسے آگ میں۔

۱۲۷۔ ملک کی شرط پر جب آپ ان کے مالک بن جائیں گے تو وہ آپ کے غلام ہوں گے۔

۱۲۸۔ ان کے اموال آپ کے لیے ہوں گے جو پسند کریں لے دیں جو چاہیں ترک کر دیں۔

۱۲۹۔ امت مسلمہ کے لیے چار نکاح کرنا مشروع ہے۔

۱۳۰۔ تین طلاقیں مشروع ہیں۔

۱۳۱۔ انہیں لونڈی کے ساتھ نکاح کرنے کی رخصت ہے۔

۱۳۲۔ انہیں اپنی ملت کے علاوہ نکاح کرنے کی رخصت ہے۔

۱۳۳۔ ابن ابی شیبہ نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: اس امت کو یہ آسائش حاصل ہے کہ وہ لونڈی اور نصرانیہ سے نکاح کر سکتی ہے۔

۱۳۴۔ حائضہ سے وظیفۂ زوجیت کے علاوہ لطف اندوز ہونے کی اجازت ہے۔ امام احمد، امام مسلم ترمذی اور نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہودیوں کا معمول یہ تھا کہ جب عورت کو حیض آجاتا تو وہ اس کے ہمراہ نہ تو کھاتے تھے، نہ ہی گھروں میں اس کے ساتھ جمع ہوتے تھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ سے التجاء کی تو اس وقت یہ آیت طیبہ نازل ہوئی۔

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ۭ (البقرۃ: ۲۲۲)

ترجمہ: اور وہ پوچھتے ہیں آپ سے حیض کے متعلق۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وظیفۂ زوجیت کے علاوہ ان سے ہر طرح سے لطف اندوز ہو لیا کرو۔ یہود نے کہا: اس شخص (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ارادہ ہے کہ وہ ہر معاملہ میں ہماری مخالفت کرے۔ تفسیر کی کتب میں ہے عیسائی حائضہ سے ہم بستری کر لیتے تھے۔ وہ حیض کی پرواہ نہ کرتے تھے جبکہ یہودی ایسی عورتوں سے بالکل کنارہ کش ہو جاتے تھے۔ رب تعالیٰ نے مسلمانوں کو

دونوں امور میں سے میانہ روی کا حکم دیا۔

۱۳۵۔ اپنی زوجہ سے جیسے چاہو وظیفۂ زوجیت ادا کرو۔ ابوداؤد اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: اہل کتاب اپنی خواتین سے ایک کروٹ پر صحبت کرتے تھے۔ اس میں عورت کے لیے زیادہ ستر پوشی ہوتی ہے۔ انصار کا ایک قبیلہ اسی پر عمل پیرا تھا۔ وہ اسے علم میں دوسروں پر فضیلت شمار کرتے تھے۔ اس وقت یہ آیت طیبہ نازل ہوئی۔

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۔ (البقرہ: ۲۲۳)

ترجمہ: تمہاری بیویاں تمہاری کھیتی ہیں۔

اس نے مسلمانوں کو رخصت دے دی کہ وہ اپنی بیویوں کی فروج میں جیسے چاہیں اور جہاں سے چاہیں عمل زوجیت کرلیں۔ آگے سے یا پیچھے سے وظیفۂ زوجیت کرلیں۔

۱۳۶۔ ان کے لیے قصاص اور دیت میں اختیار مشروع ہے۔ امام بخاری، ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ بنو اسرائیل میں قصاص تھا۔ نفس یا دیت میں ان سے دیت نہ لی جاتی تھی۔ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۙ (المائدہ: ۴۵)

ترجمہ: اور ہم نے لکھ دیا تھا یہود کے لیے تورات میں (یہ حکم) کہ جان کے بدلے جان۔

اس امت سے فرمایا:

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ۖ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ۖ
فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ۖ (البقرہ: ۱۷۸)

ترجمہ: فرض کیا گیا ہے تم پر قصاص جو (ناحق) مارے جائیں آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت پس جس کو معاف کی جائے اس کے بھائی (مقتول کے وارث) کی طرف سے کچھ چیز تو چاہیے کہ طلب کرے (مقتول کا وارث) خون بہا دستور کے مطابق اور (قاتل کو چاہیے) کہ اسے ادا کرے اچھی طرح۔

قتل عمد میں دیت قبول کرلینا عفو ہے۔

ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ۖ (البقرہ: ۱۷۸)

ترجمہ: یہ رعایت ہے تمہارے رب کی طرف سے اور رحمت ہے۔

یہ اس امر میں تخفیف ہے جو تم سے پہلی امتوں پر لازم تھا۔ ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اہل

تورات کے لیے صرف قصاص یا عفو تھا۔ ان کے مابین تاوان نہ تھا۔ اہل انجیل پر عفو لازم تھا۔ اسی کا انہیں حکم دیا گیا تھا۔ رب تعالیٰ نے اس امت کے لیے قتل، عفو اور دیت کو مشروع فرمایا۔ وہ جسے چاہیں اپنے لیے حلال کر لیں یہ خصوصیت کسی اور امت کو حاصل نہ تھی۔

۱۳۷۔ ان کے لیے حملہ آور کو دور کرنا مشروع ہے، جبکہ بنو اسرائیل کے لیے لازم تھا کہ جب کوئی شخص کسی شخص کی طرف ہاتھ پھیلاتا۔ وہ اسے نہ چھوڑتا حتیٰ کہ اسے قتل کر دیتا یا اسے چھوڑ دیتا۔ یہ مجاہد اور ابن جریج کا قول ہے۔

۱۳۸۔ ان کے لیے شرم گاہ عریاں کرنا حرام ہے۔

۱۳۹۔ ان کے لیے میت پر نوحہ کرنا حرام ہے۔

۱۴۰۔ ان کے لیے تصویر حرام ہے۔

۱۴۱۔ ان کے لیے شراب حرام ہے۔

۱۴۲۔ ان کے لیے آلات موسیقی حرام ہیں۔

۱۴۳۔ ان کے لیے بہن سے نکاح کرنا حرام ہے۔

۱۴۴۔ ان کے لیے سونے اور چاندی کے برتن حرام ہیں۔

۱۴۵۔ ان کے لیے ریشم حرام ہے۔

۱۴۶۔ ان کے مردوں پر سونا حرام ہے۔

۱۴۷۔ ان کے لیے ان کو سجدہ کرنا حرام ہے۔ ہم سے قبل یہ سلام تھا ہمیں اس کی جگہ السلام علیکم عطا کیا گیا۔

۱۴۸۔ گمراہی پر ان کا اجماع نہیں ہو سکتا۔ اسی سے یہ دلیل پکڑی جاتی ہے کہ ان کا اجماع حجت ہے۔

۱۴۹۔ قحط انہیں محیط نہیں ہو سکتا۔

۱۵۰۔ دشمن انہیں جڑ سے نہیں اکھیڑ پھینک سکتا۔ شیخین نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت کا ایک گروہ حق پر غالب رہے گا حتیٰ کہ رب تعالیٰ کا امر آجائے وہ حق کے ساتھ غالب ہی رہیں گے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں سے ایک گروہ رب تعالیٰ کے امر کو قائم کرتا رہے گا ان کے بداندیش اور دشمن انہیں نقصان نہ دے سکیں گے حتیٰ کہ امر الٰہی آجائے گا وہ اسی پر بھی ہوں گے۔

حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اس امت کو کبھی گمراہی پر جمع نہ کرے گا۔"

امام احمد اور امام الطبرانی نے حضرت ابو بصرہ غفاری سے اور وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: میں نے رب تعالیٰ سے التجاء کی کہ وہ میری امت کو گمراہی پر جمع نہ کرے۔ اس نے میری یہ دعا قبول کر لی میں نے عرض کی کہ انہیں

قحط سالی سے ہلاک نہ کرے جیسے سابقہ امتیں ہلاک ہوئیں۔اس نے میری یہ دعا قبول کرلی۔میں نے اس سے التجاء کی ان کا دشمن ان پر غالب نہ آئے۔اس نے میری یہ التجاء بھی قبول کرلی۔میں نے التجاء کی کہ وہ انہیں فرقوں میں تقسیم نہ کرے اور وہ باہم خونریزی نہ کریں۔اس نے مجھے اس دعا سے روک دیا" دارمی اور ابن عساکر نے حضرت عمرو بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"میرے رب تعالیٰ نے مجھ سے میری امت کے بارے وعدہ کیا ہے۔انہیں تین امور سے پناہ دی ہے۔(۱) انہیں قحط محیط نہ ہوگا۔(۲) دشمن انہیں جڑ سے نہ اکھیڑ پھینکے گا۔(۳) وہ انہیں گمراہی پر جمع نہ کرے گا۔

امام مسلم نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رب تعالیٰ نے میرے لیے زمین سمیٹ دی میں نے اس کے مشارق و مغارب کو دیکھا۔سلطنت عنقریب وہاں تک پہنچے گی جہاں تک اسے میرے لیے سمیٹا گیا تھا۔اس نے مجھے دو خزانے سرخ اور سفید عطا کیے۔میں نے اپنے رب تعالیٰ سے التجاء کی کہ وہ اسے عام قحط سے ہلاک نہ کرے ان کے علاوہ دشمن کو ان پر مسلط نہ کرے جو ان کی اصل کو اکھیڑ دے۔اس نے میری التجاء کو قبول کرلیا۔"

ابن ابی شیبہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"میں نے اپنے رب تعالیٰ سے التجاء کی کہ وہ میری امت کو قحط سالی سے ہلاک نہ کرے۔اس نے میری التجاء قبول کرلی۔میں نے التجاء کی کہ وہ میری امت کو پانی میں ڈبو کو ہلاک نہ کرے۔اس نے میری التجاء قبول کرلی۔میں نے اس سے التجاء کی کہ وہ ان میں باہم جنگ نہ کرائے اس نے میری یہ التجاء قبول نہ کی۔

۱۵۱۔ وہ اس سے محفوظ ہیں کہ اہل باطل حق پر غالب آجائیں۔حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے فرمایا: "امت کا جب بھی باہم اختلاف ہوا اہل باطل اہل حق پر غالب آگئے سوائے اس امت کے۔

۱۵۲۔ ان کا اختلاف رحمت ہے جبکہ ان سے قبل امتوں کے لیے اختلاف عذاب تھا۔شیخ نصر المقدسی نے کتاب الحجۃ میں لکھا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"میری امت کا اختلاف رحمت ہے۔" خطیب نے اسماعیل بن مجالد سے روایت کیا ہے کہ ہارون الرشید نے حضرت امام مالک سے کہا:"ابو عبداللہ! یہ کتابیں لکھیں۔انہیں اسلام کے آفاق میں پھیلا دیں امت ان پر عمل کرے گی۔" انہوں نے کہا:"امیر المومنین! علماء کا اختلاف اس امت پر رحمت ہے ہر کوئی اس کی اتباع کرتا ہے جو اس کے ہاں صحیح ہوتا ہے۔ہر ایک ہدایت پر ہے۔ہر ایک کا ارادہ رب تعالیٰ ہے۔

۱۵۳۔ یہ اس امر سے محفوظ ہیں کہ ان کے نبی (کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان کے لیے ایسی بد دعا مانگیں جس کی وجہ سے وہ ہلاک ہوجائیں۔

۱۵۴۔ طاعون ان کے لیے شہادت اور رحمت ہے۔یہ ہم سے سابقہ امم کے لیے عذاب تھا۔شیخان نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"طاعون ایک عذاب ہے جو بنو اسرائیل کے ایک گروہ پر بھیجا گیا یا ہم سے پہلے لوگوں کے لیے عذاب تھا۔امام بخاری نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا:"میں نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں طاعون کے متعلق عرض کی۔آپ نے مجھے بتایا: یہ عذاب

ہے جسے رب تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے مبتلاء کرتا ہے۔رب تعالیٰ نے اسے اہل ایمان کے لیے رحمت بنایا ہے جو بھی طاعون میں مبتلاء ہوا۔وہ اپنے شہر میں حصول ثواب کے لیے صبر کرتے ہوئے ٹھہرا رہا۔اسے علم تھا کہ اسے وہی کچھ پہنچے گا جو رب تعالیٰ نے اس کے مقدر میں لکھ دیا ہے تو اسے شہید کا اجر ملے گا۔

۱۵۵۔ وہ جو دعا مانگیں گے ان کی وہ دعا قبول ہو جائے گی۔حکیم ترمذی نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس امت مرحومہ کو وہ کچھ عطا کیا گیا ہے جو کسی اور کو عطا نہیں کیا گیا۔رب تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہم السلام سے فرمایا:

ادْعُونِيٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ (غافر: ۶۰)

ترجمہ: تم مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔

وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ۚ (الحج: ۷۸)

ترجمہ: اور نہیں روا رکھی اس نے تم پر دین کے معاملہ میں کوئی تنگی۔

اس نے یہ بھی انبیائے کرام علیہم السلام سے فرمایا تھا اسی طرح اس نے فرمایا:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ (البقرۃ: ۱۴۳)

ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے بنا دیا تمہیں (اے مسلمانو) بہترین اُمت تاکہ تم گواہ بنو لوگوں پر۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا: آپ اپنی قوم پر گواہ ہیں۔امام ترمذی نے لکھا ہے کہ حضرت خالد ربعی فرماتے تھے کہ مجھے اس آیت پر تعجب ہے ادعونی استجب لکم۔ (غافر: ۶۰) رب تعالیٰ نے انہیں دعا کا حکم دیا ہے ان سے اجابت کا وعدہ کیا۔ان کے مابین شرط بھی نہیں ہے۔امام ترمذی نے لکھا ہے کہ یہ انبیاء کے لیے تھا۔

ابن ابی الدنیا نے الذکر میں سفیان بن عیینہ سے روایت کیا ہے کہ رب تعالیٰ نے فرمایا: میں نے تمہیں وہ نعمت بخشی ہے اگر میں وہ نعمت جبرائیل و میکائیل کو دیتا تو میں انہیں دل کھول کر عنایات دیتا۔میں نے تمہیں کہا ہے۔

ادْعُونِيٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ (غافر: ۶۰)

۱۵۶۔ وہ کتاب اول اور کتاب آخر پر ایمان رکھتے ہوں۔

۱۵۷۔ وہ بیت اللہ الحرام کا حج کرتے ہیں۔وہ اس سے اکتاتے نہیں ہیں۔

۱۵۸۔ وضو کرنے سے ہی ان کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔نماز ان کے لیے زائد اور اضافہ بن جاتا ہے۔

۱۵۹۔ وہ اپنے صدقات اپنے پیٹوں میں ڈالیں گے اس پر انہیں ثواب ملے گا۔

۱۶۰۔ دنیا میں انہیں جلد ثواب مل جاتا ہے حالانکہ ان کے آخرت کے لیے بھی ذخیرہ کر دیا جاتا ہے۔

۱۶۱۔ پہاڑ اور درخت کے پاس سے جب وہ گزرتے ہیں تو ان کے تسبیح و تقدیس کی وجہ سے وہ خوش ہوتے ہیں۔

۱۶۲۔ آسمان کے دروازے ان کے اعمال اور ارواح کے لیے کھول دیے جاتے ہیں۔
۱۶۳۔ فرشتے ان کی وجہ سے خوش ہوتے ہیں۔
۱۶۴۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحمت نازل کرتا ہے اور ملائکہ نزولِ رحمت کے لیے دعا مانگتے ہیں۔
۱۶۵۔ ملائکہ ان کے لیے نزولِ رحمت کی دعا مانگتے ہیں۔ رب تعالیٰ ان پر رحمت کا نزول کرتا ہے جیسے وہ انبیاء پر نزولِ رحمت کرتا ہے۔ حضرت سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رب تعالیٰ نے امت محمدیہ علی صاحبھا الصلوٰۃ والسلام کی تکریم کی۔ اس پر اس طرح رحمت نازل کی جیسے وہ انبیاء پر نازل کرتا ہے۔
۱۶۶۔ ان کے بستروں پر ان کی ارواح قبض ہوں گی جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں شہداء ہوں گے۔
۱۶۷۔ دستر خوان ان کے سامنے رکھا جائے گا۔ جب دستر خوان اٹھایا جاتا ہے تو انہیں بخش دیا جاتا ہے۔
۱۶۸۔ ایک شخص کپڑے پہنتا ہے وہ انہیں جھاڑتا بھی نہیں حتیٰ کہ اسے معاف کر دیا جاتا ہے۔
۱۶۹۔ ان کا صدیق، صدیقین سے افضل ہے۔
۱۷۰۔ اس کے علماء اور حکماء قریب ہے کہ اپنے علم کی وجہ سے انبیاء ہوتے۔
۱۷۱۔ اللہ تعالیٰ کے متعلق وہ کسی ملامت گر کی ملامت سے نہیں ڈرا کرتے۔
۱۷۲۔ وہ اہلِ ایمان کے لئے سراپا کرم اور کفار پر سخت ہیں۔
۱۷۳۔ ان کی قربانیاں ان کی نمازیں ہیں۔
۱۷۴۔ ان کی قربانیاں ان کے خون ہیں۔
۱۷۵۔ جس کا عمل قبول نہ ہو اس کی پردہ پوشی کر دی جاتی ہے سابقہ امم میں سے بعض کی قربانی اگر قبول نہ ہوتی تو اسے آگ نہ کھاتی اور اسے رسواء کر دیا جاتا۔
۱۷۶۔ استغفار سے ان کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔
۱۷۷۔ جب ان میں سے کسی سے گناہ صادر ہو جاتا ہے تو اس کے لیے پاکیزہ کھانا حرام نہیں ہوتا۔
۱۷۸۔ اس کی خطاء اس کے دروازے پر نہیں لکھی جاتی، جیسے یہ بنی اسرائیل میں ہوتا تھا۔

ابن منذر نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے اور امام بیہقی نے الشعب میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان کے پاس بنو اسرائیل کا ذکر کیا گیا۔ ان کی ان فضیلتوں کا تذکرہ کیا گیا جو رب تعالیٰ نے انہیں عطا کی تھیں۔ انہوں نے فرمایا: بنو اسرائیل میں تمہارے جب کسی سے گناہ کا صدور ہوتا تو صبح اس کے گناہ کا کفارہ اس کے گھر کی دہلیز پر لکھ دیا جاتا جبکہ تمہارے گناہوں کا کفارہ ایک قول ہے جیسے تم اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتے ہو وہ تمہیں معاف کر دیتا ہے۔ مجھے اس ذاتِ والا کی قسم جس کے دستِ تصرف میں میری جان ہے رب تعالیٰ نے مجھے ایک ایسی آیت دی ہے جو مجھے دنیا اور اس کی ساری اشیاء سے محبوب

ہے۔وہ یہ آیت طیبہ ہے:

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً (آل عمران: ۱۳۵)

ترجمہ: اور یہ وہ لوگ ہیں کہ جب کر بیٹھیں کوئی بُرا کام۔

ابن جریر نے حضرت ابو عالیہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کاش ہمارے کفارے بنو اسرائیل کے کفارات کی طرح ہوتے۔آپ نے فرمایا: جو کچھ تمہیں رب تعالیٰ نے عطا کیا ہے وہ بہتر ہے بنو اسرائیل میں سے جب کسی شخص سے گناہ کا صدور ہو جاتا تو وہ اسے پاتا کہ اس کے دروازے پر لکھ دیا جاتا ساتھ اس کا کفارہ بھی لکھ دیا جاتا اگر وہ اس کو ادا کر دیتا تو یہ دنیا میں اس کے لیے ذلت ہوتی۔اگر وہ کفارہ ادا نہ کرتا تو یہ آخرت میں اس کے لیے ذلت لکھ دی جاتی۔رب تعالیٰ نے تمہیں اس سے بہتر عطا کیا ہے۔اس نے فرمایا:

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ (النساء: ۱۱۰)

ترجمہ: اور جو شخص کر بیٹھے بُرا کام یا ظلم کرلے اپنے آپ پر۔

پانچ نمازیں اور جمعہ سے جمعہ تک اپنے درمیان کے کفارات ہیں۔

۱۷۹۔ ان کی ندامت ہی توبہ ہے۔امام احمد اور امام حاکم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کیا ہے کہ ندامت ہی توبہ ہے،بعض علماء نے فرمایا ہے ندامت کا توبہ ہونا اس امت کے خصائص میں سے ہے۔

۱۸۰۔ جب دو افراد بھی ان میں سے کسی ایک کی بھلائی کی گواہی دے دیں تو اس پر جنت لازم ہو جاتی ہے جبکہ سابقہ امم کے ایک سو افراد جب بھلائی کی گواہی دیتے تو جنت لازم ہوتی تھی۔ابو یعلی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: امم میں سے جب ایک سو افراد بندے کی بھلائی کی خبر دیتے تو اس پر جنت لازم ہو جاتی جبکہ میری امت کے اگر پچاس افراد کسی کی بھلائی کے بارے گواہی دے دیں تو اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

امام بخاری، ترمذی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"جس مسلمان کے بارے چار افراد بھی خیر کی گواہی دے دیں اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ہم نے عرض کی: تین؟ آپ نے فرمایا: اور تین افراد بھی۔ہم نے عرض کی: دو آپ نے فرمایا: اور دو بھی۔ہم نے ایک کے متعلق آپ سے سوال نہ کیا۔

۱۸۱۔ اس امت کا عمل دیگر امم سے قلیل ہوگا۔اجر و ثواب زیادہ ہوگا۔عمریں کم ہوں گی۔

۱۸۲۔ سابقہ امم کا ایک شخص تیس گنا زیادہ عبادت گزار ہوتا جبکہ یہ اس سے تیس گنا زیادہ بہتر ہیں بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: گزشتہ اقوام کی نسبت سے تمہاری یہاں بقاء اتنی ہے جتنا نماز عصر سے لے کر غروب شمس تک کا وقت ہو۔اہل تورات کو تورات عطا کی گئی۔انہوں نے اس پر عمل کیا

نصف دن کے وقت وہ تھک گئے۔ انہیں ایک ایک قیراط اجر دیا گیا، پھر اہل انجیل آئے انہوں نے نماز عصر تک انجیل پر عمل کیا، پھر وہ عاجز آ گئے انہیں ایک ایک قیراط اجر دیا گیا، پھر ہمیں قرآن پاک عطا کیا گیا ہم نے غروب شمس تک عمل کیا۔ ہمیں دو دو قیراط عطا کیا گیا۔ اہل کتاب نے عرض کی: اے ہمارے رب! تو نے ان کو دو دو قیراط اجر دیا حالانکہ ہمارا عمل زیادہ ہے۔ اس نے فرمایا: کیا میں نے تمہارے اجر میں سے کچھ کم کیا؟ انہوں نے عرض کی: نہیں۔ اس نے فرمایا: یہ میرا فضل ہے میں جسے چاہتا ہوں عطا کرتا ہوں۔

۱۸۳۔ ہمارے نبی اکرم ﷺ کے معجزات زیادہ عیاں ہیں ہمارا ثواب ساری امم سے زیادہ ہے۔ یہ امام سبکی کا قول ہے جسے امام رازی کا یہ قول مقید کر دیتا ہے جس کے معجزات دیگر انبیاء کرام علیہم السلام سے زیادہ واضح ہوں اس کی قوم کا ثواب کم ہوتا ہے۔ امام سبکی نے لکھا ہے: یہ تصدیق کے اعتبار سے، اس کے واضح ہونے، اسباب کے ظہور اور غور و فکر کی قلت کی وجہ سے ہوتا ہے۔

۱۸۴۔ انہیں اول و آخر کے علوم دیے گئے۔

۱۸۵۔ ہر چیز حتیٰ کہ علم کے دروازے ان کے لیے کھول دیے گئے۔

۱۸۶۔ انہیں اسناد دی گئیں۔

۱۸۷۔ انہیں انساب دئیے گئے۔

۱۸۸۔ انہیں اعراب دے گئے۔ یہ ابو علی جبائی کا قول ہے۔

۱۸۹۔ انہیں تصنیف و تحقیق میں تصرف عطا کیا گیا۔ یہ سابقہ امم میں اس حد تک نہ تھا۔ ان کا علم اتنا وسیع اور گہرا نہ تھا۔ یہ قاضی ابن عربی کا قول ہے۔

۱۹۰۔ ان میں سے کسی ایک شخص کو قلیل سی مدت میں علوم و فہوم کے اتنے ذخائر حاصل ہوتے ہیں جو کسی سابقہ امت کو طویل مدت میں حاصل نہ ہوتے تھے۔ اسی لیے اس امت کے مجتہد علوم و استنباط میں اس طرح سیراب ہوتے کہ دیگر امم اس طرح سیر نہ ہو سکیں حالانکہ ان کی عمریں کم تھیں۔ اس بات کو القرافی نے شرح المحصول میں لکھا ہے۔

۱۹۱۔ رب تعالیٰ نے اسے حفظ کی وہ قوت عطا کی ہے جو اس نے سابقہ اقوام میں سے کسی کو عطا نہ کی تھی۔

۱۹۲۔ ان میں سے ایک گروہ حق پر رہے گا حتیٰ کہ امر الٰہی آ جائے گا۔ شیخان نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میری امت کا ایک گروہ حق پر رہے گا حتیٰ کہ امر الٰہی آ جائے وہ اس پر غالب رہیں گے۔

۱۹۳۔ زمین ان کے مجتہد سے خالی نہ ہو گی۔ جو رب تعالیٰ کے لیے حجت قائم کرے گا، حتیٰ کہ ایسا وقت آ جائے گا، کہ عمارات کی بنیادیں زلزلوں سے ہل جائیں گی اور قیامت کی بڑی بڑی نشانیاں ظاہر ہوں گی۔

۱۹۴۔ رب تعالیٰ ان میں سے ہر سو سال کے بعد ایک مجدد پیدا کر دے گا جو ان کے دین حق کے امور کی تجدید کرے گا حتیٰ

کہ آخری زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور ہوگا۔

۱۹۵۔ ان میں ایسے افراد بھی ہیں جو حضرات جبرائیل، میکائیل ابراہیم اور نوح علیہم السلام کے مشابہ ہیں۔

الطبرانی نے حسن سند کے ساتھ حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آسمانوں پر دو فرشتے ہیں۔ان میں سے ایک شدت کا حکم دیتا ہے جبکہ دوسرا نرمی کا حکم کرتا ہے وہ دونوں صحیح ہیں وہ حضرات جبرائیل اور میکائیل ہیں۔دو ایسے نبی تھے کہ ایک شدت کا حکم دیتے تھے جبکہ دوسرے نرمی کا۔دونوں درست تھے۔وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام تھے۔میرے دو ساتھی ہیں ایک شدت کا حکم دیتا ہے جبکہ دوسرا نرمی کا۔وہ حضرات ابوبکر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما ہیں۔یہ بھی دونوں درست ہیں۔

۱۹۶۔ اس امت میں اقطاب، اوتاد، نجباء اور ابدال ہیں۔ان آخری چاروں میں ائمہ کے شافعیہ میں سے علاء الدین القونوی نے اپنی کتاب التلطف فی شرح التعرف فی التصوف میں امام الکلاباذی کو شمار کیا ہے۔

ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رب تعالیٰ کی مخلوق میں تین ایسے فرخندہ فال افراد ہیں جن کے قلوب حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام کے دل پر ہیں۔رب تعالیٰ کی مخلوق میں چالیس ایسے افراد ہیں جن کے قلوب حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے دل پر ہیں۔رب تعالیٰ کی مخلوق میں سے سات افراد ایسے ہیں جن کے قلوب قلب ابراہیمی پر ہیں۔پانچ ایسے افراد ہیں جن کے قلوب، قلبِ جبرائیل پر ہیں اس کی مخلوق میں تین ایسے افراد ہیں جن کے قلوب، دلِ میکائیل پر ہیں۔ایک شخص کا قلب، دلِ اسرافیل پر ہے اگر ان میں سے کسی ایک کا وصال ہو جاتا ہے تو رب تعالیٰ تینوں میں سے کسی ایک کو اس کے مقام پر فائز فرما دیتا ہے جب ان پانچوں کا وصال ہو جاتا ہے تو رب تعالیٰ ساتوں میں کسی ایک کو اس کے مقام پر فائز کر دیتا ہے۔جب ان ساتوں کا وصال ہو جاتا ہے تو رب تعالیٰ ان چالیس میں سے کسی ایک کو ان کے مقام پر فائز کر دیتا ہے۔جب ان چالیس کا وصال ہو جاتا ہے تو رب تعالیٰ ان تین سو میں سے کسی ایک کو ان کے مقام پر فائز کر دیتا ہے۔جب ان تین سو کا وصال ہو جاتا ہے تو رب تعالیٰ عوام میں سے کسی کو ان کی جگہ فائز کر دیتا ہے۔ان میں سے بعض زندہ کر سکتے ہیں۔مار سکتے ہیں بارش برسا سکتے ہیں نائب بن سکتے ہیں۔مصائب دور کر سکتے ہیں۔حضرت عبداللہ بن مسعود سے عرض کی گئی وہ کیسے زندہ کرتے ہیں۔کیسے مارتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: وہ رب تعالیٰ سے کسی قوم کی کثرت کی دعا کرتے ہیں تو رب تعالیٰ انہیں کثیر کر دیتا ہے۔وہ جابر بادشاہوں کے لیے دعا کرتے ہیں تو رب تعالیٰ انہیں توڑ کر رکھ دیتا ہے۔وہ بارش کے لیے دعا کرتے ہیں تو رب تعالیٰ ابر کرم نازل کر دیتا ہے۔ان کے لیے زمین پیداوار دیتی ہے۔وہ دعا مانگتے ہیں مختلف بلائیں ان کی دعاؤں کے طفیل دور ہو جاتی ہیں۔امام یافعی نے اپنی کتاب کفایۃ المعتقد وتکایۃ المنتقد میں لکھا ہے کہ بعض علماء فرماتے ہیں: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کے بارے میں یہ نہیں فرمایا کہ کوئی آپ کے انور سے عزیز، لطیف اور معزز ہو۔ملائکہ، انبیاء اور اولیاء کے قلوب آپ کے قلب اطہر کی نسبت سے اسی طرح ہیں جیسے سارے ستارے کمالِ آفتاب کے ساتھ نسبت رکھتے

ہوں جو انہیں روک دے۔

امام شعبی نے لکھا ہے کہ آپ نے اپنی امت کے تین افراد کے ساتھ تشبیہ دی۔ حضرت دحیہ کو حضرت جبرائیل کے ساتھ حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اور عبدالعزیٰ کو دجال کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔

الطبرانی نے ضعیف سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جسے یہ امر خوش کرتا ہو کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہہ کو دیکھے جو خَلق اور خُلق کے اعتبار سے ان کی مشابہت دیکھنا چاہتا ہو وہ ابو ذر کو دیکھ لے۔ حاکم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا وہ میرے اس حجرہ میں کھڑے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ساتھ سرگوشی کر رہے تھے۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کون تھا؟ آپ نے فرمایا: تم اسے کس کے مشابہ دیکھتی ہو؟ میں نے عرض کی: "دحیہ رضی اللہ عنہ کے" آپ نے فرمایا: "تم نے جبرائیل امین کو دیکھا ہے"۔

الطبرانی نے حسن سند کے ساتھ حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آسمان میں دو فرشتے ہیں ایک شدت کا حکم دیتا ہے دوسرا نرمی کا حکم دیتا ہے۔ دونوں درست ہیں۔ آپ نے حضرت جبرائیل اور حضرت میکائیل علیہما السلام کا تذکرہ فرمایا۔ آپ نے فرمایا: دو ایسے نبی تھے جن میں سے ایک نرمی کا جبکہ دوسرے شدت کا حکم دیتے تھے۔ دونوں درست تھے۔ آپ نے سیدنا ابراہیم اور سیدنا نوح علیہما السلام کا تذکرہ کیا۔ پھر فرمایا: میرے دو صحابی ہیں ایک شدت کا حکم دیتا ہے دوسرا نرمی کا۔ وہ دونوں درست ہیں۔ آپ نے حضرت ابوبکر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا ذکر کیا۔

حافظ ابوالحسن ہیثمی نے حسن سند حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ امت چالیس ایسے افراد سے خالی نہ رہے گی جو حضرت خلیل الرحمٰن علیہ السلام کی مانند ہوں گے۔ ان کے طفیل بارش نازل ہو گی۔ ان کے طفیل تمہاری مدد کی جائے گی جب ان میں سے کوئی ایک مر جاتا ہے تو رب تعالیٰ اس کی جگہ دوسرے کو فائز کر دیتا ہے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمیں شک نہ تھا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ ان میں سے ایک تھے۔

امام احمد نے ثقہ راویوں سے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرمایا: اس امت مرحومہ میں تیس ابدال ہیں جو حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ السلام کی مثل ہیں۔ ان میں سے جب کوئی ایک وصال کر جاتا ہے تو رب تعالیٰ اس کی جگہ کسی کو مقرر کر دیتا ہے۔ ابوالزناد نے فرمایا: جب نبوت چلی گئی۔ وہ زمین کے اوتاد تھے۔ رب تعالیٰ نے ان کے چالیس ایسے چالیس افراد بنائے جو امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے ہیں۔ جنہیں ابدال کہا جاتا ہے۔ ان میں سے جو شخص بھی وصال کر جاتا ہے رب تعالیٰ اس کی جگہ دوسرا مقرر کر دیتا ہے یہ زمین کے اوتاد ہیں۔

امام احمد، حکیم ترمذی، خلال نے صحیح کے راویوں سے، سوائے عبدالواحد سے، العجلی نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے جبکہ ابو زرعہ نے عبدالواحد بن قیس سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس امت میں تیس ابدال ہیں جو حضرت خلیل الرحمان کی طرح ہیں۔ ان میں سے جب ایک وصال کر جاتا ہے رب تعالیٰ اس کی جگہ دوسرے کو فائز فرما دیتا ہے۔

امام احمد نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: میں نے حضور اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ نے فرمایا: ابدال شام میں ہیں۔ یہ چالیس افراد ہیں۔ جب ان میں سے کسی ایک کا وصال ہو جاتا ہے تو رب تعالیٰ اس کی جگہ دوسرے کو مقرر کر دیتا ہے۔ ان کے طفیل بارش ہوتی ہے ان کے طفیل دشمن پر نصرت ملتی ہے اور ان کے طفیل ہی اہل شام سے عذاب پھیر دیا جائے گا۔ اس روایت کے راوی صحیح کے ہیں۔ سوائے شریح بن عبید کے وہ بھی ثقہ ہیں۔ ابن عساکر نے اسے ایک اور سند سے شریح اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ مگر وہ ان تک نہیں پہنچے۔ اس روایت کو ابن ابی الدنیا نے کتاب الاولیاء میں ایک اور سند سے روایت کیا ہے۔ جس میں یہ اضافہ ہے: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ مجھے ان کے اوصاف بیان فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: وہ شہوات میں مگن نہ ہوں گے، نہ ہی بدعتیں پیدا کریں گے نہ ہی وہ بال کی کھال اتاریں گے وہ جو کچھ پائیں گے اسے زیادہ نماز اور روزے کی وجہ سے نہیں پائیں گے بلکہ نفس کی فیاضی، دل کی سلامتی اور ائمہ کے ساتھ خلوص کی وجہ سے پائیں گے۔

حاکم نے (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے امام ذہبی نے اسے برقرار رکھا ہے) اور ابن عساکر نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: اہل شام کو گالیاں نہ دیا کرو۔ بلاشبہ ان میں ابدال ہیں۔ ان کے ظالموں کو برا بھلا کہا کرو۔
حکیم ترمذی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ابدال شام میں ہیں وہ حضرت خلیل الرحمٰن کے منہاج (طریقہ) پر تیس افراد ہیں۔ جب ان میں سے کوئی ایک مرجاتا ہے تو رب تعالیٰ اس کی جگہ کسی دوسرے کو فائز کر دیتا ہے۔ عراق میں ایک گروہ چالیس افراد پر مشتمل ہے جب ان میں سے کوئی شخص وصال کرتا ہے تو رب تعالیٰ اس کی جگہ دوسرے کو فائز فرما دیتا ہے۔ ان میں سے بیس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اجتہاد پر ہیں۔ بیس کو مزامیر داؤد علیہ السلام دیے گئے ہیں۔

ابن عساکر نے حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا: انہوں نے خوارج کا ذکر کیا۔ ایک شخص اٹھا۔ اس نے اہل شام پر لعنت کی۔ انہوں نے فرمایا: "ان کے عوام پر لعنت نہ کرو۔ ان میں ابدال اور عصائب ہیں۔ انہوں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ابدال شام میں جبکہ نجباء کوفہ میں ہیں۔

خلال نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: کوفہ قبہ اسلام ہے۔ ہجرت مدینہ طیبہ کی طرف ہے۔ نجباء مصر میں ہیں اور ابدال شام میں ہیں۔ انہوں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: الاوتاد کوفہ کے فرزندوں میں سے ہیں ابدال اہل شام میں سے ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا: نجباء مصر سے اور ابدال شام سے ہیں۔ ان سے ہی روایت ہے کہ ابدال اہل شام سے، نجباء اہل مصر سے جبکہ اخیار اہل عراق سے ہیں۔ خلال نے کرامات میں لکھا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بستی سے مصائب ان سات اہل ایمان کے طفیل دور کرتا ہے جو ان میں ہوتے ہیں۔

حکیم ترمذی، ابن عدی، ابن شاہین اور خلال نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اور وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ابدال چالیس افراد ہیں۔ بائیس شام میں، اٹھارہ عراق میں جب بھی ان میں سے کوئی ایک مرتا ہے تو رب تعالیٰ اس کی جگہ دوسرے کو فائز کر دیتا ہے۔

خلال نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ابدال چالیس مرد اور چالیس عورتیں ہیں جب کوئی مرد وصال کر جاتا ہے تو رب تعالیٰ اس کی جگہ دوسرے مرد کو فائز کر دیتا ہے جب کوئی عورت مر جاتی ہے تو رب تعالیٰ اس کی جگہ عورت کو فائز کر دیتا ہے۔

حافظ بن لال نے مکارم اخلاق میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے ابدال نماز اور روزہ کی کثرت کی وجہ سے جنت میں نہیں جائیں گے بلکہ وہ اپنے سینوں کی سلامتی اور نفوس کی سخاوت کی وجہ سے جنت میں جائیں گے۔ ابن عدی اور خلال نے یہ اضافہ کیا ہے، اور مسلمانوں کے ساتھ خلوص کی وجہ سے۔ الحافظ نے تمام بن محمد الرازی سے روایت کیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے سردار یمن کا گروہ اور ابدال کے شام ہیں۔"

امام احمد نے الزھد میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "حضرت نوح علیہ السلام کے بعد زمین ایسے سات افراد سے خالی نہ رہی جن کی وجہ سے رب تعالیٰ اہلِ زمین کا دفاع کرتا ہے۔ الطبرانی، ابونعیم، تمام، ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر قرن میں میری امت کے بہترین افراد پانچ سو ہیں۔ میری امت کے ابدال چالیس ہیں، نہ پانچ سو کم ہوتے ہیں نہ ہی چالیس۔ جب بھی کوئی شخص مرتا ہے تو رب تعالیٰ ان پانچ سو میں سے کسی ایک کو اس کی جگہ فائز فرما دیتا ہے اور چالیس افراد میں سے کسی ایک کو اس کی جگہ رکھ دیتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں ان کے اعمال بتائیں۔ آپ نے فرمایا: وہ ظلم کرنے والے کو معاف کر دیں گے۔ برائی کرنے والے پر نیکی کریں گے اور جو کچھ رب تعالیٰ نے انہیں عطا کیا ہے وہ اس کے ساتھ ہمدردی کرتے ہیں۔

ابو داؤد، امام احمد، ابن ابی شیبہ نے المصنف میں، ابو یعلی، حاکم نے حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خلیفہ کی موت کے وقت اختلاف ہوگا۔ مدینہ سے ایک شخص بھاگ کر مدینہ طیبہ جائے گا۔ اہل مکہ میں سے کچھ لوگ اس کے پاس آئیں گے حالانکہ وہ اسے ناپسند کر رہا ہوگا وہ رکن اور مقام کے مابین اس کی بیعت کریں گے شام سے ایک گروہ اس کی طرف بھیجا جائے گا وہ بیداء (مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے مابین) پر دھنس جائے گا۔ جب لوگ یہ دیکھیں گے تو ان کے پاس شام کے ابدال اور عراق کے گروہ (عصائب) آئیں گے۔ اس روایت کے کئی طرق ہیں، بعض میں مبہم راوی مجاہد اور بعض میں عبداللہ بن حارث ہے۔

ابن جریر نے حضرت شہر بن حوشب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: زمین چودہ ایسے افراد سے خالی نہیں رہی جن کے وسیلہ سے رب تعالیٰ اہل زمین کا دفاع کرتا رہا۔ ان کی برکت کا ظہور ہوتا رہا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا زمانہ ان سے خالی رہا وہ تنہا تھے۔ اس روایت کو خلاّ ل نے زاذان سے، امام احمد نے الزھد میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے مگر اس میں سوائے ابراہیمی عہد کے نہیں ہے۔

ابن عساکر نے حضرت ابوسلیمان دارانی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: شام میں نجباء، مصر میں عصائب، یمن میں اور اخیار عراق میں ہیں۔ خطیب، ابن عساکر نے الکنانی سے، انہوں نے فرمایا: نقباء تین سو ہیں۔ نجباء ستر ہیں۔ ابدال چالیس ہیں۔ اخیار سات ہیں۔ العمد چار ہیں، غوث ایک ہے۔ نقباء کا مسکن مغرب ہے نجباء کا مسکن مصر ہے۔ ابدال کا مسکن شام ہے۔ اخیار زمین میں سیاحین ہیں۔ العمد زمین کے گوشوں میں ہیں غوث کا مسکن مکہ مکرمہ ہے۔ جب عوام الناس کو کوئی ضرورت پیش آتی ہے تو نقباء اس کے لیے گڑگڑا کر دعا مانگتے ہیں پھر نجباء، پھر ابدال، پھر اخیار پھر عمد دعا مانگتے ہیں۔ اگر ان کی دعا قبول ہو جائے تو بہتر ورنہ غوث دعا مانگتا ہے۔ وہ مسئلہ مکمل نہیں ہوتا حتیٰ کہ اس کی دعا کو قبول کر لیا جاتا ہے۔

امام یافعی نے اپنی کتاب "کفایۃ المعتقد اور نکایۃ المنتقد" میں لکھا ہے کہ بعض عارفین نے لکھا ہے کہ صالحین بہت سے ہیں۔ وہ لوگوں کی دنیا اور دین کی اصلاح کے لیے ان میں مل جل کر رہتے ہیں۔ نجباء تعداد میں سے کم ہیں۔ نقباء تعداد میں ان سے بھی کم ہیں۔ یہ خواص کے ساتھ ملتے ہیں۔ ابدال تعداد میں ان سے بھی کم ہیں۔ وہ بڑے بڑے شہروں میں اترتے ہیں بڑے شہر میں یکے بعد دیگر کوئی ان میں سے ہوتا ہے۔ اس شہر کے باشندوں کو مبارک جن میں ان میں سے دو بستے ہوں۔ ایک اوتاد یمن میں، ایک شام میں، ایک مغرب میں، ایک مشرق میں ہے۔ رب تعالیٰ قطب کو آفاق اربعہ میں یوں پھیراتا ہے جیسے افق آسمان پر فلک پھرتا ہے۔ قطب کے احوال مخفی ہوتے ہیں۔ وہ عوام اور خواص کا غوث ہوتا ہے حق کی طرف سے اس پر غیرت ہوتی ہے، لیکن وہ عالم کو جاہل کی طرح، احمق کو ذہین کی طرح دیکھتا ہے وہ ترک کرنے والا، پکڑنے والا، قریب، بعید، آسان، مشکل اور امن سے محتاط ہوتا ہے۔ اوتاد کے احوال خواص کے لیے عیاں کر دیے جاتے ہیں، ابدال کے احوال خاص اور عارفین کے لیے عیاں کر دیے جاتے ہیں جبکہ نجباء اور نقباء کے احوال عوام اور خواص سے مستور کر دیے جاتے ہیں ان کے ایک دوسرے کے لیے منکشف کیے جاتے ہیں جبکہ صالحین کے احوال عموم اور خصوص کے لیے منکشف کر دیے جاتے ہیں تا کہ رب تعالیٰ اس امر کا فیصلہ فرما دے جس نے ہو کر رہنا ہے نجباء کی تعداد تین سو ہے۔ نقباء چالیس ہیں۔ ابدال تیس، یا چودہ یا سات ہیں۔ آخری قول درست ہے۔ اوتاد چار ہیں۔ جب قطب وصال کر جاتا ہے تو چار اخیار میں سے کسی کو اس کی جگہ مقرر کر دیا جاتا ہے۔ جب ان چاروں میں سے کوئی مر جاتا ہے تو سات اختیار میں سے اس کی جگہ کسی کو رکھ دیا جاتا ہے جب ان سات میں سے کوئی مر جاتا ہے تو اس کی جگہ چالیس میں سے کسی کو رکھ دیا جاتا ہے جب چالیس میں سے کوئی انتقال کر جاتا ہے تو اس کی جگہ میں تین سو میں سے کسی کو رکھ دیا جاتا ہے جب ان تین سو میں سے کوئی ایک وصال کر جاتا ہے تو پھر صالحین میں سے کسی ایک کو

اس کی جگہ رکھ دیا جاتا ہے۔جب رب تعالیٰ قیامت قائم کرنے کا ارادہ کرے گا تو رب تعالیٰ ان تمام پر موت طاری کر دے گا۔ انہی کے وسیلہ سے رب تعالیٰ اپنے بندوں سے مصائب دور کرتا ہے اور آسمان سے ابر کرم نازل کرتا ہے۔امام یافعی نے لکھا ہے: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ قطب ایک ہے وہ قلب اسرافیل پر ہے اولیاء میں اس کا مقام دائرہ میں نقطہ کی مانند ہے۔یہ ان کا مرکز ہے اسی سے عالم کی اصلاح ہوتی ہے۔

استاذ ابوالقاسم قشیری نے اپنے رسالہ میں اپنی سند سے حضرت بلال خواص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: میں بنو اسرائیل کے میدان تیہ میں تھا ایک شخص میرے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔مجھے الہام ہوا کہ یہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں میں نے انہیں پوچھا: تمہیں حق کے حق کی قسم تم کون ہو؟ انہوں نے فرمایا: تمہارا بھائی خضر۔میں نے کہا: میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں؟ انہوں نے فرمایا: پوچھو۔میں نے پوچھا: حضرت امام شافعی کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: وہ اوتاد ہیں۔میں نے عرض کی: احمد بن حنبل۔انہوں نے فرمایا: وہ صدیق شخص ہیں۔میں نے عرض کی: بشر حافی کے متعلق کیا کہتے ہیں: فرمایا ان کے بعد ان کی مثل پیدا نہیں کیا گیا۔میں نے عرض کی: میں نے کس وسیلہ کی وجہ سے تمہاری زیارت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا: اس وجہ سے کہ تم اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہو۔امام احمد نے الزہد میں، ابن ابی الدنیا، ابونعیم، بیہقی، ابن عساکر نے حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ کے ایک ہم نشین سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: میں نے خواب میں سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی۔میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی امت کے ابدال کہاں ہیں؟ آپ نے اپنے دست اقدس سے شام کی طرف اشارہ کیا۔میں نے عرض کی: کیا ان میں سے کوئی عراق میں ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! محمد بن واسع، حسان بن ابی سنان اور مالک بن دینار ہیں تو لوگوں میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا زہد لے کر چلتے ہیں۔

ابونعیم نے داؤد بن عیسیٰ بن یمان سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: میں نے خواب میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی۔میں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابدال کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا: جو اپنے ہاتھوں سے کسی کو نہیں مارتے۔وکیع بن جراح ان میں سے ہیں۔

ابن عساکر نے ابومطیع معاویہ بن یحییٰ سے روایت کیا ہے کہ اہل حمص کا ایک بزرگ مسجد کے ارادہ سے نکلا اسے یوں لگا گویا کہ صبح ہوگئی ہے، حالانکہ رات تھی جب وہ گنبد کے نیچے گیا تو اس نے جرس کی آواز سنی۔سخت زمین پر گھوڑے تھے شہ سوار ایک دوسرے سے ملاقات کر رہے تھے۔انہوں نے پوچھا: تم کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے کہا: کیا تم ہمارے ساتھ نہ تھے۔ انہوں نے کہا: نہیں۔انہوں نے کہا: ہم ابدال خالد بن معدان کے جنازے کے لیے آئے ہیں۔انہوں نے پوچھا: کیا ان کا وصال ہوگیا ہے؟ ہمیں تو ان کے وصال کا علم نہیں ہوا۔ان کے بعد ان کا جانشین تم نے کسے بنایا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ارطاۃ بن منذر کو۔وقت صبح انہوں نے اپنے ساتھیوں کو یہ بتایا: انہوں نے کہا: ہمیں خالد بن معدان کے وصال کا علم نہیں ہے۔دوپہر کے وقت ان کے وصال کی خبر مل گئی۔ابونعیم نے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا گیا کہ ان سے عرض کی گئی کہ آپ ان

سات ابدال میں سے ہیں جو زمین کے اوتاد ہیں۔ انہوں نے فرمایا: میں تمام سات ہوں۔

امام یافعی نے الکفایہ میں حضرت شیخ غوث اعظم عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کے ایک ساتھی سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: حضور غوث پاک علیہ الرحمۃ ایک رات اپنے گھر سے نکلے۔ میں نے انہیں لوٹا پکڑوایا، مگر انہوں نے اسے نہ پکڑا۔ وہ مدرسہ کے دروازہ کی طرف گئے۔ دروازہ کھل گیا وہ باہر تشریف لے گئے میں بھی ان کے پیچھے نکل گیا پھر دروازہ بند ہو گیا۔ وہ باب بغداد کے قریب پہنچے۔ وہ دروازہ خود بخود کھل گیا۔ وہ باہر نکلے میں بھی ان کے ہمراہ نکلا پھر دروازہ بند ہو گیا۔ وہ کچھ دیر چلے اچانک ہم ایک ایسے شہر پہنچے جسے میں نہ جانتا تھا۔ وہ اس میں ایسی جگہ گئے جو الرباط کی مانند تھا وہاں چھ افراد تھے انہوں نے جلدی سے انہیں سلام پیش کیا۔ میں وہاں ستون کے پیچھے چلا گیا۔ میں نے اس مکان کی ایک طرف کراہنے والے کی آواز کو سنا۔ تھوڑی سی دیر کے بعد ہی وہ پرسکون ہو گیا۔ ایک شخص اندر آیا وہ اس طرف گیا جس سمت میں نے کراہنے کی صدا سنی تھی۔ وہ ایک شخص کو کندھے پر اٹھا کر باہر نکلا۔ دوسرا شخص داخل ہوا وہ عریاں سر تھا اس کی مونچھیں طویل تھیں وہ شیخ جیلانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں بیٹھ گیا۔ حضرت شیخ جیلانی علیہ الرحمۃ نے شہادتیں پڑھائیں سر کے بال کٹوائے، مونچھیں کٹوائیں۔ اسے ٹوپی پہنائی۔ اس کا نام محمد رکھا اس گروہ سے فرمایا: میں نے حکم دیا ہے کہ یہ شخص اس مرنے والے کا بدل بن جائے۔ انہوں نے کہا: ہم نے آپ کا ارشاد سنا اور اطاعت بجا لائے، پھر حضرت غوث پاک علیہ الرحمۃ باہر تشریف لائے۔ انہیں وہیں چھوڑ دیا۔ میں ان کے پیچھے نکلا۔ ہم کچھ ہی چلے تھے ہم بغداد کے دروازے تک پہنچ گئے۔ پہلے کی طرح وہ دروازہ کھل گیا پھر وہ مدرسہ تشریف لائے اس کا دروازہ بھی کھل گیا۔ آپ گھر تشریف لے گئے۔ وقتِ صبح میں نے قسم اٹھا کر کہا کہ وہ تفصیل بیان کریں جسے میں نے دیکھا تھا۔ انہوں نے فرمایا: وہ نہاوند کا شہر تھا چھ افراد ابدال تھے کراہنے والا مریض تھا وہ ساتواں ابدال تھا۔ میں اس کی وفات کے وقت اس کے پاس گیا جو شخص کو اٹھا کر لائے تھے وہ حضرت خضر علیہ السلام تھے۔ اس کے امر کا والی بنانا چاہتے تھے وہ شخص جس کو میں نے شہادتین پڑھائیں وہ قسطنطنیہ کا باشندہ تھا یہ عیسائی تھا۔ میں نے حکم دیا کہ اسے مرنے والے کا بدل بنا دیا جائے۔ اسے لایا گیا۔ اس نے میرے ہاتھوں اسلام قبول کیا۔ اب یہ ان ابدال میں سے ہے۔

۱۹۷۔ ان میں حضرت یوسف کے مشابہ موجود ہیں۔

۱۹۸۔ ان میں حضرت لقمان کے مشابہ موجود ہے۔

۱۹۹۔ ان میں صاحب یسین کے مشابہ موجود ہے۔

عبد بن حمید اور الطبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، حاکم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے۔ ابن مردویہ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو طائف کی طرف ان کی قوم کی طرف بھیجا۔ انہوں نے انہیں اسلام کی طرف بلایا۔ انہوں نے تیر مار کر انہیں شہید کر دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ صاحب یسین کے ساتھ کتنی مشابہت رکھتے ہیں۔

الطبرانی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، الطبرانی نے حسن سند سے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے، امام زہری نے حسن سند سے، ابویعلی نے حسن سند سے حضرت علی بن زید بن جدعان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم! میں نے بادشاہوں کو دیکھا ہے میں نے ان سے باتیں بھی کی ہیں۔ مجھے محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیج دو۔ میں ان سے بات کرتا ہوں وہ مقام حدیبیہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عروہ رضی اللہ عنہ آپ سے بات چیت کرنے لگے۔ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک ریش کو ہاتھ لگانے لگے۔ آپ کے سر اقدس پر حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اسلحہ لیے کھڑے تھے۔ انہوں نے عروہ سے کہا: اس سے قبل کہ تیرا ہاتھ تیرے پاس نہ جاسکے اپنا ہاتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روک لے۔ عروہ نے اپنا سر اٹھایا۔ پوچھا: تم کون ہو؟ بخدا! میں ابھی تک تمہارے دھوکہ سے نکلا نہیں ہوں۔ عروہ اپنی قوم کی طرف لوٹ آئے۔ کہا: اے میری قوم! وہ بادشاہ نہیں ہیں۔ میں نے قربانی کے جانوروں کو بندھے ہوئے دیکھا ہے وہ وبرہ کھا رہے تھے۔ میرا خیال ہے کہ عنقریب تمہیں کسی حادثہ کا سامنا کرنا پڑے گا۔ وہ اور ان کے رفیقانِ سفر مسلمان ہو کر بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہو گئے انہوں نے اذن طلب کیا کہ وہ اپنی قوم کے پاس جائیں۔ آپ نے فرمایا: مجھے اندیشہ ہے کہ وہ تمہیں شہید کر دیں گے۔ انہوں نے عرض کی: اگر وہ مجھے سوئے ہوئے پائیں تو وہ مجھے جگا لیتے ہیں۔ آپ نے انہیں اذن دے دیا۔ وہ عشاء کے وقت اپنی قوم میں پہنچے۔ بنو ثقیف انہیں سلام کرنے کے لیے آئے۔ انہوں نے انہیں اسلام کی طرف بلایا مگر انہوں نے ان پر تہمت لگائی۔ ان کی نافرمانی کی اور ایسی باتیں سنیں جن کا انہیں گمان تک بھی نہ تھا، پھر وہ چلے گئے۔ وقت صبح حضرت عروہ گھر کی چھت پر چڑھے۔ اذان دی شہادت کی۔ بنو ثقیف میں سے ایک شخص نے انہیں تیر مار کر شہید کر دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ساری تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے میری امت میں صاحب یٰسین کا مثل بنایا۔ اس نے اپنی قوم کو اسلام کی طرف دعوت دی اس نے اسے قتل کر دیا۔

۲۰۰۔ ان میں سے ایک شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو امامت کرائے گا۔ ابویعلی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت حق پر رہے گی حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہو گا۔ ان کا امام کہے گا: آگے تشریف لائیے۔ وہ فرمائیں گے: تم امامت کے زیادہ مستحق ہو۔ تم ایک دوسرے پر امیر ہو۔ رب تعالیٰ نے اس امت کو عزت دی ہے۔

امام مسلم نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے اس میں ہے: مسلمانوں کا امیر کہے گا: آئیں ہمیں نماز پڑھائیں۔ وہ فرمائیں گے۔ نہیں! تم میں سے بعض بعض پر امیر ہو۔ امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس وقت تمہاری کیفیت کیا ہو گی۔ جب ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نزول تم میں ہو گا اور امام تم میں سے ہو گا۔

۲۰۱۔ ان میں سے بعض ایسے بلند اقبال ہیں جو فرشتوں کی طرح تسبیح کی وجہ سے کھانے سے مستغنی ہیں۔ امام احمد نے صحیح کی سند سے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس محنت کا تذکرہ کیا جو دجال

کے سامنے ہوگی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: اس روز کون سا مال بہتر ہوگا؟ آپ نے فرمایا: وہ طاقتور لڑکا جو اپنے اپنے گھر والوں کو پانی پلا دے۔ کھانا تو اس وقت دستیاب نہ ہوگا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: اس وقت اہل ایمان کا کھانا کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: تسبیح، تکبیر اور تہلیل یہ روایت حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے اس میں ہے: تسبیح وتقدیس میں سے انہیں وہ کچھ کافی ہو جائے گا جو اہل آسمان کو کافی ہو جاتا ہے۔

الطبرانی نے اسی طرح حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ اس میں ہے: رب تعالیٰ اس روز اہل ایمان کی حفاظت اس چیز سے کرے گا جس کے ساتھ وہ ملائکہ کی حفاظت کرتا ہے یعنی تسبیح۔

۲۰۲۔ یہ دجال سے جہاد کریں گے۔

۲۰۳۔ ان کے علماء بنو اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہوں گے یعنی جب ایک عالم چلا جائے گا اس کی جگہ دوسرا آجائے گا۔ اس معنی کے اعتبار سے اس کی تردید نہیں ہو سکتی جیسے حافظ نے فتاویٰ میں لکھا ہے۔

۲۰۴۔ ملائکہ آسمان میں ان کی اذان اور تلبیہ سنتے ہیں۔

۲۰۵۔ وہ ہر حالت میں رب تعالیٰ کی حمد بیان کرتے ہیں۔

۲۰۶۔ وہ ہر بلند جگہ پر تکبیر بیان کرتے ہیں۔

۲۰۷۔ ہر نشیبی جگہ پر رب تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔

۲۰۸۔ وہ کسی امر یا فعل کے ارادہ کے وقت ان شاء اللہ کہتے ہیں۔

۲۰۹۔ جب وہ غصے میں ہوتے ہیں تو لا الہ الا اللہ پڑھتے ہیں۔

۲۱۰۔ جب باہم نزاع پیدا ہو جائے تو وہ تسبیح بیان کرتے ہیں۔

۲۱۱۔ ان میں سے ہر ایک پر رحم کیا جائے گا۔

۲۱۲۔ وہ اہل جنت کے کپڑوں کی اقسام پہنتے ہیں۔

۲۱۳۔ وہ نماز کے لیے سورج کی رعایت کرتے ہیں۔

۲۱۴۔ وہ جب کسی امر کو دیکھتے ہیں تو وہ رب تعالیٰ سے استخارہ کرتے ہیں پھر وہ شروع ہو جاتے ہیں۔

۲۱۵۔ جب وہ اپنی سواریوں کی پشتوں پر سوار ہوتے ہیں تو رب تعالیٰ کی حمد بیان کرتے ہیں۔

۲۱۶۔ مصاحف ان کے سینوں میں ہوتے ہیں۔

۲۱۷۔ ان کا مقتصد (میانہ رو) بھی نجات پالے گا اس کا آسان حساب لیا جائے گا۔

۲۱۸۔ ان کا آگے بڑھنے والا آگے بڑھ جائے گا وہ حساب کے بغیر جنت میں داخل ہوگا۔

۲۱۹۔ ان کے ظالم کو معاف کر دیا جائے گا۔

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رب تعالیٰ نے فرمایا:

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا (فاطر: ۳۲)

ترجمہ: پھر ہم نے وارث بنایا اس کتاب کا ان کو جنہیں ہم نے چن لیا تھا اپنے بندوں سے۔

اس سے مراد امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہے۔ رب تعالیٰ نے انہیں ہر اس کتاب کا وارث بنایا جو اس نے نازل کی۔ ان کے ظالم کو بخش دیا جائے گا۔ اس کے میانہ رو سے آسان حساب لیا جائے گا اور ان کا سابق حساب کے بغیر جنت میں داخل ہوگا۔ سعید بن منصور نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ جب وہ یہ آیت پڑھتے تھے تو فرماتے تھے: ارے! ہمارا سابق سب سے آگے ہے ہمارا میانہ رو نجات پانے والا ہے ہمارے ظالم کی بخشش کر دی جائے گی۔ اس سے مراد اپنے نفس پر ظلم کرنے والا ہے جیسے قرآن پاک میں یہ تفصیل ہے اسے ابن لال نے بیان کیا ہے۔ انہوں نے اسے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کیا ہے۔

۲۲۰۔ یہ وسطی امت ہے۔

۲۲۱۔ یہ رب تعالیٰ کے تزکیہ کی وجہ سے عدول ہے۔ جیسے اس نے ارشاد فرمایا:

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا (البقرۃ: ۱۴۳)

ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے بنادیا تمہیں (اے مسلمانو!) بہترین امت۔

۲۲۲۔ جب یہ قتال کرتے ہیں تو فرشتے حاضر ہو جاتے ہیں۔

۲۲۳۔ ان میں وہ امور فرض کیے گئے جو انبیاء اور رسل عظام پر فرض کیے گئے جیسے وضو، جنابت سے غسل، حج اور جہاد۔

۲۲۴۔ انہیں نوافل میں سے وہ کچھ عطا کیا گیا جو کچھ انبیاء کرام علیہم السلام کو عطا کیا گیا۔

۲۲۵۔ رب تعالیٰ نے ان کے حق میں فرمایا:

وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۸۱﴾ (الاعراف: ۱۸۱)

ترجمہ: اور موسیٰ کی قوم سے ایک گروہ ہے جو راہ بتاتا ہے حق کے ساتھ اور اسی حق کے ساتھ عدل کرتا ہے۔

وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰۤى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ (الاعراف: ۱۵۹)

ترجمہ: اور موسیٰ کی قوم سے ایک گروہ ہے جو راہ بتاتا ہے حق کے ساتھ اور اسی حق کے ساتھ عدل کرتا ہے۔

۲۲۶۔ قرآن پاک میں انہیں یا ایھا الذین آمنوا سے خطاب کیا گیا۔ جبکہ سابقہ کتب میں دیگر امم کو یا ایھا المساکین سے خطاب کیا گیا تھا۔ ان دونوں خطابات میں کتنا بڑا فرق ہے۔ ابن ابی حاتم نے حضرت خیثمہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جو کچھ قرآن پاک میں یا ایھا الذین آمنوا سے پڑھتے ہو وہ تورات میں یا ایھا المساکین ہے۔

۲۲۷۔ رب تعالیٰ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا:

فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ (البقرہ: ۱۵۲)

ترجمہ: سو تم مجھے یاد کیا کرو میں تمہیں یاد کیا کروں گا۔

اس نے انہیں حکم دیا کہ وہ واسطہ کے بغیر ان کا ذکر کریں جبکہ بنو اسرائیل سے کہا:

اذْكُرُوْا نِعْمَتِیَ (البقرہ: ۴۰)

ترجمہ: یاد کرو میرا احسان۔

وہ رب تعالیٰ کو اس کی نشانی سے ہی جانتے تھے۔ اس نے انہیں حکم دیا کہ وہ نعمتوں کا قصد کریں تا کہ ان سے منعم حقیقی رب تعالیٰ تک پہنچ سکیں۔ اس قول کو شیخ کمال الدین الامیری نے ذکر کیا ہے۔ انہوں نے اس کا تذکرہ شرح المنہاج میں بعض علماء سے کیا ہے۔ یہ نفیس بات ہے۔

۲۲۸۔ جو اخلاق کریمانہ اور معجزات آپ میں جمع تھے وہ آپ کی امت میں متفرق طور پر جمع ہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ آپ معصوم تھے۔ آپ کی امت کا اجماع معصوم ہے۔ بعض علمائے کرام نے فرمایا ہے: جب آپ کے اسرار امت میں ودیعت کر دیے گئے۔ آپ کو حیات اور وصال کے مابین اختیار دے دیا گیا۔ آپ نے وصال کو پسند فرمایا لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ حاصل نہ ہو سکا۔ موت کا فرشتہ آیا انہوں نے اسے تھپڑ دے مارا۔ اسے علامہ زرکشی نے خادم میں لکھا ہے۔

۲۲۹۔ ان کی لونڈیاں اور غلام تمام امتوں سے زیادہ ہوں گے۔

۲۳۰۔ ان میں ایک ایسا شخص بھی ہو گا جو لوگوں کی آفاق میں سفر کرے گا۔

۲۳۱۔ رب تعالیٰ نے ان کے حق میں فرمایا:

السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (التوبہ: ۱۰۰)

ترجمہ: اور سب سے آگے آگے سب سے پہلے پہلے ایمان والے مہاجرین اور انصار سے اور جنہوں نے پیروی کی ان کی عمدگی سے راضی ہو گیا اللہ تعالیٰ ان سے اور راضی ہو گئے وہ اس سے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ میری امت کی خصوصیت ہے۔ رضا کے بعد ناراضگی نہیں ہوتی۔

۲۳۲۔ رب تعالیٰ اس امت پر دو تلواریں جمع نہیں کرے گا۔ ان کی تلوار اور ان کے دشمن کی تلوار۔ ابو داؤد اور احمد نے حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ رب تعالیٰ اس امت پر دو تلواریں جمع نہیں کرے گا۔ ایک ان کی تلوار دوسری ان کے دشمن کی تلوار۔

۲۳۳۔ ان کا نام اہل قبلہ رکھا گیا اس سے پہلے کسی امت کا یہ نام نہ تھا۔ اسے جزولی نے شرح الرسالہ میں لکھا ہے۔ میں کہتا

ہوں: قبلہ کی وجہ سے ان کی خصوصیت پہلے گزر چکی ہے۔

۲۳۴۔ اس امت کے لیے تجرید (شادی کے بغیر رہنا) حلال نہیں ہے۔

۲۳۴۔ امد

۲۳۵۔ نہ ہی ان کے لیے بغض رکھنا روا نہیں۔

۲۳۶۔ وہ حسد اور کینہ نہیں رکھتے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ اس جگہ تجرید سے مراد کپڑے نہ اتارنا ہے۔ بلکہ اسے بٹھا کر مارا جائے گا جبکہ اس نے کپڑے پہنے ہوں گے۔

۲۳۷۔ ان کے علاوہ دیگر لوگوں پر ان کی گواہی جائز ہے لیکن اس کے برعکس نہیں۔

۲۳۸۔ ان کی شریعت مطہرہ اعتدال پر ہے۔ شرائع کی ابتداء تخفیف پر تھی۔ حضرات نوح، صالح اور ابراہیم علیہم السلام کی شرائع میں تثقیل معلوم نہیں، پھر حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام شدت اور اثقال کے ساتھ تشریف لائے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس سے بھی زیادہ اثقال کے ساتھ تشریف لائے جبکہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت مطہرہ اہل کتاب کی شدت کو منسوخ کر دیا ان سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کی آسانیوں کو مطلق نہیں رکھا جا سکتا۔ یہ ابن جوزی کا قول ہے۔

۲۳۹۔ آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایسے افراد بھی تھے جن کے وصال کے وقت عرش لرز اٹھا۔ وہ ان کی ملاقات سے خوش ہو گیا۔

۲۴۰۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جنازہ میں ستر ہزار ملائکہ نے شرکت کی۔ وہ اس سے پہلے زمین پر نہ اترے تھے۔ امام احمد، شیخان نسائی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے، ابونعیم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے، بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے، حضرت معاذ بن رفاعہ الزرقی رضی اللہ عنہ سے، حضرت حسن رضی اللہ عنہ، سلمہ بن اسلم سے، ابونعیم نے اشعث بن قیس بن سعد سے، اور ابن سعد نے حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رات کے وقت حضرت جبرائیل امین بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے استبرق کا عمامہ باندھا ہوا تھا۔ انہوں نے کہا: یہ عبد صالح کون ہے جس کا وصال ہوا؟ اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے گئے۔ عرش اس کے لیے لرزا۔ اس کے جنازے کے پیچھے ستر ہزار فرشتے چلے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جلدی سے اٹھے حتیٰ کہ نعلین پاک کا تسمہ ٹوٹ گیا۔ چادر مبارک گر پڑی۔ کسی نے اس کی طرف توجہ نہ کی حتیٰ کہ آپ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے۔ کمرہ میں ان کے علاوہ اور کوئی موجود نہ تھا۔ ان کی روح پرواز کر چکی تھی۔ حضرت سلمہ بن اسلم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ نے مجھے رکنے کا اشارہ کیا۔ میں رک گیا۔ میں پیچھے سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو روکنے لگا۔ آپ نے کچھ دیر تشریف رکھی۔ حضرت اشعث نے فرمایا: آپ نے اپنا مبارک گھٹنا سمیٹا۔ جب آپ باہر تشریف لائے تو حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں نے دیکھا کمرہ میں کوئی نہ تھا۔ میں نے آپ کو دیکھا۔ آپ کسی کو تجاوز کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا:

میں بیٹھ نہ سکا حتیٰ کہ ایک فرشتے نے اپنے پر میرے لیے سمیٹے۔ ایک فرشتہ آیا اسے جگہ نہ ملی میں اس کے لیے اٹھا۔

ابن سعد نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: میں ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے لیے قبر کھودی۔ اس سے مشک کی خوشبو آتی تھی جب مٹی کھودتے تو مشک کی خوشبو آتی حتیٰ کہ ہم لحد تک پہنچ گئے۔

ابن سعد نے محمد بن شرجیل سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ایک دن ایک شخص نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی قبر کی مٹی لی اور اسے لے گیا، پھر اس نے اسے دیکھا تو وہ مشک بن چکی تھی اور غزوہ تبوک میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی مٹی ہر چیز سے سبقت لے گئی۔

تیسرا باب

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخرت میں خصوصیات

اس میں کئی مسائل ہیں۔

۱۔ آپ کی خصوصیت یہ ہے کہ سب سے پہلے آپ کی قبر انور شق ہوگی۔ امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں اولاد آدم کا سردار ہوں سب سے پہلے میری قبر انور شق ہوگی سب سے پہلے میں ہی شفاعت کرنے والا ہوں گا۔ سب سے پہلے میری شفاعت ہی قبول ہوگی۔"

دارمی اور ترمذی نے (انہوں نے اسے حسن کہا ہے) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سب سے پہلے میری قبر انور ہی شق ہوگی۔ میں اپنے سر اقدس سے خاکِ طیبہ جھاڑوں گا۔ میں عرش کے ایک پایہ کے پاس آؤں گا۔ میں دیکھوں گا کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام وہیں کھڑے ہوں گے مجھے علم نہیں کہ انہوں نے اپنے سر اقدس سے خاک جھاڑ لی ہے یا وہ ان میں سے ہیں جنہیں اللہ نے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔"

آپ کا فرمان انفض التراب اس کے متعلق الحافظ کہتے ہیں کہ ایک احتمال یہ ہے اس سے قبر سے خروج میں معیت مراد ہو یا اس سے مراد قبر سے خروج سے کنایہ ہو۔ اس مسئلہ کی مزید تفصیل کے لیے اس کا تذکرہ ہے جو اس کے بعد ہے۔

۲۔ سب سے پہلے الصعقہ (کڑک) سے افاقہ آپ کو ہوگا۔ امام بخاری نے کئی طرق سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: صور پھونکا جائے گا لوگ بے ہوش ہو جائیں گے میں بھی ان کے ساتھ بے ہوش ہو جاؤں گا پھر دوسری بار صور پھونکا جائے گا تو میں سب سے پہلے اٹھوں گا۔ یا فرمایا: سب سے پہلے میں ان لوگوں میں سے ہوں گا جنہیں افاقہ ملے گا۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام عرش الٰہی کی ایک طرف ہاتھ بڑھا رہے ہوں گے۔

میں نہیں جانتا کہ کیا وہ ان لوگوں میں سے ہوں گے جو بے ہوش ہو گئے تھے اور مجھ سے قبل انہیں ہوش آ گیا یا وہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں استثناء حاصل ہے اور بجلی کی کڑک ان کے لیے کافی سمجھی گئی۔

تنبیہات

اس امر کا جزم مشکل ہے کہ آپ کی قبر انور سب سے پہلے شق ہو گی جبکہ سب سے پہلے افاقہ آپ کو ہو گا اس میں تردد ہے کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام آپ سے پہلے نکلیں گے اور آپ سے پہلے کھڑے ہوں گے؟

اس اشکال کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ پہلے نفخہ کے بعد صعقہ ہو گا۔ جس کی وجہ سے ساری مخلوق مردہ اور زندہ پر بے ہوشی طاری ہو جائے گی۔ اس سے مراد گھبراہٹ ہے۔ جیسے کہ سورۃ النمل میں ہے۔

فَفَزِعَ مَنۡ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنۡ فِي الۡاَرۡضِ (النمل: ۸۷)

ترجمہ: تو گھبرا جائے گا ہر کوئی جو آسمان میں ہے اور جو زمین میں ہے۔

پھر اس کے بعد اس میں مردوں کے لیے گھبراہٹ زیادہ ہو گی کیونکہ وہ اس میں ہیں۔ زندوں کے لیے یہ موت ہو گی پھر دوسرا نفخہ زندہ کرنے کے لیے پھونکا جائے گا سارے لوگ ہوش میں آ جائیں گے جو قبر میں ہو گا اس کی قبر پھٹ جائے گی۔ وہ اپنی قبر سے نکلے گا جو قبر میں نہیں وہ اس کا محتاج نہیں ہے۔ مزید تفصیل دوسری تنبیہ میں آئے گی۔

۲۔ سلطان العلماء ابو محمد الغر بن عبد السلام نے لکھا ہے۔ اس تردد کی کیا وجہ ہے جبکہ یہ روایت صحیح ہے کہ معراج کی رات آپ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے پاس سے گزرے۔ وہ کثیب احمر کے پاس اپنی قبر میں نماز ادا کر رہے تھے۔ آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بے ہوش ہو جانے اور موت کے فرشتہ کے ساتھ ان کا معاملہ بیان کیا۔ یہ ساری روایات حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں۔ اس اشکال کے کئی جوابات دیے گئے ہیں۔ ان میں سے صحیح جواب وہ ہے جسے امام، علامہ الحافظ ابو شامہ المقدسی نے بیان کیا ہے۔ انہوں نے اسے صحیح جواب کہا ہے ابو عمرو بن حاجب نے اسے صحیح کہا ہے، پھر میں نے ان کی تحقیق کو کتاب و سنت میں سے ایک عالم دین سے پالیا کہ اس روایت میں مذکورہ صعقہ سے مراد وہ نفخہ نہیں جو دنیا کے آخر میں واقعہ ہو گا، نہ ہی اس سے دوسرا نفخہ مراد ہے جس کے بعد مردے قبروں سے نکل جائیں گے بلکہ یہ بے ہوشی ہے جس میں لوگ روز حشر ہوں گے۔ اس کی وجہ سے سارے اہل آسمان اور اہل زمین بے ہوش ہو جائیں گے۔ سوائے اس کے جس کو رب تعالیٰ نے مستثنیٰ قرار دیا ہے اس کی طرف سورۃ الزمر میں اشارہ کیا گیا ہے۔ انہوں نے سب سے پہلے اسے دنیا کے آخر کی صفت پر محمول کیا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ یوم قیامت کے آخر میں صعقہ ہو گا جیسے ارشاد ربانی ہے:

فَذَرۡهُمۡ حَتّٰى يُلٰقُوۡا يَوۡمَهُمُ الَّذِىۡ فِيۡهِ يُصۡعَقُوۡنَ (الطور: ۴۵)

ترجمہ: پس انہیں (یونہی) چھوڑ دیجئے یہاں تک کہ وہ اپنے اس دن کو پالیں جس میں وہ غش کھا کر گر پڑیں گے۔

ظاہر ہے کہ یہ اس روز ہوگا جس میں صعقہ عام لوگوں کو شامل ہوگا۔ میں بھی ان کے ساتھ بے ہوش ہو جاؤں گا، اور سب سے پہلے مجھے ہی افاقہ ہوگا۔ ایک روایت میں ہے سب سے پہلے میرے لیے ہی زمین شق ہوگی، شاید یہ راوی کی تشریح ہے۔ پہلا لفظ محفوظ ہونا بہتر ہے وہ آپ کا فرمان مَنۡ یُبۡعِثُ ہے۔ بعض راویوں نے یہ گمان کیا ہے کہ اس سے مراد قبروں سے اٹھنا ہے اس نے کہا: سب سے پہلے آپ کے لیے قبر انور شق ہوگی۔ جیسے کہ دوسری روایت میں ہے لیکن یہ روایت اس لفظ کا احتمال نہیں رکھتی کیونکہ آپ نے فرمایا: یوم القیامۃ امام بخاری نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ روز حشر کو بے ہوش ہو جائیں گے۔ مجھے سب سے پہلے افاقہ ہوگا۔ میں حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو دیکھوں گا۔ وہ عرش الٰہی کے پایوں میں سے ایک پایہ کو پکڑے ہوں گے۔ یہ اس امر پر نص ہے کہ لوگ روز حشر بے ہوش ہو جائیں گے۔ یہ اس امر کی تفسیر ہے جو سورۃ الزمر کے آخر میں ہے، جیسے کہ صحیح حدیث کے الفاظ گزر چکے ہیں۔ روایت کے طرق اور اس کے الفاظ کا اختلاف جب انہیں جمع کرنا ممکن ہو تو وہ ایک دوسرے کو نقصان نہیں دیتے۔ اس وقت آپ کے تردد میں مناسبت ظاہر ہوتی ہے۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو کوہ طور کے صاعقہ کی وجہ سے بچا لیا جائے گا کیونکہ لوگوں کو اسی قسم کی جنس کا سامنا ہوگا رب تعالیٰ کے بعض لوگوں کو اس سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ اس نے ارشاد فرمایا:

اِلَّا مَنۡ شَآءَ اللّٰهُ ؕ (الزمر: ۶۸)

ترجمہ: بجز ان کے جنہیں اللہ چاہے گا۔

یہ روا ہے کہ وہ ان میں ہوں۔ اسی طرح کا جواب ابن القیم نے لکھا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ اگر یوں کہا جائے گا کہ وہ کس طرح بے ہوش ہوں گے۔ جیسے کہ ارشاد ربانی ہے: مجھے علم نہیں کہ انہیں مجھ سے قبل افاقہ ہوگیا یا وہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں رب تعالیٰ نے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ جنہیں رب تعالیٰ نے مستثنیٰ قرار دیا ہے وہ النفخہ کے صعقہ سے مستثنیٰ ہوں گے لیکن وہ روز حشر کے صعقہ سے محفوظ ہوں گے جیسے کہ ارشاد ربانی ہے:

وَنُفِخَ فِي الصُّوۡرِ فَصَعِقَ مَنۡ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنۡ فِي الۡاَرۡضِ اِلَّا مَنۡ شَآءَ اللّٰهُ ؕ (الزمر: ۶۸)

ترجمہ: اور پھونکا جائے گا صور پس غش کھا کر گر پڑے گا جو آسمان میں ہے اور جو زمین میں ہے بجز ان کے جنہیں اللہ چاہے۔

پھر ایک اور نفخہ پھونکا جائے گا روز حشر خلائق صعقہ استثناء واقع نہ ہوگی۔ ایک قول یہ ہے (واللہ اعلم) یہ غیر محفوظ موقف ہے یہ کسی راوی کا وہم ہے صحیح بات وہی ہے جو روایات صحیحہ سے ثابت ہے۔ آپ نے فرمایا:

لا ادری افاق من قبلی ام جوزی بصعقة الطور۔

بعض راویوں نے لکھا ہے کہ اس صعقہ سے مراد صعقہ النفخ ہے۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام ان افراد میں شامل ہیں

جنہیں رب تعالیٰ نے مستثنیٰ قرار دیا ہے لیکن یہ موقف حدیث کے سیاق کے ساتھ قطعاً مناسبت نہیں رکھتا۔اس وقت افاقہ سے یہ احساس ابھرے گا کہ یہ بعثت کا افاقہ ہے پھر آپ نے کیسے فرمایا: الا ادری افاق قبلی ام جوزی بصعقة الطور۔ غور تو کرو یہ صعقہ اس کے خلاف ہے جس میں لوگ بے ہوش ہو جائیں گے۔اگر حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے ہوش نہ ہوں تو یہ اس بے ہوشی کا عوض ہوں گے جب رب تعالیٰ نے پہاڑ کے لیے تجلی فرمائی تو وہ بے ہوش ہو گئے۔یہ بے ہوش نہ ہونا اس روز کی تجلی کا عوض ہوگا۔

۳۔ آپ کو ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

۴۔ آپ کو براق پر اٹھایا جائے گا۔

۵۔ موقف میں آپ کو آپ کے اسم گرامی کے ساتھ پکارا جائے گا۔

۶۔ آپ کو موقف میں جنت کا سب سے بڑا حلہ پہنایا جائے گا۔

۷۔ آپ عرش الٰہی کے دائیں طرف کھڑے ہوں گے۔

۸۔ آپ کو مقام محمود پر فائز کر دیا جائے گا۔امام ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مقام محمود کے متعلق پوچھا گیا آپ نے فرمایا: اس سے مراد شفاعت ہے اس کے متعلق احادیث اور آثار بے شمار ہیں۔مجاہد نے کہا ہے کہ مقام محمود سے مراد عرش پر آپ کا جلوہ افروز ہونا ہے اسے ابن جریر نے لکھا ہے۔انہوں نے فرمایا: پہلا موقف درست ہے کیونکہ دوسرے موقف کا دفاع نہیں ہو سکتا، نہ ہی نقل کے اعتبار سے نہ ہی ظن کے اعتبار سے۔ابن عطیہ نے لکھا ہے: یہ اسی طرح ہے جب اسے اس مؤقف پر محمول کیا جائے جو اس کے مناسب ہے علامہ الواحدی نے اس قول کے رد میں مبالغہ کیا ہے۔انہوں نے فرمایا ہے: یہ قول گھٹیا، قابل نفرت اور وحشت انگیز ہے اس تفسیر کے خراب ہونے کا اعلان کیا جائے گا۔انہوں نے تفصیل سے اس مسئلہ پر لکھا ہے لیکن نقاش نے حضرت ابو داؤد صاحب السنن سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: جس نے اس روایت کا انکار کیا ہے وہ متہم ہے۔میں کہتا ہوں نقاش پر بھی احادیث وضع کرنے کا الزام ہے۔ثعلبی نے حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے جبکہ ابو شیخ نے حضرت ابن عباس اور حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: روز حشر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رب تعالیٰ کے سامنے رب تعالیٰ کی کرسی پر جلوہ افروز ہوں گے۔میں کہتا ہوں کہ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ ایسی روایت صرف اس سے قبول کرنی چاہیے جو گناہوں سے اجتناب کرنے والا ہو۔اس ضمن میں ایک بھی ایسی روایت ثابت نہیں جس پر اعتبار کیا جاسکے یا جس کی وجہ سے اس کی طرف رجوع کیا جاسکے۔

(۱) فیصلہ ہونے کے لیے عام شفاعت

(۲) گناہ گاروں کو آگ سے نکالنے کے لیے شفاعت۔

علامہ ماوردی نے لکھا ہے کہ مقام محمود کے متعلق تین اقوال ہیں۔ انہوں نے شفاعت کے دونوں اقوال اور تخت پر بٹھانے کا قول کیا ہے۔

۳۔ روز حشر لواء الحمد عطا فرمانا۔ امام قرطبی نے لکھا ہے کہ یہ پہلے قول کے مخالف نہیں ہے۔ دیگر قول سے زیادہ ثابت ہے۔

۴۔ ابن ابی حاتم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت سعید بن ہلال رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے یہ صغار تابعین میں سے ایک ہیں کہ ان تک پہنچا ہے کہ مقام محمود یہ ہے کہ روز حشر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبار اور جبرائیل علیہ السلام کے مابین ہوں گے۔ سارے اہل محشر اس مقام پر رشک کریں گے۔

۵۔ اس سے مراد حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کا تقاضا ہے۔ وہ یہ کہ آپ اپنے رب تعالیٰ کی تعریف کریں گے لیکن یہ پہلے قول کے مخالف ہے۔ امام رازی نے لکھا ہے: پہلا قول بہتر ہے کیونکہ شفاعت میں آپ کی کوشش لوگوں کو آپ کی تعریف کرنے پر مجبور کرے گی۔ آپ محمود بن جائیں گے۔ دعا میں سے آپ کا ذکر صرف ثواب کے فائدہ کے لیے ہے لیکن حمد نہیں۔ اگر یوں کہا جائے کہ یوں کہنا جائز کیوں نہیں کہ اس قول کے مطابق رب تعالیٰ آپ کی حمد کرے گا تو اس کا جواب یہ ہے کہ لغت میں حمد اس مذکور ثناء کے ساتھ مختص ہے جو انعام کے مقابلہ میں ہو۔ اس کے علاوہ دیگر معانی پر استعمال مجازی طور پر ہے۔

امام قرطبی نے لکھا ہے کہ جو کچھ الطبری نے ایک جماعت سے روایت کیا ہے جن میں حضرت مجاہد بھی شامل ہے کہ مقام محمود یہ ہے کہ رب تعالیٰ محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ہمراہ کرسی پر بٹھائے گا۔ انہوں نے اس ضمن میں ایک روایت کا تذکرہ بھی کیا ہے الطبرانی نے اس قول کے جواز کے لیے دور کا قول کیا ہے جو معنی پر تلطف کے اعتبار سے نکل سکتا ہے۔ اس میں بُعد ہے۔

۶۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کا تقاضا ہے کہ تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چوتھے شفاعت کرنے والے ہوں گے۔ (۱) حضرت جبرائیل (۲) حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام (۳) حضرت موسیٰ یا حضرت عیسیٰ علیہما السلام (۴) پھر تمہارے نبی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ اور کوئی شفاعت نہ کر سکے گا۔

اس روایت کے مرفوع ہونے کی صراحت نہیں ہو سکتی۔ اسے امام بخاری نے ضعیف قرار دیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: آپ کا مشہور فرمان یہ ہے: انا اول شافع الحافظ نے لکھا ہے آپ کی نبوت کی تقدیر پر، اس روایت کے کسی طرق میں یہ صراحت موجود نہیں کہ یہ مقام محمود ہے، حالانکہ یہ گناہ گاروں کے بارے شفاعت کی روایت کے مخالف ہے۔ الطبرانی نے اس کے جواز کا قول کیا ہے۔

۷۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا تقاضا پہلے گزر چکا ہے۔ انہوں نے آو کے بعد لکھا ہے کہ مقام محمود شفاعت کے علاوہ ہے پھر کہا: یہ بھی روا ہے کہ اس قول سے یہ اشارہ ہو۔ میں شفاعت کی طرف رجوع کے بارے میں کہتا ہوں۔ الحافظ نے لکھا ہے: اسی قول کی طرف توجہ کی جائے گی۔ سارے اقوال کو شفاعت عامہ کی طرف لوٹانا ممکن ہے۔ آپ کو لواء

الحمد عطا کرنا، اپنے رب تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرنا، اس کے سامنے کلام کرنا، اس کی کرسی پہ بیٹھنا اور جبرائیل امین سے زیادہ قرب میں کھڑا ہونا۔ یہ سب اس مقام محمود کی صفات ہیں جس میں آپ شفاعت کریں گے تاکہ وہ مخلوق کے مابین فیصلہ کرے جبکہ گناہ گاروں کے آگ سے نکالنے کے لیے شفاعت اس کے بعد ہوگی۔

الحافظ نے لکھا ہے: مقام محمود کی حمد کے فاعل میں اختلاف ہے۔ اکثر علماء کا قول ہے کہ اس سے مراد اہل موقف ہیں ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد حضور اکرم ﷺ ہیں کہ آپ نے اس کے بعد تہجد میں رات کے وقت رب تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی لیکن پہلا قول زیادہ ترجیح یافتہ ہے کیونکہ صحیح میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: مقام محمود وہ ہے جس میں اہل محشر آپ کی تعریف کریں گے۔ اسے اس سے اعم معنی پر محمول کرنا بھی جائز ہے یعنی وہ مقام جس میں کھڑا ہونے والا اور اسے پہنچانے والے سارے تعریف کریں گے۔ یہ مطلق ہے اس سے کرامات کی ساری انواع مراد ہیں جو حمد کا سبب بنیں۔ ابو حبان نے اس قول کو عمدہ کہا ہے انہوں نے اس کی تائید اس کے نکرہ ہونے سے کی ہے یہ اس امر پر بھی دلالت ہے کہ اس سے مخصوص مقام مراد نہیں ہے۔

۹۔ لواء الحمد آپ کے ہاتھ میں ہوگا۔

۱۰۔ حضرت آدم اور ان کے علاوہ دیگر سارے افراد آپ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

۱۱۔ اس دن آپ انبیاء کرام علیہم السلام کے امام ہوں گے۔

۱۲۔ ان کے قائد ہوں گے۔

۱۳۔ ان کے خطیب ہوں گے۔

۱۴۔ سب سے پہلے آپ کو سجدہ کا حکم دیا جائے گا۔

۱۵۔ سب سے پہلے آپ سجدہ سے سر اقدس اٹھائیں گے۔

امام احمد اور امام بزار نے حضرت ابن درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے سب سے پہلے سجدہ کرنے کا اذن دیا جائے گا اور میں ہی سب سے پہلے سر اٹھاؤں گا۔"

۱۶۔ سب سے پہلے آپ ہی رب تعالیٰ کی طرف دیکھیں گے۔

۱۷۔ سب سے پہلے آپ شفاعت کریں گے سب سے پہلے آپ ہی کی شفاعت قبول ہوگی۔ جیسے صحیح سے ثابت ہے۔ اس شفاعت سے مراد (اللہ تعالیٰ اعلم) اہل موقف کی اس وقت شفاعت ہے جب وہ سارے انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ آپ آگے بڑھ کر سب سے پہلے شافع بنیں گے۔ آپ نے بیان فرمایا کہ سب سے پہلے آپ ہی کی شفاعت قبول کی جائے گی کیونکہ آپ کی شفاعت قبول ہو جائے گی۔ مردود نہ ہوگی۔ امام نووی نے لکھا ہے کہ اول مشفع کا معنی ہے کہ سب سے پہلے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی جیسے دو شفاعت کرنے والے

ہوں اور دوسرے کی شفاعت کو پہلے سے قبل قبول کر لی جائے۔

۱۸۔ آپ سے دوسروں کے بارے پوچھا جائے گا جبکہ دیگر لوگوں کو ان کے متعلق ہی پوچھا جائے گا۔

۱۹۔ فیصلہ کرنے کے لیے شفاعت عظمیٰ۔

۲۰۔ ایک قوم کا حساب وکتاب کے بغیر جنت میں جانا۔

۲۱۔ آگ کے مستحقین کے متعلق شفاعت کہ وہ انہیں آگ میں داخل نہ کرے۔

۲۲۔ جنت میں لوگوں کے درجات بلند کرنے کے لیے شفاعت۔ یہ خصوصیت امام نووی نے لکھی ہے۔ دیگر خصوصیات کے متعلق پہلے روایات گزر چکی ہیں۔ قاضی اور ابن دحیہ نے اسی کی صراحت کی ہے۔

۲۳۔ آپ کی عمومی امت کو آگ سے نکالنے کے لیے شفاعت حتیٰ کہ ان میں سے ایک بھی باقی نہ رہے۔ اس کا تذکرہ امام سبکی نے کیا ہے۔

۲۴۔ مسلمانوں میں سے صلحاء کی ایک جماعت کے لیے شفاعت۔ جس کی وجہ سے اطاعت میں ان کی کوتاہوں کو معاف کر دیا جائے گا۔ اس کا تذکرہ القزوینی نے العروۃ الوثقی میں کیا ہے۔

۲۵۔ موقف میں اس کے لیے تخفف کی شفاعت جس کا حساب ہو رہا ہو گا۔

۲۶۔ آگ میں ہمیشہ رہنے والوں کے لیے روز حشر آتش جہنم کے عذاب میں تخفیف کے لیے شفاعت۔

۲۷۔ مشرکین کے بچوں کے لیے شفاعت کہ انہیں عذاب نہ دیا جائے۔ ابن شیبہ اور ابونعیم نے صحیح سند کے ذریعہ روایت کیا ہے کہ حضور اکرم شفیع معظم ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے رب تعالیٰ سے اولاد بشر میں سے بچوں کے متعلق التجاء کی کہ انہیں عذاب نہ دیا جائے۔ اس نے میری التجاء قبول کر لی۔ ابن عبد البر نے لکھا ہے کہ اس سے مراد بچے ہیں کیونکہ ان کے اعمال کسی عہد اور یقین کے بغیر لہو ولعب کی مانند ہوتے ہیں۔

۲۸۔ آپ کے اہل بیت میں سے کوئی بھی آگ میں نہ جائے گا۔

۲۹۔ آپ سب سے پہلے اپنی امت کے ساتھ پل صراط کو عبور کریں گے۔ جیسے شیخین نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جہنم کے سامنے پل صراط بچھا دیا جائے گا۔ رسل عظام میں سے میں سب سے پہلے اپنی امت کے ساتھ اسے عبور کروں گا۔

۳۰۔ آپ کے سر اقدس اور چہرہ انور کے ہر ہر بال میں نور ہو گا، جبکہ دیگر انبیاء کو صرف دو دو نور عطا کیے جائیں گے۔

حضرت حکیم ترمذی نے حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: دو افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: میں نے آج رات دیکھا ہے کہ سارے انبیاء کرام علیہم السلام دنیا میں تشریف فرما ہیں۔" دوسرے شخص نے کہا: اپنا خواب بیان کرو اس نے کہا: میں نے ہر نبی کو دیکھا اس کے ہمراہ چار نور تھے۔ ایک نور اس کے

سامنے، دوسرا اس کے پیچھے ایک اس کے دائیں اور ایک نور اس کے بائیں سمت تھا۔ ان کے ہر ہر امتی کے پاس ایک ایک نور تھا، پھر میں نے ایک ہستی کی زیارت کی جب وہ اٹھے تو ان کے لیے ساری زمین جگمگا اٹھی۔ ان کے سر کے ہر ہر بال کی جگہ نور تھا۔ ان کے ہر ہر ساتھی کے پاس چار چار نور تھے۔ ایک نور ان کے سامنے، دوسرا نور ان کے پیچھے ایک اس کے دائیں اور دوسرا نور اس کے بائیں تھا۔ میں نے پوچھا: یہ ہستی والا کون ہے؟ لوگوں نے مجھے بتایا: یہ محمد بن عبد اللہ (جان عالم، روح کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہیں۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ تم کیا بیان کر رہے ہو؟ اس نے کہا: میں نے آج رات یہ خواب دیکھا ہے۔ انہوں نے فرمایا: مجھے اس ذاتِ بابرکات کی قسم! جس نے محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا ہے یہ اسی طرح کتاب الٰہی میں ہے جیسے تم نے خواب دیکھا ہے۔

۳۱۔ اہل جنت کو حکم دیا جائے گا کہ وہ اپنی نگاہیں جھکا لیں حتیٰ کہ آپ کی نور نظر پل صراط سے گزر جائیں (حاکم) ابو نعیم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: روز حشر کہا جائے گا: اے اہل محشر! نگاہیں جھکا لو۔ سر جھکا لو حضرت سیدہ نساء العالمین فاطمہ بنت محمد علی ابیھا وعلیہا الصلوٰۃ والسلام پل صراط سے گزر کر جنت جا رہی ہیں۔ وہ گزریں گی۔ انہوں نے دو سبز چادریں پہن رکھی ہوں گی۔

۳۲۔ سب سے پہلے آپ جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے۔ جیسے امام مسلم اور الطبرانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے میں کہتا ہوں الطبرانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: میں سب سے پہلے جنت کے دروازے پر دستک دوں گا۔ مجھے خازن جنت پوچھے گا کون؟ میں کہوں گا: محمد عربی! جان کائنات، روح عالم، وہ کہے گا: میں اٹھتا ہوں۔ میں آپ کے لیے دروازہ کھولتا ہوں۔ میں نہ تو کبھی آپ سے پہلے کسی کے لیے اٹھا اور نہ ہی آپ کے بعد کسی کے لیے اٹھوں گا۔

القطب الخضیری نے لکھا ہے: اس دوام پر یہ حد بندی بہت بڑی خصوصیت ہے۔ وہ یہ کہ خازن جنت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کسی کے لیے نہ اٹھے گا۔ یہ قیام آپ کے عظیم رتبہ کے اظہار کے لیے ہوگا۔ وہ آپ کے بعد کسی اور کے لیے نہ اٹھے گا۔ جنت کے خازن آپ کے لیے اٹھیں گے گویا کہ آپ ان کے لیے بادشاہ کی طرح ہیں رب تعالیٰ نے انہیں اپنے عبد خاص اور رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت (کے لیے) کھڑا کیا ہے۔ وہ دروازہ کی طرف جائیں گے اور آپ کے لیے دروازہ کھولیں گے۔

۳۳۔ سب سے پہلے آپ جنت میں تشریف لے جائیں گے۔

۳۴۔ آپ کے بعد آپ کی امت جنت میں جائے گی۔ ابو نعیم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں سب سے پہلے جنت میں جاؤں گا، پھر حضرت سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا میرے پاس جنت میں آئیں گی۔ وہ اس امت میں اسی طرح ہیں جیسے بنو اسرائیل میں حضرت مریم علیہا السلام ہیں۔ وہ روایت اس

میں اشکال پیدا نہیں کرتی جسے امام احمد نے حضرت بریدہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم شفیع معظم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم کس وجہ سے مجھ سے پہلے جنت میں چلے گئے۔ میں نے اپنے آگے تمہاری آہٹ سنی ہے۔ یہ نیند کا واقعہ ہے جیسے امام بخاری نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: میں نے خود کو دیکھا کہ میں جنت میں داخل ہوا۔ میں نے آہٹ سنی۔ مجھے بتایا گیا یہ بلال ہیں۔ اسی سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ نیند کا واقعہ ہے۔

۳۵۔ روزِ حشر جنت کی چابی آپ کے دستِ اقدس میں ہوگی۔ امام ترمذی اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جب لوگوں کو اٹھایا جائے گا تو میں سب سے پہلے اٹھوں گا جب وہ خاموش ہو جائیں گے تو میں ہی ان کا خطیب ہوں گا۔ جب وہ وفد کی صورت میں حاضر ہوں گے تو میں ہی ان کا قائد ہوں گا۔ جب انہیں روک لیا جائے گا تو میں ہی ان کی شفاعت کروں گا۔ جب وہ مایوس ہو جائیں گے تو میں ہی انہیں بشارت دوں گا۔ لواء الحمد میرے ہاتھ میں ہوگا۔ اس دن جنت کی چابی میرے ہاتھ میں ہوگی۔ میں اس دن دربار خداوندی میں اولاد آدم سے معزز ہوں گا۔ ایک ہزار خدام میرے ارد گرد ہوں گے گویا کہ وہ پوشیدہ موتی ہوں۔

۳۶۔ کوثر لیکن حوض خصوصیت نہیں۔ ابن سراقہ اور ابو سعید نیساپوری کا اس میں اختلاف ہے۔ روایت ہے: ہر نبی کے لیے حوض ہوگا۔

۳۷۔ آپ کا حوض سارے حوضوں سے بڑا ہوگا۔ ابن ابی حاتم اور دارمی نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میرے حوض کو سب سے بڑا حوض بنایا گیا ہے۔

۳۸۔ سب سے زیادہ لوگ اسی پر آئیں گے۔

۳۹۔ وسیلہ: یہ جنت کا بلند ترین مقام ہے۔ امام عبدالجلیل بن عظوم نے کہا ہے وسیلہ جو آپ کے ساتھ مختص ہے اس سے مراد توسل ہے اس کی وجہ یہ ہے آپ جنت میں تمثیل کے بغیر بادشاہ کے وزیر کی طرح ہوں گے کسی تک کوئی بھی چیز آپ کے وسیلہ کے بغیر نہ پہنچے گی۔ مزید تفصیل اس کتاب کے آخر میں آئے گی۔

۴۰۔ آپ نے اپنے رب تعالیٰ کے لیے وسیلہ کی التجاء کی۔

۴۱۔ آپ کے منبر کے قوائم جنت میں رواتب ہیں۔ امام بیہقی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت لکھی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میرے منبر کو قوائم جنت میں رواتب ہیں۔

۴۲۔ آپ کا منبر پاک جنت کے دہانوں میں سے ایک دہانے پر ہے۔ ابن سعد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے آپ نے فرمایا: میرا یہ منبر جنت کے دہانوں میں سے ایک دہانے پر ہے۔

۴۳۔ آپ کے منبر اور قبر انور کے مابین جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے۔ شیخان نے "ما بین بیتی و

منبری کے الفاظ سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

۴۴۔ تبلیغ پر آپ سے کوئی گواہ طلب نہ کیا جائے گا دیگر سارے انبیاء سے گواہ طلب کیے جائیں گے۔

۴۵۔ آپ سارے انبیاء کرام کے لیے تبلیغ کی گواہی دیں گے۔

۴۶۔ آپ کے سبب اور نسب کے علاوہ سارے سبب اور نسب منقطع ہو جائیں گے، حاکم اور بیہقی نے اسے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت کیا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس حدیث پاک کا معنی یہ ہے کہ روز حشر آپ کی امت آپ کی طرف منسوب ہوگی، جبکہ دیگر انبیائے کرام کی امم ان کی طرف منسوب نہ ہوگی۔ ایک قول یہ ہے کہ اس روز صرف آپ کی نسبت سے فائدہ اٹھایا جائے گا، دیگر انساب سے فائدہ نہ اٹھایا جاسکے گا۔

۴۷۔ جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کو صرف آپ کی کنیت سے یاد کیا جائے گا۔ یہ صرف آپ کی عزت وتوقیر کے لیے ہے۔ آپ کو ابومحمد علیہما الصلوٰۃ والسلام کہا جائے گا۔

۴۸۔ روایات میں ہے کہ اہل فترت کو روز حشر آپ سے آزمایا جائے گا۔ جس نے آپ کی اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ جس نے نافرمانی کی وہ آگ کے حوالے ہوگا گمان ہے کہ آپ کے سارے اہل بیت اس آزمائش کے وقت آپ کی پیروی کریں گے تاکہ ان کی وجہ سے آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک محسوس ہو۔

۴۹۔ جنت کے درجات کی تعداد قرآن کریم کی آیات کی تعداد کے برابر ہے۔

۵۰۔ قاریٔ قرآن کو کہا جائے گا کہ قرآن پاک پڑھتا جا اور جنت کے درجات طے کرتا جا۔ جہاں تمہاری آخری آیت ختم ہو گی وہی تمہارا مقام ہوگا۔ دیگر کتب کا معاملہ اس طرح نہیں ہے۔

۵۱۔ جنت میں صرف قرآن پاک ہی پڑھا جائے گا۔

۵۲۔ آپ اپنی امت کی خود گواہی دیں گے کہ آپ نے انہیں پیغام پہنچا دیا تھا۔

۵۳۔ جنت میں صرف آپ کی زبان اقدس سے گفتگو ہوگی۔

چوتھا باب

امت مرحومہ کی آخرت میں خصوصیات

(۱) آپ کی امت مرحومہ کے لیے زمین سب سے پہلے شق ہوگی۔ ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور داعیٔ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے جن وانس، ہر سرخ وسیاہ کی طرف مبعوث کیا گیا ہے۔ سارے انبیاء کو چھوڑ

کہ صرف میرے لیے مالِ غنیمت حلال کیا گیا ہے۔ ساری زمین کو میرے لیے مسجد اور پاکیزگی بنایا گیا ہے۔ میری مدد رعب کے ساتھ ایک ماہ کی آگے مسافت پر کی گئی ہے۔ مجھے سورۃ البقرہ کی آخری آیات دی گئی ہیں۔ یہ عرش کے خزانوں میں سے تھیں۔ یہ صرف مجھے ہی دی گئیں دیگر انبیاء کو نہیں دی گئیں۔ مجھے تورات کی جگہ مثانی انجیل کی جگہ مائتین اور حوامیم زبور کی جگہ عطا کی گئی ہیں۔ مفصل سورتوں کے ساتھ مجھے فضیلت دی گئی ہے۔ میں دنیا اور آخرت میں اولاد آدم کا سردار ہوں میں یہ بطور فخر نہیں کہہ رہا۔ سب سے پہلے زمین میرے لیے اور میری امت کے لیے شق ہوگی۔ میں یہ بطور فخر نہیں کہہ رہا۔ روز حشر لواء الحمد میرے ہاتھ میں ہوگا۔ سارے انبیاء کرام علیہم السلام اس کے نیچے ہو جائے میں یہ بطور فخر نہیں کہہ رہا۔ روز حشر جنت کی چابیاں میرے پاس ہوں گی۔ میں یہ فخریہ نہیں کہہ رہا۔ شفاعت کا دروازہ مجھ سے ہی کھولا جائے گا۔ میں یہ بطور فخر نہیں کہہ رہا۔ میں سب سے پہلے جنت میں جاؤں گا۔ میں یہ بطور فخر نہیں کہہ رہا۔ میں ان کا امام ہوں گا۔ میری امت میرے پیچھے ہوگی۔

(۲) امت مرحومہ روز حشر اس طرح آئے گی کہ ان کے وضو کے اعضاء تاباں ہوں گے۔

(۳) سجود کی وجہ سے ان کے چہروں پر نشانات ہوں گے، جیسے کہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ہے:

سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ (الفتح: ۲۹)

ترجمہ: ان (کے ایمان وعبادت) کی علامت ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر نمایاں ہے۔

(۴) ان کے اعمال نامے ان کے دائیں ہاتھ میں دیے جائیں گے۔

(۵) ان کی اولاد ان کے آگے آگے دوڑ رہی ہوگی شیخان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: جب روز حشر میری امت کو بلایا جائے گا تو اس کے اعضائے وضو تاباں اور روشن ہوں گے۔

امام مسلم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرا حوض ایلہ سے عدن تک کی مسافت سے بھی دور ہوگا۔ میں ایک شخص کو اس سے اس طرح دور ہٹاؤں گا جیسے ایک شخص غربی اونٹوں کو اپنے حوض سے دور ہٹاتا ہے۔ عرض کی گئی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ ہمیں پہچانتے ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! جب تم میرے پاس آؤ گے تو تمہارے اعضائے وضو تاباں ہوں گے۔ یہ تمہاری ہی نشانی ہے۔ تمہارے علاوہ کسی اور کی یہ علامت نہیں ہے۔

امام احمد اور بزار نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: سب سے پہلے مجھے روز حشر سجدہ کا اذن ملے گا۔ سب سے پہلے میں ہی سر اقدس کو اٹھاؤں گا۔ میں اپنے سامنے دیکھوں گا میں امم میں سے اپنی امت کو پہچان لوں گا۔ اسی طرح اپنے پیچھے، اپنے دائیں اور اپنے بائیں اپنی امت کو پہچان لوں گا۔ ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امم میں سے آپ اپنی امت کو کیسے پہچان لیں گے؟ حضرت نوح علیہ السلام کی امت سے لے کر آپ کی امت بیضاء تک کئی امتیں ہوں گی؟ آپ نے فرمایا: ان کے اعضائے وضو تاباں ہوں گے ان کے علاوہ کسی اور کی یہ کیفیت نہ ہوگی۔ میں انہیں پہچان لوں گا۔ ان کے سامنے ان کی اولاد دوڑ رہی ہوگی۔

امام احمد نے صحیح سند سے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: روز حشر میں امم میں سے اپنی امت کو پہچان لوں گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ آپ اپنی امت کو کیسے پہچان لیں گے؟

آپ نے فرمایا: میں انہیں پہچان لوں گا۔ ان کے اعمال نامے ان کے دائیں ہاتھ میں دیے جائیں گے۔ میں انہیں پہچان لوں گا۔ ان کے چہروں پر سجدوں کے اثرات ہوں گے۔ میں اس نور سے انہیں پہچان لوں گا جو ان کے سامنے دوڑ رہا ہوگا۔

(۶) وہ روز حشر بلند جگہ پر ہوں گے۔

(۷) سابقہ انبیاء کی مانند ان کے لیے دو دو نور ہوں گے، جبکہ دیگر امم کے ہر ہر فرد کے لیے ایک ایک نور ہوگا۔

(۸) وہ پل صراط پر سے اچک لینے والی بجلی اور ہوا کی طرح گزریں گے۔

(۹) ان کا نیک برے کی شفاعت کرے گا۔

(۱۰) انہیں دنیا میں جلد عذاب دے دیا جائے گا برزخ میں بھی عذاب دے دیا جائے گا تاکہ وہ روز حشر خالص ہو کر آئیں۔

(۱۱) وہ اپنی قبور میں گناہ لے کر جائیں گے لیکن گناہوں کے بغیر باہر نکلیں گے۔ مؤمنین کے استغفار کی وجہ سے ان کے گناہ مٹا دیے جائیں گے۔

(۱۲) ہر ایک کو ایک یہودی یا نصرانی دیا جائے گا اسے کہا جائے گا: اے مسلم! یہ آگ میں تیرا فدیہ ہے۔

(۱۳) ابو یعلیٰ اور الطبرانی نے الاوسط میں اور حاکم نے (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) حضرت عبداللہ بن یزید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اس امت کو عذاب دنیا میں ہی دے دیا جاتا ہے۔ ایک صحابیٔ رسول ﷺ و رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے حضور اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اس امت کی سزا تلوار ہے۔

ابن ماجہ، امام بیہقی نے البعث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ امت مرحومہ ہے۔ اسے عذاب پہلے مل جاتا ہے۔ روز حشر ہر ایک مسلمان کے عوض کسی مشرک کو دیا جائے گا۔ اسے کہا جائے گا: یہ آگ میں تیرا فدیہ ہے۔

الطبرانی نے الاوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میری امت، امتِ مرحومہ ہے۔ یہ اپنی قبور میں اپنے گناہوں کے ساتھ داخل ہوگی۔ جب قبور سے باہر نکلے گی تو ان پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔ مؤمنین کے استغفار کی وجہ سے ان کے گناہ مٹا دیے جائیں گے۔ امام احمد نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: روز حشر کسی کا حساب نہ لیا جائے گا کہ اسے معاف کر دیا جائے۔ مسلمان اپنے اعمال قبر میں دیکھ لیں گے۔

حکیم ترمذی نے کہا ہے: مؤمن کا قبر میں محاسبہ ہوگا، تاکہ روز حشر ان کے لیے آسانی پیدا ہو سکے۔ برزخ میں اسے

خالص کر دیا جاتا ہے۔وہ قبر سے باہر نکلتا ہے تو اس نے بدلہ چکا دیا ہوتا ہے۔

(۱۳) اس کے لیے وہی کچھ ہے جو اس نے کوشش کی اور جو اس کے لیے کوشش کی گئی پہلے افراد کے لیے وہی کچھ تھا جو اس نے کمایا یہ عکرمہ کا قول ہے۔ابن ابی حاتم نے اسے ان سے روایت کیا ہے۔

(۱۴) ساری مخلوق سے پہلے ان کے لیے فیصلہ کر دیا جائے گا۔ابن ماجہ نے حضرات حذیفہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہم دنیا میں آخری ہیں۔یوم حشر اول ہوں گے۔مخلوق میں سے سب سے پہلے ہمارے لیے فیصلہ کیا جائے گا۔

(۱۵) ان کے ہلاکت خیز اعمال معاف کر دیے جائیں گے۔امام مسلم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور حامیٔ بے کساں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تین اشیاء عطا کی گئی تھیں۔آپ کو پانچ نمازیں عطا کی گئیں۔آپ کو سورۃ البقرہ کی آخری آیات عطا کی گئیں۔آپ کی امت کے ان افراد کے ہلاکت خیز اعمال کو بخش دیا جائے گا جنہوں نے شرک نہ کیا ہوگا۔

(۱۶) ان کا میزان سارے لوگوں سے بھارا ہوگا۔اصبہانی نے ترغیب میں حضرت لیث سے روایت کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا میزان سب سے زیادہ بھاری ہوگا ان کی زبانوں پر وہ کلمہ رواں کر دیا جو سابقہ لوگوں کے لیے بہت بھاری تھا وہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ ہے۔

(۱۷) وہ حکام میں سے عادلین کے قائم مقام ہیں یہ لوگوں کے لیے گواہی دیں گے کہ ان کے رسل عظام نے پیغام پہنچا دیا تھا۔رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ (البقرۃ: ۱۴۳)

ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے بنا دیا تمہیں (اے مسلمانو) بہترین امت تا کہ تم گواہ بنو لوگوں پر اور (ہمارا) رسول تم پر گواہ ہو۔

امام احمد، امام نسائی اور بیہقی نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک نبی روز حشر آئے گا۔اس کے ہمراہ ایک شخص ہوگا۔ایک نبی آئے گا اس کے ہمراہ دو افراد ہوں گے۔کسی کے ساتھ زیادہ افراد ہوں گے۔ان سے پوچھا جائے گا کیا تم نے پیغام حق پہنچا دیا؟ وہ عرض کریں گے: ہاں! ان کی قوم کو بلایا جائے گا انہیں کہا جائے گا۔کیا انہوں نے تم تک پیغام پہنچا دیا۔وہ عرض کریں گے: نہیں۔انبیاء کرام علیہم السلام سے وہ فرمائے گا: تمہاری گواہی کون دے گا کہ تم نے پیغام پہنچا دیا ہے؟ وہ کہیں گے: امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام۔امت محمدیہ کو بلایا جائے گا وہ گواہی دے گی کہ انہوں نے پیغام پہنچا دیا تھا۔ان سے پوچھا جائے گا تمہیں کیسے علم ہوا کہ انہوں نے پیغام پہنچا دیا تھا؟ وہ عرض کریں گے: ہمارے

نبی کریم ﷺ ایک ایسی کتاب زندہ لے کر تشریف لائے انہوں نے ہمیں بتایا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے پیغام حق پہنچا دیا تھا۔ ہم نے ان کی تصدیق کر دی۔ ان سے کہا جائے گا: تم نے سچ بولا ہے۔ رب تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا (البقرہ: ۱۴۳)

ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے بنادیا تمہیں بہترین امت۔

(۱۸) ساری امم سے قبل یہ جنت میں جائیں گے۔ الطبرانی نے حسن سند کے ساتھ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

(۱۹) ان کے ستر ہزار افراد حساب وکتاب کے بغیر جنت میں جائیں گے۔

(۲۰) ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار ہوں گے اور ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار ہوں گے۔ سلطان العلماء، شیخ الاسلام عزالدین بن عبدالسلام نے لکھا ہے کہ یہ خصوصیت آپ کے علاوہ کسی اور کے لیے ثابت نہیں ہے۔

شیخان نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: ایک دن حضور اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا: مجھ پر سابقہ امتیں پیش کی گئیں۔ ایک نبی گزرا اس کے ہمراہ ایک شخص تھا۔ کسی نبی کے ساتھ دو افراد تھے کسی نبی کے ہمراہ ایک شخص بھی نہ تھا۔ کسی نبی کے ہمراہ ایک گروہ تھا میں نے کثیر تعداد دیکھی میں نے امید کی کہ یہ میری امت ہو۔ مجھے بتایا گیا: یہ موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام اور ان کی قوم ہے، پھر مجھے کہا گیا: دیکھیں۔ میں نے کثیر تعداد میں افراد دیکھے۔ جنہوں نے افق کو گھیر رکھا تھا۔ مجھے بتایا گیا: یہ آپ کی امت ہے۔ اس کے ہمراہ ستر ہزار ہیں جو حساب وکتاب کے بغیر جنت میں داخل ہوں گے۔

طیالسی، ابن ابی شیبہ، احمد، ابو یعلی، ابن حبان، حاکم نے صحیح سند کے ذریعے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے بڑے اجتماع میں امتیں دیکھیں۔ میں نے اپنی امت مرحومہ کو دیکھا انہوں نے میدانوں پہاڑوں کو بھر رکھا تھا۔ مجھے ان کی کثرت اور ہیبت نے تعجب میں ڈال دیا۔ مجھ سے پوچھا گیا: کیا آپ راضی ہو گئے ہیں؟ میں نے عرض کی: ہاں! مجھے بتایا گیا: ان کے ہمراہ ستر ہزار ایسے افراد ہیں جو حساب کے بغیر جنت میں داخل ہوں گے وہ ایسے افراد ہیں جو داغ نہیں لگاتے۔ فال نہیں پکڑتے۔ منتر نہیں کرتے اور اپنے رب تعالیٰ پر توکل کرتے ہیں۔

ابن ابی شیبہ نے ثقہ راویوں سے، امام احمد نے حضرت عبدالرحمان بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے الم تنزیل السجدہ کی تلاوت کی۔ آپ نے طویل سجدہ کیا پھر سر اقدس اٹھایا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ آپ نے طویل سجدہ کیا۔ آپ نے فرمایا: میں نے اپنے رب تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے سجدہ کیا جو کچھ اس نے مجھے میری امت کے متعلق عطا کیا۔ میری امت کے ستر ہزار افراد حساب کے بغیر جنت میں داخل ہوں گے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ آپ کی امت زیادہ اور پاکیزہ ہے۔ آپ کثیر تعداد طلب فرمائیں۔ انہوں نے دو یا تین بار

اسی طرح عرض کی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ آپ نے اپنی امت کا احاطہ کر لیا ہے۔ امام احمد کے الفاظ یہ ہیں: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ آپ نے زیادہ کا سوال کیوں نہ کیا؟ آپ نے فرمایا: اس نے مجھے ہر شخص کے ساتھ ستر ہزار عطا کر دیے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: آپ نے زیادہ کے لیے التجاء کیوں نہ کی؟ آپ نے فرمایا: میں نے زیادہ کے لیے التجاء کی۔ اس نے مجھے اس طرح عطا کیا ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھوں کو کھول دیا۔

شیخین نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میری امت کے ستر ہزار افراد حساب وکتاب کے بغیر جنت میں جائیں گے۔ یا ستر لاکھ افراد ایک دوسرے کو پکڑ کر جنت میں جائیں گے۔ ان کے اول و آخر جنت میں جائیں گے۔ ان کے چہرے ماہ تمام کی طرح ہوں گے۔

امام احمد نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے سرورِ کائنات ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: میری امت کے ستر ہزار افراد حساب اور عذاب کے بغیر جنت میں جائیں گے، ہر ستر ہزار کے ہمراہ ستر ہزار ہوں گے۔

امام ترمذی (انہوں نے اسے حسن کہا ہے اور ابو یعلی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: روز حشر میری امت کے ستر ہزار افراد حساب کے بغیر جنت میں جائیں گے۔ ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار ہوں گے، پھر رب تعالیٰ کی لپوں میں سے تین لپیں۔

امام احمد اور ابن حبان کے الفاظ یہ ہیں: رب تعالیٰ نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ روز حشر میری امت کے ستر ہزار افراد حساب کے بغیر جنت میں داخل ہوں گے۔ حضرت یزید بن اخنس رضی اللہ عنہ نے عرض کی: بخدا! اتنے افراد تو آپ کی امت میں سے مکھیوں میں سے بھورے رنگ کی مکھیوں کی مانند ہوں گے۔ آپ نے فرمایا: میرے رب تعالیٰ نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے ستر ہزار میں سے ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار ہوں گے اور اس نے تین لپوں کا اضافہ کیا ہے۔ الطبرانی نے حضرت عمرو بن حزم انصاری رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ اس میں ہے کہ ستر ہزار میں سے ہر ایک کے ہمراہ ستر ہزار ہوں گے۔

الطبرانی نے الکبیر میں اور البیہقی نے الشعب میں صحیح سند کے ساتھ حضرت عامر بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ تین دن صرف فرض نمازوں کے لیے تشریف لائے۔۔۔ اس روایت میں ہے: میرے رب تعالیٰ نے مجھے عطا کیا ہے کہ میری امت کے ستر ہزار آدمی حساب کے بغیر جنت میں داخل ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ستر ستر ہزار جنت میں جائیں گے۔ میں نے عرض کی: میری امت اس تعداد تک نہ پہنچے گی۔ اس نے فرمایا: میں اعرابیوں کو ملا کر یہ تعداد پوری کر لوں گا۔ ابو یعلی نے حضرت سعد بن عامر اللخمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضور اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ نے فرمایا: روز حشر فقراء مسلمان آئیں گے وہ کبوتر کی طرح دوڑ کر آئیں گے۔ انہیں کہا جائے گا حساب کے لیے رک جاؤ۔ وہ کہیں گے: ہم نے کیا کچھ چھوڑا ہے کہ تم اس پر ہمارا حساب لو گے۔ رب تعالیٰ

فرمائے گا۔میرے بندوں نے سچ کہا ہے انہیں حساب وکتاب کے بغیر جنت میں داخل کرو۔

عمر بن شبہ نے اخبار المدینہ میں حضرت کعب سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: ہم کتاب میں پاتے ہیں کہ مدینہ طیبہ میں راستہ کے کنارے پر ایک قبرستان ہے۔اس سے ستر ہزار ایسے افراد اٹھیں گے جن پر حساب نہ ہوگا۔طیالسی نے امام احمد اور ابو یعلی نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے ستر ہزار ایسے افراد دیے گئے ہیں جو حساب کے بغیر جنت میں داخل ہوں گے ان کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح ہوں گے۔ان کے قلوب ایک شخص کے دل پر ہوں گے۔میں نے زائد کے لیے عرض کی تو مجھے ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار عطا کر دیے گئے۔

ابو یعلی نے ثقہ راویوں سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے ستر ہزار افراد حساب کے بغیر جنت میں داخل ہوں گے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اضافہ فرمائیں۔آپ نے فرمایا: ہر آدمی کے ساتھ ستر ہزار افراد ہوں گے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اضافہ فرمائیں۔آپ اس وقت ٹیلے پر تشریف فرما تھے۔آپ نے دست اقدس سے لپ بھری۔ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اضافہ فرمائیں۔آپ نے فرمایا: اس طرح۔آپ نے وہاں سے ایک اور لپ بھر لی۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے لیے ہلاکت ہو جو اس کے بعد بھی آگ میں داخل ہو۔

الطبرانی نے الکبیر میں اور البیہقی نے الشعب میں صحیح سند کے ساتھ حضرت عامر بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: میں نے آپ کے ساتھ ملاقات کا شرف حاصل کیا۔آپ صرف فرض نماز کے لیے باہر تشریف لائے۔میرے رب تعالیٰ نے مجھے ستر ہزار ایسے افراد عطا کیے جو حساب کے بغیر جنت میں جائیں گے ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ستر ستر ہزار ہوں گے۔میں نے کہا: میری امت اس تعداد تک نہ پہنچے گی۔آپ نے فرمایا: میں یہ تعداد اعرابیوں سے پوری کر دوں گا۔

۲۱۔ ان کے سارے بچے جنت میں جائیں گے لیکن دیگر امم کی کیفیت نہ ہوگی۔یہ امام سبکی کے دو احتمالوں میں سے ایک ہے۔میں کہتا ہوں کہ امام نووی نے شرح مسلم میں لکھا ہے کہ وہ جنت میں جائیں گے۔

۲۲۔ اہل جنت کی ایک سو بیس (۱۲۰) صفیں ہوں گی۔اس امت کی اسی صفیں ہوں گی جبکہ دیگر امم کی چالیس صفیں ہوں گی۔مسدد، ابن ابی شیبہ، امام احمد اور الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہاری کیفیت کیا ہوگی کہ اہل جنت میں سے تم ایک چوتھائی ہوں گے اور دیگر امم تین چوتھائی ہوں گی۔ہم نے عرض کی: اللہ ورسولہ اعلم۔آپ نے فرمایا: تمہاری کیفیت کیا ہوگی جب تم ان کا ثلث ہوں گے۔انہوں نے عرض کی: یہ بہت زیادہ ہے۔آپ نے فرمایا: اس وقت تمہاری کیفیت کیا ہوگی جب تم نصف ہوں گے۔انہوں نے عرض کی: یہ کثیر تعداد ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: روز حشر ایک جنت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی۔

ان میں سے تمہاری صفیں اسی ہوں گی۔

۲۳۔ رب تعالیٰ ان کے لیے تجلی فرمائے گا۔ وہ اس کی زیارت سے بہرہ مند ہوں گے وہ اس کے لیے سجدہ ریز ہو جائیں گے۔ یہ اہل السنۃ کا اجماع ہے، جیسے کہ احادیث شفاعت میں ہے۔ سیدی الشیخ عبداللہ بن ابی جمرہ نے دیگر امم کے متعلق احتمال ذکر کیا ہے۔

۲۴۔ دیگر امم کا کچھ حصہ جنت میں اور کچھ حصہ آگ میں ہوگا۔ سوائے اس امت مرحومہ کے۔ یہ امت ساری کی ساری جنت میں جائے گی۔ اس کو قاضی ابوالحسین المستعدی باللہ نے اپنے فوائد میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت کیا ہے۔

۲۵۔ ان میں سے ولد الزنا پانچ پشتوں تک جنت میں نہ جائیں گے جبکہ دیگر امتوں میں ستر پشتوں تک تھے مصنف عبدالرزاق میں اس کا تذکرہ ہے انہوں نے اسے الربعی سے روایت کیا ہے انہوں نے بعض کتب میں اسے پڑھا ہے۔

۲۶۔ ساری امم کو چھوڑ کر انہیں محشر میں سجدہ کرنے کا اذن ملے گا۔ ابن ماجہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابوموسیٰ الاشعری سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جب روز حشر اللہ تعالیٰ مخلوق کو جمع کرے گا تو امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ کرنے کا حکم دے گا۔ وہ طویل سجدہ کریں گے پھر انہیں کہا جائے گا اپنے سروں کو اٹھالو ہم نے تمہارے دشمن کو آگ میں تمہارا فدیہ بنا دیا ہے۔

پانچواں باب

وہ واجبات جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر تھے لیکن آپ کی امت پر نہ تھے

اس میں حکمت یہ ہے تا کہ ان واجبات کی وجہ سے آپ کا قرب زیادہ ہو سکے۔ آپ کے درجات بلند ہو سکیں۔ مقربون الی اللہ جتنا قرب فرائض سے حاصل کرتے ہیں اتنا قرب کسی اور چیز سے حاصل نہیں کرتے جیسے کہ صحیح میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ علماء کرام نے فرمایا ہے کہ اللہ رب العزت نے ساری مخلوق کو چھوڑ کر اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر واجبات کیے کیونکہ اسے علم تھا کہ وہ ان سب سے بڑھ کر انہیں قائم کرنے والے ہیں۔ ایک قول یہ بھی ہے تا کہ آپ کا اجر ان سب سے زیادہ ہو سکے اور آپ کا قرب ان سب سے زیادہ ہو سکے۔ آپ پر اس نے وہ بعض امور حلال کیے جو امت کے لیے حرام تھے تا کہ آپ کی عزت و کرامت کا اظہار ہو سکے۔ آپ کا اختصاص اور مقام و منصب کا اظہار ہو سکے۔

ایک قول یہ ہے کہ اللہ رب العزت کو علم تھا کہ آپ کے لیے وہ جس اباحت کو مخصوص کر رہا ہے وہ آپ کو اطاعت سے غافل نہیں کر سکتی۔ اگرچہ وہ امت کے افراد کو غافل کر سکتا ہو۔ وہ آپ کو اس کے قیام سے عاجز نہیں کر سکتی اگرچہ وہ امت کو عاجز کر

سکتی ہو، تاکہ امت کو علم ہو سکے کہ آپ اطاعت الٰہیہ پر سب سے زیادہ قادر ہیں اور اس کے حق کو سب سے زیادہ قائم کرنے والے ہیں۔ اس کی دو انواع ہیں۔

ا۔ نکاح کے علاوہ دیگر احکام

اس نوع میں کئی مسائل ہیں۔

ا۔ ہر نماز کے لیے وضو واجب ہونا آپ کی خصوصیت ہے۔ اگرچہ آپ کا وضو نہ ٹوٹا ہو، پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا۔

ابوداؤد، امام بیہقی نے اپنی اپنی سنن میں، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ کو ہر نماز کے لیے وضو کرنے کا حکم تھا خواہ آپ کا وضو ہو یا وضو نہ ہو جب آپ پر یہ گراں گزرا تو آپ کو ہر نماز کے وقت وضو کا حکم دے دیا گیا۔ صرف اس وقت وضو لازم کیا گیا۔ اس روایت کی سند جید ہے۔ اس میں اختلاف ہے جو نقصان نہیں دیتا۔

۲۔ اصح روایت کے مطابق مسواک بھی واجب تھی۔ جیسے کہ سابقہ روایت دلالت کر رہی ہے کیا عمر بھر میں ایک دفعہ مسواک واجب تھی یا کہ ہر نماز کے وقت۔ یا مطلق واجب تھی یا ان حالات میں جن میں آپ نے اس کی تاکید کی ہے یا یہ حکم اس سے بھی اعم تھا۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ ان اوقات میں آپ پر مسواک واجب تھی جن میں ہمارے لیے تاکیدی حکم فرمایا ایک قول یہ ہے کہ ہر نماز کے وقت مسواک کرنا واجب تھی۔

میں کہتا ہوں: حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت اس امر کی گواہی دیتی ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ منہ کا ذائقہ تبدیل ہوتے وقت مسواک واجب تھی۔ ایک قول یہ ہے کہ نزولِ وحی کے وقت مسواک واجب تھی اسے امام نووی نے "التنقیح شرح الوسیط" میں لکھا ہے۔

۳۔ صحیح مؤقف کے مطابق نماز چاشت بھی آپ پر واجب تھی۔ علامہ بلقینی نے لکھا ہے کہ آپ پر نماز چاشت واجب نہ تھی۔ صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی: کیا آپ نماز چاشت پڑھتے تھے۔ انہوں نے فرمایا: نہیں۔ الا یہ کہ آپ سفر سے واپس تشریف لاتے۔ انہوں نے اس ضمن میں بہت سی روایات کا تذکرہ کیا ہے۔ انہوں نے الخادم میں لکھا ہے کہ ابن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے علاوہ کسی اور نے ہمیں نہیں بتایا کہ اس نے آپ کو نماز چاشت پڑھتے ہوئے دیکھا ہو انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ فتح مکہ کے روز ان کے گھر جلوہ افروز ہوئے۔ آپ نے غسل کیا۔ آٹھ رکعت نماز پڑھی میں نے کبھی اتنی خفیف آپ کی نماز نہ دیکھی تھی۔ آپ رکوع و سجود مکمل کر رہے تھے، پھر کہا جب ہم کہیں کہ کیا آپ پر چاشت کی کم یا زیادہ یا کم از کم کمال کی رکعتیں واجب تھیں تو اس کا "ہاں" دینا بہت مشکل ہے۔

امام احمد اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت ہے۔ تین نمازیں مجھ پر فرض ہیں وہ تمہارے لیے نفل ہیں۔ (۱) وتر (۲) فجر کی دو رکعتیں (۳) اور چاشت کی دو رکعتیں۔

۴۔ صحیح روایت کے مطابق وتر بھی واجب تھے۔ بلقینی نے لکھا ہے کہ آپ پر وتر واجب نہ تھے۔ یہ مؤقف ان کے خلاف ہے جو اس کی تصحیح کرتے ہیں اس سے امام شافعی نے استدلال کیا ہے کہ امت پر وتر واجب نہیں ہیں۔ شوافع کا مسلک یہ ہے کہ آپ پر مطلق وتر واجب نہ تھے۔ اس میں اس شخص کے لیے کوئی دلیل نہیں ہے جو یہ کہتا ہے کہ آپ پر حضر میں تو وتر واجب تھے لیکن سفر میں واجب نہ تھے۔ الخادم میں ہے آپ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کے لیے سواری پر وتر پڑھنے جائز تھے۔ امام نووی نے شرح مسلم کے باب التطوع میں اسی طرح لکھا ہے۔

الخادم میں ہے: جب ہم وتروں کے وجوب کا مؤقف اپنائیں تو کیا آپ پر کم وتر یا اکثر یا ادنیٰ وتر واجب تھے تو اس کے ساتھ تعرض نہیں ہو سکتا۔ ظاہر ہے کہ اس سے مراد جنس ہے۔

۵۔ رات کی نماز

۶۔ فجر کی دو رکعتیں۔

۷۔ قربانی: الطبرانی اور البیہقی نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور سراپا کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین چیزیں مجھ پر فرض ہیں۔ وہ تمہارے لیے سنت ہیں۔ (۱) وتر (۲) مسواک (۳) رات کا قیام۔

امام احمد، دارقطنی، حاکم، بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تین امور مجھ پر فرض ہیں جبکہ یہ تمہارے لیے نفل ہیں۔ (۱) قربانی (۲) وتر (۳) فجر کی دو رکعتیں۔

امام احمد اور الطبرانی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: تین اشیاء مجھ پر فرض ہیں جبکہ وہ تمہارے لیے نفل ہیں۔ وہ وتر، فجر کی دو رکعتیں اور چاشت کی دو رکعتیں ہیں۔ امام احمد نے عبد بن حمید سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: مجھے چاشت کی دو رکعتیں ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے جبکہ تمہیں ان کا حکم نہیں دیا گیا۔ مجھے قربانی کا حکم دیا گیا ہے لیکن یہ تم پر فرض نہیں۔

تنبیہہ

ہمارے ائمہ کے نزدیک اصح مؤقف یہ ہے کہ تیسری، چوتھی، پانچویں اور ساتویں چیز فرض ہے جبکہ انہوں نے چھٹی کا ذکر نہیں کیا حالانکہ سب دلائل کے کمزور ہیں۔ ان دلائل سے خصائص ثابت نہیں ہوتے۔ شیخ ابو حامد نے لکھا ہے کہ امام شافعی کے پاس نص ہے کہ آپ پر رات کا قیام واجب تھا۔ امام نووی نے لکھا ہے کہ یہ اصح یا صحیح مؤقف ہے۔ صحیح میں ایسی روایت موجود ہے جو اسی پر دلالت کرتی ہے۔ بلقینی نے اسے ترجیح دی ہے۔ اسی لیے متاخرین نے اس کے عدم وجوب کے قول کو صحیح

کہا ہے۔ دیگر احادیث موجود ہیں جو اس کے وجوب کی نفی کرتی ہیں لیکن وہ ضعیف ہیں رب تعالیٰ کے فرمان:

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝ (الکوثر: ۲)

ترجمہ: پس آپ نماز پڑھا کریں اپنے رب کے لیے اور قربانی دیں۔

کے متعلق دو اقوال ہیں۔ (۱) اکثر ائمہ کا قول یہ ہے کہ اس جگہ قربانی ذبح کرنا مراد نہیں ہے جیسے کہ کتب تفسیر میں ہے۔ (۲) اگر یہ قول مقدر مان لیا جائے کہ نماز سے مراد نماز عید ہے اور النحر سے مراد قربانی ہے لیکن امر کو قرینہ کی وجہ سے وجوب سے استحباب کی طرف پھیرا جاسکتا ہے۔ قرینہ یہ ہے کہ قربانی کا ذکر نماز کے ساتھ ہے لیکن یہ کسی ایک کا بھی قول نہیں کہ نماز عید آپ پر یا کسی امتی پر واجب تھی بلکہ یہ آپ کے لیے اور آپ کی امت کے لیے مسنون ہے۔ اسی طرح قربانیاں بھی۔''

میں کہتا ہوں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے یہ مؤقف نکل سکتا ہے کہ آپ پر نماز چاشت کی کم رکعتیں واجب تھیں زیادہ نہ تھیں۔ ''الغرر'' میں ہے: اسی طرح وتر میں قیام بھی آپ پر واجب تھا۔

۸۔ زوال کے وقت چار رکعتیں۔ اسے امام بیہقی نے حضرت ابن مسیب رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے لیکن اس کی سند ضعیف ہے۔

۹۔ آپ پر ہر بار حدث کے وقت وضو واجب تھا۔ آپ کسی سے نہ کلام کرتے تھے نہ ہی کسی کے سلام کا جواب دیتے تھے حتیٰ کہ آپ وضو کر لیتے پھر یہ منسوخ ہو گیا۔

۱۰۔ اصح مؤقف کے مطابق مشاورت بھی آپ پر واجب تھی۔ امام نے اس کے ساتھ ذوالعقول کی قید لگائی ہے۔ صاحب التعلیقہ نے لکھا ہے کہ آپ پر اپنے اہل خانہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مشاورت کرنا واجب تھا۔

رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ۚ (آل عمران: ۱۵۹)

ترجمہ: اور صلاح مشورہ کیجئے ان سے اس کام میں۔

ظاہر یہی ہے کہ اس جگہ امر وجوب کے لیے ہے ابن عدی، اور امام بیہقی نے الشعب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب آیت طیبہ اتری تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشاورت سے مستغنی ہیں لیکن رب تعالیٰ نے اسے میری امت کے لیے رحمت بنا دیا ہے یہ تفصیلات آپ کی صفات معنویہ کے ابواب میں گزر چکی ہے۔

علامہ ماوردی نے لکھا ہے کہ اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ آپ کے لیے کسی امر میں مشاورت واجب تھی، بعض علماء نے لکھا ہے کہ جنگ اور دشمن کے ساتھ مقابلہ میں مشاورت واجب تھی، بعض علماء نے لکھا ہے کہ دنیا اور دین کے امور میں مشاورت واجب تھی، بعض علماء نے لکھا ہے کہ امور دینیہ میں مشاورت واجب تھی تاکہ امت احکام کی علتوں اور اجتہاد کے طریقوں سے آگاہ ہو سکے۔

میں کہتا ہوں کہ پہلے مؤقف کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جسے الطبرانی نے جید سند سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے

روایت کیا ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جہاد میں مشاورت کرتے تھے۔ تم بھی اسے لازم پکڑیں۔

تنبیہہ

شیخان کے نزدیک اصح موقف یہ ہے کہ آپ پر مشاورت واجب تھی، لیکن امام شافعی نے نص بیان کی ہے کہ مشاورت آپ پر واجب نہ تھی۔ امام بیہقی نے اس کا تذکرہ المعرفہ میں استنذان البکر کے باب میں کیا ہے۔

۱۱۔ ایک قول کے مطابق قرأت کے وقت استعاذہ۔

۱۲۔ دشمن کا مقابلہ کرنا اگرچہ اس کی تعداد کثیر ہو، لیکن امت کے لیے اس وقت تک مقابلہ کرنا لازم ہے جب تک وہ کفار کی تعداد دوگنی نہ دیکھ لیں۔ بلقینی نے لکھا ہے: ہمارے ائمہ نے اس مسئلے کی کوئی دلیل نہیں لکھی، نہ ہی یہ کہا جائے گا: صحیح روایت سے آپ سے ثابت ہے کہ آپ نے کئی بار دشمن کا مقابلہ کیا غزوہ احد میں آپ نے دشمن کا مقابلہ کیا، حالانکہ آپ کے ساتھ صرف بارہ افراد باقی رہ گئے تھے۔ غزوہ حنین میں آپ نے دشمن کا مقابلہ کیا، حالانکہ آپ کے ہمراہ صرف دس افراد رہ گئے تھے جیسے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے اشعار میں تذکرہ کیا ہے آپ ان کی طرف بڑھے۔ آپ فرما رہے تھے:

انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب۔

لیکن یہ واقعات وجوب پر دلالت نہیں کر رہے یہ آپ کی بے نظیر شجاعت پر شاہد عادل ہیں۔

علامہ ماوردی نے لکھا ہے کہ اس پر دلیل دیتے ہوئے کہا جاتا ہے کہ جنگ کے وقت انسان قتل کے خوف سے بھاگتا ہے لیکن یہ فرار انبیائے کرام کے لیے روا نہیں ہے کیونکہ وہ معصوم ہوتے ہیں۔ وہ بلند مقام پر فائز ہوتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ کوئی امر اپنے وقت سے پہلے یا بعد میں رونما نہیں ہو سکتا لیکن دیگر مکلفین کا معاملہ ان کے برعکس ہوتا ہے نہ تو ان کا اس طرح کا ایمان ہوتا ہے اور نہ ہی وہ یقین کے اس منصب پر فائز ہوتے ہیں۔ علامہ بلقینی نے لکھا ہے: ان کی یہ بات بہت عمدہ ہے۔ قاضی ابوالطیب نے اپنی تعلیق میں لکھا ہے کہ آپ کے خصائص میں سے دو چیزیں ہیں۔

(۱) رب تعالیٰ نے آپ کی نصرت اور فتح کا ذمہ اٹھایا ہے۔ اس نے ارشاد فرمایا:

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۹۴﴾ (الحجر: ۹۴)

ترجمہ: سو آپ اعلان کر دیں اس کا جس کا آپ کو حکم دیا گیا ہے اور منہ پھیر لیجئے مشرکوں سے۔

(۲) اگر آپ اس کا انکار نہ فرماتے تو یہ گمان کیا جاتا کہ یہ آپ کے لیے جائز ہے اور اس کو ترک کرنے کا امر منسوخ ہے"۔ بعض علماء کرام نے لکھا ہے کہ اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ عصمت کا وعدہ کیا ہے ارشاد فرمایا:

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (المائدہ: ٦٧)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ بچائے گا آپ کو لوگوں (کے شر) سے۔

لوگ برے ارادہ سے آپ تک نہیں پہنچ سکتے۔ اگر وہ پہنچ بھی جائیں تو وہ آپ کو اذیت نہیں دے سکتے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ اس کی دلیل آپ کا یہ فرمان ہے: کسی نبی کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اسلحہ پہن کر اسے اتار لے حتیٰ کہ وہ اپنے دشمن سے مقابلہ کر لے یا حتیٰ کہ اس کا دشمن دور ہٹ جائے۔ جب ہتھیار پہن لینا۔ جب بچاؤ کا گمان آپ پر دشمن سے ملاقات کو واجب کرتا ہے تو پھر دشمن کو دیکھنے کے وقت کیفیت کیا ہوگی آپ پر ضروری تھا کہ آپ لشکر کی جمعیت کا اہتمام فرماتے۔ اگر آپ بھاگ جاتے تو لشکر جمع نہ رہ سکتا۔ آپ ثابت قدم رہتے تو آپ کے وجود مسعود کی وجہ سے جمعیت بھی منتشر نہ ہوتی جیسے غزوۂ حنین کے وقت ہوا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اکثریت بھاگ گئی تھی آپ اپنے ساتھ دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ ثابت قدم رہے تھے۔ آپ دشمن کی طرف بڑھے، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی نصرت کی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کی سمت لوٹ آئے، پھر فرمایا: میں نے امام اوزاعی کو دیکھا انہوں نے امام بغوی سے وہی کچھ نقل کیا تھا جس کی طرف ہم نے اشارہ دیا تھا۔

تنبیہہ

علامہ بلقینی اور خضیری نے لکھا ہے: علماء نے آپ کے حق میں دشمن کا سامنا کرنے کو مطلق رکھا ہے یہ بیان نہیں کیا کہ آپ لشکر کے ہمراہ ہوں یا تنہا ہوں۔ اس طرح کہ آپ لشکر کو دیکھیں کہ وہ بھاگ رہا ہو۔ آپ کے ہمراہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک بھی نہ ہو تو کیا آپ پر ثابت قدمی واجب ہے۔ علامہ خضیری نے لکھا ہے ان کے کلام کے عموم کا یہی تقاضا ہے۔ ماوردی کے کلام کے ظاہر کا بھی یہی تقاضا ہے۔

۱۳۔ جب دشمن دعوت مبارزت دے تو آپ اسے قتل کیے بغیر اس سے جدا نہ ہوں جیسے تفصیلات گزر چکی ہیں۔

۱۴۔ برائی کا انکار کرنا واجب تھا۔

۱۵۔ اگر برائی کو دیکھ لیتے تو اسے تبدیل کرنا واجب تھا۔

۱۶۔ آپ خوف سے پیچھے نہ گریں۔

۱۷۔ جب مرتکب میں عناد و سرکشی کے اعتبار سے اضافہ ہوتا ہو تو پھر نہیں۔

۱۸۔ انکار کے اظہار کا واجب ہونا جیسے کہ الذخائر میں ہے۔ قاضی ابو الطیب نے لکھا ہے کہ یہ دو اعتبار سے آپ کے خصائص میں سے ہے۔

(۱) رب تعالیٰ نے آپ کی نصرت اور فتح کا ذمہ اٹھایا ہے۔ فرمایا:

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ (الحجر: ۹۴)

ترجمہ: سو آپ اعلان کر دیجئے جس کا آپ کو حکم دیا گیا۔

(۲) اگر آپ انکار نہ فرماتے تو اسے جائز ہونے کا گمان ہو سکتا تھا اور اس کے ترک کرنے کا امر منسوخ ہوتا لیکن امت کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ خوف سے اس سے یہ ساقط ہو سکتا ہے۔ اگر مرتکب میں سرکشی کے اضافے کا خدشہ ہو تو واجب نہ تھا۔ جیسے کہ امام غزالی نے الاحیاء میں لکھا ہے۔

۱۹۔ وعدہ ایفاء کرنا واجب تھا جیسے کہ دوسرے کی ضمان دینا اسے ابن جوزی، اسماعیلی اور مہلب بن صفرہ نے لکھا ہے اگر یہ کہا جائے کہ اگر وعدہ وفا کرنا واجب تھا تو اگر میت پر قرض ہوتا تو آپ پر لازم ہوتا کہ آپ اسے ادا کرتے لیکن آپ مقروض کی نماز جنازہ نہ پڑھتے تھے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ امتناع ابتدائے اسلام میں تھا، جبکہ مال قلیل تھا۔ جب رب تعالیٰ نے فتوحات کا دروازہ کھول دیا تو فرمایا: میں اہل ایمان کی جانوں کے بھی زیادہ قریب ہوں۔

۲۰۔ صحیح موقف کے مطابق اگر تنگ دست مسلمان مرجاتا تو اس کے قرض کی ادائیگی آپ پر لازم تھی شیخان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایسا شخص لایا جاتا جس پر قرض ہوتا۔ آپ پوچھتے کیا اس نے ادائیگی قرض کے لیے کچھ چھوڑا ہے؟ اگر عرض کی جاتی کہ اس نے کچھ چھوڑا ہے تو نماز جنازہ ادا کر لیتے ورنہ فرماتے: اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھ لو۔ جب رب تعالیٰ نے فتوحات کا دروازہ کھول دیا۔ آپ اٹھتے آپ فرماتے: میں اہل ایمان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہوں۔ اگر کوئی مسلمان مرجائے اس پر اتنا قرض ہو جسے وہ ادا نہ کر سکتا ہو تو میں اسے ادا کروں گا۔ جس نے مال چھوڑا تو وہ اس کے ورثاء کے لیے ہے۔

تنبیہ

امام رافعی اور نووی کے کلام کے ظاہر کا تقاضا یہی ہے کہ آپ پر قرض ادا کرنا لازم تھا خواہ آپ اس پر قادر ہوتے یا قادر نہ ہوتے۔ اس میں فتوحات سے قبل کا زمانہ اور تنگدستی کا زمانہ بھی شامل ہے، لیکن یہ موقف درست نہیں ہے۔ آپ پر ادائیگی صرف اس وقت واجب تھی جب فتوحات اور مال کی وسعت کے سبب آپ اس پر قادر ہو گئے جیسے کہ امام نے صراحت کی ہے یہ خصوصیت حالات کے اواخر کے اعتبار سے ہے۔

فائدہ

کیا آپ اپنے مال سے قرض ادا کرتے تھے یا ان مصالح کے مال سے جو آپ کے ساتھ خاص تھا امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں دوسرے قول کو ترجیح دی ہے۔

۲۱۔ جب آپ تعجب خیز چیز دیکھیں تو آپ پر واجب تھا کہ آپ لبیك ان العیش عیش الآخرۃ کہیں۔ انہوں

....نے اس روایت سے استدلال کیا ہے جسے امام شافعی نے حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تلبیہ کا اظہار کرتے تھے حتیٰ کہ ایک دن لوگ اس سے انصراف کر رہے تھے گویا کہ آپ کو اس میں موجود امر تعجب خیز لگا۔ آپ نے یہ اضافہ کر دیا:

لبيك ان العيش عيش الآخرة.

جو امام بخاری نے واقعہ خندق میں لکھا ہے:

اللهم لا عيش الاعيش الآخرة.

اس واقعہ میں کوئی ایسا امر نہیں جو وجوب پر دلالت کرتا ہو۔ وجوب کا قول کرنے والے پر لازم ہے کہ یہ جملہ آپ سے ہر حالت میں صادر ہوتا ہو جب بھی آپ کسی تعجب خیز چیز کو دیکھیں، لیکن یہ کسی نے نقل نہیں کیا۔ بہت سے احوال ایسے بھی رونما ہوئے آپ نے تعجب خیز اور مسرور کن امر دیکھا جیسے غزوہ بدر اور فتح مکہ وغیرہ مگر آپ سے یہ قول منقول نہیں ہے۔ اگر آپ پر واجب ہوتا تو ضرور یہ فرماتے اگر یوں کہا جائے کہ احتمال ہے کہ آپ نے یہ قول کہا ہو مگر اسے نقل نہ کیا گیا ہو آپ نے اسے مخفی کہا ہو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کے مسرت آگیں لمحات میں آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ساتھ رہنے والوں سے آپ کی کیفیات مخفی نہیں رہ سکتیں۔

تنبیہ

اس تعجب سے مراد اخروی تعجب ہے۔ جیسے کہ آپ کو یہ امر تعجب میں ڈال دے کہ لوگ گروہ در گروہ دین الٰہی میں داخل ہو رہے ہوں۔ رب تعالیٰ سارے ادیان پر دین حق کو غالب کر دے اور اپنے دین حق کی نصرت کرے۔

۲۲۔ آپ پر واجب تھا کہ آپ فرض نماز کامل طریقہ سے ادا کریں جس میں خلل نہ ہو۔ اسے امام نووی، ماوردی، عراقی شارح مہذب نے لکھا ہے۔ امام کے کلام میں بھی یہ اشارہ پایا جاتا ہے۔ شیخان نے اس کا تذکرہ نہیں کیا اس کی وجہ ظاہر ہے۔ نماز میں خلل اس شخص کو حاصل ہوتا ہے جس کے ساتھ شیطان کھیلتا ہو۔ آپ اس سے معصوم ہیں لیکن دوسروں کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ لازم ہے کہ یہ کیفیت آپ کی ساری عبادات کو محیط ہو۔

۲۳۔ ہر اس نفلی عبادت کو پورا کرنا واجب تھا جسے آپ شروع فرمالیں۔ اسے امام بلقینی نے ضعیف قرار دیا ہے۔ مسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ایک دن آپ نے فرمایا: عائشہ! کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ انہوں نے عرض کی: ہمارے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: میں روزہ سے ہوں۔ آپ باہر تشریف لے گئے۔ ہمیں ہدیہ پیش کیا گیا۔ یا کچھ سامان خورد و نوش آگیا۔ جب آپ واپس تشریف لائے تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کچھ ہدیہ آیا ہے میں نے اسے آپ کے لیے چھپا کر رکھا ہے۔ آپ نے پوچھا: وہ کیا ہے؟

میں نے عرض کی: حیس ہے۔ آپ نے فرمایا: اسے لے آؤ۔ میں نے اسے پیش کر دیا۔ آپ نے اسے تناول فرمایا پھر فرمایا: میں نے تو روزہ رکھ لیا تھا۔ اس روایت میں یہ واضح دلالت ہے کہ آپ پر یہ واجب نہ تھا۔ اس کا لزوم اسی طرح تھا جیسے ہمارے لیے تھا۔

۲۴۔ اس طرح آپ پر واجب تھا کہ آپ ... طرح ازالہ کریں جو اس سے احسن ہو۔ آپ کو اسی کا حکم دیا گیا تھا۔ اسے ابن القاص نے لکھا ہے۔ ابن الملقن نے اسے برقرار رکھا ہے۔ شیخان نے اس کے ساتھ تعرض نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِدۡفَعۡ بِالَّتِیۡ هِیَ اَحۡسَنُ (فصلت: ۳۴)

ترجمہ: آپ دفاع فرمائیں اس چیز سے جو احسن ہو۔

اس آیت طیبہ میں امر وجوب کے لیے ہے۔ استحباب کا احتمال بھی ہے اگر ہم وجوب کا قول کریں تو یہ اس امت کے اعتبار سے ہے جو حکم باقی اور لگاتار ہے۔ اگر یہ کفار کی نسبت سے ہو کہ ان کے ساتھ تعلق رکھا جائے اور ان کے ساتھ تعرض نہ کیا جائے تو یہ قتال کی آیت سے منسوخ ہوگا، جیسے کہ کئی ائمہ تفسیر نے ذکر کیا ہے۔

۲۵۔ آپ کو علم میں سے اتنا مکلف بنایا گیا جتنا سارے لوگوں کو بنایا گیا تھا۔ ابن القاص اور امام بیہقی نے اور ابن الملقن نے اس کا تذکرہ کیا ہے ابوسعید نے "الشرف" میں لکھا ہے کہ آپ کو اتنے عمل کا مکلف بنایا گیا تھا جس کا مکلف سارے لوگوں کو بنایا گیا تھا ان دونوں امور میں فرق ہے۔

۲۶۔ دن میں ایک سو بار استغفار اور توبہ کرنا واجب تھا جبکہ آپ کے قلب انور پر غین آجاتا۔ اسے ابن القاص نے ذکر کیا ہے لیکن شیخان نے اس کا تذکرہ نہیں کیا۔ امام بیہقی اور ابوسعید نے الشرف میں اس کا تذکرہ کیا ہے کہ آپ ہر روز ستر بار استغفار کرتے تھے۔ رزین نے لکھا ہے: آپ پر واجب تھا کہ آپ ہر روز ستر بار استغفار کریں۔

امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں ہر روز ستر بار سے زیادہ رب تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔ امام ترمذی کی روایت ہے: میں ہر روز ستر بار رب تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔

امام مسلم نے الاغر المزنی سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے دل پر غین آجاتا ہے میں ہر روز ایک سو سے زائد دفعہ استغفار کرتا ہوں۔ یہ تفصیلات پہلے گزر چکی ہیں۔

تنبیہ

مقربین کا خوف اجلال اور اعظام کا خوف ہوتا ہے۔ شیخ شہاب الدین سہروردی نے لکھا ہے: "یہ اعتقاد نہ رکھا جائے

کہ غنی ایک ایسی حالت ہے جس کا حال نقص طاری کر دیتا ہے، بلکہ یہ کمال ہے یا کمال کا تتمہ ہے۔ انہوں نے اس کی مثال یہ دی ہے کہ جیسے آنکھ میں تنکا پڑ جائے اسے دور کرنے کے لیے کوئی دوا ڈالی جائے۔ یہ آنکھ کو دیکھنے سے روک دے۔ یہ اس حیثیت سے تو نقص ہے لیکن یہ درحقیقت کمال ہے۔ یہ ان کی طویل عبارت کا خلاصہ ہے۔ انہوں نے فرمایا: اسی طرح آقائے دو جہاں علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بصیرت بھی۔

۲۷۔ آپ پر بھی واجب تھا کہ آپ یہ مطالبہ کریں کہ حق کے مشاہدہ کے ساتھ ساتھ آپ لوگوں کے ساتھ معاشرت قائم رکھ سکیں نفس اور کلام میں مصروف ہو سکیں۔ اس کا ذکر ابن القاص، بیہقی اور ابن سعد نے کیا ہے لیکن شیخان نے اس کا تذکرہ نہیں کیا لیکن مجھے اس کے وجوب کی صریح دلیل نہیں مل سکی۔

۲۸۔ آپ پر احکام شرعیہ اسی وقت بھی واجب ہو جاتے تھے جب آپ پر وحی کا نزول ہوتا تھا اور دنیا کی حالت آپ سے غائب ہو جاتی تھی۔ آپ سے نماز وغیرہ ساقط نہ ہوتی تھی اس کا تذکرہ ابن القاص نے کیا ہے۔ ان کی اتباع بیہقی اور نووی نے کی ہے۔ وہ روایت جسے حضرات ام المؤمنین عائشہ صدیقہ، صفوان بن یعلی اور ابن سعید نے وحی کی کیفیت کے متعلق بیان کیا ہے۔ جو صحیحین میں مذکور ہے اس میں یہ وضاحت موجود ہے کہ آپ اپنے معروف حالات سے اس حالت کی طرف منتقل ہو جاتے تھے جس میں آپ پر استغراق کا غلبہ ہو جاتا تھا۔ دنیوی حالت غائب ہو جاتی تھی حتیٰ کہ وحی ختم ہو جاتی اور فرشتہ آپ سے جدا ہو جاتا تھا۔

شیخ بلقینی نے لکھا ہے کہ یہ وہ حالت ہے جس میں دنیا کے حالات غائب ہو جاتے ہیں لیکن انسان پر موت بھی طاری نہیں ہوتی۔ یہ برزخی مقام ہے جو آپ کو نزول وحی کے وقت حاصل ہوتا تھا۔ جب عالم برزخ میں میت پر بہت سے احوال منکشف ہوتے ہیں۔ رب تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو زندگی میں برزخ کے ساتھ مختص فرما دیا وہ اس حالت میں آپ کی طرف وہ وحی بھیجتا جو بہت سے اسرار پر مشتمل ہوتی۔ بہت سے صالحین ایسے ہیں جنہیں نیند کی وجہ سے غیبت کے وقت یا ایسی ہی حالت میں بہت سے اسرار سے آگہی نصیب ہوتی ہے۔ یہ مقام نبوی کی مدد سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ اس فرمان عالی شان سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے۔ مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔

۲۹۔ عصر کے بعد آپ پر دو رکعتیں واجب تھیں۔ اسے رزین نے لکھا ہے۔

۳۰۔ آپ پر سارے نوافل فرض تھے کیونکہ نفل کمی کو پورا کرنے کے لیے پڑھے جاتے ہیں لیکن آپ کی نماز میں کمی نہ ہوتی تھی کہ اسے پورا کیا جاتا یہ رزین کا قول ہے۔ میں کہتا ہوں: رزین کے اس قول کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔ آپ کی پانچ نمازوں میں نقص اور کمی کا نہ ہونا اس امر کو لازم نہیں کرتا کہ آپ کی بقیہ نماز بھی فرض ہو بلکہ وہ نوافل ہی ہوں گے۔ اس پر وہ روایت دلالت کرتی ہے جسے امام احمد، ابن جریر اور الطبرانی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے رب تعالیٰ کے اس فرمان میں فرمایا ہے:

وَمِنَ الَّیۡلِ فَتَہَجَّدۡ بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ ٭ (اسراء: ۷۹)

ترجمہ: اور رات کے بعض حصہ میں (اٹھو) اور نماز تہجد ادا کرو یہ آپ کے لیے زائد ہے۔

یہ نماز حضور اکرم ﷺ کے لیے نفل تھی جبکہ یہ تمہارے لیے فضیلت ہے۔ طیالسی اور الطبرانی نے جید سند سے ان سے ہی روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب مسلمان شخص وضو کرتا ہے۔ وہ عمدہ طریقے سے وضو کرتا ہے اگر وہ بیٹھتا ہے تو وہ اس طرح بیٹھتا ہے کہ اس کی بخشش کر دی جاتی ہے۔ اگر وہ کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے لگے تو یہ اس کے لیے فضیلت ہے۔ ان سے عرض کی کہ یہ اس کے لیے نفل ہو جائیں گے۔ انہوں نے فرمایا: نافلہ تو صرف حضور اکرم ﷺ کے لیے ہے۔ اس کے لیے نافلہ کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ وہ لغزشوں اور خطاؤں میں مصروف رہتا ہے، بلکہ یہ اس کے لیے فضیلت ہے۔

ابن جریر اور ابن منذر نے اپنی اپنی تفاسیر میں لکھا ہے جبکہ بیہقی نے الدلائل میں حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت لکھی ہے کہ یہ نافلہ کسی اور کے لیے نہیں۔ یہ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ خاص ہے کیونکہ آپ کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف کر دیے گئے تھے۔ آپ فرض کے ساتھ جو بھی ادا کریں وہ نافلہ ہے سوائے فرض نماز کے۔ آپ اسے گناہوں کے کفارہ کے لیے ادا نہیں کرتے یہ آپ کے لیے نوافل اور اضافہ ہے۔ لوگ جو کچھ فرائض کے علاوہ ادا کرتے ہیں وہ ان کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ لوگوں کے لیے نوافل نہیں ہیں یہ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ خاص ہیں۔

ابن منذر وغیرہ نے حضرت حسن سے روایت کیا ہے: نافلہ کسی کے لیے نہیں ہیں سوائے نبی کریم ﷺ کے۔ آپ کے فرائض اضافہ کے لیے ہوتے تھے جبکہ دیگر افراد کے فرائض نقص سے خالی نہیں ہوتے اس کے نوافل اس کے فرائض کی تکمیل کے لیے ہوتے ہیں۔ ضحاک وغیرہ سے بھی روایت ہے کہ آپ کی ساری نمازیں فرض نہ تھیں بلکہ ان میں فرائض اور نوافل تھے۔

۳۱۔ شب و روز میں پچاس نمازیں جیسے کہ شب معراج میں یہ فرض ہوئی تھیں۔ انہوں نے پانچ نمازوں کے متعلق احادیث لکھی ہیں جو ایک سو رکعت تک پہنچتی ہیں میں کہتا ہوں رزین نے اسی قسم کو آپ کے واجبات میں شامل کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں: شب معراج میں جو تخفیف کی گئی تھی وہ فقط امت سے تخفیف تھی، مگر وہ روایت رد کرتی ہے جیسے امام بخاری نے حضرت انس سے روایت کیا ہے۔ اس میں ہے: پھر آپ نیچے تشریف لائے حتیٰ کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام تک پہنچ گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ کو روک لیا۔ عرض کی: محمد عربی ﷺ آپ کے رب تعالیٰ نے آپ پر کیا فرض کیا ہے؟ فرمایا: ہر روز پچاس نمازیں۔ انہوں نے عرض کی: آپ کی امت میں اتنی استطاعت نہیں ہے اپنے رب تعالیٰ کے حضور جائیں اور اس سے تخفیف کا سوال کریں۔ آپ نے عرض کی: مولا! تخفیف فرما۔ اس نے دس نمازیں آپ سے کم کر دیں۔

امام نسائی اور ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، پھر میں حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے پاس سے

گزرا۔ انہوں نے عرض کی: رب تعالیٰ نے آپ پر اور آپ کی امت پر کتنی نمازیں فرض کیں؟ آپ نے فرمایا: پچاس نمازیں۔ انہوں نے کہا: آپ سے اور آپ کی امت سے یہ ادا نہ ہوسکیں گی۔ اپنے رب تعالیٰ سے تخفیف کا سوال کریں۔ میں واپس آیا۔ میں سدرۃ المنتہیٰ تک آیا۔ میں سجدہ ریز ہوگیا۔ میں نے عرض کی: مولا! تو نے مجھ پر اور میری امت پر پچاس نمازیں فرض کی ہیں، نہ میں اور نہ ہی میری امت انہیں ادا کرنے کی طاقت رکھتی ہے۔ رب تعالیٰ نے فرمایا: میں نے تم سے دس نمازیں کم کردی ہیں۔

ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اس میں ہے: میں واپس لوٹا حتیٰ کہ میں حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے پاس سے گزرا۔ انہوں نے پوچھا: آپ پر اور آپ کی امت مرحومہ پر کیا فرض کیا گیا۔ میں نے کہا: پچاس نمازیں۔ انہوں نے کہا: اپنے رب تعالیٰ کے پاس لوٹ چلیں۔ اس سے التجاء کریں کہ وہ آپ سے اور آپ کی امت سے تخفیف کا سوال کریں۔ میں واپس گیا تو اس نے مجھ سے دس نمازیں کم کر دیں۔ ان روایات سے یہی عیاں ہوتا ہے کہ یہ تخفیف حضور اکرم ﷺ اور آپ کی امت سے تھی۔

الحافظ نے لکھا ہے: رب تعالیٰ نے شبِ معراج فرمایا: یہ پانچ نمازیں ہیں یہ اجر کے اعتبار سے پچاس ہیں اس سے یہ استدلال کیا جا سکتا ہے کہ پانچ سے زائد واجب نہیں ہیں جیسے وتر۔ اسی طرح اس پر بھی استدلال ہوسکتا ہے کہ انشاءات میں نسخ داخل نہیں ہوسکتا۔ خواہ وہ مؤکدہ ہوں یہ اس قوم کے مؤقف کے خلاف نظریہ ہے جنہوں نے نسخ کے جواز کی تاکید کی ہے کہ فعل سے قبل نسخ جائز ہے۔

ابن بطال وغیرہ نے لکھا ہے کہ کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ رب تعالیٰ نے پچاس کو پانچ کے ساتھ منسوخ کر دیا۔ اس سے قبل کہ نمازیں ادا کی جاتیں پھر یہ فضیلت بخشی کہ ان کا ثواب پچاس کے برابر ہی ہوگا۔ ابن منیر نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے کہا ہے: اس امر کا تذکرہ اصولیین اور شراح کے ایک گروہ نے کیا ہے یہ ان لوگوں کے لیے مشکل ہے جنہوں نے فعل سے قبل نسخ کو ثابت کیا ہے جیسے اشاعرہ۔ معتزلہ نے اس سے اختلاف کیا ہے کیونکہ سب کا اتفاق ہے کہ نسخ کا تصور بلاغ سے قبل نہیں ہو سکتا۔ حدیث الاسراء میں بلاغ سے قبل نسخ واقع ہو رہا ہے یہ سب پر مشکل ہے۔ یہ نکتہ جدید ہے۔ میں کہتا ہوں اگر انہوں نے قبل البلاغ سے مراد ہر ایک کے لیے لیا ہو تو یہ ممنوع ہے۔ اگر امت مراد لی ہے تو یہ مسلم ہے، لیکن کہا جاتا ہے کہ یہ ان کی نسبت کے اعتبار سے نسخ نہیں ہے۔ یہ حضور اکرم ﷺ کے اعتبار سے نسخ ہے کیونکہ آپ کو قطعی طور پر اس کا مکلف بنایا گیا تھا پھر آپ تک پہنچنے سے قبل اسے منسوخ کر دیا گیا تھا۔ آپ کے عمل پیرا ہونے سے قبل اسے منسوخ کر دیا گیا تھا۔ یہ مسئلہ صحیح ہے۔ آپ کے حق میں متصور ہے۔ حافظ کا کلام ختم ہوگیا۔ ذرا ان کے اس قول کی طرف دیکھو: آپ کو قطعی طور پر اس کا مکلف بنایا گیا تھا پھر آپ تک پہنچنے سے قبل اسے منسوخ کر دیا گیا تھا۔

۴۲۔ آپ پر واجب تھا کہ جب آپ سونے والے کے پاس سے گزریں اور نماز وقت ہو تو اسے جگائیں یہ رب تعالیٰ کے

اس فرمان کی بجا آوری تھی:

أُدْعُ إِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ (النحل: ۱۲۵)

ترجمہ: (اے محبوب) بلائیے لوگوں کو اپنے رب کی راہ کی طرف۔

خصائص صحیح دلیل سے ہی ثابت ہوتے ہیں اس میں کوئی دلالت نہیں جو انہوں نے ذکر کی ہے۔

۳۳۔ عقیقہ کا وجوب۔

۳۴۔ ہدیہ پر بدل

۳۵۔ کفار پر سختی۔ جیسے کہ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يٰأَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ط (التحریم: ۹)

ترجمہ: اے نبی کفار اور منافقین سے جہاد جاری رکھو اور ان پر سختی کرو۔

۳۶۔ اہل ایمان کو جہاد پر ابھارنے کا وجوب۔

۳۷۔ رب تعالیٰ پر توکل کا وجوب۔ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ط (احزاب: ۳) "آپ رب پر توکل کریں۔"

۳۸۔ ناپسندیدہ امور پر صبر کرنے کا وجوب۔

۳۹۔ ان کے ہمراہ خود کو روک لینے کا وجوب جو صبح و شام اپنے رب تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں۔

۴۰۔ رفق کرنے اور سختی ترک کرنے کا وجوب۔

۴۱۔ ہر اس چیز کا پہنچانے کا وجوب جو رب تعالیٰ نے آپ پر نازل کی ہو۔ فرمایا:

يٰأَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ط (المائدہ: ۶۷)

ترجمہ: اے رسول ﷺ پہنچا دیجئے جو اتارا گیا ہے آپ کی طرف آپ کے پروردگار کی جانب سے۔

میں کہتا ہوں: ان خصائص میں اعتراض کی گنجائش ہے۔ سارے انبیاء اسی طرح ہوتے ہیں۔

۴۲۔ لوگوں کو اس انداز سے مخاطب فرمانا کہ وہ سمجھ سکیں۔

۴۳۔ اس شخص کے لیے دعا جو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دے۔

۴۴۔ وہ عمل سر انجام دینا جو آپ کو اپنے رب تعالیٰ کا قرب عطا کر دے۔

۴۵۔ جب آپ وعدہ کریں یا کسی امر کو کل تک مؤخر کریں تو ان شاء اللہ کہنا رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

لَا تَقُوْلَنَّ لِشَايْءٍ إِنِّيْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ﴿۲۳﴾ إِلَّآ أَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ز (الکہف: ۲۲، ۲۳)

ترجمہ: ہرگز نہ کہنا کسی چیز کے متعلق کہ میں اسے کرنے والا ہوں کل۔ مگر (یہ کہ ساتھ یہ بھی کہو) اگر چاہا اللہ نے۔

۴۶۔ جو خوشحال مر جائے اس کے عیال کے ساتھ نیکی کرنا۔

۴۷۔ جو آپ کو لازم پکڑے اور وہ تنگدست ہو تو اس کی جنایات کی ادائیگی۔

۴۸۔ اسی طرح کفارات۔ ان سترہ کا رزین نے تذکرہ کیا ہے شیخ نے ان سے الصغریٰ میں نقل کیا ہے، لیکن الکبریٰ میں ان سے تعرض نہیں کیا۔

۴۹۔ نماز جنازہ۔ آپ کے حق میں فرض عین تھا، جیسے بعض احناف کا قول ہے کہ آپ کے عہد ہمایوں میں فرض جنازہ آپ کی نماز جنازہ کے ساتھ ہی ساقط ہوتا تھا۔

۵۰۔ اقوال المسلمین کی حفاظت کا وجوب۔ اسے ابو سعید نیسا پوری نے ''الشرف'' میں لکھا ہے۔

دوسری قسم

وہ واجبات جن کا تعلق نکاح کے ساتھ ہے

آپ کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ نے اپنی بعض ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو اپنے فراق یا انتخاب کا اختیار دیا۔ جیسے کہ ارشاد ربانی ہے:

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۲۸﴾ (الاحزاب: ۲۸)

ترجمہ: اے نبی مکرم! آپ فرما دیجئے اپنی بیبیوں کو کہ اگر تم دنیوی زندگی اور اس کی آرائش (وآسائش) کی خواہاں ہو تو آؤ تمہیں مال و متاع دے دوں اور پھر تمہیں رخصت کر دوں بڑی خوبصورتی کے ساتھ۔

یہ امر وجوب کے لیے ہے یہ کسی اور پر واجب نہیں ہے۔ اس آیت طیبہ کے شان نزول میں اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ کی ازواج مطہرات نے نفقہ کا سوال کیا۔ مال و دولت کی التجاء کی جس پر آپ قادر نہ تھے جیسے کہ امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت صدیق اکبر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہوئے۔ آپ کے ارد گرد ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بیٹھی ہوئی تھیں وہ آپ سے مانگ رہی تھیں آپ خاموش تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: میں آپ سے گفتگو کرتا ہوں شاید آپ مسکرا پڑیں۔ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ دیکھ لیں کہ بنت خارجہ مجھ سے نفقہ کا سوال کر رہی ہو تو میں اس کی طرف جاؤں اور اس کی گردن توڑ دوں۔ یہ سن کر آپ مسکرا پڑے۔ آپ نے فرمایا: یہ میرے ارد گرد نفقہ کا سوال کرنے کے لیے ہی جمع ہوئی ہیں۔ جیسے کہ تم دیکھ رہے ہو۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف گئے تاکہ انہیں ماریں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی طرف گئے تاکہ انہیں ماریں ان دونوں نے کہا: تم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ چیزیں مانگتی ہو جو آپ کے پاس نہیں ہیں۔ اس وقت یہ آیت طیبہ نازل ہوئی۔ آپ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے شروع کیا۔ آپ نے انہیں فرمایا: میں تم سے ایک امر کا تذکرہ کرنے لگا

ہوں۔ میں پسند کرتا ہوں کہ تم اس میں جلدی نہ کرو حتیٰ کہ تم اپنے والدین سے مشورہ کرلو۔ انہوں نے عرض کی: وہ کون سا امر ہے؟ آپ نے یہ آیت طیبہ تلاوت کر دی۔ انہوں نے عرض کی: کیا میں آپ کے متعلق اپنے والدین سے مشورہ کروں گی بلکہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محترم ﷺ کو اختیار کرتی ہوں۔

اس روایت میں اور اس روایت میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ جسے امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ان دو خواتین کے متعلق سوال کیا جنہوں نے آپ کے لیے خلاف حقیقت بات کی تھی آپ نے اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو چھوڑ دیا تھا۔ آپ نے فرمایا: میں ایک ماہ تک ان کے پاس نہ جاؤں گا۔ یہ مؤاخذہ کی شدت تھی جبکہ رب تعالیٰ نے آپ کو عتاب فرمایا تھا۔ انتیس دن گزر گئے۔ آپ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے۔ ان سے ابتداء کی۔ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ آپ نے تو قسم اٹھائی تھی کہ آپ ایک ماہ تک میرے پاس نہ آئیں گے۔ ابھی تو انتیس روز گزرے ہیں۔ میں نے انہیں پوری طرح شمار کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: مہینہ انتیس روز کا بھی ہوتا ہے۔ وہ مہینہ انتیس روز کا تھا ام المؤمنین نے فرمایا: اس کے بعد آیۃ التخییر نازل ہوئی۔ انہیں جمع کرنا ممکن ہے جیسے الحافظ نے لکھا ہے کہ ممکن ہے کہ علیحدگی کے سبب یہ دونوں واقعات ہوں اور یہ علیحدگی تخییر کا سبب ہو۔ بات کو ظاہر کرنے کا واقعہ ان دونوں کے ساتھ مختص ہو جبکہ نفقہ کا سوال ساری ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا ہو سیاق الحدیث سے یہی سمجھا جا سکتا ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ تخییر کا سبب وہ شہد تھا جسے آپ نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے گھر نوش فرمایا تھا۔ حضرات عائشہ صدیقہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما نے اتفاق کرلیا کہ وہ آپ سے عرض کریں گی کہ ہمیں آپ سے مغافیر کی بو آرہی ہے۔ آپ نے خود پر شہد کو حرام کر دیا۔ اس وقت یہ آیت طیبہ نازل ہوئی:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ① قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ② وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ۭ قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ③ اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ (التحریم: ۱ تا ۴)

ترجمہ: اے نبی مکرم آپ کیوں حرام کرتے ہیں اس چیز کو جسے اللہ نے آپ کے لیے حلال کر دیا ہے (کیا یوں) آپ اپنی بیویوں کی خوشنودی چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ غفور، رحیم ہے بے شک اللہ نے مقرر کر دیا ہے تمہارے لیے تمہارے قسموں کی گرہ کھولنے کا طریقہ (یعنی کفارہ) اور اللہ ہی تمہارا کارساز ہے اور وہی سب کچھ جاننے والا بہت دانا ہے۔

اور یہ واقعہ یاد رکھنے کے لائق ہے جب نبی کریم ﷺ نے راز داری سے ایک بیوی کو ایک بات بتائی پھر جب اس نے (دوسری کو) راز بتا دیا (تو) اللہ نے آپ کو اس پر آگاہ کر دیا۔ آپ نے (اس بیوی کو) بتا دیا اور کچھ سے چشم پوشی فرمائی۔ جب آپ نے اس کو اس پر آگاہ کیا تو اس نے پوچھا آپ کو اس کی خبر کس نے دی ہے؟

صحیحین میں یہ واقعہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔

فروغ

۱۔ ہمارے ائمہ نے لکھا ہے کہ جب سرور عالم ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو اختیار دیا تو عامریہ کے علاوہ سب نے آپ کو منتخب کر لیا۔ ابن سعد نے ابن ابی عون اور عمران بن مناخ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: جب آپ نے اپنی ازواج مطہرات کو اختیار دیا تو ابتداء ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کی۔ عامر کے علاوہ سب نے آپ کو اختیار کیا۔ اس نے اپنی قوم کو اختیار کر لیا۔ وہ بعد میں کہتی تھی: میں بدبخت ہوں۔ جب ان ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے آپ کو پسند کر لیا تو رب تعالیٰ نے اِن کے اس عمدہ فعل کی جزاء یوں دی کہ اس نے آپ کے لیے ان امہات المومنین رضی اللہ عنہن پر کسی اور عورت سے نکاح کرنا حرام کر دیا۔ ارشاد فرمایا:

لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنۢ بَعۡدُ وَلَآ اَنۡ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنۡ اَزۡوَاجٍ (الاحزاب: ۵۲)

ترجمہ: حلال نہیں آپ کے لیے اور عورتیں اس کے بعد اور نہ اجازت ہے کہ آپ تبدیل کرلے ان ازواج سے دوسری بیویاں۔

پھر یہ حکم یوں منسوخ کر دیا:

اِنَّآ اَحۡلَلۡنَا لَكَ اَزۡوَاجَكَ الّٰتِيۡٓ اٰتَيۡتَ اُجُوۡرَهُنَّ (الاحزاب: ۵۰)

ترجمہ: ہم نے حلال کر دی ہیں آپ کے لیے آپ کی ازواج جن کے مہر آپ نے ادا کر دیے۔

یہ آپ کا ان پر احسان تھا کہ آپ نے ان پر کسی اور عورت سے نکاح نہ فرمایا۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ کا وصال نہ ہوا حتیٰ کہ رب تعالیٰ نے آپ پر حلال کر دیا کہ خواتین میں سے جس سے چاہیں نکاح فرمالیں سوائے محرمات کے۔ اس نے فرمایا:

تُرۡجِيۡ مَنۡ تَشَآءُ مِنۡهُنَّ (الاحزاب: ۵۱)

ترجمہ: (آپ کو اختیار ہے) دور کر دیں جس کو چاہیں اپنی ازواج سے۔

امام شافعی، امام احمد اور ابن سعد نے، امام ترمذی، ابن حبان، حاکم اور بیہقی نے اسے روایت کیا ہے۔ گویا کہ اس سے مراد وہ عورتیں ہیں جو آپ کے دل میں آئے۔

ابن سعد نے اسی کی مثل حضرات ام سلمہ، ابن عباس، عطاء بن یسار اور محمد بن عمر بن علی رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے جب

ہم یہ قول کریں کہ آپ کے لیے نکاح کرنا حلال ہو گیا تھا تو کیا یہ عام عورتوں سے تھا یا آپ کے چچاؤں پھپیوں، ماموں اور خالاؤں کی ان بیٹیوں کے ساتھ حلال تھا جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی تھی۔ آیت طیبہ کے ظاہر سے دونوں وجہیں سمجھ آتی ہیں۔

۱۔ اس اباحت کو اٹھالیا گیا تھا، تو پھر یہ ممانعت بھی اٹھ گئی۔ وہ امر حلال ہو گیا جو آپ کے لیے پہلے حلال تھا کیونکہ خواتین کا حلال ہونا آپ کے لیے امت میں سے سب سے زیادہ مباح تھا۔ ان سے کم کرنا روا نہیں۔

۲۔ آپ پر حرام نہ تھا کہ آپ اپنی ازواج مطہرات کو طلاق دیں۔ اس کے بعد کہ انہوں نے آپ کو اختیار کر لیا تھا۔

۳۔ اگر یہ مقدر مان لیا جائے کہ کسی زوجہ کریمہ نے دنیاوی زندگی کو منتخب فرما لیا ہو تو اصح قول کے مطابق نفس اختیار کے ساتھ اختیار حاصل نہ ہوا۔

چھٹا باب

محرمات میں امت سے آپ کے اختصاصات

اس باب میں دو انواع ہیں:

۱۔ غیر نکاح۔ اس میں کئی مسائل ہیں۔

۱۔ آپ کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ پر زکوٰۃ لینا حرام ہے۔ زکوٰۃ کی حرمت میں قریبی رشتہ دار اور موالی شامل ہیں اس طرح آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بھی اس میں شامل ہیں۔ امام مسلم نے حضرت مطلب بن ربیعہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ صدقات لوگوں کی میل کچیل ہوتے ہیں یہ محمد عربی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور آل محمد (صلی اللہ علیہ وعلیہم وسلم) کے لیے حلال نہیں ہیں۔ امام احمد، ابو داؤد نے ابو رافع سے، الطبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے الارقم الزہری کو صدقات کے حصول پر عامل مقرر کیا انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آزار کردہ غلام حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کو اپنا تابع بنا لیا آپ آئے تو آپ نے فرمایا: ابو رافع! صدقہ محمد عربی اور آل محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر حرام ہے قوم کا آزاد کردہ غلام ان میں سے ہی ہوتا ہے۔

امام شافعی اور امام بیہقی نے حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان کے والد گرامی مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے مابین چشموں سے پانی پیتے تھے ان سے کہا گیا: کیا آپ صدقے کا پانی پیتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: ہم پر فرض صدقہ حرام ہے۔ علماء کرام نے لکھا ہے: کیونکہ صدقہ لوگوں کی میل کچیل ہے۔ آپ کا پاک اور بلند مرتبہ اس سے منزہ ہے۔ آپ کے سبب آپ کی آل پر بھی صدقات حرام ہوئے۔ صدقہ از راہ ترحم دیا جاتا ہے جو لینے والے کی ذلت پر مبنی ہوتا ہے اس کے عوض انہیں

مال غنیمت دیا گیا۔ جو مبارک جہاد کے طریقہ سے لیا جاتا ہے جو لینے والے کی عزت اور جس سے لیا جائے اس کی ذلت پر دلالت کرتا ہے۔" حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے کہ سارے انبیاء اسی طرح تھے لیکن حضرت سفیان بن عیینہ نے ان کی مخالفت کی ہے۔

۲۔ کفارہ حرام ہونا۔

۳۔ منذورات حرام ہونا۔ ان دونوں خصوصیات میں آپ کی آل پاک بھی شامل ہے۔

۴۔ وقف معین: یہ بلقینی کا قول ہے۔ الجواہر کی عبارت سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ انہوں نے فرمایا: نفلی صدقہ بھی آپ پر حرام تھا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے صدقات الاعیان تو آپ پر حرام تھے لیکن عام صدقات نہ تھے جیسے مساجد اور کنوؤں کا پانی۔

۵۔ آپ کی آل کا زکوٰۃ کا عامل بننا حرام تھا۔ اصح نظریہ یہی ہے ابن سعد اور حاکم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے التجاء کریں کہ وہ آپ کو صدقہ پر عامل بنا دیں۔ انہوں نے التجاء کی تو فرمایا: میں تمہیں لوگوں کے ہاتھوں کی میل پر عامل نہ بناؤں گا۔ ابن سعد نے عبدالملک بن مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے بنو عبدالمطلب! یہ صدقات لوگوں کی میل کچیل ہوتے ہیں، نہ انہیں کھاؤ نہ ہی ان پر عامل بنو۔

۶۔ اولاد اسماعیل میں سے کسی کی قیمت کھانا حرام تھا۔ امام احمد نے عمران بن حصین الضبی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے انہیں بیان کیا کہ قبیلے کے دو بزرگ تھے۔ ان کا بیٹا چلا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مل گیا انہوں نے کہا: آپ کے پاس جاؤ اور آپ سے اس کا تقاضا کرو اگر وہ فدیہ لیے بغیر نہ چھوڑیں تو فدیہ دے دینا۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کے لیے عرض کی: آپ نے فرمایا: وہ ہے۔ اسے اپنے باپ کے پاس لے جاؤ۔ میں نے عرض کی: یا نبی اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کا فدیہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہم محمد اور آل محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لیے روا نہیں کہ ہم اولاد اسماعیل میں سے کسی کی قیمت کو کھائیں۔" یہ حکم اسی روایت میں مذکور ہے فقہاء میں سے کسی نے اس کے ساتھ تعرض نہیں کیا۔

۷۔ ہر وہ چیز کھانا حرام تھا جس کی بو ناپسندیدہ ہوتی۔ اصح مؤقف یہ ہے کہ یہ مکروہ تھا کیونکہ اس سے فرشتے کو اذیت ہوتی تھی۔ صحیح مسلم میں حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ کے پاس کھانا لایا جاتا تو آپ اس میں سے تناول فرما لیتے تھے۔ بقیہ میری طرف بھیجتے تھے۔ ایک روز آپ نے کھانا میری طرف بھیجا مگر اس سے کھایا نہ تھا کیونکہ اس میں لہسن ڈالا گیا تھا۔ میں نے پوچھا: کیا یہ حرام ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں! میں اس سے سرگوشی کرتا ہوں جس کے ساتھ تم سرگوشی نہیں کرتے۔ میں اس کی بو کی وجہ سے اسے ناپسند کرتا ہوں۔ انہوں نے عرض کی: جسے آپ ناپسند کرتے ہیں اسے میں بھی ناپسند کرتا ہوں۔ اس روایت کو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے روایت کیا ہے اس میں

ہے: مجھے رب تعالیٰ کے ملائکہ سے حیاء آتی ہے یہ حرام نہیں ہے۔اس میں یہ صراحت موجود ہے کہ یہ آپ پر حرام نہ تھا۔

فائدہ

امام احمد اور ابو داؤد نے جید سند کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ان سے پیاز کھانے کے متعلق سوال کیا گیا۔انہوں نے فرمایا: وہ آخری کھانا جسے آپ نے تناول فرمایا تھا اس میں پیاز تھا۔یہ امام بیہقی نے یہ اضافہ کیا ہے کہ اسے ہنڈیا میں پکایا گیا تھا۔

۸۔ ٹیک لگا کر کھانا حرام تھا۔اصح مؤقف یہ ہے کہ یہ مکروہ تھا۔امام نسائی نے حسن سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس رب تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا۔اس کے ہمراہ حضرت جبرائیل امین بھی تھے۔اس فرشتے نے عرض کی: رب تعالیٰ نے آپ کو اختیار دیا ہے کہ آپ عبد نبی یا بادشاہ نبی بن جائیں۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نگاہ ناز حضرت جبرائیل امین کی طرف کی گویا کہ مشورہ طلب کر رہے ہوں۔انہوں نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ آپ تواضع اختیار کریں۔آپ نے فرمایا: نہیں بلکہ میں عبد نبی بننا چاہتا ہوں اس کے بعد آپ نے کبھی بھی ٹیک لگا کر نہ کھایا۔وہ احادیث صحیح میں ہیں جس میں آپ نے ٹیک لگا کر کھانے سے منع کیا ہے۔ان میں اس کی حرمت پر کوئی دلیل نہیں ہے کسی چیز سے آپ کا اجتناب کرنا اور دوسری کو اختیار کر لینا اس امر پر دلالت نہیں کرتا کہ وہ آپ پر حرام ہے۔ابن شاہین نے اپنی ''ناسخ'' میں لکھا ہے کہ یہ آپ پر حرام نہ تھا بلکہ یہ آداب میں سے ایک ادب تھا۔

تنبیہ

امام خطابی نے لکھا ہے کہ عام لوگوں نے یہ گمان کیا ہے کہ ٹیک لگا کر کھانے والا وہ ہوتا ہے جو ایک پہلو پر لیٹ کر کھائے لیکن حقیقت اس طرح نہیں ہے ٹیک لگا کر کھانے والا وہ ہوتا ہے جو اس تکیے کے ساتھ ٹیک لگائے ہو جو اس کے نیچے ہو۔اس روایت کا مفہوم یہ ہے میں نے کھاتے وقت تکیے کے ساتھ ٹیک لگا کر نہیں کھایا یہ اس شخص کا فعل ہے جو بہت زیادہ کھاتا ہو۔میں نے تو تھوڑا سا کھانا ہوتا ہے اسی لیے میں اس طرح بیٹھتا ہوں گویا کہ میں اٹھنے کے لیے تیار ہوں۔قاضی نے اسی طرح ذکر کیا، پھر لکھا ہے: اس سے مراد محققین کے نزدیک پہلو کی طرف جھکنا نہیں بلکہ اس کا معنی یہ ہے کھانے کے لیے جم کر بیٹھنا چار زانو ہو کر بیٹھنا۔آپ کا بیٹھنا اس طرح ہوتا تھا کہ گویا کہ آپ ابھی اٹھنے والے ہوں۔

۹۔ صحیح مؤقف یہ ہے کہ آپ اچھی طرح لکھ نہ سکتے تھے۔

۱۰۔ کتابت سیکھنا حرام تھا جیسے کہ ارشاد ربانی ہے:

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۴۸﴾

(العنکبوت۔۴۸)

ترجمہ: اور آپ نہ پڑھ سکتے تھے اس سے پہلے کوئی کتاب اور نہ ہی اِسے لکھ سکتے تھے اپنے دائیں ہاتھ سے (اگر آپ لکھ پڑھ سکتے) تو ضرور شک کرتے اہل باطل۔

ائمہ تفسیر نے لکھا کہ قبلہ میں الکتاب یعنی القرآن کی طرف راجع ہے۔اس سے مراد قرآن پاک ہے جسے آپ پر نازل کیا گیا یعنی اے محمد عربی ﷺ! آپ اس سے پہلے پڑھ نہ سکتے تھے نہ ہی آپ کبھی اہل کتاب کے پاس گئے تھے لیکن ہم نے آپ پر یہ کتاب حکیم نازل کی۔جو انتہائی معجزہ ہے غیوب کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے اگر آپ ان لوگوں میں سے ہوتے جو کتاب کو پڑھ سکتے اور لکھ سکتے تو اہل کتاب میں سے باطل پرست شک کرتے۔انہیں ان شک کے متعلق کچھ شبہ بھی ہوتا وہ کہتے: وہ ذات جس کا تذکرہ ہم اپنی کتابوں میں پاتے ہیں وہ نہ تو پڑھ سکتی ہے اور نہ ہی لکھ سکتی ہے یہ وہ نہیں ہیں۔حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل کتاب اپنی کتب میں پاتے تھے کہ محمد عربی ﷺ لکھ اور پڑھ نہ سکیں گے۔

شیخان نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ہم امی امت ہیں جو نہ لکھ سکتے ہیں نہ حساب کر سکتے ہیں۔اس روایت میں یہ وضاحت موجود ہے کہ آپ کتابت اچھی طرح نہ کر سکتے تھے صحیح میں حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ آپ اور قریش کے مابین صلح نامہ لکھیں۔آپ نے فرمایا: لکھو۔

یہ وہ امور ہیں جن پر محمد رسول اللہ! ﷺ نے صلح کی ہے۔" سہیل بن عمرو نے کہا: اگر ہم جان لیتے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں تو ہم آپ کو نہ روکتے اپنا اور اپنے والد کا نام لکھیں۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "رسول اللہ" کے الفاظ مٹا دو۔انہوں نے عرض کی: بخدا! میں یہ الفاظ کبھی نہ مٹاؤں گا۔آپ نے وہ صلح نامہ پکڑا۔آپ اچھی طرح لکھ نہ سکتے تھے آپ نے لکھا: یہ وہ شرائط ہیں جن پر محمد بن عبد اللہ (ﷺ) نے صلح کی ہے۔اس روایت سے ان لوگوں نے استدلال کیا ہے جو کہتے ہیں کہ آپ اچھی طرح لکھ سکتے تھے جیسے امام باجی، ابوذر ہروی، ابوالفتح نیشاپوری اور ابوجعفر السمنانی الاصولی، انہوں نے کہا ہے: آپ کا کتابت نہ جاننا معجزہ کا سبب تھا جب اس میں شک سے آپ امن سے تھے تو اس وقت آپ نے کتابت کو پہلے جانے بغیر جان لیا یہ دوسرا معجزہ تھا۔مگر ابوذر نے اس سے رجوع کر لیا تھا۔اس کا جواب یہ ہے کہ قصہ حدیبیہ واحد ہے جو مختلف الفاظ کے ساتھ روایت ہے۔اس میں لکھنے والے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہی تھے جیسے کہ حضرت المسور رضی اللہ عنہ اور حضرت براء رضی اللہ عنہ کی روایات میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: رسول اللہ (ﷺ) کے الفاظ مٹا دو۔انہوں نے فرمایا: میں یہ کبھی نہ مٹاؤں گا۔ آپ نے ان سے فرمایا: یہ مجھے دکھاؤ۔آپ نے انہیں اپنے دستِ اقدس سے مٹا دیے۔امام مسلم کی روایت میں ہے: احتمال یہ ہے کہ اِن کے فرمان آپ نے وہ صلح نامہ لیا۔آپ اچھی طرح لکھ نہ سکتے تھے۔یہ اس امر کی تفصیل ہو: مجھے یہ دکھاؤ۔آپ کو یہ ضرورت نہ تھی کہ وہ آپ کو یہ کلمہ دکھاتے جس امر نے آپ کو مٹانے سے روکا وہ یہی تھا کہ آپ اچھی طرح لکھ نہ سکتے تھے۔اس کے بعد فَكَتَبَ ہے اس میں عبارت محذوف ہے وہ یہ کہ آپ نے وہ عبارت مٹا دی۔اسے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو تھما دیا پھر انہوں نے لکھا۔ابن التین نے اسے ہی یقین کے ساتھ لکھا ہے۔میں کہتا ہوں: فَكَتَبَ کے بارے میں احتمال ہے کہ اسے

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے لکھا۔ آپ نے انہیں لکھنے کا حکم دیا۔ امام بخاری کی دوسری روایت بھی اسی کی تائید کرتی ہے جسے انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل حدیبیہ کے ساتھ صلح کی تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے صلح نامہ لکھا۔ انہوں نے محمد رسول اللہ لکھا۔ پہلی روایت میں کَتَبَ سے مراد یہ ہے کہ آپ نے کتابت کا حکم دیا۔ یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایات میں اکثر مستعمل ہے جیسے کتب رسول اللہ الی قیصر۔ کتب الی النجاشی۔ عبداللہ بن حکیم کی روایت میں ہے: کتب الینا رسول اللہ ﷺ۔ کتب الی کسریٰ صحیح میں حضرت مسور رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے: واللہ! میں رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں اگرچہ وہ مجھے جھٹلائیں۔ تم لکھو۔ (جان عالم، روح کائنات محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

مغلطای نے ''الزھر الباسم'' میں لکھا ہے کہ الحافظ ابوذر ھراوی نے خواب میں دیکھا کہ وہ مسجد نبوی میں داخل ہوئے۔ آپ کی قبر انور کی زیارت کی۔ وہ شق ہو گئی۔ وہ جھوم رہی تھی اس کو قرار نہ تھا۔ اسے دیکھ کر وہ مبہوت ہو گئے دل میں کہا: شاید یہ میرے عقیدہ کی وجہ سے ہے میں نے دل میں توبہ کی تو وہ پرسکون اور قرار پذیر ہو گئی جب وہ جاگے تو انہوں نے یہ خواب ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو بیان کیا انہوں نے اسی طرح اس کی تعبیر بیان کر دی مگر انہوں نے اسے اپنی طرف منسوب کر دیا۔

انہوں نے ان سے پوچھا: تم نے یہ کہاں سے کہا؟ انہوں نے فرمایا: رب تعالیٰ کے اس فرمان سے:

تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ﴿٩٠﴾ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ﴿٩١﴾ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ﴿٩٢﴾ (مریم: ۹۰، ۹۱، ۹۲)

ترجمہ: قریب ہے آسمان شق ہو جائیں اس (خرافات) سے اور زمین پھٹ جائے اور پہاڑ گر پڑیں لرزتے ہوئے کیونکہ وہ کہہ رہے ہیں کہ رحمٰن کا ایک بیٹا ہے اور نہیں جائز رحمٰن کے لیے کہ وہ بنائے کسی اور کو (اپنا) فرزند۔

اللہ تعالیٰ کی شان! وہ کبھی ان کی آنکھیں چومنے لگتے۔ کبھی رونے لگتے اور کبھی ہنسنے لگتے وہ کہہ رہے تھے میں ہی یہ روایات کہا کرتا تھا اس کی صحت کی تاویل کو غور سے سنو میں نے خود کو دیکھا کہ میں بہت گھبرایا ہوا ہوں۔ جسے میں کہا کرتا تھا: بخدا! میں نے یہ منظر اس لیے دیکھا ہے کیونکہ میں کہا کرتا تھا اور اعتقاد رکھتا تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھ سکتے تھے میں یہ املاء بھی کراتا تھا میں نے کہا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں توبہ کرتا ہوں۔ میں نے کئی بار اسی طرح کہا۔ میں نے قبر انور کو دیکھا کہ وہ اپنی پہلی ہیئت پر آ چکی تھی وہ پرسکون ہو چکی تھی۔ میں جاگا میں نے خود پر اپنے آپ کو ہی گواہ بنایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی بھی نہ لکھ سکتے تھے۔ الحافظ نے اس واقعہ کو احادیث الرافعی کی تخریج میں لکھا ہے لیکن انہوں نے ابوذر ھروی کی جگہ ابن محمد ھروی کا ذکر کیا ہے۔

تنبیہ

ابن شیبہ اور ابن ابی شیبہ نے جو روایت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال نہ ہوا حتیٰ کہ انہوں نے پڑھنا اور لکھنا سیکھ لیا امام بیہقی نے اس روایت کو ضعیف لکھا ہے۔ انہوں نے اسے منقطع کیا ہے۔ الطبرانی نے

اسے منکر کہا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا وصال نہ ہوا حتیٰ کہ عبداللہ بن عتبہ پڑھ اور لکھ سکتے تھے۔ یعنی وہ آپ کے عہد ہمایوں کو پڑھ لکھ سکتے تھے۔ اس ضمن میں ساری روایات درست نہیں ہیں۔

۱۱۔ صحیح موقف یہ ہے کہ آپ شعر اچھی طرح نہ پڑھ سکتے تھے۔ شعر کا سیکھنا آپ پر حرام تھا رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ؕ (یس: ۶۹)

ترجمہ: اور نہیں سکھایا ہم نے اپنے نبی کو شعر اور نہ یہ ان کے شایانِ شان ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کے متعلق بتایا کہ آپ کو شعر کی معرفت حاصل نہیں ہے نہ ہی یہ آپ کے لیے مناسب ہے خلیل بن احمد نے لکھا ہے: آپ کو اشعار بہت سے کلام سے پسندیدہ تھے مگر یہ آپ کے لیے مناسب نہ تھا۔

ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے یہ مصرعہ پڑھا:

کفی الاسلام و الشیب للمرء ناهیا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یہ مصرعہ اس طرح ہے:

کفی الشیب و الاسلام للمرء ناهیا۔

مگر آپ نے پہلا مصرعہ ہی پڑھا انہوں نے عرض کی: "میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اس نے سچ فرمایا ہے:

مَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ؕ (یس: ۶۹)

ابن سعد نے روایت کیا ہے کہ آپ نے حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: شاید یہ اشعار تمہارے ہیں:

أتجعل نهبي و نهب العبيد بين الاقرع و عيينه

و ما كان حصن و لا حابس يفوقان مرداس في مجمع

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ عیینہ اور اقرع کے مابین تھا۔ آپ نے فرمایا: وہ سب برابر تھے۔ ابوداؤد نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضور اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

"مجھے پرواہ نہیں کہ میں کیا کرتا ہوں اگر میں تریاق پی لوں یا گنڈا ٹکالوں یا اپنی طرف سے شعر کہہ لوں۔"

صحیح میں ہے کہ آپ نے فرمایا: "وہ سچا کلمہ جسے کسی شاعر نے کہا ہو وہ لبید کا یہ کلمہ ہے:

الا كل شی ما خلا الله باطل۔

ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی روایت پر آنے والے مسئلہ میں گفتگو کی جائے گی۔

امام ابراہیم حربی نے لکھا ہے: "ہم تک یہ روایت نہیں پہنچی کہ آپ نے مکمل شعر پڑھا ہو بلکہ یا تو آپ نے پہلا مصرعہ پڑھا جسے لبید کا مذکورہ شعر، یا آخری مصرعہ پڑھا جیسے:

و یاتیک بالاخبار من لم تزوّد۔

امام بیہقی نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "آپ نے کبھی شعر کے دو مصرعوں کو جمع نہ کیا"۔ ابن سعد نے امام زہری سے روایت کیا ہے کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسجد نبوی بنا رہے تھے تو آپ نے فرمایا:

هذا الحمال لا حمال خيبر　　　هذا البرّ ربنا و اطهر

امام زہری فرماتے تھے: "آپ نے جو مصرعہ بھی پڑھایا تو اسے پہلے کہا گیا تھا یا آپ نے صرف اسی کی نیت کی تھی۔علماء نے فرمایا ہے کہ آپ نے جو یہ رجز پڑھا ہے:

هل انت الا اصبع دميت　　　و فی سبيل الله ما لقيت

وغیرہ کو اس امر پر محمول کیا جائے گا کہ آپ نے اس کا ارادہ نہ کیا تھا نہ ہی اسے شعر کہا جا سکتا ہے مگر یہ کہ جو مقصود ہو۔ قرآن پاک میں بھی موزوں آیات ہیں مگر یہ اس ارادہ سے نہیں ہیں۔اہل بدیع نے لکھا ہے: "مرتب کلام وہ ہوتا ہے جو انعقاد سے خالی ہو وہ یوں آئے جیسے نہ درتہ پانی گر رہا ہو۔وہ اپنی ترکیب کی سہولت اور الفاظ کی شیرینی کی وجہ سے ممکن ہے کہ وہ نرم ہو کر بہ پڑے جب نثر میں یہ ترتیب محکم ہو اور اس کی قرأت قصد کے بغیر موزون ہو کیونکہ یہ اس کی ترتیب کی قوت ہوگی، لہٰذا قرآن پاک میں موزون کلام ہے جیسے، بحر طویل:

فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۙ (الکہف:۲۹)

ترجمہ: پس جس کا جی چاہے وہ ایمان لے آئے اور جس کا جی چاہے کفر کرتا رہے۔

مدید میں ہے:

وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا ۔ (ھود:۳۷)

ترجمہ: اور بنائیے ایک کشتی ہماری آنکھوں کے سامنے۔

بسیط میں ہے:

فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰۤى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ۭ (الاحقاف:۲۵)

ترجمہ: پس جب ان پر صبح ہوئی تو نہ دکھائی دی کوئی چیز بجز ان کے (ویران) مکانوں کے۔

وافر میں ہے:

وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۴﴾ (التوبہ:۱۴)

ترجمہ: اور رسوا کرے گا انہیں اور مدد کرے گا تمہاری ان کے مقابلے میں اور یوں صحت مند کر دے گا اس جماعت کے سینوں کو جو اہلِ ایمان ہیں۔

کامل میں ہے:

وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۱۳﴾ (البقرة:۲۱۳)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے سیدھے راستے کی طرف۔

ھزج میں ہے:

فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ (یوسف:۹۳)

ترجمہ: پس ڈالو اسے میرے باپ کے چہرے پر وہ بینا ہو جائیں گے۔

رجز میں ہے:

وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا ﴿۱۴﴾ (الدھر:۱۴)

ترجمہ: اور قریب ہوں گے ان سے اس کے درختوں کے سائے اور میووں کے گچھے جھکے ہوئے لٹک رہے ہوں گے۔

رمل میں ہے:

وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ؕ (سبا:۱۳)

ترجمہ: بڑے بڑے لگن جیسے حوض ہوں اور بھاری دیگیں جو چولہوں پر جمی رہتیں۔

السریع میں ہے:

اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ۔ (البقرہ:۲۵۹)

ترجمہ: یا (کیا نہ دیکھا) اس شخص کو جو گزرا ایک بستی پر۔

المنسرح میں ہے:

اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ۔ (الدھر:۲)

ترجمہ: بلاشبہ ہم ہی نے انسان کو پیدا فرمایا ایک مخلوط نطفہ سے۔

خفیف میں ہے:

لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا۔ (النساء:۷۸)

ترجمہ: بات سمجھنے کے قریب ہی نہیں جاتے۔

مضارع میں ہے:

يَوْمَ التَّنَادِ ﴿۳۲﴾ يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ ۚ (غافر:۳۲،۳۳)

ترجمہ: پکارے کے دن سے، جس روز تم بھاگو گے پیٹھ پھیرتے ہوئے۔

مقتضب میں ہے:

فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ (البقرہ:۱۰)

ترجمہ: ان کے دلوں میں بیماری ہے۔

مجتث میں ہے:

نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (الحجر:۴۹)

ترجمہ: بتادو میرے بندوں کو کہ میں بلاشبہ بہت بخشنے والا از حد رحم کرنے والا ہوں۔

متقارب میں ہے:

وَاُمْلِيْ لَهُمْ ۭاِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ (الاعراف:۱۸۳)

ترجمہ: اور میں مہلت دیتا ہوں انہیں۔بیشک میری خفیہ تدبیر بہت پختہ ہے۔

لوگوں میں مشہور ہے:

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۥ (آل عمران:۹۲)

ترجمہ: ہرگز نہ پاسکو گے تم کامل نیکی (کارتبہ) جب تک نہ خرچ کرو (راہ خدا میں) ان چیزوں سے جن کو تم عزیز رکھتے ہو۔

ابو یعلی اور بزار اور ابن حبان نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"جب سورۃ ابی لہب نازل ہوئی تو ابولہب کی بیوی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آئی اس وقت آپ کی خدمت میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حاضر تھے۔انہوں نے عرض کی:"یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم یہ ایک فحش گو عورت ہے مجھے اندیشہ ہے کہ یہ آپ کو اذیت دے گی۔کاش! آپ اٹھ کر چلے جائیں۔" آپ نے فرمایا:"وہ مجھے نہ دیکھ سکے گی۔"وہ آئی۔اس نے کہا:"ابوبکر! تیرے صاحب نے میری ہجو بیان کی ہے۔"انہوں نے فرمایا:"وہ تو اشعار نہیں کہتے۔"اس نے کہا:"تم تو میرے نزدیک مصدق ہو۔"وہ چلی گئی میں نے عرض کی:"یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کیا اس نے آپ کو دیکھا نہ تھا؟" آپ نے فرمایا:"ایک فرشتے نے لگاتار مجھے اپنے پروں سے چھپائے رکھا۔"

حمیدی اور ابو یعلی نے اسحاق بن ابراہیم ہروی کی سند سے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:
"جب سورۃ ابی لہب نازل ہوئی تو عوراء ام جمیل بنت حرب آئی۔وہ شور کر رہی تھی۔اس کے ہاتھ میں پتھر تھا وہ کہہ رہی تھی:

مذمّما عصينا وامره ابينا ودينه ملينا

ترجمہ: ہم نے مذمم کی نافرمانی کی۔اس کے امر کا انکار کر دیا اور اس کے دین سے اکتا گئے۔

اس وقت سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام میں تشریف فرما تھے۔آپ وہاں قرآن پاک پڑھ رہے تھے۔آپ کے ہمراہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔انہوں نے عرض کی:"یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! وہ آگئی ہے مجھے خطرہ ہے کہ وہ آپ کو دیکھ لے گی۔آپ نے فرمایا:"وہ مجھے نہ دیکھ سکے گی۔" آپ نے قرآن پاک پڑھا۔اسی وجہ سے آپ اس سے محفوظ رہے۔

رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُورًا ﴿٤٥﴾ (الاسراء:۴۵)

ترجمہ: اور (اے محبوب) جب آپ پڑھتے ہیں قرآن کو تو ہم (حائل) کر دیتے ہیں آپ کے اور اس کے درمیان جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ایک پوشیدہ پردہ جو آنکھوں سے نہاں ہوتا ہے۔

وہ آئی۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس کھڑی ہوگئی۔ اس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ دیکھا۔ اس نے کہا: "ابوبکر! تمہارے صاحب نے میری ہجو بیان کی ہے۔" انہوں نے فرمایا: "بیت اللہ کی قسم! انہوں نے تیری ہجو بیان نہیں کی۔ وہ روگرداں ہوگئی وہ کہہ رہی تھی: "قریش جانتے ہیں کہ میں ان کے سردار کی بیٹی ہوں۔"

شیخ ابواسحاق الشیرازی نے تنبیہ میں بہت سے موزوں مواضع کا ذکر کیا ہے۔ امام نووی نے لکھا ہے کہ آپ شعر تو نہ کہہ سکتے تھے لیکن عمدہ اور ردی شعر میں، تمیز کر سکتے تھے۔" علامہ زرکشی نے لکھا ہے: "ان کے کلام کا ظاہر یہ ہے کہ یہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے ہے۔ دیگر انبیاء کی کیفیت اس طرح نہیں ہے۔" میں کہتا ہوں: "یہ ظاہر امر ہے کیونکہ آپ کے علاوہ دیگر انبیاء کی یہ کیفیت نہ تھی۔"

تنبیہات

❶ ابن فارس نے فقہ اللغۃ میں لکھا ہے: "شعر وہ موزوں کلام ہوتا ہے جو مقفیٰ ہو، معنی پر دلالت کرتا ہو۔ ایک مصرعہ سے زائد ہو۔ ہم نے یہ اس لیے کہا ہے کیونکہ اتفاقاً ایک سطر ہو سکتی ہے جو اس وزن پر ہو جو کسی شعر کا وزن ہو وہ قصد کے بغیر ہو۔" کہا جاتا ہے کہ کسی شخص نے کتاب کے عنوان میں لکھا: "للامیر المسیب بن زھیر بن عقال بن شیبہ بن عقال" یہ وزن قائم ہوگیا۔ جو خفیف ہے شاید کاتب نے شعر کا ارادہ نہ کیا ہو۔"

❷ اس میں کیا حکمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اشعار سے منزہ فرمایا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ کیا اس میں رب تعالیٰ کا حکم نہیں ہے کہ شعراء کی پیروی گمراہ کرتے ہیں وہ ہر وادی میں سرگرداں رہتے ہیں۔ وہ ایسی باتیں کرتے ہیں جن پر عمل پیرا نہیں ہوتے۔ شعر آپ کے کسی حال کے بھی موافق نہیں ہے کیونکہ شعر میں ایسی شرائط ہیں جن کے بغیر انسان شاعر نہیں کہلا سکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر ایک انسان سیدھا اور موزوں کلام لائے وہ اس میں زیادتی اور افراط کے بغیر حق لے کر آئے یا تمنا کرے یا ایسی اشیاء کا تذکرہ کرے جن کا صدور اس سے ممکن نہ ہو تو لوگ اسے شاعر نہیں کہیں گے۔ جو کچھ وہ کہے گا اسے ساقط پر محمول کیا جائے گا۔"

ایک شخص سے شعر کے متعلق پوچھا گیا۔ اس نے کہا: "اگر یہ کمزور ہو تو یہ ہنسا دیتا ہے اگر یہ عمدہ ہو تو جھوٹ ہوتا ہے۔ شاعر کذاب اور ہنسانے کے مابین ہوتا ہے۔ رب تعالیٰ نے اپنے نبی کریم، حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان دونوں اوصاف

سے محفوظ رکھا۔اس کے علاوہ ہم نے کسی شاعر کو نہیں دیکھا مگر وہ بے جا تعریف کرنے والا، افکار میں سرمست یا ہجو بیان کرنے والا بزدل اور دشک دینے والا ہوتا ہے۔ یہ اوصاف آپ کے لیے زیبا نہ تھے۔ اگر کوئی کہے بعض اوقات شعر میں حکمت آموز بات ہوتی ہے جیسے کہ آپ نے فرمایا ہے: ''بعض بیان سحرانگیز اور بعض اشعار حکمت آموز ہوتے ہیں۔'' رب تعالیٰ نے آپ کو قلیل اور کثیر اشعار سے منزہ فرمایا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ رب تعالیٰ نے آپ کو کتاب وسنت میں سے قسم اجزل اور نصیب وافر عطا کیا تھا۔ شعر کہنے سے منزہ ہونے کا ایک اور مفہوم بھی ہے۔ اہل عروض کا اتفاق ہے کہ صناعۃ العروض اور صناعۃ الایقاع میں کوئی فرق نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ صناعۃ الایقاع زماں کو نظم کے ساتھ تقسیم کرتی ہے جبکہ صناعۃ العروض زماں کو حروف مسموعہ کے ساتھ تقسیم کرتی ہے۔ جب شعر وہ وزن رکھتا ہو جو الایقاع کے مناسب ہو۔ ایقاع لہو کی ایک قسم ہے حضور اکرم ﷺ کے لیے یہ زیبا نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: ''نہ میں باطل سے ہوں نہ ہی باطل مجھ سے ہے۔''

(۱۲) تریاق پینا حرام ہونا۔

(۱۳) گنڈا لٹکانا حرام ہے۔ ابوداؤد نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے حضور اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔'' مجھے پرواہ نہیں کہ میں کیا کرتا ہوں اگر میں تریاق پی لوں یا گنڈا لٹکالوں یا اپنی طرف سے شعر کہہ لوں۔'' ابوداؤد نے لکھا ہے کہ یہ آپ کا خاصہ ہے آپ نے دیگر افراد کے لیے تریاق کی اجازت دی ہے۔''

امام، علامہ علی اللہ شیخ شہاب بن رسلان نے شرح سنن ابی داؤد میں لکھا ہے کہ اس سے مراد وہ تریاق نہیں جو نباتات یا جڑی بوٹیوں کا ہو بلکہ وہ تریاق مراد ہے جس میں سانپوں کا گوشت ملایا جائے ان کے سر اور دم کو پھینک دیا جاتا ہے ان کا وسط تریاق میں استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ حرام ہے کیونکہ یہ ناپاک ہے۔ اگر پاکیزہ اشیاء سے تریاق بنایا جائے تو وہ پاک ہے اسے کھانے پینے میں کوئی حرج نہیں۔ جس تریاق میں سانپ میں سے کچھ ہو امام مالک نے اس کی رخصت دی ہے۔ امام شافعی کے مسلک کا تقاضا ہے کہ بعض حرام اشیاء بطور دوا استعمال کرنا مباح ہیں۔ تمیمہ (گنڈا) تمائم کی جمع ہے۔

امام بیہقی نے لکھا ہے کہ تمیمہ گھونگھا ہوتا تھا جسے اہلِ عرب لٹکاتے تھے وہ سمجھتے تھے کہ اس سے بلائیں دور ہوتی ہیں۔ نہایہ میں ہے: ''تمائم سے مراد وہ گھونگھے ہیں جنہیں اہلِ عرب اپنی اولاد کے گلے میں لٹکاتے تھے وہ اپنے گمان کے مطابق نظر کا دفاع کرتے تھے۔ اسلام نے اسے باطل قرار دے دیا ان کے باطل اور گمراہ کن عقیدے کا رد فرما دیا کیونکہ رب تعالیٰ کے علاوہ کوئی نافع اور دافع نہیں ہے۔''

(۱۴) ہتھیار سجا لینے کے بعد قتال کر لینے سے قبل اتار لینا آپ پر حرام تھا۔ امام احمد، ابن سعد اور دارمی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے احد کے روز فرمایا تھا: ''کسی نبی کے لیے یہ روا نہیں کہ جب وہ

ہتھیار سجالے تو وہ انہیں اتار دے حتیٰ کہ وہ قتال کر لے۔"

(۱۵) جب آپ جنگ کے لیے نکلیں تو واپس لوٹنا (جنگ کے بغیر) حرام ہے۔

(۱۶) جب آپ دشمن کے ساتھ نبرد آزما ہوں تو شکست آپ کے لیے حرام ہے۔ اگرچہ دشمن کی تعداد کثیر ہو۔ ان دونوں کا تذکرہ ابن سراقہ نے الاعداد میں اور ابوسعید نے الشرف میں کیا ہے۔ سلمی نے الحقائق میں فیروز آبادی سے رب تعالیٰ کے اس فرمان میں نقل کیا ہے:

اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ (انفال:۶۶)

ترجمہ: (اے مسلمانو!) اب تخفیف کر دی ہے اللہ تعالیٰ نے تم پر۔

یہ تخفیف امت کے لیے ہے۔ سپہ سالار اعظم ﷺ کے لیے نہیں ہے۔ جسے نبوت کی امانت کا بوجھ گراں نہیں لگتا اسے دشمن کے ساتھ معرکہ آزما ہوتے وقت تخفیف کے ساتھ کیسے مخاطب کیا جا سکتا ہے۔ اس ذات کو اس طرح کیسے مخاطب کیا جا سکتا ہے جو یہ کہے: "بك اصول و بك اجول" اس ذات سے تخفیف کیسے ہو سکتی ہے یا اس سے بوجھ کیسے لگ سکتا ہے؟" اس قول کو الطیبی نے حاشیۃ الکشاف سے لیا ہے اور اسے برقرار رکھا ہے۔"

(۱۷) اس چیز کی سمت نگاہ اٹھا کر دیکھنا جس کے ذریعے رب تعالیٰ نے اہل دنیا کو لطف اندوز کیا ہو۔ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ۭ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّأَبْقٰى ﴿۱۳۱﴾ (طٰہٰ:۱۳۱)

ترجمہ: اور آپ مشتاق نگاہوں سے نہ دیکھیے ان چیزوں کی طرف جن سے ہم نے لطف اندوز کیا ہے کافروں کے چند گروہوں کو یہ محض زیب و زینت ہیں دنیوی زندگی کی اور (انہیں اس لیے دی ہیں) تاکہ ہم آزمائیں انہیں ان سے، اور آپ کے رب کی عطا بہتر اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ﴿۸۷﴾ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ۔ (الحجر:۸۷،۸۸)

ترجمہ: اور بے شک ہم نے عطا فرمائی ہیں آپ کو سات آیتیں جو بار بار پڑھی جاتی ہیں اور قرآن عظیم بھی۔ اپنی آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیے ان (اموال) کی طرف جن سے ہم نے لطف اندوز کیا ہے ان کے مختلف طبقوں کو۔

اگر یہ کہا جائے کہ آیت طیبہ کے ظاہر کا تقاضا ہے کہ ہمیشہ متاع دنیا کو نگاہِ شوق سے نہ دیکھا جائے تو پھر اسے اور آپ کے اس فرمان کو کیسے جمع کیا جا سکتا ہے۔ "تمہاری دنیا میں سے تین اشیاء میرے نزدیک پسندیدہ بنا دی گئی ہیں۔ (۱) خوشبو (۲) عورت (۳) میری آنکھوں کی ٹھنڈک کو نماز میں رکھ دیا گیا ہے۔"

اس کا جواب یہ ہے کہ آپ دنیا کی زیب و زینت اور آسائش کو بنگاہِ شوق نہ دیکھتے تھے۔ آپ پر تو یہ پیش کیا گیا کہ مکہ مکرمہ کے پہاڑ آپ کے ساتھ سونے کے بن کر چلیں، مگر آپ نے اس کا انکار کر دیا تھا۔ آپ نے رب تعالیٰ کی طرف فقر کو پسند کیا۔ سونے کے ساتھ دنیا کی ساری تعیشات اور مقاصد حاصل ہو سکتے ہیں۔ آپ کے پاس دنیا کی قلت معروف و مشہور ہے جس کے متعلق صحیح احادیث ثبت ہیں، جو آپ کے زہد کے ابواب میں گزر چکی ہیں۔ عورتوں سے محبت اور خوشبو سے محبت دنیاوی زیب و زینت سے نہیں ہے، بلکہ یہ آخرت کے اعمال ہیں جو بلند درجات کے لیے حاصل ہوتے ہیں۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ کثرتِ خواتین کو آپ کے ہاں پسندیدہ بنا دیا گیا تاکہ وہ آپ سے شریعت مطہرہ کے باطن اور ظاہر کو سیکھ سکیں۔ وہ انہیں نقل کریں اور لوگوں کو سکھائیں یا ان کی وجہ سے تشریع ہو سکے۔ خصوصاً وہ امور جن کے تذکرے سے مرد حیاء کرتے ہیں اور ان کے متعلق سوال نہیں کرتے۔ وہ آپ کے ان احوال و اقوال سے آگاہ ہوں جن پر اور کوئی آگاہ نہ ہو سکے۔ وہ آپ سے وہ کچھ جان سکیں جو آپ خواب میں دیکھیں وہ آپ کی خلوت میں ایسی بین نشانیوں سے آگاہ ہوئیں جو آپ کی نبوت پر دلالت کریں۔ وہ آپ کی کوشش، اجتہاد سے مطلع ہو سکیں جنہیں ان کے علاوہ اور کوئی نہ دیکھ سکے اس سے ان گنت اخروی فوائد حاصل ہوتے ہیں جہاں تک خوشبو سے محبت کا تعلق ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ پر فرشتہ نازل ہوتا تھا۔ وہ وحی لے کر آتا تھا، لہٰذا آپ کے لیے ممتنع تھا کہ آپ ایسی چیز تناول فرمائیں جس کی بو ناپسندیدہ ہو۔ فرشتوں کو اسی چیز سے اذیت ہوتی ہے جس سے بنو آدم کو اذیت ہوتی ہے۔ اس سے یہی عیاں ہوتا ہے کہ خواتین سے محبت اور خوشبو سے محبت اخروی مصلحت کے لیے ہے۔

(۱۸) آنکھوں کی خیانت کا حرام ہونا۔ ابو داؤد، امام نسائی اور حاکم (انہوں نے اسے صحیح اور امام مسلم کی شرط پر کیا ہے) نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے روز چار افراد کے علاوہ بقیہ سب کو امان عطا فرما دی ان میں سے ایک عبداللہ بن ابی سرح بھی تھا۔ یہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاں چھپا ہوا تھا۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بیعت کی دعوت دی تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اسے لے آئے انہوں نے عرض کی: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ہم نہیں جانتے تھے کہ آپ کے نفس میں کیا ہے۔ آپ نے ہمیں آنکھ کا اشارہ کیوں نہ کر دیا۔" آپ نے فرمایا: "نبی کے لیے آنکھوں کی خیانت جائز نہیں ہے۔" ابن سعد کی روایت میں ہے: "یہ اشارہ خیانت ہوتا ہے نبی کے لیے روا نہیں کہ وہ اشارہ کرے۔"

امام رافعی نے لکھا ہے: "آنکھ کی خیانت کی تفسیر اس کی طرف اشارہ کرنے سے کی ہے جس کا قتل یا مارنا مباح ہو جو ظاہر کے برعکس ہو حال جس کا شعور دلاتا ہو اسے خائنۃ الاعین اس لیے کہا کیونکہ یہ خیانت کے مشابہ ہوتی ہے۔ اس طرح کہ یہ مخفی ہوتی ہے آپ کے علاوہ کسی اور کے لیے یہ حرام نہیں سوائے ممنوع کے۔"

ابن اثیر نے لکھا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ انسان اپنے نفس میں وہ چھپائے جو اس کے ظاہر کے خلاف ہو جب کوئی

اپنی زبان کو روک لے اور آنکھ سے اشارہ کرے تو اس نے خیانت کی۔ جب اس کا اظہار آنکھ کی طرف سے ہو تو اسے خائنۃ الاعین کہتے ہیں۔

(۱۹) ایک قول کے مطابق جنگ میں دھوکہ دینا۔ یہ ابن القاص کا قول ہے لیکن بڑے علماء نے ان کی مخالفت کی ہے۔ جیسے کہ شیخان نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جنگ دھوکہ ہے۔" "خدعۃ" کے اعراب میں اختلاف ہے ایک قول فتح کے ساتھ ہے یہ ضمہ کے ساتھ بھی ہے۔ ضمہ اول اور فتح ثانیہ کے ساتھ بھی پڑھا ہے۔ امام نووی نے لکھا ہے: "علماء کا اتفاق ہے کہ پہلا اعراب افصح ہے۔ منذری نے چوتھی لغت بھی لکھی ہے وہ ان دونوں میں فتح ہے۔" مکی اور محمد بن عبدالواحد نے پانچویں لغت بھی لکھی ہے وہ اس کے اول کو کسرہ اسکان کے ساتھ دینا ہے۔ خدع کا اصل ایسے امر کا اظہار ہے جس کا خلاف مخفی ہو۔ ابن عربی نے لکھا ہے: "جنگ میں دھوکہ تعریض وکمین وغیرہ کے ساتھ ہوتا ہے۔"

ابن منیر نے لکھا ہے کہ جنگ دھوکہ ہے یعنی جنگ اپنے صاحب کے لیے بہت عمدہ ہے۔ یہ مقصود میں کاملہ ہے۔ یہ ایک دوسرے کو دھوکہ دینا ہے۔ مقابلہ کرنا نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مقابلہ کرنے میں خطرات ہوتے ہیں لیکن ایک دوسرے کو دھوکہ دینے سے خطرہ کے بغیر کامیابی حاصل ہو جاتی ہے۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ دھوکہ کی اصل یہ ہے کہ کسی امر کا اظہار کیا جائے لیکن اس کے برعکس مخفی رکھا جائے اس طرح یہ اور آنکھوں سے خیانت کرنے والا برابر ہوگا۔ اس صورت میں ابن القاص کا استدلال درست ہوگا، کیونکہ ان کے مابین فرق نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ برابر نہیں ہیں۔ اگرچہ یہ معنی میں متفق ہیں۔ ایک اور اعتبار سے ان میں فرق ہے۔ وہ یہ کہ کسی شخص کی طرف سے اشارہ اس کے فاعل کی قدر کو کم کر دیتا ہے۔ اس کی مصیبت کو ختم کر دیتا ہے آپ کے شرف اور بلند مقام کی وجہ سے ایک وقت اس سے منع کر دیا گیا ہے جبکہ بڑے بڑے امور کو مخفی رکھنا جیسے جنگی چالیں خصوصاً دین کے دشمنوں کے لیے۔ انہیں حسنِ سیاسیات میں سے سمجھا جاتا ہے کمال عقل کی علامت کہا جاتا ہے بلکہ معارف کی انتہاء ہے۔ یہ اپنے کرنے والے کا درجہ کم نہیں کرتے بلکہ اسے رفعت بخشتے ہیں۔ امام الحرمین نے اسی طرف اشارہ کیا ہے اس روایت سے بھی اس کی تصحیح ہوتی ہے، جو صحیحین میں ہے کہ جب آپ غزوہ کا ارادہ کرتے تو توریہ فرماتے۔" ایک اور اعتبار سے بھی ان میں فرق ہو سکتا ہے۔ وہ یہ کہ اس میں دھوکہ کا اذن صرف حالت جنگ کے ساتھ مخصوص ہے یا اس کے قریب تر حالات کے ساتھ مخصوص ہے، جبکہ آنکھوں کی خیانت اس کے برعکس ہے۔ یہ قصہ بیعت کی حالت کا ہے جنگ کی حالت کا نہیں ہے۔

(۲۰) اس شخص کی نمازِ جنازہ پڑھنا جو مرے لیکن اس پر قرض ہو اور اس کا ضامن بھی کوئی نہ ہو، پھر یہ حرمت منسوخ ہوگئی، بعض میں آپ اس شخص کی نماز جنازہ پڑھ لیتے تھے جس پر قرض ہوتا۔ اس کا ضامن نہ ہوتا۔ اس کا قرض اپنی طرف

سے ادا کر دیتے۔

(۲۱) جب اذان سن لیں تو اس جگہ حملہ کرنا حرام تھا۔ اس کا تذکرہ ابن منیع نے کیا ہے۔ شیخان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سپہ سالار اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی جگہ حملہ آور ہونا چاہتے تو صبح تک انتظار فرماتے۔ اگر اذان سن لیتے تو حملہ سے رک جاتے اگر اذان نہ سنتے تو ان پر حملہ کر دیتے۔

(۲۲) مشرک سے ہدیہ قبول کرنا حرام تھا۔

(۲۳) ان سے مدد لینا حرام تھا۔ امام بخاری نے تاریخ میں حبیب بن یساف سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی غزوہ کے لیے تشریف لے گئے۔ میں اور میری قوم کا ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ ہم نے کہا: ''ہمیں یہ سخت ناپسند ہے کہ ہماری قوم کسی جگہ جنگ کے لیے جائے اور ہم اس کے ساتھ شرکت نہ کریں۔'' آپ نے پوچھا: ''کیا تم نے اسلام قبول کر لیا ہے؟'' ہم نے عرض کی: ''نہیں۔'' آپ نے فرمایا: ''ہم مشرکین کے مشرکین سے مدد نہیں مانگتے۔''

(۲۴) ظلم پر گواہی دینا حرام ہونا۔ شیخان نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میری والدہ نے والد سے کچھ مال ہبہ کرنے کے متعلق پوچھا، پھر ان کے لیے کچھ ظاہر ہوا تو انہوں نے مجھے کچھ مال ہبہ کر دیا۔ میری امی نے کہا: ''میں راضی نہ ہوں گی حتیٰ کہ تم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گواہ بنا لو۔'' وہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے عرض کی: ''ان کی والدہ بنت رواحہ نے کچھ ھبہ کرنے کے لیے کہا ہے۔'' آپ نے فرمایا: ''کیا اس کے علاوہ بھی تمہارے بچے ہیں؟'' انہوں نے عرض کی: ''ہاں!'' آپ نے فرمایا: ''مجھے ظلم پر گواہ نہ بناؤ۔'' دوسری روایت میں ہے: ''کیا تم نے اپنے سارے بچوں کو اس طرح ھبہ کیا ہے؟'' انہوں نے عرض کی: ''نہیں۔'' آپ نے فرمایا: ''لوٹ جاؤ۔'' اس روایت کے ظاہر کا تقاضا ہے کہ ھبہ میں اولاد کو برابر رکھا جائے۔ یہ امر مستحب ہے اور ممانعت تسویہ کے لیے ہے۔'' لیکن اولاد میں سے ایک دوسرے کو ترجیح دینا۔ اس کے متعلق امام شافعی، ابوحنیفہ اور مالک علیہم الرحمۃ کا موقف یہ ہے کہ مکروہ ہے حرام نہیں ہے۔ ھبہ صحیح ہے۔''

امام احمد کے نزدیک یہ حرام ہے۔ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان سے استدلال کیا ہے: ''مجھے ظلم پر گواہ نہ بناؤ۔'' امام شافعی نے آپ کے اس فرمان سے استدلال کیا ہے: ''اس پر میرے علاوہ کسی اور کو گواہ بنا لو۔''

اگر کہا جائے کہ آپ نے از روئے تہدید انہیں یہ فرمایا تھا۔ ہم اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ شارع علیہ السلام کے کلام میں اصل اس کے علاوہ ہے۔ یہ اطلاق کے وقت احتمال رکھتا ہے۔ افعل کا صیغہ وجوب یا استحباب کے لیے ہے اگر یہ مشکل ہو تو یہ اباحت کے لیے ہے۔ آپ کا فرمان: ''مجھے ظلم پر گواہ نہ بناؤ'' اس میں یہ نہیں کہ یہ حرام ہے کیونکہ اس جگہ ظلم کا معنی سیدھے عمل اور اعتدال سے ہٹ جانا ہے ہر وہ امر جو اعتدال سے ہٹ جائے ظلم ہے خواہ وہ حرام ہو یا

مکروہ ہو اس وضاحت سے اور آپ کے فرمان "میرے علاوہ کسی اور کو گواہ بنالو۔" اس امر کی دلیل ہے کہ یہ حرام نہیں ہے اس کی تاویل واجب ہے کہ یہ مکروہ تنزیہی ہے۔ یہ مؤقف امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے۔"

تنبیہ

جب ابن الملقن نے یہ خصوصیت قضاعی سے نقل کی تو فرمایا: "کسی اور کی نسبت سے اس میں اعتراض کی گنجائش ہے۔ حنیری نے لکھا ہے کہ اس اعتراض پر بھی اعتراض کی گنجائش ہے اگرچہ اس کا ظاہر تقاضا کرتا ہے کہ ظلم پر گواہ نہ بنایا جائے۔ آپ کے علاوہ دیگر افراد بھی اس میں برابر ہیں۔ ظلم پر مطلق شہادت جائز نہیں ہے۔ اس میں سے ایک مکروہ بھی ہے کہ یہ آپ کے حق میں جائز نہ ہو جبکہ کسی اور کے حق میں جائز ہو جیسے اس واقعہ میں ہے ہم اسے کراہت پر محمول کریں گے جیسے کہ صحیح میں ہے۔ آپ نے اسے ظلم فرمایا ہے۔ فرمایا: "میرے علاوہ کسی اور کو گواہ بنالو۔" اس کی بناء ایک اور امر پر ہے۔ وہ ظلم پر شہادت سے مراد ہے کیا یہ شہادت تحمل یا اداء کے اعتبار سے ہے اگر ہم تحمل کا قول کریں تو یہ آپ کے حق میں روا نہیں ہے، کیونکہ آپ باطل یا مکروہ کا اقرار نہیں کر سکتے۔ جہاں تک غیر کا تعلق ہے، تو جو ظاہر امر ہے وہ یہ ہے کہ یہ مطلق جائز ہے خواہ وہ محرم ہو یا مکروہ، کیونکہ معاملہ ظالم اور مظلوم کے مابین ہے تو شہادت کو اس امر پر محمول کیا جائے گا جس کا مظلوم محتاج ہے تاکہ اسے اس کا حق ملے اسے روکا نہ جائے گا۔ خواہ ظالم اس کا محتاج نہ ہو۔" اگر ہم کہیں کہ مراد ادا ہے یہ آپ کے حق میں ممنوع ہے کیونکہ آپ حاکم اور مشرع ہیں لیکن کسی اور سے اس کا رد ممکن نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ وہ یہ کہے: "وہ اس لیے گواہی دے رہا ہے تاکہ اس کے علم کے مطابق اس میں فیصلہ ہو سکے۔ یہ محل نظر ہے البتہ آپ کے علاوہ کسی اور کے لیے یہ قطعاً ممنوع نہیں ہے۔"

(۲۵) آپ پر شراب حرام تھی۔ یہ بعثت کی ابتداء سے لے کر لوگوں پر حرام ہونے تک آپ پر حرام تھی۔ یہ دورانیہ بیس سال کا ہے آپ کے لیے شراب کبھی بھی مباح نہ تھی، نہ ہی شراب آپ نے کبھی پی تھی۔

ابن حبان نے عروہ بن رویم سے مرسل روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "بتوں کی عبادت کے بعد سب سے پہلے مجھے رب تعالیٰ نے شراب سے منع کیا اور لوگوں کی چغلی کھانے سے منع کیا۔"

(۲۶) آپ خیانت کرنے والے کی نماز جنازہ نہ پڑھیں۔

(۲۷) خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ نہ پڑھیں۔

(۲۸) جب آپ کو جنازہ کے بارے میں بتایا جاتا تو آپ اس کے متعلق پوچھتے اگر اس کی تعریف کی جاتی تو اس کی نماز جنازہ پڑھ لیتے ورنہ فرماتے: "تم اس کی نماز جنازہ پڑھ لو۔ خود اس کی نماز جنازہ نہ پڑھتے۔" (حاکم عن ابی قتادہ رضی اللہ عنہ)

(۲۹) زیادہ کے حصول کے لیے احسان کرنا۔ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۝ (المدثر: ۶)

ترجمہ: اور کسی پر احسان نہ کیجیے زیادہ لینے کی نیت سے۔

فرمایا: "اس طرح عطا نہ فرمائیں تاکہ آپ اس مال سے زیادہ لے لیں جو عطا فرمایا ہو، کیونکہ آپ کو اشرف آداب اور اجل اخلاق کا حکم دیا گیا تھا۔

(۳۰) آپ کے لیے روا نہ تھا کہ آپ آراستہ گھر میں تشریف لے جائیں۔ حاکم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ایک شخص کی ضیافت کی۔ اس کے لیے کھانا رکھا گیا۔ انہوں نے کہا: "کاش! ہم حضور اکرم ﷺ کو بلا لیں۔ آپ ہمارے ساتھ کھانا تناول فرمائیں۔" انہوں نے آپ کو بلایا۔ آپ تشریف لائے۔ آپ نے ایک بستر دیکھا جسے گھر کے کونے میں بچھایا گیا تھا۔ آپ واپس تشریف لے آئے۔ حضرت خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا: "آپ جائیں اور عرض کریں کہ آپ کیوں واپس تشریف لے گئے ہیں۔" وہ گئے عرض کی تو آپ نے فرمایا: "کسی نبی کے لیے روا نہیں کہ وہ آراستہ گھر میں داخل ہو۔"

(۲) نکاح کے متعلق محرمات

(۱) آپ کو ناپسند کرنے والی عورت سے رک جانا آپ پر لازم تھا۔ امام بخاری نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جب بنت جون کو آپ کی خدمت میں داخل کیا گیا۔ آپ اس کے قریب گئے تو اس نے کہا: "میں آپ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتی ہوں۔" آپ نے فرمایا: "تو نے عظیم ذات کی پناہ لی ہے۔ تو اپنے اہل خانہ کے پاس چلی جا۔" ابن ملقن نے کہا ہے کہ سابقہ تخییر کا جواب بھی اس کی گواہی دیتا ہے کیا تحریم کی قید ابدی تھی یا نہ۔ اس میں دونوں وجہیں ہیں۔"

(۲) وہ عورت حرام تھی جو ہجرت نہ کرے۔

(۳) اصح مؤقف کے مطابق مسلمان لونڈی سے نکاح حرام تھا، کیونکہ امت کے لیے یہ نکاح زنا کے خوف سے مشروط تھا اور آدمی طاقت نہ رکھتا ہو کہ وہ آزاد عورت سے نکاح نہ کر سکے۔ آپ کا نکاح ابتداء اور انتہاء کے اعتبار سے مہر کا محتاج نہ تھا، کیونکہ جس نے کسی لونڈی سے نکاح کیا اس کا بچہ غلام ہوگا۔ آپ کا منصب اس سے منزہ ہے۔ لونڈی سے نکاح کرنے میں شرط یہ ہے کہ اس شخص کی زوجیت میں آزاد اور صالحہ عورت لطف اندوزی کے لیے نہ ہو۔ حضور اکرم ﷺ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بعد مسلسل شادی شدہ رہے۔"

جلال بلقینی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ اس سے یہی عیاں ہوتا ہے کہ یوں کہا جائے: "نہ ایسا ہوا نہ ہی ایسا ہوگا، کیونکہ آپ اپنے شرف کی وجہ سے عطا کرنے والے کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ اگر آپ کے لیے یہ حلال بھی ہوتی تو پھر بھی آپ یہ نہ کرتے کیونکہ آپ دنیا کی طرف توجہ نہیں کرتے تھے، پھر آپ لونڈی کے ساتھ نکاح کرنے کی طرف توجہ کیسے کر سکتے تھے۔ جو اس مردار کی طرح ہے جو صرف ضرورت کے وقت حلال ہوتا ہے۔ اس کے حق میں یہ تصور بھی نہیں ہو

سکتا کہ وہ اپنے مالک کی طرف سے ماکولات کی طرف مجبور ہوں جس کا وہ محتاج ہو۔اس کے مالک کے لیے لازم ہے کہ وہ اسے کھانا دے۔اسی طرح آپ کے حق میں بھی یہ تصور نہیں ہو سکتا کہ آپ لونڈی سے نکاح کرنے پر مجبور ہوں۔اگر آپ کو لونڈی پسند بھی آجائے تو اس کے مالک پر لازم ہے کہ وہ اسے آپ کے لیے آزاد کر دے۔یہ کھانے پر قیاس ہے۔"اگر ہم کہیں کہ آپ نے لونڈی سے نکاح کر لیا اس نے بچہ پیدا کیا تو صحیح موقف کے مطابق وہ غلام نہ ہوگا۔اور اگر ہم کہیں کہ اہلِ عرب کے مطابق غلامی ہوگی۔غلامی اس پہ روا ہوگی جیسے کہ اس قول کے متعلق ہمارا قول ہے۔یہ جدید مشہور موقف ہے۔تو بچے کی قیمت آقا کے لیے لازم نہ ہوگی، جیسے کہ قاضی حسین نے یقین کے ساتھ کہا ہے۔یہ اس فریب خوردہ بچے کے برعکس ہے جسے اسے اپنی ماں کی آزادی کے بارے دھوکہ میں رکھا گیا ہو، کیونکہ وہاں اس کے ظن کے مطابق غلامی ختم ہوگئی تھی اور یہاں غلامی متحظر ہے۔امام رافعی نے لکھا ہے کہ امام کا موقف بھی قاضی کے موقف سے موافقت کرتا ہے اور اگر آپ کے حق میں دھوکہ کا نکاح مقدر کر بھی لیا جائے تو بچے کی قیمت لازم نہ ہوگی، کیونکہ فوراً علم کے ساتھ غلام کی بیع کو پختہ نہ کرے گا اور ایسا ظن نہ اٹھے گا جو غلامی کو رفع کرنے والا ہو۔

تنبیہ

"اصل الروضہ" میں ہے کہ قطعی موقف یہ ہے کہ آپ کا کتابیہ لونڈی سے نکاح کرنا حرام تھا۔

(۴) جب آپ پیغامِ نکاح دے دیتے اگر اسے رد کر دیا جاتا تو دوبارہ نہ دیتے۔ابن سعد نے حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر پیغامِ نکاح دیتے۔اسے رد کر دیا جاتا تو دوبارہ پیغامِ نکاح نہ دیتے۔آپ نے ایک عورت کو پیغامِ نکاح دیا۔اس نے کہا: "حتیٰ کہ میں اپنے باپ سے مشورہ کرلوں۔" اس نے اپنے باپ سے مشورہ کیا۔اس نے اسے اذن دے دیا۔اس نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کی اور عرض کی۔آپ نے فرمایا: "ہم نے تیرے علاوہ ایک اور لحاف اوڑھ لیا ہے۔" شیخ نے لکھا ہے: "یہ احتمال ہے کہ یہ تحریم اور کراہت ناپسند کرنے والی عورت پر ہو۔میں نے کسی کو نہیں دیکھا جس نے شیخ سے تعرض کیا ہو۔"

(۵) بلقینی نے تدریب میں لکھا ہے: "آپ سے نہ تو ظہار کا صدور ہوا نہ ہی ایسا ایلاء صادر ہوا جس سے مدت نقصان دے کیونکہ یہ دونوں حرام ہیں آپ ہر حرام فعل سے معصوم ہیں۔حضیری نے لکھا ہے کہ آپ کبائر اور صغائر گناہوں سے معصوم تھے سوائے ان امور کے جو امت کو چھوڑ کر آپ کے ساتھ مختص تھے۔اس کا تعلق اباحہ کے باب سے ہے اس وقت تنبیہ کے علاوہ ان دونوں مسئلوں کی تخصیص میں کوئی فائدہ نہیں۔اسی طرح انہوں نے ایک اور مسئلے کا ذکر کیا ہے وہ یہ کہ آپ کے حق میں لعان محال ہے۔

(۶) آپ کے حق میں کفارہ۔یہ عمدہ استدلال ہے۔

ساتواں باب

وہ مباحات اور تخفیفات جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مختص ہیں

خوب جان لو کہ جو مباحات آپ کے ساتھ مختص ہیں وہ آپ کو اطاعت الٰہیہ سے غافل نہیں کر سکتے۔ اگرچہ دوسرے لوگوں کو غافل کر دیں، لیکن عظیم بات یہ ہے کہ اس امر کے مباح ہونے کے باوجود آپ نے اسے سرانجام نہ دیا ہو۔ مباح سے مراد وہ امر نہیں جس کی دونوں اطراف برابر ہوں، بلکہ وہ فعل مراد ہے جس کو کر لینے اور چھوڑ دینے میں کوئی حرج نہ ہو آپ واصل ہیں امام نے لکھا ہے کہ یہ آپ کے حق میں قرب ہے۔ جیسے خمس میں خود مختار ہونا کبھی آپ کا رجحان اس فعل کو کرنے کی طرف ہوتا ہے جیسے خمس کو اہم مصالح میں خرچ کرنا کبھی رجحان فعل کو ترک کرنے کی طرف ہوتا ہے کیونکہ وہ معنی مفقود ہوتا ہے۔ اسی طرح مکہ مکرمہ میں احرام کے بغیر داخل ہونا۔ جیسے پہلے گزر چکا ہے۔ کبھی اس فعل کا کرنا راجح ہو جاتا ہے اور کبھی ترک راجح ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ان چاروں پر اضافہ میں یہ برابر نہیں۔ آپ کے تمام افعال اور اقوال راجحہ ہیں آپ کو ان میں ثواب ملے گا، حتیٰ کہ آپ کے کھانے اور پینے کا ثواب ملے گا کیونکہ ہم میں سے کسی ایک کو ان امور پر ثواب ملتا ہے، بشرطیکہ رضائے الٰہی کا حصول مقصد ہو۔ آپ سب سے زیادہ اس کے مستحق ہیں۔ اس فعل کی دو انواع ہیں۔

(ا) وہ امور جو نکاح کے بغیر ہیں۔ اس نوع میں کئی مسائل ہیں۔

(ا) آپ کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ حالتِ جنابت میں مسجد میں ٹھہر سکتے تھے۔ حضرت خارجہ بن سعد نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اے علی! میرے اور تمہارے علاوہ کسی اور کے لیے روا نہیں کہ وہ اس مسجد میں ٹھہرے۔" ابن القاص نے "تلخیص" میں لکھا ہے "اس میں پریشان کن امر ہے۔" امام نووی نے لکھا ہے۔

"اس روایت سے بھی استدلال کیا جاتا ہے جسے امام ترمذی نے عطیہ العوفی سے اور انہوں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "علی! میرے اور تمہارے علاوہ کسی جنبی کے لیے روا نہیں کہ وہ اس مسجد میں ٹھہرے۔ امام ترمذی نے اس روایت کو حسن غریب کہا ہے۔ امام نووی نے لکھا ہے "کوئی شخص عطیہ کی وجہ سے اس روایت پر اعتراض کر سکتا ہے۔ جمہور محدثین کے نزدیک وہ ضعیف ہے، لیکن امام ترمذی نے اسے حسن کہا ہے، شاید اس کی تائید دیگر روایات سے ہوتی ہو جو اس کے حسن کا تقاضا کریں جیسے اس فن کے لوگوں نے بیان کیا ہے۔ اس طرح صاحب تلخیص کے قول کی ترجیح ظاہر ہوتی ہے۔"

امام بیہقی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ارے! میری یہ مسجد ہر حائضہ اور جنبی پر حرام ہے۔ سوائے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کے اہل بیت (حضرات) علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کے۔" امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور امام بیہقی نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ مسجد کسی حائضہ یا جنبی کے لیے حلال نہیں سوائے محمد اور آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے۔"

66
66

ابن عساکر نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "علی! تمہارے لیے اس مسجد میں سے وہی چیز حلال ہے جو میرے لیے حلال ہے۔"

زبیر بن بکار نے اخبار المدینہ میں ابو حازم اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "رب تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ پاکیزہ مسجد بنائیں جس میں وہ اور ہارون (علیہما السلام) ہی ٹھہریں۔ رب تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں پاکیزہ مسجد بناؤں جس میں صرف میں، علی اور ان کے فرزند ٹھہریں۔"

امام ترمذی نے ان روایات کی وجہ سے اسے حسن کہا ہے، لیکن اسے آپ کے خصائص میں شمار کرنا درست نہیں کیونکہ اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ شامل ہیں۔

(۲) پہلو پر سونے سے آپ کا وضو نہیں ٹوٹتا۔ شیخان نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ وتر پڑھنے سے قبل سو جاتے ہیں؟" آپ نے فرمایا: "عائشہ! میری آنکھیں تو سو جاتی ہیں، مگر میرا قلب اطہر نہیں سوتا۔" انہوں نے حدیث الاسراء میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چشمان مقدس تو سو جاتی تھیں، لیکن آپ کا قلب انور نہ سوتا تھا۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی یہ خصوصیت ہوتی ہے کہ ان کی آنکھیں سو جاتی ہیں لیکن قلوب پاک نہیں سوتے۔" ابو عمر نے لکھا ہے کہ یہ انبیائے کرام علیہم السلام کے بلند ترین مراتب میں سے ہے۔ اس طرح روایت ہے۔ آپ نے فرمایا: "ہم گروہ انبیاء علیہم السلام ہیں ہماری آنکھیں سو جاتی ہیں، لیکن ہمارے دل نہیں سوتے۔" اسی لیے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے: "انبیائے کرام کے خواب بھی وحی ہوتے ہیں۔ انبیائے کرام علیہم السلام دل کے سونے کے اعتبار سے سارے انسانوں سے جدا ہوتے ہیں اور آنکھ کی نیند میں ان کے ہمراہ ہوتے ہیں۔ اگر ان کے قلوب پر بھی نیند مسلط ہو جاتی جیسے دیگر لوگوں کے دلوں پر نیند طاری ہو جاتی ہے، تو ان کے خواب بھی دیگر لوگوں کے خوابوں کی مانند ہوتے۔ اسی لیے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سو جاتے تھے حتیٰ کہ خراٹوں کی آواز آنے لگتی تھی، پھر آپ نماز ادا کر لیتے تھے مگر وضو نہ کرتے تھے، کیونکہ وضو دل پر غلبہ نوم کی وجہ سے ہوتا ہے۔ آنکھ پر غلبہ نیند کی وجہ سے نہیں ہوتا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حدث کی وجہ سے وضو میں تو امت کے ساتھ ہیں مگر نیند کی وجہ سے وضو میں امت کے ساتھ نہیں ہیں۔"

مسدد اور ابن حبان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میری چشمان مقدس

تو سوجاتی ہیں مگر میرا دل نہیں سوتا۔" ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ کی حالت میں سوجاتے تھے۔ آپ کے خراٹوں کی وجہ سے آپ کی نیند کی پہچان ہوجاتی تھی پھر آپ اٹھ جاتے تھے اور اپنی نماز مکمل کر لیتے تھے۔" ابویعلی کے یہ الفاظ ہیں:" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدھے لیٹ کر سوجاتے تھے حتیٰ کہ خراٹوں کی آوازیں آنے لگتی تھیں پھر آپ اٹھ کر نماز ادا کر لیتے تھے، مگر آپ وضو نہ کرتے تھے۔"

عبدالرزاق نے حضرت ابوقلابہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:" مجھے کہا گیا کہ آپ کی آنکھیں سو جائیں گی آپ کا دل سمجھے گا اور آپ کے کان مبارک سنیں گے" میری آنکھ سوگئی۔ میرے قلب اطہر نے سمجھا اور میرے کانوں نے سنا۔"

تنبیہات

(۱) اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اگر آپ کی نیند پلکیں بند ہوجانے اور نہ سننے کے اعتبار سے ہماری نیند کی طرح ہو حتیٰ کہ آپ کے سونے کی وجہ سے نماز رہ گئی۔ آپ کو سورج کی حرارت نے جگایا تو پھر آپ کی اور ہماری نیند میں کیا فرق ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ نیند دو امور کو متضمن ہے۔ (۱) جسم کی راحت۔ آپ اس میں ہمارے ساتھ شامل ہیں۔ (۲) دل کی غفلت۔ جب آپ سوجاتے تو آپ کا دل بیدار رہتا تھا۔ وہ پریشان کن خوابوں سے محفوظ رہتا تھا۔ وہ وحی کو سننے اور مصالح میں غور و فکر کرتا رہتا تھا، جیسے کہ بیدار شخص کی کیفیت ہوتی ہے۔ قلب انور نیند کی وجہ سے بے کار نہ ہوتا تھا جیسے کہ اسے بنایا گیا تھا۔

(۲) علماء کرام نے وادی میں سوجانے اور آپ کے اس فرمان کے مابین مختلف انداز میں تطبیق کی ہے۔" میری چشمانِ مقدس تو سوجاتی ہے لیکن میرا قلب انور بیدار رہتا ہے۔"
(۱) قلب انہی احساسات کا ادراک کرتا ہے جو اس کے متعلق ہوتی ہیں، جیسے درد وغیرہ، لیکن یہ اس امر کا ادراک نہیں کرتا جس کا تعلق آنکھ کے ساتھ ہو کیونکہ آنکھ سوجاتی ہے جبکہ دل مبارک بیدار رہتا ہے۔
(۲) آپ کی دو حالتیں تھیں۔ (۱) وہ حالت جس میں قلب انور نہ سوتا تھا یہ اغلب حالت تھی۔ (۲) وہ حالت جس میں دل سوجاتا تھا، یہ کبھی کبھی طاری ہوتی تھی۔ یہ حالت اس وقت طاری تھی جب نماز رہ جانے والا واقعہ رونما ہوا۔ امام نووی نے لکھا ہے کہ صحیح اور معتمد قول پہلا ہے۔ دوسرا قول ضعیف ہے۔

الحافظ نے لکھا ہے کہ یوں نہ کہا جائے کہ قلب انور اگرچہ ان امور کا ادراک نہ کرسکتا تھا جن کا تعلق آنکھ کے ساتھ ہوتا تھا مثلاً فجر کو دیکھنا مگر جب وہ بیدار ہوتا تھا تو وہ وقت طویل ابتدائے فجر سے لے کر سورج کے تاباں ہونے تک کے وقت کا ادراک کرسکتا ہے۔ یہ امر اس پر مخفی نہیں رہتا جو مستغرق نہ ہو۔ ہم کہتے ہیں کہ احتمال ہے کہ آپ کا قلب

انور اس وقت وحی میں مستغرق ہوگا۔ اس وقت اس کا نیند کے وصف سے متصف ہونا لازم نہیں آتا جیسے یہ حالت بیداری میں نزولِ وحی کے وقت مستغرق رہتا تھا۔ اس میں حکمت یہ تھی کہ تشریح کی تفصیل فعل سے بیان ہو جائے کیونکہ یہ نفس میں زیادہ واقع ہوتی ہے۔ جیسے آپ کا نماز میں بھول جانے کا قصہ ہے۔" اسی کے قریب قریب جواب ابن المنیر نے بھی دیا ہے کہ بعض دل عالم بیداری میں بھی بھول جاتے ہیں کیونکہ اس میں شرعی مصلحت ہوتی ہے۔ نیند میں یہ بطریق اولیٰ یا برابر بھول سکتا ہے۔" ابن العربی نے لکھا ہے: "اس کے جوابات اور بھی دیے گئے ہیں جو اس سے کمزور ہیں۔ ان میں ایک یہ ہے: (۱) "میرا قلب اطہر نہیں سوتا۔" اس کا مفہوم یہ ہے کہ اس پر وضوء کے ٹوٹنے کی حالت مخفی نہیں رہ سکتی۔ (۲) اس کا مفہوم یہ ہے یہ نیند میں اتنا مستغرق نہیں ہوتا حتیٰ کہ اسے حدث کا علم ہو جاتا ہے۔ یہ جواب پہلے جواب کے قریب ہی ہے۔

ابن دقیق العید نے لکھا ہے "گویا کہ یہ قول کرنے والے نے ارادہ کیا ہے کہ اس نے دل کی بیداری کو انتقاض کی حالت کے حلال ہونے کے ساتھ مختص کیا ہے لیکن یہ دور کا مؤقف ہے۔ آپ کا یہ فرمان "میری آنکھیں سو جاتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔" ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے اس سوال کا جواب ہے "آپ وتر ادا کرنے سے پہلے سو جاتے ہیں۔" اس کلام کا تعلق اس طہارت کے ٹوٹنے کے ساتھ نہیں ہے جس کے متعلق علماء کرام نے گفتگو کی ہے جواب وتر کے امر کے بارے میں ہے۔ آپ کی بیداری کو دل کے تعلق پر بیداری پر محمول کرنے کا احتمال ہے، لہٰذا کوئی تعارض نہ رہا۔ اس نیند والی روایت میں کوئی اشکال نہیں۔ جس میں ہے حتیٰ کہ سورج طلوع ہو گیا کیونکہ اسے اس امر پر محمول کیا جائے گا کہ آپ نیند میں مطمئن تھے کیونکہ یہ نیند سفر کی تھکاوٹ نے طاری کی تھی۔ آپ نے اس شخص پر اعتماد کیا تھا جسے آپ نے نمازِ فجر کے لیے جگانے کے لیے کہا تھا۔ الحافظ نے لکھا ہے: "بیداری کی تخصیص جو آپ کے اس فرمان سے سمجھی جاتی ہے۔ "میرا قلب انور نہیں سوتا۔" وہ وقت کے ادراک کے ساتھ ہے جو اس ادراک معنوی کو مستلزم ہے جو اس کے متعلق ہے۔ آپ کا طلوعِ آفتاب تک سو جانے میں دل مستغرق تھا۔ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا یہ قول بھی اسی کی تائید کرتا ہے۔ "میرے نفس کو بھی اسی نے آلیا تھا۔ جس نے آپ کے نفس کو لے لیا تھا۔" اس روایت کو امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ سے نقل کیا ہے اور اس کا انکار نہیں کیا۔ معروف امر یہ ہے کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ پر نیند کا استغراق تھا کیونکہ انہوں نے جو کچھ کہا تھا وہ خصوصی سبب کے اعتبار کا تقاضا کرتا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ وہ معتبر ہے جب قرینہ اس پر قائم ہو جائے یا سیاق اس کی طرف راہ نمائی کرے۔

(۳) چھونے سے آپ کا وضو نہ ٹوٹتا۔ یہ دو وجہوں میں سے ایک کے اعتبار سے ہے۔ "الروضہ" میں وضو کے ٹوٹنے کو یقین کے ساتھ لکھا گیا ہے، لیکن شیخ نے وضو نہ ٹوٹنے کا قول کیا ہے۔ ابن ماجہ نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ آپ نے اپنی کسی زوجہ کریمہ کا بوسہ لیا پھر نماز پڑھ لی اور وضوء نہ کیا۔ دوسری روایت میں ہے: "آپ

وضو فرما لیتے تھے پھر کسی زوجہ کریمہ کا بوسہ لیتے تھے پھر نماز ادا کر لیتے تھے وضو نہ فرماتے تھے۔" عبدالحق نے لکھا ہے: "میں اس روایت کے متعلق کسی علت کو نہیں جانتا جو اس کے ترک کو واجب کرتی ہو۔"

الحافظ نے تخریج احادیث الرافعی میں لکھا ہے کہ اس کی سند جید اور قوی ہے۔ بعض شوافع نے جواب دیا ہے کہ ممکن ہے کہ یہ آپ کے خصائص میں سے ہو جب احناف نے ان کے خلاف یہی روایت پیش کی کہ چھونا مطلق وضو نہیں کیونکہ احناف بہت سی روایات سے استدلال کرتے ہیں۔ ان میں سے کچھ یہ ہیں۔

امام نسائی نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ادا فرماتے تھے۔ میں آپ کے سامنے لیٹی ہوتی تھی۔ جب آپ وتر ادا کرنے کا ارادہ کرتے تو مجھے اپنے پاؤں سے مس کرتے۔"

(۴) قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ اور پشت کرنا۔ ابن دقیق نے اسے شرح العمدہ میں لکھا ہے میں کہتا ہوں: "انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں اپنے گھر کی چھت پر چڑھا۔ میں نے آپ کو دیکھا آپ دو اینٹوں پر بیٹھ کر قضائے حاجت کر رہے تھے۔ آپ کا رخ انور بیت المقدس کی طرف تھا۔ ابن دقیق نے لکھا ہے: "اگر آپ کا یہ عام فعل ہو تو پھر یہ امت کے لیے بطور جواز تھا، کیونکہ عام افعال کی تفصیل ضروری ہوتی ہے، لیکن یہ فعل عام نہیں ہے۔ یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے انہوں نے قصد کے بغیر اتفاقاً دیکھ لیا تھا اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ آپ کی خصوصیت تھی۔ امت کے لیے اس کی اجازت نہ تھی، لیکن امام قرطبی نے تعاقب کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ اس فعل کا خلوت میں ہونا اقتداء کے مانع کی صلاحیت نہیں رکھتا، کیونکہ آپ کے اہل بیت وہ شرعی امور منتقل کرتے تھے جنہیں آپ اپنے گھر میں سرانجام دیتے تھے۔" الحافظ نے لکھا ہے کہ آپ کی اس خصوصیت پر کوئی دلیل نہیں ہے، کیونکہ خصوصیات احتمال سے ثابت نہیں ہوتیں۔" واللہ اعلم۔

(۵) عصر کے بعد نماز مباح ہونا۔ ابو داؤد نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عصر کے بعد نماز پڑھ لیتے تھے، مگر اس سے منع کرتے تھے۔ آپ صوم وصال رکھ لیتے تھے، مگر اس سے منع کرتے تھے۔" امام مسلم اور امام بیہقی نے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ان دو رکعتوں کے متعلق پوچھا جنہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عصر کے بعد پڑھتے تھے۔" انہوں نے فرمایا: "آپ یہ دو رکعتیں عصر کے قبل پڑھتے تھے پھر آپ مصروف ہو گئے تو آپ انہیں عصر کے بعد پڑھنے لگے، پھر آپ نے انہیں برقرار رکھا۔ جب آپ نماز پڑھتے تو اسے برقرار رکھتے تھے۔"

امام احمد، ابو یعلی اور ابن حبان نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ نے نماز عصر ادا کی، پھر میرے حجرہ میں تشریف لائے دو رکعتیں پڑھیں۔ میں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ نے ایسی نماز پڑھی ہے جسے آپ پہلے نہ پڑھتے تھے۔" آپ نے فرمایا: "حضرت خالد آئے انہوں نے

مجھے ان دو رکعتوں سے مصروف کر دیا۔ جنہیں میں عصر کے بعد پڑھتا تھا۔ میں نے اب وہ پڑھ لیں ہیں۔" میں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا ہم ان کی قضاء کر لیں جب یہ رہ جائیں۔" آپ نے فرمایا: "نہیں۔"
شیخان نے ان سے ہی روایت کیا ہے کہ انہوں نے آپ کو سنا۔ آپ ان سے منع فرما رہے تھے، پھر انہوں نے آپ کو دیکھا۔ آپ انہیں پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے کسی کو بھیجا۔ جو آپ سے یہ التجاء کرے۔ آپ نے فرمایا: "بنت بنی امیہ! تو نے مجھ سے عصر کے بعد دو رکعتوں کے متعلق پوچھا: میرے پاس بنو عبدالقیس میں سے کچھ افراد آئے انہوں نے مجھے ان دو رکعتوں سے مشغول کر دیا۔ جنہیں میں ظہر کے بعد پڑھتا تھا۔ یہ وہ دو رکعتیں ہیں۔"
ان روایات سے یہ امر عیاں ہوتا ہے کہ آپ نماز عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے، حالانکہ آپ نے اس وقت نماز پڑھنے سے منع کیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ان لوگوں کو مارتے تھے جو اس وقت نماز پڑھتے تھے۔ (شیخان)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے کہ نمازِ ظہر کے بعد کی دو رکعتیں ہوتی تھیں۔ آپ انہیں پہلی فرصت میں قضاء کرتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فرمان میں ہے کہ آپ نے ان پر مداومت اختیار کی تھی۔ آپ نے تادم وصال انہیں نہ چھوڑا تھا۔ ان کا فرمان" آپ نے انہیں نہ چھوڑا تھا" اس سے مراد یہ ہے کہ اس وقت سے مؤخر کرنا جس میں ظہر کے بعد دو رکعتیں مصروفیت کی وجہ سے ادا نہ کر سکے تھے۔ آپ نے انہیں عصر کے بعد پڑھا۔ انہوں نے یہ ارادہ نہیں کیا کہ آپ نے فرضیت کے بعد عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھیں ہوں حتیٰ کہ آپ کا وصال ہو گیا۔ بلکہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں یہ وضاحت ہے کہ آپ اس وقت سے قبل انہیں نہ پڑھتے تھے جس کا انہوں نے ذکر کیا ہے کہ آپ اس میں انہیں قضا کرتے تھے۔ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت میں ہے کہ آپ عصر سے قبل انہیں ادا کرتے تھے۔ یعنی ظہر کے وقت میں، کیونکہ یہ ظہر کے بعد ہوتی تھیں۔ آپ انہیں ظہر سے پہلے پڑھتے تھے جیسے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے کہ اس سے مراد عصر سے قبل دخولِ وقتِ عصر کے بعد مراد نہیں۔"

(۶) صوم وصال مباح ہونا۔ شیخان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "صوم وصال نہ رکھو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ تو صوم وصال رکھتے ہیں۔" آپ نے فرمایا: "میں تم میں سے کسی کی مثل نہیں ہوں، مجھے کھلایا اور پلایا جاتا ہے یا میں رات یوں بسر کرتا ہوں کہ مجھے کھلایا اور پلایا جاتا تھا۔" حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یومِ وصال سے منع فرمایا۔ ایک شخص نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ تو صومِ وصال رکھ لیتے ہیں۔" آپ نے فرمایا: "تم میں سے میری مثل کون ہے؟ میں رب تعالیٰ کے ہاں رات بسر کرتا ہوں وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔" اس ضمن میں بہت سی روایات ہیں ان کی تاویل تین اقوال سے کی گئی ہے۔

(۱) یہ روایت اپنے ظاہر پر ہے۔آپ کے لیے جنت سے کھانا اور مشروب آتا تھا۔جنت کے کھانے سے روزہ افطار نہیں ہوتا۔

(۲) رب تعالیٰ آپ میں سیر شکمی اور سیرابی پیدا فرما دیتا تھا جو آپ کو کھانے اور پینے سے مستغنی کر دیتا تھا۔

(۳) رب تعالیٰ کھانے پینے کے بغیر ہی آپ کی قوت کی حفاظت کرتا تھا، جیسے وہ کھانے اور پینے سے حفاظت کرتا ہے۔اسے کھانے اور پینے سے تعبیر کرنا ان کے فوائد کی وجہ سے کیا۔

ابن عربی نے اسی پر اکتفاء کیا ہے۔شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے امالیہ میں لکھا ہے: ''اس میں علماء کرام کے دو موقف ہیں۔(۱) اس سے حقیقی کھانا اور پینا مراد ہے۔گویا کہ آپ نے فرمایا: ''میں صومِ وصال نہیں رکھتا میرا رب تعالیٰ مجھے دنیا کے علاوہ کھلاتا ہے۔(۲) یا اس سے مراد وہ معارف اور مواھب ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ آپ پر نازل کرتا تھا۔یہ نفس کو اسی طرح تقویت دیتے تھے جیسے کھانا تقویت دیتا ہے۔اسے تشبیہ کے اعتبار سے کھلانے اور پلانے سے تعبیر کر دیا۔''

علامہ شمس الدین بن صائغ نے ''الدرر الفریدہ'' میں لکھا ہے: ''یہ ارواح کا کھانا اور پینا تھا اور وہ دلآویز انوار مراد ہیں جو آپ پر برستے تھے:

لها احاديث من ذكراك يشغلها　　　عن الشراب و تلهيها عن الزاد

لها بوجهك نور يستضاء به　　　من حديثك فى اعقابها حادى

ترجمہ: اللہ کے لیے آپ کے ذکر پاک سے ایسی باتیں ہیں۔جو انہیں پینے سے مصروف کر دیتی ہیں، اور انہیں زادِ راہ لینے سے غافل بنا دیتی ہیں۔آپ کے چہرۂ انور کی قسم ان کے لیے ایسا نور ہے جس سے ضیاء حاصل ہوتی ہے اور آپ کی گفتگو میں ان کے پیچھے حدی خواہ ہوتا ہے۔

جس شخص نے یہ کہا ہے کہ آپ حقیقت میں کھاتے پیتے تھے۔اس کا موقف کئی اعتبار سے غلط ہے۔

(۱) بعض روایات میں ''اظل'' کا لفظ ہے۔(۲) جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: ''آپ صومِ وصال رکھتے ہیں'' تو آپ نے فرمایا ''میں تم میں کسی ایک کی مثل بھی نہیں ہوں۔'' اس طرح ہوتا جیسے کہ کہا گیا ہے تو آپ فرماتے: ''میں صومِ وصال نہیں رکھتا۔'' (۳) اگر اس طرح ہوتا تو پھر یہ فارق کا جواب نہ ہوتا گویا آپ مفطر ہوتے یہ نفی درست نہیں ہے۔امام شافعی اور ان کے جمہور ساتھیوں نے کہا ہے کہ آپ کے حق میں صومِ وصال مباحات میں سے ہے۔''

امام الحرمین نے لکھا ہے: ''یہ آپ کے حق میں قرب ہے۔'' انہوں نے فرمایا ہے: ''آپ کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ روزہ پوری امت کے لیے تو مباح ہے لیکن انفرادی طور پر مباح نہیں ہے، کیونکہ بہت سے علماء کے متعلق مشہور ہے کہ وہ صومِ وصال رکھتے تھے۔'' انہوں نے فرمایا: ''آپ کی خصوصیت مجموعی اعتبار سے ہے، کیونکہ یہ مشروع ہے،'' لیکن اس

کلام میں اعتراض کی گنجائش ہے۔

تنبیہہ

ابن حبان نے لکھا ہے"اس روایت سے یہ استدلال ہو سکتا ہے کہ یہ روایت درست نہیں جس میں ہے کہ آپ اپنے شکم اطہر پر پتھر باندھتے تھے کیونکہ آپ جب صومِ وصال رکھتے تھے تو رب تعالیٰ کے ہاں آپ کو کھلایا پلایا جاتا تھا۔ وہ عدمِ وصال کی صورت میں آپ کو بھوکا کیسے رہنے دیتا ہوگا، حتیٰ کہ آپ کے پیٹ پر پتھر باندھنے کی نوبت آجائے۔ حدیث پاک میں لفظ الحجز ہے۔ اس سے مراد ازار کا گوشہ ہے زاء کو راء سے بدل دیا گیا ہے۔" لیکن یہ تاویل مردود ہے جیسے کہ غزوۂ خندق میں گزر چکا ہے۔

(۷) آپ کو اختیار ہے کہ آپ مالِ غنیمت کی تقسیم سے قبل جو چاہیں پسند کر لیں جیسے لونڈی وغیرہ۔ ابو داؤد نے امام شعبی سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا حصہ ہوتا تھا جسے "الصفی" کہا جاتا تھا۔ اگر آپ کسی غلام یا لونڈی کا حصہ لینا چاہتے تو لے سکتے تھے۔ یہ خمس اور ہر چیز سے پہلے ہوتا تھا۔" حضرت ابن عون رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: "مسلمانوں کے ساتھ آپ کا حصہ نکالا جاتا تھا۔ اگر وہ موجود نہ ہوتے تو آپ کے لیے الصفی نکالا جاتا وہ خمس میں سے ہر چیز سے قبل آپ کے لیے نکالا جاتا تھا۔

ابن عساکر اور ابن سعد نے حضرت عمر بن حکم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب بنو قریظہ کو قیدی بنالیا گیا۔ ان کے قیدی حضور اکرم ﷺ کو پیش کر دیے گئے ان میں ریحانہ بنت زید تھیں۔ آپ نے ان کے متعلق حکم دیا انہیں علیحدہ کر دیا گیا۔ یہ مالِ غنیمت میں آپ کا "الصفی" ہوتا تھا ابو عمر نے لکھا ہے "الصفی" کا حصہ صحیح الآثار میں مشہور ہے۔ یہ اہلِ علم کے ہاں معروف ہے۔ اہلِ سیر میں یہ اختلاف نہیں کہ آپ کا حصہ اس میں سے ہوتا تھا۔ علماء کا اتفاق ہے کہ یہ آپ کے ساتھ خاص ہے۔ امام رافعی نے ذکر کیا ہے کہ تلوار ذوالفقار "الصفی" میں سے تھی۔

(۸) مالِ فئے اور مالِ غنیمت میں سے خمس کا خمس۔

(۹) تمام خمس کے اخماس میں سے چوتھا حصہ۔ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ۔ (الانفال:۴۱)

ترجمہ: اور جان لو کہ جو کوئی چیز تم غنیمت میں حاصل کرو تو اللہ کے لیے ہے۔ اس کا پانچواں حصہ اور رسول کے لیے۔

اس سے مراد حضور اکرم ﷺ کا حصہ ہے۔ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ۔ (الحشر:۷)

ترجمہ: جو مال پلٹا دیا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی طرف ان گاؤں کے رہنے والوں سے تو وہ اللہ کا ہے اس کے رسول کا ہے۔

امام احمد، شیخان نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "اللہ رب العزت نے اس مال فئے میں اپنے رسول محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مختص فرمایا ہے آپ کے علاوہ کسی اور کو عطا نہ کیا۔ اس نے فرمایا:

وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ (الحشر:٦)

ترجمہ: اور جو مال پلٹا دیے اللہ نے اپنے رسول کی طرف ان سے لے کر تو نہ تم نے اس پر گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ بلکہ اللہ تعالیٰ تسلط بخشتا ہے اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے خصوصیت تھی۔ آپ اس میں سے اہلِ بیت کا سال بھر کا خرچہ نکال لیتے تھے۔ بقیہ کو رب تعالیٰ کا مال بنا دیتے تھے۔ ساری حیاتِ طیبہ آپ نے اسی طرح کیا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب سے زیادہ قریبی ہوں۔" انہوں نے بھی اسی طرح کیا۔ جیسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا تھا۔" ابوداؤد اور حاکم نے حضرت عمرو بن عنبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تمہارے مالِ غنیمت میں سے صرف خمس لینا ہی میرے لیے روا ہے۔ خمس بھی تمہیں لوٹا دیا جاتا ہے۔"

(۱۰) مکہ مکرمہ میں احرام کے بغیر داخل ہونا، جبکہ دیگر افراد کے لیے احرام واجب ہے۔ اس میں بہت زیادہ تفصیل سے اصح قول یہ ہے کہ یہ مستحب ہے۔ امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ کے روز مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے آپ نے سیاہ عمامہ باندھ رکھا تھا۔ آپ احرام کے بغیر تھے۔" علامہ قضاعی نے ذکر کیا ہے کہ یہ آپ کے ساتھ خاص ہے۔ آپ کے لباس مبارک کے ابواب میں یہ احادیث گزر چکی ہیں۔"

(۱۱) مکہ مکرمہ دن بھر میں ایک ساعت کے لیے آپ کے لیے حلال ہوا۔ القضاعی نے لکھا ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام میں سے یہ آپ کی خصوصیت ہے۔

(۱۲) آپ کے مال میں وراثت نہیں چلی۔ انبیاء کرام کی یہی کیفیت ہوتی ہے وہ وصیت کرتے ہیں کہ ان کا سارا مال صدقہ ہے۔ شیخان نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ہماری وراثت نہیں چلتی جو کچھ ہم چھوڑ کر جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔"

امام نسائی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرات عبدالرحمان، سعد، عثمان، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم سے فرمایا: "کیا تم اس رب تعالیٰ کی گواہی دیتے ہو جس کے لیے آسمان اور زمین قائم ہیں کہ تم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا: "ہم گروہِ انبیاء میں وراثت نہیں چلتی جو کچھ ہم چھوڑ کر جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔" انہوں نے کہا: "اللہ کی قسم! ہاں!"

انبیائے کرام علیہم السلام میں وراثت کیوں نہیں چلتی۔ اس میں حکمت یہ ہے تاکہ کوئی باطل پرست یہ گمان نہ کرے کہ وہ اپنے ورثاء کے لیے دنیا جمع کرتے ہیں۔ رب تعالیٰ نے اس کے گمان کو کاٹ کر رکھ دیا اور ورثاء کے لیے کچھ بھی نہ رکھا۔ شیخ نصر الدین المقدسی نے لکھا ہے: "اس کا معنی یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام میں وراثت نہیں چلتی، کیونکہ کبھی انسان کے دل میں تمنا پیدا ہو جاتی ہے کہ جس کا وہ وارث بن رہا ہے وہ مر جاتے تاکہ وہ اس کے مال کو حاصل کرے۔ رب تعالیٰ نے انبیاء اور ان کے اہل کو اس سے منزہ فرمایا ہے۔ ان کی وراثت کو ختم کر دیا ہے۔ اگر کہا جائے کہ رب تعالیٰ کے اس فرمان کا جواب کیا ہے:

وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ۔ (النمل:۱۶)

ترجمہ: اور جانشین بنے سلیمان داؤد کے۔

فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۝ يَّرِثُنِيْ (مریم:۵،۶)

ترجمہ: پس بخش دے مجھے اپنے پاس سے ایک وارث جو وارث بنے میرا۔

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۚ (النساء:۱۱)

ترجمہ: حکم دیتا ہے تمہیں اللہ تمہاری اولاد (کی میراث) کے بارے میں۔

یہ مطلق حکم ہے۔ ان کا جواب یہ ہے کہ اس سے مراد نبوت، علم اور دین میں وراثت ہے۔ مال کی وراثت مراد نہیں ہے۔ اس کی تائید آپ کے اس فرمان سے بھی ہوتی ہے۔ "علماء انبیاء کے ورثاء ہیں۔" جہاں تک آخری آیت طیبہ کا تعلق ہے یہ اس شخص کے لیے عام ہے جو ایسی چیز چھوڑے جس کا وہ مالک ہو جب یہ ثابت ہو جائے کہ اس نے موت سے قبل اسے وقف کر دیا تھا۔ اس نے کچھ ایسا نہیں چھوڑا جس میں اس کی وراثت چلے تو کوئی اس کا وارث نہ ہوگا۔ اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ آپ نے کچھ چھوڑا تھا، تو پھر اس خطاب میں آپ کا داخل ہونا از روئے تخصیص ہوگا، جیسے کہ آپ کے بہت سے خصائص معروف ہیں۔ آپ سے صحیح روایت سے ثابت ہے کہ آپ کی وراثت نہیں چلی اور عموم مخاطبین سے مراد آپ کی امت ہے۔"

(۱۳) آپ نے اپنی امت کے لیے قربانی دی۔ آپ کے علاوہ کسی اور کے لیے روا نہیں کہ وہ اس کی اجازت کے بغیر قربانی کرے۔ امام حاکم نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ آپ نے عیدگاہ کے پاس سینگوں والا مینڈھا ذبح کیا، پھر یہ دعا مانگی: "مولا! یہ میری طرف سے اور میری امت کے ان افراد کی طرف سے ہے جنہوں نے قربانی نہیں کی۔"

(۱۴) آپ کے لیے یہ بھی روا ہے کہ آپ اپنے علم کے مطابق فیصلہ کریں۔ خواہ حدود میں ہی ہو کسی اور میں اختلاف ہے۔ شیخان نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضرت ہند نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم!

ابوسفیان ایک حریص شخص ہیں کیا مجھ پر کوئی حرج ہے کہ میں ان کے اموال میں سے اپنے عیال کو کھلا لوں۔" آپ نے فرمایا: "تم پر کوئی حرج نہیں ہے کہ تم انہیں بھلائی کے ساتھ کھلا لو۔" اس سے استدلال کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے ان سے زوجیت پر گواہ طلب نہیں کیے کیونکہ آپ جانتے تھے کہ وہ ابوسفیان کی زوجہ ہیں۔ آپ نے ان کے مال سے بھلائی کے ساتھ لینے کا حکم دے دیا۔ یہ علم کے مطابق فیصلہ ہے۔ اس روایت کو بخاری، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی وغیرہم نے ذکر کیا ہے۔

(۱۵) آپ دعویٰ کے بغیر فیصلہ کر سکتے تھے کسی اور کے لیے یہ روا نہیں۔ ابن دحیہ نے یہ لکھا ہے۔ انہوں نے اس روایت سے استدلال کیا ہے جسے امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص کو ام ابراہیم کے ساتھ متہم کیا جاتا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "جاؤ اس کی گردن اڑا دو۔" حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے پاس آئے۔ وہ ٹب میں بیٹھ کر غسل کر رہا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا: "باہر نکلو۔" انہوں نے اس کا ہاتھ پکڑا اسے باہر نکالا۔ وہ مجبوب تھا۔ اس کا ذکر نہ تھا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اسے قتل کرنے سے رک گئے پھر وہ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہو گئے۔ عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! وہ مجبوب ہے اس کا ذکر نہیں ہے۔" اس کا نام مابور بتایا جاتا ہے اسے ماریہ کے ساتھ متہم کیا جاتا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ کو حکم دیا کہ وہ اس کو قتل کر دیں۔"

حضیری نے لکھا ہے "اس سے اس صورت میں استدلال کیا جا سکتا ہے جبکہ یہ روایت اس دعویٰ کے موافق ہو جو امام مسلم کے علاوہ دیگر نے کیا ہے علماء کی ایک جماعت نے اس روایت کو مشکل کہا ہے حتیٰ کہ ابن جریر نے کہا ہے: "ممکن ہے کہ مذکور شخص اہلِ عہد میں سے ہو۔ اس کے عہد میں ہو کہ وہ حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کے پاس نہ جائے گا۔ وہ ان کے پاس چلا گیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس کے عہد کے توڑنے کی وجہ سے اسے قتل کرنے کا حکم دیا۔" امام نووی نے قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی تبع میں کہا ہے کہ شاید یہ منافق ہو کسی اور وجہ سے یہ قتل کا مستحق ہو اس کا محرک نفاق وغیرہ ہو زنا نہ ہو۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس لیے رک گئے ہو کہ شاید یہ قتل زنا کی وجہ سے ہو زنا کی نفی انہیں معلوم ہو گئی ہو۔ اس میں بھی اعتراض کی گنجائش ہے۔ ہم اعتبار کرتے ہیں کہ حضرت ماریہ سے زنا کے ظن کی نفی ہو گئی۔ اگر آپ نے اس شخص کو قتل کرنے کا حکم دیا تو ان پر بھی حد قائم کرتے، مگر یہ رونما نہ ہوا۔ معاذ اللہ! آپ کے خاطر عاطر میں یہ بات بھی آئے یا زبان اقدس سے کچھ کہیں۔" اس کا عمدہ جواب وہ ہے جس کی طرف ابن حزم نے "الایصال الی فہم کتاب الخصال" میں اشارہ کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جس نے یہ گمان کیا ہے کہ آپ نے گواہوں کے بغیر حقیقت میں اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ اس نے اقرار بھی نہ کیا تھا۔ اس نے جاہلانہ کام کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتے تھے کہ وہ اس عمل سے بری ہے، جو کچھ اس کی طرف منسوب کیا جا رہا ہے وہ جھوٹ ہے۔ آپ نے اس کی برأت کو لوگوں کے سامنے ظاہر کرنا چاہا۔

تا کہ انہیں اس کا مشاہدہ کرا دیں آپ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ ان کے ہمراہ کچھ افراد بھی بھیجے تا کہ وہ اس کے مجبوب (مقطوع الذکر) ہونے کو دیکھ لیں۔ اس کا قتل ممکن نہ رہا کیونکہ وہ اس سے بری تھا جو کچھ اس کی طرف منسوب کیا جا رہا تھا۔ یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے اس فیصلہ کی طرح ہے جو آپ نے ان دو عورتوں کے مابین کیا تھا جنہوں نے ایک بچے میں اختلاف کیا تھا۔ انہوں نے ایک چھری منگوائی تا کہ بچے کو دو حصوں میں تقسیم کر دیں تا کہ حق کا اظہار ہو سکے۔" یہ عمدہ جواب ہے۔

(۱۶) آپ کے لیے جائز تھا کہ آپ اپنے بارے میں فیصلہ کریں۔

(۱۷) اپنی فرع کے بارے فیصلہ کریں۔

(۱۸) اپنے لیے گواہی دیں۔

(۱۹) اپنی فرع کے لیے گواہی دیں۔

(۲۰) اس کی گواہی کو قبول کریں جو آپ کے لیے گواہی دے جیسے حضرت خزیمہ کی گواہی۔

(۲۱) ہدیہ قبول کر لینا۔ دیگر حکام کا معاملہ اس کے برعکس ہے کیونکہ آپ اور سارے انبیائے کرام علیہم السلام معصوم ہیں۔ وہ خواہشات نفسانیہ کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے۔ حاکم کو اس لیے منع کیا گیا ہے کہ وہ اپنے اور اپنی اولاد کے بارے میں فیصلہ کرے کیونکہ ان کا فیصلہ اپنی خواہش کے مطابق ہو سکتا ہے لہٰذا انہیں اس سے روک دیا گیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معصوم تھے آپ کے لیے اس طرح فیصلہ کرنا متصور نہیں ہو سکتا لہٰذا آپ کے لیے اس طرح فیصلہ کرنا جائز ہے۔ ہدیہ حکام کے لیے حرام کیا گیا ہے تا کہ وہ شریعت مطہرہ سے پھسل نہ جائیں۔"

(۲۲) غصے کی حالت میں فیصلہ کرنے اور فتویٰ دینے کی عدم کراہت، کیونکہ آپ کے متعلق وہ اندیشہ نہیں جو ہمارے متعلق اندیشہ ہے۔ امام نووی نے شرح مسلم میں لقطہ کی روایت میں لکھا ہے کہ آپ نے اس کے متعلق فتویٰ دیا۔ آپ غصہ کی حالت میں تھے حتیٰ کہ آپ کے رخسار مبارک سرخ ہو گئے تھے۔

(۲۳) آپ کے لیے روا ہے کہ آپ اسے قتل کر دیں جس نے آپ کو برا بھلا کہا یا آپ کی ہجو کی۔ یہ ابن سبع نے کہا ہے یہ آپ کے اپنے متعلق فیصلہ کی طرف لوٹتا ہے۔

(۲۴) آپ کے لیے روا ہے کہ آپ اپنے لیے کوئی جگہ مخصوص کر لیں۔ آپ نے اس طرح کیا نہیں۔ آپ کے بعد کسی اور کے لیے روا نہیں کہ وہ اپنے لیے کوئی علاقہ مخصوص کریں۔ امام بخاری نے حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: "محفوظ علاقہ (چراگاہ) نہیں مگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے۔"

(۲۵) جسے آپ نے محفوظ کر دیا وہ جگہ کم نہ ہوگی۔ جس نے اس جگہ میں سے کچھ لے لیا وہ اصح قول کے مطابق اس کی قیمت کا ضامن ہوگا، جبکہ اس محفوظ علاقے کی کیفیت اس کے برعکس ہے جیسے دیگر ائمہ نے محفوظ کیا ہوا گر کسی قوم نے اس

میں جانور چرا لیے تو اس پر کوئی نقصان نہیں۔

(۲۶) آپ کے لیے روا ہے کہ آپ مالک کا کھانا اور مشروب لے لیں جن کا وہ محتاج ہو جبکہ آپ کو ان کی ضرورت ہو اس پر لازم ہے کہ وہ آپ کو پیش کر دے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی روح کو حضور اکرم ﷺ کی روح پاک پر قربان کر دے۔ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ۔ (الاحزاب:۶)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ ان کے قریب ہیں۔

(۲۷) اگر کوئی ظالم آپ کا قصد کرے تو موجود شخص کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی جان آپ پر قربان کر دے۔ اسے زوائد الروضہ میں الفورانی سے نقل کیا گیا ہے علامہ بلقینی نے لکھا ہے ”اس کا تعاقب کیا جائے گا۔ آپ کے نفس کا قصد کرنے والا کافر ہے کافر کو ہر مسلمان سے دور کرنا ضروری ہے یہ آپ کی خصوصیت نہیں ہے۔ حضیری نے لکھا ہے۔ ”یہ آپ کا قصد کرنے والے کی بہ نسبت صحیح ہے، لیکن یہ اور دو وجوہات کی بنا پر خصوصیت ہو سکتی ہے۔

(۱) اپنی جان قربان کر کے آپ کا دفاع کرنا لازم ہے۔ اگرچہ اپنی جان کے تلف ہو جانے کا خوف ہو لیکن آپ کی امت کا معاملہ اس کے برعکس ہے کیونکہ جان کے تلف ہو جانے کے خوف سے دفاع لازم نہیں ہوتا۔ رافعی اور نووی نے اسے کتاب الصید میں برقرار رکھا ہے۔

(۲) آپ کے علاوہ کسی اور کا قصد کرنے والا مسلمان ہوتا ہے کافر نہیں ہوتا۔ اگرچہ اسے دور کرنا ضروری ہو، لیکن آپ کا قصد کرنے والا کافر ہو جاتا ہے۔

(۲۸) آپ کے لیے روا ہے کہ آپ امان کے بعد قتل کر دیں۔ اسے ابن القاص نے لکھا ہے۔ امام رافعی نے ان سے نقل کیا ہے، مگر انہوں نے خطا کی ہے۔ ابن الرفعہ نے اس روایت کے متعلق لکھا ہے جسے انہوں نے زرکشی سے نقل کیا ہے کہ اس روایت میں خلل ہے۔ تلخیص میں یہ ہے: ”آپ کے لیے امان عطا فرمانے کے بعد حرم میں قتل کرنا جائز تھا۔“ یہ اسی روایت کے مطابق ہے جسے وہ ان امور میں کسی کا مستحق نہ ہو۔ وہ مسلمان بھی ہو ورنہ آپ نے کفار اور منافقین کے لیے بددعائیں کیں یہ ان کے لیے رحمت نہ بنیں گی اگر یہ سوال کیا جائے آپ ان کے لیے بددعا کیوں کرتے تھے جو اس کے اہل نہ تھے یا انہیں لعنت یا برا بھلا کیوں کہتے تھے اس کا جواب دو اعتبار سے ہے۔

(۱) ”وہ اس کا مستحق نہ ہو“ یہ باطنی طور پر رب تعالیٰ کے ہاں ہے ظاہر میں وہ اس کا اہل ہوتا ہے۔ شرعی نشانی کے اعتبار سے آپ کے لیے اس کا استحقاق ظاہر ہو جاتا ہے، لیکن وہ باطنی طور پر اس طرح نہ ہو گا۔ آپ کو ظاہر کے مطابق فیصلہ کرنے کا حکم تھا۔ رب تعالیٰ پوشیدہ امور کو جانتا ہے۔“ اس جواب کو المازری نے لکھا ہے۔ یہ اس شخص کے قول پر مبنی ہے جس نے کہا: ”آپ احکام میں اجتہاد کرتے تھے۔ جو اجتہاد تقاضا کرتا اسی کے مطابق فیصلہ فرما لیتے۔“ جو یہ کہتا

ہے کہ آپ وحی کے مطابق ہی فیصلہ کرتے اس کے لیے اس جواب میں تسلی نہیں ہے۔"

(۲) جو بھلا برا کہنا یا بددعا وغیرہ مقصود نہ ہو، بلکہ وہ اہلِ عرب کی عادت ہو جو کلام میں بلاقصد آجاتے جیسے کسی کو کہنا "تربت یمینك" "عقری حلقه" "لا کبرت سنك" "ولا اشبع الله بطنك" وغیرہ ان الفاظ سے حقیقت بددعا مقصود نہیں ہوتی۔ جب آپ کو یہ اندیشہ ہوا کہ ان میں سے کچھ قبول نہ ہو جائے تو آپ نے رب تعالیٰ سے التجاء کی۔ رغبت کی کہ وہ اسے ان کے لیے رحمت، کفارہ، قربت، پاکیزگی اور اجر بنا دے۔ یہ آپ سے شاذ و نادر ہی ہوتا تھا۔ آپ نہ تو فحش گو تھے نہ ہی بے حیائی کا اظہار کرنے والے تھے نہ لعنت کرنے والے اور نہ ہی اپنے لیے کسی سے انتقام لینے والے تھے۔" آپ سے التجاء کی گئی کہ آپ دوس کے لیے بددعا کریں۔ آپ نے یہ دعا مانگی: "مولا! دوس کو ہدایت عطا فرما۔" یہ دعا بھی مانگی: "مولا! میری قوم کو بخش دے وہ نہیں جانتی۔" اس کا تذکرہ مازری نے کیا ہے اور قاضی نے اسی کو ترجیح دی ہے۔

الحافظ نے اسے حسن کہا ہے، لیکن صرف ایک روایت پر انہوں نے اعتراض کیا ہے۔ وہ ہے "اگر میں کوڑے ماروں۔" جبکہ کوڑے قصد کے بغیر واقع ہوں۔ سب کو ایک ہی سیاق میں لایا گیا ہے صرف یہ کہ اسے ایک کوڑے پر محمول کیا جائے تو پھر توجہ کی جائے گی۔

(۳۰) آپ اپنے آلِ پاک کے لیے قطعی طور پر وصیت کر سکتے تھے اس سے مراد بنوہاشم اور بنوعبدالمطلب ہیں۔ یہ اصح مؤقف ہے۔ آلِ پاک کے علاوہ دیگر لوگوں میں اختلاف ہے۔ صحیح قول جواز کا ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ لفظ کا ابہام کی وجہ سے اور اہلِ دین اور قرابت میں تردد کی وجہ سے یہ درست نہیں ہے۔"

(۳۱) روزہ کی حالت میں زوجہ کریمہ کا بوسہ لینا آپ کے لیے مکروہ نہیں۔ اس کے لیے بھی یہ جائز ہے جس کی شہوت متحرک نہ ہو لیکن جس کی شہوت کو حرکت ہو اس کے لیے حرام ہے۔ یہ اصح موقف ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "تم میں سے کس کو خود پر اتنا قابو ہو سکتا ہے جتنا قابو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خود پر تھا۔

(۳۲) آپ اپنی قسم میں استثناء کر سکتے تھے۔ اگرچہ بعد میں ہی، لیکن دیگر افراد کا معاملہ اس کے برعکس ہے وہ اپنی قسم کی اصل میں ہی استثناء کر سکتا ہے۔ الطبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رب تعالیٰ نے فرمایا:

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ إِذَا نَسِيتَ (الکھف: ۲۴)

ترجمہ: اور یاد کر اپنے رب کو جب تو بھول جائے۔

اس سے مراد استثناء ہے۔ جب آپ بھول جائیں تو استثناء کر لیا کریں۔ یہ آپ کی خصوصیت ہے۔"

(۳۳) آپ اچانک کھانا شروع کر سکتے تھے اس میں سے کھا سکتے تھے۔ دوسروں کا معاملہ اس کے برعکس ہے کیونکہ اس سے روکا گیا ہے۔ یہ خصوصیت ابن القاص اور القضاعی نے لکھی ہے، مگر اس پر ان سے موافقت نہیں ہے۔ امام بیہقی

نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"آپ ایک روز پہاڑ کی گھاٹی کی طرف سے آئے۔آپ قضائے حاجت کر کے تشریف لائے تھے۔ہمارے سامنے کسی برتن میں کھجوریں پڑی تھیں۔ہم نے آپ کو دعوت دی آپ نے ان میں سے تناول فرمایا،مگر پانی کو ہاتھ نہ لگایا۔"

امام مسلم اور امام بیہقی نے حضرت قیس بن سکن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اشعث بن قیس یوم عاشوراء میں عبداللہ کے ہاں گئے۔وہ کھا رہے تھے۔انہوں نے کہا:"ابومحمد! قریب ہو جاؤ۔کھاؤ۔"انہوں نے کہا:"میں روزے سے ہوں۔"انہوں نے کہا:"ہم بھی اس روز روزہ رکھتے تھے،پھر ہم نے ترک کر دیا۔"امام بیہقی نے لکھا ہے:"اس ضمن میں بہت سی روایات ہیں جو تخصیص کی نفی کرتی ہیں۔نہی ثابت نہیں ہے۔(واللہ اعلم)

(۳۴) آپ احرام میں خوشبو استعمال کر لیتے تھے،ہمیں آپ نے منع فرمایا تھا۔ہم کو اپنی خواہشات پر ضبط نہیں ہے۔خوشبو جماع کے اسباب اور اس کے دواعی میں سے ہے۔اسے مہلب بن ابی صفرہ المالکی نے لکھا ہے۔ابن العربی نے اسے ترجیح دی ہے۔انہوں نے اس روایت سے استدلال کیا ہے جو حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔صحیح میں ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں آپ کو احرام کے وقت خوشبو لگاتی تھی۔اسی طرح احرام کھولتے وقت بھی خوشبو لگاتی تھی۔"اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ آپ احرام کے لیے غسل کرنے سے قبل اس طرح کرتے تھے،لیکن ام المومنین رضی اللہ عنہا کا یہ قول اشکال پیدا کر رہا ہے۔"گویا کہ میں اب بھی آپ کی مانگ میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں۔" اسماعیلی نے لکھا ہے کہ"وبیض" کی چمک"بریق" سے زیادہ ہوتی ہے۔اس سے مراد تابانی ہے یہ وجود پر دلالت تو کرتا ہے لیکن فقط خوشبو پر نہیں۔"

(۳۵) ایک قول یہ ہے کہ آپ کے لیے روا ہے کہ آپ اپنی قسم کا کفارہ ادا نہ کریں اسے زمخشری نے الکشاف میں لکھا ہے۔
رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ (التحریم:۲)

ترجمہ: بیشک اللہ نے مقرر کر دیا ہے تمہارے لیے تمہاری قسموں کی گرہ کھولنے کا طریقہ (یعنی کفارہ)۔

کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قسم کا کفارہ ادا کریں گے؟ حسن سے منقول ہے کہ آپ قسم کا کفارہ ادا نہیں کریں گے۔آپ کو بخش دیا گیا ہے۔ایک یہ قول ہے کہ آپ قسم کا کفارہ ادا کریں گے۔امام قرطبی نے اسے اصح کہا ہے اس سے مراد آپ کی ذات ہے امت آپ کی اقتداء میں ہے۔

(۳۶) آپ لفظ"الصلاۃ"" کے ساتھ جس کے لیے چاہیں دعا مانگیں۔یہ آپ کا مخصوص منصب ہے۔آپ جہاں چاہیں اسے رکھیں۔انہوں نے اس کی دلیل اس روایت سے لی ہے جسے شیخان نے روایت کیا ہے۔آپ نے عرض کی:اللھم صل علی ابی اوفی۔ کسی اور کے لیے مکروہ ہے۔"روضہ" میں اسے ترجیح دی گئی ہے۔اکثر متاخرین مثلاً ابن

التقیب نے مختصر الکفایہ میں اور الدمیری نے اسے ہی صحیح کہا ہے۔ایک قول حرام ہونے کا بھی ہے۔

(۳۷) غائب کی نماز جنازہ۔احناف اور مالکیہ کے ایک گروہ کا یہ مؤقف ہے۔ان کے استدلات کو رد کر دیا گیا ہے۔الحافظ نے الفتح میں اس پر تفصیلی گفتگو کی ہے۔

(۳۸) عمرہ کو حج میں داخل کرنا۔

(۳۹) چھوٹے بچے کو نماز میں اٹھالینا۔اسے الفتح میں بعض افراد سے نقل کیا گیا ہے۔

(۴۰) زمینوں کو انہیں فتح کرنے سے قبل تقسیم کرنا،کیونکہ رب تعالیٰ نے آپ کو ساری زمین کا مالک بنادیا یہ امام غزالی علیہ الرحمہ کا فتویٰ ہے جسے ان کے شاگرد ابن عربی نے "القانون" میں ان لوگوں کا رد کرتے ہوئے لکھا ہے جنہوں نے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کی اولاد کے ساتھ مقابلہ کیا تھا۔یہ زمین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت تمیم کو عطا کی تھی۔انہوں نے فرمایا:"آپ تو جنت میں سے جاگیر عطا کرتے تھے تو اس زمین کے زیادہ مالک ہیں۔"

(۴۱) اگر آپ فرمادیں۔"فلاں کے فلاں پر ہیں۔" تو سامع کے لیے روا ہے کہ وہ اس کی گواہی دے دے اس کا تذکرہ شریح رویانی نے روضۃ الاحکام میں کیا ہے۔

(۴۲) آپ پر اور دیگر انبیاء علیہم السلام پر زکوٰۃ واجب نہ تھی،کیونکہ اللہ تعالیٰ کی معیت کے ساتھ ان کی ملکیت نہیں ہوتی۔وہ اپنے ہاتھوں میں اشیاء کو اللہ تعالیٰ کی امانتیں سمجھتے ہیں۔وہ ضرورت کے وقت انہیں صرف کرتے تھے،اور نامناسب جگہ سے روک لیتے تھے۔زکوٰۃ ناپاکی سے طہارت ہوتی ہے۔انبیاء کرام علیہم السلام اس سے معصوم ہوتے ہیں۔اس کا تذکرہ ابن عطاء اللہ نے "التنویر فی اسقاط التدبیر" میں کیا ہے۔میں کہتا ہوں کہ انہوں نے اس کی بنیاد اپنے امام مالک کے اس قول پر رکھی ہے کہ انبیاء مالک نہیں ہوتے۔"

(۴۳) آپ نے اہلِ خیبر سے معاہدہ مبہم مدت تک کیا آپ نے ان سے فرمایا:"میں تمہیں اس پر اس وقت تک برقرار رکھوں گا جب تک اللہ تعالیٰ نے برقرار رکھا،کیونکہ نسخ کے لیے وحی آسکتی تھی۔یہ آپ کے علاوہ کسی اور کے لیے روا نہیں ہے۔"

(۴۴) قیدیوں پر احسان کرنا۔جیسے کہ بعض علماء نے گمان کیا ہے۔

(۴۵) آپ کو اور آپ کے رب تعالیٰ کو ایک ضمیر میں جمع کرنا۔جیسے آپ نے فرمایا:"ان یکون اللہ و رسولہ احب الیہ مما سواھما۔" آپ کا فرمان:"من یعصھما فانہ لا یضر الا نفسہ۔"ان دونوں فرامین میں ایک ضمیر میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ محترم کو جمع کر دیا گیا ہے۔یہ کسی اور کے لیے روا نہیں اس لیے خطیب کا انکار کیا گیا،کسی اور کے لیئے یہ ممنوع اس لیے ہے کیونکہ جب کوئی دوسرا اسے جمع کرے گا تو برابری کا گمان ہو سکتا ہے۔مگر آپ کے لیے نہیں۔آپ کے منصب کریم میں اس ابہام کا کوئی راستہ نہیں ملتا۔اس کا تذکرہ سلطان العلماء

العز بن عبدالسلام نے کیا ہے حافظ صدائی نے اپنی کتاب "الفصول المفیدہ فی الواو المزیدہ" میں ایک قول یہ کیا ہے کہ ان روایات کو کئی اعتبار سے جمع کیا جاسکتا ہے۔

(۱) یہ آپ کی خصوصیت ہے۔ آپ مقام ربوبیت کو اس کا حق دیتے ہیں۔ وہاں کسی اور کے لیے برابری کا وہم بھی نہیں ہوسکتا۔ آپ کے علاوہ آپ کی امت کا امر جداگانہ ہے۔ وہاں اس وقت برابری کا شائبہ ہوسکتا ہے۔ جب وہ اللہ تعالیٰ اور کسی اور کے لیے ایک ہی ضمیر کو جمع کریں، لہٰذا آپ کے کلام میں ایک ضمیر آسکتی ہے۔ آپ نے اس خطیب مفرد ضمیر لانے کو کہا تاکہ اس کے کلام میں برابری کا شائبہ نہ آئے۔ باجماعت نماز میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی روایت سے اس کا رد ہوتا ہے۔ اس میں "ومن یعصھما" یہ عدم خصوصیت پر دلالت کرتا ہے۔ الا یہ کہ یوں کہا جائے مجموع الحدیثین سے یہ نتیجہ اخذ ہوسکتا ہے کہ وہ خطبۃ الحاجہ میں یوں کہیں: "ومن یعص اللہ و رسولہ" اس کے الفاظ کو جمع نہ کرے۔" لیکن اس میں اعتراض کی گنجائش ہے۔"

(۲) جب آپ نے اس خطیب کا رد کیا تو وہاں مقام ربوبیت اور مقام رسالت میں برابری کا گمان ہوسکتا تھا، لہٰذا ان دونوں ذاتوں کو ایک ضمیر میں لانے سے منع کردیا، لیکن جس جگہ التباس کا خطرہ نہ ہو وہاں یہ روا ہے۔ شاید یہ مؤقف سابقہ مؤقف سے بہتر ہے۔"

(۳) یہ جمع لازمی اور ضروری اعتبار سے نہیں۔ اس کی دلیل دوسری روایت ہے بلکہ یہ استحباب اور اولویت کی طرف راہ نمائی کے اعتبار سے ہے، کیونکہ صرف اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے میں وہ تعظیم ہے جو اسی کے جلال کے لائق ہے یہ حقیقت میں اس کی طرف لوٹتا ہے جیسے ائمۃ الاصول نے کہا ہے کہ اس وقت واؤ ترتیب کے لیے نہ ہوگی۔"

(۴) یہ انکار اس خطیب کے ساتھ مختص تھا۔ آپ نے اس سے یہ سمجھا کہ وہ اس مقام پر برابری کرتے ہوئے انہیں جمع کر رہا ہے۔ آپ نے فرمایا: "تو برا خطیب ہے۔" یہ اسے خطاب ہے جو اس حال پر ہو۔ یہ جواب سب سے اقویٰ ہے۔ یہ قصد عین واقعہ ہے۔ ہم نے جو کچھ کیا وہ احتمال ہے۔ اس احتمال کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ ہر ایک کے حق میں اسے عموم پر محمول کیا جائے گا اگر اس کے ساتھ اس روایت کو ملا لیا جائے جسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے آپ نے اس میں اپنی امت کو صلاۃ الحاجۃ کا خطبہ سکھایا تھا۔ اس میں "ومن یعصھما" تثنیہ کی ضمیر اس احتمال کو قوی کرتی ہے۔ یہ آپ کے اس فرمان کی طرح ہے۔ "مجھے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر فضیلت نہ دیا کرو۔" اس کے ساتھ ساتھ یہ فرمان بھی ہے: "انا سید الناس" ان دونوں روایات کو کئی اعتبارات سے جمع کیا گیا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے: "اس شخص کو یوں کرنے سے منع کیا گیا ہے جو اس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقام و مرتبہ میں کمی سمجھے۔ یہ اس کے لیے مختص ہے جس کی یہ کیفیت ہو۔" واللہ اعلم

دوسری نوع

نکاح کے متعلق تخفیفات اور مباحات

(۱) آپ کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ چار سے زیادہ خواتین کو جمع کر سکتے ہیں۔ اس پر اجماع ہے۔ جب آپ نے وصال فرمایا تو آپ کے عقد نکاح میں نو ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن تھیں۔ اس زیادتی کا سبب یہ ہے کہ جیسے آزاد شخص غلام سے زیادہ عورتیں اپنے نکاح میں رکھ سکتا ہے اسی طرح آپ بھی اپنی امت کے کسی آزاد مرد سے زائد خواتین اپنے نکاح میں رکھ سکتے ہیں۔" بعض علماء نے فرمایا ہے: "چار سے زائد ازواج مطہرات عقد نکاح میں رکھنے میں راز یہ ہے کہ رب تعالیٰ نے آپ کو شریعت مطہرہ کے ظواہر اور بواطن کا علم عطا کیا تھا۔ جس کے ذکر سے حیاء آتی ہے یا حیاء نہیں آتی سب کچھ دیا تھا۔ آپ سب سے زیادہ باحیاء تھے۔ رب تعالیٰ نے آپ کے لیے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن مقرر فرما دیں وہ آپ کے وہ افعال نقل کرتی تھیں جن کا وہ مشاہدہ کرتی تھیں۔ آپ کے وہ اقوال سنتی تھیں جن کی وضاحت مردوں کی موجودگی میں کرنے سے حیاء آتی تھی۔ تاکہ شریعت مطہرہ مکمل ہو جائے۔ کثرت ازدواج اسی لیے ہے تاکہ وہ آپ سے ایسے افعال نقل کریں جن کے بیان سے آپ کو حیاء آتی تھی۔ اسی طرح انہوں نے وہ امور نقل کیے جو ان کے علاوہ کوئی اور نقل نہ کر سکتا تھا وہ آپ کی نیند اور خلوت میں ایسی نشانیاں دیکھتی تھیں جو آپ کی نبوت پر دلالت کرتی تھیں۔ آپ کی جدوجہد اور عبادت میں کوشش پر کرتی تھیں وہ ایسے امور کا مشاہدہ کرتی تھیں جنہیں دیکھ کر ہر صاحبِ عقل کہہ اٹھتا تھا کہ آپ نبی ہیں۔ انہیں ان کے علاوہ اور کوئی نہ دیکھ سکتا تھا۔ اس سے خیر عظیم حاصل ہوئی۔

(۲) آپ تین طلاقوں میں منحصر نہ تھے، لیکن اصح موقف اس کے برعکس ہے۔

(۳) آپ کا لفظ ہبہ سے منعقد ہو جاتا تھا۔ ارشاد ربانی ہے:

وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ۔ (الاحزاب:۵۰)

ترجمہ: اور مومن عورت اگر وہ اپنی جان نبی کی نذر کر دے۔

امام رافعی نے لکھا ہے: "ہم نے جو 'انعقاد' کا لفظ استعمال کیا ہے تو مہر نہ تو بالفعل نہ ہی بالدخول واجب ہوتا ہے جیسے کہ ہبہ میں ہوتا ہے۔ کیا اس کی طرف سے لفظ 'الاتہاب' آپ کی طرف سے بھی کافی ہو جاتا تھا جیسے یہ عورت کی طرف سے کافی ہو جاتا تھا یا آپ کی طرف لفظ 'نکاح' شرط تھا دوسرا موقف بہتر ہے جیسے کہ رب تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا۔ (الاحزاب:۵۰)

ترجمہ: اگر نبی (کریم ﷺ) اس کے ساتھ نکاح کرنا چاہیں۔

آپ کی جانب سے نکاح کا اعتبار کیا گیا۔ ابن سعد اور بیہقی نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں نقل کیا ہے:

تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ۔ (الاحزاب:۵۱)

ترجمہ: (آپ کو اختیار ہے) دور کر دیں جس کو چاہیں اپنی ازواج میں سے۔

جن خواتین نے بھی اپنا آپ حضور اکرم ﷺ کو پیش کیا۔ بعض کو حرم میں داخل کر لیا بعض سے اعراض فرمایا۔ اس کے بعد ان کا نکاح نہ ہوگا۔ حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا ان میں سے ایک ہیں۔ سعید بن منصور اور بیہقی نے حضرت ابن مسیب سے روایت کیا ہے کہ آپ کے بعد کسی کے لیے (یوں) ہبہ جائز نہیں ہے۔"

(۴) جب آپ کی رغبت کسی عورت کے ساتھ نکاح کرنے کی ہو۔ آپ اسے پیغام نکاح دیں، تو اس کا جواب دینا اس کے لیے لازم ہے۔ اگر اس نے آپ کے حکم کی مخالفت کی تو وہ نافرمان ہوگی۔ اگر اس نے آپ کے ارادہ اور رغبت کی مخالفت کی تو وہ آپ کے قول و فعل سے راضی نہ ہوگی۔ یہ بھی بہت بڑی نافرمانی ہے جو کفر کی طرف لے جاتا ہے۔ اس کے لیے جواب لازم ہے کسی اور کے لیے روا نہیں کہ وہ اس عورت کو پیغام نکاح دے، کیونکہ اس میں آپ کی مخالفت ہے ماوردی نے رب تعالیٰ کے اس فرمان سے استدلال کیا ہے:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ ۚ (الانفال:۲۴)

ترجمہ: اے ایمان والو! لبیک کہو اللہ اور اس کے رسول کی پکار پر جب وہ رسول بلائے تمہیں اس امر کی طرف جو زندہ کرتا ہے تمہیں۔

(۵) جب کسی عورت پر آپ کی نظر پڑ جائے۔ اس نے اپنی جگہ لے لی، تو اس کے خاوند پر لازم ہے کہ وہ اس عورت کو طلاق دے دے، جیسے کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے۔ امام غزالی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے: "شاید اس میں راز یہ ہے کہ خاوند کی طرف سے اس کے امتحان آزمائش ہے۔ اسے مکلف بنایا جا رہا ہے کہ وہ اپنی اہلیہ سے دستکش ہو جائے۔ حضور اکرم ﷺ کی طرف سے راز یہ ہو کہ آپ کو بشری آزمائش میں مبتلاء کیا جائے۔ آپ کو آنکھوں کی خیانت سے روکا گیا تھا۔ اس اضمار سے روکا گیا تھا جو اظہار کے مخالف ہو۔ اسی لیے اللہ رب العزت نے فرمایا:

وَتُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِیْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ فَلَمَّا قَضٰى زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا۔ (الاحزاب:۳۷)

ترجمہ: اور آپ مخفی رکھے ہوئے تھے۔ اپنے جی میں وہ بات جسے ظاہر فرمانے والا تھا اور آپ کو اندیشہ تھا لوگوں کا، حالانکہ اللہ زیادہ حقدار ہے کہ آپ اس سے ڈریں، پھر جب پوری کر لی زید نے اسے طلاق دینے کی خواہش تو ہم نے اس کا نکاح آپ سے کر دیا۔

اس آیت طیبہ میں ایسی کوئی بات نہیں ہے جو اس امر پر دلالت کر رہی ہو کہ آپ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو طلاق دینے پر مجبور کیا ہو۔ آیت کا ظاہر اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو اپنی مرضی سے طلاق دی تھی، کیونکہ رب تعالیٰ نے فرمایا:

فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا۔ (الاحزاب: ۳۷)

ترجمہ: پھر جب پوری کرلی زید نے اسے طلاق دینے کی خواہش۔

حدیث مبارک میں بھی کسی ایسے امر کا ذکر نہیں جس کا تقاضا ہو کہ آپ نے انہیں طلاق دینے پر مجبور کیا ہو۔" مفسرین کے ایک گروہ نے اس آیت طیبہ کی تفسیر اس طرح کی ہے جیسے کہ حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے۔ ان کا گمان ہے کہ آپ کی نظر پاک حضرت زینب رضی اللہ عنہا پر پسندیدگی کے اعتبار سے پڑ گئی۔ وہ حضرت زید رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں آپ کی تمنا تھی کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ انہیں طلاق دے دیں۔ آپ ان سے نکاح کرلیں۔ جب حضرت زید رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کی کہ وہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو جدا کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے ان کی شکایت کی کہ ان میں گفتگو کی شدت ہے۔ عصیان بھی ہے اور شرف پر فخر بھی ہے۔ آپ نے انہیں فرمایا:

اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ۔ (الاحزاب: ۳۷)

ترجمہ: اپنی بی بی کو اپنی زوجیت میں رہنے دے اور اللہ سے ڈر۔

یعنی جو کچھ آپ فرما رہے تھے لیکن دل میں یہ تمنا مخفی تھی کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ انہیں طلاق دے دیں۔ آپ اسے ہی مخفی رکھے ہوئے تھے، لیکن بھلائی کا حکم دینا آپ پر لازم تھا۔"

قاضی، الحافظ وغیرہما نے لکھا ہے کہ ان لوگوں نے جو گمان کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت زید کی زوجہ محترمہ سے محبت کرنے لگے۔ آپ نے پسند کیا کہ وہ انہیں طلاق دے دیں۔ آپ نے یہ تمنا زید سے اس وقت مخفی رکھی۔ جب انہوں نے آپ سے طلاق کے بارے میں مشورہ کیا۔ یہ سب کچھ صحیح نہیں ہے۔ اگر کہنے والے کی وجہ سے یہ صحیح ہے تو وہ بڑی عجیب بات کر رہا ہے جس سے نبوت پاک دامن رہتی ہے۔ یہ کیسے تصور ہو سکتا ہے کہ سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خصوصی صحابی کی زوجہ کو دیکھا جس کو آپ نے اپنا بیٹا بنا رکھا تھا۔ وہ آپ کے دل میں گھر کر گئی۔ آپ نے پسند کیا کہ اس کا خاوند اس سے جدا ہو جائے تاکہ آپ اس سے نکاح کرلیں۔ خدا کی پناہ! آپ کی طرف ایسا امر منسوب نہیں ہو سکتا اگر اسے کسی عام شخص کی طرف بھی منسوب کیا جائے تو وہ اس سے راضی نہ ہو۔ وہ نہ ہی اسے کسی اور کے لیے پسند کرے۔ جس نے یہ بات کی اس نے آپ کی طرف بری بات منسوب کر دی۔ خصوصاً حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے متعلق۔ وہ آپ کی پھوپھی امیمہ کی نور نظر تھیں۔ مکہ مکرمہ میں پروان چڑھی تھیں۔ پردے سے قبل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دیکھا ہوا تھا، بلکہ کئی بار دیکھا تھا۔ آپ انہیں اچھی طرح جانتے تھے آپ نے ہی انہیں حضرت زید کے لیے پیغام

نکاح دیا تھا۔ آپ نے ہی ان کی ان سے شادی کی تھی، پھر یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ جب آپ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے گھر آئے۔ انہیں دیکھا تو انہیں پسند کرنے لگے حتیٰ کہ رب تعالیٰ نے اس کے متعلق آپ پر عتاب بھی فرمایا۔" الحافظ لکھتے ہیں:

"ابن ابی حاتم نے یہ داستان حضرت سدی سے روایت کی ہے۔ انہوں نے اسے اچھی طرح بیان کیا ہے۔ انہوں نے بیان کیا ہے: "ہم تک یہ روایت پہنچی ہے کہ یہ آیت طیبہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے متعلق نازل ہوئی ہے یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھو امیہ کی نورِ نظر تھیں۔ آپ نے ارادہ کیا کہ ان کا نکاح حضرت زید رضی اللہ عنہ سے کر دیں۔ مگر حضرت زینب نے یہ پسند نہ کیا، پھر آپ نے جو کچھ کیا وہ اس پر راضی ہو گئیں، پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو بعد میں بتا دیا کہ یہ آپ کی زوجہ ہیں۔ آپ کو حیاء آتی تھی کہ آپ حضرت زید رضی اللہ عنہ کو ان سے جدا ہو جانے کا حکم دیں۔ حضرت زید اور حضرت زینب کے مابین تنازع رہتا تھا۔ جب حضرت زید رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں آئے۔ انہوں نے آپ سے شکوہ کیا۔ آپ نے انہیں فرمایا: "اتق الله امسك عليك زوجك۔" آپ کو لوگوں کے متعلق اندیشہ تھا کہ وہ آپ پر عیب لگائیں گے۔ وہ کہیں گے کہ آپ نے اپنے منہ بولے بیٹے کی زوجہ سے نکاح کر لیا۔ آپ نے حضرت زید کو اپنا بیٹا بنا رکھا تھا۔

ابن ابی حاتم نے حضرت علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "رب تعالیٰ نے آپ کو بتا دیا کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا عنقریب آپ کی زوجہ بن جائیں گی۔ یہ بات آپ کے ان کے ساتھ نکاح سے قبل ہے۔ جب حضرت زید رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے انہیں فرمایا: "رب تعالیٰ سے ڈرو اور اپنی زوجہ کو اپنے پاس روکے رکھو۔" رب تعالیٰ نے فرمایا: "میں نے آپ کو بتایا تھا کہ میں ان کا نکاح آپ سے کر دوں گا۔ جو کچھ آپ اپنے نفس میں چھپاتے ہیں رب تعالیٰ اسے عُیاں کر دے گا۔"

الحافظ نے لکھا ہے: "دیگر آثار بھی ہیں جنہیں الطبرانی اور ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے۔ اکثر مفسرین نے انہیں نقل کیا ہے ان کے ساتھ مشغول ہو جانا مناسب نہیں ہے۔ جو کچھ میں نے ذکر کر دیا ہے وہ وہی معتمد ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جو کچھ آپ مخفی رکھے ہوئے تھے وہ رب تعالیٰ کا آپ کو یہ بتا دینا تھا کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا عنقریب آپ کی زوجہ بن جائیں گی، جو چیز آپ کو یہ بات مخفی رکھنے پر ابھار رہی تھی وہ لوگوں کا یہ قول تھا "انہوں نے اپنے منہ بولے بیٹے کی زوجہ سے نکاح کر لیا ہے۔" جبکہ رب تعالیٰ زمانہ جاہلیت میں متبنّیٰ کے احکام کو اس طرح باطل کرنا چاہتا تھا کہ اس سے بلیغ ابطال ممکن نہ ہو۔ وہ یہ کہ منہ بولے بیٹے کی زوجہ کے ساتھ امام المسلمین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا تھا۔ تاکہ وہ اسے آسانی سے قبول کر سکیں۔ خشیت کے متعلق تاویل میں خبط واقع ہوا ہے۔

"واللہ فرضی اللہ تعالیٰ عن ھذا الحافظ و قدّس روحه و نوّر ضريحه۔"

شیخ نے لکھا ہے کہ جو کچھ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ اور سدی سے مروی ہے جو وہ سب سے صحیح بات ہے تو اس

آیت کی تفسیر کے متعلق کہی جا سکتی ہے علماء میں سے اہل التحقیق اور علماء راسخین اسی موقف پر ہیں۔" قاضی نے لکھا ہے "اس ضمن میں جو کچھ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب انور میں حضرت زینب کی محبت گھر کر گئی جب آپ نے انہیں دیکھا۔ آپ نے چاہا کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ انہیں طلاق دے دیں۔ اس روایت میں بہت بڑی حرج ہے۔ آپ کے لیے تو مناسب ہی نہیں کہ آپ اپنی نگاہ ناز کو ادھر اٹھائیں جس سے آپ کو منع کیا گیا ہے۔ ایک خسیس اور مذموم نفس اس بات پر راضی نہیں ہوتا۔ اس وصف کے ساتھ تو اتقیاء کو بھی متصف نہیں کیا جا سکتا سیدالانبیاء علیہ السلام کو کیسے متصف کیا جا سکتا ہے۔" علامہ قیشری نے لکھا ہے: "یہ قائل کا بہت بڑا اقدام ہے وہ آپ کی معرفت اور فضیلت سے بالکل آگاہ نہیں ہے۔ یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ آپ نے حضرت زینب کو دیکھا۔ انہیں پسند کیا۔ یہ آپ کی پھوپھو زاد تھیں۔ جب سے یہ پیدا ہوئی تھیں آپ انہیں دیکھ رہے تھے۔ خواتین آپ سے حجاب نہ کرتی تھیں۔ آپ نے ہی حضرت زید رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح کیا تھا۔ رب تعالیٰ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے انہیں طلاق دلوائی اور آپ سے نکاح کروایا تاکہ متبنی کی حرمت ختم ہو سکے اور جاہلیت کا رواج اختتام پذیر ہو سکے جیسے کہ رب تعالیٰ نے فرمایا:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ ۔ (الاحزاب:۴۰)

ترجمہ: نہیں ہیں محمد (فداہ روحی) کسی کے باپ تمہارے مردوں میں سے۔

لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ ۔ (الاحزاب:۳۷)

ترجمہ: تاکہ ایمان والوں پر کوئی حرج نہ ہو۔ اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے بارے میں۔

انہوں نے فرمایا: "اولیٰ بات وہی ہے جسے ہم نے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔ اسے ابواللیث سمرقندی نے بیان کیا ہے۔ عطاء کا یہی قول ہے۔ قاضی ابوبکر قیشری نے اسے ہی صحیح کہا ہے اور مستحسن کہا ہے۔ ابن فورک کا یہی قول ہے۔ انہوں نے فرمایا ہے۔ محققین اہل تفسیر کا یہی قول ہے۔ قاضی ابن عربی نے اسی طرح کہا ہے۔"

(۶) آپ کا نکاح ولی اور گواہوں کے بغیر ہو سکتا تھا۔ ائمہ نے کہا ہے: "آپ کے علاوہ دیگر افراد کے نکاح کے لیے ولی اور گواہوں کا ہونا ضروری ہے۔ ولی کا ہونا اس لیے ضروری ہے تاکہ وہ اس کی شادی غیر کف میں نہ کر دے۔ آپ اس اعتبار سے محفوظ ہیں۔ آپ بہترین کف ہیں۔ گواہوں کا ہونا اس لیے ضروری ہے تاکہ فعل پوری طرح ثابت ہو سکے انکار اور نسب کی نفی سے احتیاط ہو سکے۔ آپ اس جہت سے بھی محفوظ ہیں کیونکہ آپ معصوم ہیں۔ آپ کو نہ ولی کی ضرورت تھی نہ ہی گواہوں کی ضرورت تھی۔ اگر کوئی آپ کے فرمان کے خلاف کہے یا انکار کر دے تو آپ کی عصمت کی وجہ سے اس کے قول کی طرف توجہ نہ دی جائے گی، بلکہ شرح المہذب میں ہے کہ وہ آپ کی تکذیب کی وجہ سے کافر ہو جائے گا۔"

(۷) حالت احرام میں آپ کا نکاح منعقد ہو سکتا ہے۔ یہ اصح موقف ہے۔ شیخ ابو حامد علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے: "آپ کے علاوہ

دیگر افراد کو حالت احرام میں عقد نکاح کرنے سے اس لیے منع کیا گیا ہے، کیونکہ اس میں جماع کے دواعی ہوتے ہیں جو اکثر جماع کی طرف لے جاتے ہیں اس سے احرام ساقط ہو سکتا ہے آپ اس سے محفوظ ہیں، کیونکہ آپ ان سے معصوم ہیں۔ اس سے رکنے پر پوری طرح قادر ہیں۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا فرمان اسی پر دلالت کرتا ہے کہ آپ روزہ کی حالت میں اپنی زوجہ کریمہ کا بوسہ لے لیتے تھے۔ آپ کو تم سب سے زیادہ خود پر قابو تھا۔" اسی لیے یہی ثابت ہوتا ہے کہ حالت احرام میں آپ کے لیے نکاح کرنا ممنوع نہ تھا۔ ہمارے ائمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور شفیع مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے حالت احرام میں نکاح کیا تھا۔" اس روایت کو شیخان نے نقل کیا ہے اور علماء نے اس ضمن میں بہت طویل بحثیں کی ہیں۔

(۸) آپ پر واجب نہ تھا کہ اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے مابین باری مقرر کریں یہ دو اقوال میں سے ایک ہے یہ الاصطخری کا قول ہے۔ ایک اور گروہ کا قول ہے۔ امام غزالی نے اسے الخلاصہ میں ذکر کیا ہے۔ "الوجیز" میں اسے یہ تحریر کیا گیا ہے۔ بلقینی نے اسے ترجیح دی ہے۔ شیخ نے اسے اختیار کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ آپ اپنی منشاء سے اسی طرح کرتے تھے کیونکہ اس کو آپ پر واجب کرنا رسالت کے لوازم سے توجہ ہٹانا ہے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کا فرمان بطور دلیل پڑھا ہے۔

تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِیْۤ اِلَیْكَ مَنْ تَشَآءُ ؕ (الاحزاب:۵۱)

ترجمہ: آپ کو اختیار ہے دور کر دیں جس کو چاہیں۔ اپنی ازواج میں سے اور اپنے پاس رکھیں جس کو آپ چاہیں۔

یعنی جسے چاہیں خود سے دور کر دیں۔ آپ ان کے لیے باری مقرر نہ کرتے جسے چاہیں اپنے قریب کر لیں اس کے لیے باری مقرر کر لیں۔ امام قرطبی نے لکھا ہے: "اس آیت طیبہ کے بارے میں اصح قول یہ ہے کہ آپ کو اپنی زوجات کے مابین وسعت حاصل ہے۔ قاضی ابن عربی نے لکھا ہے: "اسی پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔"

(۹) آپ جس خاتون سے چاہیں، اس کے اذن کے بغیر، اس کے ولی کی رضا کے بغیر نکاح کر سکتے تھے۔ قاضی بلقینی نے یہ مؤقف اس روایت سے اخذ کیا ہے جسے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے اس عورت کے متعلق نقل کیا ہے جس نے خود کو آپ کے لیے ہبہ کر دیا تھا۔ آپ نے اسے فرمایا جسے فرمایا تھا: "اس کا نکاح مجھ سے کر دیں۔ اگر آپ کو اس کی ضرورت نہیں ہے۔" آپ نے فرمایا: "میں اس قرآن پاک کے عوض تمہارا اس کے ساتھ نکاح کرتا ہوں جو تمہارے پاس ہے۔" اس واقعہ میں یہ تذکرہ نہیں کہ آپ نے اس عورت سے اذن لیا ہو یا اس کے سرپرست سے اذن لیا ہو۔ جب ایسے واقعات میں احتمال کو دیکھا جاتا ہے تو استدلال ساقط ہو جاتا ہے۔" ہم کہتے ہیں: "ہم اسے تسلیم نہیں کرتے۔ اس ضمن میں امام شافعی کی ایک اور عبارت بھی ہے۔ وہ یہ ہے: "احوال کے واقعات میں تفصیل کے چاہنے کو ترک کرنا گفتگو میں عموم کے قائم مقام ہوتا ہے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے روداد وہ لفظ ہے جس پر عموم

محال ہے۔ وہ عقد کا آپ کی طرف منسوب ہونا ہے۔ آپ نے اسے فرمایا: "میں اس قرآن کے عوض جو تمہارے پاس ہے اس کا تم سے نکاح کرتا ہوں۔" جب آپ نے یہ فرمایا تو کوئی تفصیل نہ مانگی نہ ہی یہ فرمایا کہ اس کے سرپرست ہیں یا اس کا اذن ہے یا نہیں۔"

(۱۰) آپ کے لیے روا تھا کہ خود کسی عورت سے نکاح کر لیں اور طرفین سے ولی بن جائیں عورت یا اس کے ولی کی اجازت کے بغیر ہی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ۔ (الاحزاب:۶)

ترجمہ: نبی کریم مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ ان کے قریب ہیں۔

(۱۱) ایک اعتبار سے معتدہ سے نکاح کرنا بھی روا تھا۔ امام نووی نے لکھا ہے: "یہ غلط ہے۔" جمہور علماء نے اس کا ذکر نہیں کیا بلکہ اس کی تکذیب کی ہے جس نے بات کی ہے، بلکہ قطعی طور پر منع ہے کہ معتدہ کسی سے نکاح کرے۔ قاضی جلال الدین بلقینی نے لکھا ہے: "اس کے منع ہونے کی دلیل یہ ہے کہ آپ سے ایسا کرنا منقول نہیں ہے۔ دوسرے نے آپ کی طرف سے نقل کیا ہے۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے کہ آپ نے انہیں حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے حوالے کیا۔ اس میں ہے کہ میرا گمان ہے کہ آپ نے فرمایا: "یہ ان کے گھر عدت گزاریں گی۔" صحیح میں ہے: "جب ان کی عدت گزر گئی، تو آپ نے ان کے ساتھ وظیفۂ زوجیت ادا کیا۔" اس میں یہ وجہ بالکل باطل ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے شریعت مطہرہ میں عدت اور استبراء وضع کی گئی ہیں، تاکہ انساب کے اختلاط کو دور کیا جاسکے۔ جب یہ اہل جنگ کی عورتوں میں قیدی عورت کے لیے ضروری ہے، پھر یہ اہل اسلام کی اس عورت کے لیے ضروری کیوں نہیں جس کے لیے خاوند کی عدت گزارنا ممکن ہے۔ پاکیزگی حاصل کرنے والی عورت (المستبرأۃ) کے متعلق ایسے قول کو رد کر دیا جائے گا۔ جو کچھ امام غزالی نے لکھا ہے وہ بھی اسی وجہ کے قریب ہے۔ ابن صلاح نے لکھا ہے "یہ غلط ہے۔ یہ منکر ہے۔"

(۱۲) ایک قول کے مطابق ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا نفقہ نہ دینا لیکن اصح موقف اس کے خلاف ہے۔ اس کی دلیل آپ کا یہ قول ہے۔ "میں نے اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا نفقہ ترک نہیں کیا۔ میں نے اپنے مزدور کی محنت کو ترک نہیں کیا۔ یہ صدقہ ہے۔" جب لازم تھا کہ آپ اپنے وصال کے بعد اپنے مال میں سے اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن پر خرچ کریں تو اپنی حیات طیبہ میں ان کے لیے نفقہ واجب کیوں نہ تھا۔ یہ قول باطل ہے۔ یہ علامہ بلقینی کا قول ہے۔

(۱۳) آپ کی زوجہ کریمہ کے لیے حلال تھا کہ رب تعالیٰ اس کا نکاح آپ کے ساتھ کر دے۔ جیسے کہ حضرت زینب کی داستان سے عیاں ہے جیسے رب تعالیٰ نے فرمایا: "زوجنا کھا" یعنی وہ آپ کی زوجہ کریمہ بن گئی ہیں۔ یہ قول کہ آپ نے خود ان کے ساتھ نکاح کیا تھا، اور یہ تاویل کہ اس سے مراد نکاح کو حلال کرنا ہے، مردود ہے، کیونکہ صحیح مسلم

میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ "حضرت زید رضی اللہ عنہ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے کہا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں یاد فرمارہے ہیں۔" انہوں نے کہا: "میں کوئی کام نہ کروں گی حتیٰ کہ میں اپنے رب تعالیٰ سے مشورہ کرلوں۔" وہ اپنی سجدہ گاہ کی طرف گئیں تو رب تعالیٰ نے قرآن پاک نازل کر دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور اذن کے بغیر ان کے پاس چلے گئے۔"

صحیح بخاری میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا ساری ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن پر فخر کرتی تھیں۔ وہ فرماتی تھیں: "تمہارے اصل نے تمہارا نکاح کیا تھا جبکہ میرا نکاح سات آسمانوں کے اوپر اللہ تعالیٰ نے کیا تھا۔" جو اس کی تاویل میں کہا جاتا ہے وہ درست نہیں کیونکہ وہ احادیث کے معارض ہے۔"

(۱۴) اپنی لونڈی کی آزادی کو اس کا حق مہر بنا دینا۔ شیخان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا ان کی آزادی ہی ان کا حق مہر قرار دیا۔ امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کے رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا اور ان کے ساتھ نکاح کر لیا۔ ان سے پوچھا گیا کہ ان کا حق مہر کیا تھا؟ انہوں نے فرمایا: "ان کا نفس ہی۔" یعنی آپ نے بلا عوض انہیں آزاد کر دیا اور مہر کے بغیر ان سے نکاح کر لیا، نہ اس وقت اور نہ ہی بعد میں۔ ابن صلاح اور امام نووی نے "الروضہ" میں اسی قول کو صحیح کہا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "محققین نے اسی قول کو درست قرار دیا ہے اور انہوں نے یہ قطعی قول کیا ہے۔ ابن صلاح نے لکھا ہے: "ان کے اس قول" آپ نے ان کی آزادی کو ہی ان کا حق مہر مقرر کیا" کا معنی یہ ہے کہ آپ نے ان کی آزادی کے علاوہ اور کچھ ان کے لیے مقرر نہ کیا جو مہر کے قائم مقام ہوتا اگرچہ مہر نہ ہوتا۔ یہ علماء کرام کے اس قول کے مطابق ہے "فقر اس کا زادِ راہ ہے جس کا زادِ راہ نہ ہو۔"

امام احمد اور امام اسحاق نے اسے خصوصیت قرار نہیں دیا۔ شیخ نے اسے اختیار کیا ہے۔ ابن حبان نے لکھا ہے "آپ کے اس فعل میں کوئی دلیل نہیں کہ یہ آپ کے ساتھ خاص ہو۔ امت کے لیے نہ ہو اور ان کے لیے روا ہو کیونکہ اس میں آپ کے لیے تخصیص نہ ہو۔"

(۱۵) ایک قول یہ ہے کہ آپ کے لیے روا ہے کہ آپ دو بہنوں اور ماں اور اس کی بیٹی کو ایک اعتبار سے جمع کر سکتے تھے۔ اسے الحناطی نے لکھا ہے علامہ بلقینی نے لکھا ہے کہ یہ قول درست نہیں ہے، کیونکہ اس سے فساد کا اندیشہ ہے کیونکہ آپ نے وضاحت فرما دی تھی کہ آپ کے لیے دو بہنوں کا جمع کرنا حرام تھا اسی طرح اس زوجہ کی بیٹی سے نکاح حرام تھا۔ جس کے ساتھ آپ نے وظیفۂ زوجیت ادا کر لیا ہو۔" شیخان نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں آپ کو چھوڑوں گی نہیں۔ میں چاہتی ہوں کہ میری بہن بھی اس بھلائی

میں شامل ہو جائے۔" آپ نے فرمایا: "میرے لیے یہ حلال نہیں ہے۔" میں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم باتیں کرتے تھے کہ آپ درہ بنت ابی سلمہ سے نکاح کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔" آپ نے پوچھا: "ام سلمہ کی نورنظر؟" میں نے عرض کی: "ہاں!" آپ نے فرمایا: "اگر وہ میرے ہاں پرورش نہ بھی پاتی پھر بھی وہ میرے لیے حلال نہ ہوتی کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی نورنظر ہے۔ مجھے اور ابوسلمہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا تھا۔ مجھ پر اپنی لڑکیاں اور بہنیں پیش نہ کیا کرو۔"

(۱۶) آپ کے لیے روا تھا کہ آپ اجنبیہ کے ساتھ خلوت میں بیٹھ جائیں۔ اسے اپنے پیچھے بٹھالیں اور اس کی طرف دیکھ لیں، کیونکہ آپ معصوم تھے۔ آپ کو تو اپنی ازواجِ مطہرات کے بارے خود پر بڑا اقابو حاصل تھا دوسری عورتوں کے متعلق آپ کی کیفیت کیا ہوگی؟ آپ ہر قبیح فعل سے بری تھے۔ ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حسن سند کے ساتھ حضرت صفیہ جہینہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "وضو کرتے وقت میرا اور آپ کا ہاتھ باری باری ایک ہی برتن میں داخل ہوجاتا تھا۔"

امام بخاری نے حضرت خالد بن ذکوان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا نے کہا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے، حتیٰ کہ آپ میرے قریب ہو گئے۔ آپ میرے بستر پر تشریف فرما ہو گئے جیسے کہ تم میرے ساتھ بیٹھے ہو۔" شیخان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ام حرام بنت ملحان کے ہاں جلوہ افروز ہوتے تھے۔ وہ آپ کو کھلاتی تھیں۔ یہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں۔ ایک دن آپ ان کے ہاں رونق افروز ہوئے۔ انہوں نے آپ کو کھلایا پھر آپ کے گیسوئے معنبر سنوارنے لگیں۔ آپ سو گئے۔

امام بخاری نے ان سے ہی روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے علاوہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر جلوہ افروز ہوجاتے تھے۔ جب آپ سے عرض کی گئی تو فرمایا: "میں ان کا محرم ہوں۔ ان کا بھائی میرے ہمراہ قتل کر دیا گیا۔" ابوعبداللہ الحمیدی نے لکھا ہے۔ "حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ تھیں۔ شاید آپ نے دوام کا ارادہ کیا ہو۔ آپ حضرت ام حرام کے ہاں بھی جلوہ افروز ہوجاتے تھے۔ یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خالہ تھیں۔" حافظ ابوزرعہ العراقی نے شرح التقریب میں لکھا ہے کہ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نہ تو آپ کے لیے محرم تھیں نہ ہی زوجیت میں داخل تھیں۔ یہ خولہ بنت قیس تھیں۔ یہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ ان کے علاوہ تھیں لیکن چچا کی زوجہ محرم نہیں ہوتی۔ اسے آپ کے خصائص میں شمار کرنا بعید نہیں ہے۔ ہمارے اصحاب نے اس کا تذکرہ نہیں کیا۔ کرمانی نے دوسری روایت کے متعلق کہا ہے: "اسے آیۃ الحجاب کے نزول سے قبل پر محمول کیا جائے گا یا ضرورت کے لیے یا فتنہ سے امن کی وجہ سے نظر روا ہو۔" الحافظ نے فتح الباری میں لکھا ہے

کہ جو امر ہمارے لیے قوی دلائل سے ظاہر ہوا ہے کہ یہ آپ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ اجنبیہ کے ساتھ خلوت میں بیٹھ سکتے تھے۔اسے دیکھ سکتے تھے۔ یہ حضرت ام حرام کے قصہ کا صحیح جواب ہے کہ آپ ان کے ہاں تشریف لے جاتے تھے۔وہاں سو جاتے تھے۔وہ آپ کے گیسوئے پاک سنوارتی تھیں، حالانکہ وہ آپ کی محرم نہ تھیں، نہ ہی آپ کی زوجیت میں شامل تھیں۔"ابوعمرو نے لکھا ہے:"میرا گمان ہے کہ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا یا ان کی بہن حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے آپ کو دودھ پلایا ہوگا۔ان میں سے ہر ایک آپ کی رضاعی ماں یا خالہ بن گئی تھیں۔اسی لیے وہ آپ کی زلف معنبر کو سنوارتی تھیں اور آپ ان کے ہاں سو جاتے تھے۔وہاں سے ہر وہ کام سرانجام دیتے جو ایک محرم کے لیے روا ہوتا ہے کہ وہ اپنی محارم میں ادا کرے مسلم کو یہ شک نہیں کہ حضرت ام حرام آپ کی محرم تھیں، پھر انہوں نے حضرت یحییٰ بن ابراہیم سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو اجازت دے رکھی تھی کہ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا آپ کی زلف معنبر کو سنوارے کیونکہ وہ آپ کی خالہ کی طرف سے محرم تھیں کیونکہ حضرت عبدالمطلب کی والدہ بنو نجار سے تھیں۔"انہوں نے یونس بن عبدالاعلیٰ کی سند سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"ہمیں ابن وھب نے بیان کیا ہے کہ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا آپ کی رضاعی خالاؤں میں سے ایک تھیں اسی لیے آپ قیلولہ وہاں کرتے تھے ان کی آغوش میں سو جاتے تھے اور وہ آپ کے گیسوئے پاک سنوارتی تھیں۔"

حضیری نے لکھا ہے کہ اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے جسے امام بخاری نے اسحاق بن عبداللہ کی سند سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"مجھے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے خالو حرام جو ام سلیم کے بھائی تھے کو ستر شہسواروں کے ساتھ بھیجا کرتے تھے۔یہی حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ ہیں۔اس اعتبار سے وہ آپ کے رضاعی خالو تھے۔"لیکن ان کے اس قول میں اعتراض کی گنجائش ہے۔حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں بعث ام سلیم"، میں"السنن" کی طرف لوٹ رہی ہے۔حضرت حرام ام سلیم رضی اللہ عنہا کے بھائی تھے۔حضرت انس رضی اللہ عنہ کے خالو تھے۔ اس میں اختلاف نہیں۔

امام نووی نے لکھا ہے"علماء کا اتفاق ہے کہ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا آپ کی محرم تھیں۔اس کی کیفیت میں اختلاف ہے۔ ابن عبدالبر نے لکھا ہے کہ وہ رضاعی خالاؤں میں سے ایک تھیں۔دوسرے علماء نے فرمایا ہے کہ وہ آپ کے والد گرامی یا دادا جان کی خالہ تھیں کیونکہ جناب عبدالمطلب کی والدہ بنو نجار میں سے تھیں۔ابن الملقن نے ان کا تعاقب کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"انہوں نے جو یہ ذکر کیا ہے کہ وہ آپ کی محرم تھیں اس میں اختلاف ہے جو آپ کے نسب پاک اور ام حرام کے نسب سے آگاہ ہے وہ جانتا ہے کہ ان کے مابین محرمیت نہ تھی۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معصوم تھے۔ اجنبیہ کے ساتھ خلوت میں بیٹھنا ممنوع ہے۔یہ نہی حرمت کی ہے۔آپ کے اس مبارک فعل کو اختصاص پر محمول کیا جائے گا۔ہمارے بعض شیوخ نے یہی دعویٰ کیا ہے۔

امام نووی کی طرف سے یہ جواب دیا گیا ہے کہ انہوں نے یہ ارادہ نہیں کیا کہ وہ آپ کے نسب کے اعتبار سے محرم تھیں وہ سارے لوگوں سے زیادہ آپ کے اور ان کے نسب سے آگاہ تھے۔ انہوں نے رضاعت کی محرمیت کا ارادہ کیا ہے۔ جیسے ابن عبد البر نے لکھا ہے۔ وہ بلاشبہ اسی طرف گئے ہیں۔ قاضی ابن عربی، ابن وھب وغیر ہما نے لکھا ہے کہ آپ معصوم تھے۔ آپ کو اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے متعلق خود پر قابو تھا۔ دوسروں کے متعلق کیسی کیفیت ہو سکتی ہے۔ آپ ہر قبیح فعل سے پاک ہیں۔ یہ آپ کے خصائص میں سے ہے۔" پھر فرمایا: "شاید یہ حجاب سے پہلے کی بات ہو۔"
الحافظ نے لکھا ہے: "یہ قول بھی رد ہے کیونکہ یہ واقعہ حجاب کے احکام کے نزول کے بعد کا ہے یہ حجۃ الوداع کے بعد کا واقعہ ہے۔ حافظ دمیاطی نے لکھا ہے: "وہ شخص غافل ہے جس نے یہ کہا ہے کہ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا آپ کی رضاعی خالاؤں میں سے تھیں یا نسبی تعلق تھا۔ ہر وہ شخص درست قول نہیں رکھتا جس نے ان کے لیے ایسا رشتہ ثابت کیا ہے جو محرمیت کا تقاضا کرتا ہوں کیونکہ آپ کی نسبی امہات اور آپ کی رضاعی مائیں معلوم ہیں ان میں سے ایک انصاری خاتون نہیں ہے سوائے حضرت عبد المطلب کی والدہ کے۔ یہ سلمی بنت عمرو بن زید تھیں جبکہ ام حرام بنت ملحان بن خالد رضی اللہ عنہا ہیں۔ حضرت ام حرام اور سلمی کا نسب عامر بن غنم پر ملتا ہے۔ اس خوولت سے محرمیت ثابت نہیں ہوتی، کیونکہ یہ مجازی خوولت ہے۔ یہ اسی طرح ہے جیسے آپ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا۔ "یہ میرے خالو ہیں۔" کیونکہ وہ بنو زھرہ سے تھے۔ وہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے رشتہ دار تھے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے نسبی بھائی نہ تھے نہ ہی رضاعی بھائی تھے۔" حافظ دمیاطی نے لکھا ہے کہ روایت میں یہ تذکرہ نہیں جو اس امر پر دلالت کرتی ہو کہ آپ ام حرام رضی اللہ عنہا کے ساتھ خلوت میں ہوتے تھے شاید اس وقت ان کا بیٹا یا خادم یا خاوند یا تابع موجود ہوتا ہو۔"
الحافظ نے لکھا ہے "یہ قوی احتمال ہے لیکن یہ اصل اشکال کو دور نہیں کرتا کیونکہ وہ آپ کے گیسوئے پاک بھی سنوارتی تھیں۔ اس سے قرب باقی رہتا ہے۔ اسی طرح ان کی آغوش میں سو جانا۔ میرے نزدیک احسن جواب خصوصیت ہے۔ یہ اسے رد نہیں کرتا کہ خصوصیت دلیل کے ساتھ ثابت ہوتی ہے۔ دلیل اس پر واضح ہے۔"
حافظ دمیاطی نے لکھا ہے: "اس شخص نے حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کے متعلق وہم کیا ہے جس نے انہیں آپ کی رضاعی خالاؤں میں شمار کیا ہے یا نسبی خالہ ثابت کیا ہے۔ یا ان کے لیے ایسی خوولۃ ثابت کی ہے جو محرمیت کو ثابت کرتی ہو کیونکہ آپ کی نسبی مائیں اور رضاعی مائیں تمام کی تمام مضر اور ربیعہ مرعی سے تھیں یہ بنو اسماعیل، جرہم قضاء اور خزاعہ میں سے تھیں۔ وہ بنو عامر نجار اور بنو ازد میں سے تھیں۔ ان میں سے اوس اور خزرج میں سے کوئی بھی نہ تھیں سوائے سلمی بنت عمرو کے، حرام سلیم رضی اللہ عنہا، ام حرام رضی اللہ عنہا، ام سلیم رضی اللہ عنہا، ام عبد اللہ رضی اللہ عنہا سب نے اسلام قبول کیا تھا۔ آپ نے ملحان کی اولاد کو بیعت کیا تھا۔ ملحان کا نام مالک بن خلال بن زید تھا۔ ملحان اور سلیمی عامر بن غنم پر ملتے ہیں یہ بعید خوولت ہے جو محرمیت کو ثابت نہیں کرتی لیکن اہل عرب اسے بہت زیادہ استعمال کرتے تھے۔ جیسے آپ نے حضرت سعد

رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: "یہ میرے ماموں ہیں ذرا کوئی شخص مجھے اپنا ماموں تو دکھائے۔"
حالانکہ حضرت آمنہ بنت وھب بن عبد مناف رضی اللہ عنہا ہیں یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس قول کی مانند ہے "میں نے اپنے ماموں سے کہا" یعنی عاص بن ہاشم سے، حالانکہ اب ان کی والدہ ام عمرو بنت ہاشم ہیں جو عاص کی چچازاد تھیں، جیسے کہ آپ مدینہ طیبہ میں اپنی کسی زوجہ کریمہ کے پاس تشریف لے گئے۔ ایک باجمال عورت دیکھی۔ پوچھا: "یہ کون ہے؟" انہوں نے عرض کی: "آپ کی خالاؤں میں سے ایک ہے یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم۔" آپ نے فرمایا: "عجیب وغریب بات ہے کہ اس سرزمین میں میری خالہ۔" انہوں نے عرض کی: "یہ خالدہ بنت اسود بن عبد یغوث بن وھب ہیں۔ آپ نے فرمایا: "وہ ذات پاک ہے جو مردہ میں سے زندہ کو نکالتی ہے۔ اس کا باپ اسود مذاق اڑانے والوں میں سے ایک تھا۔ وہ حالت کفر میں مرا تھا۔" یہ آپ کے ماموں کی بیٹی تھیں۔ اس طرح کی مثالیں کثیر ہیں۔ جب ماں باپ کے قبیلہ کے علاوہ کسی اور قبیلے سے ہو تو ماں کا قبیلہ استعارہ اور مجازی طور پر ماموں ہی کہلاتا ہے۔" انہوں نے طویل کلام ذکر کیا، پھر فرمایا: "جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے اس سے عیاں ہوتا ہے کہ یہ حضرات ام حرام اور ام سلیم رضی اللہ عنہما کے لیے خصوصیت تھی۔ یہ حکم ان دونوں کے ساتھ خاص تھا۔ (واللہ اعلم)

آٹھواں باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصوصی فضائل اور کرامات

(ا) نکاح کے متعلقہ

اس میں کئی مسائل ہیں:

(۱) آپ کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ کے حق میں نکاح مطلق عبادت ہے جیسے کہ امام سبکی نے فرمایا ہے وہ کسی اور کے حق میں عبادت نہیں ہے، بلکہ ہمارے نزدیک یہ مباحات میں سے ایک مباح ہے۔ عبادت اس کے لیے عارضہ ہے۔

(۲) آپ کی نورِ نظر کے متعلق مہرمثل کا تصور بھی نہیں ہوسکتا، کیونکہ ان کی مثل نہیں ہے۔ اسے امام بکری سے روایت کیا گیا ہے یہ حسن بلیغ ہے۔

(۳) آپ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے وجود کو چادروں میں دیکھنا بھی حرام ہے۔ قاضی عیاض نے یہی صراحت کی ہے انہوں نے اس روایت سے استدلال کیا ہے جسے "المؤطا" میں روایت کیا گیا ہے کہ جب حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہو گیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں لوگوں سے پردہ میں کر دیا تا کہ لوگ ان کے وجود کو نہ دیکھ سکیں۔ جب

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا تو ان کے جسم کے اوپر قبہ بنا دیا گیا تا کہ ان کا وجود مخفی ہو جائے۔" الحافظ نے کہا ہے "جو کچھ انہوں نے ذکر کیا ہے کہ یہ دعویٰ کہ ان پر یہ فرض تھا اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ آپ کے بعد وہ باہر تشریف لاتی تھیں۔ وعظ و نصیحت فرماتی تھیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد کے افراد ان سے احادیث سنتے تھے۔ وہ جسموں کو تو ڈھانپے ہوتی تھیں مگر وجود کو نہیں صحیح بخاری میں حضرت ابن جریج کے لیے حضرت عطا کا قول ہے کہ جب انہوں نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے طواف کا تذکرہ کیا انہوں نے پوچھا: "کیا حجاب سے پہلے یا بعد میں۔" انہوں نے کہا: "مجھے اپنی زندگانی کی قسم! میں نے انہیں حجاب کے بعد پایا ہے۔"

(۴) ایک قول کے مطابق جب وہ کسی بڑے شخص کو دودھ پلا دیتی تو وہ ان کی خدمت میں حاضر ہو سکتا تھا۔ دیگر سارے لوگوں کی کیفیت اس طرح نہیں ہوتی مگر جبکہ وہ چھوٹے ہوں۔"

(۵) ان کے لیے معلوم "رضعات" ہیں دیگر خواتین کے لیے بھی معلوم رضعات ہیں۔ طاؤس کا یہ قول ہے۔ وارد ہے کہ ان کے لیے دس رضعات ہیں اور دیگر خواتین کے لیے دس رضعات ہیں۔"

(۶) آپ کی ازواجِ مطہرات امہات المؤمنین ہیں خواہ وہ آپ کی حیات طیبہ میں وصال کر گئیں ہوں یا بعد میں ان کا وصال ہوا ہو۔ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ (الاحزاب:۶)

ترجمہ: اور آپ کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔

امام شافعی نے لکھا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے ساتھ نکاح کسی حال میں بھی حلال نہیں ہے، لیکن اگر ان کی بیٹیاں ہوں تو وہ حرام نہیں ہیں، کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی نورانِ نظر کی شادیاں کیں حالانکہ وہ مؤمنین کی بہنیں ہیں۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ ان پر امومت کا اطلاق ان کے ساتھ نکاح کرنے، ان کے احترام کا واجب ہونے، ان کی اطاعت کرنے کے اعتبار سے ہے لیکن ان کے لیے امومت کا حکم دیکھنے کے اعتبار سے، خلوت اور سفر کرنے کے اعتبار سے نہیں ہے نہ ہی یہ نفقہ اور میراث کے اعتبار سے ہے۔ ان کی امومت مسلمانوں کے احوال اور حالات کی طرف متعدی نہیں ہوتی۔ "الروضۃ" میں امام بغوی سے یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ وہ مردوں کے لیے تو امہات ہیں مگر عورتوں کے لیے نہیں کیونکہ "امومت" کا فائدہ مردوں کے لیے ہے کیونکہ نکاح عورتوں کے حق میں مفقود ہے۔" ابن ابی حاتم نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس طرح روایت کیا ہے۔

(۷) ایک قول کے مطابق ان کے لیے حج اور عمرہ کے لیے نکلنا حرام تھا۔ ان کے لیے واجب ہے کہ وہ آپ کے بعد اپنے گھروں میں ٹھہری رہیں۔ یہ دونوں اقوال میں سے ایک قول ہے۔ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ ۔ (الاحزاب:۳۳)

ترجمہ: اور ٹھہری رہو اپنے گھروں میں۔

ابن سعد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سراپا کرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے وقت اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے فرمایا تھا: "یہ حج ہے پھر حصر کا ظہور ہو گا۔" انہوں نے فرمایا: "وہ سب حج کرتی تھیں سوائے حضرت سودہ اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے۔ وہ فرماتی تھیں: "ہم حضور اکرم ﷺ کے وصال کے بعد سواری کو حرکت نہ دیں گی۔"

(۸) جسے آپ نے حیات طیبہ میں جدا کر دیا ہو جیسے پناہ طلب کرنے والی یا جن کے پہلو پر سفید نشان دیکھا تھا۔ وہ کسی اور کے لیے حرام ہو جائے گی یہ ارجح مؤقف ہے جو "الروضہ" میں ہے اس پر امام شافعی نے احکام القرآن میں نص بیان کی ہے۔ ابن صلاح نے لکھا ہے: "انہوں نے یہ مؤقف قرآن پاک کے ظاہر سے لیا ہے یہ امام شافعی کی نص کا ظاہر ہے۔"

(۹) اس لونڈی سے نکاح بھی حرام ہے جس کے ساتھ آپ نے مباشرت کی ہو۔ جیسے ام ابراہیم (علیہ السلام و رضی اللہ عنہا) اگرچہ وہ اپنے نقص (غلامی) کی وجہ سے ام المؤمنین نہ بن سکیں تھیں۔

(۱۰) اگر آپ نے اسے فروخت کر دیا اس کی حرمت باقی رہے گی۔

(۱۱) آپ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن ساری خواتین سے افضل ہیں۔ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ۔ (الاحزاب:۳۲)

ترجمہ: اے نبی کی ازواج تم نہیں ہو۔ دوسری عورتوں میں سے کسی عورت کی مانند اگر تم پرہیزگاری اختیار کرو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: "رب تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ تمہاری قدر میرے نزدیک تمہارے علاوہ دیگر صالحات عورتوں کی مانند نہیں ہے تم میرے ہاں ان سے معزز ہو۔ تمہارا اجر و ثواب میرے ہاں سب سے زیادہ ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ رب تعالیٰ نے انہیں اپنے رسولِ محترم ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی حیثیت سے دنیا اور آخرت میں چن لیا ہے۔ اس میں اختلاف ہے کہ کیا مراد یہ ہے کہ وہ اپنے زمانہ کی ساری عورتوں سے افضل ہیں یا اس کے بعد بھی یا یہ فرمان اس سے اعم ہے۔ ان دونوں اقوال کو ماوردی اور الرویانی نے بیان کیا ہے۔

(۱۲) ان کے لیے حلال نہیں ہے کہ آپ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے پردے کے پیچھے کے علاوہ کچھ سوال کیا جائے۔ رب تعالیٰ نے فرمایا:

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ۔ (الاحزاب:۵۳)

ترجمہ: اور جب تم مانگو ان سے کوئی چیز تو مانگو پس پردہ ہو کر۔

قاضی اور امام نووی نے شرح مسلم میں لکھا ہے کہ بلا اختلاف ان کے لیے چہرے اور ہاتھوں کا پردہ بھی لازم تھا گواہی وغیرھا میں ان کے لیے جائز نہ تھا کہ وہ ان سے پردہ اٹھائیں۔"

(۱۳) آپ کی نورانِ نظر کے نکاح میں ہوتے ہوئے کسی اور سے نکاح روا نہیں تھا۔ شیخان نے حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ فرما رہے تھے۔ آپ اس وقت منبر پر جلوہ افروز تھے کہ بنو ہشام بن مغیرہ نے اذن طلب کیا ہے کہ وہ اپنی بیٹی کی شادی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کر دیں۔ انہیں کوئی اذن نہیں۔ انہیں کوئی اذن نہیں۔ انہیں کوئی اذن نہیں، مگر جبکہ علی میری نورِ نظر کو طلاق دے دیں اور ان کی بیٹی سے نکاح کر لیں۔ میری فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہیں جو چیز انہیں شک میں ڈالتی ہے وہ مجھے بھی شک میں ڈالتی ہے۔ جو چیز انہیں اذیت دیتی ہے وہ مجھے بھی اذیت دیتی ہے۔" الحافظ نے لکھا ہے کہ شاید کہ آپ کے خصائص میں سے ہو کر آپ کی نورِ نظر پر کسی اور سے نکاح کرنا حرام ہو۔ شیخ ابو علی السنجی نے شرح التلخیص میں یہی لکھا ہے کہ آپ کی نورانِ نظر پر کسی اور سے نکاح کرنا حرام ہے۔"

محب الطبری نے کہا ہے "شاید ارادہ اس کا ہے جو نبوت کے ساتھ آپ کی طرف منسوب ہو۔ اس پر وہ روایت کرتی ہے جسے امام احمد اور حاکم نے عبید اللہ بن رافع سے، الطبرانی نے ثقہ راویوں سے ام بکر بنت مسود سے، انہوں نے مسور بن مخرمہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "انہوں نے ان کی طرف حسن بن حسن کو بھیجا تا کہ ان کی بیٹی کے لیے پیغام نکاح دے انہوں نے قاصد سے کہا: "انہیں کہنا کہ وہ اس کے ذکر کے وقت مجھ سے آ کر ملیں۔ وہ ان سے ملے، مسور نے رب تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی۔ انہوں نے کہا: "بخدا! کوئی نسب، سبب اور سسرالی رشتہ داری مجھے تم سے محبوب نہیں ہے لیکن حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہیں جو چیز مجھے تنگ کرتی ہے وہ انہیں بھی تنگ کرتی ہے جو چیز مجھے کشادہ کرتی ہے وہ انہیں بھی کشادہ کرتی ہے۔ روز حشر سارے انساب کٹ جائیں گے مگر میرا نسب اور دوستی۔" تمہارے ہاں ان کی نورِ نظر ہے۔ اگر میں نے ان پر نکاح کر دیا تو وہ تنگ دل ہوں گی تم ان کے لیے معذور سمجھتے ہوئے چلے جاؤ۔"

علامہ الطبری نے لکھا ہے کہ اس سے یہی عیاں ہوتا ہے کہ وصال کر جانے والے کے لیے بھی اس امر کی رعایت کی جاتی ہے جس کی رعایت زندہ کے لیے کی جاتی ہے۔" شیخ نے لکھا ہے "اگر یہ عموم لیا جائے تو اس کا تقاضا یہ ہے کہ روز حشر تک آپ کی بیٹیوں پر نکاح کرنا حرام ہے۔ اس میں توقف ہے۔

(۱۴) مباشرت اور گرفت میں آپ کو چالیس افراد کی قوت عطا کی گئی تھی۔ امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ ایک ہی وقت میں اپنی ساری ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے وظیفۂ زوجیت ادا کر لیتے تھے۔ ان کی تعداد گیارہ تھی۔" میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: "کیا آپ میں اتنی قوت تھی؟" انہوں نے کہا: "ہم گفتگو کرتے تھے کہ آپ کو تیس افراد کی قوت عطا کی گئی تھی۔" ابن سعد نے مجاہد اور طاؤس سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ کو مباشرت میں چالیس افراد کی قوت دی گئی تھی۔" الطبرانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا

ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''مجھے چار امور میں ترجیح دی گئی ہے۔ (۱) فیاضی (۲) شجاعت (۳) کثرت مباشرت (۴) گرفت۔ حضرت مقاتل سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو ستر اور کچھ جوانوں کی قوت عطا کی گئی تھی۔ مجاہد سے روایت ہے کہ آپ کو چالیس جنتی مردوں کی قوت عطا کی گئی تھی۔ ایک جنتی شخص کی قوت اہلِ دنیا میں سے ایک سو افراد کے برابر ہے۔ یہ چار ہزار افراد کی قوت ہے۔ اس سے وہ اشکال دور ہو جاتا ہے جو بعض نے پیدا کیا ہے کہ آپ کو چالیس افراد کی قوت کیسے عطا کی گئی جبکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو ایک سو یا ایک ہزار افراد کی قوت عطا کی گئی تھی۔ وہ اس جواب کے تکلف کی طرف محتاج ہے۔

ابن سعد نے جید سند کے ساتھ حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے یہ روایت مرسل ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''حضرت جبرائیل امین ایک ہنڈیا لے کر آئے میں نے ان میں سے کھایا فرمایا: مجھے وظیفۂ زوجیت میں چالیس افراد کی قوت عطا کر دی گئی دوسرے الفاظ میں ہے'' اگر میں ایک ہی وقت میں اپنی ساری ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے وظیفۂ زوجیت ادا کرنا چاہوں تو اس طرح کر سکتا ہوں۔''

قاضی ابو بکر ابن عربی نے لکھا ہے: ''رب تعالیٰ نے اپنے محبوب مکرم ﷺ کو عظیم خصوصیت عطا کی تھی وہ کم کھانا اور مباشرت پر قدرت تھی۔ آپ غذا میں سارے لوگوں سے زیادہ قناعت کرتے تھے۔ آپ کو ایک ٹکڑا کافی ہو جاتا تھا ایک کھجور سے آپ سیر ہو جاتے تھے لیکن مباشرت میں سارے لوگوں سے زیادہ قوی تھے۔''

دوسری نوع

نکاح کے علاوہ خصوصیات

(۱) آپ اپنے پیچھے سے اسی طرح دیکھ لیتے تھے جیسے آگے سے دیکھ لیتے تھے۔ شیخان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم دیکھتے ہو کہ میرا قبلہ اس طرف ہے۔ بخدا! مجھ سے تمہارے رکوع اور خشوع مخفی نہیں ہیں۔ میں تمہیں اپنے پیچھے سے دیکھ لیتا ہوں۔'' امام مالک اور احمد نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''مجھے اس ذات کی قسم! جس کے دست تصرف میں میری جان ہے میں اپنے پیچھے سے اسی طرح دیکھ سکتا ہوں جیسے اپنے سامنے سے دیکھ لیتا ہوں۔ عمدہ طریقے سے صفیں بنایا کرو اور عمدہ طریقے سے رکوع کیا کرو۔'' اس طرح کی اور بھی روایات بہت سی ہیں۔

محققین نے کہا ہے ''یہ احادیث اپنے ظاہر پر ہیں۔ یہ دیکھنا حقیقی ادراک تھا جو آپ کے ساتھ خاص تھا۔ یہ آپ کا

معجزہ تھا۔امام بخاری کے عمدہ فعل کا بھی یہی تقاضا ہے انہوں نے یہ حدیث معجزات نبوت میں ذکر کی ہے۔امام احمد وغیرہ سے بھی اسی طرح نقل کیا گیا ہے۔امام مسلم کی ظاہر روایت بھی اسی طرح ہے۔"میں اپنے پیچھے بھی اسی طرح دیکھ لیتا ہوں جیسے اپنے سامنے دیکھتا ہوں۔"یہ ادراک آپ کے معجزات میں سے تھا۔آپ بغیر مقابلہ (آمنے سامنے) کے دیکھ لیتے تھے، کیونکہ اہل السنۃ کے نزدیک عقلاً مخصوص عضو، مقابلہ اور قرب کی شرط رویت کے لیے نہیں ہے۔ یہ عادی امور ہیں۔عقل کی رو سے ان کے معدوم ہونے سے بھی ادراک حاصل ہوسکتا ہے۔اسی لیے انہوں نے آخرت میں رؤیت باری تعالیٰ کو جائز کہا ہے۔ یہ مؤقف اہل البدع کے خلاف ہے۔"ایک قول یہ ہے کہ آپ کے مبارک شانوں کے مابین سوئی کے ناکے کی مانند دو آنکھیں تھیں آپ ان کے ذریعے دیکھ لیتے تھے۔کپڑا وغیرہ ان کے لیے حجاب نہ بنتا تھا۔"شارح قدوری نجم الدین مختار بن محمود حنفی نے اپنے"رسالہ ناصریہ"میں اس قول کا تذکرہ کیا ہے۔

(۲) عذر کے بغیر بیٹھ کر نفل ادا کرنا کھڑے ہو کر نفل ادا کرنے کی طرح تھے۔امام مسلم اور ابو داؤد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا۔میں نے دیکھا کہ آپ بیٹھ کر نفل ادا کر رہے تھے۔میں نے عرض کی:"یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی بہ نسبت نصف اجر ملتا ہے۔آپ بیٹھ کر پڑھ رہے ہیں۔" آپ نے فرمایا:"ہاں! لیکن میں تم میں سے کسی ایک کی مثل نہیں ہوں۔"

امام نووی نے لکھا ہے کہ"میں تم میں کسی ایک کی مثل نہیں ہوں۔"ہمارے اصحاب کے نزدیک خصوصیت کی وجہ سے فرمایا تھا آپ کے بیٹھ کر نفل پڑھنے کو کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی مانند بنا دیا گیا، جبکہ آپ کھڑے ہونے پر قادر ہوں۔ یہ آپ کی خصوصیت ہے۔قاضی نے لکھا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ آپ کو قیام کی وجہ سے شدید تکلیف ہوتی تھی کیونکہ لوگوں نے آپ کو بہت اذیتیں دی تھیں۔عمر کا بھی تقاضا تھا آپ کا اجر تام تھا۔ یہ اس شخص کے برعکس ہے جس کا کوئی عذر نہ ہو۔"

علامہ نووی نے لکھا ہے:"یہ ضعیف یا باطل ہے کہ اگر آپ کے علاوہ کوئی اور معذور ہو تو اسے بھی مکمل ثواب ملتا ہے اگرچہ وہ قیام پر قادر ہو۔اگر آپ معذور کی طرح ہوں تو خصوصیت باقی نہیں رہتی۔ یہ تقدیر مستحسن بھی نہیں ہے۔صحیح وہی ہے جسے ہمارے اصحاب نے ذکر کیا ہے۔آپ کا قدرت کے باوجود بیٹھ کر نفل ادا کرنا ثواب میں کھڑے ہو کر نوافل ادا کرنے کی طرح ہیں۔ یہ آپ کے خصائص میں سے ہے۔

(۳) آپ کے اعمال نافلہ (اضافہ) ہیں۔امام احمد نے صحیح سند کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ان سے آپ کے روزوں کے متعلق پوچھا گیا۔انہوں نے فرمایا:"تم آپ کے عمل کی طرح عمل کر سکتے ہو آپ کے تو

اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف کر دیے گئے تھے۔ آپ کے اعمال اضافہ (نافلہ) تھے۔ مسئلہ نمبر ۲۷ میں آپ پر واجبات اور ان کے متعلقہ امور کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

(۴) نمازی اپنے اس قول کے ساتھ آپ کو مخاطب کرتا ہے: "السلام علیك ایها النبی و رحمة الله و برکاته" دیگر افراد کو اس طرح مخاطب نہیں کیا جا سکتا یہ تشہد کی روایت میں ثابت ہے۔ صحیح موقف کے مطابق حضور اکرم ﷺ کو اس طرح مخاطب کرنا واجب ہے۔" امام سبکی نے لکھا ہے کہ آپ پر سلام بھیجنے کی دو کیفیتیں ہیں:

(۱) آپ پر سلام بھیجنے سے قصد رب تعالیٰ سے آپ کے لیے دعا کرنا مقصود ہو خواہ وہ غیب کے صیغہ کے ساتھ ہو یا مخاطب کے صیغہ کے ساتھ جیسے علیہ الصلوٰۃ والسلام، یا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم یا علیک الصلوٰۃ والسلام خواہ آدمی آپ سے دور ہو یا قریب ہو اس کے متعلق کہا گیا ہے کہ یہ آپ کی خصوصیت ہے۔ یہ امت کی خوبی نہیں، حتیٰ کہ آپ کے علاوہ کسی امتی پر اس طرح سلام نہیں بھیجا جا سکتا، مگر تبع میں جیسے صلوٰۃ علیہ، لیکن یوں نہیں کیا جا سکتا فلاں علیہ السلام۔

(۲) وہ سلام جس سے تحیہ مراد ہو جیسے زیارت کرنے والے کا سلام۔ جب وہ آپ کی قبر انور پر حاضر ہو۔ یہ آپ کے ساتھ مختص نہیں بلکہ یہ امت کو بھی شامل ہے۔

یہی تقاضا اس تشریح کا ہے جسے امام جلیل ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن یزید المقبری نے بیان کیا ہے۔ یہ بخاری کے اکابر شیوخ میں سے ہیں۔ "جو شخص بھی مجھ پر سلام پیش کرتا ہے۔" یہ زیارت کے متعلق روایت ہے "جب کوئی مسلمان میری زیارت کے لیے آتا ہے وہ مجھے سلام کرتا ہے تو رب تعالیٰ میری روح کو لوٹا دیتا ہے حتیٰ کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔" جہاں تک اس روایت کا تعلق ہے "ایک فرشتہ میرے پاس آیا اس نے عرض کی: "محمد عربی صلی اللہ علیک وسلم! کیا آپ اس بات پر راضی نہیں کہ آپ کا جو امتی آپ پر ایک بار درود پڑھے گا میں اس پر دس بار درود پڑھوں گا جو آپ پر ایک بار سلام بھیجے گا میں اس پر دس بار سلام بھیجوں گا۔" ظاہر ہے کہ وہ سلام میں نوع اول پر ہیں۔

(۵) آپ کی آواز مبارک پر آواز بلند کرنا حرام ہے۔ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ① يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ (الحجرات:۱،۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! آگے نہ بڑھا کرو اللہ اور اس کے رسول سے اور ڈرتے رہا کرو۔ اللہ تعالیٰ سے بیشک اللہ سب کچھ سننے والا، جاننے والا ہے۔ اے ایمان والو! نہ بلند کیا کرو۔ اپنی آوازوں کو نبی کریم کی آواز سے اور نہ زور سے آپ کے ساتھ بات کیا کرو۔ جس طرح زور سے تم ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہو کہیں ضائع نہ ہو جائیں تمہارے اعمال۔

امام رازی نے لکھا ہے کہ اس سے مراد حقیقت میں آواز بلند کرنا ہے کیونکہ آواز بلند کرنا اختتام اور ترک احترام کی دلیل ہے۔علماء کرام نے فرمایا ہے:"آیت طیبہ کا مفہوم حضور اکرم ﷺ کی تعظیم کا حکم دینا ہے۔آپ کے حضور آواز پست کرنا مخاطب کرتے وقت آواز پست کرنا ہے،یعنی آپ محو تکلم ہوں اور تم بھی بات کرو تو تم پر لازم ہے کہ تمہاری آواز اس حد تک نہ پہنچے جہاں تک آپ کی آواز پہنچ رہی ہو۔تم آپ کی آواز سے اپنی آواز پست کرلو۔اس حیثیت سے کہ آپ کا کلام تمہارے کلام پر غالب ہو۔آپ کی صدا مبارک تمہاری آواز سے بلند ہو حتیٰ کہ آپ کی فضیلت تم پر واضح نظر آئے۔آپ کی رفعت تم پر عیاں لگے۔"امام قرطبی نے لکھا ہے"اس میں یہ غرض نہیں کہ رفع صوت اور بلند آواز سے مراد استخفاف یا استہانت مقصد ہو یہ کفر ہے حالانکہ مخاطب اصل ایمان ہیں۔مقصد بنفسہ آواز ہی ہے۔

تنبیہ

علامہ قاضی ابن عربی نے کہا ہے"آپ کے وصال کے بعد بھی آپ کی حرمت ایسی ہی ہے جیسے ظاہری حیات طیبہ میں تھی۔آپ کا کلام اقدس وصال کے بعد رفعت میں اسی طرح ہے جیسے آپ سے الفاظ سنے گئے تھے۔جب آپ کا کلام پڑھا جا رہا ہو تو حاضرین محفل پر لازم ہے کہ وہ اپنی آواز کو بلند نہ کریں وہ اس سے اعراض نہ برتیں جیسے کہ پہلے اس پر لازم تھا۔یہ اس محفل کے آداب ہیں جہاں آپ کے کلام مقدس کی تلاوت ہو رہی ہو۔رب تعالیٰ نے اس کی دائمی حرمت بیان کی ہے جس کی حرمت مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ باقی ہے۔رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا ۔ (الاعراف:۲۰۴)

ترجمہ: اور جب پڑھا جائے قرآن تو کان لگا کر سنو اسے اور چپ ہو جاؤ۔

آپ کا کلام اقدس بھی وحی ہے۔ان کی حکمت قرآن پاک کی طرح ہے،مگر معانی مستثنیٰ ہیں ان کی تفصیل کتب فقہ میں مذکور ہے۔جب صرف آواز کو بلند کرنا اعمال کو ضائع کر دیتا ہے تو پھر امراء کو اور عمدہ افکار کو آپ کی سنن سے بلند کرنے کی سزا کے بارے تمہارا گمان کیا ہے۔

(۶) جب آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کسی جامع امر کے لیے آپ کے ہمراہ ہوں جیسے خطبہ،جہاد اور رباط کے لیے تو ان میں سے کوئی بھی اپنے کام کے لیے نہ جاتا حتیٰ کہ وہ آپ سے اذن لیتا،جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰۤى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ؕ (النور:۶۲)

ترجمہ: بس سچے مومن تو وہ ہیں جو ایمان لائے ہیں اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر اور جب ہوتے ہیں آپ کے ساتھ کسی اجتماعی کام کے لیے تو چلے نہیں جاتے جب تک کہ آپ سے اجازت نہ لے لیں۔

جب یہ مقید مذہب ہے کہ وہ اس سرزمین میں اپنی ضرورت کے لیے بھی آپ کی اجازت کے بغیر نہیں جاسکتے تو پھر تفاصیل الدین، اس کے اصول وفروع، دقیق وجلیل میں کیا اجازت ہے کہ آپ کی اجازت کے بغیر ہم نکل سکیں۔

فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (النحل:۴۳)

ترجمہ: پس دریافت کرلو اہل علم سے اگر تم خود نہیں جانتے۔

(۷) حجرات مقدسہ سے باہر آپ کو صدا دینا حرام ہے، جیسے کہ ارشادِ ربانی ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ (الحجرات:۴)

ترجمہ: بے شک جو لوگ پکارتے ہیں آپ کو حجروں کے باہر سے ان میں سے اکثر ناسمجھ ہیں۔

استدلال کی وجہ یہ ہے کہ رب تعالیٰ نے یوں کرنے والے کو عقل سے عاری کہا ہے یعنی اسے احکام شرعیہ کی سمجھ نہیں اس سے یہ دلیل ملتی ہے کہ آپ کو حجرات مقدسہ سے صدا نہ دینا احکام شرعیہ میں سے ہے۔

(۸) آپ کو آپ کے نام سے پکارنا حرام ہے۔ جیسے یا محمد، یا احمد کہنا، بلکہ یوں عرض کی جائے گی: ''یا نبی اللہ، یا رسول اللہ! یا خیرۃ اللہ صلی اللہ علیک وسلم۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا (النور:۶۳)

ترجمہ: نہ بنالو رسول کے پکارنے کو آپس میں جیسے تم پکارتے ہو ایک دوسرے کو۔

سعید بن جبیر اور مجاہد نے کہا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''ہم تک پہنچا ہے کہ نرمی اور رفق کے ساتھ یا رسول اللہ! کہو۔ سختی کے ساتھ ''یا محمد'' نہ کہو۔

تنبیہات

(۱) امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اہلِ بادیہ میں سے ایک شخص بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آیا۔ اس نے عرض کی: ''یا محمد (عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کا قاصد ہمارے پاس آیا ہے۔ اس کا گمان ہے کہ آپ کا گمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھیجا ہے۔۔۔۔۔۔ اس کے متعلق احتمال ہے کہ یہ اس نہی سے پہلے کا واقعہ ہے۔

(۲) کیا آپ کو کنیت اور لقب سے پکارنا جائز ہے۔ قاضی بلقینی نے کہا ہے کہ شیخین کے قول کے ظاہر کا تقاضا ہے کہ یہ منع ہے، بلکہ ہم یوں کہیں: ''یا نبی اللہ! یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یعنی کنیت اور لقب کے ساتھ پکارنا لیکن یہ محل نظر ہے آپ کے اسماء کے ابواب میں گزر چکا ہے جس کا تقاضا ہے کہ آپ کو کنیت کے ساتھ پکارنا جائز ہے۔ اگر حرام ہوتا تو آپ یوں نہ فرماتے: ''میرا نام تو رکھ لیا کرو لیکن میری کنیت پر کنیت نہ رکھا کرو۔'' شیخین نے روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقیع میں چل رہے تھے۔ ایک شخص کو سنا جو ابوالقاسم کہہ رہا تھا۔ آپ نے رخ اقدس ادھر کیا

اس نے عرض کی: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں آپ کو نہیں بلا رہا۔ میں نے تو فلاں کو پکارا ہے۔" آپ نے فرمایا: "میرے نام پر نام تو رکھ لیا کرو لیکن میری کنیت پر کنیت نہ رکھا کرو۔" اس سے کنیت کے ساتھ پکارنے کے جواز کو سمجھ لو کیونکہ کنیت سے اس لیے منع فرمایا کہ آپ متوجہ ہو جبکہ مراد دوسرا ہو۔ جہاں تک نام کا تعلق ہے اگرچہ دوسرا کو پکارنا ممکن ہے مگر آپ سے توجہ حاصل نہ ہوگی کیونکہ بندوں پر حرام ہے کہ آپ کا نام لے کر پکاریں۔

(۹) قول وفعل کے ساتھ آپ سے آگے بڑھنا حرام ہے کہ انسان اپنی رائے یا فعل کو آپ کی رائے سے پہلے ذکر کر دے، جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔ (الحجرات:۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! آگے نہ بڑھا کرو اللہ اور اس کے رسول سے۔

جس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول یا فعل سے اپنے قول وفعل کو مقدم کیا اس نے انہیں اللہ تعالیٰ سے مقدم کیا کیونکہ آپ امر الٰہی سے حکم دیتے ہیں۔ اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغیر کسی امر کو طے نہ کرو نہ ہی اس سے جلدی کرو، کیونکہ "بین الیدین" کا معنی ہے "آگے اور قدام" اسے امر اور نہی کے قدام پر محمول کرنا متضمن ہے اس جگہ "قدم" "تقدم" کے معنی میں ہے جیسے بیّن، تبیّن اور "فکر تفکر" کے معنی میں ہے یہ تا روز حشر ہے یہ منسوخ نہیں۔ آپ کے وصال کے بعد آپ سے آگے بڑھنا اسی طرح ہے جیسے حیاتِ طیبہ میں آگے بڑھنا۔ عقلِ سلیم کے نزدیک ان میں فرق نہیں ہے۔

(۱۰) آپ کے ذریعہ شفاء حاصل کی جا سکتی ہے۔ یہ امام رافعی کا قول ہے۔ یہ امر آپ کی مبارک ذات میں فعل وقول کے اعتبار سے ہے جیسے آپ کی دعا، دستِ اقدس کے مس کرنے، لعاب دہن، وضو کے بقیہ پانی، پسینہ اور تھوک مبارک کو جسم پر مل لینے سے شفاء مل جاتی تھی۔ آپ کے یہ معجزات پہلے گزر چکے ہیں۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اس امر میں اولیائے کرام رحمہم اللہ سے آپ کی کیا خصوصیت عیاں ہوتی ہے۔ ان کی دعا سے بھی شفاء مل جاتی ہے ہاتھوں کو چھو لینے، تھوک، بالوں اور پسینے سے شفاء مل جاتی ہے اور یہ باعث برکت امور ہیں۔" اس کا جواب یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے ملنے والی شفاء یقینی ہوتی ہے جبکہ کسی اور کا معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے وہ ظنی امر ہوتا ہے۔ خصوصیت یقین میں باقی رہ جاتی ہے۔"

(۱۱) آپ کا نجس ہمارے لیے طاہر ہے۔

(۱۲) اسے پیا جا سکتا ہے۔ بزار، الطبرانی، حاکم اور بیہقی نے حسن سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچھنے لگوائے آپ نے مجھے اپنا خون مبارک عطا کیا۔ فرمایا: "جاؤ اسے غائب کر دو۔" میں گیا۔ میں نے اسے پی لیا، پھر بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہو گیا۔ آپ نے استفسار فرمایا "تم

نے اس کا کیا کیا؟" میں نے عرض کی: "میں نے اسے غائب کر دیا ہے۔" آپ نے فرمایا: "شاید تم نے اسے پی لیا ہے۔" میں نے عرض کی: "میں نے اسے پی لیا ہے۔"

دار قطنی نے "السنن" میں حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچھنے لگوائے۔ خون مبارک میرے بیٹے کو دیا۔ اس نے اسے نوش جاں کر دیا۔ حضرت جبرائیل امین آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے آپ کو بتایا آپ نے پوچھا: "تم نے خون کا کیا کیا؟" انہوں نے عرض کی: "میں نے آپ کا خون مبارک گرانا پسند نہ کیا۔" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تمہیں آگ نہ چھوئے گی۔" آپ نے اس کے سر پر دستِ اقدس پھیرا۔ فرمایا: "لوگوں سے تمہیں ہلاکت! اور تمہیں لوگوں سے ہلاکت!" حاکم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "غزوۂ احد کے روز آپ کو زخم آ گیا۔ میرے والد گرامی نے آپ کو پالیا وہ اپنے منہ سے آپ کا خون مبارک چوسنے لگے۔ وہ اسے نگلنے لگے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو ایسے آدمی کو دیکھنا چاہے جس نے اپنا خون میرے خون مبارک سے ملا لیا ہو وہ مالک بن سنان کو دیکھ لے۔" اس روایت کو سعید بن منصور نے عمرو بن سائب سے مرسل روایت کیا ہے۔ بزار، ابویعلی، ابن ابی خیثمہ، بیہقی نے السنن میں اور الطبرانی نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچھنے لگوائے، پھر فرمایا: "یہ خون مبارک لو۔ اسے جانوروں، پرندوں اور انسانوں سے مخفی کر دو۔" میں گیا میں نے اسے پی لیا، پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آپ نے مجھ سے پوچھا: "تم نے اس کا کیا کیا؟" میں نے عرض کی تو آپ مسکرانے لگے" اس روایت کو ابن عدی نے بھی نقل کیا ہے اس میں ہے کہ آپ نے فرمایا: "اس خون کو جانوروں اور پرندوں سے یا لوگوں اور جانوروں سے مخفی کر دو۔" ابن ابی فدیک کو شک گزرا ہے۔" ابن ضحاک نے اسے طرح روایت کیا ہے۔ ابویعلی، الطبرانی، دار قطنی، حاکم اور ابونعیم نے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "رات کے وقت آپ اس برتن کی طرف تشریف لے گئے جسے اسی مقصد کے لیے رکھا جاتا تھا۔ اس میں پیشاب کیا۔ میں رات کو اٹھی مجھے سخت پیاس لگی تھی۔ میں وہ پیشاب پی گئی۔ صبح میں نے آپ کو بتایا۔ آپ مسکرانے لگے۔ فرمایا: "ام ایمن! تمہارے پیٹ میں کبھی درد نہ ہوگا۔" یا "تمہارے پیٹ کو آج کے بعد کوئی مرض نہ لگے گا۔"

امام عبدالرزاق نے ابن جریج سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "مجھے بتایا گیا ہے کہ حضور والا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیدان کے پیالے میں پیشاب کرتے تھے اسے آپ کی چارپائی کے نیچے رکھا جاتا تھا۔ آپ تشریف لائے تو پیالے میں کچھ بھی نہ تھا۔ آپ نے حضرت برکۃ سے پوچھا یہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی خدمت کرتی تھیں۔ یہ سرزمین حبشہ سے ان کے ساتھ آئی تھیں۔ "وہ پیشاب کہاں ہے جو اس پیالے میں تھا۔" انہوں نے عرض کی: "میں نے اسے پی لیا ہے۔" آپ نے فرمایا: "ام یوسف! تمہیں صحت مل گئی۔" ان کی کنیت ام یوسف تھی۔ وہ تادم وصال بیمار نہ ہوئیں۔" ابن دحیہ نے

تصحیح کی ہے کہ یہ دو الگ الگ واقعات ہیں جو دو عورتوں کے ساتھ پیش آئے تھے۔ یہ سیاق کے اختلاف سے واضح ہیں۔ یہ امر صحیح ہے کہ ام یوسف برکۃ اور ہیں اور ام ایمن برکۃ اور ہیں۔ شیخ الاسلام بلقینی نے "التدریب" میں اسی طرح لکھا ہے۔ الطبرانی اور بیہقی نے اسی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ جسے شیخ نے صحیح کہا ہے کہ حضرت حکیمہ بنت امیمہ نے اپنی امی جان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ کے لیے عیدان کا پیالہ تھا جس میں آپ پیشاب کرتے تھے جسے آپ کی چار پائی کے نیچے رکھ دیا جاتا تھا۔ ایک دفعہ آپ اٹھے۔ آپ نے اسے تلاش کیا۔ اس کے متعلق پوچھا۔ فرمایا: "وہ پیالہ کہاں ہے؟" اہل بیت نے بتایا کہ اسے برہ خادم ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پی لیا ہے جو حبشہ سے ان کے ہمراہ آئی تھیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "اس نے آگ سے پناہ حاصل کر لی۔"

ان روایات کا موضوع الدلالۃ یہ ہے کہ آپ نے نہ تو حضرت ابن زبیر اور نہ ہی حضرت ام ایمن کا انکار فرمایا، نہ ہی اس کا انکار فرمایا جس نے اس طرح کا فعل سرانجام دیا تھا، نہ ہی منہ دھونے کا حکم دیا، نہ ہی انہیں دوبارہ ایسا نہ کرنے کو کہا جس نے اسے علاج پر محمول کیا ہے تو اسے کہا جائے گا کہ رب تعالیٰ نے آپ کو بتا دیا تھا کہ رب تعالیٰ نے آپ کی امت کی شفاء اس چیز میں رکھ دی ہے جو اس کے لیے حرام کر دی گئی ہے۔" اس روایت کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے روایات کو اس پر محمول کرنا درست نہیں یہ طہارت پر ظاہر ہیں۔

(۱۳) جس نے آپ کے سامنے زنا کیا آپ کی اس کے ساتھ اہانت کی وہ کافر ہو گیا۔ یہ علامہ رافعی کا قول ہے۔ اس پر رب تعالیٰ کا فرمان دلیل ہے:

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ؕ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ (الفتح: ۸، ۹)

ترجمہ: بے شک ہم نے بھیجا ہے آپ کو گواہ بنا کر (اپنی رحمت کی) خوشخبری بتانے والا (عذاب سے) بروقت ڈرانے والا تاکہ (اے لوگو) تم ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور تم ان کی مدد کرو اور دل سے ان کی تعظیم کرو اور پاکی بیان کرو اللہ کی صبح اور شام۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ آپ کی عزت کرو توقیر کرو۔ یہ ضمیر حضور اکرم ﷺ کی طرف لوٹ رہی ہے: "تُسَبِّحُوْا ہ" پر وقف تام ہے یعنی صبح و شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرو۔ کلام کا معنی رب تعالیٰ کی طرف لوٹ رہا ہے یعنی اس کی تسبیح کرو۔ اس میں اختلاف نہیں ہے۔ بعض کلام حضور اکرم ﷺ کی طرف راجع ہے وہ توقیر و تعظیم ہے یہ باب اللف والنشر المشوش کے باب سے ہے۔ جس طرح آپ کو ساری مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہے تاکہ انہیں ایمان کا حکم دیں اسی طرح آپ ان کی طرف اس لیے بھی بھیجے گئے ہیں تاکہ وہ انہیں حکم دے کہ وہ آپ کی نصرت کریں۔ آپ کی توقیر کریں جس نے اس کے برعکس کیا اس نے کفر کیا۔

تنبیہ

امام نووی نے لکھا ہے کہ زنا کرنے والے کے مسئلہ میں اختلاف ہے۔ علامہ بلقینی نے لکھا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ زانی کا مقصد آپ کی اہانت نہ ہو جس نے اہانت کا قصد کیا تو صحیح امر یہ ہے کہ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کیونکہ اس کے لیے اس میں اہانت متضمن نہیں ہے۔ اس زانی میں کوئی اختلاف نہیں جو اس قصد سے خالی ہو۔ یہ فعل بذاتِ خود ہی اہانت ہے اس کے ساتھ قصد کی ضرورت نہیں ہے اگر چہ اس نے اس کا قصد نہ بھی کیا ہو کیونکہ کسی شخص کی حیاء کو ترک کر دینا اس کی اہانت ہے۔ اس کے ساتھ قصد کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔"

(۱۴) جس نے آپ کو برا بھلا کہا یا ہجو کی اسے قتل کر دیا جائے گا۔ حاکم اور بیہقی نے حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا میں نے عرض کی: "یا خلیفۃ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا میں اس کی گردن نہ اڑا دوں؟" انہوں نے کہا: "یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی کے لیے روا نہیں ہے۔" ابو داؤد اور بیہقی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودن آپ کو برا بھلا کہتی تھی آپ نے ان کا خون رائیگاں فرما دیا۔ مسدد نے ابو اسحاق الہمدانی سے روایت کیا ہے کہ ایک نابینا شخص کسی یہودن کے پاس جاتا تھا وہ اس کے ساتھ حسنِ سلوک کرتی تھی۔ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برا بھلا کہتی تھی۔ اس نے اسے منع کیا لیکن وہ نہ رکی۔ اس شخص نے اسے قتل کر دیا۔ اس کا خون آپ نے باطل فرما دیا۔

حارث نے ثقہ راویوں میں سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ ایک راہب کے پاس سے گزرے۔ انہیں بتا گیا کہ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برے الفاظ سے یاد کرتا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "اگر میں اسے سن لیتا تو اس کی گردن اڑا دیتا ہم نے انہیں اس لیے امان نہیں دی کہ یہ ہمارے رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برے الفاظ سے یاد کرے۔"

ابو یعلی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت کعب بن علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عرفہ بن حارث رضی اللہ عنہ ایک شخص کے پاس سے گزرے۔ وہ ہر روز نیا کپڑا پہنتا تھا۔ یا ایسا حلہ پہنتا تھا جو دوسرے کے مشابہ نہ ہوا تھا۔ وہ ایک سال میں تین سو ساٹھ کپڑے پہنتا تھا۔ اس کے لیے عہد تھا عرفہ نے اسے اسلام کی طرف بلایا یہ سن کر وہ غضب ناک ہو گیا۔ اس نے آپ کو برے الفاظ سے یاد کیا۔ حضرت عرفہ نے اس کا کام تمام کر دیا۔ حضرت عمرو بن عاص نے فرمایا: "اس عہد کی وجہ سے ان کی تعظیم کی جاتی ہے۔ ہم نے ان کے ساتھ اس لیے عہد نہیں کیا کہ وہ ہمیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں اذیت دیں۔"

(۱۵) آپ کو اشارہ سے برا بھلا کہنا واضح کہنے کی مانند ہے۔ جب کہ دوسرے شخص کا معاملہ اس کے برعکس ہے اسے امام رافعی نے امام سے نقل کیا ہے انہوں نے فرمایا: "اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔"

(۱۶) نمازی پر واجب ہے کہ وہ آپ کی صدا پر لبیک کہے۔ جب آپ اسے بلائیں۔ اس کی نماز باطل نہ ہوگی۔ انبیاء کرام علیہم السلام اسی طرح ہوتے ہیں۔ امام احمد، امام بخاری نے حضرت ابوسعید بن المعلی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نماز ادا کر رہا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس سے گزرے۔ آپ نے مجھے بلایا مگر میں نے آپ کو جواب نہ دیا۔ میں آپ کی خدمت میں نہ آیا حتیٰ کہ میں نے نماز پڑھ لی، پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آپ نے پوچھا: "تمہیں کس چیز نے روکا کہ تم میرے پاس آؤ کیا رب تعالیٰ نے فرمایا نہیں:

اسْتَجِيبُوا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ ۚ (الانفال: ۲۴)

ترجمہ: لبیک کہو اللہ اور (اس کے رسول) کی پکار پر جب وہ رسول بلائے تمہیں اس امر کی جانب جو زندہ کرتا ہے تمہیں۔

امام احمد، امام نسائی، ابن خزیمہ، ترمذی (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ابی! وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے آپ کو جواب نہ دیا۔ انہوں نے مختصر سی نماز پڑھی پھر بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہو گئے۔ آپ نے پوچھا: "ابی! جب میں نے تمہیں بلایا ہے تو کس چیز نے تمہیں لبیک کہنے سے روکا؟ انہوں نے عرض کی: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں نماز میں تھا۔" آپ نے فرمایا: "کیا تم قرآن پاک میں پاتے نہیں ہو۔"

اسْتَجِيبُوا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ ۚ (الانفال: ۲۴)

ترجمہ: لبیک کہو اللہ اور (اس کے رسول) کی پکار پر جب وہ رسول بلائے تمہیں اس امر کی طرف جو زندہ کرتا ہے تمہیں۔

ان دونوں واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو جواب دینا واجب ہے۔" قاضی جلال الدین نے کہا ہے "اس طرح انسان کی نماز نہیں ٹوٹتی، کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اجابت کا حکم دیا ہے۔ خواہ نماز فرض ہو یا نفل کیونکہ احوال کی روداد میں تفصیل کو ترک کرنا گفتگو میں عموم کے قائم مقام ہوتا ہے۔" اگر یہ نماز کو مطلق باطل کرنے والا ہوتا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں اس طرح حکم نہ کرتے، کیونکہ فرض نماز کو قطع کرنا حرام ہے، جبکہ وہاں ایسی چیز نہ پائی جائے جو اسے واجب کرتی ہو جیسے اندھا سامنے آجائے اس کے سامنے کنواں ہو جس میں وہ گزرنے لگے تو اسے بتانا واجب ہے۔ وہ رب تعالیٰ کے اس قول کی وجہ سے باطل ہو جائے گی:

لَا تُبْطِلُوٓا أَعْمَالَكُمْ ﴿۳۳﴾ (محمد: ۳۳)

ترجمہ: اور نہ ضائع کرو اپنے عملوں کو۔

اجابت کا ذکر حضرت ابی بن کعب کی روایت میں واضح ہے۔ جہاں تک حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی روایت ہے اس میں آنے کا ذکر ہے۔ اسے بھی اجابت پر ہی محمول کیا جائے گا، جیسے کہ یہ اس روایت میں ہے جو بخاری میں ہے۔ جس نے اسے روایت کیا ہے اسے علم ہے کہ اس نے روایت بالمعنی کی ہے۔ نماز میں چلنے کا معنی یہ ہے کہ چلنا نماز کو باطل

کر دیتا ہے جس سے وہ باطل ہو جائے گی۔ میں کہتا ہوں کہ "الروضۃ" کا کلام، جیسے ہمارے شیخ الاسلام زکریا نے "شرح الروضۃ" میں لکھا ہے۔ اباحت کو شامل ہے اگرچہ یہ کثیر ہو۔ یہ صحیح ہے۔ اس سے نماز باطل نہ ہوگی۔" اسنوی نے لکھا ہے کہ اس کی طرف توجہ دی جائے گی۔ ایک شخص سے آپ نماز میں سوال کریں وہ اپنے گھر میں ہو وہ اسے بلائے اور کہے "یا فلاں"۔ ابن حبان نے اسی کی طرف اشارہ کیا ہے قاضی جلال الدین نے اسے مستحسن کہا ہے۔ خضیری نے لکھا ہے کہ اجابت کا وجوب اس لفظ پر ہے جس سے اس کا جواب سمجھ آجائے وہ یوں کہے: "نعم، لبيك يا رسول الله صلى الله عليك وسلم۔" لیکن اس سے زائد میں میرے لیے جواز نظر نہیں آتا۔ میں نے کسی کو نہیں دیکھا جس نے ان کے ساتھ تعرض کیا ہو۔"

(۱۷) آپ کی نورانِ نظر کی اولاد آپ کی طرف ہی منسوب ہوگی جبکہ دیگر افراد کی اولاد آپ کی طرف منسوب نہ ہوگی۔ خواہ وہ کف ہوں یا نہ ہوں۔ ابونعیم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے تذکرہ میں رفقہ کی حدیث کے مابین لکھا ہے۔ آپ نے فرمایا: "تمام اولاد آدم کا عصبہ ان کے باپ کی طرف سے ہوتا ہے۔ سوائے اولادِ سیدہ خاتونِ جنت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے۔ میں ان کا ابو اور عصبہ ہوں۔"

الحافظ ابوالخیر سخاوی نے لکھا ہے کہ اس روایت کے راوی ثقہ ہیں اور اس کے اور شواہد بھی ہیں۔ اسے الطبرانی نے الکبیر میں حضرت فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہا سے، انہوں نے حضرت سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ الخطیب نے اسے جریر سے روایت کیا ہے۔ امام حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تمام اولادِ آدم کا عصبہ ان کے باپ کی طرف سے ہوتا ہے سوائے سیدہ خاتونِ جنت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے دونوں بیٹوں کے میں ان کا عصبہ اور ولی ہوں۔

(۱۸) آپ کے نسب اور سبب کے علاوہ ہر وہ نسب اور سبب روزِ حشر ختم ہو جائے گا عبداللہ بن امام احمد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "روزِ حشر سارے انساب منقطع ہو جائیں گے۔ سوائے میرے نسب، سبب اور سسرالی رشتہ داری کے۔"

حاکم اور بیہقی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما کی طرف پیغام نکاح بھیجا۔ انہوں نے اپنی نورِ نظر کا نکاح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مہاجرین کے پاس آئے۔ انہوں نے فرمایا: "کیا تم مجھے مبارک باد نہیں دو گے۔ میں نے حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا ہے۔ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا "روزِ حشر ہر نسب اور سبب منقطع ہو جائے گا۔ سوائے میرے سبب اور نسب کے۔ میں نے پسند کیا کہ میرے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مابین سبب اور نسب ہو۔"

امام احمد، الطبرانی، حاکم، بیہقی اور ضیاء نے مختارہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا:

"حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ابن حبان ان کے لخت جگر سے، الطبرانی اور ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "روز حشر میرے نسب اور سبب اور سسرالی رشتہ داری کے علاوہ سارے اسباب منقطع ہو جائیں گے۔" کہا گیا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ آپ کی امت روز حشر آپ کی طرف منسوب ہوگی۔ دیگر انبیاء کی امم ان کی طرف منسوب نہ ہوں گی۔" علامہ بلقینی نے لکھا ہے "یہ اس روایت سے مردود ہے جسے بخاری نے صحیح میں ابوسعید سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی امت کو زندہ کیا جائے گا۔ رب تعالیٰ فرمائے گا: "کیا تم نے پیغام پہنچا دیا تھا؟" وہ عرض کریں گے: "ہاں!" ان کی امت سے پوچھا جائے گا۔ "کیا انہوں نے تمہیں پیغام دیا تھا"۔ اس حدیث پاک میں اس امر کی وضاحت ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی امت کو روز حشر ان کی طرف منسوب کیا جائے گا۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ صرف آپ کے نسب پاک سے اس روز فائدہ حاصل ہوگا۔ دیگر انساب کی طرح یہ ختم نہ ہوگا۔ یہی مؤقف ظاہر ہے۔

(۱۹) آپ کی کنیت رکھنا حرام ہے لیکن اسم مبارک پر نام رکھنا جائز ہے۔

(۲۰) انبیاء پر جنون کا جائز نہ ہونا۔

(۲۱) طویل بے ہوشی بھی ان کے لیے روا نہیں ہے۔ اسے شیخ ابوحامد نے اپنی "تعلیق" میں ذکر کیا ہے۔ بلقینی نے "حواشی الروضہ" اسی کو یقین کے ساتھ لکھا ہے۔

(۲۲) ان کی بے ہوشی دوسروں کی بے ہوشی کے برعکس ہوتی ہے، جیسے ان کی نیند دیگر افراد کی نیند سے مختلف ہوتی ہے۔

رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

مَآ اَنۡتَ بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ بِمَجۡنُوۡنٍ ۝ (القلم: ۲)

ترجمہ: آپ اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں ہیں۔

انبیائے کرام علیہم السلام رب تعالیٰ کے متعلق علم ہونے کی وجہ سے صفت کمال پر فائز ہوتے ہیں۔ اگر ان کے لیے جنون اور طویل بے ہوشی کو روا رکھا جائے تو احوال میں سے کسی حال میں وہ رب تعالیٰ سے جاہل ہو جائیں گے نیز ان پر طعن کا دروازہ کھل جائے گا"

(۲۳) صحیح مؤقف کے مطابق ان کے لیے احتلام کو روا قرار نہیں دیا جا سکتا یہ شیطان کے کھیلنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ الطبرانی اور الدینوری نے "المجالسۃ" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "کسی نبی کو کبھی بھی احتلام نہیں ہوا۔ احتلام شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔"

(۲۴) زمین ان کے اجسام طاہرہ کو نہیں کھاتی۔ جیسے کہ ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت اوس الثقفی رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کیا ہے۔ اس پر تفصیلی گفتگو آپ کی قبر انور میں حیات طیبہ کے موضوع پر آئے گی۔"

(۲۵) آپ کی طرف جھوٹ منسوب کرنا گناہِ کبیرہ ہے۔ یہ حرمت کی شدت میں کسی اور کی طرف جھوٹ منسوب کرنے کی مانند نہیں ہے جیسے کہ صحیحین میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ آپ کی طرف جھوٹ منسوب کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے، حتیٰ کہ امام نووی نے لکھا ہے کہ ایک قول یہ ہے کہ یہ روایت دو سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ کذب کے حرام ہونے میں کوئی فرق نہیں ہے خواہ وہ احکام میں ہو یا اس امر میں ہو جس میں کوئی حکم نہ ہو جیسے ترغیب وترہیب اور المواعظ وغیرہ۔ یہ سارا کذب حرام ہے یہ اکبر الکبائر اور افحش القبائح ہے۔ اس پر ان لوگوں کا اجماع ہے جو اس کی اہمیت کو سمجھتے ہیں۔ جو حلال نہ سمجھتے ہوئے جان بوجھ کر آپ کی طرف جھوٹ منسوب کرے گا۔ وہ کافر ہو جائے گا۔ اس کو تہ تیغ کر دیا جائے گا۔ یہ ابو محمد الجوینی والد امام الحرمین کا قول ہے، لیکن جمہور کا مسلک اس کے برعکس ہے کہ اس کی تکفیر نہ کی جائے گی الا یہ کہ وہ اسے حلال سمجھتا ہو۔"

(۲۶) جس خوش قسمت نے خواب میں آپ کا دیدار کر لیا تو اس نے حق آپ کو ہی دیکھا شیطان آپ کی صورت مبارکہ میں متمثل نہیں ہو سکتا۔ جیسے امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اسے شیخان نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے، بخاری نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے، امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اور شیخان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ علامہ القضاعی نے لکھا ہے کہ یہ وہ خصوصیت ہے جس کے ساتھ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام مختص ہیں۔" شیخ اکمل الدین نے شرح المشارق میں لکھا ہے جبکہ محققین نے لکھا ہے کہ یہ خوبی آپ کے ساتھ ہی خاص ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ اگر آپ جمیع احکام کے ساتھ اور اس کی صفات کے ساتھ تخلق اور تحقق کی رو سے غالب ہیں تو آپ کے مقامِ رسالت، مخلوق کو دعوت دینے اور انہیں حق تعالیٰ کی ان صفات کی طرف دعوت دینے کا تقاضا ہے۔ جس نے آپ کو ان کی طرف بھیجا ہے کہ آپ اس میں حکم کے اعتبار سے سب سے زیادہ ظاہر ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ صفت صفات حق اور اس کے اسماء میں سے صفت "الہدایۃ" ہے یہ اسم ھادی ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۲﴾ (الشوریٰ: ۵۲)

ترجمہ: اور بلا شبہ آپ رہنمائی فرماتے ہیں صراطِ مستقیم کی طرف۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسم ہادی کی صورت ہیں۔ ہادی کی صفات کا مظہر ہیں جبکہ شیطان "المضل" اسم کا مظہر ہے۔ یہ دونوں صفات ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ ان میں سے ایک دوسرے کی صورت میں ظاہر نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدایت کے لیے تخلیق کیا ہے۔ اگر ابلیس کے لیے یہ جائز رکھا جائے کہ وہ آپ کی صورت زیبا میں ظہور کر سکتا ہے تو حق پر اعتماد اٹھ جائے گا جس کا آپ اظہار کرتے ہیں اور جسے اس شخص کے لیے ظاہر کرتے ہیں جس کے مقدر میں ہدایت ہوتی ہے۔ اسی حکمت کی وجہ سے رب تعالیٰ نے آپ کی صورت زیبا کو اس سے معصوم

فرمایا ہے کہ شیطان اس میں ظاہر ہو۔ اگر کہا جائے گا کہ رب تعالیٰ کی عظمت ہر عظیم کی عظمت سے اکمل اور اتم ہے، پھر کیسے ابلیس کے لیے ممکن ہے کہ وہ حضور اکرم ﷺ کی شکل مبارک میں ظاہر ہو۔ ابلیس لعین نے بہت سے لوگوں کے لیے خود کو ظاہر کیا اور انہیں بتایا کہ وہ حق ہے تاکہ وہ گمراہ ہو جائیں۔ اس طرح ایک جماعت گمراہ ہوگئی ہے، حتیٰ کہ انہوں نے گمان کیا کہ انہوں نے حق کو دیکھا اور اس کا خطاب سنا۔" اس سوال کا جواب دو اعتبار سے دیا گیا ہے۔

(۱) ہر دانا جانتا ہے کہ حق کی کوئی معین صورت نہیں ہے جس سے اشتباہ لازم آجائے لیکن حضور اکرم ﷺ کی معین معلوم اور مشہور صورت مبارکہ ہے۔

(۲) رب تعالیٰ کے حکم کا تقاضا یہ ہے کہ وہ جسے چاہتا ہے اسے گمراہ کرتا ہے جسے چاہتا ہے اسے ہدایت عطا کر دیتا ہے لیکن حضور اکرم ﷺ کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ آپ ہدایت کے وصف سے متصف ہیں۔ اسی کی صورت کو ظاہر کرنے والے ہیں، لہٰذا آپ کی صورت مبارکہ کی عصمت واجب ہوگئی کہ شیطان اس پر ظاہر نہ ہوتا کہ اعتماد باقی رہے۔ اس کے لیے ہدایت کا حکم ظاہر ہو جسے رب تعالیٰ آپ کے ذریعے ہدایت دینا چاہے۔" قاضی ابوبکر بن الطیب نے لکھا ہے کہ آپ کا فرمان "من رآنی فی المنام فقد رآنی" سے مراد یہ ہے کہ آپ کی زیارت صحیح ہے۔ وہ پریشان کن خواب نہیں ہے۔ وہ شیطان کی تشبیہات نہیں ہے۔" انہوں نے فرمایا: "کئی طرق سے روایت آپ کا یہ فرمان بھی اسی کی تائید کرتا ہے "فقد رأی الحق" فرمایا "شیطان میری صورت (زیبا) میں متشکل نہیں ہو سکتا۔" یہ اس طرف اشارہ ہے کہ آپ کی زیارت پراگندہ خواب نہیں ہے۔" قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے: "شاید حدیث پاک کا مفہوم یہ ہے کہ جس نے آپ کی زیارت اس صفت پر کی جس پر آپ اپنی حیات طیبہ میں تھے نہ کہ اس وصف پر جو آپ کے حال کی ضد تھی۔ اگر اس نے آپ کو اس کے علاوہ کسی حالت پر دیکھا تو اس کی تاویل کرنا پڑے گی۔ وہ حقیقی خواب نہ ہوگا، کیونکہ بعض خواب بالکل سادہ ہوتے ہیں اور بعض کی تاویل کرنا پڑتی ہے۔" امام نووی نے لکھا ہے: "ان کا یہ قول کمزور ہے۔ صحیح مؤقف یہ ہے کہ اس شخص نے حقیقت میں آپ کو ہی دیکھا ہے۔ خواہ آپ معروف وصف پر ہوں یا کسی اور پر ہوں۔ جیسے المازری نے ذکر کیا ہے۔" الحافظ نے لکھا ہے: "یہ رد جو امام نووی نے فرمایا ہے ام المعبرین ابن سیرین سے مروی ہے۔ اسماعیل بن اسحاق نے صحیح سند سے حضرت ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا کہ ابن سیرین نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کہے کہ اس نے نبی دو جہاں ﷺ کی زیارت کی ہے تو اس سے کہا جائے گا "آپ کا حلیہ بیان کرو جس میں آپ نے دیکھا ہے۔ اگر اس نے آپ کا وہ حلیہ مبارک بیان کیا جو معروف نہیں ہے تو اسے کہا جائے گا کہ تم نے آپ کی زیارت نہیں کی۔" جو بات حضرت قاضی عیاض نے کی ہے وہ عمدہ اور احسن ہے، اسے اور اس کو جمع کرنا ممکن ہے۔ جو کچھ مازری نے کہا ہے کہ دو حالتوں میں خواب حقیقت ہو لیکن جب وہ آپ کو آپ کی صورت زیبا میں دیکھے جیسے کہ وہ خواب میں آپ کے ظاہر پر دیکھے تو وہ خواب تعبیر کا محتاج

نہ ہوگا۔ اگر وہ آپ کو آپ کی مبارک شکل میں نہ دیکھے تو نقص دیکھنے والے کی طرف سے ہوگا۔ وہ اس صفت کو خیال میں لایا جو آپ کی نہیں ہے اور اس نے جو کچھ دیکھا وہ تعبیر کا محتاج ہوگا۔ اس پر علماء تعبیر رواں ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ اگر جاہل کہے: "میں نے حضور اکرم ﷺ کی زیارت کی ہے تو اسے آپ کے مبارک سراپا کے متعلق پوچھا جائے گا۔ اگر سراپا حضور اکرم ﷺ کا ہی ہو تو قبول کر لیا جائے گا ورنہ رد کر دیا جائے گا۔"

الحافظ نے لکھا ہے: "شیخ ابن ابی جمرہ نے وہی مؤقف اختیار کیا ہے جسے امام نووی نے اختیار کیا ہے۔ اختلاف لکھنے کے بعد انہوں نے لکھا ہے کہ بعض نے کہا ہے کہ شیطان بالکل آپ کی صورت زیبا میں متشکل نہیں ہو سکتا۔ جس نے آپ کو عمدہ شکل میں دیکھا تو یہ حسن ہے دیکھنے والے کے دین کے موافق ہے۔ اگر آپ کے اعضاء میں سے کسی عضو پر عیب یا نقص تھا تو یہ دیکھنے والے کے دین میں خلل کی وجہ سے ہے۔" انہوں نے فرمایا: "یہی حق ہے۔ یہی مجرب ہے اسی کو اس اسلوب میں پایا گیا ہے آپ کی زیارت میں اس سے عظیم فائدہ حاصل ہو سکتا ہے تاکہ دیکھنے والے کو واضح ہو سکے کیا اس میں کچھ خلل ہے یا نہیں، کیونکہ آپ صیقل شدہ آئینہ کی مانند نورانی ہیں۔ جو دیکھنے والے کی طرف حس ہوتی ہے وہی اس میں متصور ہو جاتی ہے۔ آپ اپنی ذات کے اعتبار سے احسن حال پر ہیں اس میں کوئی عیب اور نقص نہیں۔ اسی طرح نیند میں آپ کے کلام مبارک پر کہا جائے گا اسے سنت پر پیش کیا جائے گا۔ جو اس کے موافق آجائے گا وہ حق ہوگا۔ جو خلل ہوگا۔ وہ دیکھنے والے کی سماعت میں ہوگا۔ اس ذات کریمانہ کا خواب حق ہے۔ خلل دیکھنے والے کی سماعت یا بصارت میں ہے۔" انہوں نے فرمایا: "یہ بہترین قول ہے جسے میں نے سنا ہے۔" الحافظ نے لکھا ہے: "جو کچھ علماء کرام نے ذکر کیا ہے انہیں جمع کرنے کی مجھے توفیق ارزانی ہوئی ہے کہ جس شخص نے آپ کو آپ کے حلیہ میں دیکھا یا اکثر اس حصے میں دیکھا جو آپ کے ساتھ مختص ہے۔ اس نے آپ کو ہی دیکھا۔ اگر ساری صفات ہی مخالف ہوں تو یہ تفاوت خواب دیکھنے والے کے خواب کی وجہ سے ہے۔ جس نے آپ کو آپ کی کامل ہیئت پر دیکھا اس کا خواب حق ہے جو کسی تاویل کا محتاج نہیں ہے۔ اسی پر آپ کے اس قول کو منطبق کیا جائے گا۔" اس نے حق دیکھا۔" جو آپ کے اوصاف میں کمی ہوگی تو اسی حساب سے اس میں تاویل کا عمل دخل ہوگا۔ اس کا اطلاق کہ جس نے آپ کو دیکھا خواہ جس حالت پر بھی دیکھا اس نے حقیقت میں آپ کو ہی دیکھا۔" امام غزالی نے لکھا ہے: "رآنی" کا معنی یہ نہیں کہ اس نے میرا جسم اطہر اور بدن اقدس دیکھا۔ مراد یہ ہے کہ اس نے مثال دیکھی وہ مثال ایسی آلہ بن گئی جو اس معنی کی طرف لے جاتی ہے جو میرے نفس میں اس کے بارے میں ہے۔ اس فرمان کا بھی یہی مفہوم ہے۔ "فیرانی فی الیقظه" "وہ عنقریب مجھے عالم بیداری میں دیکھ لے گا" اس سے یہ مراد نہیں کہ وہ میرا جسم مقدس اور بدن معطر دیکھے گا۔ آلہ کبھی کبھی حقیقت ہوتا ہے کبھی خیالیہ ہوتا ہے۔ نفس مثال متخیل کے علاوہ ہے۔ جو شکل خواب دیکھنے والے نے دیکھی وہ نہ تو روح مصطفیٰ ﷺ نہ ہی آپ کی شخصیت ہے بلکہ وہ اس کی مثال ہے۔ یہی مثال اس

شخص کی ہے جو رب تعالیٰ کو خواب میں دیکھتا ہے۔اس کی ذات بابرکات شکل وصورت سے منزہ ہے،لیکن اس کی تعریفات بندے تک مثالی محسوس کے واسطہ تک پہنچتی ہیں۔خواہ وہ نور سے ہوں یا کسی اور سے،وہ مثال اس اعتبار سے حق ہوگی کہ وہ تعریف میں واسطہ ہے وہ کہے گا ''میں نے خواب میں اللہ تعالیٰ کی زیارت کی ہے'' وہ یہ نہیں کہے گا ''میں نے ذاتِ الٰہیہ کی زیارت کی ہے جیسے کہ تم کسی اور کے حق میں کہتے ہو۔

استاذ ابوالقاسم القشیری نے جو کچھ کہا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے'' آپ کے حلیہ کے علاوہ خواب لازم نہیں ہوتا مگر یہ کہ آپ ہی ہوں۔اگر کسی نے اللہ تبارک وتعالیٰ کو اس وصف پر دیکھا جس سے وہ بلند و برتر ہو۔وہ یقین رکھتا ہو کہ وہ اس سے منزہ ہے تو اس کے خواب پر قدح کی جائے گی،بلکہ اس خواب کی تاویل کی جائے گی۔''

الطیبی نے لکھا ہے ''مفہوم یہ ہوگا کہ جس نے مجھے خواب میں جس حلیہ میں بھی دیکھا اسے بشارت ہو اسے علم ہونا چاہیے کہ اس نے سچے خواب کے ساتھ مجھے دیکھا ہے۔یہ مژدہ جانفزا ہے یہ وہ باطل خواب نہیں ہے جو شیطان کی طرف منسوب ہو۔شیطان میری شکل میں متشکل نہیں ہوسکتا اسی طرح آپ کا قول کہ اس نے حق دیکھا ہے یعنی حق خواب دیکھا ہے۔اسی طرح آپ کا قول ''فقد رآنی'' شرط اور جزاء جب متحد ہو جائیں تو یہ کمال میں غایت پر دلالت کرتے ہیں۔یعنی اس نے خواب میں مجھے ہی دیکھا ہے۔اس کے بعد کوئی چیز نہیں۔''

شیخ ابومحمد ابن ابی جمرہ نے جو کچھ ذکر کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ کے فرمان ''شیطان میری شکل میں متشکل نہیں ہوسکتا اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ اربابِ قلوب میں سے کسی ایک کے قلب میں جو صورت متمثل ہے اور اس کے عالم سر میں آپ کا تصور ہے وہ اس سے محو تکلم ہوگا یہ حق ہوگا،بلکہ دیگر افراد کو خوابوں میں دیکھنے سے زیادہ سچا ہوگا کیونکہ رب تعالیٰ نے آپ کے طفیل ان پر انعام فرمایا ہے کہ ان کے دلوں کو نورانیت عطا کی ہے۔'' امام قرطبی نے لکھا ہے ''اس روایت کے معنی میں اختلاف ہے۔ایک قوم نے کہا ہے: ''یہ اپنے ظاہر پر ہے جس نے آپ کو نیند میں دیکھا اس نے آپ کو آپ کی حقیقت پر دیکھا گویا کہ اس نے آپ کو عالم بیداری میں دیکھا۔یہ برابر ہے۔اس قول کا فساد عقول کے اوائل کے ساتھ ہی ادراک کیا جاسکتا ہے۔اس سے یہ لازم آتا ہے کہ آپ کو کوئی شخص صرف اسی صورت میں دیکھے جس پر آپ کا وصال ہوا اور دو خواب دیکھنے والے ایک ہی وقت میں دو مختلف مقامات پر آپ کو نہیں دیکھ سکتے۔ابھی آپ کو زندہ کیا جائے گا اور آپ کی قبر انور سے نکالا جائے گا۔آپ بازار میں چلیں گے۔لوگوں سے مخاطب ہوں گے۔اس سے یہ بھی لازم آئے گا آپ کی قبر انور آپ کے جسد اطہر سے خالی ہو جائے گی۔قبر انور میں کچھ بھی باقی نہیں ہے۔صرف قبر کی زیارت ہوسکتی ہے۔غائب پر سلام پیش کیا جاسکتا ہے،کیونکہ جائز ہے کہ آپ کو دن اور رات کے وقت دیکھا جاسکے آپ کا حقیقت کے ساتھ اتصال ہو آپ اپنی قبر میں موجود نہ ہوں۔یہ جہالات ہیں۔جس کو تھوڑی سی عقل بھی نصیب ہوئی ہو تو ان کا التزام نہیں کرسکتا۔''

ایک گروہ نے لکھا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ جس نے آپ کو اس شکل مبارک میں دیکھا جس پر آپ تھے۔اس سے یہ لازم آئے گا کہ جس نے آپ کو آپ کی حقیقت کے علاوہ میں دیکھا۔اس کا خواب پراگندہ ہے۔ یہ معروف امر ہے کہ آپ کو نیند میں اس حالت پر دیکھا جاسکتا ہے جو دنیا میں آپ کی حالت کے مخالف ہو جو ان احوال کے برعکس ہو جو آپ کے مناسب ہیں یہ خواب سچا ہوگا، جیسے کہ کسی نے دیکھا کہ آپ کے جسم اطہر سے اس کا گھر بھر گیا ہے تو یہ اس امر پر دلالت ہوگی کہ وہ گھر خیر سے بھر جائے گا۔

اگر شیطان کے لیے ممکن ہوتا کہ وہ تمثیل بنالیتا جس پر آپ تھے یا جو آپ کی طرف منسوب ہو سکے تو آپ کے اس قول کی عمومیت کے مخالف ہوگا۔"شیطان میری شکل میں متشکل نہیں ہوسکتا۔" بہتر یہ ہے کہ اس کا خواب یا اس میں بعض حصہ منزہ کیا جائے یا اس میں سے جو آپ کی طرف منسوب ہو رہا ہو۔ یہ حرمت میں زیادہ بلیغ اور عصمت کے زیادہ مناسب ہے جیسے آپ عالم بیداری میں شیطان سے محفوظ تھے۔" انہوں نے فرمایا:"اس روایت کی تاویل میں صحیح یہ امر ہے کہ اس کا مقصود یہ ہے کہ ہر حال میں آپ کی زیارت باطلہ نہیں ہوسکتی، نہ ہی یہ پریشان خواب ہوسکتے ہیں۔بلکہ یہ حق ہے۔اگر کوئی آپ کو کسی اور شکل میں دیکھے تو وہ یہ تصور کرے کہ یہ شیطان کی طرف سے نہیں ہے۔بلکہ یہ اللہ رب العزت کی طرف سے ہے۔آپ کا یہ فرمان اسی کی تائید کرتا ہے "فقد رای الحق"یعنی اس نے وہ حق دیکھا جس خواب دیکھنے والے کو بتانے کا قصد کیا۔اگر وہ اپنے ظاہر پر ہو تو بہتر ورنہ وہ اس کی تاویل کی کوشش کرے گا۔اس کے امر کو مہمل نہ سمجھے گا، کیونکہ یہ یا تو خیر کی بشارت ہے یا شر سے ڈرانا ہے تاکہ یا تو خواب دیکھنے والا ڈر جائے یا اس کی زجر و توبیخ ہو سکے یا اسے اس امر پر متنبہ کیا جاسکے جو اس کے دین یا دنیا میں رونما ہوگا۔"

تنبیہات

(۱) صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:"جس نے خواب میں مجھے دیکھا وہ عنقریب مجھے بیداری میں بھی دیکھ لے گا۔شیطان میری شکل میں متشکل نہیں ہوسکتا۔"اس روایت کو الطبرانی نے مالک بن عبداللہ سے اور ابو بکرہ سے، دارمی نے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس اضافے کے ساتھ روایت کیا ہے"یا گویا کہ اس نے مجھے عالم بیداری میں دیکھا" انہوں نے اسے شک کے ساتھ روایت کیا ہے۔اسماعیل نے اسی سند سے"فقد رآنی فی الیقظه""فسیرانی" کی جگہ نقل کیا ہے۔اسی طرح ابن ماجہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے، امام ترمذی سے اسے صحیح کہا ہے، ابو عوانہ نے اسے روایت کیا ہے۔ابن ماجہ نے ابو جحیفہ سے یوں روایت کیا ہے:"گویا کہ اس نے مجھے عالم بیداری میں دیکھا۔"ابن بطال نے لکھا ہے کہ عنقریب وہ بیداری میں مجھے دیکھ لے گا۔"اس سے مراد اس خواب کی بیداری میں تصدیق ہے۔حق کے مطابق اس

کا خروج ہے۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ وہ آخرت میں آپ کو دیکھ لے گا، کیونکہ وہ روزِ حشر آپ کو دیکھ لے گا اس وقت آپ کی ساری امت آپ کو دیکھ لے گی۔ جس نے آپ کو خواب میں دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو۔ سب دیکھ لیں گے۔ یہ روایت تین الفاظ سے مروی ہے: "فسیرانی فی الیقظه" "فکانما رآنی فی الیقظه" "فقد رانی فی الیقظه"
ابن التین نے لکھا ہے جو اپنی زندگی میں آپ پر ایمان لے آیا۔ آپ کی زیارت نہ کی گویا وہ آپ سے غائب تھا تو یہ فرمان ہر اس کے لیے بشارت ہوگا جو آپ پر ایمان تو لایا مگر آپ کو نہ دیکھ سکا کہ ضروری ہے کہ وہ آپ کو عالم بیداری میں مرنے سے قبل دیکھ لے۔" یہ القزاز کا قول ہے۔ مازری نے لکھا ہے کہ اگر یہ روایت "فکانما رانی فی الیقظة" محفوظ ہے تو اس کا معنیٰ ظاہر ہے۔ اگر یہ روایت "فسیرانی فی الیقظه" محفوظ ہو تو احتمال ہے کہ آپ نے اپنے اہلِ زمانہ کو مراد لیا ہو جنہوں نے آپ کی طرف ہجرت کی ہو کہ جب اس نے آپ کو خواب میں دیکھ لیا تو آپ نے اسے اس کی یہ علامت بنا دی کہ وہ آپ کو عالم بیداری میں دیکھے گا۔ رب تعالیٰ نے آپ پر یہ وحی کی تھی۔"
قاضی نے لکھا ہے: "ایک قول کے مطابق اس کا معنیٰ یہ ہے کہ عنقریب وہ خواب کی تعبیر عالم بیداری میں دیکھ لے گا، لیکن اس کا تعاقب کیا گیا ہے کہ آخرت میں تو آپ کی ساری امت دیکھے گی جس نے آپ کو خواب میں دیکھا یا نہ دیکھا۔ اس میں خواب میں دیکھنے والے کی خوبی برقرار نہ رہے گی۔ قاضی نے یہ جواب دیا ہے کہ احتمال ہے کہ خواب میں اس کا آپ کو دیکھنا اس حلیہ پر ہو جسے وہ جانتا ہو۔ وہ وصف اس کے لیے آخرت میں عزت و تکریم کا باعث ہو۔ وہ آپ کی اس طرح زیارت کرے گا جو آپ کے قرب کے ساتھ خاص ہوگی یا اس کے بلند درجہ کے لیے شفاعت کا ذریعہ ہوگی وغیرہ۔ خصوصیات میں سے ہے۔ بعید نہیں کہ رب تعالیٰ اپنے بعض بندوں کو یہ سزا دے کہ وہ انہیں اپنے نبی کریم ﷺ کی زیارت سے محروم کر دے۔
جبکہ شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے اسے ایک اور محل پر محمول کیا ہے۔ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے خواب میں آپ کی زیارت کی۔ وہ جاگنے کے بعد اس روایت کے بارے میں متفکر تھے۔ وہ کسی ام المومنین کے ہاں تشریف لے گئے شاید یہ ان کی خالہ حضرت ام المومنین میمونہ تھیں۔ انہوں نے وہ آئینہ نکالا جسے حضور اکرم ﷺ استعمال کرتے تھے۔ انہوں نے اس میں دیکھا تو حضور اکرم ﷺ کی شکل مبارک نظر آئی۔ اپنی صورت نظر نہ آئی۔ صالحین کی ایک جماعت سے روایت ہے کہ انہوں نے خواب میں آپ کی زیارت کی پھر عالم بیداری میں آپ کا دیدار کر لیا۔ انہوں نے آپ سے ان اشیاء کے متعلق پوچھا جن سے وہ خوفزدہ تھے۔ آپ نے انہیں ان سے نجات کا طریقہ بتایا، پھر امر اسی طرح رونما ہوا۔ یہ کرامات کی ایک قسم ہے۔
ہمارے شیخ نے شرح الترمذی میں لکھا ہے: "جس کو یہ منظر نصیب ہوا اسے اپنی نیند کے قریب نصیب ہوا یا موت کے وقت نصیب ہوا۔ رب تعالیٰ جسے چاہتا ہے اسے یہ عزت بخش دیتا ہے۔ الحافظ نے لکھا ہے: "یہ بہت مشکل ہے

اگر اسے اپنے ظاہر پر محمول کیا جائے تو یہ آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے ہے تو پھر صحابیت کا روز حشر تک باقی رہنا مشکل ہے۔ کثیر لوگوں نے آپ کو خواب میں دیکھا پھر کسی ایک نے بھی یہ نہیں کہا کہ اس نے آپ کو عالم بیداری میں دیکھا ہو لیکن سچے کی خبر کی مخالفت نہیں ہو سکتی۔" امام محمد بن یوسف، اس کتاب کے مؤلف فرماتے ہیں" پھر انہوں نے یہ قول ذکر کیا ہے کہ اگر اسے اس کے ظاہر پر محمول کیا جائے تو آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے ہے، حالانکہ امام غزالی کا یہ قول پہلے گزر چکا ہے کہ آپ نے فرمان "فسیرانی فی الیقظة" اس سے مراد آپ کا جسم اطہر اور بدن مقدس نہیں ہے۔ جہاں تک ان کثیر افراد کا تعلق ہے جنہوں نے آپ کو خواب میں دیکھا لیکن ان میں سے ایک شخص نے بھی یہ نہیں کہا کہ اس نے عالم بیداری میں آپ کی زیارت کی ہے تو یہ لازمی نہیں کیونکہ احتمال یہ ہے کہ انہوں نے آپ کو دیکھا ہو مگر انہوں نے یہ مخفی رکھا ہو۔ انہوں نے یہ نہ بتایا ہو کہ انہوں نے آپ کو دیکھا ہو۔" ہمارے شیخ نے اس موضوع پر ایک عمدہ تصنیف لکھی ہے۔ انہوں نے اس کا نام "تنویر الحلك فی امکان رویة النبی والملك" میں اس کے مقاصد کو یہاں بیان کرتا ہوں۔"

"انہوں نے احوال سابقہ ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ ایک قوم نے کہا ہے کہ یہ فرمان اپنے ظاہر پر ہے کہ جو بھی آپ کو نیند میں دیکھے گا وہ آپ کو عالم بیداری میں بھی دیکھ لے گا، یعنی سر کی آنکھوں کے ساتھ یا دل کی آنکھ کے ساتھ۔ یہ قاضی ابن العربی کا ہے۔ امام ابو محمد ابن ابی جمرہ نے ان روایات پر اپنی تعلیق میں فرمایا ہے جو انہوں نے بخاری شریف سے منتخب فرمائی ہیں کہ یہ روایت دلالت کر رہی ہے کہ جس نے آپ کو نیند میں دیکھا ہو آپ کو عالم بیداری میں بھی دیکھ لے گا، کیونکہ یہ روایت اپنے عموم پر ہے کہ آپ کی حیات طیبہ میں اور وصال کے بعد، یا صرف حیات طیبہ میں دیکھ لے گا۔ کیا یہ روایت اپنے عموم پر ہے کہ آپ کی حیات طیبہ میں اور وصال کے بعد یا صرف حیات طیبہ میں دیکھ لے گا نیز کیا یہ ہر اس شخص کے لیے ہے جس نے آپ کو دیکھا یا اس کے لیے ہے جس میں اہلیت ہو اور وہ آپ کی سنت مطہرہ کا پیروکار ہو۔ لفظ اپنے عموم پر ہے۔ جس نے کسی مخصص کے بغیر اس میں خصوصیت کا دعویٰ کیا ہے تو وہ تکلف سے کام لینے والا ہے، پھر انہوں نے اس روایت کا تذکرہ کیا ہے جو ابھی ابھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول گزری ہے، پھر فرمایا: سلف و خلف سے اور ابھی تک یہ بیان ہو رہا ہے کہ جنہوں نے آپ کو نیند میں دیکھا ہو اس روایت کی تصدیق کرتے تھے انہوں نے بعد میں عالم بیداری میں بھی آپ کی زیارت کی۔ انہوں نے ان امور کا تذکرہ کیا جو ان کے باعث تشویش تھے آپ نے ان کے لیے نکلنے کی سبیل بھی بتا دی۔ وہ وجوہات بیان کر دیں جن سے انہیں نجات مل سکتی تھی۔ امر اسی طرح کم و بیشی کے بغیر رونما ہوا۔

اسی امر کا منکر یا تو اولیاء کرام کی کرامات کا تصدیق کرنے والا ہو گا۔ یا ان کی تکذیب کرنے والا ہو گا اگر وہ تکذیب کرنے والا ہو تو اس کے ساتھ بحث ساقط ہو جاتی ہے کہ وہ اس امر کی تکذیب کر رہا ہے جسے سنت واضح دلائل سے

ثابت کر رہی ہے اگر وہ ان کی تصدیق کرنے والا ہو تو اس کا تعلق بھی انہی امور کے ساتھ ہے کیونکہ اولیائے کرام کے لیے علوی اور سفلی عالمین میں اشیاء سے پردہ اٹھا دیا جاتا ہے وہ اس کی تصدیق کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی تکذیب نہ کر سکے گا۔ شیخ نے لکھا ہے: اگر یہ قول خاص ہو اس کے لیے خاص نہ ہو جس میں اہلیت ہو اور آپ کی سنت کا پیروکار ہو۔ تو اس سے مراد یہ ہے کہ جس نے آپ کو عالم خواب میں دیکھا اس کے ساتھ وعدہ ہے کہ وہ آپ کو عالم بیداری میں دیکھ لے گا۔ خواہ ایک بار ہی۔ یہ آپ کا وعدہ ہے جس کی مخالفت نہیں ہو سکتی۔ اکثر یہ زیارت موت سے قبل عالم نزع میں ہوتی ہے۔ اس کی روح اس کے جسم سے نہیں نکلتی حتیٰ کہ وہ آپ کو دیکھ لے خواہ ایک بار ہی تا کہ آپ کا وعدہ پورا ہو سکے ان کے علاوہ دیگر لوگوں کو ساری زندگی میں زیارت میسر آتی ہے خواہ کم بار یا زیادہ بار۔ یہ ان کے اجتہاد کے اعتبار سے اور سنت مطہرہ پر محافظت کے اعتبار سے ہے۔ سنت میں خلل ہونا بہت بڑا مانع ہے۔

امام غزالی نے اپنی کتاب ''المنقذ من الضلال'' میں فرمایا ہے: جب میں علوم سے فارغ ہوا تو میں نے اپنی ساری توجہ صوفیاء کے طریقہ پر مبذول کر دی۔ میں اس مقدار کا اس لیے تذکرہ کر رہا ہوں تا کہ اس سے نفع اٹھایا جا سکے مجھے یقینی علم تھا کہ صوفیاء کرام ہی رب تعالیٰ کے خاص طریقے پر چل رہے ہیں ان کی سیرت ساری سیرتوں سے عمدہ ہے ان کا طریقہ سارے طریقوں سے افضل ہے ان کا اخلاق سارے اخلاق سے پاکیزہ ہے، بلکہ اگر عقلاء کی عقل اور حکماء کی حکمت کو جمع کیا جائے اور ان علماء کے علم کو جمع کیا جائے جو اسرار شرع سے واقف ہیں تا کہ وہ ان کی سیرت اور اخلاق کو تبدیل کر دیں اور اس کی جگہ اسے بہتر لے آئیں تو انہیں اس کی طرف کوئی راہ نہ ملے گا۔ ان کی حرکات و سکنات ان کے ظاہر و باطن چراغ نبوت کے نور سے مقتبس ہیں روئے زمین پر نور نبوت کے علاوہ اور کوئی نور نہیں جس سے نورانیت حاصل کی جا سکے، حتیٰ کہ وہ عالم بیداری میں ملائکہ کو دیکھ لیتے ہیں ارواح انبیاء کا مشاہدہ کر لیتے ہیں۔ ان کی آوازیں سن لیتے ہیں اس سے فوائد حاصل کر سکتے ہیں پھر ان کا حال ترقی کرتا جاتا ہے وہ صور اور امثال کے مشاہدہ سے ترقی کر کے ان درجات تک پہنچ جاتے ہیں جن کے بارے میں گفتگو کرنے والے کی زبان قاصر ہو جاتی ہے۔

۔۔۔وہ عالم بیداری میں ملائکہ کو دیکھ لیتے ہیں ارواح انبیاء کی زیارت کر لیتے ہیں ان کی آوازیں سن لیتے ہیں۔

۔۔۔ان کے شاگرد قاضی ابن عربی نے اپنی کتاب قانون التاویل میں لکھا ہے کہ صوفیاء کا موقف یہ ہے کہ جب انسان کو طہارت نفس اور تزکیۂ قلب حاصل ہو جاتا ہے علائق دنیوی سے قطع تعلقی کر لیتا ہے۔ دنیاوی اسباب جاہ، مال اور باہمی اختلاط سے کنارہ کش ہو جاتا ہے۔ وہ دائمی علم اور لگاتار عمل کے ذریعے رب تعالیٰ کی طرف توجہ کر لیتا ہے تو ان کے قلوب کو منکشف کر دیا جاتا ہے وہ ملائکہ کو دیکھ لیتے ہیں۔ وہ ان کے اقوال کو سن لیتے ہیں انہیں انبیاء اور ملائکہ کی ارواح سے آگہی نصیب ہوتی ہے وہ ان کا کلام سن لیتے ہیں، پھر فرمایا: انبیاء کرام اور ملائکہ کی زیارت اور ان کا کلام سننا مؤمن کے لیے از روئے کرامت اور کافر کے لیے از روئے سزا ممکن ہے۔

ابن الحاج نے المدخل میں بیان کیا ہے عالم بیداری میں آپ کی زیارت کرنے والے بہت قلیل ہیں۔کم لوگوں کے لیے اس کا وقوع ہوا ہے مگر اس دور میں تو ایسا شخص نادر الوجود ہے بلکہ معدوم ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہم اس کا انکار نہیں کرتے یہ سعادت ان اکابر کو نصیب ہوئی ہے جن کے بواطن اور ظواہر کی حفاظت رب تعالیٰ نے کی ہے۔

انہوں نے فرمایا: بعض علماء ظواہر نے عالم بیداری میں آپ کی زیارت کا انکار کیا ہے۔انہوں نے اس کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ فانی آنکھ باقی آنکھ کو نہیں دیکھ سکتی۔حضور اکرم ﷺ دار البقاء میں ہیں دیکھنے والا دار الفناء میں ہے۔حضرت ابن ابی جمرہ اس اشکال کو حل کرتے تھے اور رد کرتے تھے کہ مؤمن جب مر جاتا ہے وہ رب تعالیٰ کو دیکھ لیتا ہے حالانکہ اسے موت نہیں جبکہ ان میں سے ایک ہر روز ستر دفعہ مرتا ہے۔

امام یافعی نے روض الریاحین میں شیخ صفی الدین نے اپنے رسالہ میں ذکر کیا ہے۔شیخ کبیر قدوۃ الشیوخ العارفین برکۃ اہل زمانہ ابو عبداللہ قرشی نے فرمایا: جب دیار مصر میں بہت زیادہ گرانی آگئی۔میں نے توجہ کی تاکہ میں دعا مانگوں۔مجھے کہا گیا تم خود میں سے کسی ایک سے اس کے متعلق دعا نہ سنو گے۔میں شام کی طرف گیا۔میں حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی قبر انور کے پاس گیا۔حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے مجھے شرف ملاقات بخشا میں نے عرض کی: خلیل اللہ! میری ضیافت اپنے ہاں یہ بنا دیں کہ اہل مصر کے لیے دعا کر دیں۔انہوں نے ان کے لیے دعا کی رب تعالیٰ نے ان کی تکلیف کو دور کر دیا۔امام یافعی نے لکھا ہے: مجھ سے حضرت خلیل علیہ السلام نے ملاقات کی۔یہ سچا قول ہے صرف وہی اس سے انکار کرتا ہے جو اس معرفت سے جاہل ہو جب ان پر ایسے احوال طاری ہوتے ہیں جن وہ آسمانوں اور زمین کے ملکوت کا مشاہدہ کرتے ہیں۔وہ انبیاء کرام علیہم السلام کو زندہ جاوید دیکھتے ہیں گویا کہ ان پر موت طاری ہی نہیں ہوئی۔جیسے حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو دیکھا تھا۔آپ نے انھیں اور انبیاء کرام علیہم السلام کی ایک جماعت کو آسمانوں پر دیکھا۔ان کے مخاطبات سنے۔یہ امر طے ہے کہ جو کچھ انبیاء کرام علیہم السلام کے لیے بطور معجزہ روا ہے وہ اولیاء کرام کے لیے بطور کرامت جائز ہے لیکن اس میں چیلنج کی شرط نہیں ہوتی۔

شیخ سراج الدین ابن الملقن نے طبقات اولیاء میں لکھا۔انہوں نے شیخ خلیفہ النہر الملکی کے تعارف میں لکھا ہے ''انھیں نیند اور بیداری میں کثرت سے حضور اکرم ﷺ کی زیارت ہوتی تھی۔ان کے اکثر افعال آپ سے ہی حاصل کردہ ہوتے تھے۔خواہ نیند میں یا عالم بیداری میں۔ایک رات میں انھوں نے سترہ بار آپ کی زیارت کی۔ایک زیارت کے دوران فرمایا ''خلیفہ! مجھ سے تنگ نہ آجانا بہت سے اولیاء میری زیارت کی حسرت لیے دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں۔''

''الکمال الادفوی'' نے ''الطالع السعید'' میں الصفی ابی عبداللہ محمد بن یحییٰ السوانی کے تعارف میں لکھا ہے۔ ان کا پڑاؤ اخمیم میں تھا۔وہ ابو یحییٰ بن شافع کے ساتھیوں میں سے تھے یہ تقویٰ میں معروف تھے۔ان

کے مکاشفات و کرامات مشہور تھے۔ان سے ابن دقیق السعید، ابن نعمان اور قطب عسقلانی نے نقل کیے ہیں وہ بیان کرتے تھے کہ وہ آپ کی زیارت کرتے تھے اور اس سے لطف اندوز ہوتے تھے۔"شیخ عبدالغفار بن نوح نے اپنی کتاب "الوحید" میں شیخ ابو یحییٰ ابو عبداللہ الاسوانی جو کہ اخمیم میں مقیم تھے کے متعلق لکھا ہے کہ وہ بتاتے تھے کہ وہ "ہر لمحہ" آپ کی زیارت سے بہرہ مند رہتے تھے۔وہ ہر لمحہ آپ کے متعلق بتاتے رہتے تھے" اسی میں ہے "شیخ ابو العباس مرسی کا حضور اکرم ﷺ کے ساتھ گہرا تعلق تھا۔جب وہ آپ کو سلام کرتے تھے تو آپ انھیں سلام کا جواب دیتے تھے۔جب وہ آپ سے گفتگو کرتے تھے تو آپ انھیں جواب سے سعادت اندوز کرتے تھے۔"

شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ نے "لطائف المنن فی مناقب ابی العباس و شیخہ ابی الحسن" کہ ایک شخص نے ابو العباس المرسی سے عرض کی "آقا! مجھ سے تو اپنے اس ہاتھ سے مصافحہ کریں۔آپ نے بہت سے مردوں اور شہروں کو دیکھا ہے" انھوں نے فرمایا "بخدا! میں نے اپنے اس ہاتھ سے صرف حضور اکرم ﷺ سے مصافحہ کیا ہے" شیخ فرماتے تھے "اگر لحظہ بھر کے لیے بھی حضور اکرم ﷺ مجھ سے دور ہو جائیں میں اس وقت خود کو مسلمان شمار نہیں کرتا" معجم الشیخ برہان الدین البقاعی میں ہے۔انھوں نے فرمایا "مجھے امام ابو الفضل بن ابی الفضیل النویری نے بیان کیا ہے کہ شیخ نور الدین الایجی والد الشریف عفیف الدین جب روضہ انور پر حاضر ہوتے تھے تو یوں سلام عرض کرتے تھے "السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حاضرین بھی سنتے تھے کہ روضہ انور سے یوں آواز آتی تھی "وعلیک السلام یا ولدی۔"

الحافظ محب الدین بن نجار نے اپنی تاریخ میں لکھا کہ مجھے ابو احمد داؤد بن علی بن محمد بن ھبتہ اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا ہے کہ شیخ ابو نصر عبد ابو حد بن عبد الملک الصوفی الکرخی نے فرمایا "میں نے حج کیا اور حضور اکرم ﷺ کی زیارت کی اسی اثناء میں کہ میں حجرہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک شیخ ابو بکر دیا ابکری داخل ہوئے وہ آپ کے چہرۂ انور کے سامنے کھڑے ہو گئے۔انھوں نے کہا "السلام علیک یا رسول اللہ! میں نے حجرہ کے اندر سے صدا سنی "وعلیک السلام یا ابا بکر" حاضرین نے بھی سلام کا جواب سنا۔ان حکایات کو لکھنے کے بعد شیخ نے لکھا ہے کہ پہلے آپ کی اکثر زیارت عالم بیداری میں دل کی آنکھ سے ہوتی ہے، پھر حال ترقی کرتا ہے پھر آنکھوں سے زیارت ہونے لگتی ہے۔پہلے ابن عربی کا کلام گزر چکا ہے کہ بصر رؤیت کی مانند نہیں ہے جو لوگوں کے ہاں متعارف ہے جس طرح وہ ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں، بلکہ یہ حالیہ جمعیہ، برزخی حالت اور وجدانی امر ہے۔اس کی حقیقت کو وہی پا سکتا ہے جس نے یہ سعادت حاصل کی ہو۔کیا ذات مصطفیٰ ﷺ کی زیارت آپ کے جسم اور روح یا مثال سے ہو سکتی ہے؟ میں نے جن ارباب احوال کی زیارت کی ہے وہ دوسرا قول کرتے ہیں۔امام غزالی نے اسی کی صراحت کی ہے۔قاضی ابن عربی نے لکھا ہے کہ معروف حلیہ مبارک پر آپ کی زیارت حقیقت پر ہے، جبکہ غیر معروف سراپا پر زیارت مثالی ہے۔ان کی بات بہت

خوبصورت ہے آپ کی روح اور جسم اطہر سمیت زیارت کے لیے کوئی امر ممتنع نہیں ہے، کیونکہ سارے انبیاء کرام علیہم السلام زندہ ہیں۔ ان کی ارواح ان کی طرف لوٹا دی گئی ہیں۔ جیسے کہ آپ کے وصال کے تذکرہ میں یہ تفصیلات آرہی ہیں، پھر شیخ نے کہا ہے "اگر کہنے والا کہے کہ اس طرح دیکھنے والے کو صحابی کہا جائے گا یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ لازم نہیں ہے کیونکہ اگر ہم کہیں کہ نظر آنے والا مثالی جسم ہے تو پھر یہ امر واضح ہے، کیونکہ صحبت آپ کی ذات اقدس کو جسم و روح سمیت دیکھنے سے حاصل ہوتی ہے اگر ہم کہیں کہ ذات کی زیارت ہوئی تو پھر صحبت کے لیے شرط ہے کہ وہ عالم ملکوت میں دیکھے یہ رؤیت صحبت کو ثابت نہیں کرتی۔ اس کی تائید ان احادیث سے بھی ہوتی ہے جن میں ہے کہ آپ کی ساری امت آپ کو پیش کی گئی آپ نے انھیں دیکھا انہوں نے آپ کو دیکھا لیکن کسی کے لیے صحبت ثابت نہ ہوئی کیونکہ عالم ملکوت میں زیارت صحبت کا فائدہ نہیں دیتی۔ سابقہ کلام کا خلاصہ یہ چھ جوابات ہیں:

۱- تشبیہ و تمثیل۔ اس پر آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان دلالت کرتا ہے فکانّما آنی فی البقظۃ۔

۲- اس کا معنی یہ ہے کہ وہ عنقریب مجھے عالم بیداری میں دیکھ لے گا۔ اس کی تاویل تعبیر حقیقت کی طریقہ پر کی گئی ہے۔

۳- یہ آپ کے عہد ہمایوں کے لوگوں کے ساتھ خاص ہے جنہوں نے آپ کو دیکھا نہ تھا مگر وہ آپ پر ایمان لے آئے تھے۔

۴- مراد یہ ہے وہ آپ کو اس آئینہ میں دیکھ لے گا جو آپ کے لیے تھا۔ اگر ممکن ہوا لیکن دور کا امر محمول کرنا ہے جیسے الحافظ نے کیا ہے۔

۵- وہ آپ کو روز حشر دیکھ لے گا۔ یہ خصوصیت نہ ہوگی کیونکہ اس دن وہ بھی آپ کو دیکھ لے گا جس نے آپ کو خواب میں نہ دیکھا ہوگا۔

۶- وہ حقیقت میں آپ کو دنیا میں دیکھ لے گا۔ وہ آپ سے مخاطب ہوگا۔ امام قرطبی نے لکھا ہے کہ یہ امر طے ہے کہ جو خواب میں زیارت ہوتی ہے؟ یہ مرئیات کی امثلہ ہوتی ہیں وہ خود نہیں ہوتے۔ امثلہ کبھی مطابقت کے ساتھ واقع ہوتی ہیں اور کبھی اس کا معنی واقع ہوتا ہے۔ آپ کا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دیکھنا پہلے مؤقف کے مطابق ہے "اچانک وہ آگئیں" آپ نے انھیں بتایا کہ آپ نے خواب میں وہی کچھ دیکھا ہے جو عالم بیداری میں دیکھ رہے ہیں۔ دوسری قسم اس گائے کی ہے جو غزوہ احد کے متعلق ذبح کر دی گئی تھی۔ دوسرے سے مقصود ان امور کے معانی پر تنبیہ ہوتی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے فوائد

زیارت کرنے والے کے شوق کو تسکین نصیب ہوتی ہے۔ وہ اپنی محبت میں سچا ہوتا ہے، تاکہ وہ اپنے مشاہدہ پر عمل پیرا ہو۔ آپ نے اپنے اس فرمان سے اس طرف اشارہ کیا "وہ عنقریب عالم بیداری میں مجھے دیکھ لے گا"

یعنی جس نے میری حرمت کو عظیم جانتے ہوئے اور میری زیارت کا مشتاق ہو کر میری زیارت کی وہ اپنے محبوب کی

زیارت تک پہنچ گیا۔ وہ اپنے مطلوب میں کامیاب ہوگیا۔ یہ بھی روا ہے کہ اس زیارت سے مقصود آپ کی صورت کا معنی ہو۔ وہ آپ کا دین حق اور شریعت مطہرہ ہے۔ اس کی تعبیر اسی طرح کی جائے گی۔ جسے دیکھنے والا دیکھے گا یعنی زیادتی، نقصان، برائی یا احسان' الحافظ نے لکھا ہے کہ یہ ساتواں جواب ہے۔ جو اس سے قبل ہے۔ وہ میرے لیے عیاں نہیں ہوا۔ اگر وہ عیاں ہوگیا تو وہ آٹھواں جواب ہے۔

۲- علامہ زرکشی نے ''الخادم'' میں لکھا ہے کہ علماء کرام نے لکھا ہے کہ دو افراد میں سے ایک کے لیے آپ کی زیارت صحیح ہے۔

۱- صحابی کے لیے۔ وہ آپ کی زیارت کرے آپ کے اوصاف سے آپ کو جان لے۔ اس کے نفس پر آپ کی مثال منعکس ہو جائے جب وہ آپ کی زیارت کرے تو اسے یقین ہو جائے کہ اس نے آپ کی مثال دیکھی ہے جو شیطان سے محفوظ ہے۔''

۲- وہ شخص جس کے لیے آپ کی ان صفات کو بار بار دھرایا جائے جو کتب میں منقول ہیں، حتیٰ کہ آپ کی صفات کا عکس اور معصوم مثال اس کے نفس میں منعکس ہو جائے جیسے یہ اس شخص کو حامل ہو جس نے آپ کی زیارت اور دیدار کیا ہو جب وہ آپ کو دیکھ لے تو اسے یقین ہو جائے کہ اس نے آپ کے مثال کی زیارت کی ہے جیسے کہ وہ شخص ہو جس نے آپ کی زیارت کی ہو۔ ان دو افراد کے علاوہ کسی اور کو یقین حاصل نہیں ہو سکتا، بلکہ جائز ہے کہ اس نے حضور اکرم ﷺ کو آپ کی مثال کے ساتھ دیکھا ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ ابلیس کا تخیل ہو۔ دیکھنے والے کو اس کا یہ قول فائدہ نہیں دے سکتا ''میں رسول اللہ ہوں'' نہ ہی اس کا قول فائدہ دے سکتا ہے جو اس کے ساتھ ہو۔ اس کا تذکرہ القرافی نے کتاب ''القواعد'' میں کیا ہے انھوں نے کچھ کلام اپنے شیخ عبدالسلام سے لیا ہے۔ انھوں نے فرمایا ''جب یہ امر طے ہوگیا تو وہ کیسے کہیں گے کہ جس کو انھوں نے دیکھا ہے وہ بزرگ ہے، جوان ہے، سیاہ ہے یا سفید ہے۔ اس کا جواب یہ ہے یہ دیکھنے والوں کی صفات اور ان کے احوال ہیں جس کا ان میں انحصار ہوتا ہے۔ وہ ان کے لیے مراد کی مانند ہیں۔ میں نے اپنے ایک شیخ سے پوچھا ''ان عادی احوال کے ہمراہ مثال کیسے باقی رہ سکتی ہے؟ انہوں نے فرمایا ''اگر تمہارا باپ جوان ہو۔ تو ان سے غائب رہے پھر تم اس کے پاس جاؤ اسے بزرگ پاؤ یا اسے یرقان ہوگیا ہو وہ زرد یا سیاہ ہوگیا ہو کیا تمھیں شک رہے گا کہ وہ تمھارا والد ہے؟ میں نے کہا ''نہیں'' انھوں نے کہا ''اس کی وجہ فقط یہ ہے کہ اس کی سابقہ مثال تمھارے نفس میں منقش ہے۔ اسی طرح آپ کا نقش بھی اس شخص کے یاد منقش ہوتا ہے۔ ان احوال کے طاری ہونے کے باوجود اسے کوئی شک نہیں رہتا جب اس کے لیے یہ صحیح ہو جاتا ہے اور منضبط ہو جاتا ہے تو سیاہ رنگت دیکھنے والے کے ظلم پر دلالت کرتی ہے اندھا پن اس کے ایمان کے نہ ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

۳- ''اصل الروضہ'' میں ہے زیارت کرنے والے کچھ احکام میں سے آپ سے سننے گا اس پر عمل نہ کرے گا کیونکہ دیکھنے والے کو اس میں ضبط نہیں ہے۔ اس کی زیارت میں کوئی شک نہیں۔ خبر ضابطہ اور مکلف سے قبول کی جاتی ہے

سونے والے کا معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے۔ ابن صلاح نے اپنے فتاویٰ میں اسی طرح لکھا ہے انھوں نے لکھا ہے کہ یہ دیکھے جانے والے پر عدم وثوق کی وجہ سے نہیں بلکہ دیکھنے والے کے ضبط پر عدم وثوق کی وجہ سے ہے نیز یہ کہ نیند کی حالت غفلت اور قوت حافظ کے بطلان کی حالت ہوتی ہے وہ نیند میں تفصیل پر رواں ہوں گے۔" قاضی حسین نے اپنے فتویٰ میں اسیٰ پر یقین کیا ہے قاضی عیاض نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ امام ثوری نے لکھا ہے "اگر وہ دیکھے کہ حضور اکرم ﷺ اسے ایسے فعل کا حکم دے رہے ہیں جو آپ کے نزدیک پسندیدہ ہے یا ایسے فعل سے روک رہے ہیں جو آپ کے ہاںٗ ناپسندیدہ ہے یا کسی مصلحت والے فعل کی طرف راہ گامزن کر رہے ہیں تو پھر اس پر عمل کرنے کے مستحب ہونے میں کوئی اختلاف نہیں کیونکہ یہ صرف نیند میں حکم نہیں ہے بلکہ اسے محکم کیا گیا ہے۔

فائدہ

الزرکشی نے شیخ عزالدین بن خطیب الاشمونی سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" مجھے میرے والد گرامی نے بتایا ہے کہ ایک شخص نے خواب میں سرور دو جہاں ﷺ کو دیکھا۔ آپ نے اسے فرمایا" فلاں جگہ جاؤ وہاں سے خزانہ لے لو اس میں تم پر خمس نہیں ہے" وہ شخص اس طرف گیا اس نے اسی طرح خزانہ پالیا جیسے آپ نے بتایا تھا اس نے دمشق کے فقہاء سے مسئلہ پوچھا انھوں نے خمس کے واجب نہ ہونے کا فتویٰ دے دیا۔ انھوں نے کہا" خواب کے سچے ہونے کے دلائل عیاں ہیں شیطان آپ کی شکل میں متشکل ہو کر نہیں آسکتا، لیکن ہمارے شیخ، شیخ عزالدین نے اس پر خمس کے وجوب کا فتویٰ دیا۔ انھوں نے اس پر دلیل یہ دی کہ القواعد کے رفع ہونے کا طریقہ نسخ ہے آپ کے وصال کے ساتھ وحی منقطع ہونے کی وجہ سے اب نسخ نہیں ہو سکتا" میں نے یہ واقعہ شیخ تقی الدین القیشری کو سنایا۔ انھوں نے اس روایت کی تصدیق کر دی اس پر یہ اضافہ کیا کہ شیخ عزالدین نے اسے باب ترجیح علی تقدیر صدق المنام سے لیا ہے۔ میرا گمان ہے کہ انھوں نے اس ترجیح کا ارادہ کیا ہے کہ جمہور کی روایت خمس کے وجوب کی ہے یہ نیند کی روایت شاذ ہے۔"

۲۷ آپ اپنی تمنا سے گفتگو بھی نہ کرتے تھے بلکہ یہ وحی تھی جسے آپ کی طرف بھیجا جاتا تھا۔ شیخان نے حضرت صفوان بن یعلی سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا وہ خوشبو میں لت پت تھا۔ اس نے عرض کی" یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اس شخص کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جس نے خوشبو میں لتھڑنے کے بعد جبہ میں احرام باندھا آپ نے لمحہ بھر کے لیے دیکھا۔ آپ پر وحی آگئی۔ جب آپ سے وحی جدا ہوئی تو فرمایا" وہ شخص کہاں ہے جس نے ابھی ابھی عمرہ کے بارے میں سوال کیا ہے۔ اس شخص کو تلاش کر کے آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ نے فرمایا:" اپنی خوشبو دھو لو جبہ کو اتار لو پھر اپنے عمرہ میں اسی طرح کرو جیسے اپنے حج میں کرتے ہو۔"

امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کہ زمین کا کون سا ٹکڑا بہترین ہے

آپ نے فرمایا "میں نہیں جانتا" حضرت جبرائیل امین آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے آپ نے پوچھا "جبرائیل! کون سا ٹکڑا بہترین اور کون سا ٹکڑا بدترین ہے؟ انھوں نے کہا "میں نہیں جانتا" آپ نے فرمایا "اپنے رب تعالیٰ سے پوچھو" حضرت جبرائیل پر لرزہ طاری ہو گیا قریب تھا کہ آپ بے ہوش ہو جاتے "عرض کی" میں اس سے کیا پوچھوں؟ رب تعالیٰ نے حضرت جبرائیل سے کہا

محمد عربی ﷺ نے تم سے سوال کیا ہے کہ کون سا قطعہ زمین بہترین ہے؟ تم نے عرض کی "مجھے معلوم نہیں" انھوں نے تم سے پوچھا "کون سا قطعہ زمین شریر ترین ہے؟ تم نے کہا "مجھے علم نہیں" انھیں بتادو کہ بہترین ٹکڑے مساجد ہیں اور برے ترین ٹکڑے بازار ہیں"

۲۸- آپ کو زیادہ بخار کی وجہ سے زیادہ اجر ملتا تھا۔ یہ تفصیلات آپ کے وصال کے ابواب میں آرہی ہیں۔

۲۹- آپ کی بغلوں کے نیچے نہ تو کبھی بال اگے تھے نہ ہی ان سے بدبو آتی تھی۔ جیسے آپ کی صفات حسنہ میں پہلے گزر چکا ہے۔

تنبیہ

الحافظ ابوزرعہ بن الحافظ العراقی نے اپنے والد کی تقریب کی شرح میں لکھا کہ بعض شوافع نے لکھا ہے کہ آپ کو عریاں نہیں دیکھا گیا۔ اسنوی نے لکھا ہے کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی آپ کے خواص میں سے ہے آپ کے حق میں تعبیر وارد ہے آپ کے علاوہ دوسرے کا حق مطلق ہے دوسرے شخص کی بغلیں بالوں کی وجہ سے سیاہ ہوتی ہیں۔

ابوزرعہ نے لکھا ہے اس میں آپ کی خصوصیت ہونے میں نظر ہے کیونکہ یہ وجوہ میں سے کسی وجہ سے ثابت نہیں بلکہ یہ کسی معتمد کتب میں وارد نہیں خصائص احتمال سے ثابت نہیں ہوتے نہ ہی دانت وغیرہ کے ذکر سے بغلوں کی سفیدی لازم آتی ہے کہ اس پر بال نہ ہوں، کیونکہ جب بال اکھیڑ لیے جاتے ہیں تو جگہ سفید نکل آتی ہے۔ اگرچہ وہاں بالوں کے اثرات باقی ہوں۔ اسی لیے عبداللہ ابن اقرم الخزعی کی روایت میں ہے کہ انھوں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔ انھوں نے کہا "میں نے آپ کی بغلوں کے مٹیالے پن کو دیکھا جبکہ آپ نے سجدہ کیا" صحیحین میں اس روایت سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے "حتیٰ کہ میں نے آپ کی بغلوں کا مٹیالہ پن دیکھ لیا" اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ بالوں کے اثرات نے ان جگہوں کو خاکی کر دیا تھا۔ اگر وہ بالوں سے بالکل خالی ہوتیں تو خاکسری نہ ہوتیں۔ آپ کے علاوہ میں بغلوں کی سفیدی تمام فقہاء کے کلام میں موجود ہے۔ کسی نے اس کا انکار نہیں کیا، کیونکہ بغلوں کو سفر و حضر میں دھوپ کا سامنا نہیں کرنا پڑتا تاکہ ان کا رنگ دیگر جسم کی طرح تبدیل ہو جائے لیکن جو بات یقین سے کہی جاسکتی ہے وہ یہ ہے کہ آپ کی بغلوں سے بدبو نہ آتی تھی۔ بلکہ وہ صاف تھیں"

۳۰- آپ پر مکھی نہ بیٹھتی تھی۔

۳۱- چیچڑی آپ کی تعظیم کرتے ہوئے آپ کو اذیت نہ دیتی تھی۔ اس خصوصیت میں مشکل اس روایت نے پیدا کر دی ہے

جسے امام احمد نے روایت کیا ہے۔ ابن حبان نے اسے صحیح کہا ہے کہ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ بشر (کامل) تھے اپنے کپڑے سے جوں اٹھا لیتے تھے۔ اپنی بکری دوھتے تھے اس سے یہی لازم آتا ہے کہ ایسی چیز کا وجود ہو جو اذیت دے خواہ وہ چیچڑی ہو یا پسو ہو۔"

۳۲- آپ نے ثریا میں گیارہ ستارے دیکھے تھے اس کا تذکرہ قاضی، قرطبی اور سہیلی نے کیا ہے کہ آپ نے ثریا میں بارہ ستارے دیکھے تھے۔ اس کتاب کے اوائل میں یہ تذکرہ ہو چکا ہے۔

۳۳- آپ مختون پیدا ہوئے تھے۔ اسے خصوصیت میں شامل کرنے میں نظر ہے، کیونکہ بہت سے انبیاء اسی طرح پیدا ہوئے تھے۔ اسی طرح اس امت کے بہت سے لوگ مختون پیدا ہوئے۔ اس زمانہ میں بھی ہمیں بتایا گیا ہے کہ بہت سے بچے مختون پیدا ہوئے۔

۳۴- آپ کے لیے صلوٰۃ (ﷺ) کا لفظ ہی استعمال کیا جانا چاہیے، کیونکہ صلاۃ کے لفظ میں تعظیم پائی جاتی ہے آپ کے لیے ترحم (رحمۃ اللہ علیہ) کا لفظ استعمال نہ کیا جائے۔ ابو عمر نے لکھا ہے کہ کسی کے لیے روا نہیں کہ جب وہ آپ ﷺ کا ذکر خیر کرے وہ آپ ﷺ کے لیے "رحمہ اللہ" کے الفاظ استعمال کرے، کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا "من صلی علی" یہ نہیں فرمایا

من ترحم علی یا من دعا لی

اگرچہ صلاۃ کا معنی بھی رحمت ہے لیکن آپ ﷺ اپنی تعلیم کی وجہ سے اس لفظ کے ساتھ خاص ہیں۔ کسی اور کو آپ کے برابر نہ سمجھا جائے گا۔ رب تعالیٰ کا یہ فرمان بھی اسی کی تائید کرتا ہے۔

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۭ (النور: ٦٣)

ترجمہ: نہ بنالو رسول کے پکارنے کو آپس میں جیسے تم پکارتے ہو ایک دوسرے کو۔

الحافظ نے لکھا ہے کہ یہ ایک عمدہ بحث ہے۔ قاضی ابو بکر ابن عربی نے مالکیہ میں سے اور الصیدلانی نے شوافع میں سے اس کا تذکرہ کیا ہے۔ ہمارے شیخ نے شرح السنن میں لکھا ہے "اس پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا جو آپ اپنے دو سجدوں کے مابین کہتے تھے:

اللھم اغفرلی وارحمنی۔

کیونکہ یہ تشریع کے لیے تھا تعلیم امت کے لیے تھا۔ اس میں رب تعالیٰ کے لیے تواضع بھی تھی۔ ہم آپ ﷺ کے لیے لفظ صلاۃ سے ہی دعا مانگیں گے جس کے ساتھ ہمیں دعا مانگنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس میں وہ تعظیم و تفخیم بھی ہے جو آپ کے منصب شریف کے لائق ہے" انھوں نے لکھا ہے کہ انھوں نے اس کے متعلق ایک جزء بھی تالیف کیا ہے جسے میں نے نہیں دیکھا۔ ابو قاسم الانصاری نے لکھا ہے کہ یہ صلاۃ کے لیے مضاف کرتے ہوئے تو درست ہے لیکن مفرد درست نہیں۔

الذخیرۃ البرھانیہ

میں ہے کہ یہ مکروہ ہے کیونکہ یہ نقص کا وہم پیدا کرتا ہے کیونکہ رحمت اس فعل کی وجہ سے ہوتی ہے جس پر ملامت ہو سکے۔ میں کہتا ہوں کہ جو کچھ انصاری نے کہا ہے وہ حق ہے"

۳۵- رب تعالیٰ نے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ عطا کیا ہے جو ساری مخلوق کو سن لیتا ہے۔ جو آپ کی قبر انور پر کھڑا ہے جو آپ تک آپ کی امت کا درود پہنچاتا ہے۔ یہ درود پاک کے باب میں آئے گا۔ یہ کسی اور کے لیے خصوصیت منقول نہیں۔

۳۶- ہر وہ جگہ جہاں آپ نے نماز پڑھی ہے وہ یقینی طور پر نص ہے۔ وہ جبکہ یقینی طور پر یاد ہے۔ اس سے دائیں یا بائیں اجتہاد جائز نہیں ہے جبکہ بقیہ محرابوں میں اختلاف ہے۔

۳۷- انبیا کرام علیھم السلام کو جمائی نہیں آئی۔ اسے امام بخاری نے تاریخ میں مسلمہ بن عبد الملک سے روایت کیا ہے۔

تنبیہ

ثابت سرقطی نے دلائل میں لکھا ہے کہ یہ لفظ تثاؤب ہے تثاءب نہ پڑھا جائے۔

۳۸- آپ نے کبھی انگڑائی نہ لی تھی۔ یہ شیطانی عمل ہے۔

۳۹- آپ کا سایہ نظر نہ آتا تھا۔ جیسے کہ پہلے گزر چکا ہے۔

۴۰- آپ ﷺ کی قضائے حاجت کے وقت جو کچھ نکلتا تھا زمین اسے نگل جاتی تھی۔ اس کا کچھ بھی اثر باقی نہ رہتا تھا۔ وہاں سے خوشبو اٹھتی تھی۔ سارے انبیاء کرام علیہم السلام کی کیفیت، یہی ہوتی تھی۔ ابن سعد نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے، دار قطنی نے الافراد میں ان سے ہی، ابن سعد نے بھی ان سے ہی روایت کیا ہے۔ الحافظ ابن دحیہ نے خصائص میں ثابت کو اقوی طرق الحدیث کہا ہے۔ حاکم نے مستدرک میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ سے اور انھوں نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انھوں نے فرمایا "میں نے عرض کی "یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ بیت الخلاء تشریف لے جاتے ہیں۔ جب آپ باہر تشریف لاتے ہیں تو میں آپ کے پیچھے داخل ہو جاتی ہوں لیکن مجھے کچھ نظر نہیں آتا" دوسرے الفاظ میں ہے۔ انھوں نے فرمایا "جب حضور اکرم ﷺ بیت الخلا میں تشریف لے جاتے پھر باہر جلوہ افروز ہوتے۔ آپ کے بعد میں اندر جاتی، تو مجھے بیت الخلاء سے خوشبو آتی۔ میں نے اس کا تذکرہ آپ سے کیا" اور روایت میں ہے "جب آپ بیت الخلاء داخل ہوتے تو ہم آپ کے بعد اس میں جاتے۔ ہم وہاں کسی چیز کے اثرات نہ دیکھتے بلکہ اس جگہ سے ہمیں بہت ہی اچھی خوشبو آتی تھی" "جب آپ بیت الخلاء جاتے پھر باہر تشریف لاتے آپ کے بعد میں اندر جاتی تو مجھے کچھ بھی نظر نہ آتا مگر عمدہ خوشبو پاتی تھی میں نے اس کا تذکرہ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں کیا۔ میں نے عرض کی "یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم! آپ بیت الخلاء تشریف لے جاتے ہیں۔ ہمیں آپ میں سے کسی چیز کے اثرات نظر نہیں آتے" ایک اور روایت میں ہے "حضور اکرم ﷺ بیت الخلاء

تشریف لے گئے تاکہ قضاء حاجت فرمائیں، مگر وہاں مجھے کچھ نظر نہ آیا میں نے مشک کی خوشبو پائی میں نے عرض کی "یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے کچھ دیکھا نہیں" میں نے عرض کی "یارسول اللہ! جب آپ وضوء کرنے کے لیے اندر داخل ہوتے ہیں۔ آپ کے بعد ہم اندر جاتے ہیں لیکن ہمیں کچھ اثرات نظر نہیں آتے۔ اس جگہ سے ہمیں عمدہ خوشبو آتی ہے" آپ نے فرمایا "عائشہ! کیا تمھیں علم ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے اندر سے جو کچھ نکلتا ہے زمین اسے نگل جاتی ہے اس میں سے کچھ بھی نظر نہیں آتا" یا "اس لیے کہ زمین کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ ہم گروہ انبیاء علیہم السلام کی وہ چیز نگل لے" دوسرے الفاظ میں ہے "ہمارے اجسام جنت کی اطراف پر پروان چڑھتے ہیں ہم میں سے جو کچھ نکلتا ہے زمین اسے نگل جاتی ہے" دوسرے الفاظ میں ہے "کیا تم نہیں جانتی کہ ہم گروہ انبیاء علیہم السلام ہیں ہمارے اجسام ارواح جنت پر پروان چڑھتے ہیں عائشہ! جو کچھ ہم میں سے نکلتا ہے زمین اسے نگل جاتی ہے" یا "ہم گروہ انبیاء کرام ہیں۔ جب ہم کسی جگہ قضائے حاجت کے لیے جاتے ہیں تو اسے زمین نگل لیتی ہے اور اس کے ارد گرد سے عمدہ خوشبو آنے لگتی ہیں۔"

خطیب اسے امام مالک کے راویوں میں ذکر کیا ہے۔ انھوں نے اسے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انھوں نے فرمایا "میں نے آپ کے تین ایسے معجزات مشاہدہ کیے ہیں کہ اگر آپ قرآن پاک نہ لے کر آتے میں پھر بھی ایمان لے آتا۔ آپ نے ہمارے ساتھ جنگل میں قیام فرمایا جہاں رکتے تھے.......... آپ نے وضو فرمانا چاہا میں جلدی سے پانی لے کر حاضر خدمت ہوگیا میں نے کہا "شاید اللہ تعالیٰ مجھے اس چیز سے آگاہ کر دے جو آپ کے پیشاب سے نکلتی ہے۔ میں اسے کھا لوں" میں نے زمین کو دیکھا وہ سفید تھی میں نے عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا آپ نے قضائے حاجت نہیں کی؟ آپ نے فرمایا "ہاں! لیکن ہم گروہ انبیاء ہیں زمین کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اسے مخفی کرلے جو کچھ ہم میں سے نکلے" ابن ضحاک نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ کے بیت الخلاء میں کچھ بھی نہ پایا جاسکتا تھا" اس روایت کو حکیم ترمذی نے حضرت ذکوان سے روایت کیا ہے۔ جب مختلف طرق کو باہم ملایا جاتا ہے تو حدیث پاک کو تقویت ملتی ہے۔ اس روایت کو ابن علوان کی سند سے روایت کیا ہے انھوں نے اسے ابن عصوان کی موضوعات احادیث میں شامل کیا ہے لیکن سابقہ تفصیل سے تم نے جان لیا ہوگا کہ ابن عصوان اس میں منفرد نہیں ہیں بلکہ عبدہ بن سلیمان نے بھی اس کی اتباع کی ہے۔ الحافظ عبد الغنی سے سوال کیا گیا کہ آپ سے کیا نکلتا تھا انھوں نے کہا "اسے غریب وجہ سے روایت کیا گیا ہے۔"

ظاہر بھی اس کی تائید کرتا ہے کسی صحابی سے بھی یہ مروی نہیں کہ انھوں نے اسے دیکھا ہو نہ ہی کسی نے اس کا تذکرہ کیا لیکن پیشاب مبارک تو کئی افراد نے دیکھا اسے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے پیا بھی تھا۔

۴۱- آپ کے بعد امام صرف ایک ہوگا۔ آپ سے پہلے انبیاء اس طرح نہ ہوتے تھے اسے ابن سراقہ نے لکھا ہے۔

۴۲- رب تعالیٰ نے عتاب اور مخاطبہ سے قبل عفو سے ابتداء کی فرمایا

عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ (التوبۃ: ۴۳)

ترجمہ: درگزر فرمایا ہے اللہ نے آپ سے (لیکن) کیوں آپ نے اجازت دے دی تھی۔

یعنی آپ نے کس لیے انہیں اجازت دے دی۔ اگر آپ انہیں اپنے ساتھ نکلنے کی اجازت نہ دیتے۔ انھیں منع کرنے کے بعد وہ آپ کے پیچھے بیٹھے رہتے، توان کے کذب میں سے ان کا صدق آپ کے لیے عیاں ہو جاتا کیونکہ وہ کسی حال میں بھی آپ کے ساتھ نہ نکلتے حسین بن منصور نے فرمایا ہے "انبیاء کرام علیہم السلام اپنے اپنے مقامات کے مطابق اور تقادیر کے مطابق ایمان رکھتے تھے۔ ان میں سے کسی کو تنبیہ کر دی گئی پھر وہ بھول گیا اگر اسے عتاب کے بعد منع نہ کیا جاتا تو وہ سمجھ جاتے جیسے حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا

اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ (ھود: ۴۶)

وہ تیرے گھر والوں سے نہیں۔

ان میں بعض بھول گئے، پھر انھیں تنبیہ کی گئی تاکہ وہ سمجھ جائیں کیونکہ انھیں اس کا قرب حاصل تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سورۃ النور میں حکم دیا کہ آپ جسے چاہیں اذن دے دیں۔ فرمایا

فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ (النور: ۶۲)

ترجمہ: تو اجازت دیجئے ان میں سے جسے آپ چاہیں۔

سورۃ التوبہ میں دو دفعہ فرمایا

عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ (التوبہ: ۴۳)

اگر وہ اس طرح فرماتے

لم اذنت لهم عفا الله عنك

تو یہ گناہ ہوتا لیکن یہ گناہ نہیں، لیکن آپ کے بلند شرف اور مقام رفعت کی وجہ سے عفو کو مقدم کر دیا۔ اسے دعا کے قائم مقام رکھا جیسے کہا جاتا ہے "رب تعالیٰ تم کو معاف کرے تم نے یہ کیوں کیا۔

ایک قول یہ ہے کہ آپ منافقین کو نہ جانتے تھے حتیٰ کہ سورۃ براۃ کا نزول ہو گیا۔

۴۳۔ جس نے آپ کے خطبہ کے دوران گفتگو کی اس کی نماز باطل ہو گئی۔

۴۴۔ کسی کے لیے روا نہیں کہ وہ آپ محفل سے آپ کے اذن کے بغیر جائے رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ۭ (النور: ۶۲)

ترجمہ: سچے مومن تو وہ ہیں جو ایمان لائے ہیں اللہ تعالیٰ پر اور اسکے رسول اللہ پر اور جب ہوتے ہیں آپ کے ساتھ

کسی اجتماعی کام میں تو (وہاں سے) چلے نہیں جاتے جب تک کہ آپ سے اجازت نہ لے لیں۔

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن حبان سے روایت کیا ہے کہ یہ کسی شخص کے لیے روانہ تھا کہ وہ روز جمعہ کو مسجد سے باہر آپ کے اذن کے بغیر نکلے۔ اس کے بعد کہ آپ خطبہ شروع فرما دیتے۔ جب ان میں سے کوئی ایک باہر نکلنے کا ارادہ کرتا وہ آپ کی طرف انگلی سے اشارہ کرتا۔ آپ اسے اجازت دے دیتے کوئی شخص گفتگو نہ کرتا۔ جو آپ کے خطبہ کے دوران گفتگو کرتا اس کا جمعہ باطل ہو جاتا۔"

۵۴۔ آپ حالت سرور اور حالت غضب میں اپنے رب تعالیٰ کا بہت زیادہ ادب کرتے تھے ابن دحیہ نے لکھا ہے: "کیا تم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وہ قول نہیں دیکھا جو انھوں نے شدید خوف کے وقت کہا تھا۔

اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ ﴿۶۲﴾ (الشعراء: ۶۲)

ترجمہ: بلاشبہ میرے ساتھ میرا رب ہے وہ ضرور میری رہنمائی فرمائے گا۔

انہوں نے اپنا نام رب تعالیٰ کے اسم گرامی سے آگے رکھا۔ اسی لیے ان کی امت نے بچھڑے کو رب تعالیٰ کا شریک بنا لیا تھا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غار ثور میں فرمایا تھا:

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ (التوبہ: ۴۰)

ترجمہ: مت غمگین ہو یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب تعالیٰ کا اسم گرامی اپنے نام سے پہلے رکھا۔ آپ کی امت شرک سے محفوظ رہی۔ ان کے دلوں پر سکینہ نازل کیا۔

۴۶۔ جانوں پر آپ کو مقدم کرنا واجب ہے۔ ایمان آپ کی محبت سے ہی مکمل ہوتا ہے۔ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (الاحزاب: ۶)

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ ان کے قریب ہیں۔

رب تعالیٰ نے آپ کو قرآن مجید میں آباء، بیٹوں، بھائیوں، بیویوں، قبیلوں اور اموال سے مقدم رکھا۔ فرمایا:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِیْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَیْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ﴿۲۴﴾ (التوبہ: ۲۴)

ترجمہ: (اے حبیب!) آپ فرمائیے اگر ہیں تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری

بیویاں اور تمہارا کنبہ اور وہ مال جوتم نے کمائے ہیں اور وہ کاروبار اندیشہ کرتے ہو۔جس کے مندے کا اور وہ مکانات جن کو تم پسند کرتے ہو زیادہ پیارے ہیں تمہیں اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے تو انتظار کرو یہاں تک کر لے آئے اللہ تعالیٰ اپنا حکم اور اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا اس قوم کو جو نافرمان ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے ہر چیز سے پیارے ہیں سوائے میری جان کے۔آپ نے فرمایا: نہیں! مجھے اس ذاتِ بابرکات کی قسم جس کے دستِ تصرف میں میری جان ہے تم اس وقت تک (کامل) مومن نہیں ہو سکتے حتیٰ کہ میں تمہیں تمہاری جان سے بھی پیارا ہو جاؤں۔انہوں نے عرض کی: بخدا! آپ مجھے میری جان سے بھی پیارے ہیں۔فرمایا: عمر! اب تم (کامل) مومن ہو۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا حتیٰ کہ میں اسے اس کی اولاد، والد اور سارے لوگوں سے محبوب نہ بن جاؤں۔اسے امام بخاری نے روایت کیا ہے۔ابوالزناد نے لکھا ہے کہ یہ حدیث پاک ان جوامع الکلم میں سے ہیں جو آپ کو عطا کیے گئے ہیں۔آپ نے ان تھوڑے سے الفاظ میں کثیر معانی کو جمع کیے ہیں کیونکہ محبت کی تین اقسام ہیں اجلال و عظمت کی محبت، جیسے والد کی اپنی اولاد سے محبت، رحمت اور شفقت کی محبت، جیسے اولاد کی محبت، استحسان اور مشارکہ کی محبت، جیسے سارے لوگوں سے محبت۔آپ نے ان مختصر الفاظ میں محبت کی ساری اقسام کو جمع کر دیا اس حدیث پاک کا مفہوم یہ ہے کہ جو ایمان کی استطاعت رکھتا ہو۔اسے یہ بھی جان لینا چاہیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فضل اس کے بیٹے، باپ اور لوگوں کے حق سے بڑا ہے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے رب تعالیٰ نے امت کو بچالیا اور گمراہی سے ہدایت بخشی۔اس روایت میں مراد آپ پر جانوں کو قربان کرنا ہے۔کسائی نے رب تعالیٰ کے اس فرمان کے متعلق فرمایا ہے:

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۴﴾ (الانفال: ۶۴)

ترجمہ: اے نبی مکرم کافی ہے آپ کو اللہ تعالیٰ اور جو آپ کے فرمانبردار ہیں مومنوں سے۔

وہ آپ کو بطور ناصر اور کفایت کرنے والے کے لیے کافی ہے ان مومنین کے لیے کافی ہے جو اپنی جانیں آپ پر قربان کرتے ہوئے آپ کی اتباع کرتے ہیں۔

۴۷۔ کسی شخص کے دل میں ایمان داخل نہیں ہو سکتا حتیٰ کہ وہ آپ کے اہل بیت سے محبت کرنے لگے۔ابن ماجہ، حاکم اور الطبرانی نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے کہا: میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے ایسی قوم کو دیکھا ہے جو باتیں کر رہی تھی جب انہوں نے مجھے دیکھا تو وہ خاموش ہو گئے۔اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ انہوں نے اسے جائز سمجھا۔آپ نے فرمایا: کیا انہوں نے اس طرح کیا ہے۔مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست تصرف میں میری جان ہے تم میں سے کوئی ایک ایماندار نہیں ہو سکتا حتیٰ کہ وہ تم سے محبت کرنے لگے۔کیا تم میری

شفاعت کے ذریعے جنت میں جانا چاہتے ہوتو اسے بنو عبد المطلب سے جدا نہ کرو۔

۴۸۔ آپ کا دشمن ابتر ہے۔ اس کی برکت اور نسل مقطوع ہے۔ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَؕ۝۱ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَ انْحَرْؕ۝۲ (الکوثر ۱، ۲)

ترجمہ: بے شک ہم نے آپ کو جو عطا کیا بے حد بے پناہ عطا کیا۔ پس آپ نماز پڑھا کریں اپنے رب کے لیے اور قربانی دیں اسی کی خاطر یقیناً آپ کا جو دشمن ہے وہی بے نام ونشان ہوگا۔

ابن اسحاق اور ابن عقبہ نے اس سورت کے نزول کے اسباب میں لکھا کہ یزید بن رومان نے فرمایا: عاص بن وائل کی عادت تھی کہ جب بھی کوئی حضور اکرم ﷺ کا تذکرہ کرتا تو وہ کہتا: انہیں چھوڑ دو وہ ابتر شخص ہے اگر وہ ہلاک ہوگیا تو تم اس سے نجات پالو گے۔ اس وقت یہ آیت طیبہ نازل ہوئی یا یہ ابوجہل کے متعلق نازل ہوئی۔ اگر کہا جائے کہ ناقص وہ ابتر ہوتا ہے جس کی اولاد نہ ہو یہ عاص پر کیسے منطبق ہوسکتا ہے اس کی اولاد اور نسل تھی۔ اس کے لیے ابتری اور انقطاعِ نسل کیسے ثابت ہوگی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ عاص صاحب اولاد تھا لیکن اس کے اور ان کے مابین تعلق ختم ہو گیا تھا وہ اس کے پیروکار نہ تھے اسلام نے انہیں اس سے روک دیا تھا وہ نہ تو اس کے وارث تھے نہ ہی وہ ان کا وارث تھا۔ وہ تو حضور اکرم ﷺ کے پیروکار تھے۔ امام سہیلی نے لکھا ہے:

رب تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ۠۝۳ اس نے الابتر نہ فرمایا تاکہ وہ اس وصف کے اختصاص کو متضمن ہوسکے۔ یہ اسی طرح اختصاص دیتا ہے جیسے کہنے والے کا یہ قول ان زیداً فاسق اس کے علاوہ اور کوئی اس وصف سے مخصوص نہ ہوگا جب تم کہو ان زیدا ھو الفاسق۔ زید فاسق ہے وہ نہیں جسے تم گمان کرتے ہو تو یہ اس امر کی دلیل ہے یہ حصر اس کے لیے جو اس کے علاوہ کسی اور کو گمان کرتا ہے جرجانی وغیرہ نے اس کی تفسیر میں یہی لکھا ہے یہی اختصاص کا فائدہ دیتا ہے۔ اسی طرح انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں لکھا ہے:

وَ اَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَ اَقْنٰىۙ۝۴۸ (النجم: ۴۸)

ترجمہ: اور یہ کہ وہی غنی کرتا ہے اور مفلس بناتا ہے۔

کیونکہ لوگوں کا گمان تھا کہ کبھی کبھی غیر اللہ بھی غنی کرسکتا ہے فرمایا: صرف وہی غنی کرتا ہے بقاء عطا کرتا ہے اس کے علاوہ اور کوئی نہیں۔

۴۹۔ جس نے میرے ساتھ یا جس کے ساتھ میں نے نکاح کیا وہ آگ میں داخل نہیں ہوسکتا۔ رب تعالیٰ نے اس پر آگ کو حرام کیا ہے اسے اس سے بچالیا ہے اسے ابن عساکر نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے، حاکم نے ابن ابی اوفی سے اور حارث نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

۵۰۔ آپ مکروہ فعل سے منزہ ہیں۔ اسے قاضی تاج الدین نے "جمع الجوامع" میں ذکر کیا ہے آپ کا فعل مبارک عصمت

کی وجہ سے حرام نہیں ہے۔تنزیہ کی وجہ سے مکروہ نہیں ہے۔آپ نے جو فعل سرانجام دیا جو ہمارے لیے مکروہ تھا تو آپ نے اس کے جواز کو بیان کرنے کے لیے کیا۔آپ کے حق میں وہ تبلیغ کے لیے واجب تھا۔یا فضیلت رکھتا تھا یا آپ کے لیے اس میں ثواب واجب یا ثواب فاضل ہے۔

۵۱۔ آپ کا خواب وحی ہے۔

۵۲۔ آپ جو خواب بھی دیکھیں وہ حق ہے انبیاء کرام علیہم السلام اسی طرح ہوتے ہیں۔الطبرانی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: آپ نے جو کچھ اپنی نیند یا بیداری میں دیکھا وہ حق ہے۔حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رب تعالیٰ کے اس فرمان کے متعلق لکھا ہے:

اِنِّيْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا (یوسف: ۴)

ترجمہ: میں نے (خواب میں) دیکھا ہے گیارہ تاروں کو۔

انبیاء کے خواب وحی ہوتے ہیں۔

۵۳۔ الصلوٰۃ کی فضیلت۔میں اسے سمجھا نہیں۔اگر اس سے مراد رب تعالیٰ کا آپ پر درود پڑھنا ہے تو پہلے باب کی پہلی فصل میں گزر چکا ہے اور اگر آپ کا کسی کی نماز جنازہ پڑھنا ہے تو یہ ظاہر ہے یہ اس باب کی تیسری فصل میں گزر چکا ہے۔

۵۴۔ آپ کی ملکیت میں کچھ بھی باقی نہ تھا تا کہ اسے آپ اپنے اہل خانہ پر خرچ کرتے۔امام الحرمین نے اسے صحیح کہا ہے۔

۵۵۔ جب آپ جہاد کے لیے تشریف لے جاتے تو ہر ایک کے لیے واجب ہوتا کہ وہ آپ کے ساتھ نکلتا۔رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ (التوبہ: ۱۲۰)

ترجمہ: نہیں مناسب تھا مدینہ والوں کے لیے اور جو ان کے اردگرد دیہاتی لوگ ہیں ان کے لئے پیچھے بیٹھے رہتے اللہ کے رسول پاک سے۔

یہ حکم آپ کے علاوہ کسی خلیفہ کے لیے باقی نہیں ہے۔یہ قتادہ کا قول ہے۔

۵۶۔ آپ کے عہد مبارک میں جہاد فرض عین تھا جبکہ بعد میں فرض کفایہ بن گیا۔

۵۷۔ آپ مردوں اور عورتوں کے باپ ہیں۔اسے امام بغوی نے زوائد الروضہ میں لکھا ہے امام واحدی نے لکھا ہے کہ یہ روا نہیں کہ آپ کو ابوالمومنین کہا جائے یہ آپ کی عزت کے اعتبار سے ہے کیونکہ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ (الاحزاب: ۴۰)

ترجمہ: نہیں ہیں محمد (فداہ روحی) کسی کے باپ تمہارے مردوں میں سے۔

امام شافعی نے لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حرمت میں ابوالمومنین ہیں۔اس آیت کا معنی یہ ہے کہ تم میں سے کوئی بھی

آپ ﷺ کی صلبی اولاد نہیں ہے۔

۵۸۔ آپ ﷺ کی آل اور ازواج رضی اللہ عنہن کے لیے حالت جنابت اور حیض میں مسجد میں بیٹھنا جائز ہے۔

۵۹۔ جب آپ جہری نمازوں میں قرآن پاک پڑھتے تو غور سے سننا اور خاموش رہنا واجب ہوتا۔

۶۰۔ نزولِ وحی کے وقت خاموش رہنا واجب تھا۔

۶۱۔ مجلس میں کشادہ ہو کر بیٹھنا آپ کی مجلس کے ساتھ خاص ہے۔ یہ مجاہد کا قول ہے۔

۶۲۔ جو آپ کے پیچھے نماز میں ہنسا وہ وضو لوٹائے گا آپ کے علاوہ کسی اور امام کے پیچھے کوئی ہنسا تو وہ وضو نہ لوٹائے گا یہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

۶۳۔ جس نے آپ کی طرف جھوٹ منسوب کیا اس کی روایت کو قبول نہیں کیا جائے گا اگرچہ وہ توبہ بھی کرے۔

۶۴۔ آپ اور سارے انبیاء کرام علیہم السلام ہر گناہ سے معصوم ہیں خواہ گناہ صغیرہ ہو یا بھول کر ہو۔

۶۵۔ آپ کی موت کی تمنا کرنا اسی طرح سارے انبیاء کرام علیہم السلام کی موت کی تمنا کرنا کفر ہے۔ اسے المحاملی نے الاوسط میں لکھا ہے۔ اس لیے ان کی وراثت حرام ہے تاکہ ان کے وارث ان کی موت کی تمنا نہ کریں ورنہ وہ کافر ہو جائیں گے، اسی لیے آپ کے بال سفید نہیں ہوئے تھے کیونکہ عورتیں بڑھاپے کو ناپسند کرتی ہیں۔ اگر ان کے دلوں میں اس ضمن میں کچھ واقع ہو گیا تو وہ کافر ہو جائیں گی رب تعالیٰ نے ان کے ساتھ نرمی کرتے ہوئے انہیں بچا لیا۔

۶۶۔ جس نے آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن پر بہتان لگایا اس کے لیے کوئی توبہ نہیں ہے جیسے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے۔

۶۷۔ ان پر بہتان لگانے والے کو قتل کر دیا جائے گا جیسے حضرت قاضی علیہ الرحمۃ نے نقل کیا ہے ایک قول یہ ہے کہ جس نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بہتان لگایا اسے قتل کر دیا جائے گا جبکہ دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن پر بہتان لگانے والے پر دو حدیں جاری کی جائیں گی۔

۶۸۔ جس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی کی والدہ ماجدہ پر بہتان لگایا اس پر دو حدیں جاری کی جائیں گی۔

۶۹۔ جس نے حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا پر بہتان لگایا اسے قتل کر دیا جائے گا خواہ کافر ہو یا مسلمان۔ اسے شیخ موفق الدین حنبلی نے المقنع میں لکھا ہے۔

۷۰۔ کسی نبی کی عورت نے کبھی بغاوت نہیں کی۔

۷۱۔ ایک قول یہ ہے کہ صلوٰۃ الخوف صرف آپ کے عہد کے ساتھ خاص ہے کیونکہ آپ کی امامت کا کوئی عوض نہیں ہے جیسے ابو یوسف اور مزنی نے کہا ہے۔

۷۲۔ آپ کی انگوٹھی مبارک کے نقش پر نقش رکھنا حرام ہے۔ آپ کی انگوٹھی مبارک کا نقش محمد رسول اللہ (ﷺ) ہے۔

۷۳۔ آپ مرض یا غصے میں صرف حق فرماتے تھے۔
۷۴۔ آپ کے لیے اندھا پن روا نہ تھا اسی طرح انبیائے کرام علیہم السلام کے لیے بھی۔ اس کو سبکی نے ذکر کیا ہے۔
۷۵۔ انبیاء کرام علیہم السلام خلق اور خُلق میں منزہ ہوتے ہیں وہ آفات اور عیبوں سے محفوظ تھے بعض تاریخ میں ان کی طرف جو وباؤں کی نسبت کی گئی ہے ان کی طرف توجہ نہیں کی جائے گی وہ ہر عیب اور ہر اس امر سے پاک تھے جسے آنکھ نقص شمار کرے یا دل جس سے نفرت کریں۔ یہ علامہ قاضی کا قول ہے۔
۷۶۔ جس کے ساتھ جو چاہیں اختصاص فرمادیں جیسے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی کو دو گواہوں کے برابر قرار دینا۔
۷۷۔ میرے والدین آپ پر فدا! صرف آپ کے لیے ہی استعمال کیا جائے گا، اور کسی کے لیے نہیں۔ یہ صرف بعض علماء کا قول ہے۔
۷۸۔ آپ رات کو اور تاریکی میں اسی طرح دیکھ لیتے تھے جیسے دن کے اجالے میں دیکھ لیتے تھے۔
۷۹۔ آپ کا لعاب دہن نمکین پانی کو شیریں بنا دیتا تھا۔
۸۰۔ وہ شیر خوار بچے کو کافی ہو جاتا تھا۔
۸۱۔ آپ کی صدا مبارک اس جگہ پہنچ جاتی تھی جہاں تک کسی اور کی آواز نہ پہنچتی تھی۔
۸۲۔ پسینے میں سے مشک سے عمدہ خوشبو آتی تھی۔
۸۳۔ جب آپ کسی دراز قد کے ساتھ چلتے تو آپ کا قد طویل ہو جاتا تھا۔
۸۴۔ آپ کے مبارک شانے سارے بیٹھنے والوں سے بلند ہوتے تھے۔
۸۵۔ آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا۔
۸۶۔ شمس و قمر میں آپ کا سایہ نظر نہ آتا تھا یہ ابن السبع کا قول ہے کیونکہ آپ نور تھے یہ آپ کی صفات اور معجزات کے ابواب میں گزر چکا ہے۔
۸۷۔ جب آپ سواری پر سوار ہوتے تھے تو وہ جانور پیشاب یا لید نہ کرتا تھا جب تک آپ اس پر سوار رہتے تھے یہ ابن اسحاق نے نقل کیا ہے اس پر بعض متاخرین نے یہ کہا ہے کہ آپ اپنے اونٹ پر طواف کر لیتے تھے۔ انہوں نے اسے آپ کے خصائص میں شمار کیا ہے۔
۸۸۔ آپ کے چہرۂ انور میں گویا کہ سورج رواں تھا۔
۸۹۔ آپ کے قدم مبارک یوں نہ تھے کہ ان کے تلوے زمین سے اٹھے ہوئے نہ ہوں۔
۹۰۔ آپ کے پاؤں کی خنصر انگلی کے ناخن لمبے تھے۔
۹۱۔ جب آپ چلتے تھے تو زمین سمٹ جاتی تھی۔

۹۲۔ آپ کے نسب پاک میں حضرت آدم علیہ السلام سے کبھی بدکاری رونما نہیں ہوئی۔

۹۳۔ آپ سجدہ کرنے والے میں پھرتے رہے حتیٰ کہ نبی بن کر تشریف لائے۔

۹۴۔ وقتِ ولادت بت منہ کے بل گر پڑے تھے۔

۹۵۔ آپ مختون پیدا ہوئے۔ آپ کی ناف کٹی ہوئی تھی۔ الطبرانی نے "الاوسط" میں ابونعیم، خطیب، ابن عساکر نے کئی طرق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: رب تعالیٰ کے ہاں میری عزت میں سے ہے کہ میں مختون پیدا ہوا ہوں۔ میری شرم گاہ کسی نے نہیں دیکھی۔ اسے ضیاء نے مختارہ میں صحیح کہا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مختون پیدا ہوئے آپ مسرور تھے۔ اس امر نے حضرت عبدالمطلب کو تعجب میں ڈال دیا۔ آپ ان کے ہاں محبوب ہو گئے انہوں نے فرمایا: میرے اس نورِ نظر کی شان بلند ہوگی۔ یہ بلند مرتبت پر فائز ہوگا۔ ابن عدی، اور ابن عساکر نے عطاء کی سند سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مختون و مسرور پیدا ہوئے۔ ابن عساکر نے عطاء کی سنت سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مختون و مسرور پیدا ہوئے۔ ابن عساکر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مختون و مسرور پیدا ہوئے، حاکم نے مستدرک میں لکھا ہے کہ تواتر روایات سے ثابت ہے کہ آپ مختون پیدا ہوئے تھے۔ الوشاخ از ابن درید میں ہے کہ ابن الکلبی نے کہا: ہمیں حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے روایت پہنچی انہوں نے فرمایا: ہم اپنی بعض کتب میں پاتے ہیں کہ حضرت آدم بھی مختون پیدا ہوئے تھے۔ آپ کے بعد آپ کی اولاد میں سے درج ذیل انبیائے کرام مختون پیدا ہوئے: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، شیث، ادریس، نوح، سام، لوط، یوسف، موسیٰ، سلیمان، شعیب، یحییٰ، ہود اور صالح سلام اللہ علیہم اجمعین۔

۹۶۔ جب قبیلہ دو شاخوں میں منقسم ہوا آپ بہترین میں ہوتے۔

۹۷۔ آپ طاہر و مطہر تھے۔

۹۸۔ آپ سجدہ کی حالت میں زمین پر تشریف آور ہوئے۔ دست اقدس کو آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے تھے گویا کہ گریہ و زاری فرما رہے تھے۔

۹۹۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے دیکھا کہ آپ کی ولادت کے وقت ایک نور نکلا جس سے ان کے لیے شام کے محلات جگمگا اٹھے۔ سارے انبیائے کرام علیہم السلام کی مائیں اسی طرح دیکھتی تھیں۔

۱۰۰۔ ملائکہ آپ کا جھولا جھولاتے تھے۔

۱۰۱۔ چاند آپ سے سرگوشی کرتا تھا جبکہ آپ اپنے پنگھوڑے میں ہوتے تھے۔ اسے بیہقی اور صابونی نے المائتین میں

خطیب، ابن عساکر نے تاریخ میں، حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی نبوت کی ایک نشانی نے مجھے آپ کے دین میں آنے کی دعوت دی۔ میں نے آپ کو پنگھوڑے میں دیکھا۔ آپ چاند سے سرگوشی فرمارہے تھے آپ اپنی انگلی سے اس کی طرف اشارہ فرمارہے تھے۔ جس طرف آپ اشارہ کرتے وہ ادھر ہی جھک جاتا تھا۔ آپ نے فرمایا: میں اس سے باتیں کرتا تھا وہ مجھ سے باتیں کرتا تھا۔ وہ مجھے رونے سے روکتا تھا۔ میں اس کی آواز اس وقت سنتا تھا جب وہ عرش کے نیچے سجدہ کرتا تھا۔ امام بیہقی نے لکھا ہے کہ احمد بن ابراہیم جبلی اس روایت میں منفرد ہے وہ مجہول ہے۔ صابونی نے لکھا ہے یہ روایت غریب الاسناد والمتن ہے یہ معجزات میں عمدہ ہے۔

۱۰۲۔ چاند ادھر جھک جاتا جدھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم انگلی اٹھاتے تھے۔

۱۰۳۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پنگھوڑے میں گفتگو کی تھی۔

۱۰۴۔ آپ کے والدین کے ہاں آپ کے علاوہ کوئی بچہ پیدا نہ ہوا تھا۔

۱۰۵۔ جس خاتون نے بھی آپ کو دودھ پلایا اس نے اسلام قبول کرلیا۔ یہ بعض علماء کا قول ہے۔

۱۰۶۔ گرمی میں بادل آپ پر سایہ فگن ہوتا تھا۔

۱۰۷۔ درخت کا سایہ آپ کی طرف جھک جاتا تھا جیسے کہ آپ کے سفر شام میں گزر چکا ہے۔

۱۰۸۔ آپ بھوکے سو جاتے تھے لیکن سیر ہو کر اٹھتے تھے۔ آپ کا رب تعالیٰ جنت میں سے آپ کو کھلاتا اور پلاتا تھا۔

۱۰۹۔ آپ کو اغلال موجبہ سے معصوم کردیا گیا تھا۔

۱۱۰۔ قبض کر لینے کے بعد آپ کی روح مبارک کو لوٹا دیا گیا، پھر دنیا میں رہنے اور رجوع الی اللہ کی طرف اختیار دیا گیا۔ آپ نے رب تعالیٰ کی طرف لوٹنے کو پسند کیا جیسے سارے انبیاء کرتے ہیں۔

۱۱۱۔ آپ کے مرض وصال میں تین بار حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو آپ کی خدمت میں بھیجا گیا، تاکہ وہ آپ سے پوچھیں کہ آپ کا کیا حال ہے؟

۱۱۲۔ جب فرشتہ اجل آپ کے پاس آیا تو اس کے ہمراہ ایک اور فرشتہ بھی تھا جسے اسماعیل کہا جاتا تھا وہ ہوا کو پرسکون کرتا ہے اس سے قبل وہ نہ تو آسمان کی طرف چڑھتا تھا نہ ہی زمین پر اترتا تھا۔

۱۱۳۔ اس نے موت کے فرشتے کو خود پر روتے ہوئے سنا۔ اس نے کہا: وامحمداہ۔ صلی اللہ علیہ وسلم

۱۱۴۔ آپ نے اپنے رب تعالیٰ کا دیدار کیا تھا۔

۱۱۵۔ آپ نے فرشتے دیکھے۔

۱۱۶۔ لوگوں کو امام کے بغیر دیکھا۔ وہ گروہ در گروہ تھے انہوں نے کہا: حالت حیات اور حالت وصال میں تمہارے امام

آپ ہی ہیں۔

۱۱۷۔ نماز جنازہ کی معروف دعا کے بغیر آپ پر درود وسلام بھیجا گیا۔

۱۱۸۔ وہ بار بار آپ پر درود وسلام عرض کر رہے تھے۔ یہ امام مالک اور امام ابوحنیفہ علیہما الرحمہ کے نزدیک ہے جبکہ بعض ائمہ نے کہا ہے کہ آپ کی نماز جنازہ نہ پڑھی گئی تھی۔ لوگ گروہ در گروہ آپ کے پاس داخل ہوتے تھے وہ دعا مانگتے پھر واپس آجاتے تھے انہوں نے اس کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ آپ اپنی فضیلت کی وجہ سے اس کے محتاج نہیں تھے۔

۱۱۹۔ تین دن تک آپ تدفین کے بغیر رہے۔

۱۲۰۔ رات کے وقت آپ کو دفن کیا گیا کسی اور کے حق میں یہ مکروہ ہے یہ حسن کا قول ہے جبکہ دیگر علماء کے نزدیک یہ خلاف اولیٰ ہے۔

۱۲۱۔ آپ ﷺ کو آپ ﷺ کے حجرہ مقدسہ میں دفن کیا گیا جہاں آپ کی روح قبض کی گئی تھی۔ انبیاء کرام علیہم السلام اسی طرح ہوتے ہیں ان کے علاوہ دیگر لوگوں کے لیے افضل ہے کہ انہیں قبرستان میں دفن کیا جائے۔

۱۲۲۔ آپ کی لحد مبارک میں چادر بچھائی گئی۔ وکیع نے لکھا ہے کہ یہ آپ کی خصوصیت ہے جبکہ کسی اور کے لیے بالاتفاق مکروہ ہے۔

۱۲۳۔ آپ کو آپ کی قمیص میں ہی غسل دیا گیا تھا جبکہ کسی اور کے لیے یہ مکروہ ہے۔

۱۲۴۔ یہ احناف اور مالکیہ کا موقف ہے۔

۱۲۵۔ آپ کے وصال کی وجہ سے زمین تاریک ہو گئی تھی۔

۱۲۶۔ قبر میں آپ کو بھینچا نہ جائے گا اسی طرح انبیائے کرام علیہم السلام اور حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا اس سے محفوظ رہے اس کا تذکرہ امام قرطبی نے کیا ہے اس تنگی سے صرف صالح ہی بچ سکتا ہے ان کے علاوہ اور کوئی نہیں بچ سکتا۔ آپ کی قبر انور پر نماز پڑھنا اور اسے مسجد بنا لینا حرام ہے۔

۱۲۷۔ آپ کی قبر انور کے پاس پیشاب کرنا حرام ہے۔ اسی طرح انبیائے کرام کی قبور کے پاس پیشاب کرنا حرام ہے جبکہ دیگر افراد کی قبور کے پاس پیشاب کرنا مکروہ ہے۔

۱۲۸۔ آپ کا جسم اطہر بوسیدہ نہ ہوگا اسی طرح انبیائے کرام علیہم السلام کے اجسام کو زمین اور درندے نہیں کھاتے۔

۱۲۹۔ ان کے جسم اطہر کی طہارت میں کوئی اختلاف نہیں ہے جبکہ دیگر میتوں کے بارے میں اختلاف ہے۔

۱۳۰۔ ان کی اولاد میں وہ اختلاف نہیں ہوتا جو دیگر افراد کی اولاد میں ہوتا ہے۔

۱۳۱۔ مجبور کے لیے ان کے اجسام کو کھانا روا نہیں ہے۔

۱۳۲۔ آپ اپنی قبر انور میں زندہ ہیں۔

۱۳۳۔ آپ اس میں آذان اور اقامت کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں۔

۱۳۴۔ آپ کے وصال کی آزمائش عام ہے۔

۱۳۵۔ آپ کی قبر پر دو فرشتے مقرر ہیں جو حشر تک آپ کی امت کا درود پاک آپ تک پہنچائیں گے۔

۱۳۶۔ آپ کی امت کے اعمال آپ پر پیش کیے جاتے ہیں آپ ان کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں۔

۱۳۷۔ سب سے پہلے نیند میں آپ کا دیدار، قرآن اور حجر اسود کو اٹھالیا جائے گا۔

۱۳۸۔ آپ کی احادیث کی قرأت میں اسی طرح ثواب ہے جیسے قرآن پاک پڑھنے کا ثواب ہے یہ ایک روایت ہے۔

۱۳۹۔ آپ کے جسم اطہر میں سے کسی عضو مبارک کو آگ نہیں چھو سکتی انبیاء کرام علیہم السلام اسی طرح ہوتے ہیں۔

۱۴۰۔ جس چیز پر آپ کا نام نامی لکھا گیا ہو اسے کام میں لانے کی کراہت۔

۱۴۱۔ آپ کی حدیث پاک پڑھتے وقت غسل کرنا مستحب ہے۔

۱۴۲۔ اس وقت خوشبو لگانا مستحب ہے۔

۱۴۳۔ اس وقت آوازیں بلند نہ کی جائیں گی۔

۱۴۴۔ انہیں بلند جگہ پر پڑھا جائے گا۔

۱۴۵۔ حدیث طیبہ پڑھنے والے کے لیے مکروہ ہے کہ وہ کسی کے لیے اٹھے۔

۱۴۶۔ حاملین احادیث کے چہرے ہمیشہ شاداب رہیں گے، کیونکہ آپ نے یہ دعا مانگی ہے۔ رب تعالیٰ اس کے چہرے کو شاداب رکھے جس نے میری بات سنی اسے یاد کیا اور اس کے اہل تک اسی طرح پہنچا دیا جیسے سنا تھا۔

۱۴۷۔ محدثین کو حفاظ کہا جاتا ہے۔

۱۴۸۔ مصاحف کی طرح احادیث کی کتب کو کرسی (بلند جگہوں) پر رکھا جاتا ہے۔

۱۴۹۔ اس بلند قسمت کے لیے صحابیت ثابت ہو جاتی ہے جو ایک لحہ کے لیے بھی آپ کے ساتھ جمع ہوا جبکہ تابعی کے لیے شرط ہے کہ وہ کافی مدت صحابی کے ساتھ رہے۔ یہ اہل اصول کا اصح قول ہے فرق نبوت کے عظیم منصب اور اس کے نور کی وجہ سے ہے جب ایک اعرابی پر نگاہ کرم پڑ جاتی تو وہ حکمت کے ساتھ باتیں کرنے لگتا۔

۱۵۰۔ آپ کے سارے صحابہ عدول ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کی عدالت کے بارے میں اس طرح گفتگو نہ کی جائے گی جیسے دیگر راویوں کے متعلق کی جاتی ہے۔

۱۵۱۔ ان کی تفسیق اس طرح نہ کی جائے گی جیسے ان کے علاوہ کسی اور کی تفسیق کی جاتی ہے۔

۱۵۲۔ رب تعالیٰ نے آپ کے سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے جنت اور رضا کا وعدہ کیا ہے جبکہ بعد والوں کے لیے شرط ہے کہ وہ احسان کے ساتھ ان کی اتباع کریں۔ یہ محمد بن کعب القرظی کا قول ہے۔

۱۵۳۔ خواتین کے لیے آپ کی قبر انور کی زیارت مکروہ نہیں جیسے ان کے لیے دیگر افراد کی قبروں کی زیارت مکروہ ہے۔ اسے العراقی نے نکتہ میں بیان کیا ہے اس میں شک نہیں ہے۔

۱۵۴۔ آپ کی مسجد میں نماز پڑھنے والا اپنی دائیں طرف کپڑے وغیرہ پر نہیں تھوک سکتا، جیسے کہ دیگر مساجد میں یہ سنت ہے یہ تنبیہ شیخ کمال الدین الامیری وغیرہ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

۱۵۵۔ اگرچہ آپ کی مسجد کو صنعاء تک بنا دیا جائے تو وہ مسجد ہی ہوگی۔ امام نووی نے شرح صحیح مسلم اور المناسک میں لکھا ہے کہ نماز صرف اسی مسجد میں کئی گنا ہوتی ہے جو آپ کے عہد مبارک میں تھی۔ بقیہ زیارات میں یہ اضافہ نہیں ہے لیکن یہ مؤقف امام نووی کے علاوہ کسی اور نے بیان نہیں کیا لیکن خطیب اور ابن جملہ نے محب الطبری سے نقل کیا ہے کہ وہ مسجد جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اس میں نماز کا اجر وثواب کئی گنا ہوتا ہے وہ حصہ بھی ہے جو آپ کے عہد مبارک میں تھا اور وہ حصہ بھی ہے اس میں شامل ہے جو اس میں اضافے کیے گئے ہیں کیونکہ احادیث و آثار اسی کے متعلق وارد ہیں۔ ابن جملہ نے امام نووی کے تخصیص کے مؤقف کو مستحسن کہا ہے جبکہ برہان بن فرحون نے اپنی شرح الفرعی میں لکھا ہے کہ اس مسئلہ میں امام نووی کے علاوہ کسی اور کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ شیخ محب الطبری نے اپنی کتاب الاحکام میں لکھا ہے کہ امام نووی نے اس مؤقف سے رجوع کر لیا تھا۔ تعجب خیز بات وہ ہے جسے ابن جوزی نے ابن عقیل سے نقل کیا ہے جو اس نظریہ کے موافق ہے جسے امام نووی نے شرح مسلم میں نقل کیا ہے۔ الاقفہسی نے اپنی "روضہ" میں ابن نافع صاحب مالک سے روایت کیا ہے۔ اثنائے کلام ان سے عرض کی گئی کہ امام مالک کا موقف جس کے متعلق خبر میں بھی ذکر ہے کیا مسجد نبوی وہی ہے جو عہد رسالت مآب ﷺ میں تھی یا وہ مسجد ہے جو آج کل ہے؟ انہوں نے فرمایا: بلکہ اس کا اطلاق اس پر بھی ہوگا جو آج کل ہے کیونکہ حضور اکرم ﷺ نے بتا دیا تھا کہ آپ کے بعد کیا ہوگا۔ آپ کے لیے زمین کو سمیٹ دیا گیا آپ نے اس کے مشارق و مغارب کو دیکھا وہ سب کچھ بتا دیا جو آپ کے بعد رونما ہوگا جس نے یاد کر لیا اس نے یاد کر لیا جو بھول گیا وہ بھول گیا۔ اگر اس طرح نہ ہوتا تو خلفاء راشدین اپنی موجودگی میں اس میں اضافے کی اجازت نہ دیتے کسی انکار کرنے والے نے بھی اس کا انکار نہ کیا، بعض نے اس کی اس تخصیص کا اشارہ مسجدی ہذا سے لیا ہے۔ شاید یہ اشارہ اس لیے ہے تاکہ اس وہم کو دور کیا جا سکے کہ مدینہ منورہ کی ساری مساجد جو آپ کی طرف منسوب ہیں وہ مسجد نبوی کی مانند نہیں ہیں، نہ کہ وہ حصہ اس شرف سے باہر ہے جو بعد میں بنایا جائے امام نووی نے تسلیم کیا ہے اور مسجد حرام میں جو توسیع کی جائے گی وہ اسی شرف میں شمار ہوگی مسجد نبوی کو بھی اسی طرح ہونا چاہیے۔ ابن تیمیہ نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے: اس پر معتمد ائمہ کا کلام دلالت کرتا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں اسی طرح تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں اسی طرح تھا۔ انہوں نے مسجد نبوی کے قبلہ کی طرف اضافہ کیا تھا۔ ان کا قیام پانچ نمازوں میں پہلی صف میں ہوتا تھا وہاں قیام

کرنا افضل ہوتا ہے۔ یہ ممتنع امر ہے کہ غیر مسجد میں قیام مسجد سے افضل ہو۔ خلفاء راشدین مسجد کے علاوہ پہلی صف میں نماز ادا کرتے رہے ہوں۔ اسلاف میں سے کسی کے متعلق مجھے یہ اختلاف نہیں ملا، البتہ بعض متاخرین کا اختلاف ہے انہوں نے ذکر کیا ہے کہ اضافہ مسجد میں سے نہیں ہے لیکن اسلاف میں سے کسی نے اس میں اختلاف نہیں کیا۔

۱۵۶۔ انسان کے دو پہلوؤں پر دو فرشتے مقرر ہیں جو اس کی حفاظت کرتے ہیں مگر آپ پر درود پڑھنے میں خصوصیت ہے۔

۱۵۷۔ آخری تشہد میں آپ پر درود شریف پڑھنا واجب ہے۔

۱۵۸۔ امام طحاوی اور حلیمی نے لکھا ہے کہ یہ چھینک کا جواب دینے سے کم نہیں ہے۔

۱۵۹۔ جس نے آپ پر اس امر سے درود شریف جس سے نفرت ہوتی ہو یا ہنسی آتی ہو یا درود میں قبر انور کو برا بھلا کہنے سے کنایہ کیا اس نے کفر کیا۔ اسے حکیم نے ذکر کیا ہے اور الخادم میں اسے نقل کیا ہے۔

۱۶۰۔ جس کے متعلق آپ نے فیصلہ کیا۔ اس کے فیصلے سے اس کے دل میں حرج پیدا ہوا تو اس نے کفر کیا۔ دیگر حکام کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ اس کا تذکرہ الاصطخری نے کیا ہے۔ انہوں نے اس کا تذکرہ ادب القضاء میں کیا ہے۔

ابن دحیہ نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے رب تعالیٰ کے اس فرمان سے استدلال کیا ہے:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۝ (النساء: ۶۵)

ترجمہ: پس (اے محبوب) تیرے رب کی قسم یہ لوگ مومن نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ حاکم بنائیں آپ کو ہر اس جھگڑے میں جو پھوٹ پڑا ان کے درمیان پھر نہ پائیں اپنے سینوں میں تنگی اس سے جو فیصلہ آپ نے کیا اور تسلیم کریں دل و جان سے۔

۱۶۱۔ آپ کے اہل بیت پر اشراف کا لفظ بولا جاتا ہے اس کا واحد شریف ہے اس سے مراد حضرت علی، عقیل، جعفر، اور عباس رضی اللہ عنہم کی اولاد ہیں۔ اسلاف سے اس طرح مروی ہے۔ اشراف سے مراد حضرت حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی اولاد کے ساتھ تخصیص معاویہ کے عہد میں ہوئی تھی اور انہوں نے اس کا اطلاق اولادِ حضرت سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا پر کیا ہے۔

۱۶۲۔ روایت ہے کہ آپ کی نور نظر رضی اللہ عنہا کو ماہواری نہ آتی تھی۔ بچے کی ولادت کے فوراً بعد وہ نفاس سے پاک ہو جاتی تھیں۔ ان کی ایک نماز بھی نہ رہتی تھی اسی لیے انہیں زہراء کہا جاتا تھا احناف میں سے صاحب الفتاویٰ الظہیریہ نے شوافع میں سے محب الطبری نے اس کا تذکرہ کیا ہے انہوں نے ذکر کیا ہے کہ وہ حوراء ادمہ طاہرہ مطہرہ ہیں۔ انہیں حیض نہ آتا تھا، نہ تو انہیں حیض کے وقت اور نہ ہی ولادت کے وقت خون آتا تھا۔

۱۶۳۔ جب ان کے وصال کا وقت آیا تو انہوں نے خود ہی غسل کیا وصیت کی کہ انہیں دوبارہ غسل نہ دیا جائے۔ انہیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے غسل دیا امام احمد نے اسے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے ابن جوزی نے اس روایت کا

تذکرہ موضوعات میں کیا ہے۔علماء نے ان کا تعاقب کیا ہے۔امام بیہقی نے حسن سند کے ساتھ حضرت اسماء بنت عمیس سے روایت کیا ہے کہ حضرت سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا نے وصیت کی تھی کہ انہیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ غسل دیں۔انہوں نے انہیں غسل دیا تھا۔ابن ابی شیبہ نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے ہی روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: میں نے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کو غسل دیا تھا۔امام بیہقی نے یہ کہہ کر ان کا تعاقب کیا ہے کہ اس وقت حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں۔صحیح کی روایت سے ثابت ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کے وصال کا علم نہ ہوا تھا۔حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے انہیں رات کے وقت دفن کر دیا تھا۔یہ کیسے ممکن ہے کہ ان کی زوجہ نے تو انہیں غسل دیا ہو لیکن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو علم نہ ہو۔انہوں نے الخلافیات میں لکھا ہے کہ احتمال ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو علم ہو گیا ہو اور انہوں نے پسند کیا ہو کہ وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی تمنا کو رد نہ کریں کہ وہ انہیں مخفی رکھنا چاہتے تھے۔الحافظ نے لکھا ہے۔ممکن ہے کہ ان روایتوں کو اس طرح جمع کیا جائے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اس کا علم ہو گیا ہو انہیں گمان ہو کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ انہیں تدفین کے لیے یاد کریں گے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ کا گمان ہو گا کہ وہ بلائے بغیر آجائیں گے۔حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی روایت سے اسی کی وضاحت ہوتی ہے امام احمد اور ابن منذر نے اسے ذکر کیا ہے انہوں نے اس کی صحت کا یقین کیا ہے انہوں نے اس روایت کو صحیح قرار نہیں دیا جس میں ہے کہ انہوں نے خود غسل کیا تھا اور انہوں نے وصیت کی تھی کہ انہیں دوبارہ غسل نہ دیا جائے۔

۱۶۴۔ لوگ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے محرم تھے جس کے ساتھ بھی وہ سفر کرتیں وہ محرم کے ساتھ سفر کرتیں تھیں۔دیگر خواتین اس طرح نہ تھیں۔امام طحاوی نے معانی الآثار میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

۱۶۵۔ آپ کے کچھ بال مبارک آگ میں گر پڑے تھے۔

۱۶۶۔ آپ نے گنجے کے سر پر دست اقدس پھیرا تو اسی وقت اس کے بال اگ آئے تھے۔

۱۶۷۔ آپ نے مریض پر دست اقدس پھیرا تو فوراً شفاء یاب ہو گیا۔

۱۶۸۔ آپ نے کھجوریں لگائیں تو وہ اسی سال پھل لے آئیں۔

۱۶۹۔ آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بلایا تو وہ فوراً اسلام لے آئے۔

۱۷۰۔ آپ کی مسبحہ انگلی دیگر انگلیوں سے طویل تھی۔

۱۷۱۔ آپ نے جس چیز کی طرف اشارہ کیا اس نے اطاعت کی۔

۱۷۲۔ جس چٹان کو روندھا اس پر نشانات پڑ گئے یہ جمادات کے ابواب میں گزر چکا ہے اس روایت کی کوئی اصل نہیں ہے

مداحین کی زبانوں پر رواں ہے۔

۱۷۳۔ آپ جس محلے میں تشریف لے گئے وہاں برکت نازل ہونے لگی۔

۱۷۴۔ رات کے وقت مسکرائے تو گھر روشن ہو گیا۔

۱۷۵۔ آپ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کے پروں کی آواز سن لیتے تھے جب وہ سدرۃ المنتہیٰ کی طرف چڑھتے تھے۔

۱۷۶۔ جب وہ وحی لے کر آپ کی طرف آتے تو ان کی خوشبو سونگھ لیتے تھے۔

۱۷۷۔ مسلمان آپ کی طرف ہجرت کرتے تھے۔

۱۷۸۔ آپ کا اس میں چڑھنا طویل تھا۔

۱۷۹۔ لوگوں کے لیے حرام تھا کہ وہ آپ کے کاشانہ اقدس میں داخل ہوں۔

۱۸۰۔ آپ نے اپنے لخت جگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نماز جنازہ نہ پڑھی۔ بعض علماء نے فرمایا ہے۔ آپ اپنے بیٹے کی نبوت کی وجہ سے نماز جنازہ سے مستغنی تھے جیسے شہید شہادت کی وجہ سے مستغنی ہوتا ہے۔ یہ الاسنوی کا قول ہے۔

۱۸۱۔ آپ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھی کسی اور شہید کی نماز جنازہ نہ پڑھی۔ آپ نے ستر بار ان پر تکبیر کہی۔

۱۸۲۔ ایک روز آپ نے غزوۂ احد کے شہداء کے لیے یوں دعا مانگی جیسے آپ میت کے لیے دعا مانگتے تھے۔ یہ ان کی تدفین سے آٹھ سال بعد کا واقعہ ہے۔ شیخان نے اسے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ صحیح میں ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل بقیع کی طرف تشریف لے گئے ان کے لیے دعا کی۔ حضرت قاضی نے بعض علماء سے نقل کیا ہے کہ احتمال ہے کہ یہ میت پر مشہور نماز جنازہ ہو۔ آپ کی خصوصیت ہو یا آپ نے ارادہ کیا ہو کہ آپ کی یہ دعا سب کو شامل ہو جائے کیونکہ ان میں ایسے افراد بھی تھے جو اس وقت دفن ہوئے تھے جس وقت آپ مدینہ طیبہ میں موجود نہ تھے یا آپ کو ان کے متعلق بتایا نہ گیا۔ آپ نے ان کی نماز جنازہ نہ پڑھی تھی آپ نے ارادہ فرمایا کہ آپ کی برکت ان سب کو عام ہو جائے۔

۱۸۳۔ روا ہے کہ آپ کے لیے یوں کہا جائے: آپ جیسے چاہیں فیصلہ فرما دیں۔ یہ صحیح اور موافق ہے۔ اصول میں اکثر علماء نے اسے صحیح کہا ہے لیکن یہ کسی عالم کے لیے روا نہیں ہے اسے سمعانی نے لکھا ہے کیونکہ اس کا رتبہ کم ہے۔

۱۸۴۔ آپ کے لیے (ایک قول کے مطابق) اجتہاد منع تھا، کیونکہ وحی کی وجہ سے آپ یقین پر قادر تھے۔ آپ کے عہد مبارک میں کسی دوسرے کے لیے بھی اجتہاد ممنوع تھا کیونکہ آپ کی کفایت کی وجہ سے وہ بھی یقین پر قدرت رکھتا تھا۔

۱۸۵۔ آپ کے عہد ہمایوں میں اجماع کے ساتھ اجماع منعقد نہ ہوتا تھا۔

۱۸۶۔ کسی نبی نے کبھی کوئی تصویر نہیں بنائی۔

۱۸۷۔ الہام، ملہم وغیرہ پر حجت ہوتا ہے اگر ملہم نبی ہو اور اسے علم ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اگر وہ ولی ہے تو پھر

اس طرح نہیں۔ امام سکی نے شرح المنار میں لکھا ہے اور امام یافعی نے کہا ہے: شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ نے اس کے مابین جو انبیاء سنتے ہیں اور اس کے مابین جو اولیاء سنتے ہیں فرق کیا ہے۔ انبیائے کرام کے الہام کو حدیث کہا جائے گا اس کی تصدیق لازم ہوگی اس کا رد کرنے والا کافر ہوگا لیکن اولیاء کرام کے الہام کو رد کرنے والے کو کافر نہیں کہیں گے۔

۱۸۸۔ آپ کے علاوہ کسی اور کو نہیں کہا جائے گا۔ اس طرح فیصلہ کرو جیسے تمہیں رب تعالیٰ دکھاتا ہے۔ اسے ابن منذر نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

۱۸۹۔ یہ نہیں سنا گیا کہ کوئی نبی کسی جنگ میں شہید ہوا ہو۔ اسے سعید بن منصور نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے۔

۱۹۰۔ وقف انبیاء کرام علیہم السلام کا خاصہ ہے۔ ان کے علاوہ کسی اور کا نہیں۔ احناف میں سے صاحب المبسوط نے لکھا ہے انہوں نے اس روایت کو اسی پر محمول کیا ہے۔ "ہماری وراثت نہیں چلتی۔ ہم جو کچھ چھوڑ کر جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ انہوں نے اسے امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کے اس قول سے مستثنیٰ قرار دیا ہے کہ وقف لازم نہیں ہوتا۔

۱۹۱۔ جب آپ کے پاس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حاضر ہوتے تو پہلے آپ سلام کرتے آپ فرماتے: السلام علیکم! اسی طرح جب آپ ان سے ملاقات کرتے تو پہلے آپ ہی سلام کرتے تھے جیسے کہ ارشاد ربانی ہے:

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ (الانعام: ۵۴)

ترجمہ: اور جب آئیں آپ کی خدمت میں وہ لوگ جو ایمان رکھتے ہیں ہماری آیتوں پر تو (ان سے) فرمائیے سلام ہو تم پر۔

اسے ابن منذر نے ابن جریج سے روایت کیا ہے۔ ہمارے حق میں سنت یہ ہے کہ داخل ہونے والا اور گزرنے والا پہلے سلام کرتا ہے اس کو ابتداء کرنا لازم ہے کیونکہ اسے ہی حکم ہے لیکن آیت سے عیاں ہے کہ امت میں سے پہلے آپ کو سلام کرنا کسی پر واجب نہیں۔

۱۹۲۔ آپ کے لیے اختصاص ہے کہ آپ خواب میں اللہ تعالیٰ کا دیدار کر سکتے ہیں۔ آپ کے علاوہ یہ کسی اور کے لیے جائز نہیں۔ یہ شیخ کا مؤقف ہے ابومنصور ماتریدی اسی پر ہیں۔

۱۹۳۔ لغت کا احاطہ صرف نبی ہی کر سکتا ہے اسے امام شافعی نے الرسالہ میں لکھا ہے۔

۱۹۴۔ جس خواب کی تعبیر انبیاء کرام علیہم السلام فرمادیں وہ یقیناً رونما ہو جاتی ہے یہ ابن جریر کا مؤقف ہے جبکہ کسی اور کی بتائی ہوئی تعبیر میں سے رب تعالیٰ جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے جو چاہتا ہے اسے باطل کر دیتا ہے یہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

۱۹۵۔ آپ نے ثعلبہ بن حاطب سے زکوٰۃ نہ لی کیونکہ اس نے جھوٹ بولا تھا۔ اس سے اسے سزا دیتے ہوئے نہ تو آپ نے نہ حضرت سیدنا صدیق اکبر نے نہ ہی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے زکوٰۃ لی، نہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس کی زکوٰۃ

قبول کی۔ یہ انہی کی خلافت میں مرگیا۔

۱۹۶۔ تمیمہ بنت وہب کو رفاعہ کی طرف نہ لوٹایا کیونکہ اس نے جھوٹ بولا تھا، نہ ہی اسے حضرت ابو بکر صدیق اور نہ ہی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے لوٹایا حضرت عمر فاروق نے فرمایا: اگر تم اس کے بعد میرے پاس آئے تو میں تمہیں رجم کردوں گا۔

۱۹۷۔ بد دیانتی سے لی ہوئی بالوں کی نکیل کو نہ لیا۔ ابو داؤد اور امام حاکم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب سپہ سالار اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مال غنیمت ملتا تو آپ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیتے وہ لوگوں میں اعلان کرتے وہ مال غنیمت لے آتے۔ آپ اس میں سے خمس نکالتے تھے بقیہ کو تقسیم فرمادیتے۔ اس کے بعد ایک شخص بالوں کی بنی ہوئی نکیل لے کر آیا۔ اس نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ مال غنیمت میں سے ہے۔ آپ نے فرمایا: کیا تو نے حضرت بلال کی تین دفعہ صدا نہیں سنی۔ اس نے عرض کی: ہاں! آپ نے فرمایا: پھر پہلے تو اسے کیوں لے کر نہ آیا؟ اس نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عذر قبول فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: تو روزِ حشر اس کے ساتھ آئے گا میں تجھ سے قبول نہ کروں گا۔ صرف ایک نبی ہی اپنے فرمان سے یہ کرسکتا ہے اور چھوڑ سکتا ہے اور یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے۔

۱۹۸۔ -----

۱۹۹۔ آپ کے آگے اور آپ کے پیچھے فرشتے مقرر ہیں جو رب تعالیٰ کے حکم سے آپ کی حفاظت کرتے ہیں یہ حضرت ابن عباس کا قول ہے کہ یہ آپ کی خصوصیت ہے۔

۲۰۰۔ اہل بیت کی مثال کشتی نوح کی سی ہے جو اس پر سوار ہو گیا وہ نجات پا گیا جو رہ گیا وہ غرق ہو گیا حاکم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے اہل بیت کی تم میں مثال کشتی نوح کی سی ہے جو اس پر سوار ہو گیا ہو نجات پا گیا جو رہ گیا وہ غرق ہو گیا۔

۲۰۱۔ جو اہل بیت اور قرآن کو پکڑ لے وہ گمراہ نہ ہوگا۔

۲۰۲۔ وہ امت کے لیے اختلاف میں امان ہیں۔

۲۰۳۔ وہ اہل جنت کے سردار ہیں۔

۲۰۴۔ رب تعالیٰ نے ان سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ انہیں عذاب نہ دے گا۔ یہ تفصیل ابھی آرہی ہے۔ وہ ان کے ساتھ بغض رکھنے والے کو آگ کے حوالے کرے گا۔ حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بنو عبدالمطلب میں نے رب تعالیٰ سے تین اشیاء مانگیں ہیں۔ یہ روایت ابھی گزری ہے۔ حاکم نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے اس ذات بابرکات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے جو میرے اہل بیت سے بغض رکھے گا رب تعالیٰ اسے آگ میں داخل کرے گا۔

۲۰۵۔ ایمان آدمی کے دل میں داخل نہیں ہوتا حتیٰ کہ وہ انہیں رب تعالیٰ کے لیے اور حضور اکرم ﷺ کی قرابت کے لیے محبت کرنے لگے۔

۲۰۶۔ جنہوں نے ان کے ساتھ مل کر جنگ کی، گویا کہ اس نے دجال کے ہمراہ جنگ کی۔ جس نے ان میں سے کسی ایک پر نیکی کی روز حشر آپ اس کے لیے کفایت کریں گے۔

۲۰۷۔ آپ ان میں سے ہر ایک کے لیے شفاعت کریں گے۔

۲۰۸۔ آدمی اپنے بھائی کے لیے اٹھے گا مگر بنو ہاشم کسی کے لیے نہ اٹھیں گے۔

۲۰۹۔ ایک قول یہ ہے کہ کسی کے لیے روا نہیں کہ وہ آپ کو امامت کرائے کیونکہ وہ نماز میں آپ کے آگے ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا، نہ نماز میں نہ ہی کسی اور امر میں، نہ ہی کسی عذر یا اور وجہ سے، اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو اس سے منع کیا ہے نہ ہی کوئی آپ کا شافع ہوگا۔ آپ نے فرمایا: تمہاری امت تمہاری سفارشی ہوگی۔ اسی طرح سیدنا صدیق اکبر نے کہا تھا: ابن ابی قحافہ کی یہ جرأت نہیں کہ وہ حضور اکرم ﷺ کے آگے آئے۔ اسے قاضی نے روایت کیا ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ صحیح روایت میں ہے کہ آپ نے حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کے پیچھے ایک رکعت پڑھی تھی۔ اسی طرح آپ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پیچھے بھی نمازیں پڑھیں۔

۲۱۰۔ آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے اہل بدر کو یہ خصوصیت بخشی کہ ان کی نماز جنازہ کے لیے چار سے زائد تکبیریں کہیں۔

۲۱۱۔ کوئی نبی اپنی قبر میں چالیس دن سے زائد نہیں رہتا۔ اسے اٹھالیا جاتا ہے۔ اسے امام ترمذی نے اپنی جامع میں اور عبدالرزاق نے مصنف میں ذکر کیا ہے۔

۲۱۲۔ آپ حق الیقین کی حقیقت سے مختص ہیں۔ الانبیاء کے لیے حقیقۃ الیقین خاص اولیاء کے لیے عین الیقین اور راولیاء کے لیے علم الیقین ہوتا ہے۔ اسے امام رافعی نے نقل کیا ہے۔

۲۱۳۔ انبیاء کرام علیہم السلام امور کے حقائق اور اولیاء کرام ان کی مثل سے آگاہ ہوتے ہیں۔

۲۱۴۔ رب تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام پر فرض کیا ہے کہ وہ معجزات کا اظہار کریں لیکن اولیائے کرام کے لیے ضروری ہے کہ وہ کرامات کو چھپائیں، تاکہ وہ فتنے میں مبتلاء نہ ہوں۔

۲۱۵۔ خطوہ انبیاء کرام علیہم السلام کے لیے وسوسہ اولیاء کرام کے لیے اور فکر عوام الناس کے لیے ہوتی ہے۔

۲۱۶۔ انبیائے کرام علیہم السلام کی ارواح ان کے اجسام سے نکلتی ہیں اور سبز پرندوں کے پیٹوں میں ہوتی ہیں۔

۲۱۷۔ روز حشر انبیاء کرام علیہم السلام کے لیے سونے کے مینار نصب کیے جائیں گے وہ ان پر بیٹھ جائیں گے۔ یہ مینار ان کے علاوہ کسی اور کے لیے نہ ہوں گے۔

۲۱۸۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ صرف مسجد میں ہی اعتکاف فرماتے تھے۔ یہ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

۲۱۹۔ ہر بچے کو شیطان پہلو میں مارتا ہے سوائے انبیاء کرام علیہم السلام کے۔

۲۲۰۔ جس نے آپ کے ساتھ نماز ادا کی آپ جان بوجھ کر پانچویں رکعت کے لیے کھڑے ہو گئے یا دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر دیا۔اس نے جان بوجھ کر آپ کی اتباع کی تو اس کی نماز باطل نہ ہوگی کیونکہ ممکن ہے آپ پر کمی وبیشی کے لیے وحی نازل ہوئی ہو، آپ کے بعد جب بھی مقتدی نے امام کی جان بوجھ کر اس میں اتباع کی تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی یا دو رکعتوں کے بعد سلام پھیرا اس نے جان بوجھ کر اس کی اتباع کر لی تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔(بکی)

۲۲۱۔ آپ روز حشر انبیاء کرام اور ان کی امم کے لیے گواہی دیں گے۔

۲۲۲۔ آپ جس راستے سے بھی گزرتے بعد میں گزرنے والا آپ کی خوشبو سے پہچان لیتا تھا کہ آپ اس رستے سے گزرے ہیں۔

۲۲۳۔ آپ کی دعا سے قبریں روشن ہو جاتی ہیں اسے قزوینی نے خصائص میں لکھا ہے۔امام مسلم نے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم سراپا کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ قبریں اپنے اہل کے لیے تاریکیوں سے لبریز ہوتی ہیں۔میری ان کے لیے دعا کی وجہ سے رب تعالیٰ انہیں منور کر دیتا ہے۔

۲۲۴۔ ایک قول یہ ہے جس جانور پر آپ نے سواری کی وہ اسی حالت پر رہا جس پر آپ نے اس پر سواری کی تھی۔وہ جانور بوڑھا نہ ہوا تھا۔اسے ابن السبع نے ذکر کیا ہے لیکن وہ روایت اس کا رد کر دیتی ہے جسے امام احمد نے روایت کیا ہے کہ آپ کی خچر کے دانت گر پڑے تھے کیونکہ وہ عمر رسیدہ ہوگئی تھی۔وہ اندھی بھی ہوگئی تھی۔یہ قزوینی نے کہا ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم!

غبارِ راہِ طیبہ
ذوالفقار علی ساقی
بروز اتوار صبح ۷:۰۰ بجے، ۲۹/۰۶/۱۴
۳۰ رشعبان ۱۴۳۵ھ